وَمَا اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

تنویر الأحوذی

اردو شرح

جامع ترمذی شریف

للإمام الحافظ ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ

ترجمہ
پروفیسر ابو انس محمد سرور گوہر حفظہ اللہ

فوائد الحدیث
فضیلۃ الشیخ حافظ فاروق الرحمن یزدانی حفظہ اللہ

حکم الحدیث
الشیخ علامہ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ

تخریج الحدیث
حافظ ابوبکر ظفر حافظ محمد انور زاہد

جلد اوّل

مکتبہ محمدیہ

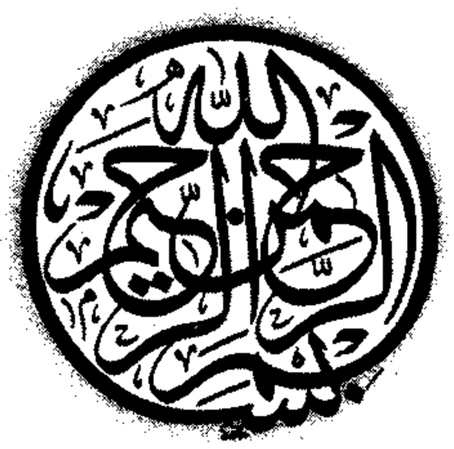

تنویر الاحوذی
اردو شرح
جامع ترمذی شریف

بسم الله الرحمن الرحيم

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ

كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ

اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ

كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ

اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

عمل

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

جدید کمپیوٹر ایڈیشن

عمدہ طباعت کیساتھ

نام کتاب: تنویر الاحوذی
اردو شرح
جامع ترمذی شریف

طابع ---------- عبدالرحمان عابد
طبع دوم ---------- مارچ 2025ء
تعداد ---------- 1100
قیمت ---------- -/ روپے

اسٹاکسٹ

مکتبہ اہل حدیث' امین پور بازار فیصل آباد
041-2629292, 0345-7709626

اسلامی کتب خانہ ڈاکخانہ بازار چیچہ وطنی ضلع ساہیوال
0346-7467125, 0303-7530314

مکتبہ محمدیہ
النور سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
Mob.: 0300- 4826023 ,0334-4842982
E:mail: maktabahmuhammadia@gmail.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عرضِ ناشر

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

امابعد! رب کریم کا فرمان ہے کہ رسول اللہ ﷺ جو کچھ تمھیں دیں اس کو پکڑ لو یعنی اپنالو اور جس چیز سے تمھیں روک دیں اس سے رک جاؤ۔ (القرآن)

⊛ اللہ تعالیٰ کی رسی یعنی قرآن کریم کے ساتھ انسان کا تعلق اس وقت تک مکمل نہیں ہوسکتا جب تک کہ قرآن کریم کی تشریح وتفسیر رسول اکرم ﷺ کی سُنت، حدیث یعنی آپ کے طریقہ سے نہ ہو، اور آپ ﷺ کے طریقہ کے ساتھ وابستہ ہونا اس وقت تک ناممکن ہے جب تک اس علم پر عمل نہ کیا جائے جو رسول اللہ ﷺ کے مشکوٰۃ نبوت سے ظاہر ہوا۔

⊛ زیر نظر کتاب احادیث نبوی ﷺ کا ایک اہم ذخیرہ ہے جو "جامع ترمذی شریف" کے نام سے مشہور ہے، یہ مجموعہ جہاں دینی مدارس کے نصاب میں شامل ہے تو وہیں یہ عام پڑھے لکھے افراد کے لیے بھی روشنی کا مینارہ ہے۔ اصولی طور پر اگر اس کی اہمیت کو دیکھا جائے تو احادیث کا یہ ایسا ذخیرہ ہے کہ جو ہر ایک مسلمان گھرانے کی اہم ضرورت ہے کیونکہ اس میں دین اسلام کے تقریباً ہر قسم کے مسائل درج ہیں کہ جن کو سمجھنا اور ان پر عمل کرنا ہر مسلمان کا دینی فریضہ ہے۔ حدیث کے بغیر قرآن حکیم کو سمجھنا، صرف ناممکن ہی نہیں بلکہ اسلام سے دامن چھڑانا ہے۔

⊛ "جامع ترمذی" کے کافی تراجم مارکیٹ میں موجود ہیں اور ہر ادارہ اپنی اپنی استطاعت کے مطابق اس کی طباعت میں کوشاں وروا ں دواں ہے۔

⊛ الحمدللہ ہم نے بھی اپنی استطاعت کے مطابق اس میں اپنا حصہ ڈالنے کی سعی کی ہے تاکہ رب کریم رسول اکرم ﷺ کے فدائین میں ہمارا نام بھی شامل فرمادے اس کتاب کا ترجمہ پروفیسر ابوانس محمد سرور گوہر صاحب نے سلیس اردو زبان میں کیا ہے۔ اور فوائد الحدیث فضیلۃ الشیخ حافظ فاروق الرحمن یزدانی حفظہ اللہ نے تنویر الاحوذی کے نام سے لکھے ہیں اور کوشش کی ہے کہ فوائد عام فہم، سلیس زبان میں ہوں تاکہ عام پڑھا لکھا آدمی بھی اس سے آسانی سے استفادہ حاصل کرسکے۔ اللہ تعالیٰ محنت قبول فرمائے۔

⊛ تقریباً بارہ صدی پہلے عربی میں ترتیب دیا جانے والا احادیث کا یہ ذخیرہ جو آج تک لاکھوں کی تعداد میں شائع ہوچکا ہے اور تقریباً تمام دینی مدارس وغیرہ میں شامل نصاب ہے۔

⊛ اس کتاب کی کمپوزنگ کے دوران ضرورت کے پیش نظر درج ذیل کچھ ترامیم کی گئی ہیں۔

⊛ الحمدللہ "جامع ترمذی" کے موجودہ ایڈیشن میں تخریج کا اہتمام کیا گیا ہے، اگر کوئی صاحبِ ذوق حدیث کی دوسری کتب سے استفادہ کرنا چاہے تو اسے دقت پیش نہ آئے۔

⊛ احادیث پر صحت وضعف کا حکم بھی علامہ ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ کے نسخہ کے مطابق لگادیئے ہیں تاکہ حدیث کی اہمیت واضح ہوجائے۔

⊛ جامع ترمذی کی احادیث کے نمبر شمار لگادیئے گئے ہیں اور اس کے لیے ہمارے ہاں قابلِ اعتماد نسخہ جات کو سامنے رکھا گیا ہے۔

⊛ لفظ "خدا" جو کہ فارسی، اردو کا کثیر المعنی لفظ ہے اس کو ترک کرکے "اللہ تعالیٰ" درج کیا گیا ہے جو کہ رب کریم کا ذاتی نام مع الصفۃ ہے۔

⊛ انبیائے کرام علیہم السلام کے نام سے "ؑ" حذف کرکے ناموں کی مناسبت سے علیہ السلام کو اپنایا ہے۔

⊛ نبی اکرم ﷺ کے نام کے ساتھ "ﷺ" اور صلعم کی بجائے پورا درود، یعنی ﷺ درج کردیا گیا ہے۔

⊛ نبی ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے نام کے ساتھ سیّدہ، ام المؤمنین یا امہات المؤمنین اور "ؓ" کی بجائے رضی اللہ عنہا یا رضی اللہ عنہن کو شامل کیا گیا ہے۔

❁ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام کے ساتھ حضرت کی بجائے سیّدنا اور "ؓ" کی بجائے رضی اللہ عنہ اور زیادہ کیلئے رضی اللہ عنہم لکھا گیا ہے۔

❁ اسی طرح صحابیات رضی اللہ عنہن کے نام کے ساتھ "سیّدہ" درج کیا ہے اور "ؓ" کی بجائے رضی اللہ عنہا یا رضی اللہ عنہن تحریر کیا گیا ہے۔ اسی طرح محدثین رحمہم اللہ کے ناموں کے ساتھ "ؒ" کی بجائے رحمہ اللہ یا رحمہم اللہ لکھا گیا ہے۔

یہ چند ایک ضروری باتیں صرف نیک خواہشات کے تحت کی گئی ہیں۔ کیوں کہ "ؐ" صلعم وغیرہ سے اصل مقصد حاصل نہیں ہوتا بلکہ پڑھنے والا یہاں سے خاموشی سے گذر جاتا ہے، صرف چند ہی لوگ ہوں گے جو دورانِ مطالعہ ایسے مقامات سے گذرتے ہوئے درود اور دعا سے کام لیتے ہوں۔ امید ہے کہ ان چیزوں سے کتاب کی خوب صورتی میں اضافہ کے ساتھ ساتھ پڑھنے والے کو نیکیوں کا وافر ذخیرہ بھی حاصل ہوگا، ان شاء اللہ العزیز۔

مکتبہ محمدیہ کی طرف سے یہ کاوش آپ کی خدمت میں پیش کی جارہی ہے، ان شاء اللہ العزیز آئندہ بھی ایسے قیمتی اور معلوماتی جواہر آپ کی خدمت میں پیش کرتا رہے گا۔ قارئین کرام سے انتہائی مؤدبانہ گذارش ہے کہ اگر کتاب میں کوئی غلطی رہ گئی ہو تو میرے ساتھ تعاون کرتے ہوئے مجھے اس سے ضرور آگاہ کیجئے تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کو درست کر دیا جائے۔

اس کتاب کی تیاری میں محترم حافظ ابو بکر ظفر حفظہ اللہ اور محترم حافظ انور زاہد حفظہ اللہ کہ جنھوں نے اس کتاب کی تحقیق و تخریج، تسہیل و تزئین میں اپنی سی محنت کر کے آسانی پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اُمید ہے کہ دوستوں کے اس کام کو سراہا جائے گا۔ اور بھائی عامر سہیل کا بھی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے کمپوزنگ کی بار بار تصحیح کے مراحل کو خندہ پیشانی سے قبول کیا اور اپنے لیے زاد راہ میں حصہ بنایا۔ اور بھائی حافظ عمر فاروق مکتبہ اہل حدیث، فیصل آباد کا بھی تعاون خاص حاصل رہا، جس کی وجہ سے کتاب پایہ تکمیل کو پہنچ سکی۔ اللہ تعالیٰ ان کے ہر قسم کے تعاون کو قبول فرمائے، آمین!

کسی کے احسان کا بدلہ چکانا بہت مشکل کام ہے اور پھر میرے جیسا ضعیف و ناتواں، اپنے دوستوں کا کس طرح احسان چکا سکتا ہے، میں ان کے خلوص بھرے تعاون پر ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ان کے لیے دست بہ دعا ہوں کہ اے میرے پروردگار! اس کتاب کی تیاری میں ان دوستوں کے علاوہ جن دوستوں نے مجھ سے جس قسم کا بھی تعاون کیا ہے تو ان پر اپنے فضل و کرم، احسانات، بخششوں اور رحمتوں کے دروازے کھول دے کیونکہ تیرے علاوہ کوئی بھی ان چیزوں کا مالک نہیں۔

سب سے پہلے میں اللہ ربّ العزت کا شکر گذار ہوں کہ اس نے مجھ جیسے حقیر آدمی کو اس کام کی توفیق عطا فرمائی اور اپنی مہربانی اور فضل و کرم سے اس کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ ھٰذا من فضل ربی۔ اے منعم حقیقی! تو میری اس کاوش کو اپنے دربار میں درجہ قبولیت سے نوازتے ہوئے مجھے، میرے والدین، بہن بھائیوں، اہل عیال اور ان دوستوں کو صحیح معنوں میں محمد رسول اللہ ﷺ کا امتی بنا۔

اے غافر الذنب و قابل التوب ہم تمام کی غلطیوں اور لغزشوں پر پردہ پوشی فرما کر ہمیں جنّت الفردوس میں نبی ﷺ کا قُرب نصیب فرما، کہ تیرے خزانہ میں کمی نہیں، تو ہر چیز پر قادر ہے، تو علیم بذات الصدور ہے اور تو ہی غفور رحیم اور رؤوف بالعباد ہے۔

یا رحیم و کریم امام ترمذی رحمہ اللہ کو بھی بہشت جاوید میں اعلیٰ درجات نصیب فرما۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

اَللّٰهُمَّ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِىْ وَعَدْتَّهٗ۔ اِلٰهَ الْحَقِّ اٰمِيْنَ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ۔

عبد الرحمان عابد

مارچ ۲۰۲۳ء

"حرف چند"

حضرت العلام علامہ عبد العزیز علوی حفظہ اللہ تعالیٰ
شیخ الحدیث جامعہ سلفیہ فیصل آباد

الحمد للہ و کفی و الصلاۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفی، اما بعد!

دوسری صدی ہجری میں جب تدوین احادیث کا سلسلہ شروع ہوا تو آغاز میں مغازی، سیرت اور زہد و سلوک پر کتابیں لکھی گئیں پھر احادیث کی روشنی میں تفسیر کتاب اللہ پر کام ہوا۔ اور آہستہ آہستہ بتدریج یہ سلسلہ روز بروز بڑھتا گیا اور مختلف محدثین نے اپنے اپنے ذوق و جذبہ کے تحت مختلف عناوین پر کتابیں لکھیں۔

مؤطا کے نام سے مصنفات، عسانیر، مستخرجات، جوامع اور سنن کے نام سے کتابیں ظاہر ہوئیں "جامع کتاب" جوامعات میں ان کا نام ہی ان کی جامعیت پر دلالت کرتا ہے صحاح الستہ میں دو کتابیں جامع کہلائیں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب اور ان کے شاگرد رشید امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب، جو مضامین کے اعتبار سے جامع ہے اور اپنی ترتیب و تدوین کے لحاظ سے سنن میں شمار ہوتی ہے۔ دین حنیف کی اصل حقیقت سے آگاہی اور شناسائی کے لحاظ میں بہترین طریقہ اور اسلوب، منہج وہ ہے جو امام شافعی اور امام محمد رحمہما اللہ کے مناظرہ سے سامنے آیا ہے، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا۔

ایھما اعلم صاحبنا او صاحبکم دونوں میں علم کے اعتبار سے کسے برتری اور تفوق حاصل ہے ہمارے استاد یعنی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو یا تمہارے استاد امام مالک کو؟ امام شافعی نے جواب دیا: علی الانصاف، انصاف کی بنیاد پر؟ کہا: ہاں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا: اللہ تعالیٰ کے واسطے سے بتاؤ دونوں میں سے قرآن کا بڑا عالم کون ہے؟ میرا استاد یا تمہارا استاد۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا: اللہ کی قسم! صاحبکم "تمہارا استاد"۔ پھر پوچھا: اللہ کے نام پر بتاؤ ثم اعلم بالسنۃ 'سنت سے زیادہ آگاہ کون ہے؟ جواب دیا: اللہ کی قسم! تمہارا استاد۔ پھر پوچھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور پہلے لوگوں کے اقوال سے زیادہ واقف کون ہے؟ ہمارا استاد یا تمہارا استاد؟ جواب دیا: اللہ کی قسم! تمہارا استاد۔ اس پر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا: تو پھر قیاس باقی رہا۔ اور قیاس کی اساس و بنیاد قرآن و سنت، صحابہ کرام اور متقدمین کے آثار و اخبار پر ہے جس کے پاس ان چیزوں کا علم کم ہوگا اس کا قیاس کیسے درست ہوگا۔؟

جامع ترمذی کی مختلف الخیال اور مختلف مسالک کے اہل علم و اہل فہم و دانش نے کئی ایک شروحات لکھی ہیں اور آج تک لکھی جا رہی ہیں اور آئندہ بھی لکھی جاتی رہیں گی اور شرح و تفسیر اور تفصیل کا بہترین طریقہ یہی ہے کہ شرح قرآن و سنت اور صحابہ

کرام اور متقدمین اہل علم سے خوشہ چینی کرتے ہوئے لکھی جائے اور "ہر گلے را رنگ و بو دیگر است" کہ تحت ہر انسان اپنے ذوق و شوق، ذہانت اور فطانت، دیانت وامانت وسعت مطالعہ وسعت فکر و ذہن کے مطابق لکھتا ہے ہمارے عزیز محترم و مکرم اور فاضل دوست الشیخ الاستاد جو مدرس و امام بھی ہے اور مصنف و صحافی بھی' دعوت وارشاد کا دھنی بھی اور مناظر بھی ہے جس کا نام نامی اور اسم گرامی اسم بامسمی فاروق الرحمن یزدانی ہے اور فاروق مبالغہ کا صیغہ ہے اور فاعل کی طرف اضافت ہے جس کا معنی یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے حق و باطل' صحیح و غلط اور درست و نادرست کی جانچ پرکھ کا بہت ہی سلیقہ دیا ہے۔ محترم اپنے مسلک میں انتہائی متصلب، پختہ ہیں اور اس کے لیے عصبیت اور حمیت و غیرت رکھتے ہیں اور اس کے مخالفین کے لیے ننگی تلوار ہیں۔ اپنے مسلک کے متعلق وہ کسی قسم کی مداہنت اختیار نہیں کرتے' کیونکہ اس پر انہیں فخر ہے۔ اس نے بھی اپنی بہت محنت اور وسعت ظرفی اور وسعت فکر اور وسعت مطالعہ سے کام لیتے ہوئے "تنویر الاحوذی" کے نام سے ایک مبسوط اور مفصل شرح لکھی ہے اللہ تعالیٰ اسے شرف قبولیت سے نوازے۔ اور اسے اس کے اساتذہ اہل و عیال اور معاونین' شائع کرنے والے حضرات کے میزان حسنات میں داخل فرمائے۔ آمین صد ہا بار۔

محتاج دعا

حافظ عبد العزیز علوی حفظہ اللہ تعالیٰ

غفر اللہ لہ ولوالدیہ واساتذتہ واحبائہ واخوانہ وابنائہ وبناستہ

۲۱ جنوری ۲۰۲۳ء بعد از نماز ظہر

تقریظ

شیخ الحدیث والتفسیر حافظ محمد الیاس اثری حفظہ اللہ، شیخ الحدیث جامعہ محمدیہ، گوجرانوالہ

عزیزم جناب مولانا فاروق الرحمن یزدانی میرے تعارف کے محتاج نہیں ہیں، انہوں نے رجاء لاندراج فی تلك المسالك، کے مصداق آئمہ حدیث کے سلسلة الذهب میں اپنے آپ کو پرونے کے لئے جامع الترمذی کی اردو شرح بنام "تنویر الاحوذی" لکھی ہے "من آنم کہ من دانم" انہوں نے مجھے بھی اس عمل میں شریک کرنے کے لیے اس کا ایک حصہ ارسال کیا، میں نے اس کے چیدہ چیدہ مقامات دیکھے' اس سے قبل بھی جامع الترمذی پر بڑا کام ہو چکا ہے مگر "ہر گلے را رنگ و بو دیگر است" کے مصداق انہوں نے اپنے ذوق کے مطابق اس کی تحلیل کی ہے' جن مسائل پر قلم اٹھانا چاہیے تھا انہوں نے وہاں قابل قدر تحقیق سے احباب کو آگاہ کیا ہے اللہ پاک ان کی محنت و کاوش کو قبول فرمائیں۔ آمین

میرے عزیز بھائیو! انہوں نے اپنی خداداد صلاحیتوں کو آپ بھائیوں کے سامنے رکھ دیا ہے اب قارئین کو چاہئے کہ وہ اس سے بھرپور مستفید ہوں اور عملی زندگی میں آکر دوسروں کو بھی دعوت دیں۔ کہ دوسرے لوگ بھی قرآن و حدیث کی تعلیم کی دعوت دیں کہ وہ دین کا علم حاصل کریں۔ کیونکہ نجات دہندہ یہی ہے۔

اصل دین آمد کلام اللہ معظم داشتن
پس حدیث مصطفیٰ برجاں مسلم داشتن

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ خود بھی دین کے داعی تھے، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات کو یکجا کر کے سب کو دعوت دی ہے کہ ان کو پڑھو، عمل کرو اور دوسروں کو عمل کی دعوت دو کہ وہ بھی عمل کریں۔ تو دونوں جہان کی کامیابی ان کا مقدر ہو گی ائمہ حدیث نے قرآن و حدیث کے ذریعے لوگوں کا فکری جمود توڑ کر فکری آزادی جیسی ہمت بخشی ہے۔ مگر المیہ یہ ہے کہ جو ساری دنیا میں فکری آزادی کی تحریک چلانے والے تھے ان کو بھی جمود و تقلید کے بندھنوں میں جکڑنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

اس ملک میں فکری حریت کے داعی حضرات کے بارے میں زہریلا پروپیگنڈا کیا جاتا ہے کہ یہ لوگ بھی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے مقلد ہیں جن کی کتب کی تبویب نے ان کے مزعومات کی چولیں ہلادی تھیں ان کے بارے میں یہ کہنا بالکل درست نہیں ہے۔

"کجا لن ترانی کجا شان اسراء... کجا طور سینا کجا فلق اعلیٰ"

میرے بھائیو! فکری جمود کے قائلین نے بڑی کوشش کی کہ صحاح ستہ کو کسی طرح حنفی بنالیا جائے اس کے حواشی لکھے' تعلیقات لگائی گئیں، تاویلات کے ہتھیار بھی خوب استعمال کئے گئے قطع و برید سے بھی پرہیز نہ کیا گیا اس قدر زور لگانے کے باوجود احادیث کا حسن صرف قائم ہی نہ رہا بلکہ خوب چمکا؛

وکل یدعی وصلاً لللیلی ولیلی لا تقر له بذاك

ائمہ حدیث نے ثابت کیا ہے کہ اسلام کی قوت کا راز دعوت میں ہے 'قرآن وحدیث کی جس قدر دعوت دی جائے گی۔ اسی قدر لوگ جمود و تقلید کی پابندیوں سے آزاد ہو جائیں گے اور قرآن وحدیث پر عمل کرنے میں راحت و سرور محسوس کریں گے۔ قرآن و حدیث کے داعی حضرات کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اپنی طبعی سختی کو نرمی میں تبدیل کرنے کی کوشش کریں۔ لوگوں کی طعن و ملامت کو برداشت کرتے ہوئے الفت والی زبان اور پیار والے رویے سے دعوت کے کام میں سب کچھ لگانے والے بن جائیں۔

زمانہ بڑے شوق سے سن رہا تھا
ہمیں سو گئے داستاں کہتے کہتے

یاد رکھنا! لوگ رسم ورواج سے تنگ آچکے ہیں بدعات ومحدثات سے بچنا چاہتے ہیں وہ کسی نجات دہندہ داعی کے منتظر ہیں۔

عزیزان من! عقائد کا بگاڑ' دینی فکر وسوچ کا فقدان، اخلاقی انحطاط اور علمی کوتاہی جس تیزی سے مُسلمانوں میں آرہی ہے یہ تمام تر دعوت دین میں کوتاہی کا نتیجہ ہے یا پھر عملی دعوت صحیح منہج پر نہیں دی جارہی۔ یا راہ اعتدال سے ہٹ جانے کی بنا پر ہے۔

ہم دنیا میں جنتی بننے کے لیے آئے تھے، ہر آدمی دعوت دینے کا پابند ہے، بلغوا عنی ولو آیة، کے مصداق ہر ایک دعوت دین دینے کا پابند ہے۔ کنتم خیر امة... کا اعزاز بھی اس امت کو دعوت پر آمادہ کرنے کے لئے ہے۔

آخر میں عرض ہے کہ ہم اگر جمعہ پڑھاتے ہیں تو پانچ فیصد، لوگوں کو ترجمہ پڑھاتے ہیں تو بھی اتنے ہی فیصد ہوتے ہیں، درس دیتے ہیں یا نماز پڑھاتے ہیں تو بھی پانچ فیصد کو ہی پڑھاتے ہیں۔ اسلام صرف مسجد کی چار دیواری تک محدود ہو گیا ہے قرآن و حدیث والوں کو اٹھ کھڑا ہونا چاہئے اور اتنی محنَت کرنی چاہئے کہ مساجد تنگی داماں کی شکایت کریں۔ اللہ پاک حضرت مولانا موصوف کی محنَت قبول فرمائے۔ اور اس کتاب کو لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بنائے۔ (آمین)

الراقم: خادم القرآن والحدیث
العبد محمد الیاس اثری گوجرانوالہ
۱۲ جمادی الاول ۱۴۴۴ھ / ۶ جنوری ۲۰۲۳

تاثرات

از شیخ الحدیث مولانا حافظ محمد عباس انجم گوندلوی حفظہ اللہ تعالیٰ، گوجرانوالہ

اس جہاں کا خالق و مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے اور اس نے اسے بے کار پیدا نہیں کیا۔ بلکہ اسے بامقصد وجود میں لا کر وہ اس کا سارا نظام اپنی تدبیر سے بروئے کار لا رہا ہے اور اس معمورہء عالم میں جو کچھ ہو رہا ہے یہ اس شہنشاہ کبریاء کے حکم اور ارادہ سے ہو رہا ہے درخت کا ایک پتہ اور ریت کا ایک ذرہ بھی اس کے حکم کے بغیر حرکت نہیں کر سکتا یہ آسمان جو بغیر ستون کے کھڑا ہے یہ وسیع زمین یہ مضبوط پہاڑ اور یہ رواں دواں دریا اور موجزن ہونے والے سمندر یہ رات دن کا آنا جانا یہ آفتاب و ماہتاب اور چمکتے ہوئے ستاروں کا اپنے اپنے مدار میں چلن اور ہواؤں کا رخ بدلنا یہ سب اس مدبر کائنات کے حکم سے ہے تاکہ یہاں انسان اس کے بھیجے ہوئے نظام حیات پر عمل کرے اور اپنے آخری ٹھکانہ کے طور پر جنّت میں جانے کی فکر کرے۔

یہ اس مالک بے ہمتا کا فضل ہے کہ اس نے انسان کے لئے جہاں جسمانی ضروریات ولوازمات کا اہتمام کیا ہے وہاں اس نے اس کی آخرت کی فوز و فلاح کے لئے روحانی ضروریات بھی پوری کی ہیں۔

یہ اللہ تعالیٰ کے کلام قرآن مجید اور آخر زماں پیغمبر سیّد محمد ﷺ کی حدیث کی صورت میں ہے۔ یہ دونوں چیزیں اللہ کا آخری پیغام ہیں اور رسول اکرم ﷺ نے اس دنیا سے جاتے ہوئے جو آخری وصیت کی وہ یہی تھی میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں ایک اللہ کی کتاب دوسری میری سُنت وحدیث، تم جب تک ان دونوں پر کاربند رہو گے کبھی گمراہ نہ ہو گے (مؤطا... مستدرک حاکم)

اب قیامت تک یہی قانون چلے گا اور زندگی کے ہر شعبہ میں یہی رہنمائی کرے گا اسے قبول کرنے والا جنّت میں گھر بنائے گا اور اس سے روگردانی کرنے والے کا ٹھکانہ دوزخ ہو گا۔

آج دنیا میں بے شمار علوم ہیں مگر ان سب سے اعلیٰ اور راہ نجات علم اور ہر عیب سے پاک یہ صرف قرآن وحدیث کا علم ہے جو ان سے وابستہ ہو گا وہ بہت ہی زیادہ خوش قسمت ہے یہ وہ سرمایہ حیات ہے جس طرح یہ زمانہ رسالت میں مفید تھا آج بھی ہے اور قیامت تک رہے گا۔

قرآن پاک محفوظ ہونے پر سب کا اتفاق ہے سوائے ایک غیر معقول فرقہ کے مگر حدیث کو کئی لوگ غیر محفوظ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ محدثین رحمہم اللہ میں سے جو بھی دنیا سے جا چکے ہیں ان کی قبریں نور سے بھرے اور جنّت میں اعلیٰ مقام سے نوازے۔ اور جو اب بھی خدام حدیث ہیں اللہ تعالیٰ ان کی مساعی جمیلہ میں برکت ڈالے انہوں نے حدیث کے لئے خود کو وقف کر کے اور حدیث کا تحفّظ کر کے ثابت کر دیا ہے کہ حدیث کی وحی بھی قرآن کی مانند محفوظ ہے۔

قافلہ حدیث کے شاہسواروں میں سے اور معرکہ حدیث کے سالاروں میں ایک سالار عظیم ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسیٰ بن ضحاک سلمی ترمذی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

انہوں نے شب وروز خود کو حدیث کے لئے وقف کر رکھا تھا (رحمہ اللہ) اور ایسے اخلاص سے کام کیا کہ آپ کی اس کتاب کو یہ شرف ملا جس نے منکرین حدیث نے جو حدیث کو غیر محفوظ کہتے ہیں ان کا منہ بند کر دیا ہے علمائے کرام اہل حجاز، اہل عراق اور خراسان والوں نے اس پر اتنی پسندیدگی کا اظہار کیا۔ کہا جس گھر میں یہ حدیث کی کتاب ترمذی ہے گویا کہ اس گھر میں نبی بات کرتا ہے (مقدمہ تحفۃ الاحوذی صفحہ ۱۷۵) ترمذی کی شروحات عربی زبان اور اردو میں بہت ہیں مگر مناظر اسلام، خطیب دلپذیر اور جامعہ سلفیہ فیصل آباد کے منجھے ہوئے مدرس حضرت مولانا فاروق الرحمن یزدانی حفظہ اللہ نے اس کتاب کے فوائد لکھ کر ایک جدید طرز واداء سے ہمیں علمی فائدہ دیا ہے۔

راقم نے اس کتاب کی جلد سوم پر سرسری سی نظر ڈالی ہے۔ یہ ایک علمی کاوش اور نئی نسل کے لئے اطمینان افزا طریقہ ہے کہ حدیث کا حکم صحیح وغیرہ اور تخریج بھی بیان ہوئی ہے۔ اور فوائد میں حضرت یزدانی حفظہ اللہ نے حدیث کے متن کا مفہوم نہایت شاندار انداز میں تحریر کیا ہے جس سے حدیث کا مطلب مکمل سمجھ میں آتا ہے اور ایک خوبی یہ ہے یہ عوام الناس میں سے اردو دان طبقہ کے لئے اور آسان کر دیا ہے کہ وہ الجھ نہ جائیں آئمہ کے اقوال کے اختلاف کو بیان کرنے سے گریز کیا ہے اور راجح قول بتا دیا ہے۔ اور ایک خوبی یہ ہے کہ حدیث کا مفہوم دور حاضر پر چسپاں کیا گیا ہے اور ایک بات راقم کو خوب لگی ہے کہ باطل فرقوں کے نظریات جو حدیث کی زد میں آتے ہیں ان کی عمدہ انداز میں تردید کی گئی ہے۔

ہر صورت راقم کے خیال میں خدمت حدیث کا یہ ایک اہم وقیع حصہ ہے اور مفید علمی اضافہ ہے لہٰذا مدرسین حضرات، خطباء حضرت اور اردو دان طبقہ طلباء وطالبات مدارس اس سے فائدہ اٹھائیں راقم یزدانی صاحب کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتا ہے۔ اور آخر میں دعا والتماس ہے اس رب ذوالجلال کی بارگاہ میں وہ اس کتاب کو شرف قبولیت سے نوازے اس کے شارح اور اس پر کسی طور پر محنت کرنے والے اس کے معاونین وناشرین اور اسے پڑھنے والے اور یہ چند سطور لکھنے والے سب کو دنیا و آخرت میں اس کی جزائے خیر دے۔ اور ہمارا محدثین کرام کے قدموں میں حشر کرے۔ اور جنّت میں وہ ہستی نامدار جن سے حدیث کی وحی کے سوتے پھوٹتے ہمارے مولا و آقا سیّد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نصیب کرے۔ آمین (وصلی اللہ علیہ وسلم)

(حافظ) محمد عباس انجم گوندلوی (حفظہ اللہ تعالیٰ)

مسجد صدیقیہ ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ

۲۸-۱۲-۲۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

الحمد للہ الذی کسا اھل الحدیث رداء الشرف والتعظیم واعلی ذکرھم فی کل اقلیم والصلوٰۃ والسلام علی امام اھل الحدیث سید الانبیاء والمرسلین الاخیار وعلی آلہ واصحابہ الطیبین الاطھار وکلھم اھل الحدیث من الابرار۔ اما بعد!

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝﴾(الاعراف:۳)

اللہ تعالیٰ نے انسان کی رشد وہدایت کے لیے وحی کے نزول کا سلسلہ جاری فرمایا اور پھر اس وحی کی تشریح وتوضیح اور عملی نمونہ پیش کرنے کے لیے انبیاء ورسل علیہم السّلام کو مبعوث فرمایا۔ کیونکہ انسان کی زندگی کا مقصد ہی اللہ رب العزت کی بندگی کرنا تھا اس لیے اس راہنمائی کا آغاز بھی اس روئے زمین پر سب سے پہلے انسان سیّدنا آدم علیہ السلام سے فرمادیا:

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَاىَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝﴾(البقرہ:۳۸)

اس سلسلہ مبارکہ کی تکمیل امام الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر بایں الفاظ ارشاد فرمائی:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾(المائدہ:۳)

سیّدنا آدم علیہ السلام سے سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیائے کرام علیہم السلام ایک خاص قوم' علاقے اور مخصوص وقت کے لیے مبعوث کیے گئے، لیکن امام اعظم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت کو ساری کائنات کے لیے اور قیامت تک کے لیے قرار دیا۔

ارشاد خداوندی ہے: ﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَاۗفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا﴾(سبا:۲۸)

اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان نبوت سے ارشاد فرمایا: انا خاتم النبیین لا نبی بعدی (ابوداؤد) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان نبوت کے بعد جہاں سابقہ تمام منزل من اللہ شریعتیں منسوخ ہوگئیں وہاں آئندہ بھی قیامت تک کسی دوسری شریعت اور دین کی کوئی ضرورت باقی نہ رہی۔ تبھی تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ﴿اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۭ﴾ کہ اب تمام لوگوں کے لیے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی شریعت (جو کہ قرآن مجید اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں موجود ہے) کی اطاعت واتباع لازم وضروری ہے اور جو کچھ بھی قرآن وحدیث کے خلاف ہوگا اس کی پیروی جائز بھی نہیں۔

اس صاف شفاف، کامل واکمل اور عظیم المرتبت ورفیع الشان دعوت کے مقابلے میں ایک گروہ تو وہ تھا جس نے صاف صاف کہہ دیا کہ ﴿سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا﴾ ہم نے سن تو لیا ہے لیکن ہم مانتے نہیں بلکہ انہوں نے اپنے قبیل کے لوگوں کو یہ تعلیم بھی دی کہ ﴿وَلَا تُؤْمِنُوْٓا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ﴾ (آل عمران:۷۳)

ان لوگوں کے ساتھ ایک دوسرا گروہ بھی تھا جس نے یہ مطالبہ کر دیا کہ یا تو اس قرآن مجید کو تبدیل کر کے اس کی جگہ کوئی

دوسری کتاب لے آئیں یا پھر اس میں کچھ تبدیلی کر لیں (جو ہمیں قابل قبول اور ہماری خواہش کے مطابق ہو) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:
﴿وَ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ ؕ﴾ (یونس:۱۵) اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ کو یہ پیغام دیا: ﴿قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۚ﴾ "کہ آپ ﷺ ان لوگوں کو بتادیں کہ قرآن مجید میں کسی بھی قسم کی تبدیلی میرا حق اور اختیار نہیں میں تو صرف اس چیز کی اتباع و پیروی کا پابند ہوں جو میری طرف وحی کی جاتی ہے"۔

کیونکہ یہ میں اپنی طرف سے تو تمہیں سناتا نہیں ہوں اس سے پہلے میں نے کتنی عمر تم میں گذاری ہے اس وقت تو میں نے تمہیں کوئی بات کہہ کر اس کی اطاعت کو تم پر لازم قرار نہیں دیا کیونکہ اس وقت اللہ تعالیٰ نے مجھے کوئی ایسا حکم ارشاد نہیں فرمایا تھا اب جبکہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی کا نزول فرمایا ہے تو اس کی اتباع میں بھی کرتا ہوں اور تمہیں بھی اس کی پیروی کا حکم دیتا ہوں، بلکہ فرمایا:
﴿اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝﴾ (یونس:۱۵)

اسی بنا پر آپ ﷺ نے اپنی امت کو بھی یہ پیغام دیا کہ **من اطاعنی دخل الجنة ومن عصانی فقد ابی** (بخاری)
"کہ جس شخص نے میری اطاعت کی وہ جنّت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے جنّت میں جانے سے انکار کر دیا" (یعنی جنّت میں نہیں جائے گا)۔

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:
﴿وَ مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا ۝﴾ (النساء:۱۱۵)
"جس شخص نے رسول (ﷺ) کی مخالفت کی ہدایت کے واضح ہو جانے کے بعد اور مومنوں کے علاوہ کسی دوسرے راستے (طریقے) کی پیروی کی تو ہم اس کو اسی طرف پھیر دیتے ہیں جس طرف وہ پھرا اور ہم اسکو جہنم میں ڈال دیں گے اور وہ برا ٹھکانہ ہے"۔

اس تفصیل اور تبیان کے بعد چاہیے تو یہ تھا کہ کہ ہر مومن مسلمان اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ وحی کو من و عن اس کی روح اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی منشاء کے مطابق قبول کرتے کہ ایک مومن کی شان ہی یہی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا فرمان سن کر کہے کہ ﴿سَمِعْنَا وَ عَصَيْنَا﴾ (النور:۱۵)

نیز کسی بھی مومن مسلمان کو یہ حق بھی نہیں کہ وہ مومن بھی کہلائے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے احکامات میں کمی بیشی بھی کرے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان عالی شان ہے:
﴿وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۝﴾ (الاحزاب ۳۶)

عملی مظاہرہ کرتے ہوئے یہاں تک کہہ دیا۔

ان کل ایۃ تخالف اصحابنا فانہا تحمل علی النسخ اوعلی الترجیح والاولیٰ ان تحمل علی التاویل من جھۃ التوفیق (اصول کرخی۔۱۱)

"بے شک ہر وہ آیت جو ہمارے اصحاب کے خلاف ہوگی تو اس کو منسوخ تصور کیا جائے گا یا ترجیح دی جائے گی لیکن بہتر یہ ہے کہ اس آیت کی کوئی تاویل کرلی جائے۔"

نیز لکھتے ہیں:

ان کل خبر یجیء بخلاف قول اصحابنا فانہ یحمل علی النسخ اوعلی انہ معارض بمثلہ ثم صار الی دلیل آخر او ترجیح فیہ بما یحتج بہ اصحابنا من وجوہ الترجیح او یحمل علی التوفیق و انما یفعل علی ذالک علی حسب قیام الدلیل فان قامت دلالۃ النسخ یحمل علیہ وان قامت الدلالۃ علی غیر صرنا الیہ (اصول کرخی ۱۱)

"بے شک ہر وہ حدیث جو ہمارے مذہب کے خلاف ہوگی تو اس کو منسوخ سمجھا جائے گا یا پھر یہ سمجھا جائے گا کہ اس کے مقابلہ میں کوئی اس جیسی اور حدیث ہے پھر کوئی اور دلیل تلاش کی جائے گی یا ترجیح تصور کی جائے گی جس کی بنا پر ہمارے اصحاب (حنفی عُلماء) نے احتجاج کیا ہے یا اس میں تطبیق دی جائے گی ورنہ کوئی اور دلیل تلاش کی جائے گی"۔

مطلب! جو ہو سکا کریں گے لیکن حدیث پر عمل نہیں کریں گے انا للہ وانا الیہ راجعون انہی میں سے بعض لوگوں نے دوسرے گروہ کی موافقت کرتے ہوئے قرآن وحدیث میں تحریف و تبدل کیا جس کی ایک جھلک ایضاح الادلہ ص ۹۷، مُصنفہ مولانا محمود الحسن دیوبندی، مسند حمیدی ص ۱۷۷، مصنف ابن ابی شیبہ جلد نمبر ا صفحہ نمبر ۳۹۰، اور ابو داؤد ص ۲۰۲/ اوغیرہ میں دیکھی جاسکتی ہے۔

اسی طائفہ ضالہ میں سے ایک گروہ نے احادیث کی تاویلات باطلہ کے ذریعے اپنے من چاہے مطالب و مفاہیم کشید کر کے اپنے غلط موقف اور منہدم ہوتے تقلیدی مذہب کو سہارا دینے کی کوشش کی، جس کی چند ایک مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

(ا) ملا علی قاری حنفی نے "مشکوۃ المصابیح" کی شرح "المرقاۃ المفاتیح" کے نام سے تحریر کی تو اس کے متعلق خود بیان کرتے ہیں کہ احادیث کی کتب کے اکثر شارحین جو شافعی المذہب تھے نے احادیث کے ظاہر سے استدلال کرتے ہوئے اپنے مذہب کے موافق میں دلائل ذکر کیے ہیں (کیونکہ احادیث تو امام شافعی کی ہی تائید کرتی تھیں) فاحببت ان اذکر ادلتھم وابین مسائلتھم وادفع عنھم مخالفتھم "تو میں نے چاہا کہ میں ان (احناف) کے دلائل ذکر کروں اور ان کے مسائل کو بیان کر کے ان کا مخالفین سے دفاع کروں" (مرقاۃ ص ۳/ ۱) یعنی حدیث کی خدمت مقصود نہ تھی بلکہ شافعیہ کا رد اور احناف کا تحفّظ مقصود ہے۔

بلکہ ایک صاحب نے تو "مشکوۃ المصابیح" کی طرز پر "زجاجۃ المصابیح" کے نام سے پوری کتاب مرتب کر ڈالی جسے "حنفی مشکوۃ شریف" کا نام دیا گیا جو کہ فرید بک سٹال لاہور سے مطبوعہ ہے۔

اس کے متعلق لکھا ہے "دینی مدارس میں عرصہ دراز سے "مشکوۃ المصابیح" پڑھائی جارہی ہے جو اپنی جامعیت کے لحاظ سے

بڑی اہم کتاب ہے، چونکہ مشکوٰۃ اور مصابیح کے مصنف شافعی ہیں اس لیے اختلافی مقامات پر وہی احادیث لائے ہیں جن سے حضرات شافعیہ استدلال کرتے ہیں، یہ ضرورت بڑی شدت سے محسوس کی جارہی تھی کہ طلباء کو پڑھانے کے لے مشکوٰۃ شریف کے انداز پر ایک کتاب لکھی جائے جس میں وہ احادیث جمع کر دی جائیں جن سے فقہائے احناف استدلال کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے یہ سعادت محدث دکن، حضرت علامہ ابو الحسنات سیّد عبد اللہ شاہ نقشبندی قادری رحمۃ اللہ علیہ کو عطا فرمائی انہوں نے زجاجۃ المصابیح کے نام سے تقریباً اڑھائی ہزار صفحات پر مشتمل پانچ جلدوں میں کتاب تصنیف فرمائی جسے 'حنفی مشکوۃ' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے" (زجاجۃ المصابیح جلد نمبر ا صفحہ ۶۳) اسی کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے مولانا ابو الحسن زید فاروقی (دہلی) یوں رقمطراز ہیں:

"سات سو سال سے جس شے کی تمنّا احناف کو تھی اللہ کے لُطف و کرم سے اب وہ ہمارے ہاتھوں میں ہے، حضرت محدث دکن نے وہ کام کیا جو سات سو سال سے کوئی حنفی نہیں کر سکا" (ایضاً ص ۶۴، اس پر تحریر کی تاریخ 'چہار شنبہ ۲۲ صفر ۱۴۲۱ھ ۱۳ ستمبر ۱۹۹۰ء مرقوم ہے)

نیز "نقش دوام" میں آثار السنن کے تعارف میں یوں لکھا گیا ہے۔ "عجیب بات ہے کہ چار فقہی مکاتب نظر وجود پذیر ہوئے تو حضرات شوافع کی علمی ہمتیں احادیث کی جمع و ترتیب میں مصروف رہیں چنانچہ آج عالم اسلام کی کوئی بھی درس گاہ ایسی نہیں جس میں یہی حدیثی مجموعے زیر درس نہ ہوں، مالک علیہ الرحمہ کے قلم مبارک سے ان کا مشہور "مؤطا" مالکی فقہ کے لیے آج اساسی کتاب ہے، احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کا "مسند" حنابلہ کے لیے کافی وشافی ہے 'احناف ہی کا ایک ایسا فقہی اسکول ہے جس کے پاس خود کسی حنفی امام کی تیار تالیف نہیں۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا "مؤطا" امام طحاوی کی "معانی الآثار" ثانوی درجہ میں داخل کی گئیں اور خود احناف ان سے وہ استفادہ نہ کر سکے جس کی یہ دونوں کتابیں مستحق تھیں 'تاریخی اعتبار سے اس کے کچھ فعل و اسباب ہیں جس کی تفصیل کا یہ موقعہ نہیں، بہر حال یہ ایک کمی و کوتاہی تھی جس کے تدارک کے لیے متاخرین احناف ہمیشہ متوجہ رہے۔

حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زیر نگرانی "اعلاء السنن" کئی جلدوں میں تیار کرائی جس میں ان احادیث کو ایک خاص ترتیب سے جمع کیا گیا جس سے حنفی فقہ کی تائید و تصویب حاصل ہو۔ بہار کے مشہور عالم مولانا ظہیر الحسن شوق نیموی نے دو جلدوں میں "آثار السنن" کے نام سے ان احادیث کو یکجا کیا جو فقہ حنفی کی مؤید ہیں۔ (حیات کشمیری ص ۳۰۹)

قارئین! اس طویل اقتباس کا ایک ایک لفظ تبصرے کا متقاضی ہے لیکن آپ صرف "اہل الرائے" کی کسمپرسی کا حظ اٹھاتے ہوئے آگے بڑھیے۔

آیۃ من آیات اللہ امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی "صحیح بخاری" آج تک "بعض الناس" کے گلے کی پھانس بنی ہوئی ہے جس کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ اس کی کئی ایک شروعات لکھ کر صحیح بخاری کی احادیث کی تاویلات کرنے کے باوجود اس کی طرز پر ایک کتاب مرتب کرنے پر مجبور ہیں چنانچہ "بہار" کے ایک مولانا صاحب ملک العلماء الفاضل البہاری مولانا المولوی محمد ظفر الدین القادری الرضوی نے "جامع الرضوی المعروف بصحیح البہاری" کے نام سے کتاب لکھی جو ۱۹۹۲ء بمطابق ۱۴۱۲ھ کو شائع

ہوئی اس کے تعارف میں لکھا ہے 'ہندوستان کے مدارس اسلامیہ میں عام طور پر صحاح ستہ' مشکوٰۃ المصابیح اور بلوغ المرام وغیرہ کا درس دیا جاتا ہے، درس نظامی میں بھی یہی کتب احادیث رائج ہیں ان کے مؤلفین شافعی المسلک ہیں اور ان کتابوں میں زیادہ تر وہی احادیث ملتی ہیں جو شافعی مسلک کی مؤید ہیں، ان میں مختلف فیہ مسائل کے متعلق وہی روایات درج کی گئی ہیں یا ان کو ترجیح و تقدیم دی گئی ہے جو ان محدثین کے مسلک کی مؤید تھیں' مختارات مذہب حنفی کی بنیاد جن اخبار و آثار پر ہے ان کا ذکر نہیں کیا گیا، یا کیا گیا تو رد و انکار کے ساتھ، شرحیں اور حواشی بھی انہی کتب کے لکھے گئے اور کچھ اردو ترجمے بھی ہوئے تو انہی کتب حدیث کے، اس طرح غیر منقسم ہندوستان میں کئی صدیوں تک شافعی علماء کے تیار کردہ احادیث کے مجموعوں کی ترویج و اشاعت ہوتی رہی۔

گیارہویں صدی ہجری میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی ۹۵۸ھ... ۱۰۵۲ھ شاید پہلے حنفی عالم ہیں جنہوں نے مسلک احناف کی تائید میں ایک مجموعہ احادیث "فتح المنان فی تائید مذہب النعمان" کے نام سے مرتب کیا' اس کے بعد علامہ سیّد مرتضیٰ زبیدی بلگرامی (۱۱۴۵ھ - ۱۲۰۵ھ) نے "عقود الجواہر المنیفہ فی تائید مذہب امام ابی حنیفہ" تصنیف کی۔ یہ دونوں رسالے مسلک حنفی کی تائید میں لکھے گئے۔

خالص محدثانہ انداز میں حنفی نقطہ نظر سے ہندوستان میں جو پہلا مجموعہ احادیث مرتب ہوا وہ علامہ ظہیر احسن شوق نیموی بہاری (۱۲۷۸ھ - ۱۳۲۲ھ) کی "آثار السنن" ہے۔ یہ کتاب ۱۳۱۸ھ میں ۳۱۱ صفحات پر قومی پریس لکھنؤ میں چھپی، افسوس کہ یہ مکمل نہ ہو سکی، کتاب کا خاتمہ "باب فی زیارۃ قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم" پر اچانک ختم ہو گیا۔

اس کے بعد کے ابواب وہ لکھنا چاہتے تھے لیکن بوجوہ اس میں تاخیر ہوتی گئی۔ تا آنکہ مولف علام کی وفات ہو گئی، یہ مختصر سی کتاب علماء احناف میں قدر کی نظر سے دیکھی گئی۔ اور میری طالب علمی کے زمانے میں بہار کے مدارس میں ہمارے درس میں شامل تھی، ممکن ہے کہیں کہیں اب بھی پڑھائی جاتی ہو۔

یہ دیکھ کر کہ یہ مختصر سی کتاب ہے اور اس سے احناف کی ضرورت پوری نہیں ہوتی ملک العلماء فاضل بہار نے احادیث کا سارا ممکن الحصول مجموعہ کھنگال کر صرف وہی احادیث صحیحہ جمع کرنے کا بیڑا اٹھایا جو مؤید مسلک اہل سنت و احناف ہوں اور فقہ حنفی کا ماخذ و مصدر، انہوں نے وہ تمام روایات جمع کیں جن پر مذہب حنفی کی عمارت کھڑی کی گئی ہے۔ اور حتی الامکان فقہ حنفی کا شاید ہی کوئی مسئلہ ایسا ہو جس کی سند و استشہاد میں کوئی خبر اور اثر پیش نہ کی گئی ہو۔ (صحیح البہاری ص ۳۳'۳۲)

نوٹ: یہ طویل اقتباس، مختار الدین احمد سابق صدر شعبہ عربی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ نے تحریر کیا ہے جو مذکور کتاب کے شروع میں شائع ہوا جس پر ۷ مارچ ۱۹۹۲ء یکم رمضان المبارک ۱۴۱۲ھ کی تاریخ درج ہے (معلوم ہوا ہے کہ بعد والے ایڈیشن سے یہ تقریظ حذف کر دی گئی ہے۔ واللہ اعلم)

قارئین گذشتہ سطور میں آپ پڑھ آئے ہیں کہ مسلک احناف کے ہاں (شرح معانی الآثار المعروف طحاوی شریف) کتنی اہم کتاب ہے، اس کی تصنیف کا مقصد بھی کوئی حدیث نبوی کی خدمت نہیں بلکہ فقہ حنفی کو احادیث کی روشنی میں بیان کرنا مقصود تھا۔ چنانچہ اس کے ناشر لکھتے ہیں "اس کتاب سے امام طحاوی رحمہ اللہ کا مقصد فقط احادیث کو جمع کرنا ہی نہیں تھا بلکہ ان کے سامنے احناف

کی تائید مزید اور یہ ثابت کرنا تھا کہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا موقف مسائل شرعیہ کو اخذ کرنے میں کسی بھی حدیث کے خلاف نہیں اور اسی کو ثابت کرنے کی خاطر انہوں نے یہ کتاب تصنیف کی۔ (شرح معانی الآثار مترجم ص ۳/۱، مطبوعہ مکتبہ العلم لاہور)

نیز مولانا خلیل احمد سہارنپوری نے "بذل المجہود فی حل ابی داؤد" بھی صرف اور صرف احناف کے دفاع میں ہی لکھی جیسا کہ وہ خود اس بات کا اعتراف کرتے ہیں۔ (دیکھیے مقدمہ بذل المجہود ص ۱/۳۹)

یاد رکھیں کہ یہ رویہ اور سوچ تبدیل نہیں ہوئی بلکہ یہ لوگ آج تک اس روش پر قائم ہیں' ابھی حال ہی میں "فتوحات جہانگیری" کے نام سے "سنن نسائی کا ترجمہ و شرح" لاہور سے شائع ہوئی ہے، سنن نسائی کا ترجمہ "ابو العلاء محمد محی الدین جہانگیر صاحب" نے کیا ہے' مترجم صاحب' "حدیث دل" کے نام سے لکھتے ہیں: 'اہل علم اس بات سے بھی آگاہ ہیں کہ فقہی احکام سے متعلق روایات میں بعض مسائل میں مختلف نوعیت کی روایات نقل کی گئی ہیں جس کے نتیجے میں فقہاء کی فقہی آراء کے درمیان اختلاف رائے سامنے آیا۔ یہ بات بھی واضح ہے کہ وہ محدثین جن کی مرتب کردہ کتب کو قبول عام نصیب ہوا۔ ان کے زیادہ تر اساتذہ وہ حضرات تھے، جو فقہی معاملات میں فکری اعتبار سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے زیادہ قریب تھے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کچھ دور تھے لیکن ہمارے معاشرے میں زیادہ تر وہ افراد بستے ہیں، جو فقہی معاملات میں فکری اعتبار سے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے وابستہ دامن ہیں، اس لیے حدیث کی کتابوں کی تشریح کرتے ہوئے یہ پہلو پیش کرنا زیادہ ضروری ہوتا ہے کہ وہ روایات جو بظاہر امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک سے مطابقت نہیں رکھتی ہیں' ان کی تاویل کیا ہوگی؟ اور امام ابو حنیفہ کے موقف کی دلیل کیا ہے۔؟" (فتوحات جہانگیری ترجمہ و شرح سنن نسائی ص ۷-۸/۱ مطبوعہ لاہور)

شاید اس طائفہ کے چھوٹے بڑوں کی یہ روش دیکھ کر ہی مولانا مفتی محمد شفیع آف کراچی نے طلباء کو نصیحت فرماتے ہوئے یہ بات کہی تھی:

لا بأس بأن تكونوا حنفية فی مذهبكم الفقهی، ولكن اياكم وان تتكلفوا بجعل الحديث النبوی حنفيًا

(تکملہ فتح الملہم ۷/۱، تالیف مولانا محمد تقی عثمانی مطبوعہ کراچی)

"کوئی حرج نہیں تم اپنے فقہی مذہب میں حنفی رہو لیکن حدیث نبوی کو بتکلف حنفی بنانے سے اپنے آپ کو بچانا۔"

قارئین! یہ چند مثالیں میں نے بطور نمونہ "مشتے از خروارے" نقل کی ہیں جس سے ان احباب کی ذہنی کیفیت اور عملی تگ و دو کو بخوبی سمجھا جا سکتا ہے جو یہ لوگ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تردید و تاویل کے لیے کرتے ہیں۔

اس لیے اہل علم کی ذمہ داری ہے کہ وہ بیدار رہیں اور ہر دور میں قرآن و حدیث کی صاف و شفاف تعلیمات کو لوگوں کے سامنے اجاگر کریں تاکہ وہ اس پر عمل کر کے اللہ تعالیٰ کی جنتوں کے وارث بن جائیں۔ بات نہ چاہتے ہوئے بھی کافی طویل ہو گئی ہے لیکن میں نے اتنے طویل اقتباس صرف اس لیے نقل کر دیئے ہیں کہ ایک تو بات خوب واضح ہو جائے اور دوسرا کسی کو یہ کہنے کا موقعہ نہ ملے کہ بات پوری نقل نہیں کی گئی۔ باقی حق سچ کو قبول کرنے کی توفیق تو اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے۔

سنن الترمذی، امام ابو عیسیٰ الترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی "الجامع" کی اہمیت اور اس کے مقام و مرتبہ سے اہل علم بخوبی آگاہ ہیں۔

صحاح ستہ میں یہ اہم ترین کتاب ہے، اس کا ایک امتیاز یہ بھی ہے کہ اس میں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف آئمہ کرام کے فقہی مذاہب کو بھی بیان کیا ہے۔

اور بعض اوقات ان میں ترجیح اور صحیح و غلط کا حکم بھی لگایا ہے۔ صرف ایک مثال پیش خدمت ہے۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ "ابواب السفر" میں نماز استسقاء کی حدیث بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں: وھو قول الشافعی قال یصلی صلوٰۃ الاستسقاء نحو صلاۃ العیدین یکبر فی الرکعۃ الاولیٰ سبعا وفی الثانیۃ خمسا واحتج بحدیث ابن عباس، قال ابو عیسیٰ وروی عن مالك ابن انس انه قال لا یکبر فی صلوٰۃ الاستسقاء کما یکبر فی صلاۃ العیدین و قال النعمان ابو حنیفۃ لا تصلی صلوٰۃ الاستسقاء ولا آمرھم بتحویل الرداء ولکن یدعون و یرجعون بجملتھم

قال ابو عیسیٰ: خالف السنۃ (ترمذی حدیث نمبر ۵۵۹)

اس کا ترجمہ بریلوی مکتبہ فکر کے عالم دین ابو العلاء محمد محی الدین جہانگیر کے قلم سے ملاحظہ فرمائیں:

"امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی بات کے قائل ہیں۔ وہ فرماتے ہیں: نماز استسقاء عیدین کی نماز کی طرح ادا کی جائے گی۔ اس میں پہلی رکعت میں سات مرتبہ تکبیر کہی جائے گی اور دوسری رکعت میں پانچ مرتبہ تکبیر کہی جائے گی۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول روایت کو دلیل کے طور پر پیش کیا ہے (امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت نقل کی گئی ہے، وہ فرماتے ہیں: نماز استسقاء میں عیدین کی نماز کی طرح تکبیر نہیں کہی جائے گی۔

(امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ) ابو حنیفہ نعمان بن ثابت نے یہ کہا ہے۔ نماز استسقاء ادا نہیں کی جائے گی' میں انہیں چادر الٹانے کی ہدایت بھی نہیں کروں گا، البتہ (بارش کے نازل کے لیے لوگ جمع ہو کر) دعا مانگیں گے اور سب واپس آجائیں گے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہی۔ انہوں نے سُنت کے برخلاف (فتویٰ دیا) ہے۔

(جامع ترمذی مترجم ص ۷۹۳/۱' مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

نوٹ: جامع ترمذی کے بعض نسخوں سے اس عبارت کے آخری الفاظ کو حذف کر دیا گیا ہے لیکن ترمذی کے محقق نسخون میں یہ الفاظ موجود ہیں جیسا کہ مولانا خلیل احمد سہارنپوری کے حواشی کے ساتھ جو نسخہ مکتبہ البشریٰ کی طرف سے شائع کیا گیا ہے اس میں وضاحت موجود ہے۔ (دیکھیے ترمذی ص ۸۷' مطبوعہ مکتبہ البشریٰ)

تنویر الاحوذی

ہر انسان اپنے آپ کو دوسروں کی بہ نسبت بہتر اور زیادہ جانتا ہوتا ہے "من آنم کہ من دانم" مجھے اپنی بے بضاعتی' کم علمی اور ناکافی فہم کا خوب ادراک و اعتراف ہے۔

لیکن عزیزم حافظ عمر فاروق مدیر مکتبہ اہل حدیث اور محترم عبد الرحمٰن صاحب مدیر مکتبہ محمدیہ کے اصرار بلکہ ضد پر، اللہ وحدہ لا شریک سے مدد و توفیق کی استدعا کرتے ہوئے جامع ترمذی پر فوائد لکھنا شروع کیے تو لحہ بہ لحہ اور قدم بہ قدم اللہ رب العزت کی مدد و نصرت شامل حال رہی، فوائد کی تکمیل پر میرے انتہائی مشفق استاد، شیخ التفسیر حافظ محمد الیاس اثری دامت برکاتہ

العالیہ، شیخ الحدیث جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ نے اس کا نام "تنویر الاحوذی شرح جامع ترمذی" تجویز فرمایا۔

اس کے متعلق چند گذارشات پیش خدمت ہیں:

① ترجمہ پہلے کیا جا چکا تھا۔ جو کہ پروفیسر ابوانس محمد سرور گوہر حفظہ اللہ نے یہ فریضہ سرانجام دیا۔

② احادیث کی تخریج بھی ہو چکی تھی۔ یہ ذمہ داری حافظ محمد انور زاہد صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ اور حافظ ابو بکر ظفر حفظہ اللہ تعالیٰ نے نبھائی۔

③ اس پر راقم نے صرف فوائد مرتب کیے ہیں جن کا مقصد کسی خاص گروہ یا فرقے کا رد کرنا نہیں تھا بلکہ عوام الناس کی راہنمائی کے لیے مختصر اور آسان پیرائے میں احادیث رسول ﷺ کے مفاہیم کو واضح کرنا مقصود تھا تاکہ عام آدمی اسے پڑھ کر کماحقہ اتباع رسول ﷺ کی سعادت حاصل کر سکے۔ البتہ کوئی سر راہ آ گیا ہے تو اس کی اصلاح کی کوشش کی ہے۔ وباللہ التوفیق

④ یہ بڑی عجیب بات ہے کہ جب ہم نے کلمہ "محمد رسول اللہ ﷺ" کا پڑھ لیا ہے تو پھر کسی دوسرے کے اقوال اور فتاویٰ یا موقف و مذہب کے سہارے کیوں تلاش کیے جاتے ہیں کہ یہ عمل ہم اس لیے کرتے ہیں کہ "فلاں صاحب" یہ کرتے ہیں۔
اس لیے ہم سب کی یہی کوشش ہونی چاہیے کہ قرآن و حدیث میں جو آوامر و نواہی بیان ہوئے ہیں ان کی روح کے مطابق ان پر عمل کریں، کسی بھی بڑی سے بڑی ہستی کی آراء و اقوال کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین پر ترجیح نہ دیں۔
لیکن افسوس کہ یہاں تو اکثریت میں معاملہ ہی بالکل الٹ ہے کہ واضح طور پر قرآن و حدیث کی نصوص، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے فرامین کی نافرمانی بلکہ مخالفت کی جاتی ہے، صرف اپنے گروہ اور فرقے کی حمایت میں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

⑤ فوائد میں بعض جگہ پر مفصل حوالے کا اہتمام نہیں کیا گیا، اس کی دو وجہیں تھیں:

۱- یا تو وہ مسئلہ معروف و مشہور تھا کہ صرف اس کی طرف اشارہ کر دینا ہی کافی سمجھا۔

۲- یا پھر وہ بات ایک سے زائد احادیث یا حوالوں سے ثابت ہو رہی تھی تو اس کو باحوالہ ٹکڑوں میں بیان کرنے کی بجائے اس کا خلاصہ ذکر کیا گیا ہے تاکہ مزید طوالت بھی نہ ہو اور مسئلہ سمجھنے میں بھی آسانی رہے۔ اس کی اہمیت و افادیت اہل علم سے مخفی نہیں۔

اجتہادی مسائل میں سلف صالحین کا طریقہ ہی صائب ہے کہ جو بھی اقرب الی الکتاب والسنۃ ہو اس پر عمل کرنا چاہیے کسی ایک معین شخص کی تقلید کی کوئی گنجائش نہیں۔

بحیثیت اہل حدیث میرا (فاروق الرحمن یزدانی کا) کسی مسئلہ میں بھی سلف صالحین سے کوئی "تفرد" نہیں۔

گذارش اگر فوائد میں کسی جگہ پر بھی علماء کرام، مشائخ عظام کسی فائدے یا جملے اور لفظ کو کسی منصوص مسئلے کے خلاف پائیں تو یہ میرے فہم کی کمزوری و نقص اور علم کی کوتاہی ہے، میری زندگی میں اس کی نشاندہی کر دی جائے تو ان شاء اللہ ان صاحب کے شکریہ کے ساتھ اپنی اصلاح کر لی جائے گی اور اگر کوئی صاحب میرے فوت ہونے کے بعد اس مسئلہ پر مطلع ہوں تو میری طرف سے اس مسئلے میں رجوع سمجھا جائے میں اللہ رحیم و کریم کی بارگاہ میں ہر قسم کے گناہوں سے معافی کا طلبگار ہوں آپ بھی میرے لیے

مغفرت کی دعا کر دیجیے۔

اظہار تشکّر اللہ تعالیٰ کا کروڑہا بار شکر ہے کہ اس مالک الملک نے مجھ کو تاہ فہم اور ناتواں کو یہ سعادت بخشی کہ میں نے اپنی بساط کے مطابق اپنے محبوب، امام اعظم محمد رسول اللہ ﷺ فداہ ابی وامی وولدی وروحی وجسدی، وکل شئ عندی کے فرامین مبارکہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت تک پہنچانے کی سعی کی ہے حقیقت تو یہ ہے کہ میں اس قابل بھی نہ تھا اور ایسی صلاحیتوں کا فقدان بھی لیکن والدین کریمین، اساتذہ عظام، تلامذہ کرام اہلیہ محترمہ اور بنات صالحات وابن صالح کی دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ سبوح وقدوس رب العزت نے میرا دامن اپنی رحمت سے بھر دیا ہے۔

لو ان لی فی کل منبت شعر لسان لما استوفیت واجب حمدہ

میں شکر گزار ہوں ان تمام احباب کا جنہوں نے کسی طور بھی اس کام میں میرا ہاتھ بٹایا اور کم از کم دست بہ دعا رہے۔ اللہ تعالیٰ سب کی محبّت وتعاون کو قبول فرمائے اور اپنی شان کے مطابق انہیں اجر جزیل عطا فرمائے۔ (آمین)

خصوصاً حضرت العلام حافظ عبد العزیز علوی حفظہ اللہ شیخ الحدیث جامعہ سلفیہ فیصل آباد، شیخ التفسیر حافظ محمد الیاس اثری حفظہ اللہ شیخ الحدیث جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ، شیخ الحدیث حافظ محمد عباس انجم گوندلوی حفظہ اللہ تعالیٰ سابق شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ کا جنہوں نے تقاریظ لکھ کر میری حوصلہ افزائی فرمائی۔

اللہ تعالیٰ ان تمام بزرگوں کو صحت وعافیت اور ایمان وسلامتی والی لمبی زندگی عطا فرمائے۔ شکریہ ادا کرنے کے ساتھ دعا گو ہوں استاذی المکرم مفسر قرآن شیخ الحدیث حافظ عبد السّلام بن محمد بھٹوی حفظہ اللہ تعالیٰ کے لیے جن سے میں نے جامع ترمذی سبقاً پڑھی اور تنویر الاحوذی کا مسودہ دیکھ کر آپ نے نا صرف کہ خوشی کا اظہار فرمایا بلکہ ڈھیروں دعاؤں سے نوازا۔ اور اصلاح فرمائی، اللہ تعالیٰ ان کی مشکلات کو آسان بلکہ خاتمہ فرمائے کہ خلق کثیر ان کے علم وفضل اور تقویٰ وعمل سے استفادہ کر سکے۔ (آمین)

آخر میں شکر گزار ہوں اپنے محترم ومکرم جناب چوہدری محمد یٰسین ظفر حفظہ اللہ تعالیٰ پرنسپل جامعہ سلفیہ کا کہ ان کی "شفقت ومحبّت" اور کمال "استقامت" سے مجھے "فرصت اور یُسر" کے لمحات میسر آئے اور یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچا۔ فللّٰہ الحمد دوبارہ شکریے کے مستحق ہیں حافظ عمر فاروق اور برادر عبد الرحمن عابد کے جن کی ضد کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھے سعادت مند بنا دیا۔

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم

طالب دعا
فقیر الی اللہ
فاروق الرحمٰن یزدانی
جامعہ سلفیہ، فیصل آباد
۲۶ جنوری ۲۰۲۳ء / ۳ رجب ۱۴۴۴ھ یوم الخمیس

فہرست

حالات امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ ---------- 37

أَبْوَابُ الطَّهَارَةِ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ

طہارت کے احکام و مسائل

طہارت کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی ---------- 53
طہارت کی فضیلت ---------- 54
پاکیزگی نماز کی چابی ہے ---------- 55
بیت الخلاء میں جاتے وقت کی دعا ---------- 56
بیت الخلاء سے نکلتے وقت کی دعا ---------- 58
پیشاب یا پاخانے کے وقت قبلہ رو ہونے کی ممانعت ---------- 59
بول و براز کے وقت قبلہ رو ہونے کے بارے میں رخصت - 60
کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی ممانعت ---------- 61
اس (کھڑے ہو کر پیشاب کرنے) کے بارے میں رخصت
کا بیان ---------- 63
قضائے حاجت کے وقت پردہ کرنا ---------- 64
دائیں ہاتھ سے استنجا کرنے کی ممانعت ---------- 64
استنجا کے لیے پتھر (مٹی کے ڈھیلے) استعمال کرنا ------ 65
استنجا کے لیے دو پتھر (ڈھیلے) استعمال کرنا ---------- 67
جن چیزوں کے ساتھ استنجا کرنا مکروہ ہے ---------- 68
پانی سے استنجا کرنا ---------- 69
نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب قضائے حاجت کا ارادہ فرماتے تھے تو آپ بہت
دور جاتے تھے ---------- 69
غسل خانے میں پیشاب کرنے کی کراہت ---------- 70
مسواک کے مسائل ---------- 72
جب تم میں سے کوئی نیند سے بیدار ہو تو وہ اپنا ہاتھ برتن میں
نہ ڈالے حتیٰ کہ وہ اسے دھو لے ---------- 73
وضو کرتے وقت بسم اللہ پڑھنا ---------- 74
کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا ---------- 75
ایک ہی چلو سے کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا ---------- 77
ڈاڑھی کا خلال کرنا ---------- 78
سر کا مسح ایسے کرنا چاہیے کہ اگلے حصے سے شروع کر کے پیچھے
تک لے جانا چاہیے ---------- 79
سر کا مسح سر کے پچھلے حصے سے شروع کیا جائے ---------- 80
سر کا مسح ایک بار کرنا چاہیے ---------- 81
سر کے مسح کے لیے الگ پانی لینا ---------- 82
کانوں کے باہر اور اندر مسح کرنا ---------- 82
کان سر کا حصہ ہیں ---------- 83
انگلیوں کا خلال کرنا ---------- 84
ایڑیوں کے لیے آگ کا عذاب ہے ---------- 85
وضو میں اعضاء کو ایک ایک بار دھونا ---------- 86
وضو میں اعضائے وضو دو دو بار دھونا ---------- 87
وضو میں اعضائے وضو تین تین بار دھونا ---------- 88
وضو میں اعضائے وضو ایک بار، دو بار اور تین بار دھونا ------ 90
وہ شخص جو وضو کے بعض اعضاء دو دو بار اور بعض تین تین بار
دھوتا ہے ---------- 90
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو کس طرح کا تھا؟ ---------- 91
وضو کے بعد شرم گاہ پر چھینٹے مارنا ---------- 93
کامل اور اچھی طرح وضو کرنا ---------- 93
وضو کے بعد رومال (تولیہ) استعمال کرنا ---------- 95

وضو کے بعد پڑھنے کی دعا ---------- 96
ایک مُد (پانی) سے وضو کرنا ---------- 98
وضو میں پانی کے اسراف کی ممانعت ---------- 99
ہر نماز کے لیے (نیا) وضو کرنا ---------- 99
آپ ﷺ ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھ لیتے تھے ----- 101
مرد اور عورت کا ایک برتن سے وضو کرنا ---------- 102
عورت کے وضو سے بچے ہوئے پانی کی کراہت ------- 103
اس (عورت کے وضو سے بچے ہوئے پانی کے بارے) میں
رخصت ---------- 104
کوئی چیز پانی کو ناپاک نہیں کرتی ---------- 105
اسی بارے میں دوسرا بیان ---------- 107
کھڑے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے کی ممانعت ----- 108
سمندر کا پانی پاک کرنے والا ---------- 109
پیشاب سے انتہائی احتیاط کی ضرورت ---------- 110
شیر خوار بچے کے پیشاب کا حکم ---------- 111
جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کے پیشاب کا حکم - 112
ہوا خارج ہونے سے وضو ---------- 113
نیند کی وجہ سے وضو کرنا ---------- 115
آگ پر پکی ہوئی چیز کھا کر وضو کرنا ---------- 117
آگ پر پکی ہوئی چیز کھا کر وضو نہ کرنے کا بیان ---------- 118
اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کرنا ---------- 119
شرم گاہ کو چھونے پر وضو کرنا چاہیے ---------- 120
شرم گاہ کو چھونے سے وضو نہ کرنے کی اجازت ------- 122
بوسہ لینے سے وضو نہیں ٹوٹتا ---------- 123
قے آنے اور نکسیر پھوٹنے سے وضو کرنا ---------- 124
نبیذ سے وضو کرنا ---------- 126
دودھ پی کر کلی کرنا ---------- 127
وضو نہ ہونے کی صورت میں سلام کا جواب دینے کی کراہت 128
کتّے کے جوٹھے کا حکم ---------- 128
بلی کے جوٹھے کا حکم ---------- 130
موزوں پر مسح کرنا ---------- 131
مسافر اور مقیم کے موزوں پر مسح کرنے (کی مدت) کا بیان --- 133
موزوں پر ان کے اوپر اور نیچے (دونوں طرف) مسح کرنا ---- 135
موزوں کے ظاہری (اوپر والے) حصے پر مسح کرنا ------- 136
جرابوں اور جوتوں پر مسح کرنا ---------- 137
پگڑی پر مسح کرنا ---------- 138
غسل جنابت ---------- 140
کیا عورت غسل کے وقت اپنے بال کھولے گی؟ -------- 142
ہر بال کے نیچے جنابت ہے ---------- 143
غسل کے بعد وضو کرنا ---------- 144
جب دونوں شرم گاہیں مل جائیں تو غسل واجب ہو جاتا ہے -- 145
پانی (کا استعمال)، پانی (منی کے خروج) سے ہوتا ہے ---- 146
جو شخص بیدار ہو کر کپڑے گیلے دیکھے لیکن اسے احتلام کا ہونا
یاد نہ ہو ---------- 148
منی اور مذی کا بیان ---------- 149
مذی جب کپڑے کو لگ جائے ---------- 150
منی جو کپڑے کو لگ جائے ---------- 150
کپڑے کو منی لگ جائے تو اسے دھونا چاہیے ---------- 152
جنبی غسل کیے بغیر سو جائے ---------- 153
جنبی سونا چاہے تو وہ وضو کر لے ---------- 154
جنبی سے مصافحہ کرنا ---------- 154
وہ عورت جسے مرد کی طرح خواب آئے ---------- 155
آدمی غسل کرنے کے بعد حرارت حاصل کرنے کے لیے
عورت کے ساتھ لیٹ سکتا ہے ---------- 156
جنبی کو پانی نہ ملے تو وہ تیمم کر لے ---------- 157
استحاضہ کی مریضہ عورت ---------- 158

استحاضہ کی مریضہ ہر نماز کے لیے وضو کرے ---------- 160
استحاضہ کی مریضہ ایک غسل کے ساتھ دو نمازیں اکٹھی پڑھ
لے ---------- 161
استحاضہ کی بیمار عورت ہر نماز کے وقت غسل کرے ------ 164
عورت حیض کے دنوں میں چھوڑی ہوئی نمازوں کی قضا نہ دے 165
جنبی اور حیض والی عورت قرآن مجید کی تلاوت نہیں کر سکتے 166
حیض والی عورت کے جسم کے ساتھ جسم ملا کر لیٹنا ------- 167
حائضہ کے ساتھ مل کر کھانا اور اس کا جوٹھا کھا پی لینا ------ 168
حائضہ (ہاتھ بڑھا کر) مسجد سے کوئی چیز لے سکتی ہے ----- 169
حائضہ سے جماع کی ممانعتؑ ---------- 170
حیض والی عورت سے مجامعت کی صورت میں کفارہ ------ 171
کپڑے سے حیض کا خون دھونے کا بیان ---------- 172
نفاس والی عورت کتنا عرصہ نماز، روزہ ادا نہیں کرے گی؟ --- 173
تمام بیویوں سے تعلق زن و شو قائم کرنے کے بعد ایک ہی
غسل کافی ہے ---------- 174
جنبی شخص دوبارہ مجامعت کرنا چاہے تو وہ وضو کر لے------ 176
جب نماز کھڑی ہو جائے اور تم میں سے کسی کو بیت الخلاء کی
حاجت ہو تو وہ پہلے قضائے حاجت سے فارغ ہو -------- 176
راہ گزر سے پاؤں کو لگ جانے والی چیز سے وضو کرنا ------ 178
تیمم کا بیان ---------- 179
آدمی حالت جنابت کے علاوہ ہر حال میں قرآن مجید پڑھ سکتا
ہے ---------- 182
زمین کے جس حصے پر پیشاب کر دیا جائے (تو اسے کس طرح
دھویا جائے) ---------- 182

اَبْوَابُ الصَّلٰوةِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

رسول اللہ ﷺ سے نماز کے احکام و مسائل

نبی ﷺ سے مروی اوقات نماز ---------- 184
نمازوں کے اوقات کے متعلق ایک اور باب --------- 186
ایک اور باب ---------- 187
فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھنا---------- 188
فجر کی نماز کو روشنی میں پڑھنا ---------- 190
ظہر کو (وقت شروع ہوتے ہی) جلد پڑھ لینا ---------- 192
سخت گرمی کے ایام میں ظہر کو تاخیر سے پڑھنا ---------- 193
عصر کو جلد (وقت شروع ہوتے ہی) پڑھنا---------- 195
نماز عصر کو تاخیر سے پڑھنا ---------- 197
نماز مغرب کا وقت ---------- 198
نماز عشاء کا وقت ---------- 199
نماز عشاء تاخیر سے پڑھنا ---------- 200
عشاء کی نماز سے پہلے سونا اور اس کے بعد باتیں کرنا ناپسندیدہ
امر ہے ---------- 201
عشاء کے بعد باتیں کرنے کی رخصت ---------- 202
اول وقت نماز پڑھنے کی فضیلت ---------- 203
نماز عصر کا وقت بھول جانا---------- 205
جب امام نماز پڑھانے میں تاخیر کرتا ہو تو اس وقت نماز کو جلد
پڑھ لینا ---------- 206
نیند کی وجہ سے نماز چھوٹ جانا ---------- 207
جو شخص نماز پڑھنا بھول جائے ---------- 208
جس شخص کی نمازیں فوت ہو جائیں تو وہ ان میں سے پہلے کون سی
نماز پڑھے ---------- 209
صلاۃ وسطیٰ سے مراد نماز عصر ہے۔ (نماز ظہر بھی مراد لی گئی
ہے) ---------- 211
نماز عصر اور نماز فجر کے بعد نماز پڑھنے کی کراہت ------- 212
عصر کے بعد نماز پڑھنا ---------- 214
مغرب سے پہلے نماز پڑھنا ---------- 215
جو شخص غروب آفتاب سے پہلے عصر کی ایک رکعت پالے -- 216
حضر میں دو نمازیں جمع کر کے پڑھنا---------- 218

اذان کا آغاز ---------- 220
اذان میں ترجیع (شہادتین کے کلمات دوبارہ کہنا) ------- 222
اقامت کے کلمات ایک ایک بار کہنا---------- 225
اقامت کے کلمات دو دو بار کہنا---------- 225
اذان کے کلمات ٹھہر ٹھہر کر کہنا---------- 226
اذان کہتے وقت انگلی کان میں ڈالنا ---------- 227
فجر کی اذان میں تثویب کا بیان ---------- 228
جو اذان دے وہی اقامت کہے ---------- 230
وضو کے بغیر اذان دینا ممنوع ہے ---------- 231
امام اقامت کا زیادہ حق دار ہے ---------- 232
(طلوع فجر سے پہلے) رات کے وقت اذان دے دینا ----- 233
اذان ہو جانے کے بعد مسجد سے باہر نکل جانے کی ممانعت 235
دوران سفر اذان ---------- 236
اذان کی فضیلت ---------- 237
امام ضامن ہے اور مؤذن امانت رکھنے والا ہے ---------- 238
آدمی اذان سن کر کیا کہے ---------- 239
اذان دینے کی اجرت وصول کرنے کی ممانعت ------- 240
اذان کے بعد کی دعا---------- 241
سابقہ باب سے متعلق ---------- 242
اذان اور اقامت کے درمیان دعا رد نہیں کی جاتی -------- 243
اللہ نے اپنے بندوں پر کتنی نمازیں فرض کیں --------- 243
پانچوں نمازوں کی فضیلت---------- 244
باجماعت نماز کی فضیلت ---------- 245
اذان سن کر جماعت کے ساتھ نماز نہ پڑھنا ---------- 246
وہ شخص جو اکیلا نماز پڑھے اور پھر اسے جماعت مل جائے --- 247
جس مسجد میں ایک بار جماعت ہو چکی ہو وہاں دوبارہ جماعت کرانا---------- 249
عشاء اور فجر کی نماز باجماعت پڑھنے کی فضیلت ------- 250
پہلی صف کی فضیلت ---------- 251
صفیں سیدھی کرنا ---------- 253
تم میں سے عقل مند اور سمجھ دار افراد میرے قریب کھڑے ہوں 254
ستونوں کے درمیان صف بنانے کی کراہت ---------- 255
صف کے پیچھے اکیلے کھڑے ہو کر نماز پڑھنا ---------- 256
جب دو آدمی نماز پڑھیں ---------- 258
جب آدمی دو آدمیوں کے ساتھ نماز پڑھے ---------- 258
جب آدمی نماز پڑھے اور اس کے ساتھ مرد بھی ہوں اور عورتیں بھی (تو پھر صف بندی کس طرح ہوگی) ---------- 259
امامت کا زیادہ حق دار کون ہے ---------- 261
جب تم میں سے کوئی امامت کرائے تو وہ ہلکی نماز پڑھائے --- 262
نماز کی تحریم اور اس کی تحلیل ---------- 264
تکبیر کہتے وقت انگلیاں کھلی رکھنا ---------- 264
تکبیر اولیٰ کی فضیلت ---------- 266
نماز شروع کرتے وقت کی دعا ---------- 268
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بلند آواز سے نہ پڑھنا---------- 270
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بلند آواز سے پڑھنا ---------- 271
الحمد للہ رب العالمین سے قرأت شروع کرنا ---------- 271
سورۃ الفاتحہ کے بغیر نماز نہیں ---------- 272
آمین کہنا ---------- 274
آمین کہنے کی فضیلت ---------- 276
نماز میں دو سکتوں (دو بار خاموش رہنے) کا بیان---------- 277
نماز میں بائیں ہاتھ پر دایاں ہاتھ رکھنا ---------- 278
رکوع و سجود کے وقت اللہ اکبر کہنا ---------- 279
اس کے متعلق ایک اور باب ---------- 280
رکوع کرتے وقت رفع الیدین کرنا (ہاتھ اٹھانا) -------- 281
باب کہ نبی ﷺ نے صرف پہلی بار رفع الیدین کیا ------- 286
رکوع میں گھٹنوں پر ہاتھ رکھنا---------- 288

رکوع میں ہاتھوں کو پہلوؤں سے دور رکھنا ---------- 290
رکوع و سجود میں تسبیحات ---------- 291
رکوع و سجود میں قراءت کی ممانعتؑ ---------- 292
جو شخص رکوع و سجود میں کمر سیدھی نہیں کرتا ---------- 293
رکوع سے سر اٹھانے کے بعد کیا پڑھے ---------- 295
اسی کے متعلق ایک اور باب ---------- 296
سجدہ کرتے وقت ہاتھوں سے پہلے گھٹنے زمین پر لگانا ---------- 297
اسی مسئلے کے متعلق ایک اور باب ---------- 298
پیشانی اور ناک پر سجدہ کرنا ---------- 299
جب آدمی سجدہ کرے تو اپنا چہرہ کہاں رکھے ---------- 299
سات اعضاء پر سجدہ کرنا ---------- 300
سجدوں میں بازوؤں کو پہلوؤں سے دور رکھنا ---------- 301
سجدوں میں اعتدال ---------- 302
سجدوں میں ہاتھوں کو زمین پر رکھنا اور پاؤں کو نصب (کھڑا) کرنا 303
سجود و رکوع سے اٹھ کر پیٹھ (کو) سیدھا کرنا ---------- 304
رکوع و سجود میں امام سے سبقت کرنے کی کراہت ---------- 305
سجدوں کے درمیان اقعاء (سرین اور ایڑیاں زمین پر لگا کر
پنڈلیاں کھڑی کر لینے) کی کراہت ---------- 306
اقعاء کے بارے میں رخصت ---------- 307
دو سجدوں کے درمیان پڑھی جانے والی دعا ---------- 308
سجدوں میں سہارا لینا ---------- 309
سجدوں سے کس طرح اٹھنا ہے ---------- 309
اسی سے متعلق باب ---------- 310
تشہد کا ذکر ---------- 311
اسی سے متعلق ایک اور باب ---------- 312
تشہد کو پست آواز میں پڑھنا ---------- 313
تشہد میں بیٹھنے کا طریقہ ---------- 313
اسی سے متعلق ایک اور باب ---------- 314
تشہد میں اشارہ کرنا ---------- 315
نماز میں سلام پھیرنا ---------- 315
اسی سے متعلق باب ---------- 316
سلام کو لمبا نہ کرنا سنت ہے ---------- 317
سلام کے بعد کی دعائیں ---------- 318
(نماز سے فارغ ہو کر) دائیں اور بائیں طرف پھرنا ---------- 320
نماز کا طریقہ ---------- 321
سابقہ مسائل سے متعلق باب ---------- 324
فجر کی نماز میں قراءت ---------- 326
ظہر و عصر میں قراءت ---------- 327
نماز مغرب میں قراءت ---------- 328
نماز عشاء میں قرأت ---------- 329
امام کے پیچھے قرأت ---------- 331
جب امام جہری قراءت کرے تو اس کے پیچھے قراءت نہ کرنے کا
بیان ---------- 332
مسجد میں داخل ہونے کی دعا ---------- 336
جب تم میں سے کوئی مسجد میں آئے تو وہ دو رکعتیں پڑھے --- 337
قبرستان اور حمام کے علاوہ ساری زمین مسجد ہے ---------- 338
مسجد بنانے کی فضیلت ---------- 340
قبر پر مسجد بنانے کی ممانعتؑ ---------- 341
مسجد میں سونا ---------- 342
مسجد میں خرید و فروخت، گم شدہ چیز کا اعلان کرنے اور شعر
پڑھنے کی ممانعتؑ ---------- 343
وہ مسجد جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے ---------- 344
مسجد قبا میں نماز پڑھنے کی فضیلت ---------- 345
کون سی مسجد افضل ہے ---------- 346
مسجد کی طرف چل کر جانا ---------- 347
نماز کے انتظار میں، مسجد میں بیٹھنے کی فضیلت ---------- 349

چھوٹی چٹائی پر نماز پڑھنا ---------- 350
چٹائی پر نماز پڑھنا ---------- 351
بچھونوں پر نماز پڑھنا ---------- 351
باغات میں نماز پڑھنا ---------- 352
نمازی کا سترہ ---------- 352
نمازی کے آگے سے گزرنے کی کراہت ---------- 353
کسی چیز کے گزرنے سے نماز نہیں ٹوٹتی ---------- 354
کتا، گدھا اور عورت نماز توڑ دیتے ہیں ---------- 355
ایک کپڑا اوڑھ کر نماز پڑھنا ---------- 356
ابتداء قبلہ ---------- 357
مشرق اور مغرب کے درمیان قبلہ ہے ---------- 359
جو شخص بادل چھا جانے کی وجہ سے قبلے کے سوا دوسرے رخ پر
نماز پڑھ لے ---------- 361
کس چیز کی طرف رخ کر کے اور کس جگہ نماز پڑھنے کی
ممانعت ہے ---------- 362
بکریوں اور اونٹوں کے باڑے میں نماز پڑھنا ---------- 363
جانور / سواری پر جبکہ اس کا رخ جس طرح بھی ہو نماز پڑھنا - 364
سواری کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا ---------- 366
جب رات کا کھانا (سامنے آجائے) اور نماز کی اقامت ہو جائے تو
پہلے کھانا کھالو ---------- 366
اونگھ کی حالت میں نماز پڑھنا ---------- 367
جو شخص لوگوں سے ملنے جائے تو وہ انہیں نماز نہ پڑھائے --- 368
اس بات کی ممانعت کے امام صرف اپنی ذات کے لیے دعا
مانگے ---------- 369
جو شخص لوگوں کی امامت کرائے جبکہ وہ اس کی امامت سے
ناخوش ہوں ---------- 370
جب امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو ------ 373
اسی سے متعلق ایک اور باب ---------- 374
وہ امام جو دو رکعتوں کے بعد بھول کر (تشہد میں بیٹھے بغیر) کھڑا ہو
جائے ---------- 375
پہلی دو رکعتوں (تشہد) میں بیٹھنے کی مقدار ---------- 377
نماز میں اشارہ کرنا ---------- 378
(نماز میں امام کو غلطی پر متنبہ کرنے کے لیے) مرد سبحان اللہ
کہیں اور عورتیں تالی بجائیں ---------- 379
نماز میں جمائی لینے کی کراہت ---------- 380
بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کو نصف ثواب ملتا ہے ---------- 380
جو شخص نفل نماز بیٹھ کر پڑھتا ہے ---------- 382
نبی ﷺ نے فرمایا جب میں نماز میں بچے کے رونے کی آواز سنتا
ہوں تو میں نماز ہلکی کر لیتا ہوں ---------- 384
بالغ عورت کی اوڑھنی کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی ------- 385
نماز میں سدل (کپڑا لٹکانے) کی کراہت ---------- 386
نماز میں کنکریوں پر ہاتھ پھیرنے کی کراہت ---------- 387
نماز میں پھونک مارنے کی کراہت ---------- 388
نماز میں کوکھ / پہلو پر ہاتھ رکھنے کی ممانعت ---------- 389
نماز میں بال سمیٹنے کی ممانعت ---------- 390
نماز میں خشوع پیدا کرنا ---------- 391
نماز میں ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں
ڈالنے کی ممانعت ---------- 392
نماز میں لمبا قیام ---------- 393
رکوع و سجود کثرت سے کرنا اور اس کی فضیلت ------- 393
دو سیاہ چیزوں کو نماز میں بھی مار ڈالنے کا حکم ---------- 395
سلام پھیرنے سے پہلے سہو کے دو سجدے ---------- 396
سلام و کلام کے بعد سہو کے دو سجدے کرنا ---------- 398
سہو کے دو سجدوں میں تشہد ---------- 400
جس شخص کو نماز میں کمی و بیشی ہو جانے کے بارے میں شک ہو 401
جو شخص ظہر و عصر کی دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دے --- 403

جوتے پہن کر نماز پڑھنا ---------- 405
نماز فجر میں قنوت ---------- 406
ترک قنوت ---------- 407
جس شخص کو نماز کے دوران چھینک آجائے ---------- 408
نماز میں کلام کرنے کا منسوخ ہونا ---------- 409
نماز توبہ کا بیان ---------- 410
بچے کو کب (کتنی عمر میں) نماز پڑھنے کا حکم دیا جائے گا --- 411
جس شخص کا تشہد پڑھنے کے بعد وضو ٹوٹ جائے ---------- 412
بارش ہونے کی صورت میں گھر نماز پڑھ لینا ---------- 414
نماز کے بعد تسبیحات پڑھنا ---------- 415
کیچڑ اور بارش کی صورت میں سواری پر نماز پڑھنا ---------- 416
نماز میں انتہائی مشقت اٹھانا ---------- 417
بندے سے قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کا حساب لیا جائے گا ---------- 418
جس نے دن رات میں بارہ رکعت سُنت مؤکدہ پڑھیں اس کی فضیلت ---------- 419
فجر کی دو رکعتوں (سنتوں) کی فضیلت ---------- 420
فجر کی دو رکعتیں ہلکی پڑھنی چاہئیں، اور نبی ﷺ ان میں کون سی سورتیں پڑھتے تھے ---------- 421
فجر کی دو رکعتوں کے بعد بات کرنا ---------- 422
طلوع فجر کے بعد دو رکعتوں کے علاوہ کوئی (نفل) نماز نہیں -- 423
فجر کی دو رکعتوں کے بعد لیٹنا ---------- 424
جب نماز کی اقامت ہو جائے تو فرض نماز کے علاوہ کوئی نماز نہیں ہوتی ---------- 425
جس کی فجر سے پہلے دو رکعتیں چھوٹ جائیں تو وہ انہیں فجر کی نماز کے بعد پڑھ لے ---------- 426
طلوع آفتاب کے بعد فجر کی سنتیں پڑھنا ---------- 428
ظہر سے پہلے چار رکعتیں ---------- 429
ظہر کے بعد دو رکعتیں پڑھنا ---------- 431
اسی سے متعلق ایک اور باب ---------- 431
عصر سے پہلے چار رکعتیں ---------- 433
مغرب کے بعد دو رکعتیں پڑھنا اور ان میں قراءت ------- 434
مغرب کی دو سنتیں گھر میں پڑھنا ---------- 434
مغرب کے بعد چھ رکعتیں نفل پڑھنے کی فضیلت ----- 436
عشاء کے بعد دو رکعتیں ---------- 437
رات کی نماز دو دو رکعت ہے ---------- 437
نماز تہجد کی فضیلت ---------- 438
نبی ﷺ کی نماز تہجد ---------- 439
سابقہ مسائل کے متعلق باب ---------- 440
سابقہ مسائل سے متعلق ---------- 440
جو شخص نیند کی وجہ سے تہجد نہ پڑھ سکے وہ دن کے وقت پڑھ لے ---------- 441
رب تبارک وتعالیٰ کا ہر رات آسمان دنیا پر نازل ہونا ------- 442
نماز تہجد میں قراءت ---------- 443
نفل نماز گھر میں پڑھنے کی فضیلت ---------- 445

أَبْوَابُ الْوِتْر

وتر کا بیان

وتر کی فضیلت ---------- 447
وتر لازمی نہیں ---------- 448
وتر سے پہلے سو جانا مکروہ ہے ---------- 449
رات کے شروع میں اور اس کے آخری حصے میں وتر پڑھنا -- 450
سات وتر ---------- 451
پانچ وتر ---------- 452
تین رکعت وتر ---------- 453
ایک وتر ---------- 454
نماز وتر میں قراءت و تلاوت کا بیان ---------- 455

وتر میں دعائے قنوت ---------- 456
جو شخص نیند یا بھول کی وجہ سے وتر نہ پڑھ سکے ---------- 458
صبح ہونے سے پہلے پہلے وتر پڑھ لینا ---------- 459
ایک رات میں دو بار وتر نہیں ---------- 461
سواری پر وتر پڑھنا ---------- 462
نماز چاشت کی فضیلت ---------- 463
زوال کے وقت نماز پڑھنا ---------- 466
نماز حاجت ---------- 466
نماز استخارہ ---------- 468
نماز تسبیح ---------- 470
نبی ﷺ پر صلاۃ (درود) پڑھنا ---------- 473
نبی ﷺ پر صلاۃ (درود) پڑھنے کی فضیلت ---------- 474

أَبْوَابُ الْجُمْعَةِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ
جمعہ کے احکام و مسائل

جمعہ کے دن کی فضیلت ---------- 477
جمعہ کے دن میں ایک ایسی گھڑی ہے جس میں دعا کی قبولیت کی امید ہے ---------- 478
جمعہ کے دن غسل کرنا ---------- 480
جمعہ کے دن غسل کرنے کی فضیلت ---------- 482
جمعہ کے دن وضو کرنا ---------- 483
جمعہ کے لیے اول وقت میں جانے کی فضیلت ---------- 485
کسی (شرعی) عذر کے بغیر جمعہ ترک کر دینا ---------- 486
کتنی مسافت سے جمعہ کے لیے حاضر ہونا چاہیے ---------- 487
جمعہ کا وقت ---------- 490
منبر پر خطبہ دینا ---------- 491
دو خطبوں کے درمیان بیٹھنا ---------- 492
خطبہ کا مختصر ہونا ---------- 493
منبر پر قراءت کرنا ---------- 493
جب امام خطبہ پڑھ رہا ہو تو اس کی طرف منہ کر کے بیٹھنا --- 494
جب آدمی خطبہ کے دوران آئے تو وہ دو رکعتیں پڑھ کر بیٹھے -- 495
امام کے خطبہ کے دوران بات کرنے کی کراہت ---------- 497
جمعہ کے دن لوگوں کو پھلانگنے کی کراہت ---------- 498
خطبہ کے دوران گوٹھ مار کر بیٹھنے کی ممانعت ---------- 499
منبر پر (خطبہ کے دوران) ہاتھ بلند کرنے کی کراہت ----- 500
جمعے کی اذان ---------- 501
امام کے منبر سے اترنے کے بعد بات چیت کرنا ------ 502
نماز جمعہ کی قراءت ---------- 503
جمعہ کے دن نماز فجر کی قراءت ---------- 505
جمعے سے پہلے اور اس کے بعد (سُنت) نماز پڑھنا ------ 505
جس شخص کو جمعہ کی ایک رکعت مل جائے ---------- 508
جمعہ کے دن قیلولہ کرنا ---------- 509
جمعہ کے دن جسے اونگھ آئے تو وہ اپنی جگہ بدل لے ------ 509
جمعہ کے دن سفر کرنا ---------- 510
جمعہ کے دن مسواک کرنا اور خوشبو لگانا ---------- 511

اَبْوَابُ الْعِيْدَيْنِ عَنْ رَّسُوْلِ اللهِ ﷺ
عیدین کے احکام و مسائل

عید کے دن پیدل چل کر جانا ---------- 513
خطبہ سے پہلے نماز عیدین ---------- 514
عیدین کی نماز اذان اور اقامت کے بغیر ہے ---------- 515
نماز عیدین میں قراءت ---------- 515
عیدین میں تکبیرات ---------- 517
عیدین (کی نماز) سے پہلے کوئی نماز ہے نہ ان کے بعد ----- 518
خواتین کا عیدین میں عید گاہ جانا ---------- 519
نبی ﷺ کا عید کے لیے ایک راستے سے جانا اور دوسرے راستے سے واپس آنا ---------- 521
عید الفطر کے دن عید گاہ جانے سے پہلے کوئی چیز کھانے کا بیان 522

أَبْوَابُ السَّفَر
سفر کے احکام و مسائل

سفر میں (نماز) قصر ادا کرنا ---------- 524
کتنی مدت تک نماز قصر ادا کی جائے گی ---------- 527
دوران سفر نفل نماز کا حکم ---------- 529
(سفر میں) دو نمازیں جمع کر کے پڑھنا ---------- 531
نماز استسقاء کے متعلق احکام و مسائل ---------- 534
سورج گرہن کی نماز ---------- 537
سورج گرہن کی نماز میں قراءت کی کیفیت ---------- 540
نماز خوف کا بیان ---------- 541
قرآن مجید میں سجدوں کے متعلق ---------- 546
خواتین کا مساجد کی طرف جانا ---------- 548
مساجد میں تھوکنے کی ممانعت ---------- 549
سورۂ الانشقاق اور سورۂ العلق میں سجدہ (تلاوت) کا بیان --- 550
سورۂ النجم میں سجدہ کرنا ---------- 551
جس نے اس (سورۂ النجم) میں سجدہ نہیں کیا ---------- 552
سورۂ صٓ میں سجدہ تلاوت ---------- 553
سورۂ الحج میں سجدہ تلاوت ---------- 554
قرآن کے سجدوں کی دعا ---------- 555
جس شخص کی رات کی معمول کی نماز فوت ہو جائے تو وہ اسے دن
کے وقت قضا پڑھ لے ---------- 556
اس شخص کے بارے میں تشدید کا ذکر جو امام سے پہلے سر اٹھا لیتا
ہے ---------- 557
وہ شخص جو فرض نماز پڑھ لینے کے بعد لوگوں کی امامت کراتا
ہے ---------- 557
گرمی اور سردی میں کپڑے پر سجدہ کرنے کی رخصت --- 559
نماز فجر کے بعد طلوع آفتاب تک مسجد میں بیٹھے رہنا ---- 559
نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنا ---------- 560
جب آدمی امام کو سجدے کی حالت میں پائے تو وہ کیا کرے -- 562
نماز کے آغاز کے موقع پر کھڑے ہو کر امام کا انتظار کرنے کی
ممانعت ---------- 563
دعا سے پہلے اللہ کی ثنا اور نبی ﷺ پر درود پڑھنا -------- 564
مساجد کو خوشبودار / معطر بنانا ---------- 565
رات اور دن کی (نفل) نماز دو دو رکعت ادا کرنے کا بیان ----- 566
نبی ﷺ دن کے وقت نفل نماز کس طرح ادا کرتے تھے --- 567
خواتین کے کمبلوں / چادروں میں نماز پڑھنے کی کراہت ---- 568
نفل نماز میں چلنے اور عمل کرنے کا جواز ---------- 569
ایک رکعت میں دو سورتیں پڑھنا ---------- 569
مسجد کی طرف چل کر جانے کی فضیلت اور اس کے قدموں
کے بدلے میں جو اجر لکھا جاتا ہے ---------- 570
مغرب کے بعد نماز (سنت) گھر میں پڑھنا افضل ہے --- 571
اسلام قبول کرتے وقت غسل کرنا ---------- 572
بیت الخلاء داخل ہوتے وقت بسم اللہ پڑھنا ---------- 572
سجدوں اور وضو کے نشانات قیامت کے دن اس امت کی
علامت ہوں گے ---------- 573
دائیں طرف سے وضو کرنا مستحب ہے ---------- 573
وضو میں پانی کی کتنی مقدار کافی ہے ---------- 574
شیر خوار بچے کے پیشاب پر پانی چھڑکنا ---------- 575
سورۂ المائدہ کے نزول کے بعد نبی ﷺ کا (موزوں پر) مسح کرنا 576
جنبی وضو کر کے کھا سکتا ہے اور سو سکتا ہے ---------- 577
نماز کی فضیلت ---------- 577
سابقہ باب سے متعلق ---------- 579

اَبْوَابُ الزَّكٰوةِ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ
زکوٰۃ کے متعلق احکام و مسائل

زکوٰۃ ادا نہ کرنے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے وارد وعید 580
جب زکوٰۃ کی ادائیگی کر دی تو فرض کی ادائیگی ہو گئی ------- 582

سونے اور چاندی کی زکوٰۃ ---------- 585
اونٹوں اور بکریوں کی زکوٰۃ ---------- 586
گائیوں کی زکوٰۃ ---------- 588
صدقہ میں بہترین مال وصول کرنے کی ممانعتؑ ------ 590
غلے، پھلوں اور اناج میں زکوٰۃ ---------- 591
گھوڑوں اور غلاموں میں زکوٰۃ نہیں ---------- 592
شہد کی زکوٰۃ ---------- 593
جس شخص کو (سال کے دوران) مال ملے تو اس پر کوئی زکوٰۃ نہیں
حتیٰ کہ اس پر سال گزر جائے ---------- 594
مسلمانوں پر جزیہ نہیں ---------- 596
زیورات کی زکوٰۃ ---------- 597
سبزیوں کی زکوٰۃ ---------- 599
نہری پانی وغیرہ سے سیراب ہونے والی کھیتی میں زکوٰۃ --- 600
یتیم کے مال کی زکوٰۃ ---------- 601
جانور سے لگنے والے زخم پر کوئی دیت نہیں اور دفینوں میں
پانچواں حصہ ہے ---------- 602
غلے کی پیداوار کا اندازہ لگانا ---------- 603
حق کے ساتھ صدقہ وصول کرنے والا ---------- 605
زکوٰۃ کے معاملے میں زیادتی کرنے والا ---------- 605
صدقہ وصول کرنے والے کی رضامندی ---------- 606
صدقہ مال داروں سے لیا جائے گا اور ناداروں کو دے دیا جائے گا 607
کسے زکوٰۃ لینا جائز ہے ---------- 608
کسے زکوٰۃ لینا جائز نہیں ---------- 609
مقروض وغیرہ میں سے کس کے لیے صدقہ لینا جائز ہے --- 611
نبی ﷺ، آپ ﷺ کے اہل بیت اور آپ ﷺ کے آزاد
کردہ غلاموں کے لیے صدقہ لینے کی ممانعتؑ ------ 612
قرابت داروں پر صدقہ کرنا ---------- 614
مال میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی حق ہے ---------- 615
صدقے کی فضیلت ---------- 616
سوال کرنے (مانگنے والے) کا حق ---------- 620
تالیف قلب کے لیے دینا ---------- 621
صدقہ کرنے والا اپنے صدقے کا وارث بن سکتا ہے ------ 622
صدقہ دے کر واپس لے لینے کی ممانعتؑ --------- 623
میت کی طرف سے صدقہ ---------- 624
عورت کے اپنے شوہر کے گھر سے خرچ کرنا---------- 626
صدقہ فطر ---------- 628
نماز عید سے پہلے فطرانہ ادا کرنا ---------- 631
زکوٰۃ کو (وقت آنے سے پہلے ہی) جلد ادا کر دینا -------- 632
سوال کرنے کی ممانعتؑ ---------- 633

أَبْوَابُ الصَّوْمِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ
روزے کے احکام و مسائل

ماہ رمضان کی فضیلت ---------- 635
ماہ رمضان شروع ہونے سے ایک دن پہلے روزہ نہ رکھو ---- 637
شک کے دن روزہ رکھنے کی ممانعتؑ ---------- 638
رمضان کے لیے شعبان کے چاند کا خیال رکھنا (گنتی کرتے رہنا) 639
چاند دیکھ کر روزے رکھنا اور چاند دیکھ کر روزے رکھنا بند کر دینا 640
مہینہ انتیس کا بھی ہوتا ہے ---------- 640
(چاند دیکھنے کی) گواہی پر روزہ رکھنا ---------- 641
عید کے دونوں مہینے ناقص نہیں ہوتے ---------- 642
ہر شہر / ملک والوں کی اپنی رؤیت معتبر ہے ---------- 643
کس چیز سے افطار کرنا مستحب ہے ---------- 644
روزہ اس دن جس دن تم روزہ رکھو، عید الفطر اس دن جس دن تم
روزہ رکھنا بند کر دو اور عید الاضحیٰ اس دن جس دن تم قربانیاں کرو 646
جب رات آجائے اور دن گزر جائے تو روزہ دار کے افطار کا وقت
ہو گیا ---------- 647
روزہ افطار کرنے میں جلدی کرنا ---------- 647

سحری تاخیر سے کھانا ---------- 649
فجر کی وضاحت ---------- 650
روزہ دار کے لیے غیبت کرنے کی سنگینی ---------- 651
سحری کھانے کی فضیلت ---------- 652
سفر میں روزہ رکھنے کی ممانعت ---------- 654
سفر میں روزہ رکھنے کی رخصت ---------- 655
جنگ میں شریک شخص کے لیے روزہ چھوڑ دینے کی رخصت ---------- 657
حاملہ اور دودھ پلانے والی کو روزہ چھوڑ دینے کے بارے میں رخصت ---------- 658
میت کی طرف سے روزہ رکھنا ---------- 659
روزے کا کفارہ ---------- 660
وہ روزہ دار جسے قے آجائے ---------- 661
جو عمداً قے کرے ---------- 662
وہ روزہ دار جو بھول کر کھا پی لے ---------- 663
عمداً روزہ چھوڑ دینا ---------- 664
رمضان کا کوئی روزہ چھوڑنے کا کفارہ ---------- 665
روزے دار کا مسواک کرنا ---------- 667
روزے دار کا سرمہ لگانا ---------- 667
روزے کی حالت میں بوسہ لینا ---------- 668
روزے کی حالت میں بیوی سے معانقہ کرنا ---------- 669
جو شخص رات ہی کو (فرض) روزے کی نیت نہ کرے تو اس کا کوئی روزہ نہیں ---------- 670
نفلی روزہ توڑ دینا ---------- 671
نفلی روزہ رات کو نیت کیے بغیر رکھنا جائز ہے ---------- 673
نفلی روزہ رکھ کر توڑ دینے والے پر قضا واجب ہے ---------- 674
(کثرت سے روزے رکھ کر) شعبان کو رمضان سے ملا دینا--- 675
استقبال رمضان کی نیت سے شعبان کے آخری نصف میں روزہ رکھنے کی ممانعت ---------- 677
نصف شعبان کی شب ---------- 678
محرم کا روزہ رکھنا ---------- 678
جمعہ کے دن کا روزہ رکھنا ---------- 680
صرف جمعے کے دن روزہ رکھنے کی ممانعت ---------- 680
ہفتہ کے دن روزہ رکھنا ---------- 681
سوموار اور جمعرات کے دن کا روزہ رکھنا ---------- 682
بدھ اور جمعرات کے دن کا روزہ رکھنا ---------- 683
عرفہ کے دن کا روزہ رکھنے کی فضیلت ---------- 684
میدان عرفات میں عرفہ کے دن روزہ رکھنے کی ممانعت -- 685
عاشورا کے دن روزہ رکھنے کی ترغیب ---------- 687
عاشورا کے دن روزہ نہ رکھنے کی رخصت ---------- 687
عاشوراء کا دن کون سا ہے؟ ---------- 688
ذوالحجہ کے پہلے عشرے کے روزے ---------- 689
ذوالحجہ کے پہلے دس دنوں میں کیا ہوا عمل ---------- 690
شوال کے چھ دنوں کے روزے ---------- 692
ہر مہینے تین روزے رکھنا ---------- 693
روزے کی فضیلت ---------- 695
ہمیشہ روزہ رکھنے کا بیان ---------- 697
مسلسل (نفلی) روزے رکھنا ---------- 699
عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن روزہ رکھنے کی ممانعت --- 700
ایام تشریق میں روزہ رکھنے کی ممانعت ---------- 702
روزے کی حالت میں سینگی / پچھنے لگوانے کی ممانعت --- 703
روزے کی حالت میں سینگی لگوانے کی اجازت ---------- 705
روزے میں وصال (روزہ رکھ کر افطار کیے بغیر دوسرا روزہ رکھ لینے) کی ممانعت ---------- 703
وہ جنبی جو روزہ رکھنا چاہتا ہے لیکن حالت جنابت میں صبح ہو جاتی ہے ---------- 707

روزہ دار دعوت قبول کرے ---------- 708
عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر (نفلی) روزہ نہ رکھے --- 708
قضاء رمضان میں تاخیر ---------- 709
جس روزہ دار کے پاس کھانا کھایا جائے اس کی فضیلت --- 710
حیض والی عورت روزے کی قضا دے گی نماز کی نہیں ----- 711
روزے کی حالت میں وضو کے دوران ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرنے کی ممانعت ---------- 711
جو شخص کسی کے ہاں مہمان ٹھہرے تو وہ ان کی اجازت کے بغیر (نفلی) روزہ نہ رکھے ---------- 712
اعتکاف کا بیان ---------- 713
شب قدر کا بیان ---------- 715
سابقہ مسائل واحکام کے متعلق باب ---------- 718
موسم سرما میں روزہ ---------- 718
اللہ تعالیٰ کے فرمان: (وعلی الذین یطیقونہٗ) کا بیان ---- 719
سفر پر روانہ ہونے سے پہلے کھانا کھانا ---------- 720
روزہ دار کا تحفہ ---------- 721
عید الفطر اور عید الاضحیٰ کب ہوگی ---------- 721
جب ایام اعتکاف گزر جائیں ---------- 722
کیا اعتکاف کرنے والا کسی ضرورت کے تحت اعتکاف گاہ سے نکل سکتا ہے یا نہیں ---------- 723
ماہ رمضان کا قیام ---------- 725
روزہ دار کو افطار کرانے کی فضیلت ---------- 729
ماہ رمضان کے قیام کی ترغیب اور اس کی فضیلت ---- 729

اَبْوَابُ الْحَجِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ
حج کے متعلق مسائل واحکام

حرمت مکہ ---------- 731
حج وعمرے کا ثواب ---------- 733
ترک حج کی سنگینی ---------- 734
سفر خرچ اور سواری ہونے کی صورت میں حج فرض ہو جاتا ہے - 735
کتنے حج فرض ہیں ---------- 735
نبی ﷺ نے کتنے حج کیے ---------- 736
نبی ﷺ نے کتنے عمرے کیے ---------- 738
نبی ﷺ نے کس جگہ سے احرام باندھا ---------- 739
نبی ﷺ نے کب احرام باندھا ---------- 740
حج مفرد ادا کرنا ---------- 740
حج اور عمرے کو ملا کر ادا کرنا ---------- 742
حج تمتع ---------- 742
تلبیہ (لبیک) پکارنا ---------- 745
تلبیہ پکارنے اور قربانی کرنے کی فضیلت ---------- 747
بلند آواز سے تلبیہ پکارنا ---------- 748
احرام باندھتے وقت غسل کرنا ---------- 749
آفاقی لوگوں کے لیے احرام باندھنے کے میقات ------- 750
احرام والے کے لیے کون سے کپڑے پہننا جائز نہیں ----- 751
جب احرام والے کو تہبند اور جوتے دستیاب نہ ہوں تو وہ شلوار اور موزے پہن لے ---------- 752
وہ احرام والا شخص جس نے قمیض یا جبہ پہن رکھا ہو ------ 753
احرام والا کس جانور کو قتل کر سکتا ہے ---------- 754
حالت احرام میں پچھنے لگوانا/سینگی لگوانا ---------- 755
حالت احرام میں شادی کرنے کی ممانعت ---------- 756
اس (حالت احرام) میں شادی کرنے کے بارے میں رخصت ---------- 758
احرام کی حالت میں شکار کا گوشت کھانا ---------- 760
حالت احرام میں شکار کا گوشت کھانے کی ممانعت --- 762
حالت احرام میں بحری شکار کرنا ---------- 763
لگڑ بھگا جسے احرام والا مارے (کا حکم) ---------- 764
مکہ میں داخل ہوتے وقت غسل کرنا ---------- 765

نبی ﷺ کا مکہ میں اس کی بالائی طرف سے داخل ہونا اور اس کی نشیبی طرف سے وہاں سے نکلنا ---------- 765
نبی ﷺ کا مکہ میں دن کے وقت داخل ہونا ---------- 766
بیت اللہ کو دیکھتے وقت ہاتھ بلند کرنے کی ممانعتؑ ----- 766
کیفیت طواف ---------- 767
حجر (اسود) سے حجر (اسود) تک رمل کرنا ---------- 769
حجر اسود اور رکن یمانی کے استلام کے علاوہ کسی اور کا استلام نہیں 770
نبی ﷺ نے اضطباع (دائیں کندھے کو ننگا کرنے) کی حالت میں طواف کیا ---------- 771
حجر اسود کو بوسہ دینا ---------- 771
سعی صفا سے شروع کرنی چاہیے ---------- 773
صفا و مروہ کے درمیان سعی ---------- 775
سواری پر سوار ہو کر طواف کرنا ---------- 776
طواف کی فضیلت ---------- 777
طواف کرنے والا عصر کے بعد اور فجر کے بعد (دو رکعت) نماز پڑھ سکتا ہے ---------- 778
طواف کی دو رکعتوں کی قراءت ---------- 780
برہنہ حالت میں طواف کرنے کی ممانعتؑ --------- 780
کعبہ شریف میں داخل ہونا ---------- 782
کعبہ کے اندر نماز پڑھنا ---------- 783
کعبہ کو توڑنے (تعمیر) کا بیان ---------- 784
حطیم میں نماز پڑھنا ---------- 785
حجر اسود رکن یمانی اور مقام ابراہیم کی فضیلت -------- 785
منیٰ میں جانا اور وہاں قیام کرنا ---------- 787
منیٰ اس شخص کے لیے اونٹ بٹھانے کی جگہ ہے جو پہلے پہنچ جائے ---------- 788
منیٰ میں نماز قصر پڑھنا ---------- 788
عرفات میں ٹھہرنا اور وہاں دعائیں کرنا ---------- 789
عرفات سب کا سب ٹھہرنے کی جگہ ہے ---------- 791
عرفات سے لوٹنا ---------- 795
مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھنا ---- 795
جس نے امام کو مزدلفہ میں پالیا تو اس نے حج کو پالیا ------- 797
کمزور افراد کو مزدلفہ سے رات ہی کے وقت پہلے منیٰ بھیج دینا -- 799
قربانی کے دن چاشت کے وقت رمی کرنا ---------- 801
مزدلفہ سے سورج طلوع ہونے سے پہلے روانہ ہونا ------- 801
جمروں کو چھوٹی کنکریاں مارنا ---------- 802
سورج ڈھلنے کے بعد رمی کرنا ---------- 803
سوار ہو کر جمرات کی رمی کرنا ---------- 803
جمرات کی رمی کس طرح کی جائے گی ---------- 804
جمرات کی رمی کے وقت لوگوں کو ہٹانے کی ممانعتؑ ---- 806
قربانی کے اونٹ اور گائے میں اشتراک ---------- 806
اونٹوں کی کوہان پر زخم کر کے ہدی کا نشان لگانا ---------- 807
ہدی کا جانور خریدنا ---------- 809
نشانی کے لیے قربانی کے جانوروں کو قلادے پہنانا ------- 809
بکریوں کے گلے میں قلادہ ڈالنا ---------- 810
جب قربانی کا جانور تھک جائے (اور وہ حرم تک سفر نہ کر سکے) تو پھر اس کے ساتھ کیا کیا جائے ---------- 810
قربانی کے جانور پر سواری کرنا ---------- 812
سر کے بال منڈواتے وقت سر کی کس جانب سے آغاز کیا جائے 812
سر کے بال منڈوانا اور کترانا ---------- 813
خواتین کے لیے سر منڈوانے کی ممانعتؑ --------- 814
جو شخص قربانی کرنے سے پہلے سر منڈوالے یا رمی کرنے سے پہلے قربانی کر لے ---------- 815
طواف زیارت (طواف افاضہ) سے پہلے احرام کھولتے وقت خوشبو لگانا ---------- 815
حج میں تلبیہ پکارنا کب بند کرے ---------- 816

عمرہ میں تلبیہ پکارنا کب بند کرے ---------- 817
رات کے وقت طواف زیارت کرنا ---------- 817
میدان ابطح میں ٹھہرنا ---------- 818
میدان ابطح میں ٹھہرنا ---------- 819
بچے کا حج ---------- 820
خواتین کی طرف سے تلبیہ پکارنا اور بچوں کی طرف سے رمی کرنا 821
بوڑھے شخص اور فوت شدہ شخص کی طرف سے حج کرنا ----- 821
فوت شدہ شخص کی طرف سے حج کرنا ---------- 823
باب سابق سے متعلق ---------- 823
کیا عمرہ کرنا واجب ہے یا نہیں؟ ---------- 824
عمرہ قیامت کے دن تک حج میں داخل ہو گیا -------- 825
عمرے کی فضیلت ---------- 826
مقام تنعیم سے عمرہ ---------- 826
جعرانہ سے عمرہ ---------- 827
رجب میں عمرہ کرنا ---------- 828
ذوالقعدہ میں عمرہ ---------- 829
رمضان میں عمرہ ---------- 829
جو شخص حج کا احرام باندھے اور اس کا کوئی عضو ٹوٹ جائے یا وہ
لنگڑا ہو جائے ---------- 830
حج میں شرط قائم کرنا ---------- 831
سابقہ مسائل سے متعلق ---------- 832
جس عورت کو طواف افاضہ کے بعد حیض آجائے ------- 833
حیض والی عورت کون سے مناسک حج ادا کرے -------- 834
جو شخص حج یا عمرہ کرے تو وہ (روانگی سے پہلے) اپنا آخری وقت
بیت اللہ کے پاس (طواف میں) گزارے ---------- 835
حج قران کرنے والا ایک طواف کرے گا ---------- 836
مہاجر منیٰ سے لوٹنے کے بعد مکہ میں تین دن قیام کرے --- 837
حج اور عمرہ سے لوٹتے وقت کی دعا ---------- 837
جو احرام والا شخص اپنے احرام میں فوت ہو جائے -------- 838
احرام والے کی آنکھ دکھتی ہو تو وہ ایلوے کا لیپ کر لے ----- 839
اگر احرام والا حالت احرام میں سر منڈوالے تو اس پر کیا واجب
ہوتا ہے؟ ---------- 840
چرواہوں کے لیے رخصت ہے کہ وہ ایک دن رمی کریں اور
ایک دن رمی نہ کریں ---------- 841
نبی ﷺ کے تلبیہ کی طرح تلبیہ کہنا ---------- 842
حج اکبر کا دن ---------- 842
دو رکنوں کا استلام ---------- 843
طواف کے دوران بات چیت کرنا ---------- 844
حجر اسود کا بیان ---------- 845
احرام والے کا تیل لگانا ---------- 845
آب زمزم (اپنے ساتھ وطن) اٹھا لانا ---------- 846
ترویہ (آٹھ ذوالحجہ) کے دن ظہر کی نماز کہاں پڑھی جائے --- 846

☆☆☆

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ

۲۰۰ھ-۲۷۹ھ

نام ونسب:

امام صاحب کا نام محمد اور کنیت ابو عیسیٰ ہے، سلسلہ نسب کچھ یوں ہے۔ محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن ضحاک السلمی الترمذی، شہر ترمذ کی طرف نسبت ہے، جو نہر بلخ یعنی نہر جیحون کے کنارے خوارزم کے قریب واقع ہے۔ امام ترمذی کے دادا مروزی الاصل تھے، کسی وجہ سے آکر ترمذ میں آباد ہوئے، نیز امام بخاری کا سلسلہ بھی ابن سلیم سے ملتا ہے، جو ابن غیلان کی ایک شاخ ہے۔ عیسیٰ آپ کے والد کا نام بھی ہے اور آپ کی کنیت بھی۔

شیوخ:

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ شیوخ نہایت وسیع ہے۔ جن میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ امام مسلم، امام داؤد، قتیبہ بن سعید، علی بن حجر، محمد بن بشار رحمہم اللہ وغیرہم خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

تلامذہ:

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے جس طرح متعدد مشائخ سے استفادہ کیا، اسی طرح آپ سے بھی بے شمار طلبہ و تلامذہ مستفید ہوئے، اور وقتاً فوقتاً اس چشمہ سنت سے سیراب ہوتے رہے، جن میں سے، احمد بن عبداللہ المروزی، ہشیم بن کلیب الشامی، محمد بن احمد بن محبوب، احمد بن یوسف النسفی، اسعد بن حمدویہ، داؤد بن نصر البزدوی، محمد بن منذر الہروی، ابوذر محمد بن ابراہیم، ابو محمد حسن بن ابراہیم، ابوالحسن وازری، محمد بن سفیان رحمۃ اللہ علیہم وغیرہم۔

فائدہ:

یہ بات خصوصیت کی متحمل ہے، کہ امام ترمذی جہاں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں شامل ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپ سے دو احادیث کا سماع کیا، جن میں سے ایک حدیث سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، جو آیۃ کریمہ ﴿مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا﴾ کی تفسیر میں قال اللینة النخلة (الحدیث رقم: ۳۳۰۳) ہے، امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے سورہ حشر کی تفسیر میں اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے۔

"سمع منی محمد بن اسماعیل هٰذا الحدیث" (رقم الحدیث: ۳۷۲۷)

دوسری حدیث سیّدنا ابو سعید الخدری سے سیّدنا علی کے مناقب میں مروی ہے "یا علی لا یحل لاحد ان یجنب فی هذا المسجد غیری وغیرك"

اس کے ذکر کرنے کے بعد امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قد سمع محمد بن اسماعیل منی ھٰذا الحدیث واستغر به انتھی

رحلات:

حدیث کے اخذ و ادا کے سلسلے میں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کا آب و دانہ بہت دور تک بکھرا نظر آتا ہے، آپ کے اساتذہ بصرہ، کوفہ خراسان، حجاز و بخارا سے متعلق ملتے ہیں اس لیے یہ کہنا پڑے گا کہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ان شہروں کو اپنے رحلات کی آماجگاہ بنائے رکھا۔

قوتِ حفظ:

علامہ ذہبی ابو سعید الادریسی سے بیان کرتے ہیں:

کان ابو عیسی یضرب به المثل فی الحفظ وقال الحاکم سمعت عمر بن ملك یقول مات البخاری فلم یخلف بخراسان مثل ابی عیسی فی العلم والحفظ والورع والزھد

چنانچہ اس کی منہ بولتی مثال حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے تہذیب اور علامہ ذہبی نے تذکرہ میں احمد بن عبداللہ سے نقل کی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے۔ کہ میں نے شیخ کی روایات کے دو اجزاء ان سے نقل کئے، لیکن اب تک انہیں پڑھ کر سنانے کا موقعہ نہ مل سکا، چنانچہ مکہ مکرمہ کے راستہ میں اتفاقاً ان سے ملاقات ہوئی، میں نے شیخ سے ان اجزاء کی قراءت کی درخواست کی جسے آپ نے قبول فرمایا، اور کہا کہ ان اجزاء کو ہاتھ میں رکھیں میں پڑھتا ہوں اور آپ مقابلہ کرتے جائیں، میں نے جب ان اجزاء کو تلاش کیا تو وہ اتفاقاً میرے پاس نہ تھے، چنانچہ میں نے ان کے ہم مثل سائز کاغذ کے دو اجزاء ہاتھ میں لیے اور سننے میں مشغول ہو گیا۔ بوقت قرأت شیخ کی نظر ان کاغذات پر پڑی تو وہ ناراض ہو کر فرمانے لگے "اما تستحیی" تو میں نے بالآخر وہ تمام قصہ کہہ سنایا جو مجھ سے سرزد ہوا تھا اور کہا کہ اگرچہ وہ اجزاء میرے پاس نہیں تاہم لکھے ہوئے اجزاء سے مجھے زیادہ محفوظ ہیں، شیخ نے فرمایا اچھا سناؤ۔ تو میں نے وہ تمام حدیثیں سنا دیں۔

شیخ بہت متعجب ہوئے تو میں نے عرض کی اب کی بار پھر امتحان لے لیں تو انہوں نے چالیس احادیث اور پڑھیں، میں نے وہ بھی صحیح صحیح سنا دیں، اس پر فرمانے لگے:

ما رأیت مثلك۔

ابو عیسیٰ:

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت ہے، جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے، لیکن یہ کنیت اس اعتبار سے موضوع بحث ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عیسیٰ کا تو باپ ہی نہ تھا، یہ فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو مصنف ابن ابی شیبہ میں باب ما یکرہ للرجل ان یکتنی بابی عیسیٰ کے تحت ملے گا، علاوہ ازیں سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے صاحب زادہ نے جب اپنی کنیت ابو عیسیٰ رکھی تو سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں سزا دی اور کہا کہ ان کا تو باپ ہی نہیں ہے۔

اس کے جواب میں بعض عُلماء نے پہلی روایت کو مرسل اور دوسری کو موقوف بتا کر لکھا ہے کہ یہ ایک امر واقع کا بیان ہے،

اس سے نہی لازم نہیں آتی، لیکن اس سب کچھ کے باوجود ہم سنن ابی داؤد میں دیکھتے ہیں کہ سیّدنا مغیرہ کی کنیت ابو عیسیٰ ہے، اس پہ سیّدنا عمر نے روکا اور کہا کہ آپ کو ابو عبد اللہ کنیت رکھنی چاہیے، تو انہوں نے فرمایا کہ میری یہ کنیت تو نبی اکرم ﷺ نے رکھی ہے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اصابہ میں تفصیل کے ساتھ لکھا ہے، اور دیگر صحابہ سے اس کی تائید نقل کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ان کو "ابو عیسیٰ کنیت سے پکارا ہے، سیّدنا عمر نے اگرچہ ان کی کنیت ابو عبد اللہ کے نام سے تبدیل کر دی تھی، اور وہ یہ گمان کرتے تھے کہ نبی اکرم ﷺ کے حق میں تو اللہ نے فرمایا ہے لیغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تاخر۔ لیکن ہماری یہ شان نہیں، معلوم نہیں ہمارے ساتھ کیا کیا جائے گا، تاہم ہو سکتا ہے کہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کا یہ اجتہاد درست نہ ہو، اس وجہ سے انہوں نے جابجا اپنی جامع میں اس کی صراحت کی۔"

مذہب امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ:

اکثر عُلماء نے آپ کو شافعی و حنبلی کہا ہے، جیسا کہ طبقات شافعیہ و حنابلہ میں مذکور ہے، لیکن بات یہ ہے کہ مؤلفین طبقات نے دراصل درسی نسبت کی وجہ سے ائمہ حدیث کو طبقات میں ذکر کیا ہے، جامع ترمذی آج بھی ہمارے سامنے ہے، اور اس میں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مستقل رائے پیش کی ہے، اور جابجا اپنے آپ کو اہل الحدیث میں شمار کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ "الثوب الحلّی علی تقریر الترمذی ص ۴۴، میں رقمطراز ہیں:

"قلت هذا يدل على ان الترمذى ليس بشافعى۔" امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی عدم تقلید کے لیے ذیل کی امثلہ میں کافی وضاحت ہو جاتی ہے، کہ آپ اہل حدیث تھے اور مقلد نہ تھے، بلکہ خود امام اور مجتہد تھے۔

چنانچہ "باب الرجل يسلم وعنده عشرة نسوة کے تحت لکھتے ہیں: والعمل على حديث غيلان عند اصحابنا منهم الشافعى واحمد واسحٰق رحمۃ اللہ علیہم۔

امام موصوف کا یہ کلام صاف طور پر دال ہے کہ اصحابنا سے مراد محدثین ہیں، جن میں امام احمد اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہم بھی شامل ہیں، اسی طرح باب ترك الوضوء من القبلة میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے بعد فرماتے ہیں:

"هو قول السفيان الثورى واهل الكوفة قالوا ليس فى القبلة وضوء وقال مالك بن انس والاوزاعى والشافعى واحمد واسحاق فى القبلة وضوء وهو قول غير واحد من اهل العلم فى اصحٰب النبى ﷺ والتابعين وانما ترك اصحابنا حديث عائشة عن النبى ﷺ فى هٰذا لانه لا يصح عندهم لحال الاسناد"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے اس کلام سے واضح ہوتا ہے کہ اصحابنا سے مراد اہل حدیث ہیں۔ زیر بحث باب کے تحت علامہ ابو الطیب السندی شرح ترمذی میں فرماتے ہیں:

انما ترك اصحابنا اى من اهل الحديث او من الشافعيه كذا قال بعض اهل العلم لكن الظاهر هو الاول۔

اسی طرح شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کے متعلق فرماتے ہیں:

وجزیں نیست کہ ترک کردند اصحاب ما اہل حدیث حدیث عائشہ را الخ

اسی طرح باب کراهية الاسراف فى الوضوء میں خارجہ راوی پر کلام کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"خارجه لیس بالقوی عند اصحابنا"

تو کیا یہاں عند اصحابنا سے مراد شوافع ہیں؟ نہیں بلکہ اہل الحدیث ہیں جیسا کہ علامہ طیبی فرماتے ہیں:

عند اصحابنا ای اهل الحدیث (المرقاۃ)

اختصار کی وجہ سے ہم انہی امثلہ پر اکتفاء کرتے ہیں، البتہ جامع ترمذی کو اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو اس قسم کی متعدد امثلہ مل سکتی ہیں، جن سے آپ کو مقلد ٹھہرانے کی تردید ہو جاتی ہے، اور اگر جامع ترمذی کے "باب تاخیر الظهر فی شدة الحر" پر ایک نظر دوڑائی جائے تو ہمارے دعویٰ کی پر زور تائید ہوتی ہے، کیونکہ اس میں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی تردید کی ہے چنانچہ "حدیث الابراد" کے بعد لکھتے ہیں:

قد اختار قوم من اهل العلم تاخیر صلوٰة الظهر فی شدة الحر وهو قول ابن المبارك واحمد واسحٰق وقال الشافعی انما الابراد بصلوٰة الظهر اذا کان مسجد اینتاب اهله من البعد فاما المصلی وحده والذی یصلی فی مسجد قومه فا الذی احب له ان لا یؤخر الصلوٰة فی شدة الحر ومعنی من ذهب الی تاخیر الظهر فی شدة الحر هو اولی واشبه با الاتباع واما ما ذهب الیه الشافعی ان الرخصة لمن ینتاب من البعد وللمشقة علی الناس فان فی حدیث ابی ذر ما یدل علی خلاف ما قال الشافعی رحمۃ اللہ علیہ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول اس بات پر شاہد ہے کہ آپ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد نہ تھے اور صحیح حدیث کے ہوتے ہوئے امام شافعی کے مسلک سے بریت کا اظہار کر دیتے ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی مؤلفات:

① الجامع الترمذی۔

② کتاب العلل، اس موضوع پر امام صاحب کی دو کتابیں ہیں۔

① علل الصغیر جو جامع ترمذی کے ساتھ مطبوع ہے، جس کا تعلق جامع سے ہے۔

② علل الکبیر، اس کے بارے میں محدث مبارک پوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وفیه معظم النقل عن شیخه البخاری

③ کتاب التاریخ۔ ④ کتاب الزہد ⑤ کتاب الاسماء والکنی۔

⑥ کتاب الشمائل النبویہ، جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے متعلق احادیث ہیں جو اپنے موضوع پر بہترین تصنیف ہے، شیخ عبد الحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

خواندن آن برائے مہمات مجرب اکابر است انتہٰی" (اشعۃ اللمعات)۔

کتاب التفسیر ⑦ کتاب الجرح والتعدیل اس کا ذکر حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے البدایہ ص ۶۷ ج ۱۱ میں کیا ہے۔

جامع ترمذی:

امام ترمذی کی جملہ کتب میں جامع کو بہت بڑی اہمیت حاصل ہے۔ لیکن اس کے نام میں اختلاف ہے، علامہ حلبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے

ہیں: قد اشتهر بالنسبة الى مولفة فيقال جامع الترمذى ويقال السنن ايضا والاول اكثر انتهى (کشف ص ۱۷۲ ج ۱)
خطیب بغدادی اور امام حاکم نے اسے "الصحیح" کے نام سے یاد کیا ہے، لیکن تغلیباً اسے "الصحیح" کہا گیا ہے، کیونکہ جامع میں ضعیف احادیث بھی ہیں، اور اسی سبب سے سنن ابی داؤد، سنن ابن ماجہ، اور سنن نسائی کو صحاح الستہ کہا گیا ہے۔

جامع ترمذی اور اس کے رواۃ:

حافظ ابو جعفر بن زبیر نے اپنی برنامج میں سنن کے چھ رواۃ کی تصریح کی ہے۔

① ابو العباس محمد بن احمد بن محبوب متوفی ۳۴۶ھ۔ ② حافظ ابو سعید ہیثم بن کلیب الشاشی متوفی ۳۵۵ھ۔
③ ابو ذر محمد بن ابراہیم۔ ④ ابو محمد حسن بن ابراہیم قطان۔
⑤ ابو حامد احمد بن عبداللہ تاجر۔ ⑥ ابو الحسن وازری، (مقدمہ قوت المغتذی)

جامع ترمذی کی مقبولیت:

جامع ترمذی کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ حافظ ابن اثیر جامع الاصول کے مقدمہ میں فرماتے ہیں:

هٰذا كتابه الصحيح احسن الكتب واكثرها فائدة واحسنها ترتيبًا واقلها تكرارًا وفيه ما ليس فى غيره.....الخ

اور حافظ ابو الفضل ابن طاہر مقدسی لکھتے ہیں کہ امام ابو اسماعیل عبداللہ بن محمد انصاری متوفی ۴۸۱ھ کو فرماتے ہوئے میں نے سنا:

"كتاب الترمذى عندى انور من كتاب البخارى ومسلم قلت ولم قال لانه لا يصل الى الفائدة منها الا من هو من اهل المعرفة التامة بهذا الفن والكتاب الترمذى قد شرح احاديثه وبينها فيصل اليها كل احد من الناس من الفقهاء والمحدثين وغيرهم" (البدایہ ص ۶۷ ج ۱۱ و مثلہ فی شروط الائمہ ص ۱۶)

اسی طرح حافظ ابو بکر ابن نقطہ بغدادی المتوفی ۶۲۹ھ اپنی مشہور کتاب "التقييد فى رواة الكتب والمسانيد" میں خود امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی نقل فرماتے ہیں:

"صنفت هذا المسند الصحيح وعرضته على علماء الحجاز فرضوا به وعرضته على علماء العراق فرضوا به وعرضته على علماء خراسان فرضوا به ومن كان فى بيته هٰذا الكتاب فكانما فى بيته نبى ينطق"

(البدایہ ایضًا)

یہی وہ کتاب ہے جس کی مدح میں عُلماء اندلس نے ایک بہترین قصیدہ کہا ہے، جسے حافظ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اور شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے البستان میں ذکر کیا ہے، جسے طوالت کے پیش نظر ہم نظر انداز کرتے ہیں۔

شاہ صاحب موصوف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فن حدیث میں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی "جامع" بعض وجوہ سے جمیع کتب احادیث سے احسن ہے۔ اولاً حسن ترتیب و عدم تکرار ② مذاہب کا بیان اور ان کے ادلہ کا ذکر ③ انواع حدیث میں صحیح و ضعیف، غریب اور معلل وغیرہ کا بیان ④ راویوں کے نام کنیت و القاب اور علم رجال کے متعلق دیگر فوائد بیان کرنے کی وجہ سے۔"

حافظ ابن سید الناس المتوفی ۷۳۴ھ شرح ترمذی کے مقدمہ میں حافظ یوسف بن احمد سے نقل کرتے ہیں:

"لابی عیسی فضائل تجمع وتروی وتسمع و کتابه من الکتب الخمسة التی اتفق اهل الحل والعقد والفضل والفقه من العلماء والفقهاء واهل الحدیث النبهاء علی قبلها والحکم بصحة اصولها"

(ابن ماجہ اور علم حدیث ص ۲۲۷)

صحت و شہرت کے اعتبار سے جیسا کہ اہل علم نے کتب احادیث کو پانچ طبقوں میں شمار کیا ہے، جامع ترمذی ان میں سے دوسرے طبقے کی کتاب ہے، صحاح ستہ میں "صحیح مسلم" کے بعد اس کا دوسرا مقام ہے، پھر "جامع ترمذی" کے فوائد میں یہ بھی داخل ہے کہ اس میں علوم حدیث کے مختلف علوم کی نشاندہی ملتی ہے، جس سے اس کی افادیت مزید بڑھ جاتی ہے، جن کا ذکر عنقریب آرہا ہے۔

① اصناف فوائد پر کتاب کی تالیف و ترتیب کے ساتھ بیان سند۔ ② تصحیح حدیث۔ ③ سقم روایت کا بیان۔ ④ تعدد طرق کا ایراد۔ ⑤ جرح رواۃ۔ ⑥ تعدیل رواۃ۔ ⑦ راویوں کے نام کی تعیین۔ ⑧ راویوں کی کنیت کا ذکر۔ ⑨ بیان وصل۔ ⑩ بیان قطع۔ ⑪ معمول بہ کا اظہار۔ ⑫ متروک کا ایضاح۔ ⑬ ردّ و قبول آثار کے متعلق اختلاف عُلماء۔ ⑭ تاویل حدیث میں اختلاف[1]۔

ترمذی اور اس کے ناقدین:

امام ابو عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی جامع کے متعلق آپ گزشتہ صفحات میں پڑھ چکے ہیں کہ وہ صحاح ستہ میں تیسری اور طبقات کتب حدیث میں اس کا شمار دوسرے طبقہ کی کتابوں میں ہوتا ہے۔ بلکہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے خود صراحت کی ہے کہ جامع کی جملہ روایات بجز دو روایتوں کے معمول بہا ہیں، لیکن امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ان دو روایتوں کے متعلق یہ کہنا کہ وہ معمول بہا نہیں ہیں محل نظر ہے۔ صحیح یہ ہے کہ وہ بھی قابل عمل ہیں، سلف میں ایک جماعت نے ان پر عمل کیا ہے، جیسا کہ محدث مبارک پوری نور اللہ مرقدہٗ نے "تحفۃ الاحوذی" میں ذکر کیا ہے، لیکن ان تمام خوبیوں کے باوجود ستم ظریفی تو یہ ہے کہ امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے موضوعات میں جامع کی تیئس[۲۳] احادیث کو موضوع کہا ہے۔ حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے، حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "القول الحسن فی الذب عن السنن" میں ان جملہ روایات کا جواب دیا ہے، ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کی بات کا اعتبار کرتے ہوئے کیا صحیح مسلم اور صحیح بخاری کی احادیث کو بھی موضوع کہا جائے گا؟ جو انہوں نے موضوعات میں شمار کی ہیں؟ نہیں! بات یہ ہے کہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ حدیث کو موضوع کہتے ہوئے تساہل سے کام لیتے ہیں، اور آپ کا اس باب میں تساہل مشہور ہے البتہ اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ "ترمذی" میں ضعیف احادیث بھی ہیں، اور بسا اوقات وہ اس کے ضعف کو بیان بھی کر دیتے ہیں۔

شرائط ترمذی:

آپ کی جامع کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے، کہ آپ نے اس سلسلہ میں چار شرطوں کو ملحوظ رکھا ہے۔

① وہ روایات لائیں گے جو صحیح ہوں گی نیز جو صحیح بخاری و صحیح مسلم کے موافق اور ان کی شرائط کے مطابق ہوں گی، اور وہ روایات جو صحیحین میں پائی جاتی ہیں، ان کا استخراج بھی انہوں نے کیا ہے۔

② جو امام ابو داؤد اور نسائی رحمۃ اللہ علیہ کی شروط کے موافق ہوں وہ اپنی سنن میں درج کریں گے، وہ یہ کہ امام ابو داؤد اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ ہر

---

[1] مقدمہ قوت المغتذی ۱۲۔

اس راوی سے روایت لیں گے جس کے ترک پر اجماع نہ ہو۔

④ بسا اوقات ضعیف روایت کو بھی ذکر کرتے ہیں، اور وہ ضعیف حسن لغیرہ کے قبیل سے ہوتی ہے، کیونکہ اس کے ساتھ سلف کی ایک جماعت کے مسلک کی مطابقت ہوتی ہے۔

⑤ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ طبقہ اولیٰ کے رواۃ کا بھی لحاظ رکھتے ہیں، طبقہ اولیٰ اور ثانیہ سے اکثر اور ثالثہ اور رابعہ سے نسبتاً کم اور خامسہ سے استشہاداً یا گاہے گاہے اعتبار کے طور پر روایت لیتے ہیں[1]۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ) نے "حدیث حسن" کی تعریف دیگر محدثین سے الگ کی ہے۔ جو ان کی اپنی خاص اصطلاح ہے۔

چنانچہ امام صاحب العلل میں فرماتے ہیں:

"... یروی ولا یکون فی اسنادہ من یتہم بالکذب ولا یکون الحدیث شاذًا ویروی من غیر وجہ نحو ذالك۔"

یہ تعریف دراصل "حسن لغیرہ" کی ہے، کیونکہ حسن لذاتہ کا درجہ متہم بالکذب راویوں سے کہیں اوپر ہوتا ہے، بلکہ ان کا ضابطہ ہونا شرط ہے[2] کہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے مندرجہ ذیل اقسام کو حسن کہا ہے، بشرطیکہ وہ شاذ یا متہم بالکذب راوی سے مروی نہ ہو۔

① جس راوی میں ضعف بوجہ سوء حفظ ہو۔

② وہ حدیث جو مستور راوی سے مذکور ہو۔

③ جو راوی خطاء اور غلط کے ساتھ متصف ہو۔

④ وہ حدیث جو مدلس سے بصورت عنعنہ مذکور ہو۔

⑤ وہ حدیث جو مختلط راوی سے مروی ہو اور وہ بعد از اختلاط بیان کی گئی ہو۔

⑥ وہ حدیث جس میں انقطاع ہو۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے النکت میں ان اقسام کی متعدد امثلہ ذکر کی ہیں۔ جن سے اس امر کی بخوبی وضاحت ہو جاتی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ عادت ہے کہ آپ "جامع" میں اوصاف حدیث بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں "ھذا حدیث حسن صحیح" اور کبھی حسن، صحیح، غریب، ظاہر ہے کہ صحیح اور حسن کے جمع ہونے میں کوئی تردد نہیں، اس لیے کہ حدیث کا حسن لذاتہ اور صحیح لغیرہ ہونا عین ممکن ہے، اسی طرح غریب اور صحیح کا جمع ہونا بھی ممکن ہے، کیونکہ غریب ہونا صحت کے منافی نہیں ہے، البتہ "حسن اور غریب" کے جمع ہونے میں یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حسن کی تعریف میں تعدد طرق معتبر ہے، اور حدیث غریب میں راوی کا تنہا ہونا شرط ہے، اس لیے یہ دو وصف متضاد ہیں جو جمع نہیں ہو سکتے۔

اس اشکال کا جواب دیتے ہوئے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حدیث حسن میں مطلقاً تعدد طرق شرط نہیں ہے۔ بلکہ اس کا اعتبار حدیث حسن کی ایک قسم ہے۔ اور وہ جہاں "ھذا حدیث حسن غریب" کہتے ہیں وہی قسم مراد ہوتی ہے۔ جس میں تعدد طرق کا اعتبار نہیں، اور وہ غریب ہو سکتی ہے، بعض نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ حسن غریب

---

[1] تدریب الراوی۔

[2] تدریب۔

کہہ کر امام ترمذی دراصل روایت کی اختلافی حیثیت کو بیان کرنا چاہتے ہیں، اور بعض نے کہا ہے کہ اصل عبارت میں "واؤ" معنی "او" ہوتا ہے۔ اور اصل عبارت حسن، غریب ہوتی ہے۔

حافظ ابن الصلاح اپنے مقدمہ میں فرماتے ہیں کہ ترمذی کے "ھذا حدیث حسنٌ صحیحٌ" کہنے میں اشکال ہے، کیونکہ حسن صحیح سے قاصر ہے، لہٰذا ان دونوں کا جمع ہونا محال ہے، چنانچہ وہ اس کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ان کا یہ قول اسناد کی طرف راجع ہے، یعنی یہ حدیث دو سندوں سے مروی ہے، ایک سند حسن ہے، اور دوسری صحیح ہے۔

علامہ زرکشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کہ یہ بھی احتمال ہے کہ حسن سے مراد حسن کا اعلیٰ درجہ ہو اور صحیح سے مراد صحیح کا ابتدائی درجہ ہو۔"

حافظ ابن حجر نے النکت اور حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے التدریب میں اس اشکال کے متعدد جواب دئے ہیں۔ حافظ ابن دقیق العید الاقتراح فی اصول الحدیث میں لکھتے ہیں:

وجرد الادنی کا الصدق وعدم التهمه لدنیا فی وجود الاعلیٰ کا الحفظ مع الصدق فصح وصفه با الحسن بالنظر الی الادنی وبا الصحیح با النظر الی الاعلیٰ الخ۔ (معارف السنن ص ۴۴ ج ۱)

اس کے ہم معنی کلام علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے التدریب میں نقل کیا ہے، بسا اوقات امام ترمذی اسناد کی ظاہری حالت کی بنا پر "حسن صحیح" کا حکم لگا دیتے ہیں، مثلاً سنن اربعہ میں سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے بواسطہ همام بن یحییٰ عن ابن جریج عن الزهری عن انس رضی اللہ عنہ روایت ہے "اذا دخل الخلاء وضع خاتمه امام ابو داؤد نے اسے منکر کہا ہے اور لکھا ہے کہ معروف روایت بواسطہ زیاد بن سعد عن الزہری یہ ہے انه ﷺ اتخذ خاتما من ورق ثم القاه وقال الوهم من همام (عون ص ۸ ج ۱)

اور امام نسائی نے بھی اس روایت کو غیر محفوظ قرار دیا ہے، چنانچہ علامہ عراقی لکھتے ہیں:

واما قول الترمذی بعد تخریجه له هٰذا حدیث حسن صحیح غریب فانه اجرٰی حکمه علیٰ ظاهر الاسناد وقول ابی داؤد والنسائی اولی با الصواب۔ (النکت علی ابن الصلاح للعراقی)

الغرض ترمذی کی حسن غریب کے متعلق علماء کے مختلف اقوال ہیں، حافظ ابن حجر عسقلانی (النکت، ص ۱۲۱) میں ابن دقیق العید کی تطبیق کے متعلق فرماتے ہیں:

"وفی الجملة اقوی الاجوبة ما اجاب به ابن دقیق۔ بعید۔ والله اعلم"

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں ایک اور صورت بھی پیش کی ہے۔

"کہ حسن صحیح کا یہ جملہ بمنزلہ تاکید کے ہے، جیسے صحیح ثابتٌ یا جید" قوی کہا جاتا ہے پھر لکھا ہے کہ امام دار قطنی اور دیگر محدثین سے بھی اس کی صراحت موجود ہے، کہ وہ کبھی کبھار حدیث کے متعلق "ھذا حدیث صحیحٌ ثابتٌ" فرماتے ہیں، جو بمنزلہ تاکید ہوتا ہے۔ اس طرح امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کا قول حسنٌ صحیحٌ بھی تاکید پر محمول ہوگا، اور ساتھ ہی اس اعتراض کا جواب دیا ہے، کہ اصل تاسیس ہوتی ہے، تاکید نہیں۔ فرماتے ہیں:

"وقد یندفع القلاح بوجود القرینة الدالة علی ذالك الخ"

یعنی تاکید کسی قرینہ پر مبنی ہوتی ہے، الغرض متاخرین نے اس اشکال کے دس سے زائد جواب دئے ہیں جو التدریب الراوی للسیوطی، النکت لابن حجر عسقلانی والعراقی میں مفصلاً موجود ہیں "واللہ الموفق علی حقیقة الحال۔"

علو اسناد اور امام ترمذی:

جامع ترمذی سے جو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کو شرف میسر ہے، وہ سابقہ صفحات میں آپ معلوم کر چکے ہیں، علاوہ ازیں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک یہ بھی شرف حاصل ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے درمیان صرف تین واسطے ہیں، جو کہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی اعلیٰ اسانید سے ہے، اصحاب صحاح الستہ میں سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، ابو داؤد اور ابن ماجہ کے علاوہ صرف امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ شرف حاصل ہے، صحیح بخاری میں ۲۲ احادیث اور ابن ماجہ میں پانچ اور ابو داؤد میں احادیث ثلاثیات مروی ہیں۔ وہ روایت جو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ سے تین واسطوں کے ساتھ مروی ہے درج ذیل ہے۔

حدثنا اسمعیل بن موسی الفزاری ابن انبة السدی الکوفی ثنا عمرو بن شاکر عن انس بن مالك قال قال رسول اللہ ﷺ یاتی علی الناس زمان الصابر فیهم علی دینه کالقابض علی الجمر انتهی [1]

یاد رہے کہ علامہ علی القاری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مشکوۃ میں اس روایت کے متعلق کہا ہے کہ اس روایت میں امام ترمذی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان دو واسطے ہیں، جو موصوف کی جلالت شان سے بعید تر ہے۔

تسہیل ترمذی:

امام ابو عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ حدیث کے علوم میں عظیم و جلیل امام ہونے کے باوجود بسا اوقات احادیث کی تصحیح و تحسین میں تساہل سے کام لیتے ہیں، مثلاً امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف المزنی کی حدیث "الصلح جائز" بین المسلمین" کو صحیح کہا ہے، حالانکہ کثیر بن عبداللہ کے متعلق امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "رکن من ارکان الکذب" امام دار قطنی اور امام احمد نے متروک کہا ہے، امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "لیس بثقة" علامہ ذہبی المیزان میں کثیر کا ترجمہ ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"واما الترمذی فروی من حدیثه الصلح جائز بین المسلمین وصححه، فلهذا لا یعتمد العلماء علی تصحیح الترمذی"

اسی طرح یحییٰ بن یمان کے ترجمہ میں موصوف حدیث ابن عباس ذکر کرنے کے بعد جس کے الفاظ یہ ہیں "ان النبی ﷺ دخل قبر اللیلا فاسرج له سراج" ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"حسنه الترمذی مع ضعف ثلاثه فیه فلا یغتر بتحسین الترمذی.....انتهی۔"

بعینہٖ جب امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے سیّدنا ابو سعید کی حدیث جو بواسطہ محمد بن الحسن بن یزید بایں الفاظ مروی ہے۔ یقول الرب تبارك و تعالیٰ من شغله القرآن عن ذکری ومسئلتی اعطیته افضل ما اعطی السائلین"۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کو حسن کہا

---

[1] ترمذی کتاب الفتن ص ۵۰ ج ۲۔

ہے، تو امام ذہبی نے محمد مذکور کے ترجمہ میں اس پر تعاقب کرتے ہوئے فرمایا:

لیکن یاد رہے کہ امام ترمذی کی تصحیح یا تحسین پر اعتماد اس وقت نہیں ہو سکتا، جب وہ اپنے اس قول میں منفرد ہوں، اور اگر کوئی اور محدث بھی ان کی موافقت کرے تو ان کی تصحیح و تحسین قابل اعتماد اور معتبر ہوگی۔ (مقدمہ تحفہ)

شروح ترمذی:

شروح کے اعتبار سے الصحاح الستہ میں الجامع الصحیح للبخاری کے بعد جامع ترمذی کا درجہ ہے، جس کی تقریباً مختلف اکیس شرحیں لکھی جا چکی ہیں، جو ذیل میں اختصار کے ساتھ ذکر کی جاتی ہیں۔

① عارضۃ الاحوذی: حافظ ابو بکر محمد بن عبداللہ الاشبیلی المعروف بابن العربی المالکی المتوفی ۵۴۶ھ کی ہے۔

② المنقح الشذی: حافظ ابو الفتح محمد بن محمد المعروف بابن سید الناس الشافعی المتوفی ۷۳۴ھ موصوف اپنے وقت کے ائمہ حدیث میں شمار ہوتے ہیں، کشف میں ہے:

"بلغ فیہ الی دون ثلثی الجامع فی نحو عشر مجلدات ولم یتم ولو اقتص علی فن الحدیث لکان نما فائم کمالہ الحافظ زین الدین العراقی۔ (انتہیٰ)

لیکن حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ حافظ عراقی بھی اس کی تکمیل نہیں کر سکے (مقدمہ تحفہ)

③ شرح الجامع: حافظ زین الدین العراقی کی ہے، جو مکمل نہیں ہو سکی۔

④ و یہ حافظ عمر بن علی بن احمد المعروف بابن الملقن المتوفی ۸۰۴ھ کی ہے۔ محدث مبارک پوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وھو شرح زوائد علی الصحیحین وابی داؤد"

موصوف حافظ عراقی کے معاصرین میں سے ہیں، جنہوں نے بکثرت شروح اور علوم حدیث میں کتابیں لکھی ہیں۔

⑤ اللب اللباب فیما یقول الترمذی وفی الباب: جو شیخ الاسلام حافظ ابن حجر المتوفی ۸۵۲ھ کی تصنیف لطیف ہے، اور وہ مدینہ منورہ کے کتب خانہ میں ہے۔

⑥ فائدہ: ہمارے ایک معاصر محترم مولانا فیض الرحمٰن ثوری مدظلہ العالی نے بھی وفی الباب کی احادیث کی تخریج کی ہے۔

⑦ قوت المغتذی: یہ شرح حافظ جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۱۱ھ کی ہے، جو فن حدیث میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔

⑧ نفع قوت المغتذی: یہ علامہ سیّد علی بن سلیمان المالکی الشاذلی متوفی ۱۲۹۸ھ کی تالیف ہے۔

⑨ ایک شرح حافظ زین الدین عبدالرحمٰن بن احمد ابن رجب حنبلی متوفی ۷۹۵ھ کی ہے۔ جو آٹھویں صدی کے جلیل القدر محدثین میں شمار ہوتے ہیں، "الدر الکامنہ۔"

⑩ ایک شرح حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی ہے، جس کا ذکر انہوں نے فتح الباری میں سیّدنا حذیفہ کی اس حدیث کے تحت کیا ہے، اتی رسول اللہ ﷺ سباطۃ قوم... الحدیث چنانچہ فرماتے ہیں:

"لم یثبت عن النبی ﷺ فی النھی عنہ ای عن البول قائما شئی کما بینتہ فی اوائل شرح الترمذی انتھی"

⑪ علامہ ابو الطیب سندھی المتوفی ۱۱۰۹ھ نے بھی ایک شرح لکھی ہے۔

⑫ ایک شرح علامہ سراج الدین احمدی سرہندی کی ہے جو فارسی میں مطبوع ہے۔

⑬ مختصر الجامع: نجم الدین محمد بن عقیل الباسی الشافعی المتوفی ۷۳۹ھ۔

⑭ شیخ ابو الحسن بن عبدالہادی السندی المدنی المتوفی ۱۱۳۹ھ نے شرح لکھی ہے جو تقریباً چالیس اجزاء پر مشتمل ہے، جسے مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے حرم میں بیٹھ کر تالیف کیا تھا اور وہ مطبوع ہے۔

⑮ جائزۃ الشعوذی: یہ علامہ بدیع الزمان المتوفی ۱۳۱۰ھ کی تالیف ہے، جو اردو ترجمہ پر مشتمل ہے۔

⑯ المختصر الجامع: جو علامہ نجم الدین سلیمان بن عبدالقوی الطوفی المتوفی ۷۱۰ھ کی تالیف ہے۔

⑰ ھدیۃ الأموذعی بنکات الترمذی: یہ تصنیف لطیف علامہ ابو الطیب محمد شمس الحق محدث ڈیانوی عظیم آبادی، صاحبِ غایۃ المقصود شرح ابی داؤد و عون المعبود شرح ابی داؤد کی ہے۔

⑱ تحفۃ الاحوذی، یہ عظیم شرح علامہ محمد عبدالرحمٰن المتوفی ۱۳۵۳ھ محدث مبارک پوری ہندی نور اللہ مرقدہٗ کی ہے جو چار جلدوں میں مطبوع ہے۔

⑲ التعلیقات علی الترمذی، الشیخ احمد بن شاکر کی تصنیف لطیف ہے، اس کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں "جامع ترمذی" کے متن کی تصحیح کا التزام کیا گیا ہے، لیکن افسوس کہ مکمل نہ ہو سکی، اگر مکمل ہو جاتی تو جامع ترمذی کا ایک صحیح ترین متن امت کے لیے باعث افتخار ہوتا۔ اس کی تکمیل اگرچہ ہو چکی ہے لیکن تصحیح متن کا وہ التزام جو شیخ شاکر رحمۃ اللہ علیہ کے مرہون منت تھا وہ نہیں ہے۔

⑳ ایک شرح علامہ محمد طاہر فتنی المتوفی ۹۸۶ھ صاحب "مجمع البحار" کی ہے۔

㉑ معارف السنن کے نام سے علامہ محمد یوسف صاحب بنوری مقیم کراچی ترمذی کی شرح لکھ رہے ہیں، اور اس کے پانچ اجزاء طبع ہو چکے ہیں۔ ابھی مکمل نہیں ہو سکی (تنبیہ) شیخ احمد شاکر رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیقات ترمذی کے عدم اکمال کا ہم نے پہلے تاسف کے ساتھ تذکرہ کیا ہے، وہ کتاب الصلوٰۃ تک ہے باقی ماندہ پر شیخ محمد فواد۔۔۔۔۔

㉒ عبدالباقی نے کام شروع کیا، جس میں انہوں نے زیادہ تر تخریج احادیث پر اکتفا کیا ہے جو غالباً صحاح ستہ کی کتابوں پر ہی موقوف ہے۔ آپ نے یہ کام "کتاب الاحکام" تک سرانجام دیا ہے۔

㉓ اس کے بعد بقیہ کام شیخ ابراہیم عطوہ نے جو جامعہ ازہر کے استاد ہیں نے کیا جو نہایت لطیف تعلیقات پر مبنی ہے۔ اس طریق پر کام ہونے کے بعد جامع ترمذی مصر سے پانچ جلدوں میں مختلف اصحاب التعلیقات کی زیر نگرانی طبع ہوئی۔ شیخ احمد شاکرؒ نے دو جلدوں میں احادیث کی تعداد ص ۲۱۶ ذکر کی ہے، بعدہ شیخ محمد فواد نے مجموعی اعتبار سے ۱۳۸۵ احادیث کا استیعاب کیا اور بقیہ کام جو شیخ ابراہیم عطوہ نے کیا، اس کے تحت جامع ترمذی کی جملہ احادیث ۳۹۵۶ بتائی گئی، نیز یاد رہے یہ جملہ نسخ معرب ہیں۔

㉔ علامہ محمد انور کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی امالی کی طرح مولانا رشید احمد گنگوہی کی بھی تقریر مطبوع ہے، جو الکوکب الدری فی شرح الترمذی کے نام سے مشہور ہے، جس میں صرف اختلافی مسائل پر بحث ہے، اور بعض مباحث تفصیل سے آگئے ہیں۔

㉕ مولانا اصغر حسین صاحب پرنسپل مدرسہ دارالھدی پٹنہ نے حنفی نقطہ نظر سے طلبہ کے استفادہ کے لیے نزول الشوق کے نام پر

ترمذی کی احادیث کے متعلق مختلف قسم کے سوالات اور ان کے جوابات لکھے ہیں، جس کا ایک حصہ مطبوع ہے[1]۔

خصوصیات ترمذی:

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی اس تصنیف کا مقام گو صحیح بخاری و مسلم کے بعد ہے، تاہم اس میں بعض ایسے فوائد ہیں، جو ان دو کتابوں میں کیا جملہ کتب حدیث سے یکسر مفقود ہیں۔ شیخ ابراہیم البیجوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ناهيك بجامعه الصحيح الجامع للفوائد الحديثية والفقية والمذاهب السلفية والخليفة فهو كاف للمجتهدين مغن للمقلد۔ (انتہی)

جامع ترمذی کی خصوصیت کے تحت چند اقوال ہم پہلے نقل کر آئے ہیں: محدث مبارک پوریؒ نور اللہ مرقدہٗ نے مقدمہ تحفہ ص ۷۵ میں اس پر تفصیلاً گفتگو فرمائی ہے۔ جامع ترمذی کو اگر بغور پڑھا جائے تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ کتاب چودہ علوم پر حاوی ہے جو درج ذیل ہیں:

① بیان سند۔ ② تصحیح حدیث۔ ③ سقم روایت کا بیان۔ ④ جرح رواۃ۔ ⑤ تعدیل رواۃ۔ ⑥ مبہم راویوں کے نام کی تصریح۔ ⑦ راویوں کی کنیت اور اسماء کا ذکر۔ ⑧ بیان وصل۔ ⑨ بیان قطع۔ ⑩ بیان ارسال۔ ⑪ اظہار معمول بہ۔ ⑫ متروک کا ایضاح۔ ⑬ تاویل حدیث میں اختلاف اقوال۔ ⑭ رد و قبول آثار کے بارے میں اختلاف علماء۔

گاہے بگاہے فقہی مسئلہ پہ خود گفتگو بھی کرتے ہیں، مثلاً سورہ بقرہ کی تفسیر میں اذا طلقتم النساء .... الآیۃ کے تحت فرماتے ہیں:

وفی هٰذا الحديث دلالة على انه لا يجوز النكاح بغير ولى لان اخت معقل ابن يسار كانت ثيّباً فلولا كان الامر اليها دون وليها لزوجت نفسها ولم تجتمع الى وليها معقل بن يسار۔ (انتہی ۱۲)

یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ چونکہ ثیبہ کا نکاح بغیر ولی کے جائز سمجھتے ہیں تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ یہاں اس مسلک کی تردید کر رہے ہیں۔

کبھی امام صاحب راوی کے بارے میں عدم علم کا اظہار فرماتے ہیں، لیکن ضروری نہیں کہ یہ واقعۃً ایسے ہی ہو تتبع سے اس کی صراحت مل جاتی ہے۔ مثلاً سورہ نساء کی تفسیر کے ابتداء میں فرماتے ہیں:

"وابو امامة الانصاری هو ابن ثعلبه ولا نعرف اسمه"

حالانکہ کتب رجال سے ابو امامۃ کے نام کی صراحت ملتی ہے۔ چنانچہ علامہ الدولابی نے کتاب الکنیٰ ص ۱۲ میں ان کے نام کی صراحت "ایاس" سے کی ہے، اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے تقریب میں قیل کے ساتھ عبد اللہ بن ثعلبہ اور ثعلبہ بن عبد اللہ بھی ذکر کیا ہے۔

حدیث کے ذکر کرنے کے بعد اکثر وفی الباب حدیث فلاں و فلاں ذکر کرتے ہیں۔ جس میں اس حدیث کے تعدد طرق کی طرف اشارہ ہوتا ہے، لیکن اس کا یہ مفہوم قطعاً نہیں کہ دیگر طرق سے جو روایات مروی ہیں وہ بھی انہی الفاظ سے ہوں، چنانچہ علامہ

---

[1] تذکرۃ المحدثین ص ۳۳۹۔

سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"فانه لا یرید ذالك الحدیث المعین بل یرید احادیث اُخر یصح ان تکتب فی الباب۔" (التدریب)

قول الترمذی اصح شئی فِیْ هٰذَا الباب:

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر محدثین یہ الفاظ کبھی دو حدیثوں یا دو قولوں کے بعد بھی ذکر کرتے ہیں۔ اس سے اصح کا معنی کبھی حقیقی مراد ہوتا ہے اور کبھی اس سے مراد ایک کی نفی اور دوسرے قول کی صحت کا بیان مقصود ہوتا ہے، اور کبھی دونوں حدیثیں ضعیف ہوتی ہیں، لیکن ان میں سے ایک میں ضعف نسبتاً کم درجہ کا پایا جاتا ہے۔ اس نسبت کی بنا پر اسے دوسری سے اصح کہا جاتا ہے، امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ السنن کی کتاب الطلاق میں رکانہ کی حدیث کے ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں

"قال ابو داؤد وهٰذا اصح من حدیث ابن جریج۔"

حافظ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ تلخیص السنن میں اس مقام پر رقمطراز ہیں:

"ان اباداؤد ولم یحکم بصحته وانما قال بعد روایته هٰذا اصح من حدیث ابن جریج انه طلق امرأته ثلاثا وهذا لا یدل علی ان الحدیث عنده صحیح فان حدیث ابن جریج ضعیف وهذا ضعیف ایضا فهو اصح الضعیفین عنده و کثیرا ما یطلق اهل الحدیث هٰذه العبارة علی ارجح الحدیثین الضعیفین وهو کثیر من کلام المتقدمین ولو لم یکن اصطلاحًا لهم لم تدل اللغة علی اطلاق الصحة علیه فانك تقول لاحد الموضعین هٰذا اصح من هٰذا ولا یدل انه صحیح مطلقا انتهٰی۔ (مقدمہ تحفۃ الاحوذی ص ۱۹۷)

ایک غلط فہمی اور اس کا ازالہ:

کتب اسماء الرجال و تراجم ائمہ حفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ تین ائمہ حدیث "ترمذی" کے نام سے مشہور ہیں ① "ابو عیسیٰ ترمذی صاحب الجامع" ② ابو الحسن احمد بن الحسن یہ الترمذی الکبیر کے نام سے مشہور ہیں، حافظ ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں فرماتے ہیں:

"الترمذی الکبیر هو الحافظ العالم ابو الحسن احمد بن الحسن الترمذی سمع یعلی بن عبید وابا النضر حدث عنه البخاری وابو عیسی الترمذی وابن ماجه وغیرهم۔"

موصوف ۲۴۰ھ کے بعد فوت ہوئے ہیں، جیسا کہ علامہ ذہبی نے تذکرہ میں کہا ہے:

③ ابو عبد اللہ محمد بن علی بن الحسن ابو عبد اللہ الزاہد الحافظ الموذن المتوفی ۲۵۵ھ المشہور بالحکیم الترمذی نوادر الاصول ان کی مشہور تصنیف ہے، موصوف بہت بڑے صوفی اصحاب کشف میں شمار ہوتے ہیں۔ قاضی ابن العدیم صاحب تاریخ حلب نے کہا ہے کہ "لم یکن من اهل الحدیث ولا روایة له" (لسان ص ۳۰۱ ج ۵) حافظ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "وحما انکر علیه انه کان یفضل الولایة علی النبوة"

تنبیہ:

ہمارے بعض معاصرین نے لکھا ہے کہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کبھی کبھی امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اختلاف کیا ہے، مثلاً باب ما یقال بعد الوضوء" میں سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث نقل کر کے کہ "قال رسول اللہ ﷺ من توضأ فاحسن الوضوء ثم قال

اشهد ان لا اله الا الله وحدهٗ لا شريك له واشهد ان محمدًا عبدهٗ ورسوله" اور اس کے طرق کی تفصیل بیان کر کے فرماتے ہیں:

"هذا حديث فی اسناده اضطراب ولا يصح عن النبی ﷺ فی هذا الباب كثير شئ۔"

حالانکہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح مسلم میں مذکور ہے۔ ابن ماجہ اور علم حدیث ص ۲۲۹ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ سے نفس اختلاف کا تو انکار نہیں کیا جاسکتا، ممکن ہے انہوں نے اختلاف کیا ہو اور اختلاف کا ہر ایک کو حق پہنچتا ہے، اور پھر جب وہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اختلاف کر سکتے ہیں تو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ سے کیوں نہیں؟ لیکن ہمارے معاصر کی اپنے اس مدعی پر یہ مثال پیش کرنا درست نہیں، کیونکہ صحیح مسلم میں یہ روایت صرف ذکر شہادتین پر مشتمل ہے، صحیح مسلم ہی نہیں بلکہ جملہ طرق میں "واجعلنی من التوابین الخ" کے الفاظ مذکور نہیں، جیسا کہ الشیخ احمد شاکر رحمۃ اللہ علیہ نے تعلیقات ترمذی میں تصریح کی ہے۔ البتہ مجمع الزوائد میں سیّدنا ثوبان سے مزید "واجعلنی الخ الفاظ مروی ہیں، لیکن یہ روایت بھی ضعیف ہے، الغرض امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی جس روایت پر اضطراب کا حکم لگا رہے ہیں، وہ مجمع الزوائد والی روایت ہے، جس میں واجعلنی الخ کے الفاظ ہیں نہ کہ وہ روایت جس میں صرف شہادتین کا ذکر ہے، یہی وجہ ہے کہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ تلخیص میں فرماتے ہیں:

"لكن رواية مسلم سالمة من هذا الاعتراض۔"

لہٰذا اسے امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ سے اختلاف پر بطور مثال پیش کرنا درست نہیں۔ واللہ اعلم

"وندعوا الله تعالىٰ ان يحفظنا من العصبية وحمية الجاهلية۔"

فائدہ:

ہم پہلے ذکر کر آئے ہیں کہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے ایک کلام نقل کرتے ہیں لیکن دیگر اصحاب کتب امام بخاری سے اس کے خلاف ذکر کرتے ہیں، اس طرح امام ترمذی نے جو مذاہب بیان کئے ہیں، گو انہوں نے ان اقوال کی سند پیش کر دی ہے تاہم بعض مقامات پر علماء نے ان کی اس نقل سے اتفاق نہیں کیا، جس کی چند امثلہ ہم پیش کرتے ہیں:

① "باب زكوٰة العسل" میں سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کے بعد فرماتے ہیں:

"والعمل على هذا عند اكثر اهل العلم وبه يقول احمد واسحاق وقال بعض اهل العلم ليس فی العسل شئ"

یہاں شہد کی زکوٰۃ پر امام ترمذی نے اکثر اہل علم کا عمل نقل کیا ہے، حالانکہ ابن المنذر نے جمہور سے نقل کیا ہے کہ شہد میں زکوٰۃ نہیں ہے، حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری میں ابن المنذر کا یہ قول ذکر کرنے کے بعد علامہ عراقی سے نقل کرتے ہیں:

"واشار شيخنا الى ان الذى نقله ابن المنذر اقوى۔"

② "باب ما جاء فی قيام شهر رمضان" میں قیام اللیل کا ذکر کرتے ہوئے امام ترمذی نے اہل مدینہ کا عمل اکیس رکعت بتایا ہے، حالانکہ اہل مدینہ کا عمل چھتیس رکعت پر تھا، اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ جو امام دار الہجرۃ کے لقب سے ملقب ہیں، وہ گیارہ رکعت کے قائل تھے، جیسا کہ علامہ عینی نے عمدۃ القاری میں تصریح کی ہے۔

④ "باب ما جاء فی اعادتهما بعد طلوع الشمس" کے تحت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث "من لم یصل رکعتی الفجر فلیصلهما بعد ما تطلع الشمس" ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں، کہ اسی حدیث پر سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، شافعی رحمۃ اللہ علیہ، احمد رحمۃ اللہ علیہ، اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اور ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا عمل ہے، مگر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اس کی نسبت درست نہیں، علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

قال العراقی رحمہ اللہ والصحیح من مذهب الشافعی رحمہ اللہ انهما یفعلان بعد الصبح ویکونان اداءً۔ الخ[1]

⑤ "باب رفع الیدین عند الرکوع" کے تحت سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث جو کہ عدم رفع الیدین کے متعلق ہے ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

وبه یقول غیر واحد من اهل العلم من اصحاب النبی ﷺ والتابعین وهو قول سفیان واهل الکوفة۔"

غیر واحد سے تو یہی متبادر ہوتا ہے کہ اکثر صحابہ کرامؓ اور تابعین کا یہی مسلک تھا، حالانکہ حقائق اس کے برعکس ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و تابعین سے تو صرف سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ، سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ، سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما، سیّدنا علی رضی اللہ عنہ، حضرت اسود رحمۃ اللہ علیہ، حضرت علقمہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت نخعی رحمۃ اللہ علیہ ہی کے نام ملتے ہیں، جن میں سے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ، سیّدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس کے خلاف بھی ثابت ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اکثر صحابہ کا رفع الیدین پر ہی عمل تھا، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ جزء رفع الیدین میں فرماتے ہیں:

"قال الحسن وحمید بن هلال کان اصحاب رسول اللہ ﷺ یرفعون ایدیهم لم یستثن احداً فهم من اصحاب النبی ﷺ دون احد ولم یثبت عند اهل العلم عن احد من اصحاب النبی ﷺ انه لم یرفع یدیه ویروی ایضًا عن عدة من اصحاب النبی ﷺ ما وصفنا وکذلك روایته عن عدة من علماء اهل مکة واهل الحجاز واهل العراق والشام والبصرة والیمن وعدة من اهل خراسان الخ"

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول اس پر صریح طور پر دال ہے کہ اکثر صحابہ و تابعین کا رفع الیدین پر ہی عمل تھا، اور امام مروزی رحمۃ اللہ علیہ نے تو یہاں تک فرمایا ہے[2]۔"

"اجمع علماء الامصار علی مشروعیة ذلك الا اهل الکوفه۔"

یعنی اہل کوفہ کے علاوہ جملہ ممالک کے عُلماء کا اس کی مشروعیت پر اتفاق ہے تو ایسے محکم و صریح اقوال کے پیش نظر امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمانا کہ عدم رفع الیدین پر اکثر صحابہ کا عمل تھا، درست معلوم نہیں ہوتا۔

الغرض اس قسم کی متعدد امثلہ ہیں، جن سے ثابت ہوتا ہے کہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے نقل مذاہب پر عُلماء نے بسا اوقات اتفاق نہیں کیا۔ اس قسم کی متعدد امثلہ ہمارے زیر نظر ہیں، لیکن بخوف طوالت ہم انہیں نظر انداز کر دیتے ہیں۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم

☆☆☆

---

[1] نیل الاوطار ج۳ ص۲۵۔

[2] تحفہ ج۱ ص۲۱۹۔

1

أَبْوَابُ الطَّهَارَةِ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ

طہارت کے احکام و مسائل

1- بَابُ مَا جَاءَ لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ بِغَيْرِ طُهُورٍ

طہارت کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی

1: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ [ح] وَحَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ بِغَيْرِ طُهُورٍ وَلَا صَدَقَةٌ مِنْ غُلُولٍ".

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: "پاکیزگی کے بغیر نماز قبول ہوتی ہے نہ خیانت کے مال میں سے (دیا ہوا) صدقہ۔"

قَالَ هَنَّادٌ فِي حَدِيثِهِ: "إِلَّا بِطُهُورٍ".

ہناد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی روایت میں ((إِلَّا بِطُهُورٍ)) کے الفاظ نقل کیے ہیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا الْحَدِيثُ أَصَحُّ شَيْءٍ فِي هَذَا الْبَابِ وَأَحْسَنُ. وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ، عَنْ أَبِيهِ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَأَنَسٍ. وَأَبُو الْمَلِيحِ: ابْنُ أُسَامَةَ، اسْمُهُ عَامِرٌ، وَيُقَالُ زَيْدُ بْنُ أُسَامَةَ بْنِ عُمَيْرٍ الْهُذَلِيُّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "اس باب میں یہ روایت صحیح بہترین ہے"۔ ابوالملیح: ابن اسامہ، ان کا نام عامر ہے، اور انہیں زید بن اسامہ بن عمیر ہذلی کہا جاتا ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٤/١ وابن خزيمه: ٨، ابو عوانه: ٢٣٤/١، والبيهقي: ١٩١/٤

تخريج الحديث: صحيح مسلم: ٢٢٤، سنن ابن ماجه: ٢٧٢، مسند احمد: ٤٧٠٠، صحيح ابن حبان: ٣٣٦٦

فوائد الحديث: (۱) طہارت کا لفظ عام ہے جس میں ظاہری و باطنی ہر قسم کی طہارت شامل ہے۔

"عقائد کی طہارت و پاکیزگی"۔ جو شرک، کفر اور نفاق کی غلاظت سے پاک ہو۔

"اعمال کی پاکیزگی"۔ جو بدعات کی آمیزش سے محفوظ ہو۔
لباس، جگہ اور خیالات کی پاکیزگی بھی اس میں شامل ہے۔
(۲) البتہ اس حدیث میں لفظ "طہور" سے مراد "وضو" ہے۔
(۳) "غلول" سے مراد وہ مال ہے جو حرام اور ناجائز طریقے سے حاصل کیا گیا ہو۔ مثلاً کسی کا حق غصب کر کے، رشوت، جھوٹ، فراڈ، چوری اور ڈاکے وغیرہ کے ذریعے۔
(۴) وضو ہر قسم کی نماز کے لیے شرط ہے خواہ وہ فرض ہو یا نفل، جنازہ، عیدین، کسوف اور خسوف وغیرہ۔

2- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الطُّهُورِ

طہارت کی فضیلت

2: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الأَنْصَارِيُّ، حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيسَى [الْقَزَّازُ] حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ [ح] وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: "إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ، أَوِ الْمُؤْمِنُ، فَغَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَتْ مِنْ وَجْهِهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ نَظَرَ إِلَيْهَا بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَاءِ، أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ -أَوْ نَحْوِ هَذَا- وَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَتْ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ بَطَشَتْهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَاءِ، أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ حَتَّى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِنَ الذُّنُوبِ."

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب مسلم یا مومن بندہ وضو کرتا ہے، اور وہ اپنا چہرہ دھوتا ہے تو پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ اس کے چہرے سے وہ تمام خطائیں نکل جاتی ہیں جن کی طرف اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا، یا اسی مانند فرمایا۔ اور جب وہ اپنے ہاتھ دھوتا ہے تو پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ اس کے ہاتھ سے وہ تمام خطائیں نکل جاتی ہیں جو اس کے دونوں ہاتھوں سے سرزد ہوئی تھیں، حتیٰ کہ وہ گناہوں سے پاک صاف ہو جاتا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَهُوَ حَدِيثُ مَالِكٍ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. وَأَبُو صَالِحٍ وَالِدُ سُهَيْلٍ هُوَ: أَبُو صَالِحٍ السَّمَّانُ وَاسْمُهُ ذَكْوَانُ. وَأَبُو هُرَيْرَةَ اخْتُلِفُوا فِي اسْمِهِ، فَقَالُوا: عَبْدُ شَمْسٍ، وَقَالُوا: عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو، وَهَكَذَا قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، وَهُوَ الأَصَحُّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور وہ مالک کی روایت عن سهل عن ابیه عن ابوهریرہ کی سند سے ہے۔ ابو صالح وہ سہل کے والد ہیں۔ وہ ابو صالح سمان اور ان کا نام ذکوان ہے۔ اور ابوہریرہ کے نام میں اختلاف کیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا: عبد شمس اور کہا: عبداللہ بن عمرو اور امام بخاری نے اسی طرح کہا ہے اور وہ زیادہ صحیح۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، وَثَوْبَانَ، وَالصُّنَابِحِيِّ، وَعَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ، وَسَلْمَانَ، وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو. وَالصُّنَابِحِيُّ الَّذِي رَوَى عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ: لَيْسَ لَهُ سَمَاعٌ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَاسْمُهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ

امام ترمذی نے کہا: اس باب میں عثمان بن عفان، ثوبان صنابحی، عمرو بن عبسہ، سلمان اور عبداللہ بن عمرو سے بھی روایت ہے۔ صنابحی جنہوں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ان کا رسول اللہ ﷺ سے سماع ثابت نہیں۔

بْنُ عُسَيْلَةَ، وَيُكْنَى أَبَا عَبْدِ اللهِ رَحَلَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقُبِضَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ فِي الطَّرِيقِ، وَقَدْ رَوَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَحَادِيثَ.وَالصُّنَابِحُ بْنُ الأَعْسَرِ الأَحْمَسِيُّ صَاحِبُ النَّبِيِّ ﷺ يُقَالُ لَهُ: الصُّنَابِحِيُّ أَيْضًا، وَإِنَّمَا حَدِيثُهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: "إِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمُ الأُمَمَ فَلَا تَقْتَتِلُنَّ بَعْدِي."

ان کا نام عبدالرحمٰن بن عسیلہ ہے، ابو عبداللہ کنیت ہے۔ وہ نبی ﷺ کی زیارت کے لیے روانہ ہوئے لیکن ابھی راستے میں ہی تھے کہ آپ ﷺ وفات پا گئے۔ انہوں نے نبی ﷺ سے احادیث روایت کی ہیں۔ صنابح بن اعسر احمسی صحابی ہیں اور انہیں صنابحی بھی کہا جاتا ہے۔ اور ان کی حدیث (یہ ہے) وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو سنا آپ ﷺ فرماتے تھے بے شک میں تمہاری کثرت کی وجہ سے دوسری امتوں پر فخر کرنے والا ہوں تو تم میرے بعد لڑائی جھگڑا نہ کرنا۔

حکم الحدیث: (صحيح) التعليق الرغيب: ١/٩٥، اخرجه الدارمي: ٧٢٤، ابن خزيمه: ٤، والبغوي: ١٥٠

تخریج الحدیث: مؤطا امام مالک: ١/٣٢، صحيح مسلم: ٢٤٤، مسند احمد: ٨٢٠۔ صحيح ابن حبان: ١٠٤٠

فوائد الحدیث: (۱) وضو کی برکت سے جو گناہ معاف ہوتے ہیں وہ صغیرہ گناہ ہیں۔ کیونکہ کبیرہ گناہوں کی معافی کے لیے توبہ کرنا ضروری ہے، نیز یہ وہ گناہ ہیں جن کا تعلق حقوق اللہ سے ہے کیونکہ حقوق العباد سے متعلقہ گناہ بندوں کے حقوق کی ادائیگی یا ان سے معافی کے ساتھ شروط ہیں۔

(۲) وضو کرنے سے ظاہری صفائی اور پاکیزگی کے ساتھ ساتھ باطنی پاکیزگی بھی حاصل ہوتی ہے۔

3- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ مِفْتَاحَ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ

پاکیزگی نماز کی چابی ہے

3: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، وَهَنَّادٌ، وَمَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، قَالُوا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ [ح] وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ، عَنْ عَلِيٍّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ، وَتَحْرِيمُهَا التَّكْبِيرُ، وَتَحْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ".

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "پاکیزگی نماز کی چابی ہے، اس کی تحریم (ایسی چیزوں پر پابندی لگانے والی جو کہ اس سے پہلے جائز نہیں) تکبیر (اللہ اکبر کہنا) ہے، اور اس کی تحلیل (تکبیر کی وجہ سے لگنے والی پابندیوں کو ختم کرنے والی) سلام ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا الْحَدِيثُ أَصَحُّ شَيْءٍ فِي هَذَا الْبَابِ وَأَحْسَنُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث اس باب میں صحیح ترین اور احسن ہے۔

وَعَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ: هُوَ صَدُوقٌ، وَقَدْ تَكَلَّمَ فِيهِ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ يَقُولُ: كَانَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ،

عبداللہ بن محمد بن عقیل وہ صدوق ہیں جبکہ بعض اہل علم نے حفظ کے حوالے سے ان پر جرح کی ہے۔ امام بخاری نے کہا: احمد بن حنبل، اسحاق بن ابراہیم اور حمیدی رحمہم اللہ عبداللہ بن

وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَالْحُمَيْدِيُّ يَحْتَجُّونَ بِحَدِيثِ عَبْدِاللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ.قَالَ مُحَمَّدٌ: وَهُوَ مُقَارِبُ الْحَدِيثِ.قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ، وَأَبِي سَعِيدٍ.

محمد بن عقیل کی روایت سے حجت اختیار کرتے ہیں۔ امام محمد نے کہا کہ آپ مقارب الحدیث ہیں۔ امام ترمذی فرماتے ہیں اس باب میں جابر اور ابو سعید سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) ارواء الغليل: ٣٠١، اخرجه البزار: ٦٣٣، ابو يعلىٰ: ٦١٦، الدارمي: ٦٩٣

تخریج الحدیث: سنن ابو داؤد: ٦١ و ٦١٨، سنن ابن ماجه: ٢٧٥، مسند احمد: ١٦٠٠٠

4: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ زَنْجَوَيْهِ الْبَغْدَادِيُّ، وَغَيْرُ وَاحِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ قَرْمٍ عَنْ أَبِي يَحْيَى الْقَتَّاتِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ رضى الله عنهما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: "مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ الصَّلَاةُ وَمِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الْوُضُوءُ."

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "نماز جنّت کی چابی ہے اور نماز کی چابی وضو ہے۔"

حکم الحدیث: (ضعيف، وَالشَّطْرُ الثَّانِيْ صَحِيْحٌ بِمَا قَبْلَهُ) المشكوٰة: ٢٩٤، اس کا دوسرا جملہ صحیح ہے۔ اس میں یحییٰ القتات اور سلیمان بن قرم دونوں ضعیف ہیں۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٤٦٦٢

فوائد الحدیث: (۱) وضو کے بغیر نماز نہیں ہوتی، جیسے چابی کے بغیر تالا نہیں کھلتا۔

(۲) نماز کا آغاز اور ابتداء صرف تکبیر تحریمہ سے ہوتی ہے جو کہ "اللہ اکبر" کے الفاظ ہیں۔ کسی بھی دوسرے عربی یا عجمی الفاظ کے ساتھ نماز شروع نہیں ہوتی جیسا کہ "بعض الناس" نے فان قال بدل الکتبیر اللہ اجل او اعظم او الرحمن اکبر اولا الہ اللہ او غیرہ من اسماء اللہ تعالیٰ اجزاہ عند ابی حنیفة (ہدایہ جلد ۱ ص ۹۹، کتاب الصلاۃ) کے الفاظ کی رعایت دی ہے۔

(۳) نماز سے فارغ بھی آدمی السلام علیکم ورحمة اللہ کے الفاظ کے ساتھ ہوتا ہے۔ کسی دوسرے عمل یا الفاظ سے نماز سے فارغ نہیں ہوگا۔ (جیسا کہ بعض لوگوں نے ذکر کیا ہے) بلکہ اس کی نماز باطل ہو جائے گی۔

(۴) اس حدیث سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ جس طرح بغیر وضو کے نماز نہیں ہوتی اسی طرح بغیر نماز کے آدمی جنّت میں داخل نہیں ہو سکتا، لہٰذا نماز کی پابندی ضروری ہے۔

4- بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ

بیت الخلاء میں جاتے وقت کی دعا

5: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، وَهَنَّادٌ قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ قَالَ: "اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ"

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو یہ دعا پڑھتے تھے: "اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں۔"

قَالَ شُعْبَةُ: وَقَدْ قَالَ مَرَّةً أُخْرَى "أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبِيثِ أَوِ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ."

شعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، انہوں (عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ) نے ایک بار یوں بیان کیا: ''میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں ناپاک جنوں سے اور ناپاکی سے، یا فرمایا: ناپاک جنوں سے اور ناپاک جننیوں سے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ، وَزَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، وَجَابِرٍ، وَابْنِ مَسْعُودٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں علی، زید بن ارقم، جابر اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث مروی ہیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ أَصَحُّ شَيْءٍ فِي هَذَا الْبَابِ وَأَحْسَنُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: اس باب میں سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث سب سے زیادہ صحیح اور احسن ہے۔

وَحَدِيثُ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ فِي إِسْنَادِهِ اضْطِرَابٌ: رَوَى هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ، وَسَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، فَقَالَ سَعِيدٌ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَوْفٍ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ. وَقَالَ هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ.

سیّدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کی سند میں اضطراب ہے۔ ہشام دستوائی اور سعید بن ابی عروبہ نے قتادہ سے روایت کیا ہے۔ سعید نے قاسم بن عوف شیبانی عن زید بن ارقم کی سند سے روایت کیا ہے۔ ہشام دستوائی نے قتادہ عن زید بن ارقم سے روایت کیا ہے۔

وَرَوَاهُ شُعْبَةُ، وَمَعْمَرٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ، فَقَالَ شُعْبَةُ: عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ. وَقَالَ مَعْمَرٌ: عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسِ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. قَالَ أَبُو عِيسَى: سَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هَذَا؟ فَقَالَ يُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ قَتَادَةُ رَوَى عَنْهُمَا جَمِيعًا.

اور روایت کیا اس حدیث کو شعبہ اور معمر نے قتادہ سے وہ نضر بن انس سے بیان کرتے ہیں۔ تو شعبہ نے زید بن ارقم سے اور معمر نے نضر بن انس عن ابیہ عن النبی ﷺ کی سند سے بیان کیا ہے۔

امام ترمذی فرماتے ہیں: میں نے اس فرق کے متعلق امام محمد (بخاری) سے سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ ہو سکتا ہے کہ قتادہ نے ان دنوں (زید بن ارقم اور نضر بن انس) سے ہی سنا ہو۔

حكم الحديث: (صحيح) ابن ماجه: ٢٩٨، اخرجه ابن الجارود: ٢٨، ابو عوانه: ١/٢١٦، والبغوي: ١٨٦

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ١٤٢ و ٦٣٢٢، صحيح مسلم: ٣٧٥، سنن ابو داؤد: ٤و٥ سنن النسائی: ١/٢٠، مسند احمد: ١١٩٤٧، صحيح ابن حبان: ١٤٠٧

6: أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ الْبَصْرِيُّ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ قَالَ "اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ."

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو یہ دعا پڑھتے تھے: ''اے اللہ! میں ناپاک جنوں اور ناپاک جننیوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) (انظر ما قبله) اخرجه البخاري في الادب المفرد: ٦٩٢، الدارمي: ٦٧٥، البيهقي: ١/٩٥

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٤٢ و ٦٣٢٢ ، صحیح مسلم: ٣٧٥، سنن ابو داؤد: ٤ؤ٥ سنن النسائي: ١/٢٠، مسند احمد: ١١٩٤٧، صحیح ابن حبان: ١٤٠٧

فوائد الحدیث: (١)انسان کو ہر وقت اللہ تعالیٰ کی پناہ کا طلبگار رہنا چاہیے، خصوصاً ایسے مواقع پر اس کا اہتمام کرنا چاہیے جہاں شیطان کے شر کا خطرہ زیادہ ہو، کیونکہ شیطان کے شر سے صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہی بچا سکتی ہے۔

(٢)اگر اپنی حاجت چار دیواری میں پوری کرنی ہو جیسے آج کل بیت الخلاء موجود ہیں تو پھر ان میں داخل ہونے سے پہلے یہ دعا پڑھنی چاہیے اور اگر کھلی جگہ ہو جیسے دیہاتی ماحول میں کھیت وغیرہ تو پھر بیٹھنے اور ازار بند کھولنے سے پہلے پڑھی جائے۔ بلکہ بہتر ہے کہ جہاں بیٹھنا ہے اس سے دو تین قدم پہلے ہی یہ دعا پڑھ لی جائے۔

5- بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ

بیت الخلاء سے نکلتے وقت کی دعا

7: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ إِسْرَائِيلَ بْنِ يُونُسَ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رضى الله عنها قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ قَالَ: "غُفْرَانَكَ".

ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، نبی ﷺ جب بیت الخلاء سے باہر تشریف لاتے تو یہ دعا پڑھتے تھے: "((غُفْرَانَكَ)) تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ إِسْرَائِيلَ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ. وَأَبُو بُرْدَةَ بْنُ أَبِي مُوسَى اسْمُهُ عَامِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ قَيْسٍ الأَشْعَرِيُّ. وَلَا نَعْرِفُ فِي هَذَا الْبَابِ إِلَّا حَدِيثُ عَائِشَةَ رضى الله عنها، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اسے صرف حدیث اسرائیل کے حوالے سے جانتے ہیں۔ عن یوسف بن ابی بردۃ اور ابوبردہ بن موسیٰ کا نام عامر بن عبداللہ بن قیس اشعری ہے۔ اور اس باب میں ہم صرف سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو جانتے ہیں جو وہ نبی کریم ﷺ سے بیان کرتی ہیں۔

حکم الحدیث:(صحیح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١/٢، ابن خزيمه: ٩٠، الحاكم: ١/١٥٨، البيهقي: ١/٩٧، والبغوي: ١٨٨

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٠، سنن ابن ماجه: ٣٠٠، سنن نسائی فی عمل الیوم واللیلة: ٧٩، مسنداحمد: ٢٥٢٢٠، صحیح ابن حبان: ١٤٤٤

فوائد الحدیث: (١)انسان کو ہر وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہنا چاہیے اور اس کا جو وقت بھی اللہ تعالیٰ کی یاد سے غفلت میں گزرے اس کی اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنا چاہیے۔ قضائے حاجت کے بعد استغفار کرنا اسی بات کی طرف اشارہ ہے۔

(٢)اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت پر آدمی کو اللہ کریم کا شکر گزار رہنا چاہیے، یہ بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہی تھی کہ اس نے اس کی خوراک کے فضلے کو خارج کر دیا۔ شکر ادا کرنے کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی قدرت کو مانتے ہوئے اپنے آپ کو کمزور و ناتواں سمجھ کر اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی کوتاہیوں کی معافی کا طلبگار ہو۔

(٣)ایک دوسری حدیث سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے جو کہ ابن ماجہ میں سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس میں یہ الفاظ ہیں

الحمدلله الذی اذهب عنی الاذی وعافانی (تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جو مجھ سے یہ گندگی لے گیا اور اس نے مجھے عافیت دی)۔

ایک اور حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں الحمدلله الذی اذهب عنی ما یوذینی وابقی علی ما ینفعی "تمام تعریفیں اس اللہ ہی کے لیے ہیں جو مجھ سے وہ چیز لے گیا جو مجھے تکلیف دیتی اور وہ چیز اس نے باقی رکھی جو مجھے نفع دے گی"۔

(۴) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ انسان اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے کہ اے اللہ جس طرح تو نے مجھے اس ظاہری گندگی سے پاک کر کے مجھے ہلاک ہونے سے بچایا ہے اسی طرح مجھے گناہوں کی غلاظت سے پاک صاف کر کے جہنم کی ہلاکت سے بچالینا۔

6- بَابٌ فِي النَّهْيِ عَنِ اسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ بِغَائِطٍ أَوْ بَوْلٍ

پیشاب یا پاخانے کے وقت قبلہ رو ہونے کی ممانعت

8: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُومِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الأَنْصَارِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: "إِذَا أَتَيْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ بِغَائِطٍ وَلَا بَوْلٍ وَلَا تَسْتَدْبِرُوهَا وَلَكِنْ شَرِّقُوا أَوْ غَرِّبُوا".

سیّدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم بیت الخلاء جاؤ تو پیشاب و پاخانہ کے لیے قبلہ کی طرف رخ کرو نہ پیٹھ کرو، لیکن مشرق کی طرف یا مغرب کی طرف رخ کرو۔"

فَقَالَ أَبُو أَيُّوبَ: فَقَدِمْنَا الشَّأْمَ فَوَجَدْنَا مَرَاحِيضَ قَدْ بُنِيَتْ مُسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةِ فَنَنْحَرِفُ عَنْهَا وَنَسْتَغْفِرُ اللهَ.

سیّدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ہم ملک شام پہنچے تو ہم نے بیت الخلاء قبلہ رو بنے ہوئے دیکھے۔ پس ہم ان سے منہ پھیر لیتے تھے اور اللہ سے مغفرت طلب کرتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ الزُّبَيْدِيِّ، وَمَعْقِلِ بْنِ أَبِي الْهَيْثَمِ، وَيُقَالُ مَعْقِلُ بْنُ أَبِي مَعْقِلٍ، وَأَبِي أُمَامَةَ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَسَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اور باب میں عبداللہ بن حارث بن جزء زبیدی اور معقل بن ابی ہیثم سے روایت ہے اور بیان کیا جاتا ہے کہ معقل بن ابی معقل اور ابو امامہ اور ابو ہریرہ اور سہل بن حنیف

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي أَيُّوبَ أَحْسَنُ شَيْءٍ فِي هَذَا الْبَابِ وَأَصَحُّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث اس باب میں مروی دیگر روایات سے احسن اور صحیح تر ہے۔

وَأَبُو أَيُّوبَ اسْمُهُ خَالِدُ بْنُ زَيْدٍ.

سیّدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا نام خالد بن زید ہے۔

وَالزُّهْرِيُّ اسْمُهُ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ شِهَابٍ الزُّهْرِيُّ وَكُنْيَتُهُ أَبُو بَكْرٍ.

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کا نام محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن شہاب زہری ہے اور ان کی کنیت ابو بکر ہے۔

قَالَ أَبُو الْوَلِيدِ الْمَكِّيُّ: قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيسَ الشَّافِعِيُّ: إِنَّمَا مَعْنَى قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ "لَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ

ابو ولید مکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: امام ابو عبداللہ محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نبی ﷺ کے فرمان: "پیشاب و پاخانہ

بِغَائِطٍ وَلَا بِبَوْلٍ وَلَا تَسْتَدْبِرُوهَا". إِنَّمَا هَذَا فِي الْفَيَافِي وَأَمَّا فِي الْكُنُفِ الْمَبْنِيَّةِ لَهُ رُخْصَةٌ فِي أَنْ يَسْتَقْبِلَهَا. وَهَكَذَا قَالَ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ.

کے وقت قبلہ کی طرف رخ کرو نہ پیٹھ۔" کا تعلق صحرا اور میدان سے ہے۔ رہے بیت الخلاء جو کہ تعمیر کیے گئے ہوں تو ان میں قبلہ رو ہونے کی رخصت ہے۔ اسحٰق بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی فرمایا ہے۔

وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ رَحِمَهُ اللهُ إِنَّمَا الرُّخْصَةُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ فِي اسْتِدْبَارِ الْقِبْلَةِ بِغَائِطٍ أَوْ بَوْلٍ وَأَمَّا اسْتِقْبَالُ الْقِبْلَةِ فَلَا يَسْتَقْبِلُهَا. كَأَنَّهُ لَمْ يَرَ فِي الصَّحْرَاءِ وَلَا فِي الْكُنُفِ أَنْ يَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ.

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نبی ﷺ کی طرف سے پیشاب و پاخانہ کے وقت قبلہ کی طرف پیٹھ کرنے کی رخصت ہے، رہا قبلہ کی طرف رخ کرنا تو اس کی طرف رخ کرنا صحیح نہیں، گویا کہ ان کے نزدیک صحراء اور بیت الخلاء میں قبلہ رخ ہو کر پیشاب و پاخانہ کے لیے بیٹھنا جائز نہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن خزيمه: ٥٧، ابو عوانه: ١٩٩/١، البيهقي: ٩٩/١، والبغوي: ١٧٤

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٤٤ و ٣٩٤، صحیح مسلم: ٢٦٤؛ سنن ابو داود: ٩، سنن ابن ماجه ٣١٨، سنن النسائی: ٢٢/١ و ٢٣ ، مسند احمد: ٢٣٥٢٤، صحیح ابن حبان: ١٤١٦

فوائد الحدیث: یہ خطاب اہل مدینہ کے لیے تھا آج بھی جو لوگ بیت اللہ سے شمال یا جنوب میں رہتے ہیں ان کے لیے یہی حکم ہے، البتہ جن لوگوں کو قبلہ مشرق یا مغرب میں پڑتا ہے ان کے لیے مسئلہ اس کے برعکس ہے کہ وہ شمال یا جنوب کی طرف منہ کر سکتے ہیں، مشرق یا مغرب کی طرف نہیں۔

7- بَابُ مَا جَاءَ مِنَ الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ

بول و براز کے وقت قبلہ رو ہونے کے بارے میں رخصت

9: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَا: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ أَبَانَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ بِبَوْلٍ فَرَأَيْتُهُ قَبْلَ أَنْ يُقْبَضَ بِعَامٍ يَسْتَقْبِلُهَا.

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے پیشاب کرتے وقت قبلہ رو ہونے سے منع فرمایا، پس میں نے آپ ﷺ کی وفات سے ایک سال پہلے آپ کو اس (قبلہ) کی طرف رخ کر کے (پیشاب کرتے ہوئے) دیکھا۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، وَعَائِشَةَ، وَعَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ.

اور اس باب میں ابو قتادہ، سیدہ عائشہ اور عمار بن یاسر سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ جَابِرٍ فِي هَذَا الْبَابِ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث اس باب میں حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن الجارود: ٣١، الدارقطني: ٥٨/١، الحاكم: ١٥٤/١، البيهقي: ٩٢/١

تخریج الحدیث: سنن ابی داود: ۱۳، سنن ابن ماجه: ۳۲۵، مسند احمد: ۱٤۸۷۲، صحیح ابن حبان: ۱٤۲۰

10: وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ يَبُولُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ.

سیّدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو قبلہ کی طرف رخ کر کے پیشاب کرتے ہوئے دیکھا۔

حَدَّثَنَا بِذَلِكَ قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ. وَحَدِيثُ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ لَهِيعَةَ. وَابْنُ لَهِيعَةَ ضَعِيفٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ، ضَعَّفَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ وَغَيْرُهُ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ.

اس کے متعلق قتیبہ نے ہمیں بیان کیا، انہوں نے کہا: ابن لہیعہ نے ہمیں بیان کیا، اور سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کی نبی ﷺ سے مروی روایت ابن لہیعہ کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔ ابن لہیعہ اہلحدیث کے نزدیک ضعیف ہے۔ یحییٰ بن سعید القطان وغیرہ نے اس کے حفظ کے حوالے سے اسے ضَعِیف قرار دیا ہے۔

حکم الحدیث: (ضَعِیف الإسناد) اس میں ابن لہیعہ ضَعِیف ہے۔ حدیث نمبر ۹ اس سے کفایت کرتی ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ۲۲۵٦۰

11: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ عَمِّهِ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: رَقِيتُ يَوْمًا عَلَى بَيْتِ حَفْصَةَ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَلَى حَاجَتِهِ مُسْتَقْبِلَ الشَّأْمِ مُسْتَدْبِرَ الْكَعْبَةِ.

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: میں ایک دن حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر (کی چھت) پر چڑھا تو میں نے نبی ﷺ کو قضائے حاجت کے وقت شام کی طرف رخ کیے ہوئے اور کعبہ کی طرف پیٹھ کیے ہوئے دیکھا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه دارمي: ٦٧٣، ابن خزيمه: ٥٩، ابو عوانه: ۱/۲۰۰، البيهقي: ۱/۹۲

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۱٤٥، صحیح مسلم: ۲٦٦، سنن ابو داود: ۱۲، سنن ابن ماجه: ۳۲۲، سنن النسائی: ۱/۲۳-۲٤، مسند احمد: ٤٦۰٦، صحیح ابن حبان: ۱٤۱۸

فوائد الحدیث: (۱) ممکن ہے کہ آپ ﷺ کا یہ عمل کسی عذر کی بنا پر ہو، لہٰذا ہمیں بیت اللہ کے ادب واحترام، آپ ﷺ کے حکم کو اپناتے ہوئے قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

(۲) آپ ﷺ کے حکم اور فعل میں یہ تطبیق بھی ہے کہ کھلی جگہ "صحراء وغیرہ" میں ہو تو پھر قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ نہیں کرنی چاہیے، اگر بند جگہ، چار دیواری میں ہو تو رخصت ہے۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم

8- بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الْبَوْلِ قَائِمًا

کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی ممانعت

12: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ، عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَنْ حَدَّثَكُمْ أَنَّ

ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جو تمہیں یہ بیان کرے کہ نبی ﷺ کھڑے ہو کر پیشاب کیا کرتے تھے تو تم

النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَبُولُ قَائِمًا فَلَا تُصَدِّقُوهُ، مَا كَانَ يَبُولُ إِلَّا قَاعِدًا.

اس کی تصدیق نہ کرو۔ آپ صرف بیٹھ کر ہی پیشاب کیا کرتے تھے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَبُرَيْدَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَسَنَةَ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: ام المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت اس باب میں سب سے اچھی اور سب سے زیادہ صحیح روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ أَحْسَنُ شَيْءٍ فِي هَذَا الْبَابِ وَأَصَحُّ.

وَحَدِيثُ عُمَرَ إِنَّمَا رُوِيَ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الْكَرِيمِ بْنِ أَبِي الْمُخَارِقِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ قَالَ: رَآنِي النَّبِيُّ ﷺ وَأَنَا أَبُولُ قَائِمًا، فَقَالَ: يَا عُمَرُ! لَا تَبُلْ قَائِمًا. فَمَا بُلْتُ قَائِمًا بَعْدُ.

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: نبی ﷺ نے مجھے دیکھا جب کہ میں کھڑے ہو کر پیشاب کر رہا تھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”عمر! کھڑے ہو کر پیشاب نہ کر“ پھر اس کے بعد میں نے کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَإِنَّمَا رَفَعَ هَذَا الْحَدِيثَ عَبْدُ الْكَرِيمِ بْنُ أَبِي الْمُخَارِقِ وَهُوَ ضَعِيفٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ، ضَعَّفَهُ أَيُّوبُ السَّخْتِيَانِيُّ وَتَكَلَّمَ فِيهِ. وَرَوَى عُبَيْدُ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ عُمَرُ رضی الله عنه: مَا بُلْتُ قَائِمًا مُنْذُ أَسْلَمْتُ. وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الْكَرِيمِ وَحَدِيثُ بُرَيْدَةَ فِي هَذَا غَيْرُ مَحْفُوظٍ.

امام ترمذی نے کہا: عبدالکریم بن ابو المخارق نے اس حدیث کو مرفوع بیان کیا ہے جبکہ وہ محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔ ابوایوب سختیانی نے اسے ضعیف قرار دیا اور اس میں کلام کیا۔ اور روایت کی عبیداللہ نے نافع سے وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے انہوں نے کہا کہ جب سے میں نے اسلام قبول کیا ہے میں نے کبھی کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کیا اور یہ عبدالکریم کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے اور اس مسئلہ میں بریدہ کی حدیث محفوظ نہیں۔

وَمَعْنَى النَّهْيِ عَنِ الْبَوْلِ قَائِمًا عَلَى التَّأْدِيبِ لَا عَلَى التَّحْرِيمِ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: إِنَّ مِنَ الْجَفَاءِ أَنْ تَبُولَ وَأَنْتَ قَائِمٌ.

کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی ممانعت تادیب کے طور پر ہے تحریم کے طور پر نہیں، سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ جفاء سے ہے کہ تو کھڑے ہو کر پیشاب کرے۔

حکم الحدیث: (صحیح) حدیث المقدام بن شریح صحیح ہے جبکہ حدیث عن عمر ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٣٠٧، سنن النسائي: ١/٢٦، مسند احمد: ٢٥٠٤٥، صحيح ابن حبان: ١٤٣٠

فوائد الحدیث: (۱) رسول اللہ ﷺ کی عمومی طور پر عادت مبارک تھی کہ آپ ﷺ بیٹھ کر ہی پیشاب کرتے تھے۔ ام المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا دعویٰ بھی اسی بنیاد پر ہی ہے۔ کہ آپ رضی اللہ عنہا تو گھر میں آپ ﷺ کے معمول سے واقف تھیں، جبکہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی روایت گھر سے باہر کی ہے۔

(۲) کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے منع کرنا حرمت کی بنا پر نہیں بلکہ صرف ادباً واحتراماً منع ہے۔

9- بَابُ مَا جَآء مِنَ الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ

اس (کھڑے ہو کر پیشاب کرنے) کے بارے میں رخصت کا بیان

13: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَتَى سُبَاطَةَ قَوْمٍ فَبَالَ عَلَيْهَا قَائِمًا فَأَتَيْتُهُ بِوَضُوءٍ فَذَهَبْتُ لِأَتَأَخَّرَ عَنْهُ فَدَعَانِي حَتَّى كُنْتُ عِنْدَ عَقِبَيْهِ فَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ.

سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کسی قوم کی کوڑا کرکٹ پھینکنے کی جگہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے وہاں کھڑے ہو کر پیشاب کیا، میں وضو کا پانی لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں پہنچا اور آپ سے پیچھے ہٹنے لگا تو آپ ﷺ نے مجھے بلایا حتیٰ کہ میں آپ ﷺ کی ایڑیوں کے پاس تھا، پس آپ ﷺ نے وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَسَمِعْتُ الْجَارُودَ يَقُولُ: سَمِعْتُ وَكِيعًا يُحَدِّثُ بِهَذَا الْحَدِيثِ عَنِ الأَعْمَشِ. ثُمَّ قَالَ وَكِيعٌ: هَذَا أَصَحُّ حَدِيثٍ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْمَسْحِ.

ابو عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے جارود رحمۃ اللہ علیہ کو بیان کرتے ہوئے سنا، وہ کہتے ہیں میں نے وکیع کو یہ حدیث اعمش سے روایت کرتے ہوئے سنا، پھر وکیع رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نبی ﷺ سے مسح کے بارے میں مروی روایات میں سے یہ سب سے زیادہ صحیح روایت ہے۔

وَسَمِعْتُ أَبَا عَمَّارٍ الْحُسَيْنَ بْنَ حُرَيْثٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ وَكِيعًا، فَذَكَرَ نَحْوَهُ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَكَذَا رَوَى مَنْصُورٌ، وَعُبَيْدَةُ الضَّبِّيُّ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ مِثْلَ رِوَايَةِ الأَعْمَشِ. وَرَوَى حَمَّادُ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ، وَعَاصِمُ بْنُ بَهْدَلَةَ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَحَدِيثُ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ أَصَحُّ.

اور میں نے ابو عمار حسین بن حریث کو بیان کرتے ہوئے سنا۔ وہ کہتے ہیں میں نے وکیع سے سنا، انہوں نے اسی مانند ذکر کیا۔ اور امام ترمذی نے کہا: منصور اور عبیدہ ضبی نے ابو وائل عن حذیفہ کی سند سے اعمش کی روایت کے مثل روایت کیا۔ حماد بن ابی سُلیمان اور عاصم بن بہدلہ نے ابو وائل عن مغیرہ بن شعبہ کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کیا۔ ابو وائل کی حذیفہ سے روایت زیادہ صحیح ہے۔

وَقَدْ رَخَّصَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي الْبَوْلِ قَائِمًا. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَعَبِيدَةُ بْنُ عَمْرٍو السَّلْمَانِيُّ رَوَى عَنْهُ إِبْرَاهِيمُ النَّخَعِيُّ.

بعض اہل علم نے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کے بارے میں رخصت دی ہے۔ امام ترمذی نے کہا: عبیدہ بن عمرو سلمانی سے ابراہیم نخعی نے روایت کیا۔

وَعَبِيدَةُ مِنْ كِبَارِ التَّابِعِينَ، يُرْوَى عَنْ عَبِيدَةَ أَنَّهُ قَالَ: أَسْلَمْتُ قَبْلَ وَفَاةِ النَّبِيِّ ﷺ بِسَنَتَيْنِ. وَعُبَيْدَةُ الضَّبِّيُّ: صَاحِبُ إِبْرَاهِيمَ هُوَ عُبَيْدَةُ بْنُ مُعَتِّبٍ الضَّبِّيُّ وَيُكْنَى أَبَا عَبْدِ الْكَرِيمِ.

اور عبیدہ کبار تابعین میں سے ہیں۔ عبیدہ سے روایت کیا جاتا ہے انہوں نے کہا: میں نے نبی ﷺ کی وفات سے دو سال پہلے اسلام قبول کیا جو عبیدہ ضبی، ابراہیم کے شاگرد ہیں وہ عبیدہ بن معتب ضبی ہیں۔ اور ان کی کنیت عبد الکریم ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ٦٧٤، ابن خزيمه: ٦١، ابو عوانه: ١/٩٧، ١٩٨، والبغوي: ١٩٣

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٢٤، صحیح مسلم: ٢٧٣، سنن ابو داود: ٢٣، سنن ابن ماجه: ٣٠٥، سنن النسائی: ١/١٩ و ٢٥، مسند احمد: ٢٣٢٤١، صحیح ابن حبان: ١٤٢٤

فوائد الحدیث: (۱) کسی عذر کی بنا پر کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی رخصت ہے۔ (۲) موزوں پر مسح کرنا جائز ہے۔

10- بَابُ مَا جَاءَ فِي الِاسْتِتَارِ عِنْدَ الْحَاجَةِ

قضائے حاجت کے وقت پردہ کرنا

14: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ الْمُلَائِيُّ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَرَادَ الْحَاجَةَ لَمْ يَرْفَعْ ثَوْبَهُ حَتَّى يَدْنُوَ مِنَ الْأَرْضِ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَكَذَا رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ رَبِيعَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَنَسٍ هَذَا الْحَدِيثَ.

وَرَوَى وَكِيعٌ، وَأَبُو يَحْيَى الْحِمَّانِيُّ، عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ: قَالَ ابْنُ عُمَرَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَرَادَ الْحَاجَةَ لَمْ يَرْفَعْ ثَوْبَهُ حَتَّى يَدْنُوَ مِنَ الْأَرْضِ.

وَكِلَا الْحَدِيثَيْنِ مُرْسَلٌ. وَيُقَالُ لَمْ يَسْمَعِ الْأَعْمَشُ مِنْ أَنَسٍ وَلَا مِنْ أَحَدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَقَدْ نَظَرَ إِلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: رَأَيْتُهُ يُصَلِّي. فَذَكَرَ عَنْهُ حِكَايَةً فِي الصَّلَاةِ. وَالْأَعْمَشُ: اسْمُهُ سُلَيْمَانُ بْنُ مِهْرَانَ أَبُو مُحَمَّدٍ الْكَاهِلِيُّ وَهُوَ مَوْلًى لَهُمْ. قَالَ الْأَعْمَشُ: كَانَ أَبِي حَمِيلًا، فَوَرَّثَهُ مَسْرُوقٌ.

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، نبی ﷺ جب قضائے حاجت کا ارادہ فرماتے تھے تو آپ (بیٹھنے کے لیے) زمین کے قریب ہو کر ہی کپڑا (ازار) اٹھاتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: محمد بن ربیعہ نے اسی طرح اعمش عن انس کی سند سے اس حدیث کو روایت کیا۔

وکیع اور ابو یحییٰ حمانی نے اعمش سے روایت کیا۔ انہوں نے کہا: ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: نبی ﷺ جب رفع حاجت کا ارادہ فرماتے تھے تو زمین کے قریب جا کر اپنا کپڑا اٹھاتے تھے۔

یہ دونوں حدیثیں مرسل ہیں۔ مشہور ہے کہ اعمش نے انس رضی اللہ عنہ یا کسی صحابی سے نہیں سنا انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا ہے۔ انہوں نے کہا۔ میں نے انہیں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اعمش کا نام سلیمان بن مہران ابو محمد کاہلی ہے۔ اعمش نے کہا میرے ابو حمیل تھے تو امام مسروق نے ان کو وارث قرار دیا۔

حکم الحدیث: (صحيح سلسله الصحيحة: ١٠٧١، صحيح ابى داؤد: ١١) بعض نے اس کی سند کو ضعیف قرار دیا ہے۔

تخریج الحدیث: سنن الدارمی: ٦٦٦، ابو داؤد: ١٤، البيهقي: ١/٩٦

فوائد الحدیث: قضائے حاجت کے وقت انسان کو پردہ کرنا چاہیے حتیٰ کہ اگر کہیں دور دراز اکیلا بھی ہے تو پھر بھی شرم و حیا کا مظاہرہ کرتے ہوئے بلا ضرورت بے لباس نہیں ہونا چاہیے کہ حیا مومن آدمی کے ایمان کا حصہ ہے۔

11- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهَةِ الِاسْتِنْجَاءِ بِالْيَمِينِ

دائیں ہاتھ سے استنجا کرنے کی ممانعت

15: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ الْمَكِّيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ

سیّدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے منع فرمایا کہ

عُيَيْنَةَ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "نَهَى أَنْ يَمَسَّ الرَّجُلُ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهِ".

آدمی (استنجا کرتے وقت) دائیں ہاتھ سے شرم گاہ کو چھوئے۔

وَفِي هَذَا الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ، وَسَلْمَانَ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَسَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ.

اور اس باب میں سیّدہ عائشہ، سلمان، ابوہریرہ اور سہل بن حنیف سے روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو قَتَادَةَ الأَنْصَارِيُّ: اسْمُهُ الْحَارِثُ بْنُ رِبْعِيٍّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ کا نام حارث بن ربعی ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ عَامَّةِ أَهْلِ الْعِلْمِ: كَرِهُوا الاِسْتِنْجَاءَ بِالْيَمِينِ.

اس پر اکثر اہل علم کا عمل ہے، انہوں نے دائیں ہاتھ سے استنجا کرنے کو ناپسند کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الحميدي: ٤٢٨، الدارمي ٦٧٩، ابن خزيمه ٦٨، ابو عوانه: ١/ ٢٢٠، والبغوي: ١٨١

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٥٣، صحیح مسلم: ٢٦٧، سنن ابو داود: ٣١، سنن ابن ماجه: ٣١٠، سنن النسائی: ١/ ٢٥، ٤٤، ٤٣ مسند احمد: ١٩٤١٩، صحیح ابن حبان: ١٤٣٤

فوائد الحدیث: (١) استنجا بائیں ہاتھ سے کرنا چاہیے۔

(٢) ناپسندیدہ کاموں کے لیے بایاں ہاتھ استعمال کرنا چاہیے مثلاً استنجا کرتے ہوئے، ناک صاف کرتے وقت وغیرہ تاکہ دائیں ہاتھ کا تقدس باقی رہے۔

12- بَابُ الاِسْتِنْجَاءِ بِالْحِجَارَةِ

استنجا کے لیے پتھر (مٹی کے ڈھیلے) استعمال کرنا

16: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ، قَالَ: قِيلَ لِسَلْمَانَ قَدْ عَلَّمَكُمْ نَبِيُّكُمْ ﷺ كُلَّ شَيْءٍ حَتَّى الْخِرَاءَةَ. فَقَالَ سَلْمَانُ: أَجَلْ "نَهَانَا أَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ بِغَائِطٍ أَوْ بَوْلٍ وَأَنْ نَسْتَنْجِيَ بِالْيَمِينِ أَوْ أَنْ يَسْتَنْجِيَ أَحَدُنَا بِأَقَلَّ مِنْ ثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ أَوْ أَنْ نَسْتَنْجِيَ بِرَجِيعٍ أَوْ بِعَظْمٍ".

عبدالرحمٰن بن یزید رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، سیّدنا سلمان رضی اللہ عنہ سے کہا گیا: تمہارے نبی نے تمہیں ہر چیز کی تعلیم دی ہے حتیٰ کہ بول و براز کا طریقہ بھی سکھایا ہے؟ سیّدنا سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں، آپ ﷺ نے ہمیں منع فرمایا کہ ہم بول و براز کے وقت قبلہ کی طرف رخ کریں، یہ کہ ہم دائیں ہاتھ سے استنجا نہ کریں۔ یہ کہ ہم میں سے کوئی تین سے کم پتھروں سے استنجا نہ کرے۔ یہ کہ ہم گوبر یا ہڈی کے ساتھ استنجا نہ کریں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ، وَخُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ، وَجَابِرٍ، وَخَلَّادِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِيهِ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اس باب میں سیّدہ عائشہ، خذیمہ بن ثابت، جابر اور خلاد بن سائب عن ابیہ رضی اللہ عنہم کی روایت بھی ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ سَلْمَانَ فِي هَذَا الْبَابِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَمَنْ بَعْدَهُمْ رَأَوْا أَنَّ الِاسْتِنْجَاءَ بِالْحِجَارَةِ يُجْزِئُ، وَإِنْ لَمْ يَسْتَنْجِ بِالْمَاءِ إِذَا أَنْقَى أَثَرَ الْغَائِطِ وَالْبَوْلِ، وَبِهِ يَقُولُ الثَّوْرِيُّ، وَابْنُ الْمُبَارَكِ، وَالشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سلمان رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ اور نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اکثر اہل علم کا یہی قول و موقف ہے اور ان کے بعد والوں کا بھی اور یہ کہ جب استنجا کے لیے پتھر استعمال کیے جائیں اور ان کے بعد پانی استعمال نہ کیا جائے تو وہ کفایت کرتے ہیں بشرطیکہ بول و براز سے اچھی طرح صفائی ہو جائے۔ امام ثوری، ابن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) ابن ابي شيبة: ١٤/٢٢٣، ابن الجارود: ٢٩، ابن خزيمه: ٧٤، الدارقطني: ١/٥٤

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٦٢، سنن ابو داود: ٧ سنن ابن ماجه: ٣١٦، سنن النسائي: ٣٨/١-٣٩ و ٤٤، مسند احمد: ٢٣٧٠٣

فوائد الحدیث: (۱) قضائے حاجت کے وقت قبلہ رخ منہ یا پیٹھ نہیں کرنی چاہیے۔

(۲) دائیں ہاتھ سے استنجا نہیں کرنا چاہیے۔

(۳) استنجا کرتے وقت تین سے کم ڈھیلے استعمال نہیں کرنے چاہیں۔

(۴) ہڈی اور گوبر سے استنجا نہیں کرنا چاہیے۔

(۵) ایک امتی کو اپنے پیغمبر ﷺ کے تمام اقوال و افعال کا نا صرف کہ دفاع کرنا چاہیے بلکہ اسے اس پر فخر بھی ہونا چاہیے۔ جیسا کہ سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کیا ہے کہ جب ان کے سامنے اعتراض کیا گیا یا طنزیہ طور پر یہ بات کی گئی کہ آپ کے نبی ﷺ تو معمولی سے معمولی (بلکہ سوال کے انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ ناپسندیدہ) چیزیں بھی آپ کو بتاتے اور سکھاتے ہیں تو سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے اس پر کوئی دفاعی انداز اپنانے کی بجائے، فخریہ انداز میں نا صرف کہ اس کا اعتراف کیا بلکہ موقعہ پر قضائے حاجت کے آداب بھی ذکر کر دیے۔ ظاہر ہے کہ اس کے بعد معترض کو دوسرا کوئی اعتراض کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ افسوس ہے کہ آج کلمہ پڑھ کر امتی کہلانے والے نا صرف کہ آپ ﷺ کی احادیثِ و سنن پر اعتراض کرتے ہیں بلکہ اس کا استہزا بھی کرتے ہیں اور پھر اپنی اس نامعقول حرکت پر دلائل بھی تراشتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

(۶) یہ بات تو آپ ﷺ کے مخالفین بھی جانتے اور مانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر مسئلے میں اپنی امت کی راہنمائی کی ہے حتیٰ کہ انہیں پیشاب، پاخانے کے آداب تک سکھا دیے ہیں لیکن افسوس کہ آج بعض نام نہاد امتی بڑی شد و مد سے نا صرف کہ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ بعض مسائل کا حل قرآن و حدیث میں موجود نہیں بلکہ ایسے مسائل کی فہرست لیے پھرتے ہیں، حالانکہ ان کا یہ دعویٰ بھی غلط ہے اور ان کی ایسی فہرست بھی "خرط القتاد" سے زیادہ حیثیّت نہیں رکھتی۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمارا دعویٰ ہے کہ روئے زمین پر قیامت تک پیش آنے والا کوئی مسئلہ ایسا نہیں جس کا حل قرآن و حدیث میں موجود نہ ہو، کمی صرف اور صرف قرآن و حدیث کو پڑھنے اور اسے سلف صالحین کے اسلوب پر سمجھنے کی ہے۔ (ایسے اعتراضات کا جواب راقم الحروف نے قدرے تفصیل سے اپنی کتاب "خرافات حنفیت" میں دیا ہے۔ جسے ادارہ تحفّظ افکار اسلام شاہ کوٹ نے شائع کیا ہے)۔

(۷) اس حدیث میں ان لوگوں کا بھی رد ہے جو کہتے ہیں لیس فیه عدد مسنون "کہ استنجے میں ڈھیلوں کی کوئی مسنون تعداد نہیں" یہاں تو صحابی رسول کم از کم مسنون تعداد بیان کر رہے ہیں۔

13- بَابُ مَا جَاءَ فِي الِاسْتِنْجَاءِ بِالْحَجَرَيْنِ

استنجا کے لیے دو پتھر (ڈھیلے) استعمال کرنا

17: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، وَقُتَيْبَةُ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ لِحَاجَتِهِ فَقَالَ "ائْتِنِي بِثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ". قَالَ: فَأَتَيْتُهُ بِحَجَرَيْنِ وَرَوْثَةٍ، فَأَخَذَ الْحَجَرَيْنِ وَأَلْقَى الرَّوْثَةَ، وَقَالَ: "إِنَّهَا رِكْسٌ". قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَكَذَا رَوَى قَيْسُ بْنُ الرَّبِيعِ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ نَحْوَ حَدِيثِ إِسْرَائِيلَ. وَرَوَى مَعْمَرٌ، وَعَمَّارُ بْنُ رُزَيْقٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ. وَرَوَى زُهَيْرٌ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ. وَرَوَى زَكَرِيَّا بْنُ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ. وَهَذَا حَدِيثٌ فِيهِ اضْطِرَابٌ.

سیّدنا عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، نبی ﷺ قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے تو فرمایا: "تین پتھر تلاش کرو" میں دو پتھر اور ایک لید آپ کے پاس لایا، تو آپ ﷺ نے دو پتھر لے لیے اور لید کو پھینک دیا اور فرمایا: "یہ ناپاک ہے۔" امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اور اسی طرح قیس بن ربیع نے اس حدیث کو ابو اسحٰق نے عن ابی عبیدۃ عن عبداللہ بیان کیا ہے اسرائیل کی روایت کی طرح اور روایت کیا معمر اور عمار بن رزیق نے عن ابی اسحاق عن علقمۃ عن عبداللہ۔ اور روایت کیا زہیر نے عن ابی اسحاق عن عبدالرحمٰن بن اسود عن ابیہ الاسود بن یزید عن عبداللہ۔ اور بیان کیا زکریا بن ابی زائدہ نے عن ابی اسحاق عن عبدالرحمٰن بن یزید عن الاسود بن یزید عن عبداللہ۔ اور اس حدیث میں اضطراب ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الْعَبْدِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ عَبْدِ اللهِ هَلْ تَذْكُرُ مِنْ عَبْدِ اللهِ شَيْئًا؟ قَالَ: لَا.

حدیث سنائی ہم کو محمد بن بشار عبدی نے وہ محمد بن جعفر سے وہ شعبہ سے اور وہ عمرو بن مرہ سے بیان کرتے ہیں۔ وہ (عمرو بن مرہ) کہتے ہیں کہ میں نے ابو عبیدہ بن عبداللہ سے پوچھا کہ کیا آپ کو عبداللہ سے کوئی چیز (حدیث) یاد ہے تو وہ کہنے لگے: نہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة ١/١٠٠، والطبراني في الكبير: ٩٩٥٢

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٣٦٨٥

فوائد الحدیث: (۱) ناپاک اور نجس چیز سے طہارت حاصل نہیں ہو سکتی۔

(۲) اس روایت سے بعض لوگوں نے تین سے کم ڈھیلے استعمال کرنے کی رخصت نکالی ہے لیکن یہ درست نہیں کیونکہ دوسری روایت جسے دار قطنی نے روایت کیا ہے اس میں یہ الفاظ بھی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ائتنی بغیرھا کہ اس کے علاوہ کوئی اور ڈھیلا تلاش کر کے لاؤ۔

تو سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تیسرا ڈھیلا لائے۔ لہٰذا مسئلہ یہی ثابت ہوا کہ استنجا میں کم از کم تین ڈھیلے استعمال کیے جائیں گے اس سے کم نہیں، البتہ ضرورت ہو تو طاق کی گنتی میں زیادہ استعمال کیے جاسکتے ہیں۔

14- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ مَا يُسْتَنْجَى بِهِ

جن چیزوں کے ساتھ استنجا کرنا مکروہ ہے

18: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: "لَا تَسْتَنْجُوا بِالرَّوْثِ وَلَا بِالْعِظَامِ فَإِنَّهُ زَادُ إِخْوَانِكُمْ مِنَ الْجِنِّ".

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "گوبر اور ہڈی سے استنجا نہ کرو کیونکہ وہ جنوں میں سے تمہارے بھائیوں کا توشہ ہے۔"

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَسَلْمَانَ، وَجَابِرٍ، وَابْنِ عُمَرَ.

اور اس باب میں ابوہریرہ، سلمان، جابر اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَغَيْرُهُ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ كَانَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ لَيْلَةَ الْجِنِّ، الْحَدِيثَ بِطُولِهِ، فَقَالَ الشَّعْبِيُّ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "لَا تَسْتَنْجُوا بِالرَّوْثِ وَلَا بِالْعِظَامِ فَإِنَّهُ زَادُ إِخْوَانِكُمْ مِنَ الْجِنِّ".

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس حدیث کو اسماعیل بن ابراہیم وغیرہ نے داؤد بن ابی ہند عن شعبی عن علقمہ کی سند سے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جنوں والی رات وہ نبی ﷺ کے ساتھ تھے۔ شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "گوبر اور ہڈی سے استنجا نہ کرو۔ کیونکہ وہ جنوں میں سے تمہارے بھائیوں کا توشہ ہے۔"

وَكَأَنَّ رِوَايَةَ إِسْمَاعِيلَ أَصَحُّ مِنْ رِوَايَةِ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ. وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ، وَابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما.

گویا کہ اسماعیل کی روایت حفص بن غیاث کی روایت سے زیادہ صحیح ہے اور اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔ اس باب میں جابر اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) الارواء: ٤٦، المشکوٰۃ: ٣٥٠، الضعیفۃ تحت الحدیث: ١٠٣٨

تخریج الحدیث: سنن نسائی فی الکبریٰ: ٣٩

فوائد الحدیث: (١) گوبر اور ہڈی سے استنجا نہیں کرنا چاہیے۔ گوبر خود گندگی ہے اور ہڈی سے صفائی اچھی طرح نہیں ہو سکتی۔

(٢) ایک مومن مسلمان کو اپنے ساتھ ساتھ دوسروں کے مفادات کا بھی لحاظ رکھنا چاہیے اگر غیر جنس مخلوق جنات سے اتنی ہمدردی ہو سکتی ہے کہ ان کی خوراک کو گندہ نہیں کرنا تو مسلمان کی دوسرے مسلمان سے ہمدردی تو اس سے بھی زیادہ ہونی چاہیے کہ وہ ہم جنس بھی ہے اور ہم دین بھی۔

15- بَابُ مَا جَاءَ فِي الاِسْتِنْجَاءِ بِالْمَاءِ

پانی سے استنجا کرنا

19: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ الْبَصْرِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ مُعَاذَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مُرْنَ أَزْوَاجَكُنَّ أَنْ يَسْتَطِيبُوا بِالْمَاءِ فَإِنِّي أَسْتَحْيِيهِمْ فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَفْعَلُهُ.

ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: تم (خواتین) اپنے شوہروں کو حکم دو کہ وہ پانی سے استنجا کیا کریں، کیونکہ مجھے ان (مردوں) سے حیا آتی ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ ایسے ہی کیا کرتے تھے۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْبَجَلِيِّ، وَأَنَسٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

اور باب میں جریر بن عبداللہ بجلی، انس اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم کی روایت بھی ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَعَلَيْهِ الْعَمَلُ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ: يَخْتَارُونَ الاِسْتِنْجَاءَ بِالْمَاءِ، وَإِنْ كَانَ الاِسْتِنْجَاءُ بِالْحِجَارَةِ يُجْزِءُ عِنْدَهُمْ فَإِنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الاِسْتِنْجَاءَ بِالْمَاءِ وَرَأَوْهُ أَفْضَلَ. وَبِهِ يَقُولُ: سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، وَابْنُ الْمُبَارَكِ، وَالشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ.

اہل علم کے ہاں اسی پر عمل ہے۔ وہ پانی سے استنجا کرنے کو اختیار کرتے ہیں۔ اگرچہ پتھروں سے استنجا کرنا بھی ان کے نزدیک جائز ہے۔ انہوں نے پانی سے استنجا کرنے کو پسند کیا ہے۔ اور اسے افضل سمجھتے ہیں۔ سفیان ثوری، ابن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) الارواء: ٤٢، صحيح الترمذي: ١٨، اخرجه ابو يعلىٰ: ٤٥١٤، والبيهقي: ١/١٠٥

تخریج الحدیث: سنن نسائی: ١/٤٢-٤٣، مسند احمد: ٢٤٦٣٩ صحيح ابن حبان: ١٤٤٣

فوائد الحدیث: (۱) دینی احکام و مسائل کی تعلیم جس طرح مردوں پر ضروری ہے خواتین پر بھی اسی کی مثل ہے۔

(۲) جن مسائل میں خواتین، مرد حضرات کو براہ راست مخاطب نہیں کر سکتیں وہ مسئلہ ان مردوں کی ازواج کے ذریعہ تعلیم کیا جا سکتا ہے۔

(۳) مٹی کے ڈھیلوں سے صفائی اگرچہ کفایت کر جاتی ہے لیکن پانی بھی استعمال کرنا چاہیے کیونکہ اس سے صفائی اچھی طرح ہو جاتی ہے اور یہ افضل عمل ہے۔

16- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ الْحَاجَةَ أَبْعَدَ فِي الْمَذْهَبِ

نبی ﷺ جب قضائے حاجت کا ارادہ فرماتے تھے تو آپ بہت دور جاتے تھے

20: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ

سیّدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں ایک سفر میں نبی ﷺ کے ساتھ تھا، نبی ﷺ قضائے حاجت کے لیے گئے

قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ فَأَتَى النَّبِيُّ ﷺ حَاجَتَهُ فَأَبْعَدَ فِي الْمَذْهَبِ.

تو بہت دور تشریف لے گئے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي قُرَادٍ، وَأَبِي قَتَادَةَ، وَجَابِرٍ، وَيَحْيَى بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، وَأَبِي مُوسَى، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَبِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ.

فرمایا: اس باب میں عبدالرحمٰن بن ابی قراد، ابو قتادہ، جابر، یحییٰ بن عبید عن ابیہ، ابو موسیٰ، ابن عباس اور بلال بن حارث رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَيُرْوَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَرْتَادُ لِبَوْلِهِ مَكَانًا كَمَا يَرْتَادُ مَنْزِلًا.

اور نبی ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ پیشاب کرنے کے لیے کوئی (مناسب) جگہ تلاش کرتے تھے، جس طرح آپ پڑاؤ ڈالنے کے لیے جگہ تلاش فرماتے تھے۔

وَأَبُو سَلَمَةَ: اسْمُهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ الزُّهْرِيُّ.

ابو سلمہ کا نام عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن عوف زہری ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الصحيحة: ١١٥٩، اخرجه الدارمي: ٦٦٦، ابن خزيمه: ٥٠، والحاكم: ١/ ١٤٠

تخریج الحدیث: وسنن ابی داود: ١ سنن ابن ماجه: ٣٣١، سنن نسائی: ١/١٨ مسند احمد: ١٨١٣٤، ١٨١٧١

فوائد الحدیث: (۱) قضائے حاجت کے لیے مناسب جگہ کا انتخاب کرنا چاہیے جہاں پردہ بھی ہو اور چھینٹے وغیرہ بھی نہ پڑیں۔ اگرچہ اس کے لیے دور ہی کیوں نہ جانا پڑے۔

(۲) فی زمانہ گھروں میں چاردیواری کر کے بیت الخلاء تعمیر کیے جاتے ہیں جہاں یہ ساری سہولتیں میسر ہوتی ہیں اس لیے یہ درست ہے۔ دور جانے کی ضرورت نہیں۔

(۳) انسان کو ہمیشہ شرم وحیا کا مظاہرہ کرنا چاہیے کہ یہ انسانی فطرت بھی ہے اور ایمان کا حصہ بھی۔

17- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْبَوْلِ فِي الْمُغْتَسَلِ

غسل خانے میں پیشاب کرنے کی کراہت

21: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، وَأَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُوسَى مَرْدَوَيْهِ، قَالَا: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ أَشْعَثَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "نَهَى أَنْ يَبُولَ الرَّجُلُ فِي مُسْتَحَمِّهِ. وَقَالَ: إِنَّ عَامَّةَ الْوَسْوَاسِ مِنْهُ".

سیّدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے منع فرمایا کہ کوئی شخص اپنے غسل خانے میں پیشاب کرے، اور فرمایا: زیادہ تر وسوسے اسی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ.

فرمایا کہ اس باب میں نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں سے ایک شخص سے روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ حَدِيثِ أَشْعَثَ بْنِ عَبْدِ اللهِ وَيُقَالُ لَهُ أَشْعَثُ الْأَعْمَى.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ یہ اشعث بن عبداللہ کی روایت کے حوالے ہی سے مرفوع ہے۔ اور اسے اشعث اعمیٰ کہا جاتا ہے۔

وَقَدْ كَرِهَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ الْبَوْلَ فِي الْمُغْتَسَلِ، وَقَالُوا: عَامَّةُ الْوَسْوَاسِ مِنْهُ. وَرَخَّصَ فِيهِ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْهُمُ ابْنُ سِيرِينَ، وَقِيلَ لَهُ إِنَّهُ يُقَالُ إِنَّ عَامَّةَ الْوَسْوَاسِ مِنْهُ، فَقَالَ: رَبُّنَا اللهُ لَا شَرِيكَ لَهُ.

اہل علم میں سے کچھ حضرات نے غسل خانے میں پیشاب کرنا مکروہ قرار دیا ہے۔ اور انہوں نے کہا: عام طور پر وسوسے اسی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ جب کہ بعض اہل علم نے اس کی رخصت دی ہے۔ ان میں سے ابن سیرین ہیں۔ ان سے کہا گیا: کہا جاتا ہے کہ عام طور پر وسوسے اسی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: ہمارا رب، اللہ ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔

وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ: قَدْ وُسِّعَ فِي الْبَوْلِ فِي الْمُغْتَسَلِ إِذَا جَرَى فِيهِ الْمَاءُ.

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جب غسل خانے میں پانی بہتا ہو تو پھر غسل خانے میں پیشاب کر لینے کے بارے میں وسعت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدَّثَنَا بِذَلِكَ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الْآمُلِيُّ، عَنْ حِبَّانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ.

امام ترمذی نے کہا: احمد بن عبدہ الاملی نے حبان عن عبداللہ بن مبارک کی سند سے بھی اس کے متعلق بتایا۔

حکم الحدیث: (صحيح إلا الشَّطْرُ الثَّانِيْ مِنْه) حدیث کا پہلا ٹکڑا "غسل خانہ میں پیشاب کی ممانعت" والا صحیح ہے۔ جبکہ دوسرا ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابي داود: ٢٧ سنن ابن ماجه: ٣٠٤، سنن نسائي: ١/٣٤، مسند احمد: ٢٠٥٦٣، صحيح ابن حبان: ١٢٥٥

فوائد الحدیث: (۱) غسل خانے میں پیشاب نہیں کرنا چاہیے۔

(۲) بعض لوگوں نے کہا کہ اس سے مراد ایسی کچی جگہ ہے جہاں پانی جذب ہو جاتا ہے۔ ایسی جگہ پر آدمی غسل کرے گا تو پانی میں پیشاب کی ملاوٹ ہو جائے گی لہٰذا ناپاک چھینٹے جسم پر پڑیں گے۔ اگر غسل خانہ پختہ ہو جیسے آج کل فرش سیمنٹ ماربل وغیرہ کے بنے ہوئے ہیں تو ان میں گنجائش ہے۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ دونوں صورتوں میں (غسل خانہ کچا ہو یا پکا) ناپاک چھینٹوں سے بچنا مشکل ہے لہٰذا رسول اکرم ﷺ کے فرمان پر عمل کرتے ہوئے اس سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔

(۳) پانی کی وجہ سے جو وسوسے پیدا ہوتے ہیں اس سے انسان کی عبادت میں خلل آتا ہے کہ آدمی سمجھتا ہے پتہ نہیں میرا وضو درست ہوا ہے یا نہیں۔ میرا جسم بھی پاک ہے یا ناپاک تو نتیجہ نکلے گا کہ یا تو آدمی نماز وغیرہ جیسی عبادت یکسوئی سے نہیں کر سکے گا یا پھر غیر ضروری مشقت کا شکار ہو جائے گا۔

18- بَابُ مَا جَاءَ فِي السِّوَاكِ

مسواک کے مسائل

22: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: "لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ".

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میں اپنی امت کو مشقت میں ڈال دوں گا تو میں انہیں ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم فرماتا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَحَدِيثُ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ كِلَاهُمَا عِنْدِي صَحِيحٌ، لِأَنَّهُ قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ هَذَا الْحَدِيثُ. وَحَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ إِنَّمَا صَحَّ لِأَنَّهُ قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اور بے شک محمد بن اسحاق نے یہ حدیث بیان کی عن محمد بن ابراہیم عن ابی سلمۃ عن زید بن خالد عن النبی ﷺ اور ابو سلمہ کی حدیث ابو ہریرہ سے اور زید بن خالد عن النبی ﷺ میرے نزدیک دونوں ہی صحیح ہیں کیونکہ وہ دونوں کئی طرق سے مروی ہیں اور ابو ہریرہ کی روایت بھی صحیح ہے اس لیے کہ وہ کئی اسناد سے مروی ہے۔

وَأَمَّا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ فَزَعَمَ أَنَّ حَدِيثَ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ أَصَحُّ.

امام بخاری نے کہا کہ ابو سلمہ عن زید بن خالد کی روایت زیادہ صحیح ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، وَعَلِيٍّ، وَعَائِشَةَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَحُذَيْفَةَ، وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ، وَأَنَسٍ، وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، وَابْنِ عُمَرَ، وَأُمِّ حَبِيبَةَ، وَأَبِي أُمَامَةَ، وَأَبِي أَيُّوبَ، وَتَمَّامِ بْنِ عَبَّاسٍ، وَعَبْدِ اللهِ بْنِ حَنْظَلَةَ، وَأُمِّ سَلَمَةَ، وَوَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ، وَأَبِي مُوسَى.

امام ترمذی نے کہا: اس مسئلے میں ابو بکر صدیق، علی، عائشہ، ابن عباس، حذیفہ، زید بن خالد، انس اور عبد اللہ بن عمرو، ابن عمر، ام حبیبہ، ابو امامہ، ابو ایوب، تمام بن عباس، عبد اللہ بن حنظلہ، ام سلمہ، واثلہ بن اسقع اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه الطحاوي في شرح المعاني: ١/٤٤، الطبراني في الاوسط: ٧٤٢٠، والبيهقي: ١/٣٧

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٨٨٧، صحيح مسلم: ٢٥٢، سنن ابو داود: ٤٦، ٤٧، سنن ابن ماجه: ٢٨٧، سنن نسائی: ١/١٢ و ٢٦٦-٢٦٧، مسند احمد: ٧٨٥٣ صحيح ابن حبان ١٠٦٨

23: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: "لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ

سیّدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میں اپنی امت کو مشقت میں ڈال دوں گا تو میں انہیں ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم فرماتا۔ اور میں نماز عشاء کو تہائی رات تک

صَلَاةٍ، وَلَأَخَّرْتُ صَلَاةَ الْعِشَاءِ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ.
قَالَ فَكَانَ زَيْدُ بْنُ خَالِدٍ يَشْهَدُ الصَّلَوَاتِ فِي الْمَسْجِدِ وَسِوَاكُهُ عَلَى أُذُنِهِ مَوْضِعَ الْقَلَمِ مِنْ أُذُنِ الْكَاتِبِ لَا يَقُومُ إِلَى الصَّلَاةِ إِلَّا اسْتَنَّ ثُمَّ رَدَّهُ إِلَى مَوْضِعِهِ.

مؤخر کرتا۔"
راوی نے بیان کیا: سیّدنا زید بن خالد رضی اللہ عنہ نمازیں پڑھنے مسجد میں تشریف لایا کرتے تھے تو ان کی مسواک ان کے کان پر اسی جگہ ہوا کرتی تھی جس جگہ کاتب کے کان پر قلم ہوتا ہے۔ وہ نماز پڑھنے کے لیے اٹھتے تھے تو مسواک کرتے تھے اور پھر اسے اس کی جگہ پر ہی لوٹا (رکھ) دیتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) صحيح ابی داؤد: ٣٧، صحيح الترمذي: ٢٢، اخرجه البغوي: ١٩٨

تخریج الحدیث: سنن ابی داود: ٤٧ سنن نسائی فی الکبری: ٣٠٤١ مسند احمد: ١٧٠٣٢، ١٧٠٤٨، ٧٣٣٩

فوائد الحدیث: (۱) مسواک کرنا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا پسندیدہ عمل ہے اس لیے اس کا زیادہ سے زیادہ اہتمام کرنا چاہیے۔
(۲) دو جائز کاموں میں سے آسانی والا عمل اختیار کرنا چاہیے جیسا کہ خود رسول اللہ ﷺ کا طریقہ مبارک بھی یہی تھا۔

19- بَابُ مَا جَاءَ إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ مَنَامِهِ فَلَا يَغْمِسْ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ حَتَّى يَغْسِلَهَا

جب تم میں سے کوئی نیند سے بیدار ہو تو وہ اپنا ہاتھ برتن میں نہ ڈالے حتیٰ کہ وہ اسے دھو لے

24: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ أَحْمَدُ بْنُ بَكَّارٍ الدِّمَشْقِيُّ، يُقَالُ هُوَ مِنْ وَلَدِ بُسْرِ بْنِ أَرْطَاةَ صَاحِبِ النَّبِيِّ ﷺ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، وَأَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ فَلَا يُدْخِلْ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ حَتَّى يُفْرِغَ عَلَيْهَا مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ".

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی رات کے وقت بیدار ہو تو وہ اپنا ہاتھ برتن میں نہ ڈالے حتیٰ کہ وہ دو یا تین بار اس پر پانی ڈال لے۔ کیونکہ اسے معلوم نہیں کہ رات کو اس کا ہاتھ کہاں رہا ہے۔"

وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، وَجَابِرٍ، وَعَائِشَةَ.

اور اس باب میں ابن عمر، جابر اور سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

قَالَ الشَّافِعِيُّ: وَأُحِبُّ لِكُلِّ مَنِ اسْتَيْقَظَ مِنَ النَّوْمِ قَائِلَةً كَانَتْ أَوْ غَيْرَهَا أَنْ لَا يُدْخِلَ يَدَهُ فِي وَضُوئِهِ حَتَّى يَغْسِلَهَا فَإِنْ أَدْخَلَ يَدَهُ قَبْلَ أَنْ يَغْسِلَهَا كَرِهْتُ ذَلِكَ لَهُ

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں ہر اس شخص کے لیے جو سو کر بیدار ہو، خواہ قیلولہ کا وقت ہو یا کوئی بھی وقت ہو، پسند کرتا ہوں کہ وہ اپنا ہاتھ وضو کے پانی میں داخل نہ کرے حتیٰ

وَلَمْ يُفْسِدْ ذَلِكَ الْمَاءَ إِذَا لَمْ يَكُنْ عَلَى يَدِهِ نَجَاسَةٌ. وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: إِذَا اسْتَيْقَظَ مِنَ النَّوْمِ مِنَ اللَّيْلِ فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِي وَضُوئِهِ قَبْلَ أَنْ يَغْسِلَهَا فَأَعْجَبُ إِلَيَّ أَنْ يُهْرِيقَ الْمَاءَ.

کے اسے دھو لے۔ لیکن اگر وہ ہاتھ دھوئے بغیر اسے پانی میں ڈال لے تو میں اسے مکروہ سمجھتا ہوں۔ لیکن اس سے پانی خراب، ناقابل استعمال نہیں ہوگا جب تک کہ ہاتھ پر نجاست نہ ہو۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جب وہ رات کے وقت نیند سے بیدار ہو اور اپنا ہاتھ وضو کے پانی میں ڈال دے اس سے پہلے کہ وہ اسے دھوئے۔ پس میرے نزدیک تو یہ بہتر ہے کہ وہ پانی بہادے (یعنی وہ پانی استعمال نہ کرے)۔

وَقَالَ إِسْحَاقُ: إِذَا اسْتَيْقَظَ مِنَ النَّوْمِ بِاللَّيْلِ أَوْ بِالنَّهَارِ فَلَا يُدْخِلْ يَدَهُ فِي وَضُوئِهِ حَتَّى يَغْسِلَهَا.

اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جب وہ نیند سے بیدار ہو، خواہ رات کا وقت ہو یا دن کا، تو وہ اپنا ہاتھ پانی میں نہ ڈالے حتیٰ کہ وہ اسے دھو لے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الطحاوي في شرح المعاني: ۲۲/۱

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۱۶۲، صحیح مسلم: ۲۷۸، سنن ابو داود: ۱۰۳-۱۰۵- سنن نسائی: ۱/۶-۷، ۹۹، ۲۱۵، مسند احمد: ۷۲۸۲، صحیح ابن حبان: ۱۰۶۲

فوائد الحدیث: (۱) نیند سے بیدار ہو کر ہاتھ دھوئے بغیر پانی میں نہیں ڈالنے چاہیں خواہ نیند رات کے وقت کی ہو یا دن سے کیونکہ حدیث میں جو علت بیان ہوئی ہے کہ "فانه لا يدري اين باتت يدهٗ (کہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے ہاتھ نے رات کہاں گزاری ہے)" یہ عام ہے لہٰذا جب بھی آدمی نیند سے بیدار ہو تو اس کے لیے یہی حکم ہے۔ البتہ حدیث میں جو من اللیل کی قید آئی ہے یہ اتفاقی ہے احترازی نہیں۔ کیونکہ بعض احادیث میں یہ قید نہیں ہے۔ (دیکھیے بخاری ۱/۲۸، کتاب الوضو)

(۲) برتن کی قید سے حوض، نہر، دریا وغیرہ مستثنیٰ ہیں کیونکہ ایک تو اس میں سے پانی نکالنے کے لیے ہاتھ ڈالنا مجبوری ہے کیونکہ اس کو انڈیل کر پانی نہیں لیا جا سکتا برخلاف برتن کے۔ دوسرا وہ ماء کثیر کے حکم میں ہے۔

20- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسْمِيَةِ عِنْدَ الْوُضُوءِ

وضو کرتے وقت بسم اللہ پڑھنا

25: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ، وَبِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الْعَقَدِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَرْمَلَةَ، عَنْ أَبِي ثِفَالٍ الْمُرِّيِّ، عَنْ رَبَاحِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ بْنِ حُوَيْطِبٍ، عَنْ جَدَّتِهِ عَنْ أَبِيهَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: "لَا وُضُوءَ لِمَنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللهِ عَلَيْهِ."

رباح بن عبدالرحمن بن ابی سفیان بن حویطب نے اپنی دادی سے اور انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا، انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "اس شخص کا وضو نہیں جو وضو کرتے وقت اللہ کا نام نہیں لیتا" (یعنی بسم اللہ نہیں پڑھتا)۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ، وَأَبِي سَعِيدٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، وَأَنَسٍ.

فرمایا: اور اس باب میں سیّدہ عائشہ، ابو سعید، ابوہریرہ، سہل بن سعد اور انس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: لَا أَعْلَمُ فِي هَذَا الْبَابِ حَدِيثًا لَهُ إِسْنَادٌ جَيِّدٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نہیں جانتا کہ اس باب میں کوئی ایک حدیث ایسی ہو جس کی اسناد جید ہوں۔

وَقَالَ إِسْحَاقُ: إِنْ تَرَكَ التَّسْمِيَةَ عَامِدًا أَعَادَ الْوُضُوءَ وَإِنْ كَانَ نَاسِيًا أَوْ مُتَأَوِّلاً أَجْزَأَهُ. قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: أَحْسَنُ شَيْءٍ فِي هَذَا الْبَابِ حَدِيثُ رَبَاحِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَرَبَاحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَدَّتِهِ عَنْ أَبِيهَا. وَأَبُوهَا سَعِيدُ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ. وَأَبُو ثِفَالٍ الْمُرِّيُّ اسْمُهُ ثُمَامَةُ بْنُ حُصَيْنٍ. وَرَبَاحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هُوَ أَبُو بَكْرِ بْنُ حُوَيْطِبٍ. مِنْهُمْ مَنْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ فَقَالَ: عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ حُوَيْطِبٍ فَنَسَبَهُ إِلَى جَدِّهِ.

اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اگر تو اس نے عمداً بسم اللہ نہیں پڑھی تو وہ وضو دہرائے گا۔ اور اگر اس نے بھول کر یا تاویل کرتے ہوئے بسم اللہ نہیں پڑھی تو پھر کوئی مضائقہ نہیں۔

امام بخاری نے کہا: اس باب میں سب سے بہترین چیز رباح بن عبدالرحمٰن کی روایت ہے۔ امام ترمذی نے کہا: رباح بن عبدالرحمٰن عن جدتہ عن ابیہا۔ ان کے والد سعید بن زید بن عمرو بن نفیل ہیں۔ ابو ثفال مری کا نام ثمامہ بن حصین ہے۔ رباح بن عبدالرحمٰن وہ ابو بکر بن حویطب ہیں۔ راویوں میں سے کسی نے بیان کرتے ہوئے کہا عن ابی بکر بن حویطب تو ان کو ان کے دادا کی طرف منسوب کیا ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) اخرجه الطيالسي: ٢٤٣، ابن ابي شيبة: ١/٣، ٥، دارقطني: ١/٧٣، والبيهقي: ١/٤٣

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٣٩٨ مسند احمد: ١٦٦٥١ و ١٦٦٥٢

26: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عِيَاضٍ، عَنْ أَبِي ثِفَالٍ الْمُرِّيِّ، عَنْ رَبَاحِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ بْنِ حُوَيْطِبٍ، عَنْ جَدَّتِهِ بِنْتِ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِيهَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ.

رباح بن عبدالرحمٰن بن ابی سفیان بن حویطب نے اپنی دادی بنت سعید بن زید سے اور انہوں نے اپنے والد (سعید بن زید رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی مثل روایت کیا ہے۔

فوائد الحدیث: وضو سے پہلے بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے جو شخص جان بوجھ کر بسم اللہ چھوڑ دے گا اس کا وضو نہیں ہوگا اگر بھول کر رہ گئی ہے تو وضو کے دوران جب یاد آئے تو پڑھ لے اگر بالکل یاد ہی نہیں رہا تو وضو درست ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بھول چوک معاف کی ہے۔

21- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَضْمَضَةِ وَالِاسْتِنْشَاقِ

کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا

27: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ،

سیّدنا سلمہ بن قیس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

وَجَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يِسَافٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: "إِذَا تَوَضَّأْتَ فَانْتَثِرْ، وَإِذَا اسْتَجْمَرْتَ فَأَوْتِرْ".

فرمایا: "جب تو وضو کرے تو ناک صاف کیا کر اور جب استنجا کے لیے ڈھیلے استعمال کرے تو طاق عدد میں استعمال کیا کر۔"

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عُثْمَانَ، وَلَقِيطِ بْنِ صَبِرَةَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَالْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرِبَ، وَوَائِلِ بْنِ حُجْرٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

فرمایا: اور اس باب میں عثمان، لقیط بن صبرہ، ابن عباس، مقدام بن معدیکرب، وائل بن حجر اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ سَلَمَةَ بْنِ قَيْسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سلمہ بن قیس رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِيمَنْ تَرَكَ الْمَضْمَضَةَ وَالِاسْتِنْشَاقَ فَقَالَتْ طَائِفَةٌ: مِنْهُمْ إِذَا تَرَكَهُمَا فِي الْوُضُوءِ حَتَّى صَلَّى أَعَادَ الصَّلَاةَ وَرَأَوْا ذَلِكَ فِي الْوُضُوءِ وَالْجَنَابَةِ سَوَاءً.

اہل علم کا کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے کے ترک کرنے والے کے بارے میں اختلاف ہے۔ ان میں سے ایک جماعت نے کہا: جب اس نے دوران وضو، دونوں کو چھوڑ دیا حتیٰ کہ اس نے نماز پڑھ لی تو وہ نماز دہرائے گا اور وہ اسے وضو اور جنابت کے بارے میں برابر جانتے ہیں۔

وَبِهِ يَقُولُ ابْنُ أَبِي لَيْلَى، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ. وَقَالَ أَحْمَدُ: الِاسْتِنْشَاقُ أَوْكَدُ مِنَ الْمَضْمَضَةِ.

ابن ابی لیلیٰ، عبداللہ بن مبارک، احمد اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہم کا بھی یہی موقف ہے۔ امام احمد نے کہا: ناک میں پانی چڑھانا کلی کرنے کی نسبت زیادہ مؤکدہ ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَالَتْ طَائِفَةٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ: يُعِيدُ فِي الْجَنَابَةِ وَلَا يُعِيدُ فِي الْوُضُوءِ، وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، وَبَعْضِ أَهْلِ الْكُوفَةِ. وَقَالَتْ طَائِفَةٌ: لَا يُعِيدُ فِي الْوُضُوءِ وَلَا فِي الْجَنَابَةِ، لِأَنَّهُمَا سُنَّةٌ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَا تَجِبُ الْإِعَادَةُ عَلَى مَنْ تَرَكَهُمَا فِي الْوُضُوءِ وَلَا فِي الْجَنَابَةِ. وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ، وَالشَّافِعِيِّ فِي آخِرَةٍ.

امام ترمذی نے کہا: اہل علم میں سے ایک گروہ نے کہا: جنابت میں کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا چھوڑ رہا ہو وہ دہرائے گا اور وضو میں نہیں دہرائے گا۔ اور یہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور بعض اہل کوفہ کا موقف ہے۔ اور ایک جماعت نے کہا کہ وہ وضو اور جنابت دونوں میں نہیں لوٹائے گا اس لیے کہ یہ دونوں نبی اکرم ﷺ کی سنت ہیں جس نے ان کو وضو اور جنابت میں چھوڑ دیا تو اس پر لوٹانا واجب نہیں اور یہ قول امام مالک کا ہے اور امام شافعی کا آخری موقف بھی یہی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١/٢٧، النسائي في الكبرىٰ: ٤٤-٤٥، والحميدي: ٨٥٦

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٤٠٦، سنن نسائی: ١/٤١ و ٦٧ مسند احمد: ١٨٨١٧ صحيح ابن حبان: ١٤٣٦

فوائد الحدیث: وضو کرتے ہوئے کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈال کر اس کو جھاڑنا رسول اللہ ﷺ کے حکم کی بناء پر ضروری ہے خواہ وہ وضو نماز کے لیے ہو یا غسل جنابت کے لیے۔ بعض لوگوں نے نماز کے وضو اور غسل جنابت کے وضو میں فرق کرتے ہوئے پہلی صورت میں جائز اور

دوسری صورت میں واجب اور ضروری قرار دیا ہے جبکہ یہ تقسیم درست نہیں۔

22- بَابُ الْمَضْمَضَةِ وَالاِسْتِنْشَاقِ مِنْ كَفٍّ وَاحِدٍ

ایک ہی چلو سے کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا

28: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مِنْ كَفٍّ وَاحِدٍ فَعَلَ ذَلِكَ ثَلَاثًا.

سیّدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے نبی ﷺ کو دیکھا آپ نے ایک ہی چلو سے کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا۔ آپ ﷺ نے تین بار ایسے کیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: اور اس باب میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

ابو عیسیٰ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن غریب ہے۔

وَقَدْ رَوَى مَالِكٌ، وَابْنُ عُيَيْنَةَ، وَغَيْرُ وَاحِدٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى، وَلَمْ يَذْكُرُوا هَذَا الْحَرْفَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مِنْ كَفٍّ وَاحِدٍ. وَإِنَّمَا ذَكَرَهُ خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ. وَخَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ ثِقَةٌ، حَافِظٌ، عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ.

امام مالک، ابن عیینہ اور کئی ایک محدثین نے اس حدیث کو عمرو بن یحییٰ سے روایت کیا ہے اور انہوں نے اس حرف أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مِنْ كَفٍّ وَاحِدٍ کو بیان نہیں کیا۔ بے شک ان الفاظ کو خالد بن عبداللہ نے ذکر کیا ہے اور خالد بن عبداللہ اہل حدیث، محدثین کے نزدیک ثقہ اور حافظ ہیں۔

وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: الْمَضْمَضَةُ وَالاِسْتِنْشَاقُ مِنْ كَفٍّ وَاحِدٍ يُجْزِئُ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: تَفْرِيقُهُمَا أَحَبُّ إِلَيْنَا. وَقَالَ الشَّافِعِيُّ: إِنْ جَمَعَهُمَا فِي كَفٍّ وَاحِدٍ فَهُوَ جَائِزٌ، وَإِنْ فَرَّقَهُمَا فَهُوَ أَحَبُّ إِلَيْنَا.

بعض اہل علم نے کہا ہے کہ ایک چلو سے کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا کفایت کرتا ہے۔ جب کہ ان میں سے بعض نے کہا ہے: ان دونوں میں تفریق کرنا (یعنی: ایک چلو سے کلی کرنا اور ایک چلو سے ناک میں پانی ڈالنا) ہمارے نزدیک پسندیدہ ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اگر دونوں کام ایک چلو سے کر لیے تو جائز ہے۔ اور اگر انہیں الگ الگ کر لیا تو وہ ہمارے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) صحیح ابی داؤد: ۱۱۰، اخرجه ابن ابي شيبة: ۸/۱، الدارمي: ۷۰۰، والبيهقي: ۵۰/۱

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۱۹۱، صحیح مسلم: ۲۳۵، سنن ابو داود: ۱۱۹، سنن ابن ماجه: ۴۰۵

مسند احمد: ۱۶۴۴۵ و ۱۶۴۷۲ صحیح ابن حبان: ۱۰۷۷

فوائد الحدیث: وضو میں کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا دونوں ضروری ہیں جیسا کہ حدیث نمبر ۲۷ میں گزرا ہے البتہ اس کے طریقے میں اختلاف ہے کہ کیا یہ دونوں عمل الگ الگ کرنے چاہیں یا کہ اکٹھے تو اس میں راجح اور افضل بات یہی ہے کہ یہ دونوں عمل ایک ہی چلّو سے اکٹھے کیے جائیں وہ اس طرح کہ ایک چلو پانی لے کر آدھا منہ میں ڈال کر کلی کی جائے اور باقی آدھا ناک میں چڑھا کر اس کو جھاڑا جائے۔

23- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَخْلِيلِ اللِّحْيَةِ

ڈاڑھی کا خلال کرنا

29: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ بْنِ أَبِي الْمُخَارِقِ أَبِي أُمَيَّةَ، عَنْ حَسَّانَ بْنِ بِلَالٍ قَالَ: رَأَيْتُ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ تَوَضَّأَ فَخَلَّلَ لِحْيَتَهُ فَقِيلَ لَهُ أَوْ قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ أَتُخَلِّلُ لِحْيَتَكَ؟ قَالَ وَمَا يَمْنَعُنِي! وَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُخَلِّلُ لِحْيَتَهُ.

حسان بن بلال رحمہ اللہ نے بیان کیا، میں نے سیّدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو دیکھا، انہوں نے وضو کیا تو ڈاڑھی کا خلال کیا، ان سے کہا گیا، یا میں نے ان سے کہا: کیا آپ ڈاڑھی کا خلال کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا: مجھے کون سی چیز مانع ہے؟ جب کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی ڈاڑھی مبارک کا خلال کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١/١٢، ابو يعلى: ١٦٠٤

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٤٢٩، مستدرک الحاکم: ١/١٤٩، واخرجه الطيالسي: ٦٤٥، مصنف ابن ابی شیبة: ١٢١/، مسند الحمیدی: ١٤٦ بعض نے اسے عبدالکریم کے ضعف کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے۔

30: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ حَسَّانَ بْنِ بِلَالٍ، عَنْ عَمَّارٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ.

حسان بن بلال نے سیّدنا عمار رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی ﷺ سے اسی مثل روایت کیا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُثْمَانَ، وَعَائِشَةَ، وَأُمِّ سَلَمَةَ، وَأَنَسٍ، وَابْنِ أَبِي أَوْفَى، وَأَبِي أَيُّوبَ.

امام ترمذی نے کہا: اس باب میں عثمان، عائشہ، ام سلمہ، ابن ابی اوفی اور ابو ایوب رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَسَمِعْتُ إِسْحَاقَ بْنَ مَنْصُورٍ يَقُولُ قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ: لَمْ يَسْمَعْ عَبْدُ الْكَرِيمِ مِنْ حَسَّانَ بْنِ بِلَالٍ حَدِيثَ التَّخْلِيلِ.

امام ترمذی نے کہا میں نے اسحاق بن منصور کو کہتے ہوئے سنا کہ امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ ابن عیینہ نے کہا عبدالکریم نے حسان بن بلال سے داڑھی میں خلال والی حدیث نہیں سنی۔

وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: أَصَحُّ شَيْءٍ فِي هَذَا الْبَابِ حَدِيثُ عَامِرِ بْنِ شَقِيقٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عُثْمَانَ.

امام بخاری نے کہا: اس باب میں سب سے زیادہ صحیح چیز عامر بن شقیق عن ابی وائل عن عثمان کی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَالَ بِهَذَا أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَمَنْ بَعْدَهُمْ رَأَوْا تَخْلِيلَ اللِّحْيَةِ. وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ.

نبی ﷺ کے اصحاب اور ان کے بعد کے اکثر اہل علم نے اس کے متعلق کہا ہے اور وہ ڈاڑھی کا خلال کرنے کا موقف رکھتے ہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔

وَقَالَ أَحْمَدُ: إِنْ سَهَا عَنْ تَخْلِيلِ اللِّحْيَةِ فَهُوَ جَائِزٌ.

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اگر وہ وضو کے دوران ڈاڑھی کا خلال کرنا بھول گیا تو جائز ہے۔

وَقَالَ إِسْحَاقُ: إِنْ تَرَكَهُ نَاسِيًا أَوْ مُتَأَوِّلاً أَجْزَأَهُ، وَإِنْ تَرَكَهُ عَامِدًا أَعَادَ.

امام اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اگر اس نے بھول کر یا تاویل کرتے ہوئے ڈاڑھی کا خلال کرنا چھوڑ دیا تو اس کے لیے جائز ہے اور اگر اسے عمداً ترک کر دیا تو وہ وضو دوبارہ کرے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٤٢٩ بعض کے نزدیک اس کی سند قتادہ اور سعید بن ابی عروبہ مدلس کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔

31: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ عَامِرِ بْنِ شَقِيقٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "كَانَ يُخَلِّلُ لِحْيَتَهُ".

سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اپنی ڈاڑھی مبارک کا خلال کیا کرتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١٣/١، الدارمي: ٧١٠، ابن الجارود: ٧٢، والحاكم: ١٤٩/١

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٤٣٠ وصحيح ابن خزيمة: ١٥١، صحيح ابن حبان: ١٠٨١

فوائد الحدیث: (۱) وضو کرتے ہوئے چہرہ دھوتے وقت داڑھی کا خلال کرنا سنت ہے کہ آدمی اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو داڑھی کے اندر داخل کرے یہ خلال کہلاتا ہے۔

(۲) وضو میں ڈاڑھی کو تر کرنا ضروری نہیں جب خلال کر لیا تو وضو درست ہو گیا اگرچہ داڑھی کے کچھ بال خشک بھی رہ جائیں۔

24- بَابُ مَا جَاءَ فِي مَسْحِ الرَّأْسِ أَنَّهُ يَبْدَأُ بِمُقَدَّمِ الرَّأْسِ إِلَى مُؤَخَّرِهِ

سر کا مسح ایسے کرنا چاہیے کہ اگلے حصے سے شروع کر کے پیچھے تک لے جانا چاہیے

32: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الأَنْصَارِيُّ، حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيسَى الْقَزَّازُ، حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ "مَسَحَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ، بَدَأَ بِمُقَدَّمِ رَأْسِهِ ثُمَّ ذَهَبَ بِهِمَا إِلَى قَفَاهُ ثُمَّ رَدَّهُمَا حَتَّى رَجَعَ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي بَدَأَ مِنْهُ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ.

سیّدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے سر مبارک کا مسح کیا۔ ہاتھوں کو آگے بھی لائے اور پیچھے بھی لے گئے۔ سر کے اگلے حصے سے شروع کیا، پھر ہاتھوں کو گدی تک لے گئے۔ پھر انہیں واپس لائے حتیٰ کہ اس جگہ لے آئے جہاں سے شروع کیا تھا۔ پھر دونوں پاؤں دھوئے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ مُعَاوِيَةَ، وَالْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرِبَ، وَعَائِشَةَ.

امام ترمذی فرماتے ہیں اس باب میں سیّدنا معاویہ، مقدام بن معدیکرب اور عائشہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ أَصَحُّ شَيْءٍ فِي هَذَا الْبَابِ وَأَحْسَنُ وَبِهِ يَقُولُ: الشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ،

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث سب سے زیادہ صحیح اور سب سے

وَإِسْحَاقُ.

اچھی روایت ہے۔ امام شافعی، امام احمد اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) (متفق علیه)

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٨٥، صحیح مسلم: ٢٣٥ سنن ابو داود: ١١٨، سنن ابن ماجه: ٤٣٤ سنن نسائی: ١/١٧، مؤطا امام مالک: ١/١٨، مسند احمد: ١٦٤٣١ صحیح ابن حبان: ١٠٨٤

فوائد الحدیث: (۱) وضو میں سر کا مسح کرنا فرض ہے۔

(۲) پورے سر کا مسح کرنا فرض ہے جیسا کہ قرآن مجید اور احادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔ جو لوگ ایک چوتھائی سر کے مسح کو جائز سمجھتے اور اس کی تعلیم دیتے ہیں وہ درست نہیں۔

(۳) مسح کرتے ہوئے اپنی پیشانی سے شروع کر کے ہاتھوں کو گدی تک لے جانا اور پھر واپس پیشانی تک لانا چاہیے۔

25- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّهُ يُبْدَأُ بِمُؤَخَّرِ الرَّأْسِ

سر کا مسح سر کے پچھلے حصے سے شروع کیا جائے

33: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "مَسَحَ بِرَأْسِهِ مَرَّتَيْنِ بَدَأَ بِمُؤَخَّرِ رَأْسِهِ ثُمَّ بِمُقَدَّمِهِ، وَبِأُذُنَيْهِ كِلْتَيْهِمَا ظُهُورِهِمَا وَبُطُونِهِمَا."

سیّدہ ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے دوبار سر کا مسح کیا: سر کے پچھلے حصے سے شروع کیا۔ پھر اس کے اگلے حصے سے شروع کیا۔ اور دونوں کانوں کا اندر سے اور باہر سے مسح کیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَحَدِيثُ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ أَصَحُّ مِنْ هَذَا وَأَجْوَدُ إِسْنَادًا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ جب کہ عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کی مروی روایت اس سے زیادہ صحیح ہے اور اسناد کے لحاظ سے بھی زیادہ بہتر ہے۔

وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْكُوفَةِ إِلَى هَذَا الْحَدِيثِ مِنْهُمْ وَكِيعُ بْنُ الْجَرَّاحِ.

بعض کوفیوں نے یہ موقف اختیار کیا ہے۔ وکیع بن جراح انہی میں سے ہیں۔

حکم الحدیث: (حسن) بعض نے اسے ابن عقیل کے ضعف کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابی داود: ١٢٦، سنن ابن ماجه: ٤٣٨ و ٤٤٠، مسند احمد: ٢٧٠١٥ و ٢٧٠١٦

فوائد الحدیث: (۱) مسح کا افضل طریقہ وہی ہے جو حدیث نمبر ۳۲ میں گزرا کہ مسح کو پیشانی سے شروع کیا جائے اور ہاتھوں کو گدی تک لے جا کر پھر واپس پیشانی تک لایا جائے اور یہ ایک مرتبہ ہی مسح کرنا کہلائے گا۔

(۲) بعض حضرات نے ہاتھوں کو آگے سے پیچھے تک لے جانے کو ایک مرتبہ اور پھر ہاتھوں کو پیچھے سے آگے تک لانے کو دوسری مرتبہ شمار کرتے ہوئے کہہ دیا کہ مسح دو مرتبہ ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک ہی مرتبہ مسح کہلاتا ہے جیسا کہ آئندہ حدیث میں

وضاحت سے بیان ہوا ہے۔

(۳) مسح کا اصل اور افضل طریقہ سر کے اگلی جانب سے شروع کرنا ہے جو دوسری صورتیں بیان ہوئی وہ جواز کے لیے ہیں۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم

26- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ مَسْحَ الرَّأْسِ مَرَّةٌ

سر کا مسح ایک بار کرنا چاہیے

34: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ أَنَّهَا رَأَتِ النَّبِيَّ ﷺ "يَتَوَضَّأُ قَالَتْ: مَسَحَ رَأْسَهُ وَمَسَحَ مَا أَقْبَلَ مِنْهُ وَمَا أَدْبَرَ وَصُدْغَيْهِ وَأُذُنَيْهِ مَرَّةً وَاحِدَةً".

سیّدہ ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا۔ آپ نے سر کا مسح کیا۔ آپ نے اس کے اگلے حصے اور پچھلے حصے کا مسح کیا۔ کنپٹیوں اور کانوں کا ایک بار مسح کیا۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ، وَجَدِّ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفِ بْنِ عَمْرٍو.

فرمایا: اس باب میں سیّدنا علی اور طلحہ بن مصرف بن عمرو کے دادا سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ الرُّبَيِّعِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ "أَنَّهُ مَسَحَ بِرَأْسِهِ مَرَّةً". وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَمَنْ بَعْدَهُمْ. وَبِهِ يَقُولُ: جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ، رَأَوْا مَسْحَ الرَّأْسِ مَرَّةً وَاحِدَةً. حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ الْمَكِّيُّ قَالَ: سَمِعْتُ سُفْيَانَ بْنَ عُيَيْنَةَ يَقُولُ: سَأَلْتُ جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ مَسْحِ الرَّأْسِ أَيُجْزِءُ مَرَّةً؟ فَقَالَ إِي وَاللهِ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: سیّدہ ربیع رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث حسن صحیح ہے۔ نبی ﷺ سے کئی طرق سے مروی ہے کہ آپ نے ایک بار سر کا مسح کیا۔ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اور ان کے بعد اکثر اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔ جعفر بن محمد، سفیان ثوری، ابن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا بھی یہی موقف ہے کہ سر کا مسح ایک بار ہے۔ سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، میں نے جعفر بن محمد سے سر کے مسح کے بارے میں پوچھا: کیا ایک بار کافی ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں، اللہ کی قسم!

حکم الحدیث: (صحيح الإسناد) صحيح ابى داؤد: ۱۱۱۔ بعض کے نزدیک اس کی سند ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابى داود: ۱۲۸ و ۱۲۹، مسند احمد: ۲۷۰۲۲

فوائد الحدیث: (۱) سر کا مسح ایک ہی بار کرنا فرض ہے جیسا کہ مذکور حدیث مبارک و دیگر احادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔

(۲) جن روایات میں دو دفعہ مسح کرنے کا ذکر ہے اس کی وضاحت اس سے پہلی حدیث میں کر دی گئی ہے۔

(۳) جو لوگ تین دفعہ مسح کرنے کے قائل ہیں ان کا موقف درست نہیں اس لیے کہ ایک تو ان کا موقف صحیح، صریح اور متفق علیہ روایات کے خلاف ہے۔ اور دوسرا جن روایات میں تین دفعہ مسح کرنے کا ذکر ہے، ان میں کوئی بھی روایت صحیح نہیں بلکہ سب ضعیف ہیں۔

27- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّهُ يَأْخُذُ لِرَأْسِهِ مَاءً جَدِيدًا

سر کے مسح کے لیے الگ پانی لینا

35: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ حَبَّانَ بْنِ وَاسِعٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ، أَنَّهُ "رَأَى النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ وَأَنَّهُ مَسَحَ رَأْسَهُ بِمَاءٍ غَيْرِ فَضْلِ يَدَيْهِ."

سیّدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا آپ نے وضو کیا، اور آپ نے ہاتھوں کے بچے ہوئے پانی کے علاوہ (یعنی نئے) پانی سے اپنے سر مبارک کا مسح کیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَرَوَى ابْنُ لَهِيعَةَ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ حَبَّانَ بْنِ وَاسِعٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "تَوَضَّأَ وَأَنَّهُ مَسَحَ رَأْسَهُ بِمَا غُبِرَ مِنْ فَضْلِ يَدَيْهِ".

امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابن لہیعہ نے اس حدیث کو حبان بن واسع عن ابیہ عن عبداللہ بن زید بیان کیا ہے کہ بے شک نبی کریم ﷺ نے وضو کیا اور آپ ﷺ نے اپنے ہاتھوں سے بچے ہوئے پانی کے ساتھ اپنے سر کا مسح کیا۔

وَرِوَايَةُ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ حَبَّانَ أَصَحُّ لِأَنَّهُ قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ وَغَيْرِهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "أَخَذَ لِرَأْسِهِ مَاءً جَدِيدًا." وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ رَأَوْا أَنْ يَأْخُذَ لِرَأْسِهِ مَاءً جَدِيدًا.

عمرو بن حارث کی حبان کے حوالے سے مروی روایت زیادہ صحیح ہے۔ کیونکہ وہ کئی طرق سے مروی ہے۔ عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے اپنے سر مبارک کے (مسح) کے لیے نیا پانی لیا۔ اور اکثر اہل علم کا اسی پر عمل ہے اور ان کا موقف ہے کہ سر کے لیے نیا پانی لیا جائے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ٣٢، اخرجه الدارمي: ٧١٥، ابن خزيمه: ١٥٤

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٣٦، سنن ابو داود: ١٢٠ مسند احمد: ١٢٤٦٧ صحيح ابن حبان: ١٠٨٥

فوائد الحدیث: سر کا مسح کرتے ہوئے ہاتھوں کو نئے سرے سے پانی لے کر تر کیا جائے اور پھر مسح کیا جائے پہلے سے موجود تری پر اکتفانہ کیا جائے۔

28- بَابُ مَا جَاءَ فِي مَسْحِ الأُذُنَيْنِ ظَاهِرِهِمَا وَبَاطِنِهِمَا

28- کانوں کے باہر اور اندر مسح کرنا

36: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "مَسَحَ بِرَأْسِهِ وَأُذُنَيْهِ ظَاهِرِهِمَا وَبَاطِنِهِمَا".

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اپنے سر اور کانوں کا ان کے باہر اور اندر سے مسح کیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنِ الرُّبَيِّعِ.

امام ترمذی فرماتے ہیں اس باب میں حضرت رُبیع رضی اللہ عنہا سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث حسن صحیح ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ يَرَوْنَ مَسْحَ الْأُذُنَيْنِ ظُهُورِهِمَا وَبُطُونِهِمَا.

اکثر اہل علم کا اسی پر عمل ہے، اور وہ کانوں کے باہر اور اندر مسح کرنے کا موقف رکھتے ہیں۔

حكم الحديث: (حسن صحيح) اخرجه عبدالرزاق: ١٢٨، ابن ابي شيبة: ٩/١، ابن خزيمه: ١٤٨، والحاكم: ١٤٧/١

تخريج الحديث: سنن ابن ماجه: ٤٣٩، سنن نسائی: ٧٤/١، صحيح ابن حبان: ١٠٧٨، ١٠٨٦

فوائد الحديث: (۱) سر کے ساتھ کانوں کا بھی مسح کیا جائے گا کیونکہ کان سر کا حصہ ہیں جیسا کہ حدیث نمبر ۳۷ میں وضاحت ہے۔ لہٰذا انہیں دھونے کی بجائے ان کے اندرونی و بیرونی دونوں حصوں کا صرف مسح ہی کیا جائے گا۔

(۲) کانوں کے مسح کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کی شہادت کی انگلیوں سے کانوں کے اندرونی حصے کا مسح کیا جائے اور انگوٹھوں کے ساتھ بیرونی حصے کا مسح کیا جائے گا۔

29- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الأُذُنَيْنِ مِنَ الرَّأْسِ

کان سر کا حصہ ہیں

37: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ سِنَانِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: تَوَضَّأَ النَّبِيُّ ﷺ "فَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَيَدَيْهِ ثَلَاثًا وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَقَالَ: الأُذُنَانِ مِنَ الرَّأْسِ."

سیّدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، نبی ﷺ نے وضو کیا تو آپ ﷺ نے اپنا چہرہ مبارک تین بار دھویا، ہاتھ تین بار دھوئے، سر کا مسح کیا اور فرمایا: "کان سر کا حصہ ہیں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: قَالَ قُتَيْبَةُ قَالَ حَمَّادٌ: لَا أَدْرِي هَذَا مِنْ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ أَوْ مِنْ قَوْلِ أَبِي أُمَامَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: قتیبہ نے بیان کیا کہ حماد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نہیں جانتا کہ یہ نبی ﷺ کا فرمان ہے یا ابو امامہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ.

فرمایا: اس باب میں سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِذَاكَ الْقَائِمِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ اس کی اسناد اتنی مضبوط نہیں۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَمَنْ بَعْدَهُمْ أَنَّ الأُذُنَيْنِ مِنَ الرَّأْسِ. وَبِهِ يَقُولُ: سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ،

اور نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اور ان کے بعد اکثر اہل علم کا عمل اسی پر ہے کہ کان سر کا حصہ ہیں۔ سفیان ثوری، ابن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا بھی یہی موقف

وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ.وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: مَا أَقْبَلَ مِنَ الأُذُنَيْنِ فَمِنَ الْوَجْهِ وَمَا أَدْبَرَ فَمِنَ الرَّأْسِ.قَالَ إِسْحَاقُ: وَأَخْتَارُ أَنْ يَمْسَحَ مُقَدَّمَهُمَا مَعَ الْوَجْهِ وَمُؤَخَّرَهُمَا مَعَ رَأْسِهِ.

ہے۔ بعض اہل علم نے کہا ہے: کانوں کا اگلا حصہ چہرے میں شامل ہے جب کہ آخر کا حصہ سر میں شامل ہے۔ اور اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں تو یہ پسند کرتا ہوں کہ کان کے اگلے حصے کا چہرے کے ساتھ اور ان کے پچھلے حصے کا سر کے ساتھ مسح کرے۔

وَقَالَ الشَّافِعِيُّ: هُمَا سُنَّةٌ عَلَى حِيَالِهِمَا يَمْسَحُهُمَا بِمَاءٍ جَدِيدٍ.

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان دونوں کا نئے پانی سے مسح کرنا مسنون ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه احمد: ٥/٢٦٤، المزى في تهذيب الكمال: ١٢/١٤٩

تخریج الحدیث: سنن ابی داود: ١٣٤ سنن ابن ماجه: ٤٤٤

فوائد الحدیث: (۱) کان سر کا حصہ ہیں لہٰذا ان کا صرف مسح کیا جائے گا۔ یہی موقف درست اور راجح ہے۔

(۲) بعض لوگ کانوں کو چہرے کا حصہ کہتے ہیں ان کے نزدیک انہیں دھویا جائے گا ان کی بات درست نہیں۔

(۳) بعض حضرات کے نزدیک کانوں کو چہرے کا حصہ سمجھ کر دھویا جائے گا اور سر کا حصہ سمجھ کر مسح کیا جائے گا یہ موقف بھی واضح نصوص کے خلاف ہے لہٰذا درست نہیں۔

30- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَخْلِيلِ الأَصَابِعِ

انگلیوں کا خلال کرنا

38: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، وَهَنَّادٌ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي هَاشِمٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ لَقِيطِ بْنِ صَبِرَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "إِذَا تَوَضَّأْتَ فَخَلِّلِ الأَصَابِعَ".

سیّدنا لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جب تو وضو کرے تو انگلیوں کا خلال کر۔"

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَالْمُسْتَوْرِدِ، وَهُوَ ابْنُ شَدَّادٍ الْفِهْرِيُّ وَأَبِي أَيُّوبَ الأَنْصَارِيِّ.

فرمایا: اور اس باب میں عبداللہ بن عباس، مستورد بن شداد فہری اور ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّهُ يُخَلِّلُ أَصَابِعَ رِجْلَيْهِ فِي الْوُضُوءِ. وَبِهِ يَقُولُ: أَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ.

اہل علم کا اسی پر عمل ہے کہ وہ وضو کے دوران اپنے پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرے گا۔ امام احمد اور امام اسحاق رحمہما اللہ کا یہی موقف ہے۔

وَقَالَ إِسْحَاقُ: يُخَلِّلُ أَصَابِعَ يَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ فِي الْوُضُوءِ.

اور امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: وضو کے دوران ہاتھ اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرے گا۔

وَأَبُو هَاشِمٍ اسْمُهُ إِسْمَاعِيلُ بْنُ كَثِيرٍ الْمَكِّيُّ.

ابوہاشم کا نام اسماعیل بن کثیر مکی ہے۔

حکم الحدیث:(صحيح) اخرجه ابن خزيمه: ١٥٠، البيهقي: ١/٥١، البغوي: ٢١٣، والمزي في تهذيب الكمال: ١٣/٥٤٠

تخریج الحدیث:سنن ابی داود: ١٤٢ سنن ابن ماجه: ٤٤٨ سنن نسائی: ١/٧٩، وهو في مسند احمد: ١٦٣٨١، صحيح ابن حبان: ١٠٥٤

39: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ هُوَ الْجَوْهَرِيُّ، حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ صَالِحٍ مَوْلَى التَّوْأَمَةِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: "إِذَا تَوَضَّأْتَ فَخَلِّلْ بَيْنَ أَصَابِعِ يَدَيْكَ وَرِجْلَيْكَ."

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تو وضو کرے تو ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال کر۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث:(حسن صحيح)

تخریج الحدیث:سنن ابن ماجه: ٤٤٧، مسند احمد: ٢٦٠٤

40: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ، عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ الْفِهْرِيِّ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ "إِذَا تَوَضَّأَ دَلَكَ أَصَابِعَ رِجْلَيْهِ بِخِنْصَرِهِ".

سیّدنا مستورد بن شداد فہری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے نبی ﷺ کو دیکھا جب آپ نے وضو کیا تو آپ نے ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے پاؤں کی انگلیوں کا خلال کیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ، لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ لَهِيعَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اسے صرف ابن لہیعہ کی روایت ہی سے پہچانتے ہیں۔

حکم الحدیث:(صحيح) اخرجه الحاكم: ١١/٩٨٢

تخریج الحدیث:سنن ابو داد: ١٤٨، سنن ابن ماجه: ٤٤٦، مسند احمد: ١٨٠١٠

فوائد الحدیث:(۱) وضو میں ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال بھی کیا جائے گا۔ کہ رسول اللہ ﷺ کا حکم بھی ہے اور آپ ﷺ کا عمل بھی۔

(۲) ہاتھوں کی انگلیوں کا خلال تو تشبیک سے ہو جائے گا یعنی دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسرے کی انگلیوں میں داخل کر دیا جائے۔

(۳) پاؤں کی انگلیوں کا خلال بائیں ہاتھ کی چھوٹی (چھنگلی) انگلی سے کیا جائے گا پہلے دائیں پاؤں کی انگلیوں کا اور پھر بائیں پاؤں کی انگلیوں کا۔ اس کو دائیں پاؤں کی چھنگلی انگلی سے شروع کیا جائے گا اور بائیں پاؤں کی چھنگلی انگلی پر ختم کیا جائے گا۔

31- بَابُ مَا جَاءَ وَيْلٌ لِلأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ

ایڑیوں کے لیے آگ کا عذاب ہے

41: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ: عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "ایڑیوں کے لیے آگ کا عذاب ہے۔"

النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "وَيْلٌ لِلأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ".

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، وَعَائِشَةَ، وَجَابِرٍ، وَعَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ هُوَ ابْنُ جَزْءٍ الزُّبَيْدِيُّ، وَمُعَيْقِيبٍ، وَخَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ، وَشُرَحْبِيلَ بْنِ حَسَنَةَ، وَعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، وَيَزِيدَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: "وَيْلٌ لِلأَعْقَابِ وَبُطُونِ الأَقْدَامِ مِنَ النَّارِ".

قَالَ: وَفِقْهُ هَذَا الْحَدِيثِ أَنَّهُ لَا يَجُوزُ الْمَسْحُ عَلَى الْقَدَمَيْنِ إِذَا لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِمَا خُفَّانِ أَوْ جَوْرَبَانِ.

فرمایا: اور اس باب میں عبداللہ بن عمرو، عائشہ، جابر، عبداللہ بن حارث (ابن جزء زبیدی)، معیقیب، خالد بن ولید، شرحبیل بن حسنہ، عمرو بن عاص اور یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ اور نبی ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: "ایڑیوں کیلئے اور پاؤں کے اندرونی حصوں کیلئے آگ کا عذاب ہے۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث سے یہ مسئلہ ثابت ہوتا ہے کہ پاؤں پر جب موزے یا جرابیں نہ ہوں تو ان پر مسح کرنا جائز نہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه عبدالرزاق: ٦٣، ابن خزيمه: ١٦٢

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٦٥، صحیح مسلم: ٢٤٢، سنن ابن ماجه: ٤٥٣، سنن نسائی: ١/٧٧، مسند احمد: ٧١٢٢ و ٧٧٩١، صحیح ابن حبان: ١٠٨٨

فوائد الحدیث: (۱) اگر پاؤں پر موزے یا جراب نہ پہنی ہو تو مسح نہیں دھونا فرض ہے مسح کرنا جائز نہیں کیونکہ اگر مسح کرنا جائز ہوتا تو آپ ﷺ ویل للاعقاب من النار (ایڑیوں کے لیے آگ سے ہلاکت و تباہی ہے) نہ فرماتے۔

(۲) جو لوگ ننگے پاؤں کو دھونے کی بجائے مسح کرنے کو جائز سمجھتے ہیں ان کا موقف رسول اللہ ﷺ کی صحیح اور صریح احادیث کے خلاف ہے اس لیے درست نہیں۔

(۳) اگر انجانے میں پاؤں کا کوئی حصہ خشک رہ جائے تو اس کے لیے آگ کا عذاب ہے اور جو لوگ جان بوجھ کر سارے پاؤں کو ہی دھونے کی بجائے مسح کرنے کا موقف رکھیں اور اس کی تعلیم دیں انہیں اپنے انجام کے بارے میں سوچ لینا چاہیے۔ قرآن مجید میں تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا ۝ (النساء آیت نمبر ۱۱۵)

32- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوءِ مَرَّةً مَرَّةً

وضو میں اعضاء کو ایک ایک بار دھونا

42: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، وَهَنَّادٌ، وَقُتَيْبَةُ، قَالُوا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ [ح] قَالَ: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ،

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک ایک بار وضو کیا (یعنی اعضائے وضو ایک ایک مرتبہ

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "تَوَضَّأَ مَرَّةً مَرَّةً".

دھوئے)۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ، وَجَابِرٍ، وَبُرَيْدَةَ، وَأَبِي رَافِعٍ، وَابْنِ الْفَاكِهِ.

امام ترمذی فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عمر، جابر، بریدہ، ابورافع اور ابن الفاکہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ أَحْسَنُ شَيْءٍ فِي هَذَا الْبَابِ وَأَصَحُّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں مروی احادیث میں سے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سب سے اچھی ہے اور سب سے زیادہ صحیح ہے۔

وَرَوَى رِشْدِينُ بْنُ سَعْدٍ وَغَيْرُهُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ شُرَحْبِيلَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "تَوَضَّأَ مَرَّةً مَرَّةً". قَالَ: وَلَيْسَ هَذَا بِشَيْءٍ وَالصَّحِيحُ مَا رَوَى ابْنُ عَجْلَانَ، وَهِشَامُ بْنُ سَعْدٍ وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، وَعَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

اور رشدین بن سعد نے یہ حدیث ضحاک بن شرحبیل عن زید بن اسلم عن ابیہ عن عمر بن الخطاب بیان کی ہے کہ "بے شک نبی اکرم ﷺ نے ایک ایک مرتبہ وضوء کیا"۔ فرمایا: کہ یہ کوئی چیز نہیں اور صحیح وہ روایت ہے جو ابن عجلان، ہشام بن سعد، سفیان ثوری اور عبدالعزیز بن محمد نے زید بن اسلم عن عطاء بن یسار عن ابن عباس عن النبی ﷺ بیان کی ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه ابو يعلىٰ في مسنده: ٢٤٨٦، الطحاوي في شرح المعاني: ١/٢٩، والبيهقي: ١/٥٠

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ١٥٧، ابوداود: ١٣٨، سنن ابن ماجه: ٤١١، سنن نسائی: ١/٦٢، مسند احمد: ٢٠٧٢، صحيح ابن حبان: ١٠٩٥

فوائد الحديث: وضو کے اعضاء کو ایک مرتبہ دھونا فرض ہے لیکن شرط یہ ہے کہ وضو والے کسی بھی عضو کا کوئی حصہ خشک نہ رہے اگر اعضا اچھی طرح تر ہو جائیں تو ایک مرتبہ دھونا بھی کافی ہے۔ اور اگر تین مرتبہ دھونے کے باوجود وضو والا کوئی عضو یا اس کا کچھ حصہ خشک رہ گیا تو وضو نہیں ہوگا۔

33- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوءِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ

وضو میں اعضائے وضو دو دو بار دھونا

43: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَابِتِ بْنِ ثَوْبَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْفَضْلِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ هُوَ الْأَعْرَجُ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "تَوَضَّأَ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے دو دو بار وضو کیا۔

مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ".

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس باب میں سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ ثَوْبَانَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْفَضْلِ وَهُوَ إِسْنَادٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اسے صرف ابن ثوبان عن عبداللہ بن فضل کی روایت ہی کے حوالے سے پہچانتے ہیں۔ اور یہ اسناد حسن صحیح ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رَوَى هَمَّامٌ، عَنْ عَامِرٍ الأَحْوَلِ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "تَوَضَّأَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا".

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہمام نے عامر الاحول عن عطاء عن ابی ہریرہ کی سند سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اعضائے وضو تین تین بار دھوئے۔

حكم الحديث: (حسن صحيح) صحيح ابي داؤد: ١٢٥، صحيح الترمذي: ٤٠، اخرجه الحاكم: ١/ ١٥٠، ابن الجارود: ٧١

تخريج الحديث: سنن ابو داود: ١٣٦ مسند احمد: ٧٨٧٧، صحيح ابن حبان: ١٠٩٤، صحيح بخاری: ١٥٨، مسند احمد: ١٦٤٣١ و ١٦٤٤٣

فوائد الحديث: وضو والے اعضا دو مرتبہ دھونے بھی جائز ہیں اگر تمام اعضاء اچھی طرح تر ہو جائیں۔

34- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوءِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا

وضو میں اعضائے وضو تین تین بار دھونا

44: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي حَيَّةَ، عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "تَوَضَّأَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا".

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تین تین بار وضو کیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُثْمَانَ، وَعَائِشَةَ، وَالرُّبَيِّعِ، وَابْنِ عُمَرَ، وَأَبِي أُمَامَةَ، وَأَبِي رَافِعٍ، وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، وَمُعَاوِيَةَ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَجَابِرٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ، وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس باب میں سیّدنا عثمان، عائشہ، ربیع، ابن عمر، ابو امامہ، ابو رافع، عبداللہ بن عمرو، معاویہ، ابو ہریرہ، جابر، عبداللہ بن زید اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَلِيٍّ أَحْسَنُ شَيْءٍ فِي هَذَا الْبَابِ وَأَصَحُّ لِأَنَّهُ قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عَلِيٍّ رِضْوَانُ اللهِ عَلَيْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں علی رضی اللہ عنہ کی روایت سب سے اچھی اور سب سے زیادہ صحیح روایت ہے۔ کیونکہ وہ علی رضی اللہ عنہ سے کئی طرق سے مروی ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ عَامَّةِ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ الْوُضُوءَ يُجْزِءُ مَرَّةً مَرَّةً وَمَرَّتَيْنِ أَفْضَلُ وَأَفْضَلُهُ ثَلَاثٌ وَلَيْسَ بَعْدَهُ

زیادہ تر اہل علم کے ہاں اسی پر عمل ہے کہ ایک ایک بار وضو کرنا کافی ہے۔ دو دو بار افضل اور تین تین بار وضو کرنا سب

شَيْءٌ.

سے افضل ہے۔اس کے بعد کچھ بھی نہیں۔

وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ، لَا آمَنُ إِذَا زَادَ فِي الْوُضُوءِ عَلَى الثَّلَاثِ أَنْ يَأْثَمَ.

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جب وہ تین بار سے زیادہ اعضائے وضو دھوئے تو مجھے اس کے گناہ گار ہونے کا اندیشہ ہے۔

وَقَالَ أَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ، لَا يَزِيدُ عَلَى الثَّلَاثِ إِلَّا رَجُلٌ مُبْتَلًى.

امام احمد اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہما اللہ نے فرمایا: صرف وہی شخص تین بار سے زائد مرتبہ اعضائے وضو دھوئے گا جو وسوسوں میں مبتلا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح ابي داؤد: ١٠٠، اخرجه ابو يعلىٰ: ٢٨٣، ابن ابي شيبة: ١/٨، البزار: ٧٣٤ والبيهقي: ١/٧٥

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١١٦، سنن نسائی: ١/٧٠-٧١، ٧٩ و ٨٧، مسند احمد: ٩٢٨، و ٩٧١ و ١٠٢٥

فوائد الحدیث: (۱) رسول اللہ ﷺ عمومی طور پر وضو کرتے ہوئے اعضاء کو تین تین بار دھوتے تھے یہی سُنت اور افضل طریقہ ہے جس میں کسی قسم کے شبے اور وسوسے کی گنجائش نہیں رہتی۔ البتہ آپ ﷺ نے بیان جواز کے لیے اعضاء ایک مرتبہ اور دو دو مرتبہ بھی دھوئے ہیں جیسا کہ ابھی اوپر والی احادیث میں بیان ہوا ہے۔

(۲) وضو والے اعضا کو تین بار سے زیادہ نہیں دھونا چاہیے جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: فمن زاد على هذا فقد اساء وتعدّى وظلم (سنن نسائی) "کہ جس شخص نے تین بار سے زیادہ وضو والے اعضاء کو دھویا تو بے شک اس نے گناہ کیا، زیادتی کی اور ظلم کیا۔"

(۳) قارئین گرامی قدر! یہاں یہ بات ذہن نشین رہے کہ شریعت میں اِصل اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سیّدنا محمد ﷺ کی اطاعت، اتباع اور فرمانبرداری ہے۔ جو اوامر و نواہی قرآن و حدیث میں موجود ہیں ان سے کسی بھی مومن آدمی کو سرمو انحراف کرنے کی اجازت نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ... الاية (الاحزاب:٣٦)

"یعنی کسی بھی مومن مرد یا مومنہ عورت کو اس بات کا اختیار نہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے فیصلے کے بعد وہ اس میں کوئی کمی بیشی کریں۔" شریعت محمدیہ میں رائے اور قیاس کی کوئی گنجائش نہیں۔ یہی وضو والا مسئلہ لے لیں کہ اتنا فضیلت والا عمل ہے کہ امام الانبیاء ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "وضو کرتے ہوئے آدمی جب ہاتھ دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں کے گناہ مٹ جاتے ہیں حتیٰ کہ اس کے ہاتھوں کے ناخنوں کے نیچے جو گناہ ہوتے ہیں وہ بھی مٹ جاتے ہیں۔ جب آدمی کلی کرتا ہے تو اس کے منہ اور زبان کے گناہ مٹ جاتے ہیں، جب آدمی چہرہ دھوتا ہے تو اس کے چہرے کے تمام گناہ حتیٰ کہ جو گناہ آنکھوں کے پپوٹوں کے نیچے ہوتے ہیں وہ بھی مٹ جاتے ہیں، جب آدمی سر کا مسح کرتا ہے تو اس کے سر اور کانوں کے گناہ مٹ جاتے ہیں، جب پاؤں دھوتا ہے تو اس کے پاؤں کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں حتیٰ کہ پاؤں کے ناخنوں کے نیچے بھی اگر کوئی گناہ ہوتا ہے تو وضو کی برکت سے وہ بھی نکل جاتا ہے۔" (سنن نسائی ۱/ ۲۰، کتاب الطہارۃ)

اب اگر کوئی شخص یہ سمجھے کہ وضو کے اعضاء کو دھونا اتنا زیادہ فضیلت رکھتا ہے تو میں اس کو کثرت سے بار بار دھوؤں گا تاکہ میرے گناہ اچھی طرح دھل جائیں اور میں گناہوں سے پاک صاف ہو جاؤں تو یہ غلط ہے یہ فضیلت اور ثواب صرف اس وقت حاصل ہوگا جب آدمی اس حد میں رہتے ہوئے یہ عمل کرے گا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے مقرر فرما دی ہے۔ ورنہ اگر حدود سے تجاوز کرے گا تو بجائے ثواب کے اس کا عمل گناہ، ظلم و زیادتی کا باعث ہوگا۔ اس لیے ہمیشہ اپنے عقائد و اعمال میں شرعی حدود کا خیال رکھنا چاہیے اور اپنی مرضی سے کسی چیز یا

عمل کو نیکی سمجھ کر نہیں کرنا چاہیے، اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق فرمائے۔ (آمین)

35- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوءِ مَرَّةً وَمَرَّتَيْنِ وَثَلَاثًا

وضو میں اعضائے وضو ایک بار، دو بار اور تین بار دھونا

45: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى الْفَزَارِيُّ، حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ أَبِي صَفِيَّةَ، قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ حَدَّثَكَ جَابِرٌ؟ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "تَوَضَّأَ مَرَّةً مَرَّةً وَمَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ وَثَلَاثًا ثَلَاثًا"، قَالَ: نَعَمْ.

ثابت بن ابی صفیہ نے بیان کیا، میں نے ابو جعفر سے کہا: سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے تمہیں حدیث بیان کی ہے کہ نبی ﷺ نے وضو میں اعضائے وضو کو ایک ایک بار، دو دو بار اور تین تین بار دھویا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) ضعیف الترمذی: ۴۔ اس میں ثابت بن ابی صفیہ ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: العلل الكبير للمصنف: ١٢٣/١، سنن دارقطني: ٨١/١، مصنف ابن ابي شيبة: ٩،١٠/١، سنن ابن ماجه: ٤١٠

46: قَالَ أَبُو عِيسَى: وَرَوَى وَكِيعٌ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ أَبِي صَفِيَّةَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ حَدَّثَكَ جَابِرٌ؟ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "تَوَضَّأَ مَرَّةً مَرَّةً"، قَالَ: نَعَمْ. حَدَّثَنَا بِذَلِكَ هَنَّادٌ، وَقُتَيْبَةُ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ أَبِي صَفِيَّةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو ثابت بن ابی صفیہ سے روایت کیا، انہوں نے کہا: میں نے ابو جعفر سے کہا: سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے آپ کو حدیث بیان کی کہ نبی ﷺ نے ایک ایک بار وضو کیا؟ انہوں نے کہا: ہاں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ شَرِيكٍ لِأَنَّهُ قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ، هَذَا عَنْ ثَابِتٍ نَحْوَ رِوَايَةِ وَكِيعٍ. وَشَرِيكٌ: كَثِيرُ الْغَلَطِ، وَثَابِتُ بْنُ أَبِي صَفِيَّةَ: هُوَ أَبُو حَمْزَةَ الثُّمَالِيُّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث شریک کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔ اس لیے کہ یہ دوسری سند سے بھی روایت کی گئی ہے ثابت سے جیسا کہ وکیع کی روایت ہے۔ اور شریک راوی بہت زیادہ غلطیاں کرنے والا ہے۔ ثابت بن ابی صفیہ، ابو حمزہ ثمالی ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح بحديث ابن عباس المتقدم برقم: ٤٢) سابقہ حدیث ۴۲ کی وجہ سے صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: یہ روایت سند کے اعتبار سے اگرچہ ضعیف ہے مگر مسئلہ درست ہے کہ وضو کے اعضاء کو ایک ایک بار، دو دو مرتبہ اور تین تین بار بھی دھونا جائز ہے جیسا کہ گذشتہ احادیث میں تفصیل سے بیان ہوا ہے۔

36- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ يَتَوَضَّأُ بَعْضَ وُضُوئِهِ مَرَّتَيْنِ وَبَعْضَهُ ثَلَاثًا

وہ شخص جو وضو کے بعض اعضاء دو دو بار اور بعض تین تین بار دھوتا ہے

47: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ

سیّدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے وضو کیا، تو اپنا چہرہ تین تین بار دھویا، ہاتھ دو دو بار دھوئے، سر کا مسح

النَّبِيَّ ﷺ "تَوَضَّأَ فَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَغَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ، وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ مَرَّتَيْنِ".

کیا، اور پاؤں دو بار دھوئے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

ابو عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَقَدْ ذُكِرَ فِي غَيْرِ حَدِيثٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ بَعْضَ وُضُوئِهِ مَرَّةً وَبَعْضَهُ ثَلَاثًا.

کئی حدیثوں میں مذکور ہے کہ نبی ﷺ نے اپنے بعض اعضائے وضو ایک بار دھوئے اور بعض تین بار۔

وَقَدْ رَخَّصَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي ذَلِكَ، لَمْ يَرَوْا بَأْسًا أَنْ يَتَوَضَّأَ الرَّجُلُ بَعْضَ وُضُوئِهِ ثَلَاثًا وَبَعْضَهُ مَرَّتَيْنِ أَوْ مَرَّةً.

بعض اہل علم نے اس بارے میں رخصت دی ہے: وہ اس بارے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے کہ آدمی اپنے بعض اعضائے وضو تین بار دھوئے، بعض دو بار یا ایک بار۔

حکم الحدیث: (صحيح الإسناد وقوله في الرجلين: ((مرتين)) شاذٌّ) دونوں پاؤں دو بار دھونے کے الفاظ شاذ ہیں۔ صحیح ابی داؤد: ۱۰۹

تخریج الحدیث: مسند احمد : ١٦٤٥٢ صحيح بخاری: ١٨٥ و ١٨٦ و ١٩١ و ١٩٢ و ١٩٧ و ١٩٩، صحيح مسلم: ٢٣٥، سنن ابو داود: ١١٨، سنن ابن ماجه: ٤٣٤، سنن نسائی: ١/٧١، ١٧٢، صحيح ابن حبان: ١٠٧٧

فوائد الحدیث: وضو میں یہ طریقہ بھی درست ہے کہ ایک ہی وضو میں، اعضاء کو مختلف تعداد سے دھویا جائے۔ کسی عضو کو ایک مرتبہ تو کسی کو دو مرتبہ اور کسی کو تین مرتبہ۔

37- بَابُ مَا جَاءَ فِي وُضُوءِ النَّبِيِّ ﷺ كَيْفَ كَانَ

نبی ﷺ کا وضو کس طرح کا تھا؟

48: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، وَقُتَيْبَةُ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي حَيَّةَ، قَالَ: "رَأَيْتُ عَلِيًّا تَوَضَّأَ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ حَتَّى أَنْقَاهُمَا ثُمَّ مَضْمَضَ ثَلَاثًا وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا وَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَذِرَاعَيْهِ ثَلَاثًا وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ مَرَّةً ثُمَّ غَسَلَ قَدَمَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ثُمَّ قَامَ فَأَخَذَ فَضْلَ طَهُورِهِ فَشَرِبَهُ وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ قَالَ: أَحْبَبْتُ أَنْ أُرِيَكُمْ كَيْفَ كَانَ طُهُورُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ.

ابو حیہ نے بیان کیا کہ میں نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا، انہوں نے وضو کیا تو اپنے ہاتھ دھو کر صاف کیے، پھر تین بار کلی کی، تین بار ناک میں پانی ڈالا، تین بار چہرہ دھویا، تین بار بازو دھوئے، ایک بار سر کا مسح کیا۔ پھر ٹخنوں تک پاؤں دھوئے۔ پھر اٹھے اور وضو کا بچا ہوا پانی لیا اور اسے پی لیا جب کہ وہ کھڑے تھے۔ پھر فرمایا: میں نے چاہا کہ میں تمہیں دکھاؤں کہ رسول اللہ ﷺ کا وضو کس طرح کا تھا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُثْمَانَ، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، وَالرُّبَيِّعِ، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُنَيْسٍ، وَعَائِشَةَ رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ.

امام ترمذی نے کہا: اس باب میں سیّدنا عثمان، عبداللہ بن زید،، ابن عباس، عبداللہ بن عمرو، ربیع، عبداللہ بن اُنیس، اور سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) صحیح ابی داؤد: ۱۰۱-۱۰۵

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١١٦، سنن ابن ماجه: ٤٣٦، سنن نسائی: ١/٧٠-٧١، مسند احمد: ٩٧١ و ١٠٤٦ و

١٠٥٠

49: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، وَهَنَّادٌ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ، ذَكَرَ عَنْ عَلِيٍّ مِثْلَ حَدِيثِ أَبِي حَيَّةَ إِلَّا أَنَّ عَبْدَ خَيْرٍ قَالَ: كَانَ إِذَا فَرَغَ مِنْ طُهُورِهِ أَخَذَ مِنْ فَضْلِ طَهُورِهِ بِكَفِّهِ فَشَرِبَهُ.

قتیبہ اور ہناد رحمہما اللہ نے بیان کیا۔ ابو الاحوص نے ابو اسحاق کے حوالے سے عبد خیر سے روایت کیا۔ انہوں نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے ابو حیہ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کے مثل ذکر کیا۔ البتہ یہ کہ عبد خیر نے بیان کیا: جب وہ وضو سے فارغ ہوئے تو وضو کا بچا ہوا پانی ہاتھ میں لیا اور اسے پی لیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَلِيٍّ رَوَاهُ أَبُو إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ، عَنْ أَبِي حَيَّةَ، وَعَبْدِ خَيْرٍ وَالْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ وَقَدْ رَوَى زَائِدَةُ بْنُ قُدَامَةَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ، عَنْ عَلِيٍّ رضی الله عنه حَدِيثَ الْوُضُوءِ بِطُولِهِ.

ابو عیسیٰ (امام ترمذی) رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا: علی رضی اللہ عنہ کی روایت کو ابو اسحاق ہمدانی نے ابو حیہ اور عبد خیر اور حارث کے حوالے سے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اور بے شک زائدہ بن قدامہ اور کئی ایک محدثین نے خالد بن علقمہ سے عبد خیر کے حوالے سے سیّدنا علی کی وضوء والی لمبی حدیث بیان کی ہے۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

قَالَ وَرَوَى شُعْبَةُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ خَالِدِ بْنِ عَلْقَمَةَ فَأَخْطَأَ فِي اسْمِهِ وَاسْمِ أَبِيهِ فَقَالَ: مَالِكُ بْنُ عُرْفُطَةَ، عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ، عَنْ عَلِيٍّ. قَالَ: وَرُوِيَ عَنْ أَبِي عَوَانَةَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ، عَنْ عَلِيٍّ. قَالَ وَرُوِيَ عَنْهُ عَنْ مَالِكِ بْنِ عُرْفُطَةَ، مِثْلَ رِوَايَةِ شُعْبَةَ وَالصَّحِيحُ خَالِدُ بْنُ عَلْقَمَةَ.

شعبہ نے اس حدیث کو خالد بن علقمہ سے روایت کیا تو انہوں نے اس کے اور اس کے باپ کے نام میں غلطی کی ہے۔ انہوں نے کہا: مالک بن عرفطہ عن عبد خیر عن علی۔ اور ابو عوانہ عن خالد بن علقمہ عن عبد خیر عن علی سے روایت کی گئی ہے۔ انہوں نے کہا ہے ان سے مالک بن عرفطہ کے حوالے سے روایت کی گئی ہے جیسا کہ شعبہ کی روایت ہے۔ جبکہ صحیح خالد بن علقمہ ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں حدیث ماقبل۔ اخرجه البزار: ٧٩٣، ابن خزيمه: ١٤٧ والبيهقي: ١/٤٨

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١١١، سنن ابن ماجه: ٤٠٤، سنن نسائی: ١/٦٨، مسند احمد: ٨٧٦، ابن حبان: ١٠٥٦

فوائد الحدیث: (١) وضو کرتے ہوئے ترتیب کا لحاظ رکھنا ضروری ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا طریقہ مبارک یہی تھا جیسا کہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ فرما رہے ہیں "اَحْبَبْتُ اَنْ اُرِيَكُمْ كَيْفَ كَانَ طُهُوْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ" میں چاہتا ہوں کہ میں تمہیں دکھاؤں کہ رسول اللہ ﷺ کا وضو کس طرح تھا۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ وضو میں ترتیب ضروری نہیں ان کا موقف درست نہیں بلکہ خلاف سُنت ہے۔

(٢) سر کا مسح ایک ہی مرتبہ کرنا ہے۔ دوسرے اعضاء کی طرح ایک سے زائد بار نہیں۔

(٣) پاؤں کو دھویا جائے گا ان پر ننگے ہونے کی صورت میں مسح کرنا درست نہیں اور یہ بیان کرنے والے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ ہیں لہٰذا "محبان علی" کو اس کے خلاف موقف نہیں اپنانا چاہیے۔

(٤) وضو کے بعد کھڑے ہو کر وضو کا بچا ہوا پانی پینا جائز ہے۔

38- بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّضْحِ بَعْدَ الْوُضُوءِ

وضو کے بعد شرم گاہ پر چھینٹے مارنا

50: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ، وَأَحْمَدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ اللهِ السَّلِيمِيُّ الْبَصْرِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو قُتَيْبَةَ سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ الْهَاشِمِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ جَاءَنِي جِبْرِيلُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! "إِذَا تَوَضَّأْتَ فَانْتَضِحْ".

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جبریل علیہ السلام میرے ہاں تشریف لائے تو فرمایا: محمد (ﷺ)! جب آپ وضو کر لیں تو اپنی شرم گاہ پر چھینٹے مار لیا کریں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. قَالَ: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ: الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْهَاشِمِيُّ مُنْكَرُ الْحَدِيثِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ اور انہوں نے کہا: میں نے محمد (امام بخاری) کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ حسن بن علی ہاشمی منکر الحدیث ہے۔

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي الْحَكَمِ بْنِ سُفْيَانَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَزَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ، وَأَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ. وَقَالَ: بَعْضُهُمْ سُفْيَانُ بْنُ الْحَكَمِ أَوِ الْحَكَمُ بْنُ سُفْيَانَ وَاضْطَرَبُوا فِي هَذَا الْحَدِيثِ.

اور انہوں نے کہا: اس باب میں ابو الحکم بن سفیان، ابن عباس، زید بن حارثہ، ابو سعید خدری رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔ اور ان میں سے بعض نے کہا: سفیان بن حکم یا حکم بن سفیان۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس میں حسن بن علی الہاشمی منکر الحدیث ہے۔ ضعيف ابن ماجه: ١٠٣

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٤٦٣، اخرجه العقيلي: ١/٢٣٤، ابن عدي: ٢/٧٣٣

فوائد الحدیث: جامع ترمذی کی یہ روایت اس سند سے ضعیف ہے لیکن یہ مسئلہ درست ہے جیسا کہ دوسری احادیث سے ثابت ہے دیکھیے، (سنن نسائی کتاب الطہارہ باب النضح)۔ اس لیے وضو مکمل کرنے کے بعد چلو میں پانی لے کر شرم گاہ پر چھینٹے مارنے چاہیں۔ رسول اکرم ﷺ کی سُنت ہے۔

39- بَابُ مَا جَاءَ فِي إِسْبَاغِ الْوُضُوءِ

کامل اور اچھی طرح وضو کرنا

51: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى مَا يَمْحُو اللهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ. قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: "إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ، وَكَثْرَةُ الْخُطَا إِلَى

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کیا میں تمہیں وہ (اعمال) نہ بتاؤں جن کی وجہ سے اللہ گناہ معاف فرما دیتا ہے اور درجات بلند فرما دیتا ہے؟" صحابہ کرام نے عرض کیا، اللہ کے رسول! ضرور بتائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اس وقت جب دل (سردی کی وجہ سے) نہ چاہتا ہو خوب

الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ، فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ".

اچھی طرح کامل وضو کرنا، مساجد کی طرف زیادہ قدم اٹھانا، اور نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔ پس یہی سرحدوں کی حفاظت (کے مترادف) ہے۔"

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه عبدالرزاق: ١٩٩٣، ابن خزيمه: ٥، البيهقي: ١/٨٢ و البغوي: ١٤٩

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ٢٥١، سنن ابن ماجه: ٤٢٨، سنن نسائی: ١/٨٩، مسند احمد: ٩ ٧٢، ابن حبان: ١٠٣٨

52: وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْعَلَاءِ، نَحْوَهُ. وَقَالَ: قُتَيْبَةُ فِي حَدِيثِهِ "فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ، فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ. ثَلَاثًا".

قتیبہ نے بیان کیا، عبدالعزیز بن محمد نے علاء سے اسی طرح روایت کی ہے۔ اور قتیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی روایت میں بیان کیا: "پس یہی سرحدوں کی حفاظت ہے، پس یہی سرحدوں کی حفاظت ہے، پس یہی سرحدوں کی حفاظت ہے"۔ تین بار کہا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ، وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَعَبِيدَةَ، وَيُقَالُ عُبَيْدَةُ بْنُ عَمْرٍو، وَعَائِشَةَ، وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَائِشٍ الْحَضْرَمِيِّ، وَأَنَسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس باب میں سیّدنا علی، عبداللہ بن عمرو، عائشہ، عبدالرحمٰن بن عائش حضرمی اور سیّدنا انس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي هٰذَا الْبَابِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

وَالْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، هُوَ ابْنُ يَعْقُوبَ الْجُهَنِيُّ الْحُرَقِيُّ، وَهُوَ ثِقَةٌ، عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ.

علاء بن عبدالرحمٰن وہ ابن یعقوب جہنی حرقی ہیں وہ محدثین کے ہاں ثقہ ہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) انظر الذی ماقبله. دیکھئے حدیث گزشتہ۔

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ٢٥١، سنن ابن ماجه: ٤٢٨، سنن نسائی: ١/٨٩، مسند احمد: ٩ ٧٢،
صحیح ابن حبان: ١٠٣٨

فوائد الحدیث: (١) یہ تین اعمال انسان کے گناہوں کے مٹانے اور درجات کی بلندی کا سبب ہیں۔

١- ناپسندیدگی کے باوجود خوب اچھی طرح وضو کرنا سردی کا موسم ہو، یا پانی بہت زیادہ ٹھنڈا ہو، یا پھر کسی بیماری اور مشقت کی وجہ سے پانی استعمال کرنے کو جی نہ چاہ رہا ہو تو پھر بھی خوب اچھی طرح اعضاء کو دھوئے اور انہیں تر کرے۔

٢- مسجد کی طرف زیادہ قدم چل کر جانا! مثلاً گھر دور ہے تو نماز کے لیے زیادہ قدم چل کر آتا ہے بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بیان کرتے ہیں کہ ہم چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے تھے تاکہ ہمارے قدم زیادہ شمار ہوں اور انہیں ہر ہر قدم کے بدلے زیادہ اجر و ثواب ملے۔

٣- ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔ اس سے ایک تو یہ مراد ہے کہ جب ایک نماز سے فارغ ہو کر آدمی چلا جاتا ہے تو پھر دوسری نماز کی فکر رہتی ہے اس کے وقت کی حفاظت کرتا ہے کسی قسم کی غفلت کا شکار نہیں ہوتا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ مسجد میں آگیا ہے نوافل اور سنتیں ادا کرنے کے بعد فرض نماز کی جماعت کے انتظار میں بیٹھا رہتا ہے۔

(۲) ان تینوں اعمال کو اصل "رباط" قرار دیا گیا ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم یہ فضیلت اور مقام و مرتبہ حاصل کرنے کے لیے ہر قسم کے موسم اور حالات میں اچھی طرح سُنت کے مطابق وضو کریں، نماز کی ادائیگی کے لیے مسجد میں آئیں مسجد دور ہونے کا بہانہ کر کے نماز باجماعت نہ چھوڑ دیں اور پھر مسجد میں پہنچ کر جو وقت جماعت کھڑی ہونے میں رہتا ہو اسے پُر سکون انداز میں نوافل، ذکر و فکر اور تلاوت قرآن مجید کرتے ہوئے جماعت کے وقت کا انتظار کرنا چاہیے۔

(۳) "رباط" سے مراد ملکی سرحد پر پوری تیاری اور مستعدی کے ساتھ پہرہ دینا ہے۔ جس طرح ملکی سرحد پر پہرہ دے کر اپنے ملک کو محفوظ بنایا جاتا ہے اور اس کی بہت بڑی فضیلت ہے اسی طرح اپنے عقیدے اور اعمال کو شیطانی وسوسوں اور ابلیسی ہتھکنڈوں سے بچانے کے لیے تینوں عمل بھی انتہائی ضروری ہیں اور ان کی فضیلت اور درجہ بھی اسی طرح اعلیٰ ہے جس طرح ایک مجاہد کا ملکی سرحد پر پہرہ دینا۔

40- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّمَنْدُلِ بَعْدَ الْوُضُوءِ

وضو کے بعد رومال (تولیہ) استعمال کرنا

53: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعِ بْنِ الْجَرَّاحِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ حُبَابٍ، عَنْ أَبِي مُعَاذٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: "كَانَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ خِرْقَةٌ يُنَشِّفُ بِهَا بَعْدَ الْوُضُوءِ."

ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کا ایک کپڑا تھا، آپ ﷺ وضو کے بعد اس کے ساتھ جسم پونچھتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ لَيْسَ بِالْقَائِمِ وَلَا يَصِحُّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي هَذَا الْبَابِ شَيْءٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت قوی نہیں۔ اس باب میں نبی ﷺ سے کچھ بھی صحیح ثابت نہیں۔

وَأَبُو مُعَاذٍ يَقُولُونَ: هُوَ سُلَيْمَانُ بْنُ أَرْقَمَ وَهُوَ ضَعِيفٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ.

ابو معاذ، سُلیمان بن ارقم ہے اور وہ محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ.

اس باب میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) ابو معاذ ضعیف ہے۔ ضعيف الترمذي: ٨

تخریج الحدیث: سنن دارقطني: ١/١١٠، مستدرک حاکم: ١/١٥٤، سنن کبریٰ للبیهقي: ١/١٨٥

54: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا رِشْدِينُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زِيَادِ بْنِ أَنْعُمٍ، عَنْ عُتْبَةَ بْنِ حُمَيْدٍ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ نُسَيٍّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ "إِذَا تَوَضَّأَ مَسَحَ وَجْهَهُ بِطَرَفِ ثَوْبِهِ".

سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے نبی ﷺ کو دیکھا جب آپ نے وضو کیا تو اپنے کپڑے کے کنارے کے ساتھ چہرہ مبارک صاف کیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَإِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے، اس کی اسناد

وَرِشْدِينُ بْنُ سَعْدٍ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زِيَادِ بْنِ أَنْعُمٍ الْإِفْرِيقِيُّ، يُضَعَّفَانِ فِي الْحَدِيثِ.

ضعیف ہیں۔ رشدین بن سعد اور عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم افریقی حدیث کے معاملے میں ضعیف قرار دیے جاتے ہیں۔

وَقَدْ رَخَّصَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَمَنْ بَعْدَهُمْ فِي التَّمَنْدُلِ بَعْدَ الْوُضُوءِ.

رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے کچھ اہل علم حضرات اور ان کے بعد والے کچھ اہل علم نے وضو کے بعد رومال استعمال کرنے کی اجازت دی ہے۔

وَمَنْ كَرِهَهُ إِنَّمَا كَرِهَهُ مِنْ قِبَلِ، أَنَّهُ قِيلَ إِنَّ الْوَضُوءَ يُوزَنُ. وَرُوِيَ ذٰلِكَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، وَالزُّهْرِيِّ. حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ قَالَ حَدَّثَنِيهِ عَلِيُّ بْنُ مُجَاهِدٍ عَنِّي وَهُوَ عِنْدِي ثِقَةٌ، عَنْ ثَعْلَبَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ إِنَّمَا كُرِهَ الْمِنْدِيلُ بَعْدَ الْوُضُوءِ لِأَنَّ الْوَضُوءَ يُوزَنُ.

اور جس نے اس (رومال استعمال کرنے) کو ناپسند کیا ہے وہ صرف اس وجہ سے کہ کہا گیا ہے کہ وضو کو تولا جائے گا۔ اور یہ روایت سعید بن مسیب اور زہری سے بھی بیان کی گئی ہے۔ حدیث سنائی ہم کو محمد بن حمید رازی نے وہ جریر سے بیان کرتے ہیں وہ کہتے ہیں یہ حدیث مجھ کو علی بن مجاہد نے مجھ سے ہی بیان کی اور وہ میرے نزدیک ثقہ ہیں۔ ثعلبہ نے زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا، انہوں نے کہا: میں وضو کے بعد رومال استعمال کرنا ناپسند کرتا ہوں کیونکہ وضو کو تولا جائے گا۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) اس میں رشدین اور الافریقی دونوں ضعیف ہیں۔

تخریج الحدیث: طبرانی فی الاوسط: ٤١٩٤، سنن کبریٰ للبیهقی: ٢٣٦/١

فوائد الحدیث: یہ حدیث اگرچہ سنداً ضعیف ہے لیکن دوسری روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ وضو کے بعد اعضاء کو خشک کرنا جائز ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے فانطلق وهو ينفض يديه کہ آپ ﷺ چلے اور آپ ﷺ اپنے ہاتھوں کو جھاڑتے تھے۔ (بخاری ۱/۴۱، کتاب الغسل)

اسی طرح ام المومنین سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا آپ ﷺ کو غسل کے بعد تولیہ پیش کرنا بھی اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ عمومی طور پر وضو اور غسل کے بعد پانی صاف کرنے کے لیے تولیہ یا رومال استعمال کر لیا کرتے تھے۔ یہ الگ بات ہے کہ اس موقعہ پر آپ ﷺ نے تولیہ استعمال نہیں فرمایا بلکہ واپس کر دیا تھا۔ (نسائی ۱/۳۱، کتاب الطہارۃ)

41- بَابُ فِيمَا يُقَالُ بَعْدَ الْوُضُوءِ

وضو کے بعد پڑھنے کی دعا

55: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِمْرَانَ الثَّعْلَبِيُّ الْكُوفِيُّ، حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ يَزِيدَ الدِّمَشْقِيِّ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ، وَأَبِي عُثْمَانَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: "مَنْ

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس شخص نے وضو کیا اور خوب اچھی طرح وضو کیا، پھر یہ دعا پڑھی: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ

تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ قَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ، فُتِحَتْ لَهُ ثَمَانِيَةُ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ".

التَّوَّابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اے اللہ! مجھے بہت زیادہ توبہ کرنے والوں اور پاکیزگی اختیار کرنے والوں میں سے بنا دے۔" تو اس کے لیے جنّت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں، وہ جس میں سے چاہے داخل ہو جائے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ، وَعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس باب میں سیّدنا انس اور عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عُمَرَ قَدْ خُولِفَ زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ فِي هَذَا الْحَدِيثِ. قَالَ: وَرَوَى عَبْدُ اللهِ بْنُ صَالِحٍ وَغَيْرُهُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، عَنْ عُمَرَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں زید بن حباب سے اختلاف کیا گیا ہے۔ اور فرمایا کہ عبداللہ بن صالح وغیرہ نے معاویہ بن صالح عن ربیعہ بن یزید عن ابی ادریس عن عقبہ بن عامر عن عمر بھی بیان کیا ہے۔ اور ربیعہ عن ابی عثمان عن جبیر بن نصیر عن عمر بھی ایک سند ہے۔

وَعَنْ رَبِيعَةَ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ عُمَرَ. وَهَذَا حَدِيثٌ فِي إِسْنَادِهِ اضْطِرَابٌ وَلَا يَصِحُّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي هَذَا الْبَابِ كَبِيرُ شَيْءٍ.

اس حدیث کی اسناد میں اضطراب ہے۔ اس باب میں نبی ﷺ سے زیادہ تر صحیح ثابت نہیں۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَأَبُو إِدْرِيسَ: لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عُمَرَ شَيْئًا.

محمد بن اسماعیل البخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو ادریس نے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کچھ بھی نہیں سنا۔

حکم الحدیث: (صحیح)

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ٢٣٤، سنن ابو داود: ١٦٩ و ١٧٠ سنن ابن ماجه: ٤٧٠، سنن نسائی: ٩٢١/٩٣،٩٢، مسند احمد: ١٧٣١٤، صحیح ابن حبان: ١٠٥٠

فوائد الحدیث: (١) وضو میں رسول اللہ ﷺ سے شروع میں بسم اللہ اور آخر میں کلمہ شہادت اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمدا عبده ورسوله پڑھنا ثابت ہے نیز یہ دعا اللهم اجعلني من التوابين واجعلني من المتطهرين بھی پڑھی جا سکتی ہے۔

(٢) ان کے پڑھنے میں یہ حکمت ہے کہ جیسے انسان نے اپنی ظاہری صفائی کا بندوبست کرتے ہوئے وضو کیا ہے اور ظاہری میل کچیل اور گرد و غبار کو صاف کیا ہے اسی طرح آدمی کو اپنی باطنی صفائی کا بھی خیال رکھنا چاہیے اور اپنے عقیدے کو شرک و کفر اور نفاق سے پاک رکھنا ہوگا کہ عقیدے و عمل کی صفائی اور طہارت کے بغیر ظاہری صفائی آدمی کو کوئی فائدہ نہیں دے گی۔

(۳) بعض لوگوں نے وضو کے دوران ہر ہر عضو کو دھوتے وقت الگ الگ دعائیں ایجاد کی ہوئی ہیں جن کی وہ تعلیم دیتے ہیں جبکہ رسول اللہ ﷺ سے وہ ثابت نہیں لہٰذا ان سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔

42-بَابٌ فِي الْوُضُوءِ بِالْمُدِّ

ایک مُد (پانی) سے وضو کرنا

56: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ أَبِي رَيْحَانَةَ، عَنْ سَفِينَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "كَانَ يَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ وَيَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ".

سیّدنا سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ایک مُد (پانی) سے وضو اور ایک صاع (پانی) سے غسل کر لیا کرتے تھے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ، وَجَابِرٍ، وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ.

امام ترمذی فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدہ عائشہ، جابر اور انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ سَفِينَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سفینہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

وَأَبُو رَيْحَانَةَ اسْمُهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَطَرٍ.

اور ابو ریحانہ کا نام عبد اللہ بن مطر ہے۔

وَهَكَذَا رَأَى بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ الْوُضُوءَ بِالْمُدِّ وَالْغُسْلَ بِالصَّاعِ.

بعض اہل علم کی اسی طرح رائے ہے: ایک مُد پانی کے ساتھ وضو اور ایک صاع پانی کے ساتھ غسل۔

وَقَالَ الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ: لَيْسَ مَعْنَى هَذَا الْحَدِيثِ عَلَى التَّوْقِيتِ أَنَّهُ لَا يَجُوزُ أَكْثَرُ مِنْهُ وَلَا أَقَلُّ مِنْهُ وَهُوَ قَدْرُ مَا يَكْفِي.

امام شافعی، امام احمد اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ نے فرمایا: اس حدیث سے اتنی مذکورہ مقدار کی تعیین مراد نہیں کہ اس سے زیادہ یا اس سے کم جائز نہیں، بلکہ یہ بتانا مقصود ہے کہ اتنی مقدار بھی کافی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ٦٩٤، والمزي في تهذيب الكمال: ١٤٩/١٦

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٣٢٦، سنن ابن ماجه: ٢٦٧، مسند احمد: ٢١٩٣٠

فوائد الحدیث: (۱) وضو یا غسل میں پانی کے استعمال کی مقدار مقرر نہیں انسان ضرورت کے مطابق کم یا زیادہ استعمال کر سکتا ہے لیکن اسے ہر صورت میں فضول خرچی اور اسراف سے پرہیز کرنا چاہیے اور کم از کم پانی کے استعمال کو یقینی بنانا چاہیے۔

رسول اکرم ﷺ صرف ایک مُد کے ساتھ وضو فرما لیا کرتے تھے اور غسل کے لیے آپ ﷺ ایک صاع پانی استعمال کرتے تھے۔

(۲) مُدّ عربی پیمانہ ہے جس کا آج کے دور میں وزن ۹ چھٹانک یا ۵۲۴.۸۸۰ گرام ہے۔

(۳) صاع بھی ایک پیمانہ ہے جو عرب میں استعمال ہوتا تھا اور یہ چار مُد پر مشتمل ہے ہمارے حساب سے اس کا وزن ۲ سیر ۴ چھٹانک یا ۲۰۹۹.۵۲۰ کلو گرام ہے۔

43-بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الإِسْرَافِ فِي الْوُضُوءِ بِالْمَاءِ

وضو میں پانی کے اسراف کی ممانعت

57: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ، حَدَّثَنَا خَارِجَةُ بْنُ مُصْعَبٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عُتَيِّ بْنِ ضَمْرَةَ السَّعْدِيِّ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "إِنَّ لِلْوُضُوءِ شَيْطَانًا يُقَالُ لَهُ الْوَلْهَانُ فَاتَّقُوا وَسْوَاسَ الْمَاءِ".

سیّدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "وضوء کا بھی ایک شیطان ہے، اسے ولہان کہتے ہیں، پس پانی کے وسوسے سے بچو!"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، وَعَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں عبداللہ بن عمرو اور عبداللہ بن مغفل سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ وَالصَّحِيحُ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ لأَنَّا لَا نَعْلَمُ أَحَدًا أَسْنَدَهُ غَيْرَ خَارِجَةَ. وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ الْحَسَنِ قَوْلَهُ وَلَا يَصِحُّ فِي هَذَا الْبَابِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ شَيْءٌ. وَخَارِجَةُ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ عِنْدَ أَصْحَابِنَا وَضَعَّفَهُ ابْنُ الْمُبَارَكِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مذکورہ ابی بن کعب کی حدیث غریب ہے اس کی اسناد ماہر الحدیث کے نزدیک قوی نہیں۔ صرف خارجہ (راوی) نے اسے مسند روایت کیا ہے۔ جب کہ خارجہ ہمارے اصحاب کے ہاں قوی نہیں، ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ اور یہ حدیث دوسری سند سے حسن رحمۃ اللہ علیہ سے ان کا قول بیان کیا گیا ہے اس باب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی چیز ثابت نہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) ضعيف الترمذي: ٩، اخرجه ابن خزيمه: ١٢٢، خارجہ راوی متروک ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٤٢١، مسند احمد: ٢١٢٣٨

فوائد الحدیث: یہ روایت سند کے اعتبار سے ضعیف ہے لیکن مسئلہ درست ہے کہ آدمی کو اپنے قول، عمل، چال ڈھال، کھانے پینے وغیرہ میں اسراف، فضول خرچی اور زیادتی سے بچنا چاہیے اور ہر ہر معاملے میں میانہ روی کو شعار بنانا چاہیے یہی حکم عبادات میں بھی ہے اور وضو بھی ایک عمل اور عبادت ہے لہٰذا اس میں بھی اسراف اور فضول خرچی سے پرہیز لازمی ہے۔

44-بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوءِ لِكُلِّ صَلَاةٍ

ہر نماز کے لیے (نیا) وضو کرنا

58: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ، حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ الْفَضْلِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "كَانَ يَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ طَاهِرًا أَوْ غَيْرَ طَاهِرٍ".

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے لیے نیا وضو کیا کرتے تھے خواہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلے سے وضو ہوتا تب بھی اور اگر وضو نہ ہوتا تب بھی۔ راوی نے بیان کیا، میں نے

قَالَ: قُلْتُ لِأَنَسٍ فَكَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ أَنْتُمْ قَالَ: "كُنَّا نَتَوَضَّأُ وُضُوءًا وَاحِدًا".

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے کہا، آپ حضرات کیا کیا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: ہم تو (کئی نمازوں کے لیے) ایک ہی وضو کیا کرتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَالْمَشْهُورُ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ حَدِيثُ عَمْرِو بْنِ عَامِرٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَنَسٍ. وَقَدْ كَانَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ يَرَى الْوُضُوءَ لِكُلِّ صَلَاةٍ اسْتِحْبَابًا لَا عَلَى الْوُجُوبِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حمید کے حوالے سے انس رضی اللہ عنہ کی روایت اس طریق سے حسن غریب ہے۔ اور اہل الحدیث کے نزدیک جو روایت مشہور ہے وہ عمرو بن عامر الانصاری عن انس کی سند سے ہے۔ بعض اہل علم کی رائے ہے کہ ہر نماز کے لیے نیا وضو کرنا مستحب ہے واجب نہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) ضعيف الترمذي: ١٠، محمد بن حمید ضعیف ہے۔ صحيح ابي داؤد تحت الحديث: ١٦٣

59: وَقَدْ رُوِيَ فِي حَدِيثٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: مَنْ تَوَضَّأَ عَلَى طُهْرٍ كَتَبَ اللهُ لَهُ بِهِ عَشْرَ حَسَنَاتٍ.

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "جس شخص نے وضو ہونے کے باوجود نیا وضو کیا تو اللہ اس کے بدلے میں اس کے لیے دس نیکیاں لکھ دیتا ہے۔"

قَالَ: وَرَوَى هَذَا الْحَدِيثَ الْإِفْرِيقِيُّ، عَنْ أَبِي غُطَيْفٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. حَدَّثَنَا بِذَلِكَ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ الْمَرْوَزِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ الْوَاسِطِيُّ، عَنِ الْإِفْرِيقِيِّ. وَهُوَ إِسْنَادٌ ضَعِيفٌ. قَالَ: عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ، قَالَ: يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ ذُكِرَ لِهِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ هَذَا الْحَدِيثُ فَقَالَ: هَذَا إِسْنَادٌ مَشْرِقِيٌّ. قَالَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ الْحَسَنِ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يَقُولُ: مَا رَأَيْتُ بِعَيْنِي مِثْلَ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقَطَّانِ.

افریقی نے اس حدیث کو ابو غطیف عن ابن عمر کے حوالے سے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے اور وہ سند ہے حدثنا حسین بن حریث مروزی، حدثنا محمد بن یزید واسطی عن الافریقی، میں اسناد ضعیف ہے۔ علی بن مدینی نے کہا: یحییٰ بن سعید قطان نے کہا ہشام بن عروہ سے اس حدیث کو ذکر کیا گیا تو انہوں نے کہا: یہ مشرقی اسناد ہے۔ یحییٰ بن سعید قطان کے بارے میں احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میری آنکھوں نے ان جیسا شخص نہیں دیکھا۔

حکم الحدیث: (ضعيف) الافریقی ضعیف ہے، جیسا کہ مؤلف نے کہا ہے۔

تخريج الحديث: سنن ابی داود: ٦٢، سنن ابن ماجه: ٥١٢، اخرجه عبد بن حميد: ٨٥٩، المزي في تهذيب الكمال: ١٧٩/٣٤

60: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ هُوَ ابْنُ مَهْدِيٍّ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عَامِرٍ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ "يَتَوَضَّأُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ". قُلْتُ فَأَنْتُمْ مَا كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي

عمرو بن عامر انصاری نے بیان کیا، میں نے سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ نبی ﷺ ہر نماز کے لیے وضو کیا کرتے تھے۔ میں نے کہا: آپ حضرات کیا کیا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: وضو نہ ٹوٹنے کی صورت میں ہم ایک ہی وضو سے ساری نمازیں پڑھ لیا کرتے تھے۔

الصَّلَوَاتِ كُلَّهَا بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ مَا لَمْ يُحْدِثْ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ٧٦٢، ابو يعلىٰ: ٣٦٩٢، ابن خزيمه: ١٢٦، والبيهقي: ١/١٦٢

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٢١٤، سنن ابو داود: ١٧١، سنن ابن ماجه: ٥٠٩، سنن نسائی: ١/٨٥،
مسند احمد: ١٢٣٤٦

فوائد الحدیث: (۱) نماز کے لیے وضو شرط ہے اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی لیکن اگر ایک نماز کے لیے وضو کیا تو اس کے ساتھ کئی ایک نمازیں پڑھی جاسکتی ہیں جیسا کہ آپ ﷺ سے کئی ایک احادیث سے ثابت ہے اور آئندہ حدیث نمبر ۶۱ بھی اس کی دلیل ہے۔

(۲) رسول اللہ ﷺ کا ہر نماز کے لیے نیا وضو کرنا آپ ﷺ کی عزیمت اور کمال طہارت کی علامت ہے۔ لیکن آپ ﷺ نے بیان جواز کے لیے ایک وضو سے ایک سے زائد نمازیں بھی پڑھی ہیں۔

(۳) آپ ﷺ کی موجودگی میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھنا بھی اس کے جواز کی دلیل ہے۔

45-بَابُ مَا جَاءَ أَنَّهُ يُصَلِّي الصَّلَوَاتِ بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ

آپ ﷺ ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھ لیتے تھے

61: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: "كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ فَلَمَّا كَانَ عَامُ الْفَتْحِ صَلَّى الصَّلَوَاتِ كُلَّهَا بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ". فَقَالَ عُمَرُ: إِنَّكَ فَعَلْتَ شَيْئًا لَمْ تَكُنْ تَفْعَلُهُ. قَالَ: عَمْدًا فَعَلْتُهُ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَرَوَى هَذَا الْحَدِيثَ عَلِيُّ بْنُ قَادِمٍ، عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَزَادَ فِيهِ تَوَضَّأَ مَرَّةً مَرَّةً. قَالَ: وَرَوَى سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ هَذَا الْحَدِيثَ أَيْضًا، عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "كَانَ يَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ".

وَرَوَاهُ وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ. قَالَ: وَرَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ وَغَيْرُهُ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلًا، وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ

سیّدنا بریدہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، نبی ﷺ ہر نماز کے لیے وضو کیا کرتے تھے: جب فتح مکہ کا سال ہوا تو آپ نے ایک ہی وضو سے ساری نمازیں پڑھیں۔ اور اپنے موزوں پر مسح کیا۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، آپ نے آج ایسا کام کیا ہے کہ آپ پہلے تو اس طرح نہیں کیا کرتے تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "میں نے ایسے عمداً کیا ہے۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اس حدیث کو علی بن قادم نے سفیان ثوری کی سند سے روایت کیا اور اس میں یہ اضافہ نقل کیا کہ آپ نے ایک ایک بار وضو کیا۔ سفیان ثوری نے بھی یہ حدیث محارب بن دثار سے بیان کی ہے۔ سُلیمان بن بریدہ کے حوالے سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ہر نماز کے لیے وضو کیا کرتے تھے۔ اور روایت کیا اس کو وکیع نے سفیان عن محارب بن دثار عن سُلیمان بن بریدۃ عن ابیہ اور کہا کہ روایت کیا اس کو عبدالرحمٰن بن مہدی وغیرہ نے سفیان عن محارب بن دثار عن سلیمان بن بریدۃ عن

حَدِيثِ وَكِيعٍ.

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ، أَنَّهُ يُصَلِّي الصَّلَوَاتِ بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ مَا لَمْ يُحْدِثْ، وَكَانَ بَعْضُهُمْ يَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ اسْتِحْبَابًا وَإِرَادَةَ الْفَضْلِ.

وَيُرْوَى عَنِ الإِفْرِيقِيِّ عَنْ أَبِي غُطَيْفٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "مَنْ تَوَضَّأَ عَلَى طُهْرٍ كَتَبَ اللهُ لَهُ بِهِ عَشْرَ حَسَنَاتٍ". وَهَذَا إِسْنَادٌ ضَعِيفٌ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ.

النبی ﷺ مرسل۔ اور یہ وکیع کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔

اہل علم کے ہاں اس پر عمل ہے کہ وضو نہ ٹوٹنے کی صورت میں ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھی جا سکتی ہیں، ان میں سے بعض استحباب کے طور پر فضیلت کے ارادے سے ہر نماز کے لیے وضو کیا کرتے تھے۔

اور افریقی عن ابی غطیف عن ابن عمر کی سند سے جو روایت کیا جاتا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جس نے وضو ہونے کے باوجود نیا وضو کیا اور اس کے بدلے میں اس کے لیے دس نیکیاں لکھ دیتا ہے۔" تو یہ اسناد ضعیف ہیں۔

اس باب میں سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ظہر اور عصر ایک وضو سے پڑھی۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٢٩/١، الدارمي: ٦٦٥، ابن خزيمه: ١٢، ١٣، ١٤، البغوي: ٢٣١

تخريج الحديث: صحيح مسلم: ٢٧٧، سنن ابو داود: ١٧٢، سنن ابن ماجه: ٥١٠، سنن نسائی: ٨٦/١، مسند أحمد. ٢٢٩٦٦، صحيح ابن حبان: ١٧٠٦-١٧٠٨

فوائد الحدیث: (۱) یہ حدیث دلیل ہے کہ ایک وضو سے ایک سے زیادہ نمازیں بھی پڑھی جا سکتی ہیں جیسا کہ نبی مکرم ﷺ نے جان بوجھ کر ایسا عمل کیا ہے۔

(۲) البتہ وضو کی موجودگی میں نیا وضو کرنے کا جو ثواب رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا گیا ہے وہ ثابت نہیں کیونکہ اس کی سند ضعیف ہے۔

46- بَابُ مَا جَاءَ فِي وُضُوءِ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ

مرد اور عورت کا ایک برتن سے وضو کرنا

62: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي الشَّعْثَاءِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَتْنِي مَيْمُونَةُ قَالَتْ: "كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ مِنَ الْجَنَابَةِ".

قَالَ: أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَهُوَ قَوْلُ عَامَّةِ الْفُقَهَاءِ: أَنْ لَا بَأْسَ أَنْ يَغْتَسِلَ الرَّجُلُ وَالْمَرْأَةُ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ".

ام المؤمنین سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، میں اور رسول اللہ ﷺ ایک برتن سے غسل جنابت کیا کرتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

یہ عام فقہاء کا موقف ہے کہ مرد اور عورت کے ایک برتن سے غسل کر لینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ، وَعَائِشَةَ، وَأَنَسٍ، وَأُمِّ هَانِئٍ، وَأُمِّ صُبَيَّةَ الْجُهَنِيَّةِ، وَأُمِّ سَلَمَةَ، وَابْنِ عُمَرَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَأَبُو الشَّعْثَاءِ: اسْمُهُ جَابِرُ بْنُ زَيْدٍ.

اس باب میں سیّدنا علی، عائشہ، انس، ام ہانی، ام صبیہ جہنیہ، ام سلمہ اور سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔ امام ترمذی نے کہا: ابو شعثاء کا نام جابر بن زید ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الحميدي: ٣٠٩، الطبراني في الكبير: ١٠٣١، ابو يعلىٰ: ٧٠٨٠، والبيهقي: ١/١٨٨

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٣٢٢، سنن ابن ماجه: ٣٧٧، سنن نسائي: ١/١٢٩، مسند احمد: ٢٦٧٩٧

فوائد الحدیث: (۱) عورت اور مرد ایک دوسرے کے بچے ہوئے پانی سے وضو یا غسل کر سکتے ہیں اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۲) ماء مستعمل ناپاک نہیں ہوتا جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے۔

(۳) میاں بیوی ایک ہی برتن سے پانی لے کر اکٹھے بھی وضو یا غسل کر سکتے ہیں۔

47- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ فَضْلِ طَهُورِ الْمَرْأَةِ

عورت کے وضو سے بچے ہوئے پانی کی کراہت

63: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي حَاجِبٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي غِفَارٍ، قَالَ: "نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ فَضْلِ طَهُورِ الْمَرْأَةِ".

بنو غفار قبیلے کے ایک شخص نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے عورت کے وضو سے بچے ہوئے پانی (کو استعمال میں لانے) سے منع فرمایا ہے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسَ.

فرمایا: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَكَرِهَ بَعْضُ الْفُقَهَاءِ "الْوُضُوءَ بِفَضْلِ طَهُورِ الْمَرْأَةِ". وَهُوَ قَوْلُ: أَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ، كَرِهَا فَضْلَ طَهُورِهَا، وَلَمْ يَرَيَا بِفَضْلِ سُؤْرِهَا بَأْسًا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بعض فقہاء نے عورت کے وضو سے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا ناپسند کیا ہے۔ یہ امام احمد اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہما اللہ کا موقف ہے۔ اور ان دونوں حضرات نے اس کے وضو سے بچے ہوئے پانی کو ناپسند فرمایا ہے۔ جب کہ وہ اس کے جوٹھے (اس کے پیے ہوئے پانی سے جو بچ جائے اس) میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١/٣٣، الطبراني في الكبير: ٣١٥٧، الدارقطني: ١/٥٣

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٧٨٦٣، سنن ابن ماجه: ٣٧٤

64: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَمَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَاصِمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حَاجِبٍ يُحَدِّثُ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عَمْرٍو الْغِفَارِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ

سیّدنا حکم بن عمرو غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے منع فرمایا کہ آدمی عورت کے وضو سے بچے ہوئے یا اس کے جوٹھے پانی سے وضو کرے۔

ﷺ "نَهَى أَنْ يَتَوَضَّأَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ طَهُورِ الْمَرْأَةِ". أَوْ قَالَ: بِسُؤْرِهَا.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَأَبُو حَاجِبٍ: اسْمُهُ سَوَادَةُ بْنُ عَاصِمٍ.

وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: فِي حَدِيثِهِ "نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَتَوَضَّأَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ طَهُورِ الْمَرْأَةِ". وَلَمْ يَشُكَّ فِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ اور ابو حاجب کا نام سوادہ بن عاصم ہے۔

محمد بن بشار رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی روایت میں بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ آدمی عورت کے وضو سے بچے ہوئے پانی سے وضو کرے۔ انہوں نے شک کا اظہار نہیں کیا۔ (کہ اس کے جوٹھے پانی سے)۔

حکم الحدیث: (صحيح) انظر ما قبله، اخرجه الطبراني في الكبير: ٣١٥٦، الدارقطني: ١/٥٣، البيهقي: ١/١٩١

تخریج الحدیث: مسند ابو داود الطيالسي: ١٢٥٢، احمد: ٢٠٦٥٧، سنن ابو داود: ٨٢، سنن ابن ماجه: ٣٧٣، سنن نسائي: ١/١٧٩، صحيح ابن حبان: ١٢٦٠

فوائد الحدیث: (۱) یہ نہی تنزیہی ہے، تحریمی نہیں جیسا کہ حدیث نمبر ۶۲ سے بھی ثابت ہے اور حدیث نمبر ۶۵ میں بھی بیان ہو رہا ہے۔

(۲) یہ منع کرنا صرف اس ایک حکمت کے پیش نظر ہے کہ بعض اوقات عورت غسل یا وضو کرتے ہوئے صفائی کا خاص خیال نہیں رکھتی بعد میں اسی جگہ وضو یا غسل کرنے والا کراہت محسوس کرتا ہے اور اگر وہ خاوند ہو تو ہو سکتا ہے کہ اس کے دل میں نفرت پیدا ہو جائے۔ اس بات کی تائید ام المومنین سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے جو سنن نسائی کتاب الطہارۃ میں موجود ہے کہ جب ان سے سوال کیا گیا کہ کیا عورت (بیوی) مرد (اپنے خاوند) کے ساتھ غسل کر سکتی ہے؟ تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نَعَمْ إِذَا كَانَتْ كَيِّسَةً "ہاں جب وہ عورت سمجھ دار ہو"۔

(۳) عام لوگوں کو بھی واش روم یا وضو اور غسل کرتے وقت اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ وہ جگہ کو اچھی طرح صاف کر کے جائیں تاکہ بعد میں آنے والا کراہت بھی محسوس نہ کرے اور اس کے دل میں کسی قسم کی نفرت بھی پیدا نہ ہو۔

48- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ

اس (عورت کے وضو سے بچے ہوئے پانی کے بارے) میں رخصت

65: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: اغْتَسَلَ بَعْضُ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ فِي جَفْنَةٍ فَأَرَادَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَتَوَضَّأَ مِنْهُ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي كُنْتُ جُنُبًا. فَقَالَ: إِنَّ الْمَاءَ لَا يُجْنِبُ".

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، وَمَالِكٍ، وَالشَّافِعِيِّ.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، نبی ﷺ کی کسی زوجہ محترمہ نے ایک برتن (ٹب وغیرہ) میں غسل کیا، رسول اللہ ﷺ نے اس میں سے وضو کرنے کا ارادہ فرمایا، تو انہوں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! میں تو جنبی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "پانی ناپاک نہیں ہوتا۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) بعض نے اسے سماک عن عکرمہ کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٦٨، سنن ابن ماجه: ٣٧٠، سنن نسائی: ١/ ١٧٣، مسند احمد: ٢١٠٠-٢١٠٢، صحيح ابن حبان: ١٢٤٢

فوائد الحدیث: اس حدیث سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ جن احادیث میں مرد اور عورت کو ایک دوسرے کے بچے ہوئے پانی سے وضو یا غسل کرنے کی ممانعت ہے وہ صرف کراہت پر محمول ہے، حرام نہیں۔ یعنی نہی تنزیہی ہے، تحریمی نہیں۔

49- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْمَاءَ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ

کوئی چیز پانی کو ناپاک نہیں کرتی

66: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ، وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ! أَنَتَوَضَّأُ مِنْ بِئْرِ بُضَاعَةَ؟ وَهِيَ بِئْرٌ يُلْقَى فِيهَا الْحِيَضُ وَلُحُومُ الْكِلَابِ وَالنَّتْنُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: "إِنَّ الْمَاءَ طَهُورٌ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ".

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، عرض کیا گیا، اللہ کے رسول! کیا ہم بضاعہ کے کنویں سے وضو کر لیا کریں؟ جب کہ اس میں حیض آلود کپڑے، کتوں کے گوشت اور بدبودار چیزیں پھینکی جاتی ہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "پانی پاک کرنے والا ہے، کوئی چیز اسے ناپاک نہیں کرتی۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

وَقَدْ جَوَّدَ أَبُو أُسَامَةَ هَذَا الْحَدِيثَ فَلَمْ يَرْوِ أَحَدٌ حَدِيثَ أَبِي سَعِيدٍ فِي بِئْرِ بُضَاعَةَ أَحْسَنَ مِمَّا رَوَى أَبُو أُسَامَةَ. وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ. وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَعَائِشَةَ.

ابو اسامہ نے اس حدیث کی تحسین کی ہے، بضاع کے کنویں کے بارے میں ابو اسامہ سے بہترین روایت کسی نے روایت نہیں کی۔ اور یہ حدیث دیگر سند سے بھی ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے۔ اور اس باب میں سیّدنا عبد اللہ بن عباس اور سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) المشکوٰۃ: ٤٧٨، صحیح ابی داؤد: ٥٩، صحیح الترمذي: ٥٦، اخرجه الدارقطني: ١/ ٣٠

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٦٦ و ٦٧، سنن نسائی: ١/ ١٧٤، مسند احمد: ١١١١٩، ١١٢٥٧

فوائد الحدیث: (١) اسلام دین فطرت ہے جو کہ انسان کی ظاہری و باطنی صفائی و طہارت کا نا صرف کہ تقاضا کرتا ہے، اسے پسند کرتا ہے، طہارت و پاکیزگی کی تعریف کرتا ہے بلکہ اس کے لیے قواعد و ضوابط اور اصول بھی بیان کرتا ہے تاکہ اس کے ماننے والوں کے لیے کسی موقعہ پر بھی کوئی پریشانی یا تشنگی کا معاملہ نہ ہو۔

لیکن "بعض الناس" نے جب تقلیدی دلدل میں قدم رکھا تو سب سے پہلے انہوں نے قرآن و حدیث کے بعض مسلمہ امور و احکام میں بھی تشکیک پیدا کرنے کی کوشش کی۔ ان میں سے ایک پانی کی طہارت کا مسئلہ ہے اور حضرات مقلدین نے جتنی ذہنی ورزش اس مسئلے میں کی ہے شاید ہی کسی دوسرے مسئلے میں کی ہو حالانکہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا ان عامة الوسواس منه (ترمذی حدیث نمبر ٢١) "کہ اکثر

وسوسے اسی پانی کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں" پھر "بعض الناس" نے امت میں احادیث کے انکار کا بیج بونے اور اس میں شکوک وشبہات پیدا کرنے کے لیے پانی کے مسائل کا ہی سہارا لیا ہے۔ اور ان کی آڑ میں حدیث رسول ﷺ پر ایسے ایسے طعن وتشنیع اور طنز کے تیر برسائے ہیں کہ الامان والحفیظ حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے پاک باز صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مبارک زندگیاں اور کردار بھی ان سے محفوظ نہ رہ سکے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون پھر اس کو محققین عُلماء کے علاوہ "ماسٹر" قسم کے واعظین نے عوام الناس کی 'علمی' جہالت یا سادگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ناگفتہ بہ انداز اور الفاظ میں بیان کرنا شروع کیا کہ لوگوں کے دلوں سے حدیث رسول ﷺ کی محبّت، عقیدت اور اہمیت کو ختم کر کے تقلید کی ضرورت کا داعیہ پیدا کیا جا سکے۔

(۲) حالانکہ مسئلہ بڑا واضح ہے کہ پانی پاک ہے اور پاک کرنے والا بھی ہے کہ اس کے ذریعے سے نجاست وگندگی کو دور کر کے طہارت و پاکی حاصل کی جائے گی۔

خود امام کائنات جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے ضابطہ بیان فرمادیا کہ پانی اگر کثیر تعداد میں ہو تو اس میں کوئی نجاست اور گندگی گر جائے تو اس وقت تک وہ پاک ہی رہتا ہے جب تک کہ اس کا رنگ، بو یا ذائقہ تبدیل نہ ہو جائے یا ان میں سے کوئی ایک تبدیلی واقع نہ ہو جائے۔

(۳) "بعض الناس" کی طرف سے پانی کے متعلق وسوسے پیدا کرنے کے لیے دو حدیثوں کو بنیادی طور پر تختہ مشق بنایا گیا ہے ایک تو یہی "بئر بضاعه" والی روایت ہے اور دوسری اذا کان الماء قلتین والی حدیث، جو آگے آرہی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہی دو حدیثیں پانی کے متعلق تمام قسم کے شکوک وشبہات کو دور کرنے والی ہیں بشرطیکہ کوئی اسے "قلب سلیم" کے ساتھ ایک مومن، مُسلمان کی حَیثیّت سے پڑھے اور سمجھے۔

کبھی تو ان کی اسناد اور متن پر بلاوجہ اعتراضات اور غیر ضروری بحث کر کے ان کو ناقابل قبول بنانے کی کوشش کی گئی اور کبھی عوام الناس کی سادگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اسے ناقابل عمل ٹھہرایا گیا۔ اللہ تعالیٰ کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے حضرات محدثین کرام پر جنہوں نے ہر لحاظ اور ہر انداز سے احادیث رسول ﷺ کا دفاع کیا اور "بعض الناس" کی طرف سے پیدا کیے گئے وسواس کا خوب خوب رد کیا فجزاهم الله عن سائر المسلمين۔ (جن کی تفصیل بڑی کتب میں موجود ہے)

(۴) یہاں صرف یہ عرض کرنا مقصود ہے کہ "بئر بضاعه" والی روایت صحیح بھی ہے اور انسانی فطرت کے تقاضوں کے عین مطابق قابل عمل بھی۔ صورت حال یہ ہے کہ یہ کوئی ایسا کنواں نہیں تھا جس میں لوگ جان بوجھ کر گندگی اور نجاست پھینکتے تھے بلکہ یہ مدینہ منورہ کے ایک محلے بنو ساعدہ میں ایک ڈھلان میں واقع تھا جب بارشیں وغیرہ نہ ہوتیں تو ارد گرد سے ایسی چیزیں ہوا سے اڑ کر اس میں گر جاتیں اور جب بارشیں ہوتیں تو کنواں پانی سے بھر جاتا اور ساری نجاست اور گندگی پانی کے بہاؤ کے ساتھ بہہ جاتی اور پانی صاف شفاف باقی رہ جاتا تو لوگ اس پانی کو اپنی دیگر ضروریات کے علاوہ طہارت کے لیے بھی استعمال کرتے۔ لہٰذا اس میں نہ تو شکوک وشبہات ہیں اور نہ ہی کسی قسم کا وہم اور وسوسہ وغیرہ۔

اور جن لوگوں نے اپنے مذہب اور موقف کو ثابت کرنے کے لیے احادیث رسول ﷺ کو تختہ مشق بنایا ہے وہ نا صرف کہ سعی لاحاصل بلکہ عذر گناہ بدتر از گناہ کا عملی نمونہ ہے۔

خود اپنی حالت یہ ہے کہ پانی کے مسئلہ میں کوئی متحقق اصول بیان کرنے سے قاصر ہیں اور یہ جو "عشرة فی عشرة" کا اصول فقہ حنفی کی امہات الکتب میں منقول ہے کہ دور حاضر میں احناف کے مُفتی اعظم مولانا مُفتی محمد تقی عثمانی نے یہ کہہ کر اس کی حقیقت واضح کر دی ہے کہ

"فقہاء متاخرین کے یہاں "عشر فی عشر" کی جو تحدید مشہور ہوگئی ہے وہ آئمہ مذہب سے منقول نہیں" نیز اس سے پہلے وہ واضح طور پر اقرار کر چکے ہیں کہ احناف کے نزدیک قلیل وکثیر کی کوئی مقدار مقرر نہیں ہے بلکہ امام ابو حنیفہ نے اس کو رائے مبتلیٰ بہ پر چھوڑا ہے۔

(بحوالہ، درس ترمذی ص ۲۶۷)

یعنی "بعض الناس" کی ساری فقاہت پانی بہالے گیا ہے اور آخر کار انہوں نے اس کو پانی استعمال کرنے والے کی رائے اور مرضی پر چھوڑ دیا ہے کہ جسے پاک سمجھتا ہے استعمال کرے اور جسے ناپاک سمجھتا ہے اسے چھوڑ دے۔ تو کیا کوئی سلیم الطبع شخص یہ بتانا پسند کرے گا کہ اب تقلید کہاں گئی اور اس کا جواز کیا رہ گیا ہے۔ آج تک حضرات احناف تقلید کے جواز میں یہ عذر تراشتے آئے ہیں کہ قرآن وحدیث میں بعض مسائل بیان نہیں ہوئے یا ان کی وضاحت نہیں لہٰذا ان کے حل کے لیے تقلید ضروری ہے۔ حالانکہ یہ عذر کسی اختراء سے کم نہیں اور وہ بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (المائدہ:۳)

"آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمتوں کو تم پر مکمل کیا اور تمہارے لیے دین اسلام کو پسند کیا ہے"۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بھما کتاب اللہ وسنۃ نبیہ۔ (موطا امام مالک ص ۵۶۱) "میں تم میں دو چیزیں چھوڑ چلا ہوں جب تک تم ان دونوں پر مضبوطی سے عمل کرو گے گمراہ نہیں ہوگے۔ ایک اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن مجید) اور دوسری اس کے رسول ﷺ کی سُنت (حدیث) ہے"۔ اس لیے میری ان تمام حضرات سے گزارش ہے جو مقلدین حضرات کی چکنی چپڑی باتوں اور خوش نما دعوؤں کے دھوکے میں آکر تقلیدی دلدل میں پھنس چکے ہیں، واپس پلٹ آئیں اللہ تعالیٰ کے کامل و اکمل دین اسلام کی طرف کہ جو قرآن وحدیث کی صورت میں اپنی اصل شکل میں موجود ہے اور جو قیامت تک پیش آنے والے ہر قسم کے مسائل میں امت محمدیہ کے لیے حل اور راہنمائی پیش کرتا ہے۔ ان اریدالا الاصلاح وما توفیقی الا باللہ۔

50- بَابٌ مِنْهُ آخَرُ

اسی بارے میں دوسرا بیان

67: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَهُوَ يُسْأَلُ عَنِ الْمَاءِ يَكُونُ فِي الْفَلَاةِ مِنَ الْأَرْضِ وَمَا يَنُوبُهُ مِنَ السِّبَاعِ وَالدَّوَابِّ؟ قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: "إِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ لَمْ يَحْمِلِ الْخَبَثَ".

قَالَ عَبْدَةُ: قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ: الْقُلَّةُ هِيَ الْجِرَارُ، وَالْقُلَّةُ الَّتِي يُسْتَقَى فِيهَا.

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، جب کہ آپ ﷺ سے اس پانی کے بارے میں پوچھا جارہا تھا جو جنگل میں ہو جس پر درندے اور چوپائے (پانی پینے) آتے ہوں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب پانی دو مٹکے ہو تو وہ ناپاک نہیں ہوتا۔"

امام عبدہ کہتے ہیں امام محمد بن اسحق نے کہا کہ قُلہ سے مراد مٹکا ہے اور قلہ اس مشکیزے کو بھی کہتے جس میں پانی ڈالا جاتا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ، قَالُوا: إِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ لَمْ يُنَجِّسْهُ شَيْءٌ مَا لَمْ يَتَغَيَّرْ رِيحُهُ أَوْ طَعْمُهُ، وَقَالُوا يَكُونُ نَحْوًا مِنْ خَمْسِ قِرَبٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ امام شافعی، امام احمد اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ کا موقف ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب پانی دو مٹکے ہو تو کوئی چیز اسے ناپاک نہیں کرتی جب تک اس کی بو اور ذائقہ تبدیل نہ ہو۔ اور انہوں نے کہا: وہ تقریباً پانچ مشکیزوں کے برابر ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١/١٤٤، ابن خزيمه: ٩٢، ابن الجارود: ٤٥، ابو يعلىٰ: ٥٥٩٠

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٦٣-٦٥، سنن ابن ماجه: ٥١٧، سنن نسائي: ١/١٧٥، مسند احمد: ٤٦٠٥، صحيح ابن حبان: ١٢٤٩

فوائد الحدیث: (۱) یہ حدیث پانی کی کم از کم مقدار مقرر کرنے میں بڑی واضح اور صریح ہے لیکن افسوس کہ بعض الناس نے اس حدیث کو رد کرنے میں بھی ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے اور ایسی ایسی دور از کار تاویلیں کی ہیں کہ ان فقہاء کی فقاہت کا ماتم کرنے کو جی چاہتا ہے۔ اور صحیح بات تو یہ ہے کہ بعض تاویلیں تو علم و دانش اور فہم و فقاہت کے ساتھ کسی سنگین مذاق سے کم نہیں اور پھر ان احادیث کے مؤولین یا منکرین کی بے بسی کی واضح تصویر بھی ہیں۔ کبھی اس کی سند، متن، معنی اور کبھی مصداق کی آڑ میں اس کو رد کرنے کی ناکام کوشش کی گئی تو بقول مولانا تقی عثمانی حنفی دیوبندی کے بڑے بڑے اکابر علماء احناف اسے ضعیف ثابت کرنے کے لیے مشکل میں پڑ گئے اور اعلانیہ اس حدیث کے سند، متن، معنی اور مصداق کے اعتبار سے صحیح تسلیم کرنے پر مجبور ہو گئے۔ چنانچہ مولانا عثمانی فرماتے ہیں "ان وجوہات (جو مولانا تقی عثمانی صاحب اس سے پہلے بیان کر چکے ہیں) کی بناء پر محدثین کے ایک بڑے طائفہ نے اس کو صحیح کہا ہے"۔

امام شافعی، امام احمد، حافظ ابن مندہ اور حافظ ابن حجر اس کی تصحیح کرتے ہیں امام ترمذی کا صنیع بھی اسی پر دلالت کرتا ہے۔ حنفیہ میں سے بھی شیخ ابن ہمام کا رجحان بھی عدم تضعیف کی طرف ہے امام طحاوی نے بھی اس کی سند پر کوئی کلام نہیں کیا، صاحب سعایہ بھی عدم تضعیف کی طرف مائل ہیں، اسی لیے حضرت گنگوہی نے "الکوکب الدری" میں فرمایا کہ حدیث قلتین کی تضعیف مشکل ہے۔ (درس ترمذی ۱/۲۷۵)

(۲) قُلّہ مٹی کے مٹکے، گھڑے کو کہتے ہیں۔ اس وقت مدینہ منورہ بلکہ پورے حجاز میں یمن کے علاقے "ھجر" کے بنے ہوئے مٹکے معروف و مستعمل تھے لہٰذا انہی کا اعتبار کیا جائے گا۔ ایک قُلّہ میں پانی کی مقدار ۲ من ۲۵ سیر ۷ چھٹانک ۲ تولے ۶ ماشے ہے لہٰذا دو قلے میں مقدار ۵ من ۱۰ سیر ۱۴ چھٹانک ۵ تولے ہوئی۔

(۳) اگر پانی کی مقدار دو قلوں (۵ من ۱۰ سیر ۱۴ چھٹانک ۵ تولے) سے کم ہو اور اس میں کوئی نجاست گر جائے تو وہ پانی ناپاک ہو جاتا ہے خواہ اس کا رنگ، بُو اور ذائقہ نہ بھی بدلا ہو۔ اور اگر پانی دو قلوں کی مقدار یا اس سے زیادہ ہو تو پھر نجاست گرنے کی وجہ سے اس وقت تک ناپاک نہیں ہوتا بلکہ طاہر، پاک رہتا ہے جب تک اس کے رنگ، بو اور ذائقہ میں سے کسی ایک میں تبدیلی نہ آجائے۔

51- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْبَوْلِ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ

کھڑے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے کی ممانعت

68: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "تم

مَعْمَرٍ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "لَا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ مِنْهُ".

میں سے کوئی کھڑے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کرے، پھر وہ اس سے وضو کرے گا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ.

اور اس باب میں جابر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے

حکم الحدیث: (صحيح) ابن ماجه: ٣٤٤، اخرجه عبدالرزاق: ٢٩٩، ابو عوانه: ١/٢٧٦، والبيهقي: ١/٩٧

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۲۳۹، صحیح مسلم: ۲۸۲ سنن ابو داود: ۶۹ و ۷۰، سنن نسائی: ١/٤٩ و ١٩٧، مسند احمد: ٧٥٢٥ و ٨١٨٦، صحيح ابن حبان: ١٢٥١

فوائد الحدیث: (۱) کھڑے پانی میں پیشاب نہیں کرنا چاہیے خواہ پانی تھوڑا ہو یا زیادہ۔

(۲) کھڑے پانے سے مراد ہے جو حوض یا تالاب کی شکل میں ہو۔ نہر یا دریا کی طرح جاری نہ ہو۔

52- بَابُ مَا جَاءَ فِي مَاءِ الْبَحْرِ أَنَّهُ طَهُورٌ

سمندر کا پانی پاک کرنے والا

69: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، عَنْ مَالِكٍ [ح] وَحَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا مَعْنٌ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ سَلَمَةَ مِنْ آلِ ابْنِ الْأَزْرَقِ أَنَّ الْمُغِيرَةَ بْنَ أَبِي بُرْدَةَ، وَهُوَ مِنْ بَنِي عَبْدِ الدَّارِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: سَأَلَ رَجُلٌ رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّا نَرْكَبُ الْبَحْرَ وَنَحْمِلُ مَعَنَا الْقَلِيلَ مِنَ الْمَاءِ، فَإِنْ تَوَضَّأْنَا بِهِ عَطِشْنَا أَفَنَتَوَضَّأُ مِنْ مَاءِ الْبَحْرِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: "هُوَ الطَّهُورُ مَاؤُهُ، الْحِلُّ مَيْتَتُهُ".

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ دریافت کیا تو عرض کی، اللہ کے رسول! ہم سمندر کا سفر کرتے ہیں اور اپنے ساتھ تھوڑا سا پانی لے جاتے ہیں، اگر ہم اس سے وضو کرتے ہیں تو پیاسے رہ جاتے ہیں، کیا ہم سمندر کے پانی سے وضو کر لیا کریں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اس کا پانی پاک کرنے والا ہے اور اس کا مرا ہوا جانور حلال ہے۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ، وَالْفِرَاسِيِّ.

امام ترمذی نے فرمایا اس باب میں سیّدنا جابر اور فراسی رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ الْفُقَهَاءِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْهُمْ أَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَابْنُ عَبَّاسٍ "لَمْ يَرَوْا بَأْسًا بِمَاءِ الْبَحْرِ". وَقَدْ كَرِهَ بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ "الْوُضُوءَ بِمَاءِ الْبَحْرِ"

نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اکثر فقہاء کا یہی قول ہے۔ ابو بکر، عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم ان میں سے ہیں۔ اور انہوں نے سمندر کے پانی سے وضو کرنے میں کوئی حرج محسوس نہیں کیا۔

مِنْهُمُ ابْنُ عُمَرَ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو. وَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو: هُوَ نَارٌ.

نبی ﷺ کے بعض صحابہ نے سمندر کے پانی سے وضو کرنا ناپسند قرار دیا ہے۔ ابن عمر اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما انہی میں سے ہیں۔ جب کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ تو آگ ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١/١٣١، ابن خزيمه: ١١١، ابن الجارود: ٤٣، والحاكم: ١/١٤١، ١٤٠

تخریج الحدیث: مؤطا امام مالک: ١/٢٢، وسنن ابو داود: ٨٣، سنن ابن ماجه: ٣٨٦ و ٣٢٤٦، سنن نسائی: ١/٥٠ و ١٧٦ مسند احمد: ٧٢٣٣، صحيح ابن حبان: ١٢٤٣

فوائد الحدیث: (۱) اس حدیث سے ایک مسئلہ تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ ماء کثیر نجاست کی وجہ سے نجس، ناپاک نہیں ہوتا جیسا کہ سمندر میں بے شمار حیوانات رہتے ہیں ان کے فضلے بھی ہیں اور بعض مر بھی جاتے ہیں لیکن وہ پانی کے اندر ہی ہوتے ہیں تو ان کی نجاست چونکہ پانی کے رنگ، بُو اور ذائقے پر غالب نہیں آتی اس لیے اسے پاک بیان کیا گیا ہے۔

(۲) سمندر کے مردار سے وہ جانور مراد ہیں جو سمندری ہوں یعنی پانی کے بغیر زندہ نہ رہ سکتے ہوں اگر سمندر میں مر بھی جائیں تب بھی حلال ہیں جیسے مچھلی وغیرہ۔ خشکی کا کوئی جانور سمندر میں ڈوب کر مر جائے تو وہ حلال نہیں۔

53- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّشْدِيدِ فِي الْبَوْلِ

پیشاب سے انتہائی احتیاط کی ضرورت

70: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، وَقُتَيْبَةُ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ الأَعْمَشِ، قَالَ: سَمِعْتُ مُجَاهِدًا، يُحَدِّثُ عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "مَرَّ عَلَى قَبْرَيْنِ فَقَالَ: إِنَّهُمَا يُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ، أَمَّا هَذَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ، وَأَمَّا هَذَا فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ".

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے، تو فرمایا: "ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے، اور انہیں کسی بڑے گناہ (کی پاداش) میں عذاب نہیں ہو رہا، رہا یہ شخص تو یہ پیشاب سے آڑ نہیں بناتا تھا (یعنی اپنے جسم پر پیشاب کی چھینٹیں وغیرہ پڑنے سے بچتا نہیں تھا) اور رہا یہ شخص تو یہ چغل خوری کیا کرتا تھا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَأَبِي مُوسَى، وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ حَسَنَةَ، وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، وَأَبِي بَكْرَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اس باب میں ابوہریرہ، ابو موسیٰ، عبدالرحمٰن بن حسنہ، زید بن ثابت اور ابو بکرہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَرَوَى مَنْصُورٌ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ طَاوُسٍ.

منصور نے اس حدیث کو مجاہد عن ابن عباس کی سند سے روایت کیا ہے۔ اور انہوں نے اس میں عن طاؤس کا ذکر نہیں کیا۔

وَرِوَايَةُ الأَعْمَشِ أَصَحُّ. قَالَ: وَسَمِعْتُ أَبَا بَكْرٍ مُحَمَّدَ بْنَ

اعمش کی روایت زیادہ صحیح ہے۔ وکیع بیان کرتے ہیں ابراہیم کی

أَبَانَ الْبَلْخِيَّ مُسْتَمْلِي وَكِيعٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ وَكِيعًا، منصور کے اسناد کو سب سے زیادہ یاد رکھنے والے اعمش ہیں۔
يَقُولُ: الأَعْمَشُ أَحْفَظُ لِإِسْنَادِ إِبْرَاهِيمَ مِنْ مَنْصُورٍ.

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ٧٤٥، ابن خزيمه: ٥٦، البيهقي: ١/ ١٤٠، البغوي: ١٨٣

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٢١٨، صحيح مسلم: ٢٩٢، سنن ابو داود: ٢٠، سنن ابن ماجه: ٣٤٧، سنن نسائي: ١/٢٨-٢٩، و ٤/١٠٦، مسند احمد: ١٩٨٠، ١٩٨١، صحيح ابن حبان: ٣١٢٨

فوائد الحدیث: (۱) قبر کا عذاب ایک حقیقت ہے جو گنہگاروں کو ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے محفوظ رکھے (آمین)

(۲) اپنے کپڑوں اور جسم کی طہارت و صفائی کا اہتمام رکھنا چاہئے حتی کہ اپنے پیشاب وغیرہ کے چھینٹوں سے بھی بچنا چاہئے کیونکہ عذاب قبر کا باعث ہے۔

(۳) چغلی اور غیبت سے بھی بچنا چاہئے یہ اتنا بڑا جرم اور گناہ ہے کہ اس کی وجہ سے عذاب قبر ہوتا ہے۔

(۴) چغلی اور غیبت یہ ہے کہ انسان کسی دوسرے کی برائی اس کی عدم موجودگی میں اس کو شرمندہ و ذلیل کرنے کے لئے بیان کرے۔ اگر کسی کی برائی کے شر سے کسی دوسرے کو بچانا مقصود ہو تو اس کو آگاہ کرنا غیبت کے حکم میں نہیں۔

(۵) وما يعذبان فی کبیر کا مطلب ہے کہ ان دونوں کاموں سے بچنا کوئی مشکل نہ تھا۔ یعنی اگر تھوڑی سی کوشش اور احتیاط کر لیتا تو ان دونوں گناہوں سے بچ سکتا تھا۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ یہ دونوں عمل کوئی بڑے گناہ والے کام نہیں۔

54- بَابُ مَا جَاءَ فِي نَضْحِ بَوْلِ الْغُلَامِ قَبْلَ أَنْ يَطْعَمَ

شیر خوار بچے کے پیشاب کا حکم

71: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، وَأَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ، قَالَتْ: "دَخَلْتُ بِابْنٍ لِي عَلَى النَّبِيِّ ﷺ لَمْ يَأْكُلِ الطَّعَامَ فَبَالَ عَلَيْهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَرَشَّهُ عَلَيْهِ".

سیّدہ ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، میں اپنے شیر خوار بچے کے ساتھ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ تو اس نے آپ ﷺ (کے کپڑوں) پر پیشاب کر دیا۔ آپ نے پانی منگوایا اور اس پر چھڑک دیا۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ، وَعَائِشَةَ، وَزَيْنَبَ، وَلُبَابَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ، وَهِيَ أُمُّ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَأَبِي السَّمْحِ، وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، وَأَبِي لَيْلَى، وَابْنِ عَبَّاسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس باب میں سیّدنا علی، عائشہ، زینب، لبابہ بنت حارث اور ام فضل بن عباس بن عبد المطلب، ابو سمح، عبد اللہ بن عمرو، ابو لیلی اور سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَالتَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ، مِثْلِ أَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ، قَالُوا: "يُنْضَحُ بَوْلُ الْغُلَامِ وَيُغْسَلُ بَوْلُ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نبی ﷺ کے اصحاب اور تابعین میں سے اور بعد کے اکثر اہل علم، جیسے امام احمد اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہما اللہ کا یہی موقف ہے کہ لڑکے کے پیشاب پر پانی

الْجَارِيَةِ" وَهَذَا مَا لَمْ يَطْعَمَا فَإِذَا طَعِمَا غُسِلَا جَمِيعًا.

چھڑکا جائے گا اور لڑکی کا پیشاب دھویا جائے گا۔
یہ اس صورت میں ہے جب کہ وہ کھانا نہ کھاتے ہوں (شیر خوار ہوں) اور جب وہ کھانا کھاتے ہوں تو پھر دونوں کا پیشاب دھویا جائے گا۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه الحميدي: ٣٤٣، ابن الجارود: ١٣٩، ابن خزيمه: ٢٨٥، ابو عوانه: ١/٢٠٢-٢٠٣

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٢٢٣ و ٥٦٩٣، صحيح مسلم: ٢٨٧، سنن ابو داود: ٣٧٤، سنن ابن ماجه: ٥٢٤، سنن نسائی: ١/١٥٧، مسند احمد: ٢٦٩٩٦، صحيح ابن حبان: ١٣٧٣-١٣٧٤

فوائد الحدیث: اس حدیث کی رو سے شیر خوار (وہ بچہ جس کی خوراک صرف دودھ ہو اس کے علاوہ کوئی چیز نہیں کھاتا ہو) بچے کا پیشاب کرنے کی صورت میں صرف کپڑوں وغیرہ پر چھینٹے مارنے ہی کافی ہیں جبکہ بچی اگر پیشاب کر دے تو پھر دھونا ضروری ہے۔ بعض لوگ یہ فرق نہیں کرتے بلکہ بچی اور بچے دونوں کے پیشاب کو دھونا ضروری قرار دیتے ہیں تو ان کی بات درست نہیں، رسول اکرم ﷺ کے طریقے اور سُنت کے خلاف ہے۔

55- بَابُ مَا جَاءَ فِي بَوْلِ مَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ

جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کے پیشاب کا حکم

72: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ، حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ، وَقَتَادَةُ، وَثَابِتٌ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ نَاسًا مِنْ عُرَيْنَةَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ فَاجْتَوَوْهَا فَبَعَثَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي إِبِلِ الصَّدَقَةِ وَقَالَ: "اشْرَبُوا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا". فَقَتَلُوا رَاعِيَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَاسْتَاقُوا الإِبِلَ وَارْتَدُّوا عَنِ الإِسْلَامِ فَأُتِيَ بِهِمُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ مِنْ خِلَافٍ، وَسَمَرَ أَعْيُنَهُمْ، وَأَلْقَاهُمْ بِالْحَرَّةِ". قَالَ أَنَسٌ: فَكُنْتُ أَرَى أَحَدَهُمْ يَكُدُّ الأَرْضَ بِفِيهِ حَتَّى مَاتُوا. وَرُبَّمَا قَالَ حَمَّادٌ: يَكْدُمُ الأَرْضَ بِفِيهِ حَتَّى مَاتُوا.

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عرینہ قبیلے کے کچھ لوگ مدینہ آئے تو انہیں وہاں کی آب و ہوا موافق نہ آئی۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں صدقہ کے اونٹوں (کی چراگاہ) میں بھیج دیا اور فرمایا: "ان کا دودھ اور پیشاب پیو۔" پس انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹ ہانک کر لے گئے، نیز اسلام سے مرتد ہو گئے۔ انہیں (پکڑ کر) نبی ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ تو آپ نے ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف سمت سے کاٹ ڈالے، ان کی آنکھوں میں سلائیاں پھیر دیں۔ اور انہیں حرہ (گرم پتھریلی جگہ) میں پھینک دیا۔ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے ان میں سے ایک کو منہ کے ساتھ زمین کریدتے ہوئے دیکھا حتیٰ کہ وہ مر گئے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَنَسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔
اور بے شک یہ روایت سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے کئی ایک طرف سے مروی ہے۔

وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوا: لَا بَأْسَ بِبَوْلِ مَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ.

اکثر اہل علم کا قول ہے کہ جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہو، ان کے پیشاب میں کوئی مضائقہ نہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) الارواء: ١٧٧، الروض ٤٣، اخرجه الطحاوي في شرح المعاني: ٣/١٨٠، البغوي: ٢٥٦٩

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٣٣، صحیح مسلم: ١٦٧١، سنن ابو داود: ٤٣٦٤-٤٣٦٨، سنن ابن ماجه: ٢٥٧٨، سنن نسائی: ١/١٥٨ و ١٦٠ و ٧/٩٣، مسند احمد: ١٢٠٤٢ و ١٤٠٦١، صحیح ابن حبان: ١٣٨٦

73: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ الأَعْرَجُ الْبَغْدَادِيُّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ غَيْلَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: "إِنَّمَا سَمَلَ النَّبِيُّ ﷺ أَعْيُنَهُمْ لأَنَّهُمْ سَمَلُوا أَعْيُنَ الرُّعَاةِ".

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْلَمُ أَحَدًا ذَكَرَهُ غَيْرَ هَذَا الشَّيْخِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ زُرَيْعٍ.

وَهُوَ مَعْنَى قَوْلِهِ: (وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ).

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، نبی ﷺ نے ان کی آنکھوں میں صرف اس لیے سلائیاں پھیریں تھیں کہ انہوں نے بھی چرواہوں کی آنکھوں میں سلائیاں پھیریں تھیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ یزید بن زریع سے صرف اسی الشیخ نے روایت کیا ہے۔

اور آپ ﷺ کا یہ فعل (سلائیاں پھیرنے والا) اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ((وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ)) (المائدہ: ٤٥) کے مطابق تھا۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، قَالَ: إِنَّمَا فَعَلَ بِهِمُ النَّبِيُّ ﷺ هَذَا قَبْلَ أَنْ تَنْزِلَ الْحُدُودُ.

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا: نبی ﷺ نے حدود کے نازل ہونے سے پہلے ان کے ساتھ یہ سلوک کیا تھا۔

حکم الحدیث: (صحیح) صحیح الترمذي: ٦٣، اخرجه ابو يعلى: ٤٠٦٨، والطبراني في الاوسط: ١٧٣١، والبيهقي: ٨/٦٢

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ١٦٧١، ١٤، سنن نسائی: ٧/١٠٠، والطحاوی: ١٨٢٣، والطبرانی فی الاوسط: ١٧٣١، سنن دارقطنی: ٣/١٣٦، صحیح ابن حبان: ٤٤٧٤

فوائد الحدیث: (۱) ما کول اللحم حیوانات (وہ جانور جن کا گوشت کھایا جاتا ہے) کا پیشاب نجس نہیں، تبھی تو آپ ﷺ نے اسے بطور دوا تجویز فرمایا ہے اگر یہ نجس ہوتا تو نبی کریم ﷺ اسے بطور دوا تجویز نہ فرماتے۔

(۲) اس حدیث سے قصاص بالمثل کی دلیل بھی ملتی ہے کہ جس طرح قاتل نے مقتول کو قتل کیا ہے۔ اسی طرح قتل کر کے قاتل سے بدلہ لیا جائے گا۔ سوائے ان صورتوں میں کہ جہاں شریعت کے کسی دوسرے حکم کی خلاف ورزی ہوتی ہو جیسے زنا یا لواطت کی صورت ہے کہ زنا اور لواطت بذات خود ایک جرم ہیں جو بطور قصاص بھی جائز نہیں۔

(۳) جو لوگ یہ موقف رکھتے ہیں کہ قصاص صرف تلوار کے ذریعے ہی لیا جا سکتا ہے ان کی بات اور موقف درست نہیں۔

56- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوءِ مِنَ الرِّيحِ

ہوا خارج ہونے سے وضو

74: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، وَهَنَّادٌ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "آواز یا ہوا کے بغیر (دوبارہ) وضو کرنا ضروری نہیں۔"

أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: "لَا وُضُوءَ إِلَّا مِنْ صَوْتٍ أَوْ رِيحٍ".
قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ٧٢٧، ابن خزيمه: ٢٨،٢٧،٢٤

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٥١٥، مسند احمد: ٩٣١٣ و ١٠٠٩٣

75: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: "إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ فِي الْمَسْجِدِ فَوَجَدَ رِيحًا بَيْنَ أَلْيَتَيْهِ فَلَا يَخْرُجْ حَتَّى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيحًا".
قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ، وَعَلِيِّ بْنِ طَلْقٍ، وَعَائِشَةَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَابْنِ مَسْعُودٍ، وَأَبِي سَعِيدٍ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی مسجد میں ہو اور وہ اپنی سرین میں کچھ ہوا (کا شبہ) پائے تو وہ (وضوء کے لیے) نہ نکلے حتیٰ کہ آواز سن لے یا بو محسوس کر لے۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اور اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن زید، علی بن طلق، عائشہ، ابن عباس، ابن مسعود اور ابو سعید رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.
وَهُوَ قَوْلُ الْعُلَمَاءِ: "أَنْ لَا يَجِبَ عَلَيْهِ الْوُضُوءُ إِلَّا مِنْ حَدَثٍ يَسْمَعُ صَوْتًا أَوْ يَجِدُ رِيحًا".

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔
علماء کا قول بھی یہی ہے کہ وضو ٹوٹ جانے ہی کی صورت میں اس پر وضو واجب ہوتا ہے۔ کہ وہ آواز سنے یا بو محسوس کرے۔

وَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ إِذَا شَكَّ فِي الْحَدَثِ فَإِنَّهُ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ الْوُضُوءُ حَتَّى يَسْتَيْقِنَ اسْتِيقَانًا يَقْدِرُ أَنْ يَحْلِفَ عَلَيْهِ. وَقَالَ: إِذَا خَرَجَ مِنْ قُبُلِ الْمَرْأَةِ الرِّيحُ وَجَبَ عَلَيْهَا الْوُضُوءُ. وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ، وَإِسْحَاقَ.

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جب اسے وضو ٹوٹ جانے میں شک ہو تو اس پر وضو واجب نہیں ہوتا حتیٰ کہ اسے ایسا یقین ہو جائے کہ وہ اس پر حلف اٹھا سکے اور فرمایا: جب عورت کے قُبل سے ہوا نکل جائے تو اس پر وضوء واجب ہو جاتا ہے۔ اور یہ امام شافعی اور امام اسحاق رحمہما اللہ کا قول ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح ابي داؤد: ١٦٩

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٣٦٢، سنن ابو داود: ١٧٧ مسند احمد: ٩٣٥٥

76: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "إِنَّ اللهَ لَا يَقْبَلُ صَلَاةَ أَحَدِكُمْ إِذَا أَحْدَثَ حَتَّى يَتَوَضَّأَ".
قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم میں سے کسی کا وضو ٹوٹ جائے تو اللہ اس کی نماز قبول نہیں کرتا حتیٰ کہ وہ وضو کر لے۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب حسن، صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح ابي داؤد: ٥٤، صحيح الترمذي: ٧٦، اخرجه ابن خزيمه: ١١، تهذيب الكمال: ٦٢/١٨

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٣٥ و ٦٩٥٤، صحیح مسلم: ٢٢٥، سنن ابو داود: ٦٠، مسند احمد: ٨٠٧٨

فوائد الحدیث: (۱) ایک آدمی نے وضو کر لیا اب اس کو شک پڑ گیا کہ شاید میرے پیٹ سے ہوا وغیرہ خارج ہوئی ہے۔ اب اگر اس کو یقین ہے کہ ہوا خارج ہوئی تو اس کا وضو ٹوٹ گیا ہے وہ دوبارہ وضو کرے خواہ اسے آواز سنائی دی یا نہیں اور بدبو آئے یا نہیں۔ لیکن اگر اسے شبہ ہے اور اس نے آواز بھی نہیں سنی اور نہ ہی بو محسوس کی ہے تو اس کا وضو برقرار ہے۔

(۲) ہوا خارج ہونے سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے جیسا کہ دوسری حدیث میں سیّدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ شکی الی النبی ﷺ الرجل یجد الشئی فی الصلوٰۃ قال لا ینصرف حتی یجد ریحا او یسمع صوتا۔ (سنن نسائی کتاب الطہارۃ) کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک آدمی کا معاملہ پیش کیا گیا جسے نماز میں شک پڑ جاتا ہے کہ شاید اس کی ہوا خارج ہو گئی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تک وہ آواز نہ سن لے یا بو محسوس نہ کرے اس وقت نماز نہ چھوڑے۔

(۳) بغیر وضو کے نماز نہیں ہوتی لہٰذا نماز کے دوران بھی وضو ٹوٹ جائے تو نماز چھوڑ کر وضو کرے اور پھر دوبارہ نماز پڑھے۔

57- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوءِ مِنَ النَّوْمِ

نیند کی وجہ سے وضو کرنا

77: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى كُوفِيٌّ، وَهَنَّادٌ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْمُحَارِبِيُّ، الْمَعْنَى وَاحِدٌ قَالُوا: حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ الْمُلَائِيُّ، عَنْ أَبِي خَالِدٍ الدَّالَانِيِّ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ نَامَ وَهُوَ سَاجِدٌ حَتَّى غَطَّ أَوْ نَفَخَ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي. فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّكَ قَدْ نِمْتَ قَالَ: "إِنَّ الْوُضُوءَ لَا يَجِبُ إِلَّا عَلَى مَنْ نَامَ مُضْطَجِعًا فَإِنَّهُ إِذَا اضْطَجَعَ اسْتَرْخَتْ مَفَاصِلُهُ".

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا آپ سجدے کی حالت میں سو رہے تھے، حتیٰ کہ آپ ﷺ خراٹے لینے لگے، پھر آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور نماز پڑھنے لگے۔ میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! آپ تو سو گئے تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "وضوء صرف اسی شخص پر واجب ہوتا ہے جو چت لیٹ کر سو جائے، کیونکہ جب وہ چت لیٹ جاتا ہے تو اس کے جوڑ ڈھیلے ہو جاتے ہیں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَأَبُو خَالِدٍ اسْمُهُ يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ، وَابْنِ مَسْعُودٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

امام ترمذی نے کہا: ابو خالد کا نام یزید بن عبدالرحمٰن ہے اور اس باب میں عائشہ، ابن مسعود اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) المشكوٰة: ٣١٨، ضعيف ابي داؤد: ٥٢، اس میں ابو خالد مدلس کا عنعنہ اور قتادہ اور ابو العالیہ کے درمیان انقطاع ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابي داود: ٢٠٢، مسند احمد: ٢٣١٥، وشرح مشكل الآثار ٣٤٢٩

78: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: "كَانَ

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ کے اصحاب سو جاتے تھے، پھر اٹھتے اور نماز پڑھتے تھے اور وہ وضو

أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَنَامُونَ ثُمَّ يَقُومُونَ فَيُصَلُّونَ وَلَا يَتَوَضَّئُونَ".

نہیں کرتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

قَالَ: وَسَمِعْتُ صَالِحَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: سَأَلْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ الْمُبَارَكِ عَمَّنْ نَامَ قَاعِدًا مُعْتَمِدًا فَقَالَ: "لَا وُضُوءَ عَلَيْهِ".

اور انہوں نے فرمایا: میں نے صالح بن عبداللہ کو بیان کرتے ہوئے سنا۔ میں نے عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے بیٹھے بیٹھے ٹیک لگا کر سونے والے شخص کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا: اس پر وضو نہیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رَوَى حَدِيثَ ابْنِ عَبَّاسٍ سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَوْلَهُ: وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ أَبَا الْعَالِيَةِ وَلَمْ يَرْفَعْهُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سعید بن ابی عروبہ نے قتادہ سے عبداللہ بن عباس کی یہ حدیث ان کا قول بیان کیا ہے اس میں نہ تو انہوں نے ابو العالیہ کا ذکر کیا ہے اور نہ ہی اس کو مرفوع بیان کیا ہے۔

وَاخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِي الْوُضُوءِ مِنَ النَّوْمِ فَرَأَى أَكْثَرُهُمْ "أَنْ لَا يَجِبَ عَلَيْهِ الْوُضُوءُ إِذَا نَامَ قَاعِدًا أَوْ قَائِمًا حَتَّى يَنَامَ مُضْطَجِعًا". وَبِهِ يَقُولُ الثَّوْرِيُّ، وَابْنُ الْمُبَارَكِ، وَأَحْمَدُ. قَالَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِذَا نَامَ حَتَّى غُلِبَ عَلَى عَقْلِهِ وَجَبَ عَلَيْهِ الْوُضُوءُ، وَبِهِ يَقُولُ إِسْحَاقُ.

نیند کی وجہ سے وضو کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔ ان میں سے اکثر کی رائے یہ ہے کہ جب وہ بیٹھے بیٹھے یا کھڑے کھڑے سو جائے تو اس پر وضو نہیں حتیٰ کہ وہ لیٹ کر سو جائے۔ امام ثوری، امام ابن مبارک اور امام احمد رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے۔ جب کہ ان میں سے بعض نے کہا ہے۔ جب وہ سو جائے حتیٰ کہ وہ اس کی عقل پر غالب آجائے تو اس پر وضو واجب ہو جاتا ہے۔ اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہی موقف ہے۔

وَقَالَ الشَّافِعِيُّ: مَنْ نَامَ قَاعِدًا فَرَأَى رُؤْيَا أَوْ زَالَتْ مَقْعَدَتُهُ لِوَسَنِ النَّوْمِ فَعَلَيْهِ الْوُضُوءُ.

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جو شخص بیٹھے بیٹھے سو جائے اور وہ خواب دیکھے یا نیند کے غلبے کی وجہ سے وہ اپنی جگہ سے ہٹ جائے تو اس پر وضو واجب ہو جاتا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الارواء: ١١٤، صحيح ابي داؤد: ١٩٤، المشكوٰة: ٣١٧، صحيح الترمذي: ٧٨ ،

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٣٧٦ ، ١٢٥، سنن ابو داود: ٢٠٠، مسند احمد: ١٣٩٤١

فوائد الحدیث: (۱) نیند کی حالت میں انسان کو نہ تو اپنے جسم پر قابو رہتا ہے اور نا ہی اسے یہ ہوش ہوتا ہے کہ اس کی ہوا خارج ہوئی ہے یا نہیں لہٰذا اسے وضو کرنا چاہئے۔

(۲) یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ لیکن اس کی تائید دوسری روایات سے ہوئی۔ جیسے آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ وکاء السه العينان فمن نام فليتوضاء (سنن ابی داؤد صفحہ ۱/۳۰) یہ آنکھیں چوتڑوں کا تسمہ ہیں۔ جو شخص سو جائے وہ وضو کرے۔ اسی لیے چت لیٹنے والی شرط درست نہیں جس حالت میں بھی آدمی گہری نیند سو جائے کہ اپنے احوال سے غافل ہو گیا ہے تو اس پر وضو کرنا لازم ہے۔

(۳) اگر بیٹھے بیٹھے نیند آگئی لیکن غلبہ نہیں ہوا آدمی اپنے احوال سے باخبر ہے اور اپنے جسم پر کنٹرول ہے تو صرف نیند کی وجہ سے وضو نہیں ٹوٹے گا کیونکہ اگر اس کی ہوا خارج ہوگی تو خود اسے پتہ چل جائے گا۔

(۴) رسول اکرم ﷺ کی ذات اقدس اس اصول سے مستثنیٰ ہیں کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے۔ تنام عیناي ولا ینام قلبي (سنن ابی داؤد ۱/۳۰) کہ میری آنکھیں سوتی ہیں دل جاگتا ہے۔

58- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوءِ مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ

آگ پر پکی ہوئی چیز کھا کر وضو کرنا

79: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: "الْوُضُوءُ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ وَلَوْ مِنْ ثَوْرِ أَقِطٍ".

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس چیز کو آگ نے چھوا ہو اس کی وجہ سے وضو ہے۔ خواہ وہ پنیر کا ٹکڑا ہو۔"

قَالَ: فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! أَنَتَوَضَّأُ مِنَ الدُّهْنِ؟ أَنَتَوَضَّأُ مِنَ الْحَمِيمِ؟ قَالَ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: يَا ابْنَ أَخِي! إِذَا سَمِعْتَ حَدِيثًا عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَلَا تَضْرِبْ لَهُ مَثَلًا.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے (ابوہریرہ رضی اللہ عنہ) سے کہا: ابوہریرہ! کیا ہم گھی کھا کر بھی وضو کریں؟ کیا ہم گرم پانی پی کر بھی وضو کریں؟ تو سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بھتیجے! جب تم رسول اللہ ﷺ کی حدیث سنو تو پھر اس کے لیے مثال بیان نہ کرو۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ، وَأُمِّ سَلَمَةَ، وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، وَأَبِي طَلْحَةَ، وَأَبِي أَيُّوبَ، وَأَبِي مُوسَى.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس باب میں ام حبیبہ، ام سلمہ، زید بن ثابت، ابو طلحہ، ابو ایوب اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رَأَى بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ الْوُضُوءَ مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ، وَأَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَالتَّابِعِينَ، وَمَنْ بَعْدَهُمْ عَلَى تَرْكِ الْوُضُوءِ مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بعض اہل علم کا موقف ہے کہ آگ پر پکی ہوئی چیز کھا کر وضو کرنا ہے۔ جب کہ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اور ان کے بعد تابعین میں سے اکثر اہل علم کا یہ موقف ہے کہ آگ پر پکی ہوئی چیز کھا کر وضو کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) اخرجه ابن ابي شيبة: ۱/۵۰، البيهقي: ۱/۱۰۰، النسائي في الكبرىٰ: ۱۷۶-۱۷۷

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٤٨٥، والمرفوع في صحيح مسلم؛ ٣٥٢، سنن نسائي: ۱/۱۰۵ و ۱۰۶، مسند احمد: ۷۶۰۵ و ۱۰۵۴۲، صحيح ابن حبان: ۱۱٤٦

فوائد الحدیث: (۱) اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آگ پر پکی ہوئی چیز سے وضو کرنا ضروری ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ صرف استحباب پر محمول ہے یا لغوی طور پر ہاتھ دھونے اور کلی کرنے پر وضو کا لفظ بولا گیا ہے کیونکہ خود رسول اللہ ﷺ نے آگ پر پکی ہوئی کئی چیزیں

تناول فرمائیں حتیٰ کہ کوئلوں پر بھنا ہوا اور ہنڈیا میں پکا ہوا گوشت کھایا لیکن آپ ﷺ نے وضو نہیں کیا بلکہ پانی کو چھوا تک نہیں۔ جو اس بات کی دلیل ہے کہ آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو کرنا ضروری نہیں۔ جس کی تفصیل امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے سنن نسائی میں بیان فرمائی ہے۔ اور جامع ترمذی میں بھی آئندہ باب میں اس کی وضاحت موجود ہے۔ یا پھر اس حدیث کو شروع کا حکم سمجھیں گے اور خود نہ کرنے کی حدیث کو اس کی ناسخ مانتے ہوئے یہ حکم منسوخ تصور کیا جائے گا جیسا کہ سنن نسائی میں سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ کان آخر الامرین من رسول اللہ ﷺ ترك الوضو مما مست النار (سنن نسائی کتاب الطہارہ) ان دو کاموں میں سے رسول اللہ ﷺ کا آخری عمل یہ تھا کہ آپ ﷺ نے آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو نہیں کیا۔

(۲) یہی بات مولانا تقی عثمانی حنفی دیوبندی اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں "محدثین و فقہاء نے یہ تین مختلف توجیہات (۱) استحباب پر محمول کرنا (۲) منسوخ ماننا (۳) یا لغوی مراد لینا)۔ بیان فرمائی ہیں، لیکن مجموعہ روایات پر غور کرنے کے بعد جو بات احقر کی سمجھ میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ یہ تینوں توجیہات بیک وقت درست اور صحیح ہیں یعنی وضو مما مست النار سے وضو لغوی مراد ہے جیسا کہ حضرت عکراش کی روایت سے معلوم ہوتا ہے اور یہ عمل مستحب تھا واجب کبھی نہیں رہا لیکن نظامت کے خیال سے شروع میں اس کا اہتمام زیادہ کیا جاتا تھا۔ بعد میں جب خطرہ پیدا ہوا کہ اس اہتمام کے نتیجہ میں اس وضو کو واجب سمجھ لیا جائے گا یا وضو سے مراد وضو شرعی لے لیا جائے گا تو پھر اس کا استحباب بھی منسوخ کر دیا گیا... الخ (درس ترمذی صفحہ نمبر ۱/۲۹۸)

(۳) جب کسی بھی مسئلہ میں حدیث رسول اللہ ﷺ آجائے تو پھر اپنی رائے اور قیاس سے اس کے مقابلے میں کوئی توجیہ یا مثال بیان نہیں کرنی چاہئے۔ جیسا کہ تمام صحابہ کرام، تابعین، فقہا، محدثین حتیٰ کہ آئمہ اربعہ کا موقف روز روشن کی طرح واضح ہے۔

59- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَرْكِ الْوُضُوءِ مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ

آگ پر پکی ہوئی چیز کھا کر وضو نہ کرنے کا بیان

80: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، سَمِعَ جَابِرًا. قَالَ سُفْيَانُ: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ "خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَنَا مَعَهُ فَدَخَلَ عَلَى امْرَأَةٍ مِنَ الأَنْصَارِ فَذَبَحَتْ لَهُ شَاةً فَأَكَلَ وَأَتَتْهُ بِقِنَاعٍ مِنْ رُطَبٍ فَأَكَلَ مِنْهُ ثُمَّ تَوَضَّأَ لِلظُّهْرِ وَصَلَّى ثُمَّ انْصَرَفَ فَأَتَتْهُ بِعُلَالَةِ مِنْ عُلَالَةِ الشَّاةِ فَأَكَلَ ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ".

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لے گئے تو میں بھی آپ کے ساتھ تھا۔ آپ انصار کی ایک خاتون کے ہاں تشریف لے گئے۔ انہوں نے آپ کے لیے بکری ذبح کی، تو آپ ﷺ نے گوشت تناول فرمایا۔ وہ تر کھجوروں کا طباق لائیں تو آپ ﷺ نے ان میں سے کھایا۔ پھر ظہر کے لیے وضو کیا اور نماز پڑھی۔ پھر نماز سے فارغ ہو کر مڑے تو انہوں (اس خاتون) نے اسی بکری کا بچا ہوا گوشت آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ تو آپ ﷺ نے تناول فرمایا، پھر عصر کی نماز پڑھی اور (نیا) وضو نہ کیا۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَابْنِ مَسْعُودٍ، وَأَبِي رَافِعٍ، وَأُمِّ الْحَكَمِ، وَعَمْرِو

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں ابو بکر صدیق، ابن عباس، ابو ہریرہ، ابن مسعود، ابو رافع، ام حکم، عمرو بن امیہ،

بْنِ أُمَيَّةَ، وَأُمِّ عَامِرٍ، وَسُوَيْدِ بْنِ النُّعْمَانِ، وَأُمِّ سَلَمَةَ.

ام عامر، سوید بن نعمان اور ام سلمہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَلَا يَصِحُّ حَدِيثُ أَبِي بَكْرٍ فِي هَذَا الْبَابِ مِنْ قِبَلِ إِسْنَادِهِ إِنَّمَا رَوَاهُ حُسَامُ بْنُ مِصَكٍّ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس مسئلہ میں ابو بکر کی روایت اسناد کی وجہ سے صحیح نہیں ہے اس کو حسام بن مصک نے ابن سیرین عن ابن عباس عن ابی بکر الصدیق عن النبی ﷺ روایت کیا ہے۔

وَالصَّحِيحُ إِنَّمَا هُوَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. هَكَذَا رَوَى الْحُفَّاظُ.

اور صحیح یہ ہے کہ بے شک اس کو ابن عباس، نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں۔ اسی طرح حفاظ راویوں نے روایت کیا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَالتَّابِعِينَ، وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِثْلِ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، وَابْنِ الْمُبَارَكِ، وَالشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ، رَأَوْا تَرْكَ الْوُضُوءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اور ان کے بعد تابعین میں سے اکثر اہل علم کا اسی پر عمل ہے، جیسے سفیان ثوری، ابن المبارک، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ ان کا موقف ہے کہ آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو کرنا ضروری نہیں ہے۔

وَهَذَا آخِرُ الْأَمْرَيْنِ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ. وَكَأَنَّ هَذَا الْحَدِيثَ نَاسِخٌ لِلْحَدِيثِ الْأَوَّلِ حَدِيثِ الْوُضُوءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ.

اور رسول اللہ ﷺ کا آخری عمل بھی یہی تھا۔ گویا یہ حدیث اس سے پہلے والی حدیث: ”جس چیز کو آگ چھولے (جو چیز آگ پر پکی ہو) اس وجہ سے وضو ہے“ کی ناسخ ہے۔

حكم الحديث: (حسن صحيح) صحيح ابي داؤد: ١٨٥، اخرجه الحميدي: ١٢٦٦، الطحاوي: ١٠/٦٥

تخريج الحديث: صحيح ابن حبان: ١١٣٠، مسند احمد: ١٤٢٩٩، الشمائل للمصنف : ١٨١

فوائد الحديث: (۱) ان احادیث سے یہ بات واضح ہو گئی کہ آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو کرنا ضروری نہیں۔

(۲) امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حدیث رسول ﷺ کی روشنی میں وضو کرنے والے مسئلے کو منسوخ قرار دیا ہے۔

(۳) ضروری تفصیل حدیث نمبر ۷۹ کے فوائد میں بیان ہو گئی ہے۔

60- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوءِ مِنْ لُحُومِ الإِبِلِ

اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کرنا

81: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الرَّازِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْوُضُوءِ مِنْ لُحُومِ الإِبِلِ؟ فَقَالَ: تَوَضَّئُوا مِنْهَا.

سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ سے اونٹ کے گوشت سے وضو کرنے کا مسئلہ دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس سے وضو کرو“ اور پھر آپ سے بکری کے گوشت سے وضو کرنے کا مسئلہ پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے

وَسُئِلَ عَنِ الْوُضُوءِ مِنْ لُحُومِ الْغَنَمِ؟ فَقَالَ: لَا تَتَوَضَّئُوا مِنْهَا".

فرمایا: "اس سے وضو نہ کرو۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، وَأُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رَوَى الْحَجَّاجُ بْنُ أَرْطَاةَ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ. وَالصَّحِيحُ حَدِيثُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اور اس باب میں جابر بن سمرہ اور اسید بن حضیر سے بھی روایت ہے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث حجاج بن ارطاۃ نے عبداللہ بن عبداللہ عن عبدالرحمٰن بن ابی لیلی عن اسید بن حضیر روایت کیا ہے۔ اور صحیح عبدالرحمٰن بن ابی لیلی عن براء بن عازب کی حدیث ہے۔

وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ. وَرَوَى حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ أَرْطَاةَ، فَأَخْطَأَ فِيهِ، وَقَالَ فِيهِ: عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ. وَالصَّحِيحُ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَبْدِاللهِ الرَّازِيِّ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ. قَالَ إِسْحَاقُ: صَحَّ فِي هٰذَا الْبَابِ حَدِيثَانِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ: حَدِيثُ الْبَرَاءِ، وَحَدِيثُ جَابِرِ ابْنِ سَمُرَةَ. وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ، وَقَدْ رُوِيَ عَنْ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنَ التَّابِعِينَ وَغَيْرِهِمْ أَنَّهُمْ لَمْ يَرَوُا الْوُضُوءَ مِنْ لُحُومِ الإِبِلِ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، وَأَهْلِ الْكُوفَةِ.

اور یہی قول امام احمد اور اسحٰق کا ہے۔ اور حماد بن سلمہ نے یہ حدیث حجاج بن ارطاۃ سے بیان کی تو اس میں غلطی کر دی کہ اس میں عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلی عن ابیہ عن اسید بن حضیر بیان کر دیا جبکہ صحیح عبداللہ بن عبداللہ الرازی عن عبدالرحمن بن ابی لیلی عن البراء بن عازب ہے۔ امام اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا: اس بارے میں سب سے زیادہ صحیح حدیث براء رضی اللہ عنہ اور جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہی موقف ہے۔ تابعین اور ان کے علاوہ بعض اہل علم سے مروی ہے کہ وہ اونٹ کے گوشت سے وضو کرنا ضروری نہیں سمجھتے۔ اور یہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور کوفہ والوں کا موقف ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١/٤٦، ابن الجارود: ٢٦، ابن خزيمه: ٢٣، البيهقي: ١/١٥٩

تخريج الحديث: سنن ابو داود: ١٨٤، سنن ابن ماجه: ٤٩٤، مسند احمد: ١٨٥٣٨، صحيح ابن حبان: ١١٠٢٨

فوائد الحديث: اس حدیث میں واضح طور پر اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کرنے کا حکم دیا گیا ہے اگرچہ بعض حضرات اس کو استحباب پر محمول کرتے ہیں اس کے لیے وہ جن روایات سے استدلال کرتے ہیں وہ درست نہیں۔ صحیح اور راجح مسئلہ وہی ہے جو ناطق وحی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے بالصراحت مذکور ہے کہ اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو کرنا ضروری ہے۔

61- بَابُ الْوُضُوءِ مِنْ مَسِّ الذَّكَرِ

شرم گاہ کو چھونے پر وضو کرنا چاہیے

82: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي

سیّدہ بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو کوئی اپنی شرمگاہ کو (جب کہ وہ برہنہ ہو) ہاتھ لگائے تو

عَنْ بُسْرَةَ بِنْتِ صَفْوَانَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: مَنْ مَسَّ ذَكَرَهُ فَلَا يُصَلِّ حَتَّى يَتَوَضَّأَ.

وہ نماز نہ پڑھے حتیٰ کہ وہ وضو کر لے۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ، وَأَبِي أَيُّوبَ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَرْوَى ابْنَةِ أُنَيْسٍ، وَعَائِشَةَ وَجَابِرٍ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو.

امام ترمذی نے فرمایا کہ اس باب میں ام حبیبہ، ابو ایوب، ابوہریرہ، اروی بنت انیس، عائشہ، جابر، زید بن خالد اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

قَالَ: هَكَذَا رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِثْلَ هَذَا عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ بُسْرَةَ.

اور فرمایا کہ اسی طرح اس حدیث کو کئی ایک نے روایت کیا ہے ہشام بن عروہ عن ابیہ عن بسرۃ۔

حكم الحديث: (صحيح)

تخريج الحديث: سنن نسائی: ۱/۲۱۶، مسند احمد: ۲۷۲۹۵، صحیح ابن حبان: ۱۱۱۵

83: وَرَوَى أَبُو أُسَامَةَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَرْوَانَ، عَنْ بُسْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ. حَدَّثَنَا بِذَلِكَ إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ بِهَذَا.

اس حدیث کو ابو اسامہ اور کئی ایک محدثین نے ہشام بن عروہ سے وہ اپنے والد کے حوالے سے مروان سے اور انہوں نے سیّدنا بسرہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے نبی ﷺ سے اسی مانند روایت کیا ہے۔

حكم الحديث: (صحیح) دیکھیں گزشتہ حدیث۔

تخريج الحديث: سنن ابو داود: ۱۸۱، سنن ابن ماجه: ٤٧٩، سنن نسائی: ۱/۱۰۰، ۲۱٦، مسند احمد: ۲۷۲۹۳ و ۲۷۲۹۵، صحیح ابن حبان: ۱۱۱۲-۱۱۱٤ و ۱۱۱٦

84: وَرَوَى هَذَا الْحَدِيثَ أَبُو الزِّنَادِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ بُسْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. حَدَّثَنَا بِذَلِكَ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ بُسْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

ایک دوسری سند سے سیّدنا بسرہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے نبی ﷺ سے اسی مانند مروی ہے۔

وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَالتَّابِعِينَ وَبِهِ يَقُولُ الْأَوْزَاعِيُّ، وَالشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ.

نبی ﷺ کے اصحاب میں سے زیادہ تر اور تابعین کا یہی موقف ہے۔ امام اوزاعی، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ: وَأَصَحُّ شَيْءٍ فِي هَذَا الْبَابِ حَدِيثُ بُسْرَةَ. وَقَالَ أَبُو زُرْعَةَ: حَدِيثُ أُمِّ حَبِيبَةَ فِي هَذَا الْبَابِ صَحِيحٌ، وَهُوَ حَدِيثُ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ عَنْبَسَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ. وَقَالَ مُحَمَّدٌ: لَمْ

امام بخاری نے کہا: اس باب میں سب سے زیادہ صحیح بات حدیث بسرہ ہے۔ ابو زرعہ نے کہا: اس باب میں ام حبیبہ کی روایت صحیح ہے۔ اور وہ علاء بن حارث عن مکحول عن عنبسہ بن ابی سفیان عن ام حبیبہ کی روایت ہے۔ امام بخاری نے کہا: مکحول نے عنبسہ

يَسْمَعْ مَكْحُولٌ مِنْ عَنْبَسَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، وَرَوَى مَكْحُولٌ عَنْ رَجُلٍ عَنْ عَنْبَسَةَ غَيْرَ هَذَا الْحَدِيثِ. وَكَأَنَّهُ لَمْ يَرَ هَذَا الْحَدِيثَ صَحِيحًا.

بن ابی سفیان سے نہیں سنا۔ اور مکحول نے اس حدیث کے علاوہ عن رجل عن عنبسہ روایت کیا ہے گویا کہ انہوں نے اس حدیث کو صحیح خیال نہیں کیا۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں گذشتہ حدیث۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٨١، سنن ابن ماجه: ٤٧٩، سنن نسائی: ١/١٠٠، ٢١٦، مسند احمد: ٢٧٢٩٣، و ٢٧٢٩٥، صحيح ابن حبان: ١١١٢-١١١٤ و ١١١٦

فوائد الحدیث: اس مسئلہ میں دو حدیثیں بڑی واضح ہیں ایک یہی سیّدہ بُسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا والی روایت جس میں ہے کہ شرمگاہ کو چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور دوسری اگلے باب میں سیّدنا طلق بن علی رضی اللہ عنہ کی روایت کہ شرمگاہ کو چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ اس میں مختلف توجیہات بیان کی گئی ہیں۔

١- سیّدہ بُسرہ رضی اللہ عنہا والی روایت ناسخ ہے کیونکہ یہ بعد کی ہے اور سیّدنا طلق رضی اللہ عنہ والی روایت منسوخ ہے کیونکہ وہ پہلے کی ہے۔

٢- سیّدہ بُسرہ رضی اللہ عنہا والی روایت کا مفہوم ہے کہ جب کپڑے وغیرہ کی رکاوٹ کے بغیر ننگی شرم گاہ پر ہاتھ لگ جائے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے جبکہ سیّدنا طلق رضی اللہ عنہ کی روایت کا مطلب ہوگا کہ جب کپڑے کے اوپر سے ہاتھ لگے تو وضو نہیں ٹوٹتا۔

صحیح، درست اور راجح بات یہی ہے کہ یہ موقف اور تطبیق بڑی بہترین اور معقول ہے۔

62- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَرْكِ الْوُضُوءِ مِنْ مَسِّ الذَّكَرِ

شرم گاہ کو چھونے سے وضو نہ کرنے کی اجازت

85: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا مُلَازِمُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَدْرٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ هُوَ الْحَنَفِيُّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ وَهَلْ هُوَ إِلَّا مُضْغَةٌ مِنْهُ أَوْ بَضْعَةٌ مِنْهُ.

سیّدنا طلق رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ (شرم گاہ) بھی تو اس (کے جسم) کا ایک حصہ ہے۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں سیّدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رُوِيَ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَبَعْضِ التَّابِعِينَ أَنَّهُمْ لَمْ يَرَوُا الْوُضُوءَ مِنْ مَسِّ الذَّكَرِ وَهُوَ قَوْلُ أَهْلِ الْكُوفَةِ، وَابْنِ الْمُبَارَكِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نبی ﷺ کے بہت سے صحابہ کرام اور بعض تابعین سے مروی ہے کہ وہ شرم گاہ کو چھونے سے وضو کرنے کے قائل نہ تھے۔ کوفیوں اور ابن المبارک رحمۃ اللہ علیہ کا یہی قول ہے۔

وَهَذَا الْحَدِيثُ أَحْسَنُ شَيْءٍ رُوِيَ فِي هَذَا الْبَابِ.

اس باب میں مروی روایات میں سے یہ سب سے اچھی روایت ہے۔

وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ أَيُّوبُ بْنُ عُتْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ جَابِرٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ طَلْقٍ، عَنْ أَبِيهِ. وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ أَهْلِ الْحَدِيثِ فِي مُحَمَّدِ بْنِ جَابِرٍ، وَأَيُّوبَ بْنِ عُتْبَةَ. وَحَدِيثُ مُلَازِمِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَدْرٍ أَصَحُّ وَأَحْسَنُ.

اس روایت کو ایوب بن عتبہ اور محمد بن جابر بن قیس بن طلق عن ابیہ کی سند سے روایت کیا ہے۔ بعض محدثین نے محمد بن جابر اور ایوب بن عتبہ پر جرح کی ہے۔ ملازم بن عمرو عن عبداللہ بن بدر کی روایت سب سے زیادہ صحیح اور بہترین ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١/١٦٥، ابن الجارود: ٢٠، الدارقطني: ١/١٤٨-١٤٩، البيهقي: ١/١٣٤

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٨٢، سنن ابن ماجه: ٤٨٣، سنن نسائی: ١/١٠١، مسند احمد: ١٦٢٨٦، صحيح ابن حبان: ١١١٩

فوائد الحدیث: یہ روایت منسوخ ہے یا پھر اسے اسی بات پر محمول کیا جائے گا کہ یہ اس وقت ہے جب شرم گاہ کو کپڑے کے اوپر سے ہاتھ لگے۔ (تفصیل اوپر گزر چکی ہے)

63- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَرْكِ الْوُضُوءِ مِنَ الْقُبْلَةِ

بوسہ لینے سے وضو نہیں ٹوٹتا

86: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، وَهَنَّادٌ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، وَأَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، وَمَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ وَأَبُو عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "قَبَّلَ بَعْضَ نِسَائِهِ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ". قَالَ: قُلْتُ مَنْ هِيَ؟ إِلَّا أَنْتِ! قَالَ: فَضَحِكَتْ.

ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اپنی کسی زوجہ محترمہ کا بوسہ لیا، پھر آپ نماز کے لیے تشریف لے گئے اور وضو نہ کیا۔ راوی (عروہ رحمۃ اللہ علیہ) نے بیان کیا، میں نے کہا: وہ صرف آپ ہی ہو سکتی ہیں؟ تو وہ ہنس دیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رُوِيَ نَحْوُ هَذَا عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَالتَّابِعِينَ. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَأَهْلِ الْكُوفَةِ قَالُوا لَيْسَ فِي الْقُبْلَةِ وُضُوءٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اور تابعین میں سے بہت سے اہل علم سے اسی طرح مروی ہے، اور یہی سفیان ثوری اور کوفیوں کا موقف ہے۔ انہوں نے کہا: بوسہ لینے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

وَقَالَ: مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، وَالأَوْزَاعِيُّ، وَالشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ فِي الْقُبْلَةِ وُضُوءٌ. وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَالتَّابِعِينَ.

امام مالک، امام اوزاعی، امام شافعی، امام احمد اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ نے فرمایا: بوسہ لینے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اور یہ نبی ﷺ کے اصحاب اور تابعین میں سے بہت سے اہل علم کا موقف ہے۔

وَإِنَّمَا تَرَكَ أَصْحَابُنَا حَدِيثَ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي هَذَا لِأَنَّهُ لَا يَصِحُّ عِنْدَهُمْ لِحَالِ الإِسْنَادِ.

ہمارے اصحاب نے اس مسئلہ میں نبی ﷺ سے مروی ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کو ترک کیا ہے، کیونکہ وہ

ان کے نزدیک اسناد کے حال کے اعتبار سے صحیح نہیں۔

قَالَ: وَسَمِعْتُ أَبَا بَكْرٍ الْعَطَّارَ الْبَصْرِيَّ يَذْكُرُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمَدِينِيِّ قَالَ: ضَعَّفَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ هَذَا الْحَدِيثَ جِدًّا. وَقَالَ: هُوَ شِبْهُ لَا شَيْءَ. قَالَ: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ يُضَعِّفُ هَذَا الْحَدِيثَ وَقَالَ حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ: لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عُرْوَةَ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ عَائِشَةَ "أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَبَّلَهَا وَلَمْ يَتَوَضَّأْ". وَهَذَا لَا يَصِحُّ أَيْضًا. وَلَا نَعْرِفُ لِإِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ سَمَاعًا مِنْ عَائِشَةَ.

میں نے ابو بکر عطار بصری کو علی بن مدینی سے یہ ذکر کرتے ہوئے سنا کہ یحییٰ بن سعید قطان نے اس حدیث کو انتہائی ضعیف قرار دیا ہے۔ اور انہوں نے کہا وہ ایسے ہے جیسے کوئی چیز نہ ہو۔ میں نے امام بخاری کو اس حدیث کو ضعیف قرار دیتے ہوئے سُنا اور انہوں نے کہا: حَبیب بن ابی ثابت نے عروہ سے نہیں سنا۔ ابراہیم تیمی کے حوالہ سے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا گیا ہے نبی ﷺ نے ان کا بوسہ لیا اور وضو نہ کیا۔ یہ بھی صحیح نہیں کیونکہ ابراہیم تیمی کا سیّدہ عائشہ سے رضی اللہ عنہا سماع ثابت نہیں۔

وَلَيْسَ يَصِحُّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي هَذَا الْبَابِ شَيْءٌ.

اس بارے میں نبی ﷺ سے کوئی روایت صحیح ثابت نہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) الارواء: ١١١، بعض کہتے ہیں یہ ضعیف ہے۔ حَبیب کا عروہ سے سماع ثابت نہیں اور اعمش مدلس کا عنعنہ ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٦٦٧٥٢، سنن ابو داود: ١٧٩، سنن ابن ماجه: ٥٠٢، سنن الدارقطنی: ١/١٣٦، سنن کبریٰ للبیهقی: ١/١٢٥-١٢٦

فوائد الحدیث: (۱) خاوند یا بیوی وضو کی حالت میں ایک دوسرے کو چھو لیں یا بوسہ لے لیں تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ اسی طرح والدین اپنے بچوں کا بوسہ لے لیں تو تب بھی یہی حکم ہے۔

(۲) اس حدیث میں ان لوگوں کے لیے دعوت فکر ہے جو اپنے خود ساختہ، مزعومہ تقلیدی مذہب کے جواز کے لیے یہ بڑھ ہانک دیتے ہیں کہ فلاں فلاں مسئلہ حدیث میں موجود نہیں بلکہ فقہ سے ملے گا۔ او بھلے مانسو! شریعت محمد میں تو محمد رسول اللہ ﷺ کی سُنت و سیرت سے وہ مسائل بھی حل ہو گئے ہیں۔ جو آپ ﷺ کی نجی اور گھریلو زندگی سے تعلق رکھتے تھے لیکن امت کو بھی ان کی ضرورت تھی اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی حل کروا دیا ہے تو باقی کیا رہ گیا۔ فافهم و تدبر۔

64- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوءِ مِنَ الْقَيْءِ وَالرُّعَافِ

قے آنے اور نکسیر پھوٹنے سے وضو کرنا

87: حَدَّثَنَا أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ أَبِي السَّفَرِ، وَهُوَ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْهَمْدَانِيُّ الْكُوفِيُّ، وَإِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ أَبُو عُبَيْدَةَ: حَدَّثَنَا وَقَالَ إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ، حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَمْرٍو الْأَوْزَاعِيُّ، عَنْ يَعِيشَ بْنِ الْوَلِيدِ الْمَخْزُومِيِّ، عَنْ أَبِيهِ

سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قے کی، آپ نے روزہ توڑ دیا اور وضو کیا۔

عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ "قَاءَ فَأَفْطَرَ فَتَوَضَّأَ".

میں دمشق کی مسجد میں سیّدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے ملا تو میں نے ان سے اس کا ذکر کیا، تو انہوں نے کہا: انہوں نے ٹھیک فرمایا ہے۔

فَلَقِيتُ ثَوْبَانَ فِي مَسْجِدِ دِمَشْقَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ: صَدَقَ أَنَا صَبَبْتُ لَهُ وَضُوءَهُ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَالَ إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، مَعْدَانُ بْنُ طَلْحَةَ.

میں نے آپ ﷺ کے لیے وضو کا پانی ڈالا تھا۔ (اور آپ نے وضو فرمایا تھا)۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: امام اسحاق بن منصور نے (معدان بن ابی طلحہ کی بجائے) معدان بن طلحہ کہا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَابْنُ أَبِي طَلْحَةَ أَصَحُّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ابن ابی طلحہ زیادہ صحیح ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رَأَى غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ مِنَ التَّابِعِينَ "الْوُضُوءَ مِنَ الْقَيْءِ وَالرُّعَافِ". وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، وَابْنِ الْمُبَارَكِ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ. وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: "لَيْسَ فِي الْقَيْءِ وَالرُّعَافِ وُضُوءٌ". وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ، وَالشَّافِعِيِّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اور تابعین میں سے اکثر اہل علم کا موقف ہے کہ قے آنے اور نکسیر پھوٹنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ امام سفیان ثوری، امام ابن المبارک، امام احمد اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے۔ جب کہ بعض اہل علم نے کہا ہے: قے اور نکسیر سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ یہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ہے۔

وَقَدْ جَوَّدَ حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ هَذَا الْحَدِيثَ.

حسین المعلم نے اس حدیث کو بہت زیادہ عمدہ قرار دیا ہے۔

وَحَدِيثُ حُسَيْنٍ أَصَحُّ شَيْءٍ فِي هَذَا الْبَابِ.

حسین المعلم رحمۃ اللہ علیہ سے مروی روایت اس باب میں سب سے زیادہ صحیح روایت ہے۔

وَرَوَى مَعْمَرٌ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ فَأَخْطَأَ فِيهِ فَقَالَ: عَنْ يَعِيشَ بْنِ الْوَلِيدِ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ الْأَوْزَاعِيَّ وَقَالَ: عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ وَإِنَّمَا هُوَ مَعْدَانُ بْنُ أَبِي طَلْحَةَ.

معمر نے اس حدیث کو یحییٰ بن ابی کثیر سے روایت کیا ہے اور اس میں خطا کی ہے۔ انہوں نے کہا: عن یعیش بن الولید عن خالد بن معدان عن ابی درداء۔ انہوں نے اس میں اوزاعی کا ذکر نہیں کیا۔ اور انہوں نے کہا: عن خالد بن معدان، حالانکہ وہ معدان بن ابی طلحہ ہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) الارواء: ۱۱۱

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ۲۳۸۱، سنن نسائی في الکبری: ۳۱۰۷، مسند احمد: ۲۱۷۰۱، و ۲۷۵۰۲، صحیح ابن حبان: ۱۰۹۷

فوائد الحدیث: (۱) قے اور نکسیر کی صورت میں وضو نہیں ٹوٹتا کیونکہ "سبیلین" (شرمگاہ، قُبل یا دُبر سے) کوئی بھی چیز نکلے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے لیکن اس کے علاوہ جسم کے کسی حصے سے کوئی چیز پیپ، خون وغیرہ نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا لہٰذا نکسیر سے یا کسی زخم کی وجہ سے خون نکلے تو

وضو نہیں ٹوٹتا اس مسئلہ میں جتنی بھی روایات سے استدلال کیا جاتا ہے وہ صحت کے درجہ کو نہیں پہنچتیں (تفصیل کے لئے تحفہ لاحوذی شرح جامع ترمذی دیکھئے)۔

(۲) خود بخود آنے والی قے کی وجہ سے روزہ نہیں ٹوٹتا البتہ کوئی شخص اپنی صحت کی وجہ سے چھوڑ دے تو الگ بات ہے جس کی تفصیل ان شاء اللہ "کتاب الصیام" میں ذکر کی جائے گی۔

65- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوءِ بِالنَّبِيذِ

نبیذ سے وضو کرنا

88: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ أَبِي فَزَارَةَ، عَنْ أَبِي زَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: سَأَلَنِي النَّبِيُّ ﷺ "مَا فِي إِدَاوَتِكَ؟ فَقُلْتُ: نَبِيذٌ. فَقَالَ: تَمْرَةٌ طَيِّبَةٌ وَمَاءٌ طَهُورٌ. قَالَ: فَتَوَضَّأَ مِنْهُ".

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَإِنَّمَا رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ أَبِي زَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

وَأَبُو زَيْدٍ رَجُلٌ مَجْهُولٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ لَا يُعْرَفُ لَهُ رِوَايَةٌ غَيْرُ هَذَا الْحَدِيثِ.

وَقَدْ رَأَى بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ "الْوُضُوءَ بِالنَّبِيذِ" مِنْهُمْ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَغَيْرُهُ.

وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ لَا يُتَوَضَّأُ بِالنَّبِيذِ، وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ. وَقَالَ إِسْحَاقُ: إِنِ ابْتُلِيَ رَجُلٌ بِهَذَا فَتَوَضَّأَ بِالنَّبِيذِ وَتَيَمَّمَ أَحَبُّ إِلَيَّ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَوْلُ مَنْ يَقُولُ لَا يُتَوَضَّأُ بِالنَّبِيذِ أَقْرَبُ إِلَى الْكِتَابِ وَأَشْبَهُ لِأَنَّ اللهَ تَعَالَى قَالَ: ﴿فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا﴾ (النساء: ٤٣).

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: نبی ﷺ نے مجھ سے پوچھا: "تمہاری چھاگل میں کیا ہے؟" میں نے عرض کیا: نبیذ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "پاک کھجوریں ہیں اور پاک کرنے والا پانی ہے۔" پس آپ نے اسی (نبیذ) سے وضو فرمایا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ روایت صرف ابو زید کے حوالے سے سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی ﷺ سے مروی ہے۔

ابو زید اہل الحدیث کے نزدیک مجہول شخص ہے۔ اس کی صرف یہی ایک روایت ہے۔

بعض اہل علم نبیذ سے وضو کرنا جائز سمجھتے ہیں۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ ان میں سے ہیں۔

بعض اہل علم نے کہا ہے: نبیذ سے وضو نہیں کیا جائے گا۔ یہ امام شافعی، امام احمد اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ کا موقف ہے۔ امام اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اگر کسی شخص کے ساتھ اس طرح کا واقعہ پیش آجائے (کہ پانی نہ ملے اور نبیذ ہو) تو وہ نبیذ کے ساتھ وضو کر لے، لیکن تیمم کر لے تو میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جن حضرات کا یہ موقف ہے کہ نبیذ سے وضو نہیں کیا جائے گا: یہ قرآن کریم کے زیادہ قریب ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "پس تم پانی نہ پاؤ تو پاکیزہ مٹی سے تیمم کر لو۔"

حکم الحدیث: (ضعيف) اس میں ابوزید مجہول ہے، جیسا کہ ترمذی نے کہا ہے۔ ضعيف الترمذي: ١٣

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٨٤، سنن ابن ماجه: ٣٨٤، مسنداحمد : ٣٨١٠

فوائد الحدیث: (۱) یہ روایت سنداً صحیح نہیں جیسا کہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے خود وضاحت فرمادی۔ لہٰذا اس سے استدلال درست نہیں۔

(۲) لہٰذا پانی سے وضو کرنا چاہئے اگر نہ ملے تو تیمم کر لیا جائے جیسا کہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس موقف کو قرآن مجید کے حکم کے زیادہ قریب اور مناسب قرار دیا ہے۔

(۳) عقلاً بھی یہی مناسب معلوم ہوتا ہے جس کی تفصیل اگلی حدیث کے فوائد میں ذکر کی جاتی ہے۔

66- بَابٌ فِي الْمَضْمَضَةِ مِنَ اللَّبَنِ

دودھ پی کر کلی کرنا

89: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "شَرِبَ لَبَنًا فَدَعَا بِمَاءٍ فَمَضْمَضَ وَقَالَ إِنَّ لَهُ دَسَمًا".

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے دودھ نوش فرمایا تو پانی منگوا کر کلی کی اور فرمایا: "اس میں چکناہٹ ہوتی ہے۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ وَأُمِّ سَلَمَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں حضرت سہل بن سعد الساعدی اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَقَدْ رَأَى بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ الْمَضْمَضَةَ مِنَ اللَّبَنِ، وَهَذَا عِنْدَنَا عَلَى الِاسْتِحْبَابِ، وَلَمْ يَرَ بَعْضُهُمُ الْمَضْمَضَةَ مِنَ اللَّبَنِ.

بعض اہل علم سمجھتے ہیں کہ دودھ پی کر کلی کی جائے اور یہ ہمارے نزدیک مستحب ہے۔ جب کہ بعض دودھ پی کر کلی کرنا ضروری نہیں سمجھتے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١/٥٧، ابن خزيمه: ٤٧، ابو يعلىٰ: ٢٤١٨، والبغوي: ١٧٠

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢١١، ٥٦٠٩، صحیح مسلم: ٣٥٨، سنن ابو داود: ١٩٦، سنن ابن ماجه: ٤٩٨، سنن نسائی: ١/١٠٩، مسند احمد: ١٩٥١، صحیح ابن حبان: ١١٥٨ و ١١٥٩

فوائد الحدیث: (۱) دودھ پی کر کلی کرنا مستحب ہے ضروری نہیں کیونکہ آپ ﷺ سے گذشتہ سطور میں گزر چکا ہے کہ آپ ﷺ نے گوشت کھا کر بھی وضو نہیں کیا۔ حالانکہ اس میں تو دودھ سے بھی زیادہ چکناہٹ ہوتی ہے اور پھر مصالحے وغیرہ کا ذائقہ بھی۔ تو آپ ﷺ نے جو کلی کی ہے وہ مستحب ہے واجب نہیں پھر آپ ﷺ نے اس کا سبب چکناہٹ بتایا ہے۔ اس کی تائید سنن ابی داؤد کی ایک روایت سے بھی ہوتی ہے۔ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ ان رسول اللہ ﷺ شرب لبنا فلم یمضمض ولم یتوضا وصلی (سنن ابی داؤد کتاب الطہارہ) "کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے دودھ پیا تو آپ ﷺ نے کلی نہیں کی اور نہ ہی وضو کیا اور نماز پڑھ لی"۔

(۲) اس میں ان لوگوں کے لیے بھی غور و فکر کا مقام ہے جو کہتے ہیں کہ نبیذ سے وضو کیا جا سکتا ہے۔ بھلا جو پیغمبر ﷺ منہ میں چکناہٹ کی وجہ سے کلی کریں وہ اپنے وضو والے تمام اعضاء کو نبیذ، شربت سے کیسے آلودہ کر سکتے ہیں کہ جو نظافت کے لحاظ سے بھی نامناسب ہے۔ پھر

اس مسئلہ میں جن لوگوں نے نبیذ، شربت کے گاڑا یا پتلا ہونے کی تقسیم کی ہے وہ بھی سعی لاحاصل ہے۔

67- بَابٌ فِي كَرَاهَةِ رَدِّ السَّلَامِ غَيْرَ مُتَوَضِّئٍ

وضو نہ ہونے کی صورت میں سلام کا جواب دینے کی کراہت

90: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الزُّبَيْرِيُّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلاً سَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَبُولُ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ".

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ پیشاب کر رہے تھے تو کسی شخص نے آپ کو سلام کیا تو آپ ﷺ نے اسے جواب نہ دیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَإِنَّمَا يُكْرَهُ هَذَا عِنْدَنَا "إِذَا كَانَ عَلَى الْغَائِطِ وَالْبَوْلِ". وَقَدْ فَسَّرَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ ذَلِكَ.

اور انہوں نے فرمایا: یہ ہمارے نزدیک تب ہی مکروہ ہے جب وہ بول و براز کی حاجت میں مصروف ہو۔ بعض اہل علم نے یہی تفسیر بیان کی ہے۔

وَهَذَا أَحْسَنُ شَيْءٍ رُوِيَ فِي هَذَا الْبَابِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنِ الْمُهَاجِرِ بْنِ قُنْفُذٍ، وَعَبْدِ اللهِ بْنِ حَنْظَلَةَ وَعَلْقَمَةَ بْنِ الْفَغْوَاءِ، وَجَابِرٍ، وَالْبَرَاءِ.

اس باب میں مروی یہ سب سے بہترین روایت ہے۔ امام ترمذی نے کہا: اس باب میں مہاجر بن قنفذ، عبداللہ بن حنظلہ، علقمہ بن فغواء جابر اور براء رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث ہے۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) الارواء: ٥٤، صحيح ابي داؤد: ١٢-١٣، اخرجه ابو عوانه: ٢١٥/١

تخریج الحدیث: اخرجه ابن ابي شيبة: ٦٢٣/٨، صحيح مسلم: ٣٧٠، سنن ابو داود: ١٦، سنن ابن ماجه: ٣٥٣، سنن نسائي في: ٣٥/١-٣٦، ابن الجارود: ٣٨، ابن خزيمة: ٧٣، البيهقي: ٩٩/١

فوائد الحدیث: (۱) پیشاب اور پاخانہ کرنے کی حالت میں سلام کا جواب نہیں دینا چاہیے حدیث مبارک سے یہی ثابت ہوتا ہے۔

(۲) ایسی حالت میں کسی شخص کو سلام کہنا بھی نہیں چاہئے جس میں وہ جواب نہ دے سکتا ہو۔ سوائے نماز کے کہ وہاں اجازت ہے جس کی تفصیل (کتاب الصلوٰۃ) میں آئے گی۔ ان شاء اللہ۔

(۳) رہا یہ مسئلہ کہ بغیر وضو کے سلام کا جواب دیا جاسکتا ہے یا نہیں تو اس حدیث میں تو اس کا ذکر ہی نہیں البتہ جن احادیث میں تفصیل ہے کہ آپ ﷺ قضائے حاجت سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے وضو یا تیمم فرمایا پھر جواب دیا تو وہ تمام روایات استحباب پر محمول ہیں کیونکہ سلام کا جواب دینے کے لئے یا مطلق اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے لیے وضو شرط نہیں۔

68- بَابُ مَا جَاءَ فِي سُؤْرِ الْكَلْبِ

کتّے کے جوٹھے کا حکم

91: حَدَّثَنَا سَوَّارُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْعَنْبَرِيُّ، حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَيُّوبَ يُحَدِّثُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "جب کتا برتن میں منہ ڈال دے تو اسے سات بار دھویا

سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: "يُغْسَلُ الإِنَاءُ إِذَا وَلَغَ فِيهِ الْكَلْبُ سَبْعَ مَرَّاتٍ أُولَاهُنَّ أَوْ أُخْرَاهُنَّ بِالتُّرَابِ، وَإِذَا وَلَغَتْ فِيهِ الْهِرَّةُ غُسِلَ مَرَّةً.

قَالَ أَبُو عِيسَى هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ.

جائے گا، ان میں سے پہلی بار یا آخری بار مٹی سے مل کر دھویا جائے گا۔ اور جب بلی اس میں منہ ڈال دے تو اسے ایک بار دھویا جائے گا۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

امام شافعی، امام احمد اور امام اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہم کا یہی موقف ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ هَذَا وَلَمْ يُذْكَرْ فِيهِ "إِذَا وَلَغَتْ فِيهِ الْهِرَّةُ غُسِلَ مَرَّةً". قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ.

یہ حدیث غیر طرف سے بھی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی مانند مروی ہے لیکن اس میں یہ ذکر نہیں، جب بلی اس میں منہ ڈال دے تو اسے ایک بار دھویا جائے گا۔ اور اس باب میں عبداللہ بن مغفل سے بھی روایت ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) صحيح ابي داؤد: ٦٤-٦٦، بعض کے نزدیک ابوہریرہ کے قول کہ جب بلی منہ ڈالے.... کے علاوہ بقیہ حدیث صحیح ہے۔

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ١٧٢، صحيح مسلم: ٢٧٩، سنن ابو داود: ٧١، و ٧٣، سنن ابن ماجه: ٣٦٣، و ٣٦٤، سنن نسائی فی المجتبی: ١/٥٢و ٥٢-٥٣ و ٥٣، و ١٧٦-١٧٧، و ١٧٧، ١٧٧-١٧٨، سنن نسائی فی الکبری: ٦٨ و ٦٩ و ٩٧١٢، مسند احمد: ٧٣٤٦ و ٩٥١١، صحيح ابن حبان: ١٢٩٧

فوائد الحديث: (١) کتے کا جھوٹا بھی ناپاک ہے اور جس برتن میں وہ منہ ڈالے وہ برتن بھی پلید ہو جاتا ہے۔ لہذا وہ چیز کھانا، پانی وغیرہ جو بھی اس برتن میں موجود ہو اسے پھینک دینا چاہئے جیسا کہ بعض احادیث میں صراحت موجود ہے۔

(٢) کتے کے جھوٹے برتن کو سات دفعہ دھونا چاہئے ایک دفعہ مٹی سے مانجھ کر پاک وصاف کرنا چاہئے اگر سات مرتبہ سے کم دھویا جائے گا تو وہ برتن پاک نہیں ہوگا بلکہ پلید ہی رہے گا۔

(٣) "بعض الناس" نے موقف اپنایا ہے کہ تین مرتبہ دھونے سے بھی برتن پاک ہو جاتا ہے حالانکہ یہ درست نہیں اور صحیح وصریح حدیث کے خلاف ہے۔

(٤) راوی حدیث سیّدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ کا اپنا فتویٰ بھی اس ضمن میں موجود ہے کہ کتے کے جھوٹے برتن کو سات مرتبہ ہی دھویا جائیگا (تفصل کے لیے دیکھئے سنن ابی داؤد کتاب الطہارہ) یہ حکم ہر قسم کے کتے کے لئے ہے خواہ وہ شکاری ہو یا رکھوالی کے لئے گھریلو سب کا جھوٹا ناپاک اور برتن پلید ہے۔

(٥) جو لوگ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی ناشکری کرتے ہوئے کسی شخصیت یا شہر کا کتا گردانتے ہیں انہیں اس حدیث مبارک پر ضرور اور خوب غور کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرمائے۔

69- بَابُ مَا جَاءَ فِي سُؤْرِ الْهِرَّةِ

بلی کے جوٹھے کا حکم

92: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الأَنْصَارِيُّ، حَدَّثَنَا مَعْنٌ، حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ حُمَيْدَةَ بِنْتِ عُبَيْدِ بْنِ رِفَاعَةَ، عَنْ كَبْشَةَ بِنْتِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، وَكَانَتْ عِنْدَ ابْنِ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ دَخَلَ عَلَيْهَا. قَالَتْ: فَسَكَبْتُ لَهُ وَضُوءًا، قَالَتْ: فَجَاءَتْ هِرَّةٌ تَشْرَبُ فَأَصْغَى لَهَا الإِنَاءَ حَتَّى شَرِبَتْ، قَالَتْ كَبْشَةُ: فَرَآنِي أَنْظُرُ إِلَيْهِ، فَقَالَ: أَتَعْجَبِينَ يَا بِنْتَ أَخِي فَقُلْتُ نَعَمْ. قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: "إِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ إِنَّمَا هِيَ مِنَ الطَّوَّافِينَ عَلَيْكُمْ أَوِ الطَّوَّافَاتِ".

سیّدہ کبشہ بنت کعب رضی اللہ عنہا جو سیّدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے کی اہلیہ تھیں، سے روایت ہے کہ سیّدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ ان کے ہاں تشریف لائے، تو میں نے ان کے لیے وضو کا پانی ڈال کر رکھا۔ اتنے میں بلی آکر پینے لگی۔ تو انہوں نے اس کے لیے برتن جھکا دیا (تاکہ وہ آسانی سے پی سکے) حتیٰ کہ اس نے پی لیا۔ سیّدہ کبشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: انہوں نے مجھے دیکھا کہ میں انہیں دیکھ رہی ہوں۔ تو انہوں (سیّدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: بھتیجی! کیا تمہیں تعجّب ہو رہا ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں، انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یہ ناپاک نہیں، یہ تو تمہارے ہاں گھومتی رہتی ہے۔"

وَقَدْ رَوَى بَعْضُهُمْ عَنْ مَالِكٍ: وَكَانَتْ عِنْدَ أَبِي قَتَادَةَ، وَالصَّحِيحُ ابْنُ أَبِي قَتَادَةَ.

اور بعض نے امام مالک سے روایت کی ہے کہ وہ ابو قتادہ کی اہلیہ تھیں جبکہ صحیح بات یہی ہے کہ وہ (کبشہ) ابو قتادہ کے بیٹے کی بیوی تھیں۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ روایت حسن صحیح ہے۔

قال أبو عيسى: حذا حديث حسن صحيح.

وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ الْعُلَمَاءِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، وَالتَّابِعِينَ، وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِثْلِ الشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ لَمْ يَرَوْا بِسُؤْرِ الْهِرَّةِ بَأْسًا.

نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اور تابعین میں سے اور ان کے بعد اکثر اہل علم، جیسے امام شافعی، امام احمد اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ کا یہ موقف ہے کہ بلی کے جوٹھے میں کوئی حرج نہیں۔

وَهَذَا أَحْسَنُ شَيْءٍ رُوِيَ فِي هَذَا الْبَابِ. وَقَدْ جَوَّدَ مَالِكٌ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، وَلَمْ يَأْتِ بِهِ أَحَدٌ أَتَمَّ مِنْ مَالِكٍ.

اس باب میں مروی یہ بہترین روایت ہے امام مالک نے اس حدیث کو اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ کے حوالے سے بہترین قرار دیا ہے۔ اور مالک سے مروی روایت سے زیادہ کامل کسی نے روایت نہیں کیا۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه ابن خزيمه: ١٠٤، ابن الجارود: ٦٠، الحاكم: ١/١٦٠، البغوي: ٢٨٦

تخريج الحديث: موطا امام مالک: ١/٢٢-٢٣، سنن ابو داود: ٧٥، سنن ابن ماجه: ٣٦٧، سنن نسائی: ١/٥٥، و ١٧٨، مسند احمد: ٢٢٥٨٠ صحيح ابن حبان: ١٢٩٩، وشرح مشكل الآثار: ٢٦٥٥

فوائد الحدیث: (۱) بلی کا جھوٹا پاک ہے، اگر طبیعت چاہے تو اس کو استعمال کیا جاسکتا ہے اگر کسی کی طبیعت نہ چاہے تو استعمال نہ کرے لیکن اسے ناپاک نہیں کہا جاسکتا۔

(۲) اگر بلی کے منہ پر نجاست وغیرہ لگی ہوئی ہو تو اس نجاست کی وجہ سے وہ چیز جو برتن میں ہے ناپاک ہوگی لہٰذا اسے گرا کر برتن کو دھونا چاہئے۔

(۳) اس حدیث سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ شریعت کے جن کاموں میں گنجائش ہو وہاں امت کے لئے سہولت پیدا کرنی چاہئے۔ اور آسانی والے معاملات کو اپنانا چاہئے اور جہاں شریعت کوئی اصول وضع کردے اور دوسری جواز کی کوئی صورت بھی نہ ہو تو وہاں اسی شرعی اصول کو اپنانا چاہئے بظاہر وہ کتنا ہی مشکل کیوں نہ ہو۔

70- بَابٌ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ

موزوں پر مسح کرنا

93: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ، قَالَ: بَالَ جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ فَقِيلَ: لَهُ، أَتَفْعَلُ هَذَا؟ قَالَ: "وَمَا يَمْنَعُنِي، وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَفْعَلُهُ".

ہمام بن حارث نے بیان کیا: سیّدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے پیشاب کیا، پھر وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا، تو ان سے کہا گیا: کیا آپ بھی یہ کرتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: مجھے کون سی چیز مانع ہے؟ جب کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

قَالَ إِبْرَاهِيمُ، وَكَانَ يُعْجِبُهُمْ، حَدِيثُ جَرِيرٍ لِأَنَّ إِسْلَامَهُ كَانَ بَعْدَ نُزُولِ الْمَائِدَةِ. هَذَا قَوْلُ إِبْرَاهِيمَ يَعْنِي "كَانَ يُعْجِبُهُمْ".

ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا: سیّدنا جریر رضی اللہ عنہ کی روایت انہیں بہت پسند آئی کیونکہ وہ سورۃ المائدہ کے نزول کے بعد مسلمان ہوئے تھے۔ یہ ابراہیم کا قول ہے یعنی "كَانَ يُعْجِبُهُمْ"۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ، وَعَلِيٍّ، وَحُذَيْفَةَ، وَالْمُغِيرَةِ، وَبِلَالٍ، وَسَعْدٍ، وَأَبِي أَيُّوبَ، وَسَلْمَانَ، وَبُرَيْدَةَ، وَعَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ، وَأَنَسٍ، وَسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، وَيَعْلَى بْنِ مُرَّةَ، وَعُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، وَأُسَامَةَ بْنِ شَرِيكٍ، وَأَبِي أُمَامَةَ، وَجَابِرٍ، وَأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، وَابْنِ عُبَادَةَ، وَيُقَالُ ابْنُ عِمَارَةَ، وَأُبَيُّ بْنُ عِمَارَةَ.

اس باب میں دیگر صحابہ کرام سیّدنا عمر، علی، حذیفہ، مغیرہ، بلال، سعد، ابو ایوب، سلمان، بریدہ، عمرو بن امیہ، انس، سہل بن سعد، یعلی بن مرّہ، عبادہ بن صامت، اسامہ بن شریک، ابو امامہ، جابر اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔ ایک راوی ابن عبادہ ہیں، ابن عمارہ اور ابی بن عمارہ بھی کہا گیا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ جَرِيرٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جریر رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١/١٧٦، ابن الجارود: ٨١، ابن خزيمه: ١٨٦

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٣٨٧، صحيح مسلم: ٢٧٢، سنن ابن ماجه: ٥٤٣، سنن نسائی: ١/٨١، و ٢/٧٣-٧٤، مسند احمد: ١٩١٦٨، صحيح ابن حبان: ١٣٣٥، وشرح مشكل الآثار: ٢٤٩١

94: وَيُرْوَى عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، قَالَ: رَأَيْتُ جَرِيرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ، فَقُلْتُ: لَهُ فِي ذَلِكَ، فَقَالَ: "رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ. فَقُلْتُ لَهُ أَقَبْلَ الْمَائِدَةِ أَمْ بَعْدَ الْمَائِدَةِ فَقَالَ مَا أَسْلَمْتُ إِلَّا بَعْدَ الْمَائِدَةِ".

شہر بن حوشب سے روایت کیا جاتا ہے، انہوں نے کہا: میں نے سیّدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا، انہوں نے وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا۔ میں نے اس بارے میں ان سے بات کی، تو انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا۔ آپ نے وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا، میں نے ان سے کہا: کیا سورۂ المائدہ کے نزول سے پہلے یا سورۂ المائدہ کے نزول کے بعد۔ انہوں نے فرمایا: میں نے سورۂ المائدہ کے نزول کے بعد ہی اسلام قبول کیا ہے۔

حَدَّثَنَا بِذَلِكَ قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ زِيَادٍ التِّرْمِذِيُّ، عَنْ مُقَاتِلِ بْنِ حَيَّانَ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ جَرِيرٍ. قَالَ: وَرَوَى بَقِيَّةُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَدْهَمَ، عَنْ مُقَاتِلِ بْنِ حَيَّانَ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ جَرِيرٍ.

(یہی حدیث امام قتیبہ نے دوسری سند کے ساتھ بھی بیان کی ہے۔)

وَهَذَا حَدِيثٌ مُفَسِّرٌ لِأَنَّ بَعْضَ مَنْ أَنْكَرَ الْمَسْحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ تَأَوَّلَ أَنَّ مَسْحَ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى الْخُفَّيْنِ كَانَ قَبْلَ نُزُولِ الْمَائِدَةِ وَذَكَرَ جَرِيرٌ فِي حَدِيثِهِ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ "مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ بَعْدَ نُزُولِ الْمَائِدَةِ".

یہ حدیث تفصیل بیان کرنے والی ہے، کیونکہ جس نے موزوں پر مسح کرنے کا انکار کیا ہے اس نے تاویل کی ہے کہ نبی ﷺ کا موزوں پر مسح کرنا سورۂ المائدہ کے نزول سے پہلے تھا۔ جب کہ سیّدنا جریر رضی اللہ عنہ نے اپنی حدیث میں ذکر کیا ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو سورۂ المائدہ کے نزول کے بعد موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الارواء: ١٣٧/١، اخرجه الدارقطني: ١٩٤/١، والبيهقي: ٢٧٣/١

تخریج الحدیث: مصنف ابن ابي شيبة: ١٧٩/١، سنن ابو داود: ١٥٤، صحيح ابن خزيمة: ١٨٧

فوائد الحدیث: (۱) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ موزوں پر مسح کرنا جائز ہے بشرطیکہ وہ وضو کی حالت میں پہنے ہوں۔

(۲) سورۃ مائدہ کی آیت نمبر ۶ میں وضو کرتے ہوئے پاؤں کو دھونا فرض ہے تو اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے وضو کرتے ہوئے موزوں پر مسح کیا ہے۔ جیسا کہ راوی حدیث سیّدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی صراحت موجود ہے تو یہ عمل اس آیت مبارکہ کے خلاف نہیں بلکہ تفسیر ہے کہ پاؤں ننگے ہوں تو دھوئے جائیں گے اگر موزے پہنے ہوئے ہوں تو ان پر مسح کرنا جائز ہے۔

(۳) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہ اجمعین قرآن مجید کو حدیث مبارک سے سمجھتے تھے وہ اسے قرآن کی تفسیر مانتے تھے، قرآن پر زیادتی نہیں گردانتے تھے۔ کیونکہ جس پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام پر قرآن مجید نازل ہوا ہے وہ اس کے مطلب، معنی مفہوم کو سب سے بہتر جانتا ہے۔ جو لوگ حدیث رسول اللہ ﷺ (لا صلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب کو قران مجید کی آیت: (وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا) کے خلاف سمجھتے ہیں انہیں سیّدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے جواب پر خوب غور کرنا چاہئے۔

(۴) شیخ الحدیث حافظ عبد العزیز علوی حفظہ اللہ شیخ الحدیث جامعہ سلفیہ نے لکھا ہے کہ "موزوں پر مسح کرنے کی روایت اسّی (۸۰) صحابہ سے مروی ہے جن میں عشرہ مبشرہ بھی شامل ہیں۔ (جامع ترمذی اردو ۱/۱۵۹)

نیز امام ابن المنذر کا قول نقل کرتے ہیں کہ اہل بدعت، خوارج اور روافض کی مخالفت میں موزوں پر مسح کرنا پاؤں دھونے سے افضل ہے کیونکہ جن سنتوں پر مخالفین طعن کرتے ہوں ان کو زندہ کرنا افضل ہے۔ اگرچہ عام حالات میں موزے اتار کر پاؤں دھونا افضل ہے۔" (بحوالہ ایضا)

قارئین یہاں تو امام ابن المنذر کے جذبہ عمل بالسنہ کو سلام پیش کرنے کو جی چاہتا ہے کیونکہ یہ بات تو رسول اللہ ﷺ سے بھی ثابت ہے کہ جب آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ ہمارے نماز میں 'آمین بالجہر' بلند آواز سے آمین کہنے سے یہودی چڑتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ تم اور زیادہ بلند آواز سے آمین کہا کرو۔

اس میں اُن لوگوں کے لیے بھی نصیحت ہے جو رواداری اور اعتدال کی آڑ میں حالات کے موافق شرعی احکام میں تبدیلی یا نرمی کر لینے کی جسارت کر لیتے ہیں۔ فافہم و تدبر

71- بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ لِلْمُسَافِرِ وَالْمُقِيمِ

مسافر اور مقیم کے موزوں پر مسح کرنے (کی مدت) کا بیان

95: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ الْجَدَلِيِّ، عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ "أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ؟ فَقَالَ: لِلْمُسَافِرِ ثَلَاثَةٌ، وَلِلْمُقِيمِ يَوْمٌ".

سیّدنا خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا، کہ ان سے موزوں پر مسح کرنے کے بارے میں پوچھا گیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "مسافر کے لیے (موزوں پر مسح کرنے کی مدت) تین دن اور مقیم کے لیے ایک دن۔"

وَذُكِرَ عَنْ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ أَنَّهُ صَحَّحَ حَدِيثَ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ فِي الْمَسْحِ. وَأَبُو عَبْدِ اللهِ الْجَدَلِيُّ اسْمُهُ عَبْدُ بْنُ عَبْدٍ وَيُقَالُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدٍ.

یحییٰ بن معین سے ذکر کیا گیا ہے کہ انہوں نے مسح کرنے کے بارے میں خزیمہ بن ثابت کی روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ ابو عبداللہ جدلی کا نام عبد بن عبد ہے اور عبدالرحمٰن بن عبد بھی کہا جاتا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ، وَأَبِي بَكْرَةَ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَصَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ، وَعَوْفِ بْنِ مَالِكٍ، وَابْنِ عُمَرَ، وَجَرِيرٍ.

اور اس باب میں سیّدنا علی، ابو بکرہ، صفوان بن عسّال، عوف بن مالک، ابن عمر اور جریر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ۱/۱۷۷، الحميدي: ٤٣٤، ابو عوانه: ۱/۸۱

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ۱۵۷، سنن ابن ماجه: ٥٥٣-٥٥٤، مسند احمد: ۲۱۸۵۱، صحيح ابن حبان: ۱۳۲۹

96: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ أَبِي النَّجُودِ، عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ، قَالَ:

سیّدنا صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم سفر پر ہوتے تھے تو نبی ﷺ ہمیں حکم فرمایا کرتے تھے کہ ہم بول و

كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ "يَأْمُرُنَا إِذَا كُنَّا سَفْرًا أَنْ لَا نَنْزِعَ خِفَافَنَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ إِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ، وَلَكِنْ مِنْ غَائِطٍ وَبَوْلٍ وَنَوْمٍ".

براز اور نیند کی وجہ سے موزے نہ اتاریں البتہ جنابت کی صورت میں اتاریں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَقَدْ رَوَى الْحَكَمُ بْنُ عُتَيْبَةَ وَحَمَّادٌ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ الْجَدَلِيِّ عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ وَلَا يَصِحُّ.

حکم بن عتیبہ اور حماد نے ابراہیم نخعی سے وہ ابو عبداللہ جدلی سے وہ حضرت خذیمہ بن ثابت سے بیان کرتے ہیں لیکن اس سند کے ساتھ روایت صحیح نہیں۔

قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ: قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ شُعْبَةُ: لَمْ يَسْمَعْ إِبْرَاهِيمُ النَّخَعِيُّ مِنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ الْجَدَلِيِّ حَدِيثَ الْمَسْحِ.

امام علی بن مدینی فرماتے ہیں: یحییٰ بن سعید نے کہا کہ امام شعبہ نے فرمایا ہے کہ ابراہیم نخعی نے ابو عبداللہ الجدلی سے مسح کرنے والی روایت نہیں سنی۔

وَقَالَ زَائِدَةُ: عَنْ مَنْصُورٍ كُنَّا فِي حُجْرَةِ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ وَمَعَنَا إِبْرَاهِيمُ النَّخَعِيُّ، فَحَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ التَّيْمِيُّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ الْجَدَلِيِّ عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ. قَالَ: مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ أَحْسَنُ شَيْءٍ فِي هَذَا الْبَابِ حَدِيثُ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ الْمُرَادِيِّ.

امام زائدہ امام منصور سے بیان کرتے ہیں کہ ہم ابراہیم تیمی کے حجرے میں موجود تھے اور ہمارے ساتھ ابراہیم نخعی بھی تھے کہ ابراہیم تیمی نے ہم کو عمرو بن میمون عن ابی عبداللہ الجدلی کے حوالے سے حضرت خزیمہ بن ثابت کی کی حدیث سنائی کہ وہ نبی کریم ﷺ سے موزوں پر مسح کرنے کے متعلق حدیث بیان کرتے ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس مسئلہ میں صفوان بن عسال مرادی کی حدیث سب سے زیادہ اچھی ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ الْعُلَمَاءِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَالتَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ الْفُقَهَاءِ مِثْلِ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، وَابْنِ الْمُبَارَكِ، وَالشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ، قَالُوا: "يَمْسَحُ الْمُقِيمُ يَوْمًا وَلَيْلَةً وَالْمُسَافِرُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ".

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اور ان کے بعد تابعین میں سے اکثر اہل علم اور فقہاء جیسے: امام سفیان ثوری، امام ابن المبارک، امام شافعی، امام احمد اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے۔ انہوں نے فرمایا: مقیم ایک دن اور ایک رات مسح کرے گا، جب کہ مسافر تین دن اور تین راتیں مسح کرے گا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رُوِيَ عَنْ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ: "أَنَّهُمْ لَمْ يُوَقِّتُوا فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ" وَهُوَ قَوْلُ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بعض اہل علم سے مروی ہے کہ انہوں نے موزوں پر مسح کرنے کے بارے میں مدت کی تعیین نہیں فرمائی۔ یہ امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَالتَّوْقِيتُ أَصَحُّ.

جبکہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرماتے ہیں: مدت کا تعین زیادہ صحیح ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ أَيْضًا مِنْ غَيْرِ حَدِيثِ عَاصِمٍ.

یہ حدیث عاصم کی روایت کے علاوہ بھی صفوان بن عسال سے روایت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) اخرجه الدارمي: ٣٦٣، ابن خزيمه: ١٧، البيهقي: ١/٢٧٦، والبغوي: ١٦١

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٤٧٨، سنن نسائی: ١/٨٣-٨٤ و ٩٨، مسند احمد: ١٨٠٩١، و ١٨٠٩٥، صحيح ابن حبان: ١١٠٠، و ١٣١٩

فوائد الحدیث: (۱) اسلام نے ہمیشہ اپنے ماننے والوں کے لیے سہولت کا اسلوب ہی نمایاں کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امام الانبیاء ﷺ نے کتنے ایسے مقامات ہیں جہاں یہ ارشاد فرمایا ہے کہ لو لا ان اشق علی امتی... الحدیث۔ اگر میں اپنی امت پر مشقت نہ سمجھتا تو... فلاں کام کا... حکم دیتا۔ وغیرہ وغیرہ۔

اسی طرح آپ ﷺ نے امت کی سہولت کے لیے موزوں پر مسح کرنے کی اجازت دی تو مقیم کے لئے ایک دن اور رات (۲۴ گھنٹے) اور مسافر کے لیے تین دن، رات (۷۲ گھنٹے) تک مسح کرنے کی اجازت فرمائی۔

(۲) مسح کی مدت موزے پہننے سے شروع نہیں ہوتی بلکہ جب آدمی ان موزوں پر پہلا مسح کرتا ہے اس وقت سے شروع ہوتی ہے اور جب یہ مدت ختم ہو جاتی ہے۔ تو مسح والا وضو بھی خود بخود ختم ہو جاتا ہے۔ مثلاً

ایک شخص نے فجر کی نماز کے لیے وضو کیا، اور وضو کی حالت میں اس نے موزے پہن لیے اب اس نے ظہر کی نماز کے لئے وضو کیا تو تقریباً پونے ایک بجے اس نے مسح کیا تھا تو آئندہ دن پونے ایک بجے سے پہلے پہلے وہ مسح کے ساتھ وضو کر کے نماز پڑھ سکتا ہے اس کے بعد اسے موزے اتار کر پاؤں دھو کر وضو کرنا ہوگا۔ اگر اس نے دوسرے دن ساڑھے بارہ بجے وضو کیا تو پونے ایک بجے سے پہلے پہلے وہ نماز پڑھ لے تو درست ورنہ جونہی پونے ایک کا وقت ہوگا اس کا وضو ختم ہو جائے گا۔

یہ مثال صرف بات سمجھانے کے لیے عرض کی گئی ہے ورنہ مسح کرنے کا وقت کوئی سا بھی ہو سکتا ہے۔ سمجھانا یہ مقصود ہے کہ مسح کی مدت موزوں پر پہلا مسح کرنے سے شروع ہوگی، موزے پہننے کے وقت سے نہیں۔

(۳) جو لوگ مسح کی متعین مدت کے قائل نہیں ان کا موقف درست نہیں۔

(۴) اگر غسل جنابت کرنا ہو تو موزے اتار کر غسل کیا جائے گا۔

72- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ أَعْلَاهُ وَأَسْفَلِهِ

موزوں پر ان کے اوپر اور نیچے (دونوں طرف) مسح کرنا

97: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الدِّمَشْقِيُّ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، أَخْبَرَنِي ثَوْرُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ رَجَاءِ بْنِ حَيْوَةَ، عَنْ كَاتِبِ الْمُغِيرَةِ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "مَسَحَ أَعْلَى الْخُفِّ وَأَسْفَلَهُ".

سیّدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے موزوں کے اوپر اور نیچے مسح کیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ نبی ﷺ کے بہت سے صحابہ

ﷺ وَالتَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ الْفُقَهَاءِ، وَبِهِ يَقُولُ مَالِكٌ، وَالشَّافِعِيُّ، وَإِسْحَاقُ.

کرام، تابعین اور ان کے بعد فقہاء کا موقف ہے۔ اور امام مالک، امام شافعی اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ بھی یہی موقف رکھتے ہیں۔

وَهَذَا حَدِيثٌ مَعْلُولٌ لَمْ يُسْنِدْهُ عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيدَ غَيْرُ الْوَلِيدِ بْنِ مُسْلِمٍ.

اور یہ حدیث معلول ہے اسے ثور بن یزید سے صرف ولید بن مسلم نے مسند روایت کیا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَسَأَلْتُ أَبَا زُرْعَةَ، وَمُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ، فَقَالَا: لَيْسَ بِصَحِيحٍ لِأَنَّ ابْنَ الْمُبَارَكِ رَوَى هَذَا عَنْ ثَوْرٍ، عَنْ رَجَاءِ بْنِ حَيْوَةَ قَالَ: حُدِّثْتُ عَنْ كَاتِبِ الْمُغِيرَةِ مُرْسَلٌ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ الْمُغِيرَةَ.

امام ترمذی نے کہا: میں نے اس حدیث کے بارے میں ابوزرعہ اور امام بخاری سے پوچھا تو ان دونوں نے کہا یہ حدیث صحیح نہیں کیونکہ ابن مبارک نے اس حدیث کو ثور عن رجاء بن حیوہ سے روایت کیا۔ انہوں نے کہا مجھے یہ حدیث مغیرہ کے کاتب کے حوالے سے نبی ﷺ سے مرسل بیان کی گئی ہے اور انہوں نے اس میں مغیرہ کا ذکر نہیں کیا۔

حکم الحدیث: (ضعیف) رجاء کا کاتب المغیرہ اور ثور کا رجاء سے سماع ثابت نہیں۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٦٥، سنن ابن ماجه: ٥٥٠، مسند احمد: ١٨١٩٧

فوائد الحدیث: (١) یہ روایت سند کے اعتبار سے ثابت نہیں لہٰذا اس سے استدلال کرنا درست نہیں۔

(٢) صحیح موقف وہی ہے جو صحیح اور صریح احادیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ موزوں کے اوپر مسح کیا کرتے تھے اس لیے صرف موزوں کے اوپر ہی مسح کیا جائے گا۔

73- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ ظَاهِرِهِمَا

موزوں کے ظاہری (اوپر والے) حصے پر مسح کرنا

98: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ "يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ عَلَى ظَاهِرِهِمَا".

سیّدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے نبی ﷺ کو موزوں کے ظاہری حصے (یعنی اوپر والے حصے) پر مسح کرتے ہوئے دیکھا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ الْمُغِيرَةِ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث، حسن ہے۔

وَهُوَ حَدِيثُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنِ الْمُغِيرَةِ، وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا يَذْكُرُ عَنْ عُرْوَةَ عَنِ الْمُغِيرَةِ عَلَى ظَاهِرِهِمَا. غَيْرَهُ.

اور عبدالرحمٰن بن ابی الزناد کی روایت عن ابیہ عن عروۃ عن مغیرۃ اور ہم کسی روای کو نہیں جانتے کہ وہ عروہ کے حوالے سے سیّدنا مغیرہ سے "عَلَى ظَاهِرِهِمَا" کے الفاظ بیان کرتا ہو

سوائے ابو الزناد کے۔

وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، وَأَحْمَدُ.

کئی ایک اہل علم کا یہی موقف ہے۔ امام سفیان ثوری اور امام احمد رحمہما اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ: وَكَانَ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ يُشِيرُ بِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي الزِّنَادِ.

امام بخاری نے کہا: مالک بن انس، عبدالرحمٰن بن ابو زناد کی طرف (اس کے ضعیف ہونے کا) اشارہ کرتے تھے۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) المشكوٰة: ٥٢٢، صحيح ابي داؤد: ١٠١-١٥٢، اخرجه ابن الجارود: ٨٠، الدارقطني: ١/١٩٠

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٦١، مسند احمد: ١٨١٥٦

فوائد الحدیث: موزوں کے اوپر مسح کرنے کی احادیث صحیح ہیں لہٰذا یہی موقف راجح اور درست ہے کہ موزوں کے صرف اوپر ہی مسح کیا جائے، نیچے نہیں۔

74- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ

جرابوں اور جوتوں پر مسح کرنا

99: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، وَمَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي قَيْسٍ، عَنْ هُزَيْلِ بْنِ شُرَحْبِيلَ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ: "تَوَضَّأَ النَّبِيُّ ﷺ وَمَسَحَ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ".

سیّدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، نبی ﷺ نے وضو کیا، اور آپ ﷺ نے جرابوں اور جوتوں پر مسح کیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهِ يَقُولُ: سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ، قَالُوا: "يَمْسَحُ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَإِنْ لَمْ تَكُنْ نَعْلَيْنِ إِذَا كَانَا ثَخِينَيْنِ".

اہل علم میں سے بہت سے حضرات کا یہ موقف ہے۔ امام سفیان ثوری، امام ابن مبارک، امام شافعی، امام احمد اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔ انہوں نے کہا: وہ جرابوں پر مسح کرے گا جب کہ وہ موٹی ہوں، اگرچہ جوتے نہ ہوں۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي مُوسَى.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس باب میں سیّدنا ابو موسیٰ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: سَمِعْتُ صَالِحَ بْنَ مُحَمَّدٍ التِّرْمِذِيَّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا مُقَاتِلٍ السَّمَرْقَنْدِيَّ، يَقُولُ دَخَلْتُ عَلَى أَبِي حَنِيفَةَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ، وَعَلَيْهِ جَوْرَبَانِ فَمَسَحَ عَلَيْهِمَا، ثُمَّ قَالَ: فَعَلْتُ الْيَوْمَ شَيْئًا لَمْ أَكُنْ أَفْعَلُهُ مَسَحْتُ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ، وَهُمَا غَيْرُ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے صالح بن محمد ترمذی سے سنا، انہوں نے کہا: میں نے ابو مقاتل سمرقندی کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس اس وقت گیا جب کہ وہ مرض وفات میں مبتلا تھے۔ انہوں نے پانی منگوا کر وضو کیا، انہوں نے جرابیں پہنی ہوئی تھیں، پس انہوں نے ان

مُنَعَّلَيْنِ. دونوں پر مسح کیا، پھر کہا: میں نے آج ایک ایسا کام کیا ہے جو میں پہلے نہیں کرتا تھا۔ میں نے جرابوں پر مسح کیا ہے۔ اور ان دونوں کے نیچے چمڑہ نہیں لگایا گیا تھا۔

حکم الحدیث: (صحیح) بعض نے اسے سفیان ثوری مدلس کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ۱۵۹، سنن ابن ماجه: ۵۵۹، سنن نسائی في الکبری: ۱۲۹، مسند احمد: ۱۸۲۰۶، صحیح ابن حبان: ۱۳۳۸

فوائد الحدیث: (۱) موزوں کی طرح جرابوں پر مسح کرنا بھی جائز ہے کہ یہ موزوں کے حکم میں ہیں۔

(۲) بعض لوگ جراب کے لیے کئی ایک شرائط ذکر کرتے ہیں مثلاً موٹی ہوں، ان کے نیچے چمڑا لگا ہوا ہو وغیرہ وغیرہ۔ لیکن یاد رکھیے کسی بھی صحیح حدیث میں جراب کے لئے کوئی شرط نہیں ہے جس کا نام جراب ہے اور اسے آدمی ضرورت یا زیب و زینت کے لیے پہنتا ہے اور اس کے پھٹے ہوئے ہونے کی وجہ سے کوئی عار محسوس نہیں کرتا، اس پر مسح کرنا درست ہے۔ ناطق وحی پیغمبر ﷺ نے سیّدہ بریرہ رضی اللہ عنہا والے واقعہ میں فرمایا تھا۔ فایما شرط کان لیس فی کتاب اللہ فھو باطل (صحیح بخاری ۱/۳۴۸) کہ ہر وہ شرط جو قرآن و حدیث میں نہ ہو وہ باطل ہے۔

(۳) اللہ تعالیٰ غریق رحمت فرمائے حضرات محدثین پر کہ انہوں نے بات سمجھانے اور حق پہنچانے کے لئے نا صرف کہ بڑی محنت کی بلکہ ہر وہ طریقہ اختیار کیا جس سے مقصود حاصل ہو سکتا تھا۔

جرابوں پر مسح کے مسئلہ میں حضرات احناف بڑی شد و مد کے ساتھ رسول اکرم ﷺ کی احادیث کا انکار کرتے ہیں اور اس کے لئے انہوں نے کئی دور از کار تاویلیں کیں اور نا معقول شرائط گھڑی ہیں تو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں سمجھانے کے لئے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا زندگی کے آخری دنوں کا عمل باسند بیان کر دیا ہے کہ امام صاحب بھی اپنے سابقہ موقف سے رجوع کر کے جرابوں پر مسح کے قائل و فاعل ہو گئے تھے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ "ابو مقاتل سمرقندی بیان کرتے ہیں کہ میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ان کی مرض الموت میں گیا تو انہوں نے پانی منگوا کر وضو کیا اس وقت انہوں نے جرابیں پہنی ہوئی تھیں تو انہوں نے اس پر مسح کیا پھر (ساتھ ہی) فرمایا کہ آج میں نے ایسا کام کیا ہے جو میں پہلے نہیں کرتا تھا،" (یعنی میں نے جرابوں پر مسح کیا ہے اور ان دونوں کے نیچے چمڑہ نہیں لگایا گیا تھا)۔ (یہ روایت بدائع الصنائع کے صفحہ نمبر ۲ پر بھی موجود ہے) نیز امام صاحب کا یہ رجوع ان کی وفات کے تین یا نو دن پہلے کا ہے۔ (بحوالہ درس ترمذی ۱/۳۳۵ مولانا تقی عثمانی دیوبندی)

(۴) امام صاحب کے رجوع کے بعد احناف کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ جرابوں پر مسح کا انکار کریں کہ اگر امام کائنات سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی حدیث پر عمل نہیں کرتے تو کم از کم اپنے تقلید کے دعوے کی تو لاج رکھیں اور مقلد ہونے کا ثبوت دیں۔

یہاں احناف ہزار تاویلیں بھی کر لیں تو پھر بھی یہ بات تو مسلمہ ہے کہ امام صاحب نے ان جرابوں پر مسح کیا ہے جن کے خلاف ساری زندگی موقف رکھا اور فتویٰ دیا ہے۔ اسی طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ کا فاتحہ خلف الامام کے مسئلے میں بھی رجوع ثابت ہے جس کی تفصیل کتاب الصلوٰۃ میں آئے گی۔ ان شاء اللہ۔

75- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْعِمَامَةِ
پگڑی پر مسح کرنا

100: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ سیّدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے وضو

الْقَطَّانُ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْمُزَنِيِّ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنِ ابْنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: "تَوَضَّأَ النَّبِيُّ ﷺ وَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَالْعِمَامَةِ".

کیااور موزوں اور عمامے (پگڑی) پر مسح کیا۔

قَالَ بَكْرٌ: وَقَدْ سَمِعْتُ مِنِ ابْنِ الْمُغِيرَةِ.

امام بکر کہتے ہیں بے شک میں نے ابن مغیرہ سے سنا ہے۔

قَالَ: وَذَكَرَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ فِي هَذَا الْحَدِيثِ فِي مَوْضِعٍ آخَرَ "أَنَّهُ مَسَحَ عَلَى نَاصِيَتِهِ وَعِمَامَتِهِ".

محمد بن بشار نے اس حدیث میں ایک دوسرے مقام پر ذکر کیا ہے: آپ ﷺ نے اپنی پیشانی اور پگڑی پر مسح کیا۔

وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ ذَكَرَ بَعْضُهُمُ الْمَسْحَ عَلَى النَّاصِيَةِ وَالْعِمَامَةِ، وَلَمْ يَذْكُرْ بَعْضُهُمُ النَّاصِيَةَ. وَسَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ الْحَسَنِ يَقُولُ سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يَقُولُ: مَا رَأَيْتُ بِعَيْنِي مِثْلَ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقَطَّانِ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ، وَسَلْمَانَ، وَثَوْبَانَ، وَأَبِي أُمَامَةَ.

بے شک یہ حدیث دوسری سند کے ساتھ بھی مغیرہ بن شعبہ سے بیان کی گئی ہے بعض راویوں نے پیشانی اور عمامے پر مسح کا ذکر کیا ہے اور بعض نے پیشانی کا ذکر نہیں کیا (صرف پگڑی کا ذکر کیا ہے) اور میں نے احمد بن حسن کو سنا وہ فرماتے تھے میں نے امام احمد بن حنبل کو سنا وہ فرماتے تھے میری آنکھوں نے یحییٰ بن سعید قطان جیسا آدمی نہیں دیکھا۔ (یعنی ان کی روایت کو ترجیح دیتے تھے)۔ امام ترمذی فرماتے ہیں اس باب میں عمرو بن امیہ، سلمان، ثوبان اور ابو امامہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی حدیث، حدیث حسن صحیح ہے۔

وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ: مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْهُمْ أَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَأَنَسٌ. وَبِهِ يَقُولُ الْأَوْزَاعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ، قَالُوا: "يَمْسَحُ عَلَى الْعِمَامَةِ". وَقَالَ: غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَالتَّابِعِينَ "لَا يَمْسَحُ عَلَى الْعِمَامَةِ إِلَّا أَنْ يَمْسَحَ بِرَأْسِهِ مَعَ الْعِمَامَةِ". وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، وَمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، وَابْنِ الْمُبَارَكِ، وَالشَّافِعِيِّ.

اور نبی ﷺ کے اصحاب میں سے بہت سے اہل علم ان میں سے سیّدنا ابو بکر و عمر اور انس رضی اللہ عنہم کا یہی موقف ہے۔ نیز امام اوزاعی، امام احمد اور امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہم بھی یہی موقف رکھتے ہیں کہ عمامے پر مسح کرے گا۔ جب کہ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے کئی ایک اور تابعین میں سے اہل علم نے کہا: وہ پگڑی پر مسح نہیں کرے گا مگر یہ کہ وہ عمامے سمیت اپنے سر پر مسح کرے گا۔ اور یہ امام سفیان ثوری، مالک بن انس، ابن المبارک اور امام شافعی رحمہم اللہ کا موقف ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى، وَسَمِعْتُ الْجَارُودَ بْنَ مُعَاذٍ، يَقُولُ سَمِعْتُ وَكِيعَ بْنَ الْجَرَّاحِ، يَقُولُ: "إِنْ مَسَحَ عَلَى الْعِمَامَةِ يُجْزِئُهُ لِلْأَثَرِ".

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے جارود بن معاذ کو سنا، وہ فرماتے تھے کہ میں نے وکیع بن جراح کو سنا وہ بیان کرتے ہیں کہ اس حدیث کی رو سے عمامے پر مسح کرنا کافی ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) صحيح ابى داؤد: ١٣٧-١٣٨، اخرجه ابو عوانه: ١/٩ ،٢، البيهقي: ١/٥٨

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٧٤، ٨٢، ٨٣، سنن ابو داود: ١٥٠، سنن نسائى: ١/٧٦، مسند احمد: ١٨٢٣٤، صحيح ابن حبان: ١٣٤٦

101: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ، عَنْ بِلَالٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَالْخِمَارِ".

سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے موزوں اور سر کے کپڑے (چادر، عمامہ وغیرہ) پر مسح کیا۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن خزيمه: ١٨٠، والحميدي: ١٥٠

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٧٥، سنن ابن ماجه: ٥٦١، سنن نسائى: ١/٧٥ و ٧٦، مسند احمد: ٢٣٨٨٤

102: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ إِسْحَاقَ، هُوَ الْقُرَشِيُّ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ، قَالَ: سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ؟ فَقَالَ: "السُّنَّةُ يَا ابْنَ أَخِي". قَالَ وَسَأَلْتُهُ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْعِمَامَةِ؟ فَقَالَ: "أَمِسَّ الشَّعَرَ الْمَاءَ".

ابو عبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر نے بیان کیا: میں نے سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے موزوں پر مسح کرنے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا: بھتیجے! سُنت ہے۔ میں نے ان سے عمامے، پگڑی پر مسح کرنے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: بالوں کو پانی لگاؤ۔

حکم الحدیث: (صحيح الاسناد)

تخریج الحدیث: مصنف ابن ابي شيبة: ١/٢٣ و ١٨١، سنن كبرىٰ للبيهقى: ١/٦١، مؤطا امام مالک: ١/٣٥

فوائد الحدیث: (ا) وضو کرتے وقت اگر سر پر پگڑی ہو تو اس پر مسح کرنا بھی جائز ہے اور اس کی مختلف صورتیں احادیث میں بیان ہوئی ہیں:

ا۔ صرف پگڑی پر مسح کیا جائے۔ ۲۔ پگڑی کے ساتھ پیشانی پر بھی مسح کیا جائے۔ ۳۔ اگر سر کے کچھ بال ننگے ہوں تو پگڑی اور سر کے بالوں پر مسح کیا جائے۔ یہ ساری صورتیں جائز ہیں۔

76- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ

غسل جنابت

103: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ خَالَتِهِ مَيْمُونَةَ قَالَتْ: "وَضَعْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ غُسْلاً فَاغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ فَأَكْفَأَ الإِنَاءَ بِشِمَالِهِ عَلَى يَمِينِهِ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فِي الإِنَاءِ فَأَفَاضَ عَلَى فَرْجِهِ

ام المؤمنین سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، میں نے نبی ﷺ کے لیے غسل کا پانی رکھا، تو آپ نے غسل جنابت کیا۔ آپ ﷺ نے بائیں ہاتھ سے برتن جھکا کر دائیں ہاتھ پر پانی ڈالا۔ اور ہاتھ دھوئے۔ پھر اپنا ہاتھ برتن میں ڈالا، اور شرم گاہ پر پانی ڈالا، پھر دیوار یا زمین پر ہاتھ رگڑا، پھر کلی کی، ناک میں پانی ڈالا، چہرہ

ثُمَّ دَلَكَ بِيَدِهِ الْحَائِطَ أَوِ الأَرْضَ، ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ، وَغَسَلَ وَجْهَهُ وَذِرَاعَيْهِ، ثُمَّ أَفَاضَ عَلَى رَأْسِهِ، ثَلَاثًا ثُمَّ أَفَاضَ عَلَى سَائِرِ جَسَدِهِ، ثُمَّ تَنَحَّى فَغَسَلَ رِجْلَيْهِ".

دھویا، بازو دھوئے، پھر اپنے سر پر پانی ڈالا تین مرتبہ، اور پھر باقی سارے جسم پر پانی بہایا۔ پھر ایک طرف ہو کر دونوں پاؤں دھوئے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، وَجَابِرٍ، وَأَبِي سَعِيدٍ، وَجُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

اس باب میں سیّدہ ام سلمہ، جابر، ابو سعید، جبیر بن مطعم اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه عبدالرزاق: ٩٩٨، الحميدي: ٣١٦، ابن ابي شيبة: ١/٦٢، الدارمي: ٧١٨

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٤٩و ٢٥٧، صحیح مسلم: ٣١٧، سنن ابو داود: ٢٤٥، سنن ابن ماجه: ٤٦٧ و ٥٧٣، سنن نسائی: ١/١٣٧ و ٢٠٠ و ٢٠٤ و ٢٠٨، مسند احمد: ٢٦٧٩٨، صحيح ابن حبان: ١١٩٠۔

104: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: "كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَغْتَسِلَ مِنَ الْجَنَابَةِ بَدَأَ فَغَسَلَ يَدَيْهِ قَبْلَ أَنْ يُدْخِلَهُمَا الإِنَاءَ، ثُمَّ غَسَلَ فَرْجَهُ وَيَتَوَضَّأُ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ يُشَرِّبُ شَعْرَهُ الْمَاءَ، ثُمَّ يَحْثِي عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ حَثَيَاتٍ".

ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب غسل جنابت کا ارادہ فرماتے تو پہلے ہاتھ دھوتے اور پھر انہیں برتن میں ڈالتے، پھر شرم گاہ دھوتے، اور نماز کے وضو کی طرح وضو فرماتے، پھر بالوں کو گیلا کرتے، پھر سر پر تین چُلّو پانی ڈالتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَهُوَ الَّذِي اخْتَارَهُ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ "أَنَّهُ يَتَوَضَّأُ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ يُفْرِغُ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ يُفِيضُ الْمَاءَ عَلَى سَائِرِ جَسَدِهِ، ثُمَّ يَغْسِلُ قَدَمَيْهِ".

غسل جنابت کے حوالے سے اہل علم نے اسی طریقہ کو اختیار کیا ہے۔ کہ وہ نماز کے وضو کی طرح وضو کرے۔ پھر تین بار سر پر پانی ڈالے، پھر سارے جسم پر پانی بہائے اور پھر پاؤں دھولے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ وَقَالُوا: "إِنِ انْغَمَسَ الْجُنُبُ فِي الْمَاءِ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ أَجْزَأَهُ" وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ.

اہل علم کے ہاں اسی پر عمل ہے اور انہوں نے کہا: اگر جنبی شخص پانی میں غوطہ لگالے اور وضو نہ کرے تو یہ اسے کفایت کرے گا۔ امام شافعی، امام احمد اور امام اسحاق بن راہویہ کا یہ موقف ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الاوراء: ١٣٢، صحيح الترمذي: ٩١، اخرجه الدارمي: ٧٥٤، ابو يعلىٰ: ٤٤٣٠، والبيهقي: ١/١٧٢

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٤٨، و ٢٧٢، صحیح مسلم: ٣١٦، سنن ابو داود: ٢٤٢، سنن نسائی: ١/١٣٢ و ١٣٣ و ١٣٤ و ١٣٥ و ٢٠٥ و ٢٠٦، مسند احمد: ٢٤٢٥٧، صحيح ابن حبان: ١١٩٦

فوائد الحدیث: اس مسئلہ کی تمام روایات کی روشنی میں غسل جنابت کا طریقہ کچھ یوں ہے:

سب سے پہلے اِستنجاء کیا جائے جہاں تک آدمی سمجھتا ہے کہ نجاست لگی ہوگی۔ اسے دھو کر صاف کرے۔ پھر اپنے ہاتھوں کو صابن یا مٹی سے مَل کر اچھی طرح صاف کرلے۔ اس کے بعد مکمل نماز والا وضو کرے، بعد میں تین چُلو سر میں پانی ڈالے۔ ایک چُلو دائیں جانب اور دوسرا چلو بائیں جانب اور تیسرا چُلو سر کے درمیان میں، اس دوران اچھی طرح سر کو مل کر پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچائے۔

استثنائی صورتیں:

مذکورہ بالا طریقہ آسان، عام فہم اور مکمل بھی ہے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ سے چند صورتیں مزید بھی ثابت ہیں، جنہیں استثنائی صورتیں بھی کہا جاسکتا ہے مثلاً

۱- اِستنجا کرنے کے بعد وضو کرتے ہوئے مکمل ترتیب سے نماز والا وضو کیا جائے، مگر آخر میں پاؤں نہ دھوئے جائیں اور جب غسل سے فارغ ہو جائے تو پاؤں بھی دھولے۔

۲- وضو کرتے ہوئے پاؤں کے ساتھ ساتھ سر کا مسح بھی چھوڑ دے یعنی شروع سے وضو کرتے ہوئے کہنیوں سمیت بازو دھولے اس کے بعد سر کا مسح نہ کرے اور پاؤں نہ دھوئے۔ جب غسل سے فارغ ہو تو پاؤں دھولے۔ سر کا مسح کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ تین چلو پانی سر میں ڈالنا مسح سے کفایت کر جائے گا۔

۳- اگر سر کے بال بڑے گھنے ہوں اور آدمی سمجھتا ہے کہ تین چُلو ڈال کر بھی انہیں اچھی طرح تر نہیں کیا جاسکے گا تو پھر چُلو ڈالنے سے پہلے اپنے ہاتھوں کو گیلا کر کے یا پانی ڈال کر سر کے بالوں کو تر کرلے تاکہ چُلو ڈالنے سے بال اچھی طرح تر ہو جائیں۔

عُلماء و طلباء اور جو لوگ بھی اس فرق کو سمجھ کر ان میں سے کسی طریقے پر صحیح طرح عمل کر سکیں وہ تو کسی طریقے سے بھی غسل کرلیں تو درست ہے لیکن عوام الناس میں سے جو یہ سارے فرق بالترتیب ملحوظ نہ رکھ سکیں انہیں صرف پہلا طریقہ ہی اختیار کرنا چاہئے جو آسان بھی ہے اور مکمل بھی۔

غسل جنابت سے پہلے وضو کرنا رسول اللہ ﷺ کی سُنت ہے لہٰذا اس کا اہتمام کرنا چاہئے۔

۴- غسل جنابت میں جسم کے ہر حصے کو تر کرنا لازم ہے حتیٰ کہ اگر ایک بال بھی خشک رہ گیا تو غسل نہیں ہوگا۔ جب غسل نہیں ہوگا تو طہارت نہیں ہوگی اور جب طہارت نہیں ہوگی تو پھر کوئی بھی وہ عبادت قبول نہیں ہوگی جس کے لیے طہارت شرط ہے۔ اس لیے اس مسئلے کو خوب سمجھ کر اس پر عمل کرنا چاہئے۔ ان لوگوں کے جھانسے میں نہیں آنا چاہئے جو سمجھتے ہیں کہ غسل میں صرف تین فرض ہیں:

۱۔ کلی کرنا ۲۔ ناک میں پانی ڈالنا ۳۔ سارے جسم پر پانی بہانا۔ اور بس۔

77- بَابُ هَلْ تَنْقُضُ الْمَرْأَةُ شَعْرَهَا عِنْدَ الْغُسْلِ

کیا عورت غسل کے وقت اپنے بال کھولے گی؟

105: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي امْرَأَةٌ أَشُدُّ ضَفْرَ رَأْسِي أَفَأَنْقُضُهُ لِغُسْلِ الْجَنَابَةِ؟ قَالَ: لَا، "إِنَّمَا

ام المؤمنین سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! میں سر کے بالوں کی مینڈھیاں مضبوطی سے باندھتی ہوں، کیا میں غسل جنابت کے لیے انہیں کھول لیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، تجھے یہی کافی ہے کہ تو سر پر

يَكْفِيكِ أَنْ تَحْثِينَ عَلَى رَأْسِكِ ثَلَاثَ حَثَيَاتٍ مِنْ مَاءٍ، ثُمَّ تُفِيضِينَ عَلَى سَائِرِ جَسَدِكِ الْمَاءَ فَتَطْهُرِينَ. أَوْ قَالَ: فَإِذَا أَنْتِ قَدْ تَطَهَّرْتِ".

پانی کی تین لپیں ڈال لے۔ پھر اپنے باقی سر اور سارے جسم پر پانی بہالے تو پاک ہو جائے گی۔" یا فرمایا: "تو اس وقت تو پاک ہو گئی۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا اغْتَسَلَتْ مِنَ الْجَنَابَةِ فَلَمْ تَنْقُضْ شَعْرَهَا أَنَّ ذَلِكَ يُجْزِئُهَا بَعْدَ أَنْ تُفِيضَ الْمَاءَ عَلَى رَأْسِهَا.

اور اہل علم کا اس پر عمل ہے، کہ عورت جب غسل جنابت کرے گی تو وہ اپنے سر کے بال نہیں کھولے گی، اسے بس یہی کافی ہے کہ وہ سر پر پانی بہالے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الحميدي: ٢٩٤، ابو يعلىٰ: ٦٩٥٧، ابن خزيمه: ٢٤٦، ابن الجارود: ٩٨

حکم و تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٣٣٠، سنن ابو داود: ٢٥١ و ٢٥٢، سنن ابن ماجه: ٦٠٣، سنن نسائی: ١/١٣١، مسند احمد: ٢٦٤٧٧ و ٢٦٦٧٧، صحيح ابن حبان: ١١٩٨

فوائد الحدیث: (۱) غسل جنابت کا طریقہ مردوں اور عورتوں کے لیے ایک ہی ہے جو اوپر والی حدیث کے فوائد میں تفصیل سے بیان ہوا ہے

البتہ خواتین کو صرف اس بات کی اجازت ہے کہ اگر اس نے مینڈھیاں بنائی ہوئی ہیں تو وہ اپنے بالوں کو کھولے بغیر صرف تین چلو پانی ڈال کر اچھی طرح سر کو مل لے۔ اس سے بال اگر خشک بھی رہ گئے تو کوئی حرج نہیں۔

(۲) یاد رہے کہ مینڈھیوں سے مراد عورتوں کا اپنے بالوں کو باریک باریک گوندھنا ہے جسے ہمارے معاشرے میں "لٹیں" کہا جاتا ہے جیسا کہ آجکل ملنگوں یا سادھوؤں وغیرہ نے بنائی ہوئی ہوتی ہیں۔

(۳) عورتوں کے لیے اسے کھولنا اور پھر اسی طرح دوبارہ گوندھنا بڑا دقت طلب معاملہ ہے اس پر وقت بھی بہت صرف ہوتا ہے۔ شادی شدہ عورت کو غسل جنابت میں مشکل سے بچانے کے لئے شریعت نے اسے یہ سہولت دے دی ہے۔ فللہ الحمد ہمارے ہاں مشرقی عورتوں کے رواج کے مطابق جو ایک ہی "لٹ" بنائی جاتی ہے اور اس میں پراندہ ڈالا جاتا ہے۔ وہ مراد نہیں اسے غسل جنابت میں بھی کھولا جائے گا۔

(۴) غسل حیض میں عورت اپنے بالوں کو مکمل طور پر کھولے گی۔

78- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ تَحْتَ كُلِّ شَعْرَةٍ جَنَابَةً

ہر بال کے نیچے جنابت ہے

106: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ وَجِيهٍ، قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ دِينَارٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "تَحْتَ كُلِّ شَعْرَةٍ جَنَابَةٌ فَاغْسِلُوا الشَّعَرَ وَأَنْقُوا الْبَشَرَ".

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہر بال کے نیچے جنابت ہے، پس بال دھوؤ اور بدن صاف کرو۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ، وَأَنَسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس باب میں سیّدنا علی اور سیّدنا انس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ الْحَارِثِ بْنِ وَجِيهٍ حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حارث بن وجیہ کی روایت غریب ہے۔

لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِهِ وَهُوَ شَيْخٌ لَيْسَ بِذَاكَ وَقَدْ رَوَى عَنْهُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الأَئِمَّةِ. وَقَدْ تَفَرَّدَ بِهَذَا الْحَدِيثِ عَنْ مَالِكِ بْنِ دِينَارٍ، وَيُقَالُ: الْحَارِثُ بْنُ وَجِيهٍ وَيُقَالُ ابْنُ وَجْبَةَ.

اور ہم اسے صرف اس کی روایت کے حوالے سے ہی جانتے ہیں اور یہ شیخ زیادہ اہمیت کے حامل نہیں۔ کئی ایک ائمہ نے اس سے روایت کیا ہے۔ مالک بن دینار سے روایت کرنے میں وہ متفرد ہیں۔ راوی کو حارث بن وجیہ اور ابن وجبہ بھی کہا جاتا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) ضعيف الترمذي: ١٥، اس میں الحارث بن وجیہ ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٤٨، سنن ابن ماجه: ٥٩٧، سنن كبرىٰ للبيهقي: ١/١٧٥

فوائد الحدیث: یہ حدیث سند کے اعتبار سے ضعیف ہے لیکن مسئلہ درست ہے کہ غسل جنابت میں جسم کو اچھی طرح تر کرنا چاہیے اور ایک بال برابر بھی جگہ خشک نہیں رہنی چاہیے تحت كل شعرة جنابة کا بھی یہی مطلب ہے۔ باقی خواتین کو جو استثناء حاصل ہے وہ بھی صحیح احادیث سے ثابت ہے جیسا کہ تفصیل سے گزر چکا ہے۔

79- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوءِ بَعْدَ الْغُسْلِ

غسل کے بعد وضو کرنا

107: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "كَانَ لَا يَتَوَضَّأُ بَعْدَ الْغُسْلِ".

ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ غسل کے بعد وضو نہیں کیا کرتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَالتَّابِعِينَ "أَنْ لَا يَتَوَضَّأَ بَعْدَ الْغُسْلِ".

اور انہوں نے فرمایا: نبی ﷺ کے اصحاب اور تابعین میں سے بہت سے اہل علم کا یہ موقف ہے کہ غسل کے بعد وضو نہ کرے۔

حکم الحدیث: (صحيح) بعض کے نزدیک اس کی سند ابو اسحاق مدلس کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٥٠، سنن ابن ماجه: ٥٧٩، سنن نسائي: ١/١٣٧ و ٢٠٩، مسند احمد: ٢٤٣٨٩۔

فوائد الحدیث: (۱) رسول اللہ ﷺ کا طریقہ مبارک یہی تھا کہ پہلے استنجا کرتے پھر وضو فرما کر غسل کرتے اور دوبارہ وضو کی ضرورت نہیں۔ اور یہ اس وقت ہے جب آدمی نے غسل کے بعد نماز نہ پڑھنی ہو۔

(۲) البتہ اگر غسل کے بعد نماز پڑھنی ہے تو پھر دو صورتیں ہیں: کہ غسل سے پہلے کیا ہوا وضو برقرار ہے نا تو 'سبیلین' سے کوئی چیز خارج ہوئی ہے اور نا ہی شرم گاہ کو ہاتھ لگا ہے تو پھر اسی وضو کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے۔ اور اگر دوران غسل وضو ٹوٹ گیا ہے تو پھر نماز پڑھنے کے لئے دوبارہ وضو کرنا ہوگا۔

(۳) بعض لوگوں کو اس حدیث سے مسئلہ سمجھنے میں غلطی ہوئی ہے وہ سمجھتے ہیں کہ غسل کرنے کے بعد نماز کے لیے بھی وضو کی ضرورت نہیں بلکہ غسل والا وضو ہی کفایت کر جائے گا تو یہ درست نہیں۔

80- بَابُ مَا جَاءَ إِذَا الْتَقَى الْخِتَانَانِ وَجَبَ الْغُسْلُ

جب دونوں شرم گاہیں مل جائیں تو غسل واجب ہو جاتا ہے

108: حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنِ الأَوْزَاعِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: "إِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ فَعَلْتُهُ أَنَا وَرَسُولُ اللهِ ﷺ فَاغْتَسَلْنَا".

ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جب شرم گاہ (عورت کی) شرم گاہ میں داخل ہو جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے (خواہ انزال نہ ہوا ہو)۔ میں نے اور رسول اللہ ﷺ نے ایسے کیا تو ہم نے غسل کیا۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَرَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ.

اس باب میں ابوہریرہ، عبداللہ بن عمرو اور رافع بن خدیج رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١/٨٦، ابو يعلى: ٤٩٢٥، والدارقطني: ١/١١١

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٦٠٨، سنن نسائی الكبرى: ١٩٤، مسند احمد: ٢٥٢٨١، صحيح ابن حبان: ١١٧٦، مرفوعاً صحيح مسلم: ٣٤٩ مسند احمد: ٢٤٢٠٦، و ٢٤٦٥٥ صحيح ابن حبان: ١١٧٧ و ١١٨٣ و ١١٨٤۔

109: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "إِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ وَجَبَ الْغُسْلُ".

ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب شرم گاہ، شرم گاہ میں داخل ہو جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت حسن صحیح ہے۔ نیز فرمایا کہ یہ روایت دوسری سند کے ساتھ بھی سیّدہ عائشہ کی، نبی کریم ﷺ سے مروی ہے "إِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ وَجَبَ الْغُسْلُ".

قَالَ وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ "إِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ".

وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْهُمْ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَعَائِشَةُ وَالْفُقَهَاءِ مِنَ

رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے اکثر اہل علم جیسے سیّدنا ابوبکر، عمر، عثمان، علی اور عائشہ رضی اللہ عنہم اور تابعین میں سے اکثر

التَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِثْلِ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ قَالُوا: إِذَا الْتَقَى الْخِتَانَانِ وَجَبَ الْغُسْلُ.

فقہاء جیسے: سفیان ثوری، شافعی، احمد، اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے، انہوں نے کہا: جب شرم گاہیں باہم مل جائیں تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح بما قبله) الارواء: ١/١٢١، صحيح الترمذي: ٩٥، اخرجه الشافعي: ١/٣٦، ابن ابي شيبة: ١/٨٥

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٦٠٨، سنن نسائی الكبرىٰ: ١٩٤، مسند احمد: ٢٥٢٨١، صحيح ابن حبان: ١١٧٦، مرفوعاً صحيح مسلم: ٣٤٩ مسند احمد: ٢٤٢٠٦، و ٢٤٦٥٥ صحيح ابن حبان: ١١٧٧ و ١١٨٣ و ١١٨٤۔

فوائد الحدیث: جب دو شرم گاہیں باہم مل جائیں بغیر کسی کپڑے وغیرہ کی رکاوٹ کے تو دونوں پر غسل فرض ہو جاتا ہے خواہ انزال ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔

جیسا کہ سنن نسائی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: اذا جلس بين شعبها الاربع ثم اجتهد فقد وجب الغسل (سنن نسائی صفحہ نمبر ۱/۲۵ کتاب الطہارۃ) "جب آدمی عورت کی چار شاخوں کے درمیان بیٹھ کر کوشش کرے تو غسل واجب ہو گیا۔"

81- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْمَاءَ مِنَ الْمَاءِ

پانی (کا استعمال)، پانی (منی کے خروج) سے ہوتا ہے

110: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ "إِنَّمَا كَانَ الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ رُخْصَةً فِي أَوَّلِ الإِسْلَامِ ثُمَّ نُهِيَ عَنْهَا".

سیّدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، پانی (کا استعمال) پانی (منی کے خروج) سے ہوتا ہے یہ اسلام کے ابتدائی دور میں ایک رخصت تھی، پھر اس سے منع کر دیا گیا۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ٧٦٥، ابن خزيمه: ٢٢٥، ابن الجارود: ٩١، والبيهقي: ١/١٦٥

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢١٥، سنن ابن ماجه: ٦٠٩، مسند احمد: ٢١١٠٠، صحيح ابن حبان: ١١٧٣ و ١١٧٩

111: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

معمر نے زہری کے حوالے سے اسی اسناد سے اسی کی مثل روایت کیا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

"وَإِنَّمَا كَانَ الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ فِي أَوَّلِ الإِسْلَامِ ثُمَّ نُسِخَ بَعْدَ ذَلِكَ".

پانی (کا استعمال) پانی (منی کے خروج) سے ہوتا ہے، یہ اسلام کے شروع کے دور میں تھا، پھر بعد میں یہ حکم منسوخ کر دیا گیا۔

وَهَكَذَا رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْهُمْ: أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ، وَرَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ.

اور اسی طرح کئی ایک صحابہ کرام نے روایت کی ہے ان میں سے سیّدنا ابی بن کعب اور رافع بن خدیج رضی اللہ عنہما بھی ہیں۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلَى "أَنَّهُ إِذَا

اکثر اہل علم کا اس پر عمل ہے کہ جب آدمی اپنی اہلیہ کی شرم گاہ

جَامَعَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ فِي الْفَرْجِ وَجَبَ عَلَيْهِمَا الْغُسْلُ وَإِنْ لَمْ يُنْزِلَا".

میں جماع کرے، تو دونوں پر غسل واجب ہو جاتا ہے، خواہ ان کا انزال نہ ہوا ہو۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں حدیث گذشتہ۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢١٥، سنن ابن ماجه: ٦٠٩، مسند احمد: ٢١١٠٠، صحيح ابن حبان: ١١٧٣ و ١١٧٩

112: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي الْجَحَّافِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: "إِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ فِي الِاحْتِلَامِ".

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: پانی (کا استعمال) پانی کے (منی کے خروج) سے ہوتا ہے، یہ احتلام کے بارے میں ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: سَمِعْتُ الْجَارُودَ يَقُولُ سَمِعْتُ وَكِيعًا يَقُولُ لَمْ نَجِدْ هَذَا الْحَدِيثَ إِلَّا عِنْدَ شَرِيكٍ.

امام ترمذی نے فرمایا: میں نے جارود رحمۃ اللہ علیہ کو بیان کرتے ہوئے سنا: وہ کہتے ہیں میں نے وکیع رحمۃ اللہ علیہ کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ ہم نے اس حدیث کو صرف شریک رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں پایا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَأَبُو الْجَحَّافِ اسْمُهُ دَاوُدُ بْنُ أَبِي عَوْفٍ. وَيُرْوَى عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْجَحَّافِ وَكَانَ مَرْضِيًّا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ابو جحاف کا نام داؤد بن ابی عوف ہے اور سفیان ثوری سے روایت کی گئی ہے کہ کہتے ہیں کہ حدیث سنائی ہم کو ابو الجحاف نے۔ اوہ وہ پسندیدہ تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَالزُّبَيْرِ وَطَلْحَةَ وَأَبِي أَيُّوبَ وَأَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: "الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ".

اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: دیگر صحابہ کرام سیّدنا عثمان بن عفان، علی بن ابی طالب، زبیر، طلحہ، ابو ایوب، ابو سعید رضی اللہ عنہم نے بھی نبی ﷺ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "پانی، پانی سے ہے۔"

حکم الحدیث: (صحیح دون قوله: ((في الاحتلام))، وهو ضعيف الإسناد موقوف) اس روایت میں احتلام کا ذکر صحیح نہیں ہے وہ موقوف اور ضعیف الاسناد ہے۔ بعض کے نزدیک اس کی سند شریک مدلس راوی کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: شرح معاني الآثار: ١/٥٦، معجم كبير للطبراني: ١١٨١٢

فوائد الحدیث: (١) اسلام کے ابتدائی دور میں یہ مسئلہ تھا کہ میاں بیوی کے باہمی جنسی تعلق قائم کرنے سے انزال (منی کے خارج ہونے) کی صورت میں غسل فرض ہوتا تھا بصورت دیگر نہیں۔ لیکن یہ حکم بعد میں منسوخ کر دیا گیا جیسا کہ گذشتہ حدیث میں بیان ہوا ہے۔

(٢) احتلام کی صورت میں اب بھی یہی حکم ہے کہ اگر انزال ہوا ہے تو غسل کرنا ہے ورنہ نہیں۔ مثلاً ایک آدمی خواب دیکھتا ہے اور اس میں اسے احتلام ہو جاتا ہے لیکن جب بیدار ہو تو نہ اس کے کپڑے گیلے تھے اور نا ہی ان پر منی کے کوئی نشان یا اثرات تھے تو ایسی صورت میں اس پر غسل فرض نہیں۔ لیکن نیند کی حالت میں اسے خواب تو یاد نہیں اور نہ ہی اسے احتلام معلوم ہوا لیکن جب بیدار ہوا تو کپڑے گیلے یا منی سے خراب تھے تو اس پر غسل واجب ہے۔

(٣) بعض کے نزدیک اس حدیث کا میاں بیوی کے باہمی جماع سے تعلق ہی نہیں بلکہ اس سے مراد ہے ہی احتلام۔ بہر حال مسئلہ وہی جو ذکر کر دیا گیا۔

82- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ يَسْتَيْقِظُ وَيَرَى بَلَلاً وَلَا يَذْكُرُ احْتِلَامًا

جو شخص بیدار ہو کر کپڑے گیلے دیکھے لیکن اسے احتلام کا ہونا یاد نہ ہو

113: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ خَالِدٍ الْخَيَّاطُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ هُوَ الْعُمَرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: "سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الرَّجُلِ يَجِدُ الْبَلَلَ وَلَا يَذْكُرُ احْتِلَامًا؟ قَالَ: يَغْتَسِلُ . وَعَنِ الرَّجُلِ يَرَى أَنَّهُ قَدِ احْتَلَمَ وَلَمْ يَجِدْ بَلَلاً قَالَ لَا غُسْلَ عَلَيْهِ.

ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نبی ﷺ سے اس آدمی کے متعلق مسئلہ پوچھا گیا کہ وہ کپڑے گیلے دیکھتا ہے لیکن اسے احتلام کا ہونا یاد نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ غسل کرے گا۔'' پھر اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو سمجھتا ہے کہ اسے احتلام ہوا ہے، لیکن کپڑے گیلے نہ ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس پر غسل کرنا واجب نہیں۔''

قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: يَا رَسُولَ اللهِ! هَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ تَرَى ذَلِكَ غُسْلٌ؟ قَالَ: نَعَمْ، "إِنَّ النِّسَاءَ شَقَائِقُ الرِّجَالِ".

ام المؤمنین سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اللہ کے رسول! عورت اگر یہ چیز دیکھے تو کیا اس پر بھی غسل واجب ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں، عورتیں مردوں کی طرح ہیں۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَإِنَّمَا رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ حَدِيثَ عَائِشَةَ فِي الرَّجُلِ يَجِدُ الْبَلَلَ وَلَا يَذْكُرُ احْتِلَامًا. وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ ضَعَّفَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ فِي الْحَدِيثِ.

امام ترمذی فرماتے ہیں بے شک حضرت عائشہ کی یہ حدیث کہ ''آدمی کپڑے گیلے تو دیکھتا ہے لیکن اسے احتلام یاد نہیں'' عبداللہ بن عمر (العمری) نے عبیداللہ بن عمر سے بیان کی اور عبداللہ بن عمر (العمری) کو یحییٰ بن سعید نے ان کے حافظے کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے۔

وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَالتَّابِعِينَ "إِذَا اسْتَيْقَظَ الرَّجُلُ فَرَأَى بِلَّةً أَنَّهُ يَغْتَسِلُ". وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَأَحْمَدَ.

نبی ﷺ کے اصحاب اور تابعین میں سے بہت سے اہل علم کا قول ہے کہ جب آدمی بیدار ہو کر کپڑے گیلے دیکھے تو وہ غسل کرے، یہ سفیان ثوری اور امام احمد رحمہما اللہ کا قول ہے۔

وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنَ التَّابِعِينَ: "إِنَّمَا يَجِبُ عَلَيْهِ الْغُسْلُ إِذَا كَانَتِ الْبِلَّةُ بِلَّةَ نُطْفَةٍ". وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَإِسْحَاقَ.

تابعین میں سے بعض اہل علم نے کہا ہے: اس پر غسل تب واجب ہوتا ہے جب کپڑے منی سے گیلے ہوں۔ امام شافعی اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہما اللہ کا یہی قول ہے۔

وَإِذَا رَأَى احْتِلَامًا وَلَمْ يَرَ بِلَّةً فَلَا غُسْلَ عَلَيْهِ عِنْدَ عَامَّةِ أَهْلِ الْعِلْمِ.

اور جب خواب دیکھے لیکن گیلا پن نہ دیکھے تو پھر زیادہ تر اہل علم کے نزدیک اس پر غسل نہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح ابي داؤد: ٢٣٤، بعض کے نزدیک اس کی سند عبداللہ بن عمر العمری کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٣٦، سنن ابن ماجه: ٦١٢، مسند احمد: ٢٥١٩٥، صحيح مسلم: ٣١٤، ٣٣

فوائد الحدیث: اس حدیث کا مفہوم بھی اوپر والے باب کی حدیث والا ہی ہے جس کی تفصیل گزر چکی۔

83- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَنِيِّ وَالْمَذْيِ

منی اور مذی کا بیان

114: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو السَّوَّاقُ الْبَلْخِيُّ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ (ح) قَالَ: وَحَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْجُعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الْمَذْيِ؛ فَقَالَ: "مِنَ الْمَذْيِ الْوُضُوءُ، وَمِنَ الْمَنِيِّ الْغُسْلُ".

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میں نے نبی ﷺ سے مذی (وہ لیس دار پانی جو بیوی سے دل لگی کے دوران صنفی خواہش کی وجہ سے عضو خاص سے خارج ہوتا ہے) کے متعلق سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "مذی سے وضو اور منی سے غسل واجب ہوتا ہے۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ، وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ "مِنَ الْمَذْيِ الْوُضُوءُ وَمِنَ الْمَنِيِّ الْغُسْلُ".

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں مقداد بن اسود، ابی بن کعب سے بھی روایت ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور بے شک سیّدنا علی کے حوالے سے نبی کریم ﷺ سے دوسری سند کے ساتھ بھی مروی ہے کہ "مذی سے وضو اور منی سے غسل واجب ہوتا ہے۔"

وَهُوَ قَوْلُ عَامَّةِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَالتَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ؛ وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نبی ﷺ کے اصحاب اور تابعین اور ان کے بعد بہت سے اہل علم کا یہی موقف ہے، سفیان، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) بعض کے نزدیک اس کی سند یزید بن ابی زیاد کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٥٠٤، مسند احمد: ٨٦٨، ٦٦٢، سنن ابو داود: ٢٠٦، سنن نسائی: ١/١١١، صحیح ابن حبان: ١١٠٢، وفی صحیح بخاری: ١٣٢، صحیح مسلم: ٣٠٣

فوائد الحدیث: (۱) "مذی" وہ لیس دار مادہ ہے جو شہوت کے وقت شرم گاہ سے نکلتا ہے اس کی وجہ سے غسل فرض نہیں ہوتا۔ بلکہ استنجاء کرنے کے بعد وضو کر لینا ہی کافی ہے۔

(۲) مذی اگر کپڑے کو لگ جائے تو اسے دھونا بہتر اور افضل ہے البتہ صرف پانی کا چُلو لے کر کپڑے پر چھڑک دیا جائے تو طہارت حاصل ہو جائے گی۔

(۳) "منی" وہ گاڑا مادہ ہے جو شہوت کی حالت میں اچھل کر شرم گاہ سے خارج ہو (بیماری وغیرہ کی صورت اس سے مستثنیٰ ہے) ایسی صورت میں غسل فرض ہو جاتا ہے البتہ کپڑے کی طہارت کی مختلف صورتیں ہیں ان میں دھونا بھی ہے۔ اس بارے میں آگے بیان ہوگا۔ لہٰذا آدمی خود غسل کر لے اور کپڑوں کو پانی سے دھو لے۔

84- بَابٌ مَا جَاءَ فِي الْمَذْيِ يُصِيبُ الثَّوْبَ

مذی جب کپڑے کو لگ جائے

115: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عُبَيْدٍ هُوَ ابْنُ السَّبَّاقِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ: كُنْتُ أَلْقَى مِنَ الْمَذْيِ شِدَّةً وَعَنَاءً فَكُنْتُ أُكْثِرُ مِنْهُ الْغُسْلَ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ، وَسَأَلْتُهُ عَنْهُ؟ فَقَالَ: "إِنَّمَا يُجْزِئُكَ مِنْ ذَلِكَ الْوُضُوءُ". فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ! كَيْفَ بِمَا يُصِيبُ ثَوْبِي مِنْهُ؟ قَالَ: "يَكْفِيكَ أَنْ تَأْخُذَ كَفًّا مِنْ مَاءٍ فَتَنْضَحَ بِهِ ثَوْبَكَ حَيْثُ تَرَى أَنَّهُ أَصَابَ مِنْهُ".

سیّدنا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: مجھے مذی کی وجہ سے بہت مشقت برداشت کرنی پڑتی تھی، میں اس کی وجہ سے بہت زیادہ غسل کیا کرتا تھا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا اور آپ سے اس کے متعلق مسئلہ پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "تجھے اس سے وضو کافی ہے۔" میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! اس میں سے جو میرے کپڑے کو لگ جائے (تو اس کا کیا کروں)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "تجھے پانی کا ایک چلو کافی ہے اور جہاں تیرا خیال ہے کہ وہ وہاں لگ گئی اس (پانی) کو وہاں چھڑک دے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.
وَلَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ فِي الْمَذْيِ مِثْلَ هَذَا.
وَقَدِ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الْمَذْيِ يُصِيبُ الثَّوْبَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: "لَا يُجْزِءُ إِلَّا الْغَسْلُ" وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَإِسْحَاقَ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: "يُجْزِئُهُ النَّضْحُ". وَقَالَ أَحْمَدُ: "أَرْجُو أَنْ يُجْزِئَهُ النَّضْحُ بِالْمَاءِ".

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔
مذی کے متعلق اس کی مثل مسئلہ ہم صرف محمد بن اسحق کی روایت سے ہی جانتے ہیں۔
مذی کپڑے کو لگ جائے تو اس بارے میں اہل علم کا اختلاف ہے، بعض نے کہا ہے کہ اسے دھویا جائے گا، یہ امام شافعی، اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہما اللہ کا موقف ہے، جب کہ بعض نے کہا ہے کہ اس جگہ پانی چھڑک دینا کافی ہے۔ یہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) اخرجه ابن ابي شيبة: ١/٩١، عبد بن حميد: ٤٦٨، الدارمي: ٧٢٩، وابن خزيمه: ٢٩١
تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢١٠، سنن ابن ماجه: ٥٠٦، مسند احمد: ١٥٩٧٣، صحيح ابن حبان: ١١٠٣۔
فوائد الحدیث: تفصیل کے لئے حدیث نمبر ۱۱۴ کے فوائد دیکھیں۔

85- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَنِيِّ يُصِيبُ الثَّوْبَ

منی جو کپڑے کو لگ جائے

116: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: "ضَافَ عَائِشَةَ

ہمام بن حارث رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ایک مہمان آگیا، تو انہوں نے اسے ایک زرد لحاف

ضَيْفٌ فَأَمَرَتْ لَهُ بِمِلْحَفَةٍ صَفْرَاءَ فَنَامَ فِيهَا فَاحْتَلَمَ فَاسْتَحْيَا أَنْ يُرْسِلَ بِهَا وَبِهَا أَثَرُ الِاحْتِلَامِ فَغَمَسَهَا فِي الْمَاءِ ثُمَّ أَرْسَلَ بِهَا، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: لِمَ أَفْسَدَ عَلَيْنَا ثَوْبَنَا؟ "إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيهِ أَنْ يَفْرُكَهُ بِأَصَابِعِهِ وَرُبَّمَا فَرَكْتُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِأَصَابِعِي".

دلوادیا، وہ اس میں سو گیا، اسے احتلام ہو گیا، اسے اس بات سے شرم محسوس ہوئی کہ وہ اسے اس حال میں ان کے پاس بھیجے کہ اس میں احتلام کا نشان ہو۔ پس اس نے (دھونے کے لیے) اسے پانی میں ڈبو دیا۔ اور پھر وہ ان کی خدمت میں بھیج دیا۔ ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اس نے ہمارا کپڑا کیوں خراب کر دیا؟ اس کے لیے تو بس یہی کافی تھا کہ وہ اس (منی) کو انگلیوں سے کھرچ دیتا، بسا اوقات میں بھی رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے اپنی انگلیوں کے ساتھ اسے کھرچ دیا کرتی تھی۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَالتَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ الْفُقَهَاءِ مِثْلِ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ قَالُوا: فِي الْمَنِيِّ يُصِيبُ الثَّوْبَ يُجْزِئُهُ الْفَرْكُ وَإِنْ لَمْ يُغْسَلْ.

نبی ﷺ کے اصحاب، تابعین اور ان کے بعد اکثر فقہاء جیسے سفیان ثوری، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ نے کپڑے کو لگ جانے والی منی کے بارے میں کہا ہے: کہ اگر اسے دھوئے بغیر صرف کھرچ دیا جائے تو کافی ہے۔

وَهَكَذَا رُوِيَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَائِشَةَ مِثْلَ رِوَايَةِ الْأَعْمَشِ. وَرَوَى أَبُو مَعْشَرٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ وَحَدِيثُ الْأَعْمَشِ أَصَحُّ.

اور اس طرح منصور عن ابراہیم عن ہمام بن حارث عن عائشہ کی سند سے اعمش کی روایت کے مثل روایت کیا گیا ہے۔ ابو معشر نے اس حدیث کو ابراہیم عن اسود عن عائشہ کی سند سے روایت کیا ہے جبکہ اعمش کی روایت زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١/٨٤، البيهقي: ٢/٤١٧، البغوي: ٢٩٨ -

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٨٨، سنن ابو داود: ٣٧١، سنن ابن ماجه: ٥٣٧، و ٥٣٨، سنن نسائی: ١/١٥٦، مسند احمد: ٢٤١٥٨، صحيح ابن حبان: ١٣٧٩

فوائد الحدیث: (۱) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر منی کپڑے کو لگ جائے اور وہ خشک ہو گئی ہو تو اسے کھرچ کر صاف کر دینے سے ہی کپڑا پاک ہو جاتا ہے۔

(۲) بعض لوگوں نے یہاں کئی قسم کی تاویلیں کر کے اس حدیث کی آڑ میں نا صرف کہ اہل حدیث حضرات کو تشنیع کا نشانہ بنایا ہے بلکہ حدیث رسول اللہ کا مذاق بھی اڑایا ہے۔ اور ایسا کرنے والے وہ لوگ ہیں جو چھری اور کپڑے وغیرہ کو منی لگ جانے کی صورت میں زبان سے چاٹ کر پاک کرنے کے بھی قائل ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھئے راقم کی کتاب "احناف کا رسول اللہ ﷺ سے اختلاف اور خرافات حنفیت"۔ ان میں سے ایک تاویل یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کی منی گاڑھی ہوتی تھی اور وہ کھرچنے سے صاف ہو جاتی تھی جبکہ عام آدمی کی منی کپڑے میں جذب ہو جاتی ہے۔

حالانکہ ان فقیہان سے کوئی تو یہ پوچھے کہ بھلے مانسو! منی جتنی بھی گاڑھی ہو حتیٰ کہ کسی پرندے کے فضلے (بیٹ) جیسی بھی ہو تو ہوتی تو گیلی

تھی جب وہ کسی کپڑے کو لگے تو اس کی نمی کپڑے میں جذب ہو جاتی تھی جو کہ اس کے اصلی اثرات ہیں۔ تو پھر گاڑھی اور پتلی کی صورت میں دھونے اور کھرچنے کی تقسیم کا کیا جواز ہے۔

لیکن کاش کہ کبھی حدیث رسول اللہ ﷺ، وحی سمجھ کر پڑھی ہوتی اور سلف صالحین صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے طریق صالح پر اس کو سمجھا ہوتا۔

(۳) ام المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا موقف بھی یہی ثابت ہو رہا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ ﷺ کے ایک عام امتی کی منی کو صاف کرنے میں ایک جیسا ہی طریقہ استعمال ہوگا۔ کوئی فرق نہیں کیا جائے گا۔

86- بَابُ غَسْلِ الْمَنِيِّ مِنَ الثَّوْبِ

کپڑے کو منی لگ جائے تو اسے دھونا چاہیے

117: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَائِشَةَ "أَنَّهَا غَسَلَتْ مَنِيًّا مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللهِ ﷺ".

ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے منی دھو کر صاف کی تھی۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

اور اس مسئلہ میں سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

وَحَدِيثُ عَائِشَةَ "أَنَّهَا غَسَلَتْ مَنِيًّا مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللهِ ﷺ" لَيْسَ بِمُخَالِفٍ لِحَدِيثِ الْفَرْكِ لِأَنَّهُ وَإِنْ كَانَ الْفَرْكُ يُجْزِئُ فَقَدْ يُسْتَحَبُّ لِلرَّجُلِ أَنْ لَا يُرَى عَلَى ثَوْبِهِ أَثَرُهُ.

ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے منی کو دھو دیا تھا۔ یہ منی کو کھرچ دینے والی روایت کے مخالف نہیں، کیونکہ اگرچہ کھرچ دینا بھی کافی ہے تو آدمی کے لیے مستحب (پسندیدہ امر) ہے کہ اس کے کپڑے پر اس (منی) کا نشان نظر نہ آئے (تو وہ اسے دھو لے)۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: "الْمَنِيُّ بِمَنْزِلَةِ الْمُخَاطِ فَأَمِطْهُ عَنْكَ وَلَوْ بِإِذْخِرَةٍ".

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: منی اسی طرح ہے جیسے تھوک / بلغم ہو، پس اسے اپنے آپ سے دور کر دے خواہ لکڑی سے (کھرچ کر صاف کر دے)۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن خزيمه: ٢٨٧، ابو عوانه: ١/٢٠٤، والبغوي: ٧٩٧

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٢٩و ٢٣٢، صحیح مسلم: ٢٨٩، سنن ابو دواد: ٣٧٣، سنن ابن ماجه: ٥٣٦، سنن نسائی: ١/١٥٦، مسند احمد: ٢٤٢٠٧، صحیح ابن حبان: ١٣٨١۔

فوائد الحدیث: (۱) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ منی کو صاف کرنے کا ایک طریقہ پانی سے دھونا بھی ہے۔

(۲)اس سے گزشتہ حدیث میں منی کو کھرچنے کا ذکر ہے۔ کوئی اختلاف نہیں بلکہ دونوں طریقے ہی درست ہیں۔ جس کی بہترین تطبیق یہ ہے کہ اگر کپڑے ابھی گیلے ہوں تو ان کو دھولیا جائے کیونکہ اسے رگڑنے، ملنے اور کھرچنے کی صورت میں مزید خراب ہو جائیں گے اور اگر خشک ہو چکے ہو تو صرف کھرچنا بھی کفایت کر جائے گا البتہ دھونا تو طبعی طور پر بھی پسندیدہ ہے لہٰذا افضل ہے۔

87- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجُنُبِ يَنَامُ قَبْلَ أَنْ يَغْتَسِلَ

جنبی غسل کیے بغیر سو جائے

118: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: "كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَنَامُ وَهُوَ جُنُبٌ وَلَا يَمَسُّ مَاءً".

ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جنبی ہوتے تھے اور وہ پانی کو ہاتھ لگائے بغیر سو جاتے تھے۔

حکم الحدیث: (صحیح) بعض کے نزدیک اس کی سند ابی اسحاق کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٤١٦١، شرح معانی الآثار: ١/١٢٤،١٢٥، مصنف عبدالرزاق: ١٠٨٢، ابو داؤد الطیالسی: ١٣٩٧، سنن ابو داود: ٢٦٢، سنن ابن ماجه: ٥٨٣، شرح السنه: ٢٦٨، سنن کبریٰ للبیهقی: ١/٢٠١، مصنف ابن ابی شیبة: ٦٢/١

119: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ نَحْوَهُ.

وکیع رحمۃ اللہ علیہ نے سفیان رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ابو اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے اسی مانند روایت کیا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا قَوْلُ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَغَيْرِهِ. وَقَدْ رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ "أَنَّهُ كَانَ يَتَوَضَّأُ قَبْلَ أَنْ يَنَامَ".

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ سعید بن مسیب وغیرہ کا قول ہے۔ کئی ایک نے اسود کے حوالے سے ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ سونے سے پہلے وضو کر لیا کرتے تھے۔

وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الأَسْوَدِ. وَقَدْ رَوَى عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ هَذَا الْحَدِيثَ شُعْبَةُ وَالثَّوْرِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ. وَيَرَوْنَ أَنَّ هَذَا غَلَطٌ مِنْ أَبِي إِسْحَاقَ.

اور یہ روایت ابو اسحاق عن اسود کی سند سے مروی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔ شعبہ، ثوری اور کئی ایک نے اس حدیث کو ابو اسحاق سے روایت کیا ہے۔ اور وہ سمجھتے ہیں کہ یہ ابو اسحاق سے غلط ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) بعض محققین کے نزدیک یہ بھی ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٤١٦١، شرح معاني الآثار: ١/١٢٤،١٢٥، مصنف عبدالرزاق: ١٠٨٢، ابو داؤد الطیالسی: ١٣٩٧، سنن ابو داود: ٢٦٢، سنن ابن ماجه: ٥٨٣، شرح السنه: ٢٦٨، سنن کبریٰ للبیهقی: ١/٢٠١، مصنف ابن ابی شیبة: ٦٢/١

فوائد الحدیث: اس معاملے میں اللہ تعالیٰ نے وسعت رکھی ہے اگر کوئی آدمی جنابت کے فوراً بعد غسل کر لے اور پھر سوئے تو یہ افضل، اولیٰ اور بہتر ہے۔ لیکن اگر وہ بغیر وضو اور غسل کے ہی سو جائے تو اس کی بھی اجازت ہے کیونکہ غسل تو نماز کے لیے ضروری ہے۔ اب اگر نماز کا

وقت نہیں تو آدمی سو سکتا ہے اور نماز کے وقت بیدار ہو کر غسل کرے اور نماز پڑھے۔

لیکن یاد رکھیں کہ بلاوجہ غسل جنابت کو لیٹ کرنا ناپسندیدہ ہے بلکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس گھر میں جنبی آدمی ہو اس میں اللہ تعالیٰ کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ (سنن نسائی صفحہ نمبر ۱/۳۲ کتاب الطہارۃ) اس سے مراد بلاوجہ غسل کو لیٹ کرنے والا جنبی ہے۔

88- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوءِ لِلْجُنُبِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ

جنبی سونا چاہے تو وہ وضو کر لے

120: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ أَيَنَامُ أَحَدُنَا وَهُوَ جُنُبٌ؟ قَالَ: نَعَمْ، "إِذَا تَوَضَّأَ".

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے مسئلہ دریافت کیا، کیا ہم میں سے کوئی جنبی ہو تو کیا وہ (اسی حالت میں) سو سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں، جب وضو کر لے۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَمَّارٍ؛ وَعَائِشَةَ وَجَابِرٍ وَأَبِي سَعِيدٍ وَأُمِّ سَلَمَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت عمار، عائشہ، جابر، ابو سعید اور ام سلمہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عُمَرَ أَحْسَنُ شَيْءٍ فِي هَذَا الْبَابِ وَأَصَحُّ. وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَالتَّابِعِينَ وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ قَالُوا: "إِذَا أَرَادَ الْجُنُبُ أَنْ يَنَامَ تَوَضَّأَ قَبْلَ أَنْ يَنَامَ".

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی روایت سب سے اچھی اور سب سے زیادہ صحیح ہے اور نبی ﷺ کے بہت سے صحابہ کرام اور تابعین کا یہ قول ہے کہ جب جنبی شخص سونے کا ارادہ کرے تو وہ سونے سے پہلے وضو کر لے۔ سفیان ثوری، ابن مبارک، شافعی، احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١/٦١، ابن خزيمه: ٢١١، البيهقي: ١/٢٠٠، والبغوي: ٢٦٤

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٢٨٧ و ٢٨٩، صحيح مسلم: ٣٠٦، سنن ابن ماجه: ٥٨٥، سنن نسائی: ١/١٣٩، مسند احمد: ٩٤ و ٤٦٦٢ صحيح ابن حبان: ١٠٢١٥

فوائد الحدیث: اس حدیث میں وضو کا حکم دینا استحباب پر محمول ہے ورنہ اوپر والی حدیث میں گنجائش موجود ہے کہ آپ ﷺ بغیر وضو کیے جنابت کی حالت میں سو گئے تھے۔

89- بَابُ مَا جَاءَ فِي مُصَافَحَةِ الْجُنُبِ

جنبی سے مصافحہ کرنا

121: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سے ان کی ملاقات ہوئی جب کہ وہ جنبی تھے، پس میں خاموشی سے چلا

الْمُزَنِيِّ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "لَقِيَهُ وَهُوَ جُنُبٌ قَالَ: فَانْبَجَسْتُ أَيْ فَانْخَنَسْتُ فَاغْتَسَلْتُ، ثُمَّ جِئْتُ، فَقَالَ: أَيْنَ كُنْتَ؟ أَوْ أَيْنَ ذَهَبْتَ؟ قُلْتُ: إِنِّي كُنْتُ جُنُبًا". قَالَ: "إِنَّ الْمُسْلِمَ لَا يَنْجُسُ".

گیا۔ غسل کیا اور پھر حاضر خدمت ہوا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "تم کہاں تھے؟" یا فرمایا: "تم کہاں گئے تھے؟" میں نے عرض کیا، میں جنبی تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "مومن ناپاک نہیں ہوتا۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ حُذَيْفَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں اس باب میں سیّدنا حذیفہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ "أَنَّهُ لَقِيَ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ جُنُبٌ"، حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت کہ "ان کی نبی ﷺ سے ملاقات ہوئی جب کہ وہ جنبی تھے" حدیث حسن صحیح ہے۔

وَقَدْ رَخَّصَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ "فِي مُصَافَحَةِ الْجُنُبِ، وَلَمْ يَرَوْا بِعَرَقِ الْجُنُبِ وَالْحَائِضِ بَأْسًا". وَمَعْنَى قَوْلِهِ فَانْخَنَسْتُ يَعْنِي: تَنَحَّيْتُ عَنْهُ.

کئی ایک اہل علم نے جنبی سے مصافحہ کرنے کی رخصت دی ہے۔ اور وہ جنبی اور حائضہ کے پسینے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے۔ اور ان کے ان الفاظ "فَانْخَنَسْتُ" کا معنی ہے "میں آپ سے الگ ہو گیا"۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١/١٧٣، ابن الجارود: ٩٦، والطحاوي في شرح المعاني: ١/١٣

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٢٨٣ و ٢٨٥، صحيح مسلم: ٣٨١، سنن ابو داود: ٢٣١، سنن ابن ماجه: ٥٣٤، سنن نسائي: ١/١٤٥، مسند احمد: ٧٢١١، صحيح ابن حبان: ١٢٥٩۔

فوائد الحدیث: (۱) مومن آدمی ہر حالت میں پاک ہوتا ہے لہٰذا جنابت نجاست حکمی ہے حسی نہیں۔

(۲) جنبی آدمی یا حیض و نفاس والی عورت سے میل جول رکھنا جائز اور درست ہے۔

90- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَرْأَةِ تَرَى فِي الْمَنَامِ مِثْلَ مَا يَرَى الرَّجُلُ

وہ عورت جسے مرد کی طرح خواب آئے

122: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: جَاءَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ بِنْتُ مِلْحَانَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ اللهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ، فَهَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ تَعْنِي: غُسْلًا؟ إِذَا هِيَ رَأَتْ فِي الْمَنَامِ مِثْلَ مَا يَرَى الرَّجُلُ، قَالَ: نَعَمْ "إِذَا هِيَ رَأَتِ الْمَاءَ فَلْتَغْتَسِلْ". قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: قُلْتُ: لَهَا فَضَحْتِ

ام المؤمنین سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، ام سلیم بنت ملحان رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو عرض کیا، اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ حق بات سے نہیں شرماتا، کیا عورت پر غسل ہے جب کہ وہ نیند میں وہ کچھ دیکھے جو کہ مرد دیکھتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں، جب وہ پانی دیکھے تو وہ غسل کرے۔" سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے اس عورت سے کہا: ام سلیم! تو نے تو عورتوں کو رسوا کر دیا ہے۔

النِّسَاءَ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ!

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَهُوَ قَوْلُ عَامَّةِ الْفُقَهَاءِ "أَنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا رَأَتْ فِي الْمَنَامِ مِثْلَ مَا يَرَى الرَّجُلُ فَأَنْزَلَتْ أَنَّ عَلَيْهَا الْغُسْلَ". وَبِهِ يَقُولُ: سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَالشَّافِعِيُّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔
عام فقہاء کا یہی موقف ہے کہ عورت جب نیند میں وہ کچھ دیکھے جو مرد دیکھتا ہے، اور اسے انزال (احتلام) ہو جائے، تو اس پر غسل کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ سفیان ثوری اور امام شافعی رحمہما اللہ کا یہی موقف ہے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أُمِّ سُلَيْمٍ وَخَوْلَةَ وَعَائِشَةَ وَأَنَسٍ.

اور اس باب میں ام سلیم، خولہ، عائشہ اور انس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الحميدي: ٢٩٨، ابن ابي شيبة: ١/٨٠، ابو يعلىٰ: ٦٨٩٠، وابن خزيمه: ٢٣٥

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٣٠ و ٢٨٢ و ٣٣٢٨ و ٦٠٩١ و ٦١٢١ صحيح مسلم: ٣١٣، سنن ابن ماجه: ٦٠٠، والنسائي: ١/١١٤، مسند احمد: ٢٦٥٠٣، صحيح ابن حبان: ١١٦٥۔

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی حیا والا نہیں۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان الله حيي كريم يستحي اذا رفع الرجل اليه يديه ان يردهما صفرا (ترمذی کتاب الدعوات)

تو عوام الناس کو مسئلہ پوچھنے میں اور علماء کو جواب دینے میں کوئی عار، جھجک اور شرم محسوس نہیں کرنی چاہیے۔ البتہ الفاظ کا چناؤ مناسب کرنا چاہئے اور اپنے ماحول اور روایات کو پیش نظر رکھنا چاہئے خصوصاً اسٹیج پر وعظ و نصیحت اور منبر پر خطبہ دیتے ہوئے۔ لیکن حق بات کو چھپانا نہیں چاہئے خصوصاً ان مسائل کو جن کا تعلق عبادات وغیرہ سے ہے۔

(۲) عورتوں کو بھی احتلام ہوتا ہے لہٰذا ایسی صورت میں ان پر بھی غسل فرض ہے۔

91- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَسْتَدْفِئُ بِالْمَرْأَةِ بَعْدَ الْغُسْلِ

آدمی غسل کرنے کے بعد حرارت حاصل کرنے کے لیے عورت کے ساتھ لیٹ سکتا ہے

123: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ حُرَيْثٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: "رُبَّمَا اغْتَسَلَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ الْجَنَابَةِ ثُمَّ جَاءَ فَاسْتَدْفَأَ بِي فَضَمَمْتُهُ إِلَيَّ وَلَمْ أَغْتَسِلْ".

ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: بسا اوقات نبی صلی اللہ علیہ وسلم غسل جنابت کرتے تھے اور پھر آکر میرے ساتھ لیٹ کر حرارت حاصل کرتے تھے، میں آپ کو اپنے ساتھ لگا لیتی تھی، جب کہ میں نے غسل نہیں کیا ہوتا تھا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَيْسَ بِإِسْنَادِهِ بَأْسٌ. وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَالتَّابِعِينَ "أَنَّ الرَّجُلَ إِذَا اغْتَسَلَ فَلَا بَأْسَ بِأَنْ يَسْتَدْفِئَ بِامْرَأَتِهِ وَيَنَامَ مَعَهَا قَبْلَ أَنْ تَغْتَسِلَ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس حدیث کی اسناد میں کوئی مضائقہ نہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور تابعین میں سے بہت سے اہل علم کا یہ موقف ہے کہ آدمی جب غسل کرلے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ وہ اپنی اہلیہ کے ساتھ لیٹ کر

الْمَرْأَةُ".

حرارت حاصل کرے اور سو جائے جب کہ اس نے ابھی غسل نہ کیا ہو۔

وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ.

سفیان ثوری، امام شافعی، امام احمد اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) ضعيف الترمذي: ١٧، اس میں حدیث راوی ضعیف ہے۔اخرجه ابو يعلىٰ: ٤٨٤٦

تخریج الحدیث: مصنف ابن ابي شيبة: ١/٧٦-٧٧، سنن ابن ماجه: ٥٨٠۔

فوائد الحدیث: یہ روایت سند کے لحاظ سے ضعیف ہے لیکن دوسری روایات کی بنا پر اس مسئلہ کی تائید ہوتی ہے کہ اگر میاں بیوی میں سے ایک نے غسل کر لیا ہے اور دوسرا ابھی جنابت کی حالت میں ہے تو وہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ لیٹ سکتے ہیں کیونکہ جنابت نجاست حکمی ہے حسی نہیں۔

92- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّيَمُّمِ لِلْجُنُبِ إِذَا لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ

جنبی کو پانی نہ ملے تو وہ تیمم کر لے

124: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَمَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ بُجْدَانَ عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: "إِنَّ الصَّعِيدَ الطَّيِّبَ طَهُورُ الْمُسْلِمِ وَإِنْ لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ عَشْرَ سِنِينَ، فَإِذَا وَجَدَ الْمَاءَ فَلْيُمِسَّهُ بَشَرَتَهُ، فَإِنَّ ذَلِكَ خَيْرٌ".

سیّدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "پاک مٹی مسلمان کو پاک کرنے والی ہے جب کہ اسے دس سال تک پانی نہ ملے، پس جب اسے پانی مل جائے تو پھر وہ غسل کرے، کیوں کہ یہ بہتر ہے۔"

وَقَالَ مَحْمُودٌ: فِي حَدِيثِهِ "إِنَّ الصَّعِيدَ الطَّيِّبَ وَضُوءُ الْمُسْلِمِ".

محمود راوی نے اپنی روایت میں یہ الفاظ نقل کیے ہیں: "مٹی مسلمان کا وضو ہے۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَكَذَا رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ بُجْدَانَ عَنْ أَبِي ذَرٍّ. وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي عَامِرٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ وَلَمْ يُسَمِّهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس مسئلہ میں سیّدنا ابوہریرہ، عبداللہ بن عمرو، اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اسی طرح کئی ایک نے خالد حذاء عن ابی قلابۃ عن عمرو بن بجدان عن ابی ذر بھی روایت کی ہے۔ اور بے شک یہ حدیث ایوب نے عن ابی قلابۃ عن رجل من بنی عامر عن ابی ذر روایت کی ہے اور انہوں نے اس آدمی کا نام نہیں لیا۔

قَالَ: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَهُوَ قَوْلُ عَامَّةِ الْفُقَهَاءِ "أَنَّ الْجُنُبَ وَالْحَائِضَ إِذَا لَمْ يَجِدَا الْمَاءَ تَيَمَّمَا وَصَلَّيَا". وَيُرْوَى عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّهُ كَانَ لَا يَرَى التَّيَمُّمَ لِلْجُنُبِ وَإِنْ لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ.

عام فقہاء کا یہ قول ہے کہ جنبی اور حائضہ کو پانی نہ ملے تو وہ تیمم کر کے نماز پڑھتے رہیں۔ سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ جنبی کے لیے تیمم کرنا جائز نہیں سمجھتے خواہ اسے پانی میسر نہ ہو۔

وَيُرْوَى عَنْهُ أَنَّهُ رَجَعَ عَنْ قَوْلِهِ فَقَالَ: "يَتَيَمَّمُ إِذَا لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ".

اور انہی کے متعلق مروی ہے کہ انہوں نے اپنے قول سے رجوع کر لیا تھا۔ اور فرمایا تھا کہ جنبی کو جب پانی نہ ملے تو وہ تیمم کر سکتا ہے۔

وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَمَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ.

سفیان ثوری، امام مالک، امام شافعی، امام احمد اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) المشكوٰة: ٥٣٠، صحيح ابي داؤد: ٣٥٧، الارواء: ١٥٣، اخرجه الحاكم: ١/١٧٦، وابن خزعه: ٢٢٩٢

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٣٢ و ٣٣٣، سنن نسائی: ١/١٧١، مسند احمد: ٢١٣٧١، صحیح ابن حبان: ١٣١١۔

فوائد الحدیث: (۱) یہ حدیث امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اپنے دو اساتذہ محمد بن بشار اور محمود بن غیلان سے بیان کرتے ہیں، محمد بن بشار کی روایت کے الفاظ ہیں: ان الصعید الطیب طهور المسلم" اور محمود بن غیلان کی روایت کے الفاظ میں ان الصعید الطیب وضوء المسلم" یعنی "طہور" اور "وضو" کے الفاظ کا فرق ہے حالانکہ معنی دونوں کا ایک ہی ہے لیکن امام رحمۃ اللہ علیہ نے اس فرق کو بھی بیان کر دیا ہے اور یہ بات محدثین کی کمال دیانت داری پر دلالت کرتی ہے۔ نیز طلباء علم کے لیے بھی اس میں راہنمائی ہے کہ انہیں اپنے استاد کی بات کو غور اور توجہ سے سننا چاہئے اور اسے یاد رکھنا چاہئے۔

(۲) طہارت میں اصل وضو اور غسل ہے اگر حدث اصغر ہے تو صرف وضو کرنا ہے اور اگر حدث اکبر (جنابت، حیض، نفاس وغیرہ) ہے تو غسل کرنا ہے۔ لیکن پانی نا ملنے یا کسی بھی مجبوری کی وجہ سے استعمال نہ کر سکنے کی وجہ سے تیمم جس طرح وضو سے کفایت کر جاتا ہے غسل کے لئے بھی کافی ہے۔ لیکن یہ بات یاد رہنی چاہئے کہ مجبوری کا فیصلہ اللہ تعالیٰ نے کرنا ہے کہ یہ واقعی مجبوری تھی یا نہیں۔ خواہ مخواہ معمولی عذر کو مجبوری سمجھ کر ایسی رعایتوں سے فائدہ اٹھانا درست نہیں۔ (تیمم کا طریقہ آگے حدیث نمبر ۱۴۴ کے تحت ملاحظہ فرمائیں)

93- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُسْتَحَاضَةِ

استحاضہ کی مریضہ عورت

125: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَعَبْدَةُ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! "إِنِّي امْرَأَةٌ أُسْتَحَاضُ فَلَا أَطْهُرُ أَفَأَدَعُ الصَّلَاةَ"؟ قَالَ: "لَا إِنَّمَا ذَلِكِ عِرْقٌ وَلَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ فَإِذَا أَقْبَلَتِ

ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، فاطمہ بنت ابن حبیش رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو عرض کیا، اللہ کے رسول! مجھے استحاضہ کا مرض لاحق ہے۔ میں تو پاک ہی نہیں ہوتی، تو کیا میں نماز پڑھنا چھوڑ دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "نہیں، وہ تو ایک رگ ہے، حیض نہیں، جب حیض

الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلَاةَ وَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْسِلِي عَنْكِ الدَّمَ وَصَلِّي".

آجائے تو نماز پڑھنا چھوڑ دیا کر، اور جب وہ ختم ہو جائے تو اپنے جسم سے خون دھو ڈال اور (غسل کر کے) نماز پڑھ۔"

قَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ: فِي حَدِيثِهِ وَقَالَ: "تَوَضَّئِي لِكُلِّ صَلَاةٍ حَتَّى يَجِيءَ ذَلِكَ الْوَقْتُ".

ابو معاویہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی روایت میں بیان کیا ہے: آپ ﷺ نے فرمایا: "ہر نماز کے لیے وضو کر حتیٰ کہ وہ (حیض کا) وقت پھر آجائے۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ میں سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ جَاءَتْ فَاطِمَةُ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَالتَّابِعِينَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدہ عائشہ کی حدیث کہ "فاطمہ بنت ابی جیش آئیں؟؟ حدیث حسن صحیح ہے۔ نبی ﷺ کے اصحاب اور تابعین میں سے کئی ایک اہل علم کا یہی موقف ہے۔

وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَمَالِكٌ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ "أَنَّ الْمُسْتَحَاضَةَ إِذَا جَاوَزَتْ أَيَّامَ أَقْرَائِهَا اغْتَسَلَتْ وَتَوَضَّأَتْ لِكُلِّ صَلَاةٍ".

سفیان ثوری، مالک، ابن مبارک اور شافعی رحمہم اللہ کا بھی یہی موقف ہے کہ استحاضہ کی مریضہ عورت کے جب ایام حیض گزر جائیں تو وہ غسل کر لے اور پھر ہر نماز کے لیے وضو کیا کرے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابو يعلىٰ: ٤٧٩٩، ابن الجارود: ١١٢، وابو عوانه: ١/٣١٩

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٢٨ و ٣٠٦ و ٣٢٠ و ٣٢٥ و ٣٣١، صحیح مسلم: ٣٣٣، سنن ابو داود: ٢٨٢ و ٢٨٣ و ٢٩٨ سنن ابن ماجه: ٦٢١ و ٦٢٤ سنن نسائی: ١/١٨١ و ١٨٣-١٨٦، مسند احمد: ٢٤١٤٥، و ٢٥٦٢٢، صحیح ابن حبان: ١٣٥٠۔

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ کا نظام ہے کہ ہر بالغہ عورت کو ہر مہینے باقاعدہ چند دن خون جاری ہوتا ہے جو کہ رحم سے خارج ہوتا ہے یہ حیض کا خون کہلاتا ہے۔

(۲) اگر یہ خون بے قاعدہ آنا شروع ہو جائے کہ جس کے مخصوص ایام نہ ہوں تو یہ استحاضہ کا خون ہوتا ہے۔

حیض اور استحاضہ کے خون میں فرق:

حیض کا خون سیاہ رنگ کا ہوتا ہے جس میں آہستہ آہستہ رنگت تبدیل ہو کر سرخ ہو جاتا ہے۔ اور استحاضہ کا خون سیاہ رنگ کے علاوہ کسی بھی دوسرے رنگ کا ہو سکتا ہے (سرخ، گدلا) وغیرہ (سنن نسائی کتاب الطہارہ) دونوں صورتوں میں عورت دیکھ کر فرق کر سکتی ہے کہ یہ حیض ہے یا استحاضہ ہے

(۳) حیض کے دن ہوں تو عورت نماز چھوڑ دیگی اور اس پر حائضہ والے تمام احکام لاگو ہوں گے مثلاً وہ مسجد نہیں جا سکتی، اس سے جماع نہیں کیا جا سکتا وغیرہ وغیرہ۔

(۴) استحاضہ والی عورت پاک ہوتی ہے لہٰذا وہ عبادت کے تمام امور بجا لائے گی۔ لیکن اس کے لیے چند اصول و ضوابط شریعت نے

مقرر کیے ہیں جن کا لحاظ رکھا جائے گا۔ جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

94- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْمُسْتَحَاضَةَ تَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ

استحاضہ کی مریضہ ہر نماز کے لیے وضو کرے

126: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي الْيَقْظَانِ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ "أَنَّهُ قَالَ: فِي الْمُسْتَحَاضَةِ؛ تَدَعُ الصَّلَاةَ أَيَّامَ أَقْرَائِهَا الَّتِي كَانَتْ تَحِيضُ فِيهَا، ثُمَّ تَغْتَسِلُ، وَتَتَوَضَّأُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ، وَتَصُومُ، وَتُصَلِّي".

عدی بن ثابت نے اپنے والد سے انہوں نے اس (عدی) کے دادا (عبداللہ بن یزید خطمی رضی اللہ عنہ) سے اور انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے استحاضہ کی مریضہ کے بارے میں فرمایا: "وہ اپنے ان ایام حیض کے دنوں میں جن میں اسے حیض آتا ہے نماز پڑھنا چھوڑ دے گی، پھر وہ غسل کرلے اور ہر نماز کے لیے وضو کرے اور روزے بھی رکھے اور نماز بھی پڑھے۔"

حکم الحدیث: (صحیح) بعض کے نزدیک یہ ابی الیقضان کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن الدارمی: ۷۹۳، سنن ابو داود: ۲۹۷، سنن ابن ماجه: ٦٢٥، والطحاوی: ١/١٠٢، سنن کبری للبیهقی: ١/١١٦۔

127: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ.

علی بن حجر نے بیان کیا: شریک رحمۃ اللہ علیہ نے اسی معنی کے مطابق اسی مانند ہمیں بیان کیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ قَدْ تَفَرَّدَ بِهِ شَرِيكٌ عَنْ أَبِي الْيَقْظَانِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ جو حدیث ہے اس میں شریک کا ابو یقظان سے روایت کرنے میں تفرد ہے۔

قَالَ: وَسَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَقُلْتُ: عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ جَدُّ عَدِيٍّ مَا اسْمُهُ؟ فَلَمْ يَعْرِفْ مُحَمَّدٌ اسْمَهُ وَذَكَرْتُ لِمُحَمَّدٍ قَوْلَ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ أَنَّ اسْمَهُ دِينَارٌ فَلَمْ يَعْبَأْ بِهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے امام بخاری سے اس حدیث کے متعلق سوال کیا اور کہا کہ عدی بن ثابت عن ابیہ عن جدہ ہے تو عدی کے دادا کا نام کیا تھا تو امام بخاری نے اس کا نام نہ پہچانا تو میں نے امام بخاری سے امام یحییٰ بن معین کا قول ذکر کیا کہ وہ فرماتے ہیں اس کا نام دینار ہے تو امام بخاری نے اس کی پرواہ نہ کی۔

وَقَالَ: أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ فِي الْمُسْتَحَاضَةِ إِنِ اغْتَسَلَتْ لِكُلِّ صَلَاةٍ هُوَ أَحْوَطُ لَهَا وَإِنْ تَوَضَّأَتْ لِكُلِّ صَلَاةٍ أَجْزَأَهَا وَإِنْ جَمَعَتْ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ بِغُسْلٍ وَاحِدٍ أَجْزَأَهَا.

امام احمد اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہما اللہ نے استحاضہ کی مریضہ کے بارے میں فرمایا: اگر وہ ہر نماز کے لیے غسل کرے تو یہ اس کے لیے زیادہ احتیاط کی بات ہے۔ اور اگر وہ ہر نماز کے لیے وضو کرلے تو یہ بھی اس کے لیے کافی ہے۔ اور اگر وہ ایک

غسل کے ساتھ دو نمازیں اکٹھی کر کے پڑھ لے تو یہ اسے کفایت کرے گا۔

حکم الحدیث: (صحیح) بعض کے نزدیک یہ بھی ابی الیقضان کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: دیکھیں گزشتہ۔

فوائد الحدیث: (۱) استحاضہ ایک بیماری ہے لہٰذا مستحاضہ عورت عبادات میں تمام فرائض نماز، روزہ وغیرہ ادا کرے گی۔

(۲) مستحاضہ عورت ہر نماز کے لیے الگ الگ وضو اس وقت کرے گی جب اس نے تمام نمازیں اس کے اوقات میں الگ الگ ادا کرنا ہوں اگر دو نمازوں کو جمع کر کے پڑھے تو پھر ایک وضو سے دو نمازیں پڑھ سکتی ہے۔ الگ الگ وضو کرنے کی ضرورت نہیں۔

(۳) یہی حکم اس شخص کے لیے ہے جسے پیشاب کے قطرے گرتے ہوں یا ہوا خارج ہوتی رہتی ہے اور وہ باوضو نہیں رہ سکتا تو وہ ایک نماز کے لیے وضو کر لے اور وہ نماز مکمل ادا کرے خواہ درمیان میں ہوا خارج ہوتی رہے اسے بار بار وضو کرنے کی ضرورت نہیں۔

95- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُسْتَحَاضَةِ أَنَّهَا تَجْمَعُ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ بِغُسْلٍ وَاحِدٍ

استحاضہ کی مریضہ ایک غسل کے ساتھ دو نمازیں اکٹھی پڑھ لے

128: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ عَنْ عَمِّهِ عِمْرَانَ بْنِ طَلْحَةَ عَنْ أُمِّهِ حَمْنَةَ بِنْتِ جَحْشٍ قَالَتْ: كُنْتُ أُسْتَحَاضُ حَيْضَةً كَثِيرَةً شَدِيدَةً، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَسْتَفْتِيهِ وَأُخْبِرُهُ فَوَجَدْتُهُ فِي بَيْتِ أُخْتِي زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّي أُسْتَحَاضُ حَيْضَةً كَثِيرَةً شَدِيدَةً فَمَا تَأْمُرُنِي فِيهَا؟ قَدْ مَنَعَتْنِي الصِّيَامَ وَالصَّلَاةَ، قَالَ: "أَنْعَتُ لَكِ الْكُرْسُفَ فَإِنَّهُ يُذْهِبُ الدَّمَ". قَالَتْ: هُوَ أَكْثَرُ مِنْ ذَلِكَ، قَالَ: "فَتَلَجَّمِي". قَالَتْ: هُوَ أَكْثَرُ مِنْ ذَلِكَ قَالَ فَاتَّخِذِي ثَوْبًا. قَالَتْ هُوَ أَكْثَرُ مِنْ ذَلِكَ إِنَّمَا أَثُجُّ ثَجًّا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "سَآمُرُكِ بِأَمْرَيْنِ أَيَّهُمَا صَنَعْتِ أَجْزَأَ عَنْكِ، فَإِنْ قَوِيتِ عَلَيْهِمَا فَأَنْتِ أَعْلَمُ. فَقَالَ: إِنَّمَا هِيَ رَكْضَةٌ مِنَ الشَّيْطَانِ فَتَحَيَّضِي سِتَّةَ أَيَّامٍ أَوْ سَبْعَةَ أَيَّامٍ فِي عِلْمِ اللّٰهِ ثُمَّ اغْتَسِلِي، فَإِذَا رَأَيْتِ أَنَّكِ قَدْ طَهُرْتِ وَاسْتَنْقَأْتِ

سیّدہ حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، مجھے بہت سخت قسم کا استحاضہ آتا رہا تھا، میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تاکہ آپ ﷺ سے مسئلہ دریافت کروں اور آپ کو صورت حال سے آگاہ کروں۔ پس آپ مجھے میری بہن زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے گھر مل گئے، تو میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! مجھے بہت سخت قسم کا استحاضہ آتا رہتا ہے۔ آپ اس کے متعلق مجھے کیا حکم فرماتے ہیں؟ اس نے تو مجھے نماز روزے سے روک رکھا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمہارے لیے روئی تجویز کرتا ہوں کیونکہ وہ خون کو جذب کر لیتی ہے۔'' انہوں نے عرض کیا: وہ تو اس سے کہیں زیادہ ہے۔ آپ نے فرمایا: ''تو پھر لنگوٹ باندھ لیا کر'' انہوں نے عرض کیا: وہ اس سے بھی زیادہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر کپڑا رکھ لیا کر۔'' انہوں نے عرض کیا: وہ وہ اس سے بھی زیادہ ہے۔ میں تو زور سے خون بہاتی ہوں۔ (خون تو بہتا ہی چلا جاتا ہے) تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں تمہیں دو چیزوں کا حکم دیتا ہوں، تم نے جسے بھی اختیار کر لیا وہ تمہیں کافی ہوگا، اگر تم ان دونوں پر طاقت رکھتی ہو تو (اس کے متعلق)

فَصَلِّي أَرْبَعًا وَعِشْرِينَ لَيْلَةً أَوْ ثَلَاثًا وَعِشْرِينَ لَيْلَةً وَأَيَّامَهَا وَصُومِي وَصَلِّي، فَإِنَّ ذَلِكِ يُجْزِئُكِ وَكَذَلِكِ فَافْعَلِي كَمَا تَحِيضُ النِّسَاءُ، وَكَمَا يَطْهُرْنَ لِمِيقَاتِ حَيْضِهِنَّ وَطُهْرِهِنَّ، فَإِنْ قَوِيتِ عَلَى أَنْ تُؤَخِّرِي الظُّهْرَ وَتُعَجِّلِي الْعَصْرَ ثُمَّ تَغْتَسِلِينَ حِينَ تَطْهُرِينَ وَتُصَلِّينَ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعًا، ثُمَّ تُؤَخِّرِينَ الْمَغْرِبَ وَتُعَجِّلِينَ الْعِشَاءَ ثُمَّ تَغْتَسِلِينَ وَتَجْمَعِينَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فَافْعَلِي وَتَغْتَسِلِينَ مَعَ الصُّبْحِ وَتُصَلِّينَ، وَكَذَلِكِ فَافْعَلِي وَصُومِي إِنْ قَوِيتِ عَلَى ذَلِكِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَهُوَ أَعْجَبُ الْأَمْرَيْنِ إِلَيَّ".

تم خوب جانتی ہو۔" فرمایا: "وہ تو شیطان کی طرف سے ایک لات مارتا ہے، پس اللہ کے علم پر اعتماد کرتے ہوئے چھ یا سات دن حیض شمار کر لو، اور پھر غسل کر لو، اور جب تم سمجھو کہ تم پاک صاف ہو گئی ہو تو چوبیس یا تیئس[۲۳] دن نماز پڑھو اور روزہ رکھو، یہ تمہارے لیے کافی ہے، اور اسی طرح کیا کرو، جس طرح عورتیں اپنے ایام حیض اور ایام طہر میں حیض والی اور طہر والی ہوتی ہیں۔ اگر تم اس پر طاقت رکھو کہ تم ظہر کو دیر سے اور عصر کو ایک ساتھ پڑھ لیا کرو۔ پھر تم مغرب کو دیر سے اور عشاء کو جلدی پڑھ لو، پھر غسل کرو، اور دونوں نمازوں کو جمع کر لو، پس اسی طرح کرو، اور صبح کی نماز غسل کر کے پڑھو اور اسی طرح کرو اور اگر تم طاقت رکھو تو روزہ رکھو۔" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اور دونوں میں سے یہ طریقہ مجھے زیادہ پسند ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَرَوَاهُ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو الرَّقِّيُّ وَابْنُ جُرَيْجٍ وَشَرِيكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ عَنْ عَمِّهِ عِمْرَانَ عَنْ أُمِّهِ حَمْنَةَ إِلَّا أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ يَقُولُ عُمَرُ بْنُ طَلْحَةَ وَالصَّحِيحُ عِمْرَانُ بْنُ طَلْحَةَ. قَالَ وَسَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ؟ فَقَالَ: هُوَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهَكَذَا قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: هُوَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اور روایت کیا اس کو عبید اللہ بن عمرو الرقی اور شریک نے عبد اللہ بن محمد بن عقیل عن ابراہیم بن محمد بن طلحہ عن عمہ عمران عن امہ حمنہ سوائے اس کے کہ ابن جریج کہتے تھے "عمر بن طلحہ" جبکہ صحیح "عمران بن طلحہ" ہی ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا "یہ حدیث حسن صحیح ہے" اور یہی بات امام احمد بن حنبل نے کہی کہ "یہ حدیث حسن صحیح ہے۔"

وَقَالَ: أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ "فِي الْمُسْتَحَاضَةِ إِذَا كَانَتْ تَعْرِفُ حَيْضَهَا بِإِقْبَالِ الدَّمِ وَإِدْبَارِهِ وَإِقْبَالُهُ أَنْ يَكُونَ أَسْوَدَ"، وَإِدْبَارُهُ أَنْ يَتَغَيَّرَ إِلَى الصُّفْرَةِ فَالْحُكْمُ لَهَا عَلَى حَدِيثِ فَاطِمَةَ بِنْتِ أَبِي حُبَيْشٍ، وَإِنْ كَانَتِ الْمُسْتَحَاضَةُ لَهَا أَيَّامٌ مَعْرُوفَةٌ قَبْلَ أَنْ تُسْتَحَاضَ فَإِنَّهَا تَدَعُ الصَّلَاةَ أَيَّامَ أَقْرَائِهَا ثُمَّ تَغْتَسِلُ وَتَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ، وَتُصَلِّي وَإِذَا اسْتَمَرَّ بِهَا الدَّمُ وَلَمْ يَكُنْ لَهَا أَيَّامٌ مَعْرُوفَةٌ وَلَمْ تَعْرِفِ الْحَيْضَ بِإِقْبَالِ الدَّمِ وَإِدْبَارِهِ فَالْحُكْمُ لَهَا عَلَى

امام احمد اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہما اللہ نے استحاضہ کی مریضہ کے بارے میں فرمایا: جب اسے اپنے حیض کے آنے اور ختم ہونے کا پتا ہو، پس اس کا آنا یہ ہے کہ وہ سیاہ رنگ کا ہو اور اس کا جانا یہ ہے کہ وہ زرد رنگ کا ہو گیا ہو، تو اس بارے میں فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا کی روایت پر حکم نافذ ہو گا، اور اگر استحاضہ کی مریضہ کے اس کے استحاضہ میں مبتلا ہونے سے پہلے ایام معروف ہوں، تو وہ اپنے حیض کے ایام میں نماز چھوڑ دے گی۔ اور پھر غسل کر کے ہر نماز کے لیے وضو کر کے نماز پڑھے

حَدِيثِ حَمْنَةَ بِنْتِ جَحْشٍ. وَكَذَلِكَ قَالَ أَبُو عُبَيْدٍ.

گی۔ اور اگر اسے مسلسل خون آتا ہو اور اس کے ایام معروف و معلوم نہ ہوں اور حیض کے آنے اور ختم ہونے کا پتا نہ ہو تو ایسی عورت کے لیے حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کی حدیث پر حکم نافذ ہو گا۔ ابو عبید رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی طرح کہا ہے۔

وَقَالَ: الشَّافِعِيُّ "الْمُسْتَحَاضَةُ إِذَا اسْتَمَرَّ بِهَا الدَّمُ فِي أَوَّلِ مَا رَأَتْ فَدَامَتْ عَلَى ذَلِكَ فَإِنَّهَا تَدَعُ الصَّلَاةَ مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا، فَإِذَا طَهُرَتْ فِي خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا أَوْ قَبْلَ ذَلِكَ فَإِنَّهَا أَيَّامُ حَيْضٍ، فَإِذَا رَأَتِ الدَّمَ أَكْثَرَ مِنْ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا فَإِنَّهَا تَقْضِي صَلَاةَ أَرْبَعَةَ عَشَرَ يَوْمًا ثُمَّ تَدَعُ الصَّلَاةَ بَعْدَ ذَلِكَ أَقَلَّ مَا تَحِيضُ النِّسَاءُ وَهُوَ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ.

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: استحاضہ کی مریضہ کو جب مسلسل خون آنے لگے اور اس سے پہلے حیض نہ آیا ہو۔ تو وہ پندرہ دن تک نماز چھوڑ دے، پس جب وہ پندرہ دن میں یا اس سے پہلے پاک ہو جائے، تو وہ ایام حیض ہیں، پس جب وہ پندرہ دن سے زائد خون دیکھتی رہے۔ تو وہ چودہ دن کی نماز قضا کرے اور پھر اس کے بعد خواتین کے حیض کے ایام کی کم سے کم تعداد، اور وہ ایک دن اور ایک رات ہے کے مطابق نماز چھوڑ دے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي أَقَلِّ الْحَيْضِ وَأَكْثَرِهِ فَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: "أَقَلُّ الْحَيْضِ ثَلَاثَةٌ وَأَكْثَرُهُ عَشَرَةٌ". وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَأَهْلِ الْكُوفَةِ وَبِهِ يَأْخُذُ ابْنُ الْمُبَارَكِ وَرُوِيَ عَنْهُ خِلَافُ هَذَا. وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْهُمْ: عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ أَقَلُّ الْحَيْضِ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ، وَأَكْثَرُهُ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا. وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ وَالأَوْزَاعِيِّ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ وَأَبِي عُبَيْدٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حیض کے ایام کی زیادہ سے زیادہ اور کم سے کم ایام کی تعداد کے بارے میں عُلماء کا اختلاف ہے۔ بعض اہل علم نے کہا ہے: کم از کم ایام حیض تین اور زیادہ سے زیادہ دس ہیں۔ یہ موقف امام سفیان ثوری اور اہل کوفہ کا ہے۔ ابن مبارک بھی یہ موقف رکھتے ہیں اور اس کے خلاف بھی ان کا دوسرا قول روایت کیا گیا ہے۔ بعض اہل علم نے کہا ان میں عطاء بن ابی رباح بھی ہیں کہ حیض کی کم از کم مدت ایک دن اور رات ہے اور زیادہ سے زیادہ پندرہ دن۔ یہ امام مالک، امام اوزاعی، امام شافعی، امام احمد، امام اسحاق اور امام ابو عبید رحمہم اللہ کا موقف ہے۔

حكم الحديث: (حسن) بعض کے نزدیک یہ ابن عقیل کے ضعف کی وجہ سے ضَعیف ہے۔

تخريج الحديث: سنن ابو داود: ٢٨٧، سنن ابن ماجه: ٦٢٢ و ٦٢٧ مسند احمد: ٢٧١٤٤ و ٢٧٤٧٤، شرح مشكل الآثار: ٢٧١٧

فوائد الحديث: (۱) سائل کو مسئلہ پوچھتے ہوئے صحیح اور مکمل بیان کرنا چاہئے کیونکہ مسئلہ کی مُختلف صورتوں میں احکام بھی مُختلف ہو جاتے ہیں۔

جواب دینے والے مُفتی صاحب نے تو سوال کا جواب دینا ہے اگر خدانخواستہ جواب واقعاتی صورت کے موافق نہ ہوا تو شرعی حکم تو تبدیل نہیں ہو گا۔ لہٰذا سوال ہمیشہ واضح، صاف شفاف اور صحیح صورت حال کے مطابق بیان کرنا چاہئے۔

(۲) استحاضہ والی عورت کو اگر تو پہلے حیض آتا تھا بعد میں بیمار ہوئی ہے اور استحاضہ شروع ہوا ہے تو وہ ہر ماہ اپنے حیض کے دن شمار کر لے کیونکہ وہ عادت کے مطابق ایک آدھ دن کے فرق سے انہی مخصوص دنوں میں آتا ہے۔ باقی دنوں میں وہ نماز، روزہ کرے کیونکہ اب اس کا حکم طہارت والا ہے۔

(۳) اگر اس کو ایام حیض کے ساتھ ہی استحاضہ شروع ہو گیا ہے تو پھر وہ خون کے فرق کی پہچان کر کے حیض اور استحاضہ کے دنوں کی تخصیص کر سکتی ہے۔

(۴) اگر خون کے فرق کی پہچان نہیں کر سکتی تو پھر اپنے خاندان کی عورتوں کی عادات کو دیکھے کہ انہیں ہر ماہ کتنے اور کن دنوں میں حیض آتا ہے۔ اتنے دن نماز وغیرہ چھوڑ دے باقی دن غسل کر کے طہارت کی حالت میں گزارے۔

(۵) اگر یہ بھی ممکن نہیں تو پھر ہر ماہ چھ یا سات دن مخصوص کر کے بطور حیض گزارے اور باقی تیئیس یا چوبیس دن استحاضہ کے شمار کرے۔ بعض لوگوں نے جو حیض کی کم یا زیادہ مدت مقرر کی ہے مثلاً، دس دن، پندرہ دن وغیرہ تو یہ کسی بھی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔ تفصیل کے لئے دیکھئے۔ (شیخ الحدیث مولانا محمد یحیی گوندلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف "ضعیف اور موضوع روایات" ص ۱۷۶-۱۷۷ اہل علم کو یہ بحث ضرور دیکھنی چاہئے)۔

مستحاضہ کے غسل کا طریقہ

استحاضہ والی عورت کے غسل کی چند مندرجہ ذیل صورتیں ہیں:

۱- ہر نماز کے لیے وضو کرے اور نماز اس کے وقت پر ادا کرے۔

۲- تین وضو اور غسل کے ساتھ پانچ نمازیں ادا کرے اس کی صورت یہ ہے کہ فجر کی نماز ایک غسل اور وضو کے ساتھ ادا کرے۔ پھر ظہر اور عصر کو جمع کر کے ایک غسل اور وضو کے ساتھ پڑھے۔ اسی طرح مغرب اور عشاء کو ایک غسل اور وضو کے ساتھ جمع کرے۔

۳- اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو چوبیس گھنٹوں میں ایک نماز کے ساتھ غسل کر لے باقی چار نمازیں صرف وضو کے ساتھ ادا کرے۔

۴- اگر یہ بھی مشکل سمجھے تو پھر صرف وضو کے ساتھ ہی تمام نمازیں ادا کرے۔ اگر ہر نماز اس کے وقت پر ادا کرتی ہے تو وضو بھی نماز کے وقت میں ہی کرے گی یعنی پانچ نمازیں اور پانچ ہی وضو۔

اگر فجر کے علاوہ باقی نمازیں جمع کرتی ہے جیسا کہ ابھی اوپر بیان ہوا ہے تو پھر تین وضو کے ساتھ پانچ نمازیں ادا کر سکتی ہے۔

96- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُسْتَحَاضَةِ أَنَّهَا تَغْتَسِلُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ

استحاضہ کی بیمار عورت ہر نماز کے وقت غسل کرے

129: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتِ اسْتَفْتَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ ابْنَةُ جَحْشٍ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: إِنِّي أُسْتَحَاضُ فَلَا أَطْهُرُ أَفَأَدَعُ الصَّلَاةَ؟ فَقَالَ: "لَا إِنَّمَا ذَلِكِ عِرْقٌ فَاغْتَسِلِي ثُمَّ صَلِّي". فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ لِكُلِّ صَلَاةٍ.

ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ دریافت کیا تو عرض کیا: مجھے استحاضہ کا مرض لاحق ہے اور میں پاک نہیں ہوتی، کیا میں نماز پڑھنا چھوڑ دوں؟ آپ نے فرمایا: "نہیں، وہ تو ایک رگ ہے، غسل کر اور پھر نماز پڑھ۔" پس وہ ہر نماز کے لیے

غسل کیا کرتی تھیں۔

قَالَ قُتَيْبَةُ قَالَ اللَّيْثُ: لَمْ يَذْكُرِ ابْنُ شِهَابٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَمَرَ أُمَّ حَبِيبَةَ أَنْ تَغْتَسِلَ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ وَلَكِنَّهُ شَيْءٌ فَعَلَتْهُ هِيَ.

امام قتیبہ نے کہا کہ لیث رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر نہیں کیا کہ "رسول اللہ ﷺ نے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو حکم فرمایا کہ وہ ہر نماز کے لیے غسل کریں"۔ لیکن وہ ایک ایسا عمل / چیز ہے جو وہ خود ہی کرتی تھیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَيُرْوَى هَذَا الْحَدِيثُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ: اسْتَفْتَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ بِنْتُ جَحْشٍ رَسُولَ اللهِ ﷺ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں یہ حدیث امام زہری سے عن عمرۃ عن عائشہ روایت کی گئی ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ ام حبیبہ بنت جحش نے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ دریافت فرمایا تھا۔

وَقَدْ قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: "الْمُسْتَحَاضَةُ تَغْتَسِلُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ".

بعض اہل علم نے کہا ہے کہ استحاضہ کی مریضہ ہر نماز کے لیے غسل کرے گی۔

وَرَوَى الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ وَعَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ.

امام اوزاعی نے زہری عن عروہ وعمرہ عن عائشہ کی سند سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الحميدى: ١٦٠، الدارمي: ٧٨٨، والنسائي في الكبري: ٢١١

تخریج الحدیث: صحيح بخارى: ٣٢٧، صحيح مسلم: ٣٣٤، سنن ابو داود: ٢٧٩و ٢٨٥ و ٢٨٨، و ٢٩٠۔ ٢٩٢، سنن ابن ماجه: ٦٢٦، سنن نسائى: ١/١١٧۔١٢١ و ١٨٣، مسند احمد: ٢٤٥٢٣، صحيح ابن حبان: ١٣٥٣۔

فوائد الحدیث: (۱) مستحاضہ کے لئے صرف ایک بار حیض سے پاک ہونے کے لئے غسل کرنا فرض ہے۔

(۲) ہر نماز کے لیے وضو فرض ہے، غسل ضروری نہیں اگر کوئی عورت کرے تو یہ اس کے لئے مستحب ہوگا۔ (تفصیل حدیث نمبر ۱۲۸ کے فوائد میں گزر چکی ہے)

(۳) اس حدیث میں سیّدہ ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا خود اپنی مرضی سے ہر نماز کے لئے غسل کر لیا کرتی تھیں، رسول اللہ ﷺ نے یہ حکم نہیں فرمایا تھا۔

97- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَائِضِ أَنَّهَا لَا تَقْضِي الصَّلَاةَ

عورت حیض کے دنوں میں چھوڑی ہوئی نمازوں کی قضا نہ دے

130: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ مُعَاذَةَ أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَتَقْضِي إِحْدَانَا صَلَاتَهَا أَيَّامَ مَحِيضِهَا؟ فَقَالَتْ: أَحَرُورِيَّةٌ أَنْتِ؟ قَدْ كَانَتْ إِحْدَانَا تَحِيضُ فَلَا تُؤْمَرُ بِقَضَاءٍ.

سیّدہ معاذہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مسئلہ دریافت کیا، تو کہا: کیا حیض والی عورت اپنے ایام حیض کی نمازوں کی قضا دے گی؟ تو انہوں نے فرمایا: کیا تو حروریہ (خارجیہ) ہے؟ ہم میں سے کسی کو حیض آتا تھا تو اسے نماز کی قضا دینے کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ "أَنَّ الْحَائِضَ لَا تَقْضِي الصَّلَاةَ".

ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کئی طرق سے مروی ہے: کہ حیض والی عورت نماز کی قضا نہیں دے گی۔

وَهُوَ قَوْلُ عَامَّةِ الْفُقَهَاءِ "لَا اخْتِلَافَ بَيْنَهُمْ فِي أَنَّ الْحَائِضَ تَقْضِي الصَّوْمَ وَلَا تَقْضِي الصَّلَاةَ".

زیادہ تر فقہاء کا یہی موقف ہے کہ حیض والی عورت روزہ کی قضا دے گی اور نماز کی قضا نہیں دے گی، اور اس میں ان کے درمیان کوئی اختلاف نہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٣٢/٦، الدارمي: ٩٨٥، ابن خزيمه: ١٠٠١، ابو عوانه: ٣٢٤/١

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٣٢١، صحيح مسلم: ٣٣٥، سنن ابو داؤد: ٢٦٢-٢٦٣، سنن ابن ماجه: ٦٣١، سنن نسائی: ١٩١/١- ١٩٢، مسند احمد: ٢٤٠٣٦، صحيح ابن حبان: ١٣٤٩

فوائد الحدیث: (۱) "حروراء" کوفہ سے صرف دو میل دور ایک بستی کا نام ہے وہاں کے رہنے والوں کو "حروری" کہا جاتا ہے یہ خارجی لوگ تھے جو جنگ صفین میں سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں شامل تھے لیکن سیّدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ایک معاہدہ کے تحت جنگ بندی پر سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے ناراض ہو کر کوفہ سے باہر ہی اس بستی میں آباد ہو گئے۔

(۲) ان کا موقف تھا کہ حائضہ عورت اپنے حیض کے دنوں کی چھوڑی ہوئی نمازوں کی قضا دے گی کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے بیان کی ہوئی رعایت کو قبول نہیں کرتے تھے بلکہ اسے قرآن مجید پر زیادتی / اضافہ سمجھتے، ان کو خارجی بھی کہا جاتا ہے۔ اسی لیے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسے کہا تھا کہ کیا تو حروریہ یعنی خارجیہ ہے۔ کہ جو نمازوں کی قضا ضروری سمجھتی ہے۔

(۳) آج بھی جو لوگ حدیث اور سُنت رسول اللہ ﷺ میں موجود قرآن مجید کی توضیح و تبیین کو قرآن مجید پر اضافہ اور زیادتی سمجھتے ہوئے احادیث رسول اللہ ﷺ کو ٹھکراتے اور سُنت رسول ﷺ کو چھوڑ دیتے ہیں۔ انہیں ام المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے جواب پر غور کرتے ہوئے اپنے نظریات اور کردار و عمل کا جائزہ لینا چاہئے۔ وباللہ التوفیق۔

98- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجُنُبِ وَالْحَائِضِ أَنَّهُمَا لَا يَقْرَآنِ الْقُرْآنَ

جنبی اور حیض والی عورت قرآن مجید کی تلاوت نہیں کر سکتے

131: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ وَالْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "لَا تَقْرَإِ الْحَائِضُ وَلَا الْجُنُبُ شَيْئًا مِنَ الْقُرْآنِ".

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: "حائضہ اور جنبی قرآن مجید سے کچھ بھی نہ پڑھیں۔" کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جنبی اور حائضہ قرآن نہ پڑھیں۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَيَّاشٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس باب میں سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کو ہم صرف اسماعیل بن عیاش کی

النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "لَا يَقْرَإِ الْجُنُبُ وَلَا الْحَائِضُ".

حدیث سے جانتے ہیں جو وہ موسیٰ بن عقبہ عن نافع عن ابن عمر بیان کرتے ہیں۔

وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَالتَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِثْلِ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ قَالُوا: "لَا تَقْرَأُ الْحَائِضُ وَلَا الْجُنُبُ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْئًا إِلَّا طَرَفَ الْآيَةِ وَالْحَرْفَ وَنَحْوَ ذَلِكَ وَرَخَّصُوا لِلْجُنُبِ وَالْحَائِضِ فِي التَّسْبِيحِ وَالتَّهْلِيلِ".

نبی ﷺ کے اصحاب اور تابعین میں سے اور ان کے بعد اکثر اہل علم: جیسے سفیان ثوری، ابن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے، انہوں نے کہا: حائضہ اور جنبی قرآن مجید میں سے کچھ بھی نہ پڑھیں البتہ آیت کا حصہ اور حرف وغیرہ پڑھ سکتے ہیں۔ اور انہوں نے جنبی اور حائضہ کو سبحان اللہ اور لا الٰہ الا اللہ پڑھنے کی رخصت دی ہے۔

قَالَ: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ يَقُولُ إِنَّ إِسْمَاعِيلَ بْنَ عَيَّاشٍ يَرْوِي، عَنْ أَهْلِ الْحِجَازِ وَأَهْلِ الْعِرَاقِ أَحَادِيثَ مَنَاكِيرَ. كَأَنَّهُ ضَعَّفَ رِوَايَتَهُ عَنْهُمْ فِيمَا يَنْفَرِدُ بِهِ. وَقَالَ: إِنَّمَا حَدِيثُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَيَّاشٍ عَنْ أَهْلِ الشَّأْمِ.

امام ترمذی نے کہا: میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ اسماعیل بن عیاش اہل حجاز اور اہل عراق سے منکر روایات روایت کرتا ہے۔ گویا کہ انہوں نے اس کی ان سے ایسی روایات کو ضعیف قرار دیا ہے جن میں اس کا تفرد ہے۔ اور انہوں نے کہا: اسماعیل بن عیاش کی روایت تو اہل شام ہی سے ہے۔

وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ أَصْلَحُ مِنْ بَقِيَّةَ وَلِبَقِيَّةَ أَحَادِيثُ مَنَاكِيرُ عَنِ الثِّقَاتِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يَقُولُ ذَلِكَ.

امام احمد بن حنبل نے کہا: اسماعیل بن عیاش بقیہ سے بہتر ہے۔ بقیہ کی ثقہ راویوں سے منکر روایات ہیں۔ امام ترمذی فرماتے ہیں مجھے احمد بن حسن نے بیان کیا کہ میں نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے۔

حکم الحدیث: (منكر) ضعيف الترمذي: ١١٨، اسماعیل بن عیاش کی اہل حجاز سے روایت ضعیف ہوتی ہے۔

تخریج الحدیث: سنن الدارقطني: ١١٧/١، سنن كبرىٰ للبيهقي: ٨٩/١ و ٣٠٩، سنن ابن ماجه: ٥٩٥، والطحاوي: ٨٨/١

فوائد الحدیث: یہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن دوسری روایات سے مسئلہ یہی ثابت ہوتا ہے کہ جنبی اور حائضہ کو قرآن مجید کی تلاوت نہیں کرنی چاہئے۔ البتہ ذکر، اذکار و دعا وغیرہ کر سکتی ہے۔ قرآن مجید کے کلمات کو بطور ذکر اور وہ آیات جو دعاؤں پر مشتمل ہیں بطور دعا پڑھی جا سکتی ہیں، بطور تلاوت نہیں۔ واللہ اعلم۔

99- بَابُ مَا جَاءَ فِي مُبَاشَرَةِ الْحَائِضِ

حیض والی عورت کے جسم کے ساتھ جسم ملا کر لیٹنا

132: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جب مجھے حیض آجاتا تھا

سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: "كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا حِضْتُ يَأْمُرُنِي أَنْ أَتَّزِرَ ثُمَّ يُبَاشِرُنِي".

تو رسول اللہ ﷺ مجھے حکم فرماتے تھے کہ میں ازار باندھ لوں، پھر آپ میرے جسم کے ساتھ جسم ملا کر لیٹ جاتے تھے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ وَمَيْمُونَةَ.

امام ترمذی فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدہ ام سلمہ اور میمونہ رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت حسن صحیح ہے۔

وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَالتَّابِعِينَ وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ.

نبی ﷺ اور آپ کے اصحاب اور تابعین سے ایک اہل علم کا یہی موقف ہے۔ امام شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ بھی یہی موقف رکھتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) صحيح ابي داؤد: ٢٦٠، اخرجه ابن ابي شيبة: ٢٥٤/٤، ابو يعلىٰ: ٤٨١٠، وابو عوانه: ٣٠٨/١

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣٠٠ و ٣٠٢، صحیح مسلم: ٢٩٣، سنن ابو داود: ٢٦٨ و ٢٧٣، سنن ابن ماجه: ٦٣٥ و ٦٣٦، سنن نسائی: ١٥١/١ و ١٨٩، مسند احمد: ٢٤٠٤٦ و ٢٥٥٦٣ صحيح ابن حبان: ١٣٦٤

فوائد الحدیث: (۱) حائضہ عورت کا جسم نجس نہیں ہوتا لہٰذا اس کے ساتھ لیٹا جا سکتا ہے۔

(۲) خاوند بیوی سے حالت حیض میں بھی لُطف اندوز ہو سکتا ہے صرف جماع نہیں کرے گا باقی جو کر سکتا ہے کر لے۔ کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اصنعو کل شئي الا النكاح (نسائی کتاب الطہارۃ) "جماع کے علاوہ تم سب کچھ کر لو"۔

(۳) ایسی تمام احادیث جن میں نجی و پردہ کے مسائل بیان ہوئے ہیں اس بات کی دلیل ہیں کہ شریعت محمدیہ میں کوئی ایسا مسئلہ نہیں جس کا حل قرآن مجید اور احادیث رسول اللہ ﷺ میں نہ ہو تبھی تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اليوم اكملت لكم دينكم

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ کہ فلاں فلاں مسئلہ قرآن و حدیث میں موجود نہیں انہیں اللہ تعالیٰ سے ڈر جانا چاہئے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو جھٹلا رہے ہیں۔ صرف اپنے فرقے کے دفاع اور دنیاوی مفادات کے حصول کی خاطر اپنی آخرت برباد نہ کریں۔

100- بَابُ مَا جَاءَ فِي مُؤَاكَلَةِ الْحَائِضِ وَسُؤْرِهَا

حائضہ کے ساتھ مل کر کھانا اور اس کا جوٹھا کھا پی لینا

133: حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ الْعَنْبَرِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ حَرَامِ بْنِ مُعَاوِيَةَ عَنْ عَمِّهِ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ مُوَاكَلَةِ الْحَائِضِ؟ فَقَالَ: وَاكِلْهَا.

سیّدنا عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے نبی ﷺ سے حائضہ کے ساتھ مل کر کھانا کھانے کے متعلق مسئلہ دریافت کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اس کے ساتھ مل کر کھانا کھا لیا کر۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَأَنَسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس مسئلہ میں سیّدہ عائشہ اور انس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعْدٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ کی روایت حسن غریب ہے۔

وَهُوَ قَوْلُ عَامَّةِ أَهْلِ الْعِلْمِ لَمْ يَرَوْا بِمُوَاكَلَةِ الْحَائِضِ بَأْسًا. وَاخْتَلَفُوا فِي فَضْلِ وَضُوئِهَا فَرَخَّصَ فِي ذَلِكَ بَعْضُهُمْ وَكَرِهَ بَعْضُهُمْ فَضْلَ طَهُورِهَا.

عام طور پر اہل علم کا یہی موقف ہے کہ وہ حائضہ کے ساتھ مل کر کھانا کھانے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے۔ انہوں نے اس کے وضو سے بچے ہوئے پانی کے بارے میں اختلاف کیا ہے؟ ان میں سے بعض نے اس بارے میں رخصت دی ہے اور بعض نے اسے مکروہ جانا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ١٠٧٨، ابن خزيمه: ١٢٠٢

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢١٢، سنن ابن ماجه: ٦٥١، مسند احمد: ١٩٠٠٨ و ٢٢٥٠٥۔

فوائد الحدیث: جس طرح حائضہ عورت سے مباشرت درست اور جائز ہے اسی طرح اس کے ساتھ کھانا پینا بھی جائز ہے، بلکہ اس کا جوٹھا بھی پاک ہے جیسا کہ ام المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے آپ فرماتی ہیں "رسول اللہ ﷺ مجھے بلاتے تھے تو میں آپ ﷺ کے ساتھ کھانا کھاتی جبکہ میں حیض کی حالت میں ہوتی تھی۔

اسی طرح آپ ﷺ پانی منگواتے اور خود پینے سے پہلے مجھے قسم دیتے کہ میں شروع کروں۔ میں پانی پکڑتی اور اس میں سے پی لیتی، پھر باقی رکھ دیتی تو آپ ﷺ پکڑتے اور پینا شروع کر دیتے۔ اور اپنا منہ مبارک پیالے کی اسی جگہ پر رکھتے جہاں میں نے اپنے منہ کو رکھا ہوتا تھا۔ (سنن نسائی صفحہ ۱/ ۳۳ کتاب الطہارہ)

آپ ﷺ گوشت والی ہڈی پکڑتے اور مجھے قسم دیتے کہ میں پہلے شروع کروں۔ میں اس ہڈی سے کچھ گوشت نوچتی اور اس ہڈی کو رکھ دیتی، تو رسول اللہ ﷺ اسے پکڑتے اور نوچنا شروع کر دیتے اور اپنا منہ مبارک اسی جگہ رکھتے جہاں میں نے اپنا منہ رکھا ہوتا تھا۔

101- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَائِضِ تَتَنَاوَلُ الشَّيْءَ مِنَ الْمَسْجِدِ

حائضہ (ہاتھ بڑھا کر) مسجد سے کوئی چیز لے سکتی ہے

134: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبِيدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ ثَابِتِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: قَالَتْ لِي عَائِشَةُ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ "نَاوِلِينِي الْخُمْرَةَ مِنَ الْمَسْجِدِ". قَالَتْ: قُلْتُ إِنِّي حَائِضٌ. قَالَ: "إِنَّ حَيْضَتَكِ لَيْسَتْ فِي يَدِكِ".

ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھے مسجد میں سے چٹائی پکڑا دو۔" میں نے عرض کیا: میں تو حائضہ ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: "تمہارا حیض تمہارے ہاتھ میں تو نہیں ہے۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن

عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهُوَ قَوْلُ عَامَّةِ أَهْلِ الْعِلْمِ لَا نَعْلَمُ بَيْنَهُمُ اخْتِلَافًا فِي ذَلِكَ "بِأَنْ لَا بَأْسَ أَنْ تَتَنَاوَلَ الْحَائِضُ شَيْئًا مِنَ الْمَسْجِدِ".

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت حدیث حسن صحیح ہے۔ اس بارے میں اکثر اہل علم کا یہی موقف ہے اور ان کے درمیان کوئی اختلاف نہیں کہ حائضہ کے مسجد میں سے کوئی چیز لے لینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ١١٠، اخرجه ابن الجارود: ١٠٢، وابو عوانه: ٣١٣/١

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٩٨، سنن ابو داود: ٢٦١، سنن ابن ماجه: ٦٣٢ سنن نسائی: ١٤٦/١ و ١٩٢، مسند احمد: ٢٤١٨٤، صحيح ابن حبان: ١٣٥٧

فوائد الحدیث: (۱) حائضہ عورت مسجد میں نہیں جا سکتی لیکن اگر کوئی مجبوری ہو تو چلی جائے لیکن وہاں ٹھہرے نہیں بلکہ ضرورت پوری کرنے کے بعد فوری باہر نکل آئے۔

(۲) حائضہ عورت مسجد سے کوئی چیز اٹھا بھی سکتی ہے اور رکھ بھی سکتی ہے۔

(۳) جس طرح حائضہ عورت کا جسم حسی طور پر نجس نہیں اسی طرح اس کے کسی چیز کو چھونے سے وہ چیز بھی نجس نہیں ہو جاتی۔

102- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ إِتْيَانِ الْحَائِضِ

حائضہ سے جماع کی ممانعت

135: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ وَبَهْزُ بْنُ أَسَدٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ حَكِيمٍ الأَثْرَمِ عَنْ أَبِي تَمِيمَةَ الْهُجَيْمِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "مَنْ أَتَى حَائِضًا أَوِ امْرَأَةً فِي دُبُرِهَا أَوْ كَاهِنًا فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ".

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا: آپ ﷺ نے فرمایا: "جس نے حیض والی عورت سے مجامعت کی یا عورت سے اس کی پیٹھ میں مجامعت کی یا وہ کسی کاہن کے پاس گیا تو اس نے محمد ﷺ پر نازل کی جانے والی چیز (شریعت) کا انکار کر دیا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: لَا نَعْرِفُ هَذَا الْحَدِيثَ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ حَكِيمٍ الأَثْرَمِ عَنْ أَبِي تَمِيمَةَ الْهُجَيْمِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم اس حدیث کو صرف حکیم الاثرم عن ابی تمیمۃ الہجیمی عن ابی ہریرہ کی سند سے ہی جانتے ہیں۔

وَإِنَّمَا مَعْنَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلَى التَّغْلِيظِ. وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "مَنْ أَتَى حَائِضًا فَلْيَتَصَدَّقْ بِدِينَارٍ".

اہل علم کے ہاں اس سے اس فعل کی سنگینی مراد ہے، نبی ﷺ سے یہ بھی مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "جس نے حیض والی عورت سے جماع کیا تو وہ ایک دینار صدقہ کرے۔"

فَلَوْ كَانَ إِتْيَانُ الْحَائِضِ كُفْرًا لَمْ يُؤْمَرْ فِيهِ بِالْكَفَّارَةِ. وَضَعَّفَ مُحَمَّدٌ هَذَا الْحَدِيثَ مِنْ قِبَلِ إِسْنَادِهِ.

اگر حیض والی عورت سے مباشرت کرنا کفر ہوتا تو اس کے متعلق کفارے کا حکم نہ دیا جاتا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو اس

کی اسناد کے حوالے سے ضَعیف قرار دیا ہے۔

وَأَبُو تَمِيمَةَ الْهُجَيْمِيُّ اسْمُهُ طَرِيفُ بْنُ مُجَالِدٍ. ابو تمیم ہجیمی کا نام ظریف بن مجالد ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ١٤٤١

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٩٠٤، سنن ابن ماجه: ٦٣٩، سنن نسائي في الكبرى: ٨٩٦٧، مسند احمد: ٩٢٩٠ و ٩٥٣٦

فوائد الحدیث: (۱) عورت سے اس کی دبر میں وطی حرام ہے۔

(۲) حائضہ عورت کے قبل میں بھی جماع کرنا منع ہے۔

(۳) کسی بھی کاہن اور نجومی کے پاس جاکر اپنے احوال معلوم کرنا بھی حرام ہے۔ یہ تین کام شریعت محمدیہ میں ممنوع اور حرام ہیں اگر کوئی شخص ان میں سے کسی بھی کام کو جائز سمجھتا ہے تو وہ کفر کرتا ہے۔ لیکن اگر وہ ان کو ناجائز اور حرام سمجھتا ہے مگر بشری تقاضے سے اس سے سرزد ہو گیا تو یہ کبیرہ گناہ ہے۔ اس سے توبہ کرنی چاہئے اور بعض کا کفارہ دینا چاہئے جیسا کہ اگلی حدیث میں بیان ہو رہا ہے۔

103- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْكَفَّارَةِ فِي ذَلِكَ

حیض والی عورت سے مجامعت کی صورت میں کفارہ

136: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عَنْ خُصَيْفٍ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ "فِي الرَّجُلِ يَقَعُ عَلَى امْرَأَتِهِ وَهِيَ حَائِضٌ قَالَ: يَتَصَدَّقُ بِنِصْفِ دِينَارٍ".

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے اس شخص کے بارے میں روایت کیا ہے جو شخص اپنی حیض والی عورت سے مجامعت کرتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ نصف دینار صدقہ دے۔"

حکم الحدیث: (صحيح: بلفظ: دينارأو نصف دينار) ان الفاظ سے ضَعیف ہے۔ صحيح ابي داؤد: ٢٥٦، ضعيف ابي داؤد: ٤٢

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٦٤و ٢٦٦ و ٢١٦٨، سنن ابن ماجه: ٦٤٠، سنن نسائي فى المجتبى: ١/١٥٣ و ١٨٨ مسند احمد: ٢٠٣٢ و ٢٤٥٨

137: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ أَبِي حَمْزَةَ السُّكَّرِيِّ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "إِذَا كَانَ دَمًا أَحْمَرَ فَدِينَارٌ وَإِذَا كَانَ دَمًا أَصْفَرَ فَنِصْفُ دِينَارٍ".

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: "جب حیض کا خون سرخ رنگ کا ہو تو پھر ایک دینار، اور جب خون کا رنگ زرد ہو تو پھر نصف دینار (صدقہ دے)۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ الْكَفَّارَةِ فِي إِتْيَانِ الْحَائِضِ، قَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَوْقُوفًا وَمَرْفُوعًا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حیض والی عورت سے جماع کے کفارے کے متعلق حدیث سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے موقوف اور مرفوع دونوں طرح مروی ہے۔

وَهُوَ قَوْلُ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ. وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ.

بعض اہل علم کا یہی (کفارے، صدقہ والا) موقف ہے۔ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحاق بن راہویہ نے بھی یہی کہا ہے۔

وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ: يَسْتَغْفِرُ رَبَّهُ وَلَا كَفَّارَةَ عَلَيْهِ.

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: وہ اپنے رب سے استغفار کرے، اور اس پر کوئی کفارہ نہیں۔

وَقَدْ رُوِيَ نَحْوُ قَوْلِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ بَعْضِ التَّابِعِينَ

بعض تابعین جیسے: سعید بن جبیر، ابراہیم نخعی رحمہما اللہ سے بھی

مِنْهُمْ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ وَإِبْرَاهِيمُ النَّخَعِيُّ. ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے موقف کے مطابق روایت کیا گیا ہے۔
وَهُوَ قَوْلُ عَامَّةِ عُلَمَاءِ الأَمْصَارِ. کئی شہروں کے اکثر علماء کا یہی موقف ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف، وَالصَّحِيح عَنْهُ بِهَذَا التَّفْصِيل مَوْقُوف) ضعيف ابي داود: ٢٥٨۔ یہ روایت مرفوع ضعیف اور موقوف صحیح ہے۔

تخریج الحدیث: سنن نسائی فی الکبری: ٩٠٦٦ مسند احمد: ٣٤٧٣

فوائد الحدیث: (۱) حالت حیض میں بیوی سے جماع کرنے کی صورت میں آدمی توبہ بھی کرے اور کفارہ بھی دے۔

(۲) اگر حیض کے شروع کے دنوں میں جماع کیا ہے تو ایک دینار صدقہ کرے۔

(۳) اگر حیض کے آخری دنوں میں جماع کیا ہے تو پھر آدھا دینار صدقہ کرے۔

(۴) کفارے میں اول و آخر دنوں کی تقسیم میں بھی اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر رحمت و شفقت اور شریعت محمدی میں لوگوں کے لیے آسانی کی دلیل ہے۔ کہ خاوند کو عمومی طور پر بیوی کے ایام حیض کے متعلق معلوم ہے اب اس کو چاہیئے تھا کہ طہر کے آخری دنوں میں جماع کر لیتا تاکہ حیض کے چند دنوں میں اسے پریشانی لاحق نہ ہوتی۔ اگر یہ نہیں کر سکا تو اسکا مطلب ہے کہ یہ اس کی سستی یا کوتاہی ہے لہٰذا اب حیض کے شروع میں اس نے جماع کیا تو اس کو جرمانہ زیادہ کر دیا۔

اور اگر آخری دنوں میں کیا تو رعایت کر دی کہ ہو سکتا ہے جوان آدمی ہو اور اتنے دن گزارہ نہ کر سکتا ہوں، جذبات کے ہاتھوں مغلوب ہو کر اس سے یہ عمل ہو گیا ہے۔ تو اس کو کفارے میں تخفیف کر دی۔ ان اللہ بالناس لرؤف الرحیم۔

104- بَابُ مَا جَاءَ فِي غَسْلِ دَمِ الْحَيْضِ مِنَ الثَّوْبِ

کپڑے سے حیض کا خون دھونے کا بیان

138: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الثَّوْبِ يُصِيبُهُ الدَّمُ مِنَ الْحَيْضَةِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حُتِّيهِ ثُمَّ اقْرُصِيهِ بِالْمَاءِ ثُمَّ رُشِّيهِ وَصَلِّي فِيهِ.

سیّدہ اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک عورت نے کپڑے کو حیض لگ جانے کے متعلق نبی ﷺ سے مسئلہ دریافت کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اسے کھرچ ڈال، پھر اسے انگلیوں کے ساتھ مل کر دھولے، پھر اس پر پانی چھڑک دے اور اسے پہن کر نماز پڑھ لے۔“

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابوہریرہ اور ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَسْمَاءَ فِي غَسْلِ الدَّمِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: خون دھونے کے بارے میں اسماء رضی اللہ عنہا کی روایت حدیث حسن صحیح ہے۔

وَقَدِ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الدَّمِ يَكُونُ عَلَى الثَّوْبِ فَيُصَلِّي فِيهِ قَبْلَ أَنْ يَغْسِلَهُ.

اہل علم کا اس مسئلے میں اختلاف ہے کہ آیا جس کپڑے پر خون ہو تو کیا وہ اسے دھونے سے پہلے پہن کر نماز پڑھ سکتا ہے۔

قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنَ التَّابِعِينَ: "إِذَا كَانَ الدَّمُ

تابعین میں سے بعض اہل علم نے کہا ہے: جب خون درہم

مِقْدَارَ الدِّرْهَمِ فَلَمْ يَغْسِلْهُ وَصَلَّى فِيهِ أَعَادَ الصَّلَاةَ".

کی مقدار کے برابر ہو اور وہ اسے دھوئے بغیر اسے پہن کر نماز پڑھ لے تو وہ نماز دہرا لے۔

وَقَالَ بَعْضُهُمْ: "إِذَا كَانَ الدَّمُ أَكْثَرَ مِنْ قَدْرِ الدِّرْهَمِ أَعَادَ الصَّلَاةَ". وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ.

اور ان میں سے بعض نے کہا ہے: جب خون درہم کی مقدار سے زیادہ ہو تو پھر وہ نماز دہرائے گا، یہ سفیان ثوری اور ابن المبارک رحمہما اللہ کا قول ہے۔

وَلَمْ يُوجِبْ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنَ التَّابِعِينَ وَغَيْرِهِمْ عَلَيْهِ الإِعَادَةَ وَإِنْ كَانَ أَكْثَرَ مِنْ قَدْرِ الدِّرْهَمِ. وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ.

تابعین اور ان کے علاوہ بعض اہل علم نے کہا ہے کہ خواہ خون کی مقدار درہم سے بھی زیادہ ہو تو وہ نماز نہیں دہرائے گا۔ یہ امام احمد اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہما اللہ کا موقف ہے۔

وَقَالَ الشَّافِعِيُّ: يَجِبُ عَلَيْهِ الْغَسْلُ وَإِنْ كَانَ أَقَلَّ مِنْ قَدْرِ الدِّرْهَمِ وَشَدَّدَ فِي ذَلِكَ.

امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا: اسے دھونا واجب ہے خواہ اس کی مقدار درہم سے کم ہو، اور انہوں نے اس بارے میں سختی کی ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه ابن خزيمه: ٢٢٧٥، والبيقهي: ١٣/١

تخريج الحديث: صحیح بخاری: ٢٢٧ و ٣٠٧ صحیح مسلم: ٢٩١ سنن ابو داود: ٣٦٠۔٣٦٢ سنن ابن ماجه: ٦٢٩، سنن نسائی: ١٥٥/١، مسند احمد: ٢٦٩٢٠ صحیح ابن حبان: ١٣٩٦

فوائد الحديث: (۱) حیض کا خون نجس ہے لہٰذا کپڑے یا جسم کو لگ جائے تو اسے دھونا فرض ہے۔

(۲) جو لوگ تھوڑی یا زیادہ مقدار کا فرق کرتے ہیں وہ درست نہیں خون زیادہ ہو یا تھوڑا اسے دھویا ہی جائے گا۔

105- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَمْ تَمْكُثُ النُّفَسَاءُ

نفاس والی عورت کتنا عرصہ نماز، روزہ ادا نہیں کرے گی؟

139: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيدِ أَبُو بَدْرٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ الأَعْلَى عَنْ أَبِي سَهْلٍ عَنْ مُسَّةَ الأَزْدِيَّةِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَتِ النُّفَسَاءُ تَجْلِسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَرْبَعِينَ يَوْمًا فَكُنَّا نَطْلِي وُجُوهَنَا بِالْوَرْسِ مِنَ الْكَلَفِ.

سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے دور میں نفاس والی عورت چالیس دن بیٹھی رہتی تھی۔ اور ہم چھائیوں کی وجہ سے اپنے چہروں پر ورس لگایا کرتی تھیں۔ (ورس ایک بوٹی ہے)۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔

لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ أَبِي سَهْلٍ عَنْ مُسَّةَ الأَزْدِيَّةِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ. وَاسْمُ أَبِي سَهْلٍ كَثِيرُ بْنُ زِيَادٍ. قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى ثِقَةٌ وَأَبُو سَهْلٍ ثِقَةٌ. وَلَمْ

ہم اس مسئلے کو صرف ابو سہل کی حدیث عن مُسۃ الازدیۃ عن ام سلمہ سے ہی جانتے ہیں۔ ابو سہل کا نام کثیر بن زیاد ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ علی بن عبد الاعلیٰ ثقہ ہے اور ابو سہل

يَعْرِفُ مُحَمَّدٌ هَذَا الْحَدِيثَ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ أَبِي سَهْلٍ.

بھی ثقہ ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بھی اس حدیث کو ابو سہل کی روایت سے ہی جانتے ہیں۔

وَقَدْ أَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَالتَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ عَلَى "أَنَّ النُّفَسَاءَ تَدَعُ الصَّلَاةَ أَرْبَعِينَ يَوْمًا إِلَّا أَنْ تَرَى الطُّهْرَ قَبْلَ ذَلِكَ فَإِنَّهَا تَغْتَسِلُ وَتُصَلِّي".

نبی ﷺ کے اصحاب اور ان کے بعد تابعین اور ان کے بعد والوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ نفاس والی عورت چالیس دن نماز نہیں پڑھے گی، البتہ اگر وہ اس سے پہلے پاک ہو جاتی ہے تو پھر وہ غسل کرے اور نماز پڑھے۔

فَإِذَا رَأَتِ الدَّمَ بَعْدَ الْأَرْبَعِينَ فَإِنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوا: لَا تَدَعُ الصَّلَاةَ بَعْدَ الْأَرْبَعِينَ" وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ الْفُقَهَاءِ.

پس جب وہ چالیس دن کے بعد بھی خون دیکھے تو پھر اکثر اہل علم نے کہا ہے: وہ چالیس دن کے بعد نماز نہیں چھوڑے گی، اور یہ اکثر فقہاء کا قول ہے۔

وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ.

سفیان ثوری، ابن المبارک، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔

وَيُرْوَى عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّهَا تَدَعُ الصَّلَاةَ خَمْسِينَ يَوْمًا إِذَا لَمْ تَرَ الطُّهْرَ.

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ جب وہ پاک نہ ہو تو پھر وہ پچاس دن تک نماز چھوڑ دے گی۔

وَيُرْوَى عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ وَالشَّعْبِيِّ سِتِّينَ يَوْمًا.

عطاء بن ابی رباح اور شعبی رحمہما اللہ سے ساٹھ دن (نماز چھوڑ دینا) روایت کیا جاتا ہے۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) اخرجه الحاكم: ١/١٧٥، البيهقي: ١/٣٤١، المزى تهذيب الكمال: ٣٥/٣٠٦

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣١١و ٣١٢ سنن ابن ماجه: ٦٤٨ مسند احمد: ٢٦٥٦١

فوائد الحدیث: (۱) نفاس کی کم از کم مدت کا تعین نہیں البتہ چالیس دن تک کی مدت درست ہے۔

(۲) اگر اس سے پہلے خون آنا بند ہو جائے تو عورت غسل کر کے نماز وغیرہ پڑھے گی اس کا نفاس ختم ہو چکا ہے۔

(۳) اگر چالیس دن کے بعد بھی خون جاری رہے تو وہ حیض کا ہو گا، اگر ایام حیض سے بھی تجاوز کر جائے تو پھر اس پر استحاضہ کے احکام لاگو ہوں گے۔

106- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَطُوفُ عَلَى نِسَائِهِ بِغُسْلٍ وَاحِدٍ

تمام بیویوں سے تعلق زن و شو قائم کرنے کے بعد ایک ہی غسل کافی ہے

140: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "كَانَ يَطُوفُ عَلَى نِسَائِهِ فِي غُسْلٍ وَاحِدٍ".

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی تمام ازواج مطہرات سے مقاربت کرنے کے بعد ایک ہی غسل کر لیتے تھے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي رَافِعٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس باب میں ابو رافع رضی اللہ عنہ سے بھی

روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "كَانَ يَطُوفُ عَلَى نِسَائِهِ بِغُسْلٍ وَاحِدٍ". وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: انس رضی اللہ عنہ کی روایت حدیث حسن صحیح ہے کہ نبی ﷺ اپنی تمام ازواج مطہرات سے مقاربت کرنے کے بعد ایک ہی غسل کر لیتے تھے۔ اور بہت سے اہل علم کا یہی موقف ہے۔

مِنْهُمُ الْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ "أَنْ لَا بَأْسَ أَنْ يَعُودَ قَبْلَ أَنْ يَتَوَضَّأَ".

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا شمار بھی انہی میں سے ہوتا ہے جو کہتے ہیں کہ وضو کیے بغیر دوبارہ مجامعت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

وَقَدْ رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ هَذَا عَنْ سُفْيَانَ فَقَالَ: عَنْ أَبِي عُرْوَةَ عَنْ أَبِي الْخَطَّابِ عَنْ أَنَسٍ. وَأَبُو عُرْوَةَ هُوَ مَعْمَرُ ابْنُ رَاشِدٍ. وَأَبُو الْخَطَّابِ قَتَادَةُ بْنُ دِعَامَةَ.

محمد بن یوسف نے اسے سفیان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: عن ابی عروہ عن ابی الخطاب عن انس۔ ابو عروہ کا نام معمر بن راشد ہے۔ جبکہ ابو الخطاب قتادہ بن دعامہ ہیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَرَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ، عَنْ سُفْيَانَ عَنِ ابْنِ أَبِي عُرْوَةَ، عَنْ أَبِي الْخَطَّابِ. وَهُوَ خَطَأٌ وَالصَّحِيحُ عَنْ أَبِي عُرْوَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان سب میں بعض نے اسے محمد بن یوسف عن سفیان عن ابن ابی عروہ عن ابی الخطاب کی سند سے روایت کیا ہے۔ یہ خطا ہے جبکہ درست عن ابی عروہ ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن خزيمه: ٢٣٠، البغوي: ٢٧٠، والطحاوي في شرح المعاني: ١/١٢٩

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٦٨، و ٢٨٤ و ٥٠٦٨ و ٥٢١٥ صحیح مسلم: ٣٠٩، سنن ابو داود: ٢١٨ سنن ابن ماجه: ٥٨٨ و ٥٨٩ سنن نسائی: ١/١٤٣ و ١٤٣-١٤٤ مسند احمد: ١١٩٤٦ و ١٢٦٤٠ صحیح ابن حبان: ١٢٠٦۔

فوائد الحدیث: (۱) رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے درمیان باری تقسیم کی ہوئی تھی۔ عمومی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کا طریقہ مبارک یہ تھا جس بیوی کی باری ہوتی آپ ﷺ مغرب سے اگلے دن عصر تک کا وقت اسی بیوی کے پاس ہی گزارتے، عصر سے مغرب تک آپ ﷺ تمام گھروں میں تھوڑے تھوڑے وقت کے لئے تشریف لے جاتے اور حال، احوال معلوم کرتے۔ مغرب کے بعد پھر دوسری بیوی کی باری شروع ہو جاتی۔ اس دوران نماز، وفود سے ملاقات یا دوسری مصروفیات اسی بیوی کے وقت میں ہی شمار کی جاتیں جس کی باری ہوتی تھی۔

(۲) آپ ﷺ کا ایک ہی غسل میں تمام ازواج مطہرات کے پاس جانا یا تو باریوں کی تقسیم کے آغاز میں ہوتا تھا یا پھر اس وقت کو باری میں شمار نہیں کیا جاتا تھا کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر روئے زمین پر کوئی عدل وانصاف کرنے والا نہیں ہے۔

(۳) خاوند کا بیوی سے جنابت کی حالت میں غسل کے بغیر دوبارہ جماع کرنا درست ہے البتہ صفائی، ستھرائی اور نشاط و قوت کے لیے غسل کرنے کے بعد پھر بیوی سے تعلق قائم کرنا لطف میں اضافے کا باعث ہے۔

107- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجُنُبِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَعُودَ تَوَضَّأَ

جنبی شخص دوبارہ مجامعت کرنا چاہے تو وہ وضو کرلے

141: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ عَاصِمٍ الأَحْوَلِ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "إِذَا أَتَى أَحَدُكُمْ أَهْلَهُ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يَعُودَ فَلْيَتَوَضَّأْ بَيْنَهُمَا وُضُوءًا".

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی اپنی اہلیہ سے تعلق زن وشو قائم کرے، پھر وہ اس عمل کو دہرانا چاہے تو وہ ان کے درمیان وضو کرلے۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي سَعِيدٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهُوَ قَوْلُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ اور یہ سیّدنا عمر بن خطاب کا قول ہے۔

وَقَالَ: بِهِ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوا: "إِذَا جَامَعَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يَعُودَ فَلْيَتَوَضَّأْ قَبْلَ أَنْ يَعُودَ".

بہت سے اہل علم نے کہا ہے: جب آدمی اپنی اہلیہ سے جماع کرے اور پھر وہ دوبارہ کرنا چاہے تو وہ پہلے وضو کرلے۔

وَأَبُو الْمُتَوَكِّلِ اسْمُهُ عَلِيُّ بْنُ دَاوُدَ.

اور ابو متوکل کا نام علی بن داؤد ہے۔

وَأَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ، اسْمُهُ سَعْدُ بْنُ مَالِكِ بْنِ سِنَانٍ.

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا نام سعد بن مالک بن سنان ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١/٧٩، الحميدي: ٧٥٣، ابو يعلى: ١١٦٣، ابن خزيمه: ٢١٩

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٣٠٨، سنن ابو داود: ٢٢٠ سنن ابن ماجه: ٥٨٧ سنن نسائي: ١/١٤٢، مسند احمد: ١١٠٣٦ و ١١١٦١ صحيح ابن حبان: ١٢١٠۔

فوائد الحدیث: (۱) ایک مرتبہ بیوی سے جماع کرنے کے بعد اسی جنابت میں دوبارہ ہمبستری کرنے کی صورت میں وضو کرنا مستحب ہے۔ ضروری نہیں، کیونکہ خود رسول اللہ ﷺ بھی بعض دفعہ ایک ہی غسل میں تمام ازواج مطہرات کے پاس چلے جاتے تھے جیسا کہ تفصیل اوپر والی حدیث کے فوائد میں گزری ہے۔

(۲) البتہ وضو کرلے تو لطف ونشاط میں اضافہ کا باعث ہے۔

108- بَابُ مَا جَاءَ إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ وَوَجَدَ أَحَدُكُمُ الْخَلَاءَ فَلْيَبْدَأْ بِالْخَلَاءِ

جب نماز کھڑی ہو جائے اور تم میں سے کسی کو بیت الخلاء کی حاجت ہو تو وہ پہلے قضائے حاجت سے فارغ ہو

142: حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ

سیّدنا عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، نماز کے لیے اقامت

هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الأَرْقَمِ؛ قَالَ: "أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَأَخَذَ بِيَدِ رَجُلٍ فَقَدَّمَهُ وَكَانَ إِمَامَ قَوْمِهِ" وَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: "إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ وَوَجَدَ أَحَدُكُمُ الْخَلَاءَ فَلْيَبْدَأْ بِالْخَلَاءِ".

ہو گئی تو انہوں نے ایک آدمی کا ہاتھ پکڑا اور اسے آگے بڑھا دیا۔ وہ اپنی قوم کے امام تھے اور انہوں نے کہا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "جب نماز کھڑی ہو جائے اور تم میں سے کوئی بیت الخلاء جانے کی حاجت محسوس کرے تو وہ پہلے قضائے حاجت سے فارغ ہو۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَثَوْبَانَ وَأَبِي أُمَامَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدہ عائشہ، ابوہریرہ، ثوبان اور ابوامامہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الأَرْقَمِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ کی روایت: حسن صحیح ہے۔

هَكَذَا رَوَى مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْحُفَّاظِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الأَرْقَمِ.

اسی طرح امام مالک بن انس، یحییٰ بن سعید قطان اور کئی ایک حفاظ نے ہشام بن عروہ عن ابیہ عن عبداللہ بن الارقم روایت کیا ہے۔

وَرَوَى وُهَيْبٌ وَغَيْرُهُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَجُلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الأَرْقَمِ.

وہیب وغیرہ نے عن ہشام بن عروہ عن ابیہ عن رجل عن عبداللہ بن ارقم روایت کیا ہے۔

وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَالتَّابِعِينَ.

نبی ﷺ کے بہت سے اصحاب اور تابعین کا یہی موقف ہے۔

وَبِهِ يَقُولُ: أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ قَالَا: "لَا يَقُومُ إِلَى الصَّلَاةِ وَهُوَ يَجِدُ شَيْئًا مِنَ الْغَائِطِ وَالْبَوْلِ".

امام احمد اور اسحاق بن راہویہ رحمہما اللہ کا بھی یہی موقف ہے، انہوں نے کہا: وہ نماز کے لیے کھڑا نہ ہو جسے بول و براز کی حاجت ہو۔

وَقَالَا: إِنْ دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ فَوَجَدَ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ فَلَا يَنْصَرِفْ مَا لَمْ يَشْغَلْهُ".

اور ان دونوں حضرات نے کہا: اگر وہ نماز پڑھنا شروع کر دے اور اسے قضائے حاجت محسوس ہو تو وہ نماز نہ چھوڑے جب تک وہ اسے نماز سے غافل نہ کر دے۔

وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: "لَا بَأْسَ أَنْ يُصَلِّيَ وَبِهِ غَائِطٌ أَوْ بَوْلٌ مَا لَمْ يَشْغَلْهُ ذَلِكَ عَنِ الصَّلَاةِ".

بعض اہل علم نے کہا ہے: اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ وہ بول و براز کی حاجت ہونے کے باوجود نماز پڑھے جب کہ وہ اسے نماز سے غافل نہ کر دے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الطحاوي في شرح المعاني: ٢/٤٠٣، الحاكم: ١/١٦٨، والبيهقي: ٣/٧٢

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٨٨ سنن ابن ماجه: ٦١٦ ، سنن نسائی: ٢/١١٠-١١١، مسند احمد: ١٥٩٥٩، صحيح ابن حبان: ٢٠٧١۔

فوائد الحدیث: (۱) پیشاب، پاخانے کی حاجت اس قدر شدید ہو کہ آدمی توجہ سے نماز ادا نہیں کر سکتا تو پہلے قضائے حاجت سے فارغ ہو پھر

نماز پڑھے۔

(۲) لیکن اگر معمولی حاجت ہو کہ اس کی نماز میں خلل واقع نہیں ہوگا تو پھر پہلے باجماعت نماز ادا کرے، بعد میں قضائے حاجت کے لیے جائے۔

109- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوءِ مِنَ الْمَوْطَإِ

راہ گزر سے پاؤں کو لگ جانے والی چیز سے وضو کرنا

143: حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَارَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أُمِّ وَلَدٍ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَتْ: قُلْتُ لِأُمِّ سَلَمَةَ إِنِّي امْرَأَةٌ أُطِيلُ ذَيْلِي وَأَمْشِي فِي الْمَكَانِ الْقَذِرِ". فَقَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: "يُطَهِّرُهُ مَا بَعْدَهُ".

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ. قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ "لَا نَتَوَضَّأُ مِنَ الْمَوْطَإِ".

سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی لونڈی نے بیان کیا، میں نے سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہا، میں ایک ایسی عورت ہوں کہ اپنا دامن لمبا رکھتی ہوں۔ اور میں گندی جگہ سے بھی گزرتی ہوں؟ انہوں نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اس (دامن) کو اسے بعد والی (زمین) پاک کر دیتی ہے۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ "ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوتے تھے تو ہم راہ گزر سے لگنے والی چیز کی وجہ سے وضو نہیں کیا کرتے تھے"۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوا: "إِذَا وَطِئَ الرَّجُلُ عَلَى الْمَكَانِ الْقَذِرِ أَنَّهُ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ غَسْلُ الْقَدَمِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ رَطْبًا فَيَغْسِلَ مَا أَصَابَهُ".

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بہت سے اہل علم نے کہا ہے: جب آدمی کا گندی جگہ سے گزر ہو تو اس پر پاؤں دھونا واجب نہیں۔ البتہ اگر وہ گندگی وغیرہ گیلی ہو تو پھر وہ اس لگی ہوئی چیز کو دھو لے (اس وجہ سے اس پر وضو نہیں)۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَرَوَى عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَارَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أُمِّ وَلَدٍ لِهُودِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ. وَهُوَ وَهَمٌ وَلَيْسَ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ ابْنٌ يُقَالُ لَهُ هُودٌ.

وَإِنَّمَا هُوَ عَنْ أُمِّ وَلَدٍ لِإِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ. وَهَذَا الصَّحِيحُ.

امام ترمذی نے کہا: عبداللہ بن مبارک نے اس حدیث کو مالک بن انس عن محمد بن عمارہ عن محمد بن ابراہیم عن ام ولد لہود بن عبدالرحمٰن بن عوف عن ام سلمہ کی سند سے روایت کیا ہے۔ اور یہ وہم ہے، عبدالرحمٰن بن عوف کا کوئی بیٹا نہیں جسے ہود کہا جائے

وہ تو ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عرف کی ام ولد ہے اور ام سلمہ سے روایت کرتی ہے۔ اور یہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) بعض کہتے ہیں ضعیف ہے، ام ولد عبدالرحمن بن عوف مجہول راویہ ہے۔

تخریج الحدیث: مؤطا امام مالک: ۲۴/۱۴، سنن ابو داود: ۳۸۳، سنن ابن ماجه: ۵۳۱ مسند احمد: ۲۶۴۸۸۔

فوائد الحدیث: (۱) اگر کپڑے یا پاؤں وغیرہ کو نجاست لگ جائے تو اس نجاست کو مٹی یا پانی سے دور کر لیا جائے، جو تا ہو تو زمین پر رگڑنے سے پاک ہو جاتا ہے۔

(۲) کپڑے اور پاؤں وغیرہ کی نجاست وضو پر اثر انداز نہیں ہوتی لہٰذا وضو کرنا ضروری نہیں۔

110- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّيَمُّمِ

تیمم کا بیان

144: حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ الْفَلَّاسُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَزْرَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "أَمَرَهُ بِالتَّيَمُّمِ لِلْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ".

سیّدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں اپنے چہرے اور ہاتھوں کا تیمم کرنے کا حکم فرمایا۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدہ عائشہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَمَّارٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا عمار رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَمَّارٍ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ.

اور سیّدنا عمار سے دوسری سند کے ساتھ بھی روایت کی گئی ہے۔

وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْهُمْ: عَلِيٌّ وَعَمَّارٌ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ التَّابِعِينَ مِنْهُمُ الشَّعْبِيُّ وَعَطَاءٌ وَمَكْحُولٌ قَالُوا: "التَّيَمُّمُ ضَرْبَةٌ لِلْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ".

نبی ﷺ کے اصحاب میں سے بہت سے اہل علم جیسے سیّدنا علی، عمار اور ابن عباس رضی اللہ عنہم، اور بہت سے تابعین، جیسے: شعبی، عطاء، اور مکحول رحمہم اللہ نے کہا ہے کہ "تیمم چہرے اور ہاتھوں کے لیے ایک بار زمین پر ہاتھ مارنا ہے"۔

وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ.

امام احمد اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہما اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔

وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْهُمُ: ابْنُ عُمَرَ وَجَابِرٌ وَإِبْرَاهِيمُ وَالْحَسَنُ قَالُوا: "التَّيَمُّمُ ضَرْبَةٌ لِلْوَجْهِ وَضَرْبَةٌ لِلْيَدَيْنِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ". وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَمَالِكٌ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ.

بعض اہل علم جیسے سیّدنا ابن عمر اور جابر رضی اللہ عنہم، ابراہیم اور حسن رحمہما اللہ کا موقف ہے کہ ایک دفعہ چہرے کے لیے زمین پر ہاتھ مارنے ہیں اور ایک بار کہنیوں سمیت ہاتھوں کے لیے زمین پر ہاتھ مارنے ہیں۔ سفیان ثوری، مالک، ابن المبارک اور شافعی رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ عَمَّارٍ فِي التَّيَمُّمِ أَنَّهُ قَالَ: "لِلْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ" مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ.

سیّدنا عمار سے تیمم کے بارے میں یہ حدیث بھی بیان کی گئی ہے کہ انہوں نے فرمایا "چہرے اور ہتھیلیوں کے لیے" کئی ایک

اسناد سے

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَمَّارٍ أَنَّهُ قَالَ: "تَيَمَّمْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى الْمَنَاكِبِ وَالْآبَاطِ".

سیّدنا عمار رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: ہم نے نبی ﷺ کے ساتھ کندھوں اور بغلوں تک تیمم کیا۔

فَضَعَّفَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ حَدِيثَ عَمَّارٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ "فِي التَّيَمُّمِ لِلْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ" لَمَّا رُوِيَ عَنْهُ حَدِيثُ الْمَنَاكِبِ وَالْآبَاطِ.

بعض اہل علم سیّدنا عمار کی تیمم کے متعلق حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے جس میں چہرے اور ہاتھوں کا ذکر ہے۔ اس لیے کہ ان سے کندھوں اور بغلوں والی حدیث بھی مروی ہے۔

قَالَ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَخْلَدٍ الْحَنْظَلِيُّ: حَدِيثُ عَمَّارٍ فِي التَّيَمُّمِ لِلْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ هُوَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَحَدِيثُ عَمَّارٍ "تَيَمَّمْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى الْمَنَاكِبِ وَالْآبَاطِ" لَيْسَ هُوَ بِمُخَالِفٍ لِحَدِيثِ الْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ لِأَنَّ عَمَّارًا لَمْ يَذْكُرْ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَهُمْ بِذَلِكَ وَإِنَّمَا قَالَ: فَعَلْنَا كَذَا وَكَذَا، فَلَمَّا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَهُ بِالْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ؟

اسحاق بن ابراہیم بن مخلد حنظلی نے بیان کیا: چہرے اور ہاتھوں کے تیمم کے بارے میں سیّدنا عمار رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ جب کہ سیّدنا عمار رضی اللہ عنہ کی روایت: ہم نے نبی ﷺ کے ساتھ کندھوں اور بغلوں تک تیمم کیا۔ وہ چہرے اور ہاتھوں کے تیمم والی روایت کے خلاف نہیں۔ کیونکہ سیّدنا عمار رضی اللہ عنہ نے یہ ذکر نہیں کیا کہ نبی ﷺ نے انہیں اس کا حکم فرمایا؟

فَانْتَهَى إِلَى مَا عَلَّمَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ "الْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ" وَالدَّلِيلُ عَلَى ذَلِكَ مَا أَفْتَى بِهِ عَمَّارٌ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ فِي التَّيَمُّمِ أَنَّهُ قَالَ: الْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ، فَفِي هَذَا دَلَالَةٌ أَنَّهُ انْتَهَى إِلَى مَا عَلَّمَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَعَلَّمَهُ إِلَى الْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ.

انہوں نے تو بس یہ کہا ہے: ہم نے اس طرح اور اس طرح کیا۔ پس جب انہوں نے نبی ﷺ سے تیمم کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے انہیں چہرے اور ہاتھوں کے تیمم کے متعلق ہی حکم فرمایا۔ انہوں نے اتنا ہی بتایا جتنا کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں چہرے اور ہاتھوں کے متعلق تعلیم دی۔ اور اس پر دلیل وہ ہے جس کے متعلق عمار رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے بعد تیمم کے متعلق فتویٰ دیا کہ انہوں نے کہا: "چہرہ اور ہاتھ ہی" اس میں دلالت ہے کہ ہم نے وہیں تک بتایا جہاں تک نبی ﷺ نے انہیں تعلیم دی ہے۔ آپ نے انہیں چہرے اور ہاتھوں تک تعلیم دی۔

قَالَ: وَسَمِعْتُ أَبَا زُرْعَةَ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَبْدِ الْكَرِيمِ يَقُولُ: لَمْ أَرَ بِالْبَصْرَةِ أَحْفَظَ مِنْ هَؤُلَاءِ الثَّلَاثَةِ عَلِيِّ بْنِ الْمَدِينِيِّ وَابْنِ الشَّاذِ كُونِيِّ وَعَمْرِو بْنِ عَلِيٍّ الْفَلَّاسِ.

انہوں نے کہا: میں نے ابو زرعہ عبید اللہ بن عبد الکریم کو بیان کرتے ہوئے سنا: وہ فرماتے تھے کہ میں نے بصرہ میں ان تینوں علی بن مدینی، ابن شاذ کوفی اور عمرو بن علی فلاس سے زیادہ حافظ کوئی نہیں دیکھا۔

قَالَ أَبُو زُرْعَةَ: وَرَوَى عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عَلِيٍّ حَدِيثًا.

امام ابو زرعہ نے کہا کہ عفان بن مسلم نے بھی عمرو بن علی سے حدیث بیان کی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح ابي داؤد: ٣٥٠، ٣٥٣، اخرجه ابن خزيمه: ٢٦٦، وابو عوانه: ١/٣٠٥

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣٣٨، صحیح مسلم: ٣٦٨، سنن ابو داود: ٣٢٢-٣٢٧، سنن ابن ماجه: ٥٦٩، سنن نسائی: ١/١٧١، ١٦٨، مسند احمد: ١٨٣١٩، صحيح ابن حبان: ١٢٦٧ و ١٣٠٣

145: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ الْقُرَشِيِّ عَنْ دَاوُدَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ التَّيَمُّمِ؟ فَقَالَ: "إِنَّ اللَّهَ قَالَ فِي كِتَابِهِ حِينَ ذَكَرَ الْوُضُوءَ، ﴿فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ﴾ [المائدة: ٦] وَقَالَ: فِي التَّيَمُّمِ ﴿فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ﴾ [النساء: ٤٣]. وَقَالَ: ﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا﴾ [المائدة: ٣٨] فَكَانَتِ السُّنَّةُ فِي الْقَطْعِ الْكَفَّيْنِ إِنَّمَا هُوَ الْوَجْهُ وَالْكَفَّانِ يَعْنِي: التَّيَمُّمَ.

سیّدنا عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان سے تیمم کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں جس وقت وضو کا ذکر کیا تو فرمایا: "اپنے چہرے اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک دھوؤ۔" اور تیمم کے بارے میں فرمایا: "چہرے اور ہاتھوں پر مسح کرو۔" نیز فرمایا: "چوری کرنے والے مرد اور چوری کرنے والی عورت کا ہاتھ کاٹ دو۔" تو چوری کرنے والے کا ہاتھ کاٹنے کے بارے میں سُنت سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اسے کلائی، ہتھیلی سے کاٹ دیا جائے۔ تو پھر تیمم کے حوالے سے جو ہاتھ پر مسح کرنا ہے وہ صرف ہتھیلی پر ہے اور اس کے ساتھ چہرے پر مسح کرنا ہے۔ تو پھر تیمم میں صرف چہرے اور ہاتھوں / ہتھیلیوں پر مسح کرنا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) اس میں محمد بن خالد مجہول اور داؤد کی عکرمہ سے روایت ضعیف ہوتی ہے۔

تخریج الحدیث: تفسير جامع البيان للطبرى: ٥/١١٠

فوائد الحدیث: (۱) نماز کے لیے وضو شرط ہے اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

(۲) اگر کسی وجہ سے پانی کے ساتھ وضو نہ کر سکے تو اللہ تعالیٰ نے مٹی سے تیمم کرنے کی رخصت دی ہے۔

تیمم کا طریقہ:

☆ ایک مرتبہ دونوں ہاتھ زمین پر مارے۔

☆ اگر ہاتھوں کو مٹی زیادہ لگی ہو تو دونوں ہاتھوں کو آپس میں جھاڑے ورنہ صرف پھونک مارے۔ پھر دونوں ہاتھوں کو آپس میں مل کر چہرے پر پھیرے۔

☆ تیمم کے لیے صرف ایک مرتبہ زمین پر ہاتھ مارنے ہیں، دو مرتبہ ہاتھ مارنے والی کوئی بھی روایت مرفوع اور صحیح ثابت نہیں۔

☆ یہی تیمم وضو اور غسل جنابت دونوں میں کفایت کر جائے گا۔

111- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ عَلَى كُلِّ حَالٍ مَا لَمْ يَكُنْ جُنُبًا

آدمی حالت جنابت کے علاوہ ہر حال میں قرآن مجید پڑھ سکتا ہے

146: حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ الأَشَجُّ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ وَعُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَا حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ وَابْنُ أَبِي لَيْلَى عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلِمَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ "يُقْرِئُنَا الْقُرْآنَ عَلَى كُلِّ حَالٍ مَا لَمْ يَكُنْ جُنُبًا".

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حالت جنابت کے علاوہ ہر حال میں ہمیں قرآن پڑھایا کرتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَلِيٍّ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی یہ روایت حسن صحیح ہے۔

وَبِهِ قَالَ: غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَالتَّابِعِينَ. قَالُوا: "يَقْرَأُ الرَّجُلُ الْقُرْآنَ عَلَى غَيْرِ وُضُوءٍ وَلَا يَقْرَأُ فِي الْمُصْحَفِ إِلَّا وَهُوَ طَاهِرٌ".

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور تابعین میں سے بہت سے اہل علم کا یہی موقف ہے۔ انہوں نے کہا: آدمی وضو کے بغیر قرآن پڑھ سکتا ہے، لیکن وہ طہارت کے بغیر قرآن مجید سے دیکھ کر تلاوت نہ کرے۔

وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ.

سفیان ثوری، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) الارواء: ١٩٢، ٤٨٥، اس کی سند عبداللہ بن سلمہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: اخرجه بنحوه ابو داود: ٢٢٩، سنن ابن ماجه: ٥٩٤، سنن نسائی: ١/١٤٤، مسند احمد: ٦٢٧، و ١١٢٣، صحيح ابن حبان: ٧٩٩ و ٨٠٠

فوائد الحدیث: جنابت کے علاوہ آدمی ہر حالت میں باوضو اور بے وضو قرآن مجید تلاوت کر سکتا ہے۔

112- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبَوْلِ يُصِيبُ الأَرْضَ

زمین کے جس حصے پر پیشاب کر دیا جائے (تو اسے کس طرح دھویا جائے)

147: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ وَسَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُومِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: دَخَلَ أَعْرَابِيٌّ الْمَسْجِدَ وَالنَّبِيُّ ﷺ جَالِسٌ، فَصَلَّى فَلَمَّا فَرَغَ، قَالَ: "اللّٰهُمَّ ارْحَمْنِي وَمُحَمَّدًا وَلَا تَرْحَمْ مَعَنَا أَحَدًا". فَالْتَفَتَ

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک اعرابی آیا، اس نے نماز پڑھی، جب فارغ ہوا تو اس نے کہا: اے اللہ! مجھ پر اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر رحم فرما اور ہمارے ساتھ کسی اور پر رحم نہ فرمانا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف توجہ فرماتے ہوئے فرمایا: "تو نے ایک وسیع چیز کو محدود

إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: "لَقَدْ تَحَجَّرْتَ وَاسِعًا". فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ بَالَ فِي الْمَسْجِدِ فَأَسْرَعَ إِلَيْهِ النَّاسُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "أَهْرِيقُوا عَلَيْهِ سَجْلاً مِنْ مَاءٍ أَوْ دَلْوًا مِنْ مَاءٍ". ثُمَّ قَالَ: "إِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِينَ وَلَمْ تُبْعَثُوا مُعَسِّرِينَ".

کر دیا ہے۔" پھر تھوڑی ہی دیر بعد اس نے مسجد میں پیشاب کر دیا، لوگ اس (کو روکنے کے لیے اس) کی طرف دوڑے تو نبی ﷺ نے فرمایا: "اس (جگہ) پر پانی کا ڈول بہادو۔" پھر فرمایا: "تمہیں آسانی پیدا کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے اور تمہیں تنگی پیدا کرنے کے لیے نہیں بھیجا گیا۔"

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الحميدي: ٩٣٨، ابن الجارود: ١٤١، ابو يعلى: ٥٨٧٦، وابن خزيمه: ٢٩٨

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٨٠،٣٨٢ سنن نسائی: ١٤/٣، مسند احمد: ٧٨٠٢،٧٢٥٥، صحیح بخاری: ٦٠١٠، سنن ابن ماجه: ٥٢٩، صحیح ابن حبان: ٩٨٥،٩٨٧، ١٤٠٢

148: قَالَ: سَعِيدٌ قَالَ: سُفْيَانُ وَحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ نَحْوَ هَذَا.

یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ نے سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اسی مانند روایت کیا ہے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَوَاثِلَةَ بْنِ الأَسْقَعِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس باب میں حضرت عبداللہ بن مسعود، ابن عباس، اور واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ: وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.

بعض اہل علم کے ہاں اسی پر عمل ہے۔ امام احمد اور اسحاق بن راہویہ رحمہما اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔

وَقَدْ رَوَى يُونُسُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

یونس نے اس حدیث کو زہری عن عبید اللہ بن عبداللہ عن ابی ہریرہ کی سند سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) صحیح ابي داؤد: ٤٠٥، صحیح الترمذي: ١٢٦، اخرجه الدارمي: ٧٤٦، والبيهقي: ٤٢٧/٢

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢١٩، و ٢٢١ و ٦٠٥، صحیح مسلم: ٢٨٤ و٢٨٥، سنن ابن ماجه: ٥٢٨، سنن نسائی: ٤٧/١ و ٤٧-٤٨ و ١٧٥، مسند احمد: ١٢٠٨٢، صحیح ابن حبان: ١٤٠١

فوائد الحدیث: (۱) زمین پر بول و براز کی نجاست گرنے سے اگر تو نجاست مائع، بہنے والی ہے تو پھر دو صورتیں ہیں۔ ۱-اگر تو زمین پختہ، فرش وغیرہ ہے جیسے آج کل عمومی طور پر گھروں یا مساجد وغیرہ میں ہے تو پھر پانی سے دھو کر صاف کیا جائے۔ ۲-اور اگر زمین کچی اور نرم ہے تو اس پر پانی بہا کر اس نجاست کے اثرات کو زائل کر دیا جائے تو زمین پاک ہو جائے گی جیسا کہ حدیث مبارک کے الفاظ سے ظاہر ہے۔

(۲) یا پھر سورج اور ہوا سے زمین خشک ہو گئی ہو اور نجاست کے اثرات زائل ہو چکے ہوں تو بھی وہ زمین پاک ہے۔

(۳) اگر نجاست وجود والی (پاخانہ وغیرہ) ہو تو اس کو صاف کرنا ضروری ہے۔ صرف پانی بہانے سے زمین پاک نہیں ہو گی۔

(۴) جو لوگ زمین کو کھودنے وغیرہ کی تعلیم دیتے ہیں ان کا موقف درست نہیں۔

(۵) شریعت کے احکام و مسائل میں آسانی والا پہلو مد نظر رکھنا چاہئے بشرطیکہ قرآن و حدیث کے کسی حکم کے مخالف نہ ہو۔

2

اَبْوَابُ الصَّلٰوةِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کے احکام و مسائل

1- بَابُ مَا جَاءَ فِي مَوَاقِيتِ الصَّلَاةِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی اوقات نماز

149: حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَيَّاشِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ عَنْ حَكِيمِ بْنِ حَكِيمٍ وَهُوَ ابْنُ عَبَّادِ بْنِ حُنَيْفٍ أَخْبَرَنِي نَافِعُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "أَمَّنِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عِنْدَ الْبَيْتِ مَرَّتَيْنِ، فَصَلَّى الظُّهْرَ فِي الْأُولَى مِنْهُمَا حِينَ كَانَ الْفَيْءُ مِثْلَ الشِّرَاكِ، ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ حِينَ كَانَ كُلُّ شَيْءٍ مِثْلَ ظِلِّهِ، ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ حِينَ وَجَبَتِ الشَّمْسُ، وَأَفْطَرَ الصَّائِمُ، ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ، ثُمَّ صَلَّى الْفَجْرَ حِينَ بَرَقَ الْفَجْرُ وَحَرُمَ الطَّعَامُ عَلَى الصَّائِمِ. وَصَلَّى الْمَرَّةَ الثَّانِيَةَ الظُّهْرَ حِينَ كَانَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَهُ لِوَقْتِ الْعَصْرِ بِالْأَمْسِ، ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ حِينَ كَانَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَيْهِ، ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ لِوَقْتِهِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ حِينَ ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ، ثُمَّ صَلَّى الصُّبْحَ حِينَ أَسْفَرَتِ الْأَرْضُ، ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيَّ

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جبریل علیہ السلام نے بیت اللہ کے پاس مجھے دو بار (دو مختلف اوقات میں) نماز پڑھائی۔ ان دو بار میں سے پہلی بار ظہر کی نماز اس وقت پڑھائی جب زوال کا سایہ تسمے کے برابر تھا، پھر عصر کی نماز پڑھائی جس وقت ہر چیز کا سایہ اس کے مثل تھا، پھر مغرب کی نماز پڑھائی جس وقت سورج غروب ہو گیا اور روزہ دار نے روزہ افطار کیا۔ پھر عشاء کی نماز پڑھائی جس وقت شفق غائب ہو گئی، پھر فجر کی نماز پڑھائی جس وقت صبح روشن ہو گئی اور روزہ دار پر سحری کھانا حرام ہو گیا، اور پھر دوسری مرتبہ ظہر کی نماز اس وقت پڑھائی جس وقت ہر چیز کا سایہ اس کے مثل تھا اور جو کہ گذشتہ کل عصر کا وقت تھا، پھر عصر کی نماز پڑھائی جس وقت ہر چیز کا سایہ دو مثل ہو گیا۔ پھر مغرب کی نماز اسی وقت پڑھائی جس وقت پہلے (غروب آفتاب کے وقت) پڑھائی تھی۔ پھر عشاء کی نماز ایک تہائی رات گزر جانے کے بعد پڑھائی۔ پھر فجر کی نماز پڑھائی جس وقت زمین روشن ہو گئی۔ پھر جبریل علیہ السلام

جِبْرِيلُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! هَذَا وَقْتُ الأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِكَ. وَالْوَقْتُ فِيمَا بَيْنَ هَذَيْنِ الْوَقْتَيْنِ.

نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: محمد (ﷺ)! یہ آپ سے پہلے انبیاء علیہم السلام (کی نمازوں) کا وقت ہے اور ان دونوں اوقات کے درمیان نماز کا وقت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَبُرَيْدَةَ وَأَبِي مُوسَى وَأَبِي مَسْعُودٍ الأَنْصَارِيِّ وَأَبِي سَعِيدٍ وَجَابِرٍ وَعَمْرِو بْنِ حَزْمٍ وَالْبَرَاءِ وَأَنَسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابوہریرہ، بریدہ، ابو موسیٰ، ابو مسعود انصاری، ابو سعید، جابر، عمرو بن حزم، براء اور انس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

حكم الحديث: (حسن صحيح) المشكوٰة: ٥٨٣، الارواء: ٢٤٩، صحيح ابي داؤد: ٤١٦، اخرجه الحاكم: ١/١٩٣، البغوي: ٣٤٨

تخريج الحديث: سنن ابو داود: ٣٩٣، مسند احمد: ٣٠٨١

150: أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُوسَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ أَخْبَرَنِي وَهْبُ بْنُ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "أَمَّنِي جِبْرِيلُ". فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ بِمَعْنَاهُ. وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ لِوَقْتِ الْعَصْرِ بِالأَمْسِ.

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: "جبریل علیہ السلام نے میری امامت کرائی۔" پس انہوں نے سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کے مانند اسی معنی میں ذکر کیا۔ لیکن انہوں نے اس میں گذشتہ کل والے عصر کے وقت" کے الفاظ ذکر نہیں کیے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

وَحَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اور انہوں نے فرمایا: ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح ہے۔

وَقَالَ مُحَمَّدٌ: أَصَحُّ شَيْءٍ فِي الْمَوَاقِيتِ حَدِيثُ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں نمازوں کے اوقات کے بارے میں سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کی نبی ﷺ سے مروی روایت سب سے زیادہ صحیح ہے۔

قَالَ: وَحَدِيثُ جَابِرٍ فِي الْمَوَاقِيتِ قَدْ رَوَاهُ عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ وَعَمْرُو بْنُ دِينَارٍ وَأَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ حَدِيثِ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

انہوں نے کہا: مواقیت کے بارے میں جابر رضی اللہ عنہ کی روایت کو عطاء بن ابی رباح، عمرو بن دینار اور ابو زبیر نے جابر بن عبداللہ کی سند سے نبی ﷺ سے وہب بن کیسان عن جابر کی سند سے نبی ﷺ سے مروی روایت کے مانند روایت کیا۔

حكم الحديث: (صحيح) الارواء: ٢٥٠، صحيح ابي داؤد: ٤١٨، اخرجه الدارقطني: ١/٢٠٦، الحاكم: ١/١٩٠

تخريج الحديث: سنن النسائی: ١/٢٥١-٢٥٢ و ٢٥٥-٢٥٦ و ٢٦٣-٢٦٤، مسند احمد: ١٤٧٩٠، ١٤٥٣٨، ١٤٩٦٩، صحيح ابن حبان: ١٥٢٨، ١٤٧٢، صحيح بخاری: ٥٦٠ و ٥٦٥ صحيح مسلم: ٢٣٣-٢٣٤ و ٦٤٦، سنن ابو داود: ٣٩٧

فوائد الحديث: (۱) اللہ تعالیٰ نے جس طرح نماز فرض کی ہے اسی طرح اسے وقت مقررہ پر ہی فرض کیا ہے۔ نمازوں کے اوقات کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ جناب جبریل علیہ السلام خصوصی طور پر دو دن ہر نماز کا وقت بتانے کے لیے تشریف لاتے رہے۔

پہلے دن تمام نمازیں اول وقت میں پڑھائیں اور بتایا کہ نمازوں کے اوقات اس وقت سے شروع ہوتے ہیں اور دوسرے دن آخر وقت میں

پڑھا کر بتادیا کہ اس نماز کا یہ آخری وقت ہے۔ (تفصیل حدیث کے الفاظ میں موجود ہے)

(۲) جس طرح نمازوں کی تعداد اور ان کی رکعات میں کوئی کمی، بیشی نہیں کی جاسکتی اسی طرح آپ ﷺ کے بتائے ہوئے اوقات کی تحدید میں بھی کسی کو تبدیلی کرنے کا کوئی اختیار نہیں۔

(۳) انبیاء علیہم السلام کی نمازوں کے اوقات سے مراد یہ ہے کہ جس طرح آپ ﷺ کو نماز کا اول و آخر وقت بتا کر اس میں وسعت رکھی گئی ہے کہ اس وقت میں جب بھی نماز ادا کی جائے گی تو وہ وقت میں ہی ادا شمار کی جائے گی اس طرح پہلے انبیا کرام علیہم السلام کی نمازوں کے اوقات میں بھی وسعت تھی۔

2- بَابٌ مِنْهُ

نمازوں کے اوقات کے متعلق ایک اور باب

151: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: "إِنَّ لِلصَّلَاةِ أَوَّلاً وَآخِرًا، وَإِنَّ أَوَّلَ وَقْتِ صَلَاةِ الظُّهْرِ حِينَ تَزُولُ الشَّمْسُ، وَآخِرَ وَقْتِهَا حِينَ يَدْخُلُ وَقْتُ الْعَصْرِ، وَإِنَّ أَوَّلَ وَقْتِ صَلَاةِ الْعَصْرِ حِينَ يَدْخُلُ وَقْتُهَا، وَإِنَّ آخِرَ وَقْتِهَا حِينَ تَصْفَرُّ الشَّمْسُ، وَإِنَّ أَوَّلَ وَقْتِ الْمَغْرِبِ حِينَ تَغْرُبُ الشَّمْسُ، وَإِنَّ آخِرَ وَقْتِهَا حِينَ يَغِيبُ الأُفُقُ وَإِنَّ أَوَّلَ وَقْتِ الْعِشَاءِ الآخِرَةِ حِينَ يَغِيبُ الأُفُقُ، وَإِنَّ آخِرَ وَقْتِهَا حِينَ يَنْتَصِفُ اللَّيْلُ، وَإِنَّ أَوَّلَ وَقْتِ الْفَجْرِ حِينَ يَطْلُعُ الْفَجْرُ، وَإِنَّ آخِرَ وَقْتِهَا حِينَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ.

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو.

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ: حَدِيثُ الأَعْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ فِي الْمَوَاقِيتِ أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ فُضَيْلٍ، عَنِ الأَعْمَشِ وَحَدِيثُ مُحَمَّدِ بْنِ فُضَيْلٍ خَطَأٌ أَخْطَأَ فِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ.

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الْفَزَارِيِّ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "نماز کا اول وقت بھی ہے اور آخری وقت بھی ہے: نماز ظہر کا اول وقت وہ ہے جس وقت سورج ڈھل جائے، اور اس کا آخری وقت وہ ہے جس وقت عصر کا وقت شروع ہو جائے، اور عصر کا اول وقت وہ ہے جس وقت اس کا وقت شروع ہو جائے اور اس کا آخری وقت وہ ہے جب سورج زرد رنگ کا ہو جائے۔ نماز مغرب کا اوّل وقت جب سورج غروب ہو جائے، اور اس کا آخری وقت جب شفق غائب ہو جائے، عشاء کا اول وقت جب افق (شفق) غائب ہو جائے، اور اس کا آخری وقت جب نصف شب گزر جائے، فجر کا اول وقت جب فجر طلوع ہو جائے، اور اس کا آخری وقت جب سورج طلوع ہو جائے۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس باب میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے محمد (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ) کو بیان کرتے ہوئے سنا: نمازوں کے اوقات کے بارے میں اعمش کی مجاہد سے مروی روایت محمد بن فضیل عن اعمش کی سند سے مروی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔ محمد بن فضیل کی روایت خطا ہے، محمد بن فضیل نے اس میں خطا کی ہے۔

مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا: یہ قول مشہور تھا کہ نماز کا ایک اول

عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: "كَانَ يُقَالُ إِنَّ لِلصَّلَاةِ أَوَّلاً وَآخِرًا" فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ فُضَيْلٍ عَنِ الأَعْمَشِ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ.

وقت ہوتا ہے اور ایک آخری وقت ہوتا ہے۔ اور پھر انہوں نے محمد بن فضیل عن اعمش کی سند سے مروی حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

حکم الحدیث: (صحيح) الصحيحة: ١٦٩٦، صحيح الترمذي: ١٢٩، الدارقطني: ٢٦٢/١، والبيهقي: ٣٧٥/١

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٧١٧٢، مصنف ابن ابی شیبة: ٣١٧/١-٣١٨، والطحاوی: ١٤٩/١-١٥٠ و ١٥٦، سنن الدارقطنی: ٢٦٢/١، سنن کبریٰ للبیهقی: ٣٧٥/١-٣٧٦

بَابٌ مِنْهُ

ایک اور باب

152: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ وَالْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّارُ وَأَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُوسَى الْمَعْنَى وَاحِدٌ قَالُوا: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُوسُفَ الأَزْرَقُ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ فَسَأَلَهُ عَنْ مَوَاقِيتِ الصَّلَاةِ؟ فَقَالَ: "أَقِمْ مَعَنَا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ". فَأَمَرَ بِلَالاً فَأَقَامَ حِينَ طَلَعَ الْفَجْرُ، ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ، فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ أَمَرَهُ، فَأَقَامَ فَصَلَّى الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ بَيْضَاءُ مُرْتَفِعَةٌ، ثُمَّ أَمَرَهُ بِالْمَغْرِبِ حِينَ وَقَعَ حَاجِبُ الشَّمْسِ، ثُمَّ أَمَرَهُ بِالْعِشَاءِ، فَأَقَامَ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ، ثُمَّ أَمَرَهُ مِنَ الْغَدِ فَنَوَّرَ بِالْفَجْرِ، ثُمَّ أَمَرَهُ بِالظُّهْرِ، فَأَبْرَدَ وَأَنْعَمَ، أَنْ يُبْرِدَ، ثُمَّ أَمَرَهُ بِالْعَصْرِ فَأَقَامَ وَالشَّمْسُ آخِرَ وَقْتِهَا فَوْقَ مَا كَانَتْ، ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَخَّرَ الْمَغْرِبَ إِلَى قُبَيْلِ أَنْ يَغِيبَ الشَّفَقُ، ثُمَّ أَمَرَهُ بِالْعِشَاءِ، فَأَقَامَ حِينَ ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ، ثُمَّ قَالَ: أَيْنَ السَّائِلُ عَنْ مَوَاقِيتِ الصَّلَاةِ؟ فَقَالَ الرَّجُلُ: أَنَا. فَقَالَ: مَوَاقِيتُ الصَّلَاةِ كَمَا بَيْنَ هَذَيْنِ.

سیّدنا بریدہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو اس نے آپ سے نماز کے اوقات کے متعلق دریافت کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہمارے ساتھ قیام کرو، ان شاء اللہ۔'' آپ ﷺ نے سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا تو انہوں نے (فجر کی نماز کے لیے) اقامت کہی جب فجر طلوع ہوئی، پھر جس وقت سورج ڈھل گیا تو آپ ﷺ نے انہیں حکم فرمایا تو انہوں نے اقامت کہی اور آپ نے ظہر کی نماز پڑھائی۔ پھر آپ نے انہیں حکم فرمایا تو انہوں نے اقامت کہی اور آپ نے عصر کی نماز پڑھائی جبکہ سورج سفید بلند تھا، پھر آپ نے انہیں مغرب کا حکم فرمایا جب سورج کا کنارہ ڈوب گیا، پھر آپ نے انہیں عشاء کی نماز کے لیے حکم فرمایا جب شفق غائب ہوگئی تو انہوں نے اقامت کہی، پھر آپ نے اگلے دن انہیں حکم فرمایا تو فجر کی نماز کو روشنی میں پڑھا پھر ظہر کا حکم فرمایا اور خوب ہی ٹھنڈا کیا، پھر آپ نے انہیں عصر کی نماز کا حکم دیا اور انہوں نے اقامت کہی جبکہ سورج بلند تھا لیکن کل کی نسبت تاخیر فرمائی۔ پھر آپ نے انہیں حکم فرمایا تو مغرب کو شفق غائب ہونے سے پہلے تک مؤخر کیا۔ پھر آپ ﷺ نے عشاء کے متعلق انہیں حکم فرمایا تو جب تہائی رات گزر گئی تو انہوں نے اقامت کہی، پھر فرمایا: ''نمازوں کے اوقات پوچھنے والا کہاں ہے؟'' اس آدمی

نے عرض کیا: میں ہوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''نمازوں کے اوقات ان دونوں کے درمیان ہیں۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ.
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔

قَالَ: وَقَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ أَيْضًا.
شعبہ نے اسے علقمہ بن مرثد سے بھی روایت کیا ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه الطحاوي في شرح المعاني: ١/١٤٨، ابن الجارود: ١٥١، والبيهقي: ١/٣٧١

تخريج الحديث: صحيح مسلم: ٦١٣، سنن ابن ماجه: ٦٦٧، سنن نسائي: ١/٢٥٨-٢٥٩، مسند احمد: ٢٢٩٥٥، صحيح ابن حبان: ١٤٩٢۔

فوائد الحديث: (۱) حدیث میں موجود لفظ ''شفق'' اور ''افق'' سے ایک ہی چیز مراد ہے۔

(۲) شفق اور افق سے مراد وہ سرخی ہے جو سورج کے غروب ہونے کے بعد آسمان پر کچھ دیر کے لئے ظاہر ہوتی ہے۔

(۳) نمازوں کے اوقات کی اہمیت کے پیش نظر جس طرح جبریل علیہ السلام نے دو دنوں میں عملی طور پر نماز کے اول و آخر وقت کی نشاندھی کی اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے بھی سائل کو دو دن اپنے پاس ٹھہرا کر تمام نمازیں اول و آخر وقت میں پڑھ کر نمازوں کے اوقات خوب ذہن نشین کروائے۔

(۴) ہر نماز کو اس کے اول وقت میں پڑھنا افضل ہے یعنی جونہی جس نماز کا وقت شروع ہو اس کو جتنی جلدی ادا کیا جائے گا اتنا ہی افضل ہے اگرچہ اس کے آخر وقت تک ادا کرنا جائز ہے۔ سوائے عشاء کی نماز کے کہ اسے جتنا تاخیر سے پڑھا جائے گا اتنا ہی بہتر ہے۔

رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ ای الاعمال افضل کہ کون سا عمل افضل ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: الصلوۃ فی اول وقتھا ''نماز کو اس کے اول وقت میں ادا کرنا۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الصلوٰۃ)

(۵) رسول اللہ ﷺ کی ان واضح احادیث اور فرامین کے مقابلے میں بعض لوگ ایسے خلاف سُنت موقف کو نا صرف اپنائے ہوئے ہیں بلکہ اپنے فرقے کی تائید و حمایت میں احادیث کی غلط تاویلیں بھی کرتے ہیں، انہیں اللہ تعالیٰ کی اس وعید سے ڈر جانا چاہئے۔

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا ۝ (النساء آیت نمبر ۱۱۵)

''جو شخص ہدایت واضح ہو جانے کے بعد بھی رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرے اور مومنوں کے راستے کو چھوڑ دے تو ہم اس کو اسی طرف پھیر دیں گے جس طرف وہ پھرتا ہے اور اسے جہنم میں داخل کر دیں گے اور وہ بُرا ٹھکانہ ہے۔''

3- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّغْلِيسِ بِالْفَجْرِ

فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھنا

153: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ قَالَ: وَحَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ

ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نماز فجر پڑھا لیتے تھے تو خواتین واپس جاتیں، الانصاری (راوی) نے کہا: خواتین اپنی چادروں میں لپٹی ہوئی گزرتیں تو اندھیرے کی وجہ

ﷺ لَيُصَلِّي الصُّبْحَ فَيَنْصَرِفُ النِّسَاءُ، قَالَ الأَنْصَارِيُّ: فَيَمُرُّ النِّسَاءُ مُتَلَفِّفَاتٍ بِمُرُوطِهِنَّ مَا يُعْرَفْنَ مِنَ الْغَلَسِ. وَقَالَ قُتَيْبَةُ: مُتَلَفِّعَاتٍ.

سے وہ پہچانی نہیں جاتی تھیں۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَأَنَسٍ وَقَيْلَةَ بِنْتِ مَخْرَمَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عمر، انس، قیلہ بنت مخرمہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوَاهُ الزُّهْرِيُّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ نَحْوَهُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت حسن صحیح ہے۔ اور اس کو امام زہری نے بھی عروہ عن عائشہ اسی طرح روایت کیا ہے۔

وَهُوَ الَّذِي اخْتَارَهُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْهُمْ: أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ التَّابِعِينَ.

نبی ﷺ کے اصحاب میں سے بہت سے اہل علم، جیسے: سیّدنا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما، اور ان کے بعد تابعین میں سے بھی اہل علم حضرات نے اسی (اندھیرے میں نماز فجر پڑھنے) کو اختیار کیا ہے۔

وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ يَسْتَحِبُّونَ التَّغْلِيسَ بِصَلَاةِ الْفَجْرِ.

امام شافعی، امام احمد اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔ وہ نماز فجر کو اندھیرے میں پڑھنا پسند کرتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١/ ٣٢٠، الدارمي: ١٢١٩، وابن خزيمه: ٣٥٠

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٣٧٢، و ٨٦٧، صحيح مسلم: ٦٤٥، سنن ابو داود: ٤٢٣، سنن ابن ماجه: ٦٦٩، سنن نسائی: ١/ ٢٧١ و ٣/ ٨٢، مسند احمد: ٢٤٠٥١، ٢٤٠٩٦ و صحيح ابن حبان: ١٤٩٨۔

فوائد الحدیث: (۱) یہ بات تو تفصیل سے گزر چکی ہے کہ نماز اول وقت میں پڑھنا افضل ہے لہٰذا آپ ﷺ خود بھی اس بات کا اہتمام فرمایا کرتے تھے اور آپ ﷺ نے دو مواقع کے علاوہ (ایک جبریل علیہ السلام) نے آپ ﷺ کو نمازوں کے اوقات بتانے کے لیے دوسرے دن آخر وقت میں نماز ادا کی۔

اور دوسرا جب آپ سے نمازوں کے اوقات کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے دوسرے دن آخری وقت میں نماز پڑھا کر آخر وقت کو بیان فرمایا۔) کے علاوہ جان بوجھ کر بغیر کسی شرعی عذر کے فجر کی نماز روشنی میں نہیں پڑھی بلکہ آپ ﷺ ہمیشہ اندھیرے میں نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔

لہٰذا سُنت طریقہ یہی ہے اور ایک مومن مُسلمان کے ایمان اور نبی کریم ﷺ سے محبّت کا تقاضا یہی ہے کہ وہ سُنت پر عمل کرتے ہوئے "غلس" (اندھیرے) میں نماز فجر ادا کرے۔ وباللہ التوفیق

(۲) "بعض الناس" کی کوشش یہی ہوتی ہے کہ وہ ہر حدیث کے خلاف ہی عمل کریں، اور پھر ایسی ایسی عقل و خرد سے بعید تاویلیں کریں گے کہ الامان و الحفیظ۔ یہی انداز اس مسئلہ میں مولانا تقی عُثمانی حنفی دیوبندی نے اپنایا ہے اور یہ تک کہنے میں بھی کوئی باک محسوس نہیں

کی کہ "اس حدیث باب کا جواب حنفیہ کی طرف سے یہ دیا گیا ہے۔" (درس ترمذی صفحہ نمبر ۴۰۲ جلد نمبر ۱) اور پھر کئی ایک مضحکہ خیز تاویلات باطلہ پیش کی ہیں مثلاً فرماتے ہیں کہ "بعض حضرات نے یہ جواب دیا ہے کہ دراصل اس زمانے میں مسجد نبوی کی دیواریں چھوٹی ہوتی تھیں چھت نیچے تھی اور اس میں کھڑکیاں بھی نہیں تھیں، اس لیے عشاء کے بعد بھی وہاں پر اندھیرا رہتا تھا جس کی وجہ سے عورتیں پہچانی نہیں جاتی تھیں" (درس ترمذی ج ۱، ص ۴۰۳) سبحان اللہ"

حدیث پر عمل نہیں کیا بلکہ اس کی مخالفت کرنے کے لیے "اندھیرے میں اندھے کو بہت دور کی سوجھی" کا ثبوت دیا جارہا ہے۔ حدیث میں واضح الفاظ موجود "فیمر النساء متلففات بمروطھن مایعرفن من الغلس" (کہ عورتیں نماز فجر سے فارغ ہو کر جب اپنی چادروں میں لپٹی ہوئی گزرتی تھیں تو وہ اندھیرے کی وجہ سے پہنچانی نہیں جاتی تھیں)۔ فیمر کے الفاظ بتارہے کہ یہ عدم معرفت کا تعلق مسجد کے اندر نہیں بلکہ باہر بازار اور راستے میں گزرتے ہوئے سے ہے۔

کبھی کہہ دیا کہ یہ من الغلس کے الفاظ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے نہیں ہیں بلکہ کسی نے اپنی طرف سے بیان کر دیے اور پھر طرفہ تماشہ یہ کہ کسی راوی کا نام تک لینے کی توفیق نہیں ہوئی کہ یہ فلاں راوی کی طرف سے اندراج ہے۔ جب شاید اپنی کسی بھی تاویل یا تحریف پر مطمئن نہ ہوئے تو آخر میں یہ کہہ کر اپنے آپ کو تسلی دینے کی کوشش کی کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اکثریت چونکہ تہجد پڑھتی تھی۔ اس لیے آپ ﷺ متہجدین کی رعایت کی وجہ سے جلدی یعنی غلس اندھیرے میں نماز پڑھ لیتے تھے۔

(۳) کئی ایک لایعنی تاویلات باطلہ کے باوجود آخر کار یہ ماننے پر مجبور ہوگئے کہ آپ ﷺ کا اکثر عمل اندھیرے میں نماز پڑھنے کا ہی تھا۔ تفصیل کے لئے دیکھیے (درس ترمذی ج ۱ ص ۴۰۶)

(۴) عورتیں بھی مردوں کی طرح مسجد میں آکر باجماعت نماز ادا کر سکتی ہیں نیز رات کی نمازوں میں بھی آسکتی ہیں جو لوگ خواتین کو مساجد میں آنے سے روکتے ہیں یا ان کے لیے دن رات کی نمازوں کا فرق کرتے ہیں وہ درست نہیں۔

4- بَابُ مَا جَاءَ فِي الإِسْفَارِ بِالْفَجْرِ

فجر کی نماز کو روشنی میں پڑھنا

154: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ هُوَ ابْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: "أَسْفِرُوا بِالْفَجْرِ فَإِنَّهُ أَعْظَمُ لِلأَجْرِ".

سیّدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "فجر کو روشن کرو، کیونکہ اس میں زیادہ اجر و ثواب ہے۔"

قَالَ: وَقَدْ رَوَى شُعْبَةُ وَالثَّوْرِيُّ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ. قَالَ: وَرَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ أَيْضًا عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الأَسْلَمِيِّ وَجَابِرٍ وَبِلَالٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس حدیث کو شعبہ اور سفیان ثوری نے بھی محمد بن اسحاق سے روایت کیا ہے۔ نیز محمد بن عجلان نے بھی عاصم بن عمر بن قتادہ سے روایت کیا ہے۔ اور فرمایا کہ: اس باب میں سیّدنا ابو برزہ اسلمی، جابر اور بلال رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

ابو عیسیٰ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

وَقَدْ رَأَى غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَالتَّابِعِينَ "الإِسْفَارَ بِصَلَاةِ الْفَجْرِ". وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ.

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور تابعین میں سے بہت سے اہل علم نماز فجر کو روشنی میں پڑھنے کا موقف رکھتے ہیں۔
سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی موقف ہے۔

وَقَالَ: الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ مَعْنَى الإِسْفَارِ أَنْ يَتَضِحَ الْفَجْرُ فَلَا يُشَكَّ فِيهِ وَلَمْ يَرَوْا أَنَّ مَعْنَى الإِسْفَارِ تَأْخِيرُ الصَّلَاةِ.

امام شافعی، امام احمد اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ نے فرمایا: "اسفار" (روشن کرنے) کا معنی یہ ہے کہ فجر واضح ہو جائے اور اس میں شک نہ رہے (کہ فجر ہوئی ہے یا نہیں)، اور وہ اس اسفار سے نماز کو تاخیر سے پڑھنا مراد نہیں لیتے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الحميدي: ٤٠٩، ابن ابي شيبة: ١/٣٢١، والدارمي: ١٢٢٠

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٢٤، سنن ابن ماجه: ٦٧٢، سنن نسائی: ١/٢٧٢، مسند احمد: ١٥٨١٩، صحيح ابن حبان: ١٤٨٩۔ ١٤٩١۔

فوائد الحدیث: (۱) نماز فجر کا وقت طلوع فجر سے طلوع شمس تک ہوتا ہے اس دوران جب بھی نماز ادا کر لی جائے درست ہے لیکن اول وقت میں نماز پڑھنا افضل ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک بھی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا زندگی بھر معمول بھی یہی رہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اندھیرے میں یعنی اول وقت ہی نماز فجر ادا کرتے رہے (جیسا کہ تفصیل گزر چکی ہے۔)

(۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ "فجر کو روشن کرو کیونکہ اس میں زیادہ اجر و ثواب ہے" کا مطلب یہ ہے کہ قرأت لمبی کرو حتیٰ کہ روشنی ہو جائے نہ کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ بیٹھے انتظار کرتے رہو جب خوب روشنی پھیل جائے تو جلدی جلدی مختصر سی دو رکعتیں پڑھ کر خانہ پُری کر لو۔

(۳) اس کا ایک مفہوم یہ بھی کہ جب طلوع فجر یقینی ہو جائے تو پھر نماز فجر ادا کرو۔

(۴) لہٰذا نماز فجر اول وقت میں منہ اندھیرے پڑھنا افضل ہے اگر قرأت لمبی ہونے کی وجہ سے روشنی ہو جائے تو زیادہ اجر کا باعث ہے۔

(۵) ویسے یہاں حضرات احناف سے پورے ادب و احترام سے سوال ہے کہ اگر اہل حدیث حضرات نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنے کی حدیث لا صلوۃ لمن لم یقراء بفاتحۃ الکتاب بطور دلیل پیش کریں تو احناف مُصنفین اور مناظرین کا سارا زور راوی حدیث امام "مُحمد بن اسحاق" کو ناقابل اعتبار ٹھہرانے کے لیے صرف ہوتا ہے۔ لیکن اگر یہی "مُحمد بن اسحاق" احناف کے مطلب کی کوئی روایت بیان کرے تو اسے بغیر کسی حیل و حُجّت کے قبول کر لیا جاتا ہے۔ تلك اذا قسمة ضيزى۔

(۶) پھر اس حدیث کو امام ترمذی احمد رحمۃ اللہ علیہ حسن صحیح کہہ رہے جس کا مطلب ہے کہ مُحمد بن اسحاق کی بیان کردہ روایت امام ترمذی کے نزدیک حسن صحیح ہے۔ اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی تحسین پر حضرات احناف کو بڑا اعتماد ہے۔ جس کا ثبوت یہ لوگ رفع الیدین کے مسئلہ میں سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کو امام ترمذی کے حسن کہنے پر دیتے ہیں۔

لہٰذا حضرات احناف کو فیصلہ کر لینا چاہیے اگر مُحمد بن اسحاق یہاں ثقہ اور قابل اعتبار ہے تو پھر فرضیت فاتحہ والی روایت میں بھی قابل اعتبار

ہے اور اگر وہاں وہ مجروح راوی ہے تو پھر اسفار باالفجر والی روایت میں بھی وہ ساری جرح باقی ہے۔ اب آپ کی مرضی ہے کہ محمد بن اسحاق کو قبول کر کے نماز میں سورۃ فاتحہ پڑھنا شروع کر دیں یا پھر اس کا انکار کر کے فجر کو روشنی میں پڑھنے کی ضد چھوڑیں دیں۔

دیکھیں ادھر آتا ہے یا ادھر جاتا ہے پروانہ

5- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّعْجِيلِ بِالظُّهْرِ

ظہر کو (وقت شروع ہوتے ہی) جلد پڑھ لینا

155: حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ حَكِيمِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: "مَا رَأَيْتُ أَحَدًا كَانَ أَشَدَّ تَعْجِيلاً لِلظُّهْرِ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَلَا مِنْ أَبِي بَكْرٍ وَلَا مِنْ عُمَرَ".

ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے ظہر کی نماز کا وقت ہوتے ہی جلد پڑھ لینے والا رسول اللہ ﷺ، ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ وَخَبَّابٍ وَأَبِي بَرْزَةَ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَأَنَسٍ وَجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا جابر بن عبداللہ، خباب، ابو برزہ، ابن مسعود، زید بن ثابت، انس اور جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت حسن ہے۔

وَهُوَ الَّذِي اخْتَارَهُ أَهْلُ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَمَنْ بَعْدَهُمْ.

اور نبی ﷺ کے اصحاب اور ان کے بعد والے حضرات میں سے اہل علم نے اسی کو اختیار کیا ہے۔

قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: وَقَدْ تَكَلَّمَ شُعْبَةُ فِي حَكِيمِ بْنِ جُبَيْرٍ مِنْ أَجْلِ حَدِيثِهِ الَّذِي رَوَى عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ "مَنْ سَأَلَ النَّاسَ وَلَهُ مَا يُغْنِيهِ".

علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یحیی بن سعید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: شعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے حکیم بن جبیر کے متعلق ان کی اس حدیث کی وجہ سے کلام کیا ہے جو انہوں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی ﷺ سے روایت کی ہے: "جس نے لوگوں سے مانگا جبکہ اس کے پاس اس قدر ہے جو اسے بے نیاز کر دے۔"

قَالَ يَحْيَى: وَرَوَى لَهُ سُفْيَانُ وَزَائِدَةُ وَلَمْ يَرَ يَحْيَى بِحَدِيثِهِ بَأْسًا.

امام یحییٰ فرماتے ہیں اور روایت کی ان کے لیے سفیان اور زائدہ نے اور امام یحییٰ نے ان کی حدیث میں کوئی حرج محسوس نہیں کیا۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ حَكِيمِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي تَعْجِيلِ الظُّهْرِ.

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ظہر کو جلد پڑھنے کے بارے میں حکیم بن جبیر عن سعید بن جبیر عن عائشہ کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کیا گیا ہے۔

حكم الحديث: (ضعيف الإسناد) اس میں حکیم بن جبیر ضعیف ہے۔ اخرجه ابن عدي: ٢/٦٣٥، والبيهقي: ١/٤٣٦

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٥٠٣٨۔ مصنف عبدالرزاق: ٢٠٥٤

156: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ "صَلَّى الظُّهْرَ حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ".

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب سورج ڈھل گیا تو ظہر کی نماز پڑھی۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ. وَهُوَ أَحْسَنُ حَدِيثٍ فِي هَذَا الْبَابِ. وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے۔ اور یہ اس باب میں مروی احادیث میں سے سب سے اچھی روایت ہے۔ اور اس باب میں سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه البخاري في الادب المفرد: ١١٨٤، الدارمي: ١٢٠٩، البغوي: ٣٧٢٠

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٢٦٤٣، صحیح بخاری: ٥٤٠ و ٧٢٩٤، صحیح مسلم: ٢٣٥٩، ١٣٦، سنن نسائی: ١/٢٤٦-٢٤٧، صحیح ابن حبان: ١٠٦ و ١٥٠٢.

فوائد الحدیث: دوسری نمازوں کی طرح ظہر کی نماز بھی اول وقت پڑھنا افضل ہے۔ صرف شدید گرمی میں کچھ لیٹ کرنے کی اجازت ہے جیسا کہ آئندہ حدیث میں بیان ہوگا۔

5- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَأْخِيرِ الظُّهْرِ فِي شِدَّةِ الْحَرِّ

سخت گرمی کے ایام میں ظہر کو تاخیر سے پڑھنا

157: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: "إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا عَنِ الصَّلَاةِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ".

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب گرمی شدید ہو تو نماز ٹھنڈی کر لو، کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی بھاپ سے ہے۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي ذَرٍّ وَابْنِ عُمَرَ وَالْمُغِيرَةِ وَالْقَاسِمِ بْنِ صَفْوَانَ عَنْ أَبِيهِ وَأَبِي مُوسَى وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَنَسٍ. قَالَ: وَرُوِيَ عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي هَذَا وَلَا يَصِحُّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابو سعید، ابو ذر، ابن عمر، مغیرہ، قاسم بن صفوان عن ابیہ، ابو موسیٰ، ابن عباس اور سیّدنا انس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔ نیز فرمایا کہ اس مسئلہ میں سیّدنا عمر کی نبی کریم ﷺ سے روایت ہے اور وہ صحیح نہیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

وَقَدِ اخْتَارَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ "تَأْخِيرَ صَلَاةِ الظُّهْرِ فِي شِدَّةِ الْحَرِّ" وَهُوَ قَوْلُ ابْنِ الْمُبَارَكِ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ. قَالَ الشَّافِعِيُّ: "إِنَّمَا الْإِبْرَادُ بِصَلَاةِ الظُّهْرِ إِذَا كَانَ مَسْجِدًا

اہل علم میں سے کچھ حضرات نے گرمی کی شدت میں نماز ظہر تاخیر سے پڑھنا پسند کیا ہے۔ ابن مبارک، احمد اور اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

يَنْتَابُ أَهْلُهُ مِنَ الْبُعْدِ فَأَمَّا الْمُصَلِّي وَحْدَهُ وَالَّذِي يُصَلِّي فِي مَسْجِدِ قَوْمِهِ فَالَّذِي أُحِبُّ لَهُ أَنْ لَا يُؤَخِّرَ الصَّلَاةَ فِي شِدَّةِ الْحَرِّ".

نماز ظہر کو صرف تب ہی ٹھنڈی کرنا چاہیے جب کوئی ایسی مسجد ہو جہاں نمازی دور سے آتے ہوں، رہا وہ شخص جو اکیلا نماز پڑھتا ہو اور وہ شخص جو اپنی قوم کی مسجد میں نماز پڑھتا ہو تو میں اس کے لیے یہی پسند کرتا ہوں کہ وہ گرمی کی شدت میں نماز کو مؤخر نہ کرے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَمَعْنَى مَنْ ذَهَبَ إِلَى تَأْخِيرِ الظُّهْرِ فِي شِدَّةِ الْحَرِّ هُوَ أَوْلَى وَأَشْبَهُ بِالِاتِّبَاعِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جس نے گرمی کی شدت میں ظہر کو تاخیر سے پڑھنا اختیار کیا ہے تو یہ بہتر اور اتباع کے لیے زیادہ اچھا ہے۔

وَأَمَّا مَا ذَهَبَ إِلَيْهِ الشَّافِعِيُّ أَنَّ الرُّخْصَةَ لِمَنْ يَنْتَابُ مِنَ الْبُعْدِ وَالْمَشَقَّةِ عَلَى النَّاسِ فَإِنَّ فِي حَدِيثِ أَبِي ذَرٍّ مَا يَدُلُّ عَلَى خِلَافِ مَا قَالَ الشَّافِعِيُّ. قَالَ أَبُو ذَرٍّ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ فَأَذَّنَ بِلَالٌ بِصَلَاةِ الظُّهْرِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: يَا بِلَالُ! "أَبْرِدْ ثُمَّ أَبْرِدْ". فَلَوْ كَانَ الْأَمْرُ عَلَى مَا ذَهَبَ إِلَيْهِ الشَّافِعِيُّ لَمْ يَكُنْ لِلْإِبْرَادِ فِي ذَلِكَ الْوَقْتِ مَعْنًى لِاجْتِمَاعِهِمْ فِي السَّفَرِ، وَكَانُوا لَا يَحْتَاجُونَ أَنْ يَنْتَابُوا مِنَ الْبُعْدِ.

رہا وہ موقف جسے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اختیار کیا ہے کہ یہ (دیر سے ظہر پڑھنے کی) رخصت اس شخص کے لیے ہے جو دور سے آتا ہے اور لوگوں کے لیے مشقت کا باعث نہ ہو، جبکہ سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کی روایت میں جو ہے وہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے موقف کے خلاف دلالت کرتا ہے۔ سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم ایک سفر میں نبی ﷺ کے ساتھ تھے، بلال رضی اللہ عنہ نے ظہر کے لیے اذان دی، تو نبی ﷺ نے فرمایا: "بلال! ٹھنڈی کرو، پھر اور ٹھنڈی کرو۔" اگر تو معاملہ وہ ہوتا جسے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اختیار کیا ہے تو پھر اس وقت میں جب کہ وہ سفر میں اکٹھے تھے اور انہیں دور سے بھی نہیں آنا تھا نماز ٹھنڈی کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ (اس کے باوجود نبی ﷺ نے سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کو نماز ٹھنڈی کرنے کا حکم فرمایا، لہٰذا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے موقف کی حدیث ابوذر رضی اللہ عنہ کی رو سے تائید نہیں ہوتی)۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الطيالسي: ٢٣٠٢، الدارمي: ١٢١٠، ابو يعلىٰ: ٥٨٧١، البيهقي: ٤٣٧/١

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٥٣٣، صحیح مسلم: ٦١٥، سنن ابو داود: ٤٠٢ سنن ابن ماجه: ٦٧٧، و ٦٧٨، سنن نسائی: ٢٤٨/١-٢٤٩ مسند احمد: ٧١٣٠ صحیح ابن حبان: ١٥٠٦ و ١٥٠٧۔

158: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ قَالَ: أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُهَاجِرٍ أَبِي الْحَسَنِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ فِي سَفَرٍ وَمَعَهُ بِلَالٌ فَأَرَادَ بِلَالٌ أَنْ يُقِيمَ فَقَالَ: "أَبْرِدْ". ثُمَّ

سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سفر میں تھے اور سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ تھے، انہوں نے اقامت کہنا چاہی، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ظہر کو ٹھنڈی کرو۔" پھر بلال نے دوبارہ اقامت کہنے کا ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا

أَرَادَ أَنْ يُقِيمَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: "أَبْرِدْ فِي الظُّهْرِ". قَالَ: حَتَّى رَأَيْنَا فَيْءَ التُّلُولِ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى، فَقَالَ: رَسُولُ اللهِ "إِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَأَبْرِدُوا عَنِ الصَّلَاةِ".

ظہر کو ٹھنڈی کرو۔ انہوں نے بیان کیا حتیٰ کہ ہم نے ٹیلوں کا سایہ دیکھا، پھر انہوں نے اقامت کہی اور آپ ﷺ نے نماز پڑھائی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "گرمی کی شدت جہنم کی بھاپ سے ہے، پس نماز ٹھنڈی کرو۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح ابي داؤد: ٤٢٩، اخرجه ابن ابي شيبة: ٣٢٤/١، ابن خزيمه: ٣٢٨، ابو عوانه: ٣٤٧/١

تخریج الحدیث: خ بخاری: ٥٣٣، صحيح مسلم: ٦١٦، سنن ابو داود: ٤٠١، مسند احمد: ٢١٣٧٦، صحيح ابن حبان: ١٥٠٦۔

فوائد الحدیث: (۱) سخت گرمی میں نماز ظہر کو تاخیر سے ادا کرنے کی اجازت ہے لیکن یہ تاخیر صرف اس کے وقت کی حدود میں ہی کی جا سکتی ہے اور ظہر کا آخری وقت ایک مثل تک ہے یعنی جب ہر چیز کا سایہ برابر ہو جائے تو ظہر کا وقت ختم ہو جاتا ہے اور عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔

سیّدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

هذا جبريل عليه السلام جاء كم يعلمكم دينكم فصلى الصبح حين طلع الفجر وصلى الظهر حين زاغت الشمس ثم صلى العصر حين راى الظل مثله... الحديث (سنن نسائی صفحہ ۱/۵۹ کتاب المواقیت) "یہ جبریل علیہ السلام ہیں جو تمھیں تمہارا دین سکھانے کے لئے آئے ہیں تو انہوں نے صبح کی نماز پڑھائی جب فجر طلوع ہوئی اور ظہر کی نماز پڑھائی جس وقت سورج ڈھل گیا پھر عصر کی نماز پڑھائی جب سایہ اسکی مثل (برابر) ہو گیا۔" اس سے معلوم ہوا کہ تاخیر وقت کے اندر ہی ہو سکتی ہے جیسا کہ حدیث میں سیّدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے کہ حتی رااینا فئ التلول۔ "ہم نے ٹیلوں کا سایہ دیکھا" تو پھر اقامت کہی اور رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی۔

(۲) ان لوگوں کو اپنے طرز عمل پر غور کرنا چاہیے کہ جنہوں نے سردی، گرمی میں نماز کو تاخیر سے پڑھنے کی نا صرف کہ عادت بنائی ہوئی ہے بلکہ نماز ظہر کا وقت دو مثل تک بیان کرتے ہیں یہ صریحا حدیث رسول ﷺ کے خلاف ہے۔

(۳) جنّت اور جہنم موجود ہے نیز جہنم گرمی اور سردی میں دو بار سانس لیتی ہے یہ گرمی اور سردی کی شدت اسی وجہ سے ہی ہے بعض لوگ اس کو صرف مشابہت ہی مانتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ جو بات اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے بیان فرمادی اگر کوئی قرینہ صارفہ نہ ہو تو ظاہری معنی پر ہی محمول کرنا چاہئے اور اس پر ایمان لانا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بھی یہ ارشاد فرمایا ہے۔ الذین یو منون بالغیب (البقرہ) کہ ہدایت یافتہ، متقی اور پرہیز گار وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے بتانے پر ہی بغیر دیکھے ایمان لاتے ہیں۔

6- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَعْجِيلِ الْعَصْرِ

عصر کو جلد (وقت شروع ہوتے ہی) پڑھنا

159: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے

عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: "صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ فِي حُجْرَتِهَا لَمْ يَظْهَرِ الْفَيْءُ مِنْ حُجْرَتِهَا".
قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَأَبِي أَرْوَى وَجَابِرٍ وَرَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ. قَالَ: وَيُرْوَى عَنْ رَافِعٍ أَيْضًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي تَأْخِيرِ الْعَصْرِ وَلَا يَصِحُّ.

عصر کی نماز ادا فرمائی جب کہ دھوپ ابھی میرے صحن میں موجود تھی، اور سایہ ان کے صحن سے بلند نہیں ہوا تھا۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا انس، ابوارویٰ، جابر اور رافع بن خدیج رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔ نیز فرمایا کہ رافع سے بھی نبی کریم ﷺ عصر کو لیٹ کرنے کے متعلق روایت ہے اور وہ صحیح نہیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهُوَ الَّذِي اخْتَارَهُ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْهُمْ: عُمَرُ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ وَعَائِشَةُ وَأَنَسٌ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ التَّابِعِينَ "تَعْجِيلُ صَلَاةِ الْعَصْرِ وَكَرِهُوا تَأْخِيرَهَا".

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ام المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی روایت حسن صحیح ہے۔ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے بعض اہل علم جیسے: عمر، عبداللہ بن مسعود، عائشہ اور انس رضی اللہ عنہم نے اسی کو اختیار و پسند فرمایا ہے، اور اسی طرح تابعین میں سے کئی ایک نے عصر کو جلد پڑھنا پسند کیا ہے اور اسے دیر سے پڑھنا ناپسند فرمایا ہے۔

وَبِهِ يَقُولُ عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ.

امام عبداللہ بن مبارک، امام شافعی، امام احمد اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الحميدي: ١٧٠، الدارمي: ١٨٩، وابن خزيمه: ٣٣٢

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٥٢٢، صحيح مسلم: ٦١١، سنن ابو داود: ٤٠٧، سنن ابن ماجه: ٦٨٣، سنن نسائی: ٢٥٢/١، مسند احمد: ٢٤٠٩٥، صحيح ابن حبان: ١٥٢١۔

فوائد الحدیث: (۱) عصر کی نماز بھی جب سایہ ایک مثل ہو جائے تو اس کے بعد جلدی ادا کرنی چاہیے۔ ام المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے بھی یہی ثابت ہو رہا ہے۔ آپ مبالغے کی حد تک یہ بات بیان کرتی ہیں کہ "ابھی سایہ میرے حجرے کے صحن سے دیوار پر نہیں چڑھتا تھا کہ آپ ﷺ عصر کی نماز ادا فرما لیتے۔"

(۲) ابھی سورج مکمل طور پر روشن ہوتا تھا اس کا رنگ اور روشنی ابھی مدھم بھی نا ہوتے تھے جبکہ حدیث میں سورج کو زندگی سے تعبیر کیا گیا کہ ابھی وہ زندہ ہوتا تھا۔ دیکھئے سنن نسائی کتاب المواقیت، سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ ان رسول اللہ ﷺ كان يصلي العصر والشمس مرتفعه حية و يذهب الذاهب الى العوالى والشمس مرتفعة، "کہ بے شک رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز پڑھ لیتے اور سورج بلند اور زندہ ہوتا تھا اور (مسجد نبوی میں نماز عصر ادا کرنے کے بعد) آدمی عوالی (مدینہ کی قریبی بستیوں) میں جاتا تو سورج ابھی بھی بلند ہوتا تھا۔" بعض روایات میں بیضاء اور نقیة کے الفاظ بھی آتے ہیں کہ ابھی سفید اور صاف ستھرا چمکدار ہوتا تھا۔

لہذا عصر کی نماز خصوصی طور پر اہتمام کے ساتھ اول وقت میں پڑھنی چاہئے جان بوجھ کر بلاوجہ تاخیر کرنے والوں کے لیے سخت وعید آئی ہے جیسا کہ آئندہ حدیث میں بیان ہو رہا ہے۔

160: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ

علاء بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ وہ ظہر کی نماز سے

عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فِي دَارِهِ بِالْبَصْرَةِ حِينَ انْصَرَفَ مِنَ الظُّهْرِ وَدَارُهُ بِجَنْبِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ: "قُومُوا فَصَلُّوا الْعَصْرَ". قَالَ: فَقُمْنَا فَصَلَّيْنَا، فَلَمَّا انْصَرَفْنَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: تِلْكَ صَلَاةُ الْمُنَافِقِ يَجْلِسُ يَرْقُبُ الشَّمْسَ حَتَّى إِذَا كَانَتْ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ قَامَ فَنَقَرَ أَرْبَعًا لَا يَذْكُرُ اللهَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلاً.

فارغ ہو کر بصرہ میں سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے گھر گئے، ان کا گھر مسجد کے پہلو میں (ساتھ ہی) تھا، انہوں نے فرمایا: اٹھو اور نماز عصر پڑھو، پس ہم اٹھے اور نماز پڑھی، جب ہم فارغ ہوئے تو انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "یہ منافق کی نماز ہے، کہ وہ بیٹھا سورج کو دیکھتا رہتا ہے حتیٰ کہ جب وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان (ڈوبنے کے قریب) ہوتا ہے تو وہ اٹھ کر چار ٹھونگیں مارتا ہے، اور وہ ان میں اللہ کا ذکر بہت ہی کم کرتا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح ابي داؤد: ٤٢٠، اخرجه ابن خزيمه: ٣٣٣، الدارقطني: ١/٢٥٤، والبغوي: ٣٦٨

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٦٢٢، سنن ابو داود: ٤١٣، سنن نسائي: ١/٢٥٤، مسند احمد: ١١٩٩٩، صحيح ابن حبان: ٢٥٩- ٢٦٣

فوائد الحدیث: (۱) اس حدیث میں بلاوجہ عصر کی نماز کو لیٹ کرنے والے کو رسول اللہ ﷺ نے منافق قرار دیا ہے کیونکہ منافق دل سے ایمان نہیں لایا ہوتا بلکہ اسلامی تعلیمات پر اس کا عمل محض ریاکاری اور دکھلاوے کے لیے ہوتا ہے۔ مخلص مومن، مسلمان تو نماز کی فکر میں رہتا ہے اور جونہی نماز کا وقت ہوتا ہے وہ ادا کر کے اپنے ذمہ فرض پورا کر دیتا ہے بالکل سستی نہیں کرتا۔

(۲) آج بھی آپ اپنے محلے، گاؤں یا شہر میں منافق تلاش کر سکتے ہیں اور آپ یہ جان سکتے ہیں کہ پکا سچا اور خالص مُسلمان کون ہے اور منافق کون ہیں صرف عصر کی نماز کی ادائیگی کا وقت معلوم کریں اور سورج کی کیفیت اور رنگت وغیرہ کو دیکھ لیں نیز نماز کی ادائیگی کا وقت اور طریقہ بھی نوٹ کریں کہ چار رکعتیں سکون اور تسلی سے کون پڑھتا ہے اور تیز تیز کوے کے ٹھونگے مارنے کی طرح نماز کون ادا کرتا ہے۔ بس آپ مُسلمان اور منافق کو جان جائیں گے اس کے بعد آپ کی مرضی ہے کہ آپ کس جماعت کے ساتھ ہیں اور کن کا طریقہ اپناتے ہیں۔

7- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَأْخِيرِ صَلَاةِ الْعَصْرِ

نماز عصر کو تاخیر سے پڑھنا

161: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: "كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَشَدَّ تَعْجِيلاً لِلظُّهْرِ مِنْكُمْ وَأَنْتُمْ أَشَدُّ تَعْجِيلاً لِلْعَصْرِ مِنْهُ".

سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ظہر کی نماز تمہاری نسبت جلد پڑھتے تھے جب کہ تم ان کی نسبت عصر کی نماز جلد پڑھتے ہو۔

حکم الحدیث: (صحيح) تخريج المشكاة: ٦١٩٠، التحقيق الثاني

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٦٤٧٨ و ٢٦٦٤٧ مصنف ابن ابي شيبة: ١/٣٢٣، مسند ابو يعلى: ٦٩٩٢، الطبراني في الكبير: ٢٣/٦٠٤

162: قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ عُلَيَّةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ نَحْوَهُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حدیث اسماعیل بن علیّہ عن ابن جریج عن ابن ابی ملیکۃ عن ام سلمۃ کی سند سے اسی طرح روایت کی گئی ہے۔

وَوَجَدْتُ فِي كِتَابِي أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ.

اور میں نے اپنی کتاب میں لکھا ہوا پایا کہ علی بن حجر نے اسماعیل بن ابراہیم کے حوالے سے ابن جریج سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح)

163: وَحَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الْبَصْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهَذَا الإِسْنَادِ نَحْوَهُ.وَهَذَا أَصَحُّ.

بشر بن معاذ البصری نے بیان کیا، اسماعیل بن علیہ نے ابن جریج سے اسی اسناد سے اسی مثل روایت کیا ہے، اور یہ زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح)

فوائد الحدیث: (۱) اس روایت سے عصر کی نماز کو تاخیر سے پڑھنے کا جواز ثابت نہیں ہوتا کیونکہ ام المومنین سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا تو ان لوگوں کی تردید فرما رہی ہیں جو نہ تو ظہر رسول اللہ ﷺ کے پسندیدہ وقت میں پڑھتے تھے اور نا ہی عصر کے وقت میں اس کا لحاظ رکھتے تھے۔

8- بَابُ مَا جَاءَ فِي وَقْتِ الْمَغْرِبِ

نماز مغرب کا وقت

164: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ قَالَ: "كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ إِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَتَوَارَتْ بِالْحِجَابِ".

سیّدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ مغرب کی نماز اس وقت پڑھتے تھے جب سورج غروب ہو جاتا تھا اور وہ اوٹ میں چھپ جاتا تھا۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَالصُّنَابِحِيِّ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ وَأَنَسٍ وَرَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ وَأَبِي أَيُّوبَ وَأُمِّ حَبِيبَةَ وَعَبَّاسٍ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَابْنِ عَبَّاسٍ. وَحَدِيثُ الْعَبَّاسِ قَدْ رُوِيَ مَوْقُوفًا عَنْهُ وَهُوَ أَصَحُّ. وَالصُّنَابِحِيُّ لَمْ يَسْمَعْ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ صَاحِبُ أَبِي بَكْرٍ رضی الله عنه.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا جابر، صنابحی، زید بن خالد، انس، رافع بن خدیج، ابو ایوب، ام حبیبہ، عباس بن عبد المطلب اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔ اور سیّدنا عباس کی حدیث جو ان سے موقوف بیان کی گئی ہے وہ زیادہ صحیح ہے۔ اور صنابحی نے رسول اللہ ﷺ سے نہیں سنا وہ ابو بکر کے ساتھیوں میں سے ہیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ التَّابِعِينَ، اخْتَارُوا تَعْجِيلَ

ابو عیسیٰ (امام ترمذی) رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اور ان کے بعد تابعین میں سے اکثر اہل علم کا یہی موقف ہے اور

صَلَاةِ الْمَغْرِبِ وَ كَرِهُوا تَأْخِيرَهَا حَتَّى قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: لَيْسَ لِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ إِلَّا وَقْتٌ وَاحِدٌ وَذَهَبُوا إِلَى حَدِيثِ النَّبِيِّ ﷺ حَيْثُ صَلَّى بِهِ جِبْرِيلُ.

انہوں نے مغرب کی نماز جلد پڑھنے کو پسند کیا ہے اور اسے تاخیر سے پڑھنا ناپسند کیا ہے۔ حتیٰ کہ بعض اہل علم نے کہا ہے: نماز عصر کا ایک ہی وقت ہے، اور انہوں نے نبی ﷺ کی اس حدیث سے استدلال کیا ہے جس میں ذکر ہے کہ جبریل علیہ السلام نے نبی ﷺ کو نماز پڑھائی۔

وَهُوَ قَوْلُ ابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ.

امام ابن مبارک اور امام شافعی رحمہما اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ماجه: ٦٨٨، الدارمي: ١٢١٢، البيهقي: ١/٤٤٦، والبغوي: ٣٧٢

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٦٣٦، مسندابو عوانة: ١٠٦٤، سنن كبرىٰ للبيهقي: ١/٤٤٦۔

فوائد الحدیث: دیگر نمازوں کی طرح مغرب کی نماز کا بھی اول و آخر وقت ہے۔

سیّدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے آپ ﷺ سے نمازوں کے اوقات کے متعلق سوال کیا تو آپ ﷺ نے اس کو اپنے پاس ٹھہرا کر دو دن اول و آخر وقت میں نماز پڑھا کر نمازوں کے اوقات بتائے اس حدیث میں یہ الفاظ ہیں۔ ثم اخر المغرب حتى كان عند سقوط الشفق (سنن نسائی، کتاب المواقیت) ”پھر آپ ﷺ نے مغرب کو لیٹ کیا حتیٰ کہ سرخی غائب ہونے کے قریب تھی“

اس سے معلوم ہوا کہ مغرب کا آخری وقت بھی ہے لیکن وقت مختصر ہونے کی وجہ سے اسے ہمیشہ اول وقت میں ہی ادا کر دیا جاتا تھا۔

9- بَابُ مَا جَاءَ فِي وَقْتِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ

نماز عشاء کا وقت

165: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ بَشِيرِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ أَنَا أَعْلَمُ النَّاسِ بِوَقْتِ هَذِهِ الصَّلَاةِ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّيهَا لِسُقُوطِ الْقَمَرِ لِثَالِثَةٍ.

سیّدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، میں اس نماز (نماز عشاء) کے وقت کے متعلق سب سے زیادہ جانتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ تیسری رات کے چاند غروب ہو (ڈوب) جانے کے وقت اسے پڑھا کرتے تھے۔

حکم الحدیث: (صحيح) المشكوة: ٦٩٣، صحيح ابي داؤد: ٤٤٥، اخرجه ابن ابي شيبة: ١/٣٣٠، والدارمي: ١٢١٤

تخریج الحدیث: سنن ابی داود: ٤١٩، سنن نسائی: ١/٢٦٤ و ٢٦٤-٢٦٥، مسند احمد: ١٨٣٧٧، صحيح ابن حبان: ١٥٢٦

166: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ أَبِي عَوَانَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

عبدالرحمٰن بن مہدی نے ابو عوانہ سے ان اسناد سے اسی مانند روایت کیا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ هُشَيْمٌ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ. وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ هُشَيْمٌ عَنْ بَشِيرِ بْنِ ثَابِتٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ہشیم نے عن ابی بشر عن حبیب بن سالم عن النعمان بن بشیر روایت کی ہے اور اس میں ہشیم نے بشیر بن ثابت کا واسطہ بیان نہیں کیا۔

وَحَدِيثُ أَبِي عَوَانَةَ أَصَحُّ عِنْدَنَا لِأَنَّ يَزِيدَ بْنَ هَارُونَ رَوَى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ نَحْوَ رِوَايَةِ أَبِي عَوَانَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو عوانہ کی روایت ہمارے نزدیک زیادہ صحیح ہے، کیونکہ یزید بن ہارون نے شعبہ عن ابی بشر کی سند سے ابو عوانہ کی روایت کے مثل روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح)

تخریج الحدیث: سنن ابي داود: ٤١٩، سنن نسائی: ١/٢٦٤ و ٢٦٤-٢٦٥، مسند احمد: ١٨٣٧٧، صحیح ابن حبان: ١٥٢٦

فوائد الحدیث: عشاء کی نماز کا وقت شفق (سرخی) کے غائب ہونے سے لے کر آدھی رات تک ہے، البتہ کوئی سبب ہو تو طلوع فجر تک پڑھنے کی اجازت ہے۔ لیکن باقی نمازوں کے برعکس اسے تاخیر سے ادا کرنا افضل ہے جبکہ باقی نمازیں اول وقت میں جلدی پڑھنا افضل ہیں۔

10- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَأْخِيرِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ

نماز عشاء تاخیر سے پڑھنا

167: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ أَنْ يُؤَخِّرُوا الْعِشَاءَ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ أَوْ نِصْفِهِ".

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ میں اپنی امت کو مشقت میں ڈال دوں گا تو میں انہیں حکم دیتا کہ وہ عشاء کی نماز کو تہائی یا نصف شب تک مؤخر کر دیں۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ وَأَبِي بَرْزَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ وَابْنِ عُمَرَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا جابر بن سمرہ، جابر بن عبداللہ، ابو برزہ، ابن عباس، ابو سعید خدری، زید بن خالد اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهُوَ الَّذِي اخْتَارَهُ أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَالتَّابِعِينَ وَغَيْرِهِمْ رَأَوْا تَأْخِيرَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ نبی ﷺ کے اصحاب اور تابعین میں سے اور ان کے علاوہ بھی اکثر اہل علم نے اسی کو پسند کیا ہے اور انہوں نے عشاء کی نماز کو تاخیر سے پڑھنا بہتر سمجھا ہے۔ امام احمد اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہما اللہ کا یہی موقف ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١/٣٣١، والحاكم: ١/١٤٦

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٧٣٣٩، ٧٤١٢، سنن ابن ماجه: ٦٩٠، ٦٩١، صحیح ابن حبان: ١٥٣١ و ١٥٣٨- ١٥٤٠، سنن ابو داود: ٤٦، سنن نسائی: ١/٢٦٦-٢٦٧

فوائد الحدیث: (۱) اس حدیث میں بھی عشاء کی نماز کو ایک تہائی یا نصف رات تک موخر کرنا افضل ثابت ہوتا ہے کیونکہ سارے دن کا تھکا ماندہ انسان اپنا آرام اور نیند قربان کر کے نماز کا انتظار کرتا ہے، یہ اس کی قربانی اور اطاعت و فرمانبرداری کا جذبہ ہے جس کی اللہ تعالیٰ قدر فرماتے ہیں۔

(۲) ظہر، عصر اور مغرب میں کام کاج اور مصروفیت، جبکہ فجر کی نماز میں نیند اور آرام کی قربانی دی جاتی ہے اس لیے ان کو اول وقت میں پڑھنا افضل ہے۔

11- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ النَّوْمِ قَبْلَ الْعِشَاءِ وَالسَّمَرِ بَعْدَهَا

عشاء کی نماز سے پہلے سونا اور اس کے بعد باتیں کرنا ناپسندیدہ امر ہے

168: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا عَوْفٌ قَالَ أَحْمَدُ وَحَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ هُوَ الْمُهَلَّبِيُّ وَإِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ جَمِيعًا عَنْ عَوْفٍ عَنْ سَيَّارِ بْنِ سَلَامَةَ هُوَ أَبُو الْمِنْهَالِ الرِّيَاحِيُّ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ قَالَ: "كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَ الْعِشَاءِ وَالْحَدِيثَ بَعْدَهَا".

سیّدنا ابو برزہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، نبی ﷺ عشاء کی نماز سے پہلے سونا اور اس کے بعد باتیں کرنا ناپسند فرماتے تھے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَأَنَسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدہ عائشہ، عبداللہ بن مسعود اور انس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي بَرْزَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا ابو برزہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

وَقَدْ كَرِهَ أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ النَّوْمَ قَبْلَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ وَالْحَدِيثَ بَعْدَهَا وَرَخَّصَ فِي ذَلِكَ بَعْضُهُمْ.

اکثر اہل علم نے عشاء کی نماز سے پہلے سونا اور اس کے بعد باتیں کرنا ناپسند کیا ہے، جبکہ ان میں سے بعض نے اس کی رخصت دی ہے۔

وَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَكْثَرُ الْأَحَادِيثِ عَلَى الْكَرَاهِيَةِ. وَرَخَّصَ بَعْضُهُمْ فِي النَّوْمِ قَبْلَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ فِي رَمَضَانَ.

امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: زیادہ تر احادیث کراہت پر ہیں۔ اور ان میں سے بعض نے رمضان میں عشاء سے پہلے سونے کی رخصت دی ہے۔

وَسَيَّارُ بْنُ سَلَامَةَ هُوَ أَبُو الْمِنْهَالِ الرِّيَاحِيُّ.

سیار بن سلامہ وہ ابو منہال ریاحی ہیں۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ١٣٠٥، ابن خزيمه: ٣٤٦، البيهقي: ١/ ٤٥٠، والبغوي: ٣٥٠

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٥٦٨، و ٥٩٩، صحيح مسلم: ٦٤٧، سنن ابو داود: ٣٩٨، و ٤٨٤٩، سنن ابن ماجه: ٧٠١، سنن نسائی: ١/ ٢٤٦ و ٢٦٢ و ٢٦٥، مسند احمد: ١٩٧٦٧، صحيح ابن حبان: ١٥٠٣

فوائد الحديث: (۱) مغرب کے بعد عشاء کی نماز میں تھوڑا سا وقفہ ہوتا ہے اگر آدمی اس وقت سو جائے تو خطرہ ہے کہ کہیں اس کی عشاء کی نماز نہ رہ جائے یا اس کا اعلیٰ اور پسندیدہ وقت گزر جائے اس لیے آپ ﷺ نے عشاء سے پہلے سونے سے منع فرمادیا۔

(۲) عشاء کے بعد بغیر کسی دینی ضرورت اور شرعی عذر کے محض دنیاوی اور فضول کاموں کے لیے جاگنا، جیسے آپس میں گفتگو، ڈرامے، فلمیں وغیرہ دیکھنا، اس سے آپ ﷺ نے منع فرمایا تاکہ رات دیر تک جاگنے سے صبح کی نماز لیٹ نہ ہو جائے۔

12- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي السَّمَرِ بَعْدَ الْعِشَاءِ

عشاء کے بعد باتیں کرنے کی رخصت

169: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَسْمُرُ مَعَ أَبِي بَكْرٍ فِي الْأَمْرِ مِنْ أَمْرِ الْمُسْلِمِينَ وَأَنَا مَعَهُمَا.

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کے کسی معاملے / مسئلے کے متعلق ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ عشاء کے بعد باتیں کیا کرتے تھے جب کہ میں بھی ان دونوں کے ساتھ ہوتا تھا۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَأَوْسِ بْنِ حُذَيْفَةَ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ.

اور اس باب میں عبداللہ بن عمرو، اوس بن حذیفہ اور عمران بن حصین سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: عمر رضی اللہ عنہ کی روایت حسن ہے۔

وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ الْحَسَنُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ رَجُلٍ مِنْ جُعْفِيٍّ يُقَالُ لَهُ قَيْسٌ أَوِ ابْنُ قَيْسٍ، عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ هَذَا الْحَدِيثَ فِي قِصَّةٍ طَوِيلَةٍ.

اور بے شک یہ حدیث حسن بن عبید اللہ نے ابراہیم عن علقمہ عن رجل عن جعفی یقال لہ قیس اور ابن قیس (جعف قبیلے کے ایک آدمی سے جسے قیس یا ابن قیس کہا جاتا ہے) عن عمر عن النبی ﷺ سند کے ساتھ ایک لمبے واقعے میں بیان کی ہے۔

وَقَدِ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَالتَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ فِي السَّمَرِ بَعْدَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ فَكَرِهَ قَوْمٌ مِنْهُمُ السَّمَرَ بَعْدَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ وَرَخَّصَ بَعْضُهُمْ إِذَا كَانَ فِي مَعْنَى الْعِلْمِ وَمَا لَا بُدَّ مِنْهُ مِنَ الْحَوَائِجِ وَأَكْثَرُ الْحَدِيثِ عَلَى الرُّخْصَةِ.

عشاء کی نماز کے بعد باتیں کرنے کے متعلق نبی ﷺ کے اصحاب اور تابعین اور ان کے بعد کے اہل علم میں اختلاف ہے۔ ان میں سے کچھ حضرات نے عشاء کی نماز کے بعد باتیں کرنا ناپسند کیا ہے، جب کہ ان میں سے بعض نے رخصت دی ہے جب کہ وہ باتیں علم کے معنی میں ہوں اور ایسے مسئلے کے متعلق ہوں جس پر گفتگو کرنا ناگزیر ہو اور اکثر احادیث میں اس کی رخصت موجود ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "لَا سَمَرَ إِلَّا لِمُصَلٍّ أَوْ مُسَافِرٍ".

اور نبی ﷺ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا: "عشاء کی نماز کے بعد صرف اس شخص کے لیے باتیں کرنے کی اجازت ہے جس نے نماز پڑھنی ہو یا وہ مسافر ہو۔"

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الصحيحة: ٢٧٨١، بعض کہتے ہیں ضعیف ہے۔ اعمش اور ابراہیم النخعی دونوں مدلس ہیں۔

تخریج الحدیث: مصنف ابن ابی شیبة: ٢/٢٨٠، مسند احمد: ١٧٥، و ١٧٨ و ٢٢٨، سنن نسائی في الكبرى: ٨٢٥٧، مسند ابو يعلى: ١٩٤ و ١٩٥، صحيح ابن حبان: ٢٠٣٤، والطبراني في الكبير: ٨٤٢٢

فوائد الحدیث: (۱) اس حدیث میں دینی ضرورت اور شرعی عذر کی بنا پر عشاء کے بعد آپس میں گفتگو یا مشاورت کا جواز اور رخصت ہے کہ حکمران طبقہ اپنی رعایا کی بہتری اور فائدے کے لیے سوچ وبچار اور مشاورت کر سکتا ہے۔

(۲) مبلغ و داعی وعظ و نصیحت کر سکتا ہے۔ استاد و شاگرد، تعلیم تعلم کے سلسلے میں گفتگو کر سکتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ لیکن اس کی آڑ میں لایعنی، بے مقصد یا غیر ضروری امور کی وجہ سے رات دیر تک جاگنے کی رخصت نہیں نکالی جا سکتی۔

13- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوَقْتِ الأَوَّلِ مِنَ الْفَضْلِ

اول وقت نماز پڑھنے کی فضیلت

170: حَدَّثَنَا أَبُو عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ الْعُمَرِيِّ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ غَنَّامٍ عَنْ عَمَّتِهِ أُمِّ فَرْوَةَ وَكَانَتْ مِمَّنْ بَايَعَتِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَتْ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ أَيُّ الأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: "الصَّلَاةُ لِأَوَّلِ وَقْتِهَا".

سیّدہ ام فروہ رضی اللہ عنہا (یہ بیعت کرنے والوں میں شامل ہیں) نے فرمایا: نبی ﷺ سے پوچھا گیا: کون سا عمل افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نماز کو اس کے اول وقت میں پڑھنا۔''

حکم الحدیث: (صحیح) المشکوٰۃ: ٦٠٨، صحیح ابي داؤد: ٤٥٢

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٢٦، مسند احمد: ٢٧١٠٣-٢٧١٠٥

171: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْجُهَنِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: لَهُ يَا عَلِيُّ! "ثَلَاثٌ لَا تُؤَخِّرْهَا الصَّلَاةُ إِذَا آنَتْ وَالْجَنَازَةُ إِذَا حَضَرَتْ وَالأَيِّمُ إِذَا وَجَدْتَ لَهَا كُفُؤًا".
قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ حَسَنٌ.

سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: ''علی! تین کام ایسے ہیں ان میں تاخیر نہ کرنا: نماز جب کہ اس کا وقت ہو جائے، جنازہ، جب کہ وہ حاضر یعنی تیار ہو، اور ایسی عورت جس کا شوہر نہ ہو اس کی شادی کرنے سے جب کہ اس کا کفو مل جائے۔''
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب حسن ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) المشکوٰۃ: ٦٠٥، اس میں سعید بن عبداللہ مجہول ہے۔

تخریج الحدیث: مستدرک للحاکم: ١٦٢/١٦٣،٢، مسند احمد: ٨٢٨، سنن کبریٰ للبیهقی: ١٣٢/١٣٣،١

172: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ الْوَلِيدِ الْمَدَنِيُّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: "الْوَقْتُ الأَوَّلُ مِنَ الصَّلَاةِ رِضْوَانُ اللهِ وَالْوَقْتُ الآخِرُ عَفْوُ اللهِ".
قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.
وَقَدْ رَوَى ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نماز کا اول وقت اللہ کی رضامندی ہے، اور آخری وقت اللہ کا معاف کر دینا ہے۔''

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔
ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے اسی مانند روایت کیا ہے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَابْنِ عُمَرَ وَعَائِشَةَ وَابْنِ مَسْعُودٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أُمِّ فَرْوَةَ لَا يُرْوَى إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ الْعُمَرِيِّ وَلَيْسَ هُوَ بِالْقَوِيِّ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ وَاضْطَرَبُوا عَنْهُ فِي هَذَا الْحَدِيثِ وَهُوَ صَدُوقٌ وَقَدْ تَكَلَّمَ فِيهِ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ.

انہوں نے کہا: اس باب میں علی، ابن عمر، عائشہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔ امام ترمذی نے فرمایا ام فروہ کی روایت صرف عبداللہ بن عمر العمری کی روایت کے حوالے سے روایت کی جاتی ہے جبکہ وہ محدثین کے ہاں قوی نہیں۔ انہوں نے اس روایت میں اس سے اضطراب کیا ہے جبکہ وہ صدوق ہے۔ اور یحییٰ بن سعید نے اس کے حفظ کے حوالے سے اس پر جرح کی ہے۔

حکم الحدیث: (موضوع) الارواء: ۲۵۹، المشکوٰۃ: ۶۰۶، اس میں یعقوب بن الولید کذاب ہے۔

تخریج الحدیث: سنن کبری للبیهقی: ۱/۴۳۵، سنن دارقطنی: ۱/۲۴۰

173: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ الْعَيْزَارِ عَنْ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ أَنَّ رَجُلًا: قَالَ لِابْنِ مَسْعُودٍ أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: سَأَلْتُ عَنْهُ رَسُولَ اللهِ ﷺ. فَقَالَ: "الصَّلَاةُ عَلَى مَوَاقِيتِهَا". قُلْتُ: وَمَاذَا يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: "وَبِرُّ الْوَالِدَيْنِ". قُلْتُ: وَمَاذَا يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: "وَالْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ".

ابو عمرو شیبانی رحمہ اللہ نے فرمایا: ایک آدمی نے سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا: کون سا عمل افضل ہے؟ انہوں نے کہا: میں نے اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا: "نماز کو اس کے اوقات میں پڑھنا۔" میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! اور کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "والدین سے اچھا سلوک کرنا۔" میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! اس کے بعد کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوَى الْمَسْعُودِيُّ وَشُعْبَةُ وَسُلَيْمَانُ هُوَ أَبُو إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ الْعَيْزَارِ هَذَا الْحَدِيثَ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ مسعودی، شعبہ، سلیمان ابو اسحاق شیبانی اور کئی ایک نے اس حدیث کو ولید بن عیزار سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الطيالسي: ۳۷۲، ابو يعلى: ۵۲۸۶، ابن خزيمه: ۳۲۷، ابو عوانه: ۱/۶۳

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۵۲۷، صحیح مسلم: ۸۵، سنن نسائی: ۱/ ۲۹۲-۲۹۳ مسند احمد: ۳۸۹۰، صحیح ابن حبان: ۱۴۸۸-۱۳۷۹۔

174: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: "مَا صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ صَلَاةً لِوَقْتِهَا الْآخِرِ مَرَّتَيْنِ حَتَّى قَبَضَهُ اللهُ".

ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اپنی پوری زندگی میں دو بار کسی نماز کو اس کے آخری وقت میں نہیں پڑھا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَلَيْسَ

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اس کی

إِسْنَادُهُ بِمُتَّصِلٍ. قَالَ الشَّافِعِيُّ: "وَالْوَقْتُ الأَوَّلُ مِنَ الصَّلَاةِ أَفْضَلُ". وَمِمَّا يَدُلُّ عَلَى فَضْلِ أَوَّلِ الْوَقْتِ عَلَى آخِرِهِ اخْتِيَارُ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ فَلَمْ يَكُونُوا يَخْتَارُونَ إِلَّا مَا هُوَ أَفْضَلُ وَلَمْ يَكُونُوا يَدَعُونَ الْفَضْلَ وَكَانُوا يُصَلُّونَ فِي أَوَّلِ الْوَقْتِ. قَالَ: حَدَّثَنَا بِذَلِكَ أَبُو الْوَلِيدِ الْمَكِّيُّ، عَنِ الشَّافِعِيِّ.

اسناد متصل نہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نماز کا اول وقت افضل ہے، اور وہ چیز کہ جو اس کے آخری وقت پر اول وقت کے افضل ہونے پر دلالت کرتی ہے یہ ہے کہ یہ نبی ﷺ اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کا پسندیدہ عمل ہے۔ اور وہ صرف افضل عمل کو ہی پسند فرماتے تھے، اور فضیلت کو نہیں چھوڑتے تھے، اور وہ حضرات اول وقت میں ہی نماز پڑھا کرتے تھے۔ ابو ولید مکی نے اسے شافعی سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) المشكوٰة: ٦٠٨، اخرجه الدارقطني: ١/٢٤٩، الحاكم: ١/١٩٠، البيهقي: ١/٤٣٥

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٤٦١٤، سنن الدارقطني: ١/٢٤٩، مستدرک للحاکم: ١/١٩٠، سنن کبریٰ للبیهقی: ١/٤٣٥

فوائد الحدیث: (۱) امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے نمازوں کے اول و آخر اوقات بیان کر کے یہ پانچ احادیث ذکر کی ہیں۔ اور یہ سمجھایا ہے کہ نمازوں کے اوقات میں اگرچہ وسعت ہے لیکن انہیں اول وقت میں پڑھنا ہی افضل اور بہتر ہے۔

(۲) جن اوقات میں رسول اللہ ﷺ نے نماز تاخیر سے پڑھی وہ نماز اس ضابطے سے مستثنیٰ ہے۔ بلکہ اسے تاخیر سے پڑھنا ہی افضل ہے۔ مثلاً عشاء کی نماز یا سخت گرمی میں ظہر کی نماز۔

(۳) نماز کا اصل وقت تو اول وقت ہی ہے اس لیے اس میں اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی ہے کہ یہ نمازی نماز کے بارے فکر مند اور منتظر تھا جونہی نماز کا وقت ہوا تو اس نے یہ فریضہ ادا کر لیا۔ جبکہ آخر وقت تک کسی بھی وقت میں نماز ادا کرنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے مہربانی ہے کہ وہ اس فرض کی ادائیگی کو قبول فرما لیتا ہے۔

(۴) اول وقت میں نماز ادا کرنے کی اہمیت و فضیلت کا انداز اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ اسے والدین کی خدمت اور جہاد فی سبیل اللہ سے بھی افضل بیان فرمایا۔ مگر افسوس کہ آج بعض الناس نے نا صرف کہ نمازوں کو تاخیر سے پڑھنے کا معمول بنا لیا بلکہ اوقات کی حد بندی میں احادیث رسول اللہ ﷺ کی صریحاً خلاف ورزی کے مرتکب ہوئے۔

14- بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّهْوِ عَنْ وَقْتِ صَلَاةِ الْعَصْرِ

نماز عصر کا وقت بھول جانا

175: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "الَّذِي تَفُوتُهُ صَلَاةُ الْعَصْرِ فَكَأَنَّمَا وُتِرَ أَهْلَهُ وَمَالَهُ".

وَفِي الْبَابِ عَنْ بُرَيْدَةَ وَنَوْفَلِ بْنِ مُعَاوِيَةَ.

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: "جس شخص کی نماز عصر فوت ہو گئی گویا کہ اس کے اہل و عیال اور مال و متاع برباد ہو گئے۔"

اس باب میں سیّدہ بریدہ اور نوفل بن معاویہ رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح ہے۔

وَقَدْ رَوَاهُ الزُّهْرِيُّ أَيْضًا عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

زہری نے بھی اسے سالم عن ابیہ ابن عمر کی سند سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ١٢٣٤، ابو يعلى: ٥٥٠٦، والبغوي: ٣٧٠

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٥٥٢، صحيح مسلم: ٦٢٦، سنن ابو داود: ٤١٤، سنن ابن ماجه: ٦٨٥، سنن نسائی: ١/٢٣٧-٢٣٨ و ٢٥٤-٢٥٥ مسند احمد: ٤٥٤٥، صحيح ابن حبان: ١٤٦٩۔

فوائد الحدیث: امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث سے بیان کر رہے ہیں کہ اگر بھول کر عصر کی نماز کا وقت گزر جائے تو اس قدر نقصان ہے کہ گویا آدمی کا مال اور اہل و عیال سب کچھ ہلاک ہو گیا۔ تو اگر جان بوجھ کر آدمی نماز کو لیٹ کرے یا اس کا افضل و مختار وقت کھو دے تو اس کے لئے کس قدر وبال ہو گا۔ اور بعض لوگ بالکل نماز پڑھتے ہی نہیں انہیں اس کے گناہ اور نقصان کا اندازہ خود ہی کر لینا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ سمجھنے کی توفیق فرمائے۔ (آمین)

15- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَعْجِيلِ الصَّلَاةِ إِذَا أَخَّرَهَا الإِمَامُ

جب امام نماز پڑھانے میں تاخیر کرتا ہو تو اس وقت نماز کو جلد پڑھ لینا

176: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الضُّبَعِيُّ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَا أَبَا ذَرٍّ! "أُمَرَاءُ يَكُونُونَ بَعْدِي يُمِيتُونَ الصَّلَاةَ فَصَلِّ الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا فَإِنْ صُلِّيَتْ لِوَقْتِهَا كَانَتْ لَكَ نَافِلَةً وَإِلاَّ كُنْتَ قَدْ أَحْرَزْتَ صَلَاتَكَ".

سیّدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ابوذر! میرے بعد کچھ ایسے حکمران ہوں گے کہ وہ نماز کو (تاخیر سے پڑھنے کے حوالے سے) مار دیں گے، پس تم اسے اس کے وقت پر پڑھ لینا، پس اگر وہ اپنے وقت پر پڑھی گئی (اور تم نے ان کے ساتھ بھی نماز پڑھ لی) تو وہ تمہارے لیے نفل ہو گی، بصورت دیگر (اگر وہ نماز نہیں پڑھی گئی) تم اپنی نماز کو محفوظ کر چکے۔"

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَعُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ.

اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن مسعود اور عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي ذَرٍّ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کی روایت حسن ہے۔

وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ يَسْتَحِبُّونَ أَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ الصَّلَاةَ لِمِيقَاتِهَا إِذَا أَخَّرَهَا الإِمَامُ ثُمَّ يُصَلِّي مَعَ الإِمَامِ وَالصَّلَاةُ الأُولَى هِيَ الْمَكْتُوبَةُ عِنْدَ أَكْثَرِ

اور کئی ایک اہل علم کا یہی قول ہے: وہ اس بات کو مستحب سمجھتے ہیں کہ جب امام نماز کو تاخیر سے پڑھتا ہو تو وہ شخص نماز کو اس کے وقت پر پڑھ لے اور پھر امام کے ساتھ بھی پڑھ لے۔

أَهْلِ الْعِلْمِ.

اور اس نے جو پہلی (اپنے طور پر) نماز پڑھی ہے وہ اکثر اہل علم کے نزدیک فرض ہے (اور بعد والی نفل)۔

وَأَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ اسْمُهُ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ حَبِيبٍ.

ابو عمران جونی کا نام عبد الملک بن حبیب ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٢/٣٨١، الدارمي: ١٢٣٠، والبخاري في الادب المفرد: ٩٥٤

تخريج الحديث: صحيح مسلم: ٦٤٨۔ سنن ابو داود: ٤٣١، سنن ابن ماجه: ١٢٥٦، سنن نسائی: ٢/٧٥ و ١١٣، مسند احمد: ٢١٣٠٦، و ٢١٣٢٤، صحيح ابن حبان: ١٧١٨، و ١٧١٩ و ٢٤٠٦

فوائد الحدیث: (۱) اگر کبھی حکمران ظلم و جبر کی وجہ سے یا مذہبی آئمہ اپنے مذہبی تعصب کی بنا پر نمازوں کا مختار وقت ضائع کر دیں اور تاخیر سے نماز ادا کریں تو آدمی کو پہلے ہی اول وقت میں نماز ادا کر لینی چاہئے۔

(۲) اگر دوبارہ ان کی نماز کے وقت میں ان کے ساتھ اجتماع ہو جائے تو فتنے سے بچنے کے لیے ان کے ساتھ بھی پڑھ لے یہ اس کے لیے نفل نماز ہو گی۔

16- بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّوْمِ عَنِ الصَّلَاةِ

نیند کی وجہ سے نماز چھوٹ جانا

177: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَبَاحٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: ذَكَرُوا لِلنَّبِيِّ ﷺ نَوْمَهُمْ عَنِ الصَّلَاةِ فَقَالَ: "إِنَّهُ لَيْسَ فِي النَّوْمِ تَفْرِيطٌ إِنَّمَا التَّفْرِيطُ فِي الْيَقْظَةِ، فَإِذَا نَسِيَ أَحَدُكُمْ صَلَاةً أَوْ نَامَ عَنْهَا فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا".

سیّدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، انہوں نے نیند کی وجہ سے نماز چھوٹ جانے کے متعلق نبی ﷺ سے ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "سوتے ہوئے (تاخیر ہو جانے میں) کوئی کوتاہی نہیں، کوتاہی تو جاگتے ہوئے (تاخیر کر دینے) میں ہے، پس جب تم میں سے کوئی نماز پڑھنا بھول جائے یا وہ سو یا رہ جائے تو جب اسے یاد آئے وہ نماز پڑھ لے۔"

وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَأَبِي مَرْيَمَ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَجُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ وَأَبِي جُحَيْفَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ وَعَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ وَذِي مِخْبَرٍ وَيُقَالُ ذِي مِخْمَرٍ وَهُوَ ابْنُ أَخِي النَّجَاشِيِّ.

اس باب میں سیّدنا عبد اللہ بن مسعود، ابو مریم، عمران بن حصین، جبیر بن مطعم، ابو جحیفہ، ابو سعید، عمرو بن امیہ ضمری اور ذی مُخبر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔ ذی مُخبر کو ذی مخمر بھی کہتے ہیں یہ نجاشی کے بھتیجے ہیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ أَبِي قَتَادَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

وَقَدِ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ: فِي الرَّجُلِ يَنَامُ عَنِ الصَّلَاةِ أَوْ يَنْسَاهَا فَيَسْتَيْقِظُ، أَوْ يَذْكُرُ وَهُوَ فِي غَيْرِ وَقْتِ صَلَاةٍ عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ أَوْ عِنْدَ غُرُوبِهَا. فَقَالَ بَعْضُهُمْ:

اہل علم کا اس شخص کے بارے میں اختلاف ہے جو سوئے رہنے یا بھول جانے کی وجہ سے نماز نہیں پڑھ سکا، پس وہ ایسے وقت بیدار ہوا یا اسے ایسے وقت یاد آیا جو نماز پڑھنے کا وقت نہیں

"يُصَلِّيهَا إِذَا اسْتَيْقَظَ، أَوْ ذَكَرَ وَإِنْ كَانَ عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ أَوْ عِنْدَ غُرُوبِهَا". وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ وَالشَّافِعِيِّ وَمَالِكٍ.

جیسے طلوع آفتاب کے وقت یا غروب آفتاب کے وقت۔ تو ان میں سے بعض نے کہا ہے: وہ جب بیدار ہو اور جب اسے یاد آجائے تو اسی وقت نماز پڑھ لے گا خواہ طلوع آفتاب کا وقت ہو یا غروب آفتاب کا وقت ہو۔ یہ امام احمد، امام اسحاق بن راہویہ، امام شافعی، اور امام مالک رحمہم اللہ کا قول ہے۔

وَقَالَ بَعْضُهُمْ: "لَا يُصَلِّي حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ أَوْ تَغْرُبَ".

جب کہ ان میں سے بعض نے کہا ہے: وہ نماز نہیں پڑھے گا حتیٰ کہ سورج طلوع ہو جائے یا غروب ہو جائے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن خزيمه: ٤١٠، والطحاوي في شرح المعاني: ١/١٦٥

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٦٨١، سنن ابو داود: ٤٤١، سنن ابن ماجه: ٦٩٨، سنن نسائی: ١/٢٩٤، مسند احمد: ٢٢٥٤٦، صحيح ابن حبان: ١٤٦٠

فوائد الحدیث: (۱) اگر کوئی شخص واقعی سویا رہ گیا ہے اور اسے معلوم نہیں ہوا وقت گزر گیا تو وہ جب بیدار ہو تو اسی وقت وہ نماز ادا کر لے اسے مزید لیٹ نہ کرے۔

(۲) بعض اوقات انسان کو جاگ آجاتی ہے لیکن جماعت کا وقت گزر گیا تو پھر سو جاتا ہے کہ جب بیدار ہوں گا تو پڑھ لوں گا یہ درست نہیں۔ جب جاگ آگئی تو اسے سستی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہئے بلکہ اہتمام کے ساتھ اٹھ جانا چاہئے۔

17- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَنْسَى الصَّلَاةَ

جو شخص نماز پڑھنا بھول جائے

178: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَبِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: "مَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا".

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص نماز پڑھنا بھول جائے تو جب اسے یاد آئے وہ نماز پڑھ لے۔"

وَفِي الْبَابِ عَنْ سَمُرَةَ وَأَبِي قَتَادَةَ.

اس باب میں سیّدنا سمرہ اور ابو قتادہ رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَيُرْوَى عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّهُ قَالَ: فِي الرَّجُلِ يَنْسَى الصَّلَاةَ، قَالَ: يُصَلِّيهَا مَتَى مَا ذَكَرَهَا فِي وَقْتٍ أَوْ فِي غَيْرِ وَقْتٍ. وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ وَإِسْحَاقَ.

امام ترمذی نے فرمایا: سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے اس شخص کے بارے میں جو نماز پڑھنا بھول جاتا ہے، فرمایا: جب اسے یاد آجائے وہ اسی وقت اس نماز کو پڑھ لے گا، خواہ نماز پڑھنے کا وقت ہو یا نہ ہو۔ امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق رحمہم اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔

سیّدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کے متعلق بیان کیا جاتا ہے: وہ عصر کی نماز

وَيُرْوَى عَنْ أَبِي بَكْرَةَ "أَنَّهُ نَامَ عَنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ فَاسْتَيْقَظَ عِنْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ فَلَمْ يُصَلِّ حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ".

کے وقت سوئے رہے، اور غروب آفتاب کے وقت بیدار ہوئے، تو انہوں نے نماز نہ پڑھی حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا۔

وَقَدْ ذَهَبَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ إِلَى هَذَا وَأَمَّا أَصْحَابُنَا فَذَهَبُوا إِلَى قَوْلِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ.

اہل کوفہ کے کچھ لوگوں کا یہی موقف ہے۔ رہے ہمارے اصحاب تو انہوں نے سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے موقف کو اختیار کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الدارمي: ١٢٣٢، ابو يعلى: ٢٨٥٤، ابو عوانه: ١/٣٨٥

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٥٩٧، صحيح مسلم: ٦٨٤، سنن ابو داود: ٤٤٢، سنن ابن ماجه: ٦٥٩و ٦٩٦، سنن نسائی: ١/٢٩٣، مسند احمد: ١١٩٧٢، صحيح ابن حبان: ١٥٥٥ و ١٥٥٦

فوائد الحدیث: اگر کام کاج میں مشغولیت کی وجہ سے نماز ادا کرنا بھول جائے تو جب یاد آئے کہ میں نے نماز نہیں پڑھی تو فوراً اسے ادا کرے خواہ اس نماز کا وقت ہو یا گزر چکا ہو۔ یاد آنے کے بعد اسے مزید لیٹ نہ کرے کہ چلو اب لیٹ تو ہو ہی گیا ہوں کام نمٹا کر پڑھ لوں گا۔ ایسا نہ کرے بلکہ فوراً نماز ادا کرے۔

18- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ تَفُوتُهُ الصَّلَوَاتُ بِأَيَّتِهِنَّ يَبْدَأُ

جس شخص کی نمازیں فوت ہو جائیں تو وہ ان میں سے پہلے کون سی نماز پڑھے

179: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ! إِنَّ الْمُشْرِكِينَ شَغَلُوا رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ أَرْبَعِ صَلَوَاتٍ يَوْمَ الْخَنْدَقِ حَتَّى ذَهَبَ مِنَ اللَّيْلِ مَا شَاءَ اللهُ فَأَمَرَ بِلَالاً فَأَذَّنَ ثُمَّ أَقَامَ، فَصَلَّى الظُّهْرَ، ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الْعَصْرَ، ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ، ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الْعِشَاءَ.

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، مشرکوں نے غزوہ خندق کے روز رسول اللہ ﷺ کو چار نمازیں پڑھنے سے روک دیا، حتیٰ کہ جس قدر اللہ نے چاہا رات گزر گئی، تو آپ ﷺ نے سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو انہوں نے اذان دی، پھر انہوں نے اقامت کہی، آپ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی، پھر اقامت کہی تو عصر کی نماز پڑھائی، انہوں نے پھر اقامت کہی تو آپ نے مغرب کی نماز پڑھائی، پھر اقامت کہی تو عشاء کی نماز پڑھائی۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَجَابِرٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس باب میں سیّدنا ابو سعید اور جابر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَبْدِ اللهِ لَيْسَ بِإِسْنَادِهِ بَأْسٌ إِلَّا أَنَّ أَبَا عُبَيْدَةَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عَبْدِ اللهِ. وَهُوَ الَّذِي اخْتَارَهُ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ "فِي الْفَوَائِتِ أَنْ يُقِيمَ الرَّجُلُ لِكُلِّ صَلَاةٍ إِذَا قَضَاهَا وَإِنْ لَمْ يُقِمْ أَجْزَأَهُ". وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت کی اسناد میں کوئی حرج نہیں، البتہ یہ ہے کہ ابو عبیدہ نے سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا۔ فوت شدہ نمازوں کے بارے میں بعض اہل علم نے اسی چیز کو اختیار کیا ہے کہ آدمی جب فوت شدہ نمازیں قضا کرے گا تو وہ ہر نماز کے لیے اقامت کہے

گا، اور اگر وہ اقامت نہ بھی کہے تو وہ اسے کفایت کرے گی، یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) الارواء: ۱/۲۵۷، ابی عبیدہ کا اپنے والد سے سماع ثابت نہیں، اس لیے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن نسائی: ۱/۱۷-۱۸، مسند احمد: ۳۵۵۵، مصنف ابن ابی شیبة: ۲/۷۰

فوائد الحدیث: (۱) اگر ایک سے زائد نمازیں رہ جائیں خواہ نیند کی وجہ سے یا بھول جانے کے سبب یا ایسی مجبوری کی وجہ سے جو شرعاً مجبوری سمجھی جاتی ہو تو پھر تمام نمازوں کو ممکن حد تک ترتیب سے ادا کرنا چاہئے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار نمازیں بالترتیب ادا فرمائی ہیں۔

(۲) فوت شدہ نمازوں کی ادائیگی کے لیے اذان بھی کہی جائے گی اور اگر باجماعت ادا کرنی ہو تو اقامت بھی کہیں گے۔

(۳) اگر اذان یا اقامت نہ بھی کہی جائے تو نماز باجماعت درست ہوگی کیونکہ اذان کا مقصد ہے محلے داروں کو اطلاع کرنا کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے یہاں سب نمازی موجود ہیں۔ لہٰذا بغیر اذان کے بھی پڑھ لیں تو درست ہے۔ اسی طرح اقامت کا مقصد مسجد میں موجود نمازیوں کو جماعت کی اطلاع ہے۔ کہ وہ صفیں درست کر لیں۔ یہاں صفیں پہلے سے درست تھیں لہٰذا اقامت نہ کہنے کی گنجائش موجود ہے۔ لہٰذا آبادی میں اگر اذان ہو چکی ہے تو دوبارہ اذان نہیں کہنی چاہئے تاکہ محلے داروں کو اشتباہ نہ ہو اور نہ ہی مذاق کا سبب بنے کیونکہ ایک مسجد میں کئی کئی جماعتیں ہوتی رہتی ہیں اب اگر ہر کوئی آنے والا اذان اور اقامت کا اہتمام کرے تو یہ نامناسب ہوگا۔ لیکن اگر سفر وغیرہ کی وجہ سے آبادی سے دور ہو یا بغیر لاؤڈ اسپیکر اذان کہہ دینے سے کسی فتنے کا خطرہ نہ ہو تو اذان کہہ لے۔

180: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ: "يَوْمَ الْخَنْدَقِ وَجَعَلَ يَسُبُّ كُفَّارَ قُرَيْشٍ" قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَا كِدْتُ أُصَلِّي الْعَصْرَ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: "وَاللّٰهِ إِنْ صَلَّيْتُهَا". قَالَ: "فَنَزَلْنَا بُطْحَانَ فَتَوَضَّأَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَتَوَضَّأْنَا فَصَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْعَصْرَ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلَّى بَعْدَهَا الْمَغْرِبَ".

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے غزوہ خندق کے موقع پر کفار قریش کو برا بھلا کہتے ہوئے عرض کیا، اللہ کے رسول! میں عصر کی نماز نہیں پڑھ سکا حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ کی قسم! میں نے بھی عصر کی نماز نہیں پڑھی۔" راوی نے بیان کیا، ہم نے وادی بطحان میں پڑاؤ ڈالا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور ہم نے بھی وضو کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج غروب ہو جانے کے بعد عصر کی نماز پڑھائی اور پھر اس کے بعد مغرب کی نماز پڑھائی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن خزيمه: ۹۹۵، البغوي: ۳۹۶

تخریج الحدیث: صحيح بخاري: ۵۹۶، صحيح مسلم: ۶۳۱، سنن نسائی: ۳/۸۴، صحيح ابن حبان: ۲۸۸۹

فوائد الحدیث: یہ واقعہ جنگ خندق کا ہے اور یہ جنگ کئی دن تک جاری رہی نیز وہ دن انتہائی مصروفیت، خوف اور پریشانی کے تھے جس کی سنگینی کو قرآن مجید میں بھی ان الفاظ سے بیان کیا گیا ہے:

﴿وَ اِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَ بَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَ تَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ۝ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ زُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ۝﴾

(الاحزاب ۱۰ تا ۱۱)

"اور جب آنکھیں پتھرا گئیں اور کلیجے منہ کو آگئے اور تم اللہ تعالیٰ کے متعلق طرح طرح کے گمان کرنے لگے، اس وقت مومن آزمائے گئے اور پوری طرح جھنجھوڑ دیئے گئے۔"

اس لیے معلوم ہوتا ہے کہ نمازوں میں تاخیر کے مختلف واقعات پیش آئے اس سے پہلی حدیث میں چار نمازوں کا ذکر ہے اس میں صرف عصر کی نماز کا تذکرہ ہوا ہے۔ مسئلہ وہی ہے جس کی تفصیل حدیث نمبر ۱۷۹ کے فوائد میں گزر چکی ہے۔

19- بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْوُسْطَى أَنَّهَا الْعَصْرُ وَقَدْ قِيلَ إِنَّهَا الظُّهْرُ

صلاۃ وسطیٰ سے مراد نماز عصر ہے۔ (نماز ظہر بھی مراد لی گئی ہے)

181: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ وَأَبُو النَّضْرِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ مُرَّةَ الْهَمْدَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ "صَلَاةُ الْوُسْطَى صَلَاةُ الْعَصْرِ".

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "صلوۃ وسطیٰ سے مراد نماز عصر ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) المشكوٰة: ٦٣٤، اخرجه المسلم: ٢/١١٢، ابو عوانه: ١/٣٥٦، البيهقي: ١/٤٦٠

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٠٠٨٢، ابو يعلىٰ: ٥٠٤٤، الطحاوي في شرح المعاني: ١/١٧٤

182: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: "صَلَاةُ الْوُسْطَى صَلَاةُ الْعَصْرِ".

سیّدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "صلاۃ وسطیٰ، نماز عصر ہے۔"

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَعَائِشَةَ وَحَفْصَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي هَاشِمِ بْنِ عُتْبَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا علی، عبداللہ بن مسعود، زید بن ثابت، عائشہ، حفصہ، ابوہریرہ، ابوہاشم بن عتبہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: قَالَ مُحَمَّدٌ قَالَ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدِيثُ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ حَدِيثٌ صَحِيحٌ وَقَدْ سَمِعَ مِنْهُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ امام علی بن عبداللہ (بن مدینی) نے کہا کہ حسن کی حدیث سمرہ بن جندب سے حدیث صحیح ہے اور بے شک انہوں نے اس سے سنا ہے۔

وَقَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ سَمُرَةَ فِي صَلَاةِ الْوُسْطَى حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ الْعُلَمَاءِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نماز وسطی کے بارے میں سیّدنا سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن ہے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے اکثر اہل علم کا یہی موقف ہے۔

وَقَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَعَائِشَةُ "صَلَاةُ الْوُسْطَى صَلَاةُ الظُّهْرِ". وَقَالَ: ابْنُ عَبَّاسٍ وَابْنُ عُمَرَ "صَلَاةُ الْوُسْطَى صَلَاةُ الصُّبْحِ".

سیّدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور ام المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: صلاۃ وسطیٰ سے نماز ظہر مراد ہے سیّدنا ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم نے فرمایا: نماز وسطیٰ سے نماز فجر مراد ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا قُرَيْشُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ، قَالَ: قَالَ لِي مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ سَلِ الْحَسَنَ مِمَّنْ سَمِعَ حَدِيثَ الْعَقِيقَةِ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: سَمِعْتُهُ مِنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَأَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمَدِينِيِّ عَنْ قُرَيْشِ بْنِ أَنَسٍ بِهَذَا الْحَدِيثِ. قَالَ مُحَمَّدٌ: قَالَ عَلِيٌّ: وَسَمَاعُ الْحَسَنِ مِنْ سَمُرَةَ صَحِيحٌ. وَاحْتَجَّ بِهَذَا الْحَدِيثِ.

ابو موسیٰ محمد بن مثنی نے بیان کیا کہ قریش بن انس نے حبیب بن شہید سے بیان کیا، انہوں نے کہا: محمد بن سیرین نے مجھے کہا حسن سے پوچھ کہ انہوں نے رروایت عقیقہ کس سے سنی ہے؟ میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا: میں نے اسے سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے سنا ہے۔ امام ترمذی نے کہا: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے بتایا کہ علی بن عبد اللہ بن مدینی نے قریش بن انس سے مجھے یہ حدیث بیان کی۔ امام بخاری نے کہا: علی نے کہا: حسن کا سمرہ رضی اللہ عنہ سے سماع درست ہے۔ اور انہوں نے اس حدیث سے استدلال کیا۔

حکم الحدیث: (صحيح بما قبله)

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٦٢٨، سنن ابن ماجه: ٦٨٦، مسند احمد: ٣٧١٦ و ٣٨٢٩، صحيح ابن حبان: ١٧٤٦

فوائد الحدیث: اسلام میں تمام نمازوں کی اہمیت کو بیان کیا گیا ہے اور بے نماز کے لئے سخت وعید ذکر کی گئی ہے لیکن تمام نمازوں میں نماز وسطیٰ (درمیانی نماز) کی حفاظت کرنے کا خصوصی طور پر ذکر کیا گیا ہے۔

"صلوٰۃ وسطی" کے متعلق اختلاف ہے کہ یہ کون سی نماز ہے چنانچہ پانچوں نمازوں کے متعلق صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور محدثین کے مختلف اقوال موجود ہیں جن کی تفصیل امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے سنن نسائی کتاب الصلوٰۃ میں بیان کی ہے تو سب اقوال میں راجح قول نماز عصر کا ہے کہ یہ "صلوٰۃ الوسطیٰ" ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف بھی یہی ہے جو کہ ترجمۃ الباب سے ظاہر ہے۔

20- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَبَعْدَ الْفَجْرِ

نماز عصر اور نماز فجر کے بعد نماز پڑھنے کی کراہت

183: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا مَنْصُورٌ وَهُوَ ابْنُ زَاذَانَ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَمِعْتُ غَيْرَ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْهُمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَكَانَ مِنْ أَحَبِّهِمْ إِلَيَّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ "نَهَى عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَعَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کے کئی ایک اصحاب سے سنا: ان میں سے سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں، اور وہ مجھے ان میں سے سب سے زیادہ محبوب ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے فجر کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا حتیٰ کہ سورج طلوع ہو جائے، اور عصر کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا حتیٰ کہ سورج غروب ہو جائے۔

تَغْرُبَ الشَّمْسُ".

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَأَبِي سَعِيدٍ وَعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَسَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَمُعَاذِ بْنِ عَفْرَاءَ وَالصُّنَابِحِيِّ وَلَمْ يَسْمَعْ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ وَسَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَعَائِشَةَ وَكَعْبِ بْنِ مُرَّةَ وَأَبِي أُمَامَةَ وَعَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ وَيَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ وَمُعَاوِيَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا علی، عبداللہ بن مسعود، ابو سعید، عقبہ بن عامر، ابوہریرہ، ابن عمر، سمرہ بن جندب، عبداللہ بن عمرو، معاذ بن عفراء، صنابحی (اور اس نے نبی کریم ﷺ سے نہیں سنا) سلمہ بن اکوع زید بن ثابت، عائشہ، کعب بن مرّہ، ابو امامہ، عمرو بن عبسہ، یعلی بن امیّہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ الْفُقَهَاءِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَمَنْ بَعْدَهُمْ "أَنَّهُمْ كَرِهُوا الصَّلَاةَ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ صَلَاةِ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَأَمَّا الصَّلَوَاتُ الْفَوَائِتُ فَلَا بَأْسَ أَنْ تُقْضَى بَعْدَ الْعَصْرِ وَبَعْدَ الصُّبْحِ".

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی عمر رضی اللہ عنہ سے روایت حسن صحیح ہے۔ اور نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اور ان کے بعد اکثر فقہاء کا یہ موقف ہے کہ انہوں نے نماز فجر کے بعد نماز پڑھنا ناپسند کیا ہے حتیٰ کہ سورج طلوع ہو جائے، اور عصر کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا حتیٰ کہ سورج غروب ہو جائے، جہاں تک فوت شدہ نمازوں کا تعلق ہے تو انہیں عصر کے بعد اور فجر کے بعد قضا کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: قَالَ شُعْبَةُ: لَمْ يَسْمَعْ قَتَادَةُ مِنْ أَبِي الْعَالِيَةِ إِلَّا ثَلَاثَةَ أَشْيَاءَ حَدِيثَ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "نَهَى عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ" وَحَدِيثَ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَقُولَ أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى". وَحَدِيثَ عَلِيٍّ "الْقُضَاةُ ثَلَاثَةٌ".

امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یحیی بن سعید نے فرمایا، شعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابو العالیہ سے صرف تین احادیث سنی ہیں: حدیث عمر رضی اللہ عنہ کہ نبی ﷺ نے عصر کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے حتیٰ کہ سورج غروب ہو جائے، فجر کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے حتیٰ کہ سورج طلوع ہو جائے، اور حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "کسی کے لیے یوں کہنا مناسب نہیں کہ میں (محمد ﷺ) یونس بن متّی سے بہتر ہوں۔" اور سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی روایت، "قاضی تین طرح کے ہیں۔"

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الدارمي: ١٤٤٠، ابو يعلى: ١٤٧، ابن خزيمه: ١٢٧١، وابو عوانه: ١/٣٨٠

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٥٨١، صحیح مسلم: ٨٢٦، سنن ابو داود: ١٢٧٦، سنن ابن ماجه: ١٢٥٠، سنن نسائی: ١/٢٧٦-٢٧٧، مسند احمد: ٢٦٦۔

فوائد الحدیث: (۱) نماز فجر کے بعد سورج طلوع ہونے تک اور عصر کے بعد سورج غروب ہونے تک عمومی نفل نماز پڑھنا ممنوع ہے اگر کوئی سببی نماز ہو مثلاً جنازہ وغیرہ تو وہ پڑھنا جائز ہے۔

(۲) اگر کوئی نماز قضا ہو تو وہ بھی ان اوقات میں پڑھی جاسکتی ہے۔ مثلاً کسی کی فجر کی سنتیں رہ گئی ہیں تو وہ فرض نماز کے بعد سورج طلوع ہونے سے پہلے پڑھ سکتا ہے۔ جیسا کہ سنن ابی داؤد میں ہے۔ سیّدنا قیس بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجلاً یصلی بعد صلاۃ الصبح رکعتین فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلاۃ الصبح رکعتان فقال، الرجل انی لم اکن صلیت الرکعتین قبلھما فصلیتھما الان فسکت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ (کتاب التطوع، باب من فاتتہ متیٰ یقضیھا) ”رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ صبح (فجر) کی نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھ رہا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ صبح کی نماز تو دو رکعتیں ہیں۔ تو اس آدمی نے عرض کیا کہ میں نے ان سے پہلے والی دو رکعتیں (یعنی سنتیں) نہیں پڑھی تھیں تو میں نے وہ دو رکعتیں اب پڑھی ہیں تو رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے۔“

اسی طرح عصر کے بعد بس قضا نماز ادا کی جاسکتی ہے۔ جیسا کہ آئندہ حدیث میں آرہا ہے۔ ممانعت صرف عمومی نوافل پڑھنے کی ہے۔

21- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ

عصر کے بعد نماز پڑھنا

184: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: "إِنَّمَا صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ لِأَنَّهُ أَتَاهُ مَالٌ فَشَغَلَهُ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ فَصَلَّاهُمَا بَعْدَ الْعَصْرِ ثُمَّ لَمْ يَعُدْ لَهُمَا".

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، نبی ﷺ نے عصر کے بعد صرف دو رکعتیں پڑھی ہیں، کیونکہ آپ کے پاس کچھ مال آگیا تھا، جس وجہ سے آپ ظہر کے بعد دو رکعتیں نہ پڑھ سکے تھے، تو آپ نے انہیں عصر کے بعد پڑھا۔ پھر آپ نے دوبارہ انہیں نہ پڑھا۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ وَمَيْمُونَةَ وَأَبِي مُوسَى.

اس باب میں سیّدہ عائشہ، ام سلمہ، میمونہ اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَقَدْ رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ "أَنَّهُ صَلَّى بَعْدَ الْعَصْرِ رَكْعَتَيْنِ". وَهَذَا خِلَافُ مَا رُوِيَ عَنْهُ أَنَّهُ "نَهَى عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ". وَحَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ أَصَحُّ حَيْثُ قَالَ: لَمْ يَعُدْ لَهُمَا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت حسن ہے۔ نبی ﷺ سے بہت سے حضرات نے روایت کیا ہے کہ آپ نے عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھی ہیں۔ اور یہ آپ سے مروی اس روایت کے خلاف ہے کہ آپ ﷺ نے نماز عصر کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے حتیٰ کہ سورج غروب ہو جائے اور سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت زیادہ صحیح ہے جب کہ انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ نے دوبارہ دو رکعتیں نہیں پڑھیں۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، نَحْوُ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

سیّدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے بھی سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کے مانند روایت کیا گیا ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ فِي هَذَا الْبَابِ رِوَايَاتٌ رُوِيَ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "مَا دَخَلَ عَلَيْهَا بَعْدَ الْعَصْرِ إِلَّا صَلَّى رَكْعَتَيْنِ.

ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا گیا ہے کہ نبی ﷺ جب بھی عصر کے بعد ان کے ہاں تشریف لاتے تھے تو آپ دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔

وَرُوِيَ عَنْهَا"، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ "نَهَى عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ".

سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے عصر کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا حتیٰ کہ سورج غروب ہو جائے اور فجر کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا حتیٰ کہ سورج طلوع ہو جائے۔

وَالَّذِي اجْتَمَعَ عَلَيْهِ أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلَى كَرَاهِيَةِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ إِلَّا مَا اسْتُثْنِيَ مِنْ ذَلِكَ مِثْلُ الصَّلَاةِ بِمَكَّةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ بَعْدَ الطَّوَافِ، فَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ رُخْصَةٌ فِي ذَلِكَ.

اکثر اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ عصر کے بعد نماز پڑھنا ممنوع ہے حتیٰ کہ سورج غروب ہو جائے، اور فجر کے بعد نماز پڑھنا ممنوع ہے حتیٰ کہ سورج طلوع ہو جائے، سوائے اس نماز کے جو کہ اس سے مستثنیٰ ہے، جیسا کہ عصر کے بعد مکہ میں نماز حتیٰ کہ سورج غروب ہو جائے، اور فجر کی نماز کے بعد حتیٰ کہ سورج طلوع ہو جائے طواف کے بعد، اس بارے میں نبی ﷺ سے رخصت روایت کی گئی ہے۔

وَقَدْ قَالَ: بِهِ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَمَنْ بَعْدَهُمْ. وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ. وَقَدْ كَرِهَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَمَنْ بَعْدَهُمْ "الصَّلَاةَ بِمَكَّةَ أَيْضًا بَعْدَ الْعَصْرِ وَبَعْدَ الصُّبْحِ". وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَمَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَبَعْضُ أَهْلِ الْكُوفَةِ.

نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اور ان کے بعد کچھ اہل علم کا یہی موقف ہے۔ امام شافعی، امام احمد اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ بھی یہی فرماتے ہیں۔ جب کہ نبی ﷺ کے اصحاب اور ان کے بعد والے حضرات میں سے کچھ اہل علم نے مکہ میں بھی عصر کے بعد اور فجر کے بعد نماز پڑھنے کو ناپسند کیا ہے۔ امام سفیان ثوری، امام مالک بن انس رحمہما اللہ اور کچھ اہل کوفہ بھی یہی موقف رکھتے ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد، قوله: ((ثم لم يعد لهما)): منكر۔ اس میں عطاء بن ابی سائب مختلط ہے، اس لیے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: صحيح ابن حبان: ١٥٧٥

فوائد الحدیث: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قضا نماز عصر کی نماز کے بعد ادا کی جا سکتی ہے۔

22- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ

مغرب سے پہلے نماز پڑھنا

185: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ كَهْمَسِ بْنِ الْحَسَنِ سیّدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا،

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلَاةٌ لِمَنْ شَاءَ".

آپ ﷺ نے فرمایا: "ہر دو اذانوں (اذان و اقامت) کے درمیان نماز (نفل) پڑھنے والے کے لیے ایک نماز ہے۔"

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ.

اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدِ اخْتَلَفَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ "فِي الصَّلَاةِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ فَلَمْ يَرَ بَعْضُهُمُ الصَّلَاةَ قَبْلَ الْمَغْرِبِ". وَقَدْ رُوِيَ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ "أَنَّهُمْ كَانُوا يُصَلُّونَ قَبْلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ".

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: سیّدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ نبی ﷺ کے اصحاب نے مغرب سے پہلے نماز پڑھنے کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔ ان میں سے بعض نے مغرب سے پہلے نماز پڑھنا تجویز نہیں کیا۔ نبی ﷺ کے کئی ایک اصحاب سے مروی ہے کہ وہ مغرب سے پہلے اذان اور اقامت کے درمیان دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔

وَقَالَ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ إِنْ صَلَّاهُمَا فَحَسَنٌ. وَهٰذَا عِنْدَهُمَا عَلَى الِاسْتِحْبَابِ.

امام احمد اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہما اللہ نے فرمایا: اگر کوئی یہ دو رکعتیں پڑھ لے تو اچھا ہے۔ اور یہ ان دونوں حضرات کے نزدیک مستحب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن خزيمه: ١٢٨٧، ابو عوانه: ٣٢/٢، الدارقطني: ٢٦٦/١، والبيهقي: ٤٧٢/٢

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٦٢٤، صحيح مسلم: ٨٣٨، سنن ابو داود: ١٢٨٣، سنن ابن ماجه: ١١٦٢، سنن نسائی: ٢٨/٢، مسند احمد: ١٦٧٩٠، صحيح ابن حبان: ١٥٥٩ـ ١٥٦١

فوائد الحدیث: مغرب کی اذان اور جماعت کے درمیان دو رکعت نفل نماز ادا کرنا مستحب ہے ان دو رکعتوں کی اہمیت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے باقی نوافل یا سنن کے متعلق آپ کا ﷺ نے صرف فضیلت اور اس کا اجر و ثواب بیان فرمایا ہے ان کے پڑھنے کا حکم نہیں دیا لیکن مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ صلوا قبل المغرب صلوا قبل المغرب صلو قبل المغرب تین مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا، مغرب سے پہلے نماز پڑھو، تیسری دفعہ فرمایا۔ لمن شاء اس شخص کے لئے جو پڑھنا چاہے (صحیح بخاری ۱/۱۵۸ باب الصلوٰۃ قبل المغرب) نیز آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق صحابہ کرام اس کثرت سے یہ دو رکعتیں ادا فرمایا کرتے تھے کہ باہر سے آنے والا اجنبی شخص یہ سمجھتا تھا کہ شاید جماعت ہو چکی ہے اور یہ لوگ مغرب کے بعد والی سنتیں ادا کر رہے ہیں۔ (صحیح مسلم ۱/۲۷۸)

آج "بعض الناس" نے اس حدیث کی اعلانیہ مخالفت کی ہے کہ مغرب سے پہلے یہ دو رکعتیں نہیں پڑھنی چاہئیں۔ جو کہ درست نہیں۔

23- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الْعَصْرِ قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ

جو شخص غروب آفتاب سے پہلے عصر کی ایک رکعت پالے

186: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ وَعَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ وَعَنِ الْأَعْرَجِ يُحَدِّثُونَهُ عَنْ أَبِي

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جس نے سورج طلوع ہونے سے پہلے فجر کی ایک رکعت پالی تو اس نے فجر کی نماز پالی، اور جس نے سورج غروب

هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الصُّبْحِ رَكْعَةً قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ الصُّبْحَ وَمَنْ أَدْرَكَ مِنَ الْعَصْرِ رَكْعَةً قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ الْعَصْرَ".

ہونے سے پہلے عصر کی ایک رکعت پالی تو اس نے عصر کی نماز پالی۔"

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ.

اس باب میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَبِهِ يَقُولُ أَصْحَابُنَا وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ ہمارے اصحاب اور امام شافعی، امام احمد اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔

وَمَعْنَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَهُمْ لِصَاحِبِ الْعُذْرِ مِثْلُ الرَّجُلِ يَنَامُ عَنِ الصَّلَاةِ أَوْ يَنْسَاهَا فَيَسْتَيْقِظُ وَيَذْكُرُ عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَعِنْدَ غُرُوبِهَا.

اور ان کے نزدیک اس حدیث سے کوئی عذر والا شخص مراد ہے۔ جیسے کوئی شخص نیند کی وجہ سے یا بھول کر نماز نہیں پڑھ سکا اور وہ طلوع آفتاب اور غروب آفتاب کے وقت بیدار ہوا یا اسے یاد آیا۔ (تب ایسی صورت میں وہ ان اوقات میں نماز پڑھ لے)۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن خزيمه: ٩٨٥، ابو عوانه: ١/٣٨٥، البيهقي: ١/٣٦٧، والبغوي: ٣٩٩

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٥٥٦، صحيح مسلم: ٦٠٨، سنن ابو داود: ٤١٢، سنن ابن ماجه: ٦٩٩، سنن نسائی: ١/٢٥٧۔ ٢٥٨، مسند احمد: ٧٢٨٤ و ٧٤٥٨ صحيح ابن حبان: ١٥٥٧ و ١٥٨٣

فوائد الحدیث: (۱) سورج طلوع ہوتے وقت اور غروب ہوتے وقت نماز پڑھنا منع ہے۔ لیکن اگر کسی شخص کی فجر کی نماز لیٹ ہو گئی اور اس نے تاخیر سے پڑھنا شروع کی ابھی اس کی ایک رکعت پڑھی گئی تھی کہ سورج طلوع ہونا شروع ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو اجازت دی کہ وہ دوسری رکعت اسی ممنوع وقت میں پڑھ کر نماز مکمل کر لے۔

اسی طرح اگر کسی کی عصر کی نماز لیٹ ہو گئی جب اس نے پڑھنا شروع کی تو ابھی ایک رکعت ہی پڑھ سکا تھا کہ سورج غروب ہونا شروع ہو گیا تو وہ بھی باقی تین رکعتیں پڑھ کر نماز مکمل کر لے۔

(۲) بعض لوگوں نے اس کی کئی قسم کی تاویلیں کی ہیں کہ اس سے مراد نماز پڑھنا نہیں بلکہ نماز کا اہل ہونا ہے حالانکہ یہ تاویلات باطلہ ہیں کیونکہ دوسری حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں فلیتم صلاتہ (کہ وہ اپنی نماز مکمل کرے۔۔۔۔ (صحیح بخاری ۱/۷۹ کتاب مواقیت الصلوٰۃ)

اس سے معلوم ہوا کہ یہاں صرف اہلیت بیان کرنا مقصود نہیں بلکہ نماز کی ادائیگی مراد ہے۔

(۳) حضرات احناف نے دونوں اوقات میں فرق کرتے ہوئے فجر کی نماز کا انکار کیا ہے۔ اور عصر کی نماز کی اجازت دی ہے کہ اگر وہ ایک رکعت پڑھ چکا ہے تو باقی نماز غروب شمس کے دوران مکمل کر لے۔ حالانکہ یہ تقسیم بھی غلط ہے کیونکہ حدیث ایک ہے اس میں مسئلے دو بیان ہوئے ہیں یہ تو نہیں ہو سکتا کہ ایک صحیح ہو اور ایک غلط۔ البتہ یہ یہودیوں کا طریقہ ضرور ہے کہ اپنے مذہب کے موافق قبول کر لیتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ہے اور جو مخالف ہو اسے رد کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہی کے متعلق فرمایا:

﴿ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَ تَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ﴾ (البقرہ ۸۵)

''تم کتاب کے کچھ حصے پر ایمان لاتے ہو اور کچھ کا انکار کرتے ہو۔''

(۴) پھر بعض حضرات نے مختلف قسم کے جواب دینے کی سعی لاحاصل کی ہے جس کا اعتراف مولانا تقی عثمانی حنفی دیوبندی نے بڑے واشگاف الفاظ میں یوں کیا ہے: ''اس حدیث میں فجر اور عصر کے درمیان کوئی فرق نہیں کیا گیا۔ حدیث باب حنفیہ کے بالکل خلاف ہے۔ (یعنی حدیث حنفیہ کے خلاف ہے۔ حنفی حدیث کے خلاف نہیں (لا حول ولا قوۃ الا باللہ) مختلف مشائخ حنفیہ نے اس کا جواب دینے میں بڑا زور لگایا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ کوئی جواب نہیں دیا جاسکا۔ یہ وجہ ہے کہ حنیفہ کے مسلک پر اس حدیث کو مشکلات میں شمار کیا گیا ہے۔ (درس ترمذی جلد نمبر ا صفحہ نمبر ۴۳۴) (سبحان اللہ)

24- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فِي الْحَضَرِ

حضر میں دو نمازیں جمع کر کے پڑھنا

187: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَمَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ "بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَبَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِالْمَدِينَةِ مِنْ غَيْرِ خَوْفٍ وَلَا مَطَرٍ". قَالَ: فَقِيلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ مَا أَرَادَ بِذَلِكَ؟ قَالَ: "أَرَادَ أَنْ لَا يُحْرِجَ أُمَّتَهُ".

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں کسی خوف اور بارش کے بغیر ظہر اور عصر کو اور مغرب و عشاء کو جمع کر کے پڑھا۔ راوی نے بیان کیا، سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا گیا: آپ ﷺ نے ایسا کس لیے کیا؟ انہوں نے فرمایا: تاکہ اپنی امت کو کسی مشکل میں نہ ڈال دیں۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ قَدْ رُوِيَ عَنْهُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ رَوَاهُ جَابِرُ بْنُ زَيْدٍ وَسَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ شَقِيقٍ الْعُقَيْلِيُّ. وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ غَيْرُ هَذَا.

اس باب میں سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت اس طریق کے علاوہ ان سے روایت کی گئی ہے۔ جابر بن زید، سعید بن جبیر اور عبداللہ بن شقیق العقیلی نے اسے روایت کیا ہے۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نبی کریم ﷺ سے اس کے علاوہ بھی مروی ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) الارواء: ۵۷۹/۱، صحیح ابي داؤد: ۱۰۹۶، اخرجه ابن خزیمه: ۹۷۱، ابو عوانه: ۳۵۳/۲، البغوي: ۱۰۴۳

تخریج الحدیث: مسند احمد: ۲۵۵۷، ۱۹۵۳، ۳۳۲۳ صحیح مسلم: ۴۹/۵۴، ۵۰، ۷۰۵ سنن نسائی: ۲۹۰/۱، سنن ابو داود: ۱۲۱۰، ۱۲۱۱

فوائد الحدیث: (۱) عذر شرعی خوف، بارش وغیرہ میں دو نمازیں ظہر اور عصر جمع کر کے پڑھی جاسکتی ہیں۔

(۲) آپ ﷺ نے بارش اور خوف کے بغیر مدینہ منورہ میں اپنی امت کی آسانی اور سہولت کے لیے نمازوں کو جمع فرمایا تاکہ اگر کسی وجہ

سے کبھی کبھار جمع کرلی جائیں تو گنجائش ہے۔ لیکن یاد رکھیں ایک تو اس کو عادت نہیں بنانا چاہئے اور دوسرا معمولی مصروفیت کو بہانہ بنا کر اس سہولت کا مذاق نہیں بنانا چاہئے۔

188: حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَنَشٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "مَنْ جَمَعَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ فَقَدْ أَتَى بَابًا مِنْ أَبْوَابِ الْكَبَائِرِ".

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "جس نے کسی عذر کے بغیر دو نمازیں جمع کر کے پڑھیں تو وہ کبیرہ گناہوں کے کسی دروازے پر پہنچ گیا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَنَشٌ هَذَا هُوَ أَبُو عَلِيٍّ الرَّحَبِيُّ وَهُوَ حُسَيْنُ بْنُ قَيْسٍ وَهُوَ ضَعِيفٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ ضَعَّفَهُ أَحْمَدُ وَغَيْرُهُ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنْ لَا يَجْمَعَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ إِلَّا فِي السَّفَرِ أَوْ بِعَرَفَةَ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: اس روایت کا راوی حنش، ابو علی الرحبی ہے اور وہی حسین بن قیس ہے۔ یہ اہل الحدیث کے نزدیک ضعیف ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ و دیگر نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ اہل علم کے ہاں اسی پر عمل ہے کہ سفر یا عرفات کے میدان (نو ذوالحجہ کے دن) کے علاوہ دو نمازیں جمع کر کے نہ پڑھی جائیں۔

وَرَخَّصَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنَ التَّابِعِينَ فِي الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ لِلْمَرِيضِ وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ.

تابعین میں سے بعض اہل علم نے مریض کو دو نمازیں جمع کر کے پڑھنے کی رخصت دی ہے امام احمد اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہما اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔

وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ "يَجْمَعُ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فِي الْمَطَرِ" وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ.

بعض اہل علم نے بارش میں دو نمازیں جمع کر کے پڑھنے کی رخصت دی ہے۔ امام شافعی، امام احمد اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہما اللہ کا یہی موقف ہے۔

وَلَمْ يَرَ الشَّافِعِيُّ "لِلْمَرِيضِ أَنْ يَجْمَعَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ".

امام شافعی رحمہ اللہ مریض کو دو نمازیں جمع کر کے پڑھنے کی رخصت نہیں دیتے۔

حکم الحدیث: (ضعيف جداً) التعليق الرغيب: ١/١٩٨، الضعيفة: ٤٥٨١، حنش راوی متروک ہے۔ ضعيف الترمذی: ٢٨

تخریج الحدیث: مسند البزار: ١٣٥٦، مسند ابو يعلى: ٢٧٥١، الطبرانی فی الكبير: ١١٥٤٠، ابن حبان فی المجروحين: ١/٢٤٣، سنن الدارقطنی: ١/٣٩٥؛ مستدرک للحاكم: ١/٢٧٥، سنن كبرىٰ للبيهقی: ٣/١٦٩

فوائد الحدیث: (١) یہ حدیث ضعیف ہے جس سے استدلال درست نہیں۔

(٢) اس میں بغیر عذر کے جمع کرنے کو گناہ کہا گیا ہے۔

(٣) دوسری روایات میں جمع کے ساتھ عذر بھی بیان کیا گیا ہے مثلاً، سفر، بارش، خوف وغیرہ۔ اور وہ روایات بھی صحیح ہیں اور مسئلہ بھی اسی طرح ہے۔

25- بَابُ مَا جَاءَ فِي بَدْءِ الأَذَانِ

اذان کا آغاز

189: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الأُمَوِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمَّا أَصْبَحْنَا أَتَيْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ بِالرُّؤْيَا، فَقَالَ: إِنَّ هَذِهِ لَرُؤْيَا حَقٍّ، فَقُمْ مَعَ بِلَالٍ فَإِنَّهُ أَنْدَى وَأَمَدُّ صَوْتًا مِنْكَ فَأَلْقِ عَلَيْهِ مَا قِيلَ لَكَ وَلْيُنَادِ بِذَلِكَ. قَالَ: فَلَمَّا سَمِعَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ نِدَاءَ بِلَالٍ بِالصَّلَاةِ خَرَجَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ يَجُرُّ إِزَارَهُ وَهُوَ يَقُولُ يَا رَسُولَ اللهِ! وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَقَدْ رَأَيْتُ مِثْلَ الَّذِي قَالَ. قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ، فَذَلِكَ أَثْبَتُ.

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ أَتَمَّ مِنْ هَذَا الْحَدِيثِ وَأَطْوَلَ وَذَكَرَ فِيهِ قِصَّةَ الأَذَانِ مَثْنَى مَثْنَى وَالإِقَامَةِ مَرَّةً مَرَّةً. وَعَبْدُ اللهِ بْنُ زَيْدٍ هُوَ ابْنُ عَبْدِ رَبِّهِ وَيُقَالُ: ابْنُ عَبْدِ رَبٍّ وَلَا نَعْرِفُ لَهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ شَيْئًا يَصِحُّ إِلَّا هَذَا الْحَدِيثَ الْوَاحِدَ فِي الأَذَانِ. وَعَبْدُ اللهِ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ الْمَازِنِيُّ لَهُ أَحَادِيثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ عَمُّ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ.

سیّدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب صبح ہوئی تو ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، میں نے خواب کے متعلق آپ کو بتایا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ خواب سچا ہے، بلال (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ اٹھو کیونکہ تمہاری نسبت ان کی آواز بلند اور لمبی ہے۔ اور جو تمہیں الفاظ بتائے گئے ہیں وہ انہیں بتاؤ، اور وہ ان الفاظ کے ساتھ اعلان کر دیں۔“ پس جب سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نماز کے لیے سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کی آواز سنی تو وہ اپنا ازار گھسیٹتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے روانہ ہوئے اور کہہ رہے تھے: اللہ کے رسول! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! جو الفاظ انہوں نے کہے ہیں، میں نے بھی یہی الفاظ (خواب میں) دیکھے ہیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر قسم کی حمد اللہ ہی کے لیے ہے، پس یہی (الفاظ اور طریقہ اذان) زیادہ پختہ ہے۔ اس بارے میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

ابراہیم بن سعد نے اس حدیث کو محمد بن اسحاق سے روایت کیا اور وہ اس حدیث سے زیادہ مکمل اور زیادہ طویل ہے اور انہوں نے اس میں اذان کا قصہ ذکر کیا کہ اذان کے کلمات دو دو بار جبکہ اقامت کے کلمات ایک ایک بار ہیں۔ اور عبداللہ بن زید وہ ابن عبد ربہ ہیں اور ابن عبد رب بھی کہا جاتا ہے اور ہم اس کی نبی ﷺ سے اذان کے بارے میں صرف اسی ایک حدیث کو درست جانتے ہیں۔ اور عبداللہ بن زید بن عاصم مازنی کی رسول اکرم ﷺ سے کئی ایک احادیث ہیں اور وہ عباد بن تمیم کے

چاہیں۔

حکم الحدیث: (حسن) اخرجه ابن الجارود: ١٨٥، ابن خزيمه: ٣٦٣، الدارقطني: ٣٤١/١

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٦٤٧٨، سنن ابو داود: ٤٩٩، سنن ابن ماجه: ٧٠٦، صحيح ابن خزيمة: ٣٧١، صحيح ابن حبان: ١٦٧٩

فوائد الحدیث: (۱) سوائے انبیا کرام علیہم السّلام کے کسی بھی شخص کا خواب حجّت شرعی نہیں لیکن یہاں خواب کی تائید و تصدیق امام الانبیاء سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمائی ہے اس لیے اذان کی مشروعیت اللہ تعالیٰ کے حکم اور رسول اللہ ﷺ کی اجازت سے ہے۔

(۲) اذان کے کلمات آپ ﷺ نے خود نہیں کہے لیکن آپ ﷺ کی تصدیق اور ان کلماتِ اذان کو بلال رضی اللہ عنہ کو سکھانے کا حکم دینے سے مسنون ہیں۔

190: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ النَّضْرِ بْنِ أَبِي النَّضْرِ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ الْمُسْلِمُونَ حِينَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ يَجْتَمِعُونَ فَيَتَحَيَّنُونَ الصَّلَوَاتِ وَلَيْسَ يُنَادِي بِهَا أَحَدٌ فَتَكَلَّمُوا يَوْمًا فِي ذَلِكَ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: اتَّخِذُوا نَاقُوسًا مِثْلَ نَاقُوسِ النَّصَارَى. وَقَالَ بَعْضُهُمُ اتَّخِذُوا قَرْنًا مِثْلَ قَرْنِ الْيَهُودِ. قَالَ: فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَوَلَا تَبْعَثُونَ رَجُلًا يُنَادِي بِالصَّلَاةِ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَا بِلَالُ! قُمْ فَنَادِ بِالصَّلَاةِ.

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: مسلمان جس وقت مدینہ آئے تو وہ اکٹھے ہو کر نمازوں کے اوقات کا اندازہ کرتے تھے، کوئی ان کے لیے اعلان نہیں کرتا تھا، انہوں نے اس بارے میں بات چیت کی (مشورہ کیا)، کسی نے کہا: نصاریٰ کے ناقوس کی طرح ناقوس بنالو، کسی نے کہا: یہود کے بگل کی طرح بگل بنالو۔ تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ تم کسی شخص کو کیوں نہیں بھیجتے کہ وہ نماز کے لیے اعلان کر دے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بلال (رضی اللہ عنہ) اٹھو اور نماز کے لیے اعلان کر دو۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے حسن صحیح غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن خزيمه: ٣٦١، ابو عوانه: ٣٢٦/١، الدارقطني: ٢٣٧/١

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٦٠٤، صحیح مسلم: ٣٧٧، سنن ابن ماجه: ٧٠٧، سنن نسائی: ٢/٢-٣، مسند احمد: ٦٣٥٧

فوائد الحدیث: (۱) مکہ مکرمہ میں اولاً تو آپ ﷺ، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ چھپ کر عبادت کیا کرتے تھے بعد ازاں سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے بعد جب کچھ قوت ہو گئی تب بھی نماز کے لیے جمع کرنے کا کوئی خاص طریقہ مقرر نہیں تھا۔

صحابہ کرام کی تعداد تھوڑی تھی لہٰذا ہدایات کے مطابق جمع ہو جاتے اور نماز ادا کی جاتی۔ لیکن مدینہ منورہ میں آپ ﷺ نے نماز باجماعت کا اہتمام کیا تو لوگوں کو جمع کرنے کی فکر ہوئی تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مشورہ کیا۔ مختلف آراء آئیں لیکن کسی پر بھی اتفاق نہ ہو سکا اس لئے کہ وہ کسی نا کسی کافر گروہ کا شعار اور علامت تھیں۔

چنانچہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے مشورے کے مطابق آپ ﷺ، سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کو بھیجتے اور وہ نماز کے وقت کا اعلان کرتے۔ ”الصلوة

جامعة" تو لوگ اکٹھے ہو جاتے اور نماز ادا کی جاتی۔

پھر عبداللہ بن زید بن عبد ربہ رضی اللہ عنہ کو خواب میں اذان سکھائی گئی تو انہوں نے آپ ﷺ سے ذکر کیا تو آپ ﷺ نے نا صرف کہ ان کلمات کی تصدیق کی بلکہ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتے ہوئے ان کلمات کے ساتھ اذان کہنے کا حکم بھی فرمایا۔ جیسا کہ اوپر والی حدیث میں تفصیل سے گزر چکا ہے۔

(۲) غیر مسلموں کے شعار کو نہیں اپنانا چاہئے اگر چہ اس کی ضرورت بھی ہو اور اس کا فائدہ بھی۔

(۳) اس حدیث کی رو سے ان لوگوں کو اپنے طرز عمل پر غور کرنا چاہیے جو سحری و افطاری کے وقت اذان کہنے کی بجائے سائرن بجاتے ہیں یا پھر یہ اعلان کر دیتے ہیں کہ حضرات! سحری کا وقت ختم ہو گیا ہے لہٰذا کھانا پینا بند کر دیں" یا افطار کے وقت اعلان ہوتا ہے حضرات! افطاری کا وقت ہو گیا ہے۔ روزہ افطار کر لیں یہ درست نہیں بلکہ سحری اور افطاری میں آذان کہنی چاہئے کہ یہ مسلمانوں کی پہچان اور امت مسلمہ کا شعار ہے۔

26- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّرْجِيعِ فِي الأَذَانِ

اذان میں ترجیع (شہادتین کے کلمات دوبارہ کہنا)

191: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي مَحْذُورَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي وَجَدِّي جَمِيعًا عَنْ أَبِي مَحْذُورَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ "أَقْعَدَهُ وَأَلْقَى عَلَيْهِ الأَذَانَ حَرْفًا حَرْفًا". قَالَ إِبْرَاهِيمُ مِثْلَ أَذَانِنَا. قَالَ بِشْرٌ: فَقُلْتُ لَهُ أَعِدْ عَلَيَّ. فَوَصَفَ الأَذَانَ بِالتَّرْجِيعِ.

سیّدنا ابو محذورہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں بٹھا لیا اور آپ ﷺ نے انہیں (مجھے) ایک ایک کلمہ کر کے اذان سکھائی۔ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ہماری اذان کے مثل۔ بشر نے بیان کیا، میں نے انہیں کہا: مجھے دوبارہ سناؤ، تو انہوں نے ترجیع کے ساتھ اذان بیان کی۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي مَحْذُورَةَ فِي الأَذَانِ حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اذان کے بارے میں سیّدنا ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی روایت صحیح ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنْهُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ. وَعَلَيْهِ الْعَمَلُ بِمَكَّةَ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ.

اور ان سے دوسری سند کے ساتھ بھی روایت کی گئی ہے اور مکہ مکرمہ میں اسی پر عمل ہے۔ یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن خزيمه: ۳۷۸

تخریج الحدیث: مسند احمد: ۱۵۳۷۹، سنن ابو داود: ۵۰۰ و ۵۰۴ سنن نسائی: ۲/۳

فوائد الحدیث: (۱) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ترجیع والی اذان مسنون ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ نے خود سکھائی ہے ترجیع سے مراد ہے کہ شہادتین کو پہلے دو دو مرتبہ آہستہ اور دھیمی آواز سے کہا جائے اور پھر دوبارہ بلند آواز سے دھرایا جائے۔

(۲) جو لوگ ترجیع والی اذان کا انکار کرتے ہیں اور پھر اس کے لیے بعید از بعید تاویلیں کرتے ہیں وہ کسی طور بھی درست نہیں اور پھر ایسی تاویلات سے جہاں حدیث رسول اللہ ﷺ کا انکار ہوتا ہے وہاں سیّدنا ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کے فہم کے متعلق بھی بد گمانی لازم آتی ہے جیسا کہ مولانا

تقی عثمانی حنفی دیوبندی نے بھی اظہار کیا ہے۔ (دیکھئے درس ترمذی ۱/۴۵۵)

192: حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ الْوَاحِدِ الأَحْوَلِ عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَيْرِيزٍ عَنْ أَبِي مَحْذُورَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "عَلَّمَهُ الأَذَانَ تِسْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً، وَالإِقَامَةَ سَبْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً".

سیّدنا ابو محذورہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں اذان کے انیس کلمے اور اقامت کے سترہ کلمے سکھائے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو مَحْذُورَةَ اسْمُهُ سَمُرَةُ بْنُ مِعْيَرٍ. وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِلَى هَذَا فِي الأَذَانِ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي مَحْذُورَةَ أَنَّهُ كَانَ يُفْرِدُ الإِقَامَةَ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ سیّدنا ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کا نام سَمُرہ بن مِعیَر رضی اللہ عنہ ہے۔ بعض اہل علم نے اذان میں اسے ہی اختیار کیا ہے۔ سیّدنا ابو محذورہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ اقامت کے کلمات ایک ایک بار کہتے تھے۔

حکم الحدیث: (حسن صحیح) اخرجه ابن خزيمه: ۳۷۷، الدارمي: ۱۱۹۹، الدارقطنی: ۱/۳۳۳، والبيهقي: ۱/۳۹۳

تخریج الحدیث: مسند احمد: ۱۵۳۷۸، ۱۵۳۷۶، و ۱۵۳۸۰ و ۱۵۳۸۱، صحيح مسلم: ۳۷۹، سنن ابو داود: ۵۰۱-۵۰۳ و ۵۰۵، سنن ابن ماجه: ۷۰۸، و ۸۰۹ سنن نسائی: ۲/٤-۷ و ۱۳-۱٤ و ۱٤، صحيح ابن حبان: ۱٦۸۰ و ۱٦۸۱

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو ہر دور اور علاقے کے لوگوں کے لئے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے راہنمائی کرنے کے لیے نازل فرمایا ہے۔ اور پھر اس کی حجّت قائم کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے اس کی تفصیلات بھی وارد کروا دیں تاکہ کسی بھی شخص کہ جس کے دل میں زیغ ہے کی تاویلات باطلہ کی کوئی حَیثیّت باقی نہ رہے۔ جس کی یہ حدیث بڑی بین دلیل ہے کہ سیّدنا ابو محذورہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی اذان کے کلمات بھی بیان فرمائے جیسا کہ سنن نسائی کتاب الاذان میں موجود ہے۔

سیّدنا ابو محذورہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

علمنی رسول اللہ ﷺ الاذان فقال اللہ اکبر اللہ اکبر، اللہ اکبر اللہ اکبر، اشهد ان لا اله الا الله اشهد ان لا اله الا الله، اشهد ان محمد رسول الله، اشهد ان محمد رسول الله،

ثم يعود فيقول۔ اشهد ان لا اله الا الله، اشهد ان لا اله الا الله، اشهد محمد رسول الله، اشهد ان محمد رسول الله، حی علی الصلوٰة، حی علی الصلوٰة، حی علی الفلاح، حی علی الفلاح۔ الله اکبر الله اکبر، لا اله الا الله۔ (سنن نسائی ۱/۷۳ کتاب الاذان)

یہ کلمات بیان کرنے کے ساتھ ساتھ سیّدنا ابو محذورہ رضی اللہ عنہ یہ بھی فرما رہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اذان کے انیس کلمات سکھائے۔ اس طرح انہوں نے مؤولین کے لیے تمام چور دروازے بند کر دیے۔ اب انیس کلمات ترجیع والی اذان کے ساتھ ہی بنتے ہیں جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(۱) اللہ اکبر (۲) اللہ اکبر

(۳) اللہ اکبر (۴) اللہ اکبر

(۵) اشهد ان لا اله الا الله (۶) اشهد ان لا اله الا الله
(۷) اشهد ان محمد رسول الله (۸) اشهد ان محمد رسول الله
(۹) اشهد ان لا اله الا الله (۱۰) اشهد ان لا اله الا الله
(۱۱) اشهد ان محمد رسول الله (۱۲) اشهد ان محمد رسول الله
(۱۳) حی علی الصلاۃ (۱۴) حی علی الصلاۃ
(۱۵) حی علی الفلاح (۱۶) حی علی الفلاح
(۱۷) الله اکبر (۱۸) الله اکبر
(۱۹) لا اله الا الله

اس حدیث میں اقامت کے سترہ ۱۷ کلمات کی تفصیل یوں ہے:

(۱) الله اکبر (۲) الله اکبر
(۳) الله اکبر (۴) الله اکبر
(۵) اشهد ان لا اله الا الله (۶) اشهد ان لا اله الا الله
(۷) اشهد ان محمد رسول الله (۸) اشهد ان محمد رسول الله
(۹) حی علی الصلوٰۃ (۱۰) حی علی الصلوٰۃ
(۱۱) حی علی الفلاح (۱۲) حی علی الفلاح
(۱۳) قد قامت الصلاۃ (۱۴) قد قامت الصلاۃ
(۱۵) الله اکبر (۱۶) الله اکبر
(۱۷) لا اله الا الله

(۳) اس ساری تفصیل سے یہ بات معلوم ہوئی کہ دوہری اذان کے ساتھ دوہری اقامت کہنی چاہئے اور اکہری (بغیر ترجیع کے) اذان کے ساتھ اکہری اقامت کہنی چاہئے جیسا کہ سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کی روایت میں موجود ہے۔

البتہ اگر دوہری اذان کے ساتھ اکہری اقامت یا اکہری اذان کے ساتھ دوہری تکبیر کہہ دی جائے تو درست اور جائز ہے۔

(۴) افسوس حضرات احناف پر کہ انہوں نے سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ والی روایت سے اذان لے لی اور اقامت چھوڑ دی اور سیّدنا ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے اقامت قبول کر لی اور اذان چھوڑ دی۔ حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے دونوں حدیثوں سے کوئی بھی عمل رسول اللہ ﷺ کی سنت اور تعلیم سمجھ کر قبول نہیں کیا۔ بلکہ اپنے مذہب کی حمایت سمجھ کر اپنایا۔ یہ لوگ تقلید کی دلدل میں ایسے دھنسے کہ دونوں حدیثوں کا انکار کر کے سُنت رسول ﷺ پر عمل کرنے کی سعادت سے محروم ہو گئے۔

(۵) آج کے دور میں بعض لوگوں نے اذان کے شروع میں دوردو سلام کے نام سے اضافہ کر لیا تو بعض نے اذان کے درمیان میں کلمات بڑھا لیے جنہیں وہ اپنے مذہبی و مسلکی شعار کے طور پر اپنائے ہوئے ہیں ان ہر دو صورتوں میں اذان کے کلمات کی تعداد وہ نہیں رہتی جو امام اعظم محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کو سکھائی تھی بلکہ ان میں اضافہ ہو جاتا ہے جو کہ خود ساختہ ہے اور وہ بدعت کے زمرے میں آتا ہے

اسی طرح بعض نے ترجیع والی اذان کا انکار کر کے کلمات کی تعداد انیس سے کم کر کے رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کی مخالفت کی ہے۔ ان تمام لوگوں کو اس وعید سے ڈرنا چاہئے جو اللہ تعالیٰ نے یوں فرمائی:

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝﴾ (النور ۶۳)

27- بَابُ مَا جَاءَ فِي إِفْرَادِ الإِقَامَةِ

اقامت کے کلمات ایک ایک بار کہنا

193: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ وَيَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: أُمِرَ بِلَالٌ أَنْ يَشْفَعَ الأَذَانَ وَيُوتِرَ الإِقَامَةَ.

وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ.

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا گیا کہ وہ اذان کے کلمات دو دو بار اور اقامت کے کلمات ایک ایک بار کہیں۔

اور اس مسئلہ میں سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهُوَ قَوْلُ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَالتَّابِعِينَ وَبِهِ يَقُولُ مَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ نبی ﷺ کے اصحاب اور تابعین میں سے بعض اہل علم کا یہی قول ہے۔ امام مالک، امام شافعی، امام احمد اور امام اسحاق بن راہویہ کا رحمہم اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الحاكم: ۱/۱۹۸، ابن ابي شيبة: ۱/۲۰۵، الدارمي: ۱۱۹۶، ابو يعلى: ۲۷۹۲

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۶۰۳، صحیح مسلم: ۳۷۸، سنن ابوداؤد: ۵۰۸، ۵۰۹، سنن ابن ماجه: ۷۲۹، ۷۳۰

فوائد الحدیث: اذان کے کلمات دو دو مرتبہ اور اقامت کے ایک ایک مرتبہ کہنے کا حکم رسول اللہ ﷺ نے خود فرمایا جیسا کہ سنن نسائی کی کتاب الاذان میں صراحت موجود ہے۔ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ ان رسول اللہ ﷺ امر بلالًا ان یشفع الاذان وان یوتر الاقامة (سنن نسائی ۱/۷۳ کتاب الاذان)

اس کے علاوہ علامہ بدرالدین حنفی وغیرہ کا یہ اشکال بھی ختم ہو گیا کہ پتہ نہیں حکم دینے والا کون ہے۔

28- بَابُ مَا جَاءَ فِيْ أَنَّ الإِقَامَةَ مَثْنَى مَثْنَى

اقامت کے کلمات دو دو بار کہنا

194: حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الأَشَجُّ حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: كَانَ أَذَانُ رَسُولِ اللّٰهِ

سیّدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی اذان اور اقامت کے کلمات دو دو بار تھے۔

ﷺ "شَفْعًا شَفْعًا فِي الأَذَانِ وَالإِقَامَةِ".

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ رَوَاهُ وَكِيعٌ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ "أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ زَيْدٍ رَأَى الأَذَانَ فِي الْمَنَامِ".

وَقَالَ شُعْبَةُ: عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ زَيْدٍ رَأَى الأَذَانَ فِي الْمَنَامِ. وَهٰذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى.

وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي لَيْلَى لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ.

وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: "الأَذَانُ مَثْنَى مَثْنَى وَالإِقَامَةُ مَثْنَى مَثْنَى".

وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَأَهْلُ الْكُوفَةِ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: ابْنُ أَبِي لَيْلَى هُوَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى كَانَ قَاضِيَ الْكُوفَةِ وَلَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِيهِ شَيْئًا إِلَّا أَنَّهُ يَرْوِي عَنْ رَجُلٍ عَنْ أَبِيهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کی روایت کو وکیع نے اعمش عن عمرو بن مرہ عن عبدالرحمٰن بن ابی لیلی کی سند سے روایت کیا کہ سیّدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے اذان کے کلمات خواب میں دیکھے ہیں۔

امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: عمرو بن مرہ کے حوالے سے وہ عبدالرحمن بن ابی لیلی سے بیان کرتے ہیں کہ بے شک عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے نیند میں اذان دیکھی تھی اور یہ زیادہ صحیح ہے ابن ابی لیلی کی روایت سے۔ جب کہ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے سنا ہی نہیں۔

بعض اہل علم نے کہا ہے: اذان کے کلمات دو دو بار ہیں اور اقامت کے کلمات بھی دو دو بار ہیں۔

سفیان ثوری، ابن مبارک رحمہما اللہ اور کوفہ والوں کا یہی موقف ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن ابی لیلیٰ یہ محمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ کوفہ کے قاضی تھے۔ انہوں نے اپنے والد سے کچھ بھی نہیں سنا۔ الّا یہ کہ وہ ایک آدمی کے حوالے سے اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) اس میں ابن ابی لیلیٰ ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مصنف ابن ابی شیبة: ۲۰۶/۱، صحیح ابن خزیمة: ۳۸۰، سنن الدارقطنی: ۲۴۱/۱

فوائد الحدیث: یہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن دوہری اقامت کا ثبوت سیّدنا ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے حوالے سے گزر چکا ہے وہاں اذان بھی دوہری ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھئے حدیث نمبر ۱۹۲ کے فوائد)

29- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّرَسُّلِ فِي الأَذَانِ

اذان کے کلمات ٹھہر ٹھہر کر کہنا

195: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ حَدَّثَنَا الْمُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمُنْعِمِ هُوَ صَاحِبُ السِّقَاءِ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْحَسَنِ وَعَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "بلال (رضی اللہ عنہ)! جب تم اذان دو تو اذان کے کلمات ٹھہر ٹھہر کر کہو، اور جب تم اقامت کہو تو اس

أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: لِبِلَالٍ يَا بِلَالُ! "إِذَا أَذَّنْتَ فَتَرَسَّلْ فِي أَذَانِكَ وَإِذَا أَقَمْتَ فَاحْدُرْ وَاجْعَلْ بَيْنَ أَذَانِكَ وَإِقَامَتِكَ قَدْرَ مَا يَفْرُغُ الآكِلُ مِنْ أَكْلِهِ وَالشَّارِبُ مِنْ شُرْبِهِ وَالْمُعْتَصِرُ إِذَا دَخَلَ لِقَضَاءِ حَاجَتِهِ وَلَا تَقُومُوا حَتَّى تَرَوْنِي".

کے کلمات تیز تیز کہو، اور اپنی اذان و اقامت کے درمیان اس قدر وقفہ کرو کہ کھانا کھانے والا اپنے کھانے سے، مشروب پینے والا اپنے پینے سے اور قضائے حاجت والا قضائے حاجت سے فارغ ہو جائے، اور تم (نماز کے لیے) کھڑے نہ ہوا کرو حتیٰ کہ تم مجھے دیکھ لو۔"

حکم الحدیث: (ضعیف جداً) الارواء: ٢٢٨۔ البتہ اس کا آخری جملہ "کھڑے نہ ہوا کرو" صحیح ہے۔ اس میں عبدالمنعم متروک ہے۔

تخریج الحدیث: مسند عبد بن حمید: ١٠٠٨، مستدرک حاکم: ٢٠٤/١، سنن کبریٰ للبیهقی: ٤٢٨/١

196: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ الْمُنْعِمِ نَحْوَهُ.

یونس بن محمد نے عبدالمنعم سے اسی مانند روایت کیا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ جَابِرٍ هَذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الْمُنْعِمِ وَهُوَ إِسْنَادٌ مَجْهُولٌ وَعَبْدُ الْمُنْعِمِ شَيْخٌ بَصْرِيٌّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کی اس روایت کو ہم صرف اسی طریق سے، عبدالمنعم کی روایت سے جانتے ہیں، اور وہ اسناد مجہول ہے۔ (عبدالمنعم بصرہ کا شیخ ہے)۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٨٧٥٩

فوائد الحدیث: (١) اذان ٹھہر ٹھہر کر اور اقامت جلدی جلدی کہنی چاہئے۔

(٢) اذان اور اقامت کے درمیان مناسب وقفہ ہونا چاہیے جس میں حوائج ضروریہ والا اپنی ضروری حاجات سے بآسانی فارغ ہو جائے۔ مثلاً کھانے پینے والا، کھانے پینے سے اور قضائے حاجت والا قضائے حاجت سے۔

(٣) لا تقوموا حتی ترونی کے متعلق آگے تفصیل سے بحث آئے گی۔ ان شاء اللہ۔

(٤) یہ روایت ضعیف ہے جیسا کہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے خود بھی وضاحت کر دی ہے۔

30- بَابُ مَا جَاءَ فِي إِدْخَالِ الإِصْبَعِ فِي الأُذُنِ عِنْدَ الأَذَانِ

اذان کہتے وقت انگلی کان میں ڈالنا

197: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: "رَأَيْتُ بِلَالاً يُؤَذِّنُ وَيَدُورُ وَيُتْبِعُ فَاهُ هَا هُنَا وَهَا هُنَا وَإِصْبَعَاهُ فِي أُذُنَيْهِ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ فِي قُبَّةٍ لَهُ حَمْرَاءَ أُرَاهُ قَالَ: مِنْ أَدَمٍ فَخَرَجَ بِلَالٌ بَيْنَ يَدَيْهِ بِالْعَنَزَةِ فَرَكَزَهَا بِالْبَطْحَاءِ فَصَلَّى إِلَيْهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ الْكَلْبُ وَالْحِمَارُ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ حَمْرَاءُ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى

سیّدنا ابوجحیفہ نے بیان کیا، میں نے سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کو اذان دیتے ہوئے دیکھا، وہ گھومتے تھے اور اپنے منہ کو اِدھر اور اُدھر کرتے تھے۔ ان کی دو انگلیاں ان کے دونوں کانوں میں تھیں۔ جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سرخ خیمے میں تھے۔ میرا خیال ہے کہ انہوں نے کہا: وہ خیمہ چمڑے کا تھا۔ سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ برچھی لے کر آپ کے آگے آگے نکلے اور انہوں نے اسے بطحاء کے میدان میں گاڑ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف منہ

بَرِيقِ سَاقَيْهِ".

کر کے نماز پڑھی۔ اور اس (سترے) کے آگے کتے اور گدھے گزر رہے تھے۔ آپ نے سرخ جوڑا زیب تن کر رکھا تھا، گویا کہ میں آپ کی پنڈلیوں کی چمک دیکھ رہا ہوں۔

قَالَ سُفْيَانُ نُرَاهُ حِبَرَةً.

امام سفیان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہم اس کو حبری یعنی دھاری دار خیال کرتے ہیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي جُحَيْفَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَعَلَيْهِ الْعَمَلُ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ يَسْتَحِبُّونَ أَنْ يُدْخِلَ الْمُؤَذِّنُ إِصْبَعَيْهِ فِي أُذُنَيْهِ فِي الْأَذَانِ. وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: وَفِي الْإِقَامَةِ أَيْضًا يُدْخِلُ إِصْبَعَيْهِ فِي أُذُنَيْهِ. وَهُوَ قَوْلُ الْأَوْزَاعِيِّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ اہل علم کا اسی پر عمل ہے، وہ مستحب سمجھتے ہیں کہ مؤذن اذان دیتے وقت اپنی دو انگلیاں اپنے کانوں میں داخل کرے۔ بعض اہل علم نے کہا ہے: وہ اقامت کہتے ہوئے بھی اپنی دو انگلیاں اپنے کانوں میں داخل کرے گا، یہ امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

وَأَبُو جُحَيْفَةَ اسْمُهُ وَهْبُ بْنُ عَبْدِ اللهِ السُّوَائِيُّ.

سیّدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ کا نام وہب بن عبد اللہ السوائی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الحميدي: ٨٩٢، ابن خزيمه: ٣٨٧، المصنف في الشمائل: ٦٣

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٨٧٥٩، صحيح بخاری: ٦٣٤ ، صحيح مسلم: ٥٠٣ سنن ابو داود: ٥٢٠ و ٦٨٨، سنن ابن ماجه: ٧١١، سنن نسائی: ٨٧/١ و ٢٣٥ و ١٢/٢ و ٧٣ و ٢٢٠/٨۔

فوائد الحدیث: (۱) اذان کہتے ہوئے کانوں میں انگلیاں ڈال لینی چاہئیں تاکہ آواز مزید بلند ہو جائے۔

(۲) اذان میں حی علی الصلوٰۃ کہتے وقت دائیں اور حی علی الفلاح کہتے وقت بائیں طرف چہرے کو گھمانا چاہئے۔

(۳) کھلی جگہ پر نماز پڑھتے ہوئے سترہ رکھ لینا چاہئے۔

(۴) سترے کے پار سے اگر کوئی جانور وغیرہ گزر جائے تو نماز میں خلل نہیں آتا۔

31- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّثْوِيبِ فِي الْفَجْرِ

فجر کی اذان میں تثویب کا بیان

198: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْرَائِيلَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ بِلَالٍ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ "لَا تُثَوِّبَنَّ فِي شَيْءٍ مِنَ الصَّلَوَاتِ إِلَّا فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ".

سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: نماز فجر کے علاوہ کسی اور نماز (کی اذان) میں تثویب نہ کہنا۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي مَحْذُورَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ بِلَالٍ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ أَبِي إِسْرَائِيلَ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس باب میں سیّدنا ابو محذورہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سیّدنا

الْمُلَائِيِّ. وَأَبُو إِسْرَائِيلَ لَمْ يَسْمَعْ هَذَا الْحَدِيثَ مِنَ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ قَالَ: إِنَّمَا رَوَاهُ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُمَارَةَ، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ. وَأَبُو إِسْرَائِيلَ اسْمُهُ إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ وَلَيْسَ هُوَ بِذَاكَ الْقَوِيِّ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ.

بلال رضی اللہ عنہ کی حدیث کو ہم صرف ابو اسرائیل الملائی کی روایت سے ہی جانتے ہیں اور ابو اسرائیل نے یہ حدیث حکم بن عتیبہ سے نہیں سنی۔ امام صاحب فرماتے ہیں بے شک انہوں نے اس کو حسن بن عمارہ عن الحکم بن عتیبہ روایت کیا ہے اور ابو اسرائیل کا نام اسماعیل بن ابی اسحٰق ہے اور وہ اہل حدیث کے نزدیک اس قدر قوی نہیں۔

وَقَدِ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي تَفْسِيرِ التَّثْوِيبِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: التَّثْوِيبُ أَنْ يَقُولَ فِي أَذَانِ "الْفَجْرِ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ" وَهُوَ قَوْلُ ابْنِ الْمُبَارَكِ وَأَحْمَدَ.

"تثویب کی تفسیر میں اہل علم کے درمیان اختلاف ہے: بعض نے کہا: تثویب یہ ہے کہ وہ اذان فجر میں: ((الصلوۃ خیر من النوم)) "نماز نیند سے بہتر ہے۔" کے کلمات کہے۔ یہ امام ابن المبارک اور امام احمد رحمہما اللہ کا قول ہے۔

وَقَالَ إِسْحَاقُ: فِي التَّثْوِيبِ غَيْرَ هَذَا، قَالَ: التَّثْوِيبُ الْمَكْرُوهُ هُوَ شَيْءٌ أَحْدَثَهُ النَّاسُ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ إِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ فَاسْتَبْطَأَ الْقَوْمَ قَالَ: بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ. قَالَ: وَهَذَا الَّذِي قَالَ إِسْحَاقُ: هُوَ التَّثْوِيبُ الَّذِي قَدْ كَرِهَهُ أَهْلُ الْعِلْمِ وَالَّذِي أَحْدَثُوهُ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ.

اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ نے تثویب کے بارے میں اس کے علاوہ تفسیر کی ہے انہوں نے فرمایا: تثویب مکروہ، ایک ایسی چیز ہے جسے لوگوں نے نبی ﷺ کے بعد ایجاد کیا ہے۔ جب مؤذن اذان دیتا اور وہ لوگوں کو نماز کے لیے آنے میں سُست پاتا تو وہ اذان و اقامت کے درمیان کہتا: ((قد قامت الصلوۃ، حی علی الصلوۃ، حی علی الفلاح)) "نماز کھڑی ہو گئی ہے، نماز کے لیے آؤ، کامیابی کی طرف آؤ۔" اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ ہے وہ تثویب جسے اہل علم نے ناپسند کیا ہے، اور یہی وہ ہے جسے لوگوں نے نبی ﷺ کے بعد ایجاد کیا۔

وَالَّذِي فَسَّرَ ابْنُ الْمُبَارَكِ وَأَحْمَدُ "أَنَّ التَّثْوِيبَ أَنْ يَقُولَ الْمُؤَذِّنُ فِي أَذَانِ الْفَجْرِ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ" وَهُوَ قَوْلٌ صَحِيحٌ وَيُقَالُ لَهُ التَّثْوِيبُ أَيْضًا وَهُوَ الَّذِي اخْتَارَهُ أَهْلُ الْعِلْمِ وَرَأَوْهُ.

امام ابن المبارک اور امام احمد رحمہما اللہ نے جو تفسیر بیان کی ہے: وہ یہ ہے کہ تثویب سے مراد یہ ہے کہ مؤذن اذان فجر میں یہ کلمات کہے: ((الصلاۃ خیر من النوم)) یہی قول صحیح اور اسی کو تثویب کہا گیا ہے جسے اہل علم نے اختیار کیا ہے اور تجویز کیا ہے۔

وَرُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ "أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ".

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ نماز فجر میں ((الصلاۃ خیر من النوم)) کہا کرتے تھے۔

وَرُوِيَ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ مَسْجِدًا وَقَدْ أُذِّنَ فِيهِ وَنَحْنُ نُرِيدُ أَنْ نُصَلِّيَ فِيهِ، فَثَوَّبَ

مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، میں سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ایک مسجد میں گیا۔ وہاں اذان ہو چکی تھی۔ اور ہم وہاں

الْمُؤَذِّنُ فَخَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ مِنَ الْمَسْجِدِ وَقَالَ: اخْرُجْ بِنَا مِنْ عِنْدِ هٰذَا الْمُبْتَدِعِ. وَلَمْ يُصَلِّ فِيهِ.

نماز پڑھنا چاہتے تھے، پس مؤذن نے تثویب کہہ دی۔ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مسجد سے باہر نکل آئے اور فرمایا: ہمیں اس بدعتی سے لے چلو، اور انہوں نے وہاں نماز نہ پڑھی۔

قَالَ: وَإِنَّمَا كَرِهَ عَبْدُ اللّٰهِ التَّثْوِيبَ الَّذِي أَحْدَثَهُ النَّاسُ بَعْدُ.

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اسی تثویب کو ناپسند فرمایا جسے لوگوں نے بعد میں ایجاد کیا۔

حکم الحدیث: (ضعيف) ضعيف الترمذي: ٣١۔ اس میں ابو اسرائیل راوی ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٣٢٩١٢ سنن ابن ماجه: ٧١٥

فوائد الحدیث: (۱) "تثویب" کا مطلب ہے کہ فجر کی اذان میں حی علی الفلاح کے بعد، دو مرتبہ الصلوٰۃ خیر من النوم کہنا یہ درست اور مسنون عمل ہے۔ جیسا کہ حدیث الباب میں سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے۔

اسی طرح سیّدنا ابو محذورہ رضی اللہ عنہ بھی بیان کرتے ہیں کہ جب آپ ﷺ نے انہیں اذان سکھائی تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ فان کان صلوٰۃ الصبح قلت الصلوٰۃ خیر من النوم، الصلوۃ خیر من النوم (ابو داؤد صفحہ ۷۹/۱ کتاب الصلوٰۃ) اس سے واضح ہوا کہ یہ کلمات رسول اللہ ﷺ نے سیّدنا ابو محذورہ اور سیّدنا بلال رضی اللہ عنہما کو اذان فجر میں کہنے کے لئے خود سکھائے اور اس کا حکم ارشاد فرمایا۔

(۲) جس "تثویب" کو اہل علم نے ناپسند کیا وہ یہ ہے کہ ان کلمات یا کوئی اور مخصوص کلمات کے ساتھ اذان فجر کے بعد لوگوں کو اجتماعی طور پر بیدار کرنے کا اہتمام کیا جائے جیسا کہ حدیث سے بھی ثابت ہے۔

آج کل بعض لوگوں نے مساجد کے اسپیکر میں اور بعض تنظیموں نے اپنے مسلک کے خاص کلمات کے ساتھ گلیوں بازاروں میں ٹولیوں کی شکل میں آوازیں لگانا معمول بنالیا ہے۔ یہ درست نہیں ہے خواہ الفاظ کتنے ہی اچھے کیوں نہ ہوں۔

(۳) اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ یہ کلمات آپ ﷺ نے خود سکھائے ہیں۔ جو لوگ ان کی نسبت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرف کرتے ہیں ان کی بات درست نہیں اور وہ لوگ اس پروپیگنڈے کا شکار ہیں کہ دین میں بعض آیات و احکام صحابہ کرام خصوصاً سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے زبردستی داخل کر دی تھیں اور نبی اکرم ﷺ مجبور محض تھے۔ (معاذ اللہ)

جس واقعہ سے یہ غلط فہمی ہوئی۔ یا بدگمانی کا موقعہ ملا وہ اگرچہ سنداً ضعیف ہے لیکن ہوا یوں کہ ایک دفعہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سو رہے تھے تو موذن نے آپ کو جگانے کے لیے کوئی اور الفاظ کہنے کی بجائے۔ الصلوٰۃ خیر من النوم کہہ دیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس کو منع کیا اور فرمایا کہ یہ کلمات صرف فجر کی اذان میں کہا کرو۔

اب اس سے دشمنوں نے الزام دے دیا کہ دیکھو یہ اضافہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کر دیا اور بعض سادہ لوح لوگ اس پروپیگنڈے کا شکار ہو گئے۔ حالانکہ حقیقت حال اس کے برعکس ہے۔

32- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ مَنْ أَذَّنَ فَهُوَ يُقِيمُ

جو اذان دے وہی اقامت کہے

199: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ وَيَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ

سیّدنا زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ

عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زِيَادِ بْنِ أَنْعُمٍ الإِفْرِيقِيِّ عَنْ زِيَادِ بْنِ نُعَيْمٍ الْحَضْرَمِيِّ عَنْ زِيَادِ بْنِ الْحَارِثِ الصُّدَائِيِّ قَالَ: أَمَرَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ "أَنْ أُؤَذِّنَ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ، فَأَذَّنْتُ فَأَرَادَ بِلَالٌ أَنْ يُقِيمَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: إِنَّ أَخَا صُدَاءٍ قَدْ أَذَّنَ وَمَنْ أَذَّنَ فَهُوَ يُقِيمُ".

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ زِيَادٍ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ الإِفْرِيقِيِّ وَالإِفْرِيقِيُّ هُوَ ضَعِيفٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ ضَعَّفَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ وَغَيْرُهُ قَالَ أَحْمَدُ: لَا أَكْتُبُ حَدِيثَ الإِفْرِيقِيِّ.

قَالَ: وَرَأَيْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ يُقَوِّي أَمْرَهُ وَيَقُولُ هُوَ مُقَارِبُ الْحَدِيثِ.

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ مَنْ أَذَّنَ فَهُوَ يُقِيمُ.

ﷺ نے مجھے حکم فرمایا کہ میں نماز فجر کے لیے اذان دوں۔ پس میں نے اذان دی۔ سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہنا چاہی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قبیلہ بنو صداء کے آدمی (زیاد بن حارث) رضی اللہ عنہ نے اذان دی ہے، پس جو اذان دے وہی اقامت کہے۔"

امام ترمذی فرماتے ہیں اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا زیاد رضی اللہ عنہ کی روایت کو ہم صرف افریقی کی روایت سے پہچانتے ہیں، جبکہ افریقی اہل حدیث کے نزدیک ضعیف ہے۔ یحییٰ بن سعید قطان رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں افریقی کی روایت نہیں لکھتا۔

امام ترمذی فرماتے ہیں: میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا وہ اس کے معاملے کو قوی جانتے تھے اور فرماتے کہ یہ "مقارب الحدیث" ہے۔

اکثر اہل علم کا اسی پر عمل ہے کہ جو اذان دے وہی اقامت کہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) ضعيف الترمذي: ٣٢۔اس میں عبدالرحمٰن بن زیاد الافریقی ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٧٥٣٧، سنن ابو داود: ٥١٤، سنن ابن ماجه: ٧١٧

فوائد الحدیث: یہ حدیث ضعیف ہے اور کوئی دوسری صحیح حدیث بھی نہیں جو اقامت کا حق موذن کے لیے ثابت کرے لہٰذا مسئلہ میں وسعت رہنی چاہیے کہ اگر موذن کے علاوہ کوئی دوسرا بھی اقامت کہہ دے تو کوئی حرج نہیں۔

33- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الأَذَانِ بِغَيْرِ وُضُوءٍ

وضو کے بغیر اذان دینا ممنوع ہے

200: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ يَحْيَى الصَّدَفِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "لَا يُؤَذِّنُ إِلَّا مُتَوَضِّئٌ".

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: "صرف باوضو شخص ہی اذان دے۔"

حکم الحدیث: (ضعيف) الارواء: ٢٢٢۔اس میں معاویہ بن یحییٰ ضعیف ہے۔اخرجه ابن ابي شيبة: ١/٢١١

تخریج الحدیث: سنن كبرىٰ للبيهقي: ۳۹۷/۱

201: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: "لَا يُنَادِي بِالصَّلَاةِ إِلَّا مُتَوَضِّئٌ". قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا أَصَحُّ مِنَ الْحَدِيثِ الْأَوَّلِ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، صرف باوضو شخص ہی نماز کے لیے اذان دے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ روایت پہلی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ لَمْ يَرْفَعْهُ ابْنُ وَهْبٍ وَهُوَ أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ الْوَلِيدِ بْنِ مُسْلِمٍ. وَالزُّهْرِيُّ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

امام ترمذی فرماتے ہیں: ابن وہب نے ابوہریرہ کی حدیث کو مرفوع بیان نہیں کیا۔ اور یہ ولید بن مُسلم کی روایت سے زیادہ صحیح ہے اور امام زہری نے سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا۔

وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الْأَذَانِ عَلَى غَيْرِ وُضُوءٍ فَكَرِهَهُ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ وَإِسْحَاقُ.

وضو کے بغیر اذان دینے کے بارے میں اہل علم نے اختلاف کیا ہے۔
بعض اہل علم نے اسے مکروہ جانا ہے، امام شافعی اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہما اللہ کا یہی موقف ہے۔

وَرَخَّصَ فِي ذَلِكَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَأَحْمَدُ.

بعض اہل علم نے اس بارے میں رخصت دی ہے، امام سفیان ثوری، امام ابن مبارک اور امام احمد رحمہم اللہ کا یہ موقف ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) ۔یہ انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے۔ابن شہاب زہری کا ابوہریرہ سے سماع ثابت نہیں۔

تخریج الحدیث: مصنف ابن ابي شيبة: ۲۱۱/۱

فوائد الحدیث: عبادات میں ایک مومن کی شان تو یہی ہونی چاہئے کہ وہ طہارت وغیرہ کا خیال رکھے اور باوضو تمام امور بجالائے ان میں اذان بھی ہے لیکن اس کے متعلق کوئی صحیح حدیث ثابت نہیں جس سے موذن کے لیے وضو کو لازم قرار دیا جائے جیسا کہ نماز کے لیے ہے بلکہ جس طرح دوسرے اذکار، تلاوت وغیرہ بغیر وضو کے ہوسکتے ہیں۔ اذان بھی اگر بے وضو ہو جائے تو گنجائش موجود ہے۔ البتہ اولیٰ، افضل اور بہتر تو باوضو ہو کر ہی اذان کہنا ہے۔

34- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الإِمَامَ أَحَقُّ بِالإِقَامَةِ

امام اقامت کا زیادہ حق دار ہے

202: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ أَخْبَرَنِي سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ يَقُولُ: "كَانَ مُؤَذِّنُ رَسُولِ اللهِ ﷺ يُمْهِلُ فَلَا يُقِيمُ حَتَّى إِذَا رَأَى رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدْ خَرَجَ أَقَامَ الصَّلَاةَ حِينَ يَرَاهُ".

سیّدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ کا مؤذن انتظار کرتا تھا اور وہ اقامت نہیں کہتا تھا حتیٰ کہ جب وہ دیکھتے کہ رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لا چکے ہیں اور وہ آپ کو دیکھ لیتے تو تب اقامت کہتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ هُوَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

وَحَدِيثُ إِسْرَائِيلَ عَنْ سِمَاكٍ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

اسرائیل کی سماک سے حدیث کو ہم صرف اسی سند سے ہی جانتے ہیں۔

وَهَكَذَا قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: "إِنَّ الْمُؤَذِّنَ أَمْلَكُ بِالْأَذَانِ وَالإِمَامَ أَمْلَكُ بِالإِقَامَةِ".

اہل علم نے اسی طرح کہا ہے: کہ مؤذن اذان کا زیادہ اختیار رکھتا ہے اور امام اقامت کا زیادہ حق دار ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) صحيح ابي داؤد: ٥٤٨، اخرجه ابن خزيمه: ١٥٢٥، البيهقي: ١٩/٢

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٦٠٦، سنن ابو داود: ٥٣٧، مسند احمد: ٢٠٨٠٤

فوائد الحدیث: (۱) امام اقامت کا زیادہ حقدار ہے کا مطلب ہے کہ جب امام آجائے تو پھر اقامت کہی جائے۔ جیسا کہ حدیث باب سے ثابت ہے۔

(۲) یا اس کا مطلب ہے، امام کی اجازت کے ساتھ اقامت کہی جائے جیسا کہ بعض احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ تشریف لاتے، صفیں درست کرواتے اور پھر اقامت کہلواتے۔

(۳) یا پھر امام جس کو چاہے حکم دے تو وہ اقامت کہہ دے۔ تمام صورتیں درست ہیں۔ جس پر بھی عمل کیا جائے جائز ہے۔

35- بَابُ مَا جَاءَ فِي الأَذَانِ بِاللَّيْلِ

(طلوع فجر سے پہلے) رات کے وقت اذان دے دینا

203: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "إِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى تَسْمَعُوا تَأْذِينَ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ".

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "بلال (رضی اللہ عنہ) رات کے وقت ہی اذان دے دیتے ہیں۔ پس تم (سحری) کھاتے پیتے رہو حتی کہ تم ابن ام مکتوم (رضی اللہ عنہ) کی اذان سن لو۔" امام ترمذی نے کہا اس باب میں ابن مسعود، عائشہ، انیسہ، انس، ابوذر اور سمرہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَعَائِشَةَ وَأُنَيْسَةَ وَأَنَسٍ وَأَبِي ذَرٍّ وَسَمُرَةَ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدِ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الأَذَانِ بِاللَّيْلِ فَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: إِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ بِاللَّيْلِ أَجْزَأَهُ وَلَا يُعِيدُ. وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح ہے۔ رات کے وقت (فجر کی) اذان دینے کے بارے میں اہل علم نے اختلاف کیا ہے، بعض اہل علم نے کہا ہے کہ جب مؤذن رات کے وقت اذان دے دے تو وہ اسے کفایت کرتی ہے اور وہ (طلوع فجر پر) اسے نہیں دہرائے گا۔ یہ امام مالک، امام ابن مبارک، امام شافعی، امام احمد اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ کا موقف ہے۔

وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: "إِذَا أَذَّنَ بِلَيْلٍ أَعَادَ". وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ. وَرَوَى حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ "أَنَّ بِلَالًا أَذَّنَ بِلَيْلٍ فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُنَادِيَ إِنَّ الْعَبْدَ نَامَ".

بعض اہل علم جیسے امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ہے کہ جب وہ رات کے وقت اذان دے دے گا تو پھر وقت ہونے پر اسے دہرائے گا۔ سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ نے رات ہی کے وقت اذان دے دی، تو نبی ﷺ نے انہیں حکم فرمایا کہ وہ اعلان کریں: "بندہ سو گیا تھا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَيْرُ مَحْفُوظٍ. وَالصَّحِيحُ مَا رَوَى عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَغَيْرُهُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ بَلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ، فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يُؤَذِّنَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ)). وَرَوَى عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ أَبِي رَوَّادٍ عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ مُؤَذِّنًا لِعُمَرَ أَذَّنَ بِلَيْلٍ، فَأَمَرَهُ عُمَرُ أَنْ يُعِيدَ الْأَذَانَ. وَهَذَا لَا يَصِحُّ أَيْضًا، لِأَنَّهُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عُمَرَ: مُنْقَطِعٌ. وَلَعَلَّ حَمَّادَ بْنَ سَلَمَةَ أَرَادَ هٰذَا الْحَدِيثَ. وَالصَّحِيحُ رِوَايَةُ عُبَيْدِاللّٰهِ وَغَيْرِ وَاحِدٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عِيسَى: وَلَوْ كَانَ حَدِيثُ حَمَّادٍ صَحِيحًا لَمْ يَكُنْ لِهَذَا الْحَدِيثِ مَعْنًى، إِذْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ)) فَإِنَّمَا أَمَرَهُمْ فِيمَا يُسْتَقْبَلُ، وَقَالَ: ((إِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ)) وَلَوْ أَنَّهُ أَمَرَهُ بِإِعَادَةِ الْأَذَانِ حِينَ أَذَّنَ قَبْلَ طُلُوعِ الْفَجْرِ: لَمْ يَقُلْ: ((إِنَّ بَلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ)). قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ: حَدِيثُ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ هُوَ غَيْرُ مَحْفُوظٍ وَأَخْطَأَ فِيهِ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث محفوظ نہیں۔ اور صحیح وہ ہے جو عبیداللہ بن عمر وغیرہ نے عن نافع عن ابن عمر ان النبی ﷺ بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا "بے شک بلال رضی اللہ عنہ رات کو اذان کہتے ہیں تو تم کھاتے پیتے رہو حتی کہ ابن ام مکتوم اذان کہیں" اور عبدالعزیز بن ابی روّاد نے نافع سے بیان کیا کہ "سیّدنا عمر کے موذن نے رات کو اذان کہہ دی تو سیّدنا عمر نے اس کو اذان لوٹانے کا حکم دیا تھا" اور یہ بھی صحیح نہیں کیونکہ نافع عن عمر سے روایت منقطع ہے۔ ہاں شاید کہ حماد بن سلمہ نے اس حدیث کا ارادہ کیا اور صحیح روایت عبیداللہ اور کئی ایک کی نافع سے وہ ابن عیسی سے بیان کرتے ہیں۔ اگر حماد کی حدیث صحیح ہو تو پھر اس حدیث کا تو کوئی مطلب ہی نہیں ہے کیونکہ جب آپ ﷺ نے خود ارشاد فرمایا کہ "بے شک بلال رات کو اذان کہتے ہیں" تو آپ کا حکم اسی معاملے میں ہے جو پیش آنے والا ہے (یعنی مستقبل میں) اور آپ ﷺ نے فرمایا "بے شک بلال رات کو اذان کہتے ہیں" اگر آپ نے انہیں اذان لوٹانے کا حکم دیا ہوتا جب انہوں نے طلوع فجر سے قبل اذان کہہ دی تھی تو آپ ﷺ یہ نہ فرماتے "اِنَّ بَلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ" امام علی بن مدینی نے کہا: حماد بن سلمہ عن ایوب عن نافع عن ابن عمر کی سند سے نبی ﷺ سے روایت غیر محفوظ ہے اس میں حماد بن سلمہ نے خطا کی ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) الارواء: ٢١٩، اخرجه ابن ابي شيبة: ٣/٩، الدارمي: ١١٩٢، وابن خزيمه: ٤٠١

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٤٥٥١ و ٥٢٨٥ صحیح بخاری: ٦١٨ و ٦٢٠ صحیح مسلم: ١٠٩٢، ٣٦ و ٣٧، سنن نسائی: ٢/١٠، صحیح ابن حبان: ٣٤٦٩ و ٣٤٧٠۔

فوائد الحدیث: (۱) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں تہجد کی اذان ہمیشہ ہوتی تھی کیونکہ آپ ﷺ فرما رہے ہیں۔ ان بلا لا یوذن بلیل کہ سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ رات کو اذان کہتے ہیں۔ مضارع کا صیغہ استعمال فرمایا کا مطلب ہے کہ بلال رضی اللہ عنہ اب بھی کہتے ہیں اور آئندہ بھی وہ رات کو تہجد کی اذان کہا کریں گے لہٰذا جو لوگ سحری کھا رہے ہیں وہ کھاتے پیتے رہیں یہاں تک کہ سیّدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی اذان کی آواز سن لیں کیونکہ وہ صبح طلوع فجر کے وقت اذان کہتے ہیں۔ اس وقت روزے دار کے لیے کھانا پینا ممنوع ہو جاتا ہے۔

(۲) بعض لوگ چونکہ تہجد کی اذان کا انکار کرتے ہیں اس لیے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے تفصیل کے ساتھ اس پر بحث کی ہے اور تمام اقوال ذکر کر کے ان کی اسنادی حیثیت کو واضح کیا ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ تہجد کی اذان مستقل اذان ہے جو دور نبوی ﷺ سے چلی آ رہی ہے یہ بھول کر نہیں کہی گئی۔

سنن نسائی میں سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں لیوقظ نائمکم ولیرجع قائمکم (نسائی ۱/۷۵ الاذان فی غیر وقت الصلوٰۃ) (بلال رضی اللہ عنہ رات کو اذان اس لیے کہتے ہیں تاکہ سونے والے کو جگائیں اور قیام کرنے والے کو لوٹائیں" (کہ وہ نماز تہجد کو مکمل کر کے وتر پڑھ لے، اگر اس نے روزہ رکھنا ہے تو جا کر سحری کھالے، یا پھر کچھ آرام کر لے تاکہ فجر کی نماز میں تازہ دم ہو کر شریک ہو)

(۳) کس قدر ستم ظریفی ہے آج ہمارے معاشرہ میں بعض الناس کی مساجد میں فجر سے ایک یا ڈیڑھ گھنٹہ پہلے لاؤڈ سپیکر سے کئی قسم کی بدعات اور نعت خوانی وغیرہ تو کی جاتی ہیں لیکن تہجد کے وقت اذان نہیں کہی جاتی۔ جو کہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔

(۴) اہل حدیث حضرات کی مساجد میں کبھی یہ اذان بڑے اہتمام سے کہی جاتی تھی لیکن اب سستی اور کاہلی کی وجہ سے خال خال مساجد میں اس کا اہتمام ہے، ضرورت ہے اس بات کی کہ اس سُنّت کو زندہ کیا جائے اور ہر مسجد میں اذان تہجد کا انتظام کیا جائے۔ وباللہ التوفیق۔

36- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْخُرُوجِ مِنَ الْمَسْجِدِ بَعْدَ الأَذَانِ

اذان ہو جانے کے بعد مسجد سے باہر نکل جانے کی ممانعت

204: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْمُهَاجِرِ عَنْ أَبِي الشَّعْثَاءِ قَالَ: خَرَجَ رَجُلٌ مِنَ الْمَسْجِدِ بَعْدَ مَا أُذِّنَ فِيهِ بِالْعَصْرِ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: أَمَّا هَذَا فَقَدْ عَصَى أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ.

ابو شعثاء رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، ایک آدمی عصر کی اذان ہو جانے کے بعد مسجد سے باہر نکل گیا، تو سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "یہ جو شخص ہے اس نے ابوالقاسم ﷺ کی نافرمانی کی ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُثْمَانَ.

امام ترمذی فرماتے ہیں: اس مسئلہ میں سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

وَعَلَى هَذَا الْعَمَلُ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَمَنْ بَعْدَهُمْ، "أَنْ لَا يَخْرُجَ أَحَدٌ مِنَ الْمَسْجِدِ بَعْدَ الأَذَانِ إِلَّا مِنْ عُذْرٍ أَنْ يَكُونَ عَلَى غَيْرِ وُضُوءٍ أَوْ أَمْرٌ لَا بُدَّ

نبی ﷺ کے اصحاب اور ان کے بعد اہل علم کے ہاں اسی پر عمل ہے کہ کوئی شخص اذان کے بعد کسی عذر کے بغیر مسجد سے باہر نہ نکلے، یہ کہ اس کا وضو نہ ہو، یا کوئی انتہائی ضروری کام ہو۔

مِنْهُ". وَيُرْوَى عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ أَنَّهُ قَالَ: يَخْرُجُ مَا لَمْ يَأْخُذِ الْمُؤَذِّنُ فِي الإِقَامَةِ.

ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا جاتا ہے کہ انہوں نے کہا: مؤذن کے اقامت کہنے سے پہلے پہلے نکل سکتا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا عِنْدَنَا لِمَنْ لَهُ عُذْرٌ فِي الْخُرُوجِ مِنْهُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہمارے نزدیک یہ اس شخص کے لیے رخصت ہے جسکے پاس وہاں (مسجد) سے نکلنے کا عذر ہو۔

وَأَبُو الشَّعْثَاءِ اسْمُهُ سُلَيْمُ بْنُ أَسْوَدَ وَهُوَ وَالِدُ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ.

ابو شعثاء کا نام سلیم بن اسود ہے۔ اور وہ اشعث بن ابی شعثاء کے والد ہیں۔

وَقَدْ رَوَى أَشْعَثُ بْنُ أَبِي الشَّعْثَاءِ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِيهِ.

اور اشعث بن ابی الشعثاء نے یہ حدیث اپنے باپ سے روایت کی ہے۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) ارواء الغليل: ٢٤٥، اخرجه ابن خزيمه: ١٥٠٧، ابو عوانه: ٨/٢، والبيهقي: ٥٦/٣

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٦٥٥ سنن ابو داود: ٥٣٦، سنن ابن ماجه: ٧٣٣ سنن نسائی: ٢٩/٢، مسند احمد: ٩٣١٥ صحيح ابن حبان: ٢٠٦٢۔

فوائد الحدیث: (۱) بغیر کسی شرعی عذر کے اذان سننے کے بعد مسجد سے نماز پڑھے بغیر چلے جانا گناہ ہے۔

(۲) اگر کوئی شخص پہلے نماز پڑھ چکا ہے اور اذان بعد میں ہوئی ہے تو وہ جانا چاہے تو جا سکتا ہے۔

(۳) کوئی بے وضو ہو جائے اور اس کو وضو کے لئے مسجد سے باہر جانا پڑے تو اس کے لئے بھی گنجائش ہے۔

(۴) کسی شخص نے دوسری مسجد میں جا کر اسی نماز کی امامت کروانی ہے تو وہ بھی اذان سننے کے بعد جا سکتا ہے۔ واللہ اعلم و علمہ اتم

37- بَابُ مَا جَاءَ فِي الأَذَانِ فِي السَّفَرِ

دوران سفر اذان

205: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ: قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَا وَابْنُ عَمٍّ لِي فَقَالَ: "لِنَا، إِذَا سَافَرْتُمَا فَأَذِّنَا وَأَقِيمَا وَلْيَؤُمَّكُمَا أَكْبَرُكُمَا".

سیّدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں اپنے چچازاد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ ﷺ نے ہمیں فرمایا: "جب تم سفر کرو تو اذان دو اور اقامت کہو، اور تم دونوں میں سے جو بڑا ہے وہ امامت کرائے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ اخْتَارُوا الأَذَانَ فِي السَّفَرِ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: تُجْزِءُ الإِقَامَةُ إِنَّمَا الأَذَانُ عَلَى مَنْ يُرِيدُ أَنْ يَجْمَعَ النَّاسَ.
وَالْقَوْلُ الأَوَّلُ أَصَحُّ. وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اکثر اہل علم کا اسی پر عمل ہے، اور انہوں نے سفر میں اذان کہنا پسند کیا ہے۔ ان میں سے بعض نے کہا ہے: کہ اقامت ہی کافی ہے، اذان تو وہ دے گا جس نے لوگوں کو جمع کرنا ہو۔ پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔ یہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحاق بن

راہویہ رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن خزيمه: ٣٩٠، البيهقي: ١/٣٨٥، والبغوي: ٤٣٢

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٥٥٩٨، صحيح بخاری: ٦٢٨، صحيح مسلم: ٦٧٤، سنن ابو داود: ٥٨٩، سنن ابن ماجه: ٩٧٩، سنن نسائی: ٢/٨۔ ٩، و ٢١، و ٧٧، صحيح ابن حبان: ١٦٥٨ و ٢١٢٨۔ ٢١٣١۔

فوائد الحدیث: (۱) نمازی اگر مسافر ہوں تو وہ اذان اور اقامت کہہ کر نماز پڑھ سکتے ہیں یہ افضل عمل ہے۔

(۲) اگر مسافر اکیلا ہے تو تب بھی اذان کہہ سکتا ہے اگر نہیں کہتا تو جائز ہے۔

38- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْأَذَانِ

اذان کی فضیلت

206: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو تُمَيْلَةَ حَدَّثَنَا أَبُو حَمْزَةَ عَنْ جَابِرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "مَنْ أَذَّنَ سَبْعَ سِنِينَ مُحْتَسِبًا كُتِبَتْ لَهُ بَرَاءَةٌ مِنَ النَّارِ".

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جس نے ثواب کی نیت سے سات سال اذان دی، اس کے لیے جہنم سے براءت لکھ دی جاتی ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَثَوْبَانَ وَمُعَاوِيَةَ وَأَنَسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ.

امام ترمذی نے فرمایا: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن مسعود، ثوبان، معاویہ، انس، ابوہریرہ اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت غریب ہے۔

وَأَبُو تُمَيْلَةَ اسْمُهُ يَحْيَى بْنُ وَاضِحٍ. وَأَبُو حَمْزَةَ السُّكَّرِيُّ اسْمُهُ مُحَمَّدُ بْنُ مَيْمُونٍ.

ابو تمیلہ کا نام یحییٰ بن واضح اور ابو حمزہ السکری کا نام محمد بن میمون ہے۔

وَجَابِرُ بْنُ يَزِيدَ الْجُعْفِيُّ ضَعَّفُوهُ تَرَكَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ. قَالَ أَبُو عِيسَى: سَمِعْتُ الْجَارُودَ يَقُولُ سَمِعْتُ وَكِيعًا يَقُولُ لَوْلَا جَابِرٌ الْجُعْفِيُّ لَكَانَ أَهْلُ الْكُوفَةِ بِغَيْرِ حَدِيثٍ وَلَوْلَا حَمَّادٌ لَكَانَ أَهْلُ الْكُوفَةِ بِغَيْرِ فِقْهٍ.

جابر بن یزید الجعفی کو محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے، یحییٰ بن سعید اور عبدالرحمٰن بن مہدی نے اس سے حدیث لینا ترک کر دیا۔ امام ترمذی فرماتے ہیں میں نے امام جارود کو سنا وہ فرماتے ہیں میں نے امام وکیع کو فرماتے ہوئے سنا کہ جابر جعفی نہ ہوتا تو کوفیوں کے پاس حدیث نہ ہوتی اور اگر حماد نہ ہوتے تو کوفیوں کے پاس فقہ نہ ہوتی۔

حکم الحدیث: (ضعيف) اس میں جابر جعفی ضعیف ہے۔ اخرجه المزي في تهذيب الكمال: ٧/٥٢

تخریج الحدیث: الطبراني في الكبير: ١١٠٩٨، سنن ابن ماجه: ٧٢٧

فوائد الحدیث: یہ روایت اگرچہ ضعیف ہے لیکن دوسری صحیح احادیث میں موذن کے لیے اجر و ثواب اور اذان کہنے کی فضیلت موجود

ہے۔ حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ لو یعلم الناس ما فی النداء والصف الاول ثم لم یجدوا الا ان یستهموا علیه لاستهموا علیه۔ (نسائی ۱ر۷۷ کتاب الاذان) اگر لوگ اذان کہنے اور پہلی صف میں نماز پڑھنے کی فضیلت اور اجر و ثواب کو جانتے ہوتے تو پھر اذان کہنے اور پہلی صف میں کھڑے ہونے کے لیے انہیں قرعہ اندازی کے علاوہ کوئی چارہ نہ ہوتا تو اس کے لیے وہ قرعہ اندازی بھی کرتے۔

39- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الإِمَامَ ضَامِنٌ وَالْمُؤَذِّنَ مُؤْتَمَنٌ

امام ضامن ہے اور مؤذن امانت رکھنے والا ہے

207: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: "الإِمَامُ ضَامِنٌ وَالْمُؤَذِّنُ مُؤْتَمَنٌ اللَّهُمَّ أَرْشِدِ الأَئِمَّةَ وَاغْفِرْ لِلْمُؤَذِّنِينَ".

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "امام ضامن ہوتا ہے اور مؤذن امانت دار، اے اللہ! ائمہ (اماموں) کی راہنمائی فرما اور اذان دینے والوں کی مغفرت فرما۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ وَعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ رَوَاهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَحَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَرَوَى أَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الأَعْمَشِ قَالَ: حُدِّثْتُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں عائشہ، سہل بن سعد اور عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کو سفیان ثوری، حفص بن غیاث اور کئی ایک نے اعمش عن ابی صالح عن ابی ہریرہ کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے اسباط بن محمد نے اعمش سے روایت کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ مجھے ابو صالح عن ابی ہریرۃ عن النبی ﷺ سے بیان کیا گیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) المشکوٰۃ: ٦٦٣، الارواء: ٢١٧، صحیح ابي داؤد: ٥٣٠، اخرجه ابن خزیمه: ١٥٢٨،

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٧٨١٨

فوائد الحدیث: (۱) امام اس بات کا ضامن اور ذمہ دار ہے کہ وہ اپنے مقتدیوں کو نماز مکمل خشوع و خضوع اور سُنت رسول ﷺ کے مطابق پڑھائے اگر وہ جان بوجھ کر بے وضو یا سُنت کے خلاف نماز پڑھاتا ہے تو وہ گناہ گار ہے۔ کیونکہ خلاف سُنت عمل اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتے۔ جیسا کہ کچھ عرصہ قبل ڈجکوٹ ضلع فیصل آباد میں ایک امام صاحب نے غائبانہ نماز جنازہ کی دو رکعتیں رکوع، سجود اور تشہد کے ساتھ پڑھادیں۔ جب اس کو توجہ دلائی گئی تو وہ کہنے لگا کہ غائبانہ جنازے کا یہی طریقہ ہے۔ حالانکہ یہ درست نہیں (وہ مولانا صاحب اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے رجوع کر چکے ہیں اس لیے ان کا نام ظاہر کرنے سے گریز کیا گیا ہے)۔

(۲) امام چونکہ جان بوجھ کر ایسی حرکت کرے گا اس لیے اس کے حق میں یہ دعا فرمائی اللھم ارشد الائمۃ "اللہ تعالیٰ آئمہ کو ہدایت نصیب فرما۔"

(۳) موذن پر نماز کے وقت اور سحری و افطاری کے اوقات کے لیے اعتماد کیا جاتا ہے۔ اس لیے اس کو چاہیے کہ وہ اس کا پورا اہتمام کرے اور اذان میں تعجیل و تاخیر کے سلسلہ میں کسی غفلت و لاپرواہی کا مظاہرہ نہ کرے۔

(۴) موذن عمومی طور پر جان بوجھ کر بے وقت اذان کہنے کی غلطی نہیں کرتا بلکہ سستی و کاہلی کی وجہ سے ایسا ہو جاتا ہے اس کے لیے یہ دعا کی واغفر للموذنین "اللہ تعالیٰ اذان کہنے والوں کی غلطیوں، کوتاہیوں کو معاف فرما"۔ (آمین)

40- بَابُ مَا جَاءَ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ

آدمی اذان سن کر کیا کہے

208: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ. قَالَ وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: "إِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَاءَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ الْمُؤَذِّنُ".

سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم اذان سنو تو تم بھی اسی طرح کہو جس طرح مؤذن کہتا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي رَافِعٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأُمِّ حَبِيبَةَ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَعَبْدِ اللهِ بْنِ رَبِيعَةَ وَعَائِشَةَ وَمُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ وَمُعَاوِيَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں ابو رافع، ابو ہریرہ، ام حبیبہ، عبداللہ بن عمرو، عبداللہ بن ربیعہ، عائشہ، معاذ بن انس اور معاویہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي سَعِيدٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهَكَذَا رَوَى مَعْمَرٌ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ مِثْلَ حَدِيثِ مَالِكٍ. وَرَوَى عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَرِوَايَةُ مَالِكٍ أَصَحُّ.

اور امام ترمذی نے کہا: ابو سعید کی حدیث حسن صحیح اور اسی طرح معمر اور کئی ایک نے اسی طرح زہری سے مالک کی روایت کے مثل روایت کیا ہے۔ عبدالرحمٰن بن اسحاق نے اس حدیث کو زہری کے حوالے سے سعید بن مسیب سے عن ابی ہریرہ کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے جبکہ مالک رحمۃ اللہ علیہ کی روایت زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابو يعلي: ١١٨٩، ابن خزيمه: ٤١١، ابو عوانه: ٣٣٧/١، والبيهقي: ٤٠٨/١

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٦١١، صحیح مسلم: ٣٨٣، سنن ابو داود: ٥٢٢، سنن ابن ماجه: ٧٢٠، سنن نسائی في المجتبى: ٢٣/٢، عمل اليوم والليلة : ٣٤ ، مسند احمد: ١١٠٢٠/١، صحیح ابن حبان: ١٦٨٦۔

فوائد الحدیث: (۱) جب بھی آدمی اذان سنے تو اسے اپنی تمام تر مصروفیات ترک کر کے توجہ سے اذان سننی چاہئے اور اس کا جواب بھی دینا چاہئے۔ کہ امام اعظم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے۔

(۲) اذان کا جواب دینے کی بہت فضیلت احادیث میں بیان ہوئی۔ صحیح مسلم میں سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی طویل حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ "جو شخص بھی صدق دل سے اذان کا جواب دیتا ہے اللہ تعالیٰ اسے جنّت کا داخلہ نصیب فرمائیں گے"۔ (صحیح مسلم ۱/۱۶۷ کتاب الصلوٰۃ)

(۳) اذان کا جواب موذن کے کلمات کے ساتھ ہی دینا چاہئے، سوائے حی علی الصلوۃ، حی علی الفلاح کے اس کے جواب میں لا حول ولا قوۃ الا باللہ کہنا چاہئے۔

سیّدنا علقمہ بن وقاص بیان کرتے ہیں کہ میں سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا کہ موذن نے اذان کہی تو سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہی الفاظ

کے ساتھ ان کا جواب دیا۔ اور جب موذن نے حی علی الصلوٰۃ اور حی الفلاح کہا تو سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جواب میں لا حول ولا قوۃ الا باللہ کہا۔ پھر فرمایا سمعت رسول اللہ ﷺ یقول مثل ذالك۔ (سنن نسائی کتاب الاذان) ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح کہتے تھے''۔

41- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ أَنْ يَأْخُذَ الْمُؤَذِّنُ عَلَى الأَذَانِ أَجْرًا

اذان دینے کی اجرت وصول کرنے کی ممانعت

209: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو زُبَيْدٍ وَهُوَ عَبْثَرُ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ أَشْعَثَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ قَالَ: ''إِنَّ مِنْ آخِرِ مَا عَهِدَ إِلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنِ اتَّخِذْ مُؤَذِّنًا لَا يَأْخُذُ عَلَى أَذَانِهِ أَجْرًا''.

سیّدنا عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے آخر میں جو مجھے وصیت فرمائی تھی، وہ یہ تھی کہ ایسا مؤذن مقرر کرنا جو اپنی اذان پر اجرت وصول نہ کرے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عُثْمَانَ حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ كَرِهُوا أَنْ يَأْخُذَ الْمُؤَذِّنُ عَلَى الأَذَانِ أَجْرًا وَاسْتَحَبُّوا لِلْمُؤَذِّنِ أَنْ يَحْتَسِبَ فِي أَذَانِهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ اہل علم کے ہاں اسی پر عمل ہے: انہوں نے اس بات کو ناپسند کیا ہے کہ وہ اذان دینے کی اجرت وصول کرے، اور انہوں نے موذن کے لیے یہ مستحب قرار دیا ہے کہ وہ حصول ثواب کی نیت سے اذان دے۔

حکم الحدیث: (صحیح)

تخریج الحدیث: مسند الحمیدی: ٩٠٦، مصنف ابن ابي شيبة: ١/٢٢٨، سنن ابن ماجه: ٧١٤، معجم كبير الطبراني: ٨٣٧٦ و ٨٣٧٨، وابو نعيم في الحلية: ٨/١٣٤، وابن حزم فی المحلی: ٣/١٤٥

فوائد الحدیث: (۱) ہر مسلمان کو ہر ایک کام صرف لوجہ اللہ ہی کرنا چاہئے لیکن جو لوگ انہی دینی امور نماز، خطبہ، تعلیم و تدریس وغیرہ کے لئے مختص ہیں ان کی ضروریات کا خیال رکھنا بھی دوسرے مسلمانوں کے لیے ضروری ہے اور ایسا شخص ان امور کی انجام دہی پر معاوضہ لے لے تو درست ہے جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے۔

(۲) موذن اگر دوسرے شرعی امور سرانجام دے رہا ہے یا مسجد کی خدمت کے لیے مقرر ہے تو اس کی تنخواہ درست ہے کیونکہ وہ باقی امور کا معاوضہ لے رہا ہے اذان کا نہیں۔

(۳) اگر کوئی موذن صرف اذان کہنے کا معاوضہ طلب کرتا ہے اور معاوضہ نہ ملنے کی صورت میں اذان نہیں کہتا تو یہ غلط ہے اسے ایسا نہیں کرنا چاہئے۔

(۴) اذان پر اجرت نہ لینے کے حکم میں بھی یہ مصلحت سمجھ آتی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازیوں کو ترغیب دلائی ہے کہ اذان کے لئے اجرت پر موذن مقرر نہ کریں۔ بلکہ ہر ایک نمازی کو خود شوق ہونا چاہئے کہ جلدی مسجد میں آئے اور اذان کہے ورنہ لوگوں کی حالت یہ ہے کہ خود کوئی ذمہ داری لینے کے لیے تیار نہیں ہوتے بس مسجد کے امام و خطیب کو تمام امور کا پابند کر کے خود بری الذمہ ہو جاتے ہیں۔ پھر

آئمہ حضرات بھی اپنی سہولت کے لئے کوئی نہ کوئی طریقہ اختیار کر لیتے ہیں۔ایک دفعہ ہمارے علاقے کے ایک گاؤں سے ایک جماعتی دوست نے فون کیا کہ کیا امام، اذان نہیں کہہ سکتا؟ میں نے جواب دیا کہ کہہ سکتا ہے۔ تو وہ شخص کہنے لگا کہ ہمارے مولانا صاحب اذان نہیں کہتے وہ کہتے ہیں کہ میں نے چونکہ امامت کروانی ہے لہٰذا میں نے اذان نہیں کہنی اذان مقتدیوں میں سے کوئی کہے گا۔ تو میں نے جواب دیا کہ نہیں ایسا کوئی مسئلہ نہیں۔ امام صاحب بھی اذان کہہ سکتے ہیں۔ البتہ آپ لوگوں کا علاج یہی ہے جو آپ کے مولانا صاحب نے کیا ہے۔ اس لئے آپ اپنی مرضی سے مسجد میں آتے ہیں وہ بھی جماعت کے وقت اور اگر کبھی دل نہیں چاہتا تو جماعت میں بھی شریک نہیں ہوتے اور سمجھتے ہو کہ اذان ہو گئی ہے جماعت بھی ہو جائے گی میں بعد میں نماز ادا کر لوں گا۔ اس لیے ایسا نہیں ہونا چاہیے بلکہ آپ کو شوق سے مسجد میں آکر اذان کہنی چاہئے اور باجماعت نماز ادا کرنی چاہئے۔

42- بَابُ مَا جَاءَ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ مِنَ الدُّعَاءِ

اذان کے بعد کی دعا

210: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ الْحُكَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ مَنْ قَالَ: "حِينَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ وَأَنَا أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ رَضِيتُ بِاللهِ رَبًّا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولاً وَبِالإِسْلَامِ دِينًا، غُفِرَ لَهُ ذَنْبُهُ".

سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا آپ ﷺ نے فرمایا: "جس نے مؤذن کی اذان سن کر یہ دعا پڑھی: "وَأَنَا أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ رَضِيتُ بِاللهِ رَبًّا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولاً وَبِالإِسْلَامِ دِينًا" "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور یہ کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، میں اللہ کے رب ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر اور محمد (ﷺ) کے رسول ہونے پر راضی ہوں۔" تو اللہ اس کے گناہ بخش دیتا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ. لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ حُكَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ قَيْسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ اور ہم اسے صرف لیث بن سعد عن حکیم بن عبد اللہ بن قیس کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٢٢٦/١٠، البزار: ١١٠، ابن خزيمه: ٤٢١، والبيهقي: ٤١٠/١

تخريج الحديث: صحيح مسلم: ٣٨٦، سنن ابو داود: ٥٢٥، سنن ابن ماجه: ٧٢١، سنن نسائي: ٢٦/٢، مسند احمد: ١٥٦٥، صحيح ابن حبان: ١٦٩٣

فوائد الحدیث: اذان کو سن کر آدمی جواب دے پھر رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھے، پھر یہ کلمات پڑھے اور عملاً بھی وہ اس کا اظہار کرے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات میں کسی کو شریک نہ ٹھہرائے، سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت و رسالت کے مقابلے میں کسی امتی کی امامت و

فقاہت کو ترجیح نہ دے، اور دین اسلام کی تعلیمات کو ہی موجب نجات سمجھے، دین اسلام کے برعکس کسی دوسرے مذہب و مسلک کی پیروی نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرمادے گا۔ اللھم اجعلنا منھم

43- بَابُ مِنْهُ اَيْضًا

سابقہ باب سے متعلق

211: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَهْلِ بْنِ عَسْكَرٍ الْبَغْدَادِيُّ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَا: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ الْحِمْصِيُّ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ "مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ النِّدَاءَ، اللَّهُمَّ رَبَّ هَذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ، وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ آتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيلَةَ، وَالْفَضِيلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا الَّذِي وَعَدْتَهُ، إِلَّا حَلَّتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ".

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے اذان سن کر یہ دعا پڑھی: "اللَّهُمَّ رَبَّ هَذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ، وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ آتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيلَةَ، وَالْفَضِيلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا الَّذِي وَعَدْتَهُ" "اے اللہ! اے اس کامل پکار اور قائم ہونے والی نماز کے رب! محمد (ﷺ) کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما۔ اور انہیں اس مقام محمود پر فائز فرما جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا۔" تو قیامت کے دن اس کے لیے شفاعت واجب ہو جائے گی۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ جَابِرٍ حَدِيثٌ صَحِيحٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کی روایت، محمد بن منکدر کی روایت سے صحیح حسن غریب ہے۔

لَا نَعْلَمُ أَحَدًا رَوَاهُ غَيْرَ شُعَيْبِ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ. وَأَبُو حَمْزَةَ اسْمُهُ دِينَارٌ.

صرف شعیب بن ابی حمزہ ہی نے اسے محمد بن منکدر سے روایت کیا ہے۔ ابو حمزہ کا نام دینار ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن خزيمه: ٤٢٠، النسائي في عمل اليوم والليلة: ٤٦، والبغوي: ٤٢٠

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٦١٤، سنن ابو داود: ٥٢٩، سنن ابن ماجه: ٧٢٢، سنن نسائی: ٢/٢٦-٢٧، مسند احمد: ١٤٨١٧، صحيح ابن حبان: ١٦٨٩

فوائد الحدیث: (۱) اذان کو توجہ سے سن کر اس کا جواب دینا اور درود شریف پڑھ کر یہ دعا پڑھنا بڑے اجر و ثواب اور فضیلت والا عمل ہے کہ اس کے عامل کو قیامت کے دن رسول اللہ ﷺ کی شفاعت نصیب ہوگی۔ اللھم اجعلنا منھم

اس لیے ہم سب کو اس کا اہتمام کرنا چاہئے اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔

(۲) اذان کو مکمل دعوت سے تعبیر کیا گیا ہے اس میں دین اسلام کے تمام بنیادی اصول (توحید، رسالت، نماز، قیامت وغیرہ) موجود ہیں اور انہی کی طرف اسلام دعوت دیتا ہے۔

(۳) "وسیلہ" سے مراد وہ مقام ہے جو جنۃ الفردوس میں سب سے اعلیٰ و افضل مقام ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے عرش کے نیچے ہے۔ یہ صرف ایک ہی ہے اور امام الانبیا محمد رسول اللہ ﷺ کو عطا کیا جائیگا۔

(۴) "فضیلت" سے مراد وہ شان و عظمت ہے جو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے پیغمبر ﷺ کو تمام انبیائے کرام علیہم السلام پر عطا

فرمائے گا۔

(۵) ''مقام محمود'' وہ جگہ ہے جہاں آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ ریز ہو کر شفاعت کبریٰ کا اِذن و مقام حاصل کریں گے۔ یا وہ عَظمت و شان مراد ہے جو آپ ﷺ کو حاصل ہوگی کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی حمد (تعریف) بیان کریں گے اور دوسرے تمام لوگ آپ ﷺ کی تعریف میں رطب اللسان ہوں گے۔

(۶) یاد رکھیں کہ یہ فضیلت صرف اس شخص کو حاصل ہوگی جو یہ مَسنُون دعا پڑھے گا اپنی طرف سے خود ساختہ اور اضافہ شدہ دعا یا دعائیں پڑھنے سے نا صرف کہ آدمی اس اجر سے محروم ہوگا بلکہ سُنت کی خلاف ورزی کی بنا پر موجب گناہ و سزا ہوگا۔

44- بَابُ مَا جَاءَ فِي أَنَّ الدُّعَاءَ لَا يُرَدُّ بَيْنَ الأَذَانِ وَالإِقَامَةِ

اذان اور اقامت کے درمیان دعا رد نہیں کی جاتی

212: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ وَأَبُو أَحْمَدَ وَأَبُو نُعَيْمٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زَيْدٍ الْعَمِّيِّ عَنْ أَبِي إِيَاسٍ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ "الدُّعَاءُ لَا يُرَدُّ بَيْنَ الأَذَانِ وَالإِقَامَةِ".

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اذان اور اقامت کے درمیان دعا رد نہیں کی جاتی۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

وَقَدْ رَوَاهُ أَبُو إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَ هَذَا.

ابو اسحاق ہمدانی نے اسے برید بن ابی مریم عن انس کی سند سے نبی ﷺ سے اسی مثل روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) المشکوٰۃ: ٦٧١، الارواء: ٢٤٤، صحیح ابی داؤد: ٥٣٤، اخرجه عبدالرزاق: ١٩٠٩

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٢٢٠٠، سنن ابو داود: ٥٢١، عمل الیوم واللیلة: ٦٨ و ٦٩

فوائد الحدیث: اس حدیث میں اذان اور جماعت کے درمیانی وقت کو دعا کی قبولیت کا وقت بیان کیا گیا ہے لہٰذا کوشش کرنی چاہئے کہ آدمی جلدی مسجد میں آئے۔ سنتیں اور نوافل پڑھ کر دعا کرنے کی کوشش کرے کہ قبولیت کی گھڑیاں ہیں ان سے فائدہ اٹھالے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

45- بَابُ مَا جَاءَ كَمْ فَرَضَ اللَّهُ عَلَى عِبَادِهِ مِنَ الصَّلَوَاتِ

اللہ نے اپنے بندوں پر کتنی نمازیں فرض کیں

213: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى النَّيْسَابُورِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، معراج کی رات نبی ﷺ پر پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔ پھر کم کی گئیں حتیٰ کہ وہ پانچ کر

قَالَ: "فُرِضَتْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ الصَّلَوَاتُ خَمْسِينَ، ثُمَّ نُقِصَتْ حَتَّى جُعِلَتْ خَمْسًا، ثُمَّ نُودِيَ يَا مُحَمَّدُ! إِنَّهُ لَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَإِنَّ لَكَ بِهَذِهِ الْخَمْسِ خَمْسِينَ".

دی گئیں۔ پھر آواز دی گئی۔ اے محمد (ﷺ)! میرے ہاں بات بدلتی نہیں، آپ کو ان پانچ کے بدلے میں پچاس کا ثواب ملے گا۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَطَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ وَأَبِي ذَرٍّ وَأَبِي قَتَادَةَ وَمَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ.

امام ترمذی نے فرمایا اس باب میں سیّدنا عبادہ بن صامت، طلحہ بن عبید اللہ، ابو ذر، ابو قتادہ، مالک بن صعصعہ اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه عبد بن حميد: ١١٥٨

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٢٥٠٥ و ١٢٦٤١، صحيح مسلم: ١٦٢، ٢٥٩، سنن نسائی: ١/٢٢١-٢٢٢۔

فوائد الحدیث: (۱) نماز اسلام کا بنیادی رکن ہے جس کے ترک کو کفر سے تعبیر کیا گیا ہے، فرمایا رسول اللہ ﷺ نے من ترك الصلوٰة متعمداً فقد كفر۔ جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی اس نے کفر کیا۔ اس فرض کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ اس کا حکم اللہ تعالیٰ نے معراج کی رات آپ ﷺ کو بغیر کسی واسطے کے ارشاد فرمایا لہٰذا نماز کے معاملے میں کسی بھی مسلمان کو قطعاً کوئی سستی نہیں کرنی چاہئے۔ بلکہ پورے اہتمام کے ساتھ اس کو ادا کرنا چاہئے کہ قیامت کے دن نا صرف کہ اس کے متعلق سوال ہوگا بلکہ عبادات میں سے پہلے حساب ہی نماز کا ہوگا۔

(۲) اللہ تعالیٰ مہربان ہے کہ اس نے پچاس کا حکم دے کر اپنے بندوں پر تخفیف کرتے ہوئے کم کر کے پانچ رہنے دیں لیکن اجر و ثواب پچاس کا ہی عطا فرمانے کا وعدہ کیا ہے۔ اس لیے بھی مسلمانوں کو اس رعایتی پیکج سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ وباللہ التوفیق

46- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ

پانچوں نمازوں کی فضیلت

214: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: "الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ كَفَّارَاتٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ مَا لَمْ تُغْشَ الْكَبَائِرُ".

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "پانچوں نمازیں اور جمعے (کی نماز) سے جمعے تک کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں جب تک کبیرہ گناہوں سے بچا جائے۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَأَنَسٍ وَحَنْظَلَةَ الْأُسَيِّدِيِّ.

امام ترمذی فرماتے ہیں: اس باب مین سیّدنا جابر، انس اور حنظلہ اسیدی رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) التعليق الرغيب: ١/١٣٧، اخرجه ابن خزيمه: ٣١٤، ابو عوانه: ٢/٢٠، والبغوي: ٣٤٥

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٨٧١٥، صحيح مسلم: ٢٣٣، سنن ابن ماجه: ١٠٨٦، صحيح ابن حبان: ١٧٣٣ و ٢٤١٨

فوائد الحدیث: ہر مسلمان پر دن رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں اگر کوئی ادا نہیں کرتا تو اسے سزا ملے گی اور جو ادا کرے گا اسے فرمانبرداری پر اللہ تعالیٰ جنّت عطا فرمائیں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی کس قدر اپنے بندوں پر مہربانی ہے کہ اس نے اضافی طور پر اپنے بندوں کو یہ فائدہ بھی دیا ہے کہ جو لوگ نماز کی پابندی کرتے ہیں اگر ایک نماز کے بعد دوسری نماز تک کے وقفے میں انسان سے کوئی غلطی اور گناہ ہو گیا تو اللہ تعالیٰ دوسری نماز پڑھنے کے ساتھ ہی گذشتہ گناہ معاف فرما دیتے ہیں۔ سبحان اللہ۔
لیکن شرط یہ ہے کہ کبیرہ گناہوں سے بچے اور اس لیے گناہ نہ کرے کہ چلو نماز پڑھ لوں گا تو معاف ہو جائے گا۔

47- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْجَمَاعَةِ

باجماعت نماز کی فضیلت

215: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: "صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ عَلَى صَلَاةِ الرَّجُلِ وَحْدَهُ بِسَبْعٍ وَعِشْرِينَ دَرَجَةً".

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جماعت کی نماز، اکیلے آدمی کی نماز پر ستائیس درجے فضیلت رکھتی ہے۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَأَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح ہے۔ اور اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن مسعود، ابی بن کعب، معاذ بن جبل، ابو سعید، ابو ہریرہ، اور انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

وَهَكَذَا رَوَى نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: تَفْضُلُ صَلَاةُ الْجَمِيعِ عَلَى صَلَاةِ الرَّجُلِ وَحْدَهُ بِسَبْعٍ وَعِشْرِينَ دَرَجَةً. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَعَامَّةُ مَنْ رَوَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ إِنَّمَا قَالُوا: "خَمْسٍ وَعِشْرِينَ". إِلَّا ابْنَ عُمَرَ فَإِنَّهُ قَالَ بِسَبْعٍ وَعِشْرِينَ.

نافع نے ابن عمر کے حوالے سے نبی ﷺ سے اس طرح روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "باجماعت نماز اکیلے شخص کی نماز سے ستائیس درجے فضیلت رکھتی۔" امام ترمذی نے کہا: زیادہ تر راوی نبی ﷺ سے پچیس[٢٥] درجے فضیلت کا ذکر کرتے ہیں جبکہ صرف ابن عمر رضی اللہ عنہما ہی ستائیس درجے کا ذکر کرتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ١٢٨٠، ابن خزيمه: ١٤٧١، ابو عوانه: ٢/٣

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٦٤٥ و ٦٤٩ صحيح مسلم: ٦٥٠، سنن ابن ماجه: ٧٨٩، سنن نسائی: ٢/١٠٣، مسند احمد: ٤٦٧٠، صحيح ابن حبان: ٢٠٥٢، و ٢٠٥٤

216: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "إِنَّ صَلَاةَ الرَّجُلِ فِي الْجَمَاعَةِ تَزِيدُ عَلَى صَلَاتِهِ وَحْدَهُ بِخَمْسَةٍ وَعِشْرِينَ جُزْءًا".

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "آدمی کی جماعت کے ساتھ پڑھی ہوئی نماز اس کی اکیلے پڑھی ہوئی نماز سے پچیس[۲۵] حصے زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ١٢٧٩، ابن خزيمه: ١٤٧٢

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٤٧٧، صحيح مسلم: ٦٤٩، سنن ابن ماجه: ٧٨٧، سنن نسائی: ٢٤١/١ و ١٠٣/٢، مسند احمد: ٧١٨٥

فوائد الحدیث: (۱) جس طرح نماز پڑھنا فرض ہے اسی طرح باجماعت پڑھنا بھی فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ۝ ﴾ (البقرہ)

"نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ"۔

لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے بندوں کے لیے یہ رحمت، شفقت و نرمی ہے کہ اس نے بغیر جماعت کے اکیلے پڑھی ہوئی نماز کو بھی قبول فرما کر اپنے بندوں کے ذمہ فرض کی ادائیگی کو قبول کر لیا ہے۔

(۲) یہ بھی اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے کہ اس نے باجماعت فرض نماز کی ادائیگی پر اضافی اجر و ثواب رکھا ہے کہ اکیلے نماز پڑھنے کی بجائے باجماعت پڑھنے پر پچیس[۲۵] یا ستائیس نمازوں کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ اس لیے اللہ کے بندوں کو بھی چاہئے کہ وہ باجماعت نماز کا اہتمام کریں اور کسی قسم کی سستی و کاہلی کا شکار نہ ہوں۔

48- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ يَسْمَعُ النِّدَاءَ فَلَا يُجِيبُ

اذان سن کر جماعت کے ساتھ نماز نہ پڑھنا

217: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بُرْقَانَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ فِتْيَتِي أَنْ يَجْمَعُوا حُزَمَ الْحَطَبِ ثُمَّ آمُرَ بِالصَّلَاةِ، فَتُقَامَ ثُمَّ أُحَرِّقَ عَلَى أَقْوَامٍ لَا يَشْهَدُونَ الصَّلَاةَ".

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: "میں نے ارادہ کیا تھا کہ میں اپنے چند نوجوانوں کو حکم دوں کہ وہ لکڑیوں کے گٹھے جمع کریں، پھر نماز کی اقامت کے متعلق حکم دوں، پھر نماز کے لیے نہ آنے والوں کو آگ سے جلا دوں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَمُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ وَجَابِرٍ.

امام ترمذی فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن مسعود، ابو درداء، ابن عباس، معاذ بن انس اور جابر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ "أَنَّهُمْ قَالُوا: مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ فَلَمْ يُجِبْ فَلَا صَلَاةَ لَهُ".

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ نبی ﷺ کے کئی ایک اصحاب سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: جو شخص اذان سن کر (بلا عذر) باجماعت نماز نہ پڑھے تو اس کی کوئی نماز نہیں۔

وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: هَذَا عَلَى التَّغْلِيظِ وَالتَّشْدِيدِ وَلَا رُخْصَةَ لِأَحَدٍ فِي تَرْكِ الْجَمَاعَةِ إِلَّا مِنْ عُذْرٍ.

بعض اہل علم نے کہا ہے: یہ سختی اور سنگینی کی وجہ سے ہے، کہ بلا عذر کسی شخص کو جماعت کے ساتھ نماز نہ پڑھنے کی رخصت نہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه عبدالرزاق: ١٩٨٥، ابو عوانه: ٢/٦-٧، والبيهقي: ٣/٥٥

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٦٤٤، صحيح مسلم: ٦٥١، سنن ابو داود: ٢٥٤٨و ٥٤٩ سنن ابن ماجه: ٧٩١، سنن نسائی: ٢/١٠٧، مسند احمد: ٧٣٢٨، صحيح ابن حبان: ٢٠٩٦، و ٢٠٩٧، و ٢٠٩٨

218: قَالَ مُجَاهِدٌ وَسُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ رَجُلٍ يَصُومُ النَّهَارَ وَيَقُومُ اللَّيْلَ لَا يَشْهَدُ جُمُعَةً وَلَا جَمَاعَةً؟ قَالَ: "هُوَ فِي النَّارِ".

مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس شخص کے متعلق پوچھا گیا جو دن کو روزہ رکھتا ہے اور رات کو تہجد پڑھتا ہے، لیکن وہ جمعہ پڑھتا ہے نہ باجماعت نماز پڑھتا ہے؟ انہوں نے فرمایا: وہ جہنمی ہے۔

قَالَ: حَدَّثَنَا بِذَلِكَ هَنَّادٌ حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ عَنْ لَيْثٍ عَنْ مُجَاهِدٍ. قَالَ: وَمَعْنَى الْحَدِيثِ "أَنْ لَا يَشْهَدَ الْجَمَاعَةَ وَالْجُمُعَةَ رَغْبَةً عَنْهَا وَاسْتِخْفَافًا بِحَقِّهَا وَتَهَاوُنًا بِهَا".

انہوں نے فرمایا: اس کا معنی کہ "وہ باجماعت نماز پڑھتا ہے نہ جمعہ پڑھتا ہے" یہ ہے کہ وہ اس سے بے رغبت ہے اور اسے معمولی سمجھتا ہے اور وہ اسے کوئی اہمیت نہیں دیتا۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) اس میں محاربی مدلس اور لیث بھی ضعیف و مدلس ہے۔

تخریج الحدیث: مصنف عبدالرزاق: ١٩٨٩و ١٩٩٠، مصنف ابن ابي شيبة: ٢/١٥٥

فوائد الحدیث: اس حدیث سے بھی نماز باجماعت کے فرض ہونے کی دلیل ہے تبھی تو آپ ﷺ نے اس قدر غصے و ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے۔ اس لیے جو لوگ بغیر کسی شرعی عذر کے نماز کی جماعت میں حاضر نہیں ہوتے انہیں اپنی اس روش سے باز آجانا چاہئے اور نماز باجماعت کا اہتمام کرنا چاہئے۔

49- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يُصَلِّي وَحْدَهُ ثُمَّ يُدْرِكُ الْجَمَاعَةَ

وہ شخص جو اکیلا نماز پڑھے اور پھر اسے جماعت مل جائے

219: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا يَعْلَى بْنُ عَطَاءٍ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ الْأَسْوَدِ الْعَامِرِيُّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: شَهِدْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ حَجَّتَهُ "فَصَلَّيْتُ مَعَهُ

سیّدنا یزید بن اسود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے نبی ﷺ کے ساتھ حج کی سعادت حاصل کی، میں نے فجر کی نماز آپ کے ساتھ مسجد خیف میں ادا کی، جب آپ نماز پڑھ چکے تو ایک

صَلَاةَ الصُّبْحِ فِي مَسْجِدِ الْخَيْفِ".
قَالَ: فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ وَانْحَرَفَ إِذَا هُوَ بِرَجُلَيْنِ فِي أُخْرَى الْقَوْمِ لَمْ يُصَلِّيَا مَعَهُ، فَقَالَ: عَلَيَّ بِهِمَا. فَجِيءَ بِهِمَا تُرْعَدُ فَرَائِصُهُمَا، فَقَالَ: مَا مَنَعَكُمَا أَنْ تُصَلِّيَا مَعَنَا؟ فَقَالَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّا كُنَّا قَدْ صَلَّيْنَا فِي رِحَالِنَا. قَالَ: "فَلَا تَفْعَلَا إِذَا صَلَّيْتُمَا فِي رِحَالِكُمَا ثُمَّ أَتَيْتُمَا مَسْجِدَ جَمَاعَةٍ فَصَلِّيَا مَعَهُمْ فَإِنَّهَا لَكُمَا نَافِلَةٌ".
قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ مِحْجَنٍ الدِّيلِيِّ وَيَزِيدَ بْنِ عَامِرٍ.

طرف ہوگئے، آپ نے وہاں لوگوں کے پیچھے دو آدمیوں کو دیکھا کہ انہوں نے آپ کے ساتھ نماز نہیں پڑھی، آپ ﷺ نے فرمایا: "ان دونوں کو میرے پاس لاؤ۔" انہیں پیش کیا گیا تو خوف کی وجہ سے ان کے شانے کا گوشت پھڑک رہا تھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "تم دونوں نے ہمارے ساتھ نماز کیوں نہیں پڑھی؟" انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہم اپنی قیام گاہ پر نماز پڑھ چکے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: "ایسے نہ کرنا، جب تم اپنی قیام گاہ پر نماز پڑھ چکو اور پھر تم مسجد میں آؤ کہ جماعت ہو رہی ہو تو تم بھی ان کے ساتھ نماز پڑھو، وہ تمہارے لیے نفل ہوگی۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ يَزِيدَ بْنِ الْأَسْوَدِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ.
قَالُوا: "إِذَا صَلَّى الرَّجُلُ وَحْدَهُ ثُمَّ أَدْرَكَ الْجَمَاعَةَ فَإِنَّهُ يُعِيدُ الصَّلَوَاتِ كُلَّهَا فِي الْجَمَاعَةِ، وَإِذَا صَلَّى الرَّجُلُ الْمَغْرِبَ وَحْدَهُ ثُمَّ أَدْرَكَ الْجَمَاعَةَ؟ قَالُوا: فَإِنَّهُ يُصَلِّيهَا مَعَهُمْ وَيَشْفَعُ بِرَكْعَةٍ. وَالَّتِي صَلَّى وَحْدَهُ هِيَ الْمَكْتُوبَةُ عِنْدَهُمْ".

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا یزید بن اسود رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ بہت سے اہل علم کا یہی موقف ہے۔ امام سفیان ثوری، امام شافعی، امام احمد اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے۔
انہوں نے کہا: جب آدمی اکیلا نماز پڑھ لے پھر اسے جماعت مل جائے، تو وہ اپنی ساری نمازیں جماعت کے ساتھ دہرائے گا، اور جب آدمی مغرب کی نماز اکیلا پڑھ لے اور پھر اسے جماعت مل جائے، تو انہوں نے کہا ہے کہ وہ ان (جماعت) کے ساتھ نماز پڑھے گا اور ایک رکعت مزید پڑھ کر جفت (چار رکعتیں) بنا لے گا۔ اور اس نے جو اکیلے نماز پڑھی ہے وہ ان کے ہاں فرض ہوگی۔ (اور یہ جماعت والی نفل)۔

حکم الحدیث: (صحيح) المشكوٰة: ١١٥٢، صحيح ابي داؤد: ٥٩٠، اخرجه عبدالرزاق: ٣٩٣٤، والدارمي: ١٣٧٤
تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٥٧٥ و ٥٧٦، و ٦١٤، سنن نسائی: ٢/١١٢-١١٣، و ٣/٦٧، مسند احمد: ١٧٤٧٤، صحيح ابن حبان: ١٥٦٤ و ١٥٦٥ و ٢٣٩٥
فوائد الحدیث: اگر کوئی شخص پہلے اکیلے نماز پڑھ چکا ہے بعد میں اسی نماز کی جماعت ہو رہی ہے تو اس کو چاہئے کہ وہ جماعت کے ساتھ شامل ہو جائے اس کی پہلی نماز فرض شمار ہوگی اور دوسری جماعت کے ساتھ پڑھی ہوئی نفل۔

50- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجَمَاعَةِ فِي مَسْجِدٍ قَدْ صُلِّيَ فِيهِ مَرَّةً

جس مسجد میں ایک بار جماعت ہو چکی ہو وہاں دوبارہ جماعت کرانا

220: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ النَّاجِيِّ الْبَصْرِيِّ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ وَقَدْ صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: أَيُّكُمْ يَتَّجِرُ عَلَى هَذَا. فَقَامَ رَجُلٌ فَصَلَّى مَعَهُ.

سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ایک آدمی آیا جب کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ چکے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کون اس سے تجارت کرتا ہے؟'' پس ایک شخص کھڑا ہوا اور اس کے ساتھ نماز پڑھی۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ وَأَبِي مُوسَى وَالْحَكَمِ بْنِ عُمَيْرٍ.

امام ترمذی فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابو امامہ، ابو موسیٰ اور حکم بن عمیر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ أَبِي سَعِيدٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ مِنَ التَّابِعِينَ قَالُوا: لَا بَأْسَ أَنْ يُصَلِّيَ الْقَوْمُ جَمَاعَةً فِي مَسْجِدٍ قَدْ صُلِّيَ فِيهِ جَمَاعَةً. وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ. وَقَالَ آخَرُونَ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ: "يُصَلُّونَ فُرَادَى". وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَمَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ "يَخْتَارُونَ الصَّلَاةَ فُرَادَى".

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ کی روایت حسن ہے۔ نبی ﷺ کے اصحاب اور تابعین میں سے کئی اہل علم کا یہی موقف ہے، انہوں نے کہا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ کچھ لوگ کسی ایسی مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز ادا کریں جہاں جماعت کے ساتھ نماز ہو چکی ہو۔ امام احمد اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔ دیگر اہل علم کا موقف ہے کہ وہ اکیلے اکیلے نماز پڑھیں گے۔ یہی موقف سفیان ثوری، امام ابن مبارک، امام مالک، امام شافعی کا ہے۔ وہ اکیلے اکیلے نماز پڑھنے کو پسند کرتے ہیں۔

وَسُلَيْمَانُ النَّاجِيُّ بَصْرِيٌّ وَيُقَالُ سُلَيْمَانُ بْنُ الْأَسْوَدِ. وَأَبُو الْمُتَوَكِّلِ اسْمُهُ عَلِيُّ بْنُ دَاوُدَ.

سُلیمان ناجی بصری کو سُلیمان بن اسود بھی کہا جاتا ہے۔ ابو المتوکل کا نام علی بن داؤد ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) المشکوٰۃ: ١١٤٧، الارواء: ٥٣٥، الروض النضیر: ٩٧٩، اخرجه ابو یعلی: ١٠٥٧، الحاکم: ٢٠٩/١

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١١٠١٩، سنن ابو داود: ٥٧٤، صحیح ابن حبان: ٢٣٩٩

فوائد الحدیث: (١) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جہاں ایک جماعت ہو چکی ہو وہاں اسی نماز کی دوبارہ جماعت کروانا درست اور جائز ہے۔ لیکن اس کو عادت بنالینا یا جان بوجھ کر اصل جماعت کو چھوڑ دینا کہ دو چار افراد اکٹھے ہیں تو بیٹھے رہتے ہیں کہ بعد میں ہم خود جماعت کروالیں گے۔ مناسب نہیں ہے۔

(٢) عجیب بات ہے کہ جو لوگ ایک جگہ پر دوسری جماعت کو جائز نہیں سمجھتے بلکہ مکروہ (تحریمی) قرار دیتے ہیں ان کی عملی حالت یہ ہے کہ وہ خود ایک وقت میں ایک ہی جگہ بلکہ ایک ہی مسجد میں کئی کئی جماعتیں کھڑی کر کے نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں حالانکہ سارے امام و مقتدی ایک ہی امام کے مقلد اور ایک ہی مسلک کے حامل ہوتے ہیں۔ لیکن دوسرے امام کے ساتھ مل کر نماز ادا نہیں کرتے، اس کا نظارہ

کرنا ہو تو رائے ونڈ میں تبلیغی جماعت کے سالانہ اجتماع کے موقعہ پر کیا جاسکتا ہے۔

51- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْعِشَاءِ وَالْفَجْرِ فِي الْجَمَاعَةِ

عشاء اور فجر کی نماز باجماعت پڑھنے کی فضیلت

221: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: "مَنْ شَهِدَ الْعِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ كَانَ لَهُ قِيَامُ نِصْفِ لَيْلَةٍ، وَمَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ، وَالْفَجْرَ فِي جَمَاعَةٍ كَانَ لَهُ كَقِيَامِ لَيْلَةٍ".

سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے عشاء کی نماز باجماعت ادا کی اسے نصف شب قیام کا ثواب ملتا ہے، اور جس نے عشاء اور فجر کی نماز باجماعت ادا کی تو اسے پوری رات قیام کرنے کا ثواب ملتا ہے۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَنَسٍ وَعُمَارَةَ بْنِ رُوَيْبَةَ وَجُنْدَبِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ سُفْيَانَ الْبَجَلِيِّ وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَأَبِي مُوسَى وَبُرَيْدَةَ.

امام ترمذی فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عمر، ابوہریرہ، انس، عمارہ بن رویبہ، جندب بن عبداللہ بن سفیان البجلی، ابی بن کعب، ابو موسیٰ اور بریدہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عُثْمَانَ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی روایت حسن ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ عُثْمَانَ مَوْقُوفًا وَرُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عُثْمَانَ مَرْفُوعًا.

یہ حدیث عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ بن عثمان کی سند سے موقوف بھی روایت کی گئی ہے اور اس کے علاوہ طرق سے عثمان کے حوالے سے مرفوع روایت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح ابي داؤد: ٥٦٤، اخرجه البزار: ٤٠٣، ابن خزيمه: ١٤٧٣، ابو عوانه: ٤/٢

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٦٥٦، سنن ابو داود: ٥٥٥، مسند احمد: ٤٠٨، صحيح ابن حبان: ٢٠٥٨۔ ٢٠٦٠

222: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ جُنْدَبِ بْنِ سُفْيَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "مَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فَهُوَ فِي ذِمَّةِ اللهِ فَلَا تُخْفِرُوا اللَّهَ فِي ذِمَّتِهِ".

سیّدنا جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: "جس نے فجر کی نماز پڑھی وہ اللہ کے ذمے اور پناہ میں ہے، پس تم اللہ کی پناہ کو نہ توڑ دینا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) التعليق الرغيب: ١٤١/١، ١٦٣، اخرجه ابو يعلى: ١١٥٢٦، والبيهقي: ٤٦٤/١

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١١٨٠٣، صحيح مسلم: ٦٥٧، صحيح ابن حبان: ١٧٤٣

223: حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ أَبُو غَسَّانَ الْعَنْبَرِيُّ عَنْ إِسْمَاعِيلَ الْكَحَّالِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَوْسٍ الْخُزَاعِيِّ عَنْ بُرَيْدَةَ الأَسْلَمِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "بَشِّرِ الْمَشَّائِينَ فِي الظُّلَمِ إِلَى الْمَسَاجِدِ بِالنُّورِ التَّامِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ".

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مَرْفُوعٌ هُوَ صَحِيحٌ مُسْنَدٌ وَمَوْقُوفٌ إِلَى أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَمْ يُسْنَدْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ

سیّدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تاریکی میں مساجد کی طرف چل کر آنے والوں کو قیامت کے دن کامل نور کی بشارت دے دو۔''

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ اس طریق سے مرفوع ہے وہ صحیح، مسند اور نبی ﷺ کے اصحاب تک موقوف ہے نبی ﷺ تک مرفوع نہیں بیان کی گئی۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه البغوي: ٤٧٣، تهذيب الكمال: ١٠٧/٣

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٥٦١، والطبراني في الاوسط: ٤٢١٩، مسند الشهاب: ٧٥٥، سنن كبرىٰ للبيهقي: ٦٣/٣

فوائد الحدیث: (۱) ان احادیث سے فجر اور عشاء کی نماز کی، اہمیت و فضیلت معلوم ہوئی ہے کیونکہ دونوں نمازیں مشقت طلب ہیں اسی لیے آپ ﷺ نے فرمایا کہ فجر اور عشاء کی نماز منافقین پر زیادہ بھاری ہیں (اثقل الصلوٰة على المنافقين العشاء و الفجر) لہٰذا جو شخص ان کا اہتمام اور حفاظت کرے گا تو اللہ تعالیٰ بھی اس کو اپنی حفاظت میں لے لیتا ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو ساری رات قیام کا ثواب عطا فرماتے ہیں جو عشاء اور فجر کی نماز با جماعت ادا کرتا ہے۔

(۳) یہ دونوں نمازیں چونکہ اندھیرے کی ہیں جن میں آنا جانا دشوار ہوتا ہے لہٰذا اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مکمل روشنی عطا فرمائیں گے۔

52- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الصَّفِّ الأَوَّلِ

پہلی صف کی فضیلت

224: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: "خَيْرُ صُفُوفِ الرِّجَالِ أَوَّلُهَا وَشَرُّهَا آخِرُهَا، وَخَيْرُ صُفُوفِ النِّسَاءِ آخِرُهَا وَشَرُّهَا أَوَّلُهَا".

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ عُمَرَ وَأَبِي سَعِيدٍ وَأُبَيٍّ وَعَائِشَةَ وَالْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ وَأَنَسٍ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مردوں کی بہترین صفیں پہلی ہیں اور سب سے نکمی (ثواب میں کم مرتبے والی) صفیں آخری ہیں، جب کہ عورتوں کی بہترین صفیں آخری ہیں اور نکمی صفیں پہلی ہیں۔''

امام ترمذی فرماتے ہیں: اور اس باب میں سیّدنا جابر، ابن عباس، ابن عمر، ابو سعید، اُبیّ، عائشہ، عرباض بن ساریہ اور انس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن

وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ "أَنَّهُ كَانَ يَسْتَغْفِرُ لِلصَّفِّ الأَوَّلِ ثَلَاثًا وَلِلثَّانِي مَرَّةً".

صحیح ہے۔ نبی ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ پہلی صف والوں کے لیے تین بار مغفرت کی دعا کرتے تھے اور دوسری صف والوں کے لیے ایک بار۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه الطيالسي: ٢٤٠٨، ابن ابي شيبة: ٢/٣٨٥، ابو عوانه: ٢/٣٧

تخريج الحديث: صحيح مسلم: ٤٤٠، سنن ابو داود: ٦٧٨، سنن ابن ماجه: ١٠٠٠، سنن نسائی: ٢/٩٣-٩٤، مسند احمد: ٧٣٦٢

فوائد الحديث: (۱) پہلی صف چونکہ امام کے قریب ہوتی ہے جس کی وجہ سے مقتدی امام کی قرأت توجہ سے سنتا اور احسن انداز میں اقتداء کرلیتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فرشتوں کی دعائیں دوسری صفوں کی بہ نسبت زیادہ ہوتی ہیں اس لیے اسے بہترین قرار دیا گیا ہے۔

(۲) رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں صفوں کی ترتیب کچھ اس طرح ہوتی کہ امام صاحب کے پیچھے مردوں کی صفیں بنائی جاتیں۔ پھر ان کے پیچھے بچوں کی اور آخر میں عورتوں کی صفیں ہوتیں۔

اب بچے چونکہ بچے ہی ہوتے ہیں نماز میں ان کی حرکتوں کی وجہ سے خواتین اپنی نماز میں مکمل خشوع و خضوع قائم نہ رکھ سکتیں تھیں اس لیے آپ ﷺ نے ان کی آخری صفوں کو بہترین قرار دیا ہے۔

(۳) اس دور میں چونکہ عورتوں اور مردوں کیلیے الگ الگ باپردہ نمازوں کا اہتمام و انتظام ہوتا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ ایسی صورت میں خواتین کی بھی پہلی صف اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فرشتوں کی دعاؤں کی مستحق ہوگی۔ واللہ اعلم

225: وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "لَوْ أَنَّ النَّاسَ يَعْلَمُونَ مَا فِي النِّدَاءِ، وَالصَّفِّ الأَوَّلِ ثُمَّ لَمْ يَجِدُوا إِلَّا أَنْ يَسْتَهِمُوا عَلَيْهِ لَاسْتَهَمُوا عَلَيْهِ".

نبی ﷺ نے فرمایا: "اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ اذان دینے اور پہلی صف میں کیا کچھ (اجر و ثواب) ہے پھر اس کے لیے قرعہ اندازی کے علاوہ کوئی چارہ نہ ہوتا تو وہ اس کے لیے ضرور قرعہ اندازی کرتے۔"

قَالَ: حَدَّثَنَا بِذَلِكَ إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ.

ایک اور سند سے نبی ﷺ سے اسی مثل مروی ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه ابن خزيمه: ٣٩١، ابو عوانه: ١/٣٣٢، البيهقي: ١/٤٢٨

تخريج الحديث: مسند احمد: ٧٢٢٦، صحيح بخاری: ٦١٥، صحيح مسلم: ٤٣٧، و ٤٣٩، سنن ابن ماجه: ٩٩٨، سنن نسائی: ١/٢٦٩ و ٢/٢٣، صحيح ابن حبان: ١٦٥٩

226: وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ نَحْوَهُ.

نیز قتیبہ نے مالک سے اسی طرح کی حدیث روایت کی ہے۔

فوائد الحديث: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے جو احکام صادر فرمائے ہیں ان میں کئی حکمتیں اور بندوں کے لیے خیر و برکت کے کئی پہلو پنہاں ہوتے ہیں لیکن انسان طبعاً حریص ہے اس لیے آپ ﷺ نے اس انداز سے بات سمجھائی ہے تاکہ لوگ زیادہ سے زیادہ نیکی میں رغبت رکھیں اور اعمال صالحہ کے بجالانے میں سستی و کاہلی کا شکار نہ ہوں۔

53- بَابُ مَا جَاءَ فِي إِقَامَةِ الصُّفُوفِ

صفیں سیدھی کرنا

227: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ "يُسَوِّي صُفُوفَنَا فَخَرَجَ يَوْمًا فَرَأَى رَجُلاً خَارِجًا صَدْرُهُ عَنِ الْقَوْمِ، فَقَالَ: لَتُسَوُّنَّ صُفُوفَكُمْ أَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللهُ بَيْنَ وُجُوهِكُمْ".

سیّدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہماری صفیں سیدھی کیا کرتے تھے، پس آپ ایک دن (نماز کے لیے) تشریف لائے تو آپ نے لوگوں (نمازیوں) میں سے ایک آدمی کو دیکھا کہ اس کا سینہ (صف سے) باہر نکلا ہوا ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "صفیں سیدھی کرو ورنہ اللہ تمہارے درمیان اختلاف پیدا کر دے گا۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ وَالْبَرَاءِ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ وَأَنَسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَعَائِشَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا جابر بن سمرہ، براء، جابر بن عبد اللہ، انس، ابو ہریرہ اور عائشہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: "مِنْ تَمَامِ الصَّلَاةِ إِقَامَةُ الصَّفِّ".

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح ہے۔ نبی ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "صف درست کرنا نماز کی تکمیل میں شامل ہے۔"

وَرُوِيَ عَنْ عُمَرَ "أَنَّهُ كَانَ يُوَكِّلُ رِجَالاً بِإِقَامَةِ الصُّفُوفِ فَلَا يُكَبِّرُ حَتَّى يُخْبَرَ أَنَّ الصُّفُوفَ قَدِ اسْتَوَتْ".

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ صفیں درست کرنے کے لیے کچھ آدمیوں کو مقرر فرماتے تھے، اور وہ تکبیر تحریمہ نہیں کہتے تھے حتیٰ کہ انہیں بتا دیا جاتا کہ صفیں درست ہو گئی ہیں۔

وَرُوِيَ عَنْ عَلِيٍّ وَعُثْمَانَ "أَنَّهُمَا كَانَا يَتَعَاهَدَانِ ذَلِكَ وَيَقُولَانِ اسْتَوُوا". وَكَانَ عَلِيٌّ يَقُولُ تَقَدَّمْ يَا فُلَانُ تَأَخَّرْ يَا فُلَانُ.

سیّدنا علی اور سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ اس (صف بندی) کا اہتمام فرمایا کرتے تھے، اور وہ فرماتے تھے: صفیں درست کرو۔ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: اے فلاں! آگے ہو جاؤ، اور اے فلاں! پیچھے ہٹ جاؤ۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١/٣٥١، ابو عوانه: ٢/٤٠-٤١، البيهقي: ٢/٢١

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٨٣٧٦ و ١٨٣٨٩ ، صحیح بخاری: ٧١٧، صحیح مسلم: ٤٣٦، سنن ابو داود: ٦٦٢ و ٦٦٣ و ٦٦٥، سنن ابن ماجه: ٩٩٤، سنن نسائی: ٢/٨٩، صحیح ابن حبان: ٢١٦٥ و ٢١٧٥ و ٢١٧٦۔

فوائد الحدیث: (۱) نماز باجماعت میں صفوں کی درستگی نماز کا حصہ ہے رسول اللہ ﷺ اس قدر اس کا اہتمام کرتے کہ تلقین کرنے کے ساتھ ساتھ بذات خود صفوں میں چل پھر کر صفوں کو سیدھا اور درست کرتے حتیٰ کہ اگر کوئی شخص اپنے تیر کو سیدھا کرنا چاہتا تو کر سکتا تھا۔ پھر خلفائے راشدین بھی اس کا بہت زیادہ اہتمام کرتے اس لیے ہمیں بھی چاہئے کہ ہم نماز میں صفوں کو سیدھا اور درست کریں۔

(۲) صف کو سیدھا اور درست کرنے کا آسان سا طریقہ ہے کہ نمازی اپنے دائیں بائیں نمازی کے پاؤں کے ساتھ پاؤں ملائے اور ایڑھیاں برابر کرلی جائیں تو صف درست ہو جائے گی۔

(۳) صف کو درست نہ کرنے کی صورت میں آپ ﷺ نے اختلاف وانتشار کی جو وعید سنائی ہے یہ بھی صفوں کی درستگی کی اہمیت کو واضح کرتی ہے۔

54- بَابُ مَا جَاءَ لِيَلِيَنِي مِنْكُمْ أُولُو الأَحْلَامِ وَالنُّهَى

تم میں سے عقل مند اور سمجھ دار افراد میرے قریب کھڑے ہوں

228: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "لِيَلِيَنِي مِنْكُمْ أُولُو الأَحْلَامِ وَالنُّهَى، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، وَلَا تَخْتَلِفُوا فَتَخْتَلِفَ قُلُوبُكُمْ، وَإِيَّاكُمْ وَهَيْشَاتِ الأَسْوَاقِ".

سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے عقل مند اور سمجھ دار افراد میرے قریب کھڑے ہوں، پھر وہ جو ان سے قریب تر ہوں، اور پھر وہ جو ان کے قریب تر ہوں۔ اور آگے پیچھے مت ہونا، ورنہ تمہارے دلوں میں اختلاف پڑ جائے گا۔ اور تم بازار میں ہونے والے شور سے اجتناب کرو۔''

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَأَبِي مَسْعُودٍ وَأَبِي سَعِيدٍ وَالْبَرَاءِ وَأَنَسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابی بن کعب، ابو مسعود، ابو سعید، براء اور انس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ "أَنَّهُ كَانَ يُعْجِبُهُ أَنْ يَلِيَهُ الْمُهَاجِرُونَ وَالأَنْصَارُ لِيَحْفَظُوا عَنْهُ".

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح غریب ہے۔ اور نبی ﷺ سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ کو یہ پسند تھا کہ مہاجر اور انصار (صحابہ کرام) آپ کے قریب کھڑے ہوں، تاکہ وہ آپ سے (سن کر اور آپ کا عمل دیکھ کر) محفوظ کر سکیں۔

قَالَ: وَخَالِدٌ الْحَذَّاءُ هُوَ خَالِدُ بْنُ مِهْرَانَ يُكْنَى أَبَا الْمُنَازِلِ.

خالد حذاء یہ خالد بن مہران ہیں ان کی کنیت ابو منازل ہے۔

قَالَ: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ يَقُولُ يُقَالُ: إِنَّ خَالِدًا الْحَذَّاءَ مَا حَذَا نَعْلاً قَطُّ إِنَّمَا كَانَ يَجْلِسُ إِلَى حَذَّاءٍ فَنُسِبَ إِلَيْهِ.

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہا جاتا ہے کہ خالد حذاء نے کبھی کوئی جوتا تیار نہیں کیا، بس وہ جوتے بنانے والے کے پاس بیٹھا کرتے تھے اس لیے اسی کی طرف منسوب ہو گئے۔

قَالَ: وَأَبُو مَعْشَرٍ اسْمُهُ زِيَادُ بْنُ كُلَيْبٍ.

ابو معشر کا نام زیاد بن کلیب ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) صحيح ابي داؤد: ٦٧٩، اخرجه ابن خزيمه: ١٥٧٢، ابو يعلى: ٥١١١، وابو عوانه: ٢/٤٢

تخريج الحديث: صحيح مسلم: ٤٣٢، ١٢٣، سنن ابو داود: ٦٧٥، سنن نسائی فی السنن الکبری: ١١١٦٦٠،

مسند احمد: ٤٣٧٣، صحيح ابن حبان: ٢١٨٠

فوائد الحدیث: اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے تین حکم ارشاد فرمائے ہیں:

۱- نماز میں امام کے پیچھے اور قریب وہ لوگ صف میں کھڑے ہوں جو صاحب علم و فضل اور عقل و دانش ہوں تاکہ امام کے بھولنے کی صورت میں اسے لقمہ دیں اور بوقت ضرورت اس کی جگہ کھڑے ہو کر نماز کی تکمیل کروا سکیں۔

۲- صف کو سیدھا اور درست کرنا چاہئے صف میں آگے پیچھے ہو کر کھڑے ہونا درست نہیں (تفصیل حدیث نمبر ۲۲۷ میں گزر چکی ہے)

۳- مساجد میں شور و غل سے پرہیز کرنا چاہیے کیونکہ شور تو منڈیوں، بازاروں وغیرہ میں ہوتا ہے۔ مسجد کے تقدس کا تقاضہ ہے کہ یہاں اللہ تعالیٰ جتنا وقت بھی گزارنے کی توفیق دیں وہ عبادت، نماز، تلاوت قرآن اور ذکر و فکر میں گزارنا چاہئے۔

55- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الصَّفِّ بَيْنَ السَّوَارِي

ستونوں کے درمیان صف بنانے کی کراہت

229: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ يَحْيَى بْنِ هَانِئِ بْنِ عُرْوَةَ الْمُرَادِيِّ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ مَحْمُودٍ قَالَ: "صَلَّيْنَا خَلْفَ أَمِيرٍ مِنَ الْأُمَرَاءِ فَاضْطَرَّنَا النَّاسُ فَصَلَّيْنَا بَيْنَ السَّارِيَتَيْنِ" فَلَمَّا صَلَّيْنَا قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: "كُنَّا نَتَّقِي هَذَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ".

وَفِي الْبَابِ عَنْ قُرَّةَ بْنِ إِيَاسٍ الْمُزَنِيِّ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَقَدْ كَرِهَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنْ يُصَفَّ بَيْنَ السَّوَارِي. وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ. وَقَدْ رَخَّصَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي ذَلِكَ.

عبدالحمید بن محمود نے بیان کیا، ہم نے ایک امیر / حکمران کے پیچھے نماز پڑھی، لوگوں نے ہمیں مجبور کر دیا تو ہم نے ستونوں کے درمیان نماز پڑھی، جب ہم نے نماز پڑھ لی تو سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کے دور میں اس (ستونوں کے درمیان صفیں بنانے) سے بچا کرتے تھے۔

اس باب میں قرّۃ بن ایاس مزنی سے بھی روایت ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کی روایت حسن ہے۔

اہل علم میں سے کچھ حضرات نے ستونوں کے درمیان صفیں بنانا ناپسند کیا ہے۔ امام احمد اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہما اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔ جب کہ اہل علم میں سے کچھ حضرات نے اس بارے میں رخصت دی ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الحاكم: ١/ ٢١٠، والمزي في تهذيب الكمال: ١٦/ ٤٠٩

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٦٧٣، سنن نسائی: ٢/ ٩٤، مسند احمد: ١٢٣٣٩، صحيح ابن حبان: ٢٢١٨، سنن ابن ماجه: ١٠٠٢، صحيح ابن خزيمة: ١٥٦٧، صحيح ابن حبان: ٢٢١٩، ابو داؤد الطيالسي: ١٠٧٣

فوائد الحدیث: (۱) نماز میں صف بندی کی اہمیت کا اندازہ لگائیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس کا اس قدر خیال رکھتے کہ اگر مسجد کا ستون بھی صف بندی میں رکاوٹ ہے تو وہاں صف ہی نہیں بناتے تھے بلکہ خود امام اعظم محمد رسول اللہ ﷺ نے حکماً منع فرمایا کہ ستونوں کے درمیان صف بنائی جائے" سیّدنا قرۃ بن ایاس مزنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کنا ننهى ان نصف بين السواري على عهد رسول الله ﷺ و نطرد عنها طردا۔ (ابن ماجہ ۷۰ کتاب الصلوٰۃ) "ہمیں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ستونوں کے درمیان صف بنانے سے منع کیا جاتا تھا اور

اس کی وجہ سے شدید ڈانٹا جاتا تھا۔"

(۲) ان لوگوں کو اپنے رویے اور کردار پر غور کرنا چاہئے جو جان بوجھ کر دوسرے نمازی سے فاصلے پر کھڑے ہوتے ہیں نیز اگر کوئی پاؤں ساتھ ملادے تو فوراً اپنا پاؤں پیچھے کر لیتے ہیں۔ اس طرح وہ صریحاً نبی کریم ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں انہیں اس بات سے ڈرنا چاہئے۔

(۳) کئی مرتبہ اس بات کا مشاہدہ ہوا کہ جماعت کے وقت صف بندی کے متعلق رسول اللہ ﷺ کی حدیث سنائی گئی اور صف میں مل کر کھڑے نہ ہونے کی صورت میں جو نقصان ہے اس سے آگاہ کیا گیا لیکن "بعض لوگ" بالکل ٹس سے مس نہیں ہوتے بلکہ جس حالت میں کھڑے ہیں اسی طرح کھڑے رہتے ہیں ذرا برابر حرکت بھی نہیں کرتے گویا کہ انہوں نے سنا ہی نہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

56- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ خَلْفَ الصَّفِّ وَحْدَهُ

صف کے پیچھے اکیلے کھڑے ہو کر نماز پڑھنا

230: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ يِسَافٍ قَالَ: أَخَذَ زِيَادُ بْنُ أَبِي الْجَعْدِ بِيَدِي وَنَحْنُ بِالرَّقَّةِ فَقَامَ بِي عَلَى شَيْخٍ يُقَالُ لَهُ وَابِصَةُ بْنُ مَعْبَدٍ مِنْ بَنِي أَسَدٍ فَقَالَ زِيَادٌ: حَدَّثَنِي هَذَا الشَّيْخُ "أَنَّ رَجُلاً صَلَّى خَلْفَ الصَّفِّ وَحْدَهُ وَالشَّيْخُ يَسْمَعُ فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُعِيدَ الصَّلَاةَ".

سیّدنا وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے صف کے پیچھے اکیلے کھڑے ہو کر نماز پڑھی، تو رسول اللہ ﷺ نے اسے دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم فرمایا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ شَيْبَانَ وَابْنِ عَبَّاسٍ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ وَابِصَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

وَقَدْ كَرِهَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ "أَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ خَلْفَ الصَّفِّ وَحْدَهُ" وَقَالُوا: "يُعِيدُ إِذَا صَلَّى خَلْفَ الصَّفِّ وَحْدَهُ".

وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ. وَقَدْ قَالَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ: "يُجْزِئُهُ إِذَا صَلَّى خَلْفَ الصَّفِّ وَحْدَهُ". وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ. وَقَدْ ذَهَبَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ إِلَى حَدِيثِ وَابِصَةَ بْنِ مَعْبَدٍ أَيْضًا، قَالُوا: "مَنْ صَلَّى خَلْفَ الصَّفِّ وَحْدَهُ يُعِيدُ". مِنْهُمْ حَمَّادُ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ وَابْنُ أَبِي لَيْلَى وَوَكِيعٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا علی بن شیبان اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: وابصہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن ہے۔

اہل علم میں سے کچھ حضرات نے اسے ناپسند کیا ہے کہ آدمی صف کے پیچھے اکیلا نماز پڑھے، اور انہوں نے کہا ہے: جب وہ صف کے پیچھے اکیلا نماز پڑھے تو وہ نماز دوبارہ پڑھے گا۔ امام احمد اور امام اسحاق رحمہما اللہ کا یہی موقف ہے۔ جب کہ اہل علم میں سے کچھ حضرات کا موقف ہے کہ جب وہ صف کے پیچھے اکیلا نماز پڑھے گا تو وہ اسے کفایت کرے گی۔ یہ امام سفیان ثوری، امام ابن المبارک، امام شافعی رحمہم اللہ کا موقف ہے۔ کوفہ والوں میں سے بھی کچھ حضرات نے وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ کی روایت کو اختیار کیا ہے، انہوں نے کہا ہے: جو شخص صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھے تو وہ نماز دوبارہ پڑھے گا۔ حماد

بن ابی سُلیمان، ابن ابی لیلی اور وکیع رحمہم اللہ انہی حضرات میں سے ہیں۔

وَرَوَى حَدِيثَ حُصَيْنٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ يِسَافٍ غَيْرُ وَاحِدٍ مِثْلَ رِوَايَةِ أَبِي الأَحْوَصِ عَنْ زِيَادِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ وَابِصَةَ بْنِ مَعْبَدٍ. وَفِي حَدِيثِ حُصَيْنٍ مَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ هِلَالاً قَدْ أَدْرَكَ وَابِصَةَ وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْحَدِيثِ فِي هَذَا فَقَالَ بَعْضُهُمْ: حَدِيثُ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ هِلَالِ بْنِ يِسَافٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ رَاشِدٍ عَنْ وَابِصَةَ بْنِ مَعْبَدٍ أَصَحُّ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: حَدِيثُ حُصَيْنٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ يِسَافٍ عَنْ زِيَادِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ وَابِصَةَ بْنِ مَعْبَدٍ أَصَحُّ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا عِنْدِي أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ لِأَنَّهُ قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ حَدِيثِ هِلَالِ بْنِ يِسَافٍ عَنْ زِيَادِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ وَابِصَةَ.

حصین کی ہلال بن یساف سے روایت کو کئی ایک نے ابوالاحوص عن زیاد بن ابی الجعد عن وابصہ بن معبد کی سند سے مروی روایت کے مثل روایت کیا ہے۔ حصین کی روایت میں ہے جو اس پر دلالت کرتا ہے کہ ہلال کی وابصہ سے ملاقات ہوئی ہے۔ محدثین کا اس میں اختلاف ہے۔ بعض نے کہا: عمرو بن مرہ عن ہلال بن یساف عن عمرو بن راشد عن وابصہ بن معبد کی سند سے مروی روایت زیادہ صحیح ہے۔ بعض نے کہا: حصین بن ہلال بن یساف عن زیادہ بن ابی الجعد عن وابصہ بن معبد کی سند سے مروی روایت زیادہ صحیح ہے۔ امام ترمذی نے کہا میرے نزدیک یہ روایت عمرو بن مرہ کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔ اس لیے کہ یہ ہلال بن یساف کی حدیث عن زیاد بن ابی الجعد عن وابصہ کے علاوہ بھی روایت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه عبدالرزق: ٢٤٨٢، الحميدي: ٨٨٤، وابن الجارود: ٣١٩

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٨٠٠٢، سنن ابن ماجه: ١٠٠٤

231: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ هِلَالِ بْنِ يِسَافٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ رَاشِدٍ عَنْ وَابِصَةَ بْنِ مَعْبَدٍ "أَنَّ رَجُلاً صَلَّى خَلْفَ الصَّفِّ وَحْدَهُ فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُعِيدَ الصَّلَاةَ".

سیّدنا وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھی تو نبی ﷺ نے اسے دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم فرمایا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَسَمِعْتُ الْجَارُودَ يَقُولُ سَمِعْتُ وَكِيعًا يَقُولُ: "إِذَا صَلَّى الرَّجُلُ خَلْفَ الصَّفِّ وَحْدَهُ فَإِنَّهُ يُعِيدُ".

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے جارود رحمۃ اللہ علیہ کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ میں نے وکیع کو سنا، وہ فرماتے تھے: جب آدمی صف کے پیچھے اکیلا نماز پڑھے تو وہ دوبارہ نماز پڑھے گا۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الطحاوي في شرح المعاني: ٣٩٣/١، البيهقيُ: ١٠٤/٣، البغوي: ٨٢٤

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٨٠٠٠، اخرجه ابو داو: ٦٨٢، صحيح ابن حبان: ٢١٩٨و ٢١٩٩

فوائد الحدیث: یہ حدیث اس مسئلہ میں نص ہے کہ صف کے پیچھے اکیلے آدمی کی نماز نہیں ہوتی اگر کسی شخص نے ایسا کر لیا تو جتنی رکعتیں اس نے اکیلے پڑھی ہیں وہ دوبارہ لوٹائے گا اگرچہ مکمل نماز ہی کیوں نہ ہو۔

57- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يُصَلِّي وَمَعَهُ رَجُلٌ

جب دو آدمی نماز پڑھیں

232: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْعَطَّارُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: "صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَأَخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِرَأْسِي مِنْ وَرَائِي فَجَعَلَنِي عَنْ يَمِينِهِ".

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، میں نے ایک رات نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، تو میں آپ کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا، تو رسول اللہ ﷺ نے میرے پیچھے سے میرے سر سے پکڑ کر مجھے اپنی دائیں جانب کر دیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَمَنْ بَعْدَهُمْ، قَالُوا: "إِذَا كَانَ الرَّجُلُ مَعَ الإِمَامِ يَقُومُ عَنْ يَمِينِ الإِمَامِ".

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح ہے۔ نبی ﷺ کے اصحاب اور ان کے بعد کے اہل علم کا اسی پر عمل ہے، انہوں نے کہا: جب امام کے ساتھ ایک دوسرا آدمی ہو تو وہ امام کی دائیں جانب کھڑا ہو گا۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح ابي داؤد: ٦٢٣، ١٢٣٧، اخرجه ابن خزيمه: ١٢٧، ابو عوانه: ٢/٣١٥

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٨٤٣، صحيح بخاری: ١١٧، صحيح مسلم: ٧٦٣، سنن ابو داود: ٦١٠ و ٦١١ و ١٣٥٧ و ١٣٦٤ و ١٣٦٧، سنن ابن ماجه: ٩٧٣ و ١٣٦٣، سنن نسائی: ١/٢١٥ و ٢/٨٧ و ٣/٢١٠-٢١١، صحيح ابن حبان: ٢٥٩٢ و ٢٦٢٦

فوائد الحدیث: (۱) اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ دو آدمیوں کی جماعت ہو سکتی ہے لہٰذا اگر دو نمازی بھی ہوں تو انہیں نماز باجماعت کا اہتمام کرنا چاہئے۔

(۲) صرف دو نمازی ہونے کی صورت میں مقتدی امام کی دائیں جانب کھڑا ہو گا۔

58- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يُصَلِّي مَعَ الرَّجُلَيْنِ

جب آدمی دو آدمیوں کے ساتھ نماز پڑھے

233: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ قَالَ أَنْبَأَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ: "أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا كُنَّا ثَلَاثَةً أَنْ يَتَقَدَّمَنَا أَحَدُنَا".

سیّدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا کہ جب ہم تین افراد ہوں تو اپنے میں سے ایک فرد کو (بطور امام) آگے کر دیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَجَابِرٍ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت عبداللہ بن

وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ.

مسعود، جابر اور انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ سَمُرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوا: "إِذَا كَانُوا ثَلَاثَةً قَامَ رَجُلَانِ خَلْفَ الإِمَامِ".

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن غریب ہے۔ اہل علم کے ہاں اسی پر عمل ہے، انہوں نے کہا ہے کہ جب وہ تین افراد ہوں تو دو آدمی امام کے پیچھے کھڑے ہوں۔

وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّهُ صَلَّى بِعَلْقَمَةَ وَالأَسْوَدِ فَأَقَامَ أَحَدَهُمَا عَنْ يَمِينِهِ وَالآخَرَ عَنْ يَسَارِهِ وَرَوَاهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے علقمہ اور اسود رحمہما اللہ کو نماز پڑھائی تو انہوں نے ان میں سے ایک کو اپنی دائیں جانب اور دوسرے کو اپنی بائیں جانب کھڑا کیا اور انہوں نے اسے نبی ﷺ سے روایت کیا۔

وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ النَّاسِ فِي إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُسْلِمٍ الْمَكِّيِّ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ.

بعض لوگوں نے اسماعیل بن مُسلم مکی پر اس کے حفظ کے حوالے سے جرح کی ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) ضعيف الترمذي: ٣٧۔ اس میں اسماعیل بن مُسلم ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: الطبراني في الكبير: ٦٩٥١، ٧٠١٥، ٧٠١٦

فوائد الحدیث: (۱) نمازی تین ہوں تو امام آگے کھڑا ہوگا اور مقتدی پیچھے صف بنا کر کھڑے ہوں گے۔

(۲) سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ موقف اور عمل کہ "تین نمازی ہونے کی صورت میں امام درمیان میں اور مقتدی امام کے دائیں بائیں کھڑے ہوں گے" منسوخ ہے لہٰذا اب اس پر عمل نہیں کیا جائے گا۔

59- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يُصَلِّي وَمَعَهُ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ

جب آدمی نماز پڑھے اور اس کے ساتھ مرد بھی ہوں اور عورتیں بھی (تو پھر صف بندی کس طرح ہوگی)

234: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ جَدَّتَهُ مُلَيْكَةَ دَعَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ لِطَعَامٍ صَنَعَتْهُ فَأَكَلَ مِنْهُ، ثُمَّ قَالَ: قُومُوا فَلْنُصَلِّ بِكُمْ. قَالَ أَنَسٌ: "فَقُمْتُ إِلَى حَصِيرٍ لَنَا قَدِ اسْوَدَّ مِنْ طُولِ مَا لُبِسَ فَنَضَحْتُهُ بِالْمَاءِ، فَقَامَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَصَفَفْتُ عَلَيْهِ أَنَا وَالْيَتِيمُ وَرَاءَهُ وَالْعَجُوزُ مِنْ وَرَائِنَا، فَصَلَّى بِنَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ".

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کی دادی / نانی نے رسول اللہ ﷺ کو کھانے کی دعوت دی جسے انہوں نے تیار کیا تھا، آپ ﷺ نے اس میں سے تناول فرمایا: اور پھر فرمایا: "اٹھو، ہم تمہیں نماز پڑھائیں۔"

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمارے پاس ایک چٹائی تھی جو زیادہ عرصہ استعمال کی وجہ سے سیاہ ہو چکی تھی، میں نے اس پر پانی چھڑکا، رسول اللہ ﷺ اس پر کھڑے ہو گئے، میں اور یتیم نے آپ کے پیچھے اس پر صف بنائی، اور بڑھیا (دادی اماں)

ہمارے پیچھے تھیں، آپ نے ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں اور پھر تشریف لے گئے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ، قَالُوا: "إِذَا كَانَ مَعَ الإِمَامِ رَجُلٌ وَامْرَأَةٌ قَامَ الرَّجُلُ عَنْ يَمِينِ الإِمَامِ وَالْمَرْأَةُ خَلْفَهُمَا". وَقَدِ احْتَجَّ بَعْضُ النَّاسِ بِهَذَا الْحَدِيثِ فِي إِجَازَةِ الصَّلَاةِ إِذَا كَانَ الرَّجُلُ خَلْفَ الصَّفِّ وَحْدَهُ، وَقَالُوا: إِنَّ الصَّبِيَّ لَمْ تَكُنْ لَهُ صَلَاةٌ وَكَأَنَّ أَنَسًا كَانَ خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ وَحْدَهُ فِي الصَّفِّ. وَلَيْسَ الأَمْرُ عَلَى مَا ذَهَبُوا إِلَيْهِ لِأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَقَامَهُ مَعَ الْيَتِيمِ خَلْفَهُ فَلَوْلَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَعَلَ لِلْيَتِيمِ صَلَاةً لَمَا أَقَامَ الْيَتِيمَ مَعَهُ وَلَأَقَامَهُ عَنْ يَمِينِهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ اکثر اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔ انہوں نے کہا: جب امام کے ساتھ ایک مرد اور ایک عورت ہو تو آدمی امام کی دائیں جانب کھڑا ہوگا اور عورت ان دونوں کے پیچھے کھڑی ہوگی۔ بعض لوگوں نے اسی حدیث سے استدلال کیا ہے کہ جب آدمی اکیلا صف کے پیچھے کھڑا ہو تو اس کے لیے اکیلے نماز پڑھنے کی اجازت ہے، اور انہوں نے کہا، وہ بچہ جو ہے (یتیم جو سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ کھڑا تھا) اس کی تو نماز کی کوئی شرعی حَیثیّت ہی نہیں، تو گویا سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اکیلے ہی تھے۔ یہ معاملہ ایسے نہیں ہے جسے انہوں نے اختیار کیا ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان (انس رضی اللہ عنہ) کو یتیم کے ساتھ اپنے پیچھے کھڑا کیا تھا، اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس یتیم کی نماز کو شرعی حَیثیّت نہ دیتے تو پھر آپ اس یتیم کو ان کے ساتھ کھڑا نہ کرتے اور ان (انس رضی اللہ عنہ) کو اپنی دائیں جانب کھڑا کرتے۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ مُوسَى بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّهُ "صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَأَقَامَهُ عَنْ يَمِينِهِ". وَفِي هَذَا الْحَدِيثِ دَلَالَةٌ أَنَّهُ إِنَّمَا صَلَّى تَطَوُّعًا أَرَادَ إِدْخَالَ الْبَرَكَةِ عَلَيْهِمْ.

موسیٰ بن انس نے سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ نے انہیں اپنی دائیں جانب کھڑا کیا۔ اور اس حدیث میں اس بات پر دلالت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نفل نماز پڑھی تھی، تاکہ انہیں برکت حاصل ہو جائے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه البغوي: ٨٢٨، ابو عوانه: ٢/٧٥، والبيهقي: ٣/٩٦

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣٨٠، صحیح مسلم: ٦٥٨، سنن ابو داود: ٦١٢، سنن نسائی: ٢/٨٥-٨٦، مسند احمد: ١٢٣٤٠، صحیح ابن حبان: ٢٢٠٥

فوائد الحدیث: (۱) نماز میں مقتدی مرد اور عورتیں ہونے کی صورت میں امام کے پیچھے مردوں کی صف ہوگی۔ پھر عورت کی۔

(۲) اگر کوئی بچہ ہوگا تو وہ مردوں کے ساتھ ہی صف میں کھڑا ہوگا اگر زیادہ ہوں تو ان کی مردوں کے پیچھے الگ بھی صف بنائی جا سکتی ہے۔

(۳) عورت اکیلی صف میں ہو تو اس کے لیے درست اور جائز ہے کیونکہ وہ مردوں کے ساتھ تو کھڑی نہیں ہو سکتی۔ مرد کی اکیلے پیچھے نماز نہیں ہوتی عورت کی ہو جاتی ہے۔

60- بَابُ مَا جَاءَ مَنْ أَحَقُّ بِالإِمَامَةِ

امامت کا زیادہ حق دار کون ہے

235: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعْمَشِ قَالَ: وَحَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رَجَاءٍ الزُّبَيْدِيِّ عَنْ أَوْسِ بْنِ ضَمْعَجٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا مَسْعُودٍ الأَنْصَارِيَّ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: "يَؤُمُّ الْقَوْمَ أَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللهِ فَإِنْ كَانُوا فِي الْقِرَاءَةِ سَوَاءً فَأَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ، فَإِنْ كَانُوا فِي السُّنَّةِ سَوَاءً فَأَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً، فَإِنْ كَانُوا فِي الْهِجْرَةِ سَوَاءً فَأَكْبَرُهُمْ سِنًّا، وَلَا يُؤَمُّ الرَّجُلُ فِي سُلْطَانِهِ وَلَا يُجْلَسُ عَلَى تَكْرِمَتِهِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ". قَالَ مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ: فِي حَدِيثِهِ أَقْدَمُهُمْ سِنًّا.

سیّدنا ابو مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لوگوں کو وہ آدمی نماز پڑھائے جو ان میں سے اللہ کی کتاب زیادہ پڑھا ہوا ہو۔ اگر وہ قراءت میں برابر ہوں، تو پھر وہ (امام بنے) جو ان میں سے سُنت کو زیادہ جاننے والا ہو، اگر وہ سُنت (کے علم) میں برابر ہوں تو پھر وہ (امام بنے) جس نے ان میں سے ہجرت پہلے کی ہو۔ اگر وہ ہجرت میں برابر ہوں تو پھر وہ جو ان میں سے عمر میں بڑا ہو، اور کوئی شخص کسی کے دائرہ اقتدار میں امامت کرائے نہ اس کے گھر میں اس کی اجازت کے بغیر اس کی مخصوص نشست گاہ پر بیٹھے۔" محمود بن غیلان کہتے ہیں کہ ابن نمیر نے اپنی روایت میں "أَكْبَرُهُمْ سِنًّا" کی بجائے "أَقْدَمُهُمْ سِنًّا" کے الفاظ بیان کئے ہیں۔ (مفہوم ایک ہی ہے)

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَمَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ وَعَمْرِو بْنِ سَلَمَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں ابو سعید، انس بن مالک، مالک بن حویرث اور عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ أَبِي مَسْعُودٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا ابو مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ. قَالُوا: "أَحَقُّ النَّاسِ بِالإِمَامَةِ أَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللهِ وَأَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ". وَقَالُوا: "صَاحِبُ الْمَنْزِلِ أَحَقُّ بِالإِمَامَةِ". وَقَالَ بَعْضُهُمْ: "إِذَا أَذِنَ صَاحِبُ الْمَنْزِلِ لِغَيْرِهِ فَلَا بَأْسَ أَنْ يُصَلِّيَ بِهِ". وَكَرِهَهُ بَعْضُهُمْ، وَقَالُوا: "السُّنَّةُ أَنْ يُصَلِّيَ صَاحِبُ الْبَيْتِ".

اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ لوگوں کو وہ آدمی نماز پڑھائے جو ان میں سے اللہ کی کتاب زیادہ پڑھا ہوا ہو، اور ان میں سے سُنت کا زیادہ علم رکھتا ہو، اور انہوں نے کہا: گھر کا مالک امامت کا زیادہ حق دار ہے، اور ان میں سے بعض نے کہا ہے کہ جب گھر کا مالک کسی اور شخص کو اجازت دے دے تو پھر اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ وہ اس کی جگہ امامت کرائے، جب کہ بعض نے اسے ناپسند کیا ہے، اور انہوں نے کہا ہے: مسنون یہی ہے کہ گھر کا مالک ہی امامت کرائے۔

قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: وَقَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ "وَلَا يُؤَمُّ الرَّجُلُ فِي سُلْطَانِهِ وَلَا يُجْلَسُ عَلَى تَكْرِمَتِهِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ". فَإِذَا أَذِنَ فَأَرْجُو أَنَّ الإِذْنَ فِي الْكُلِّ وَلَمْ يَرَ بِهِ بَأْسًا إِذَا أَذِنَ لَهُ أَنْ يُصَلِّيَ بِهِ.

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نبی ﷺ کا فرمان ہے: "آدمی کسی کے دائرہ اقتدار میں امامت کرائے نہ اس کے گھر میں اس کی اجازت کے بغیر اس کی مخصوص نشست گاہ پر بیٹھے۔" پس جب وہ اجازت دے دے تو مجھے امید ہے کہ یہ اجازت تمام امور (امامت وغیرہ کرانے) میں ہے۔ اور وہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے کہ جب وہ اجازت دے دے تو وہ امامت کرائے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الطيالسي: ٦١٨، الحميدي: ٤٥٧، ابن ابي شيبة: ٣٤٣/١

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٦٧٣، سنن ابو داود: ٥٨٢۔ ٥٨٣، سنن ابن ماجه: ٩٨٠، سنن نسائی: ٧٦/٢، ٧٧، مسند احمد: ١٧٠٦٣، صحيح ابن حبان: ٢١٢٧ و ٢١٣٣ و ٢١٤٤

فوائد الحدیث: (۱) اس حدیث میں امامت کی صرف چار شرائط بیان کی گئی ہیں:

۱- تمام نمازیوں میں جو قرآن کا قاری زیادہ ہو وہ جماعت کروائے۔

۲- اگر قرآن کی قرأت میں برابر ہوں تو پھر سُنت کا زیادہ علم رکھنے والا۔

۳- اگر اس میں بھی برابر ہوں تو پھر پہلے ہجرت کرنے والا۔

۴- اگر اس میں بھی برابر ہوں تو پھر پہلے اسلام قبول کرنے والا۔

(۲) یہ ترتیب یا شرائط اس وقت ہیں جب کوئی وقتی امام مقرر کرنا ہو تو نمازیوں میں ان شرائط کے مطابق امام مقرر کیا جائے گا۔ اگر امام پہلے سے مقرر شدہ ہو اور مستقل ہو تو پھر وہی امامت کا حق دار ہے اگرچہ وہ قرأت و علم بالسُنّۃ میں بعض مقتدیوں سے کم ہی کیوں نہ ہو۔

(۳) "بعض الناس" نے دیگر احکام و مسائل کی طرح یہاں بھی رسول اللہ ﷺ کے صریح اور صحیح حکم کی مخالفت کرتے ہوئے امامت کے لیے اکیس تک شرائط بیان کی ہیں جن میں بعض شرائط تو بالکل نامناسب اور غیر مہذب ہیں۔ جن کی تفصیل راقم کی کتاب "احناف کا رسول اللہ ﷺ سے اختلاف" میں موجود ہیں صاحب ذوق وہاں رجوع کریں۔

(۴) مقامی اور مستقل امام کی اجازت سے کوئی دوسرا شخص بھی امامت کروا سکتا ہے خواہ وہ مسافر ہی کیوں نہ ہو اس میں ان لوگوں کا بھی رد ہے جو مقیم کی نماز، مسافر کے پیچھے مکروہ سمجھتے ہیں۔

61- بَابُ مَا جَاءَ إِذَا أَمَّ أَحَدُكُمُ النَّاسَ فَلْيُخَفِّفْ

جب تم میں سے کوئی امامت کرائے تو وہ ہلکی نماز پڑھائے

236: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "إِذَا أَمَّ أَحَدُكُمُ النَّاسَ فَلْيُخَفِّفْ فَإِنَّ فِيهِمُ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی لوگوں کو نماز پڑھائے تو وہ ہلکی نماز پڑھائے، کیونکہ ان میں چھوٹے بڑے ضعیف و مریض

الصَّغِيرَ وَالْكَبِيرَ وَالضَّعِيفَ وَالْمَرِيضَ فَإِذَا صَلَّى وَحْدَهُ فَلْيُصَلِّ كَيْفَ شَاءَ".

(ہر قسم کے لوگ) ہوتے ہیں، اور جب وہ اکیلا نماز پڑھے تو پھر جس طرح چاہے (لمبی) نماز پڑھے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ وَأَنَسٍ وَجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ وَمَالِكِ بْنِ عَبْدِ اللهِ وَأَبِي وَاقِدٍ وَعُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ وَأَبِي مَسْعُودٍ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ وَابْنِ عَبَّاسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عدی بن حاتم، انس، جابر بن سمرہ، مالک بن عبداللہ، ابو واقد، عُثمان بن ابی العاص، ابو مسعود، جابر بن عبداللہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ اخْتَارُوا أَنْ لَا يُطِيلَ الْإِمَامُ الصَّلَاةَ مَخَافَةَ الْمَشَقَّةِ عَلَى الضَّعِيفِ وَالْكَبِيرِ وَالْمَرِيضِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے، اور اکثر اہل علم کا یہی موقف ہے۔ اور انہوں نے اسی بات کو پسند کیا ہے کہ امام ضعیف، عُمر رسیدہ اور مریض شخص پر مشقت کے اندیشے کے پیش نظر نماز کو لمبا نہ کرے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَأَبُو الزِّنَادِ اسْمُهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ ذَكْوَانَ. وَالْأَعْرَجُ هُوَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ هُرْمُزَ الْمَدِينِيُّ وَيُكْنَى أَبَا دَاوُدَ.

امام ترمذی نے کہا: ابو زناد کا نام عبداللہ بن ذکوان ہے۔ جبکہ اعرج، عبدالرحمٰن بن ہرمز مدینی ہیں اور ابو داؤد ان کی کنیت ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) صحيح ابي داؤد: ٧٥٩، اخرجه البيهقي: ٣/١٧، والبغوي: ٨٤٣

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٧٤٧٤و ٨٢١٨، صحیح بخاری: ٧٠٣، صحیح مسلم: ٤٦٧، سنن ابو داود: ٧٩٤و ٧٩٥، سنن نسائي: ٢/٩٤، صحيح ابن حبان: ١٧٦٠ و ٢١٣٦

237: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: "كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ أَخَفِّ النَّاسِ صَلَاةً فِي تَمَامٍ".

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ مختصر اور کامل نماز پڑھاتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَاسْمُ أَبِي عَوَانَةَ وَضَّاحٌ. قَالَ أَبُو عِيسَى: سَأَلْتُ قُتَيْبَةَ قُلْتُ أَبُو عَوَانَةَ مَا اسْمُهُ؟ قَالَ: وَضَّاحٌ. قُلْتُ: ابْنُ مَنْ؟ قَالَ: لَا أَدْرِي، كَانَ عَبْدًا لِامْرَأَةٍ بِالْبَصْرَةِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: یہ حدیث حسن ہے۔ ابو عوانہ کا نام وضاح ہے۔ امام ترمذی نے کہا: میں نے قتیبہ سے پوچھا: ابو عوانہ کا نام کیا ہے؟ انہوں نے کہا: وضاح۔ میں نے کہا: وہ کس کا بیٹا ہے؟ انہوں نے کہا: میں نہیں جانتا، وہ بصرہ میں ایک عورت کے غلام تھے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الدارمي: ١٢٦٣، ابن خزيمه: ١٦٠٤، ابو عوانه: ٢/٨٩

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٧٠٦ و ٧٠٨، صحیح مسلم: ٤٦٩، سنن ابو داود: ٨٥٣، سنن ابن ماجه: ٩٨٥، سنن نسائي: ٢/٩٤-٩٥، مسند احمد: ١١٩٦٧، صحیح ابن حبان: ١٧٥٩ و ١٨٥٦و ١٨٨٦ و ٢١٣٨

فوائد الحدیث: اسلام آسانی والا دین ہے یہ الگ بات ہے کہ بعض لوگوں کی "فقاہت" نے اس کے بعض مسائل پر عمل کرنا مشکل بنا دیا

ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین اسلام آسان بھی ہے۔ اور آسانیوں والا بھی ہے۔ انہی مسائل میں سے ایک مسئلہ امامت بھی ہے کہ نماز میں صحت مند، بیمار، طاقتور اور کمزور، بچے، بوڑھے، جوان اور عورتیں ہمہ قسم کے لوگ شامل ہوتے ہیں بعض آئمہ تو صرف خانہ پری کے لیے چھوٹی چھوٹی سورتیں پڑھ کر جلدی سے نماز مکمل کروادیتے ہیں لیکن بعض رکوع سجود کی تسبیحات اور قرأت کو لمبا کر دیتے ہیں جن کی وجہ سے بیمار یا بوڑھے اور بعض ضرورت مند بھی کوفت محسوس کرتے ہیں۔ تو ایسے آئمہ کے لیے آپ ﷺ نے ہدایات جاری فرمائیں کہ انہیں نماز میں تخفیف کو مدنظر رکھنا چاہئے تاکہ کسی کو بھی تکلیف نہ ہو۔ ہاں جب آدمی اکیلا نماز پڑے تو پھر جیسے مرضی اپنے شوق کو پورا کرلے۔ اللہ تعالیٰ توفیق بھی دے اور قبول بھی فرمائے۔ (آمین)

62- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَحْرِيمِ الصَّلَاةِ وَتَحْلِيلِهَا

نماز کی تحریم اور اس کی تحلیل

238: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفُضَيْلِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ طَرِيفٍ السَّعْدِيِّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: "مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ، وَتَحْرِيمُهَا التَّكْبِيرُ، وَتَحْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ، وَلَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِ (الْحَمْدُ) وَسُورَةٍ فِي فَرِيضَةٍ أَوْ غَيْرِهَا".

سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "نماز کی چابی پاکیزگی ہے، اور اس کی تحریم (اس میں پابندیاں لگانے والی چیز) تکبیر (اللہ اکبر کہنا) ہے، اور اس کی تحلیل (اس کی پابندیاں ختم کرنے والی چیز) سلام ہے، اور اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جو سورۂ الفاتحہ اور اس کے ساتھ ایک سورت نہیں ملاتا، وہ نماز فرض ہو یا نفل۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَعَائِشَةَ. قَالَ: وَحَدِيثُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فِي هَذَا أَجْوَدُ إِسْنَادًا وَأَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ أَبِي سَعِيدٍ وَقَدْ كَتَبْنَاهُ فِي أَوَّلِ كِتَابِ الْوُضُوءِ.

اور اس باب میں سیّدنا علی اور عائشہ رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔ نیز فرمایا کہ سیّدنا علی بن ابی طالب کی روایت اس مسئلہ میں سب سے زیادہ اچھی سند والی روایت ہے اور ابو سعید کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔ ہم نے اسے کتاب الوضوء کے شروع میں ذکر کیا ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَمَنْ بَعْدَهُمْ. وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ أَنَّ تَحْرِيمَ الصَّلَاةِ التَّكْبِيرُ وَلَا يَكُونُ الرَّجُلُ دَاخِلاً فِي الصَّلَاةِ إِلَّا بِالتَّكْبِيرِ.

نبی ﷺ کے اصحاب اور ان کے بعد اہل علم کا اسی پر عمل ہے، سفیان ثوری، ابن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے کہ تحریم نماز تکبیر ہے، آدمی تکبیر (اللہ اکبر) کے ساتھ ہی نماز میں داخل ہوتا ہے۔ (اس کے بغیر نماز شروع نہیں ہوتی)

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَسَمِعْتُ أَبَا بَكْرٍ مُحَمَّدَ بْنَ أَبَانَ مُسْتَمْلِيَ وَكِيعٍ يَقُولُ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ مَهْدِيٍّ يَقُولُ: لَوِ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے ابو بکر محمد بن ابان کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ میں نے عبدالرحمٰن مہدی کو بیان کرتے

افْتَتَحَ الرَّجُلُ الصَّلَاةَ بِسَبْعِينَ اسْمًا مِنْ أَسْمَاءِ اللهِ وَلَمْ يُكَبِّرْ لَمْ يُجْزِهِ وَإِنْ أَحْدَثَ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ أَمَرْتُهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ ثُمَّ يَرْجِعَ إِلَى مَكَانِهِ فَيُسَلِّمَ إِنَّمَا الأَمْرُ عَلَى وَجْهِهِ.

ہوئے سنا: اگر کوئی شخص اللہ اکبر کہنے کی بجائے اللہ کے ناموں میں سے ستر نام بھی پڑھ کر نماز شروع کرے تو یہ اسے کفایت نہیں کریں گے، اور اگر سلام پھیرنے سے پہلے اس کا وضو ٹوٹ جائے تو میں اسے حکم دیتا ہوں کہ وہ وضو کرے اور پھر اپنی جگہ واپس آکر سلام پھیر دے۔ اور اس کا معاملہ (نماز) اسی حال پر ہوگا۔

قَالَ: وَأَبُو نَضْرَةَ اسْمُهُ الْمُنْذِرُ بْنُ مَالِكِ بْنِ قُطَعَةَ. ابو نضرہ کا نام منذر بن مالک بن قطعہ ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) بعض کے نزدیک اس کی سند ابی سفیان طریف السعدی کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مصنف ابن ابي شيبة: ٢٢٩/١، سنن ابن ماجه: ٢٧٦ و ٨٣٩، سنن دارقطني: ٣٥٩/١ و ٣٦٥۔ ٣٦٦، سنن كبرىٰ للبيهقي: ٨٥/٢ و ٣٨٠

فوائد الحدیث: (۱) نماز کے لیے وضو شرط ہے، وضو کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

(۲) نماز کا آغاز اور ابتداء تکبیر تحریمہ "اللہ اکبر" کے الفاظ سے ہی ہوگی۔ اس کے علاوہ آدمی اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے جو بھی صفت بولے اس کی نماز شروع نہیں ہوگی۔

جو لوگ کہتے ہیں کہ اللہ اکبر کے علاوہ اللہ اجل، اللہ اعظم، الرحمن اکبر اور لا الہ الا اللہ وغیرہ کے الفاظ کے ساتھ بھی نماز شروع کرلے تو اس کو کفایت کر جائے گا۔ ان کی بات درست نہیں۔

(۳) نماز سے فارغ بھی آدمی السّلام علیکم کے الفاظ کے ساتھ ہوگا۔ نماز کے منافی کوئی بھی عمل کرنے سے نہیں جیسا کہ "بعض الناس" کا خیال ہے۔

(۴) سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی اس کی تفصیل ان شاء اللہ آئندہ صفحات میں آئے گی۔

63- بَابُ مَا جَاءَ فِي نَشْرِ الأَصَابِعِ عِنْدَ التَّكْبِيرِ

تکبیر کہتے وقت انگلیاں کھلی رکھنا

239: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَأَبُو سَعِيدٍ الأَشَجُّ قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْيَمَانِ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ سَمْعَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا كَبَّرَ لِلصَّلَاةِ نَشَرَ أَصَابِعَهُ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ جب اللہ اکبر کہتے تھے تو اپنی انگلیاں کھلی / کشادہ رکھتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَسَنٌ. وَقَدْ رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ سَمْعَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "كَانَ إِذَا دَخَلَ فِي

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن ہے، اور کئی ایک نے یہ حدیث ابن ابی ذئب عن سعید بن سمعان، سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ

الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ مَدًّا".

جب نماز شروع کرتے تھے تو اپنے ہاتھ خوب کھینچ کر بلند کرتے تھے۔

وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ رِوَايَةِ يَحْيَى بْنِ الْيَمَانِ وَأَخْطَأَ يَحْيَى بْنُ الْيَمَانِ فِي هَذَا الْحَدِيثِ.

اور یہ یحییٰ بن یمان کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔ یحییٰ بن یمان نے اس حدیث میں غلطی کی ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) صفة الصلاة، التعليق على ابن خزيمة: ٤٥٨، اس کی سند یحییٰ بن الیمان کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: صحيح ابن حبان: ١٧٦٩

240: قَالَ: وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ الْحَنَفِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ سَمْعَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ "إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ مَدًّا".

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے اٹھتے تو اپنے ہاتھ خوب کھینچ کر بلند کرتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ الْيَمَانِ وَحَدِيثُ يَحْيَى بْنِ الْيَمَانِ خَطَأٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: عبداللہ بن عبدالرحمٰن نے کہا: یہ یحییٰ بن یمان کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔ یحییٰ بن یمان کی روایت غلط ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صفة الصلاة: ٦٧، التعليق على ابن خزيمة : ٤٥٩، صحيح ابي داؤد: ٧٣٥، اخرجه الطيالسي: ٢٣٧٤

تخریج الحدیث: اخرجه ضمن حديث احمد: ٩٦٠٨، سنن ابو داود: ٧٥٣، سنن نسائی: ١٢٤/٢، ابن حبان: ١٧٧٧

فوائد الحدیث: (۱) نماز میں رفع یدین کرتے ہوئے نا تو ہاتھوں کی انگلیوں کو تکلّف کر کے کھولا جائے اور نا ہی تکلّف سے بند کیا جائے بلکہ فطرتاً جتنی کھلیں ان کے ساتھ اپنے ہاتھوں کو پھیلا کر رفع یدین کرنا چاہیے۔ بعض اپنی ہتھیلیوں کو قبلہ رخ نہیں کرتے اور نا ہی انگلیوں کو کھولتے ہیں بلکہ اپنے ہاتھ بھی خوب بلند نہیں کرتے بلکہ معمولی سا اشارہ کر دیتے ہیں یہ طریقہ درست نہیں۔

(۲) انگلیوں کو پھیلانے والی روایت ضعیف ہے۔

64- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى

تکبیر اولیٰ کی فضیلت

241: حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ وَنَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو قُتَيْبَةَ سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ عَنْ طُعْمَةَ بْنِ عَمْرٍو عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ: رَسُولُ اللهِ ﷺ: "مَنْ صَلَّى لِلّٰهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا فِي جَمَاعَةٍ يُدْرِكُ التَّكْبِيرَةَ الْأُولَى كُتِبَتْ لَهُ بَرَاءَتَانِ، بَرَاءَةٌ مِنَ النَّارِ، وَبَرَاءَةٌ مِنَ النِّفَاقِ".

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے اللہ کی رضا کی خاطر چالیس روز تکبیر اولیٰ کے ساتھ باجماعت نماز پڑھی تو اس کے لیے دو براءت لکھ دی جاتی ہیں: جہنم سے براءت اور نفاق سے براءت۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ أَنَسٍ مَوْقُوفًا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ روایت موقوف بیان کی گئی ہے۔

وَلَا أَعْلَمُ أَحَدًا رَفَعَهُ إِلَّا مَا رَوَى سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ عَنْ طُعْمَةَ بْنِ عَمْرٍو عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ.

صرف سلم بن قتیبہ عن طعمہ بن عمرو کی سند عن حبیب بن ابی ثابت عن انس کی سند سے مروی روایت ہی مرفوع ہے۔

وَإِنَّمَا يُرْوَى هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ الْبَجَلِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَوْلُهُ. حَدَّثَنَا بِذَلِكَ هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ خَالِدِ بْنِ طَهْمَانَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ الْبَجَلِيِّ عَنْ أَنَسٍ نَحْوَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ. وَرَوَى إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ هَذَا. وَهَذَا حَدِيثٌ غَيْرُ مَحْفُوظٍ وَهُوَ حَدِيثٌ مُرْسَلٌ وَعُمَارَةُ بْنُ غَزِيَّةَ لَمْ يُدْرِكْ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ. قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَبِيبُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ يُكْنَى أَبَا الْكَشُوثِيِّ وَيُقَالُ أَبُو عُمَيْرَةَ.

بے شک یہ حدیث حَبیب بن ابی حبیب البجلی موقوف ہی روایت کی گئی ہے۔ یہ روایت امام ہناد نے وکیع عن خالد بن طہمان عن حَبیب بن ابی حبیب البجلی عن انس اسی طرح (موقوف) بیان کی ہے اسے مرفوع بیان نہیں کیا۔ اسماعیل بن عیاش نے اسعد کو عمارۃ بن غزیہ عن انس بن مالک عن عمر بن خطاب کی سند سے نبی ﷺ سے اس کے مانند روایت کیا ہے۔ یہ حدیث محفوظ نہیں جبکہ وہ روایت مرسل ہے۔ عمارہ بن غزیہ کی انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ملاقات ثابت نہیں۔ امام بخاری نے کہا: حبیب بن ابی حبیب کی کنیت ابو کشوثی ہے اور ابو عمیرہ بھی کہا جاتا ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) التعليق الرغيب: ١/١٥١، الصحيحة: ٢٦٥٢، بعض نے اسے حَبیب مدلس کی وجہ سے ضعیف کہا ہے۔

تخریج الحدیث: تاريخ واسط، ص: ٦٦، تهذيب الكمال: ١٣/٣٧٥، اخرجه ابن الاعرابي في معجمه: ١٢٠٦، شعب الايمان: ٢٨٧٢

فوائد الحدیث: (۱) اس حدیث سے تکبیر اولیٰ (تکبیر تحریمہ) کے ساتھ نماز ادا کرنے کی فضیلت ثابت ہو رہی ہے اس لیے ہمیں چاہئے کہ نماز باجماعت ادا کرنے کے ساتھ ساتھ تکبیر اولیٰ میں شامل ہونے کی کوشش کریں۔

(۲) جہنم سے براءۃ اور نفاق سے بری ہونے کا یہ بھی مطلب ہے کہ انسان خود بھی عقیدہ توحید اپنائے اور اسلامی تعلیمات پر عمل کرے۔ ایسا نہیں کہ شرک بھی کرتا رہے غیر اللہ کے لیے سجدہ اور نذر و نیاز بھی کرے اور سمجھے کہ تکبیر اولیٰ کے ساتھ نماز پڑھنے سے جہنم سے برأت لکھ دی جائے گی۔ نہیں ہرگز نہیں اس لئے کہ یہ تمام فضائل عقیدہ توحید کی بنیاد پر حاصل ہونگے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے کہ جو شخص بھی شرک کی حالت میں فوت ہو گیا تو وہ دائمی جہنمی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ... الاية (النساء، ۱۱۶)

مزید فرمایا: اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَ مَاْوٰىهُ النَّارُ (المائدہ ۷۲)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عقیدہ توحید کی نعمت سے بہرہ ور فرمائے اور اسی کے مطابق ساری زندگی عمل کرنے کی توفیق دے اور عقیدہ توحید پر ہی خاتمہ ہو۔ (آمین ثم آمین)

65- بَابُ مَا يَقُولُ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ

نماز شروع کرتے وقت کی دعا

242: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الضُّبَعِيُّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَلِيٍّ الرِّفَاعِيِّ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: "كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ بِاللَّيْلِ كَبَّرَ ثُمَّ يَقُولُ: سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ". ثُمَّ يَقُولُ اللهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا. ثُمَّ يَقُولُ: "أَعُوذُ بِاللهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ مِنْ هَمْزِهِ وَنَفْخِهِ وَنَفْثِهِ".

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب رات کو نماز پڑھنے کے لیے اٹھتے تو اللہ اکبر کہتے اور پھر یہ دعا پڑھتے تھے: "سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ" "اے اللہ! تو پاک ہے، ہم تیری تعریف کے ساتھ تیری پاکیزگی بیان کرتے ہیں، اور تیرا نام برکتوں والا ہے، تیری شان بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں، پھر فرماتے تھے: "اللهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا" "اللہ انتہائی بڑائی والا بہت ہی بڑا ہے۔" پھر فرماتے: "أَعُوذُ بِاللهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ مِنْ هَمْزِهِ وَنَفْخِهِ وَنَفْثِهِ" "میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں، جو کہ بہت زیادہ سننے والا، بہت زیادہ جاننے والا ہے، کی شیطان مردود سے۔ اس کے چھونے سے، اس کے پھونک مارنے سے اور اس کے تھکارنے سے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَعَائِشَةَ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَجَابِرٍ وَجُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ وَابْنِ عُمَرَ.

امام ترمذی فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا علی، عائشہ، عبداللہ بن مسعود، جابر، جبیر بن مطعم اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ أَبِي سَعِيدٍ أَشْهَرُ حَدِيثٍ فِي هَذَا الْبَابِ. وَقَدْ أَخَذَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ بِهَذَا الْحَدِيثِ. وَأَمَّا أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ فَقَالُوا: بِمَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: "سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ". وَهَكَذَا رُوِيَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ کی روایت سب سے زیادہ مشہور ہے۔ اہل علم میں سے کچھ حضرات نے اسی حدیث پر عمل کیا ہے۔ جبکہ اکثر اہل علم نے جو کہا ہے وہ اس کے مطابق ہے جو نبی ﷺ سے منقول ہے کہ آپ ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: "سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ"، عمر بن خطاب اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سے اسی طرح روایت کیا گیا ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنَ التَّابِعِينَ

تابعین وغیرہ سے اکثر اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔ ابو سعید کی

وَغَيْرِهِمْ. وَقَدْ تُكُلِّمَ فِي إِسْنَادِ حَدِيثِ أَبِي سَعِيدٍ كَانَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ يَتَكَلَّمُ فِي عَلِيِّ بْنِ عَلِيٍّ الرِّفَاعِيِّ وَقَالَ أَحْمَدُ: لَا يَصِحُّ هَذَا الْحَدِيثُ.

روایت کی اسناد کے بارے میں جرح کی گئی ہے۔ یحییٰ بن سعید، علی بن علی رفاعی پر جرح کیا کرتے تھے۔ امام احمد نے کہا: یہ حدیث درست نہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ١٢٤٢، ابو يعلى: ١١٠٨، ابن خزيمه: ٤٦٧

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١١٤٧٣ سنن ابو داود: ٧٧٥، سنن ابن ماجه: ٨٠٤،سنن نسائی: ١٣٢/٢

والطبراني في الدعاء: ٥٠٦

243: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ وَيَحْيَى بْنُ مُوسَى قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ حَارِثَةَ بْنِ أَبِي الرِّجَالِ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ قَالَ: "سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ".

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

وَحَارِثَةُ قَدْ تُكُلِّمَ فِيهِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ. وَأَبُو الرِّجَالِ اسْمُهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَدِينِيُّ.

ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نبی ﷺ جب نماز شروع کرتے تھے تو آپ یہ دعا پڑھا کرتے تھے: "سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ" "اے اللہ! تو پاک ہے، ہم تیری تعریف کے ساتھ تیری پاکیزگی بیان کرتے ہیں، تیرا نام برکتوں والا ہے، تیری شان بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کو صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ حارثہ پر اس کے حفظ کے حوالے سے جرح کی گئی ہے۔ ابو رجال کا نام محمد بن عبد الرحمٰن مدینی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح)

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٨٠٦، شرح معاني الآثار: ١٩٨/١، صحيح ابن خزيمة: ٤٧٠،

سنن دارقطني: ٣٠١/١، ٢٩٩، مستدرک للحاكم : ٢٣٥/١، سنن كبرىٰ للبيهقي: ٣٣/٢، ٢٤-٣٤، سنن ابو داود: ٧٦٦

فوائد الحدیث: (۱) تکبیر تحریمہ کے بعد قرأت شروع کرنے سے پہلے رسول اللہ ﷺ مختلف دعائیں پڑھا کرتے تھے۔ جن کی تفصیل امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے سنن نسائی کتاب الصلوٰۃ میں بیان کی ہے۔

(۲) ان تمام دعاؤں۔

۱۔ سبحانك اللهم وبحمدك... الخ

۲۔ اللهم باعد بيني وبين خطاياي... الخ

۳۔ وجهت وجهي للذي فطر السموات والارض... الخ

یا ان کے علاوہ بھی منقول و ماثور دعاؤں میں سے کوئی ایک یا ایک سے زائد پڑھ لی جائیں تو درست ہے۔

(۳) اگر نمازی امام ہو اور نماز جہری ہو تو پھر ایک ہی دعا پر اکتفا کرے تاکہ مقتدیوں کو امام کے بھولنے کا اشتباہ نہ ہو۔ ورنہ وہ یا تو کھانسنا شروع کر دیں گے۔ یا پھر سبحان اللہ کہنے لگ جائیں گے۔

(۴) اگر جماعت کھڑی ہو اور رکعت اختتام کے قریب ہو تو بعد میں شامل ہونے والا دعائے استفتاح چھوڑ دے اور سورۃ فاتحہ پڑھ لے کیونکہ اس دعا کے بغیر نماز ہو جائے گی سورہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوگی۔

66- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَرْكِ الْجَهْرِ بِبِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بلند آواز سے نہ پڑھنا

244: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ إِيَاسٍ الْجُرَيْرِيُّ عَنْ قَيْسِ بْنِ عَبَايَةَ عَنِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ: سَمِعَنِي أَبِي وَأَنَا فِي الصَّلَاةِ أَقُولُ ﴿بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ﴾ فَقَالَ لِي: أَيْ بُنَيَّ مُحْدَثٌ إِيَّاكَ وَالْحَدَثَ. قَالَ: وَلَمْ أَرَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ كَانَ أَبْغَضَ إِلَيْهِ الْحَدَثُ فِي الْإِسْلَامِ يَعْنِي مِنْهُ. قَالَ: وَقَدْ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَمَعَ أَبِي بَكْرٍ وَمَعَ عُمَرَ وَمَعَ عُثْمَانَ فَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا مِنْهُمْ يَقُولُهَا فَلَا تَقُلْهَا، "إِذَا أَنْتَ صَلَّيْتَ فَقُلِ ﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾".

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْهُمْ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَغَيْرُهُمْ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ التَّابِعِينَ وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ لَا يَرَوْنَ أَنْ يَجْهَرَ بِبِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ قَالُوا: وَيَقُولُهَا فِي نَفْسِهِ.

سیّدنا ابن عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میرے والد نے مجھے نماز میں بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ پڑھتے ہوئے سنا تو کہا: بیٹے! یہ دین میں نئی بات نکالنا ہے، دین میں نئی بات جاری کرنے سے بچو، اور انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب سے بڑھ کر کسی کو اسلام میں نئی بات جاری کرنے سے بغض و ناراضی رکھتے ہوئے نہیں دیکھا، اور انہوں نے کہا: میں نے نبی ﷺ سیّدنا ابو بکر و عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ نماز پڑھی ہے اور میں نے ان میں سے کسی کو اس (بسم اللہ) کو پڑھتے ہوئے نہیں سنا پس تم بھی اسے (جہری آواز سے) نہ پڑھو۔ جب تم نماز پڑھو تو کہو: ﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: سیّدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کی روایت حسن ہے۔ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اکثر اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔ سیّدنا ابو بکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم اور دیگر صحابہ کرام نیز تابعین میں سے بھی اکثر اہل علم کا بھی اسی پر عمل ہے۔ سفیان ثوری، ابن المبارک، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا بھی یہی موقف ہے، وہ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ کو بلند آواز سے پڑھنے کے جواز کے قائل نہیں، وہ کہتے ہیں کہ وہ اسے اپنے دل میں پڑھے گا۔

حکم الحدیث: (ضعيف) ضعيف ابن ماجه: ١٧٤، اس کی سند عبداللہ بن مغفل کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٦٧٨٧، سنن ابن ماجه: ٨١٥، سنن نسائي: ٢/١٣٥، صحيح مسلم: ٣٩٩

فوائد الحدیث: (۱) نماز میں سورہ فاتحہ کے شروع میں بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا لازمی ہے کیونکہ یہ سورہ فاتحہ کا حصہ ہے اس کے بغیر سورت مکمل نہیں ہوتی۔

(۲) سورہ فاتحہ کے شروع میں بسم اللہ الرحمن الرحیم سراً و جہراً دونوں طرح پڑھنا درست ہے جیسے آدمی چاہے عمل کر لے لیکن

ایک طریقے پر عمل کر کے دوسرے کا انکار نہ کرے جیسا کہ حضرات مقلدین کا وطیرہ ہے۔ کہ شوافع اپنے امام کی تقلید میں جہری پڑھتے ہیں سری کا انکار کر دیتے ہیں۔ اور امام ابو حنیفہ کے مقلدین حنفی حضرات ہمیشہ سری پڑھتے ہیں۔ جہراً پڑھنے کا نہ صرف انکار کرتے ہیں بلکہ ایسے امام کے پیچھے نمازیں درست نہیں سمجھتے۔ تفصیل کے لیے دیکھئے راقم کی کتاب "مسلک اعتدال مسلک اہل حدیث" ملاحظہ فرمائیں۔

67- بَابُ مَنْ رَأَى الْجَهْرَ بِبِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بلند آواز سے پڑھنا

245: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ حَمَّادٍ عَنْ أَبِي خَالِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ "يَفْتَتِحُ صَلَاتَهُ بِ(بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ)".

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نبی ﷺ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ سے نماز شروع کیا کرتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِذَاكَ. وَقَدْ قَالَ: بِهَذَا عِدَّةٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْهُمْ أَبُو هُرَيْرَةَ وَابْنُ عُمَرَ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَابْنُ الزُّبَيْرِ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ التَّابِعِينَ رَأَوُا الْجَهْرَ بِبِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ. وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ حَمَّادٍ هُوَ ابْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ.
وَأَبُو خَالِدٍ يُقَالُ: هُوَ أَبُو خَالِدٍ الْوَالِبِيُّ وَاسْمُهُ هُرْمُزُ وَهُوَ كُوفِيٌّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس حدیث کی اسناد قوی نہیں، نبی ﷺ کے اصحاب میں سے کئی اہل علم اس کے قائل ہیں، ان میں سے سیّدنا ابو ہریرہ، ابن عمر، ابن عباس اور ابن زبیر رضی اللہ عنہم ہیں، اور ان کے بعد تابعین میں سے بھی بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ بلند آواز سے پڑھنے کے قائل ہیں، امام شافعی، اسماعیل بن حماد، (ابن ابی سُلیمان)، ابو خالد الوالبی ان کا نام ہرمز ہے اور وہ کوفی ہیں، رحمہم اللہ بھی یہی موقف رکھتے ہیں۔

حكم الحديث: (ضعيف الإسناد) اس کی سند ابی خالد کی وجہ سے ضعیف ہے۔ اخرجه العقيلي: ١/٨٠، ابن عدي: ١/٣٠٥
تخريج الحديث: تحفة الاشراف: ٥/٢٦٥، تهذيب الكمال ٣٣/٢٧٥، البيهقي: ٢/٤٦، ضعيف الترمذي: ٤٠
فوائد الحديث: تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۲۴۴ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

68- بَابُ مَا جَاءَ فِي افْتِتَاحِ الْقِرَاءَةِ بِالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

الحمد للہ رب العالمین سے قرأت شروع کرنا

246: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: "كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ يَفْتَتِحُونَ الْقِرَاءَةَ بِالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ".

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ، سیّدنا ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ سے قرأت شروع کیا کرتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ نبی ﷺ

هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَالتَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ كَانُوا يَسْتَفْتِحُونَ الْقِرَاءَةَ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

کے اصحاب میں سے اور ان کے بعد تابعین میں سے اہل علم کا اسی پر عمل ہے، وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ سے قرأت شروع کیا کرتے تھے۔

قَالَ الشَّافِعِيُّ: إِنَّمَا مَعْنَى هَذَا الْحَدِيثِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ كَانُوا يَفْتَتِحُونَ الْقِرَاءَةَ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ مَعْنَاهُ أَنَّهُمْ كَانُوا يَبْدَءُونَ بِقِرَاءَةِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ قَبْلَ السُّورَةِ وَلَيْسَ مَعْنَاهُ أَنَّهُمْ كَانُوا لَا يَقْرَءُونَ (بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ).

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس حدیث کہ نبی ﷺ سیّدنا ابو بکر و عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم الحمد للہ رب العالمین سے قرأت شروع کیا کرتے تھے، کا معنی یہ ہے کہ وہ سورت پڑھنے سے پہلے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ سے قرأت شروع کرتے تھے۔ اور اس کا یہ معنی نہیں کہ وہ حضرات بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ نہیں پڑھا کرتے تھے۔

وَكَانَ الشَّافِعِيُّ يَرَى أَنْ يُبْدَأَ بِبِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ وَأَنْ يُجْهَرَ بِهَا إِذَا جُهِرَ بِالْقِرَاءَةِ.

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ یہ موقف رکھتے ہیں کہ جب قرأت بلند آواز سے کی جائے تو پھر قرأت بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ سے بلند آواز سے شروع کی جائے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ١٢٤٣، ابن خزيمه: ٤٩١، ابو عوانه: ١/١٠٢، البيهقي: ٢/٥٠

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١١٩٩١، صحيح بخاری: ٧٤٣، صحيح مسلم: ٣٩٩ سنن ابو داود: ٧٨٢، سنن ابن ماجه: ٨١٣، سنن نسائی: ٢/١٣٣ و ١٣٤-١٣٥، صحيح ابن حبان: ١٧٩٨-١٨٠٣

فوائد الحدیث: (۱) "بعض الناس" نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ جہراً نہیں پڑھنی چاہئے حالانکہ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا بلکہ یہ حدیث تو نماز میں قرأت کے متعلق ہے کہ رسول اللہ ﷺ، سیّدنا ابو بکر صدیق، سیّدنا عمر فاروق، سیّدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہم قرأت سورۃ فاتحہ سے شروع کرتے تھے۔

(۲) بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ نماز میں سری اور جہری دونوں طرح پڑھنا درست ہے۔ جیسے چاہے پڑھ لی جائے۔

69- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّهُ لَا صَلَاةَ إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ

سورۃ الفاتحہ کے بغیر نماز نہیں

247: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ أَبِي عُمَرَ الْمَكِّيُّ أَبُو عَبْدِ اللهِ الْعَدَنِيُّ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ".

سیّدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "جس نے نماز میں سورۃ الفاتحہ نہیں پڑھی اس کی کوئی نماز نہیں۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَائِشَةَ وَأَنَسٍ وَأَبِي

امام ترمذی فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابو ہریرہ، عائشہ،

قَتَادَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو.

انس، ابو قتادہ، اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عُبَادَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْهُمْ: عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَجَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَعِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ وَغَيْرُهُمْ قَالُوا: "لَا تُجْزِءُ صَلَاةٌ إِلَّا بِقِرَاءَةِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ".

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا عبادہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ اسی پر نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اکثر اہل علم، ان میں سے: سیّدنا عمر بن خطاب، علی بن ابی طالب، جابر بن عبداللہ اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہم اور ان کے علاوہ دیگر صحابہ کرام کا اسی پر عمل ہے۔ انہوں نے فرمایا: سورۃ الفاتحہ پڑھے بغیر کوئی نماز درست نہیں۔

وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ: "كُلُّ صَلَاةٍ لَمْ يُقْرَأْ فِيهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَهِيَ خِدَاجٌ غَيْرُ تَمَامٍ". وَبِهِ يَقُولُ ابْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ.

سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہر وہ نماز جس میں سورۃ الفاتحہ نہ پڑھی جائے وہ ناقص نامکمل ہے۔ ابن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔

سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي عُمَرَ يَقُولُ اخْتَلَفْتُ إِلَى ابْنِ عُيَيْنَةَ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ سَنَةً وَكَانَ الْحُمَيْدِيُّ أَكْبَرَ مِنِّي بِسَنَةٍ. وَسَمِعْتُ ابْنَ أَبِي عُمَرَ يَقُولُ: حَجَجْتُ سَبْعِينَ حَجَّةً مَاشِيًا عَلَى قَدَمَيَّ.

میں نے ابن ابی عمر کو بیان کرتے ہوئے سنا، وہ فرماتے ہیں: میں اٹھارہ سال ابن عیینہ کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا، حمیدی مجھ سے ایک سال بڑے تھے۔ میں نے ابن ابی عمر کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ میں نے پیدل چل کر ستر حج کیے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن خزيمه: ١٥٨١، ابن الجارود: ١٨٥، اببو عوانه: ٢/١٢٤

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٧٥٦، صحیح مسلم: ٣٩٤، سنن ابو داود: ٨٢٢، سنن ابن ماجه: ٨٣٧، سنن نسائی: ٢/١٣٧ و ١٣٨-١٣٨، مسند احمد: ٢٢٦٧٧، صحیح ابن حبان: ١٧٨٢ و ١٧٨٦ و ١٧٩٣

فوائد الحدیث: (۱) یہ حدیث نص صریح ہے کہ سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی خواہ نماز جونسی بھی ہو، نفل، فرض، عیدین، جنازہ وغیرہ اور نمازی کوئی بھی ہو امام یا مقتدی، منفرد یا باجماعت، جب تک قیام میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھے گا اس کی نماز نہیں ہوگی۔

(۲) دوسری حدیث میں جو سیّدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں سورۃ فاتحہ کو ہی نماز کہا گیا ہے۔ دیکھئے حدیث قسمت الصلوٰۃ بینی وبین عبدی (الخ) (صحیح مسلم ۱/۱۷۰ کتاب الصلوٰۃ سنن نسائی ۱/۱۰۹ کتاب الافتتاح... الخ)۔

اس حدیث میں جو چیز تقسیم کی گئی ہے وہ سورۃ فاتحہ ہے جبکہ اسے صلوٰۃ نماز کے نام سے بیان کیا ہے اب جس عمل میں سورۃ فاتحہ نہیں اسے نماز نہیں کہا جاسکتا۔ اور جو مرضی اس کا نام رکھا جائے۔

(۳) سورۃ فاتحہ نہ پڑھنے کے متعلق حضرات احناف کے جتنے بھی دلائل ہیں وہ یا تو صحیح ثابت نہیں یا پھر ان سے استدلال درست نہیں تفصیل کے لیے دیکھئے۔ (تحقیق الکلام، امام عبدالرحمن مبارک پوری رحمۃ اللہ علیہ)

70- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّأْمِينِ

آمین کہنا

248: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ حُجْرِ بْنِ عَنْبَسٍ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ "قَرَأَ (غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ) فَقَالَ: آمِينَ. وَمَدَّ بِهَا صَوْتَهُ".

سیّدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، آپ ﷺ نے ((غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ)) پڑھا تو فرمایا: "آمین" اور آواز کو کھینچ کر لمبا کیا۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

امام ترمذی فرماتے ہیں اس باب میں سیّدنا علی اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَبِهِ يَقُولُ: غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَالتَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ "يَرَوْنَ أَنَّ الرَّجُلَ يَرْفَعُ صَوْتَهُ بِالتَّأْمِينِ وَلَا يُخْفِيهَا".

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی روایت حسن ہے۔ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے، تابعین اور ان کے بعد کے بہت سے اہل علم کا یہی موقف ہے کہ آدمی بلند آواز سے آمین کہے اور پست آواز سے نہ کہے۔

وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ.

امام شافعی، امام احمد اور امام اسحاق رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے۔

وَرَوَى شُعْبَةُ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ حُجْرٍ أَبِي الْعَنْبَسِ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "قَرَأَ (غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ) فَقَالَ: آمِينَ. وَخَفَضَ بِهَا صَوْتَهُ". قَالَ أَبُو عِيسَى: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ حَدِيثُ سُفْيَانَ أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ شُعْبَةَ فِي هٰذَا وَأَخْطَأَ شُعْبَةُ فِي مَوَاضِعَ مِنْ هٰذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ: عَنْ حُجْرٍ أَبِي الْعَنْبَسِ وَإِنَّمَا هُوَ حُجْرُ بْنُ عَنْبَسٍ وَيُكْنَى أَبَا السَّكَنِ. وَزَادَ فِيهِ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ وَلَيْسَ فِيهِ عَنْ عَلْقَمَةَ وَإِنَّمَا هُوَ عَنْ حُجْرِ بْنِ عَنْبَسٍ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ وَقَالَ: "وَخَفَضَ بِهَا صَوْتَهُ" وَإِنَّمَا هُوَ وَمَدَّ بِهَا صَوْتَهُ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَسَأَلْتُ أَبَا زُرْعَةَ عَنْ هٰذَا الْحَدِيثِ؟ فَقَالَ: حَدِيثُ سُفْيَانَ فِي هٰذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ شُعْبَةَ. قَالَ: وَرَوَى الْعَلَاءُ بْنُ صَالِحٍ الْأَسَدِيُّ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ نَحْوَ رِوَايَةِ سُفْيَانَ.

شعبہ نے اس حدیث کو سلمہ بن کہیل عن حجر ابی العنبس عن علقمہ بن وائل عن ابیہ کی سند سے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے (غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ) پڑھا تو "آمین" کہا۔ اور آواز کو پست رکھا۔ امام ترمذی نے کہا: میں نے امام بخاری کو بیان کرتے ہوئے سنا اس بارے میں وہ فرماتے ہیں۔ سفیان کی روایت شعبہ کی روایت سے زیادہ صحیح ہے اور شعبہ نے اس حدیث میں کئی مواقع پر غلطی کی ہے۔ انہوں نے کہا: عن حجر ابی عنبس حالانکہ وہ حجر بن عنبس ہیں اور ان کی کنیت ابو سکن ہے اور انہوں نے اس میں عن علقمہ بن وائل کا اضافہ کیا ہے جبکہ اس میں عن علقمہ نہیں ہے۔ وہ تو عن حجر بن عنبس عن وائل بن حجر ہے اور انہوں نے کہا: پست آواز سے "آمین" کہی حالانکہ آپ نے بلند آواز سے "آمین" کہی۔ امام ترمذی نے کہا: میں نے ابو زرعہ رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا اس میں

سفیان کی روایت شعبہ کی روایت سے زیادہ صحیح ہے اور علاء بن صالح اسدی نے سلمہ بن کہیل سے سفیان کی روایت کے مانند روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (شاذ) صحيح ابي داؤد: ٨٦٣، اخرجه ابن ابي شيبة: ١٠/٥٢٥، الدارمي: ١٢٥٠

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٨٨٤٢، سنن ابو داود: ٩٣٢

249: قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ صَالِحٍ الْأَسَدِيُّ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ حُجْرِ بْنِ عَنْبَسٍ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ حَدِيثِ سُفْيَانَ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ.

سیّدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ایک اور سند سے نبی ﷺ سے سفیان عن سلمہ بن کہیل کے حوالے سے مروی روایت کے مانند روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح)

تخریج الحدیث: مصنف ابن ابی شیبة: ١/٢٩٩، سنن ابو داود: ٩٣٣، والطبراني في الكبير: ٢٢/١٤٤

فوائد الحدیث: (۱) نماز میں قرأت کرتے ہوئے سورہ فاتحہ کے اختتام پر آمین کہنا رسول اللہ ﷺ کی سُنت ہے جیسا کہ حدیث الباب سے ثابت ہے۔

(۲) سری نمازوں میں آہستہ اور جہری نمازوں میں بلند آواز سے آمین کہی جائے گی۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اذا امن الامام فامنوا... الخ (سنن نسائی ۱/۱۳۱ کتاب الافتتاح)

(۳) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہ اجمعین، عہد نبوی میں آپ ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھتے تو بلند آواز سے آمین کہتے بعد ازاں صحابہ کرام و تابعین کا طرز عمل بھی یہی رہا جیسا کہ جلیل القدر تابعی امام عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ جن کے متعلق امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ما رایت افضل من عطاء بن ابی رباح (معارف السنن ۲/۲۲۷) "کہ میں نے عطا ابن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ سے بہتر کوئی شخص نہیں دیکھا"۔ یہ امام عطاء فرماتے ہیں امن ابن الزبیر ومن ورآءہ حتی ان للمسجد للجة (بخاری صفحہ ۱/۱۰۷)

"کہ سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور ان کے پیچھے مقتدیوں نے آمین کہی حتیٰ کہ مسجد گونج اٹھی۔" اب ظاہر ہے کہ یہ "آمین" کہنے والے یا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہ اجمعین تھے یا پھر تابعین عظام رحمہم اللہ۔

ان لوگوں کو غور کرنا چاہئے جو رسول اللہ ﷺ کی صحیح صریح اور مرفوع حدیث اور صحابہ کرام و تابعین کے طریقے کی مخالفت کرتے ہیں اور نام رکھا ہے۔ اہل سُنت والجماعت، اناللہ وانا الیہ راجعون

(۴) آمین کے مسئلہ میں احادیث میں مختلف الفاظ مدبها صوته رفع بها صوته، اور خفض بها صوته کے الفاظ مروی ہیں سبھی کا مفہوم یہی ہے کہ آپ ﷺ نے آمین کہتے ہوئے اپنی آواز کو بلند کیا اور کھینچ کر "آمین" کہا اس میں جو الفاظ خفض بها صوته کے آئے ہیں کہ آپ ﷺ نے آمین کہتے ہوئے اپنی آواز کو پست رکھا، تو اس سے "بعض الناس" نے استدلال کیا ہے کہ آمین آہستہ یعنی سری کہی جائے حالانکہ یہ استدلال درست نہیں کیونکہ راوی نے آپ ﷺ کی آمین کی آواز سنی ہے تو اس کی کیفت کو بیان کیا ہے اگر سنی ہی نہ ہوتی

جیسا کہ آجکل "بعض الناس" کا طرز عمل ہے تو پھر اس کی کیفیت کیسے بیان کرتے؟

لہٰذا یہ حدیث بھی بلند آواز سے آمین کہنے کی دلیل ہے نہ کہ پوشیدہ۔ اللہ تعالیٰ سمجھ بھی عطا فرمائے اور سُنت پر عمل کی توفیق بھی دے۔

(آمین) اس مسئلہ میں شیخ الحدیث مولانا محمد یحییٰ گوندلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "خیر البراھین فی الجھر بالتامین" بہترین کتاب ہے جس میں موافق، مخالف دلائل بیان کیے گئے ہیں۔ عُلماء و طلبہ کو خصوصاً اس کتاب کا مطالعہ کرنا چاہئے۔

71- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ التَّأْمِينِ

آمین کہنے کی فضیلت

250: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ حَدَّثَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "إِذَا أَمَّنَ الإِمَامُ فَأَمِّنُوا فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ".

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: "جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو، کیونکہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے مل گئی تو اس کے گزشتہ گناہ معاف ہو جائیں گے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ١٢٤٩، ابن خزيمه: ١٥٨٣، البيهقي: ٢/٥٥

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٧٨٠، صحیح مسلم: ٤١٠ سنن ابو داود: ٩٣٥ و ٩٣٦، سنن ابن ماجه: ٨٥١ و ٨٥٢، سنن نسائی: ٢/١٤٣ و ١٤٣-١٤٤ و ١٤٤، مسند احمد: ١٧٨٧، صحيح ابن حبان: ١٨٠٤

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے کہ اس نے اپنے بندوں کو شریعت کے جن احکام کا پابند بنایا ہے۔ اس فرض کی ادائیگی اور حکم کی تعمیل کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے اضافی اجر و ثواب بھی رکھا ہے جیسے وضو نماز، روزے وغیرہ کے فضائل پر غور کرنے سے یہ بات بخوبی سمجھ آسکتی ہے۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری کو فرض قرار دیا گیا ہے۔ جس پر قرآن و حدیث کے دلائل بکثرت موجود ہیں۔ خصوصاً نماز کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا صلوا کما رایتمونی اصلی (بخاری ۱/۸۸) کہ نماز اس طرح پڑھو جس طرح تم نے مجھے دیکھا ہے کہ میں نماز پڑھتا ہوں۔

اب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپ ﷺ کی نماز کے طریقے میں یہ بات بھی بیان کی کہ آپ ﷺ سورۃ فاتحہ کے بعد آمین کہتے تھے۔ (تفصیل حدیث نمبر ۲۴۸-۲۴۹ کے فوائد میں ملاحظہ فرمائیں) اب امت کے ہر فرد پر اس طریقے کو اپنانا فرض ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس کی مزید فضیلت یہ بیان کی گئی ہے کہ جب امام آمین کہتا ہے تو فرشتے بھی آمین کہتے ہیں لہٰذا تم بھی اس وقت "آمین" کہو اس وقت ان سب کی "آمین" کی موافقت کی صورت میں اللہ تعالیٰ "آمین" کہنے والوں کے گناہ معاف فرمادیں گے۔ سبحان اللہ

(۲) اس حدیث سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنی چاہئے جو بلند آواز سے آمین کہنے کا قائل و فاعل ہو۔

72- بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّكْتَتَيْنِ فِي الصَّلَاةِ

نماز میں دو سکتوں (دو بار خاموش رہنے) کا بیان

251: حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ: "سَكْتَتَانِ حَفِظْتُهُمَا عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ". فَأَنْكَرَ ذَلِكَ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ وَقَالَ: حَفِظْنَا سَكْتَةً. فَكَتَبْنَا إِلَى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ بِالْمَدِينَةِ، فَكَتَبَ أُبَيٌّ أَنْ حَفِظَ سَمُرَةُ. قَالَ سَعِيدٌ: فَقُلْنَا لِقَتَادَةَ مَا هَاتَانِ السَّكْتَتَانِ؟ قَالَ: "إِذَا دَخَلَ فِي صَلَاتِهِ وَإِذَا فَرَغَ مِنَ الْقِرَاءَةِ". ثُمَّ قَالَ: بَعْدَ ذَلِكَ وَإِذَا قَرَأَ (وَلَا الضَّالِّينَ). قَالَ: وَكَانَ يُعْجِبُهُ إِذَا فَرَغَ مِنَ الْقِرَاءَةِ أَنْ يَسْكُتَ حَتَّى يَتَرَادَّ إِلَيْهِ نَفَسُهُ.

سیّدنا سمرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، دو سکتے ہیں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے یاد کیے ہیں۔ سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے اس پر اعتراض کیا، اور فرمایا: ہم نے ایک سکتہ یاد کیا ہے، ہم نے مدینہ میں سیّدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے نام خط لکھا، تو ابی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ سیّدنا سمرہ (رضی اللہ عنہ) نے یاد کیا ہے (یعنی ان کی بات درست ہے)۔ سعید رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، ہم نے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: وہ دو سکتے کیا ہیں؟ انہوں نے فرمایا: جب نماز شروع کرتے اور جب قراءت سے فارغ ہوتے۔ پھر اس کے بعد فرمایا: اور جب ((وَلَا الضَّالِّينَ)) کہتے۔ (تب بھی ایک سکتہ ہوتا)۔ اور انہوں نے کہا: انہیں پسند تھا کہ جب قراءت سے فارغ ہوں تو خاموش رہیں (سکتہ کریں) تاکہ سانس درست ہو جائے۔

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

امام ترمذی فرماتے ہیں: اس مسئلہ میں سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ سَمُرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ يَسْتَحِبُّونَ لِلْإِمَامِ أَنْ يَسْكُتَ بَعْدَ مَا يَفْتَتِحُ الصَّلَاةَ وَبَعْدَ الْفَرَاغِ مِنَ الْقِرَاءَةِ. وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ وَأَصْحَابُنَا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن ہے۔ اور یہی بہت سے اہل علم کا موقف ہے۔ وہ امام کے لیے پسند کرتے ہیں کہ امام نماز شروع کرنے کے بعد اور قراءت سے فارغ ہونے کے بعد سکتہ کرے، امام احمد، اسحاق بن راہویہ رحمہما اللہ اور ہمارے اصحاب کا یہی موقف ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) قتادہ مدلس کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔ ضعيف الترمذي: ٤٢، اروا الغليل: ٥٠٥

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٧٧٧-٧٨٠، سنن ابن ماجه: ٨٤٤ و ٨٤٥ مسند احمد: ٢٠٠٨١، ابن حبان: ١٨٠٧

فوائد الحدیث: یہ روایت اگرچہ ضعیف ہے لیکن دوسری صحیح روایت سے تکبیر تحریمہ اور قراۃ کے درمیان سکتہ کرنے اور اس میں دعائے استفتاح پڑھنا ثابت ہے۔

جیسا کہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے خود بھی سیّدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ سیدنا سیّدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: كان رسول الله ﷺ اذا افتتح الصلوٰة سكت هنيئة فقلت بابي انت وأمي يا رسول الله ما تقول في سكوتك بين التكبير و القراءة قال اقول اللهم باعد بيني و بين خطايای... الی الاخر۔ (سنن نسائی ١/١٠٦ كتاب الافتتاح۔ بخاری ١/١٠٢ كتاب الاذان) "کہ رسول

اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو تھوڑی دیر خاموش رہتے تو میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ تکبیر اور قرآت کے درمیان اپنے "سکوت" (خاموشی) میں کیا پڑھتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا میں پڑھتا ہوں۔ اللھم باعد بینی و بین خطایای... آخر تک مکمل دعا آپ ﷺ نے فرمائی اس حدیث سے تکبیر اور قراۃ کے درمیان "سکتہ" کے ثبوت کے علاوہ بھی کئی ایک اہم مسائل کا حل ہوتا ہے۔ مثلاً

۱- سیّدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ کا حدیث و سُنت کو حاصل کرنے کا شوق اور اس کے لیے جستجو۔

۲- سیّدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ نظریہ کہ سکوت اور خاموشی میں بھی پڑھا جاسکتا ہے۔ آہستہ آواز سے پڑھنا خاموشی کے خلاف نہیں ورنہ وہ یہ نہ کہتے ما تقول فی سکوتك۔

۳- رسول اللہ ﷺ کا سیّدنا ابو ہریرہ کی تائید و تصدیق کرنا ورنہ آپ ﷺ فرماتے کہ ابو ھریرہ کیسی باتیں کر رہا ہے ایک طرف سکوت کہہ رہا ہے اور دوسری طرف قرأت کے متعلق پوچھ رہا ہے۔ نہیں ہرگز نہیں بلکہ آپ ﷺ نے دعائے استفتاح بتا کر یہ مسئلہ سمجھا دیا کہ آہستہ آواز سے پڑھنا خاموشی کے منافی نہیں۔

۴- اس حدیث پر ان لوگوں کو ضرور غور کرنا چاہئے جو قرآن مجید کی آیت وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ (اعراف:۲۰۴) سے استدلال کرتے ہوئے مقتدیوں کو امام کے پیچھے نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنے سے روکتے ہیں۔

حالانکہ اس آیت مبارکہ کا نماز میں سورہ فاتحہ کے مسئلے سے کوئی تعلق نہیں بلکہ تبلیغ کے موقعہ پر کفار جب شور کرتے تھے تو ان کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرما کر انہیں خاموش رہنے کا حکم فرمایا۔ جس کی صراحت بعض حنفی مفسرین نے بھی کی ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھئے۔ پیر کرم شاہ الازھری بھیروی کی تفسیر "ضیاالقران" اور مولانا عبد الماجد دریا آبادی کی "تفسیر ماجدی")

73- بَابُ مَا جَاءَ فِي وَضْعِ الْيَمِينِ عَلَى الشِّمَالِ فِي الصَّلَاةِ

نماز میں بائیں ہاتھ پر دایاں ہاتھ رکھنا

252: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ هُلْبٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: "كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَؤُمُّنَا فَيَأْخُذُ شِمَالَهُ بِيَمِينِهِ".

سیّدنا ہلب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ ہمیں نماز پڑھاتے تھے تو دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو پکڑ لیتے تھے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ وَغُطَيْفِ بْنِ الْحَارِثِ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا وائل بن حجر، غطیف بن حارث، ابن عباس، ابن مسعود اور سہل بن سعد رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ هُلْبٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَالتَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ، "يَرَوْنَ أَنْ يَضَعَ الرَّجُلُ يَمِينَهُ عَلَى شِمَالِهِ فِي الصَّلَاةِ". وَرَأَى بَعْضُهُمْ: "أَنْ يَضَعَهُمَا

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا ہلب رضی اللہ عنہ کی روایت حسن ہے۔ نبی ﷺ کے اصحاب، تابعین اور ان کے بعد کے اہل علم کے ہاں اسی پر عمل ہے کہ آدمی نماز میں بائیں ہاتھ پر دایاں ہاتھ رکھے، ان میں سے بعض کی رائے ہے کہ وہ دونوں ہاتھ ناف

فَوْقَ السُّرَّةِ". وَرَأَى بَعْضُهُمْ: "أَنْ يَضَعَهُمَا تَحْتَ السُّرَّةِ". وَكُلُّ ذَلِكَ وَاسِعٌ عِنْدَهُمْ.

کے اوپر رکھے، اور بعض نے کہا ہے کہ وہ انہیں ناف کے نیچے رکھے۔ ان کے نزدیک ان تمام صورتوں میں وسعت ہے۔

وَاسْمُ هُلْبٍ يَزِيدُ بْنُ قُنَافَةَ الطَّائِيُّ.

ہلب کا نام: یزید بن قنافہ طائی ہے۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) اخرجه الطيالسي: ١٠٨٧، ابن ابي شيبة: ١/٣٠٥، البيهقي: ٢/٢٩

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٨٠٩، مسند احمد: ٢١٩٦٧ و ٢١٩٧٤

فوائد الحدیث: (۱) نماز میں ہاتھ کھلے نہیں چھوڑے جائیں گے بلکہ دائیں ہاتھ کو بائیں پر رکھ کر سینے پر باندھے جائیں گے۔

(۲) ہاتھ کو "ذراع" پر رکھنا بھی درست ہے جیسا کہ صحیح بخاری کی روایت میں ہے عن سهل بن سعد قال كان الناس يؤمرون ان يضع الرجل اليد اليمنى على ذراعه اليسرى فى الصلوٰة (بخاری ۱/ ۱۰۲ کتاب الاذان)

"سیّدنا سہیل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ان لوگوں (صحابہ کرام) کو حکم دیا جاتا تھا کہ وہ نماز میں اپنا دایاں ہاتھ بائیں ذراع (بازو) پر رکھیں۔"

نوٹ: عربی لغت میں ذراع کلائی سے کہنی تک کے درمیانی حصے کے بازو پر بولا جاتا ہے۔ اس طریقے سے اگر ہاتھ باندھے جائیں تو سینے پر ہی رہتے ہیں۔

(۳) بعض الناس جو ہاتھ ناف سے نیچے باندھتے ہیں یہ بالکل غلط اور صحیح حدیث کے خلاف ہے کیونکہ حدیث میں واضح طور پر دائیں ہاتھ کو بائیں پر رکھ کر سینے پر باندھنے کا ذکر ہے۔

سیّدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: صليت مع النبى ﷺ فوضع يده اليمنى على يده اليسرى على صدره (ابن خذیمہ ۱/ ۲۴۳ بلوغ المرام ص ۴۲) "کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں پر رکھ کر سینے پر رکھے"

اس حدیث میں دو باتیں بیان ہوئی ہیں ایک یہ کہ دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا ہے۔ اور دوسرا انہیں سینے پر رکھنا ہے۔

ناف سے نیچے ہاتھ باندھنے سے دونوں باتوں کی مخالفت ہوتی ہے ورنہ عملی طور پر کر کے دیکھ لیں کہ ناف سے نیچے ہاتھ باندھنے سے دایاں ہاتھ نیچے اور بایاں اوپر ہو جاتا ہے۔

(۴) بعض الناس کے پاس ناف سے نیچے ہاتھ باندھنے کی کوئی صحیح حدیث موجود نہیں صرف اپنے امام کی تقلید میں نا صرف کہ سُنت رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں بلکہ تحریف حدیث جیسے گھناؤنے جرم کا ارتکاب بھی کر بیٹھے جس کی تفصیل راقم نے اپنی کتاب (احناف کا رسول اللہ ﷺ سے اختلاف) میں دی ہے اس مسئلہ کی تفصیل کے لیے عُلماء و طلباء کو تحفۃ الاحوذی اور علامہ محمد حیات سندھی کے رسالے، "فتح الغفور فى تحقيق وضع اليدين على الصدور" کا مطالعہ ضرور کرنا چاہیے۔

74- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّكْبِيرِ عِنْدَ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ

رکوع و سجود کے وقت اللہ اکبر کہنا

253: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الأَسْوَدِ عَنْ عَلْقَمَةَ

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ اور سیّدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما قیام و قعود (کے وقت) جھکنے اور اٹھنے

وَالأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: "كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُكَبِّرُ فِي كُلِّ خَفْضٍ وَرَفْعٍ وَقِيَامٍ وَقُعُودٍ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ".

کے لیے اللہ اکبر کہتے تھے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَنَسٍ وَابْنِ عُمَرَ وَأَبِي مَالِكٍ الأَشْعَرِيِّ وَأَبِي مُوسَى وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَوَائِلِ بْنِ حُجْرٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابوہریرہ، انس، ابن عمر، ابومالک اشعری، ابوموسیٰ، عمران بن حصین، وائل بن حجر اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْهُمْ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَغَيْرُهُمْ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ التَّابِعِينَ وَعَلَيْهِ عَامَّةُ الْفُقَهَاءِ وَالْعُلَمَاءِ.

اس پر صحابہ کرام کا عمل ہے۔ جیسا کہ ابوبکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم و دیگر اس طرح ان کے بعد تابعین اور زیادہ تر فقہاء اور علماء کا بھی اسی پر عمل ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الارواء: ٣٣٠، اخرجه ابن ابي شيبة: ١/٢٣٩، ابو يعلي: ١٠/٥١ دارقطني: ١/٣٥٧

تخریج الحدیث: سنن نسائی: ٢/٢٠٥ و ٢٣٠ و ٢٣٣، مسند احمد: ٣٦٦٠

فوائد الحدیث: (۱) تکبیر تحریمہ کے علاوہ رکوع و سجود کی تکبیرات بھی لازمی ہیں انہیں ناتو ترک کرنا چاہئے اور نا ہی مستحب وغیرہ کہہ کر ان کی حیثیت کو ختم کرنا چاہیے۔

(۲) شریعت نام ہے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کا لہٰذا ہر مومن، مسلمان کو اس پر عمل کرنا اور اس کی پابندی کرنا فرض ولازم ہے خود ساختہ اصول و قوانین سے شرعی احکام کو رد کر دینا کسی طور بھی درست نہیں۔

75- بَابٌ مِنْهُ آخَرُ

اس کے متعلق ایک اور باب

254: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُنِيرٍ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ الْحَسَنِ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "كَانَ يُكَبِّرُ وَهُوَ يَهْوِي".

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جھکتے وقت اللہ اکبر کہتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهُوَ قَوْلُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ التَّابِعِينَ قَالُوا: "يُكَبِّرُ الرَّجُلُ وَهُوَ يَهْوِي لِلرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ".

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ صحابہ کرام و تابعین میں سے تمام اہل علم کا یہی موقف ہے انہوں نے کہا کہ: آدمی رکوع و سجود کے لیے جھکتے وقت اللہ اکبر کہے گا۔

حکم الحدیث: (صحیح) الارواء: ۳۳۱، اخرجه ابن خزیمه: ۵۷۸، والدارمي: ۱۲۵۱

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۷۸۵ و ۷۸۹ صحیح مسلم: ۲۹۳، سنن ابو داود: ۳۹۲، سنن نسائی: ۲/۱۸۱۔ ۱۸۲ و ۲۳۳ و ۲۳۵، مسند احمد: ۷۶۵۷ و ۷۲۲۰

فوائد الحدیث: (۱) نماز کے ایک رکن سے دوسرے رکن میں منتقل ہونے کے لئے تکبیر، "اللہ اکبر" کے الفاظ علامت اور طریقہ ہیں۔ سوائے رکوع سے اٹھتے ہوئے اس وقت سمع اللہ لمن حمدہ کے الفاظ کہنے چاہئیں۔

(۲) تکبیرات انتقال کا طریقہ یہ ہے کہ جس رکن میں ہے اس میں تکبیر کہنا شروع کرے اور جس رکن میں منتقل ہو رہا ہے اس میں مکمل کرے۔ بعض لوگ دوسرے رکن میں جا کر تکبیر کہنا شروع کرتے ہیں یہ درست معلوم نہیں ہوتا۔ واللہ اعلم۔

76- بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الرُّكُوعِ

رکوع کرتے وقت رفع الیدین کرنا (ہاتھ اٹھانا)

255: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ "إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ مَنْكِبَيْهِ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ". وَزَادَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ فِي حَدِيثِهِ "وَكَانَ لَا يَرْفَعُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ".

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جب آپ نماز شروع کرتے تو اپنے ہاتھ اٹھاتے حتیٰ کہ انہیں کندھوں کے برابر کر لیتے تھے، اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے (تو بھی رفع الیدین کرتے تھے)۔ ابن ابی عمر نے اپنی روایت میں یہ اضافہ نقل کیا ہے: آپ دو سجدوں کے درمیان رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الحمیدي: ٦١٤، الدارمي: ١٢٥٠، ابن الجارود: ١٧٧، وابو عوانه: ٢/٩٠

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۷۳۵، صحیح مسلم: ۳۹۰ سنن ابو داود: ۷۲۱ و ۷۲۲ و ۷۴۱ و ۷۴۳، سنن ابن ماجه: ۸۵۸، سنن نسائی: ۲/۱۲۱، ۱۲۲ و ۱۸۲ و ۱۹۴ و ۱۹۵ و ۲۰۶ و ۲۳۱ و ۳/۳، مسند احمد: ٤٥٤٠

256: قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ أَبِي عُمَرَ.

سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، زہری نے اس اسناد سے ابن ابی عمر کی روایت کے مثل ہمیں بیان کیا۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَوَائِلِ بْنِ حُجْرٍ وَمَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ وَأَنَسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي حُمَيْدٍ وَأَبِي أُسَيْدٍ وَسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ وَمُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ وَأَبِي قَتَادَةَ وَأَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ وَجَابِرٍ وَعُمَيْرٍ اللَّيْثِيِّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عمر، علی، وائل بن حجر، مالک بن حویرث، انس، ابوہریرہ، ابو حمید، ابو اسید، سہل بن سعد، محمد بن مسلمہ، ابو قتادہ، ابو موسیٰ اشعری، جابر اور عمیر لیثی رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَبِهَذَا يَقُولُ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْهُمُ ابْنُ عُمَرَ وَجَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ وَأَبُو هُرَيْرَةَ وَأَنَسٌ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح ہے۔ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے بعض اہل علم جیسا کہ ابن عمر، جابر بن عبداللہ، ابوہریرہ، انس، ابن عباس اور

وَابْنُ عَبَّاسٍ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ الزُّبَيْرِ وَغَيْرُهُمْ وَمِنَ التَّابِعِينَ الْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ وَعَطَاءٌ وَطَاوُسٌ وَمُجَاهِدٌ وَنَافِعٌ وَسَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ وَسَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ وَغَيْرُهُمْ. وَبِهِ يَقُولُ مَالِكٌ وَمَعْمَرٌ وَالأَوْزَاعِيُّ وَابْنُ عُيَيْنَةَ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ.

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم اور دیگر صحابہ کرام کا یہی موقف ہے، تابعین میں سے حسن بصری، عطاء، طاؤس، مجاہد، نافع، سالم بن عبداللہ، اور سعید بن جبیر رحمہم اللہ اور ان کے علاوہ دیگر کا یہی موقف ہے۔ امام مالک، معمر، اوزاعی، ابن عیینہ، عبداللہ بن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔

وَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ قَدْ ثَبَتَ حَدِيثُ مَنْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ وَذَكَرَ حَدِيثَ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ وَلَمْ يَثْبُتْ حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلَّا فِي أَوَّلِ مَرَّةٍ. حَدَّثَنَا بِذَلِكَ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الآمُلِيُّ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ زَمْعَةَ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ. قَالَ: وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ قَالَ: كَانَ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ "يَرَى رَفْعَ الْيَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ". وَقَالَ يَحْيَى: وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: كَانَ مَعْمَرٌ "يَرَى رَفْعَ الْيَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ".

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: رفع الیدین کرنے والے کی روایت ثابت ہوئی، اور انہوں نے زہری عن سالم عن ابیہ کی سند سے مروی روایت ذکر کی، اور سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ثابت نہیں ہوئی کہ نبی ﷺ نے صرف پہلی بار (تکبیر اولیٰ کے وقت) رفع الیدین کیا۔ دوسری سند سے ثابت ہے کہ مالک بن انس اور معمر رحمہما اللہ نماز میں رفع الیدین کرنے کا موقف رکھتے تھے۔

وَسَمِعْتُ الْجَارُودَ بْنَ مُعَاذٍ يَقُولُ كَانَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ وَعُمَرُ بْنُ هَارُونَ وَالنَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ "يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ إِذَا افْتَتَحُوا الصَّلَاةَ وَإِذَا رَكَعُوا وَإِذَا رَفَعُوا رُءُوسَهُمْ".

جارود بن معاذ بیان کرتے ہیں، سفیان بن عیینہ، عمر بن ہارون اور نضر بن شمیل رحمہم اللہ نماز شروع کرتے وقت، رکوع جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کیا کرتے تھے۔

حكم الحديث: (صحيح) انظر السابق. اخرجه ابن خزيمه: ٤٥٦، ابن ابي شيبة: ١/٢٣٥، والبغوي: ٥٥٩

تخريج الحديث: صحيح بخارى: ٧٣٥، صحيح مسلم: ٣٩٠ سنن ابو داود: ٧٢١ و ٧٢٢ و ٧٤١ و ٧٤٣ ، سنن ابن ماجه: ٨٥٨، سنن نسائى: ٢/١٢١، ١٢٢ و ١٨٢ و ١٩٤ و ١٩٥ و ٢٠٦ و ٢٣١ و ٣/٣، مسند احمد: ٤٥٤٠

فوائد الحديث: (۱) رسول اللہ ﷺ کے ہر قول و فعل کی اطاعت و اتباع ہر کسی پر لازم ہے قران مجید میں اللہ تعالیٰ نے متعدد مقامات پر ارشاد فرمایا: اطیعو اللہ واطیعو الرسول نیز فرمایا لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔

جب آپ ﷺ بہترین نمونہ ہیں اور آپ ﷺ کی اتباع ہر معاملہ میں لازم و ضروری ہے تو نماز جیسے اسلام کے بنیادی رکن میں تو اس کا اہتمام بدرجہ اولیٰ فرض ہے پھر خود رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ صلوا کما رایتمونی اصلی (بخاری) نماز اول سے آخر تک یعنی تکبیر تحریمہ سے سلام تک اللہ کے ہاں صرف وہی قبول ہوگئی جو محمد رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق ہوگی جان بوجھ کر کسی بھی لحاظ سے

سُنت رسول اللہ ﷺ کے خلاف نماز پڑھنا اسے شرف قبولیت سے محروم کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ ۝ ﴾ (سورۃ محمد ۳۳)

"اے ایمان والو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرو اور (ان کی نافرمانی کر کے) اپنے اعمال کو ضائع نہ کرو۔"

نیز رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: **من احدث فی امرنا هذا مالیس منه فهو رد۔** (بخاری ۱/۳۷۱ کتاب الصلح) "جس شخص نے بھی ہمارے دین میں کوئی نئی بات (نیا طریقہ) جاری کی جو اس میں نہیں ہے تو وہ مردود و نامقبول ہے" اس لیے ہم سب کو چاہئے کہ ہم ہر ہر عمل میں رسول اللہ ﷺ کے اسوہ حسنہ کو سامنے رکھتے ہوئے اس کے مطابق اپنے عقیدے و عمل کو اپنائیں اور سرانجام دیں۔ خصوصاً نماز جیسا عمل کہ جو اسلام کا بنیادی رکن ہے اور جس کے متعلق قیامت کے دن سب سے پہلے سوال ہوگا اگر نماز درست ہوئی تو اللہ تعالیٰ باقی معاملات میں بھی آسانی فرمادیں گے اگر خدانخواستہ نماز ہی خراب اور نامقبول ہوئی تو باقی معاملات بھی نادرست ہونگے۔ نماز کے طریقے میں ایک یہ عمل بھی ہے کہ تکبیر تحریمہ کہتے ہوئے نمازی اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے کندھوں یا کانوں تک اٹھائے پھر اسی طرح رکوع جاتے ہوئے اور رکوع سے سر اُٹھاتے ہوئے بھی رفع الیدین کرے اور اگر اُس نے دو رکعت سے زیادہ نماز ادا کرنی ہے تو پھر تیسری رکعت کے لیے اٹھتے ہوئے رفع الیدین کرے۔ رفع الیدین ایک ایسی سُنت ہے کہ جو رسول اللہ ﷺ نے ساری زندگی اپنائی اور آپ ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں کوئی ایک نماز بھی بلکہ کسی ایک نماز کی کوئی ایک رکعت بھی بغیر رفع الیدین کے ادا نہیں فرمائی اور یہ ایک ایسی سُنت ہے جسے عشرہ مبشرہ سمیت تقریبا پچاس صحابہ کرام نے بیان فرمایا۔ بلکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ تو فرماتے ہیں کہ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین رفع یدین کیا کرتے تھے انہوں نے کسی ایک کا بھی استثنیٰ نہیں کیا تفصیل کے لیے دیکھئے (جزء رفع الیدین للبخاری)

ایک نصیحت آموز واقعہ

یہ واقعہ راقم الحروف نے خود شیخ الحدیث مولانا محمد یحیی گوندلوی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا تھا اور اب لکھتے وقت اس کی تصدیق مناظر اسلام قاضی عبدالرشید ارشد حفظہ اللہ تعالی سے بھی کی۔

واقعہ کچھ یوں ہے کہ:

ایک مرتبہ اہل حدیث حضرات نے جامع مسجد اہل حدیث قلعہ دیدار سنگھ ضلع گوجرانوالہ میں ایک تبلیغی پروگرام کا انعقاد کیا، جس میں دیگر عُلماء کرام کے ساتھ سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑی رحمۃ اللہ علیہ بھی مدعو تھے۔ پروگرام چونکہ لاؤڈ سپیکر میں ہو رہا تھا، دور دور تک مقررین کے خطابات سنائی دے رہے تھے، حضرت حافظ روپڑی صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ "نماز میں رکوع جاتے ہوئے اور رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے رفع یدین کرنے کی احادیث و آثار کی تعداد تقریباً چار سو (۴۰۰) ہے۔"

حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے یہ الفاظ دیوبندی مکتبہ فکر کے نامور عالم دین اور مناظر جناب قاضی عصمت اللہ صاحب کی مسجد کی انتظامیہ کے صدر حاجی ثناء اللہ ساہی صاحب نے بھی سنے۔ یاد رہے کہ قاضی صاحب موصوف دیوبندیوں کی مرکزی مسجد کے خطیب اور مدرسہ کے مہتمم اور حنفی مکتبہ فکر میں بڑے موثر تھے۔

چنانچہ حاجی ثناء اللہ ساہی صاحب اپنے ایک دوست صوفی عبدالغفور جو کہ اسی مسجد کی انتظامیہ کے رکن اور قاضی صاحب کے معتقد و مقتدی بھی تھے کو ساتھ لے کر قاضی عصمت اللہ صاحب حنفی دیوبندی سے ملے۔

انہوں نے قاضی صاحب سے کہا کہ اہل حدیثوں کے مولوی حافظ عبدالقادر روپڑی نے کہا ہے کہ رفع یدین کرنے کی چار سو احادیث ہیں۔ تو قاضی صاحب نے جواب دیا کہ چار سو کہاں سے آگئیں۔ صرف سترہ (۱۷) صحیح حدیثیں ہیں۔ تو صوفی عبدالغفور صاحب کہنے لگے، قاضی صاحب! عمل کرنے کے لیے حدیث تو ایک ہی کافی ہے اور یہاں اس مسئلہ میں سترہ (۱۷) ہیں۔

تو قاضی صاحب ناراض ہوگئے اور کہنے لگے کہ کیا آپ نے مجھ سے مناظرہ کرنا ہے؟ بعد ازاں کافی دیر تک صوفی صاحب یہی الفاظ دھراتے رہے کہ "حدیث تو ایک بھی کافی ہے"۔

بہر حال یہ دونوں دوست وہاں سے اٹھے اور انہوں نے رفع یدین کے ساتھ نماز پڑھنا شروع کر دی۔ صوفی صاحب تو اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ حاجی ثناءاللہ صاحب زندہ ہیں اور ڈی سی کالونی میں رہائش پذیر ہیں اللہ تعالیٰ انہیں صحت و ایمان والی لمبی زندگی عطا فرمائے۔ (آمین)

جب انسان کوشش کرتا ہے اور تقلیدی جمود سے نکل کر سوچتا ہے، دلائل پر غور کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ہدایت نصیب فرما دیتے ہیں۔

میں یہ واقعہ لکھ چکا تھا لیکن مجھے حاجی (ثناءاللہ) صاحب کا نام یاد نہیں تھا، مجھے جستجو ہوئی کہ اگر نام بھی معلوم ہو جائے تو لکھنا چاہیے بات زیادہ واضح ہو جائے گی، چنانچہ راقم نے محترم قاضی عبدالرشید ارشد صاحب حفظہ اللہ سے رابطہ کیا تو انہیں بھی نام یاد نہیں تھا، پھر قاضی صاحب کی وساطت سے ہی محترم قاری عصمت اللہ ظہیر خطیب اہل حدیث آف قلعہ دیدار سنگھ سے رابطہ کیا تو انہوں نے بتایا کہ "حاجی صاحب" کا نام "ثناءاللہ ساہی" ہے۔

پھر میں نے عرض کیا کہ کیا وہ حیات ہیں تو فرمانے لگے کہ جی ہاں، ماشاءاللہ زندہ ہیں۔ عرض کیا کہ کیا ان سے ملاقات ممکن ہے تو قاری صاحب نے بتایا کہ ملاقات ہو سکتی ہے لیکن اس وقت آپ گوجرانوالہ میں رہائش پذیر ہیں۔ چنانچہ قاری صاحب نے مجھے رابطہ نمبر بھی دے دیا اور میری طرف سے حاجی صاحب کو ملاقات کا پیغام بھی پہنچا دیا۔ چنانچہ راقم الحروف نے بتاریخ ۱۶ اگست ۲۰۲۱ء کو ڈی، سی کالونی گوجرانوالہ میں حاجی صاحب سے ملاقات کی اور ان کی زبانی پورا واقعہ سن کر ان کی روایت کے مطابق ہی نقل کیا گیا ہے۔ اس موقعہ پر محترم حافظ محمد شفیق صاحب آف راہوالی، حافظ محمد ہارون صاحب، مولانا ذیشان اشرف صاحب گوجرانوالہ اور محترم عبدالماجد ساہی صاحب بھی موجود تھے۔ اس موقعہ پر میں قاری عصمت اللہ ظہیر حفظہ اللہ تعالیٰ سابق ناظم مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع گوجرانوالہ کا شکر گزار ہوں کہ جن کی وساطت سے یہ ملاقات ممکن ہوئی اور یوں یہ واقعہ مستند اور متصل ہوا۔

اللہ تعالیٰ بھلا کرے مولوی عبدالرشید انصاری آف گوجرنوالہ کا کہ اس نے بڑی محنت سے وہ تمام احادیث اپنی کتاب "الرسائل فی تحقیق المسائل" میں جمع فرما دی ہیں نیز مانعین رفع یدین کے دلائل بھی نقل کر کے سیر حاصل رد کر دیا۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ عن سائر المسلمین۔

(۲)۔ رفع الیدین عند الافتتاح و عند الرکوع و بعد الرکوع آپ ﷺ کا زندگی بھر کا معمول رہا حتیٰ کہ آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی رفع یدین کرتے رہے۔ جس کی ایک جھلک ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) سیدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ ۷ ہجری میں مسلمان ہوئے آپ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رفع یدین کیا کرتے تھے۔ (جز رفع یدین امام بخاری)

(۲) سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ ۸ ہجری میں مسلمان ہوئے آپ رضی اللہ عنہ بھی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رفع یدین کیا کرتے تھے (بخاری، مسلم وغیرہ)

(۳)سیّدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ ۹ ہجری میں مُسلمان ہوئے پھر واپس اپنے وطن لوٹ گئے اور دوبارہ ۱۰ ہجری حجۃ الوداع کے موقعہ پر اس ارادے سے آئے کہ لانظرن الی صلوٰۃ رسول اللہ ﷺ کیف یصلی۔ ”میں نے دیکھنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز کس طرح پڑھتے ہیں۔“ آپ فرماتے ہیں کہ سردیوں کا موسم تھا میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین چادروں کے نیچے سے رفع یدین کرتے ہیں۔ یہ حجۃ الوداع کا واقعہ ہے اس کے تقریباً اڑھائی ماہ بعد آپ ﷺ وفات پا گئے یعنی آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کو اس حالت میں چھوڑا ہے کہ وہ سب کے سب عندالرکوع وبعدالرکوع رفع یدین کیا کرتے تھے۔

(۴)۔ اسی بنا پر آپ ﷺ کی وفات کے بعد سیّدنا ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں فرماتے ہیں۔ انا اعلمکم صلوٰۃ رسول اللہ ﷺ کہ میں تم سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کو جانتا ہوں۔ دس صحابہ کرام کے مطالبے پر آپ نے نماز کا طریقہ بیان رتے ہوئے بتایا:

کان رسول اللہ ﷺ اذا قام الی الصلوٰۃ یرفع یدیہ حتی یحاذی بھما منکبیہ ثم کبر حتی یقر کل عظم منہ فی موضعہ معتدلا ثم یقرء ثم یکبر فیرفع یدیہ حتی یحاذی بھما منکبیہ ثم یرکع و یضع راحتہ علی رکبتیہ ثم یعتدل فلا ینصب راسہ ولا یقنع ثم یرفع راسہ فیقول سمع اللہ لمن حمدہ ثم یرفع یدیہ حتی یحاذی بھما منکبیہ معتدلا ثم یقول اللہ اکبر ثم یھوی الی الارض فیجا فی یدیہ عن جنبیۃ ثم یرفع راسہ و یثنی رجلہ الیسری و یقعد علیھا ویفتح اصابع رجلیہ اذا سجد ثم یسجد ثم یقول اللہ اکبر و یرفع راسہ و یثنی رجلہ الیسری فیقعد علیھا حتی یرجع کل عظم الی موضعہ ثم یصنع فی الاخری مثل ذالک ثم اذا قام من الرکعتین کبرو رفع یدیہ حتی یحاذی بھما منکبیہ۔ کما کبر عند افتتاح الصلوۃ ثم یصنع ذالک فی کل بقیۃ صلوٰتہ حتی اذا کانت السجدۃ التی فیھا التسلیم اخر رجلہ الیسری وقعد متورکا علی شقہ الایسر قالوا صدقت ھکذا کان یصلی صلی اللہ علیہ وسلم۔ (ابوداؤد ۱/۱۳۱ کتاب الصلوٰۃ مطبوعہ مکتبہ حقانیہ ملتان)

”رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے (رفع الیدین کرتے) حتیٰ کہ وہ دونوں ہاتھ آپ ﷺ کے کندھوں کے برابر ہو جاتے پھر آپ ﷺ (اللہ اکبر) کہتے حتیٰ کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر اچھی طرح ٹھہر جاتی، پھر آپ ﷺ قرأت کرتے پھر تکبیر (اللہ اکبر) کہتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں کے برابر تک اٹھاتے پھر رکوع کرتے اور اپنی ہتھیلیوں کو اپنے گھٹنوں پر رکھتے پھر آپ ﷺ اعتدال سے رکوع کرتے نہ تو آپ سر کو جھکاتے اور نا ہی اوپر کو اٹھائے ہوئے ہوتے۔ (بلکہ برابر رکھتے) پھر آپ سر کو رکوع سے اٹھاتے تو سمع اللہ لمن حمدہ کہتے۔ پھر اپنے ہاتھوں کو کندھوں کے برابر تک اُٹھاتے (یعنی رفع یدین کرتے) اور اعتدال کے ساتھ کھڑے ہو جاتے، پھر آپ تکبیر (اللہ اکبر) کہتے پھر زمین کی طرف جھکتے اور (سجدہ کرتے ہوئے) اپنے ہاتھوں کو اپنے پہلوؤں سے دور رکھتے، پھر آپ ﷺ اپنے سر کو اٹھاتے اور اپنا بایاں پاؤں موڑ لیتے اور اس پر بیٹھ جاتے اور اپنے پاؤں کی انگلیوں کو سجدہ کرتے وقت موڑ لیتے پھر آپ ﷺ سجدہ کرتے، پھر اللہ اکبر کہتے اور (سجدے سے) اپنے سر کو اٹھا لیتے اور اپنے بائیں پاؤں کو موڑ لیتے اور اس پر بیٹھ جاتے حتیٰ کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر واپس لوٹ آتی۔ پھر آپ ﷺ دوسری رکعت میں بھی ایسے ہی کرتے تھے۔ پھر آپ ﷺ جب دو رکعتوں سے (تیسری کے لئے) کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے اور اپنے ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھاتے (یعنی رفع یدین کرتے) جیسا کہ آپ نے نماز کے شروع میں کیا ہوتا۔ پھر

آپ ﷺ اپنی باقی ساری نماز میں اسی طرح کرتے تھے حتیٰ کہ جب اس سجدہ میں ہوتے جس میں سلام کہنا ہوتا (یعنی آخری سجدہ کے بعد تشہد بیٹھتے) تو اپنے بائیں پاؤں کو آگے کی طرف نکال لیتے اور بائیں سرین پر بیٹھ جاتے (یعنی تورّک فرماتے)
تو ان دس صحابہ نے (یہ سن کر) کہا کہ آپ نے سچ فرمایا رسول اللہ ﷺ اسی طرح نماز پڑھا کرتے تھے۔

یہ حدیث نص صریح ہے کہ نماز شروع کرتے وقت، رکوع جاتے، رکوع سے سر اُٹھاتے ہوئے اور تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہوتے وقت رفع یدین کرنا امام الانبیا محمد رسول اللہ ﷺ کی سُنت ہے آپ ﷺ پر آیت مبارکہ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (المائدہ) اس حال میں نازل ہوئی کہ آپ ﷺ عند الرکوع و بعد الرکوع رفع یدین کرتے تھے اور پھر آپ ﷺ اسی حالت میں دار فانی سے اپنے "رفیق اعلیٰ" سے جا ملے۔ (ﷺ)

آپ ﷺ کے بعد آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اسی طریقے پر نماز پڑھتے، پڑھاتے اور سیکھتے سکھاتے رہے۔
لہٰذا اگر کوئی شخص آج نماز میں رکوع جاتے ہوئے اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت رفع یدین نہیں کرتا تو وہ رسول اللہ ﷺ کی سُنت اور صحابہ کرام کے طریقے کی مخالفت کرتا ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان عالی شان ضرور پیش نظر رہنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَ مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا ۝ ﴾ (النسا)

"جو شخص رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرے گا ہدایت کے واضح ہو جانے کے بعد اور مومنوں کے راستے کے علاوہ کسی اور طریقے کی پیروی کرے گا تو ہم اس کو اسی طرف پھیر دیں گے۔ جس طرف وہ پھرتا ہے اور ہم اس کو جہنم میں ڈال دیں گے۔ اور وہ برا ٹھکانہ ہے۔"

77- باب مَا جَاءَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَرْفَعْ إِلَّا فِي أَوَّلِ مَرَّةٍ

باب کہ نبی ﷺ نے صرف پہلی بار رفع الیدین کیا

257: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ: أَلَا أُصَلِّي بِكُمْ صَلَاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ "فَصَلَّى فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلَّا فِي أَوَّلِ مَرَّةٍ".
قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ.

علقمہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز کے مطابق نماز نہ پڑھاؤں۔ پس انہوں نے نماز پڑھی اور صرف پہلی بار رفع الیدین کیا۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَبِهِ يَقُولُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَالتَّابِعِينَ. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَأَهْلِ الْكُوفَةِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت حسن ہے۔ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اور تابعین میں سے کئی ایک اہل علم کا یہی موقف ہے۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور کوفہ والوں کا یہی موقف ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) صفة الصلاة: المشکوٰة: ۸۰۹۔ بعض نے اسے ثوری مدلس کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف کہا ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٧٤٨، اخرجه ابن ابي شيبة: ١/٢٣٦، ابو يعلى: ٢٣٠٢، البيهقي: ٢/٧٨

فوائد الحدیث: (۱)اس حدیث کو نماز میں رفع یدین نہ کرنے کی دلیل کے طور پر پیش کیا جاتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ روایت اس مسئلہ میں کئی ایک وجوہ سے دلیل نہیں بن سکتی۔ مثلاً

(ا) جب دعویٰ خاص ہے کہ رکوع جاتے ہوئے اور رکوع سے اٹھتے ہوئے رفع یدین نہیں کرنا چاہئے تو دلیل بھی اسی طرح خاص ہی ہونی چاہئے تھی۔ جیسا کہ اہل حدیث حضرات ان مواقع پر رفع یدین کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں تو اس کے لیے دلیل بھی وہی پیش کرتے ہیں۔ جس میں ان مواقع پر رسول اللہ ﷺ سے رفع یدین کرنا ثابت ہوتا ہے۔ جیسا کہ حدیث نمبر ۲۲۵ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے اور اس کے فوائد میں سیّدنا ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ کی حدیث سنن ابی داؤد کے حوالہ سے وغیرہ۔

(۲) مانعین رفع یدین، (قبل الرکوع اور بعد الرکوع) رفع الیدین کا عدم مانتے ہیں یا نسخ، اگر تو عدم مانتے ہیں پھر بھی یہ روایت دلیل نہیں بن سکتی کیونکہ اس کے معارض اس سے زیادہ قوی اور بکثرت احادیث اثبات میں موجود ہیں اور یہ ایک مسلمہ اصول ہے کہ نفی کے مقابلے میں اثبات کو قبول کیا جاتا ہے۔

(۳) اگر نسخ مانتے ہیں تو تب بھی یہ دلیل نہیں بن سکتی کیونکہ اس میں منسوخ ہونے کا تو ذکر ہی نہیں کیا گیا بلکہ بالکل نفی کی گئی ہے۔ شریعت میں جتنے بھی احکام منسوخ ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے ان کا تذکرہ کر کے امت کو اس سے منع فرمایا یا اجازت دی ہے۔ مثلاً: پہلے آپ ﷺ نے قبروں کی زیارت سے منع فرمایا تھا لیکن جب اجازت دی تو فرمایا۔ نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها (نسائی ۱/۲۳۱ کتاب الجنائز) "کہ میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع فرمایا تھا تو اب تم ان کی زیارت کر لیا کرو۔"

اسی طرح پہلے آپ ﷺ نے قربانی کا گوشت تین دن سے زائد رکھنے سے منع فرمایا تھا لیکن بعد میں جب اجازت دی تو ارشاد فرمایا: نهيتكم عن لحوم الاضاحي بعد ثلاث فكلوا منها وامسكوا ما شئتم (نسائی ۱/۲۰۱ کتاب الضحایا) "کہ میں نے تمہیں تین دن کے بعد قربانی کے گوشت سے منع فرمایا تھا تو اب تم اس میں سے کھاؤ اور جب تک چاہو روک لو" (ذخیرہ کر لو)۔

بلکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا منسوخ شدہ مسئلے کو بیان کرنے کا انداز بھی یوں ہوتا تھا کہ وہ مسئلہ بیان کر کے کہتے کہ پہلے یوں تھا۔ بعد میں اس کی صورت و کیفیت یہ ہو گئی۔ اس کی بھی صرف دو مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

(الف) سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ کہ ان رسول اللہ ﷺ نهى عن اكل لحوم الضحايا بعد ثلاث ثم قال كلوا و تزودوا وادخروا۔ (نسائی ۲/۲۰۱ کتاب الضحایا) "بے شک رسول اللہ ﷺ نے قربانی کا گوشت تین دن کے بعد کھانے سے منع فرمایا پھر آپ ﷺ نے فرمایا کھاؤ، زادراہ بھی لو اور ذخیرہ بھی کر لو۔"

(ب) سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی تو رکوع کے وقت تطبیق کی (یعنی دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں داخل کر کے گھٹنوں کے درمیان میں رکھا) تو جب سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا تو انہوں نے فرمایا۔ صدق اخي قد كنا نفعل هذا ثم امرنا بهذا يعني الامساك بالركب (نسائی ۱/۱۲۳ کتاب الافتتاح) "میرے بھائی نے سچ کہا ہے بے شک ہم بھی پہلے اسی طرح کیا کرتے تھے پھر ہمیں (تطبیق کی بجائے) گھٹنوں پر ہاتھ رکھنے حکم دے دیا گیا۔"

ان مذکورہ چار احادیث سے یہ معلوم ہوا کہ یا تو رسول اللہ ﷺ خود فرما دیتے کہ پہلے مسئلہ ایسے تھا اب تم اس پر اس طرح عمل کر لو۔ یا پھر راوی حدیث صحابی رسول بیان کر دیتا کہ فلاں مسئلہ میں فلاں تبدیلی کر دی گئی ہے۔ جبکہ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ والی روایت میں ان میں

سے کوئی انداز بھی نہیں لہٰذا جس طرح یہ عدم کی دلیل نہیں بن سکتی اسی طرح نسخ کی دلیل بھی نہیں بن سکتی۔ واللہ اعلم!

(۴) اگر اس روایت میں رکوع کے وقت رفع یدین کا عدم ذکر ہی اس کی نفی کی دلیل ہے تو پھر اس حدیث میں جو باقی ارکان رکوع، سجدہ، تشہد وغیرہ مذکور نہیں۔ ان کے متعلق کیا خیال ہے اگر کہا جائے کہ یہ تمام ارکان دوسری احادیث سے ثابت ہیں تو پھر ہم بھی عرض کریں گے کہ قبل الرکوع و بعد الرکوع رفع یدین بھی دوسری احادیث سے ثابت ہے۔

(۵) اگر یہ روایت رفع یدین کے نسخ کی دلیل ہے تو پھر تکبیر تحریمہ، دعائے قنوت اور عیدین میں زائد تکبیرات کے مواقع پر رفع یدین کیوں ہے؟ اگر اس روایت کی موجودگی میں مذکورہ مقامات پر رفع یدین منسوخ نہیں تو پھر رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد والی رفع یدین کو بھی ان میں شامل کر لیا جائے۔ جو کہ صحیح احادیث سے ثابت بھی ہے۔ فافھموا و تدبروا

(۶) اگر رکوع والی رفع الیدین منسوخ ہوتی تو صاحب ہدایہ تکبیر تحریمہ کے وقت رفع الیدین کے لیے سیّدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ والی صحیحین کی روایت پیش نہ کرتے۔ جس میں عند الرکوع و بعد الرکوع بھی رفع الیدین کا ذکر ہے۔ یہ الگ کی بات ہے کہ موصوف نے اپنے اکابر کی روایات کو زندہ و باقی رکھتے ہوئے صرف اتنا حصہ ہی ذکر کیا ہے جو ان کو مطلوب تھا باقی چھوڑ دیا ہے۔ (دیکھئے ہدایہ اولین ۱/۹۹ کتاب الصلوٰۃ)

اس حدیث سے رکوع والی رفع یدین کی ممانعت کسی صورت بھی ثابت نہیں ہوتی اگر اس روایت کو صحیح بھی تسلیم کیا جائے تو اس کا مفہوم یہی ہوگا کہ سیّدنا عبداللہ مسعود رضی اللہ عنہ نے صرف ایک مرتبہ ہی رفع یدین کیا ہے بار بار نہیں کیا۔ فی اول مرۃ کے الفاظ سے یہی ظاہر ہوتا ہے۔ اور پھر سنن نسائی میں ثم لم یعد کے الفاظ کا اضافہ بھی ہے (نسائی ۱/۱۲۳)

(۸) مندرجہ بالا تمام صورتوں کے باوجود حقیقت یہ ہے کہ یہ روایت سنداً ثابت نہیں اگرچہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تحسین فرمائی ہے لیکن امام صاحب کی تحسین کے متعلق اہل علم بخوبی آگاہ ہیں۔ اب اس حدیث کی سند کے متعلق آئمہ حدیث کے اقوال ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ خود امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد امام عبداللہ بن مبارک کا قول نقل کرتے ہیں کہ "عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث ثابت نہیں۔"

۲۔ ابن ابی حاتم اپنے والد سے بیان کرتے ہیں: "یہ حدیث خطاء ہے"۔

۳۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یہ حدیث ضَعیف ہے"۔

۴۔ امام یحییٰ بن آدم کہتے ہیں: "یہ حدیث ضَعیف ہے"۔

۵۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں: "یہ حدیث صحیح نہیں ہے"۔

۶۔ امام دار قطنی نے کہا: "یہ ثابت نہیں ہے"۔

۷۔ امام ابن حبان فرماتے ہیں: "اس میں کچھ علتیں ہیں جن کی بنا پر یہ ضَعیف ہے"۔

78- بَابُ مَا جَاءَ فِي وَضْعِ الْيَدَيْنِ عَلَى الرُّكْبَتَيْنِ فِي الرُّكُوعِ

رکوع میں گھٹنوں پر ہاتھ رکھنا

258: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ حَدَّثَنَا أَبُو حَصِينٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ قَالَ

ابو عبدالرحمٰن سلمی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا: سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ہمیں فرمایا گھٹنوں کو پکڑنا تمہارے لیے مَسنُون کر دیا گیا،

قَالَ لَنَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی الله عَنْهُ: "إِنَّ الرُّكَبَ سُنَّتْ لَكُمْ فَخُذُوا بِالرُّكَبِ".

لہٰذا تم (رکوع میں) گھٹنوں کو پکڑا کرو۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعْدٍ وَأَنَسٍ وَأَبِي حُمَيْدٍ وَأَبِي أُسَيْدٍ وَسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ وَمُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ وَأَبِي مَسْعُودٍ.

اس باب میں سعد، انس، ابو حمید، ابو اسید، سہل بن سعد، محمد بن مسلمہ اور ابو مسعود رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَالتَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ لَا اخْتِلَافَ بَيْنَهُمْ فِي ذَلِكَ إِلَّا مَا رُوِيَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَبَعْضِ أَصْحَابِهِ أَنَّهُمْ كَانُوا يُطَبِّقُونَ. وَالتَّطْبِيقُ مَنْسُوخٌ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ.

نبی ﷺ کے اصحاب، تابعین اور ان کے بعد والے اہل علم کا اسی پر عمل ہے، اس بارے میں ان کے درمیان کوئی اختلاف نہیں، سوائے اس کے جو سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ان کے بعض اصحاب سے روایت کیا گیا ہے کہ وہ تطبیق (دونوں ہاتھوں کو ملا کر انگلیوں میں انگلیاں ڈال کر رانوں کے درمیان ہاتھ رکھا) کرتے تھے، جب کہ اہل علم کے ہاں یہ تطبیق منسوخ ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح الإسناد) اخرجه ابن ابي شيبة: ١/٢٤٥، عبدالرزاق: ٢٨٦٣

تخریج الحدیث: سنن نسائی: ٢/١٨٥

فوائد الحدیث: (۱) رکوع میں گھٹنوں پر ہاتھ اس انداز سے رکھے جائیں کہ جیسے ان کو پکڑا ہوا ہے لیکن ہاتھوں کی انگلیوں کو تکلّف کے ساتھ کھول کر نہیں پھیلانا۔

(۲) شروع اسلام میں نماز کے طریقے میں تطبیق جائز تھی بعد میں اس سے منع کر دیا گیا اور گھٹنوں کے اوپر ہاتھ رکھنے کا حکم فرمایا گیا۔

259: قَالَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ: "كُنَّا نَفْعَلُ ذَلِكَ فَنُهِينَا عَنْهُ وَأُمِرْنَا أَنْ نَضَعَ الْأَكُفَّ عَلَى الرُّكَبِ".

سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پہلے ہم اسی طرح کیا کرتے تھے، پھر ہمیں اس سے روک دیا گیا اور ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم گھٹنوں کے اوپر ہاتھ رکھیں۔

قَالَ: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ سَعْدٍ بِهَذَا. وَأَبُو حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ اسْمُهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَعْدِ بْنِ الْمُنْذِرِ. وَأَبُو أُسَيْدٍ السَّاعِدِيُّ اسْمُهُ مَالِكُ بْنُ رَبِيعَةَ. وَأَبُو حَصِينٍ اسْمُهُ عُثْمَانُ بْنُ عَاصِمٍ الْأَسَدِيُّ. وَأَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيُّ اسْمُهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ حَبِيبٍ. وَأَبُو يَعْفُورٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ نِسْطَاسٍ. وَأَبُو يَعْفُورٍ الْعَبْدِيُّ اسْمُهُ وَاقِدٌ وَيُقَالُ: وَقْدَانُ وَهُوَ الَّذِي رَوَى عَنْ عَبْدِ اللهِ

یہ بات ہم کو قتیبہ نے ابو عوانہ عن ابی یعفور عن مصعب بن سعد عن ابیہ سعد کی سند سے بیان کی ہے۔ ابو حمید الساعدی کا نام عبدالرحمن بن سعد بن منذر ہے۔ ابو اسید ساعدی کا نام مالک بن ربیع ہے۔ ابو حصین کا نام عثمان بن عاصم اسدی ہے۔ ابو عبدالرحمن سلمی کا نام عبداللہ بن حبیب ہے، ابو یعفور، عبدالرحمن بن عبید بن نسطاس ہے اور ابو یعفور عبدی کا نام واقد ہے اسے وقدان بھی کہا جاتا ہے یہ ابو یعفور عبدی عبداللہ بن ابی اوفی سے روایت کرتے ہیں۔

بْنِ أَبِي أَوْفَى.
وَكِلَاهُمَا مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ.

اور یہ دونوں (ابو یعفور کنیت والے بزرگ) کوفہ کے رہنے والے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الحميدي: ٧٩، الدارمي: ١٣٠٨، ابن خزيمه: ٥٩٦، وابن الجارود: ١٩٦
تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۷۹۰، صحیح مسلم: ۵۳۵، سنن ابو داود: ۸٦۷، سنن ابن ماجه: ۸۷۳، سنن نسائی: ۱۸۵/۲، مسند احمد: ۱۵۷۰ صحیح ابن حبان: ۱۸۸۲

فوائد الحدیث: (۱) یہ حدیث "تطبیق" کے منسوخ ہونے کی دلیل قطعی ہے۔
(۲) "تطبیق" یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو آپس میں ملا کر ان کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں داخل کر کے گھٹنوں کے اوپر رکھنے کی بجائے گھٹنوں کے درمیان میں رکھنا۔

78- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّهُ يُجَافِي يَدَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ فِي الرُّكُوعِ

رکوع میں ہاتھوں کو پہلوؤں سے دور رکھنا

260: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: اجْتَمَعَ أَبُو حُمَيْدٍ وَأَبُو أُسَيْدٍ وَسَهْلُ بْنُ سَعْدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَذَكَرُوا صَلَاةَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ. فَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ: أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَكَعَ فَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ كَأَنَّهُ قَابِضٌ عَلَيْهِمَا وَوَتَّرَ يَدَيْهِ فَنَحَّاهُمَا عَنْ جَنْبَيْهِ.

عباس بن سہل بن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو حمید (عبد الرحمٰن بن سعد بن منذر) ابو اسید ساعدی (مالک بن ربیعہ)، سہل بن سعد اور محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کی نماز کا ذکر کیا، تو ابو حمید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کے متعلق تم سب سے زیادہ جانتا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے رکوع کیا، تو اپنے ہاتھ گھٹنوں پر رکھے، گویا کہ آپ انہیں پکڑے ہوئے ہیں، آپ نے اپنے ہاتھوں کو تنا ہوا تھا اور اپنے پہلوؤں سے دور کیا ہوا تھا۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي حُمَيْدٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهُوَ الَّذِي اخْتَارَهُ أَهْلُ الْعِلْمِ أَنْ يُجَافِيَ الرَّجُلُ يَدَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو حمید رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ اہل علم نے اسی کو پسند و اختیار کیا ہے کہ آدمی رکوع و سجود میں اپنے ہاتھ پہلوؤں سے دور رکھے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح ابي داؤد: ٧٢٣، مشكوٰة المصابيح: ٨٠١، صفة الصلاة: ١١٠، اخرجه الدارمي: ١٣١٣
تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٧٣٤، صحیح ابن حبان: ١٨٧١، ابن خزیمه: ٥٨٩
فوائد الحدیث: رکوع میں بازوؤں کو اپنے پہلوؤں سے الگ رکھنا چاہئے اس انداز میں کہ جیسے وہ تنے ہوئے ہیں۔

79- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسْبِيحِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ

رکوع و سجود میں تسبیحات

261: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ يَزِيدَ الْهُذَلِيِّ عَنْ عَوْنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: إِذَا رَكَعَ أَحَدُكُمْ فَقَالَ: فِي رُكُوعِهِ "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ" ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَدْ تَمَّ رُكُوعُهُ وَذَلِكَ أَدْنَاهُ. وَإِذَا سَجَدَ فَقَالَ: فِي سُجُودِهِ "سُبْحَانَ رَبِّيَ الأَعْلَى" ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَدْ تَمَّ سُجُودُهُ وَذَلِكَ أَدْنَاهُ.

سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی رکوع کرے تو وہ رکوع میں تین بار ((سبحان ربی العظیم)) پڑھے تو اس کا رکوع مکمل ہو گیا، اور یہ کم از کم ہے، اور جب وہ سجدہ کرے اور سجدے میں تین بار: ((سبحان ربی الاعلی)) کہے تو اس کا سجدہ مکمل ہو گیا، اور یہ کم از کم ہے۔“

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ حُذَيْفَةَ وَعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا حذیفہ اور عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِمُتَّصِلٍ. عَوْنُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ لَمْ يَلْقَ ابْنَ مَسْعُودٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت متصل نہیں۔ عون بن عبد اللہ بن عتبہ کی سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ملاقات نہیں ہوئی۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ "يَسْتَحِبُّونَ أَنْ لَا يَنْقُصَ الرَّجُلُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ مِنْ ثَلَاثِ تَسْبِيحَاتٍ".

اہل علم کا اسی پر عمل ہے: وہ پسند کرتے ہیں کہ آدمی رکوع و سجود میں تین بار سے کم تسبیحات نہ پڑھے۔

وَرُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ أَنَّهُ قَالَ: أَسْتَحِبُّ لِلإِمَامِ أَنْ يُسَبِّحَ خَمْسَ تَسْبِيحَاتٍ لِكَيْ يُدْرِكَ مَنْ خَلْفَهُ ثَلَاثَ تَسْبِيحَاتٍ. وَهَكَذَا قَالَ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ.

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: امام کے لیے مستحب یہ ہے کہ وہ پانچ بار تسبیحات پڑھے، تاکہ اس کے مقتدی تین بار تو پڑھ سکیں۔ اسحاق بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی طرح کہا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) عون کا عبد اللہ بن مسعود سے سماع ثابت نہیں۔ ضعیف ابن ماجه: ١٨٧

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٨٨٦، سنن ابن ماجه: ٨٩٠، ابن ابي شيبة: ١/ ٢٥٠، الدارقطني: ١/ ٣٤٣

فوائد الحدیث: (۱) رکوع اور سجود کی تسبیحات کے مختلف الفاظ رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہیں جن میں طویل بھی ہیں اور مختصر بھی۔ انکی تفصیل امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے سنن نسائی میں ذکر کی ہے۔ چند کلمات یہ ہیں:

۱- سبحانك ربنا وبحمدك اللهم اغفر لي

۲- سبوح قدوس رب الملائكة والروح

۳-سبحانك اللهم ربنا و بحمدك اللهم اغفرلی

تفصیل کے لیے دیکھئے سنن نسائی کتاب الصلوٰۃ ان کے علاوہ بھی تسبیحات کے کئی ایک کلمات ہیں۔

(۲) کسی بھی صحیح حدیث میں لازمی تعداد کا تعین نہیں ہے لہٰذا کم از کم ایک مرتبہ کفایت کر جائے گا زیادہ کی کوئی حد نہیں اور نہ ہی طاق رکھنے کی پابندی البتہ اگر آدمی امام ہو تو اسے مقتدیوں کا لحاظ رکھتے ہوئے، رکوع، سجود کی تسبیحات کا اہتمام کرنا چاہئے۔

262: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنِ الأَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ عُبَيْدَةَ يُحَدِّثُ عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّهُ "صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَكَانَ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ. وَفِي سُجُودِهِ سُبْحَانَ رَبِّيَ الأَعْلَى. وَمَا أَتَى عَلَى آيَةِ رَحْمَةٍ إِلَّا وَقَفَ وَسَأَلَ وَمَا أَتَى عَلَى آيَةِ عَذَابٍ إِلَّا وَقَفَ وَتَعَوَّذَ".

سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، آپ ﷺ رکوع میں: ((سبحان ربی العظیم)) اور سجدوں میں ((سبحان ربی الاعلی)) پڑھتے تھے، آپ کوئی آیت رحمت پڑھتے تو ٹھہر کر اللہ سے رحمت کا سوال کرتے، اور جب کوئی آیت عذاب آجاتی تو آپ ٹھہر کر اللہ سے پناہ طلب کرتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) مشكوٰة المصابيح: ٨٨١، اخرجه ابن ابي شيبة: ٢٨٤/١، ابو عوانه: ١٦٨/٢، ابن خزيمه: ٥٤٣

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٧٧٢، سنن ابو داود: ٨٧١-، ٨٧٤، سنن ابن ماجه: ١٣٥١، سنن نسائی: ١٧٦/٢-١٧٧ و ١٧٧ و ١٩٠ و ١٩٩- ٢٠٠ و ٢٢٤ و ٢٣١ و ٢٢٥/٣ و ٢٢٦، مسند احمد: ٢٣٢٤٠، صحيح ابن حبان: ١٨٩٨

263: قَالَ: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ نَحْوَهُ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ حُذَيْفَةَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ، أَنَّهُ صَلَّى بِاللَّيْلِ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ.

یہ حدیث سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کئی ایک طرق سے مروی ہے کہ انہوں نے رات کے وقت نبی ﷺ کے ساتھ نماز (تہجد) پڑھی۔ پس انہوں نے یہ روایت ذکر کی۔

حکم الحدیث: (صحيح) دیکھیں گزشتہ حدیث، اخرجه الطحاوي في شرح المعاني: ٢٣٥/١، الدارمي: ١٣١٢

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٧٧٢، سنن ابو داود: ٨٧١ ، ٨٧٤، سنن ابن ماجه: ١٣٥١، سنن نسائی: ١٧٦/٢-١٧٧ و ١٧٧ و ١٩٠ و ١٩٩-٢٠٠ و ٢٢٤ و ٢٣١ و ٢٢٥/٣ و ٢٢٦، مسند احمد: ٢٣٢٤٠، صحيح ابن حبان: ١٨٩٨

فوائد الحدیث: (۱) نماز میں دوران قرأت آیات کے حسب حال نمازی قرأت کو روک کر اللہ تعالیٰ سے کوئی سوال کر سکتا ہے یا جہنم وغیرہ سے پناہ مانگ سکتا ہے، لیکن عربی زبان میں۔ نماز کے دوران کسی اور زبان سے کوئی کلمہ نہیں کہہ سکتا۔

(۲) یہ عمل دن، رات یا فرض و نفل نماز میں کر سکتا ہے صرف نوافل کی شرط نہیں۔

80- بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الْقِرَاءَةِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ

رکوع و سجود میں قراءت کی ممانعت

264: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ

سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے

حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ [ح] وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "نَهَى عَنْ لُبْسِ الْقَسِّيِّ وَالْمُعَصْفَرِ وَعَنْ تَخَتُّمِ الذَّهَبِ وَعَنْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ فِي الرُّكُوعِ".

ریشمی کپڑا اور زرد رنگ کیے ہوئے کپڑے پہننے، سونے کی انگوٹھی پہننے اور رکوع میں قرآن پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَلِيٍّ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهُوَ قَوْلُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَالتَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ "كَرِهُوا الْقِرَاءَةَ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ".

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ روایت حسن صحیح ہے، نبی ﷺ کے اصحاب، تابعین اور ان کے بعد والے اہل علم کا یہی موقف ہے، انہوں نے رکوع و سجود میں قراءت کرنے کو ناپسند کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه البزار: ٩٠٨، ابو عوانه: ٢/١٦٨، ابو يعلى: ٢٧٦

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٤٨٠و ٢٠٧٨، سنن ابو داود: ٤٠٤٤، ٤٠٤٥ و ٤٠٤٦، سنن نسائی: ٢/١٨٩ و ٢١٧ و ٨/١٦٨ و ١٦٩، سنن ابن ماجه: ٣٦٠٢ و ٣٦٤٢ ، مسند احمد: ١٠٤٣، صحيح ابن حبان: ٥٤٤٠

فوائد الحدیث: (۱) اس حدیث میں صرف رکوع کا ذکر ہے جبکہ دوسری روایات میں جو سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہیں ان میں سجدے کا بھی ذکر ہے لہٰذا رکوع اور سجود میں قرآن مجید کی قرأت نہیں کرنی چاہیے۔ (سنن نسائی صفحہ نمبر ۱/۱۳۱)

(۲) "قسّی" ریشمی کپڑے کی ایک قسم ہے جو کہ "قس" نامی بستی میں تیار ہوتا تھا۔ یاد رکھیئے جیسے ہمارے ہاں کپڑے کی کئی اقسام ہیں اور کمپنیوں یا علاقوں کی مناسبت سے ان کے نام رکھ لیے جاتے ہیں اسی طرح عرب کے معاشرے میں بھی کئی اقسام کا کپڑا تیار اور استعمال ہوتا تھا۔ ان میں سے جو ریشم سے تیار ہوتا تھا اسے امت محمدیہ کے مردوں کے لیے حرام کر دیا گیا، اس کی ممانعت کی علت فقط "ریشمی" ہونا ہے نہ کہ کسی علاقے اور ڈیزائن کے سبب سے۔ واللہ اعلم

(۳) زرد رنگ سے رنگا ہوا کپڑا اور سونے کی انگوٹھی، چین، گھڑی وغیرہ بھی مرد حضرات کے لئے ممنوع ہے۔

81- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ لَا يُقِيمُ صُلْبَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ

جو شخص رکوع و سجود میں کمر سیدھی نہیں کرتا

265: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ الْبَدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: "لَا تُجْزِءُ صَلَاةٌ لَا يُقِيمُ فِيهَا الرَّجُلُ يَعْنِي صُلْبَهُ فِي

سیّدنا ابو مسعود انصاری بدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص رکوع و سجود میں کمر سیدھی نہیں کرتا اس کی نماز درست نہیں۔"

الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ".

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ شَيْبَانَ وَأَنَسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَرِفَاعَةَ الزُّرَقِيِّ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي مَسْعُودٍ الأَنْصَارِيِّ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَمَنْ بَعْدَهُمْ" يَرَوْنَ أَنْ يُقِيمَ الرَّجُلُ صُلْبَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ.

وَقَالَ: الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ مَنْ لَمْ يُقِمْ صُلْبَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ فَصَلَاتُهُ فَاسِدَةٌ لِحَدِيثِ النَّبِيِّ ﷺ "لَا تُجْزِءُ صَلَاةٌ لَا يُقِيمُ الرَّجُلُ فِيهَا صُلْبَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ".

وَأَبُو مَعْمَرٍ اسْمُهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَخْبَرَةَ. وَأَبُو مَسْعُودٍ الأَنْصَارِيُّ الْبَدْرِيُّ اسْمُهُ عُقْبَةُ بْنُ عَمْرٍو.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں علی بن شیبان، انس، ابو ہریرہ اور رفاعہ زرقی رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ نبی ﷺ کے اصحاب اور ان کے بعد والے اہل علم حضرات کا اسی پر عمل ہے۔ اور وہ یہ موقف رکھتے ہیں کہ آدمی رکوع و سجود میں اپنی کمر سیدھی رکھے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد و امام اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ نے فرمایا: نبی ﷺ کی حدیث: "جو شخص رکوع و سجود میں اپنی کمر سیدھی نہیں کرتا اس کی نماز درست نہیں۔" کے مطابق جو شخص رکوع و سجود میں اپنی کمر سیدھی نہیں کرتا تو اس کی نماز فاسد ہے۔

ابو مسعود انصاری بدری رضی اللہ عنہ کا نام عقبہ بن عمرو ہے اور ابو معمر کا نام عبداللہ بن سخبرہ ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه الحميدي: ٤٥٤، ابن خزيمه: ٥٩١، ابن الجارود: ١٩٥

تخريج الحديث: سنن ابو داود: ٨٥٥، سنن ابن ماجه: ٨٧٠، سنن نسائی: ٢/١٨٣، و ٢١٤، مسند احمد: ١٧٠٧٣، صحيح ابن حبان: ١٨٩٢ و ١٨٩٣

فوائد الحديث: (۱) نماز میں جس طرح رکوع، سجود ضروری ہیں اسی طرح ان میں اطمینان اور اعتدال بھی فرض ہے۔ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی جیسا کہ خود رسول اللہ ﷺ نے صرف رکوع، سجود، میں اطمینان نہ ہونے کی وجہ سے فرمایا تھا۔ ارجع فصل فانك لم تصل (بخاری وغیرہ) "کہ واپس چلا جا، جا کر نماز پڑھ تو نے نماز پڑھی ہی نہیں۔"

(۲) ان لوگوں کو اس حدیث پر غور کرنا چاہئے جو کہتے ہیں رکوع، سجود میں اطمینان و اعتدال فرض نہیں بلکہ الانحناء صرف جھک جانے کا نام رکوع اور "الانخفاض" "زمین پر پیشانی رکھ دینے" کا نام سجدہ ہے۔ حتیٰ کہ فتاویٰ عالمگیری جو دو سو حنفی علماء کے کے متفقہ فتاویٰ کا مجموعہ ہے اس میں تو اس حدیث کی لفظ بہ لفظ مخالفت کی گئی ہے۔

ترجمۃ الباب کی حدیث میں الفاظ ہیں "لاتجزء صلوٰۃ ... الخ اور فتاویٰ عالمگیری کی ہی الفاظ میں فان ترك الطمانية تجوز صلوٰته۔ (فتاوی عالمگیری ۱/۷۴)

انا للہ وانا الیہ راجعون

(۳) اس تعلیم و تربیت کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ آج بعض الناس کا ہر چھوٹا بڑا، عامی یا عالم نماز کو اس طرح ادا کرتا ہے کہ جیسے کوئی ایکسر سائز کر رہے ہوں، جسے رسول اللہ ﷺ نے کوے کی طرح ٹھونگیں مارنے سے تعبیر فرمایا ہے۔

82- بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ

رکوع سے سر اٹھانے کے بعد کیا پڑھے

266: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ الْمَاجِشُونُ حَدَّثَنِي عَمِّي عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الأَعْرَجِ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ "إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمَوَاتِ وَمِلْءَ الأَرْضِ وَمِلْءَ مَا بَيْنَهُمَا وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ".

سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب رکوع سے سر اٹھاتے تھے تو یہ دعا پڑھتے تھے: "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمَوَاتِ وَمِلْءَ الأَرْضِ وَمِلْءَ مَا بَيْنَهُمَا وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ" "اللہ اس کی بات سنتا ہے جو اس کی حمد بیان کرتا ہے، ہمارے رب! سب تعریفیں تیرے ہی لیے ہیں آسمانوں اور زمین کے بھراؤ کے برابر، اور ان دونوں کے درمیانی خلا کے بھراؤ کے برابر، اور ہر اس چیز کے بھراؤ کے برابر جو تو اس کے بعد چاہے۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ أَبِي أَوْفَى وَأَبِي جُحَيْفَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ.

امام ترمذی فرماتے ہیں: اس باب مین سیّدنا عبداللہ بن عمر، ابن عباس، ابن ابی اوفی، ابو جحیفہ اور ابو سعید رضی اللہ عنہم سے روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَلِيٍّ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ قَالَ: يَقُولُ "هَذَا فِي الْمَكْتُوبَةِ وَالتَّطَوُّعِ".

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے، اور بعض اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی موقف ہے، اور وہ فرماتے ہیں: کہ نمازی فرض اور نفل نماز میں یہی دعا پڑھے گا۔

وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْكُوفَةِ: يَقُولُ: "هَذَا فِي صَلَاةِ التَّطَوُّعِ وَلَا يَقُولُهَا فِي صَلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ".

بعض کوفہ والوں نے کہا ہے کہ وہ نفل نماز میں یہ دعا پڑھے گا فرض نماز میں نہیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَإِنَّمَا يُقَالُ الْمَاجِشُونِيُّ لِأَنَّهُ مِنْ وَلَدِ الْمَاجِشُونِ.

امام ترمذی نے کہا: ماجشونی صرف اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ ماجشون کی اولاد میں سے ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح ابي داؤد: ٧٣٨، اخرجه الدارمي: ١٢٤١، ابو يعلى: ٢٨٥، ابن خزيمه: ٤٦٢

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٧٧١، سنن ابو داود: ٧٦٠، مسند احمد: ٧٢٩

فوائد الحدیث: (۱) نماز کی ابتداء سے اختتام تک تمام ارکان کی تبدیلی کے وقت تکبیر "اللہ اکبر" کہا جاتا ہے سوائے دو مقامات کے ایک رکوع سے اٹھتے ہوئے اور دوسرا سلام پھیرتے وقت۔

(۲) رکوع سے اٹھتے وقت یہ کلمات کہے جائیں گے۔ سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولك الحمد۔

(۳) ان کلمات کے بعد اضافی طور پر مختلف الفاظ آپ ﷺ سے منقول ہیں جو بھی پڑھ لیے جائیں درست ہے چند ایک یہ ہیں:

ربنا ولك الحمد حمدا كثيرًا طيبا مباركا فيه (نسائی)
اللهم ربنا لك الحمد ملء السموات وملء الارض وملء ما شئت من شئی بعد (نسائی)
ربنا لك الحمد ملء السموٰاته وملء الارض وملء ما شئت من شئی بعد اهل
الثناء والمجد خير ما قال العبد وكلنا لك العبد لا مانع لما اعطيت ولا ينفع ذا الجد منك الجد۔ (نسائی)

83- بَابٌ مِنْهُ آخَرُ

اسی کے متعلق ایک اور باب

267: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: "إِذَا قَالَ الإِمَامُ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ. فَقُولُوا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب امام ((سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)) کہے تو تم ((رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ)) کہو، کیونکہ جس کا یہ کہنا فرشتوں کے کہنے سے مل گیا تو اس کے سابقہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَمَنْ بَعْدَهُمْ أَنْ يَقُولَ الإِمَامُ "سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ". وَيَقُولُ مَنْ خَلْفَ الإِمَامِ "رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ". وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ. وَقَالَ ابْنُ سِيرِينَ: وَغَيْرُهُ يَقُولُ مَنْ خَلْفَ الإِمَامِ "سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ". مِثْلَ مَا يَقُولُ الإِمَامُ.
وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ وَإِسْحَاقُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ نبی ﷺ کے اصحاب اور ان کے بعد والے بعض اہل علم کا اسی پر عمل ہے کہ امام سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ) کہے اور جو امام کے پیچھے ہو وہ کہے: ((رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ))۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا یہی موقف ہے، جب کہ ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات بیان کرتے ہیں کہ مقتدی بھی امام کی طرح: ((سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)) اور ((رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ)) کہے گا، امام شافعی اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہما اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) صحيح ابي داؤد: ٧٩٤، اخرجه الطحاوي في شرح المعاني: ١/٢٣٨، البيهقي: ٢/٩٦
تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٧٩٦، صحيح مسلم: ٤٠٩، سنن ابو داود: ٨٤٨، سنن نسائی: ٢/١٩٦، مسند احمد: ٩٩٢٣

فوائد الحديث: (۱) اس حدیث سے بعض حضرات نے یہ استدلال کیا ہے کہ امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے اور مقتدی سمع اللہ لمن حمدہ نہیں کہیں گے بلکہ صرف ربنا ولك الحمد ہی کہیں گے جبکہ یہ درست نہیں بلکہ امام اور مقتدی دونوں ہی سمع اللہ لمن حمدہ کہیں گے کیونکہ یہ رکوع سے اٹھنے کا طریقہ اور علامت ہیں جیسا کہ حدیث نمبر ۲۶۶ کے فوائد میں تفصیلاً درج ہے۔
(۲) اس حدیث مبارک کا مفہوم بالکل سیّدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کی طرح ہے۔ جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اذا قال الامام (غير المغضوب عليهم ولا الضالين) فقولو آمين (سنن نسائی ۱/۱۱۳ کتاب الصلوٰۃ) کہ جب امام غير المغضوب عليهم

ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو۔ اب جس طرح غیر المغضوب علیهم ولا الضالین امام اور مقتدی دونوں نے کہنا ہے۔ آمین کا حکم اضافی ہے۔ اسی طرح سمع اللہ لمن حمدہ دونوں کہیں گے۔ ربنا لك الحمد کا حکم اضافی ہے۔

84- بَابُ مَا جَاءَ فِي وَضْعِ الرُّكْبَتَيْنِ قَبْلَ الْيَدَيْنِ فِي السُّجُودِ

سجدہ کرتے وقت ہاتھوں سے پہلے گھٹنے زمین پر لگانا

268: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ وَأَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ مُنِيرٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ "إِذَا سَجَدَ يَضَعُ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ وَإِذَا نَهَضَ رَفَعَ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ".

سیّدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ سجدہ کرتے تو آپ ہاتھوں سے پہلے گھٹنے زمین پر لگاتے تھے، اور جب اٹھتے تھے تو گھٹنوں سے پہلے ہاتھ اٹھاتے تھے۔

قَالَ: زَادَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فِي حَدِيثِهِ قَالَ: يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ وَلَمْ يَرْوِ شَرِيكٌ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ إِلَّا هَذَا الْحَدِيثَ.

امام ترمذی فرماتے ہیں کہ حسن بن علی نے اپنی روایت میں یہ الفاظ زیادہ کیے ہیں "قال یزید بن هارون" اور شریک نے عاصم بن کلیب سے صرف یہی حدیث بیان کی ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُ أَحَدًا رَوَاهُ مِثْلَ هَذَا عَنْ شَرِيكٍ. وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ "يَرَوْنَ أَنْ يَضَعَ الرَّجُلُ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ وَإِذَا نَهَضَ رَفَعَ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ".

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ شریک سے کسی اور نے اس مانند اسے روایت کیا ہو۔ جب کہ اکثر اہل علم کا اسی پر عمل ہے وہ سمجھتے ہیں کہ آدمی ہاتھوں سے پہلے گھٹنے زمین پر لگائے گا۔ اور جب اٹھے گا تو گھٹنوں سے پہلے ہاتھ اٹھائے گا۔

وَرَوَى هَمَّامٌ عَنْ عَاصِمٍ هَذَا مُرْسَلاً وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ وَائِلَ بْنَ حُجْرٍ.

ہمام نے عاصم سے اسے مرسل روایت کیا ہے اور انہوں نے اس میں وائل بن حجر کا نام ذکر نہیں کیا۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس کی سند شریک راوی کی وجہ سے ضعیف ہے۔ ضعیف ابن ماجه: ١٨٥

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٨٣٨، سنن ابن ماجه: ٨٨٢، سنن نسائی: ٢/٢٠٦ و ٢٣٤، صحیح ابن حبان: ١٩١٢

فوائد الحدیث: یہ حدیث ضعیف ہے جبکہ اس مسئلہ میں دوسری حدیث صحیح اور صریح ہے جس میں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔ اذا سجد احدکم فلیضع یدیه قبل رکبتیه (نسائی ص ۱/۱۲۹ کتاب الصلوٰۃ)

"جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو اپنے ہاتھ اپنے گھٹنوں سے پہلے (زمین پر) رکھے"۔ لہٰذا سجدے میں جاتے ہوئے ہاتھ اپنے گھٹنوں سے پہلے (زمین پر) رکھے جائیں گے اور گھٹنے بعد میں۔

85- بَابٌ آخَرُ مِنْهُ

اسی مسئلے کے متعلق ایک اور باب

269: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نَافِعٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَسَنٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "يَعْمِدُ أَحَدُكُمْ فَيَبْرُكُ فِي صَلَاتِهِ بَرْكَ الْجَمَلِ".

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے کوئی قصد کرتا ہے (کہ وہ سجدہ کرے) تو وہ اپنی نماز میں اونٹ کے بیٹھنے کی طرح بیٹھتا ہے؟"

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ أَبِي الزِّنَادِ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت غریب ہے۔ ہم اسے صرف ابو زناد کی روایت سے اسی طریق سے جانتے ہیں۔

وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

یہ حدیث عبداللہ بن سعید مقبری عن ابیہ عن ابی ہریرہ کی سند سے بھی نبی ﷺ سے روایت کی گئی ہے۔

وَعَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيُّ ضَعَّفَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ وَغَيْرُهُ.

عبداللہ بن سعید مقبری کو یحییٰ بن سعید قطان وغیرہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) المشكوٰة: ٨٩٩، الارواء: ٧٨/٢، صفة الصلاة، صحيح ابي داؤد: ٧٨٩، واخرجه الدارمي: ١٣٢٧

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٨٤٠ و ٨٤١، سنن نسائی: ٢٠٧/٢، مسند احمد: ٨٩٥٥، ابو يعلى: ٦٥٤٠

فوائد الحدیث: یہ حدیث بھی دلیل ہے کہ سجدے میں جاتے ہوئے ہاتھ پہلے رکھنے چاہئیں لیکن اونٹ کے بیٹھنے کے ساتھ مشابہت نہ ہو جیسا کہ آپ ﷺ نے واضح طور پر ارشاد فرمایا۔ **اذا سجد احد کم فلیضع یدیه قبل رکبتیه ولا یبرك بروك البعیر** (نسائی ص ۱۲۹/۱ کتاب الصلوٰۃ) کہ "جب تم میں سے کوئی ایک سجدہ کرے تو اپنے ہاتھوں کو اپنے گھٹنوں سے پہلے (زمین پر (رکھے اور اونٹ کے بیٹھنے کی طرح نہ بیٹھے۔" اس حدیث میں دو باتیں بیان ہوئیں (۱) ہاتھ پہلے زمین پر رکھنے ہیں۔ (۲) اونٹ سے مشابہت بھی اختیار نہیں کرنی۔

اب یہاں عُلماء کرام نے کئی ایک توجیہات بیان کی ہیں کسی نے کہا کہ اونٹ کے ہاتھ اس کے گھٹنوں میں ہوتے ہیں کسی نے کہا کہ اونٹ کی پچھلی ٹانگیں ہاتھوں کے مشابہہ ہوتی ہیں وغیرہ وغیرہ۔ لیکن سب سے زیادہ مناسب توجیح محدث العصر حضرت حافظ عبد المنان محدث نور پوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی کہ اونٹ جب بیٹھتا ہے تو اگلے گھٹنے زمین پر رکھ دیتا ہے اور اسکی پچھلی ٹانگیں بالکل سیدھی ہوتی ہیں ان میں کوئی خم اور جھکاؤ نہیں ہوتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "تم نے بھی ہاتھ پہلے رکھنے ہیں لیکن اونٹ سے مشابہت نہیں کرنی اور وہ اس طرح کہ تم اپنی ٹانگوں میں خم پیدا کرو یعنی ان کو فولڈ کر لو۔" اور یہ بہترین طریقہ ہے جس سے آپ ﷺ کے دونوں حکموں پر عمل ہو جاتا ہے اور تاویل بھی کوئی نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

86- بَابُ مَا جَاءَ فِي السُّجُودِ عَلَى الْجَبْهَةِ وَالأَنْفِ

پیشانی اور ناک پر سجدہ کرنا

270: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِي عَبَّاسُ بْنُ سَهْلٍ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "كَانَ إِذَا سَجَدَ أَمْكَنَ أَنْفَهُ وَجَبْهَتَهُ مِنَ الأَرْضِ وَنَحَّى يَدَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ".

سیّدنا ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب سجدہ کرتے تھے تو اپنی ناک اور پیشانی مبارک زمین پر خوب جماتے تھے، اپنے ہاتھ پہلوؤں سے دور کرتے تھے اور اپنی ہتھیلیاں کندھوں کے برابر رکھتے تھے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَوَائِلِ بْنِ حُجْرٍ وَأَبِي سَعِيدٍ.

اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عباس، وائل بن حجر اور ابو سعید رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي حُمَيْدٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو حمید رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنْ يَسْجُدَ الرَّجُلُ عَلَى جَبْهَتِهِ وَأَنْفِهِ فَإِنْ سَجَدَ عَلَى جَبْهَتِهِ دُونَ أَنْفِهِ فَقَدْ قَالَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ يُجْزِئُهُ. وَقَالَ غَيْرُهُمْ: لَا يُجْزِئُهُ حَتَّى يَسْجُدَ عَلَى الْجَبْهَةِ وَالأَنْفِ".

اہل علم کا اسی پر عمل ہے کہ آدمی پیشانی اور ناک پر سجدہ کرے، اور اگر اس نے ناک کے علاوہ صرف پیشانی پر ہی سجدہ کر لیا تو کچھ اہل علم نے کہا ہے کہ وہ درست ہے، جب کہ دیگر حضرات نے کہا ہے کہ وہ درست نہیں حتیٰ کہ وہ پیشانی اور ناک (دونوں) پر سجدہ کرے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح ابي داؤد: ٧٢٣، تخريج المشكاة: ٨٠١، صفة الصلاة: ١٢٣

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٧٣٤، صحيح ابن حبان: ١٨٧١

فوائد الحدیث: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ناک اور پیشانی دونوں سجدے کے وقت زمین پر رکھنی ہیں جو اہل علم یہ کہتے ہیں کہ صرف پیشانی پر سجدہ کرنا کفایت کر جائے گا وہ درست نہیں۔

87- بَابُ مَا جَاءَ أَيْنَ يَضَعُ الرَّجُلُ وَجْهَهُ إِذَا سَجَدَ

جب آدمی سجدہ کرے تو اپنا چہرہ کہاں رکھے

271: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ الْحَجَّاجِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: قُلْتُ لِلْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَيْنَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَضَعُ وَجْهَهُ إِذَا سَجَدَ؟ فَقَالَ: "بَيْنَ كَفَّيْهِ".

ابو اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے پوچھا، جب نبی ﷺ سجدہ کرتے تھے تو چہرہ کہاں رکھتے تھے؟ فرمایا: "دونوں ہتھیلیوں کے درمیان۔"

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ وَأَبِي حُمَيْدٍ.

امام ترمذی فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا وائل بن حجر اور

ابو حمید رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ الْبَرَاءِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ. وَهُوَ الَّذِي اخْتَارَهُ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: "أَنْ تَكُونَ يَدَاهُ قَرِيبًا مِنْ أُذُنَيْهِ".

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: براء رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح غریب ہے۔ اسی کو بعض اہل علم نے پسند کیا ہے کہ اس (سجدہ کرنے والے) کے ہاتھ اس کے کانوں کے قریب ہوں۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الطحاوي في شرح المعاني: ١/١٥١

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٤٠١

فوائد الحدیث: سجدے میں ہاتھ کندھوں کے برابر رکھ لیے جائیں یا کانوں کے برابر۔ اس طرح چہرہ ہاتھوں کے درمیان ہو جائے گا۔ دونوں طرح درست اور صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي السُّجُودِ عَلَى سَبْعَةِ أَعْضَاءٍ

سات اعضاء پر سجدہ کرنا

272: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: "إِذَا سَجَدَ الْعَبْدُ سَجَدَ مَعَهُ سَبْعَةُ آرَابٍ وَجْهُهُ وَكَفَّاهُ وَرُكْبَتَاهُ وَقَدَمَاهُ".

سیّدنا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "جب بندہ سجدہ کرتا ہے تو سات اعضاء اس کے ساتھ سجدہ کرتے ہیں: اس کا چہرہ، اس کے دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے اور اس کے دونوں پاؤں۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَجَابِرٍ وَأَبِي سَعِيدٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبد اللہ بن عباس، ابو ہریرہ، جابر اور ابو سعید رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ الْعَبَّاسِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَعَلَيْهِ الْعَمَلُ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے، اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن ماجه: ٨٨٥، ابو يعلى: ٦٦٩٣، ابن خزيمه: ٦٣١

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٤٩١، سنن ابو داود: ٨٩١، سنن نسائي: ٢/٢٠٨ و ٢١٠، مسند احمد: ١٧٦٤، صحيح ابن حبان: ١٩٢١ و ١٩٢٢

فوائد الحدیث: سجدے میں سات اعضا کا زمین پر لگنا ضروری ہے جس کی تفصیل سنن نسائی میں سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث میں یوں ہے:

ان رسول الله ﷺ قال امرت ان اسجد على سبعة لا اكف الشعر ولا الثياب الجبهة والانف واليدين والركبتين والقدمين" (نسائی کتاب التطبیق)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سات اعضاء پر سجدہ کروں۔ اور اپنے بال اور کپڑے نہ سمیٹوں۔ سات اعضاء کی

تفصیل آپ ﷺ نے یوں بیان کی:

(۱) پیشانی اور ناک (دونوں کو ایک عضو کہا گیا ہے)

(۲،۳) دونوں ہاتھ

(۴،۵) دونوں گھٹنے

(۶،۷) دونوں پاؤں

273: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أُمِرَ النَّبِيُّ ﷺ "أَنْ يَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ وَلَا يَكُفَّ شَعْرَهُ وَلَا ثِيَابَهُ".

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نبی ﷺ کو حکم دیا گیا کہ آپ سات اعضاء پر سجدہ کریں اور آپ بالوں اور کپڑوں کو نہ سمیٹیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الحميدي: ٤٩٣، ابن الجارود: ١٩٩، ابن خزيمه: ٦٣٢، البيهقي: ٢/١٠٣

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۸۰۹، صحیح مسلم: ٤٩٠، سنن ابو داود: ۸۸۹-۸۹۰، سنن نسائی: ۲/۲۰۸ و ۲۰۹-۲۱۰ و ۲۱۵-۲۱۶، مسند احمد: ۱۹۲۷، صحیح ابن حبان: ۱۹۲۳-۱۹۲۵

فوائد الحدیث: (۱) نماز میں کپڑے اور بال نہ سمیٹنے کا ایک مفہوم تو یہ ہے کہ نماز میں کپڑے اور بال سنوارنا۔ جیسا کہ بعض لوگ اپنے قمیض اور واسکٹ وغیرہ کو درست کرتے رہتے ہیں۔ یہ خشوع خضوع کے منافی ہے۔ اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔

(۲) دوسرا یہ کہ قمیض کے بازوؤں کو فولڈ کر کے نماز ادا نہ کی جائے یہ معنی بھی درست ہے ایسا نہیں کرنا چاہئے البتہ اگر ویسے ہی ہاف بازو ہوں تو درست ہے۔ بہر حال نماز میں ہر لحاظ سے توجہ عبادت کی طرف رہنی چاہئے ظاہری ٹیپ ٹاپ سے گریز کرنا چاہئے۔

88- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّجَافِي فِي السُّجُودِ

سجدوں میں بازوؤں کو پہلوؤں سے دور رکھنا

274: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الأَحْمَرُ عَنْ دَاوُدَ بْنِ قَيْسٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الأَقْرَمِ الْخُزَاعِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: "كُنْتُ مَعَ أَبِي بِالْقَاعِ مِنْ نَمِرَةَ فَمَرَّتْ رَكَبَةٌ فَإِذَا رَسُولُ اللهِ ﷺ قَائِمٌ يُصَلِّي". قَالَ: فَكُنْتُ أَنْظُرُ إِلَى عُفْرَتَيْ إِبْطَيْهِ إِذَا سَجَدَ أَيْ بَيَاضِهِ.

سیّدنا عبداللہ بن اقرم خزاعی رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، میں نمرہ کے میدان میں اپنے والد کے ساتھ تھا، پس ایک قافلہ (ہمارے پاس سے) گزرا، رسول اللہ ﷺ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے، پس جب آپ سجدہ کرتے تھے تو مجھے آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آتی تھی۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ بُحَيْنَةَ وَجَابِرٍ وَأَحْمَرَ بْنِ جَزْءٍ وَمَيْمُونَةَ وَأَبِي حُمَيْدٍ وَأَبِي مَسْعُودٍ وَأَبِي أُسَيْدٍ وَسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ وَمُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ وَالْبَرَاءِ بْنِ

اس باب میں ابن عباس، ابن بحینہ، جابر، احمر بن جزء، میمونہ، ابو حمید، ابو مسعود، ابو اسید، سہل بن سعد، محمد بن مسلمہ، براء بن عازب، عدی بن عمیرہ اور عائشہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت

عَازِبٍ وَعَدِيِّ بْنِ عَمِيرَةَ وَعَائِشَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَأَحْمَرُ بْنُ جَزْءٍ هَذَا رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ لَهُ حَدِيثٌ وَاحِدٌ.

ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: احمر بن جزء، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ہیں ان کی ایک ہی حدیث ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَقْرَمَ حَدِيثٌ حَسَنٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ دَاوُدَ بْنِ قَيْسٍ وَلَا نَعْرِفُ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ أَقْرَمَ الْخُزَاعِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ غَيْرَ هَذَا الْحَدِيثِ. وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ. قَالَ: وَعَبْدُ اللهِ بْنُ أَقْرَمَ الْخُزَاعِيُّ إِنَّمَا لَهُ هَذَا الْحَدِيثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَعَبْدُ اللهِ بْنُ أَرْقَمَ الزُّهْرِيُّ صَاحِبُ النَّبِيِّ ﷺ. وَهُوَ كَاتِبُ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: عبداللہ بن اقرم رضی اللہ عنہ کی روایت حسن ہے۔ ہم اس کو صرف داؤد بن قیس کی حدیث سے جانتے ہیں اور عبداللہ بن اقرم الخزاعی کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف یہی ایک حدیث ہمیں معلوم ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے اکثر اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔ عبداللہ بن اقرم خزاعی کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف یہی حدیث ہے۔ اور عبداللہ بن ارقم زہری نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کاتب / سیکرٹری ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الحميدي: ٩٢٣، والنسائي في الكبرى: ٢٠٨

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٨٨١، مسند احمد: ١٦٤٠١

فوائد الحدیث: (۱) نماز میں بازو نہ تو زمین پر رکھنے چاہیں جیسا کہ آئندہ حدیث میں وضاحت بیان ہوئی ہے اور نہ ہی اپنے پیٹ اور پہلوؤں کے ساتھ لگنے چاہیں۔

(۲) یہی طریقہ عورتوں کے سجدہ کرنے کا بھی ہے لہٰذا جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ عورتیں سمٹ کر اور زمین کے ساتھ چمٹ کر سجدہ کریں گی ان کا موقف درست نہیں۔

89- بَابُ مَا جَاءَ فِي الِاعْتِدَالِ فِي السُّجُودِ

سجدوں میں اعتدال

275: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "إِذَا سَجَدَ أَحَدُكُمْ فَلْيَعْتَدِلْ وَلَا يَفْتَرِشْ ذِرَاعَيْهِ افْتِرَاشَ الْكَلْبِ".

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی شخص سجدہ کرے تو وہ میانہ روی کو اختیار کرے، اور وہ اپنے بازو اس طرح نہ پھیلائے جس طرح کتا بازو پھیلاتا ہے۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ شِبْلٍ وَأَنَسٍ وَالْبَرَاءِ وَأَبِي حُمَيْدٍ وَعَائِشَةَ.

اس باب میں عبدالرحمن بن شبل، انس، براء، ابو حمید اور عائشہ رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ جَابِرٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جابر رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ "يَخْتَارُونَ الِاعْتِدَالَ فِي

اہل علم کا اسی پر عمل ہے، وہ سجدوں میں اعتدال کو پسند

السُّجُودِ وَيَكْرَهُونَ الإِفْتِرَاشَ كَافْتِرَاشِ السَّبُعِ".

کرتے ہیں اور درندوں کی طرح بازوں پھیلانے کو ناپسند کرتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١/٢٨٥، ابو يعلى: ٢٠٠٨، ابن خزيمه: ٦٤٤

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٨٩١، مسند احمد: ١٤٢٧٦

276: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "اعْتَدِلُوا فِي السُّجُودِ وَلَا يَبْسُطَنَّ أَحَدُكُمْ ذِرَاعَيْهِ فِي الصَّلَاةِ بَسْطَ الْكَلْبِ".

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سجدوں میں اعتدال اختیار کرو، اور تم میں سے کوئی نماز میں اپنے بازو اس طرح نہ پھیلائے جس طرح کتا پھیلاتا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

ابو عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١/٢٥٩، الدارمي: ١٣٢٨، ابو يعلى: ٢٨٥٣، ابو عوانه: ٢/١٨٣

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٥٣٢ و ٨٢٢، صحيح مسلم: ٤٩٣ سنن ابو داود: ٨٩٧، سنن ابن ماجه: ٨٩٢، سنن نسائی: ٢/١٨٣ و ٢١١-٢١٢ و ٢١٣-٢١٤، مسند احمد: ١٢٠٦٦، صحيح ابن حبان: ١٩٢٦ و ١٩٢٧

فوائد الحدیث: (۱) جس طرح رکوع میں اعتدال و اطمینان فرض اور ضروری ہے اسی طرح سجدہ بھی اعتدال اور اطمینان سے کرنا چاہئے بعض الناس جو کہتے ہیں کہ سجدے میں اطمینان ضروری نہیں تو ان کی بات درست نہیں۔

(۲) اپنے بازوؤں کو زمین پر بچھانا نہیں چاہئے آپ ﷺ نے کتے کے ساتھ تشبیہ دے کر اس فعل سے منع کیا ہے۔ لہٰذا اجتناب ضروری ہے۔ جو لوگ عورتوں کو ایسا کرنے کی تعلیم دیتے ہیں وہ درست نہیں بلکہ صریحاً رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی ہے۔

(۳) ویسے ان لوگوں کا کیا خیال ہے جو سیّدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے گھوڑے کی دم کی تشبیہ سے بچنے کا بہانہ کر کے رسول اللہ ﷺ کی سُنت رفع الیدین کا انکار کرتے ہیں۔ حالانکہ وہاں نہ یہ مسئلہ ہے اور نہ ہی ثابت ہوتا ہے۔ لیکن یہاں تو خالص عمل کو کتے سے بیٹھنے کے انداز سے تشبیہ دی گئی ہے۔ کتے کی مشابہت زیادہ قبیح اور بری ہے یا گھوڑے کی۔ فافهم وتدبر

(۴) عورتوں اور مردوں کی نماز کے رکوع سجود وغیرہ کی ادائیگی میں کوئی فرق نہیں تفصیل کے لیے دیکھئے۔ (۱) "عورت اور مرد کی نماز کا فرق"۔ مصنف قاری خلیل الرحمن جاوید حفظ اللہ۔ مطبوعہ جامعہ احسان کراچی (۲) "کیا عورتوں کا طریقہ نماز مردوں سے مختلف ہے" مصنف حافظ صلاح الدین یوسف رحمۃ اللہ علیہ مطبوعہ دار السّلام لاہور۔

90- بَابُ مَا جَاءَ فِي وَضْعِ الْيَدَيْنِ وَنَصْبِ الْقَدَمَيْنِ فِي السُّجُودِ

سجدوں میں ہاتھوں کو زمین پر رکھنا اور پاؤں کو نصب (کھڑا) کرنا

277: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ

سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے (سجدے میں) ہاتھوں کو زمین پر رکھنے اور پاؤں کو نصب (کھڑا) کرنے کا حکم فرمایا۔

النَّبِيَّ ﷺ "أَمَرَ بِوَضْعِ الْيَدَيْنِ وَنَصْبِ الْقَدَمَيْنِ".

حکم الحدیث: (حسن) صفة الصلاة: ١٢٦، اخرجه البيهقي: ٢/١٠٧

تخریج الحدیث: له شاهد عند صحيح بخاری: ٨٢٨

278: قَالَ عَبْدُ اللهِ وَقَالَ: مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ بِوَضْعِ الْيَدَيْنِ فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ أَبِيهِ.

عامر بن سعد سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ہاتھوں کو زمین پر رکھنے کا حکم فرمایا۔ پس انہوں نے حدیث سابق کے مانند ذکر کیا۔ اور اس میں عن ابیہ (عامر بن سعد نے اپنے والد سے) کا ذکر نہیں کیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَرَوَى يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "أَمَرَ بِوَضْعِ الْيَدَيْنِ وَنَصْبِ الْقَدَمَيْنِ". مُرْسَلٌ وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ وُهَيْبٍ. وَهُوَ الَّذِي أَجْمَعَ عَلَيْهِ أَهْلُ الْعِلْمِ وَاخْتَارُوهُ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: عامر بن سعد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ہاتھوں کو زمین پر لگانے (رکھنے) اور پاؤں کو کھڑا کرنے کا حکم فرمایا۔

یہ روایت مرسل ہے۔ اور وہیب کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔ اہل علم کا اس پر اجماع ہے اور انہوں نے اسے اختیار کیا ہے۔

حکم الحدیث: (حسن بما قبله) گذشتہ حدیث سے تقویت پاکر یہ حسن ہے۔

تخریج الحدیث: له شاهد عند صحيح بخاری: ٨٢٨

فوائد الحدیث: (۱) سجدے کی حالت میں ہاتھ زمین پر رکھ کر بازو اوپر اٹھا لیے جائیں جیسا کہ گذشتہ احادیث میں تفصیل سے بیان ہوا ہے۔

(۲) پاؤں زمین پر بچھانے کی بجائے سیدھے کھڑے کرنے چاہئیں۔

91- بَابُ مَا جَاءَ فِي إِقَامَةِ الصُّلْبِ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ

سجود و رکوع سے اٹھ کر پیٹھ (کو) سیدھا کرنا

279: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُوسَى الْمَرْوَزِيُّ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ "إِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَإِذَا سَجَدَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ قَرِيبًا مِنَ السَّوَاءِ".

سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ کی نماز کی کیفیت یہ تھی کہ جب آپ رکوع کرتے، رکوع سے سر اٹھاتے، سجدہ کرتے اور سجدوں سے سر اٹھاتے تو یہ سب تقریباً برابر برابر تھے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ.

اور اس باب میں انس رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح ابی داؤد: ٧٩٨، اخرجه الدارمي: ١٣٣٩، ابن خزيمه: ٦١٠، والبغوي: ٦٢٨

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٧٩٢، صحيح مسلم: ٤٧١، سنن ابو داود: ٨٥٢ و ٨٥٤، مسند احمد: ١٨٤٦٩، صحيح ابن حبان: ١٨٨٣

280: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ نَحْوَهُ.

شعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے حکم رحمۃ اللہ علیہ سے اسی مانند روایت کیا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ الْبَرَاءِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: براء رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۷۹۲، صحیح مسلم: ٤٧١، سنن ابو داود: ۸۵۲ و ۸۵٤، مسند احمد: ۱۸٤٦۹، صحیح ابن حبان: ۱۸۸۳

فوائد الحدیث: (۱) جس طرح رکوع اور سجود میں اعتدال واطمینان فرض ہے اسی طرح رکوع کے بعد قومہ میں اور دو سجدوں کے درمیان جلسہ میں بھی اعتدال فرض ہے۔

(۲) بعض الناس نے اس کو غیر ضروری قرار دیا تو اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آج لوگ رکوع سے اٹھ کر سیدھے کھڑے بھی نہیں ہوتے چہ جائیکہ وہ اطمینان سے کھڑے ہو کر دعائیں پڑھیں بلکہ رکوع سے معمولی سا سر اٹھا کر سجدے میں چلے جاتے ہیں یہی طریقہ وہ سجدوں میں بھی اختیار کرتے ہیں حالانکہ یہ بالکل غلط اور حدیث کے خلاف ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے تو رکوع، سجود، قومہ جلسہ وغیرہ میں اعتدال اور اطمینان کا اہتمام نہ کرنے والے کے لئے فرمادیا تھا کہ ارجع فصل فانك لم تصل تیری نماز نہیں ہوئی بلکہ ایسے ہے جیسے تو نے پڑھی ہی نہیں لہٰذا جا کر دوبارہ نماز پڑھ۔

(۳) عوام تو عوام ہیں، مفتیان کرام اور عُلماء ذی وقار کو سوچنا چاہیے جو ایسے فتوے اور تعلیم دیتے ہیں کہ ان کی وجہ سے جن لوگوں کی نمازیں ضائع ہو رہی ہیں ان کے متعلق سوال پر قیامت کے دن کیا جواب دیں گے اور پھر ساری زندگی حدیث وسُنت رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرتے گزار کر قیامت کے دن آپ ﷺ کا سامنا کس منہ سے کریں گے۔

92- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ أَنْ يُبَادِرَ الإِمَامُ بِالرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ

رکوع وسجود میں امام سے سَبقت کرنے کی کراہت

281: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ حَدَّثَنَا الْبَرَاءُ وَهُوَ غَيْرُ كَذُوبٍ قَالَ: "كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَرَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ لَمْ يَحْنِ رَجُلٌ مِنَّا ظَهْرَهُ حَتَّى يَسْجُدَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَنَسْجُدَ".

سیّدنا براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ہم نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی، آپ نے رکوع سے سر اٹھایا، ہم میں سے کسی بھی شخص نے اپنی کمر کو (سجدے کے لیے) نہ جھکایا حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ سجدے میں چلے جاتے تو پھر ہم سجدے میں جاتے تھے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَمُعَاوِيَةَ وَابْنِ مَسْعَدَةَ صَاحِبِ الْجُيُوشِ وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا انس، معاویہ، ابن مسعدہ صاحب الجیوش (کمانڈر) اور سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ الْبَرَاءِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَبِهِ يَقُولُ أَهْلُ الْعِلْمِ "إِنَّ مَنْ خَلْفَ الإِمَامِ إِنَّمَا يَتْبَعُونَ الإِمَامَ فِيمَا يَصْنَعُ لَا يَرْكَعُونَ إِلَّا بَعْدَ رُكُوعِهِ وَلَا يَرْفَعُونَ إِلَّا بَعْدَ رَفْعِهِ". لَا نَعْلَمُ بَيْنَهُمْ فِي ذَلِكَ اخْتِلَافًا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: براء رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ اہل علم یہی بیان کرتے ہیں کہ جو امام کے پیچھے ہیں وہ امام کے ہر عمل میں اس کے پیچھے رہیں گے، وہ رکوع میں چلا جائے گا تو پھر وہ رکوع میں جائیں گے، وہ رکوع سے سر اٹھالے گا تو پھر وہ سر اٹھائیں گے، اس بارے میں ان کے درمیان کوئی اختلاف نہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح ابى داؤد: ٦٣١، ٦٣٣، اخرجه ابو يعلى: ١٦٧٣، البيهقي: ٢/٩٢، البغوي: ٨٤٧

تخریج الحدیث: صحيح بخارى: ٦٩٠، صحيح مسلم: ٤٧٤، سنن ابو داود: ٦٢٠، سنن نسائى: ٢/٩٦، مسند احمد: ١٨٥١١، صحيح ابن حبان: ٢٢٢٦

فوائد الحدیث: (۱) نماز میں مقتدی اپنے امام کی اقتداء کا پابند ہے۔ اسے تکبیر تحریمہ سے لے کر سلام پھیرنے تک اپنے امام کی پیروی کرنی چاہئے لہٰذا رکوع، سجود قومہ جلسہ، وغیرہ کسی موقعہ پر بھی امام سے آگے نہیں بڑھنا چاہئے۔

(۲) بعض لوگ بڑے ہوشیار ہوتے ہیں۔ وہ دلائل سے تو بات نہیں کر سکتے۔ لیکن منطقی انداز سے بڑے ہمدرد بن کر ان اہل حدیث حضرات سے کہیں گے جو اپنی سادہ لوحی کی وجہ سے کوئی نماز احناف کے پیچھے بھی پڑھ لیتے ہیں کہ دیکھو رفع یدین بھی سُنت ہے اور سورۃ فاتحہ پڑھنا بھی جائز ہے وغیرہ وغیرہ لیکن آپ چونکہ امام کے پیچھے کھڑے ہیں اور امام کی اقتدا فرض ہے اور آپ کا امام نا تو رفع الیدین کر رہا ہے اور نا ہی اس نے سینے پر ہاتھ باندھے ہیں نا ہی وہ اونچی آواز سے آمین کہتا ہے لہٰذا آپ کو بھی یہ اعمال نہیں کرنے چاہیں کیونکہ فرض کو پورا کرنے کے لیے سنتیں اور مستحبات وغیرہ چھوڑے جا سکتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

حالانکہ اقتدا کا یہ مطلب نہیں یہ صرف منکرین حدیث اور مخالفین سُنت کی چالبازی ہے۔ اقتدا صرف ارکان کی تبدیلی کے وقت ہے کہ امام سے پہلے رکوع، سجدہ وغیرہ نہیں کرنا تاکہ نماز میں خلل واقع نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرمائے آمین۔

93- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الإِقْعَاءِ بَيْنَ السَّجْدَيْنِ

سجدوں کے درمیان اقعاء (سرین اور ایڑیاں زمین پر لگا کر پنڈلیاں کھڑی کر لینے) کی کراہت

282: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ: لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ يَا عَلِيُّ! أُحِبُّ لَكَ مَا أُحِبُّ لِنَفْسِي وَأَكْرَهُ لَكَ مَا أَكْرَهُ لِنَفْسِي، لَا تُقْعِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ.

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: "علی (رضی اللہ عنہ) میں تمہارے لیے بھی وہی پسند کرتا ہوں، جو اپنے لیے پسند کرتا ہوں، اور تمہارے لیے بھی وہی کچھ ناپسند کرتا ہوں، جو اپنے لیے ناپسند کرتا ہوں تم سجدوں کے درمیان ایڑیوں پر مت بیٹھو۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ عَلِيٍّ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ. وَقَدْ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے مروی یہ حدیث جو ہے یہ صرف ابو اسحاق عن الحارث عن علی (رضی اللہ عنہ)

ضَعَّفَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ الْحَارِثَ الأَعْوَرَ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ يَكْرَهُونَ الإِقْعَاءَ.

کی سند سے معروف ہے۔ بعض اہل علم نے حارث اعور کو ضعیف قرار دیا ہے۔ اس حدیث پر اکثر اہل علم کا عمل ہے، وہ اقعاء کو ناپسند کرتے ہیں۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَأَنَسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدہ عائشہ، انس اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس میں حارث اعور ضعیف ہے۔ ضعيف ابن ماجه: ١٨٨، اخرجه البزار: ٨٤٣

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٨٩٤و ٨٩٥ مسند احمد: ١٢٤٤

فوائد الحدیث: "اقعاء" کی دو صورتیں ہیں:

۱- سرین زمین پر رکھ کر ہاتھوں کو زمین پر رکھنا اور گھٹنوں کو اوپر کھڑے کر لینا کہ کندھوں کے قریب ہو جائیں۔ جیسے عمومی طور پر کتا بیٹھتا ہے۔

۲- دونوں پاؤں کو پنجوں کے بل کھڑا کر کے ایڑھیوں پر بیٹھنا۔ اس حدیث میں پہلی صورت ممنوع قرار دی گئی ہے لہٰذا دو سجدوں کے درمیان اس طرح نہیں بیٹھنا چاہیے بلکہ آپ ﷺ کا جو عمومی طریقہ تھا کہ آپ ﷺ اپنا دایاں پاؤں کھڑا کر لیتے اور بائیں پاؤں کو نیچے بچھا کر اس پر بیٹھتے اس طریقے کے مطابق بیٹھنا چاہئے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث نمبر ۲۵۶ کے فوائد۔

94- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي الإِقْعَاءِ

اقعاء کے بارے میں رخصت

283: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ طَاوُسًا يَقُولُ: قُلْنَا لِابْنِ عَبَّاسٍ فِي الإِقْعَاءِ عَلَى الْقَدَمَيْنِ، قَالَ: هِيَ السُّنَّةُ. فَقُلْنَا إِنَّا لَنَرَاهُ جَفَاءً بِالرَّجُلِ، قَالَ: بَلْ هِيَ سُنَّةُ نَبِيِّكُمْ ﷺ.

طاؤس رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے قدموں پر اقعاء کے بارے میں پوچھا؟ تو انہوں نے فرمایا: وہ سنت ہے۔ ہم نے کہا: ہم اسے آدمی کے ساتھ ظلم سمجھتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: نہیں، بلکہ وہ تمہارے نبی ﷺ کی سُنت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِلَى هَذَا الْحَدِيثِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ "لَا يَرَوْنَ بِالإِقْعَاءِ بَأْسًا"، وَهُوَ قَوْلُ بَعْضِ أَهْلِ مَكَّةَ: مِنْ أَهْلِ الْفِقْهِ وَالْعِلْمِ. قَالَ: وَأَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ "يَكْرَهُونَ الإِقْعَاءَ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ".

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ نبی ﷺ کے بعض اصحاب نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ اقعاء میں کوئی مضائقہ نہیں۔ مکہ کے بعض اہل فقہ و اہل علم کا بھی یہی موقف ہے، جب کہ اکثر اہل علم سجدوں کے درمیان اقعاء کو ناپسند کرتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) صحيح ابی داؤد: ٧٩١، اخرجه ابن ابي شيبة: ١/٢٨٥، ابن خزيمه: ٦٨٠، البيهقي: ٢/١١٩

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٥٣٦، سنن ابو داود: ٨٤٢، مسند احمد: ٢٨٥٣

فوائد الحدیث: (۱) ''اقعاء'' کی یہ دوسری صورت ہے جو حدیث نمبر ۲۸۲ کے فوائد میں بیان ہوئی ہے۔ دو سجدوں کے درمیان کبھی کبھار اس طرح بیٹھنا جائز ہے مستقل یہ طریقہ نہیں اپنانا چاہئے۔

(۲) آپ ﷺ کا دو سجدوں کے درمیان بیٹھنے کا مستقل اور عمومی طریقہ وہی ہے جو حدیث نمبر ۲۸۲ کے فوائد میں بیان ہوا ہے۔

95- بَابُ مَا يَقُولُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ

دو سجدوں کے درمیان پڑھی جانے والی دعا

284: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ عَنْ كَامِلٍ أَبِي الْعَلَاءِ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ "اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاجْبُرْنِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي".

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سجدوں کے درمیان یہ دعا پڑھا کرتے تھے: "اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاجْبُرْنِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي" ''اے اللہ! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، میرے گھاٹے (نقصان) پورے فرما، میری راہنمائی فرما اور مجھے رزق عطا فرما۔''

حکم الحدیث: (صحیح) بعض نے اسے حَبیب بن ابی ثابت مدلس کے عنعنہ کی وجہ سے ضَعیف قرار دیا ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ۸۵۰، سنن ابن ماجه: ۸۹۸، مسند احمد: ۲۸۹۵

285: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ زَيْدِ بْنِ حُبَابٍ عَنْ كَامِلٍ أَبِي الْعَلَاءِ نَحْوَهُ.

یزید بن ہارون عن زید بن حباب عن کامل ابی العلاء کی سند سے حدیث سابق کے مانند مروی ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. وَهَكَذَا رُوِيَ عَنْ عَلِيٍّ. وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ "يَرَوْنَ هَذَا جَائِزًا فِي الْمَكْتُوبَةِ وَالتَّطَوُّعِ". وَرَوَى بَعْضُهُمْ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ كَامِلٍ أَبِي الْعَلَاءِ مُرْسَلاً.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح روایت کیا گیا ہے۔ امام شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ کا بھی یہی موقف ہے، وہ اسے فرض اور نفل نمازوں میں پڑھنا جائز سمجھتے ہیں۔ بعض نے اس حدیث کو کامل ابی العلاء سے مرسل روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) بعض کے نزدیک ضَعیف ہے، دیکھیں گزشتہ حدیث۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ۸۵۰، سنن ابن ماجه: ۸۹۸، مسند احمد: ۲۸۹۵

فوائد الحدیث: (۱) دو سجدوں کے درمیان جو دعائیں منقول ہیں ان میں ایک یہ بھی ہے۔

(۲) سنن نسائی میں سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے... وکان یقول بین السجدتین "رب اغفرلی" "رب اغفرلی" (نسائی ۱/۱۳۵ کتاب التطبیق)

"کہ آپ ﷺ دو سجدوں کے درمیان پڑھتے تھے۔ رب اغفرلی، رب اغفرلی (اے میرے رب مجھے بخش دے، اے میرے رب مجھے بخش دے")۔

(۳) اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دو سجدوں کے درمیان اطمینان سے سیدھے بیٹھنا چاہئے تبھی تو یہ دعا پڑھی جا سکتی ہے۔
(۴) حضرات احناف کے نزدیک فرائض اور نوافل دونوں میں اس کو پڑھنا بہتر قرار دیا گیا ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھئے درس ترمذی ۲/ ۵۴ مولانا تقی عثمانی حنفی دیوبندی)

96- بَابُ مَا جَاءَ فِي الاِعْتِمَادِ فِي السُّجُودِ

سجدوں میں سہارا لینا

286: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: "اشْتَكَى بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ مَشَقَّةَ السُّجُودِ عَلَيْهِمْ إِذَا تَفَرَّجُوا فَقَالَ اسْتَعِينُوا بِالرُّكَبِ".

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ اللَّيْثِ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ.

وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ سُمَيٍّ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ أَبِي عَيَّاشٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ هَذَا. وَكَأَنَّ رِوَايَةَ هَؤُلَاءِ أَصَحُّ مِنْ رِوَايَةِ اللَّيْثِ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، نبی ﷺ کے بعض صحابہ نے نبی ﷺ سے سجدوں میں بازوؤں کو پہلوؤں سے الگ رکھنے سے پہنچنے والی مشقت کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا: "گھٹنوں سے مدد طلب کرو۔" (یعنی بازو گھٹنوں سے لگا لیا کرو)۔

امام ترمذی نے کہا: یہ حسن غریب ہے اور ہم اسے صرف ابو صالح عن ابی ہریرہ کی سند سے نبی ﷺ سے اس طریق سے صرف لیث عن ابن عجلان کی روایت سے جانتے ہیں۔

بے شک یہ حدیث امام سفیان بن عیینہ اور کئی ایک محدثین نے سُمی عن نعمان بن ابی عیاش عن النبی ﷺ بھی اسی طرح بیان کی ہے۔ اور گویا کہ ان حضرات کی روایت لیث کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) ضعيف ابى داؤد: ١٦٠، اس کی سند ابن عجلان کی وجہ سے ضعیف ہے۔ ضعيف الترمذي: ٤٦
تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٩٠٢، مسند احمد: ٨٤٧٧، صحيح ابن حبان: ١٩١٨۔
فوائد الحدیث: یہ اجازت صرف مجبور لاچار لوگوں کے لیے ہے۔ سُنت طریقہ وہی ہے جو حدیث ۲۷۴ میں گزرا ہے۔ یہ روایت اگرچہ ضعیف ہے لیکن قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیه۔

97- بَابُ مَا جَاءَ كَيْفَ النُّهُوضُ مِنَ السُّجُودِ

سجدوں سے کس طرح اٹھنا ہے

287: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ اللَّيْثِيِّ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ "يُصَلِّي فَكَانَ إِذَا كَانَ فِي وِتْرٍ مِنْ صَلَاتِهِ لَمْ يَنْهَضْ حَتَّى يَسْتَوِيَ جَالِسًا".

سیّدنا مالک بن حویرث لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، جب آپ نماز کی طاق رکعت (پہلی اور تیسری) پڑھ لیتے تھے تو آپ کھڑے نہیں ہوتے تھے حتی کہ صحیح طرح بیٹھ جاتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ. وَبِهِ يَقُولُ إِسْحَاقُ وَبَعْضُ أَصْحَابِنَا. وَمَالِكٌ يُكْنَى أَبَا سُلَيْمَانَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ بعض اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔ اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے بعض اصحاب بھی یہی موقف رکھتے ہیں۔ مالک کی کنیت ابو سُلیمان ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) الارواء: ۲/۸۲-۸۳، صفة الصلاة: ۱۳۶، اخرجه ابن خزيمه: ٦٨٦، البغوي: ٦٦٨

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۸۲۳، سنن ابو داود: ۸٤٤، سنن نسائی: ۲/۲۳٤، صحیح ابن حبان: ۱۹۳٤

فوائد الحدیث: (۱) یہ حدیث نص صریح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوسری یا چوتھی رکعت کے لیے اٹھنے سے پہلے پہلی اور تیسری رکعت کے دوسرے سجدے کے بعد اطمینان سے بیٹھ کر پھر دوسری یا چوتھی رکعت کے لیے اٹھتے تھے۔ جسے اصطلاحی زبان میں جلسہ استراحت کہتے ہیں۔

(۲) بعض الناس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سُنت کا انکار کرنے کے لیے کئی قسم کی تاویلات کا سہارا لیا ہے لیکن ان کا موقف درست نہیں۔

98- بَابٌ مِنْهُ أَيْضًا

اسی سے متعلق باب

288: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ إِلْيَاسَ عَنْ صَالِحٍ مَوْلَى التَّوْأَمَةِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ "يَنْهَضُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى صُدُورِ قَدَمَيْهِ".

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں اپنے قدموں کے سروں (انگلیوں) پر اٹھا کرتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ عَلَيْهِ الْعَمَلُ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ "يَخْتَارُونَ أَنْ يَنْهَضَ الرَّجُلُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى صُدُورِ قَدَمَيْهِ". وَخَالِدُ بْنُ إِلْيَاسَ هُوَ ضَعِيفٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت پر اہل علم کا عمل ہے، وہ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ آدمی نماز میں اپنے قدموں کے سروں پر کھڑا ہو۔ (اس حدیث کا راوی) خالد بن الیاس محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔

قَالَ: وَيُقَالُ خَالِدُ بْنُ إِيَاسٍ أَيْضًا. وَصَالِحٌ مَوْلَى التَّوْأَمَةِ هُوَ صَالِحُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ. وَأَبُو صَالِحٍ اسْمُهُ نَبْهَانُ وَهُوَ مَدَنِيٌّ.

اور اسے خالد بن ایاس بھی کہا جاتا ہے اور توامہ کا آزاد کردہ غلام صالح۔ وہ صالح بن ابی صالح ہیں۔ اور ابو صالح کا نام نبہان ہے اور وہ مدنی ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) الارواء: ۳٦۲، ضعيف الترمذي: ٤٧۔ خالد بن الیاس متروک الحدیث ہے۔

فوائد الحدیث: یہ روایت ضعیف ہے جیسا کہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے خود صراحت کر دی ہے۔ اس لیے دوسری یا تیسری رکعت کے لیے اٹھنے سے پہلے اطمینان سے بیٹھ کر پھر اٹھنا چاہئے یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنت ہے جیسا کہ حدیث نمبر ۲۸۷ میں بیان ہوا ہے۔

99- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّشَهُّدِ

تشہد کا ذکر

289: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ الأَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: "عَلَّمَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا قَعَدْنَا فِي الرَّكْعَتَيْنِ أَنْ نَقُولَ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ نے ہمیں تعلیم دی کہ جب ہم دو رکعتیں پڑھ کر بیٹھیں تو ہم یہ دعا پڑھیں: "التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ" "تمام آداب و تسلیمات اللہ ہی کے لیے ہیں، تمام نمازیں اور پاکیزہ اعمال بھی اسی کے لیے ہیں، اے نبی! آپ پر سلامتی ہو، اللہ کی رحمت اور برکتیں نازل ہوں۔ ہم پر بھی سلامتی ہو اور اللہ کے نیک بندوں پر بھی۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَجَابِرٍ وَأَبِي مُوسَى وَ عَائِشَةَ.

امام ترمذی نے فرمایا: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عمر، جابر، ابو موسیٰ اور عائشہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ قَدْ رُوِيَ عَنْهُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تشہد کے بارے میں نبی ﷺ سے مروی احادیث میں سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سند سے زیادہ صحیح ہے۔ نبی ﷺ کے اصحاب اور ان کے بعد تابعین میں سے اکثر اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔

وَهُوَ أَصَحُّ حَدِيثٍ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي التَّشَهُّدِ. وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ التَّابِعِينَ.

وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ. حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُوسَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ خُصَيْفٍ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ "فِي الْمَنَامِ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ النَّاسَ قَدِ اخْتَلَفُوا فِي التَّشَهُّدِ فَقَالَ: عَلَيْكَ بِتَشَهُّدِ ابْنِ مَسْعُودٍ".

سفیان ثوری، ابن مبارک، احمد اور اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔ خصیف رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، میں نے خواب میں نبی ﷺ کی زیارت کی تو میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! لوگوں کا تشہد کے بارے میں اختلاف ہو گیا ہے؟ آپ نے فرمایا: "تم ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت والا تشہد پڑھا کرو۔"

حکم الحدیث: (صحیح) الارواء: ٣٣٦، بعض کے نزدیک خواب والی بات صحیح نہیں اس میں خصیف ضعیف ہے۔ بقیہ روایت صحیح ہے۔

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۸۳۱، صحیح مسلم: ۴۰۲، سنن ابو داود: ۹۶۸ و ۹۶۹ و ۹۷۰، سنن ابن ماجه: ۸۹۹، سنن نسائی: ۲/۲۳۷-۲۳۸ و ۲۳۸ و ۲۳۹ و ۲۴۰ و ۲۴۱ و ۳/۴۰-۴۱ و ۴۱ و ۵۰، مسند احمد: ۳۶۲۲، صحیح ابن حبان: ۱۹۴۸

فوائد الحدیث: (۱) رسول اللہ ﷺ سے تشہد میں مختلف الفاظ کے ساتھ تشہد پڑھنا ثابت ہے۔ البتہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی الفاظ زیادہ راجح ہیں۔ لہٰذا انہی کا اہتمام کرنا چاہیے۔

(۲) امام نسائی رحمہ اللہ نے تشہد کے مختلف الفاظ کی روائتیں نسائی میں جمع کر دی ہیں۔ صاحب ذوق حضرات وہاں رجوع کر سکتے ہیں۔

(۳) آخری سے پہلے تشہد میں بھی درود ابراہیمی پڑھنا چاہئے اس کے لیے فرائض و نوافل کی تقسیم کی کوئی دلیل نہیں۔

100- بَابٌ مِنْهُ أَيْضًا

اسی سے متعلق ایک اور باب

290: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَطَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ "يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا الْقُرْآنَ فَكَانَ يَقُولُ: التَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ سَلَامٌ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ سَلَامٌ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ".

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمیں تشہد اس طرح سکھاتے تھے جس طرح ہمیں قرآن سکھاتے تھے۔ آپ فرماتے تھے: "التَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ سَلَامٌ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ سَلَامٌ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ" "برکتوں والے آداب، پاکیزہ عبادات اللہ کے لیے ہیں، اے نبی! آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور برکات ہوں، ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر سلام ہو، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح غریب ہے۔

وَقَدْ رَوَى عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ حُمَيْدٍ الرُّوَاسِيُّ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ نَحْوَ حَدِيثِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ. وَرَوَى أَيْمَنُ بْنُ نَابِلٍ الْمَكِّيُّ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ وَهُوَ غَيْرُ مَحْفُوظٍ.

عبدالرحمٰن بن حمید رواسی نے اس حدیث کو ابوزبیر سے لیث بن سعد کی روایت کے مانند روایت کیا ہے۔ اور ایمن بن نابل مکی نے اس حدیث کو ابوزبیر عن جابر کی سند سے روایت کیا ہے اور وہ غیر محفوظ ہے۔

وَذَهَبَ الشَّافِعِيُّ إِلَى حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي التَّشَهُّدِ.

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے تشہد کے بارے میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کو اختیار کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١/٢٩٤، ابن خزيمه: ٧٠٥، وابو عوانه: ٢/٤٢٨

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٤٠٣، سنن ابو داود: ٩٧٤، سنن ابن ماجه: ٩٠٠، سنن نسائی: ٢/٢٤٢، مسند احمد: ٢٦٦٥، صحيح ابن حبان: ١٩٥٢

فوائد الحدیث: حدیث نمبر ۲۸۹ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

101- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّهُ يُخْفِي التَّشَهُّدَ

تشہد کو پست آواز میں پڑھنا

291: حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الأَشَجُّ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الأَسْوَدِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: مِنَ السُّنَّةِ أَنْ يُخْفِيَ التَّشَهُّدَ.

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تشہد کو پست آواز میں پڑھنا مسنون ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت حسن غریب ہے۔ اور اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) صحيح ابی داؤد: ٩٠٦، صفة الصلاة: ١٤٢، اخرجه ابن خزيمه: ٧٠٦، البغوي: ٦٨٠

تخریج الحدیث: الحاكم: ١/٢٣٠ وابو داؤد: ٩٨٦

فوائد الحدیث: تشہد آہستہ آواز سے یعنی سرًا ہی پڑھا جائے گا۔

102- بَابُ مَا جَاءَ كَيْفَ الْجُلُوسُ فِي التَّشَهُّدِ

تشہد میں بیٹھنے کا طریقہ

292: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ الْجَرْمِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ قُلْتُ لَأَنْظُرَنَّ إِلَى صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ "فَلَمَّا جَلَسَ يَعْنِي لِلتَّشَهُّدِ افْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى يَعْنِي عَلَى فَخِذِهِ الْيُسْرَى وَنَصَبَ رِجْلَهُ الْيُمْنَى".

سیّدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں مدینہ پہنچا تو میں نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کی نماز دیکھوں گا (کہ آپ ﷺ کس طرح پڑھتے ہیں)، جب آپ ﷺ، تشہد کے لیے بیٹھے تو آپ ﷺ نے اپنا بایاں پاؤں بچھالیا، اور اپنا بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھا اور دائیں پاؤں کو کھڑا کیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَأَهْلِ الْكُوفَةِ وَابْنِ الْمُبَارَكِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اکثر اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔ سفیان ثوری اور ابن مبارک رحمہما اللہ اور کوفہ والوں کا یہی موقف ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) صحيح ابی داؤد: ٧١٦، اخرجه الحميدي: ٨٨٥، ابن خزيمه: ٤٧٧

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٧٢٦ و ٩٥٧، سنن ابن ماجه: ٩١٢، سنن نسائی: ٢/١٢٦ و ٢٣٦ و ٣/٣٤-٣٥ و ٣٥ و ٣٦/٣٥ و ٣٧ ومسند احمد: ١٨٨٥٠

فوائد الحدیث: پہلے تشہد میں بیٹھنے کا طریقہ یہی ہے کہ دایاں پاؤں کھڑا کیا جائے اور بائیں پاؤں کو بچھا کر اس پر بیٹھا جائے۔

103- بَابٌ مِنْهُ أَيْضًا

اسی سے متعلق ایک اور باب

293: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمَدَنِيُّ حَدَّثَنِي عَبَّاسُ بْنُ سَهْلٍ السَّاعِدِيُّ قَالَ: اجْتَمَعَ أَبُو حُمَيْدٍ وَأَبُو أُسَيْدٍ وَسَهْلُ بْنُ سَعْدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَذَكَرُوا صَلَاةَ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَقَالَ: أَبُو حُمَيْدٍ أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ "إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ جَلَسَ يَعْنِي لِلتَّشَهُّدِ فَافْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَأَقْبَلَ بِصَدْرِ الْيُمْنَى عَلَى قِبْلَتِهِ وَوَضَعَ كَفَّهُ الْيُمْنَى عَلَى رُكْبَتِهِ الْيُمْنَى وَكَفَّهُ الْيُسْرَى عَلَى رُكْبَتِهِ الْيُسْرَى، وَأَشَارَ بِأُصْبَعِهِ يَعْنِي السَّبَّابَةَ".

عباس بن سہل ساعدی نے بیان کیا: ابو حمید، ابو اسید، سہل بن سعد اور محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہم اکٹھے ہوئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی نماز کا ذکر کیا، تو ابو حمید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کے متعلق تم سے زیادہ جانتا ہوں، کہ رسول اللہ ﷺ تشہد کے لیے بیٹھے، تو آپ ﷺ نے اپنا بایاں پاؤں بچھایا، اور دائیں پاؤں کی انگلیاں قبلے کی طرف کیں، دایاں ہاتھ دائیں گھٹنے پر اور بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر رکھا، اور اپنی انگشت شہادت سے اشارہ کیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَبِهِ يَقُولُ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ، قَالُوا: يَقْعُدُ فِي التَّشَهُّدِ الآخِرِ عَلَى وَرِكِهِ وَاحْتَجُّوا بِحَدِيثِ أَبِي حُمَيْدٍ وَقَالُوا: "يَقْعُدُ فِي التَّشَهُّدِ الأَوَّلِ عَلَى رِجْلِهِ الْيُسْرَى وَيَنْصِبُ الْيُمْنَى".

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے، اور بعض اہل علم کا یہی موقف ہے۔
امام شافعی، امام احمد اور امام اسحاق رحمہم اللہ کا یہی قول ہے کہ وہ نمازی آخری تشہد میں اپنی سرین پر بیٹھے گا، انہوں نے ابو حمید رضی اللہ عنہ کی روایت سے دلیل لی ہے، اور انہوں نے کہا: وہ نمازی تشہد اول میں اپنے بائیں پاؤں پر بیٹھے گا اور دایاں پاؤں کھڑا رکھے گا۔

حکم الحدیث: (صحیح) صحیح ابی داؤد: ٧٢٣، اس کی تخریج حدیث ٢٦٠ کے تحت گزر چکی ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٧٣٤ و٩٦٧، صحیح ابن حبان: ١٨٧١

فوائد الحدیث: آخری تشہد جس میں سلام پھیرا جاتا ہے میں "تورّك" کرنا (دائیں پاؤں) کو کھڑا کر کے بائیں پاؤں کو دائیں پنڈلی کے نیچے سے باہر نکال کر بائیں سرین پر بیٹھنا۔ رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے جیسا کہ سیّدنا ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ کی روایت میں تفصیل سے بیان ہوا ہے۔ (دیکھئے فوائد حدیث نمبر ٢٥٥-٢٥٦)

104- بَابُ مَا جَاءَ فِي الإِشَارَةِ فِي التَّشَهُّدِ

تشہد میں اشارہ کرنا

294: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ وَيَحْيَى بْنُ مُوسَى وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "كَانَ إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى رُكْبَتِهِ وَرَفَعَ إِصْبَعَهُ الَّتِي تَلِي الإِبْهَامَ مِنَ الْيُمْنَى يَدْعُو بِهَا وَيَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى رُكْبَتِهِ بَاسِطَهَا عَلَيْهِ".

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب نماز میں بیٹھتے تھے تو آپ اپنا دایاں ہاتھ اپنے (دائیں) گھٹنے پر رکھتے تھے اور (دائیں) انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی کو اٹھا کر اس کے ساتھ دعا کرتے تھے، اور آپ اپنا بایاں ہاتھ اپنے (بائیں) گھٹنے پر پھیلا کر رکھتے تھے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ وَنُمَيْرٍ الْخُزَاعِيِّ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي حُمَيْدٍ وَوَائِلِ بْنِ حُجْرٍ.

اور اس باب میں عبداللہ بن زبیر، نمیر خزاعی، ابوہریرہ، ابو حمید اور وائل بن حجر سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَالتَّابِعِينَ يَخْتَارُونَ الإِشَارَةَ فِي التَّشَهُّدِ وَهُوَ قَوْلُ أَصْحَابِنَا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت حسن غریب ہے ہم اس کو عبیداللہ بن عمر کی حدیث سے صرف اسی سند سے جانتے ہیں، نبی ﷺ کے اصحاب اور تابعین میں سے بعض اہل علم کا اس پر عمل ہے، وہ تشہد میں اشارہ کرتے ہیں، اور ہمارے اصحاب کا بھی یہی قول ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ١٣٤٥، ابن خزيمه: ٧١٧، البغوي: ٦٧٣

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٥٨٠، سنن ابو داود: ٩٨٧، سنن ابن ماجه: ٩١٣، سنن نسائی: ٢/٢٣٦ و ٣/٣٦ و ٣٧، مسند احمد: ٦١٥٣، صحيح ابن حبان: ١٩٤٢ و ١٩٤٧

فوائد الحدیث: (۱) تشہد میں دائیں ہاتھ کی مختلف کیفیتیں امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے سنن نسائی میں بیان کی ہیں صاحب ذوق حضرات وہاں رجوع کر سکتے ہیں۔ معروف طریقہ یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کی تین انگلیوں کو بند کر لیا جائے شہادت والی انگلی کو کھڑا کر کے انگوٹھے کو درمیان والی بڑی انگلی کے ساتھ ملا کر حلقہ بنالیں۔ شہادت والی انگلی کو پورے تشہد میں اٹھائے رکھنا ہے جو کہ اشارے کی علامت ہے۔

(۲) بعض حضرات شہادت والی انگلی کو مسلسل حرکت دیتے رہتے ہیں اور وہ بھی بڑی تیزی کے ساتھ یہ درست نہیں۔

(۳) بائیں ہاتھ کو اپنی بائیں ران پر پھیلائے رکھنا ہے۔

(۴) ہر تشہد میں یہی طریقہ اختیار کرنا ہے۔

105- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسْلِيمِ فِي الصَّلَاةِ

نماز میں سلام پھیرنا

295: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ

سیّدنا عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ

مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ "السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ".

آپ دائیں اور بائیں طرف سلام پھیرا کرتے تھے اور فرماتے تھے: " السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ وَابْنِ عُمَرَ وَجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ وَالْبَرَاءِ وَأَبِي سَعِيدٍ وَعَمَّارٍ وَوَائِلِ بْنِ حُجْرٍ وَعَدِيِّ بْنِ عَمِيرَةَ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سعد بن ابی وقاص، ابن عمر، جابر بن سمرہ، براء، ابو سعید، عمار، وائل بن حجر، عدی بن عمیرہ، جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَمَنْ بَعْدَهُمْ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ نبی ﷺ کے اصحاب اور ان کے بعد کے اکثر اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔ سفیان ثوری، ابن مبارک، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه الطيالسي: ٣٠٨، ابن ابي شيبة: ٢٩٩/١، ابو يعلى: ٥١٠٢، ابن خزيمه: ٧٢٨

تخريج الحديث: سنن ابو داود: ٩٩٦، سنن ابن ماجه: ٩١٤، سنن نسائي: ٢٠٥/٢ و ٢٣٠، ٦٢/٣-٦٣، مسند احمد: ٣٦٦٠ و ٣٦٦٩، صحيح ابن حبان: ١٩٩٠-١٩٩١

فوائد الحدیث: (۱) جس طرح نماز کی ابتدا تکبیر تحریمہ (اللہ اکبر) سے ہوتی ہے اسی طرح اس کا اختتام سلام (السلام علیکم و رحمۃ اللہ) کے الفاظ کے ساتھ ہوتا ہے۔

(۲) سلام کے علاوہ کوئی اور الفاظ بولنے یا نماز کے منافی کوئی کام کرنے سے نماز مکمل نہیں ہوتی بلکہ باطل ہو جاتی ہے۔

(۳) نماز میں دونوں طرف سلام پھیرنا اور السلام علیکم و رحمۃ اللہ کے الفاظ کہنا امام الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔

106- بَابٌ مِنْهُ أَيْضًا

اسی سے متعلق باب

296: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى النَّيْسَابُورِيُّ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي سَلَمَةَ أَبُو حَفْصٍ التِّنِّيسِيُّ عَنْ زُهَيْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ "كَانَ يُسَلِّمُ فِي الصَّلَاةِ تَسْلِيمَةً وَاحِدَةً تِلْقَاءَ وَجْهِهِ يَمِيلُ إِلَى الشِّقِّ الْأَيْمَنِ شَيْئًا".

ام المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سامنے کی طرف ایک ہی سلام پھیرا کرتے تھے، اور آپ دائیں جانب تھوڑا سا جھکتے تھے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ.

اس باب میں سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ عَائِشَةَ لَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا إِلَّا

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت صرف اسی

مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

سند سے مرفوع ہے۔

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَهْلُ الشَّأْمِ يَرْوُونَ عَنْهُ مَنَاكِيرَ وَرِوَايَةُ أَهْلِ الْعِرَاقِ عَنْهُ أَشْبَهُ وَأَصَحُّ. قَالَ مُحَمَّدٌ: وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: كَأَنَّ زُهَيْرَ بْنَ مُحَمَّدٍ الَّذِي كَانَ وَقَعَ عِنْدَهُمْ لَيْسَ هُوَ هٰذَا الَّذِي يُرْوَى عَنْهُ بِالْعِرَاقِ كَأَنَّهُ رَجُلٌ آخَرُ قَلَبُوا اسْمَهُ.

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: شام والے زہیر بن محمد سے مناکیر روایات روایت کرتے ہیں جبکہ عراق والوں کی ان سے روایات زیادہ صحیح ہیں۔ امام بخاری نے کہا: احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا: زہیر بن محمد جو ان کے ہاں واقع ہیں یہ وہ نہیں جن سے عراق میں روایات روایت کی جاتی ہیں گویا کہ وہ کوئی دوسرے شخص ہیں انہوں نے ان کا نام بدل دیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ قَالَ بِهِ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: فِي التَّسْلِيمِ فِي الصَّلَاةِ وَأَصَحُّ الرِّوَايَاتِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ "تَسْلِيمَتَانِ" وَعَلَيْهِ أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَالتَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ. وَرَأَى قَوْمٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ تَسْلِيمَةً وَاحِدَةً فِي الْمَكْتُوبَةِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بعض اہل علم نے نماز میں ایک (طرف) سلام پھیرنے کے متعلق کہا ہے، جب کہ نبی ﷺ سے صحیح ترین روایت دونوں طرف سلام پھیرنے کے متعلق ہے، نبی ﷺ کے اصحاب، تابعین اور ان کے بعد کے اکثر اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔ نبی ﷺ کے اصحاب اور تابعین میں سے بعض حضرات فرض نماز میں ایک سلام کے قائل ہیں۔

قَالَ الشَّافِعِيُّ: إِنْ شَاءَ سَلَّمَ تَسْلِيمَةً وَاحِدَةً وَإِنْ شَاءَ سَلَّمَ تَسْلِيمَتَيْنِ.

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اگر وہ چاہے تو ایک سلام پھیر لے اور اگر چاہے تو دو سلام پھیر لے۔

حکم الحدیث: (صحیح) بعض کے نزدیک ضعیف ہے۔ عمرو بن ابی سلمہ شامی ہے اور شام والے زہیر بن محمد سے منکر روایات بیان کرتے ہیں۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٩١٩، صحيح ابن حبان: ١٩٩٥

فوائد الحدیث: نماز سے فارغ ہوتے وقت دونوں طرف سلام پھیرنا رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔ اگر ایک طرف بھی سلام پھیرا جائے تو نماز مکمل ہو جائے گی۔

107- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ حَذْفَ السَّلَامِ سُنَّةٌ

سلام کو لمبا نہ کرنا سنت ہے

297: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ وَهِقْلُ بْنُ زِيَادٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ قُرَّةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ حَذْفُ السَّلَامِ سُنَّةٌ. قَالَ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ يَعْنِي "أَنْ لَا تُمَدَّهُ مَدًّا".

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سلام کو حذف (لمبا نہ) کرنا سنت ہے۔ عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یعنی "اسے زیادہ لمبا نہ کرو۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهُوَ الَّذِي

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور اہل

يَسْتَحِبُّهُ أَهْلُ الْعِلْمِ وَرُوِيَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ أَنَّهُ قَالَ: التَّكْبِيرُ جَزْمٌ وَالسَّلَامُ جَزْمٌ.

علم اسے ہی مستحب جانتے ہیں۔ ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا: تکبیر اور سلام جزم ہے یعنی اسے لمبا نہ کیا جائے۔

وَهِقْلٌ يُقَالُ: كَانَ كَاتِبَ الأَوْزَاعِيِّ.

ہقل کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ اوزاعیؒ کے کاتب تھے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) ضعيف ابى داؤد: ١٧٩، بعض اسے قرہ کے ضعف اور بعض زہری مدلس کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف کہتے ہیں۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤ : ١٠، مسند احمد: ١٠٨٨٥

فوائد الحدیث: سلام کے الفاظ کو مختصر ادا کرنا آپ ﷺ کا معمول تھا۔

108- بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا سَلَّمَ مِنَ الصَّلَاةِ

سلام کے بعد کی دعائیں

298: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ عَاصِمٍ الأَحْوَلِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: "كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا سَلَّمَ لَا يَقْعُدُ إِلَّا مِقْدَارَ مَا يَقُولُ: اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ ذَا الْجَلَالِ وَالإِكْرَامِ".

ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب سلام پھیرتے تھے تو آپ اس دعا کے پڑھنے کی مقدار کے برابر بیٹھتے تھے: "اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ ذَا الْجَلَالِ وَالإِكْرَامِ" "اے اللہ! تو سلامتی والا ہے، اور تجھی سے سلامتی (حاصل ہوتی) ہے، اے عظمت و بزرگی والے، تو بہت برکتوں والا ہے۔"

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٣٠٢/١، ابو يعلى: ٤٧٢١، ابو عوانه: ٢٤١/٢

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٥٩٢، سنن ابو داود: ١٥١٢، سنن ابن ماجه: ٩٢٤، سنن نسائى: ٦٩/٣، مسند احمد: ٢٤٣٣٨، صحيح ابن حبان: ٢٠٠٠ و ٢٠٠١

299: حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ عَاصِمٍ الأَحْوَلِ بِهَذَا الأَسْنَادِ نَحْوَهُ وَقَالَ: "تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالإِكْرَامِ".

عاصم احول سے اسی اسناد سے اسی کے مانند مروی ہے، انہوں نے "ذَا الْجَلَالِ وَالإِكْرَامِ" کے بجائے "تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالإِكْرَامِ" نقل کیا ہے۔

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ ثَوْبَانَ وَابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ. وَالْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ.

امام ترمذی فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ثوبان، ابن عمر، ابن عباس، ابو سعید، ابو ہریرہ اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوَى خَالِدٌ الْحَذَّاءُ هَذَا الْحَدِيثَ مِنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت حسن صحیح ہے۔ اور خالد حذاء نے بھی یہ حدیث سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ نَحْوَ حَدِيثِ عَاصِمٍ.

روایت سے بیان کی ہے۔ عبداللہ بن حارث سے عاصم کی حدیث کی طرح۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ "أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ بَعْدَ التَّسْلِيمِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ".

نبی ﷺ سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ سلام پھیرنے کے بعد یہ دعا پڑھا کرتے تھے: "لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ" "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے بادشاہی ہے، اور ساری حمد اسی کے لیے ہے، وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، اے اللہ! تو جو عطا فرمانا چاہے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جسے تو روک لے اسے کوئی عطا کرنے والا نہیں، اور کسی شان و شوکت والے کی شان و شوکت تیرے پاس کچھ کام نہیں آتی۔"

وَرُوِيَ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: "سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ".

اور آپ ﷺ سے یہ بھی مروی ہے کہ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے: "سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ" "پاک ہے رب تیرا عزت والا رب اس چیز سے جو یہ بیان کرتے ہیں، رسولوں پر سلام ہو، اور ہر قسم کی تعریف پروردگار عالم اللہ کے لیے ہے۔"

حكم الحديث: (صحيح) (انظر ما قبله) دیکھیں گزشتہ حدیث۔

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٨٤٤، صحيح مسلم: ٥٩٣، سنن ابو داود: ١٥٠٥، سنن نسائی: ٣/٧٠-٧١، مسند احمد: ١٨٩٢

300: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُوسَى حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي شَدَّادٌ أَبُو عَمَّارٍ حَدَّثَنِي أَبُو أَسْمَاءَ الرَّحَبِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي ثَوْبَانُ مَوْلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: "كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنْصَرِفَ مِنْ صَلَاتِهِ اسْتَغْفَرَ اللهَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ: اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ".

رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام ثوبان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب نماز سے فارغ ہونے کا ارادہ فرماتے تو آپ تین بار "اَسْتَغْفِرُ اللهَ" کہتے اور پھر فرماتے: "اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ" "اے اللہ! تو سلامتی والا ہے، اور سلامتی تجھی سے (حاصل ہوتی) ہے، اے عظمت و بزرگی والے تو بہت برکتوں والا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَأَبُو عَمَّارٍ اسْمُهُ شَدَّادُ بْنُ عَبْدِ اللهِ. ابو عمار کا نام شداد بن عبد اللہ ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ١٣٥٥، ابن خزيمه: ٧٣٧، ابو عوانه: ٢/٢٤٢، البيهقي: ٢/١٨٣

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٥٩١، سنن ابو داود: ١٥١٣، سنن ابن ماجه: ٩٢٨، سنن نسائی: ٣/٦٨-٦٩، مسند احمد: ٢٢٣٦٥، صحيح ابن حبان: ٢٠٠٣

فوائد الحدیث: (۱) سلام پھیرنے کے بعد ایک دفعہ بلند آواز سے اللہ اکبر اور تین مرتبہ استغفر اللہ کہنا چاہئے۔

(۲) اس کے بعد کوشش کرنی چاہئے کہ کسی دوسرے سے کلام کرنے سے پہلے آیۃ الکرسی پڑھ لی جائے۔

(۳) بعد ازاں اللہ تعالیٰ توفیق دے تو اسی جگہ بیٹھ کر مسنون اذکار و وظائف پڑھے جائیں کوئی مجبوری ہو تو آدمی اٹھ کر جا سکتا ہے لیکن مسنون وظائف مکمل کرنے کی کوشش کرے۔

(۴) امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے سنن نسائی میں ایک ہی جگہ ادعیہ مسنونہ کے بہت سے کلمات جمع کر دیے ہیں چند ایک یہاں نقل کیے جاتے ہیں:

۱-اللهم انت السلام ومنك السلام تباركت يا ذا الجلال والاكرام

۲-لا اله الا الله وحده لا شريك له، له الملك وله الحمد وهو على كل شئ قدير

اللهم لا مانع لما اعطيت ولا معطي لما منعت ولا ينفع ذا الجد منك الجد۔

۳-سبحان الله ۳۳ بار۔ الحمد الله ۳۳ بار۔ الله اكبر ۳۴ بار

یہ کلمات مختلف تعداد سے آپ ﷺ سے منقول ہیں اختصار کی وجہ سے صرف ایک عدد ہی ذکر کیا گیا ہے۔ نیز تفصیل کے لیے سنن نسائی یا دوسری کتب احادیث یا مسنون دعاؤں کی کوئی کتاب، پیارے رسول ﷺ کی پیاری دعائیں، حصن المسلم وغیرہ سے استفادہ کریں۔

109- بَابُ مَا جَاءَ فِي الِانْصِرَافِ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ

(نماز سے فارغ ہو کر) دائیں اور بائیں طرف پھرنا

301: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ هُلْبٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ "يُؤَمُّنَا فَيَنْصَرِفُ عَلَى جَانِبَيْهِ جَمِيعًا عَلَى يَمِينِهِ وَعَلَى شِمَالِهِ".

سیّدنا ہلب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ ہمیں نماز پڑھاتے تھے، تو آپ دونوں طرف سے دائیں طرف سے اور بائیں طرف سے پھرتے تھے۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَأَنَسٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

اس باب میں سیّدنا عبد اللہ بن مسعود، انس، عبد اللہ بن عمرو اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ: أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ هُلْبٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَعَلَيْهِ الْعَمَلُ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّهُ يَنْصَرِفُ عَلَى أَيِّ جَانِبَيْهِ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہلب رضی اللہ عنہ کی روایت حسن ہے۔ اہل علم کا اسی پر عمل ہے، کہ وہ (نمازی) دونوں جانب سے جس

شَاءَ، إِنْ شَاءَ عَنْ يَمِينِهِ وَإِنْ شَاءَ عَنْ يَسَارِهِ".

طرف چاہے پھر جائے، اگر چاہے تو دائیں جانب سے، اور اگر چاہے تو بائیں جانب سے پھر جائے۔

وَقَدْ صَحَّ الْأَمْرَانِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَيُرْوَى عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّهُ قَالَ: إِنْ كَانَتْ حَاجَتُهُ عَنْ يَمِينِهِ أَخَذَ عَنْ يَمِينِهِ، وَإِنْ كَانَتْ حَاجَتُهُ عَنْ يَسَارِهِ أَخَذَ عَنْ يَسَارِهِ".

رسول اللہ ﷺ سے دونوں طرف سے پھرنا صحیح ثابت ہے۔ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: اگر دائیں طرف کوئی حاجت اور کام ہوتا تو دائیں طرف سے پھرتے، اور اگر بائیں طرف کوئی حاجت ہوتی تو بائیں طرف سے پھرتے تھے۔

حکم الحدیث: (حسن صحیح)

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٠٤١، سنن ابن ماجه: ٩٢٩،٩٣١، مسند احمد: ٢١٩٦٧،٤٣٨٣،٦٦٢٧،
صحیح بخاری: ٨٥٢، صحیح مسلم: ٧٠٧

فوائد الحدیث: سلام پھیرنے کے بعد امام اپنے مقتدیوں کی طرف دائیں اور بائیں دونوں جانب سے گھوم سکتا ہے البتہ دائیں جانب کو ترجیح دینی چاہئے کہ آپ ﷺ کو پسند ہے۔

110- بَابُ مَا جَاءَ فِي وَصْفِ الصَّلَاةِ

نماز کا طریقہ

302: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَلِيِّ بْنِ يَحْيَى بْنِ خَلَّادِ بْنِ رَافِعٍ الزُّرَقِيِّ عَنْ جَدِّهِ عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ يَوْمًا قَالَ رِفَاعَةُ: وَنَحْنُ مَعَهُ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ كَالْبَدَوِيِّ فَصَلَّى فَأَخَفَّ صَلَاتَهُ ثُمَّ انْصَرَفَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَعَلَيْكَ فَارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ. فَرَجَعَ فَصَلَّى، ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَقَالَ: وَعَلَيْكَ، فَارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ. فَفَعَلَ ذٰلِكَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا كُلُّ ذٰلِكَ يَأْتِي النَّبِيَّ ﷺ فَيُسَلِّمُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَيَقُولُ النَّبِيُّ ﷺ: وَعَلَيْكَ فَارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ.

سیّدنا رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن مسجد میں تشریف فرما تھے۔ جب کہ ہم بھی آپ کے ساتھ تھے۔ تو بدوی طرز کا ایک آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو اس نے نماز پڑھی، اس نے بہت ہلکی نماز پڑھی، پھر فارغ ہو کر نبی ﷺ کو سلام کیا، تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''وعلیک، واپس جا اور نماز پڑھ، کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔'' پس وہ واپس گیا اور نماز پڑھی، پھر آیا اور آپ کو سلام عرض کیا، تو آپ نے فرمایا: ''وعلیک، واپس جا اور نماز پڑھ کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔'' اس نے دو بار یا تین بار اس طرح کیا، وہ جتنی بار بھی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر نبی ﷺ کو سلام کرتا تو نبی ﷺ یہی فرماتے: ''وعلیک، واپس جا، نماز پڑھ، کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔''

فَخَافَ النَّاسُ وَكَبُرَ عَلَيْهِمْ أَنْ يَكُونَ مَنْ أَخَفَّ صَلَاتَهُ

پس صحابہ کرام تو ڈر گئے، اور ان پر گراں گزرا کہ جس نے بھی

لَمْ يُصَلِّ فَقَالَ الرَّجُلُ فِي آخِرِ ذٰلِكَ: فَأَرِنِي وَعَلِّمْنِي فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أُصِيبُ وَأُخْطِئُ.

فَقَالَ: أَجَلْ إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَتَوَضَّأْ كَمَا أَمَرَكَ اللّٰهُ ثُمَّ تَشَهَّدْ وَأَقِمْ فَإِنْ كَانَ مَعَكَ قُرْآنٌ فَاقْرَأْ، وَإِلَّا فَاحْمَدِ اللّٰهَ وَكَبِّرْهُ وَهَلِّلْهُ، ثُمَّ ارْكَعْ فَاطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ اعْتَدِلْ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ فَاعْتَدِلْ سَاجِدًا ثُمَّ اجْلِسْ فَاطْمَئِنَّ جَالِسًا، ثُمَّ ثُمَّ فَإِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ فَقَدْ تَمَّتْ صَلَاتُكَ وَإِنِ انْتَقَصْتَ مِنْهُ شَيْئًا انْتَقَصْتَ مِنْ صَلَاتِكَ.

ہلکی نماز پڑھی، اس کی تو نماز ہی نہیں ہوئی۔ پس اس شخص نے آخری بار عرض کیا: آپ مجھے دکھا دیں اور تعلیم دے دیں، میں ایک انسان ہوں، میں درست بھی پڑھ سکتا ہوں اور غلطی بھی کر سکتا ہوں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ٹھیک ہے، جب تو نماز کے لیے کھڑا ہو تو جس طرح اللہ نے حکم فرمایا ہے ویسے وضو کر، پھر گواہی دے (اذان دے) اور اقامت بھی کہہ۔ اگر تجھے قرآن یاد ہو تو پڑھ، ورنہ الحمدللہ، اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ کہہ، پھر رکوع کر، اور اطمینان سے رکوع کر، پھر سیدھا کھڑا ہو جا، پھر سجدہ کر اور اطمینان سے سجدہ کر، پھر بیٹھ جا اور اطمینان سے بیٹھ، پھر کھڑا ہو، پس جب تو یہ کر لے تو تیری نماز پوری ہو گئی اور اگر تو نے اس میں سے کچھ کمی کی تو تو نے اپنی نماز میں کمی کی۔''

قَالَ: وَكَانَ هٰذَا أَهْوَنَ عَلَيْهِمْ مِنَ الْأَوَّلِ أَنَّهُ مَنِ انْتَقَصَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا انْتَقَصَ مِنْ صَلَاتِهِ وَلَمْ تَذْهَبْ كُلُّهَا.

راوی نے بیان کیا، یہ (فرمان) ان پر پہلے سے آسان تر تھا کہ جس نے اس میں سے کسی چیز کو کم کیا تو اس کی نماز سے اتنی ہی کمی ہوئی، اور اس کی ساری نماز نہیں جاتی رہی۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ.

امام ترمذی نے فرمایا: اس باب میں سیّدنا ابو ہریرہ، اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ رِفَاعَةَ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ کی روایت حسن ہے۔ رفاعہ سے یہی حدیث دیگر طرق سے بھی روایت کی جاتی ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) المشكوٰة: ٨٠٤، صحيح ابى داؤد: ٨٠٣-٨٠٧، الارواء: ١/٣٢١-٣٢٢، اخرجه الدارمي: ١٣٣٥

تخريج الحديث: سنن ابو داود: ٨٥٧-٨٦١، سنن نسائي: ٢/٢٠، و ١٩٣ و ٢٢٥-٢٢٦ و ٣/٥٩-٦٠ و ٦٠، مسند احمد: ١٨٩٩٥، صحيح ابن حبان: ١٧٨٧

303: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ "دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَدَخَلَ رَجُلٌ فَصَلَّى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ". فَقَالَ: ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے، تو ایک آدمی آیا اس نے نماز پڑھی: پھر آیا اور نبی ﷺ کو سلام کیا۔ آپ ﷺ نے اسے سلام کا جواب دیا، اور فرمایا: ''واپس جا، نماز پڑھ، کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔'' پس وہ آدمی واپس گیا اور جس طرح اس نے پہلے نماز

تُصَلِّ. فَرَجَعَ الرَّجُلُ فَصَلّٰى كَمَا كَانَ صَلّٰى ثُمَّ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ، فَقَالَ: لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ. حَتّٰى فَعَلَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مِرَارٍ فَقَالَ: لَهُ الرَّجُلُ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أُحْسِنُ غَيْرَ هٰذَا، فَعَلِّمْنِي.

پڑھی تھی اسی طرح نماز پڑھی، پھر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ کو سلام کیا، آپ ﷺ نے اسے سلام کا جواب دیا، تو رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ”واپس جا اور نماز پڑھ کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔“ حتیٰ کہ اس نے تین بار اسی طرح کیا، تو پھر اس آدمی نے آپ ﷺ سے عرض کیا: اس ذات کی قسم! جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! میں اس سے بہتر نماز نہیں پڑھ سکتا، پس آپ ﷺ مجھے سکھا دیں۔

فَقَالَ: ”إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَكَبِّرْ، ثُمَّ اقْرَأْ بِمَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ، ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَعْتَدِلَ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا، وَافْعَلْ ذٰلِكَ فِي صَلَاتِكَ كُلِّهَا.

تو آپ ﷺ نے اسے فرمایا: ”جب تو نماز کے لیے کھڑا ہو تو اللہ اکبر کہہ، پھر تجھے جو قرآن یاد ہے اس میں سے آسانی کے ساتھ جو تو پڑھ سکے اس کی تلاوت کر، پھر رکوع کر حتیٰ کہ تو اطمینان کے ساتھ رکوع کرے، پھر رکوع سے اٹھ حتیٰ کہ تو سیدھا کھڑا ہو جائے، پھر تو سجدہ کر حتیٰ کہ اطمینان سے سجدہ کر لے، پھر سجدے سے اٹھ حتیٰ کہ تو اطمینان سے بیٹھ جائے اور پھر اپنی ساری نماز میں اسی طرح کر۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

قَالَ: وَقَدْ رَوَى ابْنُ نُمَيْرٍ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. وَرِوَايَةُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَصَحُّ. وَسَعِيدٌ الْمَقْبُرِيُّ قَدْ سَمِعَ مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

ابن نمیر نے اس حدیث کی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عن سعید مقبری عن ابی ہریرہ کی سند سے روایت کیا ہے اور اس میں عن ابیہ عن ابی ہریرہ کا ذکر نہیں کیا۔ یحییٰ بن سعید عن عبید اللہ بن عمر کی روایت زیادہ صحیح ہے اور سعید مقبری نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے۔

وَرَوَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبُو سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيُّ اسْمُهُ كَيْسَانُ.

اور انہوں نے عن ابیہ عن ابی ہریرہ کی سند سے روایت کیا ہے۔ اور ابو سعید مقبری کا نام کیسان ہے۔

وَسَعِيدٌ الْمَقْبُرِيُّ يُكْنَى أَبَا سَعْدٍ وَكَيْسَانُ عَبْدٌ كَانَ مُكَاتَبًا لِبَعْضِهِمْ.

سعید مقبری کی کنیت ابو سعد ہے اور کیسان غلام تھے ان میں سے کسی کے مکاتب تھے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن خزيمه: ٤٦١، ابو يعلى: ٦٥٧٧، شرح المعاني: ١/٢٣٣

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٧٥٧، صحيح مسلم: ٣٩٧، سنن ابو داود: ٨٥٦، سنن ابن ماجه: ١٠٦٠و ٣٦٩٥، سنن نسائی: ٢/١٢٤، مسند احمد: ٩٦٣٥، صحيح ابن حبان: ١٨٩٠

فوائد الحدیث: (۱) اس حدیث میں ان لوگوں کے لیے نصیحت ہے جو کہتے ہیں کہ جس طرح بھی کوئی نماز پڑھ رہا ہے اسے پڑھنے دو یہ

نا پڑھنے والے سے تو بہتر ہے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ دیکھئے یہ رسول اللہ ﷺ کا صحابی ہے اور مسجد نبوی میں نماز پڑھ رہا ہے لیکن اگر رسول اللہ ﷺ کی سُنت کے مطابق نہیں تو آپ ﷺ نے نماز کا وہ حصہ بھی جو اس نے صحیح ادا کیا تھا کالعدم قرار دے دیا اور ساری نماز دوبارہ دھرانے کا حکم صادر فرمایا۔ اس لیے آدمی کو نماز پر خصوصی توجہ دینی چاہئے اور سُنت کے مطابق ادا کرنی چاہئے۔

(۲) صحابی رسول ﷺ کی کمال درجے کی اتباع فرمانبرداری دیکھئے کہ جب آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو نے نماز نہیں پڑھی جا کر نماز پڑھ تو اس نے کوئی عذر یا وضاحت پیش نہیں کی بلکہ جا کر پھر نماز پڑھی۔

کیونکہ اسے معلوم تھا کہ میری نماز میں کوئی ایسی غلطی ہو گئی ہے یا کوتاہی رہ گئی ہے جس نے میری نماز کو سُنت کے مطابق نہیں رہنے دیا لہٰذا جو نماز سُنت کے خلاف ہو گی وہ ایسے ہی ہے جسے پڑھی ہی نہیں۔

(۳) اس پر ان لوگوں کو بھی غور کرنا چاہئے جو تقلید کی وجہ سے فرامین رسول اللہ ﷺ کی نا صرف تاویلات کرتے ہیں بلکہ بعض اوقات اپنے کسی مولوی یا مُفتی کی وجہ سے اس کا سرے سے ہی انکار کر دیتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(۴) رسول اللہ ﷺ نے اپنے اس صحابی کو نماز کا طریقہ سکھاتے ہوئے خصوصی طور پر رکوع، سجود، قومہ و جلسہ میں اعتدال اور اطمینان کا اہتمام کرنے کا حکم فرمایا ہے اس لیے نمازی حضرات کو اس پر خصوصی توجہ دینی چاہئے۔

بَابٌ مِنْهُ

سابقہ مسائل سے متعلق باب

304: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ: سَمِعْتُهُ وَهُوَ فِي عَشَرَةٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَحَدُهُمْ أَبُو قَتَادَةَ بْنُ رِبْعِيٍّ يَقُولُ: "أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ. قَالُوا: مَا كُنْتَ أَقْدَمَنَا لَهُ صُحْبَةً وَلَا أَكْثَرَنَا لَهُ إِتْيَانًا، قَالَ: بَلَى. قَالُوا: فَاعْرِضْ.

محمد بن عطاء رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، میں نے ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ کو سنا جب کہ وہ نبی ﷺ کے دس صحابہ کرام میں تشریف فرما تھے، ابو قتادہ بن ربعی رضی اللہ عنہ بھی ان میں سے ایک تھے، وہ (ابو حمید) فرمانے لگے، میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کے متعلق تم سب سے زیادہ جانتا ہوں، انہوں نے کہا: آپ نے ہم سے پہلے آپ ﷺ کی صُحبت اختیار نہیں کی، آپ کا ہم سے زیادہ آپ ﷺ کی خدمت میں آنا جانا بھی نہیں تھا۔ انہوں نے فرمایا: بالکل ٹھیک ہے، تو ان حضرات نے کہا: کہ بیان کرو۔

فَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ اعْتَدَلَ قَائِمًا وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ، ثُمَّ قَالَ "اللهُ أَكْبَرُ". وَرَكَعَ ثُمَّ اعْتَدَلَ فَلَمْ يُصَوِّبْ رَأْسَهُ وَلَمْ يُقْنِعْ وَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ قَالَ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ. وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَاعْتَدَلَ حَتَّى يَرْجِعَ كُلُّ عَظْمٍ فِي مَوْضِعِهِ

انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو سیدھے کھڑے ہو جاتے تھے، اور آپ اپنے ہاتھ اٹھاتے حتیٰ کہ انہیں کندھوں کے برابر کر لیتے تھے، پھر فرماتے: "اللہ اکبر" رکوع کرتے اور اعتدال اختیار کرتے تھے، سر کو جھکاتے تھے نہ بلند کرتے تھے، اور ہاتھ گھٹنوں پر رکھتے تھے، پھر فرماتے: "((سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ))" اور رفع الیدین

مُعْتَدِلاً ثُمَّ أَهْوَى إِلَى الأَرْضِ سَاجِدًا ثُمَّ قَالَ "اللهُ أَكْبَرُ". ثُمَّ جَا فِي عَضُدَيْهِ عَنْ إِبْطَيْهِ وَفَتَخَ أَصَابِعَ رِجْلَيْهِ ثُمَّ ثَنَى رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَقَعَدَ عَلَيْهَا ثُمَّ اعْتَدَلَ حَتَّى يَرْجِعَ كُلُّ عَظْمٍ فِي مَوْضِعِهِ مُعْتَدِلاً ثُمَّ أَهْوَى سَاجِدًا ثُمَّ قَالَ "اللهُ أَكْبَرُ". ثُمَّ ثَنَى رِجْلَهُ وَقَعَدَ وَاعْتَدَلَ حَتَّى يَرْجِعَ كُلُّ عَظْمٍ فِي مَوْضِعِهِ ثُمَّ نَهَضَ.

کرتے تھے، سیدھے کھڑے ہو جاتے تھے حتیٰ کہ ہر ہڈی سیدھی اپنی جگہ آجاتی تھی، پھر سجدہ کے لیے زمین کی طرف جھکتے تھے، پاؤں کی انگلیاں کھولتے تھے، پھر بائیں پاؤں کو موڑتے اور اس پر بیٹھ جاتے تھے، پھر سیدھے بیٹھتے حتیٰ کہ ہر ہڈی اپنی جگہ صحیح طور پر آجاتی، اور پھر سجدہ کے لیے جھکتے اور "اللہ اکبر" کہتے، پھر پاؤں کو موڑتے اور سیدھے بیٹھ جاتے حتیٰ کہ ہر ہڈی اپنی جگہ آجاتی، پھر کھڑے ہوتے۔

ثُمَّ صَنَعَ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذَلِكَ، حَتَّى إِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ، حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ كَمَا صَنَعَ حِينَ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ ثُمَّ صَنَعَ كَذَلِكَ حَتَّى كَانَتِ الرَّكْعَةُ الَّتِي تَنْقَضِي فِيهَا صَلَاتُهُ أَخَّرَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَقَعَدَ عَلَى شِقِّهِ مُتَوَرِّكًا ثُمَّ سَلَّمَ.

پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کرتے، حتیٰ کہ جب دو سجدوں (رکعتوں) سے کھڑے ہوتے تو "اللہ اکبر" کہہ کر ہاتھ اٹھاتے (رفع الیدین کرتے)، حتیٰ کہ انہیں کندھوں کے برابر کرتے، جس طرح آپ نے نماز شروع کرتے وقت کیا تھا، پھر آپ نے اسی طرح کیا حتیٰ کہ وہ رکعت آگئی جس میں آپ نے نماز مکمل / ختم کرلی تھی، اس میں اپنے بائیں پاؤں کو پیچھے کیا، اور بائیں کولھے پر بیٹھ گئے، پھر سلام پھیرا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

قَالَ: وَمَعْنَى قَوْلِهِ وَرَفَعَ يَدَيْهِ إِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ يَعْنِي قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ.

اور انہوں نے کہا: ((إِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ)) کا معنی ہے جب وہ دو رکعتوں سے کھڑے ہوتے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١/٢٣٥، الدارمي: ١٣٦٣، والبغوي: ٥٥٧

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٨٢٨، سنن ابو داود: ٧٣٠-٧٣٥، و ٩٦٣- ٩٦٧، سنن ابن ماجه: ٨٠٣ و ٨٦٢ و ٨٦٣ و ١٠٦١، سنن نسائی: ٢/١٨٧ و ٢١١ و ٣/٢ و ٣٤، مسند احمد: ٢٣٥٩٩، صحيح ابن حبان: ١٨٦٥

305: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ الْحُلْوَانِيُّ وَسَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ النَّبِيلُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حُمَيْدٍ السَّاعِدِيَّ فِي عَشَرَةٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْهُمْ أَبُو قَتَادَةَ بْنُ رِبْعِيٍّ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ بِمَعْنَاهُ وَزَادَ فِيهِ أَبُو عَاصِمٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ هَذَا الْحَرْفَ قَالُوا: "صَدَقْتَ هَكَذَا صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ".

محمد بن عمرو بن عطاء رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، میں نے ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ کو نبی ﷺ کے دس صحابہ کرام کی موجودگی میں سنا، ابو قتادہ ربعی رضی اللہ عنہ بھی ان میں شامل تھے۔ پس انہوں نے یحییٰ بن سعید کی روایت کے معنی کے مطابق روایت کیا، ابو عاصم نے عبدالحمید بن جعفر کی سند سے یہ حرف زیادہ کیا ہے، انہوں نے فرمایا: "صَدَقْتَ هَكَذَا صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ" آپ نے سچ فرمایا ہے نبی ﷺ نے اسی طرح نماز پڑھی ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: زَادَ أَبُو عَاصِمٍ الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ فِي هَذَا الْحَدِيثِ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ هَذَا الْحَرْفَ قَالُوا: صَدَقْتَ هَكَذَا صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ.

امام ترمذی نے کہا: ابو عاصم ضحاک بن مخلد نے عبدالحمید بن جعفر کے حوالے سے اس حدیث میں یہ حرف زیادہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا: "صَدَقْتَ هَكَذَا صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ" آپ نے سچ کہا ہے، نبی ﷺ نے اس طرح نماز پڑھی ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں گزشتہ حدیث۔

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۸۲۸، سنن ابو داود: ۷۳۰۔۷۳۵، و ۹۶۳۔ ۹۶۷، سنن ابن ماجه: ۸۰۳ و ۸۶۲ و ۸۶۳ و ۱۰۶۱، سنن نسائی: ۱۸۷/۲ و ۲۱۱ و ۲/۳ و ۳٤، مسند احمد: ۲۳۵۹۹، صحیح ابن حبان: ۱۸۶۵

فوائد الحدیث: (۱) سیّدنا ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد کا ہے۔ اور دس صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس کی تصدیق کر رہے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ اس حدیث کو گیارہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بیان کر رہے ہیں۔

(۲) اس حدیث میں گیارہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی روایت و تصدیق سے نماز میں چار مواقع پر رفع یدین ثابت ہوتا ہے: (۱) تکبیر تحریمہ کے وقت۔ (۲) رکوع جاتے ہوئے (۳) رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے (۴) اگر نماز دو رکعت سے زائد ہے تو تیسری رکعت کے لئے اٹھتے وقت۔

(۳) اس حدیث سے دوسری اور چوتھی رکعت کے لیے اٹھتے وقت جلسہ استراحت کا سُنت ہونا بھی ثابت ہوتا ہے۔

(۴) آخری تشہد میں "تورک" کا سُنت ہونا بھی ثابت ہوا۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ پہلا اور آخری تشہد ایک ہی طریقے سے بیٹھا جائیگا آخر میں "تورک" نہیں وہ گیارہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہ اجمعین کو جھٹلانے کے ساتھ ساتھ رسول اللہ ﷺ کی سُنت کی مخالفت بلکہ انکار کرتے ہیں۔ اعاذنا اللہ منہ

(۵) "تورک" کے معنی کے لئے حدیث نمبر ۲۹۳ کے فوائد دیکھیں۔

111- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ

فجر کی نماز میں قراءت

306: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مِسْعَرٍ وَسُفْيَانَ عَنْ زِيَادِ بْنِ عَلَاقَةَ عَنْ عَمِّهِ قُطْبَةَ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ "يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ (وَالنَّخْلَ بَاسِقَاتٍ) فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى".

سیّدنا قطبہ بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فجر کی نماز میں پہلی رکعت میں سورہ قٓ کی یہ آیت ((والنخل باسقات لها طلع نضيد)) (ق:۱۰) "اور ہم نے کھجور کے بلند و بالا درخت پیدا کیے، جن کے خوشے تہ بہ تہ ہوتے ہیں" پڑھتے ہوئے سنا۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ وَجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ السَّائِبِ وَأَبِي بَرْزَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ.

امام ترمذی فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عمرو بن حریث، جابر بن سمرہ، عبداللہ بن سائب، ابو برزہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ قُطْبَةَ بْنِ مَالِكٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: قطبہ بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

وَرُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ "أَنَّهُ قَرَأَ فِي الصُّبْحِ بِالْوَاقِعَةِ".

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ فجر کی نماز میں سورۂ الواقعہ پڑھتے تھے۔

وَرُوِيَ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ مِنْ سِتِّينَ آيَةً إِلَى مِائَةٍ. وَرُوِيَ عَنْهُ أَنَّهُ "قَرَأَ (إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ)".

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی مروی ہے کہ آپ فجر کی نماز میں ساٹھ سے سو آیات تک تلاوت کرتے تھے۔ آپ سے یہ بھی مروی ہے کہ آپ نے سورۂ التکویر تلاوت فرمائی۔

وَرُوِيَ عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ كَتَبَ إِلَى أَبِي مُوسَى "أَنِ اقْرَأْ فِي الصُّبْحِ بِطِوَالِ الْمُفَصَّلِ".

عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے نام خط لکھا کہ وہ فجر کی نماز میں طوال مفصل سورتوں میں سے تلاوت کریں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَعَلَى هَذَا الْعَمَلُ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهِ قَالَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔ سفیان ثوری، ابن مبارک اور شافعی رحمہم اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه الحميدي: ٨٢٥، ابن ابي شيبة: ١/٣٥٣، ابو يعلى: ٦٨٤١، ابن خزيمه: ٥٢٧

تخريج الحديث: صحيح مسلم: ٤٥٧، سنن ابن ماجه: ٨١٦، سنن نسائي: ٢/١٥٧، مسند احمد: ١٨٩٠٣، صحيح ابن حبان: ١٨١٤

112- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ

ظہر و عصر میں قراءت

307: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ "كَانَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بِالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ وَشِبْهِهِمَا".

سیّدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر و عصر میں سورۃ البروج اور سورۃ الطارق اور ان جیسی سورتیں پڑھا کرتے تھے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ خَبَّابٍ وَأَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي قَتَادَةَ وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَالْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ.

امام ترمذی فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا خباب، ابو سعید، ابو قتادہ، زید بن ثابت اور براء بن عازب سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ "أَنَّهُ قَرَأَ فِي الظُّهْرِ قَدْرَ تَنْزِيلُ السَّجْدَةَ".

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز میں سورۃ السجدہ کے برابر تلاوت فرمائی۔

وَرُوِيَ عَنْهُ أَنَّهُ "كَانَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى مِنَ الظُّهْرِ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ ظہر کی پہلی رکعت میں تقریباً

قَدْرَ ثَلَاثِينَ آيَةً، وَفِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ قَدْرَ خَمْسَ عَشْرَةَ آيَةً".

تیس آیات اور دوسری رکعت میں تقریباً پندرہ آیات پڑھا کرتے تھے۔

وَرُوِيَ عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ كَتَبَ إِلَى أَبِي مُوسَى "أَنِ اقْرَأْ فِي الظُّهْرِ بِأَوْسَاطِ الْمُفَصَّلِ".

عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے نام خط لکھا کہ وہ ظہر کی نماز میں اوساط مفصل سورتوں کی تلاوت کیا کریں۔

وَرَأَى بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ الْقِرَاءَةَ فِي صَلَاةِ الْعَصْرِ كَنَحْوِ الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْمَغْرِبِ "يَقْرَأُ بِقِصَارِ الْمُفَصَّلِ".

بعض اہل علم کی رائے ہے کہ عصر کی نماز میں قراءت مغرب کی نماز میں قراءت کی طرح ہے: وہ قصار مفصل سورتوں میں سے پڑھے گا۔

وَرُوِيَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ أَنَّهُ قَالَ: "تَعْدِلُ صَلَاةُ الْعَصْرِ بِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ فِي الْقِرَاءَةِ". وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ: "تُضَاعَفُ صَلَاةُ الظُّهْرِ عَلَى صَلَاةِ الْعَصْرِ فِي الْقِرَاءَةِ أَرْبَعَ مِرَارٍ".

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: نماز عصر قراءت میں مغرب کی نماز کے برابر ہے۔ اور ابراہیم رحمہ اللہ نے فرمایا: ظہر کی نماز قراءت میں عصر کی نماز سے چار گنا زیادہ ہے۔

حكم الحديث: (حسن صحيح) صفة الصلاة: ٩٤، صحيح ابى داؤد: ٧٦٧، اخرجه الدارمي: ١٢٩٤

تخريج الحديث: صحيح مسلم: ٤٦٠، سنن ابو داود: ٨٠٥، سنن نسائی: ٢/١٦٦، مسند احمد: ٢٠٨٠٨ و ٢٠٩٨٢، صحيح ابن حبان: ١٨٢٧

113- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ فِي الْمَغْرِبِ

نماز مغرب میں قراءت

308: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أُمِّهِ أُمِّ الْفَضْلِ قَالَتْ خَرَجَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَهُوَ عَاصِبٌ رَأْسَهُ فِي مَرَضِهِ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ "فَقَرَأَ بِالْمُرْسَلَاتِ"، قَالَتْ: فَمَا صَلَّاهَا بَعْدُ حَتَّى لَقِيَ اللهَ.

سیّدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے جب کہ آپ ﷺ اپنے مرض میں سر پر پٹی باندھے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے مغرب کی نماز پڑھائی، تو آپ ﷺ نے اس میں سورۂ المرسلات پڑھی، انہوں نے بیان کیا، آپ ﷺ نے اس کے بعد اس سورت کے ساتھ نماز نہیں پڑھائی حتیٰ کہ اللہ عزوجل سے جا ملے (آپ وفات پا گئے)۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ وَابْنِ عُمَرَ وَأَبِي أَيُّوبَ وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ.

امام ترمذی فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا جبیر بن مطعم، ابن عمر، ابوایوب اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أُمِّ الْفَضْلِ حَدِيثٌ حَسَنٌ

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: ام الفضل (لبابہ) رضی اللہ عنہا کی روایت

صَحِيحٌ.

حسن صحیح ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ "أَنَّهُ قَرَأَ فِي الْمَغْرِبِ بِالْأَعْرَافِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ كِلْتَيْهِمَا".

نبی کریم ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے مغرب کی دونوں رکعتوں میں سورۃ الاعراف کی قراءت کی۔

وَرُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَرَأَ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّورِ.

نبی ﷺ سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے مغرب کی نماز میں سورۂ الطور پڑھی۔

وَرُوِيَ عَنْ عُمَرَ "أَنَّهُ كَتَبَ إِلَى أَبِي مُوسَى أَنِ اقْرَأْ فِي الْمَغْرِبِ بِقِصَارِ الْمُفَصَّلِ".

عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے نام خط لکھا کہ وہ مغرب کی نماز میں قصار مفصل سورتوں میں سے تلاوت کریں۔

وَرُوِيَ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ "أَنَّهُ قَرَأَ فِي الْمَغْرِبِ بِقِصَارِ الْمُفَصَّلِ".

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے مغرب کی نماز میں قصار مفصل سورتوں میں سے تلاوت کی۔

قَالَ: وَعَلَى هَذَا الْعَمَلُ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهِ يَقُولُ ابْنُ الْمُبَارَكِ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ.

اسی پر اہل علم کا عمل ہے۔ امام ابن مبارک، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔

وَقَالَ الشَّافِعِيُّ: وَذُكِرَ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ كَرِهَ أَنْ يُقْرَأَ فِي صَلَاةِ الْمَغْرِبِ بِالسُّوَرِ الطِّوَالِ نَحْوِ الطُّورِ وَالْمُرْسَلَاتِ قَالَ الشَّافِعِيُّ: لَا أَكْرَهُ ذَلِكَ بَلْ أَسْتَحِبُّ أَنْ يُقْرَأَ بِهَذِهِ السُّوَرِ فِي صَلَاةِ الْمَغْرِبِ.

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ذکر کیا گیا کہ وہ مغرب کی نماز میں طوال مفصل سورتوں میں سے، جیسا کہ سورۂ الطور، سورۂ المرسلات پڑھنا ناپسند کرتے تھے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں یہ ناپسند نہیں کرتا بلکہ میں پسند کرتا ہوں کہ مغرب کی نماز میں ان سورتوں کی تلاوت کی جائے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه ابو يعلى: ٧٠٧١، ابن خزيمه: ٥١٩، ابو عوانه: ١٥٣/٢

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٧٦٣، صحيح مسلم: ٤٦٢، سنن ابو داود: ٨١٠، سنن ابن ماجه: ٨٣١، سنن نسائی: ١٦٨/٢، مسند احمد: ٢٦٨٦٨، صحيح ابن حبان: ١٨٣٢

114- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْعِشَاءِ

نماز عشاء میں قرأت

309: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْخُزَاعِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ "يَقْرَأُ فِي الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ بِالشَّمْسِ وَضُحَاهَا وَنَحْوِهَا مِنَ السُّوَرِ".

سیّدنا بریدہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ عشاء کی نماز میں سورۂ الشمس اور اس طرح کی سورتیں پڑھا کرتے تھے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ وَأَنَسٍ.

امام ترمذی فرماتے ہیں اس باب میں سیّدنا براء بن عازب اور

انس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ بُرَيْدَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بریدہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ "أَنَّهُ قَرَأَ فِي الْعِشَاءِ الآخِرَةِ بِالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ".

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے عشاء کی نماز میں سورۂ ﴿وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ﴾ پڑھی۔

وَرُوِيَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ أَنَّهُ "كَانَ يَقْرَأُ فِي الْعِشَاءِ بِسُوَرٍ مِنْ أَوْسَاطِ الْمُفَصَّلِ نَحْوِ سُورَةِ الْمُنَافِقِينَ وَأَشْبَاهِهَا".

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ عشاء کی نماز میں اوساط مفصل کی سورتوں میں سے جیسے سورۂ المنافقون اور اس جیسی سورتیں پڑھا کرتے تھے۔

وَرُوِيَ عَنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَالتَّابِعِينَ أَنَّهُمْ قَرَءُوا بِأَكْثَرَ مِنْ هَذَا وَأَقَلَّ فَكَأَنَّ الأَمْرَ عِنْدَهُمْ وَاسِعٌ فِي هَذَا. وَأَحْسَنُ شَيْءٍ فِي ذَلِكَ مَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ "أَنَّهُ قَرَأَ بِالشَّمْسِ وَضُحَاهَا وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ".

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور تابعین سے مروی ہے کہ ان حضرات نے اس سے زیادہ بھی تلاوت کی ہے اور اس سے کم بھی گویا کہ ان کے ہاں اس بارے میں امر وسیع (ہر دو صورت کی گنجائش) ہے۔ اس بارے میں جو سب سے اچھی روایت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے وہ یہ کہ آپ نے سورۂ الشمس اور سورۂ التین پڑھی۔

حكم الحديث: (صحيح) صفة الصلاة: ٩٧، وانظر تحفة الاشراف حديث: ١٩٦٢

تخريج الحديث: سنن نسائی: ٢/١٧٣، مسند احمد: ٢٩٩٤

310: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الأَنْصَارِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "قَرَأَ فِي الْعِشَاءِ الآخِرَةِ بِالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ".

سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز میں سورۂ التین پڑھی۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه الحميدي: ٧٢٦، ابن ابي شيبة: ١/٣٥٩، وابن خزيمه: ٥٢٢

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٧٦٧، صحيح مسلم: ٤٦٤، سنن ابو داود: ١٢٢١، سنن ابن ماجه: ٨٣٤، و ٨٣٥، سنن نسائی: ٢/١٧٣، مسند احمد: ١٨٥٠٣

فوائد الحديث: (۱) نماز میں قرأت فرض ہے جس کا طریقہ یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ کے بعد دعائے استفتاح پڑھی جائے گی اس کے بعد سورہ فاتحہ پڑھنا لازمی ہے کیونکہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی خواہ آدمی منفرد، اکیلا ہو یا جماعت میں، امام ہو یا مقتدی اور نماز کوئی بھی ہو۔ سورہ فاتحہ کے بعد کوئی ایک سورت یا اس کا کچھ حصہ یا چند سورتیں قرأت کرے۔ سورہ فاتحہ کے بعد والی قرأت کی مقدار مقرر نہیں ہے۔ مختلف مواقع پر ایک ہی نماز میں قرأت لمبی بھی ہو سکتی ہے اور مختصر بھی۔

(۲) فرض نمازوں میں سورۃ فاتحہ ہر رکعت میں پڑھی جائے گی اور بعد والی قرأت فاتحہ کے ساتھ صرف پہلی دو رکعتوں میں۔ اگر کبھی کبھار پچھلی ایک یا دو رکعتوں میں بھی فاتحہ کے بعد قرأت کر لی جائے تو جائز ہے۔ مستقل معمول نہیں بنانا چاہیے۔

(۳) فرائض کے علاوہ نوافل اور سنن میں ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد بھی قرأت کی جائے گی اگر کبھی کبھار صرف سورۃ فاتحہ پر ہی اکتفا کر لیا

جائے تو نماز ہو جائے گی لیکن اس کو معمول نہیں بنانا چاہے۔

(۴) نماز جہری ہو تو مقتدی تمام رکعات میں صرف سورۃ فاتحہ پر ہی اکتفا کرے گا اگر سری ہو تو پہلی دو رکعتوں میں فاتحہ کے بعد قرأت بھی کرے گا۔

115- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الإِمَامِ

امام کے پیچھے قرأت

311: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: "صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ الصُّبْحَ فَثَقُلَتْ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةُ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ إِنِّي أَرَاكُمْ تَقْرَءُونَ وَرَاءَ إِمَامِكُمْ". قَالَ: قُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ! إِي وَاللهِ. قَالَ: "فَلَا تَفْعَلُوا إِلَّا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَإِنَّهُ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِهَا".

سیّدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز پڑھائی، تو آپ پر قراءت بھاری ہو گئی، جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں سمجھتا ہوں کہ تم اپنے امام کے پیچھے قراءت کرتے ہو؟'' ہم نے عرض کیا، اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! (ایسے ہی ہے)، آپ نے فرمایا: ''سورۂ الفاتحہ کے علاوہ قراءت نہ کیا کرو، کیونکہ جس نے اس (سورۂ فاتحہ) کو نہیں پڑھا اس کی کوئی نہیں نماز نہیں۔''

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَائِشَةَ وَأَنَسٍ وَأَبِي قَتَادَةَ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو.

امام ترمذی فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابوہریرہ، عائشہ، انس، ابوقتادہ اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عُبَادَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَرَوَى هَذَا الْحَدِيثَ الزُّهْرِيُّ عَنْ مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ". قَالَ: وَهَذَا أَصَحُّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عبادہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن ہے۔

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نے محمود بن ربیع عن عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے سورۂ الفاتحہ نہیں پڑھی اس کی کوئی نماز نہیں۔'' امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ سب سے زیادہ صحیح ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ فِي الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الإِمَامِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَالتَّابِعِينَ وَهُوَ قَوْلُ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ "يَرَوْنَ الْقِرَاءَةَ خَلْفَ الإِمَامِ".

نبی ﷺ کے اصحاب اور تابعین میں سے اکثر اہل علم کا امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنے میں اس حدیث پر عمل ہے۔ امام مالک بن انس، ابن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ امام کے پیچھے قراءت کرنے کا موقف رکھتے ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) ضعيف ابى داؤد: ١٤٦۔ البانی نے ضعیف کہا ہے جبکہ یہ اپنے شواہد کے ساتھ صحیح ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٢٧٤٥، وسنن ابو داود: ٨٢٣ و ٨٢٤ و ٢٢٦٧١، ٨٢٥ سنن نسائی: ٣/١٤١، صحيح ابن حبان: ١٧٨٥ و ١٧٨٦ و ١٧٩٢ و ١٨٤٨، اخرجه ابن خزيمه و صححه: ١٥٨١

فوائد الحدیث: (۱) نماز میں کم از کم سورۃ فاتحہ کی قراۃ فرض ہے کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا لا صلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب۔

(بخاری مسلم وغیرھما) "کہ جو شخص سورہ فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز نہیں ہوتی"۔ یہاں لائے نفی جنس ہے۔ جیسے لا الہ الا اللہ... میں ہر قسم کے معبودوں کی نفی ہے اور لا نبی بعدی میں ہر قسم کے نبیوں کی نفی ہے۔ بالکل اسی طرح (لا صلوٰۃ) میں ہر قسم کی نماز فرض، نفل، جنازہ، عیدین وغیرہ کی نفی کی ہے (جس میں نمازی سورۃ فاتحہ نہ پڑھے)

لمن لم یقرأ بفاتحة الکتاب میں من موصولہ بھی عام ہے جو بھی نماز پڑھ رہا ہے خواہ وہ اکیلا ہو یا جماعت میں امام کی حیثیت سے ہو یا مقتدی کی حیثیت سے جب تک وہ سورۃ فاتحہ نہیں پڑھے گا اس کی نماز نہیں ہوگی۔ "بعض الناس" لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے کہہ دیتے ہیں کہ اس سے مراد منفرد اور امام ہے ان کے لئے فاتحہ ضروری ہے حالانکہ یہ بھی محض ان کا دھوکہ ہے۔ کیونکہ احناف کا موقف تو یہ ہے کہ امام اور منفرد بھی سورہ فاتحہ نہ پڑھیں تو ان کی نماز بھی ہو جائے گی۔ دیکھئے (ہدایہ کتاب الصلوٰۃ، فتاوی عالمگیری وغیرہ)

(۳) دوسری حدیث جو سیدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ قسمت الصلوٰة بینی و بین عبدی۔۔۔۔۔ الخ (صحیح مسلم ص ۱/۱۶۹)

اس میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں نے نماز، کو تقسیم کیا ہے اپنے اور اپنے بندے کے درمیان اور جس چیز کو تقسیم کیا گیا ہے وہ سورۃ فاتحہ ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے خود سورۃ فاتحہ کا نام "صلوٰۃ" رکھا ہے۔ اب اگر "صلوٰۃ" میں "صلوٰۃ" ہی نہیں تو آپ اس کا جو بھی نام رکھ لیں اسے "صلوٰۃ" (نماز) نہیں کہہ سکتے جس میں صلوٰۃ (سورۃ فاتحہ) نہیں ہے۔

اسی حدیث کی بنیاد پر سیدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ من صلی صلوٰة لم یقرأ فیھا بام القران فھی خداج ثلاثا غیر تمام (مسلم) "کہ جس شخص نے بھی کوئی بھی نماز پڑھی جس میں اس نے سورہ فاتحہ نہیں پڑھی تو اس کی وہ نماز ناقص ہے۔ وہ نماز ناقص ہے۔ مکمل نہیں۔"

اس حدیث میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد سیدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے کہتے ہیں انا نکون وراء الامام "کہ ہم (کبھی) امام کے پیچھے ہوتے ہیں" تو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اقراء بھا فی "نفسك کہ اس کو اپنے دل میں پڑھ لو"۔

لیکن صحیح ابن حبان کی روایت میں ہے کہ یہی سوال سیدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ نے امام اعظم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابو ھریرہ کو فرمایا تھا۔ اقرا بھا فی نفسك

بہر حال اس ساری بحث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ سورۃ فاتحہ کا نام ہی نماز ہے اگر فاتحہ نہ پڑھی تو نماز نہیں ہوتی۔ اس مسئلہ میں احادیث کا رد کرنے کے لیے مولانا قاسم نانوتوی سے مولانا تقی عثمانی تک جتنے لوگوں نے بھی کوشش کی ہے۔ یہ صرف ان کی ذہنی ورزش ہے ورنہ صحیح اور صریح احادیث کے مقابلے میں ان کی تاویلات باطلہ کی کوئی حیثیت نہیں۔ (اس مسئلہ کی تفصیل اور تحقیق کے لئے امام عبدالرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ کی "تحقیق الکلام، فی وجوب فاتحہ الکتاب" اور محقق العصر مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ تعالیٰ کی "توضیح الکلام" کی طرف رجوع کریں۔)

116- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَرْكِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الإِمَامِ إِذَا جَهَرَ الإِمَامُ بِالْقِرَاءَةِ

جب امام جہری قراءت کرے تو اس کے پیچھے قراءت نہ کرنے کا بیان

312: حَدَّثَنَا الأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز

أَنَسٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ أُكَيْمَةَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ "انْصَرَفَ مِنْ صَلَاةٍ جَهَرَ فِيهَا بِالْقِرَاءَةِ فَقَالَ: هَلْ قَرَأَ مَعِي أَحَدٌ مِنْكُمْ آنِفًا؟ فَقَالَ: رَجُلٌ نَعَمْ يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: "إِنِّي أَقُولُ مَا لِي أُنَازَعُ الْقُرْآنَ". قَالَ: فَانْتَهَى النَّاسُ عَنِ الْقِرَاءَةِ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِيمَا جَهَرَ فِيهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنَ الصَّلَوَاتِ بِالْقِرَاءَةِ حِينَ سَمِعُوا ذَلِكَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ".

سے فارغ ہوئے جس میں آپ نے جہری قراءت کی تھی، تو آپ نے فرمایا "کیا تم میں سے کسی نے ابھی میرے ساتھ قراءت کی ہے؟" تو ایک آدمی نے عرض کیا، جی ہاں، اللہ کے رسول!، آپ ﷺ نے فرمایا: "میں بھی کہتا تھا کیا وجہ ہے مجھ سے تلاوت قرآن میں کشمکش ہو رہی ہے؟" پس صحابہ کرام نے جس وقت رسول اللہ ﷺ سے اسے سنا تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ان نمازوں میں قراءت کرنا ترک کر دیا جن میں آپ بلند آواز سے قراءت کرتے تھے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ.

امام ترمذی فرماتے ہیں: اس باب میں عبداللہ بن مسعود، عمران بن حصین اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

وَابْنُ أُكَيْمَةَ اللَّيْثِيُّ اسْمُهُ عُمَارَةُ. وَيُقَالُ: عَمْرُو بْنُ أُكَيْمَةَ.

ابن اکیمہ لیثی کا نام عمارہ ہے۔ عمرو بن اکیمہ بھی کہا جاتا ہے۔

وَرَوَى بَعْضُ أَصْحَابِ الزُّهْرِيِّ هَذَا الْحَدِيثَ وَذَكَرُوا هَذَا الْحَرْفَ قَالَ: قَالَ الزُّهْرِيُّ "فَانْتَهَى النَّاسُ عَنِ الْقِرَاءَةِ حِينَ سَمِعُوا ذَلِكَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ".

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: صحابہ کرام نے جس وقت اسے رسول اللہ ﷺ سے سنا تو انہوں نے قراءت کرنا ترک کر دیا۔

وَلَيْسَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ مَا يَدْخُلُ عَلَى مَنْ رَأَى الْقِرَاءَةَ خَلْفَ الإِمَامِ لِأَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ هُوَ الَّذِي رَوَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ هَذَا الْحَدِيثَ وَرَوَى أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: "مَنْ صَلَّى صَلَاةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِدَاجٌ فَهِيَ خِدَاجٌ غَيْرُ تَمَامٍ". فَقَالَ: لَهُ حَامِلُ الْحَدِيثِ إِنِّي أَكُونُ أَحْيَانًا وَرَاءَ الإِمَامِ قَالَ: "اقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ".

اس حدیث میں ایسی کوئی بات نہیں جو امام کے پیچھے قراءت کرنے والے کے خلاف دلیل ہو۔ کیونکہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جنہوں نے اس حدیث کو نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔ انہوں (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) نے ہی نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "جس نے نماز پڑھی اور اس میں سورۂ الفاتحہ نہ پڑھی تو وہ ناقص ہے، وہ ناقص ہے، نامکمل ہے۔" ان سے روایت لینے والے نے ان سے کہا: کبھی میں امام کے پیچھے ہوتا ہوں؟ انہوں نے فرمایا: اسے اپنے دل میں پڑھ لے۔

وَرَوَى أَبُو عُثْمَانَ النَّهْدِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: "أَمَرَنِي النَّبِيُّ ﷺ أَنْ أُنَادِيَ أَنْ لَا صَلَاةَ إِلَّا بِقِرَاءَةِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ".

وَاخْتَارَ أَكْثَرُ أَصْحَابِ الْحَدِيثِ أَنْ لَا يَقْرَأَ الرَّجُلُ إِذَا جَهَرَ الإِمَامُ بِالْقِرَاءَةِ وَقَالُوا: "يَتَتَبَّعُ سَكَتَاتِ الإِمَامِ".

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، نبی ﷺ نے مجھے حکم فرمایا کہ میں اعلان کر دوں کہ سورۂ فاتحہ کی قراءت کے بغیر کوئی نماز نہیں۔ اکثر محدثین نے اس بات کو اختیار کیا ہے کہ جب امام بلند

آواز سے قراءت کرے تو آدمی قراءت نہ کرے، اور انہوں نے کہا کہ: وہ امام کے سکتوں میں پڑھ لے۔

وَقَدِ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الإِمَامِ فَرَأَى أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَالتَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمُ "الْقِرَاءَةَ خَلْفَ الإِمَامِ" وَبِهِ يَقُولُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ.

اہل علم کا امام کے پیچھے قراءت کے بارے میں اختلاف ہے۔ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے، تابعین اور ان کے بعد والے زیادہ تر اہل علم حضرات امام کے پیچھے قراءت (سورۂ الفاتحہ پڑھنے) کے قائل ہیں۔ امام مالک بن انس، عبداللہ بن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے۔

وَرُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ أَنَّهُ قَالَ: أَنَا أَقْرَأُ خَلْفَ الإِمَامِ وَالنَّاسُ يَقْرَءُونَ إِلَّا قَوْمًا مِنَ الْكُوفِيِّينَ وَأَرَى أَنَّ مَنْ لَمْ يَقْرَأْ صَلَاتُهُ جَائِزَةٌ.

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں امام کے پیچھے قراءت کرتا ہوں اور لوگ بھی قراءت کرتے ہیں، البتہ کوفہ کے کچھ لوگ امام کے پیچھے قراءت نہیں کرتے۔ اور میں خیال کرتا ہوں کہ جس نے قراءت نہ کی، تو اس کی نماز جائز ہے۔

وَشَدَّدَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي تَرْكِ قِرَاءَةِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَإِنْ كَانَ خَلْفَ الإِمَامِ فَقَالُوا: "لَا تُجْزِءُ صَلَاةٌ إِلَّا بِقِرَاءَةِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَحْدَهُ كَانَ أَوْ خَلْفَ الإِمَامِ". وَذَهَبُوا إِلَى مَا رَوَى عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

اہل علم میں سے کچھ حضرات نے سورۂ الفاتحہ کی قراءت ترک کر دینے کے بارے میں سخت موقف اختیار کیا ہے۔ خواہ وہ امام کے پیچھے ہو، انہوں نے کہا: سورۂ الفاتحہ کی قراءت کے بغیر نماز درست نہیں، خواہ وہ شخص اکیلا ہو یا امام کے پیچھے ہو، انہوں نے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی نبی ﷺ سے مروی روایت سے استدلال کیا ہے۔

وَقَرَأَ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ خَلْفَ الإِمَامِ وَتَأَوَّلَ قَوْلَ النَّبِيِّ ﷺ "لَا صَلَاةَ إِلَّا بِقِرَاءَةِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ". وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ وَإِسْحَاقُ وَغَيْرُهُمَا.

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے بعد امام کے پیچھے قراءت کی ہے، اور انہوں نے نبی ﷺ کی اس حدیث پر عمل کیا ہے کہ: "سورۂ الفاتحہ کی قراءت کے بغیر کوئی نماز نہیں۔" امام شافعی اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہما اللہ اور دیگر حضرات کا یہی موقف ہے۔

وَأَمَّا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ فَقَالَ مَعْنَى قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ "لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ". إِذَا كَانَ وَحْدَهُ. وَاحْتَجَّ بِحَدِيثِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ حَيْثُ قَالَ: "مَنْ صَلَّى رَكْعَةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَلَمْ يُصَلِّ إِلَّا أَنْ يَكُونَ وَرَاءَ الإِمَامِ".

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نبی ﷺ کا فرمان: "جو سورۂ الفاتحہ نہ پڑھے تو اس کی کوئی نماز نہیں۔" کا یہ معنی ہے: جب وہ اکیلا ہو، اور انہوں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی روایت سے استدلال کیا ہے: "جس نے ایک رکعت پڑھی اور اس میں سورۂ الفاتحہ نہیں پڑھی تو اس نے نماز نہیں پڑھی الّا یہ کہ وہ امام

کے پیچھے ہو۔"

قَالَ: أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ فَهٰذَا رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ تَأَوَّلَ قَوْلَ النَّبِيِّ ﷺ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ. أَنَّ هٰذَا إِذَا كَانَ وَحْدَهُ. وَاخْتَارَ أَحْمَدُ مَعَ هٰذَا الْقِرَاءَةَ خَلْفَ الإِمَامِ وَأَنْ لَا يَتْرُكَ الرَّجُلُ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَإِنْ كَانَ خَلْفَ الإِمَامِ.

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اس صحابی نے نبی ﷺ کے فرمان: "جو شخص سورۂ الفاتحہ نہ پڑھے اس کی کوئی نماز نہیں۔" کی یہ تاویل کی کہ یہ تب ہے جب وہ اکیلا ہو، جب کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے ساتھ ساتھ امام کے پیچھے قراءت کو اختیار کیا ہے اور یہ کہ آدمی سورۂ الفاتحہ پڑھنا ترک نہ کرے خواہ وہ امام کے پیچھے ہو۔

حکم الحدیث: (صحيح) صفة الصلاة: ٧٩، صحيح ابى داؤد: ٧٨١، اخرجه الحميدي: ٩٥٣، ابن ابي شيبة: ١/٣٧٥

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٨٢٦و ٨٢٧، سنن ابن ماجه: ٨٤٨ و ٨٤٩، سنن نسائي: ٢/١٤٠-١٤١، مسند احمد: ٧٢٧٠ صحيح ابن حبان: ١٨٤٣ و ١٨٤٩ و ١٨٥٠ و ١٨٥١

فوائد الحدیث: (۱) اس حدیث سے "بعض الناس" نماز میں سورہ فاتحہ نہ پڑھنے کی دلیل لیتے ہیں حالانکہ ان کی یہ بات بنتی نہیں محض سینہ زوری ہے۔ جس کی چند ایک وجوہ ملاحظہ فرمائیں۔

مختلف فیہ مسئلہ تو ہے فاتحہ خلف الامام کا لیکن استدلال کر رہے ہیں۔ مطلق قراۃ سے حالانکہ رسول اللہ ﷺ کی واضح حدیث موجود ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا لا یقرأن احد منکم اذا جھرت بالقرأۃ الا بام القرآن۔ (سنن نسائی ۱/۱۱۲ کتاب الافتتاح) "کہ جب میں بلند آواز سے قرأت کروں تو تم صرف سورۃ فاتحہ پڑھا کرو اور کچھ نہ پڑھو۔"

تو اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے جس قراۃ سے منع فرمایا ہے وہ سورہ فاتحہ کے بعد والی قرأت ہے اور صحابہ کرام نے اسی کو چھوڑا ہے ورنہ سورہ فاتحہ کا تو آپ ﷺ خود حکم دے رہے ہیں بلکہ خلف الامام (امام کے پیچھے) اور وہ بھی جہری نماز میں راوی حدیث سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا موقف بھی یہی ہے کہ امام کے پیچھے بھی سورہ فاتحہ پڑھی جائے گی جیسا کہ حدیث نمبر ۱۱۱ کے فوائد میں تفصیل سے گزرا ہے۔

(۲) فانتهى الناس عن القراۃ کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ لوگ بلند آواز سے قراۃ کرنے سے رک گئے اور یہ بھی صحیح ہے کیونکہ حدیث کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ قرأت کرنے والے نے بلند آواز سے قرأت کی تو آپ ﷺ کو قرآن پڑھنے میں دشواری پیدا ہوئی اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا: مالی ادازع القرآن۔

ورنہ یہ منازعت تو رکوع، سجدے کی تسبیحات اور تشہد میں بھی ہوتی۔ حالانکہ وہاں ایسا نہیں ہے۔ کیونکہ وہاں اخفا ہے۔ جہر نہیں ہے جبکہ یہاں مقتدی نے جہر کیا تو آپ ﷺ نے منازعت کی وجہ سے منع فرمایا۔ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جہر سے رک گئے۔ اس لئے اس روایت سے نماز میں سورہ فاتحہ نہ پڑھنے کی دلیل لینا قرین انصاف نہیں ہے۔

(۳) نماز میں سورۃ فاتحہ کی اہمیت اور قرأت کے متعلق بات کو سمجھنے کے لئے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کا تحت الباب حدیث کے ضمن میں بیان کردہ راوی حدیث سیّدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت فیصلہ کن ہے کہ امرنی النبی ﷺ ان انادی ان لا صلوٰۃ الا بقرأۃ فاتحہ الکتاب۔ "نبی کریم ﷺ نے مجھے حکم ارشاد فرمایا کہ میں اعلان کر دوں کہ سورۃ فاتحہ کی قرأت کے بغیر کوئی نماز نہیں۔"

313: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ ابو نعیم وہب بن کیسان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ انہوں نے سیّدنا جابر

حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي نُعَيْمٍ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: "مَنْ صَلَّى رَكْعَةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَلَمْ يُصَلِّ إِلَّا أَنْ يَكُونَ وَرَاءَ الإِمَامِ".
قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کو فرماتے ہوئے سنا: ''جس نے ایک رکعت پڑھی اور اس میں سورۂ الفاتحہ نہیں پڑھی تو اس نے نماز نہیں پڑھی الا یہ کہ وہ امام کے پیچھے ہو۔''
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح موقوف) الارواء: ٢، ٢٧٣
تخریج الحدیث: موطأ امام مالک: ١/٨٤
فوائد الحدیث: سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کا یہ قول صحیح و صریح اور مرفوع احادیث کے مقابلے میں حجت نہیں۔

117- بَابُ مَا جَاءَ مَا يَقُولُ عِنْدَ دُخُولِ الْمَسْجِدِ

مسجد میں داخل ہونے کی دعا

314: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ لَيْثٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ أُمِّهِ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْحُسَيْنِ عَنْ جَدَّتِهَا فَاطِمَةَ الْكُبْرَى قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ "إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ وَسَلَّمَ وَقَالَ: رَبِّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ. وَإِذَا خَرَجَ صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ وَسَلَّمَ وَقَالَ: رَبِّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ فَضْلِكَ".

سیّدہ فاطمہ کبریٰ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مسجد میں داخل ہوتے تھے تو محمد (ﷺ) پر صلوۃ و سلام پڑھتے اور پھر یہ دعا پڑھتے تھے: "رَبِّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ" ''اے میرے رب! میرے گناہ بخش دے اور میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔'' اور جب باہر نکلتے تو محمد (ﷺ) پر صلوۃ و سلام پڑھتے، اور یہ دعا پڑھتے: "رَبِّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ فَضْلِكَ" ''اے میرے رب! میرے گناہ بخش دے اور میرے لیے اپنے فضل کے دروازے کھول دے۔''

حکم الحدیث: (صحيح: دون جملة المغفرة) مغفرت کے جملہ کے علاوہ بقیہ روایت صحیح ہے۔ تخريج فضل الصلاة على النبي: ٧٢، ٧٣٠ تخريج الكلم الطيب تمام المنة: ٢٩٠۔ بعض کے نزدیک لیث کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔
تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٧٧١، مسند احمد: ٢٦٤١٦، صحيح مسلم: ٧١٣

315: وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ فَلَقِيتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ الْحَسَنِ بِمَكَّةَ فَسَأَلْتُهُ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ، فَحَدَّثَنِي بِهِ قَالَ: كَانَ "إِذَا دَخَلَ قَالَ: رَبِّ افْتَحْ لِي بَابَ رَحْمَتِكَ، وَإِذَا خَرَجَ قَالَ: رَبِّ افْتَحْ لِي بَابَ فَضْلِكَ".

اسماعیل بن ابراہیم نے بیان کیا، میں عبد اللہ بن حسین سے مکہ میں ملا تو میں نے ان سے اس حدیث کے متعلق پوچھا، تو انہوں نے اس کے متعلق مجھے بیان کیا، انہوں نے کہا: جب آپ (مسجد میں) داخل ہوتے تھے تو یہ دعا پڑھتے تھے: "رَبِّ افْتَحْ لِي بَابَ رَحْمَتِكَ" ''اے میرے رب! اپنی رحمت کے دروازے میرے لیے کھول دے۔'' اور جب (مسجد سے) باہر

نکلتے تھے تو یہ دعا پڑھتے تھے: "رَبِّ افْتَحْ لِي بَابَ فَضْلِكَ" "پروردگار! میرے لیے اپنے فضل کے دروازے کھول دے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ وَأَبِي أُسَيْدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

امام ترمذی فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابو حمید، ابو اسید اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ فَاطِمَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِمُتَّصِلٍ. وَفَاطِمَةُ بِنْتُ الْحُسَيْنِ لَمْ تُدْرِكْ فَاطِمَةَ الْكُبْرَى إِنَّمَا عَاشَتْ فَاطِمَةُ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ أَشْهُرًا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: فاطمہ رضی اللہ عنہا کی روایت حسن ہے۔ اور اس کی اسناد متصل نہیں، فاطمہ بنت حسین نے فاطمہ کبریٰ رضی اللہ عنہا کا زمانہ نہیں پایا، وہ تو نبی ﷺ کی وفات کے بعد چند مہینے ہی زندہ رہی تھیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) بعض کے نزدیک اس کی سند انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٧٧١، مسند احمد: ٢٦٤١٦، صحيح مسلم: ٧١٣

فوائد الحدیث: (۱) روئے زمین پر مساجد بہترین جگہیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے مختص کیا جاتا ہے۔ مساجد میں کسی بھی قسم کی عبادت نماز، تلاوت وغیرہ کو اللہ تعالیٰ نے ذکر سے تعبیر فرمایا ہے:

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا (البقرہ)

لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں داخل ہوتے وقت تعلیم دی کہ اس کے دروازے سے ہی اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس کا ذکر شروع کر دیں اور باہر نکلتے وقت بھی اس کا اہتمام ہو، تاکہ معلوم ہو جائے کہ مسجد کے اندر بھی جتنا وقت اللہ تعالیٰ توفیق فرمائیں وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور ذکر و فکر میں ہی گزرنا چاہئے۔ غفلت میں ہی نہ گزار دیں۔

(۲) دعاؤں کے معانی سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا و آخرت کے فائدے اور ضروریات بخشش، رحمت اور فضل وغیرہ صرف اللہ تعالیٰ سے ہی مانگتے ہیں۔

(۳) تحت الباب حدیث میں الفاظ کے علاوہ عام معروف الفاظ بھی صحیح حدیث سے ثابت ہیں وہ بھی پڑھے جا سکتے ہیں مثلاً

۱- مسجد میں داخل ہوتے وقت۔ اللهم افتح لي ابواب رحمتك

۲- مسجد سے نکلتے وقت اللهم اني اسئلك من فضلك

118- بَابُ مَا جَاءَ إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ

جب تم میں سے کوئی مسجد میں آئے تو وہ دو رکعتیں پڑھے

316: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: "إِذَا جَاءَ

سیّدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی مسجد میں آئے تو وہ بیٹھنے سے پہلے دو رکعتیں پڑھے۔"

أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ".

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَأَبِي أُمَامَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي ذَرٍّ وَكَعْبِ بْنِ مَالِكٍ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي قَتَادَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ نَحْوَ رِوَايَةِ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ.

وَرَوَى سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَهَذَا حَدِيثٌ غَيْرُ مَحْفُوظٍ وَالصَّحِيحُ حَدِيثُ أَبِي قَتَادَةَ.

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ أَصْحَابِنَا "اسْتَحَبُّوا إِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ الْمَسْجِدَ أَنْ لَا يَجْلِسَ حَتَّى يُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ لَهُ عُذْرٌ".

قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ: وَحَدِيثُ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ خَطَأٌ أَخْبَرَنِي بِذَلِكَ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمَدِينِيِّ.

اس باب میں جابر، ابو امامہ، ابوہریرہ، ابو ذر اور کعب بن مالک رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ محمد بن عجلان اور کئی ایک نے اس حدیث کو عامر بن عبداللہ بن زبیر سے مالک بن انس کی روایت کے مانند روایت کیا ہے۔ سہیل بن ابی صالح نے اس حدیث کو عامر بن عبداللہ بن زبیر عن عمرو بن سلیم زرقی عن جابر بن عبداللہ کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے اور یہ حدیث محفوظ نہیں، جبکہ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی روایت صحیح ہے۔

ہمارے اصحاب کا اس حدیث پر عمل ہے، اور انہوں نے اسے مستحب قرار دیا ہے کہ جب آدمی مسجد میں داخل ہو تو وہ دو رکعتیں پڑھ کر بیٹھے الّا یہ کہ اس کے پاس کوئی عذر ہو۔

علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: سہیل بن ابی صلاح کی روایت خطا ہے۔ مجھے یہ بات علی بن مدینی سے اسحٰق بن ابراہیم نے بیان کی ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الحميدي: ٤٢١، ابن ابي شيبة: ١/٣٣٩، الدرامي: ١٤٠٠، ابن خزيمه: ١٨٢٥

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٤٤٤، صحیح مسلم: ٧١٤، سنن ابو داود: ٤٦٧و ٤٦٨، سنن ابن ماجه: ١٠١٣، سنن نسائی: ٢/٥٣، مسند احمد: ٢٢٥٢٣، صحیح ابن حبان: ٢٤٩٥ و ٢٤٩٧۔ ٢٤٩٩

فوائد الحدیث: (۱) مساجد چونکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کے لئے بنائی جاتی ہیں اس لئے ان کا ادب واحترام اور حق یہ ہے کہ آدمی جب بھی مسجد میں آئے تو کچھ نہ کچھ عبادت ضرور کرے جو کہ کم از کم دو رکعت نماز ہے۔ اس لیے ان دو رکعتوں کا اہتمام کرنا چاہئے۔

(۲) اگر کوئی شخص نماز سے پہلی سنتیں مسجد میں ادا کرے یا فرض نماز کی جماعت میں شامل ہو تو اسے وہی نماز کفایت کر جائے گی الگ سے تحیۃ المسجد کی دو رکعتیں پڑھنا ضروری نہیں۔

119- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الأَرْضَ كُلَّهَا مَسْجِدٌ إِلَّا الْمَقْبُرَةَ وَالْحَمَّامَ

قبرستان اور حمام کے علاوہ ساری زمین مسجد ہے

317: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ وَأَبُو عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ الْمَرْوَزِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَمْرٍو

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قبرستان اور حمام کے علاوہ ساری زمین مسجد ہے۔"

بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: "الأَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدٌ إِلَّا الْمَقْبُرَةَ وَالْحَمَّامَ".

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَجَابِرٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَحُذَيْفَةَ وَأَنَسٍ وَأَبِي أُمَامَةَ وَأَبِي ذَرٍّ قَالُوا: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "جُعِلَتْ لِيَ الأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا".

امام ترمذی فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا علی، عبداللہ بن عمرو، ابوہریرہ، جابر، ابن عباس، حذیفہ، انس، ابوامامہ اور ابو ذر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے۔ ان تمام صحابہ کرام نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ساری زمین میرے لیے مسجد اور طہارت کا باعث بنادی گئی ہے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي سَعِيدٍ قَدْ رُوِيَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ مُحَمَّدٍ رِوَايَتَيْنِ مِنْهُمْ: مَنْ ذَكَرَهُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَمِنْهُمْ: مَنْ لَمْ يَذْكُرْهُ. وَهَذَا حَدِيثٌ فِيهِ اضْطِرَابٌ. رَوَى سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلٌ. وَرَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَرَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ قَالَ: وَكَانَ عَامَّةُ رِوَايَتِهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ابو سعید رضی اللہ عنہ کی روایت عبدالعزیز بن محمد سے دو روایتیں اور روایت کی گئی ہیں۔ ان میں سے بعض وہ بھی ہیں جنہوں نے عن ابی سعید ذکر کیا ہے۔ اور بعض وہ ہیں جنہوں نے یہ (عن ابی سعید) ذکر نہیں کیا۔ یہ جو حدیث ہے اس میں اضطراب ہے۔ سفیان ثوری نے عمرو بن یحییٰ عن ابیہ عن النبی ﷺ مرسل روایت کیا ہے۔ اور حماد بن سلمہ نے اسے عمرو بن یحییٰ عن ابیہ عن ابی سعید کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔ محمد بن اسحاق نے عمرو بن یحییٰ عن ابیہ کی سند سے روایت کیا ہے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں کہ: ان کی زیادہ تر روایات عن ابی سعید عن النبی ﷺ سے ہے۔

وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَكَأَنَّ رِوَايَةَ الثَّوْرِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَثْبَتُ وَأَصَحُّ مُرْسَلاً.

انہوں نے اس میں عن ابی سعید عن النبی ﷺ کا ذکر نہیں کیا۔ گویا کہ ثوری کی عن عمرو بن یحییٰ عن ابیہ کی سند سے نبی ﷺ سے روایت زیادہ ثابت اور مرسل ہونے کے اعتبار سے زیادہ صحیح ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه ابو يعلى: ١٣٥٠، ابن خزيمه: ٧٩١، الحاكم: ١/٢٥١، والبيهقي: ١/٤٣٥

تخريج الحديث: سنن ابو داود: ٤٩٢، سنن ابن ماجه: ٧٤٥، مسند احمد: ١١٧٨٤، صحيح ابن حبان: ١٦٩٩۔

فوائد الحديث: امت محمدیہ کے افراد کا یہ شرف ہے کہ جہاں کہیں بھی نماز کا وقت ہو جائے، مسجد دور ہو یا جانا ناممکن ہو تو کہیں بھی صاف ستھری اور پاکیزہ زمین پر نماز پڑھ سکتے ہیں۔ ورنہ پہلی امتوں کو یہ سہولت میسر نہ تھی۔

لیکن اس امت کے لیے بھی قبرستان میں نماز پڑھنا ممنوع ہے کہ غیر اللہ کے سامنے جھکنے کی مشابہت بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو پسند نہیں۔ اسی طرح حمام میں بھی نماز پڑھنے کی اجازت نہیں کیونکہ وہاں شور و شغب اور کئی ایک قباحتیں لازم آتی ہیں۔

120- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ بُنْيَانِ الْمَسْجِدِ

مسجد بنانے کی فضیلت

318: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ "مَنْ بَنَى لِلّٰهِ مَسْجِدًا بَنَى اللهُ لَهُ مِثْلَهُ فِي الْجَنَّةِ".

سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "جس نے اللہ (کی رضا حاصل کرنے) کے لیے مسجد تعمیر کی، اللہ اس کے لیے جنّت میں ویسا ہی (گھر) تیار کر دے گا۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعَلِيٍّ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَأَنَسٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَعَائِشَةَ وَأُمِّ حَبِيبَةَ وَأَبِي ذَرٍّ وَعَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ وَوَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ.

اس باب میں ابو بکر، عمر، علی، عبداللہ بن عمرو، انس، ابن عباس، عائشہ، ام حبیبہ، ابوذر، عمرو بن عبسہ، واثلہ بن اسقع، ابوہریرہ اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عُثْمَانَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی نے فرمایا: عثمان رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔

وَمَحْمُودُ بْنُ لَبِيدٍ قَدْ أَدْرَكَ النَّبِيَّ ﷺ وَمَحْمُودُ بْنُ الرَّبِيعِ قَدْ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ وَهُمَا غُلَامَانِ صَغِيرَانِ مَدَنِيَّانِ.

محمود بن لبید کی نبی ﷺ سے ملاقات ثابت ہے۔ محمود بن ربیع نے نبی ﷺ کی زیارت کی ہے۔ وہ دونوں ہی دو چھوٹے مدنی لڑکے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١/٣١٠، الدارمي: ١٣٩٩، ابن خزيمه: ١٢٩١

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٤٥٠، صحیح مسلم: ٥٣٣، سنن ابن ماجه: ٧٣٦، مسند احمد: ٤٣٤، صحیح ابن حبان: ١٦٠٩

319: وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: "مَنْ بَنَى لِلّٰهِ مَسْجِدًا صَغِيرًا كَانَ أَوْ كَبِيرًا بَنَى اللهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ". حَدَّثَنَا بِذَلِكَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا نُوحُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَوْلَى قَيْسٍ عَنْ زِيَادٍ النُّمَيْرِيِّ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذَا.

نبی ﷺ سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "جس نے اللہ کی (رضا حاصل کرنے) کے لیے مسجد بنائی خواہ وہ چھوٹی ہو یا بڑی تو اللہ اس کے لیے جنّت میں گھر بنا دے گا۔" امام قتیبہ نے بھی ہم کو نوح بن قیس عن عبدالرحمن مولیٰ قیس عن زیادہ النمیری عن انس کی سند سے نبی کریم ﷺ سے یہی بات بیان کی ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) التعليق الرغيب: ١/١١٧، ضعيف الترمذي: ٥٠۔ اس میں عبدالرحمن مولیٰ قیس مجہول ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٧٠٥٦

فوائد الحدیث: (١) مساجد اللہ تعالیٰ کی عبادت کے مراکز ہیں اور اللہ تعالیٰ کی محبوب جگہیں ہیں انہیں تعمیر کرنا ان کی تعمیر میں معاونت کرنا اور اس کی صفائی ستھرائی کا اہتمام کرنا بہت بڑے اجر و ثواب کا کام ہے اور سب سے بڑھ کر ناطق وحی پیغمبر ﷺ نے مسجد بنانے والے کے لیے جنّت میں گھر کی ضمانت دے دی ہے۔ بشرطیکہ مسجد بنانے والوں کا عقیدہ توحید ہو مسجد خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے بنائی جائے اور اس

میں شرک وبدعت والے عقائد واعمال کی تعلیم وتبلیغ نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ؕ (التوبہ:۱۷)

نیز فرمایا: وَّ اَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ۙ (الجن:۱۸)

(۲) "مِثْلُهٗ" سے مراد یہ نہیں کہ اگر مسجد پانچ مرلے کی ہے تو جنّت میں گھر بھی پانچ مرلے کا ہی ہوگا۔ نہیں ہرگز نہیں بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ بنانے والے میں جس قدر خلوص ہوگا اس کے اخلاص اور محنت کی بنا پر اللہ تعالیٰ اس کے شایان شان اسے جنّت میں گھر عطا فرمائیں گے۔ سبحان اللہ۔ اللھم اجعلنا منھم۔

121- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ أَنْ يَتَّخِذَ عَلَى الْقَبْرِ مَسْجِدًا

قبر پر مسجد بنانے کی ممانعت

320: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُحَادَةَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: "لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ زَائِرَاتِ الْقُبُورِ وَالْمُتَّخِذِينَ عَلَيْهَا الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ".

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں اور ان پر مسجدیں بنانے والوں اور وہاں (قبروں پر) چراغاں کرنے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَائِشَةَ.

امام ترمذی فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابوہریرہ اور عائشہ رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت حسن ہے۔

وَأَبُو صَالِحٍ هَذَا هُوَ مَوْلَى أُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ وَاسْمُهُ بَاذَانُ، وَيُقَالُ: بَاذَامُ أَيْضًا.

ابو صالح، ام ہانی بنت ابی طالب کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ ان کا نام باذان ہے۔ اور باذام بھی کہا جاتا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) مسجد میں چراغ جلانے والی بات ضعیف ہے، بقیہ روایت صحیح ہے۔ ابو صالح مولیٰ ام ہانی ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٢٣٦، سنن ابن ماجه: ١٥٧٥، سنن نسائی: ٤/٩٤، مسند احمد: ٢٠٣٠، و ٢٦٠٣، صحیح ابن حبان: ٣١٧٩و ٣١٨٠

فوائد الحدیث: (۱) یہ روایت اگرچہ ضعیف ہے لیکن دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے رسول اللہ ﷺ نے قبرستان میں جانے سے منع فرمایا تھا بعد میں نصیحت وعبرت حاصل کرنے کے لئے جانے کی اجازت دی۔

(۲) اس اجازت میں مرد وعورتیں سبھی شامل ہیں بشرطیکہ قبرستان میں جاکر کوئی غیر شرعی کام (مثلاً قبر کو سجدہ کرنا، قرآن خوانی کرنا، چومنا یا پھر وہاں نوحہ خوانی وغیرہ کرنا) نہ کیے جائیں۔

(۳) آجکل ہمارے ہاں جو دس محرم الحرام کو خصوصاً قبرستان کا رخ کیا جاتا ہے اور مرد وخواتین بڑے بن سنور کر، زرق برق لباس پہن کر جاتے ہیں قبروں کی لیپا پوتی وغیرہ کی جاتی ہے یہ بالکل غلط، ناجائز اور کئی ایک لحاظ سے حرام ہے۔ ۱۰ محرم کو قبرستان، قبرستان کم اور پکنک پوائنٹ زیادہ معلوم ہوتے ہیں۔ استغفر اللہ

(۴) قبر پر مسجد بنانے کا ایک مفہوم تو وہی ہے جو عام ہے کہ وہاں مساجد تعمیر نہ کی جائیں تاکہ اس میں نماز وغیرہ پڑھتے وقت نا تو قبر کو

سجدہ ہو اور نا ہی قبر یا قبر میں مدفون میت کی تعظیم کا اظہار ہو۔

لیکن اس کا ایک دوسرا مطلب بھی ہے اور بالکل درست ہے کہ قبرستان میں جا کر وہ کام نہیں کرنے چاہئیں جو مساجد میں کیے جاتے ہیں مثلاً نماز پڑھنا، قران مجید کی تلاوت کرنا وغیرہ۔ جس کی دلیل یہ حدیث بھی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اجعلوا فی بیوتکم من صلاتکم ولا تتخذوھا قبورا "گھروں میں نماز پڑھا کرو انہیں قبرستان نہ بناؤ۔" مطلب یہ کہ قبرستان میں نماز نہیں پڑھی جاتی۔

(۵) البتہ قبرستان میں میت کو دفن کرنے کے بعد بھی نماز جنازہ پڑھی جا سکتی ہے۔ کیونکہ صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ جیسا کہ کتاب الجنائز میں تفصیل سے مسئلہ بیان ہوگا۔

(۶) قبرستان میں صاحب قبر کی خوشنودی یا اس کو نفع پہنچانے کی نیت سے چراغاں وغیرہ کرنا جیسا کہ ہمارے ہاں جہلاء کا عمل ہے اور خصوصاً جمعرات کے روز شام کے وقت کا بہت زیادہ اہتمام کرتے ہیں یہ ناجائز اور حرام ہے۔ شریعت محمدیہ میں اس کی قطعاً اجازت نہیں۔ البتہ قبرستان میں تدفین وغیرہ کرنے والوں کی سہولت کے لئے روشنی کا بندوبست کیا جائے تو یہ درست ہے۔

122- بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّوْمِ فِي الْمَسْجِدِ

مسجد میں سونا

321: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كُنَّا نَنَامُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ وَنَحْنُ شَبَابٌ.

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کے دور میں مسجد میں سو جایا کرتے تھے جب کہ ہم جوان ہوتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَخَّصَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي النَّوْمِ فِي الْمَسْجِدِ. قَالَ: ابْنُ عَبَّاسٍ لَا يَتَّخِذُهُ مَبِيتًا وَلَا مَقِيلًا. وَقَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ ذَهَبُوا إِلَى قَوْلِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح ہے۔ اہل علم میں سے کچھ حضرات نے مسجد میں سونے کے بارے میں رخصت دی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: مسجد میں رات کو سویا جائے نہ دوپہر کو قیلولہ کیا جائے۔ اہل علم میں سے کچھ حضرات نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کو اختیار کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه عبدالرزق: ١٦٤٥، ابو نعيم في الحلية: ٣٠٣/١، البيهقي: ٥٠١/٢

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۱۱۲۱، صحیح مسلم: ۲۴۷۹، سنن ابن ماجه: ۳۹۱۹، مسند احمد: ٦٣٣٠، صحیح ابن حبان: ۷۰۷۰

فوائد الحدیث: (۱) ضرورت ہو تو مسجد میں سویا جا سکتا ہے لیکن کسی دنیوی منفعت کے پیش نظر اسے محض آرام گاہ کے طور پر استعمال نہیں کیا جا سکتا۔

(۲) اسی طرح دینی تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ بھی مسجد میں دوپہر یا رات کو سو سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں جو تاویلیں وغیرہ کی جاتی ہیں وہ مناسب نہیں۔

(۳) "بعض الناس" نے مسجد میں سونے کو مکروہ قرار دیا ہے لیکن اس کے جواز کے لیے دیگر کئی ایک شرعی مسائل کو رد کرنے کے لیے

حیلہ سازی کی طرح یہاں بھی ایک حیلہ تراش لیا ہے کہ جب کسی کا مسجد میں سونے کا ارادہ ہو وہ اعتکاف کی نیت کر لے اور پہلے مسجد میں جا کر کچھ عبادت کرے۔ پھر جو چاہے کرے۔ (بحوالہ درس ترمذی ۲/۱۰۷ مولانا تقی عثمانی حنفی دیوبندی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون)۔ ارادہ سونے کا ہے اور نیت اعتکاف کی کر لے۔ فیا للعجب۔ پھر کچھ عبادت، اس نے مابعد افعال "جو چاہے کرے" کے جواز کے لئے کرنی ہے اللہ تعالیٰ کی بندگی اور رضا کے لئے نہیں۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ نیز گیا تو وہ سونے کے ارادے سے ہے، پھر جو چاہے کرے، کی وضاحت تو کوئی حنفی "شیخ الاسلام" ہی کر سکتا ہے۔ والی اللہ المشتکی

123- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْبَيْعِ وَالشِّرَاءِ وَإِنْشَادِ الضَّالَّةِ وَالشِّعْرِ فِي الْمَسْجِدِ

مسجد میں خرید و فروخت، گم شدہ چیز کا اعلان کرنے اور شعر پڑھنے کی ممانعت

322: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ "أَنَّهُ نَهَى عَنْ تَنَاشُدِ الأَشْعَارِ فِي الْمَسْجِدِ وَعَنِ الْبَيْعِ وَالاِشْتِرَاءِ فِيهِ وَأَنْ يَتَحَلَّقَ النَّاسُ فِيهِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ".

سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے مسجد میں اشعار پڑھنے، وہاں خرید و فروخت کرنے اور جمعہ کے دن نماز سے پہلے وہاں حلقے بنا کر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ بُرَيْدَةَ وَجَابِرٍ وَأَنَسٍ.

اس باب میں بریدہ، جابر اور انس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کی روایت حسن ہے۔

وَعَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ هُوَ ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ. قَالَ: مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ رَأَيْتُ أَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ وَذَكَرَ غَيْرَهُمَا يَحْتَجُّونَ بِحَدِيثِ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ.

عمرو بن شعیب وہ محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عاص کے بیٹے ہیں۔ امام بخاری نے کہا: میں نے امام احمد اور اسحاق کو دیکھا اور انہوں نے ان دونوں کے علاوہ کا ذکر کیا کہ وہ عمرو بن شعیب کی روایت سے استدلال کرتے ہیں۔

قَالَ مُحَمَّدٌ: وَقَدْ سَمِعَ شُعَيْبُ بْنُ مُحَمَّدٍ مِنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَمَنْ تَكَلَّمَ فِي حَدِيثِ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ إِنَّمَا ضَعَّفَهُ لِأَنَّهُ يُحَدِّثُ عَنْ صَحِيفَةِ جَدِّهِ كَأَنَّهُمْ رَأَوْا أَنَّهُ لَمْ يَسْمَعْ هَذِهِ الأَحَادِيثَ مِنْ جَدِّهِ.

بخاری نے کہا: شعیب بن محمد نے اپنے دادا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے سنا ہے۔ امام ترمذی نے کہا: جس نے عمرو بن شعیب کی روایت کے بارے میں جرح کی ہے اس نے انہیں ضعیف کہا ہے اس لیے کہ وہ اپنے دادا کے رجسٹر سے حدیث بیان کرتے ہیں گویا کہ انہوں نے سمجھا کہ انہوں نے ان احادیث کو اپنے دادا سے نہیں سنا۔

قَالَ: عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ وَذُكِرَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ قَالَ: حَدِيثُ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عِنْدَنَا وَاهٍ.

علی بن عبداللہ نے کہا: یحییٰ بن سعید سے ذکر کیا گیا ہے کہ انہوں نے کہا: عمرو بن شعیب کی روایت ہمارے ہاں کمزور ہے۔

وَقَدْ كَرِهَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ "الْبَيْعَ وَالشِّرَاءَ فِي الْمَسْجِدِ" وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنَ التَّابِعِينَ "رُخْصَةٌ فِي الْبَيْعِ وَالشِّرَاءِ فِي الْمَسْجِدِ".

اہل علم میں سے کچھ حضرات نے مسجد میں خرید و فروخت کو ناپسند کیا ہے۔ امام احمد اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہما اللہ کا یہی موقف ہے۔ تابعین میں سے کچھ اہل علم سے مسجد میں خرید و فروخت کے بارے میں رخصت کے متعلق روایت کیا گیا ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي غَيْرِ حَدِيثٍ "رُخْصَةٌ فِي إِنْشَادِ الشِّعْرِ فِي الْمَسْجِدِ".

نبی ﷺ سے کئی ایک احادیث میں مسجد میں شعر پڑھنے کے بارے میں رخصت کے متعلق روایت کیا گیا ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) اخرجه ابن ابي شيبة: ٢/٤١٩، ابن خزيمه: ١٣٠٤-١٣٠٦

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٠٧٩، سنن ابن ماجه: ٧٤٩و ١١٣٣، سنن نسائی: ٤٧/٢-٤٨ و ٤٨،
مسند احمد: ٦٦٧٦

فوائد الحدیث: (۱) مساجد اللہ تعالیٰ کی عبادت اور ذکر کے لیے بنائی جاتی ہیں کوئی بھی ایسا کام جو مسجد کے تقدس و احترام کے منافی ہو مسجد میں نہیں کرنا چاہیے۔ خرید و فروخت میں تکرار، شور وغیرہ ہوتا ہے اس لیے یہ مسجد کے تقدس کے منافی ہے۔

(۲) شعر و شاعری سے مراد شرکیہ، کفریہ، بدعیہ اور فخر و غرور اور تکبّر پر مبنی شعر نہیں پڑھنے چائیں۔ کیونکہ یہ مساجد کے تقدس کے خلاف ہے۔ جبکہ توحید و سُنت، حمد باری تعالیٰ یا مدحت رسول ﷺ کے متعلق اشعار کی اجازت ہے۔ جیسا کہ سنن نسائی کی حدیث میں ہے۔ مر عمر بحسان بن ثابت وهو ينشد في المسجد فلحظ اليه فقال انشدت و فيه من هو خير منك ثم التفت الى ابي هريرة فقال اسمعت رسول الله ﷺ يقول اجب عني اللهم ايده بروح القدس قال اللهم نعم (۸۹/۱)

"سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سیّدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے جبکہ وہ مسجد میں شعر پڑھ رہے تھے تو سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں گھور کر دیکھا تو وہ کہنے لگے کہ میں نے مسجد میں آپ سے بہتر شخص حضرت محمد ﷺ کی موجودگی میں بھی شعر پڑھے ہیں۔ پھر آپ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے کہ کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو سنا ہے؟ کہ آپ ﷺ نے مجھے فرمایا (حسان) میری طرف سے جواب دے۔ (پھر میرے حق میں یہ دعا کی) اے اللہ اس کی روح القدس (جبریل علیہ السلام) کے ساتھ تائید فرما۔ سیّدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا، اللہ کی قسم ہاں (میں نے سنا ہے)"

(۳) مساجد میں دنیاوی گپ شپ کے لئے دائرے بنا کر نہیں بیٹھنا چاہئے خصوصاً جمعہ کے دن اور خطبہ جمعہ سے پہلے اس کا زیادہ لحاظ رکھنا چاہئے تاکہ خطبہ جمعہ کی اہمیت کم نہ ہو اور اس کے مقاصد بھی فوت نہ ہو جائیں۔ نیز جو لوگ خطبے سے پہلے مسجد میں آگئے ہیں انہیں نوافل، تلاوت اور اذکار وغیرہ میں یہ وقت صرف کرنا چاہیے۔

124- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَى

وہ مسجد جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے

323: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ أُنَيْسِ بْنِ أَبِي يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ:

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، بنو خدرہ کے ایک شخص اور بنو عمرو بن عوف کے ایک شخص نے اس مسجد کے

امْتَرَى رَجُلٌ مِنْ بَنِي خُدْرَةَ وَرَجُلٌ مِنْ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَى فَقَالَ: الْخُدْرِيُّ هُوَ مَسْجِدُ رَسُولِ اللهِ ﷺ. وَقَالَ: الآخَرُ هُوَ مَسْجِدُ قُبَاءٍ. فَأَتَيَا رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي ذَلِكَ فَقَالَ: هُوَ هَذَا يَعْنِي: مَسْجِدَهُ وَفِي ذَلِكَ خَيْرٌ كَثِيرٌ.

بارے میں شک (بحث و مباحثہ) کیا جس کی بنیاد تقوی پر رکھی گئی ہے۔ خدری نے کہا: وہ رسول اللہ ﷺ کی مسجد ہے، اور دوسرے نے کہا: وہ مسجد قبا ہے، پس وہ دونوں حضرات اس مسئلے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ یہ یعنی آپ کی مسجد ہے اور اس میں خیر کثیر ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: سَأَلْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي يَحْيَى الأَسْلَمِيِّ فَقَالَ: لَمْ يَكُنْ بِهِ بَأْسٌ وَأَخُوهُ أُنَيْسُ بْنُ أَبِي يَحْيَى أَثْبَتُ مِنْهُ.

ابو بکر نے علی بن عبداللہ کے حوالے سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: میں نے یحیٰی بن سعید سے محمد بن ابی یحیٰی اسلمی کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: ان پر کوئی اعتراض نہیں جبکہ ان کے بھائی انیس بن ابی یحیٰی ان سے زیادہ ثبت ہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابو يعلى: ٩٨٥، الحاكم: ١/٤٨٧، والبغوي: ٤٥٥

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٣٩٨، سنن نسائي: ٢/٣٦، مسند احمد: ١١٠٤٦، صحيح ابن حبان: ١٦٠٦

فوائد الحدیث: اس حدیث سے جس طرح یہ معلوم ہوا کہ مسجد قبا کے ساتھ ساتھ مسجد نبوی بھی تقویٰ و پرہیز گاری کی بنیاد پر بنائی گئی ہے وہاں یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنے اختلافات کا حل رسول اللہ ﷺ سے کرواتے تھے۔ آج بھی امت مسلمہ کا اتفاق و اتحاد اپنی اپنی فقہ اور مراکز چھوڑ کر صرف قران و حدیث پر اکتفا کرنے سے ہی ہو سکتا ہے۔

125- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ فِي مَسْجِدِ قُبَاءٍ

مسجد قبا میں نماز پڑھنے کی فضیلت

324: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ أَبُو كُرَيْبٍ وَسُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الأَبْرَدِ مَوْلَى بَنِي خَطْمَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أُسَيْدَ بْنَ ظُهَيْرٍ الأَنْصَارِيَّ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "الصَّلَاةُ فِي مَسْجِدِ قُبَاءٍ كَعُمْرَةٍ".

نبی ﷺ کے صحابی اسید بن ظہیر انصاری رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: "مسجد قبا میں نماز (پڑھنا) ایک عمرے کے برابر ہے۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ.

امام ترمذی فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أُسَيْدٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اسید رضی اللہ عنہ کی روایت حسن غریب ہے۔

وَلَا نَعْرِفُ لِأُسَيْدِ بْنِ ظُهَيْرٍ شَيْئًا يَصِحُّ غَيْرَ هَذَا الْحَدِيثِ وَلَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ أَبِي أُسَامَةَ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ. وَأَبُو الْأَبْرَدِ اسْمُهُ زِيَادٌ مَدِينِيٌّ.

ہم اسید بن ظہیر کی اس کے علاوہ کوئی اور روایت صحیح نہیں جانتے اور ہم انہیں ابو اسامہ عن عبدالحمید بن جعفر کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں۔ ابوابرد کا نام زیاد مدنی ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٣٧٣/٢، ابو يعلي: ٧١٧٢، الحاكم: ٤٨٧/١

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١٤١١

فوائد الحدیث: مسجد قباء اسلامی تاریخ میں پہلی مسجد ہے جو رسول اللہ ﷺ کے سفر ہجرت میں آپ ﷺ کے حکم سے تعمیر کی گئی آپ ﷺ نے حرمین شریفین کے بعد اس کی اہمیت اور فضیلت کے لئے نا صرف کہ اس میں نماز پڑھنے کو باقی مساجد سے افضل قرار دیا ہے بلکہ آپ ﷺ خود بھی اہتمام سے مسجد قبا جایا کرتے اور وہاں نماز ادا کیا کرتے تھے۔

126- بَابُ مَا جَاءَ فِي أَيِّ الْمَسَاجِدِ أَفْضَلُ

کون سی مسجد افضل ہے

325: حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ [ح] وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ رَبَاحٍ وَعُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللهِ الْأَغَرِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ الْأَغَرِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: "صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هَذَا خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ".

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میری اس مسجد میں ایک نماز، مسجد حرام کے سوا، کسی بھی مسجد میں پڑھی جانے والی ہزار نمازوں سے افضل ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَلَمْ يَذْكُرْ قُتَيْبَةُ فِي حَدِيثِهِ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ إِنَّمَا ذَكَرَ عَنْ زَيْدِ بْنِ رَبَاحٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ الْأَغَرِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: قتیبہ نے اپنی روایت میں عن عبید اللہ کا ذکر نہیں کیا۔ انہوں نے صرف زید بن رباح عن ابی عبد اللہ الاغر عن ابی ہریرہ کا ذکر کیا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَأَبُو عَبْدِ اللهِ الْأَغَرُّ اسْمُهُ سَلْمَانُ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَمَيْمُونَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ وَجُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ وَابْنِ عُمَرَ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ وَأَبِي ذَرٍّ.

ابو عبداللہ اغر کا نام سلمان ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے دیگر طرق سے نبی ﷺ سے روایت کیا گیا ہے۔ اور اس بارے میں علی، میمونہ، ابو سعید، جبیر بن مطعم،، ابن عمر، عبداللہ بن زبیر اور ابو ذر رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٣٧١/٢، الدارمي: ١٤٢٥، البيهقي: ٢٤٦/٥

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١١٩٠، صحیح مسلم: ١٣٩٤، سنن ابن ماجه: ١٤٠٣ و ١٤٠٤، سنن نسائی: ٣٥/٢ و ٢١٤/٥، مسند احمد: ٧٤٨٢، صحیح ابن حبان: ١٦٢١ و ١٦٢٥۔

326: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ قَزَعَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ

سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "(ثواب کی نیت سے) تین مساجد: مسجد حرام، میری یہ

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ "لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِي هَذَا وَمَسْجِدِ الْأَقْصَى".

مسجد اور مسجد اقصیٰ کے علاوہ کسی اور جگہ کی طرف رختِ سفر نہ باندھا جائے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه الحميدي: ٧٥٠، ابن ابي شيبة: ٢/٣٧٤، الدرامي: ١٧٦٠

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ١١٨٩، صحيح مسلم: ٢/٩٧٥، ٨٢٧، مسند احمد: ١١٠٤٠، صحيح ابن حبان: ١٦١٧

فوائد الحديث: (۱) کسی بھی جگہ کو "متبرک" سمجھ کر اس لیے وہاں جانا کہ وہاں جا کر یہ نیکی کرنے کا ثواب زیادہ ہے، جائز نہیں یہ اہتمام اور مشقت سے صرف انہی تین مساجد کے لیے سفر کیا جاسکتا ہے۔ ہاں! البتہ اگر دوسری مسجد میں کوئی تدریسی و تعلیمی کلاس ہو یا درس وغیرہ کا پروگرام ہو تو پھر وہاں قصداً بھی سفر کر کے جایا جاسکتا ہے کیونکہ وہاں تعلیمی و تبلیغی فائدہ حاصل کرنا بھی مقصود ہے۔

(۲) "متبرک" سمجھ کر کسی دوسری جگہ کے لئے رختِ سفر باندھنے سے مراد یہ ہے کہ آدمی سمجھے کہ اگر میں اپنے محلے یا شہر کی مسجد میں نماز باجماعت ادا کروں تو مجھے پچیس یا ستائیس نمازوں کا ثواب اور دوسرے محلے یا شہر کی فلاں مسجد میں باجماعت نماز کا ثواب چالیس یا پچاس نمازوں کا ہے تو یہ درست نہیں اور نا ہی یہ سمجھ کر کسی بھی مسجد کی طرف سفر کرنا چاہئے سوائے ان تین مساجد کے جن کا ذکر حدیث میں ہے البتہ دیگر اسباب کی وجہ سے کسی دوسری مسجد میں ثواب زیادہ بھی ہو سکتا ہے مثلاً دور کی مسافت یا جماعت میں نمازیوں کی کثیر تعداد اور قرأت کا طویل ہونا وغیرہ لیکن فی نفسہٖ کوئی ایک مسجد کسی دوسری مسجد سے زیادہ فضیلت نہیں رکھتی سوائے حدیث میں مذکور مساجد کے۔

(۳) اگر ان تین مساجد کے علاوہ کسی چوتھی مسجد کی طرف بھی متبرک اور فضیلت سمجھ کر سفر نہیں کیا جاسکتا تو درباروں، مزاروں، آستانوں وغیرہ پر دور دراز سے کئی قسم کے سوانگ رچا کر اہتمام کر کے مشقت اٹھا کر جانا کیونکر جائز ہو سکتا ہے۔ لہٰذا عرسوں اور میلوں پر جانے والے لوگوں کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہئے اور اس نافرمانی سے باز آجانا چاہیے۔

(۴) مسجد قباء کی جو فضیلت احادیث میں بیان ہوئی ہے تو اس کے حصول کے لئے بھی دور دراز سے صرف قباء مسجد کا قصد کر کے جانا درست نہیں اگر کوئی شخص مسجد نبوی کی زیارت کیلئے گیا ہوا ہے تو وہ مسجد قباء میں جا کر نماز پڑھے تو اس کو یہ فضیلت حاصل ہوگی یا پھر مدینہ منورہ کے رہائشی وقتاً فوقتاً مسجد قباء میں جائیں تو وہ اس ممانعت میں شامل نہیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ بذاتِ خود کبھی پیدل اور کبھی سواری پر تشریف لے جایا کرتے تھے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

127- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَشْيِ إِلَى الْمَسْجِدِ

مسجد کی طرف چل کر جانا

327: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: "إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا تَأْتُوهَا وَأَنْتُمْ تَسْعَوْنَ وَلَكِنِ

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب نماز کی اقامت ہو جائے تو نماز کے لیے دوڑ کر نہ آؤ، بلکہ اطمینان کے ساتھ چلتے ہوئے آؤ، پس جتنی نماز (جماعت کے ساتھ) مل جائے وہ پڑھ لو اور جو چھوٹ جائے تو

اتُّوهَا وَأَنْتُمْ تَمْشُونَ وَعَلَيْكُمُ السَّكِينَةُ فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا".

اسے (بعد میں) پوری کر لو۔"

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَأَبِي سَعِيدٍ وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَجَابِرٍ وَأَنَسٍ.

اس باب میں حضرت ابو قتادہ، ابی بن کعب، ابو سعید، زید بن ثابت، جابر اور انس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الْمَشْيِ إِلَى الْمَسْجِدِ فَمِنْهُمْ مَنْ رَأَى الإِسْرَاعَ إِذَا خَافَ فَوْتَ التَّكْبِيرَةِ الأُولَى حَتَّى ذُكِرَ عَنْ بَعْضِهِمْ أَنَّهُ كَانَ يُهَرْوِلُ إِلَى الصَّلَاةِ. وَمِنْهُمْ مَنْ كَرِهَ الإِسْرَاعَ وَاخْتَارَ أَنْ يَمْشِيَ عَلَى تُؤَدَةٍ وَوَقَارٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مسجد کی طرف چل کر آنے کے بارے میں اہل علم کا اختلاف ہے، ان میں سے بعض کا خیال ہے کہ جب تکبیر اولیٰ فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو تو پھر تیز تیز چل کر جانا جائز ہے، حتیٰ کہ ان میں سے بعض کے متعلق ذکر کیا گیا ہے کہ وہ دوڑ کر نماز کے لیے جاتے تھے، اور ان میں سے بعض نے تیز تیز چل کر جانے کو ناپسند کیا ہے، اور اس بات کو اختیار و پسند کیا ہے کہ وہ اطمینان و وقار کے ساتھ چل کر جایا جائے۔

وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ وَقَالَا: الْعَمَلُ عَلَى حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ. وَقَالَ: إِسْحَاقُ "إِنْ خَافَ فَوْتَ التَّكْبِيرَةِ الأُولَى فَلَا بَأْسَ أَنْ يُسْرِعَ فِي الْمَشْيِ".

امام احمد اور امام اسحاق رحمہما اللہ کا یہی موقف ہے، اور ان دونوں حضرات نے کہا ہے کہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت پر عمل ہے۔ امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اگر تکبیر اولیٰ کے فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو تو پھر تیز تیز چلنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الطيالسي: ٢٣٥٠، ابن ابي شيبة: ٣٥٨/٢، البيهقي: ٢٩٧/٢

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٦٣٦ و ٩٠٨، صحيح مسلم: ٦٠٢، سنن ابو داود: ٥٧٢ و ٥٧٣، سنن ابن ماجه: ٧٧٥، سنن نسائی: ١١٤/٢-١١٥، مسند احمد: ٧٢٣٠، صحيح ابن حبان: ٢١٤٥ و ٢١٤٦۔

328: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ حَدِيثِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ بِمَعْنَاهُ.

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نے سعید بن مسیب عن ابی ہریرہ کی سند سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ابو سلمہ عن ابی ہریرہ کی سند سے مروی روایت کے ہم معنی روایت کیا ہے۔

هَكَذَا قَالَ: عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ يَزِيدَ بْنِ زُرَيْعٍ.

انہوں نے اسی طرح کہا: عبدالرزاق عن سعید بن مسیب عن ابی ہریرہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ یزید بن زریع کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه عبدالرزق: ٣١٠٢، الحميدي: ٩٣٥، ابن خزيمه: ١٥٠٥، البغوي: ٤٤١

329: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ

سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے زہری عن سعید بن مسیب عن ابی ہریرہ کی

عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

سند سے نبی ﷺ سے اسی معنی میں روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں گزشتہ حدیث۔

فوائد الحدیث: (۱) جب نماز کے لئے اقامت ہو جائے تو دوڑ کر نماز میں شامل ہونے کے لیے نہیں آنا چاہئے بلکہ آرام سکون اور وقار کے ساتھ چلتے ہوئے آئے، ثواب تو اللہ تعالیٰ نے نیت اور عمل کے مطابق دینا ہے۔ اگر تو وقت پر چلنے اور کسی قسم کی لاپرواہی کا مظاہرہ نہیں کیا مگر کسی بھی وجہ سے تکبیر اولیٰ سے لیٹ ہو گیا تو اللہ تعالیٰ اس کو پورا ثواب عطا فرمائیں گے اور اگر جان بوجھ کر بیٹھا انتظار کرتا رہا کہ ابھی دو منٹ باقی ہیں ابھی جاتا ہوں تو پھر ایک فضیلت سے تو محروم ہو رہا ہے اس کے ساتھ آتے ہوئے دوڑ کر پیغمبر ﷺ کی نافرمانی کا مرتکب تو نہ ہو۔

(۲) "فاتموا" کے الفاظ دلیل ہیں کہ جب آدمی جماعت میں شامل ہوا ہے تو وہ اس کی پہلی رکعت ہو گی امام کی اگرچہ دوسری یا تیسری ہی کیوں نہ ہو۔

مغرب کی نماز بھی اس مسئلہ میں کسوٹی ہے کہ اگر کسی کی دو رکعتیں رہ گئی ہیں اور وہ امام کے ساتھ تیسری رکعت میں ملا ہے تو سلام پھیرنے کے بعد یہ ایک رکعت پڑھ کر پھر اپنی دو رکعتوں کے بعد تشہد بیٹھے گا۔ جو دلیل ہے کہ امام کے ساتھ ملنے والی اس کی پہلی رکعت تھی۔ جو حضرات اس کے خلاف موقف اپناتے ہیں وہ درست نہیں۔

128- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقُعُودِ فِي الْمَسْجِدِ وَانْتِظَارِ الصَّلَاةِ مِنَ الْفَضْلِ

نماز کے انتظار میں، مسجد میں بیٹھنے کی فضیلت

330: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: "لَا يَزَالُ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاةٍ مَا دَامَ يَنْتَظِرُهَا وَلَا تَزَالُ الْمَلَائِكَةُ تُصَلِّي عَلَى أَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِي الْمَسْجِدِ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ اللَّهُمَّ ارْحَمْهُ مَا لَمْ يُحْدِثْ". فَقَالَ: رَجُلٌ مِنْ حَضْرَ مُوْتَ وَمَا الْحَدَثُ؟ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! قَالَ: فُسَاءٌ أَوْ ضُرَاطٌ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی نماز کا انتظار کرتا رہتا ہے تو وہ (ثواب کے لحاظ سے) نماز ہی میں (شمار) ہوتا ہے، اور جب تک تم میں سے کوئی مسجد میں بیٹھا رہتا ہے تو فرشتے اس کے حق میں دعائیں کرتے رہتے ہیں اور وہ کہتے ہیں: اے اللہ! اس کی مغفرت فرما، اے اللہ! اس پر رحم فرما۔ (اسے یہ دعائیں ملتی رہتی ہیں) جب تک اس کا وضو نہ ٹوٹ جائے۔" حضر موت کے شخص نے کہا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! حدث سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہوا کا آواز کے بغیر اور آواز کے ساتھ خارج ہونا۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَأَبِي سَعِيدٍ وَأَنَسٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ.

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا علی، ابو سعید، انس، عبد اللہ بن مسعود اور سہل بن سعد رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه عبدالرزاق: ٢٢١١، البيهقي: ٢/١٨٦، وابو يعلى: ٦٣٠٣

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٧٦ و ٤٧٧، صحیح مسلم: ٢٧٢، سنن ابو داود: ٤٦٩ و ٤٧٠ و ٤٧١ و ٥٥٩، سنن ابن ماجه: ٢٨٠١ و ٧٧٤ و ٧٩٩، سنن نسائی: ٢/٥٥، مسند احمد: ٧٤٣٠ و ٧٨٩٢

فوائد الحدیث: مسجد میں نماز کے انتظار میں بیٹھنے کی یہ فضیلت ہے کہ آدمی فرشتوں کی دعاؤں کا مستحق ہو جاتا ہے لہٰذا کوشش کرنی چاہئے کہ مسجد میں باوضو ہو کر بیٹھے، کسی دوسرے کو اپنے ہاتھ اور زبان سے بھی تکلیف نہ دے اور نا ہی جلد بازی کرے بلکہ اپنے آپ کو اذکار وغیرہ میں مصروف رکھے۔

129- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْخُمْرَةِ

چھوٹی چٹائی پر نماز پڑھنا

331: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ "يُصَلِّي عَلَى الْخُمْرَةِ".

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ چھوٹی چٹائی پر نماز پڑھتے تھے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَأُمِّ سُلَيْمٍ وَعَائِشَةَ وَمَيْمُونَةَ وَأُمِّ كُلْثُومٍ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الأَسَدِ وَلَمْ تَسْمَعْ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ وَأُمِّ سَلَمَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدہ ام حبیبہ، ابن عمر، ام سُلیم، عائشہ، میمونہ، ام کلثوم بنت ابی سلمہ بن عبدالاسد (ام کلثوم نے نبی کریم ﷺ سے سنا نہیں) اور ام سلمہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَبِهِ يَقُولُ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ. وَقَالَ: أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ قَدْ ثَبَتَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ "الصَّلَاةُ عَلَى الْخُمْرَةِ".

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح ہے۔ بعض اہل علم نے بھی یہی کہا ہے۔ امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ نے فرمایا: نبی ﷺ سے چھوٹی چٹائی پر نماز پڑھنا ثابت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَالْخُمْرَةُ هُوَ حَصِيرٌ قَصِيرٌ.

امام ترمذی نے کہا: الخمرۃ سے چھوٹی چٹائی مراد ہے۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) اخرجه ابن خزيمه: ١٠٠٥، ابو يعلى: ٢٣٥٧، الحاكم: ١/٢٥٩، ابن عدي: ٣/١٠٨٤

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١٠٣٠، مسند احمد: ٢٠٦١ و ٢٤٢٦م صحيح ابن حبان: ٢٣١٠ و ٢٣١١۔

فوائد الحدیث: زمین پر کوئی بھی چیز بچھا کر اس پر نماز پڑھی جا سکتی ہے وہ زمین کے حکم میں ہی ہوگی۔ مثلاً چٹائی، قالین، صف، کپڑا وغیرہ۔ جو لوگ اس کے خلاف کہتے ہیں وہ درست نہیں کیونکہ اگر قالین وغیرہ پر درست نہیں تو پھر زمین پر فرش لگا کر یا اس کے اوپر بھی ماربل اور چپس وغیرہ کا اہتمام کر کے کیسے درست ہے؟ اگر فرش زمین کے حکم میں ہے تو چٹائی اور قالین وغیرہ بھی زمین کے حکم میں ہی ہیں لہٰذا بلا اشتباہ جائز اور درست ہے۔

130- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْحَصِيرِ

چٹائی پر نماز پڑھنا

332: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى "عَلَى حَصِيرٍ".

سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے چٹائی پر نماز پڑھی۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَالْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا انس اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ أَبِي سَعِيدٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ. إِلَّا أَنَّ قَوْمًا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ اخْتَارُوا الصَّلَاةَ عَلَى الْأَرْضِ اسْتِحْبَابًا. وَأَبُو سُفْيَانَ اسْمُهُ طَلْحَةُ بْنُ نَافِعٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو سعید رضی اللہ عنہ کی روایت حسن ہے۔ اکثر اہل علم کا اس پر عمل ہے۔ البتہ کچھ اہل علم نے استحباب کے طور پر زمین پر نماز پڑھنے کو اختیار کیا ہے۔ ابو سفیان (راوی) کا نام طلحہ بن نافع ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن خزيمه: ١٠٠٤، البيهقي: ٢/٤٢١

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ٥١٩ و ٦٦١، سنن ابن ماجه: ١٠٢٩، مسند احمد: ١١٠٧١، صحيح ابن حبان: ٢٣٠٧۔

فوائد الحدیث: حدیث نمبر ۳۳۱ کے فوائد ملاحظہ فرماویں۔

131- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْبُسُطِ

بچھونوں پر نماز پڑھنا

333: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ الضُّبَعِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ "يُخَالِطُنَا حَتَّى إِنْ كَانَ يَقُولُ لِأَخٍ لِي صَغِيرٍ يَا أَبَا عُمَيْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ". قَالَ وَنُضِحَ بِسَاطٌ لَنَا فَصَلَّى عَلَيْهِ.

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ ہم سے خوش طبعی فرمالیا کرتے تھے، حتیٰ کہ آپ میرے چھوٹے بھائی سے فرماتے تھے: "ابو عمیر! تمہارے اس چھوٹے پرندے کو کیا ہوا؟" انہوں نے بیان کیا: ہمارے ایک بچھونے پر پانی چھڑکا گیا تو آپ نے اس پر نماز پڑھی۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَمَنْ بَعْدَهُمْ لَمْ يَرَوْا بِالصَّلَاةِ عَلَى الْبِسَاطِ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ نبی ﷺ کے اصحاب اور ان کے بعد کے اکثر اہل علم کا اسی پر عمل ہے، وہ بچھونے اور قالین پر نماز پڑھنے میں کوئی

وَالطُّنْفُسَةِ بَأْسًا. وَبِهِ يَقُولُ: أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ. وَاسْمُ أَبِي التَّيَّاحِ يَزِيدُ بْنُ حُمَيْدٍ.

مضائقہ نہیں سمجھتے۔ امام احمد اور اسحاق بن راہویہ رحمہما اللہ کا یہی موقف ہے۔ ابو تیاح کا نام یزید بن حمید ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه البخاري في الادب المفرد: ٣٨٤، ابو يعلى: ٣٣٤٧

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٦١٢٩ و ٦٢٠٣، صحیح مسلم: ٦٥٩ و ٢١٥٠، سنن ابو داود: ٩٤٦٩، سنن ابن ماجه: ٣٧٢٠ و ٣٧٤٠، مسند احمد: ١٢١٩٩، صحیح ابن حبان: ١٠٩۔

فوائد الحدیث: فوائد حدیث نمبر ۳۳۱ ملاحظہ فرمائیں۔

132- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ فِي الْحِيطَانِ

باغات میں نماز پڑھنا

334: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَبِي جَعْفَرٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "كَانَ يَسْتَحِبُّ الصَّلَاةَ فِي الْحِيطَانِ". قَالَ أَبُو دَاوُدَ يَعْنِي الْبَسَاتِينَ.

سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ باغات میں نماز پڑھنا پسند فرماتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ مُعَاذٍ حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الْحَسَنِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ. وَالْحَسَنُ بْنُ أَبِي جَعْفَرٍ قَدْ ضَعَّفَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَغَيْرُهُ وَأَبُو الزُّبَيْرِ اسْمُهُ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمِ بْنِ تَدْرُسَ وَأَبُو الطُّفَيْلِ اسْمُهُ عَامِرُ بْنُ وَاثِلَةَ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: معاذ رضی اللہ عنہ کی روایت غریب ہے، یہ صرف حسن بن ابی جعفر کے حوالے سے معروف ہے، جبکہ حسن بن ابی جعفر کو یحییٰ بن سعید وغیرہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔ ابو الزبیر کا نام محمد بن مسلم بن تدرس اور ابو الطفیل کا نام عامر بن واثلہ ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) سلسلة الاحاديث الضعيفة: ٤٢٧٠۔ اس میں حسن بن ابی جعفر ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: یہ روایت ضعیف ہے۔ اس لیے یہ مضمون ثابت نہیں۔ البتہ باغات میں نماز پڑھنا جائز ہے۔

133- بَابُ مَا جَاءَ فِي سُتْرَةِ الْمُصَلِّي

نمازی کا سترہ

335: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَهَنَّادٌ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: "إِذَا وَضَعَ أَحَدُكُمْ بَيْنَ يَدَيْهِ مِثْلَ مُؤَخَّرَةِ الرَّحْلِ فَلْيُصَلِّ وَلَا يُبَالِي مَنْ مَرَّ وَرَاءَ ذَلِكَ".

سیّدنا طلحہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی کجاوے (پالان) کی پچھلی لکڑی جتنی، چیز آگے رکھ لے تو پھر وہ نماز پڑھے، اور اس کے آگے سے گزرنے والی کسی بھی چیز کی پروانہ کرے۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَسَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ وَابْنِ

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابو ہریرہ، سہل

عُمَرَ وَسَبْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ الْجُهَنِيِّ وَأَبِي جُحَيْفَةَ وَعَائِشَةَ.

بن ابی حثمہ، ابن عمر، سبرہ بن معبد جہنی، ابو جحیفہ اور عائشہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ طَلْحَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ وَقَالُوا: سُتْرَةُ الإِمَامِ سُتْرَةٌ لِمَنْ خَلْفَهُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: طلحہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ اور اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔ اور انہوں نے کہا: امام کا سترہ اس کے مقتدیوں کا سترہ ہے۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) اخرجه البزار: ٩٣٩، ابو يعلى: ٦٢٩، ابن خزيمه: ٨٠٥، والبيهقي: ٢٦٩/٢

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٤٩٩، سنن ابو داود: ٦٨٥، سنن ابن ماجه: ٩٤٠، مسند احمد: ١٣٨٨، صحيح ابن حبان: ٢٣٨٠۔

فوائد الحدیث: (۱) نماز پڑھتے وقت نمازی کو اس بات کا اہتمام کرنا چاہئے کہ اس کی نماز میں کسی قسم کا خلل واقع نہ ہو اس اہتمام کے ظاہری اسباب میں سے ایک "سترہ" بھی ہے۔ کہ اگر آدمی کھلی جگہ پر نماز پڑھ رہا ہے تو کسی ایسی چیز کو بطور علامت اپنے سامنے رکھ لے تاکہ کوئی دوسرا شخص اس کے آگے سے گزر کر اس خشوع، خضوع میں رخنہ نہ ڈالے۔ وہ کوئی ڈیڑھ ۲ فٹ کی لکڑی یا اس کے متبادل کوئی بھی چیز سامنے رکھے جو دوسروں کو واضح نظر آجائے۔

اگر کسی عمارت میں نماز پڑھ رہا ہے تو پھر دیوار یا ستون کو "سترہ" بنا کر پڑھے۔

(۲) نماز باجماعت ہو رہی ہو تو امام کے لیے "سترہ" ہی مقتدیوں کے لئے کافی ہے

(۳) اگر کسی نمازی کے سامنے "سترہ" نہ ہو تو دوسرے کو اس کے سامنے سے گزرنے سے گریز کرنا چاہئے آپ ﷺ نے سخت وعید فرمائی ہے۔

(۴) بعض مساجد کی پہلی صف میں بھی "سترے" رکھے ہوئے ہوتے ہیں اور امام کے سامنے محراب میں بھی۔ یہ محض تکلّف معلوم ہوتا ہے کیونکہ وہاں پہلے سے دیوار موجود ہے اور وہ بہترین "سترہ" ہے۔

134- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْمُرُورِ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي

نمازی کے آگے سے گزرنے کی کراہت

336: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ الْجُهَنِيَّ أَرْسَلَهُ إِلَى أَبِي جُهَيْمٍ يَسْأَلُهُ مَاذَا سَمِعَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي الْمَارِّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي؟ فَقَالَ أَبُو جُهَيْمٍ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: "لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي مَاذَا عَلَيْهِ لَكَانَ أَنْ يَقِفَ أَرْبَعِينَ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ". قَالَ أَبُو النَّضْرِ: لَا أَدْرِي قَالَ: أَرْبَعِينَ يَوْمًا أَوْ شَهْرًا أَوْ سَنَةً.

بسر بن سعید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ زید بن خالد جہنی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ابو جہیم رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا کہ وہ ان سے پوچھیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے نمازی کے آگے سے گزرنے والے کے متعلق کیا سنا ہے؟ ابو جہیم رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو معلوم ہو جائے کہ اس پر کتنا گناہ ہے تو اس کے لیے اس کے آگے سے گزرنے سے چالیس تک ٹھہرے رہنا بہتر ہے۔" ابو نضر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نہیں جانتا کہ انہوں نے

چالیس دن کہا، یا چالیس ماہ یا چالیس سال فرمایا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابوسعید خدری، ابوہریرہ، ابن عمر، اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ أَبِي جُهَيْمٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو جہیم رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: "لَأَنْ يَقِفَ أَحَدُكُمْ مِائَةَ عَامٍ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْ أَخِيهِ وَهُوَ يُصَلِّي". وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ كَرِهُوا الْمُرُورَ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي وَلَمْ يَرَوْا أَنَّ ذَلِكَ يَقْطَعُ صَلَاةَ الرَّجُلِ.

نبی ﷺ سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے کوئی سو سال تک کھڑا رہے تو یہ اس کے لیے اپنے بھائی کے آگے سے جبکہ وہ نماز پڑھ رہا ہو، گزرنے سے بہتر ہے۔" اہل علم کا اسی پر عمل ہے، انہوں نے نمازی کے آگے سے گزرنے کو مکروہ قرار دیا ہے، لیکن ان کا موقف ہے کہ اس سے آدمی کی نماز نہیں ٹوٹتی۔

وَاسْمُ أَبِي النَّضْرِ سَالِمٌ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ الْمَدِينِيُّ.

ابو نضر کا نام سالم مولیٰ عمر بن عبید اللہ مدینی ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٢٨٢/١، الدارمي: ١٤٢٤، وابو عوانه: ٤٤/٢

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٥١٠، صحيح مسلم: ٥٠٧، سنن ابو داود: ٧٠١، سنن نسائی: ٦٦/٢، مسند احمد: ١٧٥٤٠، صحيح ابن حبان: ٢٣٦٦

فوائد الحديث: (۱) سب سے پہلے تو نمازی کو اس بات کا لحاظ رکھنا چاہئے کہ وہ دوسروں کے لئے مشکلات کا باعث نہ بنے کسی ایسی جگہ پر نماز پڑھے جہاں کسی کے سامنے سے گزرنے کا احتمال نہ ہو۔ بعض نمازی حضرات کسی بڑی مسجد کے ہال میں پچھلی صفوں پر نماز شروع کر دیتے ہیں اب اگر کوئی شخص پہلی صف میں موجود ہے اور وہ مسجد کے دوسرے کونے میں ضرورت کے لئے جانا چاہتا ہے تو اسے ساری مسجد سے گھوم کر اپنی مطلوبہ جگہ پر جانا پڑے گا لہٰذا یا تو نماز اگلی صفوں میں پڑھیں یا پھر سترے کا بندوبست کریں۔

(۲) اگر نمازی نے سترے کا بندوبست نہیں کیا تو پھر انتظار کرنا چاہئے اس کے سامنے سے نہیں گزرنا چاہئے۔

(۳) بعض لوگ یا تو سادہ لوح ہوتے ہیں یا پھر بہت چلاک کہ وہ کسی دوسرے نمازی کو سترہ بنا کر نماز شروع کر دیتے ہیں۔ یاد رکھیں جان بوجھ کر ایسا کرنا غلط ہے کہ اپنے فائدے کے لئے کسی دوسرے کو پریشان کریں۔ لیکن اگر کہیں ایسی صورت پیدا کر دی جائے تو سامنے بیٹھنے والا شخص اگر مجبور ہے تو اٹھ کر جا سکتا ہے کیونکہ حدیث میں "مُرور" (گزرنا، کراس کرنا) منع ہے "ذِهَاب" (چلے جانا) منع نہیں ہے۔

135- بَابُ مَا جَاءَ لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ شَيْءٌ

کسی چیز کے گزرنے سے نماز نہیں ٹوٹتی

337: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں ایک گدھی پر (اپنے بھائی)

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ رَدِيفَ الْفَضْلِ عَلَى أَتَانٍ فَجِئْنَا وَالنَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي بِأَصْحَابِهِ بِمِنًى. قَالَ: "فَنَزَلْنَا عَنْهَا فَوَصَلْنَا الصَّفَّ فَمَرَّتْ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ فَلَمْ تَقْطَعْ صَلَاتَهُمْ".

فضل رضی اللہ عنہ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا، ہم آئے تو نبی ﷺ منیٰ میں اپنے صحابہ کرام کو نماز پڑھا رہے تھے، پس ہم (گدھی سے نیچے) اترے، اور صف میں شامل ہو گئے، وہ ان (نمازیوں) کے آگے سے گزر گئی اور اس نے ان کی نماز نہیں توڑی۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَالْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ عُمَرَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدہ عائشہ، فضل بن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ التَّابِعِينَ قَالُوا: "لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ شَيْءٌ". وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَالشَّافِعِيُّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح ہے۔ نبی ﷺ کے صحابہ کرام اور ان کے بعد تابعین میں سے اکثر اہل علم کا اس پر عمل ہے، انہوں نے فرمایا: کوئی چیز (نمازی کے آگے سے گزر کر) نماز نہیں توڑتی۔ سفیان ثوری اور امام شافعی رحمہما اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابو يعلى: ٢٣٨٢، ابن الجارود: ١٦٨، ابن خزيمه: ٨٣٣، ابو عوانه: ٢/٥٤

تخریج الحدیث: صحيح بخارى: ٧٦، صحيح مسلم: ٥٠٤، سنن ابو داود: ٧١٥ و ٧١٦، سنن ابن ماجه: ٩٤٧، سنن نسائى: ٢/٦٤-٦٥، مسند احمد: ١٨٩١، صحيح ابن حبان: ٢١٥١۔

فوائد الحدیث: اس حدیث میں اگرچہ ذکر نہیں لیکن بعض دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت آپ ﷺ کے سامنے ''سترہ'' تھا۔ کیونکہ آپ ﷺ عمومی طور پر سفر میں نماز ادا کرتے ہوئے خصوصاً سُترے کا اہتمام فرماتے۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی صحیح بخاری میں باب قائم کیا ہے باب سُترة الامام سترة من خلفه ''کہ امام کا سترہ، مقتدیوں کا ''سترہ'' ہے'' اور سب سے پہلے یہی سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما والی روایت ذکر کی ہے۔

136- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّهُ لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ إِلَّا الْكَلْبُ وَالْحِمَارُ وَالْمَرْأَةُ

کتا، گدھا اور عورت نماز توڑ دیتے ہیں

338: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ وَمَنْصُورُ بْنُ زَاذَانَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: "إِذَا صَلَّى الرَّجُلُ وَلَيْسَ بَيْنَ يَدَيْهِ كَآخِرَةِ الرَّحْلِ أَوْ كَوَاسِطَةِ الرَّحْلِ قَطَعَ صَلَاتَهُ الْكَلْبُ الْأَسْوَدُ وَالْمَرْأَةُ وَالْحِمَارُ".

سیّدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب آدمی نماز پڑھے اور اس کے سامنے کجاوے کی آخری یا درمیانی لکڑی جتنی کوئی چیز نہ ہو تو کالا کتا، عورت اور گدھا اس کی نماز توڑ دیتے ہیں۔'' (عبداللہ بن صامت رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا) میں نے کہا: کالے کتے اور سرخ و سفید کتے میں فرق کی کیا وجہ ہے؟ انہوں نے فرمایا: بھتیجے! تو نے بھی مجھ سے

فَقُلْتُ لِأَبِي ذَرٍّ مَا بَالُ الأَسْوَدِ مِنَ الأَحْمَرِ مِنَ الأَبْيَضِ؟ فَقَالَ: يَا ابْنَ أَخِي سَأَلْتَنِي كَمَا سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: "الْكَلْبُ الأَسْوَدُ شَيْطَانٌ".

اسی طرح پوچھا ہے جس طرح میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا: "کالا کتا شیطان ہے۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَالْحَكَمِ بْنِ عَمْرٍو الْغِفَارِيِّ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَنَسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں ابو سعید، حکم بن عمرو غفاری، ابو ہریرہ اور انس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي ذَرٍّ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِلَيْهِ قَالُوا: يَقْطَعُ الصَّلَاةَ الْحِمَارُ وَالْمَرْأَةُ وَالْكَلْبُ الأَسْوَدُ. قَالَ أَحْمَدُ: الَّذِي لَا أَشُكُّ فِيهِ: أَنَّ الْكَلْبَ الأَسْوَدَ يَقْطَعُ الصَّلَاةَ وَفِي نَفْسِي مِنَ الْحِمَارِ وَالْمَرْأَةِ شَيْءٌ. قَالَ إِسْحَاقُ: لَا يَقْطَعُهَا شَيْءٌ إِلَّا الْكَلْبُ الأَسْوَدُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو ذر رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ بعض اہل علم کا یہ موقف ہے کہ گدھا، کالا کتا اور عورت نماز توڑ دیتے ہیں۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مجھے اس بات میں تو کوئی شک نہیں کہ کالا کتا نماز توڑ دیتا ہے، جبکہ گدھے اور عورت کے بارے میں میرا دل مطمئن نہیں۔ امام اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: صرف کالا کتا ہی نماز توڑتا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الدارمي: ١٤٢١، ابن خزيمه: ٨٠٦، وابو عوانه: ٢/٤٧

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ٥١٠، سنن ابو داود: ٧٠٢، سنن ابن ماجه: ٩٥٢ و ٣٢١٠، سنن نسائی: ٢/٦٣-٦٤، مسند احمد: ٢١٣٢٣، صحیح ابن حبان: ٢٣٨٥

فوائد الحدیث: اگر کوئی آدمی بغیر سترے کے نماز پڑھ رہا ہے تو اس کے سامنے سے کتا، گدھا اور عورت گزر جائے تو اسکی نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ لہٰذا سترے کا بہت زیادہ اہتمام کرنا چاہئے۔

137- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ

ایک کپڑا اوڑھ کر نماز پڑھنا

339: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ "أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللهِ ﷺ يُصَلِّي فِي بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ مُشْتَمِلاً فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ".

سیّدہ عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر ایک کپڑا اوڑھ کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَجَابِرٍ وَسَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ وَأَنَسٍ وَعَمْرِو بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ وَعُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَأَبِي سَعِيدٍ وَكَيْسَانَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَعَائِشَةَ وَأُمِّ هَانِئٍ وَعَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ وَطَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ وَصَامِتٍ الأَنْصَارِيِّ.

اس باب میں ابو ہریرہ، جابر، سلمہ بن اکوع، انس، عمرو بن اُسید، عبادہ بن صامت، ابو سعید، کیسان، ابن عباس، عائشہ، ام ہانی، عمار بن یاسر، طلق بن علی اور صامت انصاری رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ التَّابِعِينَ وَغَيْرِهِمْ قَالُوا: لَا بَأْسَ بِالصَّلَاةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ. وَقَدْ قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: يُصَلِّي الرَّجُلُ فِي ثَوْبَيْنِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ نبی ﷺ کے اصحاب اور ان کے بعد تابعین میں سے اکثر اہل علم کا اس پر عمل ہے، انہوں نے کہا: ایک کپڑے میں نماز پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ بعض اہل علم نے کہا ہے: آدمی دو کپڑوں میں نماز پڑھے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن خزيمه: ٧٦١، والبغوي: ٥١٢، وابن ابي شيبة: ١/٣١٤

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٣٥٦، صحيح مسلم: ٥١٧، سنن ابو داود: ٦٢٨، سنن ابن ماجه: ١٠٤٩، سنن نسائی: ٢/٧٠، مسند احمد: ١٦٣٣٣، صحيح ابن حبان: ٢٢٩١ و ٢٢٩٢

فوائد الحدیث: (۱) نماز میں ستر ڈھانپنا بہت ضروری ہے اگر کسی شخص کی مجبوری ہو کہ اس کے پاس ایک ہی کپڑا ہے تو اسے ستر ڈھانپ کر نماز پڑھ لینی چاہئے اور اگر کپڑا بڑا ہو تو کندھے بھی ڈھانپ لے، تو اسے کفایت کر جائے گا۔

(۲) اگر وسعت ہو تو زیادہ کی کوئی پابندی نہیں اپنے لباس کو خوبصورت بنائے اور اچھی حالت میں اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہو۔

(۳) اس حدیث سے ننگے سر نماز پڑھنے کا جواز بھی ثابت ہوتا ہے۔

138- بَابُ مَا جَاءَ فِي ابْتِدَاءِ الْقِبْلَةِ

ابتداء قبلہ

340: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمَدِينَةَ صَلَّى نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُحِبُّ أَنْ يُوَجَّهَ إِلَى الْكَعْبَةِ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى ﴿قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ فَوُجِّهَ نَحْوَ الْكَعْبَةِ وَكَانَ يُحِبُّ ذَلِكَ، فَصَلَّى رَجُلٌ مَعَهُ الْعَصْرَ ثُمَّ مَرَّ عَلَى قَوْمٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَهُمْ رُكُوعٌ فِي صَلَاةِ الْعَصْرِ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ، فَقَالَ: هُوَ يَشْهَدُ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَأَنَّهُ قَدْ وُجِّهَ إِلَى الْكَعْبَةِ. قَالَ: فَانْحَرَفُوا وَهُمْ رُكُوعٌ.

سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو آپ نے سولہ یا سترہ ماہ بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی۔ جبکہ رسول اللہ ﷺ پسند فرماتے تھے کہ آپ کا رخ کعبہ کی طرف کر دیا جائے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ ”ہم آپ کے چہرے کو بار بار آسمان کی طرف اٹھتے ہوئے دیکھتے ہیں، ہم آپ کو اسی قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جو آپ کو پسند ہے، پس آپ مسجد حرام کی طرف اپنا چہرہ پھیر لیں۔“ تو آپ کا چہرہ کعبہ کی طرف پھیر دیا گیا، اور آپ کو یہ پسند بھی تھا، ایک آدمی نے آپ کے ساتھ عصر کی نماز پڑھی، پھر وہ انصار کے کچھ حضرات کے پاس سے گزرے جو عصر کی نماز میں حالت رکوع میں تھے اور ان کا رخ

بیت المقدس کی طرف تھا، تو اس نے کہا: وہ گواہی دیتا ہے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی ہے، اور آپ ﷺ کا رخ کعبہ کی طرف کر دیا گیا ہے، پس انہوں نے حالت رکوع میں ہی رخ پھیر لیا۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَعُمَارَةَ بْنِ أَوْسٍ وَعَمْرِو بْنِ عَوْفٍ الْمُزَنِيِّ وَأَنَسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عمر، ابن عباس، عمارہ بن اوس، عمرو بن عوف مزنی اور انس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ الْبَرَاءِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوَاهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: براء رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ سفیان ثوری نے اسے ابواسحاق سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صفة الصلاة: ٥٦، الارواء: ٢٩٠، اخرجه ابن خزيمه: ٤٢٧

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٤٠، صحيح مسلم: ٥٢٥، سنن ابن ماجه: ١٠١٠، سنن نسائی: ١/٢٤٢-٢٤٣، ٢٤٣، و ٢/٦٠-٦١، مسند احمد: ١٨٤٩٦، صحيح ابن حبان: ١٧١٦

341: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: "كَانُوا رُكُوعًا فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ".

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہ فجر کی نماز میں حالت رکوع میں تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١/٣٣٥، الدارمي: ١٢٣٧، ابن خزيمه: ٤٣٥

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٤٠٣، صحيح مسلم: ٥٢٦، سنن نسائی: ١/٢٤٤-٢٤٥، و ٢/٦١، مسند احمد: ٤٦٤٢، صحيح ابن حبان: ١٧١٥

فوائد الحدیث: (۱) رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں تھے تو بیت اللہ کو اپنا قبلہ بنا کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرتے تھے جب آپ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو اللہ کریم نے آپ ﷺ کو حکم فرمایا کہ بیت المقدس، مسجد اقصیٰ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کرو، چنانچہ آپ ﷺ سولہ یا سترہ مہینے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے لیکن آپ ﷺ کے دل میں یہ خواہش تھی کہ ہمارا قبلہ خانہ کعبہ ہی ہونا چاہئے چنانچہ آپ ﷺ مسجد نبوی سے باہر بنو سلمہ کے محلے میں ظہر کی نماز ادا فرما رہے تھے کہ قبلہ کی تبدیلی کا حکم ہوا۔

آپ ﷺ نے دوران نماز ہی اپنا منہ مبارک بیت المقدس سے ہٹا کر بیت اللہ کی طرف کر لیا اور اپنی نماز مکمل فرمائی۔ اس جگہ آج بھی مسجد قبلتین موجود ہے کیونکہ اس میں ایک نماز دو قبلوں کی طرف منہ کر کے پڑھی گئی۔

پھر آپ ﷺ واپس تشریف لائے تو عصر کی نماز مسجد نبوی میں مکمل بیت اللہ کی طرف منہ کر کے پڑھی۔ اسی وجہ سے بعض احادیث میں ظہر کی نماز اور بعض میں عصر کی نماز کا ذکر ہے کہ اس میں قبلہ تبدیل کیا گیا جن صحابہ کرام نے ظہر کی نماز آپ ﷺ کے ساتھ مسجد قبلتین میں پڑھی تھی انہوں نے ظہر کی نماز بیان کر دی اور جنہوں نے پہلی نماز مسجد نبوی میں پڑھی تھی انہوں نے عصر کی نماز بیان کر دی۔ تعارض کوئی نہیں۔ بعد ازاں آپ ﷺ کے ایک صحابی سیّدنا عباد بن بشر یا عباد بن نہیک رضی اللہ عنہما۔ نبی کریم ﷺ کے ساتھ مسجد نبوی میں عصر کی نماز پڑھنے

کے بعد بنو حارثہ کے محلے میں آئے تو وہاں ابھی عصر کی نماز ہو رہی تھی اور اطلاع نہ ہونے کی وجہ سے وہ لوگ ابھی بیت المقدس کی طرف منہ کر کے ہی نماز پڑھ رہے تھے اور اس وقت رکوع کی حالت میں تھے کہ اس صحابی نے اعلان کیا۔ کہ ''میں گواہی دیتا ہوں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ کر آیا ہوں۔ انه قد وجه الی الکعبة کہ ''آپ ﷺ کا رخ خانہ کعبہ کی طرف کر دیا گیا ہے''۔ تو لوگوں نے رکوع کی حالت میں ہی اپنا رخ بیت اللہ کی طرف کر لیا۔

(۲) یہی خبر دوسرے دن فجر کی نماز کے وقت قبا میں پہنچی تو اتفاق تھا کہ مسجد قباء میں بھی لوگ فجر کی نماز پڑھ رہے تھے اور رکوع کی حالت میں ہی تھے کہ انہیں اطلاع ملی کہ قبلہ تبدیل ہو گیا ہے تو انہوں نے بھی رکوع کی حالت میں ہی اپنا قبلہ تبدیل کر لیا۔ جیسا کہ سنن نسائی کی ایک مفصل روایت ہے۔ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما۔ بیان کرتے ہیں۔ بینما الناس بقباء فی صلوٰة الصبح جاءهم آت فقال ان رسول اللہ ﷺ قد انزل علیه اللیلة القران و قد امر ان یستقبل القبلة فاستقبلوها و کانت وجوههم الی الشام فاستداروا الی الکعبه۔ (نسائی ۱/۸۶ کتاب القبلۃ) ''لوگ قباء میں فجر کی نماز پڑھ رہے تھے کہ ان کے پاس ایک آنے والے نے اطلاع دی کہ رات رسول اللہ ﷺ پر قرآن نازل کیا گیا ہے اور آپ ﷺ کو قبلہ رخ ہونے کا حکم دیا گیا ہے۔''

(۳) یہ حدیث صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی کمال اطاعت و فرمانبرداری پر دلالت کرتی ہے کہ انہوں نے حدیث رسول ﷺ معلوم ہو جانے کے بعد رکوع سے سر اُٹھانے کی بھی تاخیر نہیں بلکہ رکوع کی حالت میں ہی قبلہ رخ ہو کر اطاعت رسول ﷺ کی ایک مثال قائم کر دی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

ان لوگوں کو غور کرنا چاہئے جو رسول اللہ ﷺ کی احادیث و سنن حتیٰ کہ قرآن مجید کی صریح آیات کے احکام کو اپنے امام، مولوی اور پیر کی تقلید کی وجہ سے چھوڑ دیتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(۴) یہ حدیث خبر واحد کے حجّت ہونے پر بھی واضح دلیل ہے۔

(۵) اللہ تعالیٰ کا ہر رسول، اللہ کریم کی وحی اور حکم کا پابند ہے رسول اللہ ﷺ کی خواہش تو تھی کہ آپ کا قبلہ بیت اللہ ہونا چاہئے اور کئی مرتبہ آپ ﷺ نے اپنا چہرہ مبارک بھی آسمان کی طرف اٹھایا کہ اللہ پاک کب ہمارا قبلہ تبدیل کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۪ (البقرہ:۱۴۴) کہ ''اے پیغمبر ﷺ ہم نے آپ کا چہرہ آسمان کی طرف اٹھنا (پھیرنا) دیکھ لیا ہے، بے شک ہم ضرور آپ کا وہ قبلہ بنا دیں گے جو آپ کو پسند ہے۔'' لیکن آپ ﷺ اپنی مرضی سے قبلہ تبدیل نہیں کر رہے۔ تو ہمیں بھی چاہئے کہ ہم دینی امور میں صرف وحی الٰہی قرآن و حدیث کی ہی پیروی کریں۔ اپنی خواہشات، برادری اور قبیلے کی رسوم و رواج اور علاقے کی ثقافت وغیرہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی نہ کریں۔ وباللہ التوفیق۔

139- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ

مشرق اور مغرب کے درمیان قبلہ ہے

342: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي مَعْشَرٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ "مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ".

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مشرق اور مغرب کے درمیان قبلہ ہے۔''

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه الطبراني في الاوسط: ٢٩٤٥

تخريج الحديث: سنن ابن ماجه: ١٠١١، مستدرک للحاکم: ١/٢٠٥، سنن دارقطنی: ١/٢٧٠ و ٢٧١، سنن کبریٰ للبیهقی: ٢/٩

343: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي مَعْشَرٍ مِثْلَهُ.

یحییٰ بن موسیٰ نے بیان کیا، محمد بن ابی معشر نے اسی مثل ہمیں بیان کیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ قَدْ رُوِيَ عَنْهُ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کئی طرق سے ان سے مروی ہے۔

وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي أَبِي مَعْشَرٍ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ وَاسْمُهُ نَجِيحٌ مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ. قَالَ مُحَمَّدٌ: لَا أَرْوِي عَنْهُ شَيْئًا وَقَدْ رَوَى عَنْهُ النَّاسُ. قَالَ مُحَمَّدٌ: وَحَدِيثُ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ الْمَخْرَمِيِّ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مُحَمَّدٍ الأَخْنَسِيِّ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَقْوَى مِنْ حَدِيثِ أَبِي مَعْشَرٍ وَأَصَحُّ.

بعض اہل علم نے ابو معشر پر اس کے حفظ کے حوالے سے جرح کی ہے اور ان کا نام نجیح مولیٰ بنی ہاشم ہے۔ امام بخاری نے کہا: میں ان سے کچھ بھی روایت نہیں کرتا جبکہ لوگوں نے ان سے روایت کی ہے۔ امام بخاری نے کہا: عبداللہ بن جعفر مخرمی کی عثمان بن محمد اخنسی عن سعید المقبری عن ابی ہریرہ کی سند سے مروی روایت ابو معشر کی روایت سے زیادہ قوی اور زیادہ صحیح ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) انظر السابق.

تخريج الحديث: سنن ابن ماجه: ١٠١١، مستدرک للحاکم: ١/٢٠٥، سنن دارقطنی: ١/٢٧٠ و ٢٧١، سنن کبریٰ للبیهقی: ٢/٩

344: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ بَكْرٍ الْمَرْوَزِيُّ حَدَّثَنَا الْمُعَلَّى بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ الْمَخْرَمِيُّ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مُحَمَّدٍ الأَخْنَسِيِّ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”مشرق اور مغرب کے درمیان سارا قبلہ ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَإِنَّمَا قِيلَ عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ الْمَخْرَمِيُّ لأَنَّهُ مِنْ وَلَدِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ.

اور بے شک بیان کیا گیا ہے کہ عبداللہ بن جعفر مخرمی البتہ مسور بن مخرمہ کی اولاد میں سے ہیں۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ "مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ". مِنْهُمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَابْنُ عَبَّاسٍ.

نبی ﷺ کے کئی ایک صحابہ سے روایت کیا گیا ہے کہ: مشرق اور مغرب کے درمیان ساری سمت قبلہ ہے۔ عمر بن خطاب، علی بن ابی طالب اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کا بھی یہی موقف ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: "إِذَا جَعَلْتَ الْمَغْرِبَ عَنْ يَمِينِكَ وَالْمَشْرِقَ عَنْ يَسَارِكَ فَمَا بَيْنَهُمَا قِبْلَةٌ إِذَا اسْتَقْبَلْتَ الْقِبْلَةَ".

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب تم نے مغرب کو دائیں جانب اور مشرق کو بائیں جانب رکھا تو ان کے درمیان قبلہ ہے جبکہ تم نے قبلہ رخ کر لیا۔

وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ: مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ.

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مشرق اور مغرب کے درمیان

هَذَا لِأَهْلِ الْمَشْرِقِ. وَاخْتَارَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ التَّيَاسُرَ لِأَهْلِ مَرْوٍ.

قبلہ ہے: یہ اہل مشرق کے لیے ہے۔ عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے مرو کے رہنے والوں کے لیے بائیں سمت کو اختیار کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الطبراني في الاوسط: ٧٩٤ و ٩١٣٦

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١٠١١، مستدرک للحاکم: ١/٢٠٥، سنن دارقطنی: ١/٢٧٠ و ٢٧١، سنن کبریٰ للبیهقی: ٢/٩

فوائد الحدیث: (۱) بیت اللہ سامنے نظر آرہا ہو تو بالکل اس کو سامنے رکھ کر اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنی ہے اور اگر نظر نہیں آرہا یا آدمی مکہ مکرمہ سے دور کسی علاقے میں ہے تو پھر بیت اللہ کے بالکل سامنے (عین قبلہ) منہ کرنا ضروری نہیں بلکہ اس سمت کی طرف منہ کر لیا جائے تو کافی ہے۔

(۲) حدیث میں خطاب مدینہ منورہ والوں کیلئے ہے لہٰذا مدینہ منورہ اور اس سمت میں رہنے والے تمام لوگوں کیلئے مشرق اور مغرب کا درمیان قبلہ ہے۔ جبکہ ہمارے لیے شمالی اور جنوب کے درمیان قبلہ ہے کیونکہ ہمارے علاقے (پاکستان) سے بیت اللہ، مغرب کی جانب واقع ہے۔

140- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يُصَلِّي لِغَيْرِ الْقِبْلَةِ فِي الْغَيْمِ

جو شخص بادل چھا جانے کی وجہ سے قبلے کے سوا دوسرے رخ پر نماز پڑھ لے

345: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا أَشْعَثُ بْنُ سَعِيدٍ السَّمَّانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ فِي لَيْلَةٍ مُظْلِمَةٍ فَلَمْ نَدْرِ أَيْنَ الْقِبْلَةُ فَصَلَّى كُلُّ رَجُلٍ مِنَّا عَلَى حِيَالِهِ فَلَمَّا أَصْبَحْنَا ذَكَرْنَا ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَنَزَلَ ﴿فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللهِ﴾.

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ نے اپنے والد سے روایت کیا، انہوں نے کہا: ہم تاریک رات میں نبی ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے، ہمیں پتہ نہ چلا کہ قبلہ کس طرف ہے؟ تو ہم میں سے ہر شخص نے اپنے اندازے اور خیال کے مطابق نماز پڑھ لی، جب صبح ہوئی تو ہم نے نبی ﷺ سے اس کا ذکر کیا، تو یہ آیت نازل ہوئی: ﴿فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللهِ﴾ "تم جدھر بھی رخ کرو، ادھر ہی اللہ کا چہرہ ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِذَاكَ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ أَشْعَثَ السَّمَّانِ. وَأَشْعَثُ بْنُ سَعِيدٍ أَبُو الرَّبِيعِ السَّمَّانُ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ.

وَقَدْ ذَهَبَ أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِلَى هَذَا. قَالُوا: "إِذَا صَلَّى فِي الْغَيْمِ لِغَيْرِ الْقِبْلَةِ ثُمَّ اسْتَبَانَ لَهُ بَعْدَ مَا صَلَّى أَنَّهُ صَلَّى لِغَيْرِ الْقِبْلَةِ فَإِنَّ صَلَاتَهُ جَائِزَةٌ". وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس حدیث کی اسناد قوی نہیں، یہ اشعث السمان کی روایت سے معروف ہے، جبکہ اشعث بن سعید ابو الربیع السمان حدیث میں ضعیف قرار دیا گیا ہے۔

اکثر اہل علم کا یہ موقف ہے کہ جب بادل چھائے ہوئے ہوں اور بندہ قبلے کے سوا دوسرے رخ پر نماز پڑھ لے۔ اور نماز پڑھ لینے کے بعد اس پر واضح ہو کہ اس نے تو قبلے کے سوا کسی دوسرے رخ پر نماز پڑھ لی ہے تو اس کی نماز جائز ہے۔ سفیان ثوری، ابن مبارک، احمد اور اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ کا

بھی یہی موقف ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) بعض کے نزدیک اس کی سند عاصم بن عبید اللہ کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: ابو داؤد الطبالسی: ١١٤٥، ومن طریقه البیهقی: ٢/١١، سنن ابن ماجه: ١٠٢٠

فوائد الحدیث: (۱) سفر، صحرا، یا اندھیری رات وغیرہ، کسی بھی وجہ سے اگر آدمی کو قبلہ کی سمت معلوم نہ ہو سکے اور کوئی بتانے والا بھی نہ ہو تو حتی المقدور اپنی سی پوری کوشش کر کے جس طرف اطمینان ہو قبلہ رخ متعین کر کے نماز پڑھ لے۔

(۲) اگر دوران نماز کسی بھی ذریعے سے معلوم ہو گیا کہ میں قبلہ رخ نہیں ہوں تو پھر دوران نماز ہی اپنا رخ تبدیل کر کے قبلہ رو ہو جائے۔

(۳) اگر نماز پڑھنے کے بعد معلوم ہوا میں نے نماز قبلہ رخ نہیں پڑھی تو اس کو دوبارہ لوٹانے کی ضرورت نہیں وہی پڑھی ہوئی کافی ہے۔ ان شاء اللہ۔

141- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ مَا يُصَلَّى إِلَيْهِ وَفِيهِ

کس چیز کی طرف رخ کر کے اور کس جگہ نماز پڑھنے کی ممانعت ہے

346: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا الْمُقْرِءُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ عَنْ زَيْدِ بْنِ جَبِيرَةَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ "نَهَى أَنْ يُصَلَّى فِي سَبْعَةِ مَوَاطِنَ فِي الْمَزْبَلَةِ وَالْمَجْزَرَةِ وَالْمَقْبُرَةِ وَقَارِعَةِ الطَّرِيقِ وَفِي الْحَمَّامِ وَفِي مَعَاطِنِ الإِبِلِ وَفَوْقَ ظَهْرِ بَيْتِ اللّٰهِ".

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے سات جگہوں میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا: کوڑا کرکٹ پھینکنے کی جگہ، جانوروں کے ذبح کرنے کی جگہ، قبرستان، عام راستے، حمام (غسل خانے) میں، اونٹوں کے باڑے میں اور بیت اللہ کی چھت کے اوپر۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس میں زید بن جبیرہ متروک ہے۔ ضعیف ابن ماجه للالباني: ١٦١

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٧٤٦

347: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ زَيْدِ بْنِ جَبِيرَةَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ.

نافع رحمہ اللہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی ﷺ سے اسی معنی میں اسی مانند روایت کیا ہے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي مَرْثَدٍ وَجَابِرٍ وَأَنَسٍ.

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس باب میں ابو مرثد، جابر اور انس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

أَبُو مَرْثَدٍ اسْمُهُ كَنَّازُ بْنُ حُصَيْنٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ إِسْنَادُهُ لَيْسَ بِذَاكَ الْقَوِيِّ. وَقَدْ تُكُلِّمَ فِي زَيْدِ بْنِ جَبِيرَةَ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ.

ابو مرثد کا نام کناز بن حصین ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کی اسناد قوی نہیں۔ زید بن جبیرہ پر حفظ کے حوالے سے کلام کیا گیا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَزَيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ الْكُوفِيُّ أَثْبَتُ مِنْ هَذَا وَأَقْدَمُ وَقَدْ سَمِعَ مِنَ ابْنِ عُمَرَ. وَقَدْ رَوَى اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ

امام ترمذی نے کہا: زید بن جبیر کوفی اس سے زیادہ ثبت ہے اور اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا ہے لیث بن سعد نے اس

هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ الْعُمَرِيِّ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ. وَحَدِيثُ دَاوُدَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَشْبَهُ وَأَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ. وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ الْعُمَرِيُّ ضَعَّفَهُ بَعْضُ أَهْلِ الْحَدِيثِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ مِنْهُمْ: يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ.

حدیث کو عبداللہ بن عمر العمری عن نافع عن ابن عمر کی سند سے نبی ﷺ سے اس کی مثل روایت کیا ہے۔ داود عن نافع عن ابن عمر کی سند سے نبی ﷺ سے مروی روایت لیث بن سعد کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔ عبداللہ بن عمر العمری پر بعض محدثین نے اس کے حفظ کے حوالے سے جرح کی ہے۔ یحییٰ بن سعید قطان انہی میں سے ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعیف) دیکھیں حدیث ماقبل۔ اس میں بھی زید بن جبیرہ متروک راوی ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٧٤٦

فوائد الحدیث: سند کے اعتبار سے دونوں حدیثیں ضعیف ہیں لیکن دوسری روایات کی بنا پر مسئلہ درست ہے کہ ان مقامات پر نماز نہیں پڑھنی چاہئے۔

142- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ وَأَعْطَانِ الإِبِلِ

بکریوں اور اونٹوں کے باڑے میں نماز پڑھنا

348: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ عَنْ هِشَامٍ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ "صَلُّوا فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ وَلَا تُصَلُّوا فِي أَعْطَانِ الإِبِلِ".

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھ لو اور اونٹوں کے باڑے میں نماز نہ پڑھو۔"

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١/٣٣٨، ابن خزيمه: ٧٩٥، ابو عوانه: ١/٤٠٢

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٧٦٨، مسند احمد: ٩٨٢٥، صحيح ابن حبان: ١٣٨٤

349: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ أَوْ بِنَحْوِهِ.

ابو صالح نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی ﷺ سے اسی مانند روایت کیا ہے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ وَالْبَرَاءِ وَسَبْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ الْجُهَنِيِّ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ وَابْنِ عُمَرَ وَأَنَسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا جابر بن سمرہ، براء، سبرہ بن معبد جہنی، عبداللہ بن مغفل، ابن عمر اور انس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَعَلَيْهِ الْعَمَلُ عِنْدَ أَصْحَابِنَا وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ ہمارے اصحاب کا اسی پر عمل ہے۔ امام احمد اور امام اسحاق رحمہما اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔

وَحَدِيثُ أَبِي حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ حَدِيثٌ غَرِيبٌ. وَرَوَاهُ إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَوْقُوفًا وَلَمْ يَرْفَعْهُ. وَاسْمُ أَبِي حَصِينٍ عُثْمَانُ بْنُ عَاصِمٍ الأَسَدِيُّ.

ابو حصین عن ابی صالح عن ابی ہریرہ کی سند سے نبی ﷺ سے مروی حدیث غریب ہے۔ اسرائیل نے اسے ابو حصین عن ابی صالح عن ابی ہریرہ کی سند سے موقوف روایت کیا ہے اسے مرفوع روایت نہیں کیا۔ ابو حصین کا نام عثمان بن عاصم اسدی ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن خزيمه: ٧٩٦

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٧٦٨، مسند احمد: ٩٨٢٥، صحيح ابن حبان: ١٣٨٤

350: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ الضُّبَعِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "كَانَ يُصَلِّي فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ".

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو التَّيَّاحِ الضُّبَعِيُّ اسْمُهُ يَزِيدُ بْنُ حُمَيْدٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابو تیاح کا نام یزید بن حمید ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١/٣٨٥، ابو يعلى: ٤١٧٤، وابو عوانه: ١٠/٣٩٦

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٢٣٤، صحيح مسلم: ٥٢٤، مسند احمد: ١٢٣٣٥، صحيح ابن حبان: ١٣٨٥

فوائد الحدیث: (۱) بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھی جاسکتی ہے کیونکہ وہاں آدمی کی جان کو کوئی خطرہ نہیں ایک تو بکری عمومی طور پر انسان پر حملہ آور نہیں ہوتی دوسرا اگر وہ ایسا کر بھی لے تو آدمی نماز چھوڑ کر اس پر قابو پا سکتا ہے۔

(۲) جبکہ اونٹ ایک طاقت ور شریر جانور ہے اس لیے خطرہ تھا کہ نمازی کو دوران نماز کوئی نقصان پہنچائے گا اور اس کے اچانک حملے سے بچنا بھی ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے لہٰذا ان کے باڑے میں نماز پڑھنے سے منع فرما دیا گیا ہے۔

(۳) اگر کسی جگہ ایک یا دو اونٹ ہوں اور ان کا گھٹنا باندھا ہوا ہو تو وہاں نماز پڑھنا جائز ہے۔ بلکہ اونٹ کو بٹھا کر 'سترہ' بھی بنایا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ آگے حدیث نمبر ۳۵۲ میں بیان ہو رہا ہے۔

143- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الدَّابَّةِ حَيْثُمَا تَوَجَّهَتْ بِهِ

جانور / سواری پر جبکہ اس کا رخ جس طرح بھی ہو نماز پڑھنا

351: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَيَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: بَعَثَنِي النَّبِيُّ ﷺ فِي حَاجَةٍ فَجِئْتُ وَهُوَ يُصَلِّي عَلَى رَاحِلَتِهِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ وَالسُّجُودُ أَخْفَضُ مِنَ الرُّكُوعِ.

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی ﷺ نے مجھے کسی کام کے لیے بھیجا، میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ مشرق کی جانب رخ کیے اپنی سواری ہی پر نماز پڑھ رہے تھے، آپ سجدے کے لیے رکوع سے زیادہ نیچے جھکتے تھے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَابْنِ عُمَرَ وَأَبِي سَعِيدٍ وَعَامِرٍ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا انس، ابن

بْنِ رَبِيعَةَ.

عمر، ابو سعید، اور عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ جَابِرٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ جَابِرٍ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ عَامَّةِ أَهْلِ الْعِلْمِ: لَا نَعْلَمُ بَيْنَهُمُ اخْتِلَافًا. لَا يَرَوْنَ بَأْسًا أَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ عَلَى رَاحِلَتِهِ تَطَوُّعًا حَيْثُمَا كَانَ وَجْهُهُ إِلَى الْقِبْلَةِ أَوْ غَيْرِهَا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جابر رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ اور یہ حدیث سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے کئی طرق سے روایت کی گئی ہے۔ عام طور پر اہل علم کا اسی پر عمل ہے، ان کے درمیان کوئی اختلاف معلوم نہیں، وہ اس بات میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے کہ آدمی نفل نماز اپنی سواری پر پڑھ لے خواہ اس کا رخ قبلے کی طرف ہو یا کسی دوسری سمت ہو۔

حکم الحدیث: (صحیح) صحیح ابی داؤد: ۱۱۱۲، اخرجه ابو یعلی: ۳۲۳۰، ابن خزیمه: ۸۸۹، الدارقطني: ۳۹۷/۱

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۴۰۰ و ۱۲۱۷، و ۴۱۴۰، صحیح مسلم: ۵۴۰، سنن ابو داود: ۹۲۶ و ۱۲۲۷، سنن ابن ماجه: ۱۰۱۸، سنن نسائی: ۶/۳، مسند احمد: ۱۴۱۵۶، صحیح ابن حبان: ۲۵۱۶ و ۲۵۱

فوائد الحدیث: (۱) نفل نماز سفر کی حالت میں سواری پر ہو سکتی ہے خواہ اس کا رخ قبلہ کی طرف رہے یا نہ رہے، البتہ نماز شروع کرتے وقت قبلہ رخ کا ہر ممکن اہتمام کرنا چاہئے۔

(۲) فرض نماز سواری پر نہیں ہوتی، رسول اللہ ﷺ نے ہمیشہ فرض نماز سواری سے اتر کر ادا فرمائی۔ جمع بین الصلاتین۔ دو نمازوں (ظہر، عصر، اور مغرب عشاء) کو جمع کر کے پڑھنا بھی اس بات کی دلیل ہے کہ فرض نماز سواری پر نہیں ہوتی ورنہ جمع کرنے کا مقصد ہی کوئی نہیں رہتا۔

یہ جو لوگ بسوں، گاڑیوں اور ریل وغیرہ پر فرض نماز ادا کرتے ہیں یہ صریحاً سُنت رسول ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں اور جمع بین الصلاتین والی حدیث کا انکار بھی۔

(۳) یہ تبلیغی جماعت والے تو حدیث کا انکار اور سُنت کی مخالفت میں ہمیشہ پیش پیش ہوتے ہیں ان کو اکثر دیکھا گیا ہے کہ ریل گاڑی میں اذان کہہ کر راہداری میں اکیلا اکیلا آدمی صف بنا کر کر کھڑا ہو جاتا ہے اور باجماعت نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں جس سے راستہ بھی بند ہو جاتا ہے۔ اور دونوں طرف لوگ انتظار کی اذیت میں مبتلا ہوتے ہیں حالانکہ راستے میں نماز نہیں پڑھی جا سکتی جیسا کہ پیچھے حدیث نمبر ۳۴۶ میں گزرا ہے اور پھر اکیلے آدمی کی صف بھی نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کی نماز بھی نہیں ہوتی اور وہ نماز دوبارہ لوٹائے گا۔ (دیکھئے فوائد حدیث نمبر ۲۳۰)

پھر سمجھانے سے سمجھتے بھی نہیں بلکہ الٹا لڑائی جھگڑے پر اتر آتے ہیں۔ آپ ان کو جتنی مرضی حدیثیں سنا لیں ذرا بھی ٹس سے مس نہیں ہوں گے۔ یہ ایسی "نفوس" ہیں کہ بین تو کیا ان پر کوئی "باجا" بھی اثر نہیں کرتا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: ﴿وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا﴾ (نساء: ۱۱۵) سامنے رکھتے ہوئے اپنے انجام سے ڈرنا چاہئے اور جیتے جی توبہ کر لینی چاہئے ان کے بزرگوں کو بھی خیال کرنا چاہئے کہ ان کی ایسی تعلیمات کی وجہ سے نا صرف کہ وہ خود گناہ گار ہو رہے ہیں بلکہ دوسروں کا گناہ بھی اپنے سر لے رہے ہیں۔

144- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ إِلَى الرَّاحِلَةِ

سواری کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا

352: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "صَلَّى إِلَى بَعِيرِهِ أَوْ رَاحِلَتِهِ وَكَانَ يُصَلِّي عَلَى رَاحِلَتِهِ حَيْثُمَا تَوَجَّهَتْ بِهِ".

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اپنے اونٹ یا اپنی سواری کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی، اور آپ اپنی سواری پر نماز پڑھتے تھے خواہ اس کا رخ جدھر بھی ہوتا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهُوَ قَوْلُ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ لَا يَرَوْنَ بِالصَّلَاةِ إِلَى الْبَعِيرِ بَأْسًا أَنْ يَسْتَتِرَ بِهِ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ بعض اہل علم کا قول ہے کہ وہ اونٹ کو اوٹ بنا کر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صفة الصلاة: ٥٥، صحيح ابى داؤد: ٦٩١، ١١٠٩، اخرجه الدارمي: ١٤١٩، ابن خزيمه: ٨٠١

تخریج الحدیث: صحيح بخارى: ٤٣٠ و ٥٠٧ صحيح مسلم: ٥٠٢، سنن ابو داود: ٦٩٢، مسند احمد: ٤٤٦٨

فوائد الحدیث: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ کسی جاندار کو بھی سترہ بنایا جاسکتا ہے۔ (تفصیل کیلئے حدیث نمبر ۳۴۸ کے فوائد ملاحظہ فرمائیے)

145- بَابُ مَا جَاءَ إِذَا حَضَرَ الْعَشَاءُ وَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَابْدَءُوا بِالْعَشَاءِ

جب رات کا کھانا (سامنے آجائے) اور نماز کی اقامت ہو جائے تو پہلے کھانا کھالو

353: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسٍ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "إِذَا حَضَرَ الْعَشَاءُ وَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَابْدَءُوا بِالْعَشَاءِ".

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: "جب کھانا (سامنے آجائے) اور نماز کی اقامت ہو جائے تو پہلے کھانا کھالو۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَسَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ وَأُمِّ سَلَمَةَ.

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدہ عائشہ، ابن عمر، سلمہ بن اکوع اور ام سلمہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَعَلَيْهِ الْعَمَلُ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْهُمْ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَابْنُ عُمَرَ. وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ يَقُولَانِ يَبْدَأُ بِالْعَشَاءِ وَإِنْ فَاتَتْهُ الصَّلَاةُ فِي الْجَمَاعَةِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: سَمِعْتُ الْجَارُودَ يَقُولُ سَمِعْتُ وَكِيعًا يَقُولُ فِي هَذَا الْحَدِيثِ يَبْدَأُ بِالْعَشَاءِ إِذَا كَانَ طَعَامًا يُخَافُ فَسَادُهُ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: انس رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ نبی ﷺ کے اصحاب، جیسے ابو بکر و عمر اور ابن عمر رضی اللہ عنہم کا یہی عمل ہے۔ امام احمد اور اسحاق بن راہویہ رحمہما اللہ فرماتے ہیں: وہ پہلے کھانا کھالے خواہ اس کی نماز باجماعت چھوٹ جائے۔ امام وکیع رحمہ اللہ اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں: جب کھانے کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو تو وہ پہلے کھانا کھالے۔

وَالَّذِي ذَهَبَ إِلَيْهِ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ أَشْبَهُ بِالاِتِّبَاعِ وَإِنَّمَا أَرَادُوا أَنْ لَا يَقُومَ الرَّجُلُ إِلَى الصَّلَاةِ وَقَلْبُهُ مَشْغُولٌ بِسَبَبِ شَيْءٍ.

اور وہ بات جس کو نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اور ان کے علاوہ اہل علم نے اختیار کیا ہے وہ اتباع کے زیادہ لائق ہے، ان کی بس مراد یہ ہے کہ آدمی نماز کے لیے نہ اٹھے جبکہ اس کا دل کسی اور چیز کی وجہ سے مشغول ہو۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ: لَا نَقُومُ إِلَى الصَّلَاةِ وَفِي أَنْفُسِنَا شَيْءٌ.

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: ہم نماز کے لیے نہیں اٹھتے جبکہ ہمارے دلوں میں کوئی چیز ہو۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الحميدي: ١١٨١، ابن خزيمه: ٩٣٤، ابن الجارود: ٢٢٣، ابو عوانه: ١٤/٢

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٦٧١ و ٦٧٢ و ٥٤٦٣، صحیح مسلم: ٥٥٧، سنن ابن ماجه: ٩٣٣، سنن نسائی: ١١١/٢، مسند احمد: ١١٩٧١، و ١٢٠٧٦، صحیح ابن حبان: ٢٠٦٦

354: وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: "إِذَا وُضِعَ الْعَشَاءُ وَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَابْدَءُوا بِالْعَشَاءِ".

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: "جب کھانا پیش کر دیا (لگا دیا) جائے اور نماز کی اقامت ہو جائے تو پہلے کھانا کھالو۔"

قَالَ: وَتَعَشَّى ابْنُ عُمَرَ وَهُوَ يَسْمَعُ قِرَاءَةَ الإِمَامِ. قَالَ حَدَّثَنَا بِذَلِكَ هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ.

راوی نے بیان کیا، ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کھانا کھایا جبکہ وہ امام کی قراءت سن رہے تھے۔ ہناد نے کہا: اس حدیث کو عبدہ نے عبید اللہ عن نافع کی سند سے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه عبدالرزاق: ٢١٨٩، ابن خزيمه: ٩٣٥، ابو عوانه: ١٦/٢

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٦٧٣، صحیح مسلم: ٥٥٩، سنن ابو داود: ٣٧٥٧، سنن ابن ماجه: ٩٣٤، مسند احمد: ٤٧٠٩، صحیح ابن حبان: ٢٠٦٧

فوائد الحدیث: (۱) شدید بھوک اور کھانا بھی تیار بلکہ حاضر ہو اور نماز میں خلل کا خدشہ ہو تو پہلے کھانا، کھانا چاہئے بعد میں نماز ادا کی جائے۔

(۲) اگر ایسی صورت نہ ہو مثلاً بھوک تو شدید ہے، کھانا بھی تیار ہے، لیکن موجود نہیں یا اسے کھانے کی اجازت نہیں۔ جیسے عمومی طور پر دینی مدارس میں ہوتا ہے۔ کہ شام کا کھانا عصر کی نماز کے بعد دیا جاتا ہے، طلبہ کو بھوک ہوتی ہے۔ کھانا بھی تیار ہے لیکن حاضر نہیں ہوتا یعنی کھانے کی اجازت نہیں ہوتی۔ یا کوئی بھی ایسی صورت ہو تو پہلے نماز ادا کر لی جائے بعد میں کھانا تناول کیا جائے۔

(۳) حدیث میں شام کے کھانے کا خصوصی طور پر ذکر کیا گیا ہے کیونکہ روزے دار کو عموماً ایسی صورت سے واسطہ پڑتا ہے ورنہ کسی بھی وقت کے کھانے کے متعلق یہی حکم ہے۔

146- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عِنْدَ النُّعَاسِ

اونگھ کی حالت میں نماز پڑھنا

355: حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْكِلَابِيُّ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ

ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کسی کو اونگھ آئے جبکہ وہ نماز

عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: "إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ وَهُوَ يُصَلِّي فَلْيَرْقُدْ حَتَّى يَذْهَبَ عَنْهُ النَّوْمُ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا صَلَّى وَهُوَ يَنْعَسُ لَعَلَّهُ يَذْهَبُ يَسْتَغْفِرُ فَيَسُبَّ نَفْسَهُ".

پڑھ رہا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ سو جائے حتیٰ کہ نیند جاتی رہے، کیونکہ جب تم میں سے کوئی اونگھ کی حالت میں نماز پڑھے گا تو ہو سکتا ہے کہ وہ (اپنی طرف سے تو اللہ سے) بخشش مانگنے لگے (لیکن نیند کے غلبے کی وجہ سے) وہ اپنے آپ کو برا بھلا کہہ دے۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا انس اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن خزيمه: ٩٠٧، ابو عوانه: ٢/٢٩٧، الطبراني في الاوسط: ٨١٣٤

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٢١٢، صحيح مسلم: ٧٨٦، سنن ابو داود: ١٣١٠، سنن ابن ماجه: ١٣٧٠، سنن نسائی: ١/٩٩، مسند احمد: ٢٤٢٨٧، صحيح ابن حبان: ٢٥٨٣

فوائد الحدیث: (۱) اگر نیند کا اس قدر غلبہ ہو کہ اسے قرأت کرنا مشکل ہو یا اسے ہوش نہ رہے کہ وہ کیا پڑھ رہا ہے تو پھر اسے نماز چھوڑ کر پہلے نیند پوری کرنی چاہئے۔ بصورت دیگر اسے نماز مکمل کرنی چاہئے۔

(۲) اس حدیث کی آڑ میں بعض لوگ عشاء کی نماز کے لیے بہانہ تراش لیتے ہیں کہ نماز نہیں پڑھتے یہ درست نہیں کیونکہ اس وقت نیند کا اتنا غلبہ نہیں ہوتا کہ آدمی مدہوش ہو، لہٰذا عشاء کی نماز وقت پر ادا کر کے بعد میں سونا چاہئے۔ ویسے بھی رسول اللہ ﷺ نے عشاء سے پہلے سونے سے منع فرمایا ہے۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان رسول اللہ ﷺ كان يكره النوم قبل العشاء والحديث بعدها (بخاری ۱/۸۰۔ کتاب المواقیت) "بیشک رسول اللہ ﷺ عشاء سے پہلے سونے اور عشا کے بعد باتیں کرنے کو ناپسند فرماتے تھے"۔

147- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ زَارَ قَوْمًا لَا يُصَلِّي بِهِمْ

جو شخص لوگوں سے ملنے جائے تو وہ انہیں نماز نہ پڑھائے

356: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ وَهَنَّادٌ قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ أَبَانَ بْنِ يَزِيدَ الْعَطَّارِ عَنْ بُدَيْلِ بْنِ مَيْسَرَةَ الْعُقَيْلِيِّ عَنْ أَبِي عَطِيَّةَ رَجُلٍ مِنْهُمْ قَالَ: كَانَ مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ يَأْتِينَا فِي مُصَلَّانَا يَتَحَدَّثُ فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ يَوْمًا فَقُلْنَا لَهُ تَقَدَّمْ. فَقَالَ: لِيَتَقَدَّمْ بَعْضُكُمْ حَتَّى أُحَدِّثَكُمْ لِمَ لَا أَتَقَدَّمُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: "مَنْ زَارَ قَوْمًا فَلَا يَؤُمَّهُمْ وَلْيَؤُمَّهُمْ رَجُلٌ مِنْهُمْ".

ابو عطیہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ ہماری عیدگاہ / نماز پڑھنے کی جگہ تشریف لایا کرتے تھے، وہ ہم سے بات چیت کرتے تھے، ایک دن نماز کا وقت ہو گیا تو ہم نے ان سے عرض کیا، آگے تشریف لائیں (اور نماز پڑھائیں)۔ انہوں نے فرمایا: تم میں سے کوئی آگے بڑھے، میں تمہیں بتاتا ہوں کہ میں کیوں آگے نہیں بڑھتا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "جو شخص کسی قوم کو ملنے جائے

تو وہ انہیں نماز نہ پڑھائے، بلکہ ان میں سے ہی ایک آدمی انہیں نماز پڑھائے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ، قَالُوا: صَاحِبُ الْمَنْزِلِ أَحَقُّ بِالإِمَامَةِ مِنَ الزَّائِرِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ نبی ﷺ کے اصحاب اور ان کے علاوہ اکثر اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔ انہوں نے فرمایا: گھر کا مالک ملاقات کرنے کے لیے آنے والے شخص سے امامت کا زیادہ حق دار ہے۔

وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: إِذَا أَذِنَ لَهُ فَلَا بَأْسَ أَنْ يُصَلِّيَ بِهِ.

بعض اہل علم نے کہا ہے: جب اسے اجازت مل جائے تو پھر اس میں کوئی حرج نہیں کہ وہ امامت کرائے۔

وَقَالَ إِسْحَاقُ: بِحَدِيثِ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ وَشَدَّدَ فِي أَنْ لَا يُصَلِّيَ أَحَدٌ بِصَاحِبِ الْمَنْزِلِ وَإِنْ أَذِنَ لَهُ صَاحِبُ الْمَنْزِلِ. قَالَ: وَكَذَلِكَ فِي الْمَسْجِدِ لَا يُصَلِّي بِهِمْ فِي الْمَسْجِدِ إِذَا زَارَهُمْ يَقُولُ: لِيُصَلِّ بِهِمْ رَجُلٌ مِنْهُمْ.

امام اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ نے مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا اور اس بارے میں سخت موقف اختیار کیا کہ کوئی شخص گھر والے شخص کی امامت نہ کرائے خواہ وہ گھر والا اسے اجازت بھی دے دے، انہوں نے کہا: اسی طرح مسجد میں ہے، کہ جب وہ انہیں ملنے جائے تو وہ انہیں مسجد میں بھی نماز نہ پڑھائے بلکہ ان میں سے کوئی آدمی انہیں نماز پڑھائے۔

حکم الحدیث: (صحيح دون قصه مالك) مالک بن حویرث کا قصہ صحیح نہیں البتہ حدیث کا متن صحیح ہے۔ ضعيف الترمذي: ٥٤

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٥٩٦، سنن نسائی: ٢/٨٠، مسند احمد: ١٥٦٠٢، و ٢٠٥٣٢

فوائد الحدیث: (۱) اس حدیث سے مستقل اور مقامی آئمہ کی عظمت و فضیلت ثابت ہوئی ہے کہ جو شخص مستقل امام ہو اس کی جگہ کوئی دوسرا خواہ وہ اس سے علم و فضل سے بڑا ہی کیوں نہ ہو اس کی اجازت کے بغیر جماعت نہیں کروا سکتا۔

ہاں! اگر مقامی امام خود اجازت دے دے تو مہمان بھی جماعت کروا سکتا ہے لیکن مقتدیوں کو بھی اپنے امام سے پوچھے بغیر کسی دوسرے کو امامت کے لیے نہیں کہنا چاہئے۔

(۲) عقلاً بھی یہی مناسب ہے کہ مقامی امام اپنے مقتدیوں کی کیفیت کو جانتا ہوتا ہے اور مقتدی بھی اپنے مستقل امام کی قرأت، تسبیحات وغیرہ کی مقدار سے واقف ہوتے ہیں لہٰذا فریقین اپنی اپنی نماز احسن انداز سے مکمل کر لیتے ہیں۔ جبکہ مہمان کے امام ہونے کی صورت میں بعض اوقات مقتدی پہلے فارغ ہو جاتے ہیں اور پھر خاموش رہتے ہیں اور کبھی ان سے قرأت یا تسبیحات رہ جاتی ہیں یا پوری نہیں ہوتیں تو بعد میں وہ سارا غصہ اپنے امام صاحب پر نکالتے ہیں۔

148- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ أَنْ يَخُصَّ الإِمَامُ نَفْسَهُ بِالدُّعَاءِ

اس بات کی ممانعت کے امام صرف اپنی ذات کے لیے دعا مانگے

357: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ سیّدنا ثوبان رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ

حَدَّثَنِي حَبِيبُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ أَبِي حَيِّ الْمُؤَذِّنِ الْحِمْصِيِّ عَنْ ثَوْبَانَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَا يَحِلُّ لِامْرِءٍ أَنْ يَنْظُرَ فِي جَوْفِ بَيْتِ امْرِءٍ حَتَّى يَسْتَأْذِنَ، فَإِنْ نَظَرَ فَقَدْ دَخَلَ وَلَا يَؤُمَّ قَوْمًا فَيَخُصَّ نَفْسَهُ بِدَعْوَةٍ دُونَهُمْ، فَإِنْ فَعَلَ فَقَدْ خَانَهُمْ وَلَا يَقُومُ إِلَى الصَّلَاةِ وَهُوَ حَقِنٌ.

نے فرمایا: ''کسی شخص کے لیے حلال نہیں کہ وہ کسی شخص کے گھر میں دیکھے حتیٰ کہ وہ اجازت طلب کر لے، اگر اس نے دیکھ لیا تو وہ اندر داخل ہی ہو گیا، اسی طرح کوئی بندہ نماز نہ پڑھائے جو ان (نمازیوں) کو چھوڑ کر صرف اپنی ذات کے لیے دعا کرے۔ اگر اس نے ایسے کیا تو اس نے ان کی خیانت کی، اور وہ نماز کے لیے کھڑا نہ ہو جبکہ وہ بول و براز روکے ہوئے ہو۔''

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي أُمَامَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابوہریرہ اور ابوامامہ رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ثَوْبَانَ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ثوبان رضی اللہ عنہ کی روایت حسن ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ عَنِ السَّفْرِ بْنِ نُسَيْرٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَرُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَكَأَنَّ حَدِيثَ يَزِيدَ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ أَبِي حَيِّ الْمُؤَذِّنِ عَنْ ثَوْبَانَ فِي هَذَا أَجْوَدُ إِسْنَادًا وَأَشْهَرُ.

یہ حدیث معاویہ بن صالح عن السفر بن نسیر عن یزید بن شریح عن ابی امامہ کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کی گئی ہے۔ اور یہ حدیث یزید بن شریح عن ابی ہریرہ کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کی گئی ہے۔ گویا کہ اس بارے میں یزید بن شریح عن ابی حیی المؤذن عن ثوبان کی سند سے مروی روایت سند کے اعتبار سے زیادہ بہتر اور زیادہ مشہور ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف؛ إلا جملة: ((وَلَا يَقُومُ إِلَى الصَّلَاةِ وَهُوَ حَقِنٌ))؛ فصحيحه) اس کا آخری جملہ بول و براز والا صحیح ہے۔ ضعیف ابی داؤد: ۱۱، ۱۲۔ اس میں السفر بن نسیر ضعیف ہے۔ صحیح ابن ماجه: ۵۰۰

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ۹۰، سنن ابن ماجه: ۶۱۹ و ۹۲۳ مسند احمد: ۲۲۴۱۵

فوائد الحدیث: (۱) کسی کے گھر میں بھی جھانکنا جائز نہیں بلکہ حرام ہے۔

(۲) امام کو اپنی دعاؤں میں اپنے مقتدیوں کو بھی شامل کرنا چاہئے صرف اپنی ذات کے لئے ہی دعائیں نہ کرے۔

(۳) اگر کسی کو بیت الخلاء کی حاجت ہو تو اسے پہلے حوائج ضروریہ سے فارغ ہونا چاہئے۔ پھر نماز پڑھنی چاہئے تاکہ وہ پورے خشوع و خضوع کے ساتھ نماز ادا کرے، اگر مجبوری نہ ہو تو خواہ مخواہ وقت ضائع کر کے جماعت یا تکبیر اولیٰ فوت نہیں کرنی چاہئے۔ کیونکہ بعض لوگوں کا خیال ہوتا ہے شاید وضو کے لئے استنجاء کرنا ضروری ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

149- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ أَمَّ قَوْمًا وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ

جو شخص لوگوں کی امامت کرائے جبکہ وہ اس کی امامت سے ناخوش ہوں

358: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ وَاصِلِ بْنِ عَبْدِ الْأَعْلَى الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْقَاسِمِ الْأَسَدِيُّ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تین آدمیوں پر لعنت فرمائی، ایک وہ شخص جو لوگوں

دَلْهَمٍ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ "لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَةً رَجُلٌ أَمَّ قَوْمًا وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ وَامْرَأَةٌ بَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَلَيْهَا سَاخِطٌ وَرَجُلٌ سَمِعَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ ثُمَّ لَمْ يُجِبْ".

کی امامت کروائے جبکہ وہ اس کی امامت سے ناخوش ہوں، ایک وہ عورت کہ اس کی رات اس حال میں گزرے کہ اس کا شوہر اس سے ناراض ہو، ایک وہ شخص جو "حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ" (آؤ کامیابی کی طرف) کی آواز سن کر نماز پڑھنے نہ آئے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَطَلْحَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَأَبِي أُمَامَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں عبداللہ بن عباس، طلحہ، عبداللہ بن عمرو اور ابوامامہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ لَا يَصِحُّ لِأَنَّهُ قَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کی روایت صحیح نہیں، کیونکہ یہ حدیث حسن رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے نبی ﷺ سے مرسل روایت کی گئی ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَمُحَمَّدُ بْنُ الْقَاسِمِ تَكَلَّمَ فِيهِ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَضَعَّفَهُ وَلَيْسَ بِالْحَافِظِ.

اور محمد بن قاسم پر احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے جرح کی ہے، اسے ضعیف قرار دیا ہے اور وہ حافظ نہیں۔

وَقَدْ كَرِهَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ: "أَنْ يَؤُمَّ الرَّجُلُ قَوْمًا وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ فَإِذَا كَانَ الْإِمَامُ غَيْرَ ظَالِمٍ فَإِنَّمَا الْإِثْمُ عَلَى مَنْ كَرِهَهُ".

اہل علم میں سے کچھ حضرات نے ناپسند کیا ہے کہ آدمی لوگوں کی امامت کرائے جبکہ وہ اسے پسند نہ کرتے ہوں، پس جب امام ظالم نہ ہو تو پھر اسے ناپسند کرنے والے پر گناہ ہوگا۔

وَقَالَ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ فِي هَذَا إِذَا كَرِهَ وَاحِدٌ أَوِ اثْنَانِ أَوْ ثَلَاثَةٌ فَلَا بَأْسَ أَنْ يُصَلِّيَ بِهِمْ حَتَّى يَكْرَهَهُ أَكْثَرُ الْقَوْمِ.

امام احمد اور اسحاق بن راہویہ رحمہما اللہ نے اس بارے میں کہا ہے: جب ایک یا دو یا تین آدمی ناپسند کرتے ہوں تو پھر اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ وہ انہیں نماز پڑھائے حتیٰ کہ ان کی زیادہ تعداد اسے ناپسند کرے۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد جدًا) ضعيف الترمذي: ٥٦، اس میں محمد بن قاسم کذاب ہے۔

تخریج الحدیث: ابن الجوزی فی الموضوعات: ٢/٩٩، العلل المتناهية: ٧٤٤، صحيح ابن خزيمة: ١٥١٩

فوائد الحدیث: (۱) یہ روایت سند کے اعتبار سے ضعیف ہے لیکن دوسری صحیح روایات سے یہ ثابت ہے کہ ایسے لوگوں کی نماز بھی نہیں اور پھر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے عذاب کے بھی مستحق ہونگے۔ جیسا کہ آئندہ احادیث میں بیان ہوا ہے۔

(۲) اس سے وہ امام مراد ہے جس کے غلط عقائد، بدعت یا فسق و فجور کی وجہ سے لوگ اسے ناپسند کرتے ہوں تو ایسے امام کو زبردستی امامت نہیں کروانی چاہئے تاکہ جماعت خلفشار کا شکار نہ ہو اور مسجد کی آبادی اور رونق میں فرق نہ آئے۔ اگر دنیاداری یا مقتدیوں کے آپس کے اختلاف کی وجہ سے کوئی فرد یا گروپ بضد ہو کہ موجودہ امام ہمیں قبول نہیں تو اس اختلاف اور ناپسندیدگی کا کوئی اعتبار نہیں۔

(۳) عورت کو بہر حال دینی و دنیوی امور میں اپنے خاوند کو راضی رکھنا چاہئے۔ لیکن اگر عورت اپنے خاوند کے غیر شرعی مطالبات کو اپنے

تقویٰ و پرہیز گاری کی وجہ سے پورا نہیں کرتی اور خاوند ناراض ہو جاتا ہے تو پھر خاوند گنہگار ہوگا۔ عورت بری الذمہ ہے کہ۔لا طاعة لمخلوق فی معصية الخالق۔

(۴) جو شخص اذان سن کر نماز نہیں پڑھتا تو وہ سخت نافرمان ہے۔ بلکہ اگر وہ انکاری ہے یا ہمیشہ نماز پڑھتا ہی نہیں۔ تو اس کا یہ عمل کفر کے زمرے میں آتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: من ترك الصلوٰة متعمداً فقد كفر۔ "جو شخص جان بوجھ کر فرض نماز چھوڑ دیتا ہے تو اس نے کفر کیا۔"

359: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ عَنْ زِيَادِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الْمُصْطَلِقِ قَالَ: "كَانَ يُقَالُ أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ اثْنَانِ امْرَأَةٌ عَصَتْ زَوْجَهَا وَإِمَامُ قَوْمٍ وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ".

عمرو بن حارث بن مصطلق نے بیان کیا: کہا جاتا ہے کہ قیامت کے دن دو قسم کے لوگوں کو سب سے سخت عذاب دیا جائے گا: وہ عورت جس نے اپنے شوہر کی نافرمانی کی اور لوگوں کا امام جسے وہ ناپسند کرتے ہوں۔

قَالَ هَنَّادٌ: قَالَ جَرِيرٌ قَالَ مَنْصُورٌ: فَسَأَلْنَا عَنْ أَمْرِ الإِمَامِ؛ فَقِيلَ لَنَا إِنَّمَا عَنَى بِهَذَا أَئِمَّةً ظَلَمَةً فَأَمَّا مَنْ أَقَامَ السُّنَّةَ فَإِنَّمَا الإِثْمُ عَلَى مَنْ كَرِهَهُ.

منصور نے بیان کیا: ہم نے امام کے معاملے کے بارے میں پوچھا: تو ہمیں بتایا گیا: اس سے ظالم امام مراد ہیں، رہا وہ جو سُنت کو قائم کرے تو اس کا گناہ اسے ناپسند کرنے والے پر ہے۔

حكم الحديث: (صحيح الإسناد)

تخريج الحديث: مصنف ابن ابی شیبة: ۱/۴۰۷

360: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ حَدَّثَنَا أَبُو غَالِبٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: "ثَلَاثَةٌ لَا تُجَاوِزُ صَلَاتُهُمْ آذَانَهُمُ الْعَبْدُ الآبِقُ حَتَّى يَرْجِعَ وَامْرَأَةٌ بَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَلَيْهَا سَاخِطٌ وَإِمَامُ قَوْمٍ وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ".

سیّدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تین آدمی ہیں ان کی نماز ان کے کانوں سے بھی اوپر نہیں جاتی۔ مفرور غلام حتیٰ کہ وہ (اپنے مالک کے پاس) واپس آجائے، وہ عورت جو اس حال میں رات گزار دے کہ اس کا شوہر اس پر ناراض ہو، اور لوگوں کا امام جبکہ وہ اس سے ناراض ہوں، اسے پسند نہ کرتے ہوں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَأَبُو غَالِبٍ اسْمُهُ حَزَوَّرٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث اس طریق سے حسن غریب ہے۔ ابو غالب کا نام حزور ہے۔

حكم الحديث: (حسن) المشكوٰة: ۱۱۲۲ انظر تحفة الاشراف حديث رقم: ۴۹۳۷

تخريج الحديث: مصنف ابن ابی شیبة: ۱/۴۰۸ و ۴/۳۰۷، والطبرانی فی المعجم الكبير: ۸۰۹۰ و ۸۰۹۸، شرح السنة: ۸۳۸

فوائد الحديث: (۱) اپنے مالک سے بھاگ جانے والے غلام کی نماز بھی نہیں ہوتی حتیٰ کہ وہ واپس لوٹ آئے۔

(۲) مزید تفصیل کے لئے حدیث نمبر ۳۵۸ کے فوائد دیکھیں۔

150- بَابُ مَا جَاءَ إِذَا صَلَّى الإِمَامُ قَاعِدًا فَصَلُّوا قُعُودًا

جب امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو

361: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ: "خَرَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ فَرَسٍ فَجُحِشَ، فَصَلَّى بِنَا قَاعِدًا فَصَلَّيْنَا مَعَهُ قُعُودًا ثُمَّ انْصَرَفَ، فَقَالَ: إِنَّمَا الإِمَامُ أَوْ إِنَّمَا جُعِلَ الإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، فَقُولُوا: رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوا وَإِذَا صَلَّى قَاعِدًا فَصَلُّوا قُعُودًا أَجْمَعُونَ".

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: (ایک دفعہ) رسول اللہ ﷺ گھوڑے سے گر گئے تو آپ ﷺ زخمی ہو گئے، آپ نے بیٹھ کر ہمیں نماز پڑھائی، تو ہم نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ بیٹھ کر نماز پڑھی، پھر آپ ﷺ فارغ ہوئے تو فرمایا: "امام اسی لیے مقرر کیا گیا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے، جب وہ اللہ اکبر کہے تو تم اللہ اکبر کہو، جب رکوع کرے تو تم رکوع کرو، جب رکوع سے اٹھے تو تم بھی اٹھو، اور جب وہ ((سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)) کہے تو تم ((رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ)) کہو، جب وہ سجدہ کرے تو تم سجدہ کرو اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَجَابِرٍ وَابْنِ عُمَرَ وَمُعَاوِيَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدہ عائشہ، ابوہریرہ، جابر، ابن عمر اور معاویہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ "خَرَّ عَنْ فَرَسٍ فَجُحِشَ" حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کی روایت کہ نبی ﷺ گھوڑے سے گر گئے اور زخمی ہو گئے یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى هَذَا الْحَدِيثِ مِنْهُمْ: جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ وَأُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ وَأَبُو هُرَيْرَةَ وَغَيْرُهُمْ.

نبی ﷺ کے اصحاب میں سے کچھ حضرات نے اسی حدیث کے مطابق موقف اختیار کیا ہے۔ جابر بن عبداللہ، اُسید بن حضیر اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم وغیرہ ان میں سے ہیں۔

وَبِهَذَا الْحَدِيثِ يَقُولُ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ.

امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔

وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: إِذَا صَلَّى الإِمَامُ جَالِسًا لَمْ يُصَلِّ مَنْ خَلْفَهُ إِلَّا قِيَامًا فَإِنْ صَلَّوْا قُعُودًا لَمْ تُجْزِهِمْ. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ.

بعض اہل علم نے کہا ہے۔ جب امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو مقتدی کھڑے ہو کر نماز پڑھیں، اگر انہوں نے بیٹھ کر نماز پڑھی تو وہ درست نہیں ہوگی۔ یہ سفیان ثوری، مالک بن انس، ابن مبارک اور شافعی رحمہم اللہ کا موقف ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه الحميدي: ١١٨٩، عبد بن حميد: ١١٦١، الدارمي: ١٢٥٩، ابن خزيمه: ٩٧٧

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٣٧٨ و ٦٨٩، صحيح مسلم: ٤١١، سنن ابو داود: ٦٠١، سنن ابن ماجه: ٨٧٦ و

۱۲۳۸، سنن نسائی: ۲/۸۳، و ۹۸-۹۹ و ۲/۱۹۵-۱۹۶، مسند احمد: ۱۲۰۷٤، صحیح ابن حبان: ۲۱۰۲

فوائد الحدیث: (۱) امام کی اقتدا فرض ہے لیکن یہ اقتداء ارکان کی تبدیلی میں ہے تاکہ نماز میں خلل واقع نہ ہو۔ اگر کسی شرعی عذر کی بنا پر امام بیٹھ کر نماز پڑھائے تو مقتدی کھڑے ہو کر ہی نماز پڑھیں گے کیونکہ فرض نماز بغیر شرعی مجبوری کے بیٹھ کر نہیں پڑھی جا سکتی۔

(۲) یہ حدیث منسوخ ہے کیونکہ اس کے بعد آپ ﷺ نے اپنے مرض الموت میں بیٹھ کر نماز پڑھائی جبکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کھڑے ہو کر آپ ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھی۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں فکان رسول اللہ ﷺ یصلی بالناس جالسا وابوبکر قائما یقتدی ابوبکر برسول اللہ ﷺ والناس یقتدون بصلوۃ ابی بکر رضی اللہ عنہ (نسائی ۱/۹۶ کتاب الامامۃ)

"رسول اللہ ﷺ بیٹھ کر لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کھڑے تھے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی اقتداء کر رہے تھے اور دوسرے لوگ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی نماز کی اقتداء کر رہے تھے۔"

151- بَابٌ مِنْهُ

اسی سے متعلق ایک اور باب

362: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: "صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ قَاعِدًا".

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اس مرض میں جس میں آپ نے وفات پائی ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت حسن صحیح غریب ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: "إِذَا صَلَّى الإِمَامُ جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا".

عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے نبی ﷺ سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "جب امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔"

وَرُوِيَ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "خَرَجَ فِي مَرَضِهِ وَأَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ فَصَلَّى إِلَى جَنْبِ أَبِي بَكْرٍ وَالنَّاسُ يَأْتَمُّونَ بِأَبِي بَكْرٍ وَأَبُو بَكْرٍ يَأْتَمُّ بِالنَّبِيِّ ﷺ".

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ اپنی بیماری کی حالت میں (گھر سے) باہر تشریف لائے جبکہ ابو بکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے، تو آپ ﷺ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں نماز پڑھی، لوگ (نمازی) ابو بکر رضی اللہ عنہ کی پیروی کر رہے تھے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی پیروی کر رہے تھے۔

وَرُوِيَ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ قَاعِدًا.

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی۔

وَرُوِيَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "صَلَّى خَلْفَ أَبِي

اور سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے کہ نبی ﷺ نے

بَكْرٍ وَهُوَ قَاعِدٌ".

ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی۔

حکم الحدیث:(صحيح) اخرجه ابن ابي شيبه: ٣٣١/٢، البيهقي: ٨٣/٣

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ١٩٨ و ٦٦٤، صحيح مسلم: ٤١٨، سنن ابن ماجه: ١٢٣٢و ١٢٣٣، سنن نسائي في المجتبى: ٧٩/٢ و ٨٣-٨٤، و ٩٩-١٠٠ و ١٠١، وفي الكبرى: ٩٠٩ و ٩١٠، مسند احمد: ٢٥٢٥٧ و ابن حبان: ٢١١٩

363: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي مَرَضِهِ خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ قَاعِدًا فِي ثَوْبٍ مُتَوَشِّحًا بِهِ.

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری کی حالت میں ایک کپڑا اوڑھ کر ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

قَالَ: وَهَكَذَا رَوَاهُ يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ. وَقَدْ رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنْ ثَابِتٍ. وَمَنْ ذَكَرَ فِيهِ عَنْ ثَابِتٍ فَهُوَ أَصَحُّ.

انہوں نے کہا: یحییٰ بن ایوب نے حمید عن ثابت عن انس کی سند سے اسی طرح روایت کیا ہے جبکہ کئی دیگر نے حمید عن انس کی سند سے اسے روایت کیا ہے اور انہوں نے اس میں عن ثابت کا ذکر نہیں کیا۔ اور جس نے اس میں عن ثابت کا ذکر کیا وہ زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث:(صحيح) التعليقات الحسان: ٢٨٣/٣ و ٢١٢٢، اخرجه الطحاوي في شرح المعاني: ٤٠٦/١

تخریج الحدیث: سنن نسائی: ٧٩/٢، مسند احمد: ١٢٦١٧، مشكل الآثار للطحاوي برقم: ٥٦٤٩

فوائد الحدیث: (۱)اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر امام کھڑے ہو کر نماز پڑھائے اور مقتدی شرعی عذر کی بنا پر بیٹھ کر نماز پڑھے تو اقتدا درست ہے۔

(۲)اسی طرح اگر امام بیٹھ کر نماز پڑھائے اور مقتدی کھڑے ہو کر پڑھے تب بھی اقتداء صحیح ہے۔(تفصیل کے لیے دیکھئے فوائد حدیث نمبر ۳۶۱)

152- بَابُ مَا جَاءَ فِي الإِمَامِ يَنْهَضُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ نَاسِيًا

وہ امام جو دو رکعتوں کے بعد بھول کر (تشہد میں بیٹھے بغیر) کھڑا ہو جائے

364: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي لَيْلَى عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: صَلَّى بِنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ فَنَهَضَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ فَسَبَّحَ بِهِ الْقَوْمُ وَسَبَّحَ بِهِمْ فَلَمَّا صَلَّى بَقِيَّةَ صَلَاتِهِ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ وَهُوَ جَالِسٌ ثُمَّ حَدَّثَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ "فَعَلَ بِهِمْ مِثْلَ الَّذِي فَعَلَ".

شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں نماز پڑھائی تو وہ دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہو گئے، لوگوں نے سبحان اللہ کہا، تو انہوں نے بھی سبحان اللہ کہا، جب وہ نماز پڑھ چکے تو سلام پھیرا، پھر بیٹھے بیٹھے سہو کے دو سجدے کیے، پھر انہیں بتایا کہ جس طرح میں نے کیا ہے اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کے ساتھ کیا تھا۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَسَعْدٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ بُحَيْنَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عقبہ بن عامر، سعد اور عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی روایت کئی طرق سے روایت کی گئی ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي ابْنِ أَبِي لَيْلَى مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ.

امام ترمذی نے کہا: بعض اہل علم نے ابن ابی لیلی پر ان کے حافظے کی وجہ سے جرح کی ہے۔

قَالَ أَحْمَدُ لَا يُحْتَجُّ بِحَدِيثِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى. وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ابْنُ أَبِي لَيْلَى هُوَ صَدُوقٌ وَلَا أَرْوِي عَنْهُ لِأَنَّهُ لَا يَدْرِي صَحِيحَ حَدِيثِهِ مِنْ سَقِيمِهِ وَكُلُّ مَنْ كَانَ مِثْلَ هَذَا فَلَا أَرْوِي عَنْهُ شَيْئًا. وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَوَاهُ سُفْيَانُ عَنْ جَابِرٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُبَيْلٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ. وَجَابِرٌ الْجُعْفِيُّ قَدْ ضَعَّفَهُ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ تَرَكَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ وَغَيْرُهُمَا.

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ابن ابی لیلی کی روایت سے استدلال نہ کیا جائے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ابن ابی لیلی صدوق ہے اور میں اس سے روایت نہیں کرتا کیونکہ وہ اپنی صحیح اور ضعیف روایت میں تمیز نہیں کر سکتا لہٰذا میں اس طرح کے ہر شخص سے روایت نہیں کرتا۔ اور یہ روایت دیگر طرق سے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے۔ سفیان نے اسے جابر عن مغیرہ بن شبیل عن قیس بن ابی حازم عن مغیرہ بن شعبہ کی سند سے روایت کیا ہے، بعض اہل علم نے جابر جعفی کو ضعیف قرار دیا ہے۔ یحییٰ بن سعید اور عبدالرحمٰن بن مہدی و دیگر نے اس سے روایت نہیں لی۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ الرَّجُلَ إِذَا قَامَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ مَضَى فِي صَلَاتِهِ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ مِنْهُمْ مَنْ رَأَى قَبْلَ التَّسْلِيمِ وَمِنْهُمْ مَنْ رَأَى بَعْدَ التَّسْلِيمِ. وَمَنْ رَأَى قَبْلَ التَّسْلِيمِ فَحَدِيثُهُ أَصَحُّ لِمَا رَوَى الزُّهْرِيُّ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ بُحَيْنَةَ.

اسی پر اہل علم کا عمل ہے کہ جب آدمی دو رکعتیں پڑھ کر کھڑا ہو جائے تو وہ نماز جاری رکھے، اور (سہو کے) دو سجدے کر لے۔ ان میں سے بعض کا موقف ہے کہ سہو کے سجدے سلام پھیرنے سے پہلے اور بعض نے کہا سلام پھیرنے کے بعد۔ جن کا موقف ہے کہ سلام پھیرنے سے پہلے سجدے کرے تو ان کی روایت زیادہ صحیح ہے، جو زہری نے اور یحییٰ بن سعید رحمہما اللہ نے عبدالرحمٰن اعرج عن عبداللہ بن بحینہ کی سند سے روایت کی ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) انظر تحفة الاشراف حدیث رقم: ١١٥٠٤

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٨١٧٣

365: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنِ الْمَسْعُودِيِّ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ قَالَ: صَلَّى

زیاد بن علاقہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں نماز پڑھائی، جب انہوں نے دو رکعتیں پڑھ لیں تو تشہد میں بیٹھے

بِنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ فَلَمَّا صَلَّى رَكْعَتَيْنِ قَامَ وَلَمْ يَجْلِسْ فَسَبَّحَ بِهِ مَنْ خَلْفَهُ فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ أَنْ قُومُوا فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ سَلَّمَ وَسَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ وَسَلَّمَ وَقَالَ: هٰكَذَا صَنَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ.

بغیر کھڑے ہو گئے۔ ان کے مقتدیوں نے (متنبہ کرنے کے لیے) سبحان اللہ کہا، انہوں نے انہیں اشارہ کیا کہ کھڑے ہو جاؤ، جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو سلام پھیرا، اور سہو کے دو سجدے کیے اور پھر سلام پھیرا۔ اور فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح کیا تھا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ یہ حدیث کئی طرق سے مغیرہ بن شعبہ کے حوالے سے نبی کریم ﷺ سے بیان کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ١٥٠٩، الدارقطني: ١/٣٧٨، ارواء الغليل: ٣٨٨

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٠٣٦ و ١٠٣٧، سنن ابن ماجه: ١٢٠٨، مسند احمد: ١٨١٦٣

فوائد الحدیث: اگر پہلا تشہد بھول کر رہ جائے تو سجدہ سہو کفایت کر جائے گا۔

153- بَابُ مَا جَاءَ فِي مِقْدَارِ الْقُعُودِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الأُولَيَيْنِ

پہلی دو رکعتوں (تشہد) میں بیٹھنے کی مقدار

366: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ هُوَ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنَا سَعْدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ "إِذَا جَلَسَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الأُولَيَيْنِ كَأَنَّهُ عَلَى الرَّضْفِ".

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ جب پہلی دو رکعتوں میں بیٹھتے تھے تو گویا آپ گرم پتھر پر ہوں (یعنی جلدی اٹھ کھڑے ہوتے)۔

قَالَ شُعْبَةُ: ثُمَّ حَرَّكَ سَعْدٌ شَفَتَيْهِ بِشَيْءٍ فَأَقُولُ حَتَّى يَقُومَ فَيَقُولُ حَتَّى يَقُومَ.

شعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: پھر سعد نے کسی چیز کے ساتھ اپنے ہونٹ ہلائے، پس میں کہتا حتیٰ کہ وہ کھڑا ہو جائے۔ وہ کہتے حتیٰ کہ وہ کھڑا ہو جائے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ إِلَّا أَنَّ أَبَا عُبَيْدَةَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِيهِ. وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ يَخْتَارُونَ أَنْ لَا يُطِيلَ الرَّجُلُ الْقُعُودَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الأُولَيَيْنِ وَلَا يَزِيدَ عَلَى التَّشَهُّدِ شَيْئًا. وَقَالُوا: إِنْ زَادَ عَلَى التَّشَهُّدِ فَعَلَيْهِ سَجْدَتَا السَّهْوِ. هٰكَذَا

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ مگر یہ کہ ابو عبیدہ نے اپنے والد محترم عبداللہ بن مسعود سے نہیں سنا۔ اہل علم کے ہاں اسی پر عمل ہے، وہ اس بات کو اختیار کرتے ہیں کہ وہ پہلی دو رکعتوں میں بیٹھنے کو لمبا نہ کرے، اور وہ پہلی دو رکعتوں میں تشہد سے زیادہ کچھ نہ پڑھے۔ اور انہوں نے کہا: اگر وہ تشہد سے کچھ زیادہ پڑھے تو اس پر سہو

رُوِيَ عَنِ الشَّعْبِيِّ وَغَيْرِهِ.

کے دو سجدے لازم آجاتے ہیں۔ شعبی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر سے اسی طرح روایت کیا گیا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) مشكوٰة المصابيح: ٩١٥، ضعيف ابى داؤد: ١٧٧۔ ابو عبیدہ کا اپنے باپ عبداللہ بن مسعود سے سماع ثابت نہیں۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٩٩٥، سنن نسائي: ٢/٢٤٣، مسند احمد: ٣٦٥٦، شرح السنة: ٦٧٠

فوائد الحدیث: (۱) پہلے تشہد میں جلدی اٹھ کھڑے ہونے سے یہ مراد نہیں کہ اس میں درود شریف نہیں پڑھنا چاہئے کیونکہ پہلے تشہد میں بھی درود شریف پڑھنا رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔ جیسا کہ ام المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے۔ (دیکھئے سنن کبریٰ بیہقی ۱/۲۰۰ باب فی قیام اللیل)

(۲) بعض الناس جو کہتے ہیں کہ پہلے تشہد میں تشہد سے اگر ایک حرف بھی زیادہ پڑھ لیا تو سجدہ سہو لازم آئے گا درست نہیں۔ تفصیل کے لیے راقم کی کتاب ''احناف کا رسول اللہ ﷺ سے اختلاف'' ملاحظہ فرمائیں۔

154- بَابُ مَا جَاءَ فِي الإِشَارَةِ فِي الصَّلَاةِ

نماز میں اشارہ کرنا

367: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الأَشَجِّ عَنْ نَابِلٍ صَاحِبِ الْعَبَاءِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ صُهَيْبٍ قَالَ: مَرَرْتُ بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ إِلَيَّ إِشَارَةً. وَقَالَ: لَا أَعْلَمُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: إِشَارَةً بِإِصْبَعِهِ.

سیّدنا صہیب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا جبکہ آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے، میں نے آپ کو سلام عرض کیا، تو آپ ﷺ نے اشارے سے مجھے جواب دیا۔ اور انہوں نے کہا: میں نہیں جانتا مگر یہ کہ انہوں نے انگلی کے ساتھ اشارہ کر کے جواب دیا۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ بِلَالٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَنَسٍ وَعَائِشَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا بلال، ابو ہریرہ، انس اور عائشہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح ابى داؤد: ٨٥٨، اخرجه الدارمي: ١٣٦٨، والطبراني في الكبير: ٧٢٩٣

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٩٢٥، سنن ابن ماجه: ١٠١٧، سنن نسائي: ٣/٥، مسند احمد: ١٨٩٣١، ٤٥٦٨، صحيح ابن حبان: ٢٢٥٨ و ٢٢٥٩

368: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قُلْتُ لِبِلَالٍ كَيْفَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَرُدُّ عَلَيْهِمْ حِينَ كَانُوا يُسَلِّمُونَ عَلَيْهِ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ قَالَ: كَانَ يُشِيرُ بِيَدِهِ.

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، میں نے بلال رضی اللہ عنہ سے کہا: جب نبی ﷺ نماز پڑھتے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کو سلام کرتے تھے تو آپ انہیں کس طرح جواب دیتے تھے؟ انہوں نے کہا: آپ اپنے ہاتھ کے ساتھ اشارہ کرتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَحَدِيثُ صُهَيْبٍ حَسَنٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ اللَّيْثِ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور صہیب کی روایت حسن ہے ہم اس کو صرف لیث عن بکیر کی

عَنْ بُكَيْرٍ.

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قُلْتُ لِبِلَالٍ كَيْفَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَصْنَعُ حَيْثُ كَانُوا يُسَلِّمُونَ عَلَيْهِ فِي مَسْجِدِ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ قَالَ: كَانَ يَرُدُّ إِشَارَةً. وَكِلَا الْحَدِيثَيْنِ عِنْدِي صَحِيحٌ لِأَنَّ قِصَّةَ حَدِيثِ صُهَيْبٍ غَيْرُ قِصَّةِ حَدِيثِ بِلَالٍ. وَإِنْ كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَوَى عَنْهُمَا فَاحْتَمَلَ أَنْ يَكُونَ سَمِعَ مِنْهُمَا جَمِيعًا.

روایت سے جانتے ہیں۔

زید بن اسلم کے حوالے سے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے بیان کیا میں نے بلال رضی اللہ عنہ سے کہا: جب صحابہ کرام مسجد بنی عمرو بن عوف میں نبی ﷺ کو (حالت نماز میں) سلام کیا کرتے تھے تو آپ ﷺ انہیں کس طرح جواب دیا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ اشارے سے جواب دیا کرتے تھے۔ میرے نزدیک یہ دونوں حدیثیں صحیح ہیں۔ کیونکہ صہیب رضی اللہ عنہ کی روایت کا قصہ اور بلال رضی اللہ عنہ کی روایت کا قصہ ایک دوسرے سے مُختلف ہیں۔ اگرچہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ان دونوں سے روایت کیا ہے تو اس بات کا احتمال ہے کہ انہوں نے ان دونوں سے ایک ساتھ سنا ہو۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٢/٧٤، ابن الجارود: ٢١٥، والطحاوي في شرح المعاني: ١/٤٥٤

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٩٢٧، مسند احمد: ٢٣٨٨٦، الدارقطني: ٢/٨٤، البيهقي: ٢/٢٥٩

فوائد الحدیث: نماز کی حالت میں اگر کسی دوسرے شخص نے سلام کہہ دیا ہے تو نمازی ہاتھ یا انگلی کے معمولی، اشارے کے ساتھ سلام کا جواب دے سکتا ہے۔ زبان سے الفاظ ادا نہیں کرے گا۔

155- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ التَّسْبِيحَ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِيقَ لِلنِّسَاءِ

(نماز میں امام کو غلطی پر متنبہ کرنے کے لیے) مرد سبحان اللہ کہیں اور عورتیں تالی بجائیں

369: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ "التَّسْبِيحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ".

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ وَجَابِرٍ وَأَبِي سَعِيدٍ وَابْنِ عُمَرَ.

وَقَالَ عَلِيٌّ: كُنْتُ إِذَا اسْتَأْذَنْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي سَبَّحَ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهِ يَقُولُ: أَحْمَدُ

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سبحان اللہ کہنا مردوں کے لیے ہے اور تالی بجانا عورتوں کے لیے ہے۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا علی، سہل بن سعد، جابر، ابو سعید اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب میں نبی ﷺ سے اندر آنے کی اجازت طلب کرتا تھا اور آپ حالت نماز میں ہوتے تھے تو آپ سبحان اللہ کہتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ اہل علم کا اسی پر عمل ہے، امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ کا

وَإِسْحَاقُ.

یہی موقف ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٢/٣٤١، ابن الجارود: ٢١٠، وابن خزيمه: ٨٩٤

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٢٠٣، صحیح مسلم: ٤٢٢، سنن ابو داود: ٩٣٩و ٩٤٤، سنن ابن ماجه: ١٠٣٤، سنن نسائی: ٣/١١-١٢، مسند احمد: ٧٢٨٥ و ٧٥٥٠، صحیح ابن حبان: ٢٢٦٢ و ٢٢٦٣۔

فوائد الحدیث: نماز میں اگر امام کو کسی بھول پر متنبہ کرنے کی ضرورت پیش آجائے تو مرد حضرات "سبحان اللہ" کہیں گے اور خواتین ایک ہاتھ کی پُشت پر دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی سے خبردار کریں گی۔

156- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ التَّثَاؤُبِ فِي الصَّلَاةِ

نماز میں جمائی لینے کی کراہت

370: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "التَّثَاؤُبُ فِي الصَّلَاةِ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا تَثَاءَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَكْظِمْ مَا اسْتَطَاعَ".

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "نماز میں جمائی آنا شیطان کی طرف سے ہے، پس جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو وہ جس قدر ہو سکے اسے روکنے کی کوشش کرے۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَجَدِّ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابو سعید خدری اور عدی بن ثابت کے دادا رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ كَرِهَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ "التَّثَاؤُبَ فِي الصَّلَاةِ".

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ اہل علم حضرات نے نماز میں جمائی لینے کو مکروہ جانا ہے۔

قَالَ إِبْرَاهِيمُ: إِنِّي لَأَرُدُّ التَّثَاؤُبَ بِالتَّنَحْنُحِ.

ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں کھانس کر جمائی کو واپس کر دیتا تھا۔

حکم الحدیث: (صحيح) الضعيفة تحت رقم: ٢٤٢٠، اخرجه البخاري في الادب المفرد: ٩٤٢، ابن خزيمه: ٩٢٠

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣٢٨٩، صحیح مسلم: ٢٩٩٤، سنن ابو داود: ٥٠٢٨ ، سنن ابن ماجه: ١٩٦٨، سنن نسائی فی عمل الیوم واللیلة: ٢١٥ و ٢١٦ و ٢١٧، مسند احمد: ٧٢٩٤ و ٧٥٩٩، صحیح ابن حبان: ٢٣٥٧ و ٢٣٥٨ و ٢٣٥٩

فوائد الحدیث: جمائی، سستی، کاہلی اور غفلت کی علامت ہے نماز میں غفلت اور بددلی۔ چونکہ خشوع و خضوع کے منافی ہے اس لئے شیطان کو یہ عمل پسند ہے لہٰذا اسے ہر ممکن طریقے سے روکنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

157- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ صَلَاةَ الْقَاعِدِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ صَلَاةِ الْقَائِمِ

بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کو نصف ثواب ملتا ہے

371: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ

سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے رسول اللہ ﷺ سے بیٹھ کر نماز پڑھنے والے شخص کے متعلق پوچھا، تو

عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ صَلَاةِ الرَّجُلِ وَهُوَ قَاعِدٌ؟ فَقَالَ: "مَنْ صَلَّى قَائِمًا فَهُوَ أَفْضَلُ وَمَنْ صَلَّى قَاعِدًا فَلَهُ نِصْفُ أَجْرِ الْقَائِمِ وَمَنْ صَلَّى نَائِمًا فَلَهُ نِصْفُ أَجْرِ الْقَاعِدِ".

آپ ﷺ نے فرمایا: "جس نے کھڑے ہو کر نماز پڑھی تو وہ افضل ہے، جس نے بیٹھ کر نماز پڑھی تو اس کے لیے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے سے نصف اجر ملتا ہے، اور جس نے لیٹ کر نماز پڑھی اس کے لیے بیٹھ کر نماز پڑھنے والے سے نصف اجر ملتا ہے۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَأَنَسٍ وَالسَّائِبِ وَابْنِ عُمَرَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عمرو، انس، سائب اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٢/٥٢، ابن خزيمه: ١٣٦، البيهقي: ٢/٣٠٨

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ١١١٥، سنن ابو داود: ٩٥١، سنن ابن ماجه: ١٢٣١، سنن نسائی: ٣/٢٢٣-٢٢٤، مسند احمد: ١٩٨٨٧، صحيح ابن حبان: ٢٥١٣

372: وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ طَهْمَانَ بِهَذَا الإِسْنَادِ إِلَّا أَنَّهُ يَقُولُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ صَلَاةِ الْمَرِيضِ؟ فَقَالَ: "صَلِّ قَائِمًا فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَعَلَى جَنْبٍ". حَدَّثَنَا بِذَلِكَ هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ طَهْمَانَ عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ بِهَذَا الْحَدِيثِ.

سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے رسول اللہ ﷺ سے مریض کی نماز کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "کھڑے ہو کر نماز پڑھ، اگر استطاعت نہ ہو تو بیٹھ کر، اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو پہلو پر۔" (یعنی لیٹ کر) یہی حدیث ہم کو ہناد نے وکیع عن ابراہیم بن طہمان عن حسین المعلم کی سند سے بیان کی۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا رَوَى عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ نَحْوَ رِوَايَةِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ طَهْمَانَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ ہم کسی کو نہیں جانتے کہ اس نے حسین المعلم سے ابراہیم طہمان جیسی روایت کی ہو۔

وَقَدْ رَوَى أَبُو أُسَامَةَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ نَحْوَ رِوَايَةِ عِيسَى بْنِ يُونُسَ.

اور ابو اسامہ اور کئی ایک نے عیسیٰ بن یونس کی روایت کی مثل حسین المعلم سے بیان کیا ہے۔

وَمَعْنَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي صَلَاةِ التَّطَوُّعِ.

بعض اہل علم کے نزدیک اس حدیث کا معنی نفل نماز میں ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: إِنْ شَاءَ الرَّجُلُ صَلَّى صَلَاةَ التَّطَوُّعِ قَائِمًا وَجَالِسًا وَمُضْطَجِعًا.

حسن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اگر آدمی چاہے تو نفل نماز کھڑا ہو کر پڑھے، بیٹھ کر پڑھے اور لیٹ کر پڑھے۔

وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي صَلَاةِ الْمَرِيضِ إِذَا لَمْ يَسْتَطِعْ

اہل علم کا مریض کی نماز کے بارے میں اختلاف ہے کہ

أَنْ يُصَلِّيَ جَالِسًا فَقَالَ: بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ يُصَلِّي عَلَى جَنْبِهِ الأَيْمَنِ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: "يُصَلِّي مُسْتَلْقِيًا عَلَى قَفَاهُ وَرِجْلَاهُ إِلَى الْقِبْلَةِ".

جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھنے کی استطاعت نہ رکھے تو بعض اہل علم نے کہا ہے کہ وہ اپنی دائیں جانب لیٹ کر نماز پڑھے گا، ان میں سے بعض نے کہا ہے، وہ اپنی گدی کے بل لیٹ کر نماز پڑھے گا جبکہ اس کے پاؤں قبلہ رخ ہوں گے۔

وَقَالَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ فِي هَذَا الْحَدِيثِ "مَنْ صَلَّى جَالِسًا فَلَهُ نِصْفُ أَجْرِ الْقَائِمِ". قَالَ: هَذَا لِلصَّحِيحِ وَلِمَنْ لَيْسَ لَهُ عُذْرٌ. يَعْنِي فِي النَّوَافِلِ فَأَمَّا مَنْ كَانَ لَهُ عُذْرٌ مِنْ مَرَضٍ أَوْ غَيْرِهِ فَصَلَّى جَالِسًا فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِ الْقَائِمِ.

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کے بارے میں فرمایا: جس نے بیٹھ کر نماز پڑھی تو اس کے لیے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے سے نصف اجر ہے، انہوں نے کہا: یہ تندرست شخص کے متعلق ہے اور جس کے پاس کوئی عذر نہ ہو، (یعنی نوافل میں)۔ رہا وہ شخص جس کے پاس عذر ہو کہ وہ بیمار ہو یا اس کے علاوہ کوئی عذر اور وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو اس کے لیے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے کے برابر اجر و ثواب ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ فِي بَعْضِ هَذَا الْحَدِيثِ مِثْلُ قَوْلِ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ.

اس حدیث کے کچھ حصے کے متعلق امام سفیان ثوری کے قول کی مثل بیان کیا گیا ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) الارواء: ٢٩٩، اخرجه ابن خزيمه: ٩٧٩، الدارقطني: ١/ ٣٨٠، البغوي: ٩٨٣

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ١١٦ و ١١٧ سنن ابو داود: ٩٥٢، سنن ابن ماجه: ١٢٢٣، مسند احمد: ١٩٨١٩، وشرح مشكل الآثار: ١٦٩٣

فوائد الحديث: (۱) فرض نماز بغیر شرعی عذر کے بیٹھ کر پڑھنا جائز نہیں۔ نوافل پڑھنے کی اجازت ہے لیکن ایسی صورت میں ثواب آدھا ملے گا۔

(۲) معذور شخص، مجبوری کی حالت میں جس بھی حالت میں (بیٹھ کر یا لیٹ کر) نماز ادا کرے تو اسے پورا اجر و ثواب ملے گا، نماز خواہ فرض ہو یا نفل۔

158- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَتَطَوَّعُ جَالِسًا

جو شخص نفل نماز بیٹھ کر پڑھتا ہے

373: حَدَّثَنَا الأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ أَبِي وَدَاعَةَ السَّهْمِيِّ عَنْ حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ: "مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى فِي سُبْحَتِهِ قَاعِدًا حَتَّى كَانَ قَبْلَ وَفَاتِهِ ﷺ بِعَامٍ فَإِنَّهُ كَانَ يُصَلِّي فِي

نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیٹھ کر نفل نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا حتیٰ کہ آپ ﷺ کی وفات سے ایک سال پہلے۔ آپ ﷺ نفل نماز بیٹھ کر پڑھتے تھے۔ اور سورت پڑھتے تو اس کو ترتیل کے ساتھ پڑھتے حتیٰ کہ وہ لمبی سے لمبی ہو

سُبْحَتِهِ قَاعِدًا وَيَقْرَأُ بِالسُّورَةِ وَيُرَتِّلُهَا حَتَّى تَكُونَ أَطْوَلَ مِنْ أَطْوَلَ مِنْهَا".

جاتی تھی۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ.

اس باب میں سیّدہ ام سلمہ اور انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ حَفْصَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ جَالِسًا فَإِذَا بَقِيَ مِنْ قِرَاءَتِهِ قَدْرُ ثَلَاثِينَ أَوْ أَرْبَعِينَ آيَةً قَامَ فَقَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ صَنَعَ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذَلِكَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حفصہ رضی اللہ عنہا کی روایت حسن صحیح ہے۔ نبی ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ بیٹھ کر نماز تہجد پڑھا کرتے تھے، جب آپ ﷺ کی قراءت میں سے تیس یا چالیس آیات باقی رہ جاتیں تو آپ ﷺ کھڑے ہو جاتے اور قراءت کر کے پھر رکوع کرتے، پھر آپ نے دوسری رکعت میں اسی طرح کیا۔

وَرُوِيَ عَنْهُ أَنَّهُ "كَانَ يُصَلِّي قَاعِدًا فَإِذَا قَرَأَ وَهُوَ قَائِمٌ رَكَعَ وَسَجَدَ وَهُوَ قَائِمٌ وَإِذَا قَرَأَ وَهُوَ قَاعِدٌ رَكَعَ وَسَجَدَ وَهُوَ قَاعِدٌ". قَالَ أَحْمَدُ: وَإِسْحَاقُ وَالْعَمَلُ عَلَى كِلَا الْحَدِيثَيْنِ. كَأَنَّهُمَا رَأَيَا كِلَا الْحَدِيثَيْنِ صَحِيحًا مَعْمُولًا بِهِمَا.

آپ ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے، پس جب آپ ﷺ کھڑے ہو کر قراءت کرتے تو آپ رکوع اور سجدہ بھی کھڑے کھڑے کرتے تھے، اور جب آپ ﷺ بیٹھ کر قراءت کرتے تھے تو آپ ﷺ رکوع اور سجدہ بھی بیٹھ کر ہی کرتے تھے۔ امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ نے فرمایا: دونوں حدیثوں پر عمل ہے، گویا کہ ان دونوں حضرات نے دونوں حدیثوں کو صحیح اور ان دونوں پر عمل کرنا صحیح سمجھا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صفة الصلوٰة: ٦٠، اخرجه ابو يعلى: ٧٠٥٥، ابن خزيمه: ١٢٤٢، البيهقي: ٢/٤٩٠

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٧٣٣، سنن نسائی: ٣/٢٢٣، مسند احمد: ٢٦٤٤١، صحيح ابن حبان: ٢٥٠٨

374: حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "كَانَ يُصَلِّي جَالِسًا فَيَقْرَأُ وَهُوَ جَالِسٌ فَإِذَا بَقِيَ مِنْ قِرَاءَتِهِ قَدْرُ مَا يَكُونُ ثَلَاثِينَ أَوْ أَرْبَعِينَ آيَةً قَامَ فَقَرَأَ وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ رَكَعَ وَسَجَدَ ثُمَّ صَنَعَ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذَلِكَ".

ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے اور آپ ﷺ بیٹھ کر ہی قراءت کرتے تھے، جب آپ ﷺ کی قراءت میں سے تیس یا چالیس آیات باقی رہ جاتی تھیں تو آپ ﷺ کھڑے ہو جاتے تھے اور حالت قیام میں قراءت کرتے تھے، پھر آپ ﷺ نے رکوع اور سجدہ کیا، پھر آپ ﷺ نے دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الحميد: ١٩٢، ابن خزيمه: ١٢٤٠، البغوي: ٩٧٩

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ١١١٨ و ١١١٩، صحيح مسلم: ٧٣١، سنن ابو داود: ٩٥٣ و ٩٥٤، سنن ابن ماجه: ١٢٢٦، و ١٢٢٧، سنن نسائی: ٣/٢٢٠، مسند احمد: ٢٤١٩١ و ٢٥٤٤٩، صحيح ابن حبان: ٢٥٠٩

375: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا خَالِدٌ وَهُوَ الْحَذَّاءُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَ: سَأَلْتُهَا عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَنْ تَطَوُّعِهِ؟ قَالَتْ: "كَانَ يُصَلِّي لَيْلاً طَوِيلاً قَائِمًا وَلَيْلاً طَوِيلاً قَاعِدًا فَإِذَا قَرَأَ وَهُوَ قَائِمٌ رَكَعَ وَسَجَدَ وَهُوَ قَائِمٌ وَإِذَا قَرَأَ وَهُوَ جَالِسٌ رَكَعَ وَسَجَدَ وَهُوَ جَالِسٌ".

عبداللہ بن شقیق رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں میں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی نفل نماز کے متعلق پوچھا، تو انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ طویل رات تک کھڑے ہو کر نماز پڑھتے تھے، اور طویل رات تک بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے، پس جب آپ ﷺ کھڑے ہو کر قراءت کرتے تھے تو آپ ﷺ رکوع و سجود بھی کھڑے ہو کر کرتے تھے، اور جب بیٹھ کر قراءت کرتے تھے تو رکوع و سجود بھی بیٹھ کر کرتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن خزيمه: ١١٦٧، المصنف في الشمائل: ٢٨٠

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٧٣٠، سنن ابو داود: ٩٥٥، و ١٢٥١ سنن ابن ماجه: ١٢٢٨، سنن نسائی: ٢١٩/٣، و ٢٢٠، مسند احمد: ٢٤٠١٩، صحيح ابن حبان: ٢٤٧٤ و ٢٤٧٥ و ٢٥١٠

فوائد الحدیث: (۱) نوافل بغیر عذر کے بیٹھ کر پڑھنے سے آدھا ثواب ملتا ہے لیکن رسول ﷺ کی عظمت و شان اور خصوصیت تھی کہ آپ ﷺ بیٹھ کر بھی نماز ادا کریں تو اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو پورا ثواب عطا فرماتے ہیں۔ جیسا کہ سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ کو بیٹھ کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو سوال عرض کیا حدثت یا رسول اللہ ﷺ انك قلت صلوٰة الرجل قاعدا نصف الصلوٰة وانك تصلي قاعدا قال اجل ولكني لست كاحد منكم۔ (سنن ابی داؤد ۱/۱۶۶، الصلوٰة) "اے اللہ کے رسول ﷺ مجھے تو بیان کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ آدمی کا بیٹھ کر نماز پڑھنا نصف نماز ہے۔ اور آپ ﷺ خود بیٹھ کر نماز پڑھ رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! (میں نے فرمایا ہے) لیکن میں تم جیسا نہیں ہوں (اللہ تعالیٰ مجھے پورا اجر دیتے ہیں)"

(۲) نفل نماز میں آدمی قیام میں قرأت کا جو بھی طریقہ اختیار کرے گا وہ درست ہے۔ مثلاً قرأت کا کچھ حصہ کھڑے ہو کر کرے اور کچھ بیٹھ کر۔

☆ قرأت کا کچھ حصہ بیٹھ کر کرے اور پھر کھڑے ہو کر قرأت کر لے اور بعد میں رکوع کرے

☆ پوری قرأت بیٹھ کر اور پھر اسی حالت میں رکوع اور سجدہ کرے۔ وغیرہ وغیرہ۔

159- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ إِنِّي لَأَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فِي الصَّلَاةِ فَأُخَفِّفُ

نبی ﷺ نے فرمایا جب میں نماز میں بچے کے رونے کی آواز سنتا ہوں تو میں نماز ہلکی کر لیتا ہوں

376: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ وَاللهِ إِنِّي لَأَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ وَأَنَا فِي الصَّلَاةِ فَأُخَفِّفُ

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کی قسم! میں نماز میں بچے کے رونے کی آواز سنتا ہوں تو میں اس اندیشے کے پیش نظر نماز مختصر کر دیتا ہوں کہ

مَخَافَةَ أَنْ تُفْتَتَنَ أُمُّهُ.

اس کی ماں کسی پریشانی میں مبتلا نہ ہو۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابوقتادہ، ابوسعید اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: انس رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٢/٥٧، ابو يعلى: ٢٧٢٣، البغوي: ٨٤٦

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٧٠٨، صحيح مسلم: ٤٧٠، سنن ابن ماجه: ٩٨٩، مسند احمد: ١٢٠٦٧، صحيح ابن حبان: ٢١٣٩

فوائد الحدیث: امام کو مقتدیوں کے خشوع وخضوع اور طمانیت کا لحاظ رکھنا چاہئے اگر نماز میں کوئی ایسی صورت پیدا ہو جائے کہ نماز میں بے چینی کا باعث ہو تو امام کو معمول سے ہٹ کر قرأت قدرے مختصر کر لینے میں کوئی حرج نہیں۔

160- بَابُ مَا جَاءَ لَا تُقْبَلُ صَلَاةُ الْمَرْأَةِ إِلَّا بِخِمَارٍ

بالغ عورت کی اوڑھنی کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی

377: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ صَفِيَّةَ ابْنَةِ الْحَارِثِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: "لَا تُقْبَلُ صَلَاةُ الْحَائِضِ إِلَّا بِخِمَارٍ.

ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بالغ عورت کی اوڑھنی کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو. وَقَوْلُهُ الْحَائِضُ. يَعْنِي: الْمَرْأَةَ الْبَالِغَ يَعْنِي: إِذَا حَاضَتْ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے اور حدیث میں جو لفظ "الحائض" بیان ہوا ہے اس کا مفہوم یہ ہے کہ جب عورت بالغ ہو جائے یعنی اس کو حیض آجائے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ "أَنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا أَدْرَكَتْ فَصَلَّتْ وَشَيْءٌ مِنْ شَعْرِهَا مَكْشُوفٌ لَا تَجُوزُ صَلَاتُهَا". وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ قَالَ: لَا تَجُوزُ صَلَاةُ الْمَرْأَةِ وَشَيْءٌ مِنْ جَسَدِهَا مَكْشُوفٌ. قَالَ الشَّافِعِيُّ: وَقَدْ قِيلَ إِنْ كَانَ ظَهْرُ قَدَمَيْهَا مَكْشُوفًا فَصَلَاتُهَا جَائِزَةٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت حسن ہے، اور اہل علم کا اسی پر عمل ہے، کہ عورت جب بالغ ہو جائے اور وہ نماز پڑھے جبکہ اس کے کچھ بال ننگے ہوں تو اس کی نماز جائز نہیں، اور یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے، انہوں نے فرمایا: عورت کی نماز جائز نہیں جبکہ اس کے جسم کا کچھ حصہ ننگا ہو۔ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر اس کے پاؤں کا ظاہری (اوپر والا) حصہ ننگا ہو تو اس کی نماز جائز ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٢/٢٢٩، الحاكم: ١/٢٥١، البيهقي: ٢/٢٣٣

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٦٤١، سنن ابن ماجه: ٦٥٥، مسند احمد: ٢٤٦٤٦ و ٢٥١٦٧،
صحيح ابن حبان: ١٧١١ و ١٧١٢

فوائد الحدیث: (۱) بالغہ عورت کا نماز میں باقی جسم کے ساتھ ساتھ سر کا ڈھانپنا بھی ضروری ہے۔ ورنہ اس کی نماز نہیں ہوگی۔

(۲) اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مرد حضرات اگر ننگے سر نماز پڑھ لیں تو ان کی نماز ہو جائے گی۔ خود رسول اللہ ﷺ نے ایک ہی چادر میں نماز ادا فرمائی ہے۔ اور آپ ﷺ کا سر مبارک ننگا تھا۔ سیّدنا عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں انه راى النبى ﷺ يصلى فى ثوب واحد فى بيت ام سلمه قد القى طرفيه على عاتقيه۔ (بخاری شریف ۱/ ۵۲ کتاب الصلوٰۃ) "بیشک انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھ رہے تھے اور آپ ﷺ نے اس کے دونوں کنارے اپنے کندھوں پر ڈالے ہوئے تھے۔"

(۳) جو لوگ سمجھتے ہیں کہ ننگے سر نماز نہیں ہوتی ان کا موقف بلا دلیل ہے اور یہ جو مساجد میں ٹوپیاں وغیرہ رکھی ہوئی ہیں یہ محض تکلّف ہے۔

161- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ السَّدْلِ فِي الصَّلَاةِ

نماز میں سدل (کپڑا لٹکانے) کی کراہت

378: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ عِسْلِ بْنِ سُفْيَانَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: "نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ السَّدْلِ فِي الصَّلَاةِ".

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے نماز میں سدل (کپڑا لٹکانے) سے منع فرمایا ہے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ عَطَاءٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عِسْلِ بْنِ سُفْيَانَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے نیز فرمایا کہ سیّدنا ابو ہریرہ کی حدیث عطاء عن ابی ہریرۃ مرفوع نہیں مگر عسل بن سفیان کی حدیث سے (یعنی وہ مرفوع ہے)۔

وَقَدِ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي السَّدْلِ فِي الصَّلَاةِ فَكَرِهَ بَعْضُهُمُ السَّدْلَ فِي الصَّلَاةِ وَقَالُوا: هَكَذَا تَصْنَعُ الْيَهُودُ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّمَا كُرِهَ السَّدْلُ فِي الصَّلَاةِ إِذَا لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ إِلَّا ثَوْبٌ وَاحِدٌ فَأَمَّا إِذَا سَدَلَ عَلَى الْقَمِيصِ فَلَا بَأْسَ. وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَكَرِهَ ابْنُ الْمُبَارَكِ السَّدْلَ فِي الصَّلَاةِ.

نماز میں سدل کے بارے میں اہل علم کا اختلاف ہے۔ ان میں سے بعض نے نماز میں سدل کو مکروہ جانا ہے، اور انہوں نے کہا: یہود اس طرح کرتے ہیں۔ اور ان میں سے بعض نے کہا: نماز میں سدل صرف اس صورت میں مکروہ ہے جب اس پر صرف ایک ہی کپڑا ہو۔ البتہ جب اس نے قمیض پر سدل کیا تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ یہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ہے۔ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے نماز میں سدل کو مکروہ جانا ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) المشكوٰة: ٧٦٤، التعليق على ابن خزيمة: ٩١٨، صحيح ابى داؤد: ٦٥٠، بعض نے غسل کے ضعف کی وجہ سے ضعیف کہا ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٦٤٣، مسند احمد: ٧٩٣٤، صحيح ابن حبان: ٢٢٨٩ و ٢٣٥٣

فوائد الحدیث: اپنے رومال یا چادر کو سر یا کندھوں پر اس طرح ڈال لینا کہ اس کے دونوں کنارے نیچے لٹک رہے ہوں اور انہیں لپیٹا نہ جائے، "سدل" کہلاتا ہے۔ یہ ممنوع ہے کیونکہ نماز میں خلل کا باعث ہوتا ہے۔

162- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ مَسْحِ الْحَصَى فِي الصَّلَاةِ

نماز میں کنکریوں پر ہاتھ پھیرنے کی کراہت

379: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُومِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَلَا يَمْسَحِ الْحَصَى فَإِنَّ الرَّحْمَةَ تُوَاجِهُهُ".

سیّدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی نماز پڑھنے کھڑا ہو تو وہ کنکریوں پر ہاتھ نہ پھیرے کیونکہ (اللہ کی) رحمت اس کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ مُعَيْقِيبٍ وَعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَحُذَيْفَةَ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت معیقیب، علی بن ابی طالب، حذیفہ اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي ذَرٍّ حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَرِهَ الْمَسْحَ فِي الصَّلَاةِ وَقَالَ إِنْ كُنْتَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَمَرَّةً وَاحِدَةً. كَأَنَّهُ رُوِيَ عَنْهُ رُخْصَةٌ فِي الْمَرَّةِ الْوَاحِدَةِ. وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابو ذر رضی اللہ عنہ کی روایت حسن ہے۔ نبی ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے نماز میں (کنکریوں پر) ہاتھ پھیرنا ناپسند فرمایا ہے، اور آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر تم نے ضرور ہی یہ کرنا ہو تو ایک بار کر لو۔" گویا کہ ایک بار کرنے کے بارے میں آپ سے رخصت مروی ہے۔ اور اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس میں ابی الاحوص ضعیف ہے۔ ضعيف ابن ماجه: ٢١٣

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٩٤٥، سنن ابن ماجه: ١٠٢٧، سنن نسائى: ٦/٣، صحيح ابن خزيمة: ٩١٣، والبغوى: ٦٦٢ و ٦٦٣، مسند احمد: ٢١٣٣٠، صحيح ابن حبان: ٢٢٧٣ و ٢٢٧٤

380: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ مُعَيْقِيبٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ مَسْحِ الْحَصَى فِي الصَّلَاةِ؟ فَقَالَ: "إِنْ كُنْتَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَمَرَّةً وَاحِدَةً".

سیّدنا معیقیب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز میں کنکریوں پر ہاتھ پھیرنے کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر تم نے ضرور ہی یہ کرنا ہے تو پھر ایک بار کر لو۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ١٣٩٤، ابن خزيمه: ٨٩٠، ابن الجارود: ٢١٨

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ١٢٠٧، صحيح مسلم: ٥٤٦، سنن ابو داود: ٩٤٦، سنن ابن ماجه: ١٠٢٦، سنن نسائی: ٧/٣، مسند احمد: ١٥٥٠٩، صحيح ابن حبان: ٢٢٧٥

فوائد الحدیث: (۱) نماز کی حالت میں کوئی ایسی حرکت نہیں کرنی چاہئے جو نماز کے خشوع خضوع کے منافی ہو۔ کیونکہ اس وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کی طرف متوجہ ہوتی ہے اگر انسان بے رخی اختیار کرے گا تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم ہوگا۔

(۲) اگر کوئی مجبوری ہو مثلاً سجدے والی جگہ پر کوئی نامناسب چیز پڑی ہو یا سجدے کی جگہ ہموار نہ ہو تو ایک ہی مرتبہ اسے ہٹایا جا سکتا ہے بار بار نہیں۔

163- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ النَّفْخِ فِي الصَّلَاةِ

نماز میں پھونک مارنے کی کراہت

381: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ أَخْبَرَنَا مَيْمُونٌ أَبُو حَمْزَةَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ مَوْلَى طَلْحَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: رَأَى النَّبِيُّ ﷺ غُلَامًا، لَنَا يُقَالُ: لَهُ أَفْلَحُ، إِذَا سَجَدَ نَفَخَ، فَقَالَ: يَا أَفْلَحُ! "تَرِّبْ وَجْهَكَ".

سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ہمارے افلح نامی غلام کو دیکھا کہ جب وہ سجدہ کرتا تو (زمین پر) پھونک مارتا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "افلح اپنے چہرے کو مٹی لگنے دو۔"

قَالَ: أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ وَكَرِهَ عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ "النَّفْخَ فِي الصَّلَاةِ"، وَقَالَ: إِنْ نَفَخَ لَمْ يَقْطَعْ صَلَاتَهُ. قَالَ أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ وَبِهِ نَأْخُذُ.

احمد بن منیع رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: عباد بن العوام نے نماز میں پھونک مارنے کو ناپسند کیا ہے۔ اور انہوں نے کہا: اگر وہ پھونک مار لے تو اس سے اس کی نماز نہیں ٹوٹتی۔ احمد بن منیع نے فرمایا: ہمارا بھی یہی موقف ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَرَوَى بَعْضُهُمْ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ هَذَا الْحَدِيثَ وَقَالَ: مَوْلًى لَنَا يُقَالُ: لَهُ رَبَاحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ان میں سے بعض نے اس حدیث کو ابو حمزہ سے روایت کیا ہے۔ اور انہوں نے کہا: (مَوْلًى لَنَا) اس کا نام رباح ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) التعليق الترغيب: ١/١٩٣، المشكوٰة: ١٠٠٢، الضعيفة: ٥٤٨٥، میمون ابی حمزہ ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٦٥٧٢و ٢٦٧٤٤ صحيح ابن حبان: ١٩١٣

382: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ مَيْمُونٍ أَبِي حَمْزَةَ بِهَذَا الْأَسْنَادِ نَحْوَهُ وَقَالَ: غُلَامٌ لَنَا يُقَالُ: لَهُ رَبَاحٌ.

حماد بن زید نے میمون ابی حمزہ سے ان اسناد سے اسی مانند روایت کیا ہے۔ اور انہوں نے کہا: ہمارا رباح نامی غلام تھا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ أُمِّ سَلَمَةَ أَسْنَادُهُ لَيْسَ بِذَاكَ. وَمَيْمُونٌ أَبُو حَمْزَةَ قَدْ ضَعَّفَهُ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت کی اسناد قوی نہیں، میمون ابو حمزہ کو بعض اہل علم نے ضعیف قرار دیا

وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي النَّفْخِ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنْ نَفَخَ فِي الصَّلَاةِ اسْتَقْبَلَ الصَّلَاةَ. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَأَهْلِ الْكُوفَةِ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: يُكْرَهُ النَّفْخُ فِي الصَّلَاةِ وَإِنْ نَفَخَ فِي صَلَاتِهِ لَمْ تَفْسُدْ صَلَاتُهُ. وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.

ہے۔ اور اہل علم نے نماز میں پھونک مارنے کے بارے میں اختلاف کیا ہے، ان میں سے بعض نے کہا: اگر اس نے نماز میں پھونک مار لی ہے تو نماز کی طرف متوجہ ہو۔ یہ سفیان ثوری اور کوفہ والوں کا موقف ہے۔ اور بعض نے کہا: نماز میں پھونک مارنا مکروہ ہے، اور اگر اس نے نماز میں پھونک مار لی ہے تو اس کی نماز نہیں ٹوٹتی، یہ امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ کا قول ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) انظر ما قبله.

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٦٥٧٢و ٢٦٧٤٤ صحيح ابن حبان: ١٩١٣

فوائد الحدیث: روایت سند اً ضعیف ہے لیکن مسائل کے لحاظ سے حدیث نمبر ۳۷۹، ۳۸۰ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

164- بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الاِخْتِصَارِ فِي الصَّلَاةِ

نماز میں کوکھ / پہلو پر ہاتھ رکھنے کی ممانعت

383: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "نَهَى أَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ مُخْتَصِرًا".

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے منع فرمایا کہ آدمی کوکھ / پہلو پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ كَرِهَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ الاِخْتِصَارَ فِي الصَّلَاةِ. وَكَرِهَ بَعْضُهُمْ: أَنْ يَمْشِيَ الرَّجُلُ مُخْتَصِرًا. وَالاِخْتِصَارُ: أَنْ يَضَعَ الرَّجُلُ يَدَهُ عَلَى خَاصِرَتِهِ فِي الصَّلَاةِ أَوْ يَضَعَ يَدَيْهِ جَمِيعًا عَلَى خَاصِرَتَيْهِ. وَيُرْوَى "أَنَّ إِبْلِيسَ إِذَا مَشَى مَشَى مُخْتَصِرًا".

امام ترمذی نے فرمایا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ اہل علم میں سے کچھ حضرات نے نماز میں کوکھ پر ہاتھ رکھنے کو ناپسند فرمایا ہے۔ اور بعض نے کوکھ پر ہاتھ رکھ کر چلنے کو ناپسند کیا ہے، "الاختصار" کا مطلب ہے کہ آدمی اپنا ہاتھ اپنی کوکھ / پہلو پر رکھے یا دونوں پہلوؤں پر دونوں ہاتھ رکھے، اور مروی ہے کہ ابلیس جب چلتا ہے تو وہ کوکھ پر ہاتھ رکھ کر چلتا ہے۔ (یہ تکبّر کا انداز ہے)۔

حکم الحدیث: (صحيح) صفة الصلاة: ٦٩، صحيح ابي داؤد: ٨٧٣، الروض: ١١٥٢، الارواء: ٣٧٣١

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ١٢١٩و ١٢٢٠، صحيح مسلم: ٥٤٥، سنن ابو داود: ٩٤٧، سنن نسائی: ١٢٧/٢، مسند احمد: ٧١٧٥، صحيح ابن حبان: ٢٢٨٥

فوائد الحدیث: (۱) "اختصار" کا مطلب ہے کہ آدمی اپنا ایک ہاتھ یا دونوں یا تو اپنی کوکھ پر رکھ کر کھڑا ہو۔ کیونکہ قیام کی ایک خاص حالت ہے اس طرح کھڑے ہونے سے اصل مسنون طریقے کی مخالفت ہوگی اس لیے اس سے منع فرمایا گیا ہے۔

(۲) بعض روایات میں اسے شیطان کے انداز سے مشابہت بیان کیا گیا ہے۔ سنن نسائی کی ایک روایت کے مطابق اسے عیسائیوں کی "صلیب" سے تشبیہ دی گئی ہے۔ دیکھئے (سنن نسائی ۱/۱۰۶ باب النهی عن التخصر فی الصلوٰۃ)

(۳) کسی بھی مومن مسلمان کے لیے کسی بھی غیر مسلم کے مذہبی شعار کی مشابہت جائز نہیں لہٰذا اس سے اجتناب کرنا چاہیے جو شریعت محمدیہ میں ممنوع ہے اور غیر مسلموں کی پہچان ہے خواہ وہ لباس ہو، حجامت اور وضع قطع ہو یا کوئی قول اور نعرہ وغیرہ۔

165- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ كَفِّ الشَّعْرِ فِي الصَّلَاةِ

نماز میں بال سمیٹنے کی ممانعت

384: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ مُوسَى عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي رَافِعٍ أَنَّهُ مَرَّ بِالْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ وَهُوَ يُصَلِّي وَقَدْ عَقَصَ ضَفِيرَتَهُ فِي قَفَاهُ فَحَلَّهَا فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ الْحَسَنُ مُغْضَبًا فَقَالَ أَقْبِلْ عَلَى صَلَاتِكَ وَلَا تَغْضَبْ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ذَلِكَ كِفْلُ الشَّيْطَانِ".

سیّدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے پاس سے گزرے جبکہ وہ نماز پڑھ رہے تھے اور انہوں نے گدی کے پیچھے بالوں کا جوڑا باندھا ہوا تھا، انہوں نے اسے کھول دیا۔ حسن رضی اللہ عنہ نے غصے میں ان کی طرف دیکھا، تو انہوں نے کہا: اپنی نماز پڑھیں غصے میں نہ آئیں، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "یہ شیطان کا حصہ ہے۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدہ ام سلمہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي رَافِعٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ كَرِهُوا أَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ وَهُوَ مَعْقُوصٌ شَعْرُهُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو رافع رضی اللہ عنہ کی روایت حسن ہے، اسی پر اہل علم کا عمل ہے، انہوں نے اسے مکروہ جانا ہے کہ آدمی جوڑا باندھ کر نماز پڑھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَعِمْرَانُ بْنُ مُوسَى هُوَ الْقُرَشِيُّ الْمَكِّيُّ وَهُوَ أَخُو أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: عمران بن موسیٰ وہ قرشی مکی ہیں اور وہ ایوب بن موسیٰ کے بھائی ہیں۔

حکم الحدیث: (حسن) صحيح ابی داؤد: ٦٥٣، اخرجه عبدالرزاق: ٢٩٩١؛ ابن خزيمه: ٩١١، الحاكم: ١/٢٦١

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٦٤٦، مسند احمد: ٢٣٨٥٦ و ٢٣٨٧٨ صحيح ابن حبان: ٢٢٧٩

فوائد الحدیث: (۱) نماز میں سر کے بالوں کا جوڑا بنا کر گچھے کی شکل میں باندھنا ناجائز اور حرام ہے اس لیے اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔ سنن نسائی کی ایک روایت کے مطابق آپ ﷺ سے اسے "پیچھے بندھے ہوئے ہاتھوں سے تشبیہ دی ہے"۔ (سنن نسائی ۱/۱۳۱)

(۲) اگر کوئی انسان خلاف شرع کام دیکھے تو اسے فوراً اصلاح کرنی چاہیے اگر وہ ہاتھ سے اس برائی کو روک سکتا ہے تو روک دے۔

(۳) جب کوئی آدمی قرآن و حدیث کی دلیل سے کسی بھی شخص کی راہنمائی کرے تو اسے ناراض ہونے کی بجائے اس کی بات کو فوراً قبول کرنا چاہئے۔ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا یہی طرز عمل تھا جیسا کہ زیر نظر حدیث میں سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کا کردار ہے۔ (سنن نسائی

۱/۱۳۶) سیّدنا عبداللہ بن حارث اور سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے واقعہ سے بھی یہی بات ثابت ہوتی ہے۔

166- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّخَشُّعِ فِي الصَّلَاةِ

نماز میں خشوع پیدا کرنا

385: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ رَبِّهِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ أَبِي أَنَسٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ نَافِعٍ ابْنِ الْعَمْيَاءِ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ "الصَّلَاةُ مَثْنَى مَثْنَى تَشَهَّدُ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ وَتَخَشَّعُ وَتَضَرَّعُ وَتَمَسْكَنُ وَتَذَرَّعُ وَتُقْنِعُ يَدَيْكَ، يَقُولُ تَرْفَعُهُمَا إِلَى رَبِّكَ مُسْتَقْبِلاً بِبُطُونِهِمَا وَجْهَكَ وَتَقُولُ يَا رَبِّ يَا رَبِّ!!! وَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَهُوَ كَذَا وَكَذَا".

سیّدنا فضل بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "نماز دو دو رکعت ہے، ہر دو رکعت میں تشہد ہے، خشوع و خضوع اور مسکینی اختیار کرنا ہے، رب کے حضور سیدھے ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا ہے۔ اے میرے اللہ! اے میرے اللہ! کہنا ہے (یعنی گڑگڑا کا دعا کرنا ہے) اور جو یہ نہ کرے تو وہ اس طرح اور اس طرح ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَالَ: غَيْرُ ابْنِ الْمُبَارَكِ فِي هَذَا الْحَدِيثِ مَنْ لَمْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَهِيَ خِدَاجٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ باقی حضرات نے اس حدیث میں یوں نقل کیا ہے: "جو یہ نہ کرے تو وہ نماز ناقص ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ يَقُولُ رَوَى شُعْبَةُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ فَأَخْطَأَ فِي مَوَاضِعَ فَقَالَ: عَنْ أَنَسِ بْنِ أَبِي أَنَسٍ وَهُوَ عِمْرَانُ بْنُ أَبِي أَنَسٍ وَقَالَ: عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ وَإِنَّمَا هُوَ عَبْدُ اللهِ بْنُ نَافِعٍ ابْنِ الْعَمْيَاءِ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ. وَقَالَ شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنِ الْمُطَّلِبِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَإِنَّمَا هُوَ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. قَالَ مُحَمَّدٌ وَحَدِيثُ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ يَعْنِي: أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ شُعْبَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو بیان کرتے ہوئے سنا: شعبہ نے اس حدیث کو عبدربہ عن سعید سے روایت کیا اور انہوں نے کئی مواقع پر غلطی کی ہے۔ انہوں نے کہا: عن انس بن ابی انس حالانکہ عمران بن ابی انس ہے۔ اور انہوں نے کہا: عن عبداللہ بن حارث جبکہ وہ عبداللہ بن نافع ابن العمیا عن ربیعہ بن حارث ہیں۔ انہوں نے کہا: شعبہ عن عبداللہ بن حارث عن المطلب عن النبی ﷺ جبکہ وہ عن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب عن الفضل بن عباس عن النبی ﷺ ہے۔ امام بخاری نے کہا اور لیث بن سعد کی روایت شعبہ کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس میں عبداللہ بن نافع ضعیف ہے۔ ضعيف الترمذي: ٦٠

تخریج الحدیث: سنن نسائی الکبری: ١٤٤٠، ٦١٥ مسند احمد: ١٧٥٢٥، ١٧٩٩، شرح مشكل الآثار: ١٠٩٤-١٠٩٦

فوائد الحدیث: اس حدیث سے بھی یہی ثابت ہو رہا ہے کہ نماز میں آدمی کو مکمل توجہ اور عاجزی وانکساری اختیار کرنی چاہئے کہ ایک مومن کی شان اور خوبی یہی ہے کہ وہ اپنی نماز میں خشوع وخضوع اختیار کرتے ہیں (سورۃ المومنون)

167- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ التَّشْبِيكِ بَيْنَ الأَصَابِعِ فِي الصَّلَاةِ

نماز میں ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالنے کی ممانعت

386: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ رَجُلٍ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَأَحْسَنَ وُضُوءَهُ ثُمَّ خَرَجَ عَامِدًا إِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا يُشَبِّكَنَّ بَيْنَ أَصَابِعِهِ فَإِنَّهُ فِي صَلَاةٍ".

سیّدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی وضو کرے تو خوب اچھی طرح وضو کرے، پھر مسجد کے لیے روانہ ہو تو وہ ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں نہ ڈالے کیونکہ وہ (ثواب کے لحاظ سے مسجد کی طرف چلتے ہوئے بھی) نماز میں ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ مِثْلَ حَدِيثِ اللَّيْثِ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کو کئی ایک نے ابن عجلان سے لیث کی روایت کے مثل روایت کیا ہے۔

وَرَوَى شَرِيكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ هَذَا الْحَدِيثِ وَحَدِيثُ شَرِيكٍ غَيْرُ مَحْفُوظٍ.

شریک نے محمد بن عجلان عن ابیہ عن ابی ہریرہ عن النبی ﷺ اس حدیث کے مانند روایت کیا ہے اور شریک کی روایت محفوظ نہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ٤١٢، ابن خزيمه: ٤٤٤

تخریج الحدیث: شرح مشكل الآثار: ٥٥٧٠، صحيح ابن حبان: ٢١٥٠، سنن كبرىٰ للبيهقي: ٣/٢٣٠-٢٣١، سنن ابو داود: ٥٦٢، سنن ابن ماجه: ٩٦٧، مسند احمد: ١٨١٠٣، صحيح ابن حبان: ٢٠٣٦۔

فوائد الحدیث: نماز کے ہر ہر رکن کی ادائیگی میں اعضاء کی کیفیت بھی احادیث میں بیان ہوئی ہے اس کے منافی طریقہ خلاف سُنت عمل شمار کیا گیا ہے ان میں سے ہی ایک یہ بھی ہے کہ دوران نماز آدمی اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں داخل نہیں کریگا کیونکہ یہ بھی نماز کے خشوع وخضوع کے منافی ہے۔

نماز کے علاوہ بھی چونکہ باوضو شخص نماز کے انتظار میں ہوتا ہے تو آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق وہ نماز میں ہی ہوتا ہے لہٰذا ایسی حالت میں بھی اس تشبیک والے عمل سے اجتناب کرنا چاہئے۔

البتہ اگر ضرورت ہو تو نماز کے علاوہ یہ کرنا جائز ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے خود حجۃ الوداع کے موقعہ پر ایک ہی سفر میں حج وعمرہ دونوں کی ادائیگی کی متعلق سیّدنا سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ کے سوال کا جواب ارشاد فرماتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں داخل کرتے ہوئے فرمایا کہ "یہ حکم ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہے"۔ صحیح مسلم میں حدیث کے الفاظ ہیں: فشبك رسول الله ﷺ اصابعه واحدة فی الاخریٰ وقال دخلت العمرة فی الحج... الخ (مسلم ۱/۳۹۶، باب حجۃ النبی ﷺ) اس سے معلوم ہوا کہ عام حالات میں بوقت ضرورت تشبیک ناجائز نہیں لیکن نماز کی حالت میں ایسا کرنا حرام ہے۔

168- بَابُ مَا جَاءَ فِي طُولِ الْقِيَامِ فِي الصَّلَاةِ

نماز میں لمبا قیام

387: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قِيلَ لِلنَّبِيِّ ﷺ أَيُّ الصَّلَاةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: "طُولُ الْقُنُوتِ".

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، نبی ﷺ سے عرض کیا گیا، کون سی نماز افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "لمبے قیام والی۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُبْشِيٍّ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں عبداللہ بن حبشی اور انس بن مالک رضی اللہ عنہما کی نبی کریم ﷺ سے روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح ہے۔ اور کئی ایک طرق سے جابر بن عبداللہ سے روایت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الحميدي: ١٢٧٦، البيهقي: ٣/٨، والبغوي: ٦٠٩

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٧٥٦، سنن ابن ماجه: ١٤٢١، مسند احمد: ١٤٢٣٣، و ١٤٣٦٨ و ١٥٢١٠، صحيح ابن حبان: ١٧٥٨

فوائد الحدیث: (۱) لمبے قیام میں چونکہ قرآن مجید کی قرأت زیادہ ہوتی ہے اس لیے اس نماز کو افضل قرار دیا گیا ہے۔

(۲) "قاری" اگر امام ہو تو پھر اسے مقتدیوں کا لحاظ رکھتے ہوئے قیام کرنا چاہئے، البتہ جب اکیلا ہو تو جتنی اس کا جی چاہے وہ فضیلت حاصل کرے۔

169- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَثْرَةِ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَفَضْلِهِ

رکوع و سجود کثرت سے کرنا اور اس کی فضیلت

388: حَدَّثَنَا أَبُو عَمَّارٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ: وَحَدَّثَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ رَجَاءٌ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي الْوَلِيدُ بْنُ هِشَامٍ الْمُعَيْطِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي مَعْدَانُ بْنُ طَلْحَةَ الْيَعْمَرِيُّ قَالَ: لَقِيتُ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ لَهُ: دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ يَنْفَعُنِي اللّٰهُ بِهِ وَيُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ فَسَكَتَ عَنِّي مَلِيًّا ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيَّ فَقَالَ: "عَلَيْكَ بِالسُّجُودِ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: مَا مِنْ عَبْدٍ يَسْجُدُ لِلّٰهِ سَجْدَةً إِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةً".

معدان بن طلحہ الیعمری نے بیان کیا، میں نے رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام ثوبان رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی تو میں نے ان سے کہا: مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جس کے ذریعے اللہ مجھے نفع پہنچائے اور اللہ مجھے جنّت میں داخل فرمائے؟ پس کچھ دیر تو انہوں نے مجھے جواب نہ دیا اور پھر میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: کثرت سے سجدے کیا کرو کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "جو بندہ اللہ کے لیے ایک سجدہ کرتا ہے تو اللہ اس کی وجہ سے اس کا ایک درجہ بلند کر دیتا ہے اور اس کی ایک غلطی معاف کر دیتا ہے۔"

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن خزيمه: ٦١٣، البيهقي: ٢/٤٨٥، البغوي: ٣٨٨

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٤٨٨، سنن ابن ماجه: ١٤٢٣، سنن نسائي: ٢/٢٢٨، مسند احمد: ٢٢٣٧١ و ٢٢٣٧٧، صحيح ابن حبان: ١٧٣٥

389: قَالَ مَعْدَانُ بْنُ طَلْحَةَ فَلَقِيتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ فَسَأَلْتُهُ عَمَّا سَأَلْتُ عَنْهُ ثَوْبَانَ فَقَالَ: عَلَيْكَ بِالسُّجُودِ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: "مَا مِنْ عَبْدٍ يَسْجُدُ لِلّٰهِ سَجْدَةً إِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةً".

معدان بن طلحہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا: میں نے ابو درداء رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی، تو میں نے ان سے اسی چیز کے متعلق سوال کیا جس کے متعلق میں نے ثوبان رضی اللہ عنہ سے سوال کیا تھا۔ تو انہوں نے فرمایا: کثرت سے سجدے کیا کرو، کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: "جو بندہ اللہ کے لیے ایک سجدہ کرتا ہے تو اللہ اس کی وجہ سے اس کا ایک درجہ بلند کر دیتا ہے اور اس کی ایک غلطی معاف کر دیتا ہے۔"

قَالَ مَعْدَانُ بْنُ طَلْحَةَ الْيَعْمَرِيُّ وَيُقَالُ ابْنُ أَبِي طَلْحَةَ.

معدان بن طلحہ یعمری کو ابن ابی طلحہ بھی کہا جاتا ہے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي أُمَامَةَ وَأَبِي فَاطِمَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابوہریرہ، ابوامامہ اور ابوفاطمہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ثَوْبَانَ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ فِي كَثْرَةِ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ، حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کثرت رکوع و سجود کے بارے میں ثوبان رضی اللہ عنہ اور ابو درداء رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

وَقَدِ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي هَذَا الْبَابِ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: طُولُ الْقِيَامِ فِي الصَّلَاةِ أَفْضَلُ مِنْ كَثْرَةِ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: كَثْرَةُ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ أَفْضَلُ مِنْ طُولِ الْقِيَامِ. وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: قَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي هَذَا حَدِيثَانِ وَلَمْ يَقْضِ فِيهِ بِشَيْءٍ.

اہل علم کا اس باب کے بارے میں اختلاف ہے، ان میں سے بعض نے کہا: نماز میں لمبا قیام کرنا کثرت رکوع و سجود سے افضل ہے، جبکہ ان میں سے بعض نے کہا: کثرت رکوع و سجود طول قیام سے افضل ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دو حدیثیں مروی ہیں۔ اور آپ نے کسی طرح اس میں کوئی فیصلہ نہیں کیا۔

وَقَالَ إِسْحَاقُ: أَمَّا فِي النَّهَارِ فَكَثْرَةُ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَأَمَّا بِاللَّيْلِ فَطُولُ الْقِيَامِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ رَجُلٌ لَهُ جُزْءٌ بِاللَّيْلِ يَأْتِي عَلَيْهِ فَكَثْرَةُ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ فِي هَذَا أَحَبُّ إِلَيَّ إِنَّهُ يَأْتِي عَلَى جُزْئِهِ وَقَدْ رَبِحَ كَثْرَةَ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ".

امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: رہا دن کے وقت تو پھر کثرت رکوع و سجود اور رہا رات کے وقت تو پھر لمبا قیام افضل ہے، اِلّا یہ کہ آدمی نے رات کے وقت میں سے کچھ حصہ (قرآن پڑھنے کے لیے) مقرر کیا ہو اور وہ اس کی پابندی کرتا ہو تو اس بارے میں رکوع و سجود (کی کثرت) مجھے زیادہ پسند ہے، کیونکہ وہ اپنے اس حصے کی پابندی تو کرے گا اور کثرت رکوع و سجود نفع / فائدے میں حاصل کر لیے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَإِنَّمَا قَالَ إِسْحَاقُ هَذَا: لِأَنَّهُ كَذَا وُصِفَ صَلَاةُ النَّبِيِّ ﷺ بِاللَّيْلِ وَوُصِفَ طُولُ الْقِيَامِ وَأَمَّا بِالنَّهَارِ فَلَمْ يُوصَفْ مِنْ صَلَاتِهِ مِنْ طُولِ الْقِيَامِ مَا وُصِفَ بِاللَّيْلِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے یہ اس لیے بیان کیا ہے کہ نبی ﷺ کی نماز تہجد اس طرح بیان کی گئی ہے، اور لمبا قیام بیان کیا گیا ہے۔ رہا دن کے وقت تو آپ کی نماز کا لمبا قیام بیان نہیں کیا گیا جو رات کی نماز کے متعلق بیان کیا گیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں گزشتہ حدیث۔

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٤٨٨، سنن ابن ماجه: ١٤٢٣، سنن نسائي: ٢/٢٢٨، مسند احمد: ٢٢٣٧١ و ٢٢٣٧٧، صحيح ابن حبان: ٧٣٥

فوائد الحدیث: سجدے کی حالت میں آدمی چونکہ اللہ تعالیٰ کا بہت زیادہ قرب حاصل کرتا ہے اس لیے جتنے زیادہ سجدے کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے درجات اسی قدر زیادہ بلند کریں گے اور اس کے گناہ بھی اسی کثرت سے معاف ہونگے۔ اور یہ کنایہ ہے زیادہ رکعات ادا کرنے سے کہ جتنی زیادہ نمازیں پڑھے گا اتنے ہی زیادہ سجدے ہوں گے۔ لہٰذا نوافل کا زیادہ اہتمام کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

170- بَابُ مَا جَاءَ فِي قَتْلِ الْأَسْوَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ

دو سیاہ چیزوں کو نماز میں بھی مار ڈالنے کا حکم

390: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ هُوَ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ ضَمْضَمِ بْنِ جَوْسٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: "أَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِقَتْلِ الْأَسْوَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ الْحَيَّةُ وَالْعَقْرَبُ".

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے دو سیاہ چیزوں کو نماز میں بھی مار ڈالنے کا حکم فرمایا ہے، سانپ اور بچھو۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي رَافِعٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عباس اور ابو رافع رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ. وَكَرِهَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: قَتْلَ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ فِي الصَّلَاةِ. وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ: إِنَّ فِي الصَّلَاةِ لَشُغْلاً. وَالْقَوْلُ الْأَوَّلُ أَصَحُّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ نبی ﷺ کے اصحاب اور دیگر حضرات میں سے بعض اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔ امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔ بعض اہل علم نے سانپ اور بچھو کو نماز میں مار ڈالنے کو ناپسند کیا ہے۔ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نماز میں تو مشغولیت ہوتی ہے۔ جبکہ پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الدارمي: ١٥١٢، ابن الجارود: ٢١٣، ابن خزيمه: ٨٦٩، الحاكم: ١/٢٥٦

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٩٢١، سنن ابن ماجه: ١٢٤٥، سنن نسائي فى المجتبى: ٣/١٠، مسند احمد: ٧١٧٨، صحيح ابن حبان: ٢٣٥١

فوائد الحدیث: نماز میں خشوع و خضوع اور پوری توجہ وانہماک اللہ تعالیٰ کی بندگی اور عبادت کا تقاضا ہے جو کہ ایک مومن مسلمان سے

مطلوب ہے۔ لیکن اگر دوران نماز کوئی بھی ایسی موذی چیز یا جانور سامنے آجائے کہ جس سے خود نمازی کی یا کسی دوسرے شخص کی جان کو خطرہ یا نقصان کا اندیشہ ہو تو پھر اس چیز کا خاتمہ کرنا ضروری ہے تاکہ یکسوئی سے عبادت کی جاسکے۔

171- بَابُ مَا جَاءَ فِي سَجْدَتَيِ السَّهْوِ قَبْلَ التَّسْلِيمِ

سلام پھیرنے سے پہلے سہو کے دو سجدے

391: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ بُحَيْنَةَ الْأَسَدِيِّ حَلِيفِ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "قَامَ فِي صَلَاةِ الظُّهْرِ وَعَلَيْهِ جُلُوسٌ فَلَمَّا أَتَمَّ صَلَاتَهُ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ يُكَبِّرُ فِي كُلِّ سَجْدَةٍ وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ وَسَجَدَهُمَا النَّاسُ مَعَهُ مَكَانَ مَا نَسِيَ مِنَ الْجُلُوسِ".

بنو عبدالمطلب کے حلیف عبداللہ بن بحینہ اسدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ظہر کی نماز میں کھڑے ہوگئے جبکہ آپ ﷺ نے تو (تشہد میں) بیٹھنا تھا۔ جب آپ ﷺ نماز مکمل کر چکے تو آپ ﷺ نے سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدے کیے۔ اور آپ ﷺ ہر سجدے کے لیے اللہ اکبر کہتے تھے۔ اور آپ ﷺ جو بیٹھنا بھول گئے تھے اس کی جگہ لوگوں نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ دو سجدے کیے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى وَأَبُو دَاوُدَ، قَالَا: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ وَالسَّائِبَ الْقَارِيَّ كَانَا يَسْجُدَانِ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ قَبْلَ التَّسْلِيمِ.

محمد بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن سائب قاری سلام پھیرنے سے پہلے سہو کے دو سجدے کرتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ بُحَيْنَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ: يَرَى سُجُودَ السَّهْوِ كُلِّهِ قَبْلَ السَّلَامِ وَيَقُولُ هَذَا النَّاسِخُ لِغَيْرِهِ مِنَ الْأَحَادِيثِ وَيَذْكُرُ أَنَّ آخِرَ فِعْلِ النَّبِيِّ ﷺ كَانَ عَلَى هَذَا. وَقَالَ أَحْمَدُ: وَإِسْحَاقُ إِذَا قَامَ الرَّجُلُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ فَإِنَّهُ يَسْجُدُ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ قَبْلَ السَّلَامِ عَلَى حَدِيثِ ابْنِ بُحَيْنَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن بحینہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ اسی پر بعض اہل علم کا عمل ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہر قسم کے سہو کے سجدے سلام پھیرنے سے پہلے کرنا جائز سمجھتے ہیں، اور وہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث دوسری حدیثوں کی ناسخ ہے، اور وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کا آخری عمل اسی پر تھا۔ امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ نے فرمایا: جب آدمی دو رکعتیں پڑھ کر کھڑا ہو جائے تو وہ ابن بحینہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق سلام سے پہلے سہو کے سجدے کرے گا۔

وَعَبْدُ اللهِ ابْنُ بُحَيْنَةَ هُوَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَالِكٍ وَهُوَ ابْنُ بُحَيْنَةَ مَالِكٌ أَبُوهُ وَبُحَيْنَةُ أُمُّهُ. هَكَذَا أَخْبَرَنِي إِسْحَاقُ بْنُ

یہ عبداللہ بن بحینہ، یہی عبداللہ بن مالک بھی ہیں اور عبداللہ بن بحینہ بھی۔ مالک ان کے والد کا نام تھا اور بحینہ ماں کا (کبھی

مَنْصُورٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمَدِينِيِّ.

ان کی نسبت ماں کی طرف کر دی جاتی اور کبھی باپ کی طرف) امام اسحٰق بن منصور نے علی بن عبداللہ بن مدینی سے اسی طرح بیان کیا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي سَجْدَتَيِ السَّهْوِ مَتَى يَسْجُدُهُمَا الرَّجُلُ قَبْلَ السَّلَامِ أَوْ بَعْدَهُ فَرَأَى بَعْضُهُمْ: أَنْ يَسْجُدَهُمَا بَعْدَ السَّلَامِ. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَأَهْلِ الْكُوفَةِ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: يَسْجُدُهُمَا قَبْلَ السَّلَامِ. وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ الْفُقَهَاءِ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مِثْلِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ وَرَبِيعَةَ وَغَيْرِهِمَا وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اہل علم کا سہو کے دو سجدوں کے بارے میں اختلاف ہے کہ وہ انہیں کب کرے گا، سلام سے پہلے یا اس کے بعد؟ ان میں سے بعض کی رائے ہے کہ وہ سلام کے بعد سجدے کرے گا، یہ سفیان ثوری اور کوفہ والوں کا موقف ہے، جبکہ بعض نے کہا ہے کہ وہ سلام سے پہلے سجدے کرے گا، یہ اہل مدینہ کے اکثر فقہاء جیسے: یحیٰی بن سعید اور ربیعہ رحمہما اللہ و دیگر کا موقف ہے، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی یہی فرماتے ہیں۔

وَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِذَا كَانَتْ زِيَادَةً فِي الصَّلَاةِ فَبَعْدَ السَّلَامِ وَإِذَا كَانَ نُقْصَانًا فَقَبْلَ السَّلَامِ. وَهُوَ قَوْلُ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ.

ان میں سے بعض نے کہا ہے کہ نماز میں زیادتی ہو جانے کی صورت میں سلام کے بعد اور جب کمی ہو تو پھر سلام سے پہلے، یہ مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ہے۔

وَقَالَ أَحْمَدُ مَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَجْدَتَيِ السَّهْوِ فَيُسْتَعْمَلُ كُلٌّ عَلَى جِهَتِهِ يَرَى إِذَا قَامَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ عَلَى حَدِيثِ ابْنِ بُحَيْنَةَ فَإِنَّهُ يَسْجُدُهُمَا قَبْلَ السَّلَامِ وَإِذَا صَلَّى الظُّهْرَ خَمْسًا فَإِنَّهُ يَسْجُدُهُمَا بَعْدَ السَّلَامِ وَإِذَا سَلَّمَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فَإِنَّهُ يَسْجُدُهُمَا بَعْدَ السَّلَامِ وَكُلٌّ يُسْتَعْمَلُ عَلَى جِهَتِهِ. وَكُلُّ سَهْوٍ لَيْسَ فِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ذِكْرٌ فَإِنَّ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ قَبْلَ السَّلَامِ.

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سہو کے دو سجدوں کے بارے میں نبی ﷺ سے جو بھی مروی ہے اور جس صورت میں مروی ہے اس کی ہر صورت پر اس کے مطابق عمل کیا جائے گا، وہ کہتے ہیں کہ جب وہ ابن بحینہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق دو رکعتیں پڑھ کر کھڑا ہو جائے گا تو پھر وہ سلام سے پہلے دو سجدے کرے گا اور جب ظہر کی پانچ رکعتیں پڑھ لے گا تو پھر سلام کے بعد دو سجدے کرے گا، اور جب وہ ظہر و عصر میں دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دے گا تو پھر وہ سلام کے بعد سجدے کرے گا، ہر صورت پر اس کی صورت و کیفیت کے مطابق عمل کیا جائے گا، اور ہر وہ سہو جس کے بارے میں نبی ﷺ سے کوئی چیز ذکر نہیں تو اس میں سلام سے پہلے دو سجدے ہیں۔

وَقَالَ إِسْحَاقُ: نَحْوَ قَوْلِ أَحْمَدَ فِي هَذَا كُلِّهِ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: كُلُّ سَهْوٍ لَيْسَ فِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ذِكْرٌ فَإِنْ كَانَتْ زِيَادَةً فِي الصَّلَاةِ يَسْجُدُهُمَا بَعْدَ السَّلَامِ وَإِنْ كَانَ نُقْصَانًا

امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے ان تمام صورتوں میں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے موافق موقف اختیار کیا ہے، البتہ انہوں نے یہ کہا ہے کہ ہر وہ سہو جس کے متعلق نبی ﷺ سے کوئی چیز مذکور نہیں تو اس

يَسْجُدُهُمَا قَبْلَ السَّلَامِ.

صورت میں اگر نماز میں اضافہ ہو گیا ہے تو وہ سلام پھیرنے کے بعد دو سجدے کرے گا اور اگر کمی واقع ہوئی ہے تو پھر سلام سے پہلے دو سجدے کرے گا۔

حکم الحدیث: (صحیح) (صحیح الاسناد، إنْ كَانَ ابن ابْرَاهِيم. وَهُوَ التَّيْمِي، المَدْنِيْ، لَقِيَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ والسائب، وَهُوَ ابن عمير) اگر ابن ابراہیم کی ابوہریرہ سے ملاقات ثابت ہو تو یہ حدیث صحیح ہے۔ اخرجه ابن خزيمه: ٨٦٩، ابن الجارود: ٢١٣

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٨٢٩ و ١٢٣٠ صحیح مسلم: ٥٧٠ سنن ابو داود: ١٠٣٤ و ١٠٣٥، سنن ابن ماجه: ١٢٠٦، و ١٢٠٧، سنن نسائی: ٢/٢٤٤ و ٣/١٩-٢٠ و ٣٤، مسند احمد: ٢٢٩١٩ و ٢٢٩٢٠، صحیح ابن حبان: ١٩٣٨-١٩٣٩ و ١٩٤١

فوائد الحدیث: (۱) رسول اللہ ﷺ امت کے لئے نمونہ ہیں اس لئے وہ تمام مسائل آپ ﷺ کو بھی درپیش رہے جو امت کو کسی بھی موقعہ پر پیش آسکتے تھے تاکہ اس مسئلہ میں آپ ﷺ کا طریقہ "سنت" قرار پائے انہی مسائل میں سے ایک سجدہ سہو بھی ہے۔

(۲) جب آدمی نماز میں بھول جائے تو وہ سجدہ سہو کرے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے صرف سجدہ سہو ہی کیا ہے۔ اگر ایک یا ایک سے زائد رکعتیں رہ گئی ہوں تو وہ ادا کرنے کے بعد سجدہ سہو کیا جائے۔ جو لوگ یہ سمجھتے اور کہتے ہیں کہ ایسی صورت میں نماز باطل ہو جاتی ہے دوبارہ نئے سرے سے ساری نماز ادا کی جائے ان کا موقف درست نہیں۔

(۳) سجدہ سہو سلام سے پہلے یا بعد کی تفصیل امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے خود بیان فرمادی ہے۔ مناسب ہے کہ جہاں جو طریقہ رسول اللہ ﷺ سے مروی ہو اس کے مطابق عمل کیا جائے اگر کوئی نئی صورت پیدا ہو جائے تو پھر سلام سے پہلے سجدہ سہو ادا کیا جائے اور اگر یاد نہ رہے اور آدمی سلام پھیر دے اور بعد میں یاد آئے یا کوئی دوسرا یاد دلا دے تو پھر اسی وقت سجدہ سہو کر لے۔ یہ سلام کے بعد ہو جائے گا۔

(۴) سلام سے پہلے سجدہ سہو کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ آخری تشہد میں مکمل تشہد درود اور دعاؤں سمیت پڑھ کر دو سجدے کرے اور پھر سلام پھیر دے۔

(۵) سلام کے بعد سجدہ سہو کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں طرف سلام پھیر کر جب نماز سے فارغ ہو جائے تو پھر اسی طرح تشہد کی حالت میں قبلہ رخ ہو کر دو سجدے کرے اور سلام پھیر دے۔

(۶) "بعض الناس" آخری تشہد میں بیٹھ کر تشہد پڑھتے ہیں پھر ایک طرف سلام پھیر کے سجدہ سہو کرتے ہیں اور دوبارہ پھر مکمل تشہد پڑھ کر سلام پھیرتے ہیں یہ طریقہ کسی بھی صحیح حدیث سے ثابت نہیں اس لئے یہ جائز اور درست نہیں بلکہ سراسر رسول اللہ ﷺ کے طریقہ مبارک کی مخالفت ہے جس سے ہر مومن، مسلمان کو احتراز کرنا چاہئے۔

172- بَابُ مَا جَاءَ فِي سَجْدَتَيِ السَّهْوِ بَعْدَ السَّلَامِ وَالْكَلَامِ

سلام و کلام کے بعد سہو کے دو سجدے کرنا

392: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "صَلَّى

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ظہر کی نماز پانچ رکعتیں پڑھیں، تو آپ ﷺ سے عرض کیا گیا: کیا نماز میں اضافہ کیا گیا ہے یا آپ ﷺ بھول گئے ہیں؟ تو

الظُّهْرَ خَمْسًا فَقِيلَ لَهُ: أَزِيدَ فِي الصَّلَاةِ؟ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَمَا سَلَّمَ".

آپ ﷺ نے سلام پھیرنے کے بعد سہو کے دو سجدے کیے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الطبراني في الاوسط: ٣٣٦٦٥، البغوي: ٧٥٦، البيهقي: ٣٤١/٢

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٤٠١ و ٤٠٤ و ١٢٢٦، صحیح مسلم: ٥٧٢، سنن ابو داود: ١٠١٩-١٠٢٢، سنن ابن ماجه: ١٢٠٣ و ١٢٠٥ و ١٢١١ و ١٢١٢، سنن نسائی: ٢٨/٣-٢٩ و ٣١-٣٣، مسند احمد: ٣٥٦٦، صحیح ابن حبان: ٢٦٥٨ و ٢٦٥٩

393: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ وَمَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ بَعْدَ الْكَلَامِ".

عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے کلام کے بعد سہو کے دو سجدے کیے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ مُعَاوِيَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

اور اس باب میں سیّدنا معاویہ، عبداللہ بن جعفر اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن خزيمه: ١٠٥٨، الحاكم: ١٣٤/١

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ٥٧٢ ، ٩٥، سنن ابن ماجه: ١٢١٨، سنن نسائی: ٦٦/٣، مسند احمد: ٣٥٧٠

394: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "سَجَدَهُمَا بَعْدَ السَّلَامِ".

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے سلام کے بعد سہو کے دو سجدے کیے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوَاهُ أَيُّوبُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور اسے ایوب اور کئی ایک محدثین نے محمد بن سیرین سے بیان کیا ہے۔

وَحَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوا: "إِذَا صَلَّى الرَّجُلُ الظُّهْرَ خَمْسًا فَصَلَاتُهُ جَائِزَةٌ وَسَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ وَإِنْ لَمْ يَجْلِسْ فِي الرَّابِعَةِ". وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: "إِذَا صَلَّى الظُّهْرَ خَمْسًا وَلَمْ يَقْعُدْ فِي الرَّابِعَةِ مِقْدَارَ التَّشَهُّدِ فَسَدَتْ صَلَاتُهُ". وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَبَعْضِ أَهْلِ الْكُوفَةِ.

بعض اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔ انہوں نے کہا: جب آدمی ظہر کی نماز پانچ رکعتیں پڑھ لے تو اس کی نماز جائز ہے اور وہ سہو کے دو سجدے کر لے، اگرچہ وہ چوتھی رکعت میں نہیں بیٹھا، امام شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا یہ موقف ہے۔ ان میں سے بعض نے کہا ہے کہ جب وہ ظہر پانچ رکعتیں پڑھ لے اور وہ تشہد کی مقدار کے برابر چوتھی رکعت میں نہیں بیٹھا تو اس کی نماز فاسد ہے، یہ سفیان ثوری اور بعض کوفیوں کا قول ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الحميدي: ٩٨٣، الدارمي: ١٥٠٤، ابن خزيمه: ٨٦٠، ابن الجارود: ٢٤٣

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٤٨٢، صحیح مسلم: ٥٧٣، سنن ابو داود: ١٠٠٨-١٠١٤، سنن ابن ماجه: ١٢١٤، سنن نسائی: ٣/٢٠-٢٦، مسند احمد: ٧٢٠١ و ٧٣٧٤، صحیح ابن حبان: ٢٢٥٦

فوائد الحدیث: (۱) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر نماز اور سجدہ سہو کے درمیان وقفہ ہو جائے اور نمازی کلام بھی کر لے تو تب بھی اس کی نماز باطل نہیں ہوگی۔ بلکہ اسی حالت میں وہ بقیہ نماز ادا کر کے سجدہ سہو کر لے تو کافی ہے۔ اگر کوئی رکعت باقی نہ تھی بلکہ کسی اور سبب سے سجدہ سہو لازم آتا تھا تو صرف سجدہ سہو ہی کرے گا اسے نماز لوٹانے کی ضرورت نہیں۔

(۲) اگر نماز میں اصل رکعات سے کوئی رکعت زیادہ پڑھ لی تو تب بھی صرف سجدۂ سہو ہی کافی ہے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اضافے کی صورت میں وہ نماز باطل ہو گئی اب دوبارہ پڑھے گا۔ تو ان کی بات درست نہیں۔

(۳) سجدہ سہو کے طریقے کی تفصیل حدیث ۳۹۱ کے فوائد میں ملاحظہ فرمائیں۔

173- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّشَهُّدِ فِي سَجْدَتَيِ السَّهْوِ

سہو کے دو سجدوں میں تشہد

395: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى النَّيْسَابُورِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَشْعَثُ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "صَلَّى بِهِمْ فَسَهَا فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ تَشَهَّدَ ثُمَّ سَلَّمَ".

سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں نماز پڑھائی تو آپ بھول گئے، اور سہو کے دو سجدے کیے، پھر تشہد پڑھی اور سلام پھیرا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ (صحیح)

وَرَوَى مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ وَهُوَ عَمُّ أَبِي قِلَابَةَ غَيْرَ هَذَا الْحَدِيثِ. وَرَوَى مُحَمَّدٌ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ.

امام ابن سیرین نے ابو قلابہ کے چچا ابو المہلب سے اس کے علاوہ حدیث بیان کی ہے اور امام محمد نے یہ حدیث خالد حذاء عن ابی قلابۃ عن ابی المہلب بیان کی ہے۔

وَأَبُو الْمُهَلَّبِ اسْمُهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَمْرٍو وَيُقَالُ أَيْضًا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو. وَقَدْ رَوَى عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ وَهُشَيْمٌ وَغَيْرُ وَاحِدٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ بِطُولِهِ وَهُوَ حَدِيثُ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "سَلَّمَ فِي ثَلَاثِ رَكَعَاتٍ مِنَ الْعَصْرِ فَقَامَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ الْخِرْبَاقُ".

ابو مہلب کا نام عبد الرحمٰن بن عمرو ہے، اور معاویہ بن عمرو بھی کہا جاتا ہے۔ عبد الوہاب ثقفی، ہشیم اور کئی ایک محدثین نے خالد حذاء کے واسطے سے ابو قلابہ سے لمبی حدیث بیان کی ہے اور وہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے عصر کی نماز میں تین رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دیا، تو خرباق نامی شخص کھڑے ہوئے۔

وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي التَّشَهُّدِ فِي سَجْدَتَيِ السَّهْوِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: يَتَشَهَّدُ فِيهِمَا وَيُسَلِّمُ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَيْسَ

اہل علم کا سہو کے دو سجدوں میں تشہد کے بارے میں اختلاف ہے۔ ان میں سے بعض نے کہا ہے: وہ ان میں تشہد پڑھے گا

فِيهِمَا تَشَهُّدٌ وَتَسْلِيمٌ وَإِذَا سَجَدَهُمَا قَبْلَ السَّلَامِ لَمْ يَتَشَهَّدْ. وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ قَالَا: إِذَا سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ قَبْلَ السَّلَامِ لَمْ يَتَشَهَّدْ.

اور سلام پھیرے گا۔ بعض نے کہا: ان میں تشہد و تسلیم نہیں اور جب وہ سلام سے پہلے سجدے کرے گا تو تشہد نہیں پڑھے گا۔ یہ امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ کا قول ہے۔ ان دونوں حضرات نے فرمایا: جب وہ سلام سے پہلے سہو کے دو سجدے کرے گا تو وہ تشہد نہیں پڑھے گا۔

حکم الحدیث: (شاذ بذكر التشهد) الارواء: ٤٠٣، ضعيف ابي داؤد: ١٩٣، المشكوٰة: ١٠٩١، اس میں تشہد کا ذکر شاذ ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٠٣٩، سنن نسائی: ٢٦/٣، صحيح ابن حبان: ٢٦٧٠ و ٢٦٧٢

فوائد الحدیث: اس روایت میں "ثُمَّ تَشَهَّدَ" کے الفاظ "شاذ" ہیں۔ صحیح یہی ہے کہ جب پہلے تشہد پڑھ چکا ہے۔ تو اب سجدہ سہو کے بعد دوبارہ تشہد پڑھنے کی ضرورت نہیں۔

174- بَابُ فِي مَنْ شَكَّ فِي الزِّيَادَةِ وَالنُّقْصَانِ

جس شخص کو نماز میں کمی و بیشی ہو جانے کے بارے میں شک ہو

396: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عِيَاضٍ يَعْنِي ابْنَ هِلَالٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي سَعِيدٍ أَحَدُنَا يُصَلِّي فَلَا يَدْرِي كَيْفَ صَلَّى؟ فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ "إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلَمْ يَدْرِ كَيْفَ صَلَّى فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ".

عیاض بن ہلال نے بیان کیا، میں نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے کہا: ہم میں سے کوئی نماز پڑھتا ہے تو اسے پتہ نہیں چلتا کہ اس نے کس طرح (کتنی) نماز پڑھی ہے؟ تو انہوں نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے اور اسے پتہ نہ چلے کہ اس نے کس طرح (کتنی) نماز پڑھی ہے تو وہ بیٹھا بیٹھا دو سجدے کرے۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُثْمَانَ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَعَائِشَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عثمان، ابن مسعود، عائشہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي سَعِيدٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو سعید رضی اللہ عنہ کی روایت حسن ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ.

یہ حدیث سیّدنا ابو سعید سے اس سند کے علاوہ دوسری سند سے بھی مروی ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: "إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي الْوَاحِدَةِ وَالثِّنْتَيْنِ، فَلْيَجْعَلْهُمَا وَاحِدَةً وَإِذَا شَكَّ فِي الثِّنْتَيْنِ وَالثَّلَاثِ فَلْيَجْعَلْهُمَا ثِنْتَيْنِ، وَيَسْجُدُ فِي ذَلِكَ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ". وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَصْحَابِنَا. وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: "إِذَا شَكَّ فِي صَلَاتِهِ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم میں سے کسی کو ایک اور دو (رکعتوں کے بارے) میں شک ہو تو وہ انہیں ایک شمار کر لے، جب دو اور تین کے بارے میں شک ہو تو وہ انہیں دو قرار دے لے، اور اس صورت میں سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدے کر لے۔" ہمارے اصحاب کا اسی

فَلَمْ يَدْرِ كَمْ صَلَّى فَلْيَسْجُدْ"

پر عمل ہے۔ بعض اہل علم نے کہا ہے کہ جب کسی شخص کو اپنی نماز کے بارے میں شک ہو اور اسے پتہ نہ چلے کہ اس نے کتنی نماز پڑھی ہے تو وہ نماز دہرا لے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن خزيمه: ٢٩، المزي في تهذيب الكمال: ٢٢/٥٧٥

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٠٢٩، سنن ابن ماجه: ١٢٠٤، سنن نسائی فی الکبری: ٥٩٠- ٥٩٤، مسند احمد: ١١٠٨٢، صحيح ابن حبان: ٢٦٦٥

397: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ "إِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْتِي أَحَدَكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَيَلْبِسُ عَلَيْهِ، حَتَّى لَا يَدْرِي كَمْ صَلَّى؛ فَإِذَا وَجَدَ ذَلِكَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ".

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "شیطان تم میں سے کسی کے پاس اس کی نماز کے دوران آتا ہے، تو وہ اسے وسوسے ڈالتا ہے حتیٰ کہ اسے معلوم نہیں رہتا کہ اس نے کتنی نماز پڑھی ہے۔ پس جب تم میں سے کسی کو یہ صورت حال پیش آئے تو وہ بیٹھے بیٹھے دو سجدے کرے۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ١٢٠٧، الحميدي: ٩٤٧، ابن خزيمه: ١٠٢٠، البيهقي: ٢/٣٣٩

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٢٢٢ و ١٢٣١ و ١٢٣٢ و ٣٢٨٥، صحیح مسلم: ص:٣٩٨(٨٢)، سنن ابو داود: ١٠٣٠ و ١٠٣١ و ١٠٣٢ ، سنن ابن ماجه: ١٢١٦، و ١٢١٧ سنن نسائی: ٣/٣٠-٣١، مسند احمد: ٧٢٨٦، صحيح ابن حبان: ٢٦٨٣

398: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ ابْنِ عَثْمَةَ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: إِذَا سَهَا أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلَمْ يَدْرِ وَاحِدَةً صَلَّى أَوْ ثِنْتَيْنِ فَلْيَبْنِ عَلَى وَاحِدَةٍ فَإِنْ لَمْ يَدْرِ ثِنْتَيْنِ صَلَّى أَوْ ثَلَاثًا فَلْيَبْنِ عَلَى ثِنْتَيْنِ فَإِنْ لَمْ يَدْرِ ثَلَاثًا صَلَّى أَوْ أَرْبَعًا فَلْيَبْنِ عَلَى ثَلَاثٍ وَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ رَوَاهُ الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "جب تم میں سے کوئی نماز کے دوران بھول جائے اور اسے معلوم نہ رہے کہ اس نے ایک رکعت پڑھی ہے یا دو تو وہ ایک پر بنا کر لے۔ اگر اسے معلوم نہ رہے کہ اس نے دو رکعتیں پڑھی ہیں یا تین تو وہ دو پر بنا کر لے، اگر معلوم نہ رہے کہ اس نے تین پڑھی ہیں یا چار تو وہ تین پر بنا کر لے اور سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدے کر لے۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ روایت حسن صحیح ہے۔

یہ حدیث عبدالرحمٰن بن عوف سے اس طریق کے علاوہ روایت کی گئی ہے۔ زہری نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ عن ابن عباس عن عبدالرحمٰن بن عوف کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابو يعلى: ٨٣٩، الدارقطني: ١/٣٧٠، الحاكم: ١/٣٢٤

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١٢٠٩، مسند احمد: ١٦٥٦، اخرجه احمد: ١٦٧٧ مرسلا

فوائد الحدیث: نماز میں رکعات کی کمی یا زیادتی کے متعلق شک پڑ گیا تو اس کے متعلق مختلف احایث بیان ہوئیں۔

(۱) دونوں صورتوں میں جس پر اسے زیادہ یقین ہو اس پر بنا کر لے اور اس کے مطابق اپنی نماز مکمل کرے آخر میں دو سجدے کر لے۔ (صحیح مسلم ۱/۲۱۱ کتاب المساجد)

(۲) شک کی صورت میں نمازی کو غور و فکر کر کے صحیح تعداد جاننے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اگر کوشش سے تعداد کا تعین ہو جائے تو اس پر بنا کر کے نماز مکمل کرے اور آخر میں سجدہ سہو کر لے۔ (سنن نسائی ۱/۱۴۶ کتاب الافتتاح باب التحری)

مثلاً چار رکعت والی نماز تھی تو اس کو دو یا تین، یا تین اور چار میں شک پڑ گیا۔ تو اس نے غور کیا اور نماز میں قرأت وغیرہ سے جان لیا کہ میں نے کتنی رکعتیں پڑھی ہیں۔ وہ کم ہوں یا زیادہ تو اس کے مطابق اس نے باقی نماز مکمل کر لی تو یہ بھی درست ہے۔

(۳) نماز کی رکعات کی تعداد کے متعلق نمازی کو شک پڑ گیا کہ کم ہیں یا زیادہ، دونوں میں سے کسی ایک عدد پر اسے یقین بھی نہیں۔ "تحری" غور و فکر اور کوشش کے باوجود کسی ایک عدد پر مطمئن بھی نہیں ہو سکا تو "اقل" کم عدد پر بنا کر لے اور نماز مکمل کرنے کے بعد سجدہ سہو ادا کرے۔ (جیسا کہ زیر نظر احادیث میں بیان ہوا ہے۔)

(۴) کسی بھی مسئلہ میں اس مسئلہ کے متعلق تمام احادیث کو جمع کر کے جو بات ثابت ہو رہی ہو اس پر عمل کرنا چاہئے نہ کہ صرف ایک روایت کو لیکر باقی کو چھوڑ دے اس طرح بعض اوقات سُنت کی مخالفت ہو جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یہ شرف اہل حدیث کو بخشا ہے کہ وہ آپ ﷺ کی تمام احادیث پر عمل کی کوشش کرتا ہے۔ "بعض الناس" کی طرح تقلید کی آڑ میں احادیث رسول ﷺ کا انکار نہیں کرتا۔ زادهم الله عزا و شرفا في الدنيا والآخرة

175- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يُسَلِّمُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ

جو شخص ظہر و عصر کی دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دے

399: حَدَّثَنَا الأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ أَبِي تَمِيمَةَ وَهُوَ أَيُّوبُ السَّخْتِيَانِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ انْصَرَفَ مِنَ اثْنَتَيْنِ فَقَالَ: لَهُ ذُو الْيَدَيْنِ أَقُصِرَتِ الصَّلَاةُ أَمْ نَسِيتَ؟ يَا رَسُولَ اللهِ! فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: أَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ؟ فَقَالَ النَّاسُ! نَعَمْ. "فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَصَلَّى اثْنَتَيْنِ أُخْرَيَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ كَبَّرَ فَرَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ".

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ دو رکعتیں پڑھ کر چلے گئے، تو ذوالیدین رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کیا، اللہ کے رسول! کیا نماز کم کر دی گئی ہے یا آپ بھول گئے ہیں؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا: "کیا ذوالیدین نے سچ کہا ہے؟" تو صحابہ کرام نے عرض کیا: جی ہاں، تو رسول اللہ ﷺ نے اٹھ کر آخری دو رکعتیں پڑھائیں، پھر سلام پھیرا، پھر اللہ اکبر کہا تو اپنے (معمول کے) سجدوں کی طرح یا ان سے زیادہ لمبا سجدہ کیا، پھر اللہ اکبر کہا، اٹھے اور پھر اپنے سجدوں کی طرح یا زیادہ لمبا سجدہ کیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَابْنِ عُمَرَ وَذِي الْيَدَيْنِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں عمران بن حصین، ابن عمر اور ذوالیدین سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي هَذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْكُوفَةِ: إِذَا تَكَلَّمَ فِي الصَّلَاةِ نَاسِيًا أَوْ جَاهِلاً أَوْ مَا كَانَ فَإِنَّهُ يُعِيدُ الصَّلَاةَ وَاعْتَلُّوا بِأَنَّ هَذَا الْحَدِيثَ كَانَ قَبْلَ تَحْرِيمِ الْكَلَامِ فِي الصَّلَاةِ. قَالَ: وَأَمَّا الشَّافِعِيُّ فَرَأَى هَذَا حَدِيثًا صَحِيحًا فَقَالَ بِهِ: وَقَالَ: هَذَا أَصَحُّ مِنَ الْحَدِيثِ الَّذِي رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ "فِي الصَّائِمِ إِذَا أَكَلَ نَاسِيًا فَإِنَّهُ لَا يَقْضِي وَإِنَّمَا هُوَ رِزْقٌ رَزَقَهُ اللهُ". قَالَ الشَّافِعِيُّ: وَفَرَّقُوا هَؤُلَاءِ بَيْنَ الْعَمْدِ وَالنِّسْيَانِ فِي أَكْلِ الصَّائِمِ بِحَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ اس حدیث کے بارے میں اہل علم کا اختلاف ہے، بعض کوفہ والوں نے کہا: جب اس نے نماز کے دوران بھول کر یا لاعلمی میں یا کسی بھی طرح کلام کیا تو وہ نماز دہرائے گا، اور انہوں نے یہ تاویل کی ہے کہ یہ حدیث نماز میں کلام کرنے کی حرمت سے پہلے کی ہے۔ رہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ تو ان کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے، اور ان کا موقف بھی یہی ہے، اور انہوں نے کہا: یہ اس حدیث سے زیادہ صحیح ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روزہ دار کے بارے میں مروی ہے کہ جب وہ بھول کر کھالے تو وہ قضا نہیں دے گا، یہ تو ایک رزق ہے جو اللہ نے اسے عطا فرمایا ہے، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: انہوں نے سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کی رو سے روزہ دار کے عمداً اور بھول کر کھانے میں فرق کیا ہے۔

وَقَالَ أَحْمَدُ: فِي حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ إِنْ تَكَلَّمَ الإِمَامُ فِي شَيْءٍ مِنْ صَلَاتِهِ وَهُوَ يَرَى أَنَّهُ قَدْ أَكْمَلَهَا ثُمَّ عَلِمَ أَنَّهُ لَمْ يُكْمِلْهَا يُتِمُّ صَلَاتَهُ وَمَنْ تَكَلَّمَ خَلْفَ الإِمَامِ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّ عَلَيْهِ بَقِيَّةً مِنَ الصَّلَاةِ فَعَلَيْهِ أَنْ يَسْتَقْبِلَهَا. وَاحْتَجَّ بِأَنَّ الْفَرَائِضَ كَانَتْ تُزَادُ وَتُنْقَصُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَإِنَّمَا تَكَلَّمَ ذُو الْيَدَيْنِ وَهُوَ عَلَى يَقِينٍ مِنْ صَلَاتِهِ أَنَّهَا تَمَّتْ وَلَيْسَ هَكَذَا الْيَوْمَ لَيْسَ لِأَحَدٍ أَنْ يَتَكَلَّمَ عَلَى مَعْنَى مَا تَكَلَّمَ ذُو الْيَدَيْنِ لِأَنَّ الْفَرَائِضَ الْيَوْمَ لَا يُزَادُ فِيهَا وَلَا يُنْقَصُ. قَالَ أَحْمَدُ: نَحْوًا مِنْ هَذَا الْكَلَامِ. وَقَالَ إِسْحَاقُ: نَحْوَ قَوْلِ أَحْمَدَ فِي الْبَابِ.

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے بارے میں فرمایا: اگر امام اپنی نماز کی کسی چیز کے بارے میں کلام کرے اور وہ سمجھے کہ اس نے اسے مکمل کیا ہے پھر اسے معلوم ہو کہ اس نے اسے مکمل نہیں کیا تو وہ اپنی نماز پوری کرے، اور جس نے امام کے پیچھے کلام کیا جبکہ وہ جانتا ہے کہ اس کے ذمے نماز کا کچھ باقی حصہ ہے تو اس پر لازم ہے کہ وہ اسے پڑھے۔ انہوں نے اس سے استدلال کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مبارک میں فرائض میں کمی بیشی ہوتی تھی، ذوالیدین رضی اللہ عنہ نے کلام کیا جبکہ انہیں نماز کے بارے میں یقین تھا کہ وہ مکمل ہو گئی ہے، آج کے دور کی طرح نہیں کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اس معنی میں کلام کرے جس پر ذوالیدین رضی اللہ عنہ نے کلام کیا کیونکہ دور حاضر میں فرائض میں کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی طرح کا کلام کیا ہے، اس باب کے بارے میں امام

اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے بھی امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے موقف کے مطابق ہی کہا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں حدیث رقم: ۳۹۴

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٤٨٢، صحیح مسلم: ٥٧٣، سنن ابو داود: ١٠٠٨-١٠١٤، سنن ابن ماجه: ١٢١٤، سنن نسائی: ٣/٢٠-٢٦، مسند احمد: ٧٢٠١ و ٧٣٧٤، صحیح ابن حبان: ٢٢٥٦

فوائد الحدیث: (۱) نماز میں سہو، نسیان اور بھولنے کی کئی ایک صورتیں ہو سکتی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آدمی نماز مکمل کیے بغیر سلام پھیر دے وہ سمجھتا ہے کہ نماز مکمل ہو گئی ہے۔ حالانکہ نماز کا کچھ حصہ (رکعت وغیرہ) باقی تھا تو سلام کے بعد کسی دوسرے کے یاد دلانے کی صورت میں اسے اپنی نماز کو مکمل کرنا ہو گا۔ اور آخر میں سجدہ سہو ادا کرنے سے اس کی اس کوتاہی اور کمی کی اللہ تعالیٰ تلافی فرما دیں گے۔

(۲) بھولنے اور سجدہ سہو کے درمیان اگر وقفہ ہو جائے یا آدمی کم یا زیادہ گفتگو کر لے تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ سجدہ سہو کر لینا ہی کافی ہے ساری نماز دوبارہ لوٹانے کی ضرورت نہیں۔

(۳) رسول اللہ ﷺ کا بھول جانا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ عالم الغیب اور مختار کل نہیں یہ صفات صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے سزاوار اس کے شایاں شان ہیں مخلوق میں سے کسی کے لیے بھی ایسا عقیدہ رکھنا جائز نہیں۔ دیکھیں رسول اللہ ﷺ نماز میں بھول گئے اور دو رکعت پر سلام پھیر دیا پھر آپ ﷺ یہ بھولنا بھی بھول گئے کہ میں بھول گیا ہوں (سبحان اللہ) بلکہ صحابی رضی اللہ عنہ کے یاد دلانے پر بھی آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے تصدیق کے بعد نماز مکمل فرمائی۔

176- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ فِي النِّعَالِ

جوتے پہن کر نماز پڑھنا

400: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَزِيدَ أَبِي مَسْلَمَةَ، قَالَ: قُلْتُ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ "أَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي فِي نَعْلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ".

سعید بن یزید ابو مسلمہ نے بیان کیا، میں نے سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ جوتے پہن کر نماز پڑھتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي حَبِيبَةَ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَعَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ وَشَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ وَأَوْسٍ الثَّقَفِيِّ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَعَطَاءٍ رَجُلٍ مِنْ بَنِي شَيْبَةَ.

اور اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن ابی حبیبہ، عبداللہ بن عمرو، عمرو بن حُریث، شداد بن اوس، اوس ثقفی، ابوہریرہ اور بنو شیبہ کے ایک آدمی عطاء رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ.

اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الدارمي: ١٣٨٤، ابن خزيمه: ١٠١٠

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٣٨٦، صحيح مسلم: ٥٥٥، سنن نسائی: ٢/٧٤، مسند احمد: ١١٩٧٦

فوائد الحدیث: اگر جوتے پاک ہوں اور ظاہری طور پر بھی نجاست وغلاظت سے صاف ہوں تو ان میں نماز پڑھنا جائز اور درست ہے۔ مسجد میں بھی اور مسجد کے علاوہ بھی۔ لیکن مسجد میں قالین وغیرہ کی نظافت ولطافت کا لحاظ رکھنا چاہئے۔ جو لوگ بضد ہو کر ایسا عمل کرتے ہیں وہ درست نہیں انہیں اپنے رویے اور انداز پر غور کرنا چاہئے۔ ہاں جہاں اس کے جواز سے ہی انکار کیا جا رہا ہو وہاں مسئلہ سمجھانے کے لیے بطور تعلیم یہ عمل کرنا زیادہ افضل ہے۔

177- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقُنُوتِ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ

نماز فجر میں قنوت

401: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "كَانَ يَقْنُتُ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ وَالْمَغْرِبِ".

سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نماز فجر اور نماز مغرب میں قنوت کرتے تھے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَأَنَسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَخُفَافِ بْنِ إِيمَاءَ بْنِ رَحَضَةَ الْغِفَارِيِّ.

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا علی، انس، ابوہریرہ، ابن عباس اور خُفاف بن ایماء بن رحضۃ الغفاری رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ الْبَرَاءِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الْقُنُوتِ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ فَرَأَى بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمُ الْقُنُوتَ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ. وَقَالَ أَحْمَدُ: وَإِسْحَاقُ لَا يَقْنُتُ فِي الْفَجْرِ إِلَّا عِنْدَ نَازِلَةٍ تَنْزِلُ بِالْمُسْلِمِينَ فَإِذَا نَزَلَتْ نَازِلَةٌ فَلِلْإِمَامِ أَنْ يَدْعُوَ لِجُيُوشِ الْمُسْلِمِينَ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: براء رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ اہل علم کا نماز فجر میں قنوت کرنے کے بارے میں اختلاف ہے، نبی ﷺ کے اصحاب اور ان کے علاوہ دیگر اہل علم نماز فجر میں قنوت کے قائل ہیں۔ یہی امام مالک، شافعی رحمہما اللہ کا موقف ہے۔ جبکہ امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ فرماتے ہیں: نماز فجر میں صرف مسلمانوں پر نازل ہونے والی کسی مصیبت کے وقت ہی قنوت ہوگا، جب کوئی مُصیبت و پریشانی نازل ہوگی تو امام کو چاہیے کہ وہ مسلمانوں کے لشکروں کے لیے دعا کرے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الطيالسي: ٧٣٧، عبدالرزاق: ٤٩٧٥، الدارمي: ١٦٠٥، ابن خزيمه: ٦١٦

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٦٧٨، سنن ابو داود: ١٤٤١ ، سنن نسائی: ٢/٢٠٢، مسند احمد: ١٨٤٧٠، صحيح ابن حبان: ١٩٨٠

فوائد الحدیث: (۱) رسول اللہ ﷺ صلاۃ الوتر کے علاوہ بھی جب ضرورت محسوس کرتے تو دوسری نمازوں میں بھی قنوت پڑھ لیتے تھے۔ اس حدیث میں فجر اور مغرب کی نماز کا ذکر ہے۔ سنن نسائی کتاب الافتتاح میں ظہر اور عشاء کی نماز میں بھی قنوت کرنے کی حدیث موجود ہے۔ اس لیے آج بھی اگر مُسلمانوں پر مصائب و آلام ہوں تو پانچوں نمازوں میں بھی قنوت پڑھی جا سکتی ہیں۔ یا صرف صبح کی نماز میں بھی اس کا

اہتمام کیا جاسکتا ہے۔ لیکن اس پر دوام نہیں کیا جائے گا کیونکہ اسے قنوت نازلہ کہا جاتا ہے۔ اور یہ صرف خاص مواقع پر عمل کیا جائے گا۔

(۲) اس حدیث سے ان لوگوں کا رد ہوتا ہے جو کہتے ہیں کہ وتروں کے علاوہ کسی دوسری نماز میں قنوت نہیں کیا جائے گا۔

(ہدایہ ۱/۱۴۱ باب صلوٰۃ الوتر)

178- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَرْكِ الْقُنُوتِ

ترک قنوت

402: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ أَبِي مَالِكٍ الأَشْجَعِيِّ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي يَا أَبَتِ! "إِنَّكَ قَدْ صَلَّيْتَ خَلْفَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ هَا هُنَا بِالْكُوفَةِ نَحْوًا مِنْ خَمْسِ سِنِينَ أَكَانُوا يَقْنُتُونَ؟ قَالَ: أَيْ بُنَيَّ مُحْدَثٌ".

ابو مالک اشجعی نے بیان کیا، میں نے اپنے والد سے کہا: ابا جان! آپ نے رسول اللہ ﷺ، سیّدنا ابو بکر و عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے پیچھے اور یہاں کوفہ میں بھی سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے پیچھے تقریباً پانچ سال نماز پڑھی ہے۔ کیا وہ قنوت کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: بیٹے! یہ ایک نیا کام ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ.

اور اکثر اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔

وَقَالَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ: إِنْ قَنَتَ فِي الْفَجْرِ فَحَسَنٌ وَإِنْ لَمْ يَقْنُتْ فَحَسَنٌ.

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اگر فجر کی نماز میں قنوت کیا تو ٹھیک ہے اور اگر قنوت نہ کیا تو بھی ٹھیک ہے لیکن انہوں نے اس موقف کو اختیار کیا کہ قنوت نہ کیا جائے۔

وَاخْتَارَ أَنْ لَا يَقْنُتَ. وَلَمْ يَرَ ابْنُ الْمُبَارَكِ الْقُنُوتَ فِي الْفَجْرِ.

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا موقف بھی یہی ہے کہ فجر میں قنوت نہیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَأَبُو مَالِكٍ الأَشْجَعِيُّ اسْمُهُ سَعْدُ بْنُ طَارِقِ بْنِ أَشْيَمَ.

اور ابو مالک اشجعی کا نام سعد بن طارق بن اشیم ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ۳۰۸/۲، البيهقي: ۲۱۳/۲

تخريج الحديث: سنن ابن ماجه: ۱۲٤۱، سنن نسائی: ۲۰٤/۲، مسند احمد: ۱۵۸۷۹ صحيح ابن حبان: ۱۹۸۹

403: حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي مَالِكٍ الأَشْجَعِيِّ بِهَذَا الإِسْنَادِ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ.

ابو عوانہ نے ابو مالک اشجعی سے اسی اسناد سے اسی معنی میں روایت کیا ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) دیکھیں گزشتہ حدیث۔

تخريج الحديث: سنن ابن ماجه: ۱۲٤۱، سنن نسائی: ۲۰٤/۲، مسند احمد: ۱۵۸۷۹ صحيح ابن حبان: ۱۹۸۹

فوائد الحديث: نماز وتر کے علاوہ کسی دوسری نماز میں قنوت پر دوام نہیں کیا جائے گا کہ اس کو نماز کا حصہ سمجھ کر ہمیشہ اس کا اہتمام کیا جائے۔ صرف جائز ہے اگر ضرورت ہو تو تمام نمازوں میں بھی کیا جاسکتا ہے۔ صحابی رسول اللہ ﷺ کا اس کو بدعت کہنا اسی مفہوم میں ہے کہ اس کو ہمیشہ التزام کے ساتھ پڑھنا بدعت ہے نہ کہ یہ عمل کرنا کیونکہ یہ عمل تو دوسری احادیث میں رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔ جیسا کہ

حدیث نمبر ۴۰۱ کے فوائد میں گزر چکا ہے۔

179- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَعْطُسُ فِي الصَّلَاةِ

جس شخص کو نماز کے دوران چھینک آجائے

404: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا رِفَاعَةُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ الزُّرَقِيُّ عَنْ عَمِّ أَبِيهِ مُعَاذِ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَعَطَسْتُ فَقُلْتُ "الْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ مُبَارَكًا عَلَيْهِ كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضَى". فَلَمَّا صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ انْصَرَفَ فَقَالَ مَنِ الْمُتَكَلِّمُ فِي الصَّلَاةِ؟ فَلَمْ يَتَكَلَّمْ أَحَدٌ ثُمَّ قَالَهَا الثَّانِيَةَ مَنِ الْمُتَكَلِّمُ فِي الصَّلَاةِ؟ فَلَمْ يَتَكَلَّمْ أَحَدٌ ثُمَّ قَالَهَا الثَّالِثَةَ مَنِ الْمُتَكَلِّمُ فِي الصَّلَاةِ؟ فَقَالَ رِفَاعَةُ بْنُ رَافِعٍ ابْنِ عَفْرَاءَ: أَنَا يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: كَيْفَ قُلْتَ . قَالَ قُلْتُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ مُبَارَكًا عَلَيْهِ كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضَى. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدِ ابْتَدَرَهَا بِضْعَةٌ وَثَلَاثُونَ مَلَكًا أَيُّهُمْ يَصْعَدُ بِهَا".

سیّدنا رفاعہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی تو میں نے چھینک ماری اور یہ دعا پڑھی: ((الْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ مُبَارَكًا عَلَيْهِ كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضَى)) رسول اللہ ﷺ جب نماز پڑھ کر مڑے تو فرمایا: ''نماز میں کلام کرنے والا کون ہے؟'' کسی نے جواب نہ دیا، آپ ﷺ نے دوسری بار فرمایا: ''نماز میں کلام کرنے والا کون ہے؟'' پھر بھی کسی نے جواب نہ دیا، تو آپ ﷺ نے تیسری بار فرمایا: ''نماز میں کلام کرنے والا کون؟'' تو رفاعہ بن رافع ابن عفراء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا، میں، اے اللہ کے رسول ﷺ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو نے کیا کہا تھا تو میں نے عرض کیا کہ میں نے کہا تھا: ((الْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ مُبَارَكًا عَلَيْهِ كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضَى)) تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تیس سے کچھ زائد فرشتے اس کی طرف لپکے کہ ان میں سے کون ان (کلمات) کو لے کر آسمان کی طرف چڑھتا ہے۔''

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَوَائِلِ بْنِ حُجْرٍ وَعَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا انس، وائل بن حجر اور عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ رِفَاعَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَكَأَنَّ هَذَا الْحَدِيثَ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّهُ فِي التَّطَوُّعِ لِأَنَّ غَيْرَ وَاحِدٍ مِنَ التَّابِعِينَ، قَالُوا: إِذَا عَطَسَ الرَّجُلُ فِي الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ إِنَّمَا يَحْمَدُ اللهَ فِي نَفْسِهِ وَلَمْ يُوَسِّعُوا فِي أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا رفاعہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن ہے۔ گویا کہ یہ حدیث بعض اہل علم کے نزدیک نفل نماز کے بارے میں ہے۔ کیونکہ کئی ایک تابعین نے فرمایا: جب آدمی فرض نماز میں چھینک مارے تو وہ اپنے دل میں الحمد للہ کہے، انہوں نے اس سے زیادہ کچھ اجازت نہیں دی۔

حکم الحدیث: (حسن) صحيح ابي داؤد: ٧٤٧، المشكوٰة: ٩٩٢، اخرجه الطبراني في الكبير: ٤٥٣٢، البيهقي: ٢/٩٥

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۷۹۹، سنن ابو داود: ۷۷۰، و ۷۷۳، سنن نسائی: ۲/۱٤٥ و ۱۹٦، مسند احمد: ۱۸۹۹٦، صحیح ابن حبان: ۱۹۱۰۔

فوائد الحدیث: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگر کسی کو نماز میں چھینک آجائے اور وہ مذکورہ کلمات پڑھے تو جائز ہے۔ نماز خواہ نفل ہو یا فرض۔ البتہ سننے والے کوئی جواب نہیں دیں گے۔

180- بَابُ مَا جَاءَ فِي نَسْخِ الْكَلَامِ فِي الصَّلَاةِ

نماز میں کلام کرنے کا منسوخ ہونا

405: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ شُبَيْلٍ عَنْ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ: كُنَّا نَتَكَلَّمُ خَلْفَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي الصَّلَاةِ، يُكَلِّمُ الرَّجُلُ مِنَّا صَاحِبَهُ إِلَى جَنْبِهِ، حَتَّى نَزَلَتْ ﴿وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ﴾ "فَأُمِرْنَا بِالسُّكُوتِ وَنُهِينَا عَنِ الْكَلَامِ".

سیّدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ہم نبی ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے ہوئے باتیں کرتے تھے، ہم میں سے کوئی اپنے ساتھ والے سے کلام کر لیتا تھا، حتیٰ کہ یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ﴾ "اللہ کے لیے خاموشی اختیار کرتے ہوئے کھڑے ہو جاؤ۔" تب ہمیں خاموشی اختیار کرنے اور کلام کرنے سے روک دیا گیا۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَمُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن مسعود اور معاویہ بن حکم رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ. قَالُوا: إِذَا تَكَلَّمَ الرَّجُلُ عَامِدًا فِي الصَّلَاةِ أَوْ نَاسِيًا أَعَادَ الصَّلَاةَ. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَأَهْلِ الْكُوفَةِ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِذَا تَكَلَّمَ عَامِدًا فِي الصَّلَاةِ أَعَادَ الصَّلَاةَ وَإِنْ كَانَ نَاسِيًا أَوْ جَاهِلاً أَجْزَأَهُ. وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ اکثر اہل علم کا اسی پر عمل ہے، انہوں نے کہا: جب آدمی نماز میں عمداً یا بھول کر کلام کر لے تو وہ نماز دہرائے۔ یہ سفیان ثوری، ابن مبارک رحمہما اللہ اور کوفہ والوں کا قول ہے۔ ان میں سے بعض نے کہا، جب وہ نماز میں عمداً کلام کرے گا تو پھر وہ نماز دہرائے گا، اور اگر اس نے بھول کر یا لاعلمی میں بات کی ہے تو پھر اس کی نماز درست ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی موقف ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) صحیح ابی داؤد: ۸۷۵، الارواء: ۳۹۳، اخرجه ابن خزیمه: ۸۵٦، البیهقي: ۲/۲٤۸، البغوي: ۷۲۲

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۱۲۰۰ و ٤٥۳٤، صحیح مسلم: ٥۳۹، سنن ابو داود: ۹٤۹، سنن نسائی: ۳/۱۸، مسند احمد: ۱۹۲۷۸، صحیح ابن حبان: ۲۲٤٥

فوائد الحدیث: (۱) شروع اسلام میں دوران نماز کلام کرنے کی اجازت تھی کہ کسی نے آکر سلام کہا تو اس کے سلام کا جواب دے دیا۔ وغیرہ۔

لیکن جب سورۃ بقرۃ کی یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی... وقوموا للہ قانتین۔ تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو نماز میں کلام کرنے سے منع فرما

دیا۔ اب جو کوئی جان بوجھ کر ایسا کلام کرے گا جس کا تعلق نماز یا اس کی اصلاح کے ساتھ نہیں تو اس کی نماز باطل ہو جائیگی لیکن اگر نماز کی اصلاح کے لئے امام کو قرأت میں لقمہ دیا، یا بھولنے کی صورت میں سبحان اللہ کہہ کر متوجہ کیا تو یہ درست اور جائز ہے۔

(۲) یہ حدیث ان لوگوں کے خلاف بھی دلیل ہے جو کہتے ہیں نماز میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھنی چاہیے اور استدلال کرتے ہیں۔

سورۃ الاعراف کی آیت: وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا... الآیۃ، سے۔

کیونکہ سورۃ اعراف مکہ میں نازل ہوئی اور یہ آیت اذا قری القرآن موجود تھی لیکن صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نماز میں باتیں کر لیتے تھے جو آیت مبارکہ لوگوں کو دنیاوی باتیں کرنے سے نہیں روکتی جسے "کلام الناس" کہا جاتا ہے تو وہ سورہ فاتحہ پڑھنے سے کیسے روکے گی؟ فَافْهَمْ وَتَدَبَّرْ

181- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عِنْدَ التَّوْبَةِ

نماز توبہ کا بیان

406: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ أَسْمَاءَ بْنِ الْحَكَمِ الْفَزَارِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ: إِنِّي كُنْتُ رَجُلاً إِذَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حَدِيثًا نَفَعَنِي اللّٰهُ مِنْهُ بِمَا شَاءَ أَنْ يَنْفَعَنِي بِهِ وَإِذَا حَدَّثَنِي رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ اسْتَحْلَفْتُهُ فَإِذَا حَلَفَ لِي صَدَّقْتُهُ وَإِنَّهُ حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ وَصَدَقَ أَبُو بَكْرٍ.

اسماء بن حکم فزاری نے بیان کیا، میں نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے ہوئے سنا، میں جب رسول اللہ ﷺ سے کوئی حدیث سنتا تھا تو اللہ نے مجھے اس سے جو فائدہ پہنچانا ہوتا تھا وہ مجھے پہنچاتا، اور جب آپ کے اصحاب میں سے کوئی شخص مجھے حدیث بیان کرتا تو میں اس سے قسم لیتا تھا، پس جب وہ مجھے قسم دیتا تو میں اس پر اعتبار کرتا تھا، سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھے حدیث سنائی اور سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سچ فرمایا۔

قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: "مَا مِنْ رَجُلٍ يُذْنِبُ ذَنْبًا ثُمَّ يَقُومُ فَيَتَطَهَّرُ ثُمَّ يُصَلِّي ثُمَّ يَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ إِلَّا غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ". ثُمَّ قَرَأَ هَذِهِ الآيَةَ ﴿وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَنْ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَى مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ﴾. (آل عمران: ١٣٥)

انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "جو بھی شخص کوئی گناہ کر لیتا ہے، پھر وہ اٹھ کر خوب اچھی طرح وضو کرتا ہے، پھر (دو رکعت) نماز پڑھتا ہے، اور اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہے تو اللہ اسے بخش دیتا ہے۔" پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَنْ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَى مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ﴾ "جو لوگ کسی برائی کا ارتکاب کر لیتے یا کوئی گناہ کر لیتے ہیں، پھر اللہ کو یاد کرتے ہیں۔ تو اپنے گناہوں کی بخشش مانگتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی گناہوں کو معاف کرنے والا نہیں۔ اور جو انہوں نے (گناہ) کیا ہوتا ہے اس پر اصرار (ضد)

نہیں کرتے اور وہ جانتے ہیں۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ وَأَنَسٍ وَأَبِي أُمَامَةَ وَمُعَاذٍ وَوَاثِلَةَ وَأَبِي الْيَسَرِ وَاسْمُهُ كَعْبُ بْنُ عَمْرٍو.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن مسعود، انس، ابو امامہ، معاذ، واثلہ اور ابو الیسر (ان کا نام کعب بن عمرو ہے) رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَلِيٍّ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی روایت حسن ہے۔

لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ عُثْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ، وَرَوَى عَنْهُ شُعْبَةُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ فَرَفَعُوهُ مِثْلَ حَدِيثِ أَبِي عَوَانَةَ. وَرَوَاهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَمِسْعَرٌ فَأَوْقَفَاهُ وَلَمْ يَرْفَعَاهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ مِسْعَرٍ هَذَا الْحَدِيثُ مَرْفُوعًا أَيْضًا. وَلَا نَعْرِفُ لِأَسْمَاءَ بْنِ الْحَكَمِ حَدِيثًا مَرْفُوعًا إِلَّا هَذَا.

اور ہم اسے عُثمان بن مغیرہ کی روایت کے حوالے سے اسی طریق سے جانتے ہیں۔ شعبہ اور کئی ایک نے ان سے روایت کیا ہے اور انہوں نے اسے ابو عوانہ کی روایت کے مثل مرفوع بیان کیا ہے۔ سفیان ثوری اور مسعر نے اس حدیث کو موقوف روایت کیا ہے نبی ﷺ تک مرفوع نہیں کیا۔ مسعر سے یہ روایت مرفوع بھی روایت کی گئی ہے۔ اور ہم اسماء بن حکم کی صرف اسی حدیث کو مرفوع جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (حسن) اخرجه البزار: ٦-١١، الطبراني في الدعاء: ١٨٤٢، العقيلي: ١/١٠٦

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٥٢١، سنن ابن ماجه: ١٣٩٥، سنن نسائی فی عمل الیوم واللیلة: ٤١٤ و ٤١٧، سنن الکبری للنسائی: ١١٠٧٨، مسند احمد: ٢، صحیح ابن حبان: ٦٢٣

فوائد الحدیث: توبہ کا عمل اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ محبوب ہے کہ جب انسان سے کوئی گناہ اور نافرمانی ہو جائے تو فوراً اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے۔ لیکن یاد رہے کہ توبہ کا یہ مطلب نہیں کہ وہ گناہ بھی کرتا رہے اور ساتھ ساتھ توبہ و استغفار بھی کرے بلکہ توبہ کے لئے تین شرائط ہیں:

١- اپنے گناہ پر نادم و شرمندہ ہو۔
٢- اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہ کی معافی مانگے۔
٣- آئندہ وہ گناہ نہ کرنے کا عزم کرے اور پھر حتی الوسع اس پر کاربند رہے اور نیکی کے اعمال اپنائے۔

توبہ کے وقت نماز پڑھنا مسنون عمل ہے کہ پہلے نماز پڑھے اور پھر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے۔

استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیه

182- بَابُ مَا جَاءَ مَتَى يُؤْمَرُ الصَّبِيُّ بِالصَّلَاةِ

بچے کو کب (کتنی عمر میں) نماز پڑھنے کا حکم دیا جائے گا

407: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ الرَّبِيعِ بْنِ سَبْرَةَ الْجُهَنِيُّ عَنْ عَمِّهِ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ

سیّدنا سبرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سات سال کے بچے کو نماز کی تعلیم دو، اور دس سال کی عمر میں (نماز

الرَّبِيعِ بْنِ سَبْرَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: "عَلِّمُوا الصَّبِيَّ الصَّلَاةَ ابْنَ سَبْعِ سِنِينَ وَاضْرِبُوهُ عَلَيْهَا ابْنَ عَشْرٍ".

نہ پڑھنے کی صورت میں) اس کی پٹائی کرو۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ سَبْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ الْجُهَنِيِّ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَعَلَيْهِ الْعَمَلُ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ. وَقَالَا: مَا تَرَكَ الْغُلَامُ بَعْدَ الْعَشْرِ مِنَ الصَّلَاةِ فَإِنَّهُ يُعِيدُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سبرہ بن معبد جہنی رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ بعض اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔ امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ نے فرمایا: جو لڑکا دس سال کی عمر میں کوئی نماز نہ پڑھے تو وہ نماز بطور قضا پڑھے گا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَسَبْرَةُ هُوَ ابْنُ مَعْبَدٍ الْجُهَنِيُّ وَيُقَالُ هُوَ ابْنُ عَوْسَجَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: سبرہ، وہ ابن معبد جہنی ہیں انہیں ابن عوسجہ بھی کہا جاتا ہے۔

حكم الحديث: (حسن صحيح) المشكوٰة: ٥٧٢، ٥٧٣، صحيح ابى داؤد: ٢٤٧، الارواء: ٢٤٧، التعليق على ابن خزيمة: ١٠٠٢

تخريج الحديث: سنن ابو داود: ٤٩٤، مسند احمد: ١٥٣٣٩، وشرح مشكل الآثار: ٢٥٦٥ و ٢٥٦٦

فوائد الحدیث: نماز، اسلام کا بنیادی رکن ہے اس کی اہمیت کے پیش نظر والدین کو حکم دیا گیا ہے کہ اپنے بچوں کو نماز سکھاؤ۔ انہیں پڑھنے کا پابند بناؤ۔ اور دس سال کی عمر میں اگر وہ کوتاہی کرے تو اسے سزا بھی دو۔ حالانکہ اس وقت تک ابھی نماز فرض نہیں ہوئی۔

ان حضرات کو جو نماز نہیں پڑھتے یا اس کی پابندی نہیں کرتے ضرور غور کرنا چاہئے کہ اگر بلوغت سے پہلے باشعور بچہ بھی نماز نہ پڑھے تو سزا کا مستحق ہے تو بالغ ہو اور نماز اس پر فرض ہو چکی ہو اگر وہ نماز نہیں پڑھے گا تو وہ کس قدر سخت سزا کا حق دار ہے۔ اسی لیے آئمہ اسلاف نے بے نماز کے لیے کڑی سزائیں تجویز کی ہیں۔ لہٰذا نماز کے معاملے میں ایک مومن مسلمان کو بالکل کوتاہی نہیں کرنی چاہئے۔

183- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يُحْدِثُ بَعْدَ التَّشَهُّدِ

جس شخص کا تشہد پڑھنے کے بعد وضو ٹوٹ جائے

408: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُوسَى الْمُلَقَّبُ مَرْدَوَيْهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زِيَادِ بْنِ أَنْعُمَ، أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ رَافِعٍ وَبَكْرَ بْنَ سَوَادَةَ أَخْبَرَاهُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو: قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ "إِذَا أَحْدَثَ يَعْنِي: الرَّجُلَ وَقَدْ جَلَسَ فِي آخِرِ صَلَاتِهِ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ فَقَدْ جَازَتْ صَلَاتُهُ".

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس شخص کا سلام پھیرنے سے پہلے نماز کے آخری حصے میں وضو ٹوٹ جائے تو اس کی نماز درست ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ إِسْنَادُهُ لَيْسَ بِذَاكَ الْقَوِيِّ وَقَدِ اضْطَرَبُوا فِي إِسْنَادِهِ.
وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِلَى هَذَا. قَالُوا: إِذَا جَلَسَ مِقْدَارَ التَّشَهُّدِ وَأَحْدَثَ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ فَقَدْ تَمَّتْ صَلَاتُهُ.
وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: إِذَا أَحْدَثَ قَبْلَ أَنْ يَتَشَهَّدَ وَقَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ أَعَادَ الصَّلَاةَ. وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ. وَقَالَ أَحْمَدُ: إِذَا لَمْ يَتَشَهَّدْ وَسَلَّمَ أَجْزَأَهُ لِقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ وَتَحْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ وَالتَّشَهُّدُ أَهْوَنُ، قَامَ النَّبِيُّ ﷺ فِي اثْنَتَيْنِ فَمَضَى فِي صَلَاتِهِ وَلَمْ يَتَشَهَّدْ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس حدیث کی اسناد قوی نہیں۔ اور محدثین نے اس کی اسناد میں اضطراب بیان کیا ہے۔
بعض اہل علم نے اسے اختیار کیا ہے، انہوں نے کہا: جب کوئی شخص تشہد کی مقدار کے برابر بیٹھ جائے اور سلام پھیرنے سے پہلے اس کا وضو ٹوٹ جائے تو اس کی نماز مکمل ہو گئی۔
بعض اہل علم نے کہا: جب تشہد سے پہلے اور سلام پھیرنے سے پہلے وضو ٹوٹ جائے تو وہ نماز دہرائے۔ یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جب وہ تشہد نہ پڑھے اور سلام پھیر لے تو نبی ﷺ کے فرمان کے مطابق اس کی نماز درست ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس (نماز) کی تحلیل (تکبیر تحریمہ کی وجہ سے جو پابندیاں ہیں انہیں ختم کرنے والی) تسلیم (سلام پھیرنا) ہے۔'' تشہد کی اتنی زیادہ اہمیت نہیں۔ نبی ﷺ دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہو گئے اور آپ ﷺ نماز پڑھتے رہے اور تشہد نہ پڑھا۔

وَقَالَ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: إِذَا تَشَهَّدَ وَلَمْ يُسَلِّمْ أَجْزَأَهُ. وَاحْتَجَّ بِحَدِيثِ ابْنِ مَسْعُودٍ حِينَ عَلَّمَهُ النَّبِيُّ ﷺ التَّشَهُّدَ. فَقَالَ: إِذَا فَرَغْتَ مِنْ هَذَا فَقَدْ قَضَيْتَ مَا عَلَيْكَ.

اسحاق بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جب وہ تشہد پڑھ لے اور سلام نہ پھیرے تو اس کی نماز درست ہے، انہوں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا، جس وقت نبی ﷺ نے انہیں تشہد سکھائی تو فرمایا: ''جب تم اس سے فارغ ہو گئے تو تم اپنی ذمے داری سے عہدہ برآ ہو گئے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زِيَادِ بْنِ أَنْعُمٍ هُوَ الإِفْرِيقِيُّ: وَقَدْ ضَعَّفَهُ بَعْضُ أَهْلِ الْحَدِيثِ مِنْهُمْ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ وَأَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: عبدالرحمن بن زیاد بن انعم یہ افریقی ہیں۔ بعض محدثین جیسے یحییٰ بن سعید قطان اور احمد بن حنبل نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) ضعيف ابى داؤد: ٢٦، ١٨١۔ اس میں عبدالرحمن بن زیاد بن انعم ضعیف ہے۔
تخریج الحدیث: سنن ابو داؤد: ٦١٧، اخرجه الطيالسي: ٢٢٥٢، المزي في تهذيب الكمال: ١٧/٨٥
فوائد الحدیث: (۱) نماز کے لئے وضو شرط ہے اگر وضو نہیں ہو گا تو نماز بھی نہیں ہو گی۔
اور نماز کا اختتام اور تکمیل سلام کے ساتھ ہے اور اس سے پہلے وضو ٹوٹ جائے تو نماز بھی ٹوٹ جائے گی۔ جیسا کہ احادیث میں واضح طور پر موجود ہے۔ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نماز کے متعلق بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں۔ تحريمها التكبير و تحليلها التسليم (ترمذی ۱/۶ نسائی ۱/۱۰۴) کہ ''نماز کا آغاز'' تکبیر ''اللہ اکبر'' اور اس کا اختتام، تسلیم ''السلام علیکم ورحمة الله'' کے ساتھ ہوتا ہے۔

ایک دوسری حدیث میں آپ رضی اللہ عنہما، رسول اکرم ﷺ کی نماز کا طریقہ بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں وکان یختم الصلواۃ بالتسلیم (صحیح مسلم ۱/ ۱۹۴ کتاب الصلواۃ) کہ "آپ ﷺ سلام کے ساتھ نماز کی تکمیل فرماتے تھے۔"

لیکن بعض الناس، نے اس سُنت کی مخالفت کرتے ہوئے لوگوں کو تعلیم و ترغیب دی کہ "اگر آدمی جان بوجھ کر وضو توڑ دے۔ یا کلام کرلے یا کوئی اور ایسا عمل کرے کہ جو نماز کے منافی اور خلاف ہے تو اس کی نماز مکمل ہو جائے گی" (ہدایہ ۱/ ۱۹۲ کتاب الصلوٰۃ) حالانکہ یہ درست اور جائز نہیں۔

(۲) زیر نظر حدیث ضعیف ہے جیسا کہ خود امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے وضاحت فرمادی ہے۔ اس لیے اس سے استدلال درست نہیں جبکہ مندرجہ بالا احادیث صحیح ہیں کہ سلام پھیرے بغیر آدمی نماز سے فارغ نہیں ہوتا۔

184- بَابُ مَا جَاءَ إِذَا كَانَ الْمَطَرُ فَالصَّلَاةُ فِي الرِّحَالِ

بارش ہونے کی صورت میں گھر نماز پڑھ لینا

409: حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ فَأَصَابَنَا مَطَرٌ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "مَنْ شَاءَ فَلْيُصَلِّ فِي رَحْلِهِ".

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم ایک سفر میں نبی ﷺ کے ساتھ تھے، بارش ہوگئی تو نبی ﷺ نے فرمایا: "جو چاہے اپنی قیام گاہ (گھر) میں نماز پڑھ لے۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَسَمُرَةَ وَأَبِي الْمَلِيحِ عَنْ أَبِيهِ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عمر، سمرہ، ابوالملیح عن ابیہ اور عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ جَابِرٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَخَّصَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الْقُعُودِ عَنِ الْجَمَاعَةِ وَالْجُمُعَةِ فِي الْمَطَرِ وَالطِّينِ وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جابر رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ اہل علم نے بارش اور کیچڑ کی صورت میں نماز باجماعت اور جمعہ چھوڑ دینے کی رخصت دی ہے۔ امام احمد اور امام اسحاق رحمہما اللہ کا یہی موقف ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: سَمِعْتُ أَبَا زُرْعَةَ يَقُولُ رَوَى عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَلِيٍّ حَدِيثًا. وَقَالَ أَبُو زُرْعَةَ: لَمْ نَرَ بِالْبَصْرَةِ أَحْفَظَ مِنْ هَؤُلَاءِ الثَّلَاثَةِ: عَلِيِّ بْنِ الْمَدِينِيِّ وَابْنِ الشَّاذَكُونِيِّ وَعَمْرِو بْنِ عَلِيٍّ. وَأَبُو الْمَلِيحِ اسْمُهُ عَامِرٌ وَيُقَالُ: زَيْدُ بْنُ أُسَامَةَ بْنِ عُمَيْرٍ الْهُذَلِيُّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں نے ابو زرعہ کو بیان کرتے ہوئے سنا: عفان بن مسلم نے عمرو بن علی سے ایک حدیث روایت کی ہے۔ ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ہم نے بصرہ میں ان تین حضرات: علی بن مدینی، ابن شاذکونی اور عمرو بن علی سے زیادہ حافظ کسی کو نہیں دیکھا۔ ابو ملیح کا نام عامر ہے اور زید بن اسامہ بن عمیر ہذلی بھی کہا جاتا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) الارواء: ۲، ۳۴۰-۳۴۱، صحیح ابی داؤد: ۹۷۶، اخرجه ابن خزیمه: ۱۶۵۹، والبیهقي: ۳/ ۷۱

تخریج الحدیث: مسلم: ٦٩٨،سنن ابو داود: ١٠٦٥، مسند احمد: ١٤٣٤٧، صحیح ابن حبان: ٢٠٨٢

فوائد الحدیث: (۱)اللہ تعالیٰ کی سُنت اور طریقہ ہے کہ وہ اپنے بندوں کے ساتھ ہمیشہ آسانی والا معاملہ فرماتا ہے۔ شریعت کے تمام احکام میں یرید اللہ بکم الیسر و لا یرید بکم العسر کا پہلو بہت نمایاں ہے انہی مسائل میں سے نماز کا مسئلہ بھی ہے کہ اگرچہ یہ باجماعت اور مسجد میں ادا کرنا فرض ہے لیکن اگر مسجد میں پہنچنا مشکل ہو تو روئے زمین پر جہاں آدمی کو آسانی ہو وہ نماز ادا کر سکتا ہے۔

اسی طرح اگر بارش، کیچڑ، آندھی، طوفان یا سخت ناقابل برداشت سردی ہو تو آدمی گھر میں بھی نماز ادا کر سکتا ہے۔

(۲) حدیث الباب میں اگرچہ سفر کا واقعہ ہے کہ جہاں بارش کی صورت میں اتنی خشک جگہ میسر نہیں تھی کہ باجماعت نماز ادا کر لی جاتی تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو اپنے خیموں میں ہی نماز ادا کرنے کا حکم فرمایا۔

ایک دوسری روایت میں سخت سردی کا بھی ذکر ہے (سنن نسائی ۱/۷۶ کتاب الاذان) لیکن یہ سہولت آبادیوں میں بھی میسر ہے۔ جو آدمی اس رخصت پر عمل کرنا چاہے وہ کر سکتا ہے۔ لیکن اس سہولت سے ناجائز فائدہ نہیں اٹھانا چاہیے کہ معمولی سی بارش ہوئی یا موسم خراب ہو گیا تو اس کو جواز بنا کر گھر میں ہی نماز پڑھ لی۔ آج ہمارے ہاں پختہ مساجد موجود ہیں جہاں ہر قسم کے موسم میں باحفاظت نماز کی ادائیگی کی سہولت موجود ہے۔ پھر راستے پختہ ہیں آنے جانے میں بھی زیادہ دشواری نہیں۔ اکثر راستوں پر سٹریٹ لائٹس کا بھی انتظام ہے ورنہ ہر شخص کے پاس موبائیل فون میں ٹارچ بھی موجود ہے۔ لہٰذا کوشش کرنی چاہیے کہ عزیمت کا مظاہرہ کرتے ہوئے مسجد میں آکر باجماعت نماز ادا کی جائے۔

185- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسْبِيحِ فِي أَدْبَارِ الصَّلَاةِ

نماز کے بعد تسبیحات پڑھنا

410: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ الْبَصْرِيُّ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عَتَّابُ بْنُ بَشِيرٍ عَنْ خُصَيْفٍ عَنْ مُجَاهِدٍ وَعِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَاءَ الْفُقَرَاءُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ الْأَغْنِيَاءَ يُصَلُّونَ كَمَا نُصَلِّي وَيَصُومُونَ كَمَا نَصُومُ وَلَهُمْ أَمْوَالٌ يُعْتِقُونَ وَيَتَصَدَّقُونَ. قَالَ: فَإِذَا صَلَّيْتُمْ فَقُولُوا: "سُبْحَانَ اللهِ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ مَرَّةً، وَالْحَمْدُ لِلهِ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ مَرَّةً، وَاللهُ أَكْبَرُ أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ مَرَّةً، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ عَشْرَ مَرَّاتٍ، فَإِنَّكُمْ تُدْرِكُونَ بِهِ مَنْ سَبَقَكُمْ وَلَا يَسْبِقُكُمْ مَنْ بَعْدَكُمْ".

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ وَأَنَسٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ وَابْنِ عُمَرَ وَأَبِي ذَرٍّ.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، غریب (غریب صحابہ کرام) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عرض کیا: اللہ کے رسول! مال دار حضرات نماز پڑھتے ہیں جس طرح ہم نماز پڑھتے ہیں، وہ روزہ رکھتے ہیں جس طرح ہم روزہ رکھتے ہیں، اور ان کے پاس مال بھی ہے جس سے وہ غلام آزاد کرتے ہیں اور وہ صدقہ کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "جب تم نماز پڑھ لو تو تینتیس ۳۳ بار سبحان اللہ، تینتیس ۳۳ بار الحمد للہ، اور چونتیس بار اللہ اکبر اور دس بار ((لا الہ الا اللہ)) پڑھ لیا کرو، تم اپنے سے آگے نکل جانے والوں کو جالو گے اور پیچھے رہ جانے والے تم سے آگے نہیں نکل سکیں گے۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا کعب بن عجرہ، انس، عبداللہ بن عمرو، زید بن ثابت، ابو درداء، ابن عمر اور

ابوذر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَفِي الْبَابِ أَيْضًا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَالْمُغِيرَةِ. وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: خَصْلَتَانِ لَا يُحْصِيهِمَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ يُسَبِّحُ اللهَ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ عَشْرًا وَيَحْمَدُهُ عَشْرًا وَيُكَبِّرُهُ عَشْرًا وَيُسَبِّحُ اللَّهَ عِنْدَ مَنَامِهِ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَيَحْمَدُهُ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَيُكَبِّرُهُ أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت حسن غریب ہے۔ اور اس باب میں سیّدنا ابوہریرہ اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔ نبی ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: ”دو خصلتیں ایسی ہیں کہ جو مُسلمان شخص انہیں محفوظ / یاد کر لے گا وہ جنّت میں جائے گا۔ ہر نماز کے بعد دس بار سبحان اللہ، دس بار الحمد للہ، دس بار اللہ اکبر اور سوتے وقت تینتیس ۳۳ بار سبحان اللہ، تینتیس ۳۳ بار الحمد للہ اور چونتیس بار اللہ اکبر کہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) التعليق الرغيب: ٢/ ٢٦٠، لا الہ الا اللہ کا ذکر منکر ہے۔ خصیف کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن نسائی: ٣/ ٧٨، اخرجه المزي في تهذيب الكمال: ٩/ ٢٨٩

فوائد الحدیث: نماز کے بعد احادیث میں اذکار کی بڑی فضیلت اور مختلف تعداد بیان ہوئی ہے ان میں سے آدمی جونسی فضیلت حاصل کرنا چاہتا ہے اسے اس تعداد کے مطابق وظائف کرنے چاہئیں۔

اور خصوصاً فرض نماز کے بعد کچھ وقت بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا چاہئے۔ نماز سے سلام پھیرتے ہی بغیر ضروری مسنون اذکار کے اُٹھ جانے کی روش جائز ہونے کے باوجود مستحسن نہیں ہے۔ وظائف واذکار آخرت میں اجر وثواب کے ساتھ ساتھ دنیا میں بھی کئی قسم کے فوائد کا سبب ہیں اس لیے ان سے لاپرواہی نہیں کرنی چاہئے۔

186- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الدَّابَّةِ فِي الطِّينِ وَالْمَطَرِ

کیچڑ اور بارش کی صورت میں سواری پر نماز پڑھنا

411: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ الرَّمَّاحِ الْبَلْخِيُّ عَنْ كَثِيرِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ بْنِ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّهُمْ كَانُوا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي مَسِيرٍ فَانْتَهَوْا إِلَى مَضِيقٍ وَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَمُطِرُوا السَّمَاءُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَالْبِلَّةُ مِنْ أَسْفَلَ مِنْهُمْ فَأَذَّنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى رَاحِلَتِهِ وَأَقَامَ أَوْ أَقَامَ فَتَقَدَّمَ عَلَى رَاحِلَتِهِ فَصَلَّى بِهِمْ يُومِئُ إِيمَاءً يَجْعَلُ السُّجُودَ أَخْفَضَ مِنَ الرُّكُوعِ.

سیّدنا یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ایک سفر میں نبی ﷺ کے ساتھ تھے۔ وہ ایک تنگ راستے پر پہنچے، تو نماز کا وقت ہو گیا۔ ادھر بارش ہو گئی، اور نیچے کیچڑ تھا، رسول اللہ ﷺ نے اذان دی جبکہ آپ اپنی سواری پر تھے، اور اقامت کہی، پس آپ اپنی سواری پر آگے بڑھے اور اشارے سے انہیں نماز پڑھائی، آپ سجدوں کو رکوع سے زیادہ پست کرتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔

تَفَرَّدَ بِهِ عُمَرُ بْنُ الرَّمَّاحِ الْبَلْخِيُّ لَا يُعْرَفُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِهِ. وَقَدْ رَوَى عَنْهُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ.

اس میں عمر بن رباح بلخی کا تفرد ہے، اس کی اپنی حدیث کے ذریعے پہچان ہے اور کئی ایک اہل علم نے ان سے روایت کیا ہے۔

وَكَذَلِكَ رُوِيَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ صَلَّى فِي مَاءٍ وَطِينٍ عَلَى دَابَّتِهِ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهِ يَقُولُ: أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ.

اور اسی طرح سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے کیچڑ کی صورت میں اپنی سواری پر نماز پڑھی، اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔ امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ کا یہی پر موقف ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) اس میں عمرو بن عثمان مجہول ہے۔ ضعيف الترمذي: ٦٥

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٧٥٧٣، اخرجه الدارقطني: ١/ ٣٨٠، البيهقي: ٢/ ٧

فوائد الحدیث: یہ روایت سنداً ضعیف ہے اس لئے قابل احتجاج نہیں۔ البتہ دوسری احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ نفل نماز تو سواری پر ادا کی جاسکتی ہے، فرض نماز سواری پر ادا نہیں کی جاتی۔ سوائے ایسی صورت میں کہ سواری سے اتر کر زمین پر نماز پڑھنا ناممکن ہو تو پھر فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیه (القران) کے تحت جواز ہے۔

لیکن آج کل جو بعض لوگوں نے اس کو مذاق بنایا ہوا ہے کہ وہ ہر قسم کی سواری پر سیٹ پر ہی نماز پڑھنا شروع کر دیتے ہیں گانے چل رہے ہیں دھکے لگ رہے ہیں اور پھر اس میں یکسوئی بھی حاصل نہیں ہوتی یہ تو قطعی طور پر درست نہیں۔ جب شریعت نے سفر میں "جمع بین الصلاتین" (دو نمازوں کو جمع کرنے) کی اجازت دی ہے تو پھر صرف تقلیدی ضد کی وجہ سے کئی ایک احادیث کی مخالفت کی جاتی ہے۔ جس کی تفصیل آئندہ ان شاء اللہ "ابواب السفر" میں آئے گی۔

187- بَابُ مَا جَاءَ فِي الِاجْتِهَادِ فِي الصَّلَاةِ

نماز میں انتہائی مشقت اٹھانا

412: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَبِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الْعَقَدِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى انْتَفَخَتْ قَدَمَاهُ فَقِيلَ لَهُ: أَتَتَكَلَّفُ هَذَا؟ وَقَدْ غُفِرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ قَالَ: أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا؟

سیّدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے حتیٰ کہ آپ ﷺ کے قدم مبارک پھول گئے تو آپ ﷺ سے عرض کیا گیا: آپ ﷺ یہ تکلیف اٹھاتے ہیں جب کہ آپ ﷺ کے اگلے پچھلے گناہ معاف ہو چکے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "تو کیا میں شکر گزار بندہ نہ ہوں؟"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَائِشَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابوہریرہ اور عائشہ رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الحميدي: ٧٥٩، ابن خزيمه: ١١٨٢، البيهقي: ٣/ ١٦

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۱۱۳۰، صحیح مسلم: ۲۸۱۹، سنن ابن ماجه: ۱٤۱۹، سنن نسائی: ۲۱۹/۳، مسند احمد: ۱۸۱۹۸، صحیح ابن حبان: ۳۱۱

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ کے انسان پر بے شمار انعامات واحسانات ہیں اس لیے بندوں کو چاہئے کہ وہ اپنے رب تعالیٰ کے ہر حکم کو بجالائیں، اور احسن انداز سے اسکی پیروی اور ادائیگی کا اہتمام کریں، اگر کوئی امام نماز پڑھاتے ہوئے دو آیتیں اضافی پڑھ دے تو مقتدیوں کی طبیعتوں پر گراں نہیں گزرنی چاہئیں۔ اسی طرح آئمہ صلوٰۃ کے لیے بھی آپ ﷺ کی ہدایات موجود ہیں۔ اس کا بھی خیال رکھنا چاہئے۔

188- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الصَّلَاةُ

بندے سے قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کا حساب لیا جائے گا

413: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ نَصْرِ بْنِ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ: حَدَّثَنِي قَتَادَةُ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ حُرَيْثِ بْنِ قَبِيصَةَ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَقُلْتُ: "اللَّهُمَّ يَسِّرْ لِي جَلِيسًا صَالِحًا". قَالَ: فَجَلَسْتُ إِلَى أَبِي هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ: إِنِّي سَأَلْتُ اللهَ أَنْ يَرْزُقَنِي جَلِيسًا صَالِحًا فَحَدِّثْنِي بِحَدِيثٍ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ لَعَلَّ اللهَ أَنْ يَنْفَعَنِي بِهِ. فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ عَمَلِهِ صَلَاتُهُ، فَإِنْ صَلُحَتْ فَقَدْ أَفْلَحَ وَأَنْجَحَ وَإِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ، فَإِنِ انْتَقَصَ مِنْ فَرِيضَتِهِ شَيْءٌ قَالَ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ انْظُرُوا هَلْ لِعَبْدِي مِنْ تَطَوُّعٍ فَيُكَمَّلُ بِهَا مَا انْتَقَصَ مِنَ الْفَرِيضَةِ ثُمَّ يَكُونُ سَائِرُ عَمَلِهِ عَلَى ذَلِكَ".

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

وَقَدْ رَوَى بَعْضُ أَصْحَابِ الْحَسَنِ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ قَبِيصَةَ

حریث بن قبیصہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، میں مدینے پہنچا تو میں نے کہا (دعا کی): اے اللہ! مجھے نیک ہم نشین میسر فرمانا، پس میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھ گیا تو میں نے کہا: میں نے اللہ سے دعا کی تھی کہ مجھے نیک شخص کی صحبت ورفاقت نصیب فرمانا۔ آپ مجھے کوئی ایسی حدیث سنائیں جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو، ہو سکتا ہے کہ اللہ اس کے ذریعے مجھے فائدہ پہنچائے۔ تو انہوں نے کہا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "بندے کے اعمال میں سے قیامت کے دن سب سے پہلے اس کی نماز کا حساب لیا جائے گا، اگر وہ ٹھیک ہوئی تو وہ کامیاب وکامران ہو گیا، اور اگر وہ ٹھیک نہ نکلی تو پھر ناکام و نامراد ہو گیا، اگر اس کے فریضے میں کچھ کمی ہوئی تو رب عزوجل فرمائے گا: دیکھو! کیا میرے بندے کے کوئی نفل بھی ہیں؟ تو پھر اس کے فریضے کی کمی نوافل کے ذریعے پوری کی جائے گی۔ پھر اس کے باقی اعمال کا حساب بھی اسی طرز پر ہو گا۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث اس طریق سے غریب ہے۔ یہ حدیث اس طریق کے علاوہ بھی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے۔

حسن کے بعض ساتھیوں (شاگردوں) نے حسن کے حوالے

بْنِ حُرَيْثٍ غَيْرَ هَذَا الْحَدِيثِ وَالْمَشْهُورُ هُوَ قَبِيصَةُ بْنُ حُرَيْثٍ. وَرُوِيَ عَنْ أَنَسِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوُ هَذَا.

سے قبیصہ بن حریث کی اس کے علاوہ حدیث بیان کی ہے۔ اور یہ مشہور قبیصہ بن حریث ہیں۔ انس بن حکیم عن ابی ہریرہ کی سند سے نبی ﷺ سے اسی مانند روایت کیا گیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) بعض نے اسے حسن بصری مدلس کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١٤٢٥ و ١٤٢٦، سنن نسائی: ١/٢٣٢ و ٢٣٣ و ٢٣٣ ـ ٢٣٤ مسند احمد: ٧٩٠٢

فوائد الحدیث: (۱) نماز کی اسلام اور انسان کی زندگی میں اس قدر اہمیت ہے کہ قیامت کے دن عبادات میں سے سب سے پہلا سوال نماز کے متعلق ہی ہوگا اگر اس میں انسان کامیاب ہو گیا تو زندگی کے باقی معاملات میں بھی کامیابی نصیب ہوگی اور اگر خدانخواستہ اسی میں ناکامی ہوگئی تو پھر انسان تمام اعمال کی جواب دہی میں ناکام ہو جائیگا۔ اس لیے تمام مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اپنی نمازوں کو درست کریں پابندی کے ساتھ ادا کریں۔ کسی قسم کی سستی کا شکار نہ ہوں کہ کبھی پڑھ لی اور کبھی نہ پڑھی۔

(۲) اسی طرح جو لوگ نماز تو پابندی سے پڑھتے ہیں لیکن اپنے عقیدے اور نماز کی ادائیگی کے طریقے کی پرواہ نہیں کرتے انہیں بھی اپنے عقیدے کو کفر، شرک اور نفاق سے پاک صاف رکھتے ہوئے خالصتاً عقیدہ توحید اپنانا چاہئے۔ اور نماز کو نبی کریم ﷺ کے طریقے کے مطابق ادا کرنا چاہئے۔ کیونکہ خلاف سنت ادا کی ہوئی نمازیں اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول نہیں ہوں گی۔ اور ایسا شخص بے نماز ہی تصور ہوگا۔

(۳) جو لوگ صحیح عقیدے کے ساتھ سنت کے مطابق نمازیں ادا کرتے ہیں انہیں خشوع اور خضوع کا اہتمام کرنا چاہئے کہ زندگی میں جس قدر نماز کا عمل خوبصورت ہوگا اسی قدر اللہ تعالیٰ باقی اعمال بھی انسان کو احسن انداز سے ادا کرنے کی توفیق فرمائیں گے۔

(۴) اللہ تعالیٰ کا یہ احسان ہے کہ اگر بندے کے فرائض میں کسی لحاظ سے بھی کوئی کمی رہ گئی ہے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کمی کو نوافل سے پورا کیا جائے گا۔ اس لیے فرض نماز کے علاوہ نفل نماز بھی اہتمام سے ادا کرنی چاہئے۔ فرض روزے کے علاوہ نفلی روزے بھی رکھنے چاہئیں۔ فرض زکوٰۃ دینے کے ساتھ نفلی صدقہ وخیرات کرنے کی عادت بھی ڈالنی چاہئے وغیرہ وغیرہ۔

189- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ صَلَّى فِي يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً مِنَ السُّنَّةِ وَمَا لَهُ فِيهِ مِنَ الْفَضْلِ

جس نے دن رات میں بارہ رکعت سنت مؤکدہ پڑھیں اس کی فضیلت

414: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ النَّيْسَابُورِيُّ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سُلَيْمَانَ الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ زِيَادٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ "مَنْ ثَابَرَ عَلَى ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً مِنَ السُّنَّةِ بَنَى اللهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ".

ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص پابندی سے بارہ رکعت سنت مؤکدہ پڑھتا ہے اللہ اس کے لیے جنّت میں گھر بنا دیتا ہے: چار رکعتیں ظہر سے پہلے، دو اس کے بعد، دو مغرب کے بعد، دو عشاء کے بعد اور دو فجر سے پہلے۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي مُوسَى وَابْنِ عُمَرَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدہ ام حبیبہ، ابوہریرہ، ابوموسیٰ اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت اس طریق سے غریب ہے۔

وَمُغِيرَةُ بْنُ زِيَادٍ قَدْ تَكَلَّمَ فِيهِ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ.

مغیرہ بن زیاد کے بارے میں بعض اہل علم نے اس کے حافظے کے حوالے سے جرح کی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٢/٢٠٣، ابو يعلى: ٤٥٢٥

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١١٤٠، سنن نسائي: ٣/٢٦٠-٢٦١ و ٢٦١

415: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا مُؤَمَّلٌ هُوَ ابْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ عَنْبَسَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: "مَنْ صَلَّى فِي يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ، أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ".

سیّدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے دن رات میں بارہ رکعتیں پڑھیں اس کے لیے جنّت میں گھر بنا دیا جائے گا: چار رکعتیں ظہر سے پہلے، دو اس کے بعد، دو مغرب کے بعد، دو عشاء کے بعد اور دو رکعتیں فجر سے پہلے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ عَنْبَسَةَ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ فِي هَذَا الْبَابِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَنْبَسَةَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: عنبسہ کی ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے اس باب میں روایت حسن صحیح ہے۔ جبکہ عنبسہ سے اس کے علاوہ طرق سے بھی روایت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن خزيمه: ١١٨٥، ابو عوانه: ٢/٢٦١، البيهقي: ٢/٤٧٣، البغوي: ٨٦٦

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٧٢٨، سنن ابو داود: ١٢٥٠ سنن ابن ماجه: ١١٤١، سنن نسائي: ٣/٢٦١-٢٦٤، مسند احمد: ٢٦٧٦٨ و ٢٦٧٦٩، صحيح ابن حبان: ٢٤٥١ و ٢٤٥٢

فوائد الحدیث: یوں تو تمام نوافل کی بڑی فضیلت ہے لیکن ان بارہ رکعتوں (جن کی تفصیل آپ ﷺ نے زبان نبوت سے خود ہی فرمادی) کی بڑی اہمیت ہے اسی لیے انہیں سُنت موکدہ کہا جاتا ہے کہ آپ ﷺ خود بھی ان کی ادائیگی کا بہت اہتمام فرماتے تھے۔ اس لیے ہمیں بھی ان کی حفاظت کرنی چاہئے اور پابندی کے ساتھ ان کو ادا کرنا چاہئے۔

190- بَابُ مَا جَاءَ فِي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ مِنَ الْفَضْلِ

فجر کی دو رکعتوں (سنتوں) کی فضیلت

416: حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ التِّرْمِذِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ

ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "فجر کی دو رکعتیں دنیا اور اس کی تمام چیزوں سے بہتر

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ "رَكْعَتَا الْفَجْرِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا".

ہیں۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا علی، ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت حسن صحیح ہے۔

وَقَدْ رَوَى أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ التِّرْمِذِيِّ حَدِيثَ عَائِشَةَ.

احمد بن حنبل نے صالح بن عبداللہ ترمذی سے حدیث عائشہ روایت کی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الارواء: ٤٣٧، اخرجه ابو عوانه: ٢/٢٧٣، الحاكم: ١/٣٠٦، البيهقي: ٢/٤٧٠

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٧٢٥، سنن نسائی: ٣/٢٥٢، مسند احمد: ٢٤٢٤١، صحيح ابن حبان: ٢٤٥٨

فوائد الحدیث: (۱) گزشتہ حدیث میں بارہ رکعات کی فضیلت بیان ہوئی پھر ان بارہ میں سے بھی فجر کی دو رکعتوں کے متعلق آپ ﷺ نے الگ سے فضیلت بیان فرمائی۔ یہی وجہ ہے کہ فجر کی سنتیں تو سفر میں بھی ادا کی جاتی ہیں۔

(۲) "دنیا و مافیہا" سے بہتر اس لیے قرار دیا کہ دنیا کی ہر چیز عارضی ہے اور جنّت کی ہر نعمت دوامی ہے، یہ دو رکعتیں چونکہ جنّت کی ہمیشہ رہنے والی نعمتوں کے حصول کا سبب ہیں اس لیے انہیں دنیا اور جو کچھ اس میں ہے، سے بہتر قرار دیا گیا۔

191- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَخْفِيفِ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ وَمَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ فِيهِمَا

فجر کی دو رکعتیں ہلکی پڑھنی چاہئیں، اور نبی ﷺ ان میں کون سی سورتیں پڑھتے تھے

417: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ وَأَبُو عَمَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: "رَمَقْتُ النَّبِيَّ ﷺ شَهْرًا فَكَانَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ بِ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ وَ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں نے ایک ماہ تک نبی ﷺ (کی نماز) کا مشاہدہ کیا، آپ ﷺ فجر کی سنتوں میں سورۂ الکافرون اور سورۂ الاخلاص پڑھتے تھے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَأَنَسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَحَفْصَةَ وَعَائِشَةَ.

اس باب میں سیّدنا ابن مسعود، انس، ابوہریرہ، ابن عباس، حفصہ اور عائشہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت حسن ہے۔

وَلَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ الثَّوْرِيِّ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ أَبِي أَحْمَدَ وَالْمَعْرُوفُ عِنْدَ النَّاسِ حَدِيثُ

اور ہم حدیث ثوری عن ابی اسحاق صرف ابو احمد کے حوالے سے جانتے ہیں اور لوگوں کے ہاں حدیث اسرائیل عن ابی

إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي أَحْمَدَ عَنْ إِسْرَائِيلَ هَذَا الْحَدِيثُ أَيْضًا. وَأَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ ثِقَةٌ حَافِظٌ. قَالَ: سَمِعْتُ بُنْدَارًا يَقُولُ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَحْسَنَ حِفْظًا مِنْ أَبِي أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيِّ. وَأَبُو أَحْمَدَ اسْمُهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ الْكُوفِيُّ الأَسَدِيُّ.

اسحاق کی سند سے معروف ہے اور یہ حدیث ابو احمد عن اسرائیل کی سند سے بھی روایت کی گئی ہے۔ اور ابو احمد زبیری ثقہ حافظ ہے۔ انہوں نے کہا: میں نے بندار کو بیان کرتے ہوئے سنا: میں نے ابو احمد زبیری سے بڑھ کر اچھے حافظے والا کسی کو نہیں دیکھا۔ ابو احمد کا نام محمد بن عبداللہ بن زبیر کوفی اسدی ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٢/٢٤٢، الطحاوي في شرح المعاني: ١/٢٩٨، البيهقي: ٣/٤٣

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١١٤٩، سنن نسائی: ٢/١٧٠، مسند احمد: ٤٧٦٣ و ٤٩٠٩ و ٥٦٩١، صحيح ابن حبان: ٢٤٥٩

فوائد الحدیث: (۱) فجر کی دو سنتوں کی بہت زیادہ فضیلت ہونے کے باوجود آپ ﷺ اس میں قرأت مختصر کرتے تھے کیونکہ فجر کی فرض نماز میں قرأت لمبی ہوتی تھی۔

(۲) آپ ﷺ کی جن نمازوں میں مخصوص سورتیں قرأت کرنے کا بیان ہوا ہے وہ آپ ﷺ کے کثرت عمل کی وجہ سے ہے ورنہ ان کے علاوہ اگر دوسری کوئی سورت بھی پڑھ لی جائے تو درست ہے۔ البتہ انہی سورتوں کا اہتمام کرنا آپ ﷺ اور آپ کی سنت سے محبّت کی علامت ہے لہٰذا اس کا اہتمام کرنا چاہئے۔

192- بَابُ مَا جَاءَ فِيْ الْكَلَامِ بَعْدَ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ

فجر کی دو رکعتوں کے بعد بات کرنا

418: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسَى الْمَرْوَزِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ قَالَ: سَمِعْتُ مَالِكَ بْنَ أَنَسٍ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ "إِذَا صَلَّى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فَإِنْ كَانَتْ لَهُ إِلَيَّ حَاجَةٌ كَلَّمَنِي وَإِلَّا خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ".

ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: نبی ﷺ جب فجر کی دو رکعتیں پڑھ لیتے تھے تو اگر آپ کو مجھ سے کوئی کام ہوتا تو آپ مجھ سے بات کر لیتے تھے ورنہ نماز کے لیے تشریف لے جاتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ كَرِهَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمُ الْكَلَامَ بَعْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ حَتَّى يُصَلِّيَ صَلَاةَ الْفَجْرِ إِلَّا مَا كَانَ مِنْ ذِكْرِ اللهِ أَوْ مِمَّا لَا بُدَّ مِنْهُ وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے بعض اہل علم حضرات نے طلوع فجر کے بعد کلام کرنے کو ناپسند کیا ہے حتیٰ کہ فجر کی نماز پڑھ لے، اِلّا یہ کہ اللہ کا ذکر ہو یا پھر کوئی انتہائی ضروری بات ہو۔ یہی امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ کا موقف ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) صحیح ابی داؤد: ١١٤٧، ١١٤٨، اخرجه الحميدي: ١٧٥، الدارمي: ١٤٥٣، ابن خزيمه: ١١٢٢

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١١٦٨، صحیح مسلم: ٧٤٣، سنن ابو داود: ١٢٦٢ و ١٢٦٣

فوائد الحدیث: (۱) بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ اگر سنتوں کے بعد کسی سے کوئی بات کر لی جائے تو وہ سنتیں باطل ہو جاتی ہیں۔ ان لوگوں کی تردید کے لیے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ یہ باب قائم کر کے حدیث بیان کرتے ہیں کہ اگر کوئی ضرورت ہو تو سنتوں اور فرض نماز کے درمیان بات کی جا سکتی ہے۔

(۲) یاد رہے کہ یہ جواز ہے اس کو گپیں ہانکنے کے لیے دلیل نہیں بنانا چاہئے جیسا کہ بعض مساجد کے نمازیوں کی یہ حالت ہے کہ وہ اس بات کی پرواہ کیے بغیر کہ کوئی دوسرا سنتیں پڑھ رہا ہے یا تلاوت کر رہا ہے بلند آواز سے خالص دنیاوی باتوں میں مگن ہوتے ہیں۔

اسی طرح مدارس کے طلبہ میں بھی یہ بیماری عام ہے اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔

193- بَابُ مَا جَاءَ لَا صَلَاةَ بَعْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ إِلَّا رَكْعَتَيْنِ

طلوع فجر کے بعد دو رکعتوں کے علاوہ کوئی (نفل) نماز نہیں

419: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ قُدَامَةَ بْنِ مُوسَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُصَيْنِ عَنْ أَبِي عَلْقَمَةَ عَنْ يَسَارٍ مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: "لَا صَلَاةَ بَعْدَ الْفَجْرِ إِلَّا سَجْدَتَيْنِ".

وَمَعْنَى هَذَا الْحَدِيثِ إِنَّمَا يَقُولُ لَا صَلَاةَ بَعْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ إِلَّا رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ.

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَحَفْصَةَ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ قُدَامَةَ بْنِ مُوسَى وَرَوَى عَنْهُ غَيْرُ وَاحِدٍ. وَهُوَ مَا اجْتَمَعَ عَلَيْهِ أَهْلُ الْعِلْمِ كَرِهُوا: "أَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ بَعْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ إِلَّا رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ".

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "فجر کے بعد دو رکعتوں کے علاوہ کوئی نماز نہیں۔" اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ طلوع فجر کے بعد فجر کی دو رکعتوں کے علاوہ کوئی (نفل) نماز نہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عمرو اور حفصہ رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت غریب ہے، ہم اسے صرف قدامہ بن موسیٰ کی روایت کے حوالے سے ہی جانتے ہیں۔ اور ان سے کئی ایک نے روایت کی ہے۔ اور اس پر اہل علم کا اجماع ہے، انہوں نے طلوع فجر کے بعد فجر کی دو رکعتوں کے علاوہ اور کوئی (نفل) نماز پڑھنے کو ناپسند کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) الارواء: ٤٧٨، صحیح ابی داؤد: ١١٠٩، بعض کے نزدیک محمد بن الحصین کی جہالت کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابی داود: ١٢٧٨ سنن ابن ماجه: ٢٣٥ مسند احمد: ٤٧٥٦ و ٥٨١١

فوائد الحدیث: (۱) طلوع فجر کے بعد نماز فجر تک عمومی نوافل وغیرہ پڑھنا درست نہیں صرف فجر کی دو سنتیں ہی پڑھی جائیں گی۔

(۲) اسلاف میں سے بعض کا موقف ہے کہ کوئی بھی نماز ہو مثلاً وتر وغیرہ۔ اگر رہ گئے ہیں جاگ نہیں آئی تو طلوع فجر (اذان) کے بعد پڑھ سکتا ہے لیکن یہ صرف قیاس اور اجتہاد ہے جو کہ صریح نص کے مقابلے میں حجّت نہیں ہو سکتا۔

194- بَابُ مَا جَاءَ فِي الاِضْطِجَاعِ بَعْدَ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ

فجر کی دو رکعتوں کے بعد لیٹنا

420: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ "إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فَلْيَضْطَجِعْ عَلَى يَمِينِهِ".

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی فجر کی دو رکعتیں پڑھے تو وہ اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جائے۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "كَانَ إِذَا صَلَّى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فِي بَيْتِهِ اضْطَجَعَ عَلَى يَمِينِهِ". وَقَدْ رَأَى بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنْ يُفْعَلَ هَذَا اسْتِحْبَابًا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت اس طریق سے حسن صحیح غریب ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا گیا ہے کہ نبی ﷺ جب اپنے گھر میں فجر کی دو رکعتیں پڑھتے تھے تو اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جاتے تھے۔ بعض اہل علم کی رائے ہے کہ اسے استحباب کے طور پر کیا جائے۔

حکم الحدیث: (صحیح) المشکوٰۃ: ١٢٠٦، صحیح ابی داؤد: ١١٤٦، بعض کے نزدیک اعمش مدلس کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٢٦١ سنن ابن ماجه: ١١٩٩، مسند احمد: ٩٣٦٨، صحیح ابن حبان: ٢٤٦٨

فوائد الحدیث: (١) رسول اللہ ﷺ کا ہر حکم اور عمل امت کے لیے راہنمائی ہے اور اسے قبول کرنا چاہیے۔ فجر کی سنتوں کے بعد آپ ﷺ خود بھی تھوڑی دیر کے لیے لیٹ جاتے جیسا کہ ام المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ اور حدیث الباب میں اس کا حکم موجود ہے۔ اس لیے سُنت سمجھ کر فجر کی سنتوں کے بعد اپنی دائیں کروٹ تھوڑی دیر لیٹنا چاہئے۔

(٢) "بعض الناس" نے جہاں اور کئی مسائل میں تاویلات باطلہ کے ذریعے صحیح احادیث کا رد کیا ہے۔ یہاں بھی تسلیم کر لینے کے باوجود کے یہ لیٹنے والا عمل آپ ﷺ سے ثابت ہے لیکن لوگوں کو اس سے روکنے کے لیے اور سُنت پر عمل کرنے کی سعادت سے محروم رکھنے کے لئے کبھی یہ کہا جاتا ہے کہ آپ ﷺ رات کی نماز (تہجد) کی وجہ سے تھک جاتے تھے اس لیے آپ لیٹتے تھے اور کبھی شرط لگائی جاتی ہے کہ یہ صرف اس شخص کے لیے لیٹنا جائز ہے جو رات تہجد پڑھے اگر اس نے تہجد نہیں پڑھی تو پھر لیٹ بھی نہیں سکتا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اللہ کے بندو! اگر یہی وجہ ہوتی تو پھر آپ ﷺ دوسروں کو حکم کیوں فرماتے؟ کبھی کہہ دیا جاتا ہے کہ یہ حکم والی روایت شاذ ہے حالانکہ یہ صرف تقلیدی مجبوری کی وجہ سے مقلدین یہ قلابازیاں کھا رہے ہیں ورنہ حقیقت یہ ہے کہ اس مسئلہ میں آپ ﷺ کا قول (حکم) اور فعل (عمل) دونوں ہی ثابت ہیں۔

پھر اگر لوگ اس سُنت پر عمل کر لیں گے تو آپکو تکلیف کیا ہے؟ اس سے آپ کا نقصان کیا ہوگا۔ صرف اور صرف حدیث دشمنی ہے کہ اپنے آراء و قیاس پر مبنی تقلیدی مذہب کو بچانے کے لیے نا صرف کہ رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں بلکہ اس کے لئے ناروا تاویلیں

کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ پتہ نہیں یہ کیسے مُسلمان ہیں کہ تسلیم بھی کرتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے اور یہ عمل رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے لیکن بڑی جرات سے کہہ دیتے ہیں "مگر فقہائے حنفیہ کا یہ مذہب ہے۔" وغیرہ وغیرہ۔

ایسے کئی ایک مظاہر آپ کو درس ترمذی از مولانا تقی عُثمانی میں نظر آئیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ مجھے کئی بار یہ خیال آتا ہے کہ بنی اسرائیل نے اللہ تعالیٰ کا صرف ایک حکم، تاویل کرتے ہوئے رد کیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بدترین مخلوق بندر بنا دیا۔ اگر رسول اللہ ﷺ کی یہ دعا نہ ہوتی کہ اللہ تعالیٰ میری امت کو پہلی امتوں کی طرح اجتماعی طور پر ہلاک نہ کرتا۔ (او کما قال صلی اللہ علیہ وسلم) تو جس قدر لوگ قران وحدیث کو جھٹلانے کے لئے مکر وفریب اور تاویلات باطلہ سے کام لیتے ہیں نہ جانے اللہ کریم انہیں اپنی کس مخلوق میں تبدیل کر دیتا ہم تو بس ان کے لئے ھدایت کی دعا ہی کر سکتے ہیں۔ کہ جو فوت ہو گئے وہ تو اپنے انجام کو پہنچ چکے مگر جو زندہ ہیں اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت نصیب فرمائیں۔ آمین۔

اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ

195- بَابُ مَا جَاءَ إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا صَلَاةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةُ

جب نماز کی اقامت ہو جائے تو فرض نماز کے علاوہ کوئی نماز نہیں ہوتی

421: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَطَاءَ بْنَ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ "إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا صَلَاةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةُ".

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب نماز کی اقامت ہو جائے تو پھر فرض نماز کے علاوہ کوئی نماز نہیں ہوتی۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ بُحَيْنَةَ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَعَبْدِ اللهِ بْنِ سَرْجِسَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَنَسٍ.

اس باب میں ابن بحینہ، عبداللہ بن عمرو، عبداللہ بن سرجس، ابن عباس اور انس رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَهَكَذَا رَوَى أَيُّوبُ وَوَرْقَاءُ بْنُ عُمَرَ وَزِيَادُ بْنُ سَعْدٍ وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَرَوَى حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ وَسُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ فَلَمْ يَرْفَعَاهُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن ہے۔ ایوب، ورقاء بن عمر، زیاد بن سعد، اسماعیل بن مُسلم اور محمد بن جحادہ نے عمرو بن دینار عن عطاء بن یسار عن ابی ہریرہ کی سند سے نبی ﷺ سے اسی طرح روایت کیا ہے، حماد بن زید اور سفیان بن عیینہ نے عمرو بن دینار سے روایت کیا تو ان دونوں نے اسے مرفوع روایت نہیں کیا۔

وَالْحَدِيثُ الْمَرْفُوعُ أَصَحُّ عِنْدَنَا.

ہمارے نزدیک مرفوع حدیث زیادہ صحیح ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ "إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ أَنْ لَا يُصَلِّيَ الرَّجُلُ إِلَّا الْمَكْتُوبَةَ". وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ

نبی ﷺ کے اصحاب میں سے بعض اہل علم کا موقف ہے کہ جب نماز کی اقامت ہو جائے تو آدمی صرف فرض نماز ہی پڑھے۔ سفیان ثوری، ابن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم

الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ.

اللہ کا یہی موقف ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ رَوَاهُ عَيَّاشُ بْنُ عَبَّاسٍ الْقِتْبَانِيُّ الْمِصْرِيُّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ هَذَا.

اور بے شک یہ حدیث سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نبی کریم ﷺ سے اس سند کے علاوہ بھی روایت کی گئی ہے۔ اس حدیث کو عیاش بن عباس قتبانی مصری نے عن ابی سلمہ عن ابی ہریرہ نبی کریم ﷺ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابو يعلى: ٦٣٧٩، ابن خزيمه: ١١٢٣، ابو عوانه: ٢/٣٢

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٧١٠، سنن ابو داود: ١٢٦٦، سنن ابن ماجه: ١١٥١، سنن نسائی: ٢/١١٦ و ١١٦-١١٧، مسند احمد: ٨٣٧٩ صحيح ابن حبان: ٢١٩٠و ٢١٩٣

فوائد الحدیث: (۱) یہ حدیث اس مسئلہ میں نص صریح ہے۔ کہ جب فرض نماز کی جماعت کھڑی ہو جائے تو پھر کوئی سنتیں اور نوافل وغیرہ ادا نہیں کیے جاسکتے بلکہ وہ فرض نماز ادا کرنا ہوگی جس کی جماعت ہو رہی ہے الا یہ کہ کوئی آدمی وہ نماز پڑھ چکا ہے اور بعد والی سنتیں یا نوافل پڑھ رہا ہے تو یہ اس حکم میں شامل نہیں۔ اور یہ حکم تمام نمازوں کو شامل ہے۔

(۲) بعض لوگوں نے بعض آثار کی بنا پر فجر کی سنتوں کے لیے استثناء بیان کیا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی واضح حدیث کے بعد کسی امتی کا قول یا عمل حجت نہیں۔

(۳) یہاں مولانا تقی عثمانی نے عجیب منطق لڑائی ہے کہ "اس حدیث میں کچھ تخصیص شافیہ نے کرلی ہے اگر ہم ان سے کچھ تھوڑی سی زیادہ تخصیص کرلیں تو کیا حرج ہے۔" (درس ترمذی ۲/۱۸۰) انا للہ وانا الیہ راجعون

شریعت نہ ہوگئی بازیچہ اطفال ہوگیا کہ سوتنوں کی طرح ایک دوسرے سے مقابلہ کرنے کے لیے ایک دوسرے سے بڑھ کر حدیث کی مخالفت کی جارہی ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ

196- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ تَفُوتُهُ الرَّكْعَتَانِ قَبْلَ الْفَجْرِ يُصَلِّيهِمَا بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ

جس کی فجر سے پہلے دو رکعتیں چھوٹ جائیں تو وہ انہیں فجر کی نماز کے بعد پڑھ لے

422: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو السَّوَّاقُ الْبَلْخِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ جَدِّهِ قَيْسٍ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّيْتُ مَعَهُ الصُّبْحَ ثُمَّ انْصَرَفَ النَّبِيُّ ﷺ فَوَجَدَنِي أُصَلِّي فَقَالَ: مَهْلاً يَا قَيْسُ! أَصَلَاتَانِ مَعًا؟ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي لَمْ أَكُنْ رَكَعْتُ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ. قَالَ فَلَا إِذًا.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ لَا نَعْرِفُهُ

سیّدنا قیس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ (گھر سے باہر) تشریف لائے تو نماز کی اقامت ہوئی، میں نے آپ ﷺ کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی، پھر نبی ﷺ مڑے تو آپ ﷺ نے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: "ٹھہرو، اے قیس! دو نمازیں ایک ساتھ؟" میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! میں نے فجر کی دو سنتیں نہیں پڑھی تھیں، آپ ﷺ نے فرمایا: "تب کوئی مضائقہ نہیں۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: محمد بن ابراہیم کی روایت کو اس کی

مِثْلَ هَذَا إِلَّا مِنْ حَدِيثِ سَعْدِ بْنِ سَعِيدٍ. وَقَالَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ سَمِعَ عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ مِنْ سَعْدِ بْنِ سَعِيدٍ هَذَا الْحَدِيثَ. وَإِنَّمَا يُرْوَى هَذَا الْحَدِيثُ مُرْسَلاً.

مثل ہم صرف سعد بن سعید کے حوالے سے ہی جانتے ہیں۔ امام سفیان بن عیینہ نے فرمایا کہ عطاء بن ابی رباح نے سعد بن سعید سے یہ حدیث سنی ہے۔ اور یہ حدیث مرسل بھی روایت کی گئی ہے۔

وَقَدْ قَالَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ: بِهَذَا الْحَدِيثِ لَمْ يَرَوْا بَأْسًا أَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَكْتُوبَةِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَسَعْدُ بْنُ سَعِيدٍ هُوَ أَخُو يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الأَنْصَارِيِّ. قَالَ: وَقَيْسٌ هُوَ جَدُّ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الأَنْصَارِيِّ وَيُقَالُ: هُوَ قَيْسُ بْنُ عَمْرٍو وَيُقَالُ: هُوَ قَيْسُ بْنُ قَهْدٍ. وَإِسْنَادُ هَذَا الْحَدِيثِ لَيْسَ بِمُتَّصِلٍ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيُّ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ قَيْسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ مکہ والے اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے فرض نماز کے بعد طلوع آفتاب سے پہلے سنتیں پڑھ لینے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: سعد بن سعید یہ یحییٰ بن سعید کے بھائی ہیں۔ انہوں نے کہا: قیس، یحییٰ بن سعید انصاری کے جد ہیں اور یوں بھی کہا جاتا ہے: قیس بن عمرو۔ اور قیس بن قہد بھی کہا جاتا ہے۔ اس حدیث کی اسناد متصل نہیں، محمد بن ابراہیم تیمی نے قیس سے نہیں سنا۔

وَرَوَى بَعْضُهُمْ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ سَعْدِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ فَرَأَى قَيْسًا.

اس روایت کو بعض نے سعد بن سعید عن محمد بن ابراہیم کی سند سے روایت کیا کہ نبی ﷺ باہر تشریف لائے تو آپ ﷺ نے قیس رضی اللہ عنہ کو دیکھا۔

وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ سَعْدِ بْنِ سَعِيدٍ.

اور یہ زیادہ صحیح ہے عبدالعزیز عن سعد بن سعید کی حدیث سے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٢٣٩/١٤، ابن خزيمه: ١١١٦، الدارقطني: ٣٨٥/١

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٢٦٧ و ١٢٦٨، سنن ابن ماجه: ١١٥٤، مسند احمد: ٢٣٧٦٠، صحيح ابن حبان: ٢٤٧١

فوائد الحدیث: (۱) رسول اللہ ﷺ نے نماز فجر سے لیکر طلوع شمس تک نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ لیکن فجر کی سنتوں کے متعلق اجازت فرمادی کہ اگر کوئی شخص فجر کی نماز سے پہلے نہیں پڑھ سکا تو فجر کے بعد طلوع شمس سے پہلے پڑھ سکتا ہے۔

جیسا کہ حدیث الباب سے ثابت ہے اسی طرح اور بھی روایات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کے سامنے فجر کی سنتیں صلوٰۃ الفجر کے بعد پڑھی گئیں اور آپ ﷺ نے معلوم ہونے پر خاموشی اختیار فرمائی۔

(۲) بعض لوگوں نے فجر کی سنتوں کی قضا کا سرے سے انکار کر دیا ہے کہ اگر رہ گئی ہیں تو پھر ان کی قضا دے ہی نہیں سکتا نہ طلوع شمس سے پہلے اور نہ ہی بعد میں۔ اور بعض نے کہا کہ زوال کے وقت قضا دے سکتا ہے۔ (ہدایہ ۱/۱۵۱)

(۳) عصر حاضر کے ایک "شیخ الاسلام" کو دور کی سوجھی اس نے تحت الباب کی روایت کو طلوع شمس سے پہلے فجر کی سنتوں کی قضا نہ دینے پر دلیل بنالیا کہ اس کے آخر میں جو الفاظ ہیں "فلا اذاً"۔ ان کا مطلب ہے کہ "فلا تصل اذًا" اگر سنتیں رہ گئیں تھیں پھر بھی نہ

پڑھ۔ حالانکہ اس کا یہ معنی نہیں بلکہ اس کا معنی ہے۔ ''فلا باس اذاً'' اس کا ترجمہ خود شیخ الاسلامؒ کی زبانی پڑھیں، یعنی اگر وہ دو رکعتیں رہ گئی تھیں تو ان کے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔''

یہی پر بس نہیں بلکہ تسلیم کرتے ہیں کہ ''بعض روایات میں الفاظ ہیں فسکت النبی ﷺ اور بعض میں فسکت النبی ﷺ و مضیٰ ولم یقل شیأ کے الفاظ آئے ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت قیس کے عذر کو قبول فرمالیا تھا'' (درس ترمذی ۲/۱۹۰) اس سب کچھ کا اقرار کرنے کے باوجود فرماتے ہیں ہمارے نزدیک فلا باس اذاً، نہیں بلکہ فلا تصل اذاً'' ہے اور یہ توجیہ (حضرت شیخ الاسلام کو ذھبی ہے) اگرچہ تبادر۔ (یعنی سیاق و سباق) کے خلاف ہے لیکن مذکورہ بالا دلائل کی وجوہ سے اس کو اختیار کیے بغیر چارہ نہیں۔ (درس ترمذی ۲/۱۹۱) مولانا تقی عثمانی)

مذکور دلائل سے مراد وہ روایات ہیں جن میں مطلق طور پر صلوٰۃ فجر کے بعد طلوع شمس تک نماپڑھنے سے منع فرمایا گیا ہے حالانکہ اس سے مراد عمومی نوافل ہیں۔ نہ کہ فجر کی سنتیں کیونکہ اس کی تو آپ ﷺ نے خود اجازت فرمادی ہے۔ جیسا کہ مندرجہ بالا سطور میں مولانا تقی عثمانی صاحب کے اقرار سے نقل کیا گیا ہے۔

(۴) اس ساری بحث سے یہ بات بہر حال واضح ہوگئی کہ ظاہری طور پر بندہ بھلے سے ''معقول'' معلوم ہوتا ہو لیکن اگر تقلید کے مرض میں مبتلا ہے تو وہ کبھی بھی سُنت رسول ﷺ کا عامل اور حدیث رسول ﷺ کا محب نہیں ہو سکتا۔

197- بَابُ مَا جَاءَ فِي إِعَادَتِهِمَا بَعْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ

طلوع آفتاب کے بعد فجر کی سنتیں پڑھنا

423: حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْعَمِّيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ لَمْ يُصَلِّ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فَلْيُصَلِّهِمَا بَعْدَمَا تَطْلُعُ الشَّمْسُ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے فجر کی دو سنتیں نہ پڑھی ہوں تو وہ انہیں طلوع آفتاب کے بعد پڑھ لے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے ہم اس کو صرف اسی سند سے جانتے ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ فَعَلَهُ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ.

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے ایسے ہی کیا اور بعض اہل علم کا اس پر عمل ہے۔ سفیان ثوری، ابن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔

قَالَ: وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ هَمَّامٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ هَذَا إِلَّا عَمْرَو بْنَ عَاصِمٍ الْكِلَابِيَّ.

فرماتے ہیں: کہ ہم کسی کو بھی نہیں جانتے کہ اس نے یہ حدیث اسی سند کے ساتھ ہمام سے بیان کی ہو سوائے عمرو بن عاصم کلابی کے۔

وَالْمَعْرُوفُ مِنْ حَدِيثِ قَتَادَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ الصُّبْحَ".

اور مشہور ہے قتادہ کی حدیث سے کہ وہ نضر بن انس سے بیان کرتے ہیں کہ بشیر بن نہیک رحمۃ اللہ علیہ نے سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی ﷺ سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: "جس نے طلوع آفتاب سے پہلے فجر کی ایک رکعت پالی تو اس نے صبح کی نماز پالی۔"

حکم الحدیث: (صحيح) الصحيحه: ٢٣٦١۔ بعض کہتے ہیں اس میں قتادہ مدلس ہے اور سماع کی صراحت نہیں، اس لیے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١١٥٥، صحيح ابن حبان: ٢٤٧٢ و ٢٦٥٢ شرح مشكل الآثار: ٤١٤٢۔

فوائد الحدیث: (۱) اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگر کسی کی فجر کی سنتیں رہ گئی ہوں تو وہ طلوع شمس کے بعد پڑھ سکتا ہے۔ نیز اس میں ان لوگوں کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ فجر کی سنتوں کی قضا نہیں دے سکتا نہ طلوع شمس سے پہلے اور نہ ہی اس کے بعد۔ جیسا کہ ہدایہ کے حوالے سے گذشتہ حدیث کے فوائد میں بیان ہوا ہے۔

(۲) گذشتہ حدیث اور اس کو سامنے رکھیں تو مسئلہ واضح ہو جاتا ہے کہ اگر کوئی شخص فجر کی نماز سے پہلے فجر کی سنتیں نہیں پڑھ سکا تو وہ فجر کی نماز کے بعد سورج کے طلوع ہونے سے پہلے ادا کر سکتا ہے۔ اور اگر اس وقت بھی اس نے ادا نہیں کیں تو پھر سورج طلوع ہونے کے بعد ادا کر سکتا ہے تاکہ اس کی فضیلت اور اجر و ثواب سے محروم نہ رہے۔

(۳) یہاں تعجب ہوتا ہے حضرات احناف پر کس قدر وہ خواہشات کے اسیر ہیں کہ انہوں نے امام الانبیاء سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے احکام اور شریعت کو بھی دیوبند اور سہارن پور کے فتاویٰ کی مانند سمجھ لیا ہے کہ جب جہاں اور جو چاہیں تبدیلی کر لیں ان میں ذرا برابر بھی اللہ کا خوف اور آخرت میں جواب دہی کا احساس پیدا نہیں ہوتا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرض نماز کی جماعت کے وقت سنتیں، نوافل وغیرہ پڑھنے سے منع فرمایا ہے لیکن وہاں احناف نے فجر کی سنتوں کا استثنا کر لیا کہ اگر فجر کی سنتیں مسجد کے ایک کونے میں یا کسی ستون اور دروازے کی اوٹ میں پڑھ لی جائیں تو درست ہیں۔ (کتب فقہ حنفیہ) جبکہ رسول اللہ ﷺ سے اس مسئلہ میں کوئی استثنا قولاً، فعلاً یا تقریراً ثابت نہیں۔

ادھر آپ ﷺ نے صلوٰۃ فجر سے طلوع شمس تک نوافل پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ لیکن فجر کی سنتوں کا استثناء قولاً اور تقریراً ثابت ہے جیسا کہ حدیث نمبر ۴۲۲ کے فوائد میں بیان ہوا۔ مگر یہاں یہ بزرگ استثناء ماننے کے لئے تیار نہیں۔ یعنی اپنی خواہشات اور بزرگوں کے قیاسات اور فتاویٰ کو دین و شریعت سمجھ لیا ہے۔ اور اصلی و حقیقی شریعت کو جو "منزل من اللہ" ہے کو صرف شوپیس بنا کر رکھ دیا ہے۔

انا للہ و انا الیہ راجعون۔

شاید یہ لوگ ان ہدایات پر عمل کر رہے جو اس سے پہلے کچھ لوگوں نے ولا تومنوا الا لمن تبع دینکم کہہ کر اپنے ماننے والوں کو دی تھیں۔

198- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَرْبَعِ قَبْلَ الظُّهْرِ

ظہر سے پہلے چار رکعتیں

424: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ ظہر سے پہلے چار

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ "يُصَلِّي قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعًا وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ".

اور اس کے بعد دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَأُمِّ حَبِيبَةَ.

اس باب میں سیّدہ عائشہ اور ام حبیبہ رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَلِيٍّ حَدِيثٌ حَسَنٌ. قَالَ أَبُو بَكْرٍ الْعَطَّارُ قَالَ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ كُنَّا نَعْرِفُ فَضْلَ حَدِيثِ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ عَلَى حَدِيثِ الْحَارِثِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی روایت حسن ہے۔ ابو بکر العطار نے کہا: علی بن عبداللہ نے یحییٰ بن سعید عن سفیان کی سند سے روایت کیا: انہوں نے کہا: ہم عاصم بن ضمرہ کی روایت کی حارث کی روایت پر فضیلت جانتے تھے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَمَنْ بَعْدَهُمْ يَخْتَارُونَ أَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَإِسْحَاقَ وَأَهْلِ الْكُوفَةِ.

نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اور ان کے بعد والے اکثر اہل علم کا اسی پر عمل ہے: وہ اس بات کو اختیار کرتے ہیں کہ آدمی چار رکعتیں ظہر سے پہلے پڑھے۔ سفیان ثوری، ابن مبارک، اسحاق رحمہم اللہ اور کوفہ والوں کا یہی موقف ہے۔

وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ صَلَاةُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مَثْنَى مَثْنَى يَرَوْنَ الْفَصْلَ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ. وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ.

بعض اہل علم کا یہ موقف ہے کہ رات اور دن کی نماز دو دو رکعت ہے، لہٰذا ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیر دیا جائے۔ امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه عبدالرزاق: ٤٨٠٦، ابو يعلى: ٣٩٨، ابن خزيمه: ١٢١١، البيهقي: ٤٧٣/٢

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١١٦١، سنن نسائی: ١١٩/٢-١٢٠، مسند احمد: ٦٥٠

فوائد الحدیث: ظہر کی نماز میں فرائض کے ساتھ سنتوں کی تعداد اور کیفیت رسول اللہ ﷺ سے تین طرح بیان ہوئی ہیں اور تینوں طرح ہی درست ہیں:

۱- ظہر کے فرائض سے پہلے چار رکعات اور بعد میں دو رکعات (جیسے کہ حدیث الباب سے ظاہر ہے۔

۲- ظہر سے پہلے دو رکعت اور بعد میں دو رکعت۔ (جیسا کہ آگے حدیث نمبر ۴۲۵ میں بیان ہوا ہے۔)

۳- ظہر سے پہلے چار رکعت اور بعد میں چار رکعت (جیسا کہ آگے حدیث نمبر ۴۲۷ اور ۴۲۸ میں بیان ہوا ہے۔)

البتہ سب کی فضیلت الگ الگ ہے۔ آدمی کو کوشش کرنی چاہئے کہ زیادہ سے زیادہ نوافل کا اہتمام کرے تاکہ قیامت کے روز فرائض کی تکمیل کے ساتھ ساتھ اجر و ثواب کا بھی باعث ہوں۔

199- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ

ظہر کے بعد دو رکعتیں پڑھنا

425: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: "صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا".

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَعَائِشَةَ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، میں نے نبی ﷺ کے ساتھ دو رکعتیں ظہر سے پہلے اور دو رکعتیں اس کے بعد پڑھیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) صحیح ابی داؤد: ١١٣٨، اخرجه الدارمي: ١٤٤٤، ابن الجارود: ٢٧٦، ابن خزيمه: ١١٩٧

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٩٣٧، صحیح مسلم: ٧٢٩، سنن ابو داود: ١٢٥٢، سنن نسائی: ١١٩/٢، مسند احمد: ٤٥٠٦، صحیح ابن حبان: ٢٤٥٤ و ٢٤٧٣

فوائد الحدیث: دیکھئے فوائد حدیث نمبر ۴۲۴۔

200- بَابٌ مِنْهُ آخَرُ

اسی سے متعلق ایک اور باب

426: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ الْعَنْبَرِيُّ الْمَرْوَزِيُّ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "كَانَ إِذَا لَمْ يُصَلِّ أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ صَلَّاهُنَّ بَعْدَهُ".

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ الْمُبَارَكِ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

وَقَدْ رَوَاهُ قَيْسُ بْنُ الرَّبِيعِ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ نَحْوَ هَذَا. وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا رَوَاهُ عَنْ شُعْبَةَ غَيْرَ قَيْسِ بْنِ الرَّبِيعِ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوُ هَذَا.

ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب ظہر سے پہلے چار رکعتیں نہیں پڑھتے تھے تو آپ ﷺ انہیں اس کے بعد پڑھ لیتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس طریق سے اسے صرف ابن مبارک کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں۔

قیس بن ربیع نے اسے شعبہ عن خالد حذاء سے اسی مانند روایت کیا ہے۔ اور شعبہ سے صرف قیس بن ربیع نے روایت کیا ہے۔ اور یہ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کے حوالے سے نبی ﷺ سے اسی مانند روایت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) ((تمام المنة)) الضعيفة: ٤٢٠٨، ضعيف ابن ماجه: ٢٤١، اخرجه ابن عدي في الكامل: ٢٠٦٧/٦

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١١٥٨

فوائد الحدیث: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر ظہر سے پہلی سنتیں رہ جائیں تو انہیں بعد میں پڑھ سکتا ہے۔

427: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الشُّعَيْثِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَنْبَسَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: "مَنْ صَلَّى قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعًا وَبَعْدَهَا أَرْبَعًا حَرَّمَهُ اللهُ عَلَى النَّارِ".

سیّدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص ظہر سے پہلے چار رکعتیں اور اس کے بعد چار رکعتیں پڑھتا ہے اللہ اسے جہنم کی آگ پر حرام کر دیتا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ.

اور یہ اس سند کے علاوہ بھی روایت کی گئی ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن خزيمه: ١١٩١، الحاكم: ٣١٢/١، البيهقي: ٤٧٢/٢

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٢٦٩، سنن ابن ماجه: ١١٦٠، سنن نسائی: ٢٦٥/٣ و ٢٦٦، مسند احمد: ٢٦٧٦٤ و ٢٦٧٧٢

428: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ التِّنِّيسِيُّ الشَّأْمِيُّ حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنِي الْعَلَاءُ هُوَ ابْنُ الْحَارِثِ عَنِ الْقَاسِمِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَنْبَسَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ قَالَ: سَمِعْتُ أُخْتِي أُمَّ حَبِيبَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ تَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: "مَنْ حَافَظَ عَلَى أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ وَأَرْبَعٍ بَعْدَهَا حَرَّمَهُ اللهُ عَلَى النَّارِ".

ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "جو ظہر سے پہلے چار رکعتوں اور اس کے بعد چار رکعتوں کی پابندی کرتا ہے اللہ اسے جہنم کی آگ پر حرام قرار دے دیتا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس طریق سے صحیح غریب ہے۔

وَالْقَاسِمُ هُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يُكْنَى أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَهُوَ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ وَهُوَ ثِقَةٌ شَأْمِيٌّ وَهُوَ صَاحِبُ أَبِي أُمَامَةَ.

قاسم وہ ابن عبدالرحمٰن ہیں اور ان کی کنیت ابو عبدالرحمٰن ہے اور یہ عبدالرحمٰن بن خالد بن یزید بن معاویہ کے آزاد کردہ غلام ہیں اور وہ شامی ثقہ ہیں اور ابو امامہ کے ساتھی رشاگرد ہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) گزشتہ حدیث ملاحظہ فرمائیں۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٢٦٩، سنن ابن ماجه: ١١٦٠، سنن نسائی: ٢٦٥/٣-٢٦٦ ، مسند احمد: ٢٦٧٦٤ و ٢٦٧٧٢

فوائد الحدیث: تفصیل کے لئے حدیث نمبر ۴۲۴ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

201- بَابُ مَا جَاءَ فِي الأَرْبَعِ قَبْلَ الْعَصْرِ

عصر سے پہلے چار رکعتیں

429: حَدَّثَنَا هُنَّادٌ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ هُوَ الْعَقَدِيُّ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ "يُصَلِّي قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِالتَّسْلِيمِ عَلَى الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُؤْمِنِينَ".

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ عصر کی نماز سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے۔ اور آپ ان کے درمیان مقرب فرشتوں اور مسلمانوں اور مومنوں میں سے جنہوں نے ان کی اتباع کی ان پر سلام کے ذریعے فرق کرتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابن عمر اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَلِيٍّ حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَاخْتَارَ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَنْ لَا يُفْصَلَ فِي الأَرْبَعِ قَبْلَ الْعَصْرِ وَاحْتَجَّ بِهَذَا الْحَدِيثِ. وَقَالَ إِسْحَاقُ: وَمَعْنَى أَنَّهُ يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِالتَّسْلِيمِ يَعْنِي التَّشَهُّدَ. وَرَأَى الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ صَلَاةَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مَثْنَى مَثْنَى يَخْتَارَانِ الْفَصْلَ فِي الأَرْبَعِ قَبْلَ الْعَصْرِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: علی رضی اللہ عنہ کی روایت حسن ہے۔ اسحاق بن ابراہیم نے اس بات کو پسند کیا کہ عصر سے پہلے کی چار رکعتوں میں فرق (تفریق، علیحدگی) نہیں کی جائے گی۔ اور انہوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے، اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا، اس بات کا معنی کہ "آپ سلام کے ذریعے ان (چاروں) کے درمیان فرق کرتے تھے" یعنی تشہد سے۔ امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ کی رائے ہے کہ رات اور دن کی نماز دو دو رکعت ہے، وہ عصر سے پہلے کی چار رکعتوں میں فرق کرنے کو اختیار کرتے تھے۔

حکم الحدیث: (حسن) دیکھیں حدیث ۴۲۴۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ۱۱۶۱، سنن نسائی: ۲/۱۱۹-۱۲۰، مسند احمد: ۶۵۰

430: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى وَمَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ وَأَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمِ بْنِ مِهْرَانَ سَمِعَ جَدَّهُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "رَحِمَ اللهُ امْرَأً صَلَّى قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعًا".

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ اس شخص پر رحم فرمائے جو عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) المشكوٰة: ١١٧٠، صحيح ابي داؤد: ١١٥٤، التعليق الرغيب: ١/٢٠٤، التعليق على ابن خزيمه: ١١٩٣

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٢٧١، مسند احمد: ٥٩٨٠، صحيح ابن حبان: ٢٤٥٣، ابو يعلى: ٥٧٤٨

فوائد الحدیث: (۱) عصر کی نماز سے پہلے چار رکعت پڑھنا بہت زیادہ اجر و ثواب کا باعث ہے اور رسول اللہ ﷺ کی دعا کا مستحق ہے۔

(۲) یہ چار رکعت اکٹھی اور دو، دو کر کے بھی پڑھی جا سکتی ہیں۔

202- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَالْقِرَاءَةِ فِيهِمَا

مغرب کے بعد دو رکعتیں پڑھنا اور ان میں قراءت

431: حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا بَدَلُ بْنُ الْمُحَبَّرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَعْدَانَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّهُ قَالَ: مَا أُحْصِي مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَفِي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ بِ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ وَ﴿قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ﴾.

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں شمار نہیں کر سکتا کہ میں نے کتنی بار رسول اللہ ﷺ کو مغرب کے بعد اور فجر سے پہلے کی "رکعتوں میں سورۂ الکافرون اور سورۂ الاخلاص پڑھتے ہوئے سنا ہے۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ مَسْعُودٍ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ عَاصِمٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت غریب ہے۔ ہم اسے عبدالملک بن معدان عن عاصم کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (حسن صحیح) بعض کے نزدیک اس کی سند عبدالملک بن معدان کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١١٦٦

فوائد الحدیث: (۱) اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مغرب کے بعد دو رکعتیں سُنت ادا کرنی چاہئیں۔

(۲) رسول اللہ ﷺ سے جو مختلف نمازوں میں مخصوص سورتوں کی قرأت کی روایات مروی ہیں وہ آپ ﷺ کے کثرت عمل کی وجہ سے ہے اور اس میں کچھ حکمتیں اور مصلحتیں کار فرما ہوتی تھیں۔ اس لیے ان سورتوں کو خصوصی طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ ورنہ ان کے علاوہ دوسری سورتیں بھی قرأت کی جا سکتی ہیں جن کے بکثرت دلائل ذخیرہ احادیث میں موجود ہیں۔

203- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّهُ يُصَلِّيهِمَا فِي الْبَيْتِ

مغرب کی دو سنتیں گھر میں پڑھنا

432: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: "صَلَّيْتُ

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں نے مغرب کے بعد دو سنتیں نبی ﷺ کے ساتھ آپ کے گھر میں ادا کیں۔

مَعَ النَّبِيِّ ﷺ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ فِي بَيْتِهِ".

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ وَ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ.

اس باب میں رافع بن خدیج اور کعب بن عجرہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) صحیح ابی داود: ١١٥٧

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٩٣٧، صحیح مسلم: ٧٢٩، سنن ابو داود: ١٢٥٢، سنن نسائی: ١١٩/٢، مسند احمد: ٤٥٠٦، صحیح ابن حبان: ٢٤٥٤ و ٢٤٧٣

فوائد الحدیث: (۱) رسول اللہ ﷺ کا فرمان بھی ہے اور عمل بھی کہ نوافل وغیرہ کا اہتمام گھر میں بھی کرنا چاہئے کہ خیر و برکت کا سبب بھی ہے اور گھر میں بیوی بچوں کی تربیت کا بھی باعث ہے۔ اس لیے عمومی نوافل کے ساتھ نماز کی سنتیں بھی گھر میں پڑھی جا سکتی ہیں۔

(۲) البتہ وہ عُلماء کرام جو مساجد میں امامت کے فرائض بھی سر انجام دیتے ہیں ان کے لئے مشورہ ہے کہ انہیں نماز کی پہلی اور بعد والی سنتیں مسجد میں ادا کرنی چاہئیں تا کہ لوگوں کو بد گمانی نہ ہو کہ امام صاحب سنتیں نہیں پڑھتے اور انہیں امام صاحب کے خلاف پراپیگنڈا کرنے کا موقع بھی نہیں ملے گا۔ ان شاء اللہ۔

433: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: "حَفِظْتُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَشْرَ رَكَعَاتٍ كَانَ يُصَلِّيهَا بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ". قَالَ: وَحَدَّثَتْنِي حَفْصَةُ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ الْفَجْرِ رَكْعَتَيْنِ.

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے دس رکعتیں یاد کیں، آپ انہیں رات اور دن میں پڑھتے تھے: دو رکعتیں ظہر سے پہلے، دو اس کے بعد، دو رکعتیں مغرب کے بعد، دو رکعتیں عشاء کے بعد۔ راوی نے بیان کیا، حفصہ رضی اللہ عنہا نے مجھے بیان کیا کہ آپ فجر سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) الارواء: ٤٤٠

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٩٣٧، صحیح مسلم: ٧٢٩، سنن ابو داود: ١٢٥٢، سنن نسائی: ١١٩/٢، مسند احمد: ٤٥٠٦، صحیح ابن حبان: ٢٤٥٤ و ٢٤٧٣

434: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ.

معمر نے زہری عن سالم عن ابن عمر کی سند سے نبی ﷺ سے اسی مثل روایت کیا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الحميدي: ٦٧٤، عبد بن حميد: ٧٢٨، الدارمي: ١٤٥٢، ابن خزيمه: ١١٩٨

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۹۳۷، صحیح مسلم: ۷۲۹، سنن ابو داود: ۱۲۵۲، سنن نسائی: ۱۱۹/۲، مسند احمد: ٤٥٠٦، صحیح ابن حبان: ٢٤٥٤ و ٢٤٧٣۔

فوائد الحدیث: دن رات کی پانچ نمازوں کے ساتھ بارہ رکعات کی بہت زیادہ فضیلت احادیث میں بیان ہوئی ہے کہ جو شخص ان بارہ رکعات کی حفاظت و پابندی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا گھر جنّت میں بنادیں گے۔ ان کی تفصیل یوں ہے

چار رکعات ظہر سے پہلے، دو رکعات ظہر کے بعد (چھ ہو گئیں) دو رکعتیں مغرب کے بعد (آٹھ ہو گئیں)۔ دو رکعتیں عشاء کے بعد (دس ہو گئیں) اور دو رکعتیں فجر سے پہلے (بارہ ہو گئیں)۔

تفصیل کے لئے دیکھئے فوائد حدیث نمبر ۴۱۴، ۴۱۵۔

204- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ التَّطَوُّعِ وَسِتِّ رَكَعَاتٍ بَعْدَ الْمَغْرِبِ

مغرب کے بعد چھ رکعتیں نفل پڑھنے کی فضیلت

435: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ يَعْنِي: مُحَمَّدَ بْنَ الْعَلَاءِ الْهَمْدَانِيَّ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ أَبِي خَثْعَمٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: "مَنْ صَلَّى بَعْدَ الْمَغْرِبِ سِتَّ رَكَعَاتٍ لَمْ يَتَكَلَّمْ فِيمَا بَيْنَهُنَّ بِسُوءٍ عُدِلْنَ لَهُ بِعِبَادَةِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً".

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھیں اور ان کے درمیان کوئی نامناسب بات منہ سے نہیں نکالی۔ اس کے لیے یہ نماز بارہ برس کی عبادت کے برابر ہو جائے گی۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "مَنْ صَلَّى بَعْدَ الْمَغْرِبِ عِشْرِينَ رَكْعَةً بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ".

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے نبی ﷺ سے روایت کیا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: "جس نے مغرب کے بعد بیس رکعتیں پڑھیں اللہ اس کے لیے جنّت میں گھر بنادے گا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ زَيْدِ بْنِ الْحُبَابِ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي خَثْعَمٍ. قَالَ: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ يَقُولُ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي خَثْعَمٍ مُنْكَرُ الْحَدِيثِ. وَضَعَّفَهُ جِدًّا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت غریب ہے۔ ہم اسے صرف زید بن حباب عن عمر بن ابی خثعم کی سند سے مروی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: عمر بن عبداللہ بن ابی خثعم منکر الحدیث ہے اور انہوں نے اسے نہایت ہی ضعیف قرار دیا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف جداً) سخت ضعیف ہے۔ اس میں عمر بن ابی خثعم راوی ضعیف و منکر الحدیث ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١١٦٧ و ١٤٧٤، شرح السنة: ٨٩٦، اخرجه المزي في تهذيب الكمال: ٤٠٩/٢١

فوائد الحدیث: یہ حدیث امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح کے مطابق سخت ضعیف ہے اس لئے حجّت نہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے صحیح احادیث میں مغرب کے بعد صرف دو رکعتیں ثابت ہیں۔ اس سے زائد اگر کوئی عمومی نوافل پڑھے تو درست ہے اسے مسنون قرار نہیں دیا جاسکتا۔

205- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ

عشاء کے بعد دو رکعتیں

436: حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ - سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ فَقَالَتْ: "كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ الظُّهْرِ رَكْعَتَيْنِ وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ وَبَعْدَ الْمَغْرِبِ ثِنْتَيْنِ وَبَعْدَ الْعِشَاءِ رَكْعَتَيْنِ وَقَبْلَ الْفَجْرِ ثِنْتَيْنِ".

عبداللہ بن شقیق رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، میں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ ظہر سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے تھے اور دو اس کے بعد، دو رکعتیں مغرب کے بعد، دو عشاء کے بعد اور دو رکعتیں فجر سے پہلے پڑھتے تھے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَابْنِ عُمَرَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا علی اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ عَنْ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: عبداللہ بن شقیق عن عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں حدیث ۳۷۵

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٧٣٠، سنن ابو داود: ١٢٥١، سنن ابن ماجه: ١١٦٤، مسند احمد: ٢٤٠١٩، صحيح ابن حبان: ٢٤٧٤ و ٢٤٧٥

فوائد الحدیث: دیکھیں فوائد حدیث نمبر ۴۳۴-۴۳۵

206- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ صَلَاةَ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى

رات کی نماز دو دو رکعت ہے

437: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: "صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى، فَإِذَا خِفْتَ الصُّبْحَ فَأَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ وَاجْعَلْ آخِرَ صَلَاتِكَ وِتْرًا".

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "رات کی نماز دو دو رکعت ہے، جب تمہیں صبح صادق ہو جانے کا اندیشہ ہو تو پھر ایک وتر پڑھ لو۔ اور اپنی نماز کے آخری حصے کو وتر بناؤ۔ (سب سے آخر پر وتر پڑھو)۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ صَلَاةَ اللَّيْلِ مَثْنَى

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح ہے۔ اہل علم کا اسی پر عمل ہے کہ رات کی نماز دو دو رکعت

مَثْنَى. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ. وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.

ہے۔ یہ سفیان ثوری، ابن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا موقف ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابو يعلى: ٢٦٢٣، ابن خزيمه: ١٠٧٢، الطبراني في الصغير: ١٢

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٤٧٢، صحيح مسلم: ٧٤٩، سنن ابو داود: ١٣٢٦، سنن ابن ماجه: ١٣١٩ و ١٣٢٠، سنن نسائی: ٣/٢٢٧-٢٢٨ و ٢٣٣-٢٣٤، مسند احمد: ٤٤٩٢، و ٦٠٠٨، صحيح ابن حبان: ٢٤٢٦

فوائد الحدیث: (۱) رسول اللہ ﷺ سے نفل نماز دو دو رکعتیں بھی ثابت ہے۔ اور چار چار بھی جیسا کہ صحیح بخاری میں ام المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے۔ البتہ دو دو رکعتوں کا پڑھنا افضل ہے کہ اس میں ثنا، درود اور دعاؤں کی کثرت ہو جاتی ہے۔

(۲) ایک رکعت کے ساتھ بھی وتر پڑھا جا سکتا ہے۔

(۳) جو شخص تہجد کے وقت بیدار ہوتا ہے اسے چاہئے کہ وتر آخر میں ادا کرے۔ اور جو عمومی طور پر صبح نہیں اٹھتا اسے عشاء کی نماز کے ساتھ ہی وتر پڑھ لینے چاہئیں۔ اگر صبح کے وقت بیدار ہو جائے تو پھر جتنی اللہ تعالیٰ توفیق دیں نفل ادا کر لے۔ لیکن وتر دوبارہ نہ پڑھے۔

207- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ صَلَاةِ اللَّيْلِ

نماز تہجد کی فضیلت

438: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحِمْيَرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: "أَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ شَهْرُ اللهِ الْمُحَرَّمُ وَأَفْضَلُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ صَلَاةُ اللَّيْلِ".

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ماہ رمضان کے بعد سب سے افضل روزہ اللہ کے مہینے محرم کا ہے، اور فرض نماز کے بعد سب سے افضل نماز رات کی نماز (تہجد) ہے۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَبِلَالٍ وَأَبِي أُمَامَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا جابر، بلال، اور ابو امامہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَأَبُو بِشْرٍ اسْمُهُ جَعْفَرُ بْنُ أَبِي وَحْشِيَّةَ وَاسْمُ أَبِي وَحْشِيَّةَ إِيَاسٌ.

ابو بشر کا نام جعفر بن ابی وحشیہ ہے جبکہ ابو وحشیہ کا نام ایاس ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ١٤٨٤، ابو عوانه: ٢/٢٩٠، ابو يعلى: ٦٣٩٢

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١١٦٣، سنن ابو داود: ٢٤٢٩، سنن ابن ماجه: ١٧٤٢، سنن نسائی: ٣/٢٠٦-٢٠٧، مسند احمد: ٨٠٢٦، صحيح ابن حبان: ٢٥٦٣

فوائد الحدیث: (۱) نفل روزوں میں سے محرم الحرام کا روزہ افضل ہے۔

(۲) نفل نمازوں میں تہجد کی نماز زیادہ فضیلت رکھتی ہے اس لیے عمومی طور پر بھی نوافل کا کثرت سے اہتمام کرنا چاہئے اور خصوصاً تہجد

کے وقت نوافل کی کوشش بھی کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ توفیق فرمائے۔ آمین۔

208- بَابُ مَا جَاءَ فِي وَصْفِ صَلَاةِ النَّبِيِّ ﷺ بِاللَّيْلِ

نبی ﷺ کی نماز تہجد

439: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِاللَّيْلِ فِي رَمَضَانَ؟ فَقَالَتْ: "مَا كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثًا". فَقَالَتْ: عَائِشَةُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَتَنَامُ قَبْلَ أَنْ تُوتِرَ؟ فَقَالَ: يَا عَائِشَةُ! "إِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي".

ابو سلمہ نے بیان کیا کہ انہوں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا، رمضان میں رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز (تہجد) کس طرح ہوتی تھی؟ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ رمضان اور رمضان کے علاوہ گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے، آپ ﷺ چار رکعتیں پڑھتے تھے، پس تم ان کے حسن و طول کے متعلق نہ پوچھو، آپ ﷺ پھر چار رکعتیں پڑھتے تھے، پس تم ان کے حسن و طول کے متعلق مت پوچھ، پھر آپ ﷺ تین رکعتیں پڑھتے تھے، سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا آپ ﷺ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "عائشہ! میری آنکھیں سو جاتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) ''صلاة التراويح'' صحيح ابى داؤد: ١٢١٢، اخرجه ابن خزيمه: ٤٩، ابو عوانه: ٣٢٧/٢

تخریج الحدیث: صحيح بخارى: ١١٤٧، صحيح مسلم: ٧٣٨، ١٢٥، سنن ابو داود: ١٣٤١، سنن نسائى: ٢٣٤/٣، مسند احمد: ٢٤٠٧٣، صحيح ابن حبان: ٢٤٣٠

440: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ "كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُوتِرُ مِنْهَا بِوَاحِدَةٍ فَإِذَا فَرَغَ مِنْهَا اضْطَجَعَ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ".

ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کو گیارہ رکعتیں (نماز تہجد) پڑھتے تھے، ان میں سے ایک رکعت وتر پڑھتے تھے، جب آپ ﷺ اس سے فارغ ہو جاتے تھے تو پھر اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جاتے تھے۔

حکم الحدیث: (صحيح إلا الاضطجاع فإنه شاذ) اس میں اضطجاع کا ذکر صحیح نہیں۔ صحيح ابي داود: ١٢٠٦

تخریج الحدیث: صحيح بخارى: ٩٩٤ و ١١٢٣، صحيح مسلم: ٧٣٦، سنن ابو داود: ١٣٣٥ و ١٣٣٦ و ١٣٣٧، سنن ابن ماجه: ١١٧٧، و ١٣٥٨، سنن نسائى: ٣٠/٢ و ٢٣٤/٣ و ٢٣٩، مسند احمد: ٢٤٠٥٧، ابن حبان: ٢٤٣١ و ٢٦١٢

441: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ نَحْوَهُ.

قتیبہ نے مالک عن ابن شہاب کی سند سے اسی مانند روایت کیا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث:(صحيح) انظر ما قبله. واخرجه ابو عوانه: ٣٢٦/٢، شرح المعاني: ٢٨٣/١، البيهقي: ٧/٣

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٩٩٤ و ١١٢٣، صحيح مسلم: ٧٣٦، سنن ابو داود: ١٣٣٥ و ١٣٣٦ و ١٣٣٧، سنن ابن ماجه: ١١٧٧، و ١٣٥٨، سنن نسائی: ٣٠/٢ و ٢٣٤/٣ و ٢٣٩، مسند احمد: ٢٤٠٥٧، صحيح ابن حبان: ٢٤٣١ و ٢٦١٢۔

فوائد الحدیث: (۱) گیارہ رکعت نماز وتر سمیت پڑھنا آپ ﷺ کا معمول تھا کبھی کبھار کسی سبب کی وجہ سے کم یا زیادہ بھی کر لیتے۔ جیسا کہ دوسری احادیث سے ثابت ہے اور جامع ترمذی میں بھی آگے آ رہی ہیں۔

(۲) اس حدیث سے بھی چار رکعتیں اکٹھی پڑھنے کا استدلال کیا گیا ہے جو کہ اس کے الفاظ سے ظاہر ہے اگرچہ بعض نے دوسری توجیہہ بھی کی ہے۔

209- بَابٌ مِنْهُ

سابقہ مسائل کے متعلق باب

442: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ الضُّبَعِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ "يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً".

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ رات کی نماز (تہجد) تیرہ رکعتیں پڑھتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَأَبُو جَمْرَةَ الضُّبَعِيُّ اسْمُهُ نَصْرُ بْنُ عِمْرَانَ الضُّبَعِيُّ.

ابو جمرہ ضبعی کا نام نصر بن عمران ضبعی ہے۔

حکم الحدیث:(صحيح) صحيح ابی داؤد: ١٢٠٥، اخرجه الطيالسي: ٢٧٤١، ابن خزيمه: ١١٦٤، ابو يعلى: ٢٠٠٩

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ١١٣٨، صحيح مسلم: ٧٦٤، سنن نسائی في الكبرى: ٤٠٠، مسند احمد : ٢٠١٩، صحيح ابن حبان: ٢٦١١

فوائد الحدیث: (۱) آپ ﷺ کا معمول تہجد کے وقت وتر سمیت گیارہ رکعت پڑھنے کا ہی تھا کبھی آپ ﷺ اس سے پہلے ہلکی سی دو رکعتیں پڑھ لیتے اس طرح تعداد تیرہ ہو جاتی۔ جیسا کہ سنن نسائی میں سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے۔ (دیکھئے سنن نسائی ۱/ ۲۵۴)۔

(۲) اور کبھی فجر کی دو سنتوں کو اس میں شامل کر کے تیرہ رکعت بیان کر دی جاتی ہیں جیسا کہ صحیح مسلم میں ام المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے (دیکھئے ص ۱/ ۲۵۴)

210- بَابٌ مِنْهُ

سابقہ مسائل سے متعلق

443: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ "يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ تِسْعَ رَكَعَاتٍ".

ام المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، نبی ﷺ نماز تہجد نو رکعتیں پڑھتے تھے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ وَالْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ.

اور اس باب میں سیّدنا ابوہریرہ، زید بن خالد اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت اس طریق سے حسن صحیح غریب ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) صحيح ابي داود: ١٢١٣، اخرجه ابو يعلى: ٤٧٣٧، والطحاوي في شرح المعاني: ١/٢٨٤.

تخريج الحديث: سنن ابن ماجه: ١٣٦٠، سنن نسائي: ٣/٢٣٨ و ٢٤٢-٢٤٣، مسند احمد: ٢٤٠٤٢ و ٢٤٦٨٩، صحيح ابن حبان: ٢٦١٥

444: وَرَوَاهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنِ الأَعْمَشِ نَحْوَ هَذَا حَدَّثَنَا بِذَلِكَ مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الأَعْمَشِ.

سفیان ثوری نے اعمش کے حوالے سے اسی مانند روایت کیا ہے، محمود بن غیلان نے ہمیں یہ بیان کیا کہ یحییٰ بن آدم نے سفیان عن الاعمش سے بیان کیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَأَكْثَرُ مَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ "فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً مَعَ الْوِتْرِ وَأَقَلُّ مَا وُصِفَ مِنْ صَلَاتِهِ بِاللَّيْلِ تِسْعُ رَكَعَاتٍ".

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نبی ﷺ سے نماز تہجد کے بارے میں جو زیادہ تر مروی ہے وہ وتر سمیت تیرہ رکعتیں ہے۔ اور کم از کم نو رکعتیں مروی ہے۔

تخريج الحديث: سنن ابن ماجه: ١٣٦٠، سنن نسائي: ٣/٢٣٨ و ٢٤٢ و ٢٤٢- ٢٤٣، مسند احمد: ٢٤٠٤٢ و ٢٤٦٨٩، صحيح ابن حبان: ٢٦١٥

فوائد الحدیث: رسول اللہ ﷺ سے رات کی نماز کی تعداد متعدد احادیث میں مختلف بیان ہوئی ہے۔ جو زیادہ سے زیادہ تیرہ اور کم از کم سات رکعات ہیں۔ اللہ تعالیٰ جتنی توفیق دے انسان کو رات کو نماز ضرور ادا کرنی چاہیے۔

باب إِذَا نَامَ عَنْ صَلَاتِهِ بِاللَّيْلِ صَلَّى بِالنَّهَارِ

جو شخص نیند کی وجہ سے تہجد نہ پڑھ سکے وہ دن کے وقت پڑھ لے

445: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: "كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا لَمْ يُصَلِّ مِنَ اللَّيْلِ مَنَعَهُ مِنْ ذَلِكَ النَّوْمُ أَوْ غَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ صَلَّى مِنَ النَّهَارِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً".

ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نبی ﷺ جب نیند کی وجہ سے نماز تہجد نہیں پڑھ سکتے تھے تو پھر آپ ﷺ دن کے وقت بارہ رکعتیں پڑھ لیتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَسَعْدُ بْنُ هِشَامٍ هُوَ ابْنُ عَامِرٍ الأَنْصَارِيُّ وَهِشَامُ بْنُ عَامِرٍ هُوَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ترمذی نے کہا: سعد بن ہشام، ابن عامر انصاری ہیں جبکہ ہشام بن عامر صحابہ ہیں۔ بہز بن حکیم نے بیان کیا: زرارہ بن اوفی بصرہ کے قاضی تھے، وہ بنو قشیر قبیلے کے امام تھے، انہوں

حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ هُوَ ابْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا

عَتَّابُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ قَالَ كَانَ زُرَارَةُ بْنُ أَوْفَى قَاضِيَ الْبَصْرَةِ وَكَانَ يَؤُمُّ فِي بَنِي قُشَيْرٍ فَقَرَأَ يَوْمًا فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ ﴿فَإِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُورِ فَذَلِكَ يَوْمَئِذٍ يَوْمٌ عَسِيرٌ﴾ (المدثر: ٨-٩) فَخَرَّ مَيِّتًا فَكُنْتُ فِيمَنِ احْتَمَلَهُ إِلَى دَارِهِ.

نے ایک دن فجر کی نماز میں سورۂ المدثر کی یہ آیات: ﴿فَإِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُورِ فَذَلِكَ يَوْمَئِذٍ يَوْمٌ عَسِيرٌ﴾ "جب صور پھونکا جائے گا، تو یہ دن بڑا ہی سخت دن ہوگا۔" تو وہ گر پڑے اور وفات پا گئے، میں بھی انہیں اٹھا کر ان کے گھر تک پہنچانے والوں میں شامل تھا۔

حکم الحدیث: (صحیح) بعض کہتے ہیں اس میں آخری جملہ وہ گر پڑے اور وفات..... یہ صحیح نہیں۔

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٧٤٦، سنن ابو داود: ١٣٤٢، سنن نسائي: ٣/١٩٩-٢٠١ و ٢٥٩، مسند احمد: ٢٤٢٦٩ و ٢٤٧٧٥، صحيح ابن حبان: ٢٤٢٠

فوائد الحدیث: (۱) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وتر نفل نماز ہے اور اس کی قضا نہیں کیونکہ آپ ﷺ نے گیارہ کی بجائے بارہ رکعت ادا فرمائی ہے جسے وتر نہیں کہا جا سکتا۔

(۲) بعض حضرات نے اسے وتر کی قضا ہی بیان فرمایا ہے کہ ایک رکعت کے اضافے کے ساتھ جفت بنا کر قضا دی جا سکتی ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ آپ ﷺ نے عزیمت کا مظاہرہ فرماتے ہوئے عام معمول سے ایک رکعت زیادہ کر کے صبح کے وقت، رات کی ساری نماز کی قضا دی ہے نا کہ صرف وتر کی کیونکہ "جفت" پر "وتر" کا اطلاق نہیں ہوتا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

211- بَابُ مَا جَاءَ فِي نُزُولِ الرَّبِّ عَزَّ وَجَلَّ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا كُلَّ لَيْلَةٍ

رب تبارک وتعالیٰ کا ہر رات آسمان دنیا پر نازل ہونا

446: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْإِسْكَنْدَرَانِيُّ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: يَنْزِلُ اللهُ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا كُلَّ لَيْلَةٍ حِينَ يَمْضِي ثُلُثُ اللَّيْلِ الْأَوَّلُ فَيَقُولُ: أَنَا الْمَلِكُ؛ مَنْ ذَا الَّذِي يَدْعُونِي؟ فَأَسْتَجِيبَ لَهُ، مَنْ ذَا الَّذِي يَسْأَلُنِي؟ فَأُعْطِيَهُ، مَنْ ذَا الَّذِي يَسْتَغْفِرُنِي؟ فَأَغْفِرَ لَهُ، فَلَا يَزَالُ كَذَلِكَ حَتَّى يُضِيءَ الْفَجْرُ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تبارک وتعالیٰ ہر رات جب پہلی تہائی رات گزر جاتی ہے تو آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے، اور فرماتا ہے: میں بادشاہ ہوں، جو بھی مجھے پکارے گا میں اس کی پکار / دعا قبول کروں گا، جو مجھ سے مانگے گا میں اسے عطا کروں گا، جو مجھ سے بخشش طلب کرے گا میں اسے بخش دوں گا۔ پس وہ اسی طرح فرماتا رہتا ہے حتیٰ کہ فجر روشن (طلوع) ہو جاتی ہے۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَأَبِي سَعِيدٍ وَرِفَاعَةَ الْجُهَنِيِّ وَجُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ وَعُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ.

اس باب میں علی بن ابی طالب، ابو سعید، رفاعہ الجہنی، جبیر بن مطعم، ابن مسعود، ابو درداء اور عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ أَوْجُهٍ كَثِيرَةٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَرُوِيَ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: يَنْزِلُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ حِينَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الآخِرُ. وَهُوَ أَصَحُّ الرِّوَايَاتِ.

اور یہ حدیث سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی کریم ﷺ سے کئی اسناد سے بیان کی گئی ہے۔ آپ ﷺ سے یہ بھی مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: ”جس وقت رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ نزول فرماتا ہے۔“ اور یہ سب سے زیادہ صحیح روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) انظر تحفة الاشراف: ٤٢٢/٩، حديث : ١٢٧٦٧

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٧٥٨ و ١٦٩ و ١٧٢،عمل اليوم والليلة للنسائي: ٤٨١ و ٤٨٥، مسند احمد: ٧٧٩٢

فوائد الحدیث: (۱)اس حدیث سے رات کے آخری پہر کی فضیلت معلوم ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر تشریف لاتے ہیں اور نا صرف کہ حاجت مندوں کی ضرورتیں پوری فرماتے اور دعائیں مانگنے والوں کی دعاؤں کو شرف قبولیت سے نوازتے ہیں بلکہ اپنے بندوں کو خود بھی آواز دے کر بلاتے ہیں کہ اس وقت مجھ سے اپنی بخشش اور دنیاوی ضرورتوں کے متعلق سوال کر لو میں بادشاہ ہوں تمہاری دعاؤں کو قبول فرما کر تمہیں بخش بھی دوں گا اور تمہاری ساری حاجتیں بھی پوری کر دوں گا۔

اس لئے ہمیں چاہئے کہ اس وقت سے فائدہ اٹھائیں اور تہجد کے وقت اٹھ کر اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی بندگی کا اظہار کرتے ہوئے اپنی دنیا و آخرت کی بھلائیاں حاصل کر لیں۔

(۲)اللہ تعالیٰ کی صفت ”نزولی“ کا بھی ثبوت ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر ”نزول“ فرماتے ہیں۔ جس طرح اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں بے مثال اور وحدہٗ لاشریک ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنی تمام صفات میں بھی بے مثل اور وحدہٗ لاشریک ہے۔

ہم جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات کی کیفیت اور حقیقت کو نہیں سمجھ سکتے اسی طرح اس رب العالمین کی صفات کی کیفیت اور حقیقت کو نہیں جان سکتے لہٰذا ہم ان تمام صفات پر جو اللہ کریم کی قران مجید یا حدیث رسول ﷺ میں بیان ہوئی ہیں بغیر کسی تشبیہ، کیفیت یا تاویل اور تعطیل کے ایمان لاتے ہیں کہ وہ تمام صفات باری تعالیٰ کی ذات کے ساتھ خاص ہیں۔ جس طرح اس کی شان کے لائق ہے۔ نہ ان کا انکار کیا جاسکتا ہے نہ ان کی کوئی تشبیہ دی جاسکتی ہے اور نہ ہی ان کی قسم کی تاویل کی جاسکتی ہے اور نہ ہی ان صفات کی کیفیت کو بیان کیا جاسکتا ہے۔ سبحان ربك رب العزة عما يصفون۔

212- بَابُ مَا جَاءَ فِي قِرَاءَةِ اللَّيْلِ

نماز تہجد میں قراءت

447: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ إِسْحَاقَ هُوَ السَّالَحِينِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ رَبَاحٍ الأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: لِأَبِي بَكْرٍ مَرَرْتُ بِكَ وَأَنْتَ تَقْرَأُ وَأَنْتَ تَخْفِضُ مِنْ صَوْتِكَ. فَقَالَ: إِنِّي أَسْمَعْتُ مَنْ نَاجَيْتُ. قَالَ: "ارْفَعْ

سیّدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”میں تمہارے پاس سے گزرا جبکہ تم پست آواز کرتے ہوئے قراءت کر رہے تھے۔“ انہوں نے عرض کیا: میں جس سے مناجات کر رہا تھا اسے سنا رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تھوڑا سا اونچا پڑھا کریں۔“ اور سیّدنا

قَلِيلًا".

وَقَالَ لِعُمَرَ مَرَرْتُ بِكَ وَأَنْتَ تَقْرَأُ وَأَنْتَ تَرْفَعُ صَوْتَكَ. قَالَ: إِنِّي أُوقِظُ الْوَسْنَانَ وَأَطْرُدُ الشَّيْطَانَ قَالَ: "اخْفِضْ قَلِيلًا".

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَأُمِّ هَانِئٍ وَأَنَسٍ وَأُمِّ سَلَمَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

وَإِنَّمَا أَسْنَدَهُ يَحْيَى بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ وَأَكْثَرُ النَّاسِ إِنَّمَا رَوَوْا هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَبَاحٍ مُرْسَلًا.

عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا: "میں تمہارے پاس سے گزرا جبکہ تم بلند آواز سے پڑھ رہے تھے۔" انہوں نے عرض کیا: "میں سونے والے کو جگاتا ہوں اور شیطان کو بھگاتا ہوں۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "تھوڑا سا آہستہ پڑھا کرو۔"

اس باب میں سیّدہ عائشہ، ام ہانی، انس، ام سلمہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیّدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن غریب ہے۔

صرف یحییٰ بن اسحاق نے اسے حماد بن سلمہ سے مسند روایت کیا ہے جبکہ اکثر لوگوں نے اس حدیث کو ثابت عن عبداللہ بن رباح سے مرسل روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح ابي داؤد: ١٢٠٠، تخريج المشكاة: ١٢٠٤، اخرجه ابن خزيمه: ١١٦١

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٣٢٩، صحيح ابن حبان: ٧٣٣، البيهقي: ١١/٣

فوائد الحدیث: (۱) نمازی اگر اکیلا ہو تو وہ بلند آواز سے نماز میں قرأت کر سکتا ہے کیونکہ بلند آواز سے قرأت کرنا نمازی کی لگن اور شوق کو مزید بڑھا دیتا ہے اور اگر پچھلی رات کا وقت ہو تو پھر اس کے لُطف کا کیا کہنا۔ سبحان اللہ۔ بس تجربہ شرط ہے۔

(۲) لیکن یہ آواز اس قدر بلند نہیں ہونی چاہئے کہ سوئے ہوئے کی نیند میں خلل آئے یا کوئی دوسرا نماز، دعا، تلاوت وغیرہ میں مصروف ہو تو اسے کسی قسم کی دشواری کا سامنا کرنا پڑے۔

(۳) حضرات شیخین (سیّدنا ابو بکر صدیق و سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما) کی عظمت و شان ہے کہ ایک رات کی تنہائیوں میں بھی دوسروں کے آرام کا خیال رکھتے اور دوسرا شیطان مردود سے رات کے اندھیرے میں بھی عداوت و دشمنی کا ثبوت دیتے ہوئے قرآن مجید کی تلاوت کے ذریعے اس کے شر سے بچنے کی کوشش کرتے۔ رضی اللہ عنہما

(۴) اساتذہ کو اپنے تلامذہ کے حالات کا وقتاً فوقتاً جائزہ لیتے رہنا چاہئے۔ عقائد، اعمال، آداب، اخلاقیات، لباس، وضع قطع اور حجامت کے متعلق بوقت ضرورت مناسب اصلاح کرتے رہنا چاہئے۔

448: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ نَافِعٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُسْلِمٍ الْعَبْدِيِّ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِيِّ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: "قَامَ النَّبِيُّ ﷺ بِآيَةٍ مِنَ الْقُرْآنِ لَيْلَةً".

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، ایک رات نبی ﷺ قرآن مجید کی ایک ہی آیت پڑھتے رہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس طریق سے غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح الإسناد)

تخریج الحدیث: الشمائل للترمذی: ۲۷۱، انظر تحفة الاشراف حدیث رقم: ۱۷۸۰۲

فوائد الحدیث: نماز میں قرأت کرتے ہوئے ایک ہی سورت یا آیت کو بار بار دہرایا جاسکتا ہے۔

449: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَيْسٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ كَيْفَ كَانَ قِرَاءَةُ النَّبِيِّ ﷺ بِاللَّيْلِ أَكَانَ يُسِرُّ بِالْقِرَاءَةِ أَمْ يَجْهَرُ؟ فَقَالَتْ: "كُلُّ ذَلِكَ قَدْ كَانَ يَفْعَلُ رُبَّمَا أَسَرَّ بِالْقِرَاءَةِ وَرُبَّمَا جَهَرَ". فَقُلْتُ: الْحَمْدُ لِلهِ الَّذِي جَعَلَ فِي الْأَمْرِ سَعَةً.

عبداللہ بن ابی قیس نے بیان کیا، میں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا، نبی ﷺ کی نماز تہجد میں قراءت کس طرح ہوتی تھی؟ (کیا آپ پست آواز سے قراءت کرتے تھے یا بلند آواز سے؟) انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ ہر طریقے سے قراءت کرتے تھے، بسا اوقات آپ ﷺ پست آواز سے قراءت کرتے تھے اور کبھی بلند آواز سے۔ میں نے کہا: اللہ کا شکر ہے جس نے دین میں وسعت رکھی ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح ابي داؤد: ۱۲۹۱، اخرجه ابن خزيمه: ۲۵۹، الحاكم: ۱/۳۱۰

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ۲۲۶ و ۱۴۳۷، سنن ابن ماجه: ۱۳۵۴، سنن نسائی: ۳/۲۲۴، مسند احمد: ۲۴۲۰۲، وسیاتی: ۳۱۵۱

فوائد الحدیث: دیکھئے فوائد حدیث نمبر ۴۴۷

213- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ صَلَاةِ التَّطَوُّعِ فِي الْبَيْتِ

نفل نماز گھر میں پڑھنے کی فضیلت

450: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ سَالِمٍ أَبِي النَّضْرِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "أَفْضَلُ صَلَاتِكُمْ فِي بُيُوتِكُمْ إِلَّا الْمَكْتُوبَةَ".

سیّدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "فرض نماز کے علاوہ تمہارے گھروں میں پڑھی جانے والی نماز سب سے افضل نماز ہے۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ وَأَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَعَائِشَةَ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ سَعْدٍ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ.

اس باب میں سیّدنا عمر بن خطاب، جابر بن عبداللہ، ابو سعید، ابوہریرہ، ابن عمر، عائشہ، عبداللہ بن سعد اور خالد جہنی رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی روایت حسن ہے۔

وَقَدِ اخْتَلَفَ النَّاسُ فِي رِوَايَةِ هَذَا الْحَدِيثِ فَرَوَاهُ مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي النَّضْرِ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَرْفُوعًا

لوگوں نے اس حدیث کے روایت کرنے میں اختلاف کیا ہے۔ موسیٰ بن عقبہ اور ابراہیم بن ابی نضر نے اسے ابو نضر سے

وَرَوَاهُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ أَبِي النَّضْرِ وَلَمْ يَرْفَعْهُ وَأَوْقَفَهُ بَعْضُهُمْ وَالْحَدِيثُ الْمَرْفُوعُ أَصَحُّ.

مرفوع روایت کیا ہے۔ مالک بن انس نے اسے ابو نضر سے روایت کیا لیکن اسے مرفوع روایت نہیں کیا۔ بعض نے اسے موقوف روایت کیا ہے جبکہ زیادہ درست بات یہ ہے کہ حدیث مرفوع ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) صحيح ابي داؤد: ١٣٠١، اخرجه الدارمي: ١٣٧٣، ابن خزيمه: ١٢٠٣، البيهقي: ١٠٩/٣

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٧٣١، صحیح مسلم: ٧٨١، سنن ابو داود: ١٠٤٤، و ١٤٤٧ سنن نسائی: ١٩٧/٣-١٩٨، مسند احمد: ٢١٥٨٢، صحیح ابن حبان: ٢٤٩١

فوائد الحدیث: (۱) نماز کا کچھ حصہ گھر میں ادا کرنا چاہئے تاکہ خیر و برکت کا باعث ہو۔ نیز گھر شیاطین اور جنات کے شر سے محفوظ رہیں۔ آج ہمارے گھروں میں لڑائی جھگڑے، جادو ٹونے، شیاطین اور جنات، سائے وغیرہ کا سبب ہی یہی ہے کہ ہمارے گھروں میں نماز اور تلاوت کا اہتمام نہیں کیا جاتا۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ گھروں میں نوافل پڑھیں، قران مجید کی تلاوت کریں تاکہ ہر قسم کی نحوست سے بچ کر خیر و برکت کے حق دار ٹھہریں۔

(۲) البتہ فرض نماز بغیر شرعی عذر کے گھر میں نہیں ہوتی۔ اس لیے اسے مسجد میں باجماعت ادا کرنا چاہئے۔

451: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "صَلُّوا فِي بُيُوتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوهَا قُبُورًا".

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: "اپنے گھروں میں (نفل) نماز پڑھو اور انہیں قبرستان نہ بناؤ۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) صحيح ابي داؤد: ٩٥٨، ٣١٠٢ و اخرجه ابن ابي شيبة: ٢٥٥/٢

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٤٣٢ و ١١٨٧، صحیح مسلم: ٧٧٧، ابن ماجه: ١٣٧٧، ابن خزيمه: ١٢٠٥

فوائد الحدیث: (۱) اس حدیث سے ثابت ہوا کہ قبرستان میں نماز پڑھنا جائز اور درست نہیں اور نہ ہی عام قبرستان کو چھوڑ کر گھر میں الگ سے قبر بنالینا جائز ہے۔

(۲) نماز جنازہ قبرستان میں ادا کی جاسکتی ہے جسکی تفصیل ان شاء اللہ "کتاب الجنائز" میں بیان ہوگی۔

3

أَبْوَابُ الْوِتْرِ

وتر کا بیان

1- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْوِتْرِ

وتر کی فضیلت

452: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي مُرَّةَ الزَّوْفِيِّ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ حُذَافَةَ أَنَّهُ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: "إِنَّ اللهَ أَمَدَّكُمْ بِصَلَاةٍ هِيَ خَيْرٌ لَكُمْ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ، الْوِتْرُ جَعَلَهُ اللهُ لَكُمْ فِيمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى أَنْ يَطْلُعَ الْفَجْرُ.

خارجہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے تو فرمایا: "اللہ نے تمہیں مزید ایک نماز عطا فرمائی ہے وہ تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے، وہ نماز وتر ہے، اللہ نے اسے تمہارے لیے عشاء کی نماز سے طلوع فجر کے درمیان کے وقت میں مقرر کیا ہے۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَبُرَيْدَةَ وَأَبِي بَصْرَةَ الْغِفَارِيِّ صَاحِبِ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

اس باب میں ابوہریرہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما اور دیگر صحابہ کرام سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ خَارِجَةَ بْنِ حُذَافَةَ حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: خارجہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کی روایت غریب ہے۔

لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ. وَقَدْ وَهِمَ بَعْضُ الْمُحَدِّثِينَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ: عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ رَاشِدٍ الزُّرَقِيِّ وَهُوَ وَهَمٌ فِي هَذَا. وَأَبُو بَصْرَةَ الْغِفَارِيُّ اسْمُهُ حُمَيْلُ بْنُ بَصْرَةَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ: جَمِيلُ بْنُ بَصْرَةَ وَلَا يَصِحُّ.

ہم اسے صرف یزید بن ابی حبیب کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں۔ بعض محدثین کو اس حدیث میں وہم ہے۔ انہوں نے کہا: عن عبداللہ بن راشد زرقی۔ اور یہ اس روایت میں وہم ہے۔ ابو بصرہ غفاری کا نام حُمیل بن بصرہ ہے۔ بعض نے کہا: جمیل بن بصرہ اور یہ درست نہیں۔

وَأَبُو بَصْرَةَ الْغِفَارِيُّ رَجُلٌ آخَرُ يَرْوِي عَنْ أَبِي ذَرٍّ وَهُوَ ابْنُ أَخِي أَبِي ذَرٍّ.

ابوبصرہ غفاری سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے بیان کرنے والے دوسرے آدمی ہیں اور وہ ابوذر رضی اللہ عنہ کے بھتیجے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح دون قول: ((هِيَ خَيْرٌ لَكُمْ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ)).) بعض کہتے ہیں عبداللہ بن راشد کا عبداللہ بن ابی مرہ سے سماع ثابت نہیں۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٤١٨، سنن ابن ماجه: ١١٦٨، مسند احمد : ٢٤٠٠٩/٨

فوائد الحدیث: (۱) وتر کا لغوی معنی ایک۔ یا۔ طاق ہے۔ جو دو پر تقسیم نہ ہوتا ہو۔ اصطلاحی طور پر رات کی نماز کے آخر میں پڑھی جانے والی طاق رکعات (وہ ایک بھی ہو سکتی ہے اور تین، پانچ، سات، یا نو، بھی) کو وتر کہتے ہیں۔

(۲) وتر، فرض یا واجب نہیں بلکہ نفلی نماز ہے لیکن عمومی نوافل سے اس کی اہمیت زیادہ ہے اس لیے اس کو تاکیداً بیان کیا گیا ہے۔ اس لیے اس کو پورے اہتمام والتزام کے ساتھ ادا کرنا چاہیے۔ سفر، حضر، میں کسی صورت نہیں چھوڑنے چاہئیں۔

2- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْوِتْرَ لَيْسَ بِحَتْمٍ

وتر لازمی نہیں

453: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: الْوِتْرُ لَيْسَ بِحَتْمٍ كَصَلَاتِكُمُ الْمَكْتُوبَةِ وَلَكِنْ سَنَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَقَالَ: "إِنَّ اللهَ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ فَأَوْتِرُوا يَا أَهْلَ الْقُرْآنِ".

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وتر تمہاری فرض نماز کی طرح لازمی نہیں، لیکن رسول اللہ ﷺ نے اسے پڑھا (جاری کیا) ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: "بے شک اللہ وتر (اکیلا) ہے، وہ وتر کو پسند کرتا ہے، پس قرآن والو! وتر پڑھا کرو۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ.

اس باب میں ابن عمر، ابن مسعود اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَلِيٍّ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: علی رضی اللہ عنہ کی روایت حسن ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) بعض نے اسے ابو اسحاق مدلس کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف کہا ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٤١٦، ابن ماجه: ١١٦٩، والنسائي: ٢٢٨/٣-٢٢٩ و ٢٢٩، مسند احمد : ٦٥٢

454: وَرَوَى سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَغَيْرُهُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: "الْوِتْرُ لَيْسَ بِحَتْمٍ كَهَيْئَةِ الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ، وَلَكِنْ سُنَّةٌ سَنَّهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ". حَدَّثَنَا بِذَلِكَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ. وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ.

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، وتر فرض نماز کی طرح لازمی نہیں، لیکن سُنت ہے رسول اللہ ﷺ نے اسے پڑھا (جاری کیا) ہے۔ ہم کو یہ روایت محمد بن بشار نے عبدالرحمن بن مہدی عن سفیان عن ابی اسحاق بیان کی ہے اور یہ روایت ابو بکر بن عیاش کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔

وَقَدْ رَوَاهُ مَنْصُورُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ نَحْوَ رِوَايَةِ

منصور بن معتمر نے اسے ابو اسحاق سے ابو بکر بن عیاش کی

أَبِي بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ. روایت کے مانند روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترغيب: ٥٩٠۔ اسے بھی بعض نے ابو اسحاق مدلس کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے۔

فوائد الحدیث: (۱) وتر، فرض، واجب نہیں۔

(۲) اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت، محبت بھی ہے۔ لیکن اس کی یہ صفت بھی باقی صفات کی طرح بے مثل و بے مثال ہے۔ اس کی کیفیت اور تشبیہ بیان نہیں کی جاسکتی۔

(۳) "ان اللہ وتر" کے الفاظ دلیل ہیں کہ وتر اصل میں ایک ہی رکعت ہے تین، پانچ وغیرہ کی صورت میں باقی رکعتیں نفل ہوں گی۔ مثلاً تین رکعت میں دو نفل اور ایک وتر۔

پانچ رکعت میں چار نفل اور ایک وتر۔ سات رکعات میں چھ۔ نفل اور ایک وتر۔ نو رکعات میں آٹھ نفل اور ایک وتر۔ کیوں کہ یہاں ہم یہ معنی نہیں کر سکتے کہ اللہ تعالیٰ طاق، ہے، (معاذ اللہ) بلکہ یہی معنی کریں گے کہ "اللہ تعالیٰ ایک ہے۔"

ایک سے زائد طاق رکعات پر عرف کی وجہ سے "وتر" کا لفظ بولا گیا ہے اور مجازی طور پر اس کا معنی "طاق" کر دیا جاتا ہے ورنہ حقیقت میں اس کا معنی ہے "ایک"۔

(۴) "اہل قرآن" سے مراد تمام مسلمان ہیں کیونکہ ان کی ہدایت و رہنمائی کے لئے قران مجید نازل کیا گیا ہے۔ جیسے عیسائیوں کے لئے انجیل ہے تو انہیں "یا اھل الانجیل" اور یہودیوں کے لئے تورات تھی تو انہیں "یا اھل التوراۃ" کہا گیا ہے۔

(۵) بعض نے "اہل قرآن" سے حفاظ کرام مراد لیے ہیں اس صورت میں پھر وتر سے مراد تہجد کی نماز ہوگی کیونکہ اس کی رکعات طاق عدد میں پڑھی جاتی ہیں اور آخر میں ایک رکعت پڑھ کر ساری نماز کو "وتر" بنالیا جاتا ہے۔

(۶) البتہ منکرین حدیث کا، اہل قرآن، کے الفاظ کی آڑ میں حدیث کا انکار کرنا کسی طور بھی درست نہیں کیونکہ یہاں شریعت اسلامی مراد ہے جیسا کہ فائدہ نمبر ۴ میں بیان کیا گیا ہے اور شریعت اسلامی قرآن و حدیث کے مجموعے کا نام ہے۔

3- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ النَّوْمِ قَبْلَ الْوِتْرِ

وتر سے پہلے سو جانا مکروہ ہے

455: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ عِيسَى بْنِ أَبِي عَزَّةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ أَبِي ثَوْرٍ الأَزْدِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: "أَمَرَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ أُوتِرَ قَبْلَ أَنْ أَنَامَ".

قَالَ عِيسَى بْنُ أَبِي عَزَّةَ وَكَانَ الشَّعْبِيُّ يُوتِرُ أَوَّلَ اللَّيْلِ ثُمَّ يَنَامُ.

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم فرمایا کہ میں سونے سے پہلے وتر پڑھ لوں۔

عیسیٰ بن ابی عزہ نے بیان کیا۔ امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ رات کے پہلے حصے میں وتر پڑھ لیتے تھے اور پھر سو جاتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت اس سند سے حسن غریب ہے۔

وَأَبُو ثَوْرٍ الأَزْدِيُّ اسْمُهُ حَبِيبُ بْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ. وَقَدِ اخْتَارَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَمَنْ بَعْدَهُمْ "أَنْ لَا يَنَامَ الرَّجُلُ حَتَّى يُوتِرَ".

ابو ثور ازدی کا نام حَبیب بن ابی ملیکہ ہے۔ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اور ان کے بعد کے اہل علم نے اس بات کو اختیار کیا ہے کہ آدمی وتر پڑھ کر سوئے۔

وَرُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: "مَنْ خَشِيَ مِنْكُمْ أَنْ لَا يَسْتَيْقِظَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَلْيُوتِرْ مِنْ أَوَّلِهِ وَمَنْ طَمِعَ مِنْكُمْ أَنْ يَقُومَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَلْيُوتِرْ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَإِنَّ قِرَاءَةَ الْقُرْآنِ فِي آخِرِ اللَّيْلِ مَحْضُورَةٌ وَهِيَ أَفْضَلُ".

نبی ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "جسے اندیشہ ہو کہ وہ رات کے آخری حصے میں بیدار نہیں ہوگا تو وہ اس کے پہلے حصے میں وتر پڑھ لے۔ اور جسے امید ہو کہ وہ رات کے آخری حصے میں اٹھ جائے گا تو وہ رات کے آخری حصے میں وتر پڑھے، کیونکہ رات کے آخری حصے میں قرآن کی قراءت (سننے) کے لیے (فرشتے) حاضر ہوتے ہیں، اور یہ افضل ہے۔"

حَدَّثَنَا بِذَلِكَ هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِذَلِكَ.

امام ہناد نے ہم کو بیان کیا کہ ابو معاویہ نے ہم کو اعمش عن ابی سفیان عن جابر عن النبی ﷺ اسی طرح بیان کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) صحیح ابی داؤد: ۱۱۸۷۔ اس کی تحقیق و تخریج آگے حدیث ۷۶۰ کے تحت آرہی ہے۔

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۱۱۷۸، صحیح مسلم: ۷۲۱

فوائد الحدیث: وتر، تہجد کی نماز کا حصہ تھے لیکن امت کی سہولت کے لئے اسے عشاء کے ساتھ پڑھنے کی اجازت فرمائی۔ بلکہ جن لوگوں کی شرعی دینی یا دنیوی مصروفیت ہوتی انہیں سونے سے پہلے وتر پڑھنے کی تاکید کر دی گئی کیونکہ انہیں تہجد کے وقت اٹھنا مشکل ہوتا ہے۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے سیدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا۔

4- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوِتْرِ مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ وَآخِرِهِ

رات کے شروع میں اور اس کے آخری حصے میں وتر پڑھنا

456: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ حَدَّثَنَا أَبُو حَصِينٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ وَثَّابٍ عَنْ مَسْرُوقٍ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ عَنْ وِتْرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: "مِنْ كُلِّ اللَّيْلِ قَدْ أَوْتَرَ أَوَّلِهِ وَأَوْسَطِهِ وَآخِرِهِ؛ فَانْتَهَى وِتْرُهُ حِينَ مَاتَ إِلَى السَّحَرِ".

مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی ﷺ کے وتر کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ نے رات کے ہر حصے میں وتر پڑھے ہیں، اس کے شروع میں بھی، درمیان میں بھی اور اس کے آخری حصے میں بھی، اور جس وقت آپ ﷺ نے وفات پائی تب آپ ﷺ کے وتر سحر تک ختم ہوتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: أَبُو حَصِينٍ اسْمُهُ عُثْمَانُ بْنُ عَاصِمٍ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابو حصین کا نام عثمان بن عاصم

الأَسَدِيُّ.

اسدی ہے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَجَابِرٍ وَأَبِي مَسْعُودٍ الأَنْصَارِيِّ وَأَبِي قَتَادَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا علی، جابر، ابو مسعود انصاری اور ابو قتادہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهُوَ الَّذِي اخْتَارَهُ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ الْوِتْرُ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت حسن صحیح ہے۔ بعض اہل علم نے اسی کو اختیار کیا ہے کہ وترات کے آخری حصے میں پڑھنے چاہییں۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الحميدي: ١٨٨، ابن ابي شيبة: ٢/٢٨٦، الدارمي: ١٥٩٥

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٩٩٦، صحيح مسلم: ٧٤٥، سنن ابو داود: ١٤٣٥، سنن ابن ماجه: ١١٨٥، والنسائی: ٣/٢٣٠، مسند احمد : ٢٤١٨٨، صحيح ابن حبان: ٢٤٤٣ و ٢٤٤٤

فوائد الحدیث: رسول اللہ ﷺ "قیام اللیل" چونکہ مختلف طریقوں اور رات کے مختلف اوقات میں فرماتے تھے اس لئے آپ ﷺ وتر بھی رات کے مختلف حصوں میں ادا فرما دیتے۔ بہر حال اس کا اصل وقت تو رات کا پچھلا پہر ہے جنہیں اللہ تعالیٰ توفیق دے انہیں اس وقت ہی اٹھ کر پڑھنے چاہئیں۔

5- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوِتْرِ بِسَبْعٍ

سات وتر

457: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ الْجَزَّارِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: "كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُوتِرُ بِثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً، فَلَمَّا كَبِرَ وَضَعُفَ أَوْتَرَ بِسَبْعٍ".

سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، نبی ﷺ تیرہ رکعتیں وتر پڑھا کرتے تھے، پس جب آپ عمر رسیدہ اور ضعیف ہو گئے تو پھر سات وتر پڑھتے تھے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أُمِّ سَلَمَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت حسن ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ "الْوِتْرُ بِثَلَاثَ عَشْرَةَ وَإِحْدَى عَشْرَةَ وَتِسْعٍ وَسَبْعٍ وَخَمْسٍ وَثَلَاثٍ وَوَاحِدَةٍ".

نبی ﷺ سے مروی ہے کہ وتر تیرہ رکعتیں ہیں، اسی طرح گیارہ، نو، سات، پانچ، تین اور ایک رکعت ہے۔

قَالَ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ مَعْنَى مَا رُوِيَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُوتِرُ بِثَلَاثَ عَشْرَةَ قَالَ إِنَّمَا مَعْنَاهُ أَنَّهُ "كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً مَعَ الْوِتْرِ فَنُسِبَتْ صَلَاةُ اللَّيْلِ إِلَى الْوِتْرِ".

اسحاق بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ جو نبی ﷺ سے روایت کیا گیا ہے کہ نبی ﷺ تیرہ رکعتیں وتر پڑھتے تھے۔ تو اس کا معنی یہ ہے کہ آپ تہجد کی نماز وتر سمیت تیرہ رکعتیں پڑھتے تھے، پس نماز تہجد کو وتر کی طرف منسوب کر دیا گیا۔

وَرَوَى فِي ذَلِكَ حَدِيثًا عَنْ عَائِشَةَ وَاحْتَجَّ بِمَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: "أَوْتِرُوا يَا أَهْلَ الْقُرْآنِ". قَالَ: إِنَّمَا عَنَى بِهِ قِيَامَ اللَّيْلِ يَقُولُ: إِنَّمَا قِيَامُ اللَّيْلِ عَلَى أَصْحَابِ الْقُرْآنِ.

یہ جو نبی ﷺ سے روایت کیا گیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "قرآن والو! وتر پڑھا کرو۔" تو اس سے قیام اللیل مراد لیا گیا ہے، وہ فرماتے ہیں: قیام اللیل قرآن والوں پر ہے۔

حكم الحديث: (صحيح الإسناد) اخرجه ابن ابي شيبة: ٢/٢٩٣، والبغوي: ٩٦٢

تخريج الحديث: سنن النسائي: ٣/٢٣٧و٢٤٣، مستدرک للحاکم: ١/٣٠٦، مسند احمد : ٢٦٧٣٨

فوائد الحديث: (۱) اس حدیث سے ثابت ہوا کہ وتر سات رکعت بھی ہیں جس طریقے سے بھی آدمی پڑھنا چاہیے درست ہے۔

(۲) اگر سات رکعت اکٹھی پڑھنا ہو تو اس کے دو طریقے ہیں۔

۱۔ سات رکعتیں مسلسل پڑھی جائیں صرف آخر میں تشہد بیٹھے اور تشہد پڑھنے کے بعد سلام پھیر دے۔ یہ ایک تشہد اور ایک سلام کے ساتھ سات رکعتیں ہوئیں۔

۲۔ مسلسل چھ رکعتیں پڑھ کر تشہد بیٹھ جائے اور مکمل تشہد پڑھنے کے بعد بغیر سلام پھیرے اُٹھ کھڑا ہو اور ساتویں رکعت پڑھنے کے بعد تشہد بیٹھے۔ اور تشہد پڑھنے کے بعد سلام پھیر دے۔ یہ دو تشہد اور ایک سلام کے ساتھ سات رکعتیں ہوئیں۔ (نسائی)

6- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوِتْرِ بِخَمْسٍ

پانچ وتر

458: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ الْكَوْسَجُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: "كَانَتْ صَلَاةُ النَّبِيِّ ﷺ مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً يُوتِرُ مِنْ ذَلِكَ بِخَمْسٍ لَا يَجْلِسُ فِي شَيْءٍ مِنْهُنَّ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ فَإِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ قَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ".

ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز تیرہ رکعتیں تھی، آپ ان میں پانچ رکعت وتر پڑھتے تھے اور ان میں صرف آخری رکعت میں بیٹھتے تھے، پس جب مؤذن اذان دیتا تو آپ اٹھ کر ہلکی سی دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت حسن صحیح ہے۔

وَقَدْ رَأَى بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمُ الْوِتْرَ بِخَمْسٍ وَقَالُوا: لَا يَجْلِسُ فِي شَيْءٍ مِنْهُنَّ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ.

نبی ﷺ کے اصحاب میں سے بعض اہل علم اور ان کے علاوہ دیگر حضرات کی رائے ہے کہ وتر پانچ رکعت ہیں، اور انہوں نے کہا: وہ ان میں سے صرف آخری رکعت میں بیٹھے گا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَسَأَلْتُ أَبَا مُصْعَبٍ الْمَدِينِيَّ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ؟ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُوتِرُ بِالتِّسْعِ وَالسَّبْعِ قُلْتُ: كَيْفَ يُوتِرُ بِالتِّسْعِ وَالسَّبْعِ؟ قَالَ: "يُصَلِّي مَثْنَى مَثْنَى وَيُسَلِّمُ وَيُوتِرُ بِوَاحِدَةٍ".

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے ابو مصعب مدینی سے اس حدیث کے متعلق پوچھا کہ: نبی ﷺ نو اور سات رکعت وتر پڑھتے تھے، میں نے کہا: آپ نو اور سات وتر کس طرح پڑھتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: آپ دو دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دیتے تھے اور ایک رکعت وتر پڑھتے تھے۔

حکم الحدیث: (صحیح) صحیح ابی داؤد: ۱۲۰۹-۱۲۱۰، ''صلاة التراویح'' اخرجه ابو یعلی: ٤٥٦٢، ابن خزیمه: ١٠٧٦

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ۷۳۷، سنن ابو داود: ۱۳۳۸، سنن ابن ماجه: ۱۳۵۹، والنسائی: ۳/۲٤۰، مسند احمد: ۲٤۲۳۹، صحیح ابن حبان: ۲٤۳۷

فوائد الحدیث: (۱) وتر پانچ رکعت بھی ہیں۔

(۲) اگر کوئی پانچ رکعتیں اکٹھی پڑھنا چاہے تو اس کا ایک ہی طریقہ ہے کہ مسلسل پانچ رکعتیں پڑھ کر آخر میں تشہد بیٹھے اور تشہد پڑھنے کے بعد سلام پھیر دے۔

(۳) اگر کوئی شخص الگ الگ پڑھنا چاہتا ہے تو پھر دو دو رکعتیں کر کے چار رکعات پڑھے اور آخر میں ایک رکعت پڑھ لے۔ یہ پانچ رکعت وتر ہو جائیں گے۔

7- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوِتْرِ بِثَلَاثٍ

تین رکعت وتر

459: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: "كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُوتِرُ بِثَلَاثٍ يَقْرَأُ فِيهِنَّ بِتِسْعِ سُوَرٍ مِنَ الْمُفَصَّلِ، يَقْرَأُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ بِثَلَاثِ سُوَرٍ آخِرُهُنَّ ﴿قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ﴾".

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ تین وتر پڑھتے تھے۔ اور آپ ﷺ ان میں مفصل سورتوں میں سے نو سورتیں پڑھتے تھے، آپ ﷺ ہر رکعت میں تین سورتیں پڑھتے تھے اور سب سے آخر پر سورۂ الاخلاص پڑھتے تھے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَعَائِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي أَيُّوبَ.

اس باب میں عمران بن حصین، عائشہ، ابن عباس اور ابوایوب رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبْزَى عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَيُرْوَى أَيْضًا عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. هَكَذَا رَوَى بَعْضُهُمْ فَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنْ أُبَيٍّ وَذَكَرَ بَعْضُهُمْ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزَى عَنْ أُبَيٍّ.

عبدالرحمٰن بن ابزی عن ابی بن کعب اور یہ اس طرح بھی روایت کیا گیا ہے: عن عبدالرحمٰن بن ابزی عن النبی ﷺ۔ ان میں سے بعض نے اسی طرح روایت کیا ہے انہوں نے اس میں عن ابّی کا ذکر نہیں کیا اور ان میں سے بعض نے عن عبدالرحمٰن بن ابزی عن ابّی ذکر کیا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ ذَهَبَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اور

أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ إِلَى هَذَا وَرَأَوْا أَنْ يُوتِرَ الرَّجُلُ بِثَلَاثٍ. قَالَ سُفْيَانُ: إِنْ شِئْتَ أَوْتَرْتَ بِخَمْسٍ وَإِنْ شِئْتَ أَوْتَرْتَ بِثَلَاثٍ وَإِنْ شِئْتَ أَوْتَرْتَ بِرَكْعَةٍ. قَالَ سُفْيَانُ: وَالَّذِي أَسْتَحِبُّ أَنْ أُوتِرَ بِثَلَاثِ رَكَعَاتٍ. وَهُوَ قَوْلُ ابْنِ الْمُبَارَكِ وَأَهْلِ الْكُوفَةِ.

ان کے علاوہ دیگر حضرات میں سے اہل علم کا یہی موقف ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ آدمی تین وتر پڑھے۔ سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو پانچ وتر پڑھو، چاہو تو تین رکعت اور اگر چاہو تو ایک وتر پڑھو۔ سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مجھے جو پسند ہے وہ یہ کہ میں تین وتر پڑھوں۔ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اور کوفہ والوں کا یہی موقف ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف جدا) المشكوٰة: ١٢٨١۔ اس میں حارث اعور راوی ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد : ٦٧٨

460: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَعْقُوبَ الطَّالْقَانِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ: كَانُوا يُوتِرُونَ بِخَمْسٍ وَبِثَلَاثٍ وَبِرَكْعَةٍ وَيَرَوْنَ كُلَّ ذَلِكَ حَسَنًا.

محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: وہ پانچ، تین اور ایک وتر پڑھتے تھے، اور وہ سمجھتے تھے کہ یہ سب ٹھیک اور اچھا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف جداً) المشكوٰة: ١٢٨١، اس میں ہشام مدلس ہے۔

فوائد الحدیث: (۱) تین وتر پڑھنے کے دو طریقے ہیں:

۱- دو رکعتیں مکمل پڑھ کر سلام پھیر دے اور ایک رکعت الگ پڑھے۔ یہ دو تشہد اور دو سلام کے ساتھ تین وتر ہوئے۔

۲- اکٹھی تین رکعتیں پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ مسلسل تین رکعتیں پڑھے۔ درمیان میں تشہد نہ بیٹھے، آخر میں تشہد بیٹھے اور تشہد پڑھ کر سلام پھیر دے۔ یہ ایک تشہد اور ایک سلام کے ساتھ تین رکعتیں وتر ہوئے۔

(۲) دونوں طریقے رسول اللہ ﷺ سے صحیح احادیث سے ثابت ہیں لہٰذا جس طریقے سے بھی ادا کر لیے جائیں درست اور جائز ہے۔

8- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوِتْرِ بِرَكْعَةٍ

ایک وتر

461: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ فَقُلْتُ: أُطِيلُ فِي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فَقَالَ: "كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى وَيُوتِرُ بِرَكْعَةٍ وَكَانَ يُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ وَالْأَذَانُ فِي أُذُنِهِ. يَعْنِي يُخَفِّفُ".

انس بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا تو عرض کیا: میں فجر کی دو رکعتیں (سنتیں) لمبی کر لوں؟ انہوں نے فرمایا: نبی ﷺ رات کی نماز دو دو رکعتیں پڑھتے تھے، اور ایک وتر پڑھتے تھے، اور پھر آپ دو رکعتیں پڑھتے تھے جبکہ اذان آپ کے کانوں میں ہوتی تھی یعنی: آپ ہلکی رکعتیں پڑھتے تھے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَجَابِرٍ وَالْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدہ عائشہ، جابر،

وَأَبِي أَيُّوبَ وَابْنِ عَبَّاسٍ.

فضل بن عباس، ابو ایوب اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَالتَّابِعِينَ رَأَوْا أَنْ يَفْصِلَ الرَّجُلُ بَيْنَ الرَّكْعَتَيْنِ وَالثَّالِثَةِ يُوتِرُ بِرَكْعَةٍ. وَبِهِ يَقُولُ مَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح ہے۔ نبی ﷺ کے اصحاب اور تابعین میں سے بعض اہل علم کا اسی پر عمل ہے، وہ سمجھتے ہیں کہ آدمی دو اور تیسری رکعت میں تفریق کرے، وہ ایک وتر پڑھے۔ امام مالک، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه ابن خزيمه: ١٠٧٣ و ١١١٢

تخريج الحديث: صحيح بخارى: ٩٩٥، ومسلم ص٥١٨(١٥٨)، سنن ابن ماجه: ١١٤٤ و ١١٧٤ و ١٣١٨، مسند احمد : ٥٦٠٩

فوائد الحديث: (۱) اس حدیث سے ثابت ہوا کہ وتر ایک رکعت بھی پڑھا جاسکتا ہے۔

(۲) اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ایک رکعت نماز درست اور صحیح ہے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ایک رکعت نماز ہی نہیں ہوتی۔ (عمدۃ القاری ۸/ ۴ علامہ عینی حنفی) ان کی یہ بات درست نہیں ہے۔

9- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَا يُقْرَأُ بِهِ فِي الْوِتْرِ

نماز وتر میں قراءت و تلاوت کا بیان

462: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْوِتْرِ بِ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الأَعْلَى﴾ وَ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ وَ﴿قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ﴾ فِي رَكْعَةٍ رَكْعَةٍ.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ وتروں میں ایک رکعت میں سورۂ الاعلیٰ، ایک میں سورۂ الکافرون اور ایک میں سورۂ الاخلاص پڑھتے تھے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَعَائِشَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزَى عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَيُرْوَى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا علی، عائشہ، عبدالرحمٰن بن ابزی عن ابی بن کعب رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔ اور عبدالرحمٰن بن ابزیٰ عن النبی ﷺ بھی بیان کیا گیا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَرَأَ فِي الْوِتْرِ فِي الرَّكْعَةِ الثَّالِثَةِ بِالْمُعَوِّذَتَيْنِ وَ﴿قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ﴾. وَالَّذِي اخْتَارَهُ أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَمَنْ بَعْدَهُمْ أَنْ يُقْرَأَ بِ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الأَعْلَى﴾ وَ﴿قُلْ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نبی ﷺ سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے وتروں میں تیسری رکعت میں معوذتین اور سورۂ الاخلاص پڑھی۔ نبی ﷺ کے اصحاب اور ان کے بعد والے اہل علم میں سے اکثر نے اس بات کو اختیار کیا ہے کہ وہ

يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ وَ ﴿قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ﴾. يُقْرَأُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ مِنْ ذَلِكَ بِسُورَةٍ.

(وتر پڑھنے والا) وتر کی ایک رکعت میں سورۂ الاعلیٰ، ایک میں سورۂ الکافرون اور ایک میں سورۂ الاخلاص پڑھے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ١٥٩٤، ابو يعلى: ٢٠٠٠، البيهقي: ٣/٣٨

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١١٧٢، سنن النسائي: ٣/٢٣٦، مسند احمد: ٢٧٢٠

463: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْحَرَّانِيُّ عَنْ خُصَيْفٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ جُرَيْجٍ قَالَ سَأَلْنَا عَائِشَةَ بِأَيِّ شَيْءٍ؟ كَانَ يُوتِرُ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَتْ: كَانَ يَقْرَأُ فِي الْأُولَى بِـ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ وَفِي الثَّانِيَةِ بِـ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ وَفِي الثَّالِثَةِ بِ ﴿قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ﴾ وَالْمُعَوِّذَتَيْنِ.

عبدالعزیز بن جریج نے بیان کیا، میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نماز وتر میں کیا پڑھتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ پہلی رکعت میں سورۂ الاعلیٰ، دوسری میں الکافرون اور تیسری رکعت میں سورۂ الاخلاص اور معوذتین پڑھتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى. وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

قَالَ: وَعَبْدُ الْعَزِيزِ هَذَا هُوَ وَالِدُ ابْنِ جُرَيْجٍ صَاحِبِ عَطَاءٍ وَابْنُ جُرَيْجٍ اسْمُهُ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ جُرَيْجٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سند میں راوی عبدالعزیز، ابن جریج کے والد اور عطاء کے ساتھی / شاگرد ہیں۔
ابن جریج کا نام عبدالملک بن عبدالعزیز ابن جریج ہے۔

وَقَدْ رَوَى يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيُّ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

یحییٰ بن سعید انصاری نے اس حدیث کو عمرہ عن عائشہ کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) بعض کہتے ہیں اس میں خصیف اور اس کا شیخ دونوں ضعیف ہیں۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٤٢٤، سنن ابن ماجه: ١١٧٣، مسند احمد: ٢٥٩٠٦

فوائد الحدیث: نماز وتر میں ان سورتوں (الاعلیٰ، الکافرون، الاخلاص) کی تخصیص وترتیب آپ ﷺ کے عمومی عمل کی وجہ سے بیان کی گئی ہے ورنہ کوئی اور سورتیں بھی قرأت کر لی جائیں تو جائز ہے۔

10- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقُنُوتِ فِي الْوِتْرِ

وتر میں دعائے قنوت

464: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ أَبِي الْحَوْرَاءِ السَّعْدِيِّ قَالَ: قَالَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رضی الله عنهما: عَلَّمَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ كَلِمَاتٍ أَقُولُهُنَّ فِي الْوِتْرِ "اللَّهُمَّ اهْدِنِي فِيمَنْ

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے یہ کلمات سکھائے کہ میں انہیں وتروں میں پڑھا کروں: اللَّهُمَّ اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنِي فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لِي فِيمَا أَعْطَيْتَ وَقِنِي شَرَّ مَا قَضَيْتَ

هَدَيْتَ وَعَافِنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنِي فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لِي فِيمَا أَعْطَيْتَ وَقِنِي شَرَّ مَا قَضَيْتَ فَإِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يُقْضَى عَلَيْكَ وَإِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَالَيْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ".

فَإِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يُقْضَى عَلَيْكَ وَإِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَالَيْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ" "اے اللہ! تو جنہیں ہدایت عطا فرماتا ہے مجھے بھی ان میں شامل فرما کر ہدایت عطا فرما، تو جنہیں عافیت بخشتا ہے مجھے بھی ان میں شامل کر کے عافیت عطا فرمانا، تو جن سے محبّت رکھتا ہے ان میں شامل کر کے مجھ سے بھی محبّت رکھ، تو نے جو کچھ مجھے عطا فرمایا ہے اس میں برکت عطا فرمانا، تو نے جو بھی فیصلہ فرمایا ہے اس کے شر سے مجھے محفوظ فرما، یقیناً تو ہی فیصلہ کرتا ہے اور تیرے خلاف کوئی فیصلہ نہیں ہوتا، جسے تو دوست رکھے وہ کہیں ذلیل نہیں ہو سکتا، اے ہمارے رب! تو برکتوں والا اور رفعتوں والا ہے۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ أَبِي الْحَوْرَاءِ السَّعْدِيِّ وَاسْمُهُ رَبِيعَةُ بْنُ شَيْبَانَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے، ہم اسے صرف اسی طریق ابو الحوراء سعدی جن کا نام ربیعہ بن شیبان ہے کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔

وَلَا نَعْرِفُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْقُنُوتِ فِي الْوِتْرِ شَيْئًا أَحْسَنَ مِنْ هَذَا.

ہم قنوت وتر کے بارے میں اس سے بہتر کوئی روایت نہیں جانتے۔

وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الْقُنُوتِ فِي الْوِتْرِ فَرَأَى عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ الْقُنُوتَ فِي الْوِتْرِ فِي السَّنَةِ كُلِّهَا وَاخْتَارَ الْقُنُوتَ قَبْلَ الرُّكُوعِ. وَهُوَ قَوْلُ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَإِسْحَاقُ وَأَهْلُ الْكُوفَةِ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ "أَنَّهُ كَانَ لَا يَقْنُتُ إِلَّا فِي النِّصْفِ الْآخِرِ مِنْ رَمَضَانَ وَكَانَ يَقْنُتُ بَعْدَ الرُّكُوعِ". وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِلَى هَذَا وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ.

اہل علم کا قنوت وتر کے بارے میں اختلاف ہے، عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وتر میں دعائے قنوت پورا سال پڑھنے کے قائل ہیں۔ اور انہوں نے رکوع سے پہلے قنوت پڑھنا اختیار کیا ہے۔ بعض اہل علم کا یہی موقف ہے۔ سفیان ثوری، ابن مبارک، اسحاق رحمہم اللہ اور کوفہ والوں کا یہی موقف ہے۔ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ رمضان کے آخری نصف میں قنوت کرتے تھے اور رکوع کے بعد قنوت کرتے تھے۔ بعض اہل علم کا یہی موقف ہے۔ اور شافعی، احمد رحمہما اللہ بھی یہی موقف رکھتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) الارواء: ٤٢٩، المشکوٰۃ: ١٢٧٣، التعلیق علی ابن خزیمہ: ١٠٩٥، صحیح ابی داؤد: ١٢٨١

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٤٢٥ و ١٤٢٦، سنن ابن ماجہ: ١١٧٨، والنسائی: ٢٤٨/٣، مسند احمد: ١٧١٨؛

صحيح ابن حبان: ٩٤٥، ابن ابي شيبية: ٢/٣٠٠، ابو يعلى: ٦٧٠٩، ابن خزيمه: ١٠٩٥

فوائد الحدیث: (۱)وتر نماز کی آخری رکعت میں دعائے قنوت پڑھی جاتی ہے۔ جو رکوع سے پہلے بھی پڑھی جاسکتی ہے اور رکوع کے بعد بھی۔

(۲)رکوع سے پہلے پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ آخری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد جب سورۃ اخلاص یا کوئی سورت پڑھی ہے تو اس کے متصل ہی دعائے قنوت شروع کر دی جائے، درمیان میں تکبیر وغیرہ کہہ کر فرق اور فاصلہ کرنا جائز اور درست نہیں اور نا ہی ہاتھ اٹھائے جائیں بلکہ ہاتھوں کو سینے پر اسی طرح باندھے رکھے جیسے قیام میں باندھے جاتے ہیں۔ احناف حضرات جو قرأت کے بعد تکبیر کہہ کر رفع یدین کر کے دوبارہ ہاتھ باندھ کر دعا پڑھتے ہیں یہ طریقہ کسی بھی صحیح حدیث سے ثابت نہیں اس لئے یہ بالکل غلط ہے۔ عجیب اتفاق ہے جو رفع الیدین عند الرکوع و بعد الرکوع صحیح احادیث سے ثابت ہے اس کا انکار کرتے ہیں لیکن جو رفع یدین سرے سے ثابت ہی نہیں اس پر عمل پیرا ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

شاید مقلدین حضرات کو اللہ تعالیٰ نے ان کے تقلیدی مذہب کی بنا پر قران و حدیث پر عمل کرنے کی سعادت سے ویسے ہی محروم کر دیا ہے۔ آپ غور کریں کہ ایسے مسائل میں جہاں احادیث واضح طور صریح دلالت کر رہی ہوں وہاں بھی دور از کار تاویلوں سے احادیث کا انکار ہی کریں گے۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ آج کے دور میں یہ لوگ بل طبع اللہ علی قلوبھم۔۔۔ الایۃ کی عملی تصویر ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت نصیب فرمائے۔ وما ذلك على الله بعزيز

(۳)وتروں میں دعائے قنوت رکوع کے بعد بھی قنوت نازلہ کی طرح پڑھی جاسکتی ہے اس وقت ہاتھ اٹھائے جائیں گے جیسے عمومی طور پر ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں کہ نا تو زیادہ پھیلائے جائیں اور نا ہی چہرے سے اونچے کیے جائیں جیسا کہ نماز استسقاء میں ہاتھ پھیلائے جاتے ہیں۔ بلکہ عام دعا کی طرح ہاتھ اٹھائے۔

(۴)دعائے قنوت سارا سال وتروں کی آخری رکعت میں پڑھنی چاہئے لیکن اگر کبھی بھول کر رہ جائے یا کبھی کبھار آدمی جان بوجھ کر بھی چھوڑ دے تو اس سے نہ تو سجدہ سہو لازم آتا ہے اور نہ ہی نماز وتر کی صحت میں کوئی فرق پڑتا ہے۔ لیکن چھوڑنے کو عادت نہیں بنانا چاہئے۔

11- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَنَامُ عَنِ الْوِتْرِ أَوْ يَنْسَاهُ

جو شخص نیند یا بھول کی وجہ سے وتر نہ پڑھ سکے

۴۶۵: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: "مَنْ نَامَ عَنِ الْوِتْرِ أَوْ نَسِيَهُ فَلْيُصَلِّ إِذَا ذَكَرَ وَإِذَا اسْتَيْقَظَ".

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص نیند یا بھول کی وجہ سے وتر نہ پڑھ سکے تو وہ یاد آنے اور بیدار ہونے پر (وتر) پڑھ لے۔"

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابو يعلى: ١١١٤، ابن عدي في الكامل: ٤/١٥٧٣، والبيهقي: ٢/٤٨٠

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٤٣١، سنن ابن ماجه: ١١٨٨، مسند احمد: ١١٢٦٤، مستدرک للحاکم: ١/٣٠٢

466: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "مَنْ نَامَ عَنْ وِتْرِهِ فَلْيُصَلِّ إِذَا أَصْبَحَ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا أَصَحُّ مِنَ الْحَدِيثِ الْأَوَّلِ.

زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جو شخص وتر چھوڑ کر سویا رہے (اور اسے جاگ نہ آئے) تو وہ صبح کو پڑھ لے۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث پہلی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: سَمِعْتُ أَبَا دَاوُدَ السِّجْزِيَّ يَعْنِي سُلَيْمَانَ بْنَ الْأَشْعَثِ يَقُولُ سَأَلْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ؟ فَقَالَ: أَخُوهُ عَبْدُ اللهِ لَا بَأْسَ بِهِ. قَالَ وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَذْكُرُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ ضَعَّفَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ وَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ ثِقَةٌ.

امام ترمذی نے بیان کیا: میں نے ابو داؤد سجزی یعنی سلیمان بن اشعث کو بیان کرتے ہوئے سنا۔ میں نے عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم کے بارے میں احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا تو انہوں نے کہا: اس کے بھائی عبداللہ کے بارے میں کوئی جرح نہیں۔ انہوں نے کہا: میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو علی بن عبداللہ کے حوالے سے بیان کرتے ہوئے سنا کہ انہوں نے عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم کو ضعیف قرار دیا ہے اور انہوں نے کہا: عبداللہ بن زید بن اسلم ثقہ ہیں۔

قَالَ: وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْكُوفَةِ إِلَى هَذَا الْحَدِيثِ فَقَالُوا: يُوتِرُ الرَّجُلُ إِذَا ذَكَرَ وَإِنْ كَانَ بَعْدَ مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ. وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ.

کوفہ کے بعض اہل علم نے اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے کہا ہے کہ جب آدمی کو یاد آجائے تب ہی وتر پڑھ لے گا خواہ سورج طلوع ہو جانے کے بعد یاد آئے۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا یہی موقف ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) الارواء: ٤٢٢

فوائد الحدیث: (۱) وتر کے واجب نہ ہونے پر کئی ایک دلائل موجود ہیں جیسا کہ حدیث نمبر ۴۵۴ میں گزرا ہے۔ نیز آپ ﷺ کا اسے سواری پر ادا کر لینا بھی اس بات کی دلیل ہے کہ یہ واجب نہیں کیونکہ آپ ﷺ فرض نماز سواری پر ادا نہیں فرماتے تھے۔

پھر آپ ﷺ کی رات کی نماز جب رہ گئی تھی تو آپ ﷺ نے صبح بارہ رکعت ادا فرمائی (دیکھئے فوائد حدیث نمبر ۴۴۵)

(۲) اس لیے جب یہ واجب نہیں تو اس کی قضاء بھی لازم نہیں البتہ جو شخص حدیث تحت الباب کے مطابق پڑھنا چاہے تو وہ پھر رسول اللہ ﷺ کا طریقہ اختیار کرے کہ اسے طاق، کی بجائے جفت بنا کر ادا کرے۔ جسے بہر حال "وتر" نہیں کہا جا سکتا اور حدیث میں الفاظ "فلیصل" کے عموم کا تقاضا بھی یہی ہے بصورت دیگر "فلیوتر" کے الفاظ مروی ہوتے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

12- بَابُ مَا جَاءَ فِي مُبَادَرَةِ الصُّبْحِ بِالْوِتْرِ

صبح ہونے سے پہلے پہلے وتر پڑھ لینا

467: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "صبح

أَبِي زَائِدَةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "بَادِرُوا الصُّبْحَ بِالْوِتْرِ".

ہونے سے پہلے پہلے وتر پڑھ لو۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) الارواء: ١٥٤،٢، صحيح ابى داؤد: ١٢٩٠ اخرجه ابو عوانه: ٣٣٢/٢، الحاكم: ٣٠١/١، البغوي: ٩٦٦

تخريج الحديث: صحيح مسلم: ٧٥٠، سنن ابو داود: ١٤٣٦، مسند احمد: ٤٩٥٢ صحيح ابن حبان: ٢٤٤٥

468: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: "أَوْتِرُوا قَبْلَ أَنْ تُصْبِحُوا".

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "صبح ہونے سے پہلے وتر پڑھ لیا کرو۔"

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه ابو يعلى: ٢٤٠٨، الدارمي: ١٠٩٦، الحاكم: ٣٠١/١

تخريج الحديث: صحيح مسلم: ٧٥٤، سنن ابن ماجه: ١١٨٩، والنسائي: ٢٣١/٣، مسنداحمد : ١١٠٩٧

469: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ فَقَدْ ذَهَبَ كُلُّ صَلَاةِ اللَّيْلِ وَالْوِتْرُ فَأَوْتِرُوا قَبْلَ طُلُوعِ الْفَجْرِ".

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جب فجر (صبح صادق) طلوع ہو جائے تو رات کی ساری نماز اور وتر کا وقت ختم ہو جاتا ہے، پس طلوع فجر سے پہلے پہلے وتر پڑھ لو۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَسُلَيْمَانُ بْنُ مُوسَى قَدْ تَفَرَّدَ بِهِ عَلَى هَذَا اللَّفْظِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ الفاظ بیان کرنے میں سُلیمان بن موسیٰ منفرد ہیں۔

وَرُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: "لَا وِتْرَ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ". وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ.

نبی ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "نماز فجر کے بعد کوئی وتر نہیں۔" کئی ایک اہل علم کا یہی موقف ہے۔

وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ "لَا يَرَوْنَ الْوِتْرَ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ".

امام شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ بھی یہی موقف رکھتے ہیں کہ نماز فجر کے بعد کوئی وتر نہیں۔

حكم الحديث: (صحيح) الارواء: ١٥٤،٢، صحيح ابى داؤد: ١٢٩٠

تخريج الحديث: مسند احمد : ٦٣٧٢، صحيح ابن خزيمه: ١٠٩١، ابو عوانه: ٢٢٦٩، مستدرک للحاكم : ٣٠٢/١

فوائد الحديث: (١) ان تمام احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ وتر کا وقت طلوع فجر سے پہلے پہلے ہے لہٰذا اسے اس کے وقت میں ادا کرنا چاہیے۔ جان بوجھ کر چھوڑ دینے والا بعد میں ادا نہیں کر سکتا۔

(٢) البتہ "نسیان" اور "نوم" کی وجہ سے اگر رہ جائیں تو قضا دینے کی کیا صورت ہوگی۔ اس کے لئے حدیث نمبر ٤٦٦، ٤٦٥ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

13- بَابُ مَا جَاءَ لَا وِتْرَانِ فِي لَيْلَةٍ

ایک رات میں دو بار وتر نہیں

470: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا مُلَازِمُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ بَدْرٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: "لَا وِتْرَانِ فِي لَيْلَةٍ".

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الَّذِي يُوتِرُ مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ ثُمَّ يَقُومُ مِنْ آخِرِهِ فَرَأَى بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَمَنْ بَعْدَهُمْ نَقْضَ الْوِتْرِ وَقَالُوا: يُضِيفُ إِلَيْهَا رَكْعَةً وَيُصَلِّي مَا بَدَا لَهُ ثُمَّ يُوتِرُ فِي آخِرِ صَلَاتِهِ لِأَنَّهُ لَا وِتْرَانِ فِي لَيْلَةٍ. وَهُوَ الَّذِي ذَهَبَ إِلَيْهِ إِسْحَاقُ.

وَقَالَ: بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ، "إِذَا أَوْتَرَ مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ ثُمَّ نَامَ ثُمَّ قَامَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ، فَإِنَّهُ يُصَلِّي مَا بَدَا لَهُ وَلَا يَنْقُضُ وِتْرَهُ وَيَدَعُ وِتْرَهُ عَلَى مَا كَانَ". وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ وَأَهْلِ الْكُوفَةِ وَأَحْمَدَ. وَهَذَا أَصَحُّ لِأَنَّهُ قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَدْ صَلَّى بَعْدَ الْوِتْرِ.

سیّدنا طلق بن علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "ایک رات میں دو بار وتر نہیں۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ روایت حسن غریب ہے۔

اہل علم کا اس شخص کے بارے میں اختلاف ہے کہ جو رات کے اول حصے میں وتر پڑھ لیتا ہے اور پھر اس کے آخری حصے میں اٹھ جاتا ہے، تو نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اور ان کے بعد کے بعض اہل علم کی رائے ہے کہ وہ وتر توڑ دے گا، وہ ایک رکعت اور پڑھ لے اور پھر اس کے بعد جتنی چاہے نماز پڑھے، اور پھر نماز کے آخر پر وتر پڑھ لے، کیونکہ ایک رات میں دو بار وتر نہیں۔ امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کا یہی موقف ہے۔

نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اور ان کے علاوہ دیگر بعض اہل علم نے کہا ہے، کہ جب وہ رات کے پہلے حصے میں وتر پڑھ کر سو جائے اور پھر رات کے آخری حصے میں اٹھ جائے تو وہ جتنی چاہے نماز پڑھتا رہے، اپنے وتر کو نہ توڑے اور اسے اس کی حالت پر چھوڑ دے۔ یہ امام سفیان ثوری، مالک بن انس، احمد، ابن مبارک، شافعی رحمہم اللہ اور کوفہ والوں کا موقف ہے اور یہ زیادہ صحیح ہے۔ کیونکہ نبی ﷺ سے کئی طرق سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے وتر کے بعد نماز پڑھی ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) صحيح ابى داؤد: ١٢٩٣، اخرجه ابن ابي شيبة ٢/٢٨٦، ابن خزيمه: ١٩٠١، البيهقي: ٣/٣٦

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٤٣٩، سنن النسائی: ٣/٢٢٩-٢٣٠، مسند احمد : ١٦٢٨٩، صحيح ابن حبان: ٢٤٤٩

فوائد الحدیث: (۱) ایک رات میں دو مرتبہ وتر نہیں پڑھے جاسکتے۔

(۲) بعض حضرات جو پہلے وتر کو ایک رکعت کے ساتھ جفت بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ تو مزید دو کی بجائے ایک رات میں تین مرتبہ وتر ہو جاتے ہیں۔

(۳) اس لیے صحیح بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ اگر کوئی شخص رات کو وتر پڑھ چکا ہے۔ اور دوبارہ تہجد کے وقت بیدار ہو گیا ہے تو جتنی اللہ

تعالیٰ توفیق دے وہ نوافل ادا کرلے۔ اسے دوبارہ وتر پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ نماز وتر کے بعد نفل نماز ہو جاتی ہے جیسا کہ آئندہ حدیث میں ذکر ہو رہا ہے۔

471: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مُوسَى الْمَرْئِيِّ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أُمِّهِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "كَانَ يُصَلِّي بَعْدَ الْوِتْرِ رَكْعَتَيْنِ". قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رُوِيَ نَحْوُ هَذَا عَنْ أَبِي أُمَامَةَ وَعَائِشَةَ وَغَيْرِ وَاحِدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ وتر کے بعد دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اسی طرح ابو امامہ، عائشہ رضی اللہ عنہا اور نبی ﷺ کے کئی ایک صحابہ کے حوالے سے نبی ﷺ سے روایت کیا گیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه البخاري في التاريخ الصغير: ٢/١١٤، والطبراني في الاوسط: ٧٠٩٠

تخریج الحدیث: مسند احمد : ٢٦٥٥٣، سنن ابن ماجه: ١١٩٥، العقيلي: ٤/١٨٦، الكامل لابن عدي: ٦/٢٤١٠

فوائد الحدیث: (۱) اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ وتر کے بعد بھی نماز ہو جاتی ہے۔

(۲) یہ جو بعض لوگوں کا خیال ہے کہ وتروں کے بعد نفل نہیں پڑھے جاسکتے ان کا موقف درست نہیں رسول اللہ ﷺ کا فرمان کہ وتروں کو اپنی آخر نماز بناؤ کا مقصود یہی ہے کہ آدمی کو کوشش کرنی چاہیے کہ وہ قیام اللیل کا اہتمام کرے اور وتر آخر میں پڑھے۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وتروں کے بعد نماز ہی نہیں ہوتی ورنہ رسول اللہ ﷺ ادا نہ فرماتے۔

(۳) اگر آدمی رات کو وتر پڑھ چکا ہے تو اسے پچھلی رات اسے شفع (جوڑا) بنانے کی ضرورت نہیں بلکہ وہ نوافل ادا کر سکتا ہے لیکن دوبارہ آخر میں وتر نہ پڑھے۔ کما تقدم

14- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوِتْرِ عَلَى الرَّاحِلَةِ

سواری پر وتر پڑھنا

472: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: كُنْتُ أَمْشِي مَعَ ابْنِ عُمَرَ فِي سَفَرٍ فَتَخَلَّفْتُ عَنْهُ فَقَالَ: أَيْنَ كُنْتَ؟ فَقُلْتُ: "أَوْتَرْتُ". فَقَالَ: أَلَيْسَ لَكَ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ "يُوتِرُ عَلَى رَاحِلَتِهِ".

سعید بن یسار رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ سفر میں چل رہا تھا، لیکن راستے میں رک جانے کی وجہ سے میں ان سے پیچھے رہ گیا، انہوں نے فرمایا: تم کہاں تھے؟ میں نے کہا: میں نے (سواری سے اتر کر) وتر پڑھے تھے: تو انہوں نے فرمایا: کیا تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ (کی زندگی) میں اچھا نمونہ نہیں؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی سواری پر وتر پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح

وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ إِلَى هَذَا وَرَأَوْا أَنْ يُوتِرَ الرَّجُلُ عَلَى رَاحِلَتِهِ. وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ.

وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: "لَا يُوتِرُ الرَّجُلُ عَلَى الرَّاحِلَةِ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يُوتِرَ نَزَلَ فَأَوْتَرَ عَلَى الأَرْضِ". وَهُوَ قَوْلُ بَعْضِ أَهْلِ الْكُوفَةِ.

آخِرُ أَبْوَابِ الْوِتْرِ

ہے۔ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اور ان کے علاوہ دیگر اہل علم کا یہی موقف ہے، کہ آدمی اپنی سواری پر وتر پڑھ سکتا ہے۔ امام شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے۔

بعض اہل علم نے کہا ہے: آدمی سواری پر وتر نہیں پڑھے گا، پس جب وہ وتر پڑھنا چاہے تو سواری سے اتر کر زمین پر وتر پڑھے۔ اور یہ بعض کوفیوں کا موقف ہے۔

یہ روایت کتاب الوتر کی آخری روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه عبد بن حميد: ٨٣٩، الدارمي: ١٥٩٨، ابو يعلى: ٥٦٦٧

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٩٩٩، صحيح مسلم: ٧٠٠، سنن ابو داود: ١٢٢٤، سنن ابن ماجه: ١٢٠٠، النسائی: ٢٤٣/١ و ٦١/٢ و ٢٣٢/٣، مسند احمد : ٤٥١٩، صحيح ابن حبان: ٢٤١٣

فوائد الحدیث: (۱) وتر نفل نماز ہے اور اسے سواری پر پڑھنا جائز ہے۔ جبکہ فرض نماز سواری پر نہیں ہوتی۔ وہ آپ ﷺ نے ہمیشہ سواری سے اتر کر پڑھی ہے۔

(۲) حضرات احناف سواری پر وتر پڑھنے کو جائز نہیں سمجھتے بلکہ ان کا خیال ہے کہ یہ واجب ہے لہٰذا نیچے اتر کر پڑھے جائیں۔ لیکن طرفہ تماشہ یہ ہے فرض نماز سواری پر پڑھنے کی اجازت دے دیتے ہیں اور پھر اس کی آڑ میں جمع "جمع بين الصلوتين" والی احایث کا انکار کر دیتے ہیں۔ آج کل آپ کو گاڑیوں، بسوں اور ریل میں یہ عمل نظر آئے گا۔ فیاللعجب

15- بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الضُّحَى

نماز چاشت کی فضیلت

473: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ فُلَانِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ عَمِّهِ ثُمَامَةَ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ "مَنْ صَلَّى الضُّحَى ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً بَنَى اللهُ لَهُ قَصْرًا مِنْ ذَهَبٍ فِي الْجَنَّةِ".

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو بارہ رکعت نماز چاشت پڑھے گا اللہ اس کے لیے جنّت میں سونے کا محل بنا دے گا۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أُمِّ هَانِئٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَنُعَيْمِ بْنِ هَمَّارٍ وَأَبِي ذَرٍّ وَعَائِشَةَ وَأَبِي أُمَامَةَ وَعُتْبَةَ بْنِ عَبْدٍ السُّلَمِيِّ وَابْنِ أَبِي أَوْفَى وَأَبِي سَعِيدٍ وَزَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ وَابْنِ عَبَّاسٍ.

اس باب میں ام ہانی، ابوہریرہ، نعیم بن ہمار، ابو ذر، عائشہ، ابوامامہ، عتبہ بن عبد سلمی، ابن ابی اوفی، ابو سعید، زید بن ارقم اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: انس رضی اللہ عنہ کی روایت غریب ہے۔ اور ہم اسے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) ضعيف ابن ماجه: ٢٩١، موسیٰ بن فلان مجہول ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١٣٨٠، والطبراني في الاوسط: ٣٩٦٧، وفي الصغير: ٥٠٦، شرح السنه: ٥٦٠

474: حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ مَا أَخْبَرَنِي أَحَدٌ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ "يُصَلِّي الضُّحَى إِلَّا أُمُّ هَانِئٍ فَإِنَّهَا حَدَّثَتْ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ بَيْتَهَا يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ فَاغْتَسَلَ فَسَبَّحَ ثَمَانَ رَكَعَاتٍ مَا رَأَيْتُهُ صَلَّى صَلَاةً قَطُّ أَخَفَّ مِنْهَا غَيْرَ أَنَّهُ كَانَ يُتِمُّ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ".

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، ام ہانی رضی اللہ عنہا کے علاوہ کسی شخص نے مجھے نہیں بتایا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو نماز چاشت پڑھتے ہوئے دیکھا ہے، انہوں نے بیان کیا کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ ان کے گھر تشریف لائے، غسل کیا، اور آپ ﷺ نے آٹھ رکعتیں نفل پڑھے، میں نے آپ ﷺ کو اس سے زیادہ ہلکی نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا، البتہ آپ ﷺ رکوع و سجود مکمل کرتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَكَأَنَّ أَحْمَدَ رَأَى أَصَحَّ شَيْءٍ فِي هَذَا الْبَابِ حَدِيثَ أُمِّ هَانِئٍ. وَاخْتَلَفُوا فِي نُعَيْمٍ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: نُعَيْمُ بْنُ خَمَّارٍ وَقَالَ بَعْضُهُمْ: ابْنُ هَمَّارٍ وَيُقَالُ ابْنُ هَبَّارٍ وَيُقَالُ ابْنُ هَمَّامٍ وَالصَّحِيحُ ابْنُ هَمَّارٍ.

گویا کہ احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں سب سے زیادہ صحیح چیز ام ہانی رضی اللہ عنہا کی روایت کو پایا ہے۔ نعیم کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض نے کہا: نعیم بن خمار کسی نے کہا ابن ہمار، ابن ہبار بھی کہا جاتا ہے۔ ابن ہمام بھی مشہور ہے جبکہ صحیح ابن ہمار ہے۔

وَأَبُو نُعَيْمٍ وَهِمَ فِيهِ فَقَالَ ابْنُ حِمَازٍ: وَأَخْطَأَ فِيهِ ثُمَّ تَرَكَ فَقَالَ نُعَيْمٌ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

اور ابو نعیم کو اس میں وہم ہوا ہے انہوں نے ابن حماز کہا ہے اس نے غلطی کی پھر چھوڑ دیا۔ تو نعیم نے عن النبی ﷺ بیان کیا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَأَخْبَرَنِي بِذَلِكَ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ أَبِي نُعَيْمٍ.

امام ترمذی فرماتے ہیں مجھے یہ روایت عبد بن حمید نے عن ابی نعیم بیان کی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٤٠٩/٢، الدارمي: ١٤٦٠، ابن خزيمه: ١٢٣٣

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ١١٠٣ و ١١٧٦ و ٤٢٩٢، ومسلم، ص: ٤٩٧(٨٠)سنن ابو داود: ١٢٩٠ و ١٢٩١، سنن ابن ماجه: ١٣٢٣ ، مسنداحمد : ٢٦٩٠٠، صحيح ابن حبان: ١١٨٨

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ نے دن، رات کے چوبیس گھنٹوں میں صرف پانچ نمازیں فرض کی ہیں ان کے علاوہ عمومی نوافل کی فضیلت بیان کر کے ادا کرنے کی ترغیب دی گئی ہے پابند نہیں کیا گیا۔ پھر نوافل میں بھی نماز تہجد، نماز اشراق، نماز چاشت کا خصوصی طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ یہ نماز سورج کے اچھا خاصا بلند ہونے کے بعد پڑھی جاتی ہے۔

جسے وقت میسر آئے اسے ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں ہیں کم کی بھی گنجائش موجود ہے، آدمی اپنے حالات کے پیش نظر اس کا التزام کر سکتا ہے۔

475: حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ السِّمْنَانِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو مُسْهِرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ بَحِيرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ وَأَبِي ذَرٍّ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَنِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ أَنَّهُ قَالَ ابْنَ آدَمَ ارْكَعْ لِي مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ أَكْفِكَ آخِرَهُ.

جبیر بن نفیر رحمۃ اللہ علیہ نے ابو درداء رضی اللہ عنہ یا ابوذر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی ﷺ سے اور آپ ﷺ نے اللہ تبارک و تعالیٰ سے روایت کیا کہ اس نے فرمایا: ”ابن آدم! دن کے شروع میں میرے لیے چار رکعتیں پڑھ تو میں تمہیں اس کے آخری حصے میں کفایت کروں گا۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) التعليق الرغيب: ١/٢٣٦

تخریج الحدیث: شرح السنة: ١٠٠٩، مسند احمد: ٢٧٤٨٠ و ٢٧٥٥٠

476: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ نَهَّاسِ بْنِ قَهْمٍ عَنْ شَدَّادٍ أَبِي عَمَّارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ”مَنْ حَافَظَ عَلَى شُفْعَةِ الضُّحَى غُفِرَ لَهُ ذُنُوبُهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ“.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص چاشت کی دو رکعتوں کی پابندی کرے گا تو اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے خواہ وہ سمندر کی جھاگ جتنے ہوں۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رَوَى وَكِيعٌ وَالنَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الأَئِمَّةِ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ نَهَّاسِ بْنِ قَهْمٍ وَلَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِهِ.

امام ترمذی نے کہا: وکیع، نضر بن شمیل اور کئی ایک ائمہ نے اس حدیث کو نہاس بن قہم سے روایت کیا ہے، اور ہم اسے صرف اس کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) المشكوٰة: ١٣١٨۔ اس میں نہاس بن قہم ضعیف ہے۔ ضعيف ابن ماجه: ٢٩٢

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١٣٨٢ وابن عدی: ٧/٢٥٢٣، مسنداحمد: ٩٧١٦

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ کے سارے وعدے ہی سچے ہیں اس لیے اگر کوئی شخص عقیدہ توحید پر کامل یقین کرتے ہوئے سُنت کے مطابق چار رکعت ادا کرے گا تو اللہ تعالیٰ سارا دن اس کے معاملات میں آسانی پیدا فرما دے گا۔ ان شاء اللہ۔

(۲) یہ دلیل ہے کہ اس نماز کی کم از کم رکعات کی تعداد مقرر نہیں۔

477: حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ مَرْزُوقٍ عَنْ عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: كَانَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ ”يُصَلِّي الضُّحَى حَتَّى نَقُولَ لَا يَدَعُ وَيَدَعُهَا حَتَّى نَقُولَ لَا يُصَلِّي“.

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، نبی ﷺ نماز چاشت اس طرح پابندی سے پڑھتے تھے حتیٰ کہ ہم کہتے: آپ ﷺ (اسے) نہیں چھوڑیں گے، اور آپ ﷺ اسے چھوڑ دیتے تھے حتیٰ کہ ہم کہتے: آپ اسے نہیں پڑھیں گے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) الارواء: ٤٦٠، ارواء الغليل: ٤٦٠۔اس میں عطیہ عوفی ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١١١٥٥

فوائد الحدیث: نفل نماز ہے اپنے حالات کے موافق پڑھ بھی سکتا ہے اور چھوڑ بھی سکتا ہے۔

16- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عِنْدَ الزَّوَالِ

زوال کے وقت نماز پڑھنا

478: حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمِ بْنِ أَبِي الْوَضَّاحِ هُوَ أَبُو سَعِيدٍ الْمُؤَدِّبُ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ الْجَزَرِيِّ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ السَّائِبِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ "كَانَ يُصَلِّي أَرْبَعًا بَعْدَ أَنْ تَزُولَ الشَّمْسُ قَبْلَ الظُّهْرِ". وَقَالَ: إِنَّهَا سَاعَةٌ تُفْتَحُ فِيهَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَأُحِبُّ أَنْ يَصْعَدَ لِي فِيهَا عَمَلٌ صَالِحٌ.

سیّدنا عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ زوال آفتاب کے بعد ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ ایک ایسی گھڑی ہے کہ اس میں آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں، میں پسند کرتا ہوں کہ اس میں میرا نیک عمل اوپر جائے۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَأَبِي أَيُّوبَ.

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا علی اور ابوایوب رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَبْدِ اللهِ بْنِ السَّائِبِ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ "كَانَ يُصَلِّي أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ بَعْدَ الزَّوَالِ لَا يُسَلِّمُ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ".

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ کی روایت حسن غریب ہے۔ نبی ﷺ سے مروی ہے کہ آپ زوال کے بعد چار رکعتیں پڑھتے تھے اور ان کی آخری رکعت میں سلام پھیرتے تھے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه المصنف في الشمائل: ٢٩٥، البغوي: ٨٩٠

تخریج الحدیث: سنن النسائي في الكبرى: ٣٣١، مسند احمد: ١٥٣٩٦

فوائد الحدیث: یہ ظہر کی چار رکعتیں ان بارہ رکعات میں بھی شامل ہیں جن کی فضیلت اور تاکید رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائی۔ (تفصیل گزر چکی ہے)

17- بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْحَاجَةِ

نماز حاجت

479: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عِيسَى بْنِ يَزِيدَ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بَكْرٍ السَّهْمِيُّ. وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُنِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَكْرٍ عَنْ فَائِدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ اللهِ

سیّدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس شخص کو اللہ سے یا کسی انسان سے کوئی حاجت درپیش ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اچھی طرح وضو کرے اور پھر دو رکعتیں

بْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ "مَنْ كَانَتْ لَهُ إِلَى اللهِ حَاجَةٌ أَوْ إِلَى أَحَدٍ مِنْ بَنِي آدَمَ فَلْيَتَوَضَّأْ وَلْيُحْسِنِ الْوُضُوءَ ثُمَّ لْيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ لْيُثْنِ عَلَى اللهِ وَلْيُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ لْيَقُلْ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ سُبْحَانَ اللهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، أَسْأَلُكَ مُوجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ إِثْمٍ لَا تَدَعْ لِي ذَنْبًا إِلَّا غَفَرْتَهُ وَلَا هَمًّا إِلَّا فَرَّجْتَهُ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا إِلَّا قَضَيْتَهَا يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ."

پڑھے، پھر اللہ کی ثنا بیان کرے اور نبی ﷺ پر درود بھیجے، پھر یہ دعا پڑھے: "لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ سُبْحَانَ اللهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، أَسْأَلُكَ مُوجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ إِثْمٍ لَا تَدَعْ لِي ذَنْبًا إِلَّا غَفَرْتَهُ وَلَا هَمًّا إِلَّا فَرَّجْتَهُ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا إِلَّا قَضَيْتَهَا يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ." "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو حلم والا کرم والا ہے، پاک ہے اللہ جو عرش عظیم کا مالک ہے، ہر قسم کی تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو پروردگار عالم ہے۔ میں تجھ سے وہ چیزیں مانگتا ہوں جو تیری رحمت کا سبب ہیں اور تیری بخشش کا باعث بننے والے (اعمال) اور ہر نیکی میں حصہ اور ہر گناہ سے سلامتی کا سوال کرتا ہوں، میرا کوئی گناہ معاف کیے بغیر، کوئی غم ختم کیے بغیر، کوئی حاجت جو تیری رضا کے مطابق ہو پوری کیے بغیر نہ چھوڑنا۔ اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَفِي إِسْنَادِهِ مَقَالٌ. فَائِدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ وَفَائِدٌ هُوَ أَبُو الْوَرْقَاءِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اس کی اسناد پر جرح ہے۔ فائد بن عبدالرحمٰن حدیث میں ضعیف قرار دیا گیا ہے۔ فائد، یہ ابو ورقاء ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف جدا) سخت ضعیف ہے۔ ضعيف ابن ماجه: ٢٩٣، فائد بن عبدالرحمن ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١٣٨٤، مستدرک للحاکم: ١/ ٣٢٠

فوائد الحدیث: یہ حدیث سنداً ضعیف ہے اس لیے ان الفاظ کو مسنون قرار نہیں دیا سکتا۔ لیکن مصائب و مشکلات کے وقت صبر کرنے اور نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنے کا حکم تو قرآن مجید میں بھی ہے: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ (البقرہ:١٥٣)

خود رسول اللہ ﷺ کا طریقہ بھی یہی تھا کہ جب کبھی پریشانی آتی تو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے۔ بدر والی رات آپ کی مناجات بڑی معروف ہیں۔ اس لئے جب بھی آدمی کو کوئی پریشانی آئے تو اسے نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی دعا، التجا اور گزارشات پیش کرنی چاہیں کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی مشکل کشا، حاجت روا، داتا، غوث اعظم اور دستگیر ہے۔

اس ذات باری تعالیٰ کے علاوہ کوئی بھی چھوٹا بڑا۔ زندہ یا فوت شدہ نا تو کسی کی دعائیں سننے کی طاقت رکھتا ہے اور نا ہی اسے کسی کی مشکلات و مصائب ٹالنے یا حل کرنے کا اختیار۔

ان کلمات کے ساتھ یا ان کے علاوہ دیگر الفاظ کے ساتھ کسی بھی زبان میں دعا کی جا سکتی ہے۔

18- بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الِاسْتِخَارَةِ

نماز استخارہ

480: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الْمَوَالِي عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ "يُعَلِّمُنَا الِاسْتِخَارَةَ فِي الْأُمُورِ كُلِّهَا كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ، يَقُولُ: إِذَا هَمَّ أَحَدُكُمْ بِالْأَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيضَةِ، ثُمَّ لِيَقُلْ "اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ، فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ، اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِي فِي دِينِي وَمَعِيشَتِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي، أَوْ قَالَ فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ فَيَسِّرْهُ لِي ثُمَّ بَارِكْ لِي فِيهِ وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِي فِي دِينِي وَمَعِيشَتِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي أَوْ قَالَ فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ فَاصْرِفْهُ عَنِّي وَاصْرِفْنِي عَنْهُ وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ أَرْضِنِي بِهِ" قَالَ وَيُسَمِّي حَاجَتَهُ".

سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ ہمیں تمام امور میں استخارہ اسی طرح (اہتمام سے) سکھاتے تھے جس طرح قرآن کریم کی سورت کی تعلیم دیتے تھے، آپ فرماتے تھے: "جب تم میں سے کوئی کسی کام کا ارادہ کرے تو اسے چاہیے کہ وہ فرض کے علاوہ دو رکعتیں پڑھے، پھر کہے: "اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ، فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ، اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِي فِي دِينِي وَمَعِيشَتِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي أَوْ قَالَ فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ فَاصْرِفْهُ عَنِّي وَاصْرِفْنِي عَنْهُ وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ أَرْضِنِي بِهِ" "اے اللہ! میں تیرے علم کے واسطے سے تجھ سے بھلائی طلب کرتا ہوں، تیری قدرت کے واسطے سے (حصول خیر کی) طاقت مانگتا ہوں، اور تجھ سے تیرے عظیم فضل کا سوال کرتا ہوں، بے شک تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے، اور میں (کسی چیز میں) قدرت نہیں رکھتا۔ تو جانتا ہے جبکہ میں (کچھ بھی) نہیں جانتا، تو تمام پوشیدہ امور سے باخبر ہے، اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام (اس کام کا نام لے) میرے لیے میرے دین میری معاش اور انجام کار میں بہتر ہے، یا فرمایا: میرے فوری معاملات میں اور بعد کے معاملات میں بہتر ہے، تو اسے میرے لیے آسان کر دے، پھر اس میں برکت عطا فرما، اگر تیرے علم میں ہے کہ یہ کام میرے لیے برا ہے، میرے دین، میری معاش اور انجام کار میں

یا فرمایا: میرے فوری معاملات میں اور بعد کے معاملات میں برا ہے تو اس کام کو مجھ سے دور ہٹا دے اور مجھے اس سے (بہتر کام کی طرف) پھیر دے، اور میرے لیے خیر مقدر کر دے جہاں کہیں بھی ہو، پھر مجھے اس پر راضی (اور مطمئن) کر دے"۔
فرمایا: اپنے کام کا نام لے گا۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَأَبِي أَيُّوبَ.
اس باب میں ابن مسعود اور ابو ایوب رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ جَابِرٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جابر رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح غریب ہے۔

لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي الْمَوَالِي. وَهُوَ شَيْخٌ مَدِينِيٌّ ثِقَةٌ رَوَى عَنْهُ سُفْيَانُ حَدِيثًا وَقَدْ رَوَى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الأَئِمَّةِ وَهُوَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَبِي الْمَوَالِي.
اور ہم اسے صرف عبدالرحمٰن بن ابی موالی کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں اور وہ الشیخ مدینی ہیں۔ ثقہ ہیں۔ اور سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے ایک حدیث روایت کی ہے۔ عبدالرحمٰن سے کئی ایک ائمہ نے حدیث روایت کی ہے اور وہ عبدالرحمن بن زید بن ابی موالی ہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه عبد بن حميد: ١٠٨٩، ابو يعلى: ٢٠٨٦، والبيهقي: ٥٢/٣

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١١٦٢ و ٦٣٨٢، و ٧٣٩٠، سنن ابو داود: ١٥٣٨ سنن ابن ماجه: ١٣٨٣، النسائی: ٨٠/٦، مسند احمد: ١٤٧٠٧، صحيح ابن حبان: ٨٨٧.

فوائد الحدیث: (۱) یہ بات ہر انسان کی فطرت میں شامل ہے کہ وہ جب بھی کوئی کام کرتا ہے تو کسی نہ کسی سے مشورہ کرتا ہے تاکہ اس کی ادائیگی میں آسانی اور انجام میں بہتری رہے۔ جو لوگ مذہب سے لگاؤ رکھتے ہیں وہ آج بھی فال نکلواتے ہیں بلکہ یہ کام تو زمانہ جاھلیت میں بھی موجود تھا جسے شریعت اسلامیہ نے شرک اور گناہ سے تعبیر فرمایا۔

دنیا میں انسان کسی سے بھی مشورہ کرے تو دوسرا آدمی کس قدر ہی مخلص کیوں نہ ہو لیکن اس کام کے انجام سے بے خبر ہے اس لیے کہ اس کا علم صرف ظاہر تک محدود ہے۔ جبکہ اللہ وحدہ لا شریك، عالم الغیب والشهادة، علیم بذات الصدور اور علی کل شئی قدیر ہے۔ آپ کا علم اتم اور اکمل ہے۔ اسی لیے ایک مومن مسلمان کو اللہ تعالیٰ سے مشورہ کرنے کی تعلیم و ترغیب دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نا تو کسی کو غلط مشورہ دینا ہے اور نا ہی اللہ تعالیٰ کا مشورہ خیر سے خالی ہوگا۔ اسی کا نام "استخارہ" ہے۔

(۲) "استخارہ" کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ آدمی دو رکعت نماز پڑھے۔ اگر اسے دعائے استخارہ یاد ہو تو سجدہ میں تسبیحات کے بعد پڑھ لے۔ یا پھر تشہد میں دوسری دعاؤں کے بعد سلام پھیرنے سے پہلے زبانی یا کتاب سے دیکھ کر بھی پڑھ سکتا ہے۔ نیز سلام پھیرنے کے بعد بھی پڑھی جا سکتی ہے۔ اگر کسی کو زبانی یاد نہیں اور وہ اوپر دیکھ کر بھی نہیں پڑھ سکتا تو وہ نماز کے بعد اپنی زبان میں اللہ تعالیٰ کی تعریف کرے، رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھے اور پھر اپنے الفاظ سے اپنے اس کام کے متعلق رب العزت سے مشورہ کرے اس کا "استخارہ" مکمل ہے۔

(۳) یہ عمل بار بار کرتے رہنا چاہئے یہاں تک کہ آدمی کو کام کرنے یا نہ کرنے پر اطمینان حاصل ہو جائے۔

(۴) یہ جو عام معروف ہے کہ آدمی رات کو استخارہ کر کے سو جائے کسی سے بات نہ کرے تو اس کو خواب میں دکھا دیا جاتا ہے۔ یہ محض مشہور ہی ہے۔ اس کی کوئی اصل نہیں۔ باقی اللہ تعالیٰ کسی کی خواب میں راہنمائی کر دے تو وہ ذات اس بات پر قادر ہے لیکن ایسا ہونا ضروری نہیں لہٰذا اگر کام میں آسانی اور دلی اطمینان ہو تو آدمی سمجھ لے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ کام کرنے کی توفیق ہے اور اگر ایسا نہیں تو پھر اسے اس کام سے باز آجانا چاہیے۔

(۵) آج کل بعض لوگوں نے اس کو کاروبار بنایا ہوا ہے اور وہ کام کی نوعیت کے لحاظ سے بھاری معاوضہ وصول کرتے ہیں اور پھر کوئی نہ کوئی غلط سلط رپورٹ دے دیتے ہیں۔ یاد رکھئے ایسے زیادہ تر معاملات فراڈ اور دھوکہ دہی پر مبنی ہوتے ہیں۔

(۶) ویسے کسی نیک، صالح آدمی سے اپنے حق میں دعا کروائی جا سکتی ہے لیکن یہ استخارہ تو آدمی کو خود کرنا چاہئے۔

19- بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ التَّسْبِيحِ

نماز تسبیح

481: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُوسَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ غَدَتْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: "عَلِّمْنِي كَلِمَاتٍ أَقُولُهُنَّ فِي صَلَاتِي. فَقَالَ: كَبِّرِي اللهَ عَشْرًا وَسَبِّحِي اللهَ عَشْرًا وَاحْمَدِيهِ عَشْرًا، ثُمَّ سَلِي مَا شِئْتِ يَقُولُ: نَعَمْ نَعَمْ".

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیّدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا صبح کے وقت نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو عرض کیا، مجھے کچھ کلمات سکھائیں جنہیں میں نماز میں پڑھا کروں، آپ ﷺ نے فرمایا: "دس بار اللہ اکبر، دس بار سبحان اللہ، اور دس بار الحمد للہ کہا کرو اور پھر جو چاہو اللہ سے مانگو، وہ (اللہ تعالیٰ) ہاں، ہاں فرمائے گا (یعنی تمہاری دعا قبول فرمائے گا)۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَالْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي رَافِعٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمرو، فضل بن عباس اور ابو رافع رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: انس رضی اللہ عنہ کی روایت حسن غریب ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ غَيْرُ حَدِيثٍ فِي صَلَاةِ التَّسْبِيحِ وَلَا يَصِحُّ مِنْهُ كَبِيرُ شَيْءٍ. وَقَدْ رَأَى ابْنُ الْمُبَارَكِ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ صَلَاةَ التَّسْبِيحِ وَذَكَرُوا الْفَضْلَ فِيهِ.

اور نبی کریم ﷺ سے صلوٰۃ التسبیح میں کئی حدیثیں مروی ہیں لیکن ان میں کوئی بھی زیادہ صحیح نہیں۔ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اور کئی ایک اہل علم نے نماز تسبیح کو روایت کیا اور انہوں نے اس کی فضیلت ذکر کی ہے۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ حَدَّثَنَا أَبُو وَهْبٍ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ الْمُبَارَكِ عَنِ الصَّلَاةِ الَّتِي يُسَبَّحُ فِيهَا فَقَالَ: يُكَبِّرُ ثُمَّ يَقُولُ "سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ

ابو وہب نے بیان کیا، میں نے عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے نماز تسبیح کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: اللہ اکبر کہہ کر یہ دعا پڑھے گا: سبحانك اللهم وبحمدك، وتبارك اسمك،

اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ"، ثُمَّ يَقُولُ خَمْسَ عَشْرَةَ مَرَّةً سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ ثُمَّ يَتَعَوَّذُ وَيَقْرَأُ ﴿بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ﴾ وَفَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَسُورَةً ثُمَّ يَقُولُ عَشْرَ مَرَّاتٍ سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ ثُمَّ يَرْكَعُ فَيَقُولُهَا: عَشْرًا. ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ فَيَقُولُهَا عَشْرًا ثُمَّ يَسْجُدُ فَيَقُولُهَا عَشْرًا ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ فَيَقُولُهَا عَشْرًا ثُمَّ يَسْجُدُ الثَّانِيَةَ فَيَقُولُهَا عَشْرًا يُصَلِّي أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ عَلَى هَذَا فَذَلِكَ خَمْسٌ وَسَبْعُونَ تَسْبِيحَةً فِي كُلِّ رَكْعَةٍ يَبْدَأُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ بِخَمْسَ عَشْرَةَ تَسْبِيحَةً ثُمَّ يَقْرَأُ ثُمَّ يُسَبِّحُ عَشْرًا فَإِنْ صَلَّى لَيْلًا فَأَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ يُسَلِّمَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ وَإِنْ صَلَّى نَهَارًا فَإِنْ شَاءَ سَلَّمَ وَإِنْ شَاءَ لَمْ يُسَلِّمْ".

وتعالی جدك، ولا اله غيرك، پھر پندرہ بار: سبحان الله، والحمدلله، ولا اله الا الله، والله اكبر، پڑھے گا۔ پھر اعوذ بالله من الشيطان الرجيم اور بسم الله الرحمن الرحيم پڑھ کر سورۂ الفاتحہ اور کوئی اور سورت پڑھے گا۔ پھر دس بار! سبحان الله، والحمدلله، ولا اله الا الله، والله اكبر پڑھے گا۔ پھر رکوع کرے گا۔ اور دس بار وہی کلمات کہے گا، پھر رکوع سے سر اٹھا کر دس بار وہی کلمات کہے گا، پھر سجدہ کرے گا تو وہاں بھی دس بار کلمات کہے گا۔ پھر سجدے سے اٹھ کر دس بار وہی کلمات کہے گا، پھر دوسرا سجدہ کرے گا اور وہاں دس بار وہی کلمات کہے گا، اور وہ اسی طرح چار رکعتیں پڑھے گا، یہ ہر رکعت میں پچھتر تسبیحات ہیں۔ ہر رکعت میں پندرہ بار تسبیحات سے آغاز کرے گا، پھر قراءت کرے گا، اور دس بار تسبیحات پڑھے گا، پس اگر رات کو نماز پڑھے تو پھر مجھے زیادہ پسند ہے کہ وہ ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیر دے، اور اگر دن کے وقت پڑھے تو پھر اس کی مرضی ہے کہ سلام پھیرے یا نہ پھیرے۔ (یعنی چار رکعت اکٹھی پڑھ لے)

قَالَ أَبُو وَهْبٍ: وَأَخْبَرَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي رِزْمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ قَالَ: يَبْدَأُ فِي الرُّكُوعِ بِسُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ وَفِي السُّجُودِ بِسُبْحَانَ رَبِّيَ الأَعْلَى ثَلَاثًا ثُمَّ يُسَبِّحُ التَّسْبِيحَاتِ.

ابو وہب نے بیان کیا، عبدالعزیز ابو رزمہ نے عبداللہ کے حوالے سے مجھے بتایا کہ انہوں نے کہا: رکوع میں پہلے سبحان ربی العظیم پڑھے گا اور سجدوں میں پہلے سبحان ربی الاعلی پڑھے گا اور پھر تسبیحات پڑھے گا۔

قَالَ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: وَحَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ زَمْعَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ وَهُوَ ابْنُ أَبِي رِزْمَةَ قَالَ: قُلْتُ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ إِنْ سَهَا فِيهَا يُسَبِّحُ فِي سَجْدَتَيِ السَّهْوِ عَشْرًا عَشْرًا قَالَ: لَا "إِنَّمَا هِيَ ثَلَاثُمِائَةِ تَسْبِيحَةٍ".

ابن ابی رزمہ نے کہا: میں نے عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: اگر وہ اس میں بھول جائے تو کیا وہ سہو کے دو سجدوں میں بھی دس دس بار تسبیحات پڑھے گا؟ انہوں نے فرمایا: نہیں، بس وہ تین سو تسبیحات ہیں۔

حكم الحديث: (حسن الإسناد) التعليق الرغيب: ۲۳۹/۱، إخرجه ابن خزيمه: ۸۵۰، الحاكم: ۲۵۵/۱

تخريج الحديث: سنن نسائی: ۵۱/۳، مسند احمد: ۱۲۲۰۷، صحيح ابن حبان: ۲۰۱۱

482: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ الْعُكْلِيُّ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُبَيْدَةَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ

سیّدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "چچا جان! کیا میں آپ سے صلہ رحمی نہ کروں؟ کیا

بْنُ أَبِي سَعِيدٍ مَوْلَى أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِلْعَبَّاسِ يَا عَمِّ أَلَا أَصِلُكَ أَلَا أَحْبُوكَ أَلَا أَنْفَعُكَ. قَالَ: بَلَى، يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: يَا عَمِّ صَلِّ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ تَقْرَأُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةٍ فَإِذَا انْقَضَتِ الْقِرَاءَةُ فَقُلِ اللهُ أَكْبَرُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسُبْحَانَ اللهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ خَمْسَ عَشْرَةَ مَرَّةً قَبْلَ أَنْ تَرْكَعَ ثُمَّ ارْكَعْ فَقُلْهَا عَشْرًا ثُمَّ ارْفَعْ رَأْسَكَ فَقُلْهَا عَشْرًا ثُمَّ اسْجُدْ فَقُلْهَا عَشْرًا ثُمَّ ارْفَعْ رَأْسَكَ فَقُلْهَا عَشْرًا ثُمَّ اسْجُدِ الثَّانِيَةَ فَقُلْهَا عَشْرًا ثُمَّ ارْفَعْ رَأْسَكَ فَقُلْهَا عَشْرًا قَبْلَ أَنْ تَقُومَ فَتِلْكَ خَمْسٌ وَسَبْعُونَ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ وَهِيَ ثَلَاثُمِائَةٍ فِي أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ فَلَوْ كَانَتْ ذُنُوبُكَ مِثْلَ رَمْلِ عَالِجٍ لَغَفَرَهَا اللهُ لَكَ. قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ! وَمَنْ يَسْتَطِيعُ أَنْ يَقُولَهَا فِي كُلِّ يَوْمٍ، قَالَ: فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ أَنْ تَقُولَهَا فِي كُلِّ يَوْمٍ فَقُلْهَا فِي جُمُعَةٍ فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ أَنْ تَقُولَهَا فِي جُمُعَةٍ فَقُلْهَا فِي شَهْرٍ. فَلَمْ يَزَلْ يَقُولُ لَهُ حَتَّى قَالَ فَقُلْهَا فِي سَنَةٍ.

میں آپ کو تحفہ نہ دوں؟ کیا میں آپ کو فائدہ نہ پہنچاؤں؟" انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ضرور ایسا کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "چچا جان! چار رکعتیں پڑھیں، اور ہر رکعت میں سورۂ الفاتحہ، اور کوئی سورت پڑھیں، جب قراءت مکمل ہو جائے تو رکوع کرنے سے پہلے پندرہ بار: اللہ اکبر، والحمدللہ، وسبحان اللہ، ولا الہ الا اللہ پڑھیں، پھر رکوع کریں اور دس بار یہی کلمات پڑھیں، پھر رکوع سے سر اٹھائیں تو دس بار یہ کہیں، پھر سجدہ کریں تو دس بار یہ کہیں، پھر سجدے سے سر اٹھائیں تو دس بار یہ پڑھیں، پھر دوسرا سجدہ کریں تو دس بار یہ کہیں، پھر سجدے سے سر اٹھائیں تو کھڑے ہونے سے پہلے دس بار یہ کہیں، پس یہ ایک رکعت میں پچھتر تسبیحات ہیں، اور چار رکعتوں میں تین سو تسبیحات ہیں، اگر آپ کے گناہ صحرائے عالج کی ریت کے ذروں کے برابر بھی ہوں گے تو اللہ وہ معاف فرما دے گا۔" انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! جو روزانہ یہ نماز نہ پڑھ سکے؟ تو آپ نے فرمایا: "اگر وہ اسے روزانہ نہ پڑھ سکے تو پھر جمعہ (سات روز) میں ایک بار پڑھ لے، اگر وہ اسے بھی نہ پڑھ سکے تو پھر ہر ماہ پڑھ لے۔" آپ ان سے اسی طرح فرماتے رہے حتیٰ کہ فرمایا: "پس سال میں ایک بار پڑھ لے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ أَبِي رَافِعٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ روایت ابو رافع کی روایت کے حوالے سے غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) بعض کہتے ہیں اس میں موسیٰ بن عبیدہ راوی ضعیف ہے اور اس کا شیخ مجہول ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١٣٨٦، ١٣٨٧، سنن ابو داود: ١٢٩٧، صحيح ابن خزيمة: ١٢١٦، مستدرک للحاکم: ٣١٨/١، سنن کبریٰ للبیهقی: ٥١/٣-٥٢

فوائد الحدیث: (۱) نفل نمازوں میں صلوٰۃ التسبیح بڑی فضیلت والی نماز ہے اللہ تعالیٰ توفیق فرمائے تو آدمی کو کبھی کبھار ضرور ادا کرنی چاہئے۔

(۲) سیّدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کی روایت میں تسبیح والے کلمات معروف نماز تسبیح کے طریقے میں نہیں بلکہ نماز کے اذکار میں شامل ہیں۔

(۳) ترجمۃ الباب سے معلوم ہوتا ہے کہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ہے کہ ان کلمات کو نماز میں بھی پڑھا جا سکتا ہے۔ اس کی تائید سنن

نسائی کی ایک حدیث سے بھی ہوتی ہے اس میں تہلیل اور استغفار کا بھی ذکر ہے۔ (دیکھئے سنن نسائی ۱/۱۹۳ کتاب قیام اللیل)

(۴) اس کا طریقہ یہ ہے کہ اس نماز کی چار رکعتیں پڑھی جائیں گی۔ ہر رکعت میں پچھتر ۷۵ مرتبہ تسبیح کے کلمات پڑھیں جائیں گے۔ مرفوع حدیث کے مطابق جن کی تفصیل یوں ہے "پندرہ مرتبہ قیام میں قرأت کے بعد دس مرتبہ رکوع میں۔ دس مرتبہ رکوع سے اٹھنے کے بعد قومہ میں (تسمیع اور تحمید کے بعد) دس مرتبہ پہلے سجدے میں (تسبیحات کے بعد) دس مرتبہ دو سجدوں کے درمیان (دعا کے بعد) دس مرتبہ دوسرے سجدے میں (تسبیحات کے بعد) دس مرتبہ دوسرے سجدے کے بعد رکعت کے قیام سے پہلے (یعنی جلسہ استراحت میں) اس طرح چار رکعات میں یہ تعداد تین سو (۳۰۰) مرتبہ کی مکمل ہو جاتی ہے۔

(۵) "بعض الناس" بھی عام نماز میں جلسہ استراحت کو نہیں مانتے لیکن صلوٰۃ التسبیح میں وہ بھی بلا کراہت جائز سمجھتے ہیں (درس ترمذی ۲/۲۵) یہی طریقہ صحیح اور افضل ہے۔ دوسرا طریقہ جو حضرت امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان ہوا ہے اس میں قیام میں تسبیحات کی تعداد پچیس ۲۵ ہو گئی۔ پندرہ مرتبہ قرأت سے پہلے اور دس دفعہ قرأت کے بعد۔ اس میں جلسہ استراحت نہیں۔ یہ چونکہ مرفوع حدیث کے خلاف ہے اور امام ابن مبارک کا اپنا قول ہے اس لیے درست نہیں

20- بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر صلاۃ (درود) پڑھنا

483: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ مِسْعَرٍ وَالأَجْلَحِ وَمَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ: قُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ! هَذَا السَّلَامُ عَلَيْكَ قَدْ عَلِمْنَا فَكَيْفَ الصَّلَاةُ عَلَيْكَ قَالَ قُولُوا: "اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ".

سیّدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ہم نے عرض کیا، اللہ کے رسول! آپ پر سلام بھیجنے کا طریقہ تو ہم جان چکے ہیں، آپ پر صلاۃ کس طرح پڑھیں؟ آپ نے فرمایا: "کہو: "اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ" اے اللہ! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آل پر رحمت نازل فرما، جس طرح تو نے ابراہیم (علیہ السلام) پر رحمت نازل فرمائی۔ تو یقیناً قابل تعریف، بزرگیوں والا ہے، اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آل پر برکت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم (علیہ السلام) پر برکت نازل فرمائی۔ تو یقیناً قابل تعریف، بزرگیوں والا ہے۔"

قَالَ مَحْمُودٌ: قَالَ أَبُو أُسَامَةَ وَزَادَنِي زَائِدَةُ عَنِ الأَعْمَشِ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ: وَنَحْنُ نَقُولُ وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ.

محمود کہتے ہیں ابو اسامہ نے بیان کیا کہ زائدہ نے اعمش عن الحکم عن عبدالرحمن بن ابی لیلی کی سند سے یہ الفاظ زیادہ بیان کئے کہ انہوں نے کہا کہ ہم کہیں وعلینا معھم اور ان کے ساتھ ہم پر بھی۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَأَبِي حُمَيْدٍ وَأَبِي مَسْعُودٍ وَطَلْحَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ وَبُرَيْدَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَارِجَةَ وَيُقَالُ ابْنُ جَارِيَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

اس باب میں علی، ابو حمید، ابو مسعود، طلحہ، ابو سعید، بریدہ، زید بن خارجہ اور کہا جاتا ہے ابن جاریہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي لَيْلَى كُنْيَتُهُ أَبُو عِيسَى.

عبد الرحمٰن بن ابی لیلی کی کنیت ابو عیسیٰ ہے

وَأَبُو لَيْلَى اسْمُهُ يَسَارٌ.

اور ابو لیلیٰ کا نام یسار ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ١٣٤٨، الحميدي: ٧١١، ابن الجارود: ٢٠٦، والبغوي: ٦٨١

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣٣٧٠ و ٤٧٩٧ و ٦٣٥٧، صحیح مسلم: ٤٠٦، سنن ابو داود: ٩٧٦، و ٩٧٧ و ٩٧٨ سنن ابن ماجه: ٩٠٤، والنسائي: ٣/٤٧ و ٤٨، مسند احمد : ١٨١٠٤، صحيح ابن حبان: ٩١٢

فوائد الحدیث: (۱) رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نماز میں تشہد سکھایا ہوا تھا۔ بلکہ آپ ﷺ اس کی تعلیم کا اہتمام قرآن مجید کی تعلیم کے اہتمام جیسا فرماتے تھے۔ اس میں السلام علیك ایها النبی الخ کے الفاظ ہیں جو کہ "سلام" پر دلالت کرتے ہیں۔

جب سورۃ احزاب میں یہ آیت نازل ہوئی: يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ﴿٥٦﴾ تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ اللہ کے رسول ﷺ سلام کے متعلق تو ہم جانتے ہیں لیکن یہ "صلوٰۃ" ہم کیسے پڑھیں۔ تو آپ ﷺ نے درود ابراہیمی سکھایا کہ اس طرح پڑھا کرو حدیث الباب میں اسی مسئلہ کا بیان ہے۔

(۲) درود شریف کے مختلف الفاظ احادیث مبارکہ میں بیان ہوئے ہیں وہ تمام کے تمام کلمات درست اور پڑھنے جائز ہیں جو لفظ اللھم سے شروع ہوں یا جن میں اللہ تعالیٰ سے رحمت کی دعا اور سوال کیا جائے جیسے ﷺ وغیرہ۔ لفظ صلوٰۃ کی آڑ میں جو بعض لوگوں نے الفاظ ترتیب دیے ہوئے ہیں وہ درست نہیں بلکہ عقیدے میں سقم کی وجہ سے ان کا پڑھنا ناجائز ہے۔

(۳) درود شریف اس تشہد میں بھی پڑھا جا سکتا ہے جس میں سلام نہیں پھیرنا۔ جیسا کہ سنن نسائی اور بیہقی میں ام المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ایک طویل روایت میں صراحت موجود ہے۔ (دیکھئے سنن نسائی ۱/۲۰۲ بیہقی ۲/۲۰۰)

21- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ

نبی ﷺ پر صلاۃ (درود) پڑھنے کی فضیلت

484: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ ابْنُ عَثْمَةَ حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ يَعْقُوبَ الزَّمْعِيُّ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ كَيْسَانَ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ شَدَّادٍ أَخْبَرَهُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: "أَوْلَى النَّاسِ بِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلَاةً".

سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے دن میرے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو مجھ پر سب سے زیادہ درود پڑھتا ہوگا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.
وَرُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: "مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا وَ كَتَبَ لَهُ بِهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ".

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔
نبی ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "جو مجھ پر ایک بار درود پڑھے گا اس وجہ سے اللہ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا اور اس کے لیے دس نیکیاں لکھ لے گا۔"

حکم الحدیث: (ضعيف) التعليق الرغيب: ٢/ ٢٨٠۔ اس میں موسیٰ بن یعقوب ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: صحيح ابن حبان : ٩١١، سنن كبرىٰ للبيهقي: ٢٤٩/٣

485: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ "مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا".

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو مجھ پر ایک بار درود پڑھے گا تو اللہ اس کے بدلے میں اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَعَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ وَعَمَّارٍ وَأَبِي طَلْحَةَ وَأَنَسٍ وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ.
قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اس باب میں عبد الرحمن بن عوف، عامر بن ربیعہ، عمار، ابو طلحہ، انس اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

وَرُوِيَ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَغَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوا: صَلَاةُ الرَّبِّ الرَّحْمَةُ وَصَلَاةُ الْمَلَائِكَةِ الِاسْتِغْفَارُ.

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور کئی ایک اہل علم نے کہا: رب تعالیٰ کی صلاۃ سے رحمت اور فرشتوں کی صلاۃ سے مراد استغفار ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح ابى داؤد: ١٣٦٩، اخرجه الدارمى: ٢٧٧٥، ابو يعلى: ٦٤٩٥، البغوى: ٦٨٤

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٤٠٨، سنن ابو داود: ١٥٣٠، والنسائى: ٥٠/٣، مسند احمد : ٨٨٥٤، ابن حبان: ٩٠٦

486: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ سَلْمٍ الْمَصَاحِفِيُّ الْبَلْخِيُّ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ عَنْ أَبِي قُرَّةَ الْأَسَدِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: "إِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوفٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَا يَصْعَدُ مِنْهُ شَيْءٌ حَتَّى تُصَلِّيَ عَلَى نَبِيِّكَ ﷺ".

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دعا زمین و آسمان کے درمیان موقوف رہتی ہے وہ بالکل اوپر نہیں چڑھتی حتیٰ کہ تم اپنے نبی ﷺ پر درود پڑھو۔

حکم الحدیث: (حسن) الصحيحة: ٢٠٥٣۔ بعض کہتے ہیں یہ موقوف ہے اور اس کی سند ضعیف ہے۔ ابی قرہ مجہول ہے۔

فوائد الحدیث: (۱) رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھنا امام الانبیا سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی عظمت و شان پر دلالت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی آپ ﷺ پر درود بھیج رہے ہیں اور فرشتے بھی۔ پھر مسلمانوں کو حکم ہو رہا ہے کہ آپ بھی درود و سلام پڑھیں۔ اللہ تعالیٰ کے درود بھیجنے سے مراد اللہ تعالیٰ کا اپنے پیغمبر ﷺ پر رحمتیں نازل کرنا مراد ہے یا آپ ﷺ کی فرشتوں کے سامنے تعریف و توصیف کرنا۔
فرشتوں کے درود بھیجنے سے مراد ہے کہ وہ آپ ﷺ کی بلندی درجات کی دعا کرتے ہیں۔ اور مسلمانوں کے درود بھیجنے کا مطلب ہے۔ درود شریف پڑھنا۔ جو کہ دراصل اللہ تعالیٰ سے رحمت کی دعا کرنا ہی ہے۔

(۲) لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ درود پڑھنے والے کے لئے بھی کئی ایک فوائد کا باعث ہے۔ مثلاً:

☆ درود پڑھنے والے پر اللہ تعالیٰ دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔

☆ اس کیلئے اس کے بدلے دس نیکیاں لکھی جاتیں ہیں

☆ درود کی برکت سے اللہ تعالیٰ دعاؤں کو قبول فرماتا ہے۔

☆ درود پڑھنے کی وجہ سے قیامت کے دن رسول اللہ ﷺ کا قرب حاصل ہوگا۔ وغیرہ وغیرہ۔

48: حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: "لَا يَبِعْ فِي سُوقِنَا إِلَّا مَنْ قَدْ تَفَقَّهَ فِي الدِّينِ".

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دین میں سوجھ بوجھ رکھنے والے شخص ہی ہمارے بازار / منڈی میں چیزیں فروخت کریں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

عَبَّاسٌ هُوَ ابْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَالْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هُوَ ابْنُ يَعْقُوبَ وَهُوَ مَوْلَى الْحُرَقَةِ وَالْعَلَاءُ هُوَ مِنَ التَّابِعِينَ سَمِعَ مِنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَغَيْرِهِ. وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَعْقُوبَ وَالِدُ الْعَلَاءِ هُوَ أَيْضًا مِنَ التَّابِعِينَ سَمِعَ مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَابْنِ عُمَرَ. وَيَعْقُوبُ جَدُّ الْعَلَاءِ هُوَ مِنْ كِبَارِ التَّابِعِينَ أَيْضًا قَدْ أَدْرَكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَرَوَى عَنْهُ.

عباس وہ ابن عبدالعظیم ہیں۔ امام ترمذی نے کہا: علاء بن عبدلارحمن وہ ابن یعقوب ہیں اور وہ الحرقہ سے آزاد کردہ غلام ہیں۔ جبکہ العلاء وہ تابعین میں سے ہیں انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام سے سنا ہے۔ عبدالرحمٰن بن یعقوب جو کہ علاء کے والد ہیں وہ بھی تابعی ہیں انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ و دیگر سے سُنا ہے۔ یعقوب جو کہ علاء کے جد ہیں وہ بھی کبار تابعین ہوئے ہیں۔ ان کی سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی ہے اور ان سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (حسن الإسناد) انظر تحفة الاشراف حديث رقم: ١٠٦٥٨

تخریج الحدیث: مصنف ابن ابي شيبة: ٣٢٣/٧

فوائد الحدیث: (۱) انسان جو بھی کام دنیا میں بطور پیشہ اختیار کیے ہوئے ہے کم از کم اس کے متعلق اسے شرعی احکام معلوم ہونے چاہئیں تاکہ شریعت کی حدود میں رہ کر وہ کام سرانجام دے۔

(۲) حکمرانوں کو اپنی رعایا کے تمام معاملات پر نظر رکھنی چاہئے تاکہ کسی بھی موقعہ پر وہ بہک نہ جائیں اور ان کی اصلاح کا فریضہ اپنے افسران کے ذریعے کرتے رہنا چاہئے۔

(۳) دیہاتوں اور شہری محلوں میں بھی ذمہ داران کو دکانداروں اور پھیری والوں کا دھیان رکھنا چاہئے کہ وہ بددیانتی نہ کریں خصوصاً چل پھر کر سامان بیچنے والے بعض اوقات دانستہ اور بعض اوقات نادانستہ طور پر غلط عقائد و نظریات کی تبلیغ کر رہے ہوتے ہیں اس لیے ان پر نگاہ رکھنا اسلامی حکومت کے ذمہ داروں کے فرائض میں شامل ہے۔

4

أَبْوَابُ الْجُمْعَةِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ

جمعہ کے احکام و مسائل

1- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ

جمعہ کے دن کی فضیلت

488: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ فِيهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ فِيهِ خُلِقَ آدَمُ وَفِيهِ أُدْخِلَ الْجَنَّةَ وَفِيهِ أُخْرِجَ مِنْهَا وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ".

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: "جن دنوں میں سورج طلوع ہوتا ہے ان میں سے جمعہ کا دن سب سے بہتر دن ہے، اس دن آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی، اسی دن جنّت میں داخل کیے گئے، اور اسی دن وہاں سے نکالے گئے، اور قیامت بھی جمعہ ہی کے دن قائم ہوگی۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي لُبَابَةَ وَسَلْمَانَ وَأَبِي ذَرٍّ وَسَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ وَأَوْسِ بْنِ أَوْسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابو لبابہ، سلمان، ابوذر، سعد بن عبادہ اور اوس بن اوس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الاحاديث الصحيحة: ١٥٠٢، صحيح ابى داؤد: ٩٦١، التعليق على ابن خزيمة: ١١٦/٣

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٨٥٤، سنن النسائي: ٨٩/٣-٩٠، مسند احمد: ٩٢٠٧، البيهقي: ٢٥١/٣

فوائد الحدیث: (۱) جمعہ کا دن اللہ تعالیٰ نے تمام دنوں سے افضل بنایا ہے۔ اور پھر اس آخری امت، امت محمدیہ کو یہ شرف بخشا کہ سب سے افضل دن ان کے لئے بطور عبادت مقرر فرمادیا۔ اور یہ اس امت کی فضیلت پر دلالت کرتا ہے کہ یہ دنیا میں تو تمام امتوں کے بعد آئے لیکن افضل ایام کے لحاظ سے سب سے پہلے انہی کا مقام ہے۔ دوسری امتیں، یہودی، عیسائی وغیرہ۔ ان کے بعد ہیں۔

(۲) تاریخ انسانی کے کئی اہم واقعات اس دن واقع ہو چکے ہیں اور کئی ایک اسی دن ہونگے یہ حدیث بھی اس دن کی اہمیت پر دلالت کرتی ہے۔

2- بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّاعَةِ الَّتِي تُرْجَى فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ

جمعہ کے دن میں ایک ایسی گھڑی ہے جس میں دعا کی قبولیت کی امید ہے

489: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الصَّبَّاحِ الْهَاشِمِيُّ الْبَصْرِيُّ الْعَطَّارُ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ الْحَنَفِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ وَرْدَانَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: الْتَمِسُوا السَّاعَةَ الَّتِي تُرْجَى فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ بَعْدَ الْعَصْرِ إِلَى غُيُوبَةِ الشَّمْسِ.

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس گھڑی کو، جس میں جمعہ کے دن دعا کی قبولیت کی امید ہے، عصر اور غروب آفتاب کے درمیان تلاش کرو۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ. وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حُمَيْدٍ يُضَعَّفُ ضَعَّفَهُ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند کے حوالے سے غریب ہے۔ یہ حدیث انس رضی اللہ عنہ سے اس طریق کے علاوہ دوسری سند سے بھی مروی ہے۔ محمد بن ابو حمید کو بعض اہل علم نے اس کے حافظے کے حوالے سے ضعیف قرار دیا ہے۔

وَيُقَالُ: لَهُ حَمَّادُ بْنُ أَبِي حُمَيْدٍ وَيُقَالُ هُوَ أَبُو إِبْرَاهِيمَ الْأَنْصَارِيُّ وَهُوَ مُنْكَرُ الْحَدِيثِ.

اس کو حماد بن ابو حمید بھی کہا جاتا ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ یہ ابوابراہیم انصاری ہے اور وہ منکر الحدیث (جس کی حدیث کا انکار کیا گیا) ہے۔

وَرَأَى بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ أَنَّ السَّاعَةَ الَّتِي تُرْجَى فِيهَا بَعْدَ الْعَصْرِ إِلَى أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ. وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ. وَقَالَ أَحْمَدُ: أَكْثَرُ الْأَحَادِيثِ فِي السَّاعَةِ الَّتِي تُرْجَى فِيهَا إِجَابَةُ الدَّعْوَةِ أَنَّهَا بَعْدَ صَلَاةِ الْعَصْرِ وَتُرْجَى بَعْدَ زَوَالِ الشَّمْسِ.

نبی ﷺ کے اصحاب اور ان کے علاوہ دیگر اہل علم کا موقف ہے کہ وہ گھڑی جس میں دعا کی قبولیت کی امید ہے وہ عصر اور غروب آفتاب کے درمیان ہے۔ امام احمد اور امام اسحاق رحمہما اللہ کا یہی موقف ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: وہ گھڑی جس میں دعا کی قبولیت کی امید ہے اس کے متعلق زیادہ تر احادیث کے مطابق وہ گھڑی نماز عصر کے بعد ہے، اور سورج ڈھلنے کے بعد کی بھی امید ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) المشكوٰة: ١٣٦٠، التعليق الرغيب: ١/٢٥١، اخرجه البغوي: ١٠٥١

تخریج الحدیث: معجم الاوسط للطبرانی : ١٣٦، ابن عدی في الكامل: ٦/٢٣٤٦، تاريخ اصبهان: ١/١٧٦-١٧٧، شرح السنة: ١٠٥١

490: حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ

سیّدنا عمرو بن عوف مزنی رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا،

الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ الْمُزَنِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِنَّ فِي الْجُمُعَةِ سَاعَةً لَا يَسْأَلُ اللهَ الْعَبْدُ فِيهَا شَيْئًا إِلَّا آتَاهُ اللهُ إِيَّاهُ. قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! أَيَّةُ سَاعَةٍ هِيَ قَالَ: حِينَ تُقَامُ الصَّلَاةُ إِلَى الِانْصِرَافِ مِنْهَا.

آپ ﷺ نے فرمایا: ”جمعہ (کے دن) میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ بندہ اس میں اللہ سے جس چیز کا سوال کرتا ہے تو اللہ اسے وہی کچھ دے دیتا ہے۔“ صحابہ کرام نے عرض کیا، اللہ کے رسول! وہ کون سی گھڑی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نماز کی اقامت ہونے سے لے کر نماز سے فارغ ہونے تک۔“

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي مُوسَى وَأَبِي ذَرٍّ وَسَلْمَانَ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَامٍ وَأَبِي لُبَابَةَ وَسَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ وَأَبِي أُمَامَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابو موسیٰ، ابوذر، سلمان، عبداللہ بن سلام، ابولبابہ، سعد بن عبادہ اور ابوامامہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ کی روایت حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف جدا) ضعيف ابن ماجه: ۲۳۵۔ اس میں کثیر راوی ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مصنف ابن ابی شیبة: ۲/۱۵۰، عبد بن حمید: ۲۹۱، سنن ابن ماجه: ۱۱۳۸

491: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ فِيهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ فِيهِ خُلِقَ آدَمُ وَفِيهِ أُدْخِلَ الْجَنَّةَ وَفِيهِ أُهْبِطَ مِنْهَا وَفِيهِ سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ يُصَلِّي فَيَسْأَلُ اللهَ فِيهَا شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جن دنوں میں سورج طلوع ہوتا ہے ان میں سے جمعہ کا دن بہترین دن ہے۔ اسی میں آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی، اسی میں انہیں جنّت میں داخل کیا گیا، اسی روز انہیں اس سے (نکال کر) زمین پر اتارا گیا، اس دن میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ مُسلمان بندہ اسے اس حال میں پالے کہ وہ نماز پڑھ رہا ہو۔ تو وہ اس (گھڑی) میں اللہ سے جو چیز بھی مانگتا ہے اللہ اسے وہی چیز دے دیتا ہے۔“

قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَلَقِيتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ سَلَامٍ فَذَكَرْتُ لَهُ هَذَا الْحَدِيثَ فَقَالَ: أَنَا أَعْلَمُ بِتِلْكَ السَّاعَةِ. فَقُلْتُ: أَخْبِرْنِي بِهَا وَلَا تَضْنَنْ بِهَا عَلَيَّ قَالَ: هِيَ بَعْدَ الْعَصْرِ إِلَى أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ. فَقُلْتُ كَيْفَ تَكُونُ بَعْدَ الْعَصْرِ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ يُصَلِّي. وَتِلْكَ السَّاعَةُ لَا يُصَلَّى فِيهَا فَقَالَ: عَبْدُ اللهِ بْنُ سَلَامٍ أَلَيْسَ قَدْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ”مَنْ جَلَسَ مَجْلِسًا يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ فَهُوَ فِي صَلَاةٍ“. قُلْتُ: بَلَى.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے میری ملاقات ہوئی تو میں نے ان سے یہ حدیث بیان کی، انہوں نے فرمایا: ”میں اس گھڑی کے متعلق جانتا ہوں۔ میں نے کہا: اس کے متعلق مجھے بھی بتائیں اور بتانے میں بخل سے کام نہ لینا۔ انہوں نے فرمایا: وہ عصر اور غروب آفتاب کے درمیان ہے۔ میں نے کہا: وہ عصر کے بعد کس طرح ہو سکتی ہے۔ جبکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وہ ایسی گھڑی ہے کہ مُسلمان بندہ اسے اس حال میں پالے کہ وہ نماز پڑھ رہا ہو۔“ جبکہ یہ جو (عصر

قَالَ: فَهُوَ ذَاكَ.

کے بعد کا) وقت ہے اس میں تو نماز پڑھنا ممنوع ہے؟ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا: ''بندہ جس جگہ نماز کے انتظار میں بیٹھا رہتا ہے تو وہ نماز ہی میں ہوتا ہے۔'' میں نے کہا: ہاں ضرور فرمایا ہے۔ انہوں نے فرمایا: پس وہ یہی ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ طَوِيلَةٌ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حدیث میں ایک طویل قصہ ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

قَالَ: وَمَعْنَى قَوْلِهِ أَخْبِرْنِي بِهَا وَلَا تَضْنَنْ بِهَا عَلَيَّ. لَا تَبْخَلْ بِهَا عَلَيَّ وَالضَّنُّ الْبُخْلُ وَالظَّنِينُ الْمُتَّهَمُ.

''ضن'' کا معنی بخل ہے، اور ''ظنین'' جس سے لوگ بدظن ہوں اور اسے تہمت زدہ قرار دیں۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه الطيالسي: ٢٣٦٢، الحاكم: ٢٧٨/١، البيهقي: ٢٥٠/٣، والبغوي: ١٠٤٦

تخريج الحديث: موطا مالک: ١٠٨/١، سنن ابو داود: ١٠٤٦، سنن النسائي: ١١٣/٣-١١٥، مسند احمد : ١٠٣٠٣، صحيح ابن حبان: ٢٧٧٢

فوائد الحديث: (۱) یہ بات بھی اس دن کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے ایک گھڑی ایسی رکھ دی ہے جو قبولیت کی گھڑی ہے۔ اس وقت میں آدمی اپنے رب تعالیٰ سے جو بھی دعا کرے گا اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اللہ کریم قبول فرمالیں گے۔

(۲) اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ اس گھڑی کی نشاندھی نہیں کی گئی تاکہ لوگ صرف اس ایک وقت پر انحصار نہ کرلیں بلکہ سارے دن کے مختلف اوقات میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں۔ نماز پڑھیں، تلاوت کریں، دعا مانگیں وغیرہ۔

اس لئے اس میں کئی ایک اقوال منقول ہیں۔ دلائل کی رو سے راجح اقوال یہ ہیں کہ

۱۔ وہ گھڑی امام کے منبر پر تشریف فرما ہونے سے لیکر نماز سے فارغ ہونے تک کے درمیان میں ہے۔ (صحیح مسلم ۱/۲۸۱ کتاب الجمعہ) اس باب کی حدیث نمبر ۴۹۰ میں صرف نماز کا ذکر ہے۔

۲۔ یہ گھڑی عصر کے بعد مغرب سے تھوڑی دیر پہلے کا وقت ہے۔ جیسا کہ حدیث نمبر ۴۹۱ میں بیان ہوا ہے۔ اور بھی کئی ایک کتب میں یہ روایت موجود ہے۔ (مثلاً سنن ابی داؤد، سنن نسائی وغیرہ)

3- بَابُ مَا جَاءَ فِي الِاغْتِسَالِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

جمعہ کے دن غسل کرنا

492: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ مَنْ أَتَى الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ.

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، جو شخص جمعہ (پڑھنے) کے لیے آئے، تو وہ غسل کرے۔''

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَأَبِي سَعِيدٍ وَجَابِرٍ وَالْبَرَاءِ

اس باب میں سیّدنا عمر، ابو سعید، جابر، براء، عائشہ اور

وَعَائِشَةَ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ.

ابو درداء رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الطيالیس: ١٨١٨، ابن خزيمه: ١٧٤٩، ابن الجارود: ٢٨٣

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٨٧٧، و ٤٩٨ و ٩١٩، صحيح مسلم: ٨٤٤، سنن ابن ماجه: ١٠٨٨، سنن النسائی: ٩٣/٣ و ١٠٥ و ١٠٦، مسنداحمد : ٤٤٦٦، صحيح ابن حبان: ١٢٢٣، البيهقي: ٢٩٣/١

493: وَرُوِيَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ هَذَا الْحَدِيثُ أَيْضًا. حَدَّثَنَا بِذَلِكَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مِثْلَهُ. وَقَالَ مُحَمَّدٌ: وَحَدِيثُ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ وَحَدِيثُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ كِلَا الْحَدِيثَيْنِ صَحِيحٌ. وَقَالَ بَعْضُ أَصْحَابِ الزُّهْرِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي آلُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ.

زہری عن عبداللہ بن عبداللہ بن عمر عن ابیہ کی سند سے نبی ﷺ سے یہی حدیث روایت کی گئی ہے۔ اور یہی حدیث ہم کو قتیبہ نے لیث بن سعد عن ابن شہاب عن عبداللہ بن عبداللہ بن عمر عن ابیہ کی سند سے بھی بیان کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس کی مثل بیان فرمایا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: امام زہری کی دونوں حدیثیں سالم عن ابیہ اور عبداللہ بن عبداللہ عن ابیہ دونوں ہی صحیح ہیں۔ امام زہری کے بعض شاگرد امام زہری سے حدثنی آل عبداللہ بن عمر عن عبداللہ بن عمر کے الفاظ سے بیان کرتے ہیں۔

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٨٧٧، و ٤٩٨ و ٩١٩، صحيح مسلم: ٨٤٤، سنن ابن ماجه: ١٠٨٨، سنن النسائی: ٩٣/٣ و ١٠٥ و ١٠٦، مسند احمد: ٤٤٦٦، صحيح ابن حبان: ١٢٢٣

494: قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَيْضًا وَهُوَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ رَوَاهُ يُونُسُ وَمَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ بَيْنَمَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ "يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِذْ دَخَلَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ أَيَّةُ سَاعَةٍ هَذِهِ؟ فَقَالَ: مَا هُوَ إِلَّا أَنْ سَمِعْتُ النِّدَاءَ وَمَا زِدْتُ عَلَى أَنْ تَوَضَّأْتُ". قَالَ: وَالْوُضُوءَ أَيْضًا وَقَدْ عَلِمْتَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ "أَمَرَ بِالْغُسْلِ". حَدَّثَنَا بِذَلِكَ أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے تو نبی ﷺ کے ایک صحابی تشریف لائے تو انہوں نے فرمایا: (جمعہ کے لیے آنے کے لیے) یہ کون سا وقت ہے؟ انہوں نے (جواب میں) عرض کیا: میں نے اذان سنی تو پھر میں نے صرف وضو ہی کیا اور میں چلا آیا۔ انہوں نے فرمایا: (تاخیر سے بھی آئے) اور پھر وضو ہی کیا۔ مجھے تو رسول اللہ ﷺ سے یہ معلوم ہے کہ آپ ﷺ نے غسل کرنے کا حکم فرمایا۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح ابي داؤد: ٣٦٧، اخرجه عبد بن حميد: ٨، والنسائي في الكبرىٰ: ١٥٩٦

تخریج الحدیث: مصنف عبدالرزاق: ٥٢٩٢، مسند احمد: ٢٠٢، عبد بن حميد: ٨، مسند البزار: ١٠٨، شرح معانی الآثار: ١١٨/١، مسند الشافعي: ١٣٥/١

495: قَالَ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَنَا أَبُو صَالِحٍ عَبْدُ اللهِ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْحَدِيثِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن نے ہم کو یہی حدیث ابو صالح عبداللہ بن صالح، لیث عن یونس عن زہری کی سند سے بیان کی۔

وَرَوَى مَالِكٌ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ قَالَ: "بَيْنَمَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ". فَذَكَرَ هٰذَا الْحَدِيثَ.

امام مالک نے زہری سے یہ حدیث بیان کی کہ سالم رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، اس اثنا میں کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ پس راوی نے یہ حدیث بیان کی۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَسَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هٰذَا؟ فَقَالَ: الصَّحِيحُ حَدِيثُ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے محمد رحمۃ اللہ علیہ سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: زہری کی صحیح روایت سالم عن ابیہ کی سند سے ہے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ: وَقَدْ رُوِيَ عَنْ مَالِكٍ أَيْضًا عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ نَحْوُ هٰذَا الْحَدِيثِ.

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے بھی زہری عن سالم عن ابیہ کی سند سے اسی حدیث کے مانند روایت کیا گیا ہے۔

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ۳، ۸۴۵۔ دیکھیں گزشتہ حدیث۔

فوائد الحدیث: (۱) جمعہ کا دن مسلمانوں کے لیے اللہ تعالیٰ کا ایک بہت بڑا انعام ہے اور ان کے لئے اجر و ثواب اور بخشش کی وجہ سے خوشی کا باعث بھی۔

لہٰذا ان تمام حالات کا تقاضا ہے کہ انسان کو جمعہ کی نماز کے لیے اچھی اور بہترین حالت میں جمعہ کی نماز کے لئے جانا چاہئے جس کا سب سے پہلا تقاضا ہے کہ آدمی غسل کرے۔ اچھے صاف ستھرے کپڑے اور خوشبو وغیرہ کا مرحلہ تو بعد میں آتا ہے۔ اس لیے کم از کم جمعہ کے دن جمعہ کی نماز سے پہلے غسل ضرور کرنا چاہئے خواہ صبح فجر کے وقت ہی کیوں نہ ہو۔

(۲) غسل جمعہ کے متعلق اگرچہ مختلف اقوال ہیں لیکن صحیح بات یہی ہے جو حدیث سے ثابت ہوتی ہے۔ کہ پہلے آپ ﷺ نے حکم فرمایا تھا بعد میں آپ ﷺ نے اجازت دے دی تھی کہ صرف وضوء بھی کفایت کر جائے گا۔ (سنن نسائی ۱/ ۱۶۲ کتاب الجمعۃ) اس لئے اب یہ فرض نہیں بلکہ سُنت اور مستحب ہے

4- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

جمعہ کے دن غسل کرنے کی فضیلت

496: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ وَأَبُو جَنَابٍ يَحْيَى بْنُ أَبِي حَيَّةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عِيسَى عَنْ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ عَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ "مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَغَسَّلَ وَبَكَّرَ وَابْتَكَرَ وَدَنَا وَاسْتَمَعَ

سیّدنا اوس بن اوس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: "جس نے جمعہ کے دن غسل کیا اور کرایا (یا خوب اچھی طرح غسل کیا)، اول وقت میں آیا اور (خطبے میں) شروع سے حاضر رہا، اور قریب ہو کر خاموشی اور غور سے خطبہ سنا تو اسے ہر قدم کے بدلے میں ایک سال کے روزے اور قیام کا ثواب

وَأَنْصَتَ كَانَ لَهُ بِكُلِّ خَطْوَةٍ يَخْطُوهَا أَجْرُ سَنَةٍ صِيَامُهَا وَقِيَامُهَا".

ملے گا۔"

قَالَ مَحْمُودٌ: قَالَ وَكِيعٌ اغْتَسَلَ هُوَ وَغَسَّلَ امْرَأَتَهُ.

محمود رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث میں بیان کیا، وکیع رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "اغتسل" کا معنی ہے اس نے خود غسل کیا، اور "غَسَّل" کا معنی ہے: اپنی اہلیہ کو غسل کرایا۔

قَالَ: وَيُرْوَى عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ أَنَّهُ قَالَ: فِي هَذَا الْحَدِيثِ مَنْ غَسَّلَ وَاغْتَسَلَ. يَعْنِي غَسَلَ رَأْسَهُ وَاغْتَسَلَ.

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا جاتا ہے کہ انہوں نے اس حدیث کے بارے میں فرمایا: ((مَنْ غسَّل وَاغْتَسَلَ)) کا معنی ہے: اپنا سر دھویا اور نہایا۔ (یعنی خوب اچھی طرح غسل کیا)

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَسَلْمَانَ وَأَبِي ذَرٍّ وَأَبِي سَعِيدٍ وَابْنِ عُمَرَ وَأَبِي أَيُّوبَ.

اس باب میں سیّدنا ابو بکر، عمران بن حصین، سلمان، ابوذر، ابو سعید، ابن عمر اور ابو ایوب رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَأَبُو الْأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيُّ اسْمُهُ شَرَاحِيلُ بْنُ آدَةَ. وَأَبُو جَنَابٍ يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْقَصَّابُ الْكُوفِيُّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا اوس بن اوس رضی اللہ عنہ کی روایت حسن ہے۔ اور ابو اشعث صنعانی کا نام شراحیل بن آدہ ہے۔ اور ابو جناب کا نام: یحیی بن حَبیب القصاب کوفی ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ١٥٥٥، الحاكم: ١/٢٨١، والبغوي: ١٠٦٤

تخريج الحديث: سنن ابو داود: ٣٤٥ و ٣٤٦، سنن ابن ماجه: ١٠٨٧، سنن النسائي: ٣/٩٥-٩٦ و ٩٧ و ١٠٢-١٠٣، صحيح ابن خزيمة: ١٧٦٧، مسند احمد: ١٦١٦١ و ١٦١٧٨، صحيح ابن حبان: ٢٧٨١

فوائد الحدیث: جمعہ کے دن خوب اچھی طرح غسل کرنا یعنی سر وغیرہ دھونا۔ پھر جلدی مسجد میں آجانا، دوسرے نمازیوں کو کسی قسم کی تکلیف نہ دینا۔ پوری توجہ اور خاموشی سے خطبہ سننا بہت بڑی فضیلت کا باعث ہے جیسا کہ حدیث میں بیان ہوا ہے اس لیے ہمیں خطبے کے آخری لمحات کا انتظار نہیں کرنا چاہئے۔ بلکہ جمعہ کے دن جلدی مسجد میں آنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ توفیق فرمائے۔ (آمین)

5- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوءِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

جمعہ کے دن وضو کرنا

497: حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُفْيَانَ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ "مَنْ تَوَضَّأَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَبِهَا وَنَعِمَتْ وَمَنِ اغْتَسَلَ فَالْغُسْلُ أَفْضَلُ".

سیّدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے جمعہ کے دن وضو کیا، تو کافی ہے اور اچھا ہے، اور جس نے غسل کیا تو غسل افضل ہے۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَائِشَةَ وَأَنَسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابوہریرہ، عائشہ اور انس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ سَمُرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن ہے۔

وَقَدْ رَوَاهُ بَعْضُ أَصْحَابِ قَتَادَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ وَرَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلٌ.

قتادہ کے بعض شاگردوں نے قتادہ عن الحسن عن سمرۃ بن جندب بیان کیا ہے۔ اور بعض نے اس حدیث کو قتادہ عن الحسن عن النبی ﷺ کی سند سے مرسل بیان کیا ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَمَنْ بَعْدَهُمُ اخْتَارُوا الْغُسْلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَرَأَوْا أَنْ يُجْزِءَ الْوُضُوءُ مِنَ الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ.

نبی ﷺ کے اصحاب اور ان کے بعد کے اہل علم کا اسی پر عمل ہے، انہوں نے جمعہ کے دن غسل کرنے کو اختیار کیا ہے، اور ان کا موقف ہے کہ جمعہ کے دن وضو کر لینا غسل کرنے سے کفایت کر جاتا ہے۔

قَالَ الشَّافِعِيُّ: وَمِمَّا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ أَمْرَ النَّبِيِّ ﷺ بِالْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَنَّهُ عَلَى الاِخْتِيَارِ لَا عَلَى الْوُجُوبِ حَدِيثُ عُمَرَ حَيْثُ قَالَ لِعُثْمَانَ وَالْوُضُوءَ أَيْضًا وَقَدْ عَلِمْتَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَمَرَ بِالْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ. فَلَوْ عَلِمَا أَنَّ أَمْرَهُ عَلَى الْوُجُوبِ لَا عَلَى الاِخْتِيَارِ لَمْ يَتْرُكْ عُمَرُ عُثْمَانَ حَتَّى يَرُدَّهُ وَيَقُولَ لَهُ ارْجِعْ فَاغْتَسِلْ وَلَمَّا خَفِيَ عَلَى عُثْمَانَ ذَلِكَ مَعَ عِلْمِهِ وَلَكِنْ دَلَّ فِي هَذَا الْحَدِيثِ أَنَّ الْغُسْلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيهِ فَضْلٌ مِنْ غَيْرِ وُجُوبٍ يَجِبُ عَلَى الْمَرْءِ فِي ذَلِكَ.

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نبی ﷺ نے جو جمعہ کے دن غسل کرنے کا حکم فرمایا ہے اس سے اس بات پر دلالت ہے کہ وہ حکم استحباب پر ہے نہ کہ وجوب پر۔ عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جب انہوں نے عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا: وضو بھی (یعنی تاخیر سے جو پہنچے اور غسل کی بجائے وضو ہی کیا۔) اور تمہیں معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کے دن غسل کرنے کا حکم فرمایا ہے، اگر وہ دونوں حضرات جانتے ہوتے کہ آپ ﷺ کا (غسل کرنے کے متعلق) حکم وجوب کے لیے ہے استحباب کے لیے نہیں، تو پھر عمر رضی اللہ عنہ عثمان رضی اللہ عنہ کو نہ چھوڑتے حتیٰ کہ وہ انہیں لوٹا دیتے اور فرماتے: جاؤ جا کر غسل کرو، اور ان (عثمان رضی اللہ عنہ) کے اس کے متعلق علم ہونے کے باوجود ان پر اس (کے وجوب) کی حقیقت مخفی نہ رہتی۔ لیکن اس حدیث میں صاف دلالت ہے کہ جمعہ کے دن غسل کرنے کی فضیلت تو ہے لیکن وہ آدمی پر اس طرح واجب نہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٢/٩٧، الدارمي: ١٥٤٨، وابن خزيمه: ١٧٥٧

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٥٤، سنن النسائی: ٣/٩٤، مسند احمد: ٢٠٠٨٩

498: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے وضو کیا اور خوب اچھی طرح وضو کیا، پھر جمعہ

اللہ ﷺ "مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ فَدَنَا وَاسْتَمَعَ وَأَنْصَتَ غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ وَزِيَادَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ وَمَنْ مَسَّ الْحَصَى فَقَدْ لَغَا".

کے لیے آیا، اور قریب ہو کر خاموشی کے ساتھ غور سے (خطبہ) سنا تو اس کے دونوں جمعوں کے درمیان کے اور مزید تین دن کے بھی گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اور جس نے کنکریوں کو ہاتھ لگایا تو اس نے فضول حرکت کی۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٢/٩٧، ابن خزيمه: ١٧٥٦، والبغوي: ١٠٥٩

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ٨٥٧، سنن ابو داود: ١٠٥٠، سنن ابن ماجه: ١٠٢٥، و ١٠٩٠ مسند احمد : ٩٤٨٤، صحیح ابن حبان: ١٢٣١

فوائد الحدیث: (۱) ان احادیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جمعہ کے لیے غسل کرنا فرض نہیں بلکہ سُنت ہے۔ اور صرف وضو کفایت کر جائے گا لیکن غسل کرنا افضل ہے۔

(۲) اچھی طرح وضو کر کے خطبہ شروع ہونے سے پہلے مسجد میں پہنچنا، امام کا خطبہ مکمل اور پوری توجہ وانہماک سے سننا دس دنوں کے گناہوں کی معافی کا باعث ہے۔ لیکن اس کیلئے شرط ہے کہ اس کا عقیدہ درست ہو، کبیرہ گناہوں سے بچتا ہو۔ ایسا نہیں کہ شرک بھی کر رہا ہے اور بدعات کا بھی مرتکب ہے تو وہ سمجھے کہ یہ فضیلت مجھے بھی حاصل ہو گئی جیسا کہ بعض لوگ جمعہ کی نماز کے بعد مسجد میں ہی شرکیہ اقوال پڑھنے اور دعائیں کرنے لگ جاتے ہیں۔ اگر ہم یہ فضیلت حاصل کرنا چاہتے ہیں تو پھر ہمیں اپنے عقائد کو ہر قسم کے شرک سے پاک کرنا ہوگا۔

(۳) دوران خطبہ کوئی ایسی حرکت نہیں ہونی چاہئے جو خطبہ جمعہ کے آداب کے منافی ہو۔ خواہ انفرادی ہو یا اجتماعی اسے لغویات میں شمار کیا گیا ہے۔ آجکل لوگ خطبے کے دوران موبائل فون سے کھیلتے رہتے ہیں یا خطبے کے دوران توجہ سے نہیں بیٹھتے۔ بلکہ ایک دوسرے کو اشاروں میں ہنسی مذاق کرتے رہتے ہیں۔ ان تمام صورتوں سے اجتناب ضروری ہے۔

6- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّبْكِيرِ إِلَى الْجُمُعَةِ

جمعہ کے لیے اول وقت میں جانے کی فضیلت

499: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ غُسْلَ الْجَنَابَةِ ثُمَّ رَاحَ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَدَنَةً وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّانِيَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَقَرَةً وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّالِثَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ كَبْشًا أَقْرَنَ وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الرَّابِعَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ دَجَاجَةً وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الْخَامِسَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَيْضَةً فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ حَضَرَتِ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے جمعہ کے دن غسل جنابت کی طرح خوب اچھی طرح غسل کیا۔ پھر جمعہ کے لیے روانہ ہوا۔ تو گویا کہ اس نے (اللہ کا) قرب حاصل کرنے کے لیے اونٹ پیش کیا۔ اور جو دوسری گھڑی میں روانہ ہوا تو اس نے قرب حاصل کرنے کے لیے گائے پیش کی، جس نے تیسری ساعت / گھڑی میں سفر شروع کیا تو گویا اس نے سینگوں والا مینڈھا پیش کیا۔ اور جس نے چوتھی گھڑی میں کوچ کیا تو گویا اس نے قرب حاصل کرنے

الْمَلَائِكَةُ يَسْتَمِعُونَ الذِّكْرَ".

کے لیے مرغی کو پیش کیا۔ اور جس نے پانچویں گھڑی میں کوچ کیا تو گویا اس نے حصول قرب کے لیے انڈہ پیش کیا، پس جب امام (خطبے کے لیے) آجائے تو فرشتے آکر غور سے ذکر سننے لگتے ہیں۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَسَمُرَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عمرو اور سمرہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه البيهقي: ٣/٢٢٦، والنسائي في الكبرىٰ: ١٢٦٠

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٨٨١و ٩٢٩، صحيح مسلم: ٨٥٠، سنن ابو داود: ٣٥١، سنن ابن ماجه: ١٠٩٢، سنن النسائی: ٢/١١٦ و ٣/٩٧-٩٩، مسنداحمد : ٩٩٢٦، صحيح ابن حبان: ٢٧٧٥

فوائد الحدیث: (۱) اس حدیث میں بھی جمعہ کے لئے جلدی آنے کا بیان ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ اپنی رحمت اپنے ان بندوں پر کرتے ہیں جو ذوق و شوق سے خطبہ شروع ہونے سے پہلے جلدی مسجد میں آنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جمعہ کے فرض کی دائیگی اور اس کے اجر و ثواب کے علاوہ بھی ثواب سے نوازتے ہیں جس کو آپ ﷺ نے مختلف جانوروں کے صدقہ کرنے کی مثال سے بیان فرمایا ہے۔

اس لئے ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ ہم جلدی مسجد میں جائیں تاکہ اونٹ یا گائے صدقہ کرنے کا ثواب حاصل کریں۔ آج کے دور میں انسان اگر دنیاوی لحاظ سے بھی حساب لگائے تو جلدی آنے کی وجہ سے اسے کتنے ہزاروں اور لاکھوں روپوں کا فائدہ ہوتا ہے۔

(۲) اس حدیث مبارکہ میں فرشتوں کے صرف خطبہ سننے کا ذکر ہے۔ جبکہ سنن نسائی کی روایت کے مطابق فرشتے جمعہ کے دن مسجد کے تمام دروازوں پر بیٹھ جاتے ہیں اور آنے والے نمازیوں کی فہرست مرتب کرتے ہیں جب امام خطبے کے لئے منبر پر تشریف فرما ہو جاتا ہے تو یہ فرشتے بھی اپنے رجسٹر وغیرہ بند کر کے خطبہ سننے میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ (سنن نسائی ۱/۱۶۳ کتاب الجمعہ)

یہ وہ فرشتے ہیں جو خصوصی طور سے صرف جمعہ کے نمازیوں کی فہرست تیار کرنے کے لئے آتے ہیں۔ ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ ہم خطبہ شروع ہونے سے پہلے مسجد میں آجائیں تاکہ اس خصوصی لسٹ میں ہمارا بھی نام ہو۔ ورنہ بعد میں آنیوالوں کا فرض تو ادا ہو جائیگا مگر فضیلت سے محروم رہ جائیں گے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں خصوصی فہرست میں ان کا نام ہو۔

7- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَرْكِ الْجُمُعَةِ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ

کسی (شرعی) عذر کے بغیر جمعہ ترک کر دینا

500: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ عَبِيدَةَ بْنِ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي الْجَعْدِ يَعْنِي الضَّمْرِيَّ وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ فِيمَا زَعَمَ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو

سیّدنا ابو جعد ضمری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو (جمعہ کو) غیر اہم سمجھتے ہوئے تین جمعے چھوڑ دیتا ہے تو اللہ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔"

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ "مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ تَهَاوُنًا بِهَا طَبَعَ اللهُ عَلَى قَلْبِهِ".

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَسَمُرَةَ.

اس باب میں سیّدنا ابن عمر، ابن عباس اور سمرہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي الْجَعْدِ حَدِيثٌ حَسَنٌ. قَالَ: وَسَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنِ اسْمِ أَبِي الْجَعْدِ الضَّمْرِيِّ فَلَمْ يَعْرِفِ اسْمَهُ وَقَالَ: لَا أَعْرِفُ لَهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَّا هَذَا الْحَدِيثَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو جعد رضی اللہ عنہ کی روایت حسن ہے۔ امام فرماتے ہیں میں نے امام بخاری سے ابوالجعد ضمری کا نام پوچھا تو انہیں معلوم نہیں تھا اور انہوں نے فرمایا کہ میں تو اس کو صرف اسی ایک حدیث کے حوالے سے ہی جانتا ہوں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَلَا نَعْرِفُ هَذَا الْحَدِيثَ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم اس حدیث کو صرف محمد بن عمرو کے حوالے ہی سے جانتے ہیں۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١٥٤/٢، الدارمي: ١٥٧٩، والحاكم: ٦٢٤/٣

تخريج الحديث: سنن ابو داود: ١٠٥٢، سنن ابن ماجه: ١١٢٥، سنن النسائي: ٨٨/٣، صحيح ابن خزيمة: ١٨٥٧ ؛ ١٨٥٨، مسند احمد : ١٥٤٩٨، صحيح ابن حبان: ٢٧٨٦

فوائد الحدیث: (۱) جمعہ کا عمل ہفتے میں ایک مرتبہ ہے۔ اب جو شخص اس کی ادائیگی میں سستی و کاہلی کا شکار ہو جاتا ہے وہ باقی نمازوں میں بھی پابندی نہیں کر سکتا جس کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں کر سکتا اور اللہ تعالیٰ ایسے شخص کے دل پر مہر لگا دیتے ہیں جس سے اس کے دل سے عبادت کا شوق نکل جاتا ہے۔ اور عملاً وہ شخص منافق ہو جاتا ہے۔

(۲) آپ ﷺ نے جان بوجھ کر بغیر شرعی عذر جمعہ چھوڑ دینے والوں کے لئے سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا حتیٰ کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

لقد هممت ان امر رجلا يصلي بالناس ثم احرق على رجال يتخلفون عن الجمعة بيوتهم۔

(صحیح مسلم ۱/ ۲۳۲، کتاب المساجد)

"بے شک میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں کسی آدمی کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے پھر میں ان مردوں پر ان کے گھروں کو جلا دوں جو جمعہ سے پیچھے رہے ہیں۔"

اس لئے ہمیں چاہئے کہ اس فرض کی ادائیگی کا پورا اہتمام کریں اور کسی قدر بھی سستی کا شکار نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

8- بَابُ مَا جَاءَ مِنْ كَمْ يُؤْتَى إِلَى الْجُمُعَةُ

کتنی مسافت سے جمعہ کے لیے حاضر ہونا چاہیے

501: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ مَدُّوَيْهِ قَالَا: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ ثُوَيْرٍ عَنْ

ثویر رحمۃ اللہ علیہ نے اہل قبا کے ایک شخص سے روایت کیا، اس نے اپنے والد سے جو نبی ﷺ کے اصحاب میں سے تھے روایت کیا،

رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ قُبَاءَ عَنْ أَبِيهِ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "أَمَرَنَا النَّبِيُّ ﷺ أَنْ نَشْهَدَ الْجُمُعَةَ مِنْ قُبَاءَ". وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي هَذَا وَلَا يَصِحُّ.

انہوں نے کہا: نبی ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا کہ ہم قبا سے جمعہ پڑھنے آیا کریں۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں روایت کیا گیا ہے جو صحیح نہیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَلَا يَصِحُّ فِي هَذَا الْبَابِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ شَيْءٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: ہم اس حدیث کو صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔ اور اس بارے میں نبی ﷺ سے کوئی روایت صحیح ثابت نہیں۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: "الْجُمُعَةُ عَلَى مَنْ آوَاهُ اللَّيْلُ إِلَى أَهْلِهِ". وَهَذَا حَدِيثٌ إِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ إِنَّمَا يُرْوَى مِنْ حَدِيثِ مُعَارِكِ بْنِ عَبَّادٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ. وَضَعَّفَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عَبْدَ اللهِ بْنَ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيَّ فِي الْحَدِيثِ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی ﷺ سے روایت کیا گیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص رات اپنے اہل خانہ کے ہاں گزارے (ان کے پاس پہنچ جائے) تو اس پر جمعہ واجب ہے۔"
اس حدیث کی اسناد ضعیف ہیں۔ معارک بن عباد عن عبداللہ بن سعید مقبری کی روایت کے حوالے سے روایت کیا جاتا ہے، یحیی بن سعید القطان نے عبداللہ بن سعید مقبری کو حدیث میں ضعیف قرار دیا ہے۔

قَالَ: وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ عَلَى مَنْ تَجِبُ الْجُمُعَةُ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: تَجِبُ الْجُمُعَةُ عَلَى مَنْ آوَاهُ اللَّيْلُ إِلَى مَنْزِلِهِ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا تَجِبُ الْجُمُعَةُ إِلَّا عَلَى مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.

اہل علم کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ جمعہ کس پر واجب ہوتا ہے، بعض نے کہا ہے: جو شخص اذان کو سنتا ہے صرف اسی پر جمعہ واجب ہوتا ہے۔ یہ امام شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا قول ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) اس میں رجل من اہل قباء مجہول اور ثویر ضعیف ہے۔ اس لیے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١١٢٤

502: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ الْحَسَنِ يَقُولُ كُنَّا عِنْدَ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ فَذَكَرُوا عَلَى مَنْ تَجِبُ الْجُمُعَةُ فَلَمْ يَذْكُرْ أَحْمَدُ فِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ شَيْئًا. قَالَ: أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ فَقُلْتُ لِأَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ فِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. فَقَالَ أَحْمَدُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قُلْتُ نَعَمْ.

امام ترمذی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے احمد بن حسن کو بیان کرتے ہوئے سنا: ہم احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے پاس تھے، تو انہوں (حاضرین) نے اس چیز کا تذکرہ کیا کہ جمعہ کس پر واجب ہوتا ہے، امام احمد رحمہ اللہ نے اس بارے میں نبی ﷺ سے کوئی چیز ذکر نہ کی۔

قَالَ: أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ نُصَيْرٍ حَدَّثَنَا مُعَارِكُ بْنُ عَبَّادٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "الْجُمُعَةُ عَلَى مَنْ

احمد بن حسن نے بیان کیا، میں نے احمد بن حنبل سے کہا: اس بارے میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی ﷺ سے حدیث مروی ہے۔ احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا: نبی ﷺ سے (مروی

آوَاهُ اللَّيْلُ إِلَى أَهْلِهِ".

سے)؟ میں نے کہا: ہاں اور سند بیان کی: حدثنا حجاج بن نصیر، حدثنا معارک بن عباد عن عبداللہ بن سعید المقبری عن ابیہ عن ابی ہریرہ، عن النبی ﷺ: "جو شخص رات کو اپنے اہل خانہ کے پاس پہنچ جائے تو اس پر جمعہ واجب ہو جاتا ہے۔"

قَالَ: فَغَضِبَ عَلَيَّ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَقَالَ لِي اسْتَغْفِرْ رَبَّكَ اسْتَغْفِرْ رَبَّكَ.

راوی (احمد بن حسن) نے بیان کیا: احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ مجھ سے ناراض ہو گئے، اور فرمایا: اپنے رب سے استغفار کر، اپنے رب سے مغفرت طلب کر۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: إِنَّمَا فَعَلَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ هَذَا لِأَنَّهُ لَمْ يَعُدَّ هَذَا الْحَدِيثَ شَيْئًا وَضَعَّفَهُ لِحَالِ إِسْنَادِهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے ساتھ ایسا رویہ اس لیے اختیار کیا کہ انہوں نے اس حدیث کو حدیث ہی نہ سمجھا۔ اور اسناد کی وجہ سے اسے ضعیف قرار دیا۔

حکم الحدیث: (ضعیف جدا) سخت ضعیف ہے۔ المشکوٰۃ: ۱۳۷۶۔ اس میں عبداللہ بن سعید متروک حجاج اور معارک ضعیف ہیں۔

تخریج الحدیث: علل المتناهية: ۷۸۲، تاريخ اصبهان: ۲/۱٤۰

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ نے دن رات، چوبیس گھنٹوں میں پانچ نمازیں فرض فرمائیں جو ہر مومن مسلمان پر فرض ہیں خواہ وہ مرد ہو یا عورت، آزاد ہو یا غلام یا ملازم، معذور ہو یا بیمار وغیرہ کسی کو نماز سے استثناء نہیں۔

لیکن سات دنوں میں ایک جمعہ کا دن جو باقی دنوں سے افضل تھا میں ظہر کی نماز کے وقت اہتمام کے ساتھ عبادت کے لئے جمع ہونا اور امام سے خطبہ سننے کا حکم دیا اس کے ساتھ ہی ظہر کی چار رکعت کی بجائے دو رکعت نماز جمعہ فرض فرمائی اللہ تعالیٰ نے حکم ارشاد فرمایا:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ... الآية۔ (سورۃ الجمعہ: ۹)

"اے ایمان والو جب نماز کے لئے اذان کہی جائے جمعہ کے دن تو اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف جلدی کرو اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔"

اس آیت مبارکہ سے ثابت ہو رہا ہے کہ جہاں ظہر کی نماز کی اذان ہوتی ہے اور لوگ باجماعت نماز ادا کرتے ہیں، جمعہ کے دن ان کے لیے حکم ہے کہ جب اذان سنیں تو اپنے کاروبار چھوڑ کر جمعہ کے لئے آجائیں۔ اب اس میں شہر، گاؤں، بستی، یا افراد کی تھوڑی یا زیادہ تعداد کا کوئی مسئلہ اور تخصیص نہیں ہر مسلمان کے لئے اور ہر اس جگہ کیلئے جہاں جمعہ کے دن زوال کے وقت اذان دی جاتی ہے۔ جمعہ پڑھنا فرض قرار دے دیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الجمعة حق واجب على كل مسلم فى جماعة الا اربعة عبد مملوك او امراة او صبيّ او مريض۔ (ابوداود ۱/۱۶۰ کتاب الجمعہ)

"جمعہ ہر مسلمان پر فرض ہے جماعت کے ساتھ مگر چار قسم کے لوگوں پر غلام، عورت، بچہ، اور مریض / بیمار۔" اسی طرح مسافر کو بھی رعایت ہے کہ وہ جمعہ نہ پڑھے ظہر کی نماز ادا کر لے اس کے علاوہ کوئی بھی جمعہ کی ادائیگی سے مستثنیٰ نہیں بلکہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "جو شخص جان بوجھ کر سستی کی وجہ سے تین جمعے چھوڑ دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے"۔ (دیکھئے حدیث نمبر ۵۰۰)

لیکن "بعض الناس" نے قرآن و حدیث کے ساتھ ساتھ پوری امت مسلمہ کی مخالفت کرتے ہوئے جمعہ کی ادائیگی کے لئے نامناسب شرائط لگا کر بہت سے لوگوں کو نا صرف کہ اس عبادت کی سعادت سے محروم کر دیا ہے بلکہ انہیں فرض کی ادائیگی سے روک کر جرم اور گناہ کا

ارتکاب کیا ہے۔

کبھی کہا کہ بڑا شہر ہو تو جمعہ ہوتا ہے کبھی کہا کہ وہاں حاکم یا کوئی اس کا نائب بیٹھتا ہو تو پھر جمعہ ادا کیا جاسکتا ہے حالانکہ قرآن وحدیث میں ایسی کوئی شرط نہیں ہے۔ بلکہ جہاں اتنے افراد ہیں کہ اس بستی یا گاؤں میں ظہر کی جماعت ہوتی ہے یعنی تین آدمی ہوں تو وہاں جمعہ پڑھنا فرض ہے۔

(۲) "حدیث الباب" ضعیف ہے۔ اس سے جو استدلال کیا جاتا ہے وہ بھی صحیح نہیں اس لیے کہ اگر یہ درست بھی ہو تو اس کا مطلب ہے کہ کوئی آدمی کسی آبادی یا بستی سے اتنا دور اکیلا رہتا ہے کہ وہ جمعہ ادا کرنے کے بعد شام تک گھر واپس لوٹ آئے تو اس پر جمعہ فرض ہے اور اگر اس سے بھی زیادہ دور ہے تو پھر جمعہ کی بجائے وہ اپنے مقام پر ظہر ادا کرلے۔ اس سے وہ لوگ مراد نہیں جو کسی آبادی بستی اور گاؤں میں رہتے ہیں اور وہاں باجماعت نماز کا اہتمام بھی ہے اور پڑھتے بھی ہیں۔

(۳) احناف مقلدین پر تعجب ہے کہ ایک طرف امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کا دعویٰ کرتے ہیں اور دوسری طرف پورے برصغیر میں دیہاتوں اور بستیوں میں جمعہ بھی پڑھ، پڑھا رہے ہیں بلکہ بعض گاؤں تو ایسے ہیں کہ جہاں ان کی جتنی مساجد ہیں چھوٹی بڑی سب میں جمعہ کا اہتمام کرتے ہیں۔

کیا احناف مقلدین بتاسکتے ہیں کہ اب تقلید کہاں گئی؟

اور غیر مقلد کون ہے؟

تقلید اور مقلدین کی تفصیلی بحث کے لیے راقم کی کتاب، احناف کا رسول اللہ ﷺ سے اختلاف اور "جواہر ہدایت" کا مطالعہ فرمائیں۔

۴۔ یاد رکھیے کہ احناف یہ عمل کوئی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم سمجھ کر نہیں کر رہے بلکہ صرف اپنے افراد کو قرآن وحدیث کی تعلیمات سے محروم کرنے کے لئے ایسا کرتے ہیں کیونکہ برصغیر میں جب اہل حدیث نے اسلامی فریضہ سمجھ کر اس کو دیہات میں ادا کرنا شروع کیا تو ان لوگوں کو فکر لاحق ہوئی کہ لوگ اہل حدیث کی مساجد میں جائیں گے، خطبہ سنیں گے تو انہیں حقیقی اسلام کا پتہ چل جائے گا لہٰذا اپنی مسجد میں اجتماع کا اہتمام کیا جائے تاکہ لوگ شرعی احکام سے جاہل ہی رہیں۔ لیکن وہ کہتے ہیں نا کہ "رسی جل گئی مگر بل نہیں گیا" اس کا عملی نمونہ مقلدین احناف نے پیش کیا کہ جمعہ تو شروع کرلیا لیکن ساتھ ہی غیر احتیاطی کے نام سے نماز ظہر بھی پڑھنے کی پابندی لگادی۔

حالانکہ احادیث میں واضح طور پر یہ مسئلہ موجود ہے کہ "شک کی عبادت قبول نہیں ہوتی" اب ان کو جمعہ میں شک ہے کہ دیہاتوں میں نہیں ہوتا لیکن پڑھ رہے ہیں حدیث کی رو سے وہ بھی نہ ہوا، ظہر کی نماز یقین کے ساتھ نہیں بلکہ احتیاط کے طور پر پڑھتے ہیں وہ بھی شک کی بنیاد پر نہ ہوئی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ "نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم"۔

9- بَابُ مَا جَاءَ فِي وَقْتِ الْجُمُعَةِ

جمعہ کا وقت

503: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ التَّيْمِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "كَانَ يُصَلِّي الْجُمُعَةَ حِينَ تَمِيلُ الشَّمْسُ".

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سورج کے ڈھلنے کے وقت جمعہ پڑھا کرتے تھے۔

حکم الحدیث: (صحیح) ''الاجوبة النافعة'' صحيح ابی داؤد: ٩٩٥، اخرجه ابن عدي في الكامل: ٢٠٥٦/٦

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٩٠٤، سنن ابو داود: ١٠٨٤، مسنداحمد : ١٢٢٩٩، ابو يعلى: ٤٣٢٩

504: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ التَّيْمِيِّ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

عثمان بن عبدالرحمٰن تیمی نے انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی ﷺ سے اسی مانند روایت کیا ہے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ وَجَابِرٍ وَالزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا سلمہ بن اکوع، جابر اور زبیر بن عوام رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهُوَ الَّذِي أَجْمَعَ عَلَيْهِ أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ وَقْتَ الْجُمُعَةِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ كَوَقْتِ الظُّهْرِ. وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ اسی پر اکثر اہل علم کا اجماع ہے کہ: ظہر کے وقت کی طرح جب سورج ڈھل جائے تو وہی جمعے کا وقت ہے۔ امام شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے۔

وَرَأَى بَعْضُهُمْ أَنَّ صَلَاةَ الْجُمُعَةِ إِذَا صُلِّيَتْ قَبْلَ الزَّوَالِ أَنَّهَا تَجُوزُ أَيْضًا. وَقَالَ أَحْمَدُ وَمَنْ صَلَّاهَا قَبْلَ الزَّوَالِ فَإِنَّهُ لَمْ يَرَ عَلَيْهِ إِعَادَةً.

بعض کی رائے ہے کہ نماز جمعہ اگر زوال سے پہلے بھی پڑھ لی جائے تو جائز ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جو شخص زوال آفتاب سے پہلے نماز جمعہ پڑھ لے تو ان کے نزدیک اس پر نماز کا دہرانا ضروری نہیں۔

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٩٠٤، سنن ابو داود: ١٠٨٤، مسنداحمد : ١٢٢٩٩

فوائد الحدیث: ١۔ نماز جمعہ جو کہ ظہر کی نماز کے قائم مقام ہے لہٰذا اس کا وقت بھی وہی ہے جو ظہر کی نماز کا وقت ہے، حدیث الباب اور دیگر احادیث اسی بات پر دلالت کرتی ہیں۔

٢۔ نماز جمعہ زوال شمس کے بعد جلدی پڑھنے کی کوشش کرنا چاہئے، آپ ﷺ کا یہی معمول تھا سیّدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ كنا نجمع مع رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا زالت الشمس ثم نتتبع الفئ۔ (مسلم ١/ ٢٨٣، کتاب الجمعہ)

''ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جمعہ ادا کرتے جب سورج ڈھل جاتا پھر ہم واپس لوٹتے تو بڑی کوشش سے سایہ تلاش کرتے'' (یعنی معمولی سایہ ہوتا تھا)

انہی کی دوسری روایت صحیح مسلم میں ہی ہے کہ دیواروں کا اتنا سایہ نہیں ہوتا تھا کہ جس سے سایہ حاصل کیا جاسکے۔ (یعنی فائدہ اٹھایا جاسکے) اس لیے بلاوجہ اور بے جا جمعہ کے خطبہ کو لیٹ نہیں کرنا چاہئے۔

10- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخُطْبَةِ عَلَى الْمِنْبَرِ

منبر پر خطبہ دینا

505: حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ الْفَلَّاسُ الصَّيْرَفِيُّ

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کھجور

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ وَيَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ أَبُو غَسَّانَ الْعَنْبَرِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ الْعَلَاءِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "كَانَ يَخْطُبُ إِلَى جِذْعٍ فَلَمَّا اتُّخِذَ النَّبِيُّ ﷺ" الْمِنْبَرَ حَنَّ الْجِذْعُ حَتَّى أَتَاهُ فَالْتَزَمَهُ فَسَكَنَ.

کے تنے کے پاس خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے، جب نبی ﷺ نے منبر بنا لیا تو وہ تنا رونے لگا، حتیٰ کہ آپ اس کے پاس تشریف لائے اسے سینے سے لگایا تو وہ خاموش ہو گیا۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَجَابِرٍ وَسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأُمِّ سَلَمَةَ.

اس باب میں سیّدنا انس، جابر، سہل بن سعد، ابی بن کعب، ابن عباس اور سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت حسن غریب صحیح ہے۔

وَمُعَاذُ بْنُ الْعَلَاءِ هُوَ بَصْرِيٌّ وَهُوَ أَخُو أَبِي عَمْرِو بْنِ الْعَلَاءِ.

معاذ بن علاء، یہ بصری ہیں اور عمرو بن علاء کے بھائی ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) الصحيحه: ٢١٧٤، اخرجه الدارمي: ٣١، البيهقي: ٣/١٩٦، في الدلائل: ٢/٥٥٦

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣٥٨٣، مسنداحمد : ٥٨٨٦، صحیح ابن حبان: ٦٥٠٦

فوائد الحدیث: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خطبہ منبر پر دینا چاہئے۔ اگر منبر نہ ہو تو پھر بغیر منبر کے بھی خطبہ دیا جا سکتا ہے کیونکہ منبر بنوانے سے پہلے آپ ﷺ بغیر منبر کے خطبہ دیتے تھے۔

11- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجُلُوسِ بَيْنَ الْخُطْبَتَيْنِ

دو خطبوں کے درمیان بیٹھنا

506: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "كَانَ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ثُمَّ يَجْلِسُ ثُمَّ يَقُومُ فَيَخْطُبُ، قَالَ: مِثْلَ مَا تَفْعَلُونَ الْيَوْمَ".

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جمعہ کے دن خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے، پھر آپ ﷺ بیٹھتے اور پھر کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ انہوں نے بیان کیا: جس طرح تم آج کل کرتے ہو۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ وَجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عباس، جابر بن عبداللہ، اور جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهُوَ الَّذِي رَآهُ أَهْلُ الْعِلْمِ أَنْ يَفْصِلَ بَيْنَ الْخُطْبَتَيْنِ بِجُلُوسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح ہے۔ اور اہل علم کا یہی موقف ہے کہ وہ (امام) دو خطبوں کے درمیان (بیٹھ کر) فرق کرے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح ابى داؤد: ١٠٠٢، الارواء: ٦٠٤، اخرجه الدرامي: ١٥٦٦، ابن خزيمه: ١٤٤٦، الدارقطني: ٢/٢٠

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٩٢٠ و ٩٢٨، صحیح مسلم: ٨٦١، سنن ابو داود: ١٠٩٢، سنن ابن ماجه: ١١٠٣، سنن النسائی: ٣/١٠٩، مسنداحمد : ٤٩١٩

فوائد الحدیث: ۱۔ جمعۃ المبارک کے دو خطبے ہیں۔ حضرات احناف نے جو طریقہ اختیار کیا ہوا ہے اس سے خطبے تین بن جاتے ہیں جو کہ غلط اور خلاف سُنت ہے۔

۲۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ آپ ﷺ خطبہ کھڑے ہو کر دیا کرتے تھے۔ لہٰذا اگر کسی کا کوئی شرعی عذر (معذوری / بیماری وغیرہ) نہ ہو تو خطبہ کھڑے ہو کر دینا چاہئے۔ سیّدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں الفاظ ہیں۔

فمن حدثکم ان رسول اللہ ﷺ کان یخطب قاعدا فقد کذب۔ (سنن نسائی ۱/۱۶۷، کتاب الجمعۃ)

"جو شخص تمہیں بیان کرے کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھ کر خطبہ دیا کرتے تھے تو بے شک اس نے جھوٹ بولا۔"

۳۔ حضرات احناف جو بیٹھ کر خطبہ دیتے ہیں یہ عمل رسول اللہ ﷺ کی سُنت کے خلاف ہے۔

12- بَابُ مَا جَاءَ فِي قَصْدِ الْخُطْبَةِ

خطبہ کا مختصر ہونا

507: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَهَنَّادٌ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: "كُنْتُ أُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَكَانَتْ صَلَاتُهُ قَصْدًا وَخُطْبَتُهُ قَصْدًا".

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ وَابْنِ أَبِي أَوْفَى.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

سیّدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ نماز (جمعہ) پڑھا کرتا تھا، آپ ﷺ کی نماز متوسط (درمیانی) ہوتی تھی اور خطبہ بھی متوسط (درمیانہ) ہوتا تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عمار بن یاسر اور ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن الجارود: ۲۹۶، ابو یعلی: ۷۴۴۱، ابن خزیمه: ۱۴۴۷

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ۸۶۶، سنن ابو داود: ۱۱۰۱، و ۱۱۰۷، سنن ابن ماجه: ۱۱۰۶، سنن النسائی: ۳/۱۹۱-۱۹۲، مسند احمد: ۲۰۸۴۶، و ۲۱۰۲۶، صحیح ابن حبان: ۲۸۰۲

فوائد الحدیث: ۱۔ عام دنوں کے دروس، وعظ و تقریر کی بہ نسبت خطبہ مختصر اور عام دنوں کی نمازوں کی بہ نسبت نماز لمبی ہونی چاہئے۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی سُنتِ مبارکہ ہے۔

۲۔ بعض خطباء خطبہ تو دو دو گھنٹے کا دیتے ہیں لیکن نماز دو چار منٹ میں مکمل کر دیتے ہیں یہ درست نہیں، کم از کم آپ ﷺ سے منقول سورتوں کی قرأت کرنی چاہئے اور خطبے میں بھی اعتدال اور میانہ روی اختیار کرنی چاہئے۔

13- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ عَلَى الْمِنْبَرِ

منبر پر قراءت کرنا

508: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ

سیّدنا یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے نبی ﷺ کو منبر پر (سورۃ الزخرف کی آیت: ۷۷): ﴿وَنَادَوْا يَا مَالِكُ﴾ پڑھتے

عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ "يَقْرَأُ عَلَى الْمِنْبَرِ ﴿وَنَادَوْا يَا مَالِكُ﴾". (الزخرف:۷۷)

ہوئے سنا۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابوہریرہ اور جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ وَهُوَ حَدِيثُ ابْنِ عُيَيْنَةَ. وَقَدِ اخْتَارَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنْ يَقْرَأَ الإِمَامُ فِي الْخُطْبَةِ آيًا مِنَ الْقُرْآنِ. قَالَ الشَّافِعِيُّ: وَإِذَا خَطَبَ الإِمَامُ فَلَمْ يَقْرَأْ فِي خُطْبَتِهِ شَيْئًا مِنَ الْقُرْآنِ أَعَادَ الْخُطْبَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح غریب ہے اور وہ ابن عیینہ کی روایت ہے۔ اہل علم کی ایک جماعت نے اس بات کو اختیار کیا ہے کہ امام خطبے میں قرآن کریم کی چند آیات پڑھے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جب امام خطبہ ارشاد فرمائے اور وہ خطبے میں قرآن کریم میں سے کوئی آیت بھی نہ پڑھے تو وہ دوبارہ خطبہ پڑھے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الارواء: ۳/۷۵، اخرجه الحميدي: ۷۸۷

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ۳۲۳۰، و ۳۲۶۶، و ۴۸۱۹، صحيح مسلم: ۸۷۱، سنن ابو داود: ۳۹۹۲، سنن النسائی في الكبرى: ۱۱۴۷۹

فوائد الحدیث: خطبہ میں بھی رسول اللہ ﷺ عموماً چار آیات بینات تلاوت فرمایا کرتے تھے جُو معروف ہیں۔ اس کے علاوہ بھی آپ وعظ و نصیحت کے لیے قرآنی آیات کی تلاوت فرماتے، جیسے حدیث تحت الباب میں سورۃ زخرف کی آیت ہے۔ سنن نسائی کی روایت کے مطابق آپ ﷺ نے سورۃ "قٓ" کی قرأت فرمائی لہٰذا یہ سُنت ہے اور ویسے بھی قصے کہانیوں کی بجائے قرآن و حدیث سے ہی وعظ و نصیحت کو شعار بنانا چاہیے۔

14- بَابُ مَا جَاءَ فِي اسْتِقْبَالِ الإِمَامِ إِذَا خَطَبَ

جب امام خطبہ پڑھ رہا ہو تو اس کی طرف منہ کر کے بیٹھنا

509: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ يَعْقُوبَ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ بْنِ عَطِيَّةَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ "إِذَا اسْتَوَى عَلَى الْمِنْبَرِ اسْتَقْبَلْنَاهُ بِوُجُوهِنَا".

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ جب منبر پر تشریف فرما ہو جاتے تو ہم اپنے چہرے آپ کی طرف کر لیتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَحَدِيثُ مَنْصُورٍ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ الْفَضْلِ بْنِ عَطِيَّةَ. وَمُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ بْنِ عَطِيَّةَ ضَعِيفٌ ذَاهِبُ الْحَدِيثِ عِنْدَ أَصْحَابِنَا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔ اور منصور کی حدیث کو ہم صرف محمد بن فضل بن عطیہ کی روایت سے ہی جانتے ہیں اور محمد بن فضل ہمارے اصحاب کے نزدیک ضعیف ہیں اور

حدیث کو بھول جانے والے ہیں

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ يَسْتَحِبُّونَ اسْتِقْبَالَ الإِمَامِ إِذَا خَطَبَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نبی ﷺ کے اصحاب اور دیگر حضرات کا اسی پر عمل ہے اور وہ خطبے کے دوران امام کی طرف منہ کر کے بیٹھنے کو مستحب قرار دیتے ہیں۔

وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَلَا يَصِحُّ فِي هَذَا الْبَابِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ شَيْءٌ.

امام سفیان ثوری، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں نبی ﷺ سے کوئی روایت صحیح ثابت نہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) الصحيحة: ٢٠٨٠۔ بعض کہتے ہیں ضعیف ہے۔ اس میں محمد بن الفضل ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند ابو يعلى: ٥٤١٠، حلية الاولياء: ٤٥/٥

فوائد الحدیث: خطبہ کے دوران شرعاً، فطرتاً اور اخلاقاً بھی سامعین / مقتدیوں کے چہرے امام کی طرف ہونے چاہیں، کیونکہ خطبے کا مقصد ہی لوگوں کی اصلاح و تربیت ہے اگر وہ، متوجہ نہیں ہوں گے تو یہ مقصد حاصل نہیں ہو سکے گا۔

15- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ إِذَا جَاءَ الرَّجُلُ وَالإِمَامُ يَخْطُبُ

جب آدمی خطبہ کے دوران آئے تو وہ دو رکعتیں پڑھ کر بیٹھے

510: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: بَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ "يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ، فَقَالَ: النَّبِيُّ ﷺ أَصَلَّيْتَ؟ قَالَ لَا. قَالَ: قُمْ فَارْكَعْ".

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جمعہ کے دن خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک آدمی (سلیک غطفانی رضی اللہ عنہ) آئے تو نبی ﷺ نے فرمایا: "کیا تم نے نماز (تحیۃ المسجد) پڑھی ہے؟" انہوں نے عرض کیا: نہیں، آپ نے فرمایا: "اٹھو دو رکعتیں پڑھو۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ أَصَحُّ شَيْءٍ فِي هَذَا الْبَابِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور اس باب میں سب سے زیادہ صحیح روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الطيالسي: ١٦٩٥، الحميدي: ١٢٢٣، الدارمي: ١٥٦٣، وابن خزيمه: ١٨٣٢

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٩٣١، صحيح مسلم: ٨٧٥، سنن ابو داود: ١١١٥-١١١٧، سنن ابن ماجه: ١١١٢۔ سنن النسائی: ١٠٣/٣ و ١٠٧، مسند احمد: ١٤٣٠٩

511: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ "دَخَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَمَرْوَانُ يَخْطُبُ فَقَامَ يُصَلِّي فَجَاءَ الْحَرَسُ لِيُجْلِسُوهُ، فَأَبَى حَتَّى صَلَّى فَلَمَّا انْصَرَفَ أَتَيْنَاهُ فَقُلْنَا رَحِمَكَ اللهُ إِنْ

عیاض بن عبداللہ بن ابی سرح سے روایت ہے کہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن مسجد میں تشریف لائے جبکہ مروان خطبہ دے رہا تھا، وہ کھڑے ہو کر (دو رکعت) نماز پڑھ رہے تھے تو سکیورٹی کے افراد انہیں بٹھانے لگے۔ انہوں نے انکار کر دیا حتیٰ کہ نماز پڑھی، جب وہ فارغ ہوئے تو ہم نے ان کی

كَادُوا لَيَقَعُوا بِكَ. فَقَالَ: مَا كُنْتُ لَأَتْرُكَهُمَا بَعْدَ شَيْءٍ رَأَيْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ. ثُمَّ ذَكَرَ أَنَّ رَجُلاً جَاءَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي هَيْئَةٍ بَذَّةٍ وَالنَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَأَمَرَهُ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَالنَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ.

خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اللہ آپ پر رحم فرمائے قریب تھا کہ وہ آپ کو کوئی تکلیف پہنچاتے۔ تو انہوں نے فرمایا: میں ان دو (رکعتوں) کو اس واقعہ کے بعد جسے میں نے رسول اللہ ﷺ سے دیکھا، چھوڑنے والا نہ تھا؛ پھر انہوں نے بیان کیا کہ ایک آدمی میلی کچیلی حالت میں جمعہ کے دن آیا جبکہ نبی ﷺ جمعہ کے دن خطبہ ارشاد فرما رہے تھے تو آپ ﷺ نے اسے حکم فرمایا تو اس نے دو رکعتیں پڑھیں جبکہ نبی ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔

قَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ: كَانَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ إِذَا جَاءَ وَالإِمَامُ يَخْطُبُ وَكَانَ يَأْمُرُ بِهِ وَكَانَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمُقْرِئُ يَرَاهُ.

ابن ابی عمر نے بیان کیا: سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ جب امام کے خطبہ کے دوران تشریف لاتے تھے تو دو رکعتیں پڑھ کر بیٹھتے تھے اور وہ اس کا حکم بھی فرماتے تھے۔ اور ابو عبد الرحمٰن المقری انہیں دیکھ رہے ہوتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَسَمِعْتُ ابْنَ أَبِي عُمَرَ يَقُولُ: قَالَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ ثِقَةً مَأْمُونًا فِي الْحَدِيثِ.

امام ابو عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے ابن ابی عمر کو بیان کرتے ہوئے سنا: سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: محمد بن عجلان حدیث میں ثقہ مامون تھے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا جابر، ابو ہریرہ اور سہل بن سعد رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ. وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ بعض اہل علم کا اسی پر عمل ہے، امام شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے۔

وَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِذَا دَخَلَ وَالإِمَامُ يَخْطُبُ فَإِنَّهُ يَجْلِسُ وَلَا يُصَلِّي. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَأَهْلِ الْكُوفَةِ. وَالْقَوْلُ الأَوَّلُ أَصَحُّ.

ان میں سے بعض نے کہا: جب کوئی شخص خطبے کے دوران آئے تو وہ (دو رکعت) نماز پڑھے بغیر بیٹھ جائے، یہ سفیان ثوری اور کوفہ والوں کا موقف ہے۔ جبکہ پہلا موقف زیادہ صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ خَالِدٍ الْقُرَشِيُّ قَالَ: رَأَيْتُ الْحَسَنَ الْبَصْرِيَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالإِمَامُ يَخْطُبُ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ. إِنَّمَا فَعَلَ الْحَسَنُ اتِّبَاعًا لِلْحَدِيثِ وَهُوَ رَوَى عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ هَذَا الْحَدِيثَ.

علاء بن خالد قرشی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، میں نے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ جب وہ جمعہ کے دن خطبے کے دوران آتے تو وہ دو رکعتیں پڑھ کر بیٹھتے تھے۔ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اتباع حدیث کے جذبے ہی سے ایسے کیا تھا۔ اور انہوں نے جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی ﷺ سے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث:(حسن صحيح) اخرجه الدارمي: ١٥٦٠، ابن خزيمه: ١٧٩٩، والبيهقي: ٢١٧/٣

تخریج الحدیث: اخرجه ابوداود: ١٦٧٥، سنن ابن ماجه: ١١١٣، ١١١٥، سنن النسائي: ١٠٦/٣-١٠٧ و ٦٣/٥- مسنداحمد : ١١١٩٧

فوائد الحدیث: ا۔ جمعہ کے دن خطبے سے پہلے سنن ونوافل کی کوئی مقررہ تعداد نہیں ہے، مسجد میں خطبہ سے پہلے آنے والا شخص جتنی چاہے رکعات پڑھے کوئی پابندی نہیں۔ لیکن اگر کوئی شخص خطبہ کے دوران آئے تو وہ صرف چھوٹی چھوٹی دو رکعتیں پڑھے گا، پڑھے گا ضرور، لیکن لمبی نہیں کرے گا۔

۲۔ ان دو رکعتوں کی اہمیت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بغیر نماز پڑھے بیٹھنے والے شخص کو کھڑا کر دیا کہ وہ پہلے دو رکعتیں پڑھے پھر بیٹھے۔ یہ میری بات نہیں بلکہ آپ ﷺ نے یہ حکم فرما کر اذا جاء احدکم والامام یخطب فلا یجلس حتی یرکع رکعتین خفیفتین کہ "جب تم میں سے کوئی شخص آئے اور امام خطبہ دے رہا ہو تو اس وقت تک نہ بیٹھے جب تک دو ہلکی سی رکعتیں نہ پڑھ لے" یہ قانون اور ضابطہ بنادیا۔

مگر افسوس ہے کہ مقلدین احناف نے اس حدیث کی مخالفت کرنے کے لیے کئی قسم کی تاویلیں کی ہیں کسی نے کہا کہ وہ غریب آدمی تھا اس سے تعاون کروانا مقصود تھا کسی نے کہا کہ ابھی آپ ﷺ نے خطبہ شروع نہیں کیا تھا، کوئی کہتا ہے کہ آپ ﷺ نے خطبہ روک دیا تھا۔ وغیرہ وغیرہ جتنے منہ اتنی باتیں، معلوم ہوتا ہے کہ "سارا ٹبر ای تاویلاں دا بادشاہ اے" بس حدیث نہیں ماننی باقی جو ہوسکا کریں گے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۳۔ اللہ تعالیٰ امام ترمذی رحمہ اللہ کے جنّت میں درجات بلند فرمائے انہوں نے بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین عظام رحمۃ اللہ علیہم کے اقوال وعمل بیان کر کے ان ساری تاویلوں کا رد کر دیا ہے۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ عنا۔

۴۔ اس حدیث سے ان لوگوں کا بھی رد ہوتا ہے جو سورہ اعراف کی آیت مبارکہ: وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا--- الایۃ کی آڑ میں لوگوں کو نماز میں خلف الامام سورہ فاتحہ پڑھنے سے روکتے ہیں کہ یہ "انصات" کے خلاف ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آہستہ پڑھنا "انصات" کے خلاف نہیں۔ دیکھیں خطبہ جمعہ کے دوران اس قدر خاموشی کا حکم ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اگر کسی نے دوسرے شخص سے یہ کہا کہ "انصت" (خاموش ہو جا فقد لغا تو بے شک اس نے بھی لغو حرکت کی)۔ لیکن ادھر مکمل دو رکعتیں پڑھائی جارہی ہیں تو معلوم ہوا کہ آہستہ آواز سے پڑھنا انصات / خاموشی کے حکم میں ہی ہے۔ (مزید تفصیل کے لئے حدیث نمبر ۲۵۱ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں)

۵۔ دورانِ خطبہ ضرورت ہو تو امام کسی مقتدی سے مخاطب ہو سکتا ہے اور وہ مقتدی بھی جواب دے سکتا ہے۔

16- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْكَلَامِ وَالإِمَامُ يَخْطُبُ

امام کے خطبہ کے دوران بات کرنے کی کراہت

512: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "مَنْ قَالَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالإِمَامُ يَخْطُبُ أَنْصِتْ فَقَدْ لَغَا".

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے جمعہ کے دن امام کے خطبے کے دوران (کسی شخص سے) کہا: خاموش ہو جا، تو اس نے فضول گوئی کی۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابن ابی اوفی اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ كَرِهُوا لِلرَّجُلِ أَنْ يَتَكَلَّمَ وَالإِمَامُ يَخْطُبُ وَقَالُوا: إِنْ تَكَلَّمَ غَيْرُهُ فَلَا يُنْكِرْ عَلَيْهِ إِلَّا بِالإِشَارَةِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ اہل علم کا اسی پر عمل ہے، انہوں نے اس بات کو ناپسند کیا ہے کہ وہ امام کے خطبے کے دوران بات کرے، اور انہوں نے کہا: اگر کوئی دوسرا شخص بات کرے تو وہ اشارے کے ساتھ اسے روکے۔ (یعنی خود کلام نہ کرے)

وَاخْتَلَفُوا فِي رَدِّ السَّلَامِ وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ وَالإِمَامُ يَخْطُبُ فَرَخَّصَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي رَدِّ السَّلَامِ وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ وَالإِمَامُ يَخْطُبُ وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ. وَكَرِهَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنَ التَّابِعِينَ وَغَيْرِهِمْ ذَلِكَ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ.

خطبے کے دوران سلام کا جواب دینے اور چھینک مار کر الحمد للہ کہنے والے کو یرحمك الله کہہ کر جواب دینے کے بارے میں اہل علم کا اختلاف ہے، بعض نے خطبے کے دوران ان دونوں صورتوں میں جواب دینے کی رخصت دی ہے۔ امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ کا یہی موقف ہے۔ تابعین میں سے بعض اہل علم نے اسے ناپسند کیا ہے، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہی موقف ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه ابو يعلى: ٥٨٤٦، ابن خزيمه: ١٨٠٥، والبيهقي: ٢١٩/٣

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٩٣٤، صحيح مسلم: ٨٥١، سنن ابو داود: ١١١٢، سنن ابن ماجه: ١١١٠، سنن النسائی: ١٠٣/٣-١٠٤، و ١٠٤، و ١٨٨، مسند احمد: ٧٦٨٦

فوائد الحديث: ۱۔ خطبہ کے دوران امام کی تقریر کو توجہ سے سننا چاہئے اس دوران نہ تو خود بات کرنا جائز ہے اور نہ ہی زبان سے بول کر کسی دوسرے کو خاموش کروانے کی اجازت ہے۔ لہذا مکمل خاموشی اختیار کرنی چاہیئے۔

۲۔ کسی دوسرے کے سلام کا جواب یا چھینک والے کے لئے دعا بلند آواز سے نہیں دے سکتا ہاں آہستہ آواز سے بغیر اس کی طرف متوجہ ہوئے اگر جواب دینا چاہے تو گنجائش ہے، جیسے اپنے لیے کوئی دعا یاذکر کرنا خاموشی سے جائز ہے۔

۳۔ اگر امام کسی مقتدی کو دوران خطبہ مخاطب کرے تو وہ جواب دے سکتا ہے جیسے کہ حدیث نمبر ۵۱۰ میں بیان گزرا ہے۔

17- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ التَّخَطِّي يَوْمَ الْجُمُعَةِ

جمعہ کے دن لوگوں کو پھلانگنے کی کراہت

513: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا رِشْدِينُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ زَبَّانَ بْنِ فَائِدٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ الْجُهَنِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: "مَنْ تَخَطَّى رِقَابَ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اتَّخَذَ جِسْرًا إِلَى جَهَنَّمَ".

سیّدنا معاذ بن انس جہنی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے جمعے کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگیں تو اس نے جہنم تک پہنچنے کے لیے پل بنالیا۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ الْجُهَنِيِّ حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ رِشْدِينَ بْنِ سَعْدٍ. وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ كَرِهُوا أَنْ يَتَخَطَّى الرَّجُلُ رِقَابَ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَشَدَّدُوا فِي ذَلِكَ. وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي رِشْدِينَ بْنِ سَعْدٍ وَضَعَّفَهُ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: معاذ بن انس رضی اللہ عنہ کی روایت غریب ہے۔ ہم صرف اسے رشدین بن سعد کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں۔ اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔ انہوں نے جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگنے کو ناپسند کیا ہے، اور انہوں نے اس بارے میں سختی کی ہے۔ بعض اہل علم نے رشدین بن سعد کو اس کے حافظے کے حوالے سے ضعیف قرار دیا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس میں رشدین اور زبان بن فائد دونوں ضعیف ہیں۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١١١٦، مسند احمد : ١٥٦٠٩، ١٥٤٤٧

فوائد الحدیث: ا۔ جمعہ کے دن نمازیوں کو چاہئے کہ وہ پہلی صفوں میں بیٹھیں تاکہ بعد میں آنے والوں کو دقت نہ ہو، اور لیٹ آنے والے بھی نمازیوں کی گردنیں پھلانگ کر اگلی صفوں میں امام کے قریب پہنچنے کی کوشش نہ کریں بلکہ جہاں جگہ ملتی ہے وہاں بیٹھ جائیں۔

۲۔ بعض اوقات لوگ پچھلی صفوں میں بیٹھ جاتے ہیں، اگلی صفیں خالی ہوتی ہیں اور پھر پیچھے جگہ بھی نہیں ہوتی تو ایسی حالت میں بعد میں آنے والوں کی مجبوری ہے اس لیے ان کے لئے گنجائش نکل سکتی ہے۔ البتہ امام صاحب کو چاہئے کہ وہ نمازیوں کو پہلی صفوں میں بیٹھنے کی ترغیب دیں۔

18- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الِاحْتِبَاءِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ

خطبہ کے دوران گوٹھ مار کر بیٹھنے کی ممانعت

514: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ وَعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمُقْرِءُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي أَيُّوبَ حَدَّثَنِي أَبُو مَرْحُومٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "نَهَى عَنِ الْحَبْوَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ".

سیّدنا سہل بن معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے جمعے کے دن خطبے کے دوران گوٹھ مار کر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَأَبُو مَرْحُومٍ اسْمُهُ عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ مَيْمُونٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے، ابو مرحوم کا نام عبدالرحیم بن میمون ہے۔

وَقَدْ كَرِهَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ الْحَبْوَةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ وَرَخَّصَ فِي ذَلِكَ بَعْضُهُمْ مِنْهُمْ عَبْدُ

اہل علم میں سے کچھ حضرات نے جمعے کے دن خطبے کے دوران گوٹھ مار کر بیٹھنے کو ناپسند کیا ہے۔ جبکہ ان میں سے

اللهِ بْنُ عُمَرَ وَغَيْرُهُ وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ لَا يَرَيَانِ بِالْحَبْوَةِ وَالإِمَامُ يَخْطُبُ بَأْسًا.

بعض نے اس بارے میں رخصت دی ہے۔ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما وغیرہ اسی موقف کے قائل ہیں۔ امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ بھی یہی موقف رکھتے ہیں۔ وہ خطبے کے دوران گوٹ مار کر بیٹھنے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے۔

حکم الحدیث: (حسن) المشكوٰة: ١٢٩٣، صحيح ابى داؤد: ١٠١٧، ابن خزيمه: ١٨١٥، الحاكم: ٢٨٩/١، البيهقي: ٢٣٥/٣

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١١١٠، مسند احمد: ١٥٦٣٠

فوائد الحدیث: ١۔ "حَبْوَةٌ" کہتے ہیں کہ آدمی اس انداز سے بیٹھے کہ اپنے سرین زمین پر لگا لے اور گھٹنے کھڑے کر کے سینے کے برابر کر لے پھر یا تو ان پر کپڑا باندھ لے یا اپنے دونوں ہاتھوں سے ان کو پکڑ لے۔

٢۔ ایسی حالت کی وجہ سے بعض اوقات آدمی کا ستر کھل جاتا ہے اور بعض اوقات نیند کی وجہ سے گر جاتا ہے جس سے خطبہ میں خلل پڑتا ہے اور نمازیوں کی توجہ بھی اسی طرف ہو جاتی ہے۔ اس لیے خطبہ جمعہ یا علمی مجلسوں میں اس حالت میں بیٹھنے سے اجتناب کرنا چاہئے۔

٣۔ سنن ابی داؤد کی ایک روایت کے مطابق بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین خطبے کے دوران "حبوۃ" کی حالت میں بیٹھ جاتے تھے۔

یاد رکھیں کہ ایک تو وہ روایت ضعیف ہے۔ اگر صحیح بھی ہو تو ان دونوں میں تطبیق اس طرح دی جا سکتی ہے کہ اگر گھٹنوں پر کپڑا باندھ کر "احتباء" کی حالت بنائی ہوئی ہے تو یہ منع ہے کہ نیند وغیرہ کے موقعہ پر یہ کھلتا نہیں اور آدمی بالکل مدہوش ہوتا ہے اور گر جاتا ہے اس وجہ سے اس سے منع کیا گیا ہے۔ اگر ہاتھوں سے گھٹنوں کو پکڑ کر "حبوۃ" بنایا ہوا ہے تو اس میں قدرے آدمی ہوش میں ہوتا ہے کہ جونہی نیند کا غلبہ ہونے لگے اس کے ہاتھ کھل جاتے ہیں اور وہ سنبھل جاتا ہے۔ اس میں گنجائش ہو سکتی ہے۔ بہر حال اس وسعت کے باوجود اس حالت سے بچنا اولیٰ و افضل ہے۔

19- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ رَفْعِ الأَيْدِي عَلَى الْمِنْبَرِ

منبر پر (خطبہ کے دوران) ہاتھ بلند کرنے کی کراہت

515: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَارَةَ بْنَ رُوَيْبَةَ الثَّقَفِيَّ وَبِشْرُ بْنُ مَرْوَانَ يَخْطُبُ فَرَفَعَ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ فَقَالَ عُمَارَةُ: قَبَّحَ اللهُ هَاتَيْنِ الْيَدَيْنِ الْقَصِيرَتَيْنِ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ "وَمَا يَزِيدُ عَلَى أَنْ يَقُولَ هَكَذَا وَأَشَارَ هُشَيْمٌ بِالسَّبَّابَةِ".

حصین نے بیان کیا: میں نے عمارہ بن رویبہ ثقفی کو سنا جبکہ بشر بن مروان خطبہ دے رہا تھا تو اس نے دعا میں ہاتھ اٹھائے تو عمارہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ ان دو چھوٹے چھوٹے ہاتھوں کو خیر و بھلائی سے دور رکھے، میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ اس سے زیادہ نہیں کرتے تھے۔ ہشیم نے انگشت شہادت کے ساتھ اشارہ کیا (کہ آپ خطبہ کے دوران صرف انگشت شہادت کے ساتھ اشارہ فرماتے تھے)۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح ابى داؤد: ١٠١٢، اخرجه الدارمي: ١٥٦٨، ابن خزيمه: ١٧٩٣

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٨٧٤، سنن ابو داود: ١١٠٤، سنن النسائى: ١٠٨/٣، مسنداحمد : ١٧٢١٩، صحيح ابن حبان: ٨٨٢

فوائد الحدیث: خطبے کے دوران وعظ و تذکیر کرتے ہوئے لوگوں کو متوجہ کرنے یا بات سمجھانے کے لیے مناسب اشارہ کرنا رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے جیسا کہ باب کی حدیث سے ثابت ہے لیکن بلاوجہ اور ہاتھ یا بازو لہرا لہرا کر مار دھاڑ کے انداز میں ہاتھوں کو بلند کرنا خلاف سُنت ہے۔

20- بَابُ مَا جَاءَ فِي أَذَانِ الْجُمُعَةِ

جمعے کی اذان

516: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ خَالِدٍ الْخَيَّاطُ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: "كَانَ الأَذَانُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ إِذَا خَرَجَ الإِمَامُ وَإِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَمَّا كَانَ عُثْمَانُ رضي الله عنه زَادَ النِّدَاءَ الثَّالِثَ عَلَى الزَّوْرَاءِ".

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

سیّدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ اور سیّدنا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے دور میں جب امام (خطبہ دینے کے لیے گھر سے) باہر تشریف لاتے اور (جب) نماز کھڑی کی جاتی تھی تو اذان دی جاتی تھی، پس جب عُثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے زوراء کے مقام پر تیسری اذان مزید کہلوائی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٢٢٢/١، ابن الجارود: ٢٩٠

تخریج الحدیث: صحيح بخارى: ٩١٢ و ٩١٣ و ٩١٥و ٩١٦، سنن ابو داود: ١٠٨٧-١٠٩٠، سنن ابن ماجه: ١١٣٥، سنن النسائى: ١٠٠/٣-١٠١، ابن خزيمة: ١٧٧٣، سنن كبرىٰ للبيهقى: ١٩٢/٣، مسند احمد : ١٥٧١٦، ابن حبان: ١٦٧٣

فوائد الحدیث: ١۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں جمعہ کے دن صرف ایک اذان کہی جاتی تھی۔ جب آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوتے۔ پھر جماعت کے لیے اقامت کہی جاتی جسے دوسری اذان کا نام دیا گیا، سیّدنا عُثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں جمعہ کے خطبہ سے پہلے لوگوں کو جمعے کے وقت کی اطلاع دینے کے لیے ایک اذان کہلوائی جسے حدیث میں راوی نے تیسری اذان سے تعبیر کیا ہے۔ ہمارے ہاں برصغیر کے عرف عام میں اسے پہلی اذان کہا جاتا ہے کیونکہ ترتیب کے لحاظ سے یہ اول میں ہے۔

٢۔ اس اذان کے متعلق عُلماء کرام میں اختلاف موجود ہے بعض تو اس پر عمل پیرا ہیں اور بعض اس کا نہ صرف انکار کرتے ہیں بلکہ اسے بدعت قرار دیتے ہیں۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ دونوں صورتیں درست ہیں اگر کوئی شخص یہ اذان نہیں کہتا تو اس کا عمل رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک کے عمل کے مطابق ہے۔

اور اگر کوئی شخص یہ اذان کہتا یا کہلواتا ہے تو جس مصلحت کے پیش نظر سیّدنا عُثمان رضی اللہ عنہ نے اسے شروع کیا تھا وہ مصلحت اور ضرورت (لوگوں کی سستی و کاہلی وغیرہ) اب بھی موجود ہے بلکہ اس دور سے بھی زیادہ ہے اس لیے یہ اذان کہی جاسکتی ہے اور اسے بدعت بھی نہیں کہا جاسکتا کیونکہ خلیفہ راشد سیّدنا عُثمان رضی اللہ عنہ نے اجتہادی ضرورت کے تحت اس کا آغاز کیا اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس اجتہاد کو قبول کیا۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان مبارک ہے۔

عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين وعضوا عليها بالنواجذ

(سنن ابن ماجہ ص نمبر ۵ باب اتباع سنۃ الخلفاء الراشدین المہدیین)

"کہ میری سُنت کو لازم پکڑو اور خلفاء راشدین مہدیین کی سُنت کو بھی لازم پکڑو اور اس کو داڑھوں کے ساتھ مضبوطی سے پکڑو۔ (یعنی اس پر اہتمام کے ساتھ عمل کرو)"

21- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْكَلَامِ بَعْدَ نُزُولِ الإِمَامِ مِنَ الْمِنْبَرِ

امام کے منبر سے اترنے کے بعد بات چیت کرنا

517: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ "يُكَلَّمُ بِالْحَاجَةِ إِذَا نَزَلَ عَنِ الْمِنْبَرِ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ. قَالَ: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ وَهِمَ جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ فِي هَذَا الْحَدِيثِ وَالصَّحِيحُ مَا رُوِيَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: "أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَأَخَذَ رَجُلٌ بِيَدِ النَّبِيِّ ﷺ فَمَا زَالَ يُكَلِّمُهُ حَتَّى نَعَسَ بَعْضُ الْقَوْمِ". قَالَ مُحَمَّدٌ: وَالْحَدِيثُ هُوَ هَذَا.

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی ﷺ جب (خطبے سے فارغ ہو کر) منبر سے اترتے تھے تو آپ ﷺ سے ضرورت کے مطابق بات چیت کر لی جاتی تھی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم اس حدیث کو صرف جریر بن حازم کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں۔ انہوں نے کہا: میں نے محمد (امام بخاری) رحمۃ اللہ علیہ کو بیان کرتے ہوئے سنا: اس حدیث میں جریر بن حازم کو وہم ہوا ہے۔ جبکہ صحیح وہ ہے جو ثابت کے حوالے سے انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا: نماز کے لیے اقامت کہہ دی گئی تو ایک آدمی نے نبی ﷺ کا ہاتھ تھام لیا اور وہ آپ سے باتیں کرتا رہا حتیٰ کہ کچھ لوگوں کو اونگھ آنے لگی۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: وہ حدیث یہ ہے۔

وَجَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ رُبَّمَا يَهِمُ فِي الشَّيْءِ وَهُوَ صَدُوقٌ. قَالَ مُحَمَّدٌ: وَهِمَ جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ فِي حَدِيثِ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا تَقُومُوا حَتَّى تَرَوْنِي".

جریر بن حازم کو بسا اوقات کسی روایت میں وہم ہو جاتا ہے جبکہ وہ صدوق ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ثابت کے حوالے سے انس رضی اللہ عنہ کی نبی ﷺ سے مروی روایت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: "جب نماز کی اقامت کہہ دی جائے تو تم کھڑے نہ ہوا کرو حتیٰ کہ مجھے دیکھ لو۔" اس حدیث میں جریر بن حازم کو وہم ہوا ہے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ: وَيُرْوَى عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ فَحَدَّثَ حَجَّاجٌ الصَّوَّافُ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا تَقُومُوا حَتَّى تَرَوْنِي".

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حماد بن زید سے روایت کیا جاتا ہے انہوں نے کہا: ہم ثابت بنانی کے پاس تھے تو حجاج الصواف نے یحیی بن ابی کثیر عن عبد اللہ بن ابی قتادہ عن ابیہ عن النبی ﷺ کی سند سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: "جب نماز کی

فَوَهِمَ جَرِيرٌ فَظَنَّ أَنَّ ثَابِتًا حَدَّثَهُمْ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

اقامت کہہ دی جائے تو کھڑے نہ ہوا کرو حتیٰ کہ مجھے دیکھ لو۔" اس میں جریر کو وہم ہوا، ان کا خیال ہے کہ ثابت نے انہیں انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (شاذ) اس کو بخاری اور جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔ضعيف ابن ماجه: ٢٣١

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١١٢٠، سنن ابن ماجه: ١١١٧، سنن النسائي: ٣/١١٠، مسند احمد : ١٢٢٠١، صحيح ابن حبان: ٢٨٠٥

518: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: "لَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ بَعْدَ مَا تُقَامُ الصَّلَاةُ يُكَلِّمُهُ الرَّجُلُ يَقُومُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ فَمَا يَزَالُ يُكَلِّمُهُ فَلَقَدْ رَأَيْتُ بَعْضَنَا يَنْعَسُ مِنْ طُولِ قِيَامِ النَّبِيِّ ﷺ لَهُ".

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے نماز کی اقامت ہو جانے کے بعد نبی ﷺ کو دیکھا کہ ایک آدمی آپ ﷺ کے اور قبلے کے درمیان کھڑا ہو کر آپ ﷺ سے بات چیت کر رہا ہے، وہ آپ ﷺ سے بات چیت کرتا رہا حتیٰ کہ میں نے نبی ﷺ کے اس کے ساتھ دیر تک کھڑے رہنے کی وجہ سے بعض لوگوں کو اونگھتے ہوئے دیکھا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه عبدالرزاق: ١٩٣١، والبيهقي: ١/١٢٠

تخریج الحدیث: صحيح بخاري: ٦٤٢ و ٦٤٣ و ٦٢٩٢، صحيح مسلم: ٣٧٦، وابو داد: ٢٠١، و ٥٤٢ و ٥٤٤، سنن النسائي: ٢/٨١، مسند احمد : ١٢٦٤٢

فوائد الحدیث: ١۔ جمعہ کے خطبہ کے بعد عام نمازوں کی اقامت (تکبیر) کے بعد بھی اگر کوئی ضرورت ہو تو امام یا خطیب لوگوں سے کلام کر سکتا ہے یہ کوئی مستقل عمل نہیں بلکہ ضرورت ہے اور یہ آج بھی جائز ہے۔

٢۔ اگر خطبہ کے دوران بھی امام کو ضرورت ہو تو وہ لوگوں سے مخاطب ہو سکتا ہے جیسا کہ آپ ﷺ کا ایک صحابی سے سوال کرنا کہ آپ نے دو رکعت نماز پڑھی ہے۔ پھر اسے حکم دینا کہ اٹھ کر دو رکعت پڑھو پھر بیٹھو (دیکھئے فوائد، حدیث نمبر ٥١٠، ٥١١) نیز آپ ﷺ کا دوران خطبہ، خطبہ روک کر منبر سے نیچے اترنا اور سیّدنا حسن و سیّدنا حسین رضی اللہ عنہما کو اٹھانا اور پھر دوبارہ منبر پر تشریف فرما ہو کر خطبہ مکمل کرنا (سنن نسائی، کتاب الجمعہ) بھی اس بات کی دلیل ہے کہ امام کو دوران خطبہ اس کی اجازت ہے تو جب امام خطبہ مکمل کر کے منبر سے اتر چکا ہے تو اس وقت اگر کوئی ضروری بات یا عمل ہو تو اس کی تو بدرجہ اولیٰ گنجائش ہے۔ واللہ اعلم وعلمہٗ اتم

22- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْجُمُعَةِ

نماز جمعہ کی قراءت

519: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ مَوْلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: "اسْتَخْلَفَ مَرْوَانُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَلَى

رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام عبید اللہ بن ابو رافع نے بیان کیا کہ مروان نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں نائب مقرر کیا اور خود مکہ روانہ ہو گئے، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جمعے کے دن ہمیں

الْمَدِينَةِ وَخَرَجَ إِلَى مَكَّةَ فَصَلَّى بِنَا أَبُو هُرَيْرَةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَرَأَ سُورَةَ الْجُمُعَةِ وَفِي السَّجْدَةِ الثَّانِيَةِ ﴿إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ﴾ قَالَ: عُبَيْدُ اللهِ فَأَدْرَكْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ: لَهُ تَقْرَأُ بِسُورَتَيْنِ كَانَ عَلِيٌّ يَقْرَأُ بِهِمَا بِالْكُوفَةِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: "إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقْرَأُ بِهِمَا".

نماز پڑھائی تو انہوں نے پہلی رکعت میں سورۂ الجمعہ اور دوسری رکعت میں سورۂ المنافقون پڑھی۔ عبیداللہ نے کہا: میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ملا تو میں نے ان سے کہا: آپ وہ دو سورتیں پڑھتے ہیں جنہیں علی رضی اللہ عنہ کوفہ میں پڑھا کرتے تھے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو انہیں پڑھتے ہوئے سنا ہے۔

وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَالنُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ وَأَبِي عِنَبَةَ الْخَوْلَانِيِّ.

اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عباس، نعمان بن بشیر اور ابو عنبہ خولانی رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَرُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ "أَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْجُمُعَةِ بِ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ وَ ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ﴾. عُبَيْدُ اللهِ بْنُ أَبِي رَافِعٍ كَاتِبُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ نبی ﷺ سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ جمعے کی نماز میں سورۂ الاعلیٰ اور سورۂ الغاشیہ پڑھا کرتے تھے۔ عبیداللہ بن ابورافع، علی رضی اللہ عنہ کے کاتب (سیکرٹری) تھے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن خزيمه: ١٨٤٣ و ١٨٤٤، البهيقي ٣/٢٠٠، والبغوي: ١٠٨٨

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٨٧٧، سنن ابو داود: ١١٢٤، سنن ابن ماجه: ١١١٨، والنسائي في الكبرى: ١٧٤٧، مسند احمد: ٩٥٥٠، صحيح ابن حبان: ٢٨٠٦

فوائد الحدیث: ا۔ جمعہ کی نماز میں قرأت کے متعلق آپ ﷺ سے سورۃ الجمعہ، سورۃ المنافقون، سورۃ الاعلیٰ اور سورۃ الغاشیہ ان چار سورتوں کی قرأۃ کرنا ثابت ہے۔ لہٰذا ان میں سے جونسی بھی دو سورتیں قرأۃ کرلی جائیں درست ہے۔ (تفصیل کیلئے دیکھئے سنن نسائی، کتاب الجمعہ)

عمومی طور پر یہی طریقہ ہے کہ سورۃ جمعہ اور منافقون پڑھی جائیں یا پھر سورۃ اعلیٰ اور غاشیہ۔ جیسا کہ حدیث الباب میں مذکور ہے۔

۲۔ رسول اللہ ﷺ کا بعض نمازوں میں اہتمام سے قرأت کرنا ایک خاص مصلحت اور حکمت عملی کے تحت تھا (اگرچہ ان میں سے بعض روایات میں ضعف بھی ہے) کہ آپ ﷺ کے مقتدی عربی زبان کو سمجھنے والے تھے جب آپ ﷺ قرأت کرتے تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ ان آیات کا کیا مطلب و مفہوم ہے۔

چنانچہ آپ ﷺ ایسی سورتوں کا انتخاب فرماتے جن میں عقیدہ توحید و رسالت اور آخرت کا بیان ہوتا یا پھر مذاہب باطلہ کا رد ہوتا جیسا کہ سورۃ جمعہ اور منافقون میں اعلانیہ اور واضح اس کا اظہار ہے۔ اسی طرح آپ ﷺ جمعرات کے دن مغرب کی نماز میں سورۃ الکافرون اور سورہ اخلاص کی قرأت فرماتے۔ نیز آپ ﷺ جمعرات کو عشاء کی نماز میں سورۃ جمعہ اور منافقون کی قرأت کرتے۔ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن فجر کی نماز میں سورۃ السجدہ اور سورۃ الدھر کی قرأت فرماتے۔

کیونکہ بعض لوگ قرب و جوار کی بستیوں سے جمعرات کو مدینہ منورہ آجاتے کہ وہاں کچھ دیر قیام کریں گے رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں کچھ وقت گزاریں گے اور پھر جمعہ پڑھ کر واپس آئیں گے۔ تو آپ ﷺ ان لوگوں کو توحید و رسالت کا پیغام دیتے آخرت کی فکر کو اجاگر کرنے اور دشمنان دین اسلام کی شر انگیزیوں اور پھر ان کے متعلق اللہ تعالیٰ کی وعید سے آگاہ کرنے کے لیے ایسی سورتوں کی قرأت کا اہتمام فرماتے۔

اس لیے ان سورتوں کی قرأۃ مستحب ہے کہ آپ ﷺ کے طریقہ مبارک کی پیروی کی سعادت نصیب ہوگی۔ البتہ یہ فرض نہیں اگر کسی دوسری سورۃ کی قرأۃ کرلی جائے تو جائز اور نماز درست ہوگی۔

23- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَا يَقْرَأُ بِهِ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

جمعہ کے دن نماز فجر کی قراءت

520: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عَنْ مُخَوَّلِ بْنِ رَاشِدٍ عَنْ مُسْلِمٍ الْبَطِينِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ "يَقْرَأُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ ﴿الم تَنْزِيلُ﴾ السَّجْدَةَ وَ ﴿هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ﴾.

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن فجر کی نماز میں سورۃ السجدہ اور سورۃ الدہر پڑھا کرتے تھے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعْدٍ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

اس باب میں سعد، ابن مسعود اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح ہے۔

وَقَدْ رَوَاهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَشُعْبَةُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ مُخَوَّلٍ.

سفیان ثوری، شعبہ اور کئی ایک نے مخول سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابو يعلى: ٢٥٣٠، ابن خزيمه: ٥٣٣، والطحاوي في شرح المعاني: ٤١٤/١

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٨٧٩، سنن ابو داود: ١٠٧٣ و ١٠٧٥، سنن ابن ماجه: ٨٢١، سنن النسائي: ١٥٩/٢ و ١١١/٣، مسند احمد : ١٩٩٣، صحيح ابن حبان: ١٨٢١

فوائد الحدیث: دیکھئے فوائد حدیث نمبر ۵۱۹۔

24- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ قَبْلَ الْجُمُعَةِ وَبَعْدَهَا

جمعے سے پہلے اور اس کے بعد (سُنت) نماز پڑھنا

521: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ "أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ".

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ جمعے کے بعد دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَيْضًا. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح ہے۔ نافع رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے بھی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا گیا ہے۔ بعض اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔ امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ کا یہی موقف ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه ابن شيبة: ١٣٢/٢، ابن خزيمه: ١١٩٨، ابو يعلى: ٥٤٣٥

تخريج الحديث: صحيح بخارى: ٩٣٧، و ١١٦٥ و ١١٧٢ و صحيح مسلم: ٨٨٢، ٧٢، سنن ابو داود: ١١٢٨ و ١١٣٢، سنن ابن ماجه: ١٣١، سنن النسائى: ١١٣/٣، مسند احمد : ٤٥٩١

522: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ "أَنَّهُ كَانَ إِذَا صَلَّى الْجُمُعَةَ انْصَرَفَ فَصَلَّى سَجْدَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ ثُمَّ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصْنَعُ ذَلِكَ".

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب وہ نماز جمعہ سے فارغ ہو جاتے تھے تو وہ اپنے گھر میں دو رکعتیں پڑھتے تھے۔ پھر انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ یہی (ایسے ہی) کیا کرتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه ابن الجارود: ٢٧٦، ابو يعلى: ٥٨١٧، والبيهقي: ٤٧١/٢

تخريج الحديث: صحيح بخارى: ٩٣٧، و ١١٦٥ و ١١٧٢ و صحيح مسلم: ٨٨٢، ٧٢، سنن ابو داود: ١١٢٨ و ١١٣٢، سنن ابن ماجه: ١٣١، سنن النسائى: ١١٣/٣، مسند احمد : ٤٥٩١۔

523: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ "مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مُصَلِّيًا بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَلْيُصَلِّ أَرْبَعًا".

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے جو جمعہ کے بعد نماز پڑھے تو وہ چار رکعت (سنتیں) پڑھے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ كُنَّا نَعُدُّ سُهَيْلَ بْنَ أَبِي صَالِحٍ ثَبْتًا فِي الْحَدِيثِ.

حسن بن علی نے ہم کو بیان کیا کہ علی بن مدینی، امام سفیان بن عیینہ سے بیان کرتے ہیں کہ ہم سہیل بن ابی صالح کو حدیث میں ثبت سمجھتے تھے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ.

بعض اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔

وَرُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّهُ "كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ الْجُمُعَةِ أَرْبَعًا وَبَعْدَهَا أَرْبَعًا".

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ جمعے سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے اور اس کے بعد بھی چار رکعتیں پڑھتے تھے۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رضى الله عنه أَنَّهُ أَمَرَ "أَنْ يُصَلَّى بَعْدَ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ أَرْبَعًا".

سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے جمعہ کے بعد دو رکعتیں اور پھر چار رکعتیں پڑھنے کا حکم فرمایا۔

وَذَهَبَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ إِلَى قَوْلِ ابْنِ

سفیان ثوری اور ابن مبارک رحمہما اللہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے

مَسْعُودٍ.

وَقَالَ إِسْحَاقُ إِنْ صَلَّى فِي الْمَسْجِدِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ صَلَّى أَرْبَعًا وَإِنْ صَلَّى فِي بَيْتِهِ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ.

وَاحْتَجَّ بِأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ وَحَدِيثِ النَّبِيِّ ﷺ "مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مُصَلِّيًا بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَلْيُصَلِّ أَرْبَعًا".

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَابْنُ عُمَرَ هُوَ الَّذِي رَوَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ وَابْنُ عُمَرَ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ "صَلَّى فِي الْمَسْجِدِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ وَصَلَّى بَعْدَ الرَّكْعَتَيْنِ أَرْبَعًا". حَدَّثَنَا بِذَلِكَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ صَلَّى بَعْدَ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ صَلَّى بَعْدَ ذَلِكَ أَرْبَعًا.

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَنَصَّ لِلْحَدِيثِ مِنَ الزُّهْرِيِّ وَمَا رَأَيْتُ أَحَدًا الدَّنَانِيرُ وَالدَّرَاهِمُ أَهْوَنُ عَلَيْهِ مِنْهُ إِنْ كَانَتِ الدَّنَانِيرُ وَالدَّرَاهِمُ عِنْدَهُ بِمَنْزِلَةِ الْبَعْرِ.

قَالَ أَبُو عِيسَى سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي عُمَرَ يَقُولُ سَمِعْتُ سُفْيَانَ بْنَ عُيَيْنَةَ يَقُولُ كَانَ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ أَسَنَّ مِنَ الزُّهْرِيِّ.

قول کو اپنایا ہے۔

امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اگر جمعہ کے دن مسجد میں (سُنت) نماز پڑھے تو چار رکعتیں پڑھے، اور اگر گھر میں پڑھے تو دو رکعتیں پڑھے، انہوں نے اس حدیث سے استدلال کیا کہ نبی ﷺ جمعہ کے بعد اپنے گھر میں دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے، اور نبی ﷺ کی اس حدیث سے استدلال کیا، کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے جو جمعہ کے بعد نماز پڑھے تو وہ چار رکعتیں پڑھے۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جنہوں نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ جمعہ کے بعد اپنے گھر میں دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ کے بعد جمعہ کے بعد مسجد میں دو رکعتیں پڑھیں اور دو رکعتوں کے بعد چار رکعتیں پڑھیں، ابن ابو عمر نے یہ ہمیں بیان کیا: عطاء رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا انہوں نے جمعہ کے بعد دو رکعتیں پڑھیں اور پھر اس کے بعد چار رکعتیں پڑھیں۔

عمرو بن دینار نے بیان کیا: میں نے زہری رحمۃ اللہ علیہ سے بہتر حدیث بیان کرنے والا کوئی نہیں دیکھا۔ اور میں نے ایسا کوئی شخص نہیں دیکھا کہ جس کے ہاں زہری سے بڑھ کر درہم و دینار بے وقعت ہوں۔ ان کے ہاں درہم و دینار کی قدر و منزلت اونٹ کی ایک مینگنی کے برابر تھی۔

سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: عمرو بن دینار، زہری سے عمر میں بڑے تھے۔

حکم الحدیث: (صحیح) صحیح ابی داؤد: ۱۰۵۳، ۱۰۳۸ "تمام المنة" واخرجه الطبراني في الاوسط: ۷۰۰٤، ابن خزيمه: ۱۸۷۳

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ۸۸۱، سنن ابو داود: ۱۳۱، سنن ابن ماجه: ۱۱۳۲، سنن النسائي: ۱۱۳/۳، مسند احمد: ۷٤۰۰، صحیح ابن حبان: ۲٤۸۵

فوائد الحدیث: ۱۔ رسول اللہ ﷺ سے جمعہ سے پہلے نماز کی رکعات کی تعداد متعین نہیں بلکہ آپ ﷺ نے فرمایا: فصلی ما قُدِّرَ لَهُ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جتنی اللہ تعالیٰ توفیق دیں آدمی اتنی نماز پڑھ سکتا ہے۔ البتہ اگر خطبہ کے دوران آئے تو پھر دو رکعت مختصر پڑھنا لازمی

ہے۔(تفصیل کے لئے دیکھئے فوائد حدیث نمبر ۵۱۰، ۵۱۱)

۲۔ نماز جمعہ کے بعد رسول اللہ ﷺ سے دو رکعت بھی ثابت ہیں اور چار رکعت بھی۔ اس لیے کوئی دو رکعت پڑھ لے یا چار رکعت دونوں طرح ہی درست ہے۔

۳۔ حضرات احناف جو سنن و نوافل کے علاوہ چار رکعت ظہر احتیاطی کے نام سے پڑھتے ہیں یہ قطعاً درست نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہدایت نصیب فرمائے۔ (آمین)

25- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ أَدْرَكَ مِنَ الْجُمُعَةِ رَكْعَةً

جس شخص کو جمعہ کی ایک رکعت مل جائے

524: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ وَسَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الصَّلَاةِ رَكْعَةً فَقَدْ أَدْرَكَ الصَّلَاةَ".

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: "جسے نماز کی ایک رکعت مل جائے تو اس کو نماز مل گئی۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ قَالُوا: "مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الْجُمُعَةِ صَلَّى إِلَيْهَا أُخْرَى وَمَنْ أَدْرَكَهُمْ جُلُوسًا صَلَّى أَرْبَعًا". وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اور ان کے علاوہ دیگر بہت سے اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔ انہوں نے کہا: جسے جمعے کی ایک رکعت ملے تو وہ اس کے ساتھ دوسری (رکعت) ملا لے۔ اور جو ان (نمازیوں) کو قعدے (تشہد) میں پائے تو وہ چار رکعتیں پڑھے۔ امام سفیان ثوری، ابن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الدارمي: ١٢٢٣، ابن خزيمه: ١٥٩٥، ابن الجارود: ١٥٢

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٨٥٠، صحيح مسلم: ٦٠٧، سنن ابو داود: ١١٢١، سنن ابن ماجه: ١١٢٢، سنن النسائي: ١/٢٧٤، مسند احمد : ٧٢٨٤، صحيح ابن حبان: ١٤٨٣

فوائد الحدیث: ۱۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص جمعہ کی نماز میں لیٹ آیا اس نے خطبہ نہیں سنا اور ایک رکعت اسے ملی ہے تو وہ ایک رکعت اور پڑھ کر جمعہ کی نماز دو رکعت مکمل کرے گا۔ اگر وہ اس کے بعد یعنی تشہد وغیرہ میں ملا ہے تو پھر جمعہ کی نہیں بلکہ ظہر کی چار رکعت نماز ادا کرے گا۔

۲۔ بعض الناس، نے ایک دوسری روایت **ما ادرکتم فصلوا وما فاتکم فاتموا** سے استدلال کرتے ہوئے موقف اپنایا ہے کہ سلام پھیرنے سے پہلے پہلے جب بھی آدمی نماز میں شامل ہو تو وہ جمعہ کی نماز دو رکعت ہی پڑھے گا، حالانکہ ان کا موقف درست نہیں کیونکہ سنن نسائی کی ایک روایت کے الفاظ میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ **من ادرك من صلوٰة الجمعة ركعة فقد ادرك** (نسائی ۱/۱۶۷ کتاب

الجمعۃ) "یعنی جس شخص نے جمعہ کی نماز کی ایک رکعت پالی تو اس نے (جمعہ) پالیا۔" اس سے معلوم ہوا کہ پہلے والی مذکورہ روایت عام ہے اور سنن نسائی کی یہ روایت خاص ہے لہٰذا عام کے مقابلے میں خاص کو ترجیح ہوگی۔

۳۔ سنن ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا من ادرك من الجمعة ركعة فليصل اليها اخرىٰ (ابن ماجہ ص ۷۸، کتاب فرض الجمعۃ) "جو شخص جمعہ سے ایک رکعت پالے تو وہ اس کے ساتھ دوسری رکعت ملالے۔"

ان تمام احادیث سے معلوم ہوا کہ حضرات احناف کا موقف درست نہیں کہ تشہد میں ملنے والا شخص دو رکعت پڑھ لے، بلکہ اسے ظہر کی نماز چار رکعت پڑھنی چاہئے۔

26- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقَائِلَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

جمعہ کے دن قیلولہ کرنا

525: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضى الله عنه قَالَ: "مَا كُنَّا نَتَغَدَّى فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَلَا نَقِيلُ إِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ".

سیّدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ہم رسول اللہ ﷺ کے دور میں جمعہ کے بعد کھانا کھاتے تھے اور قیلولہ کرتے تھے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضى الله عنه.

اس باب میں سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن خزيمه: ١٨٧٥، الدارقطني: ١٩/٢، والبيهقي: ٢٤١/٣

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۹۳۸ و ۹۳۹، صحیح مسلم: ۸۵۹، سنن ابو داود: ۱۰۸۶، سنن ابن ماجه: ۱۰۹۹

فوائد الحدیث: ۱۔ اس حدیث سے ایک تو یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ جمعہ کا خطبہ اور نماز جلد ادا کر لینا چاہئے بلاوجہ تاخیر کرنا مناسب نہیں بلکہ بعض مقامات پر تو بہت زیادہ لیٹ کر دیا جاتا ہے حتیٰ کہ عصر کی نماز کا وقت ہو جاتا ہے یہ درست نہیں۔

۲۔ جمعہ کی اہمیت کا بھی اس سے پتہ چلتا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جمعہ کی بروقت ادائیگی کے لیے اپنے قیلولہ اور کھانے تک کو جمعہ کے بعد تک موخر کر لیتے تھے۔

27- بَابُ فِيمَنْ نَعَسَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَنَّهُ يَتَحَوَّلُ مِنْ مَجْلِسِهِ

جمعہ کے دن جسے اونگھ آئے تو وہ اپنی جگہ بدل لے

526: حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ وَأَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کسی کو جمعہ کے دن اونگھ آئے تو وہ اپنی جگہ بدل لے۔"

فَلْيَتَحَوَّلْ مِنْ مَجْلِسِهِ ذَلِكَ".

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح ابي داؤد: ١٠٢٥، التعليق على ابن خزيمة: ١٨١٩، اخرجه ابن ابي شيبة: ٢/١٢٠

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١١١٩، صحيح ابن حبان: ٢٧٩٢، الحاكم: ١/٢٩١

فوائد الحدیث: ا۔ جمعہ کا خطبہ پوری توجہ اور انہماک سے سننا چاہئے کیونکہ یہ محض کوئی رسم نہیں بلکہ لوگوں کے لیے تذکیر و نصیحت ہے، آدمی غور سے سنے گا تو اس کو سمجھ کر اس پر عمل بھی کرے گا۔ اس لیے فرمایا کہ اگر کسی کو اونگھ آجائے کہ اس پر سستی غالب آرہی ہے تو وہ آدمی جگہ تبدیل کرلے تاکہ اس کی سستی دور ہو جائے۔

۲۔ آجکل لوگ دوران خطبہ موبائل پر فیس بک وغیرہ پر مشغول رہتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ ہم کسی سے تو کوئی بات نہیں کر رہے اس لیے کون سا خطبے میں خلل واقع ہو رہا ہے یہ بالکل ناجائز اور حرام ہے اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔

28- بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّفَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

جمعہ کے دن سفر کرنا

527: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْحَجَّاجِ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ عَبْدَ اللهِ بْنَ رَوَاحَةَ فِي سَرِيَّةٍ فَوَافَقَ ذَلِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَغَدَا أَصْحَابُهُ فَقَالَ: أَتَخَلَّفُ فَأُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ ثُمَّ أَلْحَقُهُمْ. فَلَمَّا صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ رَآهُ فَقَالَ: مَا مَنَعَكَ أَنْ تَغْدُوَ مَعَ أَصْحَابِكَ؟ فَقَالَ: أَرَدْتُ أَنْ أُصَلِّيَ مَعَكَ ثُمَّ أَلْحَقَهُمْ. قَالَ: لَوْ أَنْفَقْتَ مَا فِي الأَرْضِ جَمِيعًا مَا أَدْرَكْتَ فَضْلَ غَدْوَتِهِمْ.

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نبی ﷺ نے عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو ایک لشکر میں بھیجا تو اس دن جمعہ کا دن تھا، ان کے ساتھی صبح کے وقت کوچ کر گئے تو انہوں نے کہا: میں پیچھے رہ جاتا ہوں اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھوں گا اور پھر ان کے ساتھ جا ملوں گا، جب انہوں نے نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی اور آپ ﷺ نے انہیں دیکھا تو انہیں فرمایا: ''تم نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ صبح کے وقت کوچ کیوں نہ کیا؟'' انہوں نے عرض کیا: میں نے چاہا کہ آپ کے ساتھ نماز پڑھ کر کوچ کر جاؤں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم زمین میں موجود تمام چیزیں خرچ کر دو تو پھر بھی تم صبح کے وقت کوچ کر جانے والوں کی فضیلت کو نہیں پا سکتے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند / طریق کے حوالے سے جانتے ہیں۔

قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: قَالَ شُعْبَةُ: لَمْ يَسْمَعِ الْحَكَمُ مِنْ مِقْسَمٍ إِلَّا خَمْسَةَ أَحَادِيثَ. وَعَدَّهَا شُعْبَةُ وَلَيْسَ هَذَا الْحَدِيثُ فِيمَا عَدَّ شُعْبَةُ فَكَأَنَّ هَذَا

امام علی بن مدینی فرماتے ہیں یحییٰ بن سعید کہتے ہیں کہ شعبہ نے کہا کہ حکم نے مقسم سے صرف پانچ احادیث سنی ہیں اور شعبہ نے ان کو شمار بھی کیا لیکن یہ حدیث ان میں نہیں تو گویا کہ یہ

الْحَدِيثَ لَمْ يَسْمَعْهُ الْحَكَمُ مِنْ مِقْسَمٍ.

حدیث حکم نے مقسم سے نہیں سنی۔

وَقَدِ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي السَّفَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَلَمْ يَرَ بَعْضُهُمْ بَأْسًا بِأَنْ يَخْرُجَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي السَّفَرِ مَا لَمْ تَحْضُرِ الصَّلَاةُ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِذَا أَصْبَحَ فَلَا يَخْرُجْ حَتَّى يُصَلِّيَ الْجُمُعَةَ.

اہل علم کا جمعہ کے دن سفر کرنے کے بارے میں اختلاف ہے، ان میں سے بعض کے نزدیک اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ وہ جمعہ کے دن نماز کا وقت نہ آنے تک سفر پر روانہ ہو جائے۔ اور ان میں سے بعض نے کہا: جب صبح ہو جائے تو پھر وہ سفر پر روانہ نہ ہو حتیٰ کہ نماز جمعہ پڑھ لے۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) حکم اور مقسم کے درمیان انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے۔ ضعيف الترمذي: ٨١

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٩٦٦، البيهقي: ٣/١٨٧، البغوي: ١٠٥٧

فوائد الحدیث: ا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان مبارک یا سُنت پر اس طرح عمل کرنا چاہئے جس طرح اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ چاہتے ہیں۔ کوئی شخص بھی اس میں اپنی مرضی سے معمولی کمی بیشی بھی نہیں کر سکتا۔ اگرچہ نیت کتنی ہی اچھی کیوں نہ ہو۔ آج کتنے ایسے اعمال ہیں جو لوگ سُنت سمجھ کر کر رہے ہوتے ہیں حالانکہ وہ سنت کے خلاف ہیں مثلاً داڑھی کی مثال ہی لے لیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پوری داڑھی رکھی ہے اور آپ ﷺ نے حکم بھی فرمایا ہے کہ داڑھیاں بڑھاؤ، لٹکاؤ اور انہیں معاف کر دو، مختلف الفاظ ارشاد فرمائے۔ لیکن آج جس شخص نے چھوٹی چھوٹی خشخشی سی رکھی ہوتی ہے وہ بھی کہتا ہے یہ سُنت رسول ہے۔ حالانکہ وہ سنت نہیں سنت تو مکمل داڑھی ہے۔ اس طرح نماز میں رفع یدین کرنا ہے اس کے لئے رسول اللہ ﷺ سے دو طریقے ثابت ہیں ایک کندھوں کے برابر تک ہاتھ اٹھانا اور دوسرا کانوں کے برابر تک۔ لیکن کتنے لوگ ہیں جو سینے کے برابر یا اس سے بھی نیچے معمولی سا ہاتھوں سے اشارہ کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی سُنت پر عمل کرتے ہوئے رفع یدین کیا ہے جبکہ یہ سراسر سنت کی مخالفت ہے۔ اگر سُنت سمجھ کر رفع یدین کر رہے ہیں تو پھر اس طریقے سے کرنی چاہیے جو رسول اللہ ﷺ نے کر کے دکھایا ہے کہ ہاتھ بالکل سیدھے قبلہ رخ ہوں اور کندھوں یا کانوں کی لو تک انہیں بلند کیا جائے۔

۲۔ اگر کوئی شخص سفر پر ہو یا اسے اچانک سفر درپیش ہو تو وہ جمعہ کی بجائے ظہر کی نماز پڑھ لے اس پر (مسافر پر) جمعہ فرض نہیں۔

29- بَابُ مَا جَاءَ فِي السِّوَاكِ وَالطِّيبِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

جمعہ کے دن مسواک کرنا اور خوشبو لگانا

528: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو يَحْيَى إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيُّ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: "حَقٌّ عَلَى الْمُسْلِمِينَ أَنْ يَغْتَسِلُوا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلْيَمَسَّ أَحَدُهُمْ مِنْ طِيبِ أَهْلِهِ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَالْمَاءُ لَهُ طِيبٌ".

سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مسلمانوں پر یہ حق / واجب ہے کہ وہ جمعہ کے دن غسل کریں، اور ان میں سے کوئی اپنے گھر والوں کی خوشبو لگائے، اگر اسے (خوشبو) میسر نہ ہو تو پانی اس کے لیے خوشبو ہے۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَشَيْخٍ مِنَ الأَنْصَارِ.

اس باب میں ابو سعید اور انصار کے ایک شیخ سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) المشكوٰة: ١٤٠٠۔اس میں یزید بن ابی زیاد ضعیف ہے۔ضعيف الترمذي: ٨٢

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٨٤٨٨، ١١٢٥٠

529: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ بِهَذَا الإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

یزید بن ابی زیاد نے اس اسناد سے اسی معنی میں روایت کیا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ الْبَرَاءِ حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَرِوَايَةُ هُشَيْمٍ أَحْسَنُ مِنْ رِوَايَةِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ. وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيُّ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: براء رضی اللہ عنہ کی روایت حسن ہے۔اور ہشیم کی روایت اسماعیل بن ابراہیم تیمی کی روایت سے بہتر ہے۔ اور اسماعیل بن ابراہیم تیمی کو حدیث میں ضعیف قرار دیا جاتا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) اس میں بھی یزید بن ابی زیاد ضعیف ہے۔واخرجه ابو يعلى: ١٦٥٩

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٨٤٨٨، ١١٢٥٠

فوائد الحدیث: یہ حدیث اگرچہ سنداً ضعیف ہے لیکن دوسری روایات کے مطابق آدمی کو جمعہ کے دن لباس کی صفائی ستھرائی اور غسل وغیرہ کا خوب اچھی طرح اہتمام کرنا چاہئے تو خوشبو بھی جمعہ کے لئے زیب وزینت اور صفائی کا حصہ ہے اس لیے اگر میسر ہو تو اس کا استعمال بھی پسندیدہ ہے۔

اَبْوَابُ الْعِيْدَيْنِ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

عیدین کے احکام و مسائل

1- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَشْيِ يَوْمَ الْعِيدِ

عید کے دن پیدل چل کر جانا

530: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى الْفَزَارِيُّ حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: "مِنَ السُّنَّةِ أَنْ تَخْرُجَ إِلَى الْعِيدِ مَاشِيًا وَأَنْ تَأْكُلَ شَيْئًا قَبْلَ أَنْ تَخْرُجَ".

سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: عید کے لیے پیدل چل کر جانا اور کوئی چیز کھا کر روانہ ہونا سُنت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ: يَسْتَحِبُّونَ أَنْ يَخْرُجَ الرَّجُلُ إِلَى الْعِيدِ مَاشِيًا وَأَنْ يَأْكُلَ شَيْئًا قَبْلَ أَنْ يَخْرُجَ لِصَلَاةِ الْفِطْرِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَيُسْتَحَبُّ أَنْ لَا يَرْكَبَ إِلَّا مِنْ عُذْرٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ اکثر اہل علم کا اس حدیث پر عمل ہے۔ وہ اس بات کو مستحب قرار دیتے ہیں کہ آدمی عید گاہ پیدل چل کر جائے، اور عید الفطر کی نماز کے لیے کوئی چیز کھا کر روانہ ہو۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کسی (شرعی) عذر کے بغیر سواری پر سوار نہ ہونا (اور پیدل چل کر عید گاہ جانا) مستحب ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) بعض نے اسے حارث اعور کے ضعف کی وجہ سے ضعیف کہا ہے۔

تخریج الحدیث: مصنف ابن ابي شيبة: ٢/١٦٣، سنن ابن ماجه: ١٢٩٦، سنن كبرىٰ للبيهقي: ٣/٢٨١

فوائد الحدیث: ۱۔ نماز عید کے لیے عید گاہ پیدل جانا سُنت ہے البتہ کسی عذر وغیرہ کی وجہ سے کوئی سوار بھی ہو جائے تو درست ہے۔

۲۔ عید الفطر کے لیے جانے سے پہلے طاق عدد کھجوریں کھانی چاہیں (بخاری ۱/۱۳۰)

اگر کھجوریں میسر نہ ہوں تو کوئی اور بھی چیز کھائی جا سکتی ہے۔

۳۔ عید الاضحیٰ کے موقعہ پر نماز عید ادا کرنے کے بعد کچھ کھانا چاہئے۔ (جامع ترمذی حدیث نمبر ۵۴۲)

بعض لوگ قربانی کا گوشت کھاتے ہیں اور اسے ضروری خیال کرتے ہیں۔ یہ لازمی نہیں اسی طرح بعض لوگ اس کو روزے کا نام دے دیتے ہیں کہ میں نے روزہ رکھا ہے اور قربانی کے گوشت سے افطار کرنا ہے۔ یہ بھی درست نہیں کیونکہ عید کے دن روزہ نہیں ہوتا۔

2- بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ

خطبہ سے پہلے نماز عیدین

531: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ هُوَ ابْنُ عُمَرَ بْنِ حَفْصِ بْنِ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: "كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ يُصَلُّونَ فِي الْعِيدَيْنِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ يَخْطُبُونَ".

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ اور سیّدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں خطبے سے پہلے نماز عید پڑھا کرتے تھے، اور پھر خطبہ دیا کرتے تھے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا جابر اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ أَنَّ صَلَاةَ الْعِيدَيْنِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ. وَيُقَالُ: إِنَّ أَوَّلَ مَنْ خَطَبَ قَبْلَ الصَّلَاةِ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح ہے، نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اور ان کے علاوہ دیگر اہل علم کا اسی پر عمل ہے کہ عیدین کی نماز خطبے سے پہلے ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جس نے سب سے پہلے نماز سے پہلے خطبہ دیا وہ مروان بن حکم ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) اخرجه ابن ابي شيبة: ۱۶۹/۲، ابن خزيمه: ۱٤٤۳، والبيهقي: ۲۹٦/۳

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ۹۵۷ و ۹٦۳ و صحيح مسلم: ۸۸۸، سنن ابن ماجه: ۱۲۷٦، سنن النسائی: ۱۸۳/۳، مسند احمد: ٤٦۰۲، صحيح ابن حبان: ۲۸۲٦

فوائد الحدیث: ۱۔ نماز عید، خطبہ عید سے پہلے ادا کرنا رسول اللہ ﷺ کی سُنت ہے۔ حضرات شیخین کریمین (سیّدنا ابوبکر صدیق اور سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما) کا بھی یہ معمول تھا۔ مروان بن حکم نے جو نماز سے پہلے خطبہ دیا ہے وہ ان کا عمل تھا جو کہ شریعت مطہرہ میں حُجّت نہیں۔

۲۔ آج بھی "بعض الناس" نماز سے پہلے تقریر کرتے ہیں جسے خطبہ یا خطاب کا نام دیا جاتا ہے اور پھر نماز کے بعد عربی خطبے پڑھ دیتے ہیں یہ بھی طریقہ درست نہیں۔

3- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ صَلَاةَ الْعِيدَيْنِ بِغَيْرِ أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ

عیدین کی نماز اذان اور اقامت کے بغیر ہے

532: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ "الْعِيدَيْنِ غَيْرَ مَرَّةٍ وَلَا مَرَّتَيْنِ بِغَيْرِ أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ".

سیّدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے نبی ﷺ کے ساتھ عیدین کی نماز کئی بار اذان و اقامت کے بغیر پڑھی ہے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَابْنِ عَبَّاسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا جابر بن عبداللہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ: "أَنَّهُ لَا يُؤَذَّنُ لِصَلَاةِ الْعِيدَيْنِ وَلَا لِشَيْءٍ مِنَ النَّوَافِلِ".

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے اور نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اور ان کے علاوہ اہل علم کا اسی پر عمل ہے کہ نماز عیدین اور کسی بھی نفل نماز کے لیے اذان نہیں دی جائے گی۔

حکم الحدیث: (حسن صحیح) صحیح ابی داؤد: ١٠٤٢، اخرجه ابن ابي شيبة: ٢/١٦٨، وابو يعلى: ٧٤٥٤

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ٨٨٧، سنن ابوداود: ١١٤٨، مسند احمد: ٢٠٨٤٧، صحیح ابن حبان: ٢٨١٩

فوائد الحدیث: عیدین کی نماز کے لیے اذان اور اقامت نہیں کہی جائے گی۔

4- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ فِي الْعِيدَيْنِ

نماز عیدین میں قراءت

533: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ "يَقْرَأُ فِي الْعِيدَيْنِ وَفِي الْجُمُعَةِ بِـ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ وَ ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ﴾ وَرُبَّمَا اجْتَمَعَا فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ فَيَقْرَأُ بِهِمَا".

سیّدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، نبی ﷺ عیدین اور جمعہ کی نماز میں سورۃ الاعلیٰ اور سورۃ الغاشیہ پڑھا کرتے تھے۔ بسا اوقات وہ دونوں (عید اور جمعہ) ایک ہی دن اکٹھے آجاتے تو آپ ﷺ ان دونوں میں ان (سورتوں) کی قراءت کرتے تھے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي وَاقِدٍ وَسَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ.

اس باب میں ابو واقد، سمرہ بن جندب اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح ہے۔

وَهٰكَذَا رَوَى سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَمِسْعَرٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ نَحْوَ حَدِيثِ أَبِي عَوَانَةَ. وَأَمَّا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ فَيُخْتَلَفُ عَلَيْهِ فِي الرِّوَايَةِ يُرْوَى عَنْهُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ. وَلَا نَعْرِفُ لِحَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ رِوَايَةً عَنْ أَبِيهِ. وَحَبِيبُ بْنُ سَالِمٍ هُوَ مَوْلَى النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ وَرَوَى عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ أَحَادِيثَ. وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ نَحْوَ رِوَايَةِ هَؤُلَاءِ.

سفیان ثوری اور مسعر نے ابراہیم بن محمد بن منتشر سے ابو عوانہ کی روایت کے مانند روایت کیا ہے۔ لیکن سفیان بن عیینہ سے روایت کرنے میں اختلاف کیا گیا ہے۔ ان سے عن ابراہیم بن محمد بن المنتشر عن ابیہ عن حبیب بن سالم عن ابیہ عن النعمان بن بشیر کی سند سے روایت کی گئی ہے۔ اور ہم حبیب بن سالم کی کوئی روایت اس کے باپ سے نہیں جانتے۔ حبیب بن سالم یہ نعمان بن بشیر کے آزاد کردہ غلام ہیں اور اس نے نعمان بن بشیر سے کئی احادیث روایت کی ہیں۔ اور سفیان بن عیینہ سے ابراہیم بن محمد بن منتشر کے حوالے سے ان لوگوں کی طرح روایت کی گئی ہے۔

وَرُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ "أَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ بِ﴿ق﴾ وَ﴿اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ﴾ وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ".

اور نبی ﷺ سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ عیدین کی نماز میں سورۂ قٓ اور سورۂ القمر پڑھا کرتے تھے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی موقف ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الحميدي: ٩٢١، ابن الجارود: ٢٦٥، ابن خزيمه: ١٤٦٣

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٨٧٨، سنن ابو داود: ١١٢٢، سنن ابن ماجه: ١٢٨١، سنن النسائي: ٣/١١٢ و ١٨٤، و ١٩٤، مسند احمد: ١٨٤٠٩، صحيح ابن حبان: ٢٨٢١

534: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ سَعِيدٍ الْمَازِنِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سَأَلَ أَبَا وَاقِدٍ اللَّيْثِيَّ مَا كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقْرَأُ بِهِ فِي الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى؟ قَالَ: كَانَ يَقْرَأُ بِ﴿قٓ الْقُرْآنِ الْمَجِيدِ﴾ وَ﴿اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ﴾.

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے روایت ہے کہ سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے پوچھا رسول اللہ ﷺ عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں کون سی سورتیں پڑھا کرتے تھے۔ انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ سورۂ قٓ اور سورۂ القمر پڑھا کرتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الشافعي في الام: ١/٢١٠، الحميدي: ٨٤٩، ابن خزيمه: ١٤٤٠

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٨٩١، وابوداود: ١١٥٤، سنن ابن ماجه: ١٢٨٢، سنن النسائي: ٣/١٨٣-١٨٤، مسند احمد: ٢١٨٩٦، صحيح ابن حبان: ٢٨٢٠

535: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ سَعِيدٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

سفیان بن عیینہ نے ضمرہ بن سعید سے اسی اسناد سے حدیث سابق کے مانند روایت کیا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَأَبُو وَاقِدٍ اللَّيْثِيُّ اسْمُهُ الْحَارِثُ بْنُ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ کا نام حارث بن

عَوْفٍ.

عوف ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں گزشتہ حدیث۔

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ٨٩١، وابوداود: ١١٥٤، سنن ابن ماجه: ١٢٨٢، سنن النسائی: ٣/١٨٣-١٨٤، مسند احمد: ٢١٨٩٦، صحیح ابن حبان: ٢٨٢٠

فوائد الحدیث: ا۔ عیدین کی نماز میں سورۃ الاعلیٰ اور غاشیہ پڑھنا۔ اور اسی طرح کبھی سورۃ قٓ اور سورۃ القمر پڑھنا رسول اللہ ﷺ کی سُنت ہے۔

۲۔ اگر جمعہ اور عید ایک ہی دن اکٹھے ہو جائیں تو دونوں نمازوں میں بھی سورۃ الاعلیٰ اور سورۃ غاشیہ کی قرأت کرنا جائز ہے۔

۳۔ یہ آپ ﷺ کا اکثر معمول تھا ورنہ اگر کوئی اور سورتیں بھی پڑھ لی جائیں تو نماز درست ہوگی۔ (تفصیل کے لیے دیکھئے فوائد حدیث نمبر ٥١٩)

5- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّكْبِيرِ فِي الْعِيدَيْنِ

عیدین میں تکبیرات

536: حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ عَمْرٍو أَبُو عَمْرٍو الْحَذَّاءُ الْمَدِينِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نَافِعٍ الصَّائِغُ عَنْ كَثِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "كَبَّرَ فِي الْعِيدَيْنِ فِي الأُولَى سَبْعًا قَبْلَ الْقِرَاءَةِ وَفِي الآخِرَةِ خَمْسًا قَبْلَ الْقِرَاءَةِ".

سیّدنا عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے عیدین (کی نماز) میں پہلی رکعت میں قراءت سے پہلے سات تکبیرات اور دوسری میں قراءت سے پہلے پانچ تکبیرات کہیں۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدہ عائشہ، ابن عمر اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ جَدِّ كَثِيرٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ وَهُوَ أَحْسَنُ شَيْءٍ رُوِيَ فِي هَذَا الْبَابِ عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاسْمُهُ عَمْرُو بْنُ عَوْفٍ الْمُزَنِيُّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کثیر کے دادا (عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ) کی روایت حسن ہے، اور اس باب میں نبی ﷺ سے جو روایت کیا گیا ہے اس میں یہ سب سے اچھی روایت ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ. وَهَكَذَا رُوِيَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ صَلَّى بِالْمَدِينَةِ نَحْوَ هَذِهِ الصَّلَاةِ وَهُوَ قَوْلُ أَهْلِ الْمَدِينَةِ. وَبِهِ يَقُولُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ.

نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اور دیگر اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔ اسی طرح سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے مدینہ میں اسی نماز کی طرح نماز پڑھی۔ اور یہی مدینے والوں کا موقف ہے۔ امام مالک بن انس، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔

وَرُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّهُ قَالَ: "فِي التَّكْبِيرِ فِي الْعِيدَيْنِ تِسْعُ تَكْبِيرَاتٍ فِي الرَّكْعَةِ الأُولَى خَمْسًا قَبْلَ

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے عیدین میں تکبیروں کے بارے میں فرمایا کہ نو تکبیریں

الْقِرَاءَةِ وَفِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ يَبْدَأُ بِالْقِرَاءَةِ ثُمَّ يُكَبِّرُ أَرْبَعًا مَعَ تَكْبِيرَةِ الرُّكُوعِ".

ہیں، پہلی میں قراءت سے پہلے پانچ تکبیریں اور دوسری میں قراءت شروع کرے گا پھر رکوع والی تکبیر کے ساتھ چار تکبیریں کہے گا۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوُ هَذَا وَهُوَ قَوْلُ أَهْلِ الْكُوفَةِ وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ.

نبی ﷺ کے کئی ایک اصحاب سے اسی مانند روایت کیا گیا ہے، کوفہ والوں کا یہی موقف ہے۔ سفیان ثوری کا بھی یہی موقف ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه عبد بن حميد: ٢٩٠، ابن خزيمه: ١٤٣٨، وابن عدي: ٢٠٧٩/٦

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١٢٧٨

فوائد الحدیث: ۱۔ عیدین کی نماز میں بارہ تکبیرات اضافی ہیں سات تکبیرات پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے اور پانچ تکبیریں دوسری رکعت میں قرأت سے پہلے جیسا کہ حدیث الباب سے ثابت ہے۔

۲۔ بعض لوگ صرف چھ تکبیریں زائد کہتے ہیں تین پہلی رکعت میں اور تین دوسری رکعت میں، پھر پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے اور دوسری رکعت میں قرأت کے بعد، جبکہ یہ تعداد اور طریقہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں بلکہ حدیث مبارکہ کے صریحاً خلاف ہے۔

6- بَابُ مَا جَاءَ لَا صَلَاةَ قَبْلَ الْعِيدِ وَلَا بَعْدَهَا

عیدین (کی نماز) سے پہلے کوئی نماز ہے نہ ان کے بعد

537: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ قَالَ أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "خَرَجَ يَوْمَ الْفِطْرِ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا".

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ عیدالفطر کے دن باہر (عید گاہ) تشریف لے گئے، آپ ﷺ نے دو رکعتیں پڑھیں، پھر آپ ﷺ نے اس سے پہلے کوئی (نفل) نماز پڑھی نہ اس کے بعد۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَأَبِي سَعِيدٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عمرو اور ابوسعید رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ. وَقَدْ رَأَى طَائِفَةٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ الصَّلَاةَ بَعْدَ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ وَقَبْلَهَا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ. وَالْقَوْلُ الْأَوَّلُ

نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اور ان کے علاوہ دیگر اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔ امام شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے۔ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اور دیگر اہل علم کی ایک جماعت کا موقف ہے کہ عیدین کی نماز سے پہلے اور

أَصَحُّ. اس کے بعد نماز پڑھنا جائز ہے، جبکہ قول اول زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الطيالسي: ٢٦٣٧، ابن ابي شيبة: ١٧٨/٢، ابن خزيمه: ١٤٣٦

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٩٦٢ و ٩٨٩، صحیح مسلم: ١٣ص:٦٠٦، سنن ابو داود: ١١٥٩، سنن ابن ماجه: ١٢٩١، سنن النسائی: ١٩٣/٣، مسنداحمد : ٢٥٣٣، صحیح ابن حبان: ٢٨١٨

538: حَدَّثَنَا أَبُو عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ أَبَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيِّ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَفْصٍ وَهُوَ ابْنُ عُمَرَ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ خَرَجَ فِي يَوْمِ عِيدٍ فَلَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا وَذَكَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ فَعَلَهُ.

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ عید کے دن (عید گاہ) تشریف لے گئے تو انہوں نے اس سے پہلے کوئی نماز پڑھی نہ اس کے بعد، اور انہوں نے ذکر کیا کہ نبی ﷺ نے اسی طرح کیا تھا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) الارواء: ٩٩/٣، اخرجه ابن ابي شيبة: ١٧٧، ابو يعلى: ٥٧١٥، الحاكم: ٢٩٥/١

تخریج الحدیث: مسنداحمد : ٥٢١٢

فوائد الحدیث: عید گاہ میں عید کی نماز سے پہلے یا بعد میں کسی قسم کے نوافل پڑھنا درست نہیں۔

7- بَابُ مَا جَاءَ فِي خُرُوجِ النِّسَاءِ فِي الْعِيدَيْنِ

خواتین کا عیدین میں عید گاہ جانا

539: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا مَنْصُورٌ وَهُوَ ابْنُ زَاذَانَ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ "كَانَ يُخْرِجُ الْأَبْكَارَ وَالْعَوَاتِقَ وَذَوَاتِ الْخُدُورِ وَالْحُيَّضَ فِي الْعِيدَيْنِ فَأَمَّا الْحُيَّضُ فَيَعْتَزِلْنَ الْمُصَلَّى وَيَشْهَدْنَ دَعْوَةَ الْمُسْلِمِينَ قَالَتْ إِحْدَاهُنَّ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا جِلْبَابٌ قَالَ فَلْتُعِرْهَا أُخْتُهَا مِنْ جَلَابِيبِهَا".

سیّدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عیدین میں کنواری نوجوان پردہ نشین دوشیزاؤں اور حیض والی خواتین کو گھر سے باہر (عید گاہ) لے جایا کرتے تھے۔ البتہ حیض والی خواتین تو نماز کی جگہ سے الگ رہیں اور صرف مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں، ان (خواتین) میں سے ایک نے عرض کیا: اللہ کے رسول! اگر اس کے پاس چادر / اوڑھنی نہ ہو تو (پھر کیا کرے)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اس کی بہن اپنی چادر اسے عاریتاً دے دے۔"

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن خزيمه: ١٤٦٧، والطحاوي في شرح المعاني: ٣٨٧/١

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣٢٤ و ٣٥١، صحیح مسلم: ٨٩٠، سنن ابو داود: ١١٣٦ و ١١٣٧ و ١١٣٨، سنن ابن ماجه: ١٣٠٧، و ١٣٠٨، سنن النسائی: ١٩٣/١-١٩٤، و ١٨٠/٣، مسند احمد : ٢٠٧٩٣، صحیح ابن حبان: ٢٨١٦

540: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ

حفصہ بنت سیرین نے ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے اسی مانند روایت کیا ہے۔

بِنَحْوِهِ.

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَجَابِرٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عباس اور جابر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أُمِّ عَطِيَّةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِلَى هَذَا الْحَدِيثِ وَرَخَّصَ لِلنِّسَاءِ فِي الْخُرُوجِ إِلَى الْعِيدَيْنِ وَكَرِهَهُ بَعْضُهُمْ وَرُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ أَنَّهُ قَالَ: أَكْرَهُ الْيَوْمَ الْخُرُوجَ لِلنِّسَاءِ فِي الْعِيدَيْنِ، فَإِنْ أَبَتِ الْمَرْأَةُ إِلَّا أَنْ تَخْرُجَ فَلْيَأْذَنْ لَهَا زَوْجُهَا أَنْ تَخْرُجَ فِي أَطْمَارِهَا الْخُلْقَانِ وَلَا تَتَزَيَّنَ، فَإِنْ أَبَتْ أَنْ تَخْرُجَ كَذَلِكَ فَلِلزَّوْجِ أَنْ يَمْنَعَهَا عَنِ الْخُرُوجِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی روایت حسن صحیح ہے۔ بعض اہل علم نے اسی حدیث کو اختیار کیا ہے، اور انہوں نے عیدین میں خواتین کو عید گاہ جانے کی اجازت دی ہے، جبکہ بعض نے اسے ناپسند کیا ہے۔ عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: میں دور حاضر میں خواتین کے عید گاہ جانے کو ناپسند کرتا ہوں، اگر کوئی عورت ضرور ہی جانا چاہے تو اس کا شوہر اسے پرانی سی چادر میں زیب و زینت اختیار کیے بغیر عید گاہ جانے کی اجازت دے۔ اگر وہ اسی طرح جانے پر بضد ہو تو شوہر کو چاہیے کہ وہ اسے عید گاہ جانے سے منع کرے۔

وَيُرْوَى عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ لَوْ رَأَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَا أَحْدَثَ النِّسَاءُ لَمَنَعَهُنَّ الْمَسْجِدَ كَمَا مُنِعَتْ نِسَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ". وَيُرْوَى عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ أَنَّهُ كَرِهَ الْيَوْمَ الْخُرُوجَ لِلنِّسَاءِ إِلَى الْعِيدِ.

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا جاتا ہے کہ انہوں نے فرمایا: خواتین نے (اس دور میں) جو کچھ نئے نئے کام جاری کر لیے ہیں اگر رسول اللہ ﷺ انہیں دیکھ لیں تو آپ ﷺ انہیں مسجد میں آنے سے روک دیتے جس طرح بنی اسرائیل کی خواتین کو روک دیا گیا تھا۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا جاتا ہے کہ انہوں نے دور حاضر میں خواتین کے لیے عید گاہ جانے کو ناپسند کیا ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ١٦٩٧، ابن خزيمه: ١٤٦٦

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٣٢٤ و ٣٥١، صحيح مسلم: ٨٩٠، سنن ابو داود: ١١٣٦ و ١١٣٧ و ١١٣٨، سنن ابن ماجه: ١٣٠٧، و ١٣٠٨، سنن النسائی: ١/١٩٣-١٩٤، و ٣/١٨٠، مسند احمد: ٢٠٧٩٣، صحيح ابن حبان: ٢٨١٦

فوائد الحديث: ١۔ عید کی نماز کے لیے مردوں کی طرح عورتوں کو بھی ضرور اہتمام سے جانا چاہئے۔ لیکن خواتین پردے کا خصوصی طور پر خیال رکھیں گی۔

٢۔ رسول اللہ ﷺ عورتوں کی تعلیم و تربیت کا بھی خصوصی طور پر اہتمام فرماتے کیونکہ اگر عورت کا عقیدہ و عمل صحیح ہو گیا تو صرف ایک خاندان نہیں بلکہ پوری ایک نسل کی اصلاح کا باعث ہو سکتا ہے۔ اسی لیے آپ ﷺ مردوں کے ساتھ مشترکہ وعظ کے بعد عورتوں کو خصوصی طور پر نصیحت فرماتے اور دین کی تعلیم دیتے۔ نیز آپ ﷺ نے حکم فرمایا کہ وہ عورتیں جنہوں نے نماز نہیں پڑھنی وہ بھی عید گاہ جائیں اور

مُسلمانوں کے خطبہ اور دعا میں شامل ہوں، نماز نہ پڑھیں بلکہ جماعت سے الگ ہو کر بیٹھی رہیں۔ صحیح بخاری کے الفاظ ہیں ولیشهدن الخیر و دعوة المومنین۔ الخ (صحیح بخاری ۱/ ۱۳۴ کتاب العیدین) اس حدیث سے جہاں عورتوں کے عید گاہ جانے کا حکم معلوم ہوتا ہے وہاں اجتماعی دعا کی اہمیت واضح ہو رہی ہے کہ جن عورتوں نے نماز نہیں پڑھنی وہ بھی اجتماعی دعا میں شریک ہوں، پھر اگر نفل نماز کے بعد اجتماعی دعا کی اتنی تاکید ہے تو فرض نماز کے بعد کتنی بڑی فضیلت و اہمیت ہوگی۔ فافهم و تدبر۔

۳۔ آج جو لوگ حالات کا بہانہ بنا کر خواتین اسلام کو خطبات جمعہ و عیدین میں شریک ہونے سے روکتے ہیں انہیں اپنے طرز عمل پر غور کرنا چاہئے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان مبارک کی مخالفت کرنے کے ساتھ ساتھ عورتوں کی دین سے دوری کا باعث بھی بن رہے ہیں۔

۴۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عید کی نماز باہر کھلے میدان میں پڑھنی چاہئے بعض لوگ حوسستی و کاہلی کی وجہ سے کہ باہر انتظامات نہ کرنے پڑیں وہ مساجد میں ہی نماز پڑھ لیتے ہیں انہیں ایسا نہیں کرنا چاہئے کیونکہ بغیر شرعی عذر (بارش وغیرہ) کے مسجد میں عید کی نماز ادا کرنا جائز نہیں۔

8- بَابُ مَا جَاءَ فِي خُرُوجِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى الْعِيدِ فِي طَرِيقٍ وَرُجُوعِهِ مِنْ طَرِيقٍ آخَرَ

نبی ﷺ کا عید کے لیے ایک راستے سے جانا اور دوسرے راستے سے واپس آنا

541: حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى بْنُ وَاصِلِ بْنِ عَبْدِ الأَعْلَى الْكُوفِيُّ وَأَبُو زُرْعَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّلْتِ عَنْ فُلَيْحِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ "إِذَا خَرَجَ يَوْمَ الْعِيدِ فِي طَرِيقٍ رَجَعَ فِي غَيْرِهِ".

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ جب عید کے دن ایک راستے سے تشریف لے جاتے تھے تو دوسرے راستے سے واپس تشریف لاتے تھے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ وَأَبِي رَافِعٍ.

اس باب میں عبداللہ بن عمر اور ابورافع سے بھی حدیث ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَرَوَى أَبُو تُمَيْلَةَ وَيُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ فُلَيْحِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن غریب ہے۔ ابو تمیلہ اور یونس بن محمد نے یہ حدیث فلیح بن سلیمان عن سعید بن الحارث عن جابر بن عبداللہ کی سند سے روایت کی ہے۔

قَالَ: وَقَدِ اسْتَحَبَّ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ لِلإِمَامِ إِذَا خَرَجَ فِي طَرِيقٍ أَنْ يَرْجِعَ فِي غَيْرِهِ اتِّبَاعًا لِهَذَا الْحَدِيثِ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ.

انہوں نے فرمایا: بعض اہل علم نے اس حدیث کی اتباع میں امام کے لیے مستحب قرار دیا ہے کہ جب وہ ایک راستے سے جائے تو وہ دوسرے راستے سے واپس آئے۔ یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ہے۔

وَحَدِيثُ جَابِرٍ كَأَنَّهُ أَصَحُّ.

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث گویا کہ زیادہ صحیح ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ١٦٢١، ابن خزيمه: ١٤٦٨، والحاكم: ١/٢٩٦

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١٣٠١۔ صحيح ابن حبان: ٢٨١٥

فوائد الحدیث: رسول اللہ ﷺ کا طریقہ مبارک یہی تھا کہ عید گاہ میں جاتے ہوئے اور واپس آتے ہوئے راستہ تبدیل فرماتے تھے۔ لہذا اس کا اہتمام کرنا چاہئے۔ اور پھر اس میں مسلمانوں کی عظمت وشان بھی ہے کہ اجتماعی طور پر گلیوں، بازاروں میں تکبیرات کہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی توحید اور کبریائی کا اعلان کرتے ہیں۔

9- بَابُ مَا جَاءَ فِي الأَكْلِ يَوْمَ الْفِطْرِ قَبْلَ الْخُرُوجِ

عید الفطر کے دن عید گاہ جانے سے پہلے کوئی چیز کھانے کا بیان

542: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّارُ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ عَنْ ثَوَابِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ "لَا يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ حَتَّى يَطْعَمَ وَلَا يَطْعَمُ يَوْمَ الأَضْحَى حَتَّى يُصَلِّيَ".

سیّدہ بریدہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: نبی ﷺ عید الفطر کے دن گھر سے باہر تشریف لے کر نہیں جاتے تھے حتیٰ کہ آپ کچھ کھا لیتے تھے، اور عید الاضحیٰ کے دن کچھ کھاتے نہیں تھے حتیٰ کہ (عید کی) نماز پڑھ لیتے تھے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَأَنَسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا علی اور انس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ بُرَيْدَةَ بْنِ حُصَيْبٍ الأَسْلَمِيِّ حَدِيثٌ غَرِيبٌ. وَقَالَ مُحَمَّدٌ: لَا أَعْرِفُ لِثَوَابِ بْنِ عُتْبَةَ غَيْرَ هَذَا الْحَدِيثِ. وَقَدِ اسْتَحَبَّ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ: أَنْ لَا يَخْرُجَ يَوْمَ الْفِطْرِ حَتَّى يَطْعَمَ شَيْئًا وَيُسْتَحَبُّ لَهُ أَنْ يُفْطِرَ عَلَى تَمْرٍ وَلَا يَطْعَمَ يَوْمَ الأَضْحَى حَتَّى يَرْجِعَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بریدہ بن حصیب اسلمی رضی اللہ عنہ کی روایت غریب ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں ثواب بن عتبہ کی اس حدیث کے علاوہ کسی اور روایت کو نہیں جانتا۔ اہل علم میں سے کچھ لوگوں نے اس بات کو مستحب قرار دیا ہے کہ وہ عید الفطر کے لیے گھر سے روانہ نہ ہو حتیٰ کہ وہ کوئی چیز کھالے، اور اس کے لیے مستحب ہے کہ وہ کھجور کھا کر روانہ ہو، اور عید الاضحیٰ کے دن مستحب ہے کہ وہ (روانہ ہوتے وقت) نہ کھائے حتیٰ کہ (نماز عید پڑھ کر) واپس آجائے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ١٦٠٨، ابن خزيمه: ١٤٢٦، ابن عدي: ٢/٥٢٨

تخریج الحدیث: صحيح ابن خزيمه: ١٤٢٦، مستدرک حاكم: ١/٢٩٤، سنن ابن ماجه: ١٧٥٦، مسند احمد: ٢٢٩٨٣، صحيح ابن حبان: ٢٨١٢

543: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ حَفْصِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "كَانَ يُفْطِرُ عَلَى تَمَرَاتٍ يَوْمَ الْفِطْرِ

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ عید الفطر کے دن عید گاہ جانے سے پہلے کھجوریں تناول فرماتے تھے۔

قَبْلَ أَنْ يَخْرُجَ إِلَى الْمُصَلَّى".

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ.

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ١٦٠٩، الحاكم: ٢٩٤/١

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۹۵۳، سنن ابن ماجه: ١٧٥٤، صحيح ابن خزيمة: ١٤٢٨، مسند احمد : ١٢٢٦٨، صحيح ابن حبان: ٢٨١٣

فوائد الحدیث: دیکھئے فوائد حدیث نمبر ۵۳۰۔

أَبْوَابُ السَّفَرِ

سفر کے احکام و مسائل

1- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّقْصِيرِ فِي السَّفَرِ

سفر میں (نماز) قصر ادا کرنا

544: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْحَكَمِ الْوَرَّاقُ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: "سَافَرْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَكَانُوا يُصَلُّونَ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ لَا يُصَلُّونَ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا". وَقَالَ عَبْدُ اللهِ: لَوْ كُنْتُ مُصَلِّيًا قَبْلَهَا أَوْ بَعْدَهَا لَأَتْمَمْتُهَا.

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ اور سیّدنا ابوبکر و عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ سفر کیا ہے، وہ ظہر و عصر کی دو دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے اور وہ اس سے پہلے کوئی نماز پڑھتے تھے نہ اس کے بعد کوئی نماز پڑھتے تھے۔ اور عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر میں نے اس سے پہلے یا اس کے بعد کوئی نماز پڑھنی ہے تو پھر میں اسے پوری ہی پڑھ لوں گا۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَنَسٍ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَعَائِشَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عمر، علی، ابن عباس، انس، عمران بن حصین اور عائشہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ سُلَيْمٍ مِثْلَ هَذَا. قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ رَجُلٍ مِنْ آلِ سُرَاقَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت حسن غریب ہے۔ ہم اس کو اس طرح صرف یحییٰ بن سلیم کی روایت سے ہی جانتے ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث عبیداللہ بن عمر عن رجل من آل سراقہ عن عبداللہ بن عمر کی سند سے روایت کی گئی ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: عطیہ عوفی کے حوالے سے ابن

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "كَانَ يَتَطَوَّعُ فِي السَّفَرِ قَبْلَ الصَّلَاةِ وَبَعْدَهَا".

عمر رضی اللہ عنہما کی سند سے روایت کیا گیا ہے کہ نبی ﷺ سفر میں نماز سے پہلے اور بعد نفل پڑھا کرتے تھے۔

وَقَدْ صَحَّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ "أَنَّهُ كَانَ يَقْصُرُ فِي السَّفَرِ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ صَدْرًا مِنْ خِلَافَتِهِ".

اور نبی ﷺ سے صحیح ثابت ہے کہ آپ ﷺ، ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما اور عثمان رضی اللہ عنہ اپنی خلافت کے شروع میں سفر میں نماز قصر ادا کیا کرتے تھے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ.

نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اور دیگر اہل علم میں سے اکثر کا اسی پر عمل ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا كَانَتْ تُتِمُّ الصَّلَاةَ فِي السَّفَرِ.

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا گیا ہے کہ وہ سفر میں پوری نماز پڑھتی تھیں۔

وَالْعَمَلُ عَلَى مَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَصْحَابِهِ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ إِلَّا أَنَّ الشَّافِعِيَّ يَقُولُ التَّقْصِيرُ رُخْصَةٌ لَهُ فِي السَّفَرِ فَإِنْ أَتَمَّ الصَّلَاةَ أَجْزَأَ عَنْهُ.

عمل اسی پر ہے جو نبی ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب سے روایت کیا گیا ہے۔ وہی شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا قول ہے۔ البتہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سفر میں نماز قصر ادا کرنا اس (مسافر) کے لیے ایک رخصت ہے اگر وہ نماز پوری پڑھ لے تو یہ بھی جائز ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن خزيمه: ٩٤٧، وابو يعلى: ٥٥٥٧

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١١٠١ و ١١٠٢، صحیح مسلم: ٦٨٩، سنن ابو داود: ١٢٢٣، سنن النسائی: ١٢٣/٣، سنن ابن ماجه: ١٠٧١، صحيح ابن خزيمة: ٩٤٧، شرح السنة: ١٠٣١، مسند احمد: ٤٧٦١ و ٥١٨٥

فوائد الحدیث: ١۔ سفر کی صعوبتوں اور مشکلات کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی سہولت کے لیے چار رکعت والی نماز (ظہر، عصر، اور عشاء) میں تخفیف کرتے ہوئے دو دو رکعت کر دی، البتہ فجر اور مغرب کو ان کی اصل حالت پر ہی رہنے دیا۔

٢۔ نماز سے پہلے یا اس کے بعد کوئی بھی نوافل یا سنن نہیں اگر کوئی شخص صرف دو رکعتیں فرض ہی پڑھتا ہے تو اس کی نماز مکمل ہے البتہ اگر نوافل پڑھ لیے جائیں تو کوئی حرج بھی نہیں کہ رسول اکرم ﷺ سے سفر میں مطلقاً نوافل پڑھنا بھی ثابت ہے۔

٣۔ اگر کوئی مسافر سفر میں مکمل نماز بھی پڑھ لے جیسا کہ عمومی طور پر بعض اوقات مقامی امام کے پیچھے باجماعت نماز پڑھنے کا اتفاق ہو تو مکمل نماز پڑھنا بھی جائز ہے۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ مکمل نہیں پڑھ سکتا قصر کرنا فرض ہے ان کی بات درست نہیں۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔ صدقة تصدق الله بها عليكم فاقبلوا صدقته (سنن نسائی ١/ ١٦٨، کتاب تقصیر الصلوٰۃ فی السفر) "یعنی نماز قصر صدقہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے تم پر کیا ہے تو تم اس کے صدقے کو قبول کرو"۔

545: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ الْقُرَشِيُّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ قَالَ سُئِلَ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ عَنْ صَلَاةِ الْمُسَافِرِ، فَقَالَ: "حَجَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَحَجَجْتُ مَعَ أَبِي بَكْرٍ

ابو نضرہ نے بیان کیا: عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مسافر کی نماز کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کیا تو آپ ﷺ نے دو رکعتیں پڑھیں، میں نے سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کیا، تو انہوں نے بھی دو

فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَمَعَ عُمَرَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَمَعَ عُثْمَانَ سِتَّ سِنِينَ مِنْ خِلَافَتِهِ أَوْ ثَمَانِيَ سِنِينَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ".

رکعتیں پڑھیں، میں نے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کیا تو انہوں نے بھی دو رکعتیں پڑھیں، اور میں نے سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے چھ یا آٹھ سال ان کی معیت میں حج کیا تو انہوں نے بھی دو رکعتیں پڑھیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح بِمَا قَبْلَهُ) بعض کے نزدیک یہ علی بن زید کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد : ١٩٨٦٥

فوائد الحدیث: ۱۔ رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدین کا طریقہ سفر میں قصر نماز ادا کرنے کا ہی تھا۔

۲۔ بعد ازاں سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا مکمل نماز ادا کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ قصر کرنا افضل ہے فرض نہیں۔

۳۔ ام المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بھی رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں سفر کے دوران مکمل نماز پڑھتی تھیں اور رسول اکرم ﷺ نے ان کو منع نہیں فرمایا۔ (سنن نسائی ۱/۱۷۰)

546: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ وَإِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ سَمِعَا أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ: "صَلَّيْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الظُّهْرَ بِالْمَدِينَةِ أَرْبَعًا وَبِذِي الْحُلَيْفَةِ الْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ".

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے نبی ﷺ کے ساتھ مدینہ میں ظہر کی نماز چار رکعتیں پڑھی، اور ذوالحلیفہ میں عصر کی نماز دو رکعتیں پڑھی۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح ابى داؤد: ١٠٨٥

تخریج الحدیث: صحيح بخارى: ١٠٨٩، صحيح مسلم: ٦٩٠، سنن ابو داود: ١٢٠٢، سنن النسائى: ١/٢٣٥ و ٢٣٧، مسند احمد : ١٢٠٧٩، صحيح ابن حبان: ٢٧٤٣

فوائد الحدیث: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنے شہر یا گاؤں کی حدود سے باہر نکل کر آدمی قصر کر سکتا ہے۔ اکثر شہروں میں آجکل بائی پاس ہیں انہیں بھی حدود مقرر کیا جا سکتا ہے۔ یا پھر تھانوں اور کمیٹی وغیرہ کی حدود کا لحاظ رکھا جائے۔ دیہاتوں کے لوگ اپنے گاؤں کی زمین اور رقبے کے لحاظ سے حد مقرر کر سکتے ہیں۔ اس لیے مناسب یہی ہے کہ شہر یا گاؤں کی حدود سے چار پانچ کلو میٹر باہر نکل کر قصر کرنے کا جواز بن جاتا ہے۔ واللہ اعلم و علمہ اتم۔ (مزید تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۵۴۸، ۵۴۹ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔)

547: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ زَاذَانَ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "خَرَجَ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ لَا يَخَافُ إِلَّا اللهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ".

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ (حج کی غرض سے) مدینہ سے مکہ کے لیے روانہ ہوئے آپ ﷺ کو اللہ پروردگار کے سوا کوئی ڈر خوف نہیں تھا، آپ نے نماز دو رکعتیں (قصر) ادا کی۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الارواء: ٦/٣، اخرجه الطيالسي: ٢٦٦٤، ابن ابي شيبة: ٤٤٨/٢، البيهقي: ١٣٥/٣

تخریج الحدیث: سنن النسائي: ١١٧/٣ و ١١٨، مسند احمد : ١٨٥٢

فوائد الحدیث: یہ حجۃ الوداع کا موقعہ ہے کہ اس وقت اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اس قدر فتح اور غلبہ نصیب فرمایا تھا کہ قریب قریب آپ کا کوئی دشمن موجود نہیں تھا جس سے آپ ﷺ کو جانی ومالی کسی قسم کا خوف وخطرہ ہو۔ لیکن آپ ﷺ نماز قصر ادا کر رہے ہیں جو دلیل ہے کہ نماز قصر کے لیے خوف نہیں بلکہ سفر سبب تھا۔

2- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَمْ تُقْصَرُ الصَّلَاةُ

کتنی مدت تک نماز قصر ادا کی جائے گی

548: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ الْحَضْرَمِيُّ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، قَالَ: "خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ". قَالَ: قُلْتُ لِأَنَسٍ كَمْ أَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِمَكَّةَ: قَالَ عَشْرًا.

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ہم نبی ﷺ کی معیت میں مدینہ سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے تو آپ ﷺ دو رکعتیں نماز ادا کرتے رہے، راوی (یحییٰ بن اسحاق حضرمی) نے بیان کیا، میں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں کتنا عرصہ قیام فرمایا تھا؟ انہوں نے فرمایا: دس دن۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَجَابِرٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عباس اور جابر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ "أَنَّهُ أَقَامَ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ تِسْعَ عَشْرَةَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ". قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: "فَنَحْنُ إِذَا أَقَمْنَا مَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ تِسْعَ عَشْرَةَ صَلَّيْنَا رَكْعَتَيْنِ وَإِنْ زِدْنَا عَلَى ذَلِكَ أَتْمَمْنَا الصَّلَاةَ".

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی ﷺ سے روایت کیا گیا کہ آپ ﷺ نے کسی سفر میں انیس دن قیام فرمایا تو آپ دو رکعت نماز (قصر) ادا فرماتے رہے۔ پس جب ہم بھی انیس دن تک قیام کرتے ہیں تو ہم دو دو رکعتیں پڑھتے ہیں، اور جب اس سے زیادہ قیام کرتے ہیں تو پھر نماز پوری پڑھتے ہیں۔

وَرُوِيَ عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ قَالَ: "مَنْ أَقَامَ عَشَرَةَ أَيَّامٍ أَتَمَّ الصَّلَاةَ".

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: جو دس دن قیام کرے تو وہ نماز پوری پڑھے۔

وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ: "مَنْ أَقَامَ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا أَتَمَّ الصَّلَاةَ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْهُ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ".

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: جو پندرہ دن قیام کرے تو وہ نماز پوری پڑھے، اور ان سے بارہ دن قیام بھی روایت کیا گیا ہے۔

وَرُوِيَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ قَالَ: "إِذَا أَقَامَ أَرْبَعًا

سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے

صَلَّى أَرْبَعًا". وَرَوَى عَنْهُ ذَلِكَ قَتَادَةُ وَعَطَاءٌ الْخُرَاسَانِيُّ. وَرَوَى عَنْهُ دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ خِلَافَ هَذَا.

فرمایا: جب وہ (مسافر) چار دن قیام کرے تو چار رکعتیں (پوری نماز) ادا کرے۔ قتادہ، عطاء خراسانی رحمہما اللہ نے ان (سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ) سے یہ موقف روایت کیا ہے۔ جبکہ داود بن ابی ہند رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے اس کے خلاف روایت کیا ہے۔

وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ بَعْدُ فِي ذَلِكَ فَأَمَّا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَأَهْلُ الْكُوفَةِ فَذَهَبُوا إِلَى تَوْقِيتِ خَمْسَ عَشْرَةَ وَقَالُوا: "إِذَا أَجْمَعَ عَلَى إِقَامَةِ خَمْسَ عَشْرَةَ أَتَمَّ الصَّلَاةَ".

ان کے بعد اہل علم کے درمیان اس مسئلہ میں اختلاف ہے رہے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور کوفہ والے تو انہوں نے پندرہ دن کی تعیین کی ہے۔ اور انہوں نے کہا: جب پندرہ دن قیام کرنے پر اتفاق کرلے تو وہ نماز پوری پڑھے۔

وَقَالَ الْأَوْزَاعِيُّ: "إِذَا أَجْمَعَ عَلَى إِقَامَةِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ أَتَمَّ الصَّلَاةَ".

امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جب وہ بارہ دن قیام کرنے پر اتفاق کرلے تو نماز پوری پڑھے۔

وَقَالَ: مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ إِذَا أَجْمَعَ عَلَى إِقَامَةِ أَرْبَعَةٍ أَتَمَّ الصَّلَاةَ.

امام مالک بن انس، شافعی اور احمد رحمہم اللہ نے فرمایا: جب وہ چار دن قیام کرنے پر اتفاق کرلے تو وہ پوری نماز پڑھے۔

وَأَمَّا إِسْحَاقُ فَرَأَى أَقْوَى الْمَذَاهِبِ فِيهِ حَدِيثَ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لِأَنَّهُ رَوَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ تَأَوَّلَهُ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ "إِذَا أَجْمَعَ عَلَى إِقَامَةِ تِسْعَ عَشْرَةَ أَتَمَّ الصَّلَاةَ". ثُمَّ أَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ عَلَى أَنَّ الْمُسَافِرَ يَقْصُرُ مَا لَمْ يُجْمِعْ إِقَامَةً وَإِنْ أَتَى عَلَيْهِ سِنُونَ.

رہے اسحاق رحمۃ اللہ علیہ تو وہ اس بارے میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کو سب سے زیادہ قوی موقف سمجھتے ہیں۔ انہوں نے کہا: کیونکہ انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کیا، پھر نبی ﷺ کے بعد اس کی تفسیر کی کہ جب وہ انیس دن قیام کرنے پر اتفاق کرلے تو وہ پوری نماز پڑھے۔ پھر اہل علم نے اس پر اجماع کیا کہ مسافر اگر اقامت کی مدت پر اتفاق نہ کرسکے (اور وہ کوچ کرنے کے بارے میں متردد ہو) تو پھر وہ نماز قصر ادا کرتا رہے خواہ کئی سال بیت جائیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ١٥١٨، ابن الجارود: ٢٢٤، ابن خزيمه: ٩٥٦

تخریج الحدیث: صحيح بخاري: ١٠٨١ و ٤٢٩٧، صحيح مسلم: ٦٩٣، سنن ابو داود: ١٢٣٣، سنن ابن ماجه: ١٠٧٧، سنن النسائي: ٣/١١٨ و ١٢١، مسند احمد: ١٢٩٤٥ صحيح ابن حبان: ٢٧٥٤

549: حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: "سَافَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ سَفَرًا فَصَلَّى تِسْعَةَ عَشَرَ يَوْمًا رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ". قَالَ: ابْنُ عَبَّاسٍ "فَنَحْنُ نُصَلِّي فِيمَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ تِسْعَ عَشْرَةَ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ فَإِذَا أَقَمْنَا أَكْثَرَ مِنْ

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے ایک سفر کیا تو آپ ﷺ نے انیس دن دو دو رکعتیں نماز (قصر) ادا کی۔ پس ہم بھی جب انیس دن ٹھہرتے ہیں تو دو دو رکعتیں نماز ادا کرتے ہیں اور جب ہم اس سے زیادہ دن قیام کرتے ہیں تو پھر ہم چار رکعت (پوری نماز) پڑھتے ہیں۔

ذٰلِكَ صَلَّيْنَا أَرْبَعًا".

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابو يعلى: ٢٣٦٨، ابن خزيمه: ٩٥٥، الدارقطني: ١/٣٨٧، البغوي: ١٠٢٨

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٠٨٠ و ٤٢٩٨، و ٤٢٩٩، سنن ابو داود: ١٢٣٠ و ١٢٣٢، سنن ابن ماجه: ١٠٧٥، مسند احمد : ١٩٥٨، صحيح ابن حبان: ٢٧٥٠

فوائد الحدیث: ا۔ نماز قصر کرنے کے لیے بنیادی طور پر تین چیزیں ہیں: ا۔ مسافت ۲۔ مدت سفر ۳۔ نماز قصر

ا۔ مسافت: اگر مسافر نے تین میل یا تین فرسخ (۹ میل۔ تقریباً بائیس کلو میٹر) سفر کرنا ہو تو اپنے شہر یا گاؤں کی حدود سے نکل کر قصر کر سکتا ہے اگر اس سے کم سفر کرنا ہو تو پھر منزل پر پہنچ کر بھی قصر نہیں کر سکتا۔

۲۔ مدت سفر: مسافر کے لیے کسی صریح روایت میں قصر کرنے کی کوئی معین مدت بیان نہیں ہوئی البتہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی شخص نے ایک جگہ قیام کرنا ہو تو پھر تین دن تک وہ قصر کر سکتا ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ **يمكث المهاجر بعد قضاء نسكه ثلاثا** (سنن نسائی ۱/۱۷۰)

"کہ مہاجر آدمی اپنا حج اور عمرہ مکمل کرنے کے بعد صرف تین دن تک مکہ میں ٹھہر سکتا ہے (اس سے زیادہ نہیں ورنہ مقیم ہوگا) نیز آپ ﷺ نے فرمایا کہ مہمان تین دن تک ہوتا ہے اس کے بعد وہ گھر کا فرد ہی شمار ہوگا۔ (مفہوماً)

بعض نے کہا کہ چار دن تک اگر ایک جگہ قیام کرنا ہو تو قصر جائز ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر کیا کہ آپ ﷺ چار ذی الحجہ کو مکہ مکرمہ پہنچے اور آٹھ ذی الحجہ کو آپ ﷺ منیٰ روانہ ہو گئے۔ تو یہ موقف پہلے موقف کے خلاف نہیں کیونکہ اس میں سے بھی آمد و روانگی کے دن نکال لیے جائیں تو باقی تین دن ہی بچتے ہیں۔

لیکن یہ اس وقت ہے کہ جب پہلے سے تین دن ٹھہرنے کا ارادہ ہو اگر پہلے سے معلوم ہے کہ میں نے تین دن سے زیادہ قیام کرنا ہے تو پھر شروع سے ہی پوری نماز پڑھے گا۔ اگر پہلے ارادہ تین دن کا تھا بعد میں معلوم ہوا کہ زیادہ دن رکنا پڑے گا تو جب معلوم ہو گیا اس کے بعد پھر پوری نماز ادا کرنا شروع کر دے پہلے جو قصر ہو چکی وہ ہو چکی۔ نیز اگر مختلف مقامات پر قیام پذیر رہا کہیں ایک دن یا دو دن اس طرح جتنے بھی دن سفر میں رہے وہ قصر کر سکتا ہے۔

جیسا کہ حدیث الباب سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ مدینہ منورہ سے روانگی سے لے کر مدینہ طیبہ واپس آنے تک انیس دن سفر میں رہے تو انیس دن ہی قصر فرماتے رہے، ظاہر ہے کہ اگر اس سے زیادہ دن لگ جاتے تو آپ ﷺ نے پھر بھی قصر ہی کرنا تھی۔

۳۔ قصر نماز: چار رکعت والی نماز ظہر، عصر، عشاء، دو دو رکعت پڑھی جائے گی۔ اور مغرب و فجر مکمل ادا کی جائے گی، (تفصیل کے لیے دیکھئے فوائد حدیث نمبر ۵۴۴)

3- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّطَوُّعِ فِي السَّفَرِ

دوران سفر نفل نماز کا حکم

550: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میں رسول اللہ

عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ أَبِي بُسْرَةَ الْغِفَارِيِّ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: "صَحِبْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ سَفَرًا فَمَا رَأَيْتُهُ تَرَكَ الرَّكْعَتَيْنِ إِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ الظُّهْرِ".

ﷺ کے ساتھ اٹھارہ دن سفر میں رہا ہوں، میں نے آپ ﷺ کو سورج ڈھلنے پر ظہر سے پہلے دو رکعتیں ترک کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔

وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ.

اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ الْبَرَاءِ حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ براء رضی اللہ عنہ کی روایت غریب ہے۔

قَالَ: وَسَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْهُ فَلَمْ يَعْرِفْهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ وَلَمْ يَعْرِفِ اسْمَ أَبِي بُسْرَةَ الْغِفَارِيِّ وَرَآهُ حَسَنًا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے ان کے متعلق امام بخاری سے سوال کیا تو انہوں نے اس کو صرف لیث بن سعد کی روایت سے ہی جانا اور انہیں ابو بسرہ غفاری کا نام معلوم نہیں تھا۔ اور انہوں نے اس روایت کو حسن خیال کیا۔

وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "كَانَ لَا يَتَطَوَّعُ فِي السَّفَرِ قَبْلَ الصَّلَاةِ وَلَا بَعْدَهَا".

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا گیا ہے کہ نبی ﷺ دوران سفر نماز سے پہلے نفل پڑھتے تھے نہ اس کے بعد اور انہی کے حوالے سے نبی ﷺ سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ سفر میں نفل ادا کیا کرتے تھے۔

وَرُوِيَ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ "أَنَّهُ كَانَ يَتَطَوَّعُ فِي السَّفَرِ".

ثُمَّ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَرَأَى بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ "أَنْ يَتَطَوَّعَ الرَّجُلُ فِي السَّفَرِ" وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ. وَلَمْ تَرَ طَائِفَةٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنْ يُصَلِّيَ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا. وَمَعْنَى مَنْ لَمْ يَتَطَوَّعْ فِي السَّفَرِ قَبُولُ الرُّخْصَةِ وَمَنْ تَطَوَّعَ فَلَهُ فِي ذَلِكَ فَضْلٌ كَثِيرٌ. وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ يَخْتَارُونَ التَّطَوُّعَ فِي السَّفَرِ.

پھر نبی ﷺ کے بعد اہل علم نے اختلاف کیا، نبی ﷺ کے بعض اصحاب کا موقف ہے کہ آدمی سفر میں نفل ادا کرے گا، امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ کا یہی موقف ہے۔ اہل علم میں سے ایک جماعت کا موقف ہے کہ وہ نماز سے پہلے اور بعد نفل ادا نہیں کرے گا۔ اور جس نے سفر میں نفل نہیں ادا کیے تو اس کا معنی ہے کہ اس نے رخصت کو قبول کیا، اور جس نے نفل ادا کیے تو اس کے لیے اس میں بڑی فضیلت ہے، اور یہ اکثر اہل علم کا موقف ہے، وہ سفر میں نفل ادا کرنے کو پسند کرتے ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) ضعيف ابى داؤد: ۲۲۲۔ اس کی سند ابو بسرہ الغفاری کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ۱۲۲۲، مسند احمد : ۱۸۵۸۳

551: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ الْحَجَّاجِ عَنْ عَطِيَّةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: "صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الظُّهْرَ فِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ".

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، میں نے نبی ﷺ کے ساتھ سفر میں ظہر کی نماز دو رکعت ادا کی اور اس کے بعد دو رکعتیں پڑھیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.
وَقَدْ رَوَاهُ ابْنُ أَبِي لَيْلَى عَنْ عَطِيَّةَ وَنَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔
ابن ابی لیلی نے اسے عطیہ و نافع عن ابن عمر کی سند سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد مُنكَرُ الْمَتْنِ لِمُخَالَفَتِهِ لِحَدِيثِهِ الْمُتَقَدِّمِ (٥٤٤) وَغَيْرِه) اس میں عطیہ ضعیف ہے۔
تخریج الحدیث: مسند احمد : ٥٦٣٤، شرح السنة: ١٠٣٥

552: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْمُحَارِبِيُّ يَعْنِي الْكُوفِيَّ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ هَاشِمٍ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ عَطِيَّةَ وَنَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: "قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ فَصَلَّيْتُ مَعَهُ فِي الْحَضَرِ الظُّهْرَ أَرْبَعًا وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ وَصَلَّيْتُ مَعَهُ فِي السَّفَرِ الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ وَلَمْ يُصَلِّ بَعْدَهَا شَيْئًا وَالْمَغْرِبَ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ سَوَاءً ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ لَا تَنْقُصُ فِي الْحَضَرِ وَلَا فِي السَّفَرِ وَهِيَ وِتْرُ النَّهَارِ وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ".

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں نے حضر و سفر میں نبی ﷺ کے ساتھ نمازیں پڑھی ہیں۔ چنانچہ حضر میں ظہر کی نماز چار رکعتیں پڑھی ہیں، اور اس کے بعد دو رکعتیں پڑھی ہیں۔ میں نے آپ ﷺ کے ساتھ سفر میں ظہر کی نماز دو رکعتیں پڑھی ہیں اور اس کے بعد دو رکعتیں پڑھی ہیں۔ عصر کی نماز دو رکعتیں پڑھی اور اس کے بعد کچھ نہ پڑھا، مغرب کی نماز سفر و حضر میں ایک ہی طرح تین رکعتیں پڑھی، سفر و حضر میں اس نماز میں کوئی کمی نہیں کرتے تھے وہ دن کے وتر ہیں، اور اس کے بعد دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. سَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ مَا رَوَى ابْنُ أَبِي لَيْلَى حَدِيثًا أَعْجَبَ إِلَيَّ مِنْ هَذَا وَلَا أَرْوِي عَنْهُ شَيْئًا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے، میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا: ابن ابی لیلیٰ نے جو احادیث روایت کیں ان میں سے یہ روایت مجھے سب سے زیادہ پسند ہے، میں ان سے کوئی حدیث روایت نہیں کرتا۔

حکم الحدیث: (ضَعِيفُ الْإِسْنَادِ مُنْكَرُ الْمَتْنِ) اس میں ابن ابی لیلیٰ راوی ضعیف ہے۔
تخریج الحدیث: مسند احمد : ٥٦٣٤، شرح السنة: ١٠٣٥
فوائد الحدیث: سفر میں مطلق طور پر نفل پڑھنا جائز ہے۔ جیسا کہ بہت سی صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ البتہ جن تین نمازوں میں صرف دو رکعتیں ہی فرض ہیں ان میں فرائض سے پہلے یا بعد میں موکدہ سنتیں پڑھنے کی کوئی صریح روایت نہیں وہ نہ پڑھی جائیں۔ بصورت دیگر سفر میں تخفیف کا مقصد ہی فوت ہو جائے گا۔

4- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ

(سفر میں) دو نمازیں جمع کر کے پڑھنا

553: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ هُوَ عَامِرُ بْنُ

سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ غزوہ تبوک کے موقع پر جب سورج ڈھلنے سے پہلے سفر شروع کرتے

وَائِلَةَ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "كَانَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ زَيْغِ الشَّمْسِ أَخَّرَ الظُّهْرَ إِلَى أَنْ يَجْمَعَهَا إِلَى الْعَصْرِ فَيُصَلِّيهِمَا جَمِيعًا وَإِذَا ارْتَحَلَ بَعْدَ زَيْغِ الشَّمْسِ عَجَّلَ الْعَصْرَ إِلَى الظُّهْرِ وَصَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعًا ثُمَّ سَارَ وَكَانَ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ الْمَغْرِبِ أَخَّرَ الْمَغْرِبَ حَتَّى يُصَلِّيَهَا مَعَ الْعِشَاءِ وَإِذَا ارْتَحَلَ بَعْدَ الْمَغْرِبِ عَجَّلَ الْعِشَاءَ فَصَلَّاهَا مَعَ الْمَغْرِبِ".

تھے تو آپ ﷺ ظہر کی نماز کو مؤخر کر لیتے تھے حتیٰ کہ عصر کا وقت ہو جانے پر ان دونوں نمازوں کو جمع کر کے ایک ساتھ ادا کرتے تھے۔ اور جب آپ ﷺ سورج ڈھلنے کے بعد کوچ فرماتے تھے تو عصر کی نماز کو (اس کے معروف وقت سے) پہلے ظہر کے ساتھ ملا کر دونوں نمازوں کو ایک ساتھ پڑھ لیتے تھے، اور پھر سفر پر روانہ ہوتے تھے، اور جب مغرب سے پہلے کوچ فرماتے تھے تو مغرب کو مؤخر کر لیتے تھے اور اسے عشاء کا وقت ہو جانے پر عشاء کے ساتھ ملا کر پڑھتے تھے، اور جب مغرب کے بعد کوچ فرماتے تھے تو عشاء کو (اس کے معروف وقت سے) پہلے مغرب کے ساتھ ملا کر دونوں نمازیں ایک ساتھ پڑھ لیتے تھے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَابْنِ عُمَرَ وَأَنَسٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَعَائِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ.

اس باب میں علی، ابن عمر، انس، عبداللہ بن عمرو، عائشہ، ابن عباس، اسامہ بن زید اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے احادیث مروی ہیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَالصَّحِيحُ عَنْ أُسَامَةَ. وَرَوَى عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ عَنْ قُتَيْبَةَ هَذَا الْحَدِيثَ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: اور صحیح اسامہ رضی اللہ عنہ سے ہے اور علی بن مدینی رحمہ اللہ نے احمد بن حنبل عن قتیبہ کی سند سے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) صحيح ابی داؤد: ١١٠٦، الارواء: ٥٧٨

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٢٠٨ و ١٢٢٠، مسند احمد: ٢٢٠٩٤۔ صحيح ابن حبان: ١٤٥٨

554: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا اللُّؤْلُؤِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الْأَعْيَنُ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بِهَذَا الْحَدِيثِ يَعْنِي حَدِيثَ مُعَاذٍ. وَحَدِيثُ مُعَاذٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ تَفَرَّدَ بِهِ قُتَيْبَةُ لَا نَعْرِفُ أَحَدًا رَوَاهُ عَنِ اللَّيْثِ غَيْرَهُ. وَحَدِيثُ اللَّيْثِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ عَنْ مُعَاذٍ حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

قتیبہ رحمہ اللہ نے اس حدیث یعنی حدیث معاذ رضی اللہ عنہ کو روایت کیا ہے۔ معاذ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن غریب ہے۔ قتیبہ کا اس میں تفرد ہے۔ صرف انہوں نے لیث سے روایت کیا ہے اور لیث عن یزید بن ابی حبیب عن ابی طفیل عن معاذ کی سند سے مروی روایت غریب ہے۔

وَالْمَعْرُوفُ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ حَدِيثُ مُعَاذٍ مِنْ حَدِيثِ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ عَنْ مُعَاذٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "جَمَعَ فِي

اہل علم کے ہاں سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ کی روایت ابو زبیر عن ابی طفیل کی سند سے معروف ہے، کہ نبی ﷺ نے غزوہ تبوک

غَزْوَةِ تَبُوكَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَبَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ". رَوَاهُ قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَمَالِكٌ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ.

میں ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کو جمع کر کے پڑھا۔ قرہ بن خالد، سفیان ثوری، مالک اور کئی ایک نے اسے ابو زبیر مکی سے روایت کیا ہے۔

وَبِهَذَا الْحَدِيثِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ.

اس حدیث کی وجہ سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ يَقُولَانِ: لَا بَأْسَ أَنْ يَجْمَعَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فِي السَّفَرِ فِي وَقْتِ إِحْدَاهُمَا.

امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ فرماتے ہیں: اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ سفر میں دو نمازوں کو کسی ایک کے وقت میں جمع کر کے پڑھا جائے۔

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٧٠٦، ٥٢ و ٥٣، سنن ابو داود: ١٢٠٦، سنن ابن ماجه: ١٠٧٠، سنن النسائي: ١/٢٨٥، مسند احمد : ٢١٩٩٧، صحيح ابن حبان: ١٥٩١

555: حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ اسْتُغِيثَ عَلَى بَعْضِ أَهْلِهِ فَجَدَّ بِهِ السَّيْرُ فَأَخَّرَ الْمَغْرِبَ حَتَّى غَابَ الشَّفَقُ ثُمَّ نَزَلَ فَجَمَعَ بَيْنَهُمَا ثُمَّ أَخْبَرَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ "كَانَ يَفْعَلُ ذَلِكَ إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ".

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان کے گھرانے کے کسی فرد کی طرف سے ان سے مدد طلب کی گئی تو وہ تیز چلے، اور مغرب کی نماز کو مؤخر کیا حتیٰ کہ شفق غائب ہو گئی، پھر سواری سے اترے اور دونوں نمازوں کو جمع کیا، پھر انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب تیز چلنا ہوتا (جلدی ہوتی) تو آپ بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَحَدِيثُ اللَّيْثِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور لیث کی حدیث یزید بن ابی حبیب سے حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح ابى داؤد: ١٠٩٠، اخرجه ابن خزيمه: ٩٧٠، ابو عوانه: ٢/٣٤٩، البغوى: ١٠٣٩

تخریج الحدیث: صحيح بخارى: ١٠٩١، صحيح مسلم: ٧٠٣، سنن ابو داود: ١٢٠٧، سنن النسائي: ١/٢٨٧، مسند احمد: ٤٤٧٢، صحيح ابن حبان: ١٤٥٥

فوائد الحدیث: سفر میں دو نمازوں (ظہر، عصر) اور (مغرب و عشاء) کو جمع کر کے پڑھا جا سکتا ہے۔ خواہ آدمی نے سفر شروع کرنا ہو یا سفر جاری ہو یا پھر کسی جگہ پڑاؤ کیا ہوا ہو۔ اور جمع کی کوئی بھی صورت ہو۔ مثلاً

جمع صوری: پہلی نماز کو اس کے آخر وقت میں اور دوسری نماز کو اول وقت میں ادا کیا جائے عملاً جمع ہو گی حقیقتاً اپنے اپنے وقت میں اس لیے انہیں جمع صوری کہا جاتا ہے۔

جمع تقدیم: دوسری نماز کو پہلی نماز کے وقت میں ہی اس کے ساتھ ادا کر لیا جائے یعنی عصر کو ظہر کے وقت میں اس کے ساتھ اور عشاء کو مغرب کے وقت میں اس کے ساتھ۔

جمع تاخیر: پہلی نماز کو تاخیر کر کے دوسری نماز کے وقت میں اس کے ساتھ پڑھا جائے۔ یعنی ظہر کو عصر کے وقت میں اور مغرب کو عشاء کے وقت میں۔ تمام صورتیں جائز ہیں جیسے ممکن اور آسانی ہو آدمی ادا کر سکتا ہے۔

5- بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الِاسْتِسْقَاءِ

نماز استسقاء کے متعلق احکام و مسائل

556: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ "خَرَجَ بِالنَّاسِ يَسْتَسْقِي فَصَلَّى بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ جَهَرَ بِالْقِرَاءَةِ فِيهِمَا وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَاسْتَسْقَى وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ".

عباد بن تمیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے چچا (عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ بارش کی دعا کے لیے لوگوں کے ساتھ باہر تشریف لے گئے، آپ ﷺ نے جہر قراءت کے ساتھ انہیں دو رکعتیں پڑھائیں، (پھر) آپ ﷺ نے اپنی چادر پلٹی اور ہاتھ بلند کیے اور قبلہ رخ ہو کر بارش کے لیے دعا فرمائی۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَنَسٍ وَآبِي اللَّحْمِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عباس، ابوہریرہ، انس اور آبی اللحم رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

وَعَلَى هَذَا الْعَمَلُ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ. وَعَمُّ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ هُوَ عَبْدُ اللهِ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ الْمَازِنِيُّ.

اہل علم کا اسی پر عمل ہے، امام شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔ عباد بن تمیم کے چچا کا نام عبداللہ بن زید ابن عاصم المازنی رضی اللہ عنہ ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن خزيمه: ١٤٠٧، الطحاوي في شرح المعاني: ٣٢٣/١، الدارقطني: ٦٧/٢

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٠٠٥ و ١٠٢٤، صحیح مسلم: ٨٩٤، سنن ابو داود: ١١٦١، سنن ابن ماجه: ١٢٦٧، سنن النسائي: ١٥٥/٣، مسند احمد: ١٦٤٣٢ و ١٦٤٣٧، صحیح ابن حبان: ٢٨٦٤

فوائد الحدیث: ۱۔ بارش نہ ہونے کی صورت میں اور قحط سالی کے خطرے کی وجہ سے مسلمان کسی کھلے میدان میں جمع ہو کر اللہ تعالیٰ سے اجتماعی توبہ و استغفار کے ساتھ ساتھ دو رکعت نماز بھی ادا کریں اور اس موقعہ پر امام صاحب مقتدیوں کو حسب حال وعظ و نصیحت کریں جسے خطبہ کہا جاتا ہے۔ اسے نماز استسقاء کہا جاتا ہے اور رسول اکرم ﷺ کی سُنت ہے جیسا کہ حدیث الباب میں صراحت موجود ہے۔

۲۔ نماز استسقاء کی دو رکعت نماز میں قرأت جہری کی جائے گی۔

۳۔ امام اور مقتدی دونوں قبلہ رخ ہو کر اپنے ہاتھوں کو خوب بلند کر کے اور پھیلا کر انتہائی عاجزی و انکساری سے گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ سے بارش طلب کریں۔

عام مواقع پر دعا کرتے ہوئے ہاتھ زیادہ نہیں پھیلانے چاہیں اور انہیں سینے کے برابر رکھا جائے گا چہرے سے بلند نہیں کیے جائیں گے، لیکن نماز استسقاء کے موقعہ پر پورے بازو کھول کر ہاتھ بلند کیے جائیں گے کہ سر کے برابر یا اس سے بھی بلند ہو جائیں۔

۴۔ دعا کے دوران امام اپنے اوپر اوڑھی ہوئی چادر کو الٹ پلٹ بھی کرے گا جس کی دو صورتیں ہیں:

۱- دائیں کندھے والا کنارہ بائیں کندھے پر ڈال لے اور بائیں کندھے والا کنارہ دائیں کندھے پر ڈال لے۔

۲- نیچے والے کونے اوپر کندھوں پر ڈال لے اور کندھوں والے کونے نیچے لٹکا دے دونوں میں سے جو طریقہ آسان ہو وہی کر لیا جائے اگر دونوں ممکن ہوں تو دونوں بھی کیے جاسکتے ہیں۔

557: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلَى آبِي اللَّحْمِ عَنْ آبِي اللَّحْمِ أَنَّهُ "رَأَى رَسُولَ اللهِ ﷺ عِنْدَ أَحْجَارِ الزَّيْتِ يَسْتَسْقِي وَهُوَ مُقْنِعٌ بِكَفَّيْهِ يَدْعُو".

سیّدنا آبی اللحم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو احجار زیت کے مقام پر ہاتھ اٹھائے / پھیلائے دعا کرتے ہوئے دیکھا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: كَذَا قَالَ قُتَيْبَةُ فِي هَذَا الْحَدِيثِ عَنْ آبِي اللَّحْمِ وَلَا نَعْرِفُ لَهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَّا هَذَا الْحَدِيثَ الْوَاحِدَ وَعُمَيْرٌ مَوْلَى آبِي اللَّحْمِ قَدْ رَوَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَحَادِيثَ وَلَهُ صُحْبَةٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: قتیبہ نے اس حدیث کے بارے میں جو کہ عن آبی اللحم کے حوالے سے ہے، اسی طرح کہا ہے۔ اور ہم ان کی نبی ﷺ سے مروی صرف اسی ایک حدیث کو ہی جانتے ہیں۔ عمیر آبی اللحم کا آزاد کردہ غلام ہے۔ انہوں نے نبی ﷺ سے احادیث روایت کی ہیں۔ اور وہ صحابی ہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) صحیح ابی داؤد: ۱۰۶۳، اخرجه الحاكم: ۱/۵۳۵

تخریج الحدیث: سنن النسائی: ۳/۱۵۸-۱۵۹، مسند احمد: ۲۱۹۴۳، سنن ابو داود: ۱۱۶۸، مسند احمد: ۲۱۹۴۴، صحیح ابن حبان: ۸۷۸

فوائد الحدیث: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ دعائے استسقاء میں خوب ہاتھ پھیلا کر دعا کرنی چاہیے۔

558: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ هِشَامِ بْنِ إِسْحَاقَ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ كِنَانَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَرْسَلَنِي الْوَلِيدُ بْنُ عُقْبَةَ وَهُوَ أَمِيرُ الْمَدِينَةِ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَسْأَلُهُ عَنِ اسْتِسْقَاءِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَتَيْتُهُ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَرَجَ مُتَبَذِّلاً مُتَوَاضِعًا مُتَضَرِّعًا حَتَّى أَتَى الْمُصَلَّى فَلَمْ يَخْطُبْ خُطْبَتَكُمْ هَذِهِ وَلَكِنْ لَمْ يَزَلْ فِي الدُّعَاءِ وَالتَّضَرُّعِ وَالتَّكْبِيرِ وَصَلَّى "رَكْعَتَيْنِ كَمَا كَانَ يُصَلِّي فِي الْعِيدِ".

اسحاق بن عبداللہ بن کنانہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، ولید بن عقبہ نے، جو کہ امیر مدینہ تھے۔ مجھے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں بھیجا تاکہ میں ان سے رسول اللہ ﷺ کی نماز استسقاء کے بارے میں دریافت کروں۔ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ سادہ لباس میں عاجزی کے ساتھ گڑگڑاتے ہوئے (عید گاہ کی طرف) روانہ ہوئے حتی کہ عید گاہ تشریف لائے، آپ ﷺ نے تمہارے اس خطبے کی طرح خطبہ دیے بغیر دو رکعت نماز ادا کی جس طرح آپ ﷺ عید کے موقع پر نماز پڑھا کرتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) اخرجه ابن ابي شيبة: ۲/۴۷۳، الحاكم: ۱/۳۲۶، البيهقي: ۳/۳۴۷

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١١٦٥، سنن ابن ماجه: ١٢٦٦، سنن النسائی: ٣/١٥٦-١٥٧، مسند احمد: ٢٠٣٩، صحیح ابن حبان: ٢٨٦٢

559: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كِنَانَةَ عَنْ أَبِيهِ فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَزَادَ فِيهِ "مُتَخَشِّعًا".

اسحاق بن عبداللہ بن کنانہ نے حدیث سابق کے مانند روایت کیا، اور اس میں "خشوع و خضوع کے ساتھ" کے الفاظ کا اضافہ کیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ قَالَ: يُصَلِّي صَلَاةَ الِاسْتِسْقَاءِ نَحْوَ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ يُكَبِّرُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى سَبْعًا وَفِي الثَّانِيَةِ خَمْسًا وَاحْتَجَّ بِحَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ہے وہ فرماتے ہیں: نماز استسقاء نماز عیدین کی طرح ادا کرے گا، پہلی رکعت میں سات تکبیریں اور دوسری میں پانچ تکبیریں کہے گا، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے استدلال کیا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَرُوِيَ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ أَنَّهُ قَالَ: "لَا يُكَبِّرُ فِي صَلَاةِ الِاسْتِسْقَاءِ كَمَا يُكَبِّرُ فِي صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ".

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: وہ نماز استسقاء میں تکبیرات نہیں کہے گا جس طرح نماز عیدین میں تکبیرات کہی جاتی ہیں۔

وَقَالَ النُّعْمَانُ: أَبُو حَنِيفَةَ "لَا تُصَلَّى صَلَاةُ الِاسْتِسْقَاءِ وَلَا آمُرُهُمْ بِتَحْوِيلِ الرِّدَاءِ وَلَكِنْ يَدْعُونَ وَيَرْجِعُونَ بِحَالَتِهِمْ". قَالَ أَبُو عِيسَى: خَالَفَ السُّنَّةَ.

امام ابو حنیفہ نعمان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نہ تو نماز استسقاء پڑھی جائے گی اور نہ ہی میں انہیں چادر پلٹنے کا حکم دیتا ہوں۔ لیکن وہ دعا کریں گے اور واپس چلے جائیں گے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: انہوں نے سنت کی مخالفت کی ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) دیکھیں گزشتہ حدیث۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١١٦٥، سنن ابن ماجه: ١٢٦٦، سنن النسائی: ٣/١٥٦-١٥٧، مسند احمد: ٢٠٣٩، صحیح ابن حبان: ٢٨٦٢

فوائد الحدیث: ١۔ نماز استسقاء کے لئے عام سے کپڑوں میں انتہائی عاجزی وانکساری کے ساتھ پراگندہ سی حالت میں جانا چاہئے نا کہ بن سنور کر اور ٹھاٹھ باٹھ کے ساتھ۔

٢۔ عام حالات میں لمبی لمبی تقریروں کی شکل میں خطبہ نہیں تھا۔ بلکہ اس میں دعاء، عاجزی وانکساری اور تکبیرات بھی تھیں۔

٣۔ نماز استسقاء، صرف دعا و استغفار نہیں بلکہ مکمل اور مستقل دو رکعتیں نماز ہے جیسے عید کی نماز ادا کی جاتی ہے۔ یعنی اس وقت میں اور اسی طرح صفیں بنا کر ایک امام کی اقتدا میں اور عید کی نماز کی طرح ہی اس میں جہری قرأت بھی کی جائے گی۔ بلکہ بعض نے تو عیدین کی طرح زائد تکبیرات کو بھی بیان کیا ہے۔

٤۔ یہ تمام اعمال، عاجزی وانکساری، نماز باجماعت، جہری قرأت، خطبہ اور تحویل رداء (چادر کو الٹ پلٹ کرنا) وغیرہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہیں جو شخص یا گروہ اور جماعت ان میں سے کسی ایک کا بھی انکار کرے گی تو وہ رسول اللہ ﷺ کے مبارک طریقے کی مخالفت کرے گی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے محفوظ فرمائے۔ اور ساری زندگی عقائد و اعمال میں اللہ تعالیٰ کے حکم اور امام اعظم سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی سنت

کی اتباع و پیروی کرنے کی توفیق فرمائے۔ (آمین یارب العالمین)

6- بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْكُسُوفِ

سورج گرہن کی نماز

560: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ "أَنَّهُ صَلَّى فِي كُسُوفٍ فَقَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ قَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَالْأُخْرَى مِثْلُهَا".

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے سورج گرہن کے موقع پر نماز (کسوف) پڑھائی، آپ ﷺ نے قراءت کی، پھر رکوع کیا، پھر قراءت کی، پھر رکوع کیا، پھر قراءت کی اور پھر رکوع کیا۔ (تین بار) پھر دو سجدے کیے، اور دوسری رکعت بھی اسی طرح پڑھی۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَعَائِشَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَالنُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ وَالْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ وَأَبِي مَسْعُودٍ وَأَبِي بَكْرَةَ وَسَمُرَةَ وَأَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَأَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ وَابْنِ عُمَرَ وَقَبِيصَةَ الْهِلَالِيِّ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا علی، عائشہ، عبداللہ بن عمرو، نعمان بن بشیر، مغیرہ بن شعبہ، ابو مسعود، ابو بکرہ، سمرہ، ابو موسیٰ اشعری، ابن مسعود، اسماء بنت ابی بکر صدیق، ابن عمر، قبیصہ ہلالی، جابر بن عبداللہ، عبدالرحمن بن سمرہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ "أَنَّهُ صَلَّى فِي كُسُوفٍ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِي أَرْبَعِ سَجَدَاتٍ". وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی ﷺ سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے سورج گرہن کے موقع پر نماز کسوف چار سجدوں (دو رکعتوں) اور چار رکوع کے ساتھ ادا کی۔ امام شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے۔

قَالَ وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْكُسُوفِ فَرَأَى بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنْ يُسِرَّ بِالْقِرَاءَةِ فِيهَا بِالنَّهَارِ. وَرَأَى بَعْضُهُمْ أَنْ يَجْهَرَ بِالْقِرَاءَةِ فِيهَا كَنَحْوِ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ وَالْجُمُعَةِ وَبِهِ يَقُولُ مَالِكٌ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ يَرَوْنَ الْجَهْرَ فِيهَا.

گرہن کی نماز میں قراءت کے بارے میں اہل علم کا اختلاف ہے۔ بعض اہل علم کا موقف ہے کہ دن کے وقت اس نماز میں جہری قراءت نہ کی جائے۔ جبکہ بعض کا موقف ہے کہ نماز عیدین اور جمعہ کی نماز کی طرح اس (گرہن) کی نماز میں بھی جہری قراءت کی جائے گی۔ یہ امام احمد، مالک، اور اسحاق رحمہم اللہ کا موقف ہے کہ اس میں قراءت بلند آواز سے کی جائے۔

وَقَالَ الشَّافِعِيُّ: لَا يَجْهَرُ فِيهَا. وَقَدْ صَحَّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ كِلْتَا الرِّوَايَتَيْنِ صَحَّ عَنْهُ أَنَّهُ صَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِي أَرْبَعِ

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ہے کہ اس میں بلند آواز سے قراءت نہ کی جائے۔ نبی ﷺ سے دونوں روایتیں صحیح ثابت ہیں۔

سَجَدَاتٍ. وَصَحَّ عَنْهُ أَيْضًا أَنَّهُ صَلَّى سِتَّ رَكَعَاتٍ فِي أَرْبَعِ سَجَدَاتٍ.

آپ ﷺ سے صحیح ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے چار سجدوں (دو رکعتوں) میں چار رکوع کے ساتھ (گرہن کی) نماز پڑھائی ہے، اور آپ ﷺ سے یہ بھی ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے چار سجدوں (دو رکعتوں) میں چھ رکوع کیے ہیں۔

وَهٰذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ جَائِزٌ عَلَى قَدْرِ الْكُسُوفِ إِنْ تَطَاوَلَ الْكُسُوفُ فَصَلَّى سِتَّ رَكَعَاتٍ فِي أَرْبَعِ سَجَدَاتٍ فَهُوَ جَائِزٌ وَإِنْ صَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِي أَرْبَعِ سَجَدَاتٍ وَأَطَالَ الْقِرَاءَةَ فَهُوَ جَائِزٌ.

یہ اہل علم کے ہاں گرہن کے حساب سے جائز ہے۔ اگر گرہن کا وقت دراز ہو جائے تو پھر چار سجدوں میں چھ رکوع کرنا جائز ہے، اور اگر چار سجدوں میں چار رکوع کر لیے، اور قراءت لمبی کر لی تو بھی جائز ہے۔

وَيَرَوْنَ أَصْحَابُنَا أَنْ تُصَلَّى صَلَاةُ الْكُسُوفِ فِي جَمَاعَةٍ فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ.

ہمارے اصحاب (اصحاب الحدیث) سورج گرہن اور چاند گرہن کی نماز باجماعت پڑھنے کا موقف رکھتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح ابى داؤد: ١٠٧٢، اخرجه ابن ابي شيبه: ٢/٤٦٧، ابن خزيمه: ١٣٨٥، البيهقي: ٣/٣٢٧

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٩٧٥ و ٣٢٣٦، صحيح مسلم: ٩٠٨ و ٩٠٩، سنن ابو داود: ١١٨٣، سنن النسائي: ٣/١٢٨-١٢٩

561: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَصَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِالنَّاسِ فَأَطَالَ الْقِرَاءَةَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَأَطَالَ الْقِرَاءَةَ وَهِيَ دُونَ الأُولَى ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ وَهُوَ دُونَ الأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَسَجَدَ ثُمَّ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ.

ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے دور میں سورج کو گرہن لگا، تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو نماز پڑھائی تو آپ ﷺ نے قراءت کو لمبا کیا، پھر رکوع کیا تو رکوع کو لمبا کیا، پھر رکوع سے سر اٹھایا تو قراءت کو لمبا کیا، اور وہ پہلی سے چھوٹی تھی، پھر رکوع کیا تو رکوع لمبا کیا اور وہ پہلے سے چھوٹا تھا، پھر (رکوع سے) سر اٹھایا، اور سجدہ کیا، پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَبِهٰذَا الْحَدِيثِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ يَرَوْنَ صَلَاةَ الْكُسُوفِ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِي أَرْبَعِ سَجَدَاتٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ امام شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ اسی حدیث سے استدلال کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ سورج گرہن کی نماز چار سجدوں (دو رکعتوں) میں چار رکوع ہیں۔

قَالَ الشَّافِعِيُّ: يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَةِ الأُولَى بِأُمِّ الْقُرْآنِ وَنَحْوًا مِنْ سُورَةِ الْبَقَرَةِ سِرًّا إِنْ كَانَ بِالنَّهَارِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلاً نَحْوًا مِنْ قِرَاءَتِهِ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ بِتَكْبِيرٍ وَثَبَتَ

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: پہلی رکعت میں سورۂ الفاتحہ اور سورۂ البقرہ کی مانند قراءت کرے گا، اور اگر دن کا وقت (سورج گرہن) ہو تو قراءت بلند آواز سے نہیں ہوگی، پھر اپنی قراءت

قَائِمًا كَمَا هُوَ وَقَرَأَ أَيْضًا بِأُمِّ الْقُرْآنِ وَنَحْوًا مِنْ آلِ عِمْرَانَ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلاً نَحْوًا مِنْ قِرَاءَتِهِ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ قَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ. ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ تَامَّتَيْنِ وَيُقِيمُ فِي كُلِّ سَجْدَةٍ نَحْوًا مِمَّا أَقَامَ فِي رُكُوعِهِ ثُمَّ قَامَ فَقَرَأَ بِأُمِّ الْقُرْآنِ وَنَحْوًا مِنْ سُورَةِ النِّسَاءِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلاً نَحْوًا مِنْ قِرَاءَتِهِ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ بِتَكْبِيرٍ وَثَبَتَ قَائِمًا ثُمَّ قَرَأَ نَحْوًا مِنْ سُورَةِ الْمَائِدَةِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلاً نَحْوًا مِنْ قِرَاءَتِهِ ثُمَّ رَفَعَ فَقَالَ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ. ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ تَشَهَّدَ وَسَلَّمَ.

کے برابر لمبا رکوع کرے گا، پھر تکبیر کے ساتھ سر اٹھائے گا، اور پہلی کی طرح کھڑا رہے گا، اور پھر سورۂ الفاتحہ بھی پڑھے گا اور سورۂ آل عمران کے مانند قراءت کرے گا، پھر اپنی قراءت کے برابر رکوع کرے گا، پھر رکوع سے سر اٹھائے گا، اور ((سمع الله لمن حمده)) کہے گا، پھر دو مکمل سجدے کرے گا۔ ہر سجدے میں تقریباً اتنی دیر ٹھہرے گا جتنی دیر قیام میں ٹھہرا تھا۔ پھر کھڑا ہوگا اور سورۂ الفاتحہ اور سورۂ نساء کے مانند قراءت کرے گا، پھر قراءت کے برابر لمبا رکوع کرے گا، پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے رکوع سے سر اٹھائے گا، اور کھڑا رہے گا، پھر تقریباً سورۂ المائدہ کے برابر قراءت کرے گا، پھر اپنی قراءت کے برابر لمبا رکوع کرے گا، پھر "سمع الله لمن حمده" کہہ کر رکوع سے سر اٹھائے گا۔ پھر دو سجدے کرے گا، پھر تشہد پڑھے گا اور سلام پھیرے گا۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح ابى داؤد: ١٠٧١ "جز صلاة الكسوف" اخرجه ابن خزيمه: ١٣٧٨، البيهقي: ٣/٣٢٠

تخریج الحدیث: صحيح بخارى: ١٠٤٤، صحيح مسلم: ٩٠١، سنن ابو داود: ١١٨٠، سنن ابن ماجه: ١٢٦٣، سنن النسائى: ٣/١٢٧، مسند احمد: ٢٤٠٤٥، صحيح ابن حبان: ٢٨٤٥

فوائد الحدیث: ا۔ ساری کائنات کا نظام اللہ وحدہٗ لاشریک کے قبضے میں ہے وہ جب اور جیسے چاہے اس میں تصرف و تبدیلی کرے یہ اس کی قدرت اور حکمت کے عین مطابق ہے۔

اس سارے نظام میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی واضح دلیل اور نشانی موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس مخلوق کو جو ذمہ داری سونپی ہے وہ سر مو اس سے انحراف نہیں کرتی بلکہ اپنی ذمہ داری کو بحسن و خوبی نبھا رہی ہے۔ اس نظام میں چاند اور سورج کا اپنے اپنے مدار میں چلنا بھی شامل ہے کہ وہ مالک الملک جب چاہتا ہے سورج کو ظاہر و غالب کر دیتا ہے اور ہر سو روشنی پھیل جاتی ہے اور جب چاہتا ہے سورج کو چھپا کر چاند کر روشن کر دیتا ہے اسی طرح ہی صدیوں سے دن، رات کا نظام قائم ہے۔ لیکن کبھی کبھار اللہ تعالیٰ اس میں کوئی تبدیلی کر کے، اپنے بندوں کو اپنی قدرت اور بڑی سے بڑی مخلوق کی بے بسی کو ظاہر کر کے یہ سمجھاتا ہے کہ جس طرح ہر مخلوق اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع ہے اس طرح اے انسان تجھے بھی اللہ تعالیٰ کا مطیع و فرمانبردار بن جانا چاہئے اور کسی موقعہ پر بھی اپنے خالق و مالک رب رحمان کی نافرمانی نہیں کرنی چاہئے۔

اللہ تعالیٰ کی ان نشانیوں میں سے ایک نشانی چاند اور سورج کا گرہن زدہ ہونا بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ جب چاہے انہیں بے نور کر دے اور ان کی روشنی اور چمک دمک کو سلب کر لے۔ چونکہ قیامت کے آغاز میں چاند اور سورج کو بے نور کر دیا جائے گا اس لیے ان کے گرہن کے وقت رسول اللہ ﷺ بڑے پریشان اور بے چین ہو جاتے تھے۔ اور اس موقعہ پر آپ ﷺ صدقہ و خیرات، توبہ و استغفار اور نماز کا خصوصی طور پر اہتمام فرماتے اور دوسرے لوگوں کو بھی اس کی نا صرف کہ ترغیب دلاتے بلکہ اس کی تلقین کرتے تھے۔

صلوٰۃ الکسوف یا خسوف: کسوف اور خسوف کا معنی ہے چاند یا سورج کا بے نور ہو جانا۔ یہ ہم معنی الفاظ ہیں اور ایک دوسرے کے معنی میں

استعمال ہو جاتے ہیں اگرچہ بعض لوگوں نے انہیں الگ الگ خاص بھی کیا ہے لیکن احادیث میں کسوف اور خسوف کا لفظ چاند کے لیے بھی استعمال ہوا ہے اور یہ دونوں لفظ سورج کے گرہن پر بھی بولے گئے ہیں۔ لہٰذا دونوں (چاند گرہن، سورج گرہن) کی نماز کا ایک ہی طریقہ ہے جو مختصر کچھ یوں ہے:

۱۔ صلوٰۃ الکسوف یا خسوف کے لیے اذان یا اقامت نہیں کہی جائے گی البتہ لوگوں میں اطلاع کے لئے اعلان کیا جائے گا۔

۲۔ چاند یا سورج گرہن کے موقعہ پر باجماعت نماز ادا کی جائے گی کہ امام صاحب نماز پڑھائیں گے اور مقتدی حضرات پیچھے صفیں بنا کر کھڑے ہوں گے۔ تکبیر تحریمہ کے بعد ثناء یا دعائے استفتاح کے بعد اعوذ باللہ۔ اور بسم اللہ۔

سورہ فاتحہ پڑھی جائے گی۔ اس کے بعد امام صاحب لمبی قرأت کریں گے اور اس کے بعد لمبا رکوع کریں گے۔ رکوع سے اٹھنے کے بعد دوبارہ قرأت کریں گے اور پھر لمبی قرأت کریں گے۔ لیکن یہ پہلی قرأت سے ذرا چھوٹی ہوگی پھر دو سرا رکوع کریں گے اور یہ رکوع پہلے رکوع سے کچھ چھوٹا ہوگا۔ پھر دو سجدے کر کے دوسری رکعت بھی اسی طرح پڑھ کر نماز مکمل کریں گے۔ اس طرح دو رکعتوں میں چار رکوع اور چار سجدے ہوں گے۔

یہ گرہن کی نماز کا عمومی طریقہ ہے۔ ورنہ ایک رکعت میں دو، تین، چار اور پانچ تک رکوع بھی ہو سکتے ہیں (جیسا کہ متعدد روایات میں صراحت موجود ہے)۔

۳۔ جن لوگوں کا خیال ہے کہ عام نماز کی طرح ایک رکعت میں ایک ہی رکوع کیا جائے گا زیادہ نہیں ان کا قول و عمل رسول اللہ ﷺ کی سُنت کے صریحاً خلاف ہے۔

۴۔ گرہن کی نماز میں قرأت جہراً کی جائے گی۔

۵۔ صلوٰۃ الکسوف میں عورتیں بھی شامل ہو سکتی ہیں جبکہ پردے وغیرہ کا اہتمام ہو۔

۶۔ نماز کے بعد امام صاحب خطبہ دیں گے جس میں موقعہ کی مناسبت سے کوئی نصیحت کرنے کے ساتھ ساتھ قبر، قیامت، دوزخ کی سختیوں اور جنّت کی نعمتوں کے ذکر کے ساتھ صدقہ و خیرات اور توبہ و استغفار کی ترغیب بھی دیں گے اور لوگ اس پر عمل کرتے ہوئے صدقہ کریں گے۔

۷۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ یہ نماز باجماعت ادا نہ کی جائے بلکہ ہر شخص انفرادی طور پر علیحدہ علیحدہ پڑھے تو ان کا یہ موقف درست نہیں۔

7- بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ الْقِرَاءَةِ فِي الْكُسُوفِ

سورج گرہن کی نماز میں قراءت کی کیفیت

562: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ عِبَادٍ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ: "صَلَّى بِنَا النَّبِيُّ ﷺ فِي كُسُوفٍ لَا نَسْمَعُ لَهُ صَوْتًا".

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ.

سیّدہ سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، نبی ﷺ نے ہمیں سورج گرہن کی نماز پڑھائی تو ہمیں آپ ﷺ کی آواز سنائی نہیں دیتی تھی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ سَمُرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِلَى هَذَا وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ بعض اہل علم کا یہی موقف ہے، اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی کے قائل ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس میں ثعلبہ بن عباد مجہول ہے۔ضعيف ابن ماجه: ٢٦٠

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١١٨٤، سنن ابن ماجه: ١٢٦٤، سنن النسائي: ٣/١٤٨-١٤٩، مسند احمد: ٢٠١٦٠ و ٢٠١٧٨، صحيح ابن حبان: ٢٨٥١، احمد: ٢٦٧٤

فوائد الحدیث: ا۔اس حدیث سے بعض حضرات نے استدلال کیا ہے کہ صلوٰۃ الکسوف میں قرأت جہراً نہیں کرنی چاہئے کیونکہ سیّدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ لا نسمع له صوتاً کہ ہم آپ ﷺ کی آواز نہیں سنتے تھے۔ حالانکہ اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی آواز تو تھی لیکن ہمیں سنائی نہیں دے رہی تھی۔ کیونکہ اجتماع بہت بڑا تھا اور جب سیّدنا سمرہ رضی اللہ عنہ مسجد میں پہنچے تو اس وقت تک مسجد نمازیوں سے بھر چکی تھی تو ظاہر ہے کہ انہیں آخری صفوں میں جگہ ملی جہاں ان تک قرأت کی آواز نہیں پہنچ رہی تھی۔ (مفصل روایت کے لیے سنن نسائی کتاب الکسوف ملاحظہ فرمائیں)

۲۔ویسے بھی یہ روایت ثعلبہ بن عباد کی وجہ سے ضعیف ہے۔

563: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ صَدَقَةَ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ حُسَيْنٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى صَلَاةَ الْكُسُوفِ وَجَهَرَ بِالْقِرَاءَةِ فِيهَا.

ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے سورج گرہن کی نماز پڑھائی تو اس میں بلند آواز سے قراءت کی۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَرَوَاهُ أَبُو إِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ حُسَيْنٍ نَحْوَهُ. وَبِهَذَا الْحَدِيثِ يَقُولُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابو اسحاق فزاری نے سفیان بن حسین سے اسی مانند روایت کیا ہے۔ امام مالک بن انس، امام احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا موقف اس حدیث کے مطابق ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) صحيح ابی داؤد: ١٠٧٤، دیکھیں حدیث: ۵۶۱

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٠٦٥ صحیح مسلم: ٩٠١، ٥، سنن ابو داود: ١١٨٨، سنن النسائي: ٣/١٤٨، مسند احمد: ٢٤٤٧٣، صحيح ابن حبان: ٢٨٥٠

فوائد الحدیث: یہ حدیث صریح نص ہے کہ صلوٰۃ الکسوف میں قرأت بلند آواز سے کی جائے گی کہ یہ امام اعظم محمد رسول اللہ ﷺ کی سُنت ہے۔

اللهم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه

8- بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْخَوْفِ

نماز خوف کا بیان

564: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے دو

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "صَلَّى صَلَاةَ الْخَوْفِ بِإِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ رَكْعَةً وَالطَّائِفَةُ الْأُخْرَى مُوَاجِهَةُ الْعَدُوِّ ثُمَّ انْصَرَفُوا فَقَامُوا فِي مَقَامِ أُولَئِكَ وَجَاءَ أُولَئِكَ فَصَلَّى بِهِمْ رَكْعَةً أُخْرَى ثُمَّ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ فَقَامَ هَؤُلَاءِ فَقَضَوْا رَكْعَتَهُمْ وَقَامَ هَؤُلَاءِ فَقَضَوْا رَكْعَتَهُمْ".

جماعتوں میں سے ایک جماعت کو نماز خوف کی ایک رکعت پڑھائی، جبکہ دوسری جماعت دشمن کے مقابل تھی، پھر وہ حضرات چلے گئے اور ان کی جگہ کھڑے ہوگئے، اور وہ حضرات آگئے تو آپ ﷺ نے انہیں دوسری رکعت پڑھائی۔ پھر سلام پھیر دیا، یہ حضرات کھڑے ہوگئے اور اپنی رکعت پوری کی، اور وہ حضرات بھی کھڑے ہوئے اور انہوں نے بھی اپنی رکعت پوری کی۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے۔

وَقَدْ رَوَى مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مِثْلَ هَذَا. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَحُذَيْفَةَ وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَسَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ وَأَبِي عَيَّاشٍ الزُّرَقِيِّ وَاسْمُهُ زَيْدُ بْنُ صَامِتٍ وَأَبِي بَكْرَةَ.

اور بے شک موسیٰ بن عقبہ نے عبداللہ بن عمر سے اس کی مثل روایت کی۔ امام ترمذی فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا جابر، حذیفہ، زید بن ثابت، ابن عباس، ابوہریرہ، ابن مسعود، سہل بن ابی حثمہ، ابو عیاش زرقی، (ان کا نام زید بن صامت ہے) اور ابو بکر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ ذَهَبَ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ فِي صَلَاةِ الْخَوْفِ إِلَى حَدِيثِ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ نے نماز خوف کے بارے میں سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ کی روایت کو اختیار کیا ہے اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول بھی یہی ہے۔

وَقَالَ أَحْمَدُ: قَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ صَلَاةُ الْخَوْفِ عَلَى أَوْجُهٍ وَمَا أَعْلَمُ فِي هَذَا الْبَابِ إِلَّا حَدِيثًا صَحِيحًا وَأَخْتَارُ حَدِيثَ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ.

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نماز خوف نبی ﷺ سے کئی طرح سے روایت کی گئی ہے، میں اس باب میں صرف ایک حدیث صحیح جانتا ہوں، اور میں سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ کی روایت کو اختیار کرتا ہوں۔

وَهَكَذَا قَالَ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: قَالَ: ثَبَتَتِ الرِّوَايَاتُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي صَلَاةِ الْخَوْفِ. وَرَأَى أَنَّ كُلَّ مَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي صَلَاةِ الْخَوْفِ فَهُوَ جَائِزٌ وَهَذَا عَلَى قَدْرِ الْخَوْفِ.

اسحاق بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے اسی طرح بیان کیا ہے، انہوں نے کہا: نماز خوف کے بارے میں نبی ﷺ سے روایات ثابت ہیں، اور نماز خوف کے بارے میں نبی ﷺ سے جو بھی روایت کیا گیا ہے وہ جائز ہے اور یہ خوف کی مقدار و حالت کی مناسبت سے ہے۔

قَالَ إِسْحَاقُ وَلَسْنَا نَخْتَارُ حَدِيثَ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ عَلَى غَيْرِهِ مِنَ الرِّوَايَاتِ.

اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ہم دیگر روایات پر سہل بن ابی حثمہ کی روایت کو اختیار کرنے والے نہیں۔

حكم الحديث: (صحيح) صحيح ابى داؤد: ١١٣٢، الارواء: ٣/٥٠ ''التعليقات الجياد'' و اخرجه ابن خزيمه: ١٣٥٤

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۹۴۲ و ۴۱۳۳، صحیح مسلم: ۸۳۹، سنن ابو داود: ۱۲۴۳، سنن ابن ماجه: ۱۲۵۸، سنن النسائی: ۱۷۱/۳، مسند احمد: ۶۳۵۱، صحیح ابن حبان: ۲۸۷۹

فوائد الحدیث: ۱۔ صلوٰۃ الخوف کا حکم اللہ تعالیٰ نے قران مجید میں بھی دیا ہے اور رسول اکرم ﷺ نے بھی مختلف مقامات اور مواقع پر مختلف طریقوں سے پڑھا کر امت کی راہنمائی کی ہے۔

۲۔ نماز، اسلام کا بنیادی رکن ہے اور یہ کسی حالت میں بھی کسی بھی باشعور، بالغ مسلمان سے ساقط نہیں، حتیٰ کہ جب دشمن کا انتہائی خوف ہو بلکہ دشمن سامنے حملہ کرنے کے لیے تیار ہو اور نماز کی ادائیگی معمول بہا طریقے سے کرنا مشکل ہو تو تب بھی نماز سے کوئی استثنیٰ نہیں، البتہ اس کی ادائیگی میں کچھ تخفیف و آسانی کر دی گئی ہے۔ فللہ الحمد۔

۳۔ جو لوگ مسلمان کہلانے اور کلمہ پڑھنے کے باوجود صحت و تندرستی اور فرصت کے لمحات میں بھی جان بوجھ کر فرض نماز نہیں پڑھتے یا اس کے ادا کرنے میں کوتاہی و لاپرواہی کرتے ہیں۔ انہیں اپنے طرز عمل پر ضرور غور کر کے اپنی اصلاح کر لینی چاہئے ورنہ قیامت کے دن کوئی عذر پیش نہ کر سکیں گے۔ کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہ اجمعین تو حالت جنگ میں بھی نماز نہ چھوڑیں اور آپ امن و سلامتی میں بھی نہ پڑھیں۔ تو آپ کیسے امتی ہیں؟ انا للہ وانا الیہ راجعون

۴۔ نماز خوف کی ادائیگی کا کوئی ایک خاص طریقہ رسول اللہ ﷺ نے متعین نہیں فرمایا۔ بلکہ حالات کے پیش نظر مختلف طریقے سے نماز باجماعت ادا فرمائی۔ اس لئے موقعہ کی مناسبت سے امام کوئی ایک طریقہ بھی اختیار کر سکتا ہے مثلاً (۱) کبھی آپ ﷺ نے نمازیوں کے دو گروہ بنا لیے تو آپ ﷺ ایک گروہ کے ساتھ نماز شروع کی اور دوسرا گروہ دشمن کے سامنے مقابلے کے لیے کھڑا رہا جب آپ ﷺ نے ایک رکعت پڑھ کر دوسری کیلئے کھڑے ہوئے تو یہ گروہ اپنی رکعت مکمل کر کے تشہد پڑھ کر سلام پھیرنے کے بعد واپس چلا گیا اور دوسرے گروہ نے آکر آپ ﷺ کے پیچھے نماز شروع کی اور ایک رکعت آپ ﷺ کے ساتھ پڑھی اور تشہد کے بعد سلام پھیرا۔

اسی طرح آپ ﷺ کی دو رکعتیں ہو گئیں اور صحابہ کرام جو آپ کے مقتدی تھے ان کی ایک ایک رکعت ہوئی۔ (۲) ایک دوسرا طریقہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے دو گروہ بنا کر دو دو رکعتیں مکمل ایک ایک گروہ کو الگ الگ پڑھائیں۔ کہ ایک گروہ نماز پڑھتا تھا اور دوسرا گروہ دشمن کے سامنے تھا اس طرح آپ ﷺ کی چار رکعتیں ہو گئیں اور دوسروں کی دو دو ہوئیں۔ (۳) ایک تیسرا طریقہ بھی ہے جو کہ حدیث الباب سے واضح ہے کہ آپ ﷺ کی بھی دو رکعتیں تھیں اور آپ کے مقتدی صحابہ کرام کی بھی دو دو رکعتیں ہی ہوئیں لیکن مختلف احادیث کی روشنی میں اس کے دو طریقے ہیں۔

اولاً: نمازیوں کے دو گروہ ہونگے ایک گروہ امام کے ساتھ نماز شروع کر کے ایک رکعت پڑھے گا جب امام دوسری رکعت کے لیے کھڑا ہو تو یہ گروہ اپنی دوسری رکعت اپنے طور پر مکمل کر کے چلا جائیگا۔ جب کہ امام ابھی دوسری رکعت میں کھڑا ہے پھر دوسرا گروہ آکر امام کے پیچھے اس کی اقتدا میں ایک رکعت ادا کرے گا جب امام تشہد بیٹھ جائے تو یہ اٹھ کر اپنی دوسری رکعت پڑھ کر تشہد بیٹھیں گے جبکہ امام ابھی تک تشہد میں ہی تھا یوں یہ لوگ سلام امام کے ساتھ ہی پھیریں گے۔

اس طرح ایک گروہ امام کے ساتھ تکبیر تحریمہ میں شامل ہو گا اور سلام اپنا پھیرے گا، دوسرا گروہ تکبیر تحریمہ تو اپنی کہیں گے لیکن سلام پھیرنے میں امام کے ساتھ شریک ہونگے۔

ثانیاً: دو گروہ ایک ہی امام کے پیچھے دو صفیں بنا کر کھڑے ہونگے اور دونوں نے ایک ساتھ امام کے ساتھ نماز شروع کریں گے۔ جب امام

پہلی رکعت کا رکوع سجود کرے گا تو صرف پہلی صف والے امام کے ساتھ رکوع، سجود کریں گے۔ جبکہ دوسری صف والے دشمن کے مقابلے میں کھڑے رہیں گے جب پہلی صف والے پہلی رکعت کے رکوع، سجود سے فارغ ہو جائیں گے تو یہ پچھلی صف میں چلے جائیں گے اور پچھلی صف والے پہلی صف میں ان کی جگہ آجائیں گے اور اپنے طور پر پہلی رکعت کے رکوع، سجود مکمل کر کے امام کے ساتھ دوسری رکعت میں دونوں شامل ہو جائیں گے۔

جب امام اپنی دوسری رکعت کے رکوع، سجود کرے گا تو یہ پہلی صف والے (جو پہلی رکعت میں پچھلی صف والے تھے اور انہوں نے امام کے ساتھ رکوع، سجود نہیں کیے تھے) اب امام کے ساتھ رکوع، سجود کریں گے اور پچھلی صف والے (جو پہلی رکعت میں پہلی صف والے تھے) اب دشمن کے سامنے کھڑے رہیں گے اور امام کے ساتھ رکوع، سجود میں شریک نہیں ہونگے۔ بلکہ جب امام اور پہلی صف والے اپنی دوسری رکعت کے رکوع سجود مکمل کر کے تشہد بیٹھ جائیں گے تو پھر یہ اپنی دوسری رکعت کے رکوع، سجود اپنے طور پر الگ الگ مکمل کر کے تشہد میں شامل ہو جائیں گے یوں امام کے ساتھ دونوں گروہ اکٹھے سلام پھیریں گے۔ لیکن ظاہر ہے کہ یہ صرف اس وقت ہی ہوگا جب دشمن قبلہ کی جانب ہوگا جبکہ ہر موقع پر تو یہ ممکن ہی نہیں۔

لہذا جس موقعہ پر جیسے ممکن ہو حالت جنگ میں بھی نماز باجماعت کا اہتمام کیا جائے گا اور اس فرض کی ادائیگی میں کوئی کوتاہی نہ ہوگی۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں صلوٰۃ الخوف کے تقریباً آٹھ مختلف طریقے بیان فرمائے ہیں اور بڑی تفصیل کے ساتھ اس مسئلہ کی تنقیح کی ہے صاحب ذوق و تحقیق کو ضرور سنن نسائی سے صلوٰۃ الخوف کے باب کا مطالعہ کرنا چاہئے۔

۵۔ آج کل جنگ کی صورتیں تبدیل ہو گئی ہیں باقاعدہ مورچے ہیں اور پھر دوبدو لڑائی کی بجائے آتشیں ہتھاروں کا استعمال ہوتا ہے، پھر فوجیوں کی مقرر وقت کے لحاظ سے بھی ڈیوٹیاں ہوتی ہیں اس لیے جیسے آسانی ہو نماز ادا کر لینی چاہیے۔ شریعت محمدیہ اس کی اجازت دیتی ہے۔

۶۔ اس ساری تفصیل میں ان لوگوں کے لیے بہت زیادہ نصیحت ہے جو نماز تو پڑھتے ہیں اور پابندی سے پانچ نمازیں پوری کرتے ہیں لیکن باجماعت ادائیگی کا اہتمام نہیں کرتے بلکہ اپنی اپنی الگ نماز پڑھنے کا زیادہ رجحان رکھتے ہیں وجہ خواہ کوئی بھی ہو ان کا یہ طرز عمل پسندیدہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نماز فرض کی ہے تو باجماعت فرض کی ہے۔ وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ ارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ۝۔ (البقرہ: ۴۳) "اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ۔"

یہ تو اللہ تعالیٰ کی رحمت و مہربانی ہے کہ اس نے اجازت دیدی کہ اگر کوئی شخص جماعت سے رہ گیا ہے تو وہ انفرادی طور پر ادا کر کے بھی فرض سے سبکدوش ہو جائے گا۔ لیکن ایسے وطیرہ بنالینا مناسب نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسلام کے احکامات پر ان کی روح کے مطابق عمل کرنے کی توفیق فرمائے (آمین۔)

565: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيُّ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ أَنَّهُ قَالَ: فِي صَلَاةِ الْخَوْفِ قَالَ: يَقُومُ الْإِمَامُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ وَتَقُومُ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ مَعَهُ وَطَائِفَةٌ مِنْ قِبَلِ الْعَدُوِّ وَوُجُوهُهُمْ إِلَى الْعَدُوِّ فَيَرْكَعُ بِهِمْ رَكْعَةً

سیّدنا سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نماز خوف کے بارے میں کہا: امام قبلہ رخ کھڑا ہوگا، ان میں سے ایک جماعت اس کے ساتھ کھڑی ہوگی، ایک جماعت دشمن کی طرف چہرے کر کے ان کے مقابل کھڑی ہوگی، وہ انہیں ایک رکعت پڑھائے گا، اور وہ ایک رکعت اپنے طور پر پڑھیں گے۔ اور اپنی جگہ پر اپنے طور پر دو سجدے کریں گے۔ پھر یہ

وَيَرْكَعُونَ لِأَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً وَيَسْجُدُونَ لِأَنْفُسِهِمْ سَجْدَتَيْنِ فِي مَكَانِهِمْ ثُمَّ يَذْهَبُونَ إِلَى مَقَامِ أُولَئِكَ وَيَجِيءُ أُولَئِكَ فَيَرْكَعُ بِهِمْ رَكْعَةً وَيَسْجُدُ بِهِمْ سَجْدَتَيْنِ فَهِيَ لَهُ ثِنْتَانِ وَلَهُمْ وَاحِدَةٌ ثُمَّ يَرْكَعُونَ رَكْعَةً وَيَسْجُدُونَ سَجْدَتَيْنِ.

حضرات ان کی جگہ پر چلے جائیں گے اور وہ حضرات آجائیں گے، تو وہ (امام) انہیں دو سجدوں اور ایک رکوع کے ساتھ ایک رکعت پڑھائے گا، پس یہ اس (امام) کی دو رکعتیں ہو جائیں گی اور ان کی ایک ہو گی؟ پھر وہ ایک رکوع اور دو سجدوں کے ساتھ ایک رکعت (اپنے طور پر) پڑھیں گے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٦٠٠، الدارمي: ١٥٣٠، وابن خزيمه: ١٣٥٦

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٤١٣١، سنن ابو داود: ١٢٣٩، سنن ابن ماجه: ١٢٥٩، سنن النسائی: ٣/١٧٨-١٧٩، مسند احمد: ١٥٧١٠ و ١٥٧١١، صحيح ابن حبان: ٢٨٨٥

566: قَالَ أَبُو عِيسَى: قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ سَأَلْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَحَدَّثَنِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ.

وَقَالَ: لِي يَحْيَى اكْتُبْهُ إِلَى جَنْبِهِ وَلَسْتُ أَحْفَظُ الْحَدِيثَ وَلَكِنَّهُ مِثْلُ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: امام محمد بن بشار کہتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن سعید سے اس حدیث کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے مجھے شعبہ عن عبدالرحمٰن بن القاسم عن ابیہ عن صالح بن خوات کی سند سے سیّدنا سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یحیی بن سعید انصاری کی روایت کے مثل بیان کیا اور مجھے امام یحییٰ نے فرمایا اس کو ایک سائیڈ پر لکھ لو میں حدیث یاد کرنے والا نہیں لیکن یہ ہے یحییٰ بن سعید انصاری کی حدیث کی مثل۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. لَمْ يَرْفَعْهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيُّ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَهَكَذَا رَوَى أَصْحَابُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ مَوْقُوفًا وَرَفَعَهُ شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ یحییٰ بن سعید انصاری نے اسے قاسم بن محمد کے حوالے سے مرفوع روایت نہیں کیا۔ اور یحیی بن سعید انصاری کے اصحاب نے بھی اسی طرح موقوف روایت کیا ہے۔ شعبہ نے اسے عبدالرحمٰن بن قاسم بن محمد سے مرفوع روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں گزشتہ حدیث۔

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٤١٣١، صحیح مسلم: ٨٤١، سنن ابو داود: ١٢٣٧، سنن ابن ماجه: ١٢٥٩، سنن النسائی: ٣/١٧٠-١٧١، مسند احمد: ١٥٧١٠، و ١٥٧١٢، صحيح ابن حبان: ٢٨٨٦

فوائد الحدیث: تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۵۶۴ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

567: وَرَوَى مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُومَانَ عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ عَمَّنْ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ صَلَاةَ الْخَوْفِ فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

صالح بن خوات نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز خوف ادا کرنے والے سے روایت کیا تو اسی مانند ذکر کیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَبِهِ يَقُولُ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ امام مالک،

مَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ.

شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔

وَرُوِيَ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "صَلَّى بِإِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ رَكْعَةً رَكْعَةً فَكَانَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ رَكْعَتَانِ وَلَهُمْ رَكْعَةٌ رَكْعَةٌ".

کئی ایک سے روایت کیا گیا ہے کہ نبی ﷺ نے دو میں سے ہر جماعت کو ایک ایک رکعت پڑھائی، پس نبی ﷺ کی دو رکعتیں تھیں اور ان کی ایک ایک رکعت تھی۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: أَبُو عَيَّاشٍ الزُّرَقِيُّ اسْمُهُ زَيْدُ بْنُ صَامِتٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو عیاش زرقی کا نام زید بن صامت ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) متفق عليه، الموطا: ٥٩٩

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٤١٢٩، صحيح مسلم: ٨٤٢، سنن ابو داود: ١٢٣٨، سنن نسائی: ٣/١٧١، مسند احمد: ٢٣١٣٦

فوائد الحدیث: ۱۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک رکعت نماز بالکل درست اور صحیح ہے۔ اور جو لوگ ایک رکعت وتر کا انکار کرنے کے لیے سرے سے ایک رکعت نماز کا ہی انکار کر دیتے ہیں ان کا یہ نظریہ اور موقف درست نہیں۔

۲۔ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ **فرضت الصلوٰة علی لسان النبی ﷺ فی الحضر اربعا و فی السفر رکعتین وفی الخوف رکعة۔** (سنن نسائی ۱/۵۳، کتاب الصلوٰۃ) "کہ رسول اللہ اکرم ﷺ کی زبان مبارک سے حضر میں چار رکعتیں، سفر میں دو رکعتیں اور خوف میں ایک رکعت فرض کی گئی ہے"۔ تو اس سے بھی معلوم ہوا کہ خوف کی حالت میں صرف ایک رکعت ہی فرض ہے۔ جیسے مسافر مکمل بھی پڑھ سکتا ہے اسی طرح حالت جنگ یا خوف میں آسانی ہو تو آدمی ایک رکعت سے زائد بھی پڑھ سکتا ہے لیکن کم از کم ایک رکعت ہے اور ایک رکعت نماز درست ہے۔ وباللہ التوفیق۔

9- بَابُ مَا جَاءَ فِي سُجُودِ الْقُرْآنِ

قرآن مجید میں سجدوں کے متعلق

568: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ عُمَرَ الدِّمَشْقِيِّ عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: "سَجَدْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِحْدَى عَشْرَةَ سَجْدَةً مِنْهَا الَّتِي فِي النَّجْمِ".

سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گیارہ سجدے (تلاوت) کیے، سورۂ النجم والا سجدہ انہی میں سے ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى حَدِيثُ أَبِي الدَّرْدَاءِ حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ مِنْ عُمَرَ الدِّمَشْقِيِّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو درداء رضی اللہ عنہ کی روایت غریب ہے۔ اس کو ہم صرف سعید بن ابی ہلال کی حدیث سے عمر دمشقی سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) اس میں عمر الدمشقی مجہول ہے۔ ضعيف ابن ماجه: ٢١٦

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١٠٥٥، مسند احمد: ٢١٦٩٢

569: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ عُمَرَ وَهُوَ ابْنُ حَيَّانَ الدِّمَشْقِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ مُخْبِرًا يُخْبِرُ عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ بِلَفْظِهِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ سُفْيَانَ بْنِ وَكِيعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ وَهْبٍ.

عمرو ابن حیان دمشقی نے کہا: میں نے ایک خبر دینے والے سے سنا وہ ام درداء رضی اللہ عنہا کے حوالے سے ابو درداء رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی ﷺ سے اسی مانند الفاظ سے بیان کرتے ہیں۔ امام ترمذی نے کہا یہ روایت سفیان بن وکیع عن عبداللہ بن وہب کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ.

اور اس باب میں سیّدنا علی بن عباس، ابو ہریرہ، ابن مسعود، زید بن ثابت اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي الدَّرْدَاءِ حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ عُمَرَ الدِّمَشْقِيِّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ابو درداء کی روایت غریب ہے ہم اسے صرف سعید بن ابی ہلال عن عمر دمشقی کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعیف) دیکھیں گزشتہ حدیث۔ واخرجه المزي في تهذيب الكمال: ٣١٥/٢١

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١٠٥٥، مسند احمد: ٢١٦٩٢

فوائد الحدیث: ا۔ سجدہ تلاوت پڑھنے اور سننے والے دونوں کے لیے مستحب ہے لیکن اگر نا بھی کیا جائے تو بھی جائز ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ہی آیت مبارکہ ایک موقعہ پر تلاوت فرمائی تو سجدہ تلاوت کیا (سنن نسائی ۱/۱۷۱ باب سجود القرآن) اور ایک موقعہ پر وہی آیت مبارکہ تلاوت فرمائی لیکن سجدہ تلاوت نہ کیا۔ (سنن نسائی ۱/۱۷۸ باب سجود القرآن)

۲۔ قرآن مجید میں سجود تلاوت کی تعداد پندرہ ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ سورۃ اعراف آیت نمبر ۲۰۶
۲۔ سورہ بنی اسرائیل آیت نمبر ۱۵
۳۔ سورہ نحل آیت نمبر ۵
۴۔ سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ۱۰۹
۵۔ سورۃ مریم آیت نمبر ۵۸
۶۔ سورۃ حج آیت نمبر ۱۸
۷۔ سورہ حج آیت نمبر ۷۷
۸۔ سورہ فرقان آیت نمبر ۶۰
۹۔ سورۃ نمل آیت نمبر ۲۶
۱۰۔ سورہ الم سجدہ آیت نمبر ۱۵
۱۱۔ سورہ ص آیت نمبر ۲۵
۱۲۔ سورۃ حم السجدہ آیت ۳۸
۱۳۔ سورۃ نجم آیت نمبر ۶۲
۱۴۔ سورۃ انشقاق آیت نمبر ۲۱
۱۵۔ سورہ العلق آیت نمبر ۱۹

لیکن حضرات احناف چودہ سجدے مانتے ہیں وہ سورہ حج میں صرف ایک سجدہ مانتے ہیں دوسرے کا انکار کرتے ہیں جبکہ ان کا یہ موقف درست نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ **من لم يسجدهما فلا يقرأهما** (جامع ترمذی حدیث نمبر ۵۷۸) جو شخص سورۃ حج کے یہ دو سجدے نہ کرے تو وہ ان سجدہ والی دونوں آیتوں کی قرأت بھی نہ کرے۔

اور پھر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہ اجمعین بھی سورہ الحج میں دو سجدے کیا کرتے تھے جیسا کہ علامہ بنوری حنفی نے بیان کیا ہے۔ والحاکم اخرجه عن ابن عمر و ابن مسعود و ابن عباس و عمار بن یاسر و ابی موسیٰ و ابی درداء انهم سجدوا فی الحج سجدتین۔ (معارف السنن ۵/۸۳)

"کہ امام حاکم رحمۃ اللہ نے سیّدنا عبد اللہ بن عمر، سیّدنا عبد اللہ بن مسعود، سیّدنا عبد اللہ بن عباس، سیّدنا عمار بن یاسر، سیّدنا ابو موسیٰ اور سیّدنا ابو درداء رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے سورۃ حج میں دو سجدے کیے ہیں۔"

اسی لیے محققین احناف نے سورہ حج کا دوسرا سجدہ احتیاطاً کرنے کو نا کرنے سے بہتر قرار دیا ہے۔ نیز مولانا اشرف علی تھانوی جنہیں حکیم الامت بھی کہا جاتا ہے فرماتے ہیں اگر آدمی نماز سے باہر ہو تو اسے دوسرے مقام سورہ حج آیت نمبر ۷۷ پر سجدہ کر لینا چاہئے اور اگر نماز میں ہو تو اس آیت پر رکوع کر دینا چاہئے اور رکوع میں سجدہ کی نیت کر لینی چاہئے تاکہ اس کا عمل تمام آئمہ کے مطابق ہو کر باتفاق سجدہ ادا ہو جائے (درس ترمذی مولانا تقی عثمانی ۲/۳۶۶، معارف السنن ۵/۸۳) ویسے اس پر میں کوئی تبصرہ نہیں کرتا آپ اس عبارت کو بار بار پڑھیں اور "حکیم" صاحب کی "حکمت" کے انمول موتیوں کی چمک دمک دیکھیں کہ انہیں واقعی "حکیم الامت" ہونا چاہئے تھا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون حالانکہ رسول اللہ ﷺ کی واضح حدیث ہے کہ سجدہ سات اعضاء پر ہوتا ہے پھر آپ ﷺ نے ان سات اعضاء کی تفصیل بھی خود ہی بیان فرمائی ہے (دیکھئے سنن نسائی ۱/۱۲۹)

حضرات احناف سے میری گزارش ہے کہ اپنے بزرگوں کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے احتیاطاً ہی دوسرا سجدہ کر لیں تو اتفاقی طور پر ہی سہی حدیث رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کے عمل کی موافقت ہو جائے گی۔ البتہ تقلید کے باقی رہنے کی کوئی ضمانت نہیں۔ لیکن خیر، تقلید کون سی فرض واجب، سُنت یا مستحب ہے بدعت ہی ہے چھوٹ بھی جائے تو کوئی گناہ نہیں بلکہ چھوڑ ہی دینی چاہیے۔

اس ساری بحث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ قرآن مجید میں سجود تلاوت کی تعداد پندرہ ہے۔ اگرچہ یہ فرض یا واجب نہیں اگر نہ بھی کیے جائیں تو کوئی گناہ نہیں لیکن ان میں سے کسی کا انکار نہیں کرنا چاہئے، بلکہ رسول اکرم ﷺ کی اطاعت واتباع میں یہ سجدے کرنے چاہیں۔ وباللہ التوفیق

10- بَابُ مَا جَاءَ فِي خُرُوجِ النِّسَاءِ إِلَى الْمَسَاجِدِ

خواتین کا مساجد کی طرف جانا

570: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ فَقَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: "ائْذَنُوا لِلنِّسَاءِ بِاللَّيْلِ إِلَى الْمَسَاجِدِ". فَقَالَ: ابْنُهُ وَاللهِ لَا نَأْذَنُ لَهُنَّ يَتَّخِذْنَهُ دَغَلاً. فَقَالَ: فَعَلَ اللهُ بِكَ وَفَعَلَ أَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: "وَتَقُولُ لَا نَأْذَنُ لَهُنَّ".

مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، ہم عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس تھے تو انہوں نے کہا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "خواتین کو رات کے وقت مساجد کی طرف جانے کی اجازت دو۔" تو ان کے بیٹے نے کہا: اللہ کی قسم! ہم انہیں اجازت نہیں دیں گے، وہ اسے فساد کا ذریعہ بنالیں گی، تو انہوں نے فرمایا: اللہ تمہارے ساتھ ویسا ویسا سلوک کرے، میں کہتا ہوں: رسول اللہ ﷺ نے (ایسے) فرمایا ہے، اور تم کہتے ہو: ہم (انہیں) اجازت نہیں دیں گے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ.

اس باب میں سیّدنا ابوہریرہ، زینب زوجہ ابن مسعود اور زید بن خالد رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) صحیح ابی داؤد: ٥٧٧، اخرجه ابو عوانه: ٢/٥٧-٥٧، والبيهقي: ٣/١٣٢

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٨٦٥، صحیح مسلم: ٤٤٢، سنن ابو داود: ٥٦٨، سنن ابن ماجه: ١٦، سنن النسائی: ٢/٤٢، مسند احمد: ٤٩٣٣، صحیح ابن حبان: ٢٢١٠

فوائد الحدیث: ۱۔ اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ خواتین عبادت کرنے کے لیے مساجد میں آسکتی ہیں لیکن انہیں اپنے والدین / سرپرست یا خاوند سے اجازت لے کر آنا چاہیے۔

۲۔ حدیث رسول اللہ ﷺ کے مقابلے میں کسی کو کوئی حق نہیں کہ وہ اپنی رائے، قیاس کو پیش کرے اور اگر کوئی ایسا کرے تو اسے فوراً ہی سختی سے اس عمل سے روک دینا چاہیے اور اس کی واضح طور پر تردید کرنی چاہیے۔

جیسا کہ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے بلال کو ڈانٹ دیا کہ میں کہتا ہوں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (کہ رات کے وقت بھی عورتوں کو مسجد میں آنے کی اجازت دے دو) اور تم کہتے ہو کہ ہم انہیں اجازت نہیں دیں گے۔

11- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْبُزَاقِ فِي الْمَسْجِدِ

مساجد میں تھوکنے کی ممانعت

571: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْمُحَارِبِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: "إِذَا كُنْتَ فِي الصَّلَاةِ فَلَا تَبْزُقْ عَنْ يَمِينِكَ وَلَكِنْ خَلْفَكَ أَوْ تِلْقَاءَ شِمَالِكَ أَوْ تَحْتَ قَدَمِكَ الْيُسْرَى".

سیّدنا طارق بن عبداللہ محاربی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم نماز میں ہو تو اپنی دائیں جانب نہ تھوکو، لیکن اپنے پیچھے یا اپنی بائیں جانب یا بائیں پاؤں کے نیچے (تھوکو)۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَابْنِ عُمَرَ وَأَنَسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

اس باب میں ابو سعید، ابن عمر، انس اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ طَارِقٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: طارق کی روایت حسن صحیح ہے، اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔

قَالَ وَسَمِعْتُ الْجَارُودَ يَقُولُ: سَمِعْتُ وَكِيعًا يَقُولُ لَمْ يَكْذِبْ رِبْعِيُّ بْنُ حِرَاشٍ فِي الْإِسْلَامِ كَذْبَةً. قَالَ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ أَثْبَتُ أَهْلِ الْكُوفَةِ مَنْصُورُ بْنُ

انہوں نے کہا: میں نے جارود کو بیان کرتے ہوئے سنا، وہ کہتے تھے کہ میں نے وکیع کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ ربعی بن حراش نے (حالت) اسلام میں کبھی کوئی جھوٹ نہیں بولا۔

الْمُعْتَمِرِ.

عبدالرحمٰن بن حمیدی نے کہا: اہل کوفہ میں سے سب سے زیادہ ثبت منصور بن معتمر ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن خزيمه: ٨٧٦، النسائي في الكبرى: ٧١٦

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٧٨، سنن ابن ماجه: ١٠٢١، سنن النسائی: ٥٢/٢، مسند احمد: ٢٧٢٢١

فوائد الحدیث: اگر کوئی شخص نماز کی حالت میں ہو اور اسے تھوکنا مجبوری ہو تو پھر سامنے نہ تھوکے اور نہ ہی اپنی دائیں جانب، اگر بائیں جانب کوئی نمازی نہ ہو تو بائیں جانب تھوک لے ورنہ اپنے بائیں پاؤں کے نیچے تھوک کر اسے مسل دے۔ مگر یہ بھی اس وقت ہوگا کہ جب آدمی کسی صحراء یا کھیتوں وغیرہ میں نماز پڑھ رہا ہو یا مسجد کچی ہو۔ ورنہ آج کل جیسے مساجد پختہ ہیں اور قالین یا صفیں بچھی ہوئی ہیں تو پھر تو پاؤں کے نیچے تھوکنا بھی مناسب نہیں بلکہ اپنے رومال وغیرہ میں تھوک کر اسے مسل کر ختم کر دے۔

572: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: "الْبُزَاقُ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيئَةٌ وَ كَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا".

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اسے (مٹی میں) دفن کر دینا (چھپا دینا) اس کا کفارہ ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الروض: ٤٨، صحيح ابی داؤد: ٤٩٤، اخرجه ابن خزيمه: ١٣٠٩، وابو عوانه: ٤٠٤/١

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٤١٥۔ صحيح مسلم: ٥٥٢، سنن ابو داود: ٤٧٤، سنن النسائی: ٥٠/٢-٥١، مسند احمد: ١٢٠٦٢، صحيح ابن حبان: ١٦٣٥

فوائد الحدیث: مساجد اللہ تعالیٰ کا گھر ہیں انہیں صاف ستھرا رکھنے میں بڑا اجر و ثواب ہے کسی بھی قسم کی گندگی پھیلانا گناہ ہے اس لیے اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔ اگر کوئی شخص جان بوجھ کر یا غلطی سے تھوک دے تو پھر اسے صاف کر دینا چاہئے۔ عمداً ایسا کرنے کی صورت میں استغفار بھی کرے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو گناہوں سے بچائے اور نیکی کی توفیق دے (آمین)

12- بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّجْدَةِ فِي اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ وَ إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ

سورۂ الانشقاق اور سورۂ العلق میں سجدہ (تلاوت) کا بیان

573: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى عَنْ عَطَاءِ بْنِ مِينَاءَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَجَدْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ﴾ وَ ﴿إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ﴾

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سورۂ العلق اور سورۂ انشقاق میں سجدہ (تلاوت) کیا۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه النسائي في الكبرى: ٩٤٩، ابن خزيمه: ٥٥٤، والبغوي: ٧٦٤

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٧٦٦، صحيح مسلم: ٥٧٨، سنن ابو داود: ١٤٠٨، ١٤٠٧، سنن ابن ماجه: ١٠٥٨، سنن النسائی: ١٦١/٢ و ١٦٢، مسند احمد: ٧١٤٠ و ٧٣٩٦، صحيح ابن حبان: ٢٧٦٧

574: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ

ابو بکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام نے سیّدنا

يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ هُوَ ابْنُ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی ﷺ سے اسی مثل روایت کیا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ يَرَوْنَ السُّجُودَ فِي ﴿إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ﴾ وَ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ﴾.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ اکثر اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔ وہ سورۃ الانشقاق اور سورۃ العلق میں سجدہ کرنے کا موقف رکھتے ہیں۔

وَفِي هَذَا الْحَدِيثِ أَرْبَعَةٌ مِنَ التَّابِعِينَ بَعْضُهُمْ عَنْ بَعْضٍ.

اس حدیث میں چار تابعی ہیں، بعض نے بعض سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الحميدي: ٩٩٢، الدارمي: ١٤٧٨، والدارقطني: ١/٤٠٩

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٧٦٦، صحیح مسلم: ٥٧٨، سنن ابو داود: ١٤٠٨، ١٤٠٧۔ سنن ابن ماجه: ١٠٥٨، سنن النسائی: ٢/١٦١ و ١٦٢، مسند احمد: ٧١٤٠ و ٧٣٩٦، صحیح ابن حبان: ٢٧٦٧

فوائد الحدیث: اس حدیث سے سورۃ انشقاق اور سورہ علق میں سجدہ کرنے کا ثبوت ہے۔ اور ان لوگوں کی تردید ہے جو آخری سورتوں میں سجدہ تلاوت کے قائل نہیں۔

13- بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّجْدَةِ فِي النَّجْمِ

سورۂ النجم میں سجدہ کرنا

575: حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَزَّازُ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: "سَجَدَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِيهَا يَعْنِي: النَّجْمَ وَالْمُسْلِمُونَ وَالْمُشْرِكُونَ وَالْجِنُّ وَالْإِنْسُ".

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس یعنی سورۂ النجم میں رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں، مشرکوں اور جن وانس نے سجدہ کیا۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

اس باب میں سیّدنا ابن مسعود اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ يَرَوْنَ السُّجُودَ فِي سُورَةِ النَّجْمِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح ہے۔ اس پر بعض اہل علم کا عمل ہے وہ سورۂ النجم میں سجدہ تلاوت کرنے کا موقف رکھتے ہیں۔

وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ

نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اور دیگر اہل علم میں سے بعض

لَيْسَ فِي الْمُفَصَّلِ سَجْدَةٌ. وَهُوَ قَوْلُ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ. وَالْقَوْلُ الأَوَّلُ أَصَحُّ وَبِهِ يَقُولُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ.

کا موقف ہے کہ مفصل سورتوں میں سجدہ نہیں۔ یہ امام مالک بن انس کا قول ہے۔ پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔ امام ثوری، ابن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ اسی کے قائل ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارقطني: ١/٤٠٩، البغوي: ٧٦٣

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۱۰۷۱، صحیح ابن حبان: ۲۷۶۳، شرح السنة : ۷۶۳

فوائد الحدیث: سورہ النجم کی تلاوت کے موقعہ پر رسول اکرم ﷺ نے سجدہ تلاوت فرمایا تو ایسا خوشنما منظر تھا کہ آپ ﷺ کے ساتھ سننے والے تمام مسلمانوں حتی کہ مشرکین اور جن وانس نے بھی سجدہ کیا۔ سبحان اللہ

14- بَابُ مَا جَاءَ مَنْ لَمْ يَسْجُدْ فِيهِ

جس نے اس (سورۂ النجم) میں سجدہ نہیں کیا

576: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ قُسَيْطٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ "النَّجْمَ فَلَمْ يَسْجُدْ فِيهَا".

سیّدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے نبی ﷺ کو سورۂ النجم پڑھ کر سنائی تو آپ ﷺ نے اس میں سجدہ نہ کیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَتَأَوَّلَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ هَذَا الْحَدِيثَ فَقَالَ: إِنَّمَا تَرَكَ النَّبِيُّ ﷺ السُّجُودَ لِأَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ حِينَ قَرَأَ فَلَمْ يَسْجُدْ لَمْ يَسْجُدِ النَّبِيُّ ﷺ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ بعض اہل علم نے اس حدیث کی تفسیر کی ہے کہ انہوں نے کہا: نبی ﷺ نے محض اس لیے سجدہ نہ کیا کیونکہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے جس وقت قراءت کی تھی تو انہوں نے سجدہ نہ کیا تو نبی ﷺ نے بھی سجدہ نہ کیا۔

وَقَالُوا: السَّجْدَةُ وَاجِبَةٌ عَلَى مَنْ سَمِعَهَا فَلَمْ يُرَخِّصُوا فِي تَرْكِهَا. وَقَالُوا: إِنْ سَمِعَ الرَّجُلُ وَهُوَ عَلَى غَيْرِ وُضُوءٍ فَإِذَا تَوَضَّأَ سَجَدَ. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَأَهْلِ الْكُوفَةِ وَبِهِ يَقُولُ إِسْحَاقُ.

اور انہوں نے کہا: سننے والے پر بھی سجدہ واجب ہے، انہوں نے اس کے ترک کرنے کے بارے میں رخصت نہیں دی۔ اور انہوں نے کہا: جب آدمی تلاوت سنے اور اس کا وضو نہ ہو تو وہ جب وضو کرے تو سجدہ کر لے، یہ سفیان ثوری اور کوفہ والوں کا قول ہے اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی موقف ہے۔

وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: إِنَّمَا السَّجْدَةُ عَلَى مَنْ أَرَادَ أَنْ يَسْجُدَ فِيهَا وَالْتَمَسَ فَضْلَهَا وَرَخَّصُوا فِي تَرْكِهَا إِنْ أَرَادَ ذَلِكَ. وَاحْتَجُّوا بِالْحَدِيثِ الْمَرْفُوعِ حَدِيثِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ حَيْثُ قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ النَّجْمَ فَلَمْ يَسْجُدْ

بعض اہل علم نے کہا ہے کہ سجدہ (تلاوت) اس شخص پر واجب ہے جو سجدہ کرنا چاہے اور اس کی فضیلت کا طلب گار ہو اور اگر وہ سجدہ تلاوت نہ کرنا چاہے تو انہوں نے اسے ترک کرنے

فِيهَا.

فَقَالُوا: لَوْ كَانَتِ السَّجْدَةُ وَاجِبَةً لَمْ يَتْرُكِ النَّبِيُّ ﷺ زَيْدًا حَتَّى كَانَ يَسْجُدُ وَيَسْجُدُ النَّبِيُّ ﷺ وَاحْتَجُّوا بِحَدِيثِ عُمَرَ أَنَّهُ قَرَأَ سَجْدَةً عَلَى الْمِنْبَرِ فَنَزَلَ فَسَجَدَ ثُمَّ قَرَأَهَا فِي الْجُمُعَةِ الثَّانِيَةِ فَتَهَيَّأَ النَّاسُ لِلسُّجُودِ فَقَالَ: إِنَّهَا لَمْ تُكْتَبْ عَلَيْنَا إِلَّا أَنْ نَشَاءَ. فَلَمْ يَسْجُدْ وَلَمْ يَسْجُدُوا. فَذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِلَى هَذَا. وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ.

کی رخصت دی ہے، انہوں نے مرفوع حدیث سے استدلال کیا ہے، زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی روایت جب انہوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو سورۂ النجم پڑھ کر سنائی تو آپ ﷺ نے اس میں سجدہ نہیں کیا۔

انہوں نے کہا: اگر سجدہ تلاوت واجب ہوتا تو نبی ﷺ زید رضی اللہ عنہ کو نہ چھوڑتے حتیٰ کہ وہ سجدہ کرتے اور نبی ﷺ بھی سجدہ کرتے۔ اور انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے استدلال کیا کہ انہوں نے منبر پر سجدہ کی آیت تلاوت کی اور منبر سے نیچے اتر کر سجدہ کیا، پھر انہوں نے دوسرے جمعہ اسے پڑھا تو لوگ سجدے کے لیے تیار ہوئے تو انہوں نے فرمایا: یہ ہم پر فرض نہیں کیا گیا، مگر یہ کہ ہم چاہیں، پس انہوں نے سجدہ کیا نہ انہوں نے سجدہ، بعض اہل علم کا یہی موقف ہے، اور یہی امام شافعی اور احمد رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح ابي داؤد: ١٢٦٦، اخرجه الدارمي: ١٤٨٠، ابن خزيمه: ٥٦٨، والبغوي: ٧٦٩

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ١٠٧٢، صحيح مسلم: ٥٧٧، سنن ابو داود: ١٤٠٤، سنن النسائی: ٢/١٦٠، مسند احمد: ٢١٥٩١، صحيح ابن حبان: ٢٧٦٢.

فوائد الحدیث: یہ حدیث دلیل ہے کہ سجدہ تلاوت نہ پڑھنے والے پر واجب ہے اور نا ہی سننے والے پر اگر پڑھنے والے پر واجب ہوتا تو آپ ﷺ سیّدنا زید رضی اللہ عنہ سے سجدہ کرواتے۔ اور اگر سننے والے کے لیے ضروری ہوتا تو آپ ﷺ خود سجدہ کرتے۔ (مزید تفصیل کے لئے حدیث نمبر ۵۶۸، ۵۶۹ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں)

15- بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّجْدَةِ فِي صٓ

سورۂ صٓ میں سجدہ تلاوت

577: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَسْجُدُ فِي ﴿ص﴾. قَالَ: ابْنُ عَبَّاسٍ وَلَيْسَتْ مِنْ عَزَائِمِ السُّجُودِ.

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سورۂ صٓ (کی تلاوت) میں سجدہ کرتے ہوئے دیکھا۔ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ ضروری سجدوں میں سے نہیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي ذَلِكَ فَرَأَى بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اور ان کے علاوہ دیگر اہل علم

النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ أَنْ يَسْجُدَ فِيهَا. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّهَا تَوْبَةُ نَبِيٍّ وَلَمْ يَرَوُا السُّجُودَ فِيهَا.

کا اس بارے میں اختلاف ہے، بعض اہل علم کا خیال ہے کہ وہ اس میں سجدہ کرے گا، یہ سفیان ثوری، ابن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا قول ہے۔ جبکہ ان میں سے بعض نے کہا ہے کہ وہ ایک نبی علیہ السلام کی توبہ ہے، لہٰذا انہوں نے اس میں سجدہ کرنا خیال نہیں کیا۔

حکم الحدیث: (صحیح) صحیح ابی داؤد: ١٢٧٠، اخرجه الحميدي: ١٤٧٧، ابن خزيمه: ٥٥٠، البيهقي: ٣١٨/٢

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٠٦٩، سنن ابو داود: ١٤٠٩، سنن النسائی فی الکبری: ١١١٧٠، مسند احمد: ٢٥٢١، و ٣٣٨٧

فوائد الحدیث: سورہ ''ص'' کا سجدہ خود رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے اس لیے کسی کیلئے بھی انکار کی گنجائش نہیں۔

16- بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّجْدَةِ فِي الْحَجِّ

سورۂ الحج میں سجدہ تلاوت

578: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ مِشْرَحِ بْنِ هَاعَانَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فُضِّلَتْ سُورَةُ الْحَجِّ بِأَنَّ فِيهَا سَجْدَتَيْنِ قَالَ: نَعَمْ وَمَنْ لَمْ يَسْجُدْهُمَا فَلَا يَقْرَأْهُمَا.

سیّدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! سورۂ الحج کو فضیلت حاصل ہے کیونکہ اس میں دو سجدے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں، جو وہ دو سجدے نہ کرے تو وہ انہیں نہ پڑھے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِذَاكَ الْقَوِيِّ. وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي هَذَا فَرُوِيَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَابْنِ عُمَرَ أَنَّهُمَا قَالَا: فُضِّلَتْ سُورَةُ الْحَجِّ بِأَنَّ فِيهَا سَجْدَتَيْنِ. وَبِهِ يَقُولُ ابْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ.

وَرَأَى بَعْضُهُمْ فِيهَا سَجْدَةً وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَمَالِكٍ وَأَهْلِ الْكُوفَةِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ جو حدیث ہے اس کی اسناد اتنی قوی نہیں۔ اہل علم کا اس میں اختلاف ہے، سیّدنا عمر بن خطاب اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: سورۂ الحج کو فضیلت دی گئی ہے کہ اس میں دو سجدے ہیں، ابن المبارک، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے۔ ان میں سے بعض کا موقف ہے کہ اس میں ایک سجدہ ہے۔ وہ سفیان ثوری، مالک رحمہما اللہ اور کوفہ والوں کا موقف ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) صحیح ابی داؤد: ١٢٦٥، المشكوٰة: ١٠٣٠، اخرجه الحاكم: ٢٢١/١

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٤٠٢، مسند احمد: ١٧٣٦٤

فوائد الحدیث: سورہ حج میں دو سجدے ہیں اور دونوں ہی کرنے چاہئیں۔ (مزید تفصیل حدیث نمبر ٥٦٨، ٥٦٩ کے فوائد میں دیکھیں۔)

17- بَابُ مَا يَقُولُ فِي سُجُودِ الْقُرْآنِ

قرآن کے سجدوں کی دعا

579: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ خُنَيْسٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ قَالَ: قَالَ لِي ابْنُ جُرَيْجٍ يَا حَسَنُ! أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ أَبِي يَزِيدَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! "إِنِّي رَأَيْتُنِي اللَّيْلَةَ وَأَنَا نَائِمٌ كَأَنِّي أُصَلِّي خَلْفَ شَجَرَةٍ فَسَجَدْتُ فَسَجَدَتِ الشَّجَرَةُ لِسُجُودِي فَسَمِعْتُهَا وَهِيَ تَقُولُ" اللّٰهُمَّ اكْتُبْ لِي بِهَا عِنْدَكَ أَجْرًا وَضَعْ عَنِّي بِهَا وِزْرًا وَاجْعَلْهَا لِي عِنْدَكَ ذُخْرًا وَتَقَبَّلْهَا مِنِّي كَمَا تَقَبَّلْتَهَا مِنْ عَبْدِكَ دَاوُدَ.

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں نے آج رات خواب میں دیکھا گویا کہ میں ایک درخت کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہوں، میں نے سجدہ کیا تو اس درخت نے بھی میرے سجدے کے ساتھ سجدہ کیا، میں نے اسے یہ دعا کرتے ہوئے سنا: اللّٰهُمَّ اكْتُبْ لِي بِهَا عِنْدَكَ أَجْرًا وَضَعْ عَنِّي بِهَا وِزْرًا وَاجْعَلْهَا لِي عِنْدَكَ ذُخْرًا وَتَقَبَّلْهَا مِنِّي كَمَا تَقَبَّلْتَهَا مِنْ عَبْدِكَ دَاوُدَ. "اے اللہ! اس کے بدلے میں میرے لیے اپنے ہاں اجر لکھ دے، اس کی وجہ سے مجھ سے بوجھ دور کر دے، اسے میرے لیے اپنے ہاں ذخیرہ بنا لے اور اسے میری طرف سے قبول فرما جس طرح تو نے اسے اپنے بندے داؤد علیہ السلام سے قبول فرمایا تھا۔"

قَالَ الْحَسَنُ قَالَ لِي ابْنُ جُرَيْجٍ: قَالَ: لِي جَدُّكَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَقَرَأَ النَّبِيُّ ﷺ سَجْدَةً ثُمَّ سَجَدَ. قَالَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَسَمِعْتُهُ وَهُوَ يَقُولُ مِثْلَ مَا أَخْبَرَهُ الرَّجُلُ عَنْ قَوْلِ الشَّجَرَةِ.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نبی ﷺ نے سجدہ کی آیت تلاوت فرمائی تو سجدہ کیا، میں نے آپ ﷺ کو وہی دعا کرتے ہوئے سنا جو اس آدمی نے درخت کی دعا کے الفاظ آپ ﷺ کو بتائے تھے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کے حوالے سے حسن غریب ہے، ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (حسن) اخرجه ابن خزيمه: ٥٦٢، العقيلي: ١/٢٤٣، الحاكم: ١/٢١٩، البيهقي: ٢/٣٢٠

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١٠٥٣ صحيح ابن حبان: ٢٧٦٨

فوائد الحدیث: حدیث الباب میں مذکور دعا سجدہ تلاوت میں پڑھنا افضل و اولیٰ ہے اس لیے اسے یاد کرنا چاہیے اور اسے ہی پڑھنا چاہیے۔

580: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ

ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ رات

الثَّقَفِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ فِي سُجُودِ الْقُرْآنِ بِاللَّيْلِ «سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِي خَلَقَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ».

کے وقت سجود قرآن میں یہ دعا کیا کرتے تھے: "سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِي خَلَقَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ" "میرے چہرے نے اس ذات کو سجدہ کیا جس نے اپنی قدرت اور قوت سے اسے پیدا فرمایا، کان بنائے اور آنکھیں بنائیں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) صحیح ابی داؤد: ١٢٧٣، بعض کہتے ہیں کہ دعا سجود قرآن کے ساتھ خاص نہیں بلکہ عام ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٤١٤، سنن النسائی: ٢/٢٢٢، مسند احمد: ٢٤٠٢٢

فوائد الحدیث: (۱) یہ دعا سجدہ تلاوت کے لیے معروف تو ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ کسی صحیح حدیث میں صراحت نہیں کہ یہ سجدہ تلاوت کے ساتھ خاص ہے۔ رہی حدیث الباب تو یہ سنداً ضعیف ہے اگرچہ فاضل محقق نے اسے صحیح قرار دیا ہے کیونکہ خالد الحذاء کا ابو العالیہ سے سماع ثابت نہیں۔

اس لیے زیادہ مناسب حدیث نمبر ۵۷۹ میں مذکور دعا کا پڑھنا ہی ہے۔ اگر کسی کو وہ یاد نہیں تو پھر یہ عمومی سجدہ کا لحاظ رکھتے ہوئے پڑھ سکتا ہے۔ کیونکہ یہ نماز کے عمومی سجدہ میں پڑھنا تو ثابت ہے۔

جس کے الفاظ یہ ہیں: اللهم لك سجدت وبك امنت و لك اسلمت سجدو جهي للذي خلقه و صوره و شق سمعه و بصره تبارك الله احسن الخالقين۔ (صحیح مسلم ۱/ ۲۶۳، کتاب المسافرین)

"اے اللہ تیرے لیے میں نے سجدہ کیا اور تیرے ساتھ ہی ایمان لایا اور تیرے لیے میں مطیع و فرمانبردار ہو گیا، سجدہ کیا میرے چہرے نے اس ذات کے لیے جس نے اس کو پیدا کیا اور اس کی تصویر بنائی اور اس کی سماعت و بصارت کو پھاڑا (پیدا کیا) بابرکت ہے اللہ تعالیٰ پیدا کرنے والوں میں سب سے اچھا (پیدا کرنے والا)"

(۲) اگر یہ بھی یاد نہ ہو تو عمومی تسبیحات "سبحان ربی الاعلی" بھی پڑھ سکتا ہے۔

18- بَابُ مَا ذُكِرَ فِيمَنْ فَاتَهُ حِزْبُهُ مِنَ اللَّيْلِ فَقَضَاهُ بِالنَّهَارِ

جس شخص کی رات کی معمول کی نماز فوت ہو جائے تو وہ اسے دن کے وقت قضا پڑھ لے

581: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو صَفْوَانَ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ الزُّهْرِيِّ أَنَّ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ وَعُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَخْبَرَاهُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ «مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهِ أَوْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ فَقَرَأَهُ مَا بَيْنَ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الظُّهْرِ كُتِبَ لَهُ كَأَنَّمَا قَرَأَهُ مِنَ اللَّيْلِ».

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص نیند کی وجہ سے اپنا (رات کا ذکر و تلاوت اور تہجد کا) وظیفہ یا اس کا کچھ حصہ نہ پڑھ سکے اور وہ اسے فجر و ظہر کے درمیان پڑھ لے تو اس کے لیے اتنا ہی ثواب لکھا جائے گا گویا کہ اس نے اسے رات ہی کو پڑھا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.
قَالَ: وَأَبُو صَفْوَانَ اسْمُهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ الْمَكِّيُّ وَرَوَى عَنْهُ الْحُمَيْدِيُّ وَكِبَارُ النَّاسِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔
ابو صفوان کا نام عبداللہ بن سعید مکی ہے۔ حمیدی اور بڑے بڑے لوگوں نے ان سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الدارمي: ١٤٨٥، ابو يعلى: ٢٣٥، ابو عوانه: ٢/٢٧١، البغوي: ٩٨٥
تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٧٤٧، سنن ابو داود: ١٣١٣، سنن ابن ماجه: ١٣٤٣، سنن النسائي: ٣/٢٥٩، مسند احمد: ٢٢٠، صحيح ابن حبان: ٢٦٤٣

فوائد الحدیث: اگر کسی شخص سے رات کا وہ اچھا عمل جسے وہ معمول کے مطابق ہمیشہ کرتا ہے مثلاً نماز، تلاوت، اذکار وغیرہ لیکن نیند کے غلبے، تھکاوٹ یا کسی اور مجبوری کی وجہ سے رہ جائے تو اسے صبح کی نماز کے بعد ظہر سے پہلے پہلے مکمل کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت اور فضل و کرم سے پورا پورا اجر و ثواب عطا فرمائیں گے۔

19- باب مَا جَاءَ مِنَ التَّشْدِيدِ فِي الَّذِي يَرْفَعُ رَأْسَهُ قَبْلَ الإِمَامِ

اس شخص کے بارے میں تشدید کا ذکر جو امام سے پہلے سر اٹھا لیتا ہے

582: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ وَهُوَ أَبُو الْحَارِثِ الْبَصْرِيُّ ثِقَةٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ مُحَمَّدٌ ﷺ أَمَا يَخْشَى الَّذِي يَرْفَعُ رَأْسَهُ قَبْلَ الإِمَامِ أَنْ يُحَوِّلَ اللّٰهُ رَأْسَهُ رَأْسَ حِمَارٍ. قَالَ قُتَيْبَةُ: قَالَ حَمَّادٌ: قَالَ لِي مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ وَإِنَّمَا قَالَ أَمَا يَخْشَى.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، محمد ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص امام سے پہلے سر اٹھاتا ہے کیا وہ اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ اس کے سر کو گدھے کا سر بنا دے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.
وَمُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ هُوَ بَصْرِيٌّ ثِقَةٌ وَيُكْنَى أَبَا الْحَارِثِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔
محمد بن زیاد وہ بصری ثقہ ہیں، ابو حارث ان کی کنیت ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الطيالسي: ٢٤٩٠، ابن خزيمه: ١٦٠٠، والبيهقي: ٢/٩٣
تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٦٩١، صحيح مسلم: ٤٢٧، سنن ابو داود: ٦٢٣، سنن ابن ماجه: ٩٦١، سنن النسائي: ٢/٩٦، مسند احمد: ٧٥٣٤، صحيح ابن حبان: ٢٢٨٢

فوائد الحدیث: امام کی تقرری کا مقصد ہی یہ ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے اور کوئی بھی رکن اس سے پہلے ادا نہ کیا جائے اگر ہر ہر مقتدی نے اپنی مرضی ہی کرنی ہے تو پھر کسی کو امام بنانے کا تو کوئی مقصد نہیں۔ خصوصاً رکوع، سجود میں امام سے آگے نہیں بڑھنا چاہیے۔
رسول کریم ﷺ کا یہ فرمان کس قدر وعید ہے ان لوگوں کے لیے جو ارکان کی ادائیگی میں اپنے امام کی مخالفت کرتے ہیں۔

20- بَابُ مَا جَاءَ فِي الَّذِي يُصَلِّي الْفَرِيضَةَ ثُمَّ يَؤُمُّ النَّاسَ بَعْدَ مَا صَلَّى

وہ شخص جو فرض نماز پڑھ لینے کے بعد لوگوں کی امامت کراتا ہے

583: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سیّدنا معاذ بن

دِينَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ: "أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ كَانَ يُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الْمَغْرِبَ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى قَوْمِهِ فَيَؤُمُّهُمْ".

جبل رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھا کرتے تھے اور پھر اپنی قوم کے پاس جاتے تو ان کی امامت فرماتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَصْحَابِنَا الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ قَالُوا: إِذَا أَمَّ الرَّجُلُ الْقَوْمَ فِي الْمَكْتُوبَةِ وَقَدْ كَانَ صَلَّاهَا قَبْلَ ذَلِكَ أَنَّ صَلَاةَ مَنِ ائْتَمَّ بِهِ جَائِزَةٌ. وَاحْتَجُّوا بِحَدِيثِ جَابِرٍ فِي قِصَّةِ مُعَاذٍ وَهُوَ حَدِيثٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ جَابِرٍ.

ہمارے اصحاب شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا اسی پر عمل ہے۔ انہوں نے فرمایا: جو شخص فرض نماز میں لوگوں کی امامت کرائے جسے وہ اس سے پہلے خود پڑھ چکا ہو تو مقتدیوں کی نماز جائز ہے۔ انہوں نے سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ کے قصے میں سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے۔ وہ حدیث صحیح ہے، اور وہ سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے کئی طرق سے مروی ہے۔

وَرُوِيَ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَالْقَوْمُ فِي صَلَاةِ الْعَصْرِ وَهُوَ يَحْسَبُ أَنَّهَا صَلَاةُ الظُّهْرِ فَائْتَمَّ بِهِمْ قَالَ صَلَاتُهُ جَائِزَةٌ.

سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے کہ ان سے کسی شخص کے متعلق پوچھا گیا جو کہ مسجد میں آیا جبکہ لوگ عصر کی نماز پڑھ رہے ہیں اور وہ سمجھتا ہے کہ وہ نماز ظہر ہے اور وہ ان کے ساتھ نماز پڑھ لیتا ہے۔ انہوں نے فرمایا: اس کی نماز جائز ہے۔

وَقَدْ قَالَ: قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ إِذَا ائْتَمَّ قَوْمٌ بِإِمَامٍ وَهُوَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهَا الظُّهْرُ فَصَلَّى بِهِمْ وَاقْتَدَوْا بِهِ فَإِنَّ صَلَاةَ الْمُقْتَدِي فَاسِدَةٌ إِذِ اخْتَلَفَ نِيَّةُ الإِمَامِ وَنِيَّةُ الْمَأْمُومِ.

کوفہ والوں میں سے کچھ لوگوں نے کہا ہے: جب لوگ کسی ایسے امام کی اقتدا میں نماز پڑھیں جو کہ عصر پڑھ رہا ہو اور وہ سمجھیں کہ وہ نماز ظہر ہے وہ انہیں نماز پڑھا دے اور وہ اس کی اقتدا کر لیں، تو مقتدی کی نماز فاسد ہے۔ جبکہ امام اور مقتدی کی نیت میں اختلاف ہو۔

حكم الحديث: (صحيح) صحيح ابى داؤد: ٧٥٦، اخرجه الحميدي: ١٢٤٦، ابو يعلى: ١٨٢٧، وابن خزيمه: ١٥٢١

تخريج الحديث: صحيح بخارى: ٧١١، صحيح مسلم: ٤٦٥، ١٨٠، و ١٨١، سنن ابو داود: ٥٩٩، سنن ابن ماجه: ٩٨٦، سنن النسائى: ٢/١٠٢-١٠٣، مسند احمد: ١٤٣٠٧، صحيح ابن حبان: ٢٤٠٠

فوائد الحديث: ١۔ یہ حدیث اس مسئلہ میں صریح نص ہے کہ امام اگر نفل پڑھ رہا ہو تو اس کے پیچھے مقتدی فرض نماز ادا کر سکتے ہیں امام اور مقتدی کی نیت کا اختلاف مانع نہیں ہے افعال میں اختلاف نہیں ہونا چاہئے۔

۲۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ "متنفل" کے پیچھے "مفترض" کی نماز مکروہ ہے انہیں اپنے طرز عمل پر غور کرنا چاہئے کہ کہیں وہ رسول اللہ ﷺ سے اختلاف کے مرتکب تو نہیں ہو رہے۔

21- بَابُ مَا ذُكِرَ مِنَ الرُّخْصَةِ فِي السُّجُودِ عَلَى الثَّوْبِ فِي الْحَرِّ وَالْبَرْدِ

گرمی اور سردی میں کپڑے پر سجدہ کرنے کی رخصت

584: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنِي غَالِبٌ الْقَطَّانُ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْمُزَنِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: "كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ بِالظَّهَائِرِ سَجَدْنَا عَلَى ثِيَابِنَا اتِّقَاءَ الْحَرِّ".

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب ہم دوپہر کے وقت نبی ﷺ کے پیچھے (ظہر کی) نماز پڑھتے تھے تو ہم گرمی / حرارت سے بچنے کے لیے اپنے کپڑوں پر سجدہ کرتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ وَابْنِ عَبَّاسٍ.

اور اس باب میں سیّدنا جابر بن عبداللہ اور سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

وَقَدْ رَوَى وَكِيعٌ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ.

وکیع نے اس حدیث کو خالد بن عبدالرحمٰن سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ١٣٤٣، ابو يعلى: ٤١٥٢، ابن خزيمه: ٦٧٥، وابو عوانه: ١/٣٤٦

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٣٨٥ و ٥٤٢، صحيح مسلم: ٦٢٠، سنن ابو داود: ٦٦٠، سنن ابن ماجه: ١٠٣٣، سنن النسائی: ٢/٢١٦، مسند احمد: ١١٩٧٠، صحيح ابن حبان: ٢٣٥٤

فوائد الحدیث: رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں نماز ننگی زمین پر پڑھی جاتی تھی۔ دوپہر کے وقت گرم ہو جاتی کہ اس پر سجدہ کرنا مشکل ہو جاتا کیونکہ پیشانی اور ناک نازک اعضاء ہیں چنانچہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین چہرے کے نیچے کپڑا بچھا کر اس پر سجدہ کر لیتے، آجکل مساجد میں قالین وغیرہ ہوتے ہیں اور بعض مساجد میں ایر کنڈیشن کا بندوبست بھی ہوتا ہے اس لیے ضرورت ہی نہیں پڑتی۔ لیکن اگر کہیں کوئی مجبوری ہو تو سجدہ کرنے کے لیے کپڑا بچھایا جا سکتا ہے۔

22- بَابُ ذِكْرِ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْجُلُوسِ فِي الْمَسْجِدِ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ

نماز فجر کے بعد طلوع آفتاب تک مسجد میں بیٹھے رہنا

585: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: "كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا صَلَّى الْفَجْرَ قَعَدَ فِي مُصَلَّاهُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ".

سیّدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی ﷺ جب فجر کی نماز پڑھ لیتے تھے تو آپ ﷺ طلوع آفتاب تک اپنی نماز والی جگہ پر بیٹھے رہتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن خزيمه: ٧٥٧، البيهقي: ٢/١٨٦، البغوي: ٧٠٩

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٦٧٠، سنن ابو داود: ١٢٩٤، سنن النسائی: ٣/٨٠، مسند احمد: ٢٠٨٢٠، صحيح ابن حبان: ٢٠٢٨

586: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُمَحِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا أَبُو ظِلَالٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: "مَنْ صَلَّى الْغَدَاةَ فِي جَمَاعَةٍ ثُمَّ قَعَدَ يَذْكُرُ اللّٰهَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ كَانَتْ لَهُ كَأَجْرِ حَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ". قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: "تَامَّةٍ تَامَّةٍ تَامَّةٍ".

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص فجر کی نماز با جماعت ادا کر کے بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرتا رہے حتیٰ کہ سورج طلوع ہو جائے اور پھر وہ دو رکعتیں پڑھ لے تو اس کے لیے حج اور عمرے کا ثواب ہے۔" اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مکمل، مکمل، مکمل۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

قَالَ: وَسَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ عَنْ أَبِي ظِلَالٍ؟ فَقَالَ: هُوَ مُقَارِبُ الْحَدِيثِ. قَالَ مُحَمَّدٌ: وَاسْمُهُ هِلَالٌ.

میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے ابو ظلال کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: وہ مقارب الحدیث ہیں۔ اور ان کا نام ہلال ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) التعليق الرغيب: ١/١٦٤، ١٦٥، المشكوٰة: ٩٧١، بعض کہتے ہیں ابو ظلال کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: شرح السنة: ٧١٠، مسند احمد: ٢٢٣٠٤، سنن ابو داود: ٥٥٨ و ١٢٨٨، معجم الاوسط للطبرانی: ٥٥٩٨، حلية الاولياء: ٧/٢٣٧، ومن طريقه ابن حجر: ٢/٣٠٣

فوائد الحدیث: فجر کی نماز با جماعت ادا کر کے سورج کے طلوع ہونے تک مسجد میں ہی ٹھہرنا اور دعا و استغفار، تلاوت و اذکار میں مصروف رہنا بہت زیادہ اجر و ثواب کا باعث ہے جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے فرصت کے لمحات دیے ہیں انہیں ضروریہ معمول بنانا چاہیے تاکہ ان کا وقت قیمتی ہو جائے۔ البتہ کوئی ضرورت یا مجبوری ہو تو نماز سے فارغ ہو کر آدمی واپس جا سکتا ہے۔

23- بَابُ مَا ذُكِرَ فِي الِالْتِفَاتِ فِي الصَّلَاةِ

نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنا

587: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ "كَانَ يَلْحَظُ فِي الصَّلَاةِ يَمِينًا وَشِمَالًا وَلَا يَلْوِي عُنُقَهُ خَلْفَ ظَهْرِهِ".

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں کن انکھیوں سے دائیں بائیں ملاحظہ فرما لیتے تھے، اور آپ ﷺ اپنی گردن پیچھے نہیں موڑتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔

وَقَدْ خَالَفَ وَكِيعٌ الْفَضْلَ بْنَ مُوسَى فِي رِوَايَتِهِ.

وکیع نے اپنی روایت میں فضل بن موسیٰ کی مخالف کی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) المشكوٰة: ٩٩٨، اخرجه ابن خزيمه: ٤٨٥، ابو يعلى: ٢٥٩٢، البغوي: ٧٣٧

تخریج الحدیث: تحفة الاشراف: ٥/١١٧، سنن النسائی: ٣/٩، مسند احمد: ٢٤٨٥، صحيح ابن حبان: ٢٢٨٨،

مستدرک الحاکم: ۲۳۶/۱-۲۳۷، صحیح ابن خزیمة: ٤٨٥ و ٨٧١، الوهم والایهام: ١٩٦/٥

588: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ عِكْرِمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "كَانَ يَلْحَظُ فِي الصَّلَاةِ". فَذَكَرَ نَحْوَهُ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَعَائِشَةَ.

عبداللہ بن سعید بن ابی ہند نے عکرمہ کے کسی ساتھی سے روایت کیا کہ نبی ﷺ نماز میں کن انکھیوں سے (اِدھر اُدھر) ملاحظہ فرما لیتے تھے۔ پس انہوں نے اسی مانند ذکر کیا۔ اور اس باب میں سیّدنا انس اور سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٤٢/٢، الدارقطني: ٨٣/٢، والبيهقي: ١٣/٢

تخریج الحدیث: اخرجه ابو داود في رواية ابن الأشناني كما في التحفة: ١١٧/٥، مسند احمد: ٢٤٨٦

589: حَدَّثَنَا أَبُو حَاتِمٍ مُسْلِمُ بْنُ حَاتِمٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: "يَا بُنَيَّ إِيَّاكَ وَالِالْتِفَاتَ فِي الصَّلَاةِ فَإِنَّ الِالْتِفَاتَ فِي الصَّلَاةِ هَلَكَةٌ فَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَفِي التَّطَوُّعِ لَا فِي الْفَرِيضَةِ".

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: "بیٹے! نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنے سے اجتناب کرو، کیونکہ نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنا ہلاکت ہے۔ اگر ضرور ہی دیکھنا ہو تو پھر نفل نماز میں نہ کہ فرض میں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) "التعليقات الجياد" التعليق الرغيب: ١٩١/١، المشكوٰة: ٩٩٧۔ اس میں علی بن زید ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند ابو يعلى: ٣٦٢٤، معجم الاوسط: ٥٩٨٨، معجم الصغير: ٨٥٦، شرح السنة: ٧٣٥

590: حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ "عَنِ الِالْتِفَاتِ فِي الصَّلَاةِ قَالَ: هُوَ اخْتِلَاسٌ يَخْتَلِسُهُ الشَّيْطَانُ مِنْ صَلَاةِ الرَّجُلِ".

ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنے کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ تو اچک لینا ہے، شیطان اسے آدمی کی نماز سے اچک لیتا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) الارواء: ٣٧٠، اخرجه ابن خزيمه: ٤٨٤، الحاكم: ٢٣٧/١، البغوي: ٧٣٢

تخریج الحدیث: خ الأذان: ٩٣ (٧٥١)، وبدء الخلق ١١ (٣٢٩١)، د الصلاة ١٦٥ (٩١٠)، ن السهو ١٠ (١١٩٧)، (تحفة الأشراف: ١٧٦٦١)، حم (١٠٦٦٠٧)

فوائد الحدیث: ۱۔ نماز میں چہرے اور سینے کے ساتھ قبلہ رخ ہو کر پورے خشوع و خضوع سے نماز ادا کرنا فرض ہے۔ ادھر ادھر جھانکنے سے آدمی کی توجہ بٹ جاتی ہے اس لیے یہ جائز نہیں نماز خواہ فرض ہو یا نفل۔

۲۔ اگر کوئی مجبوری ہو تو صرف نگاہ گھما کر آدمی دیکھ سکتا ہے نا تو گردن پھیر سکتا ہے اور نا ہی پیچھے مڑ کر دیکھنے کی اجازت ہے۔

۳۔ شیطان کی کوشش ہوتی ہے کہ آدمی نماز نہ پڑھے، اگر وہ اس میں ناکام ہو جائے تو پھر نماز میں وسوسہ ڈال کر آدمی کی نماز کو ضائع یا

خراب کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن اگر وہ ایسا بھی نہ کر سکے تو پھر جو شخص دائیں بائیں جھانکتا ہے یوں سمجھیں کہ نماز کا اتنا حصہ شیطان چھین لیتا ہے۔ اور وہ اسی پر ہی راضی ہو جاتا ہے کہ چلو کچھ نہ کچھ تو اس کی نماز سے ضائع کروا ہی دیا ہے۔ اس لیے نمازی حضرات کو اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔

24- بَابُ مَا ذُكِرَ فِي الرَّجُلِ يُدْرِكُ الإِمَامَ وَهُوَ سَاجِدٌ كَيْفَ يَصْنَعُ

جب آدمی امام کو سجدے کی حالت میں پائے تو وہ کیا کرے

591: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُونُسَ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ أَرْطَاةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ هُبَيْرَةَ بْنِ يَرِيمَ عَنْ عَلِيٍّ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَا: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "إِذَا أَتَى أَحَدُكُمُ الصَّلَاةَ وَالإِمَامُ عَلَى حَالٍ فَلْيَصْنَعْ كَمَا يَصْنَعُ الإِمَامُ".

سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی نماز کے لیے آئے تو امام جس حال میں ہو وہ اسی طرح کرے جس طرح امام کرتا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْلَمُ أَحَدًا أَسْنَدَهُ إِلَّا مَا رُوِيَ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ یہ صرف اسی طریق سے مسند روایت کی گئی ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ. قَالُوا: إِذَا جَاءَ الرَّجُلُ وَالإِمَامُ سَاجِدٌ فَلْيَسْجُدْ وَلَا تُجْزِئُهُ تِلْكَ الرَّكْعَةُ إِذَا فَاتَهُ الرُّكُوعُ مَعَ الإِمَامِ.

اہل علم کے ہاں اسی پر عمل ہے۔ انہوں نے کہا: جب آدمی آئے اور امام سجدے کی حالت میں ہو تو وہ بھی سجدہ کرے۔ جب اسے امام کے ساتھ رکوع نہ ملے تو اس کی وہ رکعت شمار نہیں ہوگی۔

وَاخْتَارَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَنْ يَسْجُدَ مَعَ الإِمَامِ وَذَكَرَ عَنْ بَعْضِهِمْ فَقَالَ: لَعَلَّهُ لَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ فِي تِلْكَ السَّجْدَةِ حَتَّى يُغْفَرَ لَهُ.

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے اسے اختیار کیا ہے کہ وہ امام کے ساتھ سجدہ کرے اور انہوں نے ان میں سے بعض سے ذکر کیا تو فرمایا: ہو سکتا ہے کہ وہ اس سجدے سے سر نہ اٹھائے حتیٰ کہ اس کی مغفرت کر دی جائے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح ابى داؤد: ٥٢٢؛ الصحيحة: ١١٨٨، بعض کہتے ہیں اس میں حجاج بن ارطاۃ ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند الشافعي: ١٣٥٩، معجم الكبير للطبراني: ٢٠/٢٦٧، شرح السنة: ٨٢٥

فوائد الحدیث: ١۔ جب بھی کوئی شخص آئے اور جماعت ہو رہی ہو تو اسے اسی حالت میں امام کے ساتھ شامل ہو جانا چاہیے خواہ امام سجدے کی حالت میں ہی کیوں نہ ہوں، اس کے کھڑے ہونے کا انتظار نہیں کرنا چاہئے۔ جیسا کہ اکثر لوگ صف میں کھڑے رہتے ہیں کہ امام قیام کرے گا تو ساتھ شامل ہو جائیں گے یہ طریقہ مناسب نہیں۔

٢۔ اگر نمازی رکوع یا اس کے بعد کسی موقعہ پر نماز میں شامل ہوا ہے تو وہ اس کو رکعت شمار نہیں کریگا کیونکہ اس نے قیام بھی نہیں کیا اور

سورہ فاتحہ بھی نہیں پڑھی جبکہ امام اعظم محمد رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔ لا صلوٰۃ لمن لم یقراء بفاتحہ الکتاب (بخاری ۱/۱۰۴، کتاب الاذان) کہ "جس شخص نے سورہ فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز نہیں"۔

۳۔ بعض لوگ نماز میں شامل ہوتے وقت تکبیر تحریمہ کہہ کر ہاتھ باندھتے ہیں پھر امام کے ساتھ شامل ہوتے ہیں یہ درست نہیں، اگر تو امام قیام کی حالت میں ہے تو پھر تو ہاتھ باندھنے چاہئیں اور اگر امام رکوع، قومہ، سجدہ جلسہ یا تشہد کی حالت میں ہو تو صرف تکبیر تحریمہ کہہ کر رفع یدین کرتے ہوئے نماز شروع کر کے امام کے ساتھ شامل ہو جانا چاہئے۔ کہ حدیث الباب میں اسی بات کی صراحت ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق فرمائے۔ (آمین)

25- بَابُ كَرَاهِيَةِ أَنْ يَنْتَظِرَ النَّاسُ الإِمَامَ وَهُمْ قِيَامٌ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ

نماز کے آغاز کے موقع پر کھڑے ہو کر امام کا انتظار کرنے کی ممانعت

592: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: "إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا تَقُومُوا حَتَّى تَرَوْنِي خَرَجْتُ".

سیّدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب نماز کی اقامت کہی جائے تو تم کھڑے نہ ہوا کرو حتیٰ کہ تم دیکھ لو کہ میں (گھر سے) نکل آیا ہوں۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَحَدِيثُ أَنَسٍ غَيْرُ مَحْفُوظٍ.

اس باب میں سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے اور سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کی روایت محفوظ نہیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي قَتَادَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

وَقَدْ كَرِهَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ أَنْ يَنْتَظِرَ النَّاسُ الإِمَامَ وَهُمْ قِيَامٌ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِذَا كَانَ الإِمَامُ فِي الْمَسْجِدِ فَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَإِنَّمَا يَقُومُونَ إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ. وَهُوَ قَوْلُ ابْنِ الْمُبَارَكِ.

نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اور دیگر حضرات میں سے کچھ اہل علم نے اس بات کو ناپسند کیا ہے کہ لوگ کھڑے ہو کر امام کا انتظار کریں۔ ان میں سے بعض نے کہا کہ جب امام مسجد میں ہو اور نماز کی اقامت ہو جائے تو وہ تب کھڑے ہوں جب مؤذن کہے: "قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ" یہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) صحیح ابی داؤد: ۵۵۰، الروض النضیر: ۱۸۳، اخرجه الدارمي: ۱۲٦٤، وابن خزیمه: ۱٦٤٤

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٦۳۷، صحیح مسلم: ٦۰٤، سنن ابو داؤد: ۵۳۹ و ۵٤۰، سنن النسائی: ۲/۳۱ و ۸۱، مسند احمد: ۲۲۵۳۳، صحیح ابن حبان: ۱۷۵۵

فوائد الحدیث: ۱۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں اگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین محسوس کرتے کہ آپ ﷺ تشریف لانے والے ہیں تو سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ اقامت کہہ دیتے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین صفیں بنا لیتے اب بعض اوقات آپ کو تاخیر ہو جاتی تو

نمازی حضرات صفوں میں کھڑے کھڑے تھک جاتے کیونکہ اس کے بعد قرأت بھی لمبی ہوتی تو آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کی سہولت کیلئے فرمایا کہ جب تک میں گھر سے نکل نہ آؤں تم کھڑے نہ ہوا کرو۔

۲۔ آج کل نمازوں کے اوقات مقرر ہیں اور آئمہ کرام بھی اس وقت مسجد میں موجود ہوتے ہیں۔ لہٰذا ان کی اجازت کے بغیر بھی اقامت کہی جاسکتی ہے۔

۳۔ اگر امام صاحب سنتیں پڑھ رہے ہیں یا ابھی تک اپنے حجرے سے باہر تشریف نہیں لائے تو پھر ان کا انتظار کرنا چاہئے پہلے صفیں بنا کر کھڑے ہو جانا، بار بار گھڑی کی طرف دیکھا اور بھانت بھانت کی بولیاں بولنا مناسب نہیں۔ لیکن امام صاحب کو بھی بلاوجہ لیٹ نہیں ہونا چاہئے اور نا ہی لیٹ ہونے کو معمول بنانا چاہئے جیسا کہ بعض مساجد کے آئمہ اپنی ٹیوشن کے چکر میں اکثر نمازوں کے اوقات میں نمازیوں کو اعتراض کا موقعہ دیتے ہیں یہ آئمہ کی شان کے خلاف ہے، لہٰذا احتیاط علاج سے بہتر ہے۔"

26- بَابُ مَا ذُكِرَ فِي الثَّنَاءِ عَلَى اللّٰهِ وَالصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ قَبْلَ الدُّعَاءِ

دعا سے پہلے اللہ کی ثنا اور نبی ﷺ پر درود پڑھنا

593: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ زِرٍّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: "كُنْتُ أُصَلِّي وَالنَّبِيُّ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ مَعَهُ فَلَمَّا جَلَسْتُ بَدَأْتُ بِالثَّنَاءِ عَلَى اللّٰهِ ثُمَّ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ دَعَوْتُ لِنَفْسِي فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ سَلْ تُعْطَهْ سَلْ! تُعْطَهْ".

سیّدنا عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نماز پڑھ رہا تھا جبکہ نبی ﷺ اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما آپ کے ساتھ تھے، جب میں بیٹھ گیا تو میں نے پہلے اللہ کی ثنا بیان کی اور پھر نبی ﷺ پر درود پڑھا، پھر اپنے لیے دعا کی، تو نبی ﷺ نے فرمایا: "مانگو تمہیں عطا کیا جائے گا، مانگو تمہیں عطا کیا جائے گا۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا الْحَدِيثُ رَوَاهُ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ آدَمَ مُخْتَصَرًا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: یہ جو حدیث ہے اسے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے یحییٰ بن آدم سے مختصر روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) ''صفة الصلاة'' تخريج المختارة: ٢٥٥، المشكوٰة: ٩٣١، اخرجه البغوي: ١٤٠١

تخریج الحدیث: عمل اليوم والليلة للنسائي : ٨٦٩، مسند احمد: ٣٦٦٢، و ٣٢٥٥، صحيح ابن حبان: ١٩٧٠، و ٧٠٦٧

فوائد الحدیث: یہ دعا کے آداب میں شامل ہے کہ پہلے آدمی اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا، تعریف و توصیف کرے پھر رسول اکرم ﷺ پر درود پڑھے اور پھر اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی حاجات کو پیش کر کے ان کے حل کا سوال کرے۔

27- بَابُ مَا ذُكِرَ فِي تَطْيِيبِ الْمَسَاجِدِ

مساجد کو خوشبودار / معطر بنانا

594: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ الْمُؤَدِّبُ الْبَغْدَادِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَامِرُ بْنُ صَالِحٍ الزُّبَيْرِيُّ هُوَ مِنْ وَلَدِ الزُّبَيْرِ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: "أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِبِنَاءِ الْمَسَاجِدِ فِي الدُّورِ وَأَنْ تُنَظَّفَ وَتُطَيَّبَ".

ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، نبی ﷺ نے محلوں میں مساجد بنانے، انہیں صاف ستھرا رکھنے اور خوشبودار بنانے کا حکم فرمایا۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابو يعلى: ٤٦٩٨، ابن خزيمه: ١٢٩٢، والبغوي: ٤٩٩

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٥٥، سنن ابن ماجه: ٧٥٩،٧٥٨، صحيح ابن حبان: ٦٣٤

595: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ وَوَكِيعٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ فَذَكَرَ نَحْوَهُ.
قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا أَصَحُّ مِنَ الْحَدِيثِ الْأَوَّلِ.

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے حکم فرمایا: پس انہوں نے حدیث سابق کے مانند ذکر کیا۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث اول سے زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٣٦٣/٢

596: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ فَذَكَرَ نَحْوَهُ.
قَالَ سُفْيَانُ: قَوْلُهُ بِبِنَاءِ الْمَسَاجِدِ فِي الدُّورِ. يَعْنِي الْقَبَائِلَ.

سفیان بن عیینہ نے ہشام بن عروہ عن ابیہ کی سند سے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے حکم فرمایا۔ پس انہوں نے اسی مانند ذکر کیا۔
سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے "بِبِنَاءِ الْمَسَاجِدِ فِي الدُّورِ" کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: یعنی قبائل میں۔

حکم الحدیث: (صحیح)

فوائد الحدیث: ۱۔ اپنے اپنے محلوں میں مساجد کی تعمیر کا اہتمام کرنا چاہیے تاکہ نماز کی ادائیگی میں سہولت رہے، اگر گھر بعد میں خریدا یا تعمیر کیا ہے تو پہلے اس بات کا اہتمام کرنا چاہئے کہ مسجد قریب ہو، ایسا نہیں کہ مسجد سے دور گھر تو بنالیا پھر نماز کے لیے بُعد اور دوری کا بہانہ بنا کے نماز کے ہی تارک ہوگئے۔ جیسا کہ آجکل لوگ ایسی کالونیوں میں رہائش کر لیتے ہیں جہاں ان کے لیے مسجد میں نماز پڑھنا مشکل ہوتا ہے تو پھر گھر میں اپنی نماز کی ادائیگی شروع ہو جاتی ہے جماعت تو بالکل ہی گئی نمازیں بھی وقت بے وقت ادا کی جانے لگیں حتیٰ کہ آئندہ نسل بالکل ہی مسجد سے ناآشنا اور نماز سے غافل ہو جاتی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۲۔ مساجد میں کسی قسم کی گندگی نہیں پھیلانی چاہئے بلکہ انہیں صاف ستھرا رکھنا مساجد کا حق اور ایک مسلمان پر فرض ہے بلکہ اسے خوشبو وغیرہ سے معطر رکھنا چاہئے تاکہ نمازی حضرات آسانی سے اور خوشگوار ماحول میں عبادت کا فریضہ سرانجام دے سکیں۔

28- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ صَلَاةَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مَثْنَى مَثْنَى

رات اور دن کی (نفل) نماز دو دو رکعت ادا کرنے کا بیان

597: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ عَنْ عَلِيٍّ الأَزْدِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "صَلَاةُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مَثْنَى مَثْنَى". قَالَ أَبُو عِيسَى: اخْتَلَفَ أَصْحَابُ شُعْبَةَ فِي حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ فَرَفَعَهُ بَعْضُهُمْ وَأَوْقَفَهُ بَعْضُهُمْ. وَرُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللهِ الْعُمَرِيِّ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوُ هَذَا.

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''رات اور دن کی (نفل) نماز دو دو رکعت ہے۔''
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اصحاب شعبہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں اختلاف کیا ہے، بعض نے اسے مرفوع روایت کیا ہے اور بعض نے موقوف، عبداللہ العمری عن نافع عن ابن عمر کی سند سے نبی ﷺ سے اسی مانند روایت کیا گیا ہے۔

وَالصَّحِيحُ مَا رُوِيَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى".

اور صحیح وہ ہے جو سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی ﷺ سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''رات کی (نفل) نماز دو دو رکعت ہے۔''

وَرَوَى الثِّقَاتُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ صَلَاةَ النَّهَارِ.

ثقہ راویوں نے سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی ﷺ سے روایت کیا۔ انہوں نے اس میں دن کی نماز کا ذکر نہیں کیا۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ "أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى وَبِالنَّهَارِ أَرْبَعًا".

عبیداللہ عن نافع کی سند سے سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا گیا ہے کہ وہ رات کے وقت (نفل) نماز دو دو رکعت پڑھتے تھے اور دن کے وقت چار رکعت پڑھتے تھے۔

وَقَدِ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي ذَلِكَ فَرَأَى بَعْضُهُمْ أَنَّ صَلَاةَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مَثْنَى مَثْنَى. وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى وَرَأَوْا صَلَاةَ التَّطَوُّعِ بِالنَّهَارِ أَرْبَعًا مِثْلَ الأَرْبَعِ قَبْلَ الظُّهْرِ وَغَيْرِهَا مِنْ صَلَاةِ التَّطَوُّعِ. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَإِسْحَاقَ.

اہل علم نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے، ان میں سے بعض کی رائے ہے کہ رات اور دن کی (نفل) نماز دو دو رکعت ہے، یہ امام شافعی اور احمد رحمہما اللہ کا موقف ہے۔ بعض نے کہا: رات کی نماز دو دو رکعت ہے۔ اور دن کے وقت نفل نماز چار رکعت ہے جیسے ظہر سے پہلے کی چار رکعتیں اور اس کے علاوہ دیگر نفل نماز، یہ سفیان ثوری، ابن مبارک اور اسحاق رحمہم اللہ کا موقف ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الدارمي: ١٤٦٦، ابن خزيمه: ١٢١٠، والبيهقي: ٤٨٧/٢

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٢٩٥، سنن ابن ماجه: ١٣٢٢، سنن النسائي: ٢٢٧/٣، مسند احمد: ٤٧٩١، ابن حبان: ٢٤٨٢

فوائد الحدیث: نفل نمازدن کی ہویارات کی دودو رکعتیں کر کے پڑھنا افضل ہے لیکن چار رکعت دو تشہد اور ایک سلام کے ساتھ اکٹھی پڑھنا بھی جائز ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا اپنا عمل موجود ہے جو اس سے اگلی حدیث میں بیان ہو رہا ہے۔

29- بَابُ كَيْفَ كَانَ تَطَوُّعُ النَّبِيِّ ﷺ بِالنَّهَارِ

نبی ﷺ دن کے وقت نفل نماز کس طرح ادا کرتے تھے

598: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ قَالَ: سَأَلْنَا عَلِيًّا عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ النَّهَارِ فَقَالَ: إِنَّكُمْ لَا تُطِيقُونَ ذَاكَ. فَقُلْنَا: مَنْ أَطَاقَ ذَاكَ مِنَّا؟ فَقَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ مِنْ هَا هُنَا كَهَيْئَتِهَا مِنْ هَا هُنَا عِنْدَ الْعَصْرِ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَإِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ مِنْ هَا هُنَا كَهَيْئَتِهَا مِنْ هَا هُنَا عِنْدَ الظُّهْرِ صَلَّى أَرْبَعًا وَصَلَّى أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ وَقَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعًا يَفْصِلُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ بِالتَّسْلِيمِ عَلَى الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ وَالنَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ.

عاصم بن ضمرہ نے بیان کیا، ہم نے علی رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی دن کے وقت کی نماز کے متعلق پوچھا، تو انہوں نے فرمایا: تم اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ ہم نے کہا: ہم سے زیادہ کون اس کی طاقت رکھتا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب سورج اس (مشرق) کی طرف اپنی اس حالت میں جس طرح کہ وہ عصر کے وقت اس (مغرب کی) طرف ہوتا ہے تو آپ دو رکعتیں پڑھتے تھے۔ اور جب سورج اس طرف اس طرح ہوتا جس طرح کہ وہ ظہر کے وقت ہوتا ہے تو آپ چار رکعتیں پڑھتے تھے، آپ ظہر سے پہلے چار رکعتیں اور اس کے بعد دو رکعتیں پڑھتے تھے، عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے اور مقرب فرشتوں، انبیاء علیہم السلام، رسولوں اور ان کی اتباع کرنے والے مومنوں اور مسلمانوں پر سلام بھیجنے کے ساتھ ہر دو رکعتوں میں فرق کرتے تھے۔

حکم الحدیث: (حسن) دیکھیں حدیث نمبر ۴۲۴۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ۱۱۶۱، سنن نسائی: ۲/۱۱۹-۱۲۰، مسند احمد: ۶۵۰

599: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

عاصم بن ضمرہ نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی ﷺ سے اسی مانند روایت کیا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

وَقَالَ: إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَحْسَنُ شَيْءٍ رُوِيَ فِي تَطَوُّعِ النَّبِيِّ ﷺ فِي النَّهَارِ هَذَا.

اسحاق بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نبی ﷺ کے دن کی نفل نماز کے بارے میں جو سب سے بہترین روایت مروی ہے وہ یہ حدیث ہے۔

وَرُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ أَنَّهُ كَانَ يُضَعِّفُ هَذَا

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ وہ اس حدیث کو

الْحَدِيثَ. وَإِنَّمَا ضَعَّفَهُ عِنْدَنَا وَاللهُ أَعْلَمُ لِأَنَّهُ لَا يُرْوَى مِثْلُ هَذَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ عَنْ عَلِيٍّ. وَعَاصِمُ بْنُ ضَمْرَةَ هُوَ ثِقَةٌ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ.

ضعیف قرار دیتے تھے۔ انہوں نے اسے محض (ہمارے نزدیک، باقی اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے) اس لیے ضعیف قرار دیا ہے کہ نبی ﷺ سے اس مثل صرف اسی طریق عاصم بن ضمرہ عن علی سے روایت کیا جاتا ہے۔ اور عاصم بن ضمرہ بعض اہل علم کے ہاں ثقہ ہے۔

قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ قَالَ: سُفْيَانُ كُنَّا نَعْرِفُ فَضْلَ حَدِيثِ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ عَلَى حَدِيثِ الْحَارِثِ.

علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، یحیی بن سعید قطان نے کہا: سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ ہم عاصم بن ضمرہ کی روایت کو حارث کی روایت پر فضیلت والی روایت سمجھتے تھے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١١٦١، سنن نسائی: ١١٩/٢۔١٢٠، مسند احمد: ٦٥٠

فوائد الحدیث: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ دن کے وقت بھی فرض کے علاوہ نوافل و سنن دو دو رکعت اور چار اکٹھی بھی پڑھی جا سکتی ہیں۔

30- بَابٌ فِي كَرَاهِيَةِ الصَّلَاةِ فِي لُحُفِ النِّسَاءِ

خواتین کے کمبلوں / چادروں میں نماز پڑھنے کی کراہت

600: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ أَشْعَثَ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ "لَا يُصَلِّي فِي لُحُفِ نِسَائِهِ".

ام المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی خواتین کے کمبلوں / چادروں میں نماز نہیں پڑھا کرتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ رُخْصَةٌ فِي ذَلِكَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے، جبکہ اس بارے میں نبی ﷺ سے رخصت بھی روایت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) صحیح ابی داؤد: ٣٩١، اخرجه البيهقي: ٤٠٩/٢

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٦٧ و ٣٦٨ و ٦٤٥۔ سنن النسائی: ٢١٧/٨، مسند احمد: ٢٤٦٩٨، صحیح ابن حبان: ٢٣٣٦

فوائد الحدیث: ١۔ خواتین کے کپڑوں (چادروں وغیرہ) میں اس وقت نماز پڑھنا ممنوع ہے جب خدشہ ہو کہ وہ پاک نہیں ہونگے کیونکہ بچوں وغیرہ کی وجہ سے ان کے لحاف، چادر اور کمبل وغیرہ میں نجاست لگ جانے کا احتمال زیادہ ہوتا ہے۔

٢۔ اگر یقین ہو کہ عورت کے کپڑے کمبل، چادر وغیرہ پاک ہیں تو پھر انہیں اوڑھ کر یا نیچے بچھا کر نماز پڑھی جا سکتی ہے۔

ام المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

كان رسول الله ﷺ يصلي بالليل وانا الى جنبه وانا حائض و على مرط بعضه على رسول الله صلى الله عليه وسلم (سنن نسائی ١/ ٨٨١ کتاب القبلة)

"کہ رسول اللہ ﷺ رات کو نماز پڑھتے اور میں آپ ﷺ کے پہلو میں ہوتی اور میں حائضہ بھی ہوتی تھی۔ اور مجھ پر ایک چادر ہوتی تھی جس کا کچھ حصہ رسول اللہ ﷺ پر بھی ہوتا تھا" (یعنی آپ ﷺ اوڑھے ہوتے تھے)

31- بَابُ ذِكْرِ مَا يَجُوزُ مِنَ الْمَشْيِ وَالْعَمَلِ فِي صَلَاةِ التَّطَوُّعِ

نفل نماز میں چلنے اور عمل کرنے کا جواز

601: حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ بُرْدِ بْنِ سِنَانٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جِئْتُ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي فِي الْبَيْتِ وَالْبَابُ عَلَيْهِ مُغْلَقٌ فَمَشَى حَتَّى فَتَحَ لِي ثُمَّ رَجَعَ إِلَى مَكَانِهِ. وَوَصَفَتِ الْبَابَ فِي الْقِبْلَةِ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں آئی جبکہ رسول اللہ ﷺ گھر میں (نفل) نماز ادا کر رہے تھے، اور دروازہ بند تھا، آپ ﷺ نے چل کر میری خاطر دروازہ کھولا اور پھر واپس اپنی جگہ تشریف لے گئے۔ اور انہوں (عائشہ رضی اللہ عنہا) نے بیان کیا کہ دروازہ قبلے کی جانب تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) صحيح ابى داؤد: ٨٥٥، المشكوٰة: ١٠٠٥، الارواء: ٣٨٦، بعض کہتے ہیں زہری مدلس کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٩٢٢، سنن النسائی: ٣/١١، مسند احمد: ٢٤٠٢٧، صحيح ابن حبان: ٢٣٥٥

فوائد الحدیث: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بوقت ضرورت نوافل میں آدمی ضروری کام کے لئے چل سکتا ہے بشرطیکہ قبلہ رخ سے منہ نہ پھیرے۔ باقی سب ذہنی ورزش ہے کہ مشی قلیل ہو، کثیر نہ ہو، اور پھر مشی پے در پے نہ ہو وغیرہ وغیرہ پھر طرفہ تماشہ یہ کہ مشی قلیل، تھوڑا چلنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی جب کہ مشی کثیر زیادہ چلنے سے نماز فاسد ہو جائے گی اور اس قلیل و کثیر کے فیصلے کا اختیار نمازی کو حاصل ہے کہ اگر وہ مشی کثیر سمجھے تو اس کے مطابق فیصلہ ہوگا۔ کہ نماز فاسد ہوگئی، اور اگر وہ مشی قلیل سمجھے تو اس کا اعتبار ہوگا کہ نماز فاسد نہیں ہوگی۔ (تفصیل کے لیے دیکھئے درس ترمذی ٢/٣٨٧ مولانا تقی عثمانی) حالانکہ سوچنے کی بات ہے کہ اگر وہ مشی کثیر سمجھتا تو یہ عمل کرتا ہی کیوں؟ لہٰذا اگر فیصلے کا اختیار اس کا ہے تو پھر اس کی نماز تو کسی قدر چلنے سے بھی مفسد نہ ہوگی۔

32- بَابُ مَا ذُكِرَ فِي قِرَاءَةِ سُورَتَيْنِ فِي رَكْعَةٍ

ایک رکعت میں دو سورتیں پڑھنا

602: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ. أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ عَبْدَ اللّٰهِ عَنْ هَذَا الْحَرْفِ (غَيْرِ آسِنٍ) أَوْ يَاسِنٍ قَالَ: كُلَّ الْقُرْآنِ قَرَأْتَ غَيْرَ هَذَا الْحَرْفِ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: إِنَّ قَوْمًا يَقْرَءُونَهُ يَنْثُرُونَهُ نَثْرَ الدَّقَلِ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ إِنِّي لِأَعْرِفُ السُّوَرَ النَّظَائِرَ الَّتِي كَانَ رَسُولُ

ابو وائل نے بیان کیا، ایک شخص نے عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ سے سورہ محمد کی آیت: ١٥ کے اس حرف ((غیر آسن)) کے متعلق پوچھا، یا کہ وہ یاسن ہے۔ انہوں نے فرمایا: تم نے اس حرف کے علاوہ پورا قرآن مجید پڑھ لیا ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں، انہوں نے فرمایا: کچھ لوگ اسے اس طرح جلد جلد پڑھتے ہیں جس طرح کہ خراب کھجوریں جھڑتی ہیں۔ وہ (قرآن کریم)

اللهِ ﷺ "يَقْرِنُ بَيْنَهُنَّ". قَالَ فَأَمَرْنَا عَلْقَمَةَ فَسَأَلَهُ فَقَالَ: عِشْرُونَ سُورَةً مِنَ الْمُفَصَّلِ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ "يَقْرِنُ بَيْنَ كُلِّ سُورَتَيْنِ فِي رَكْعَةٍ".

ان کے حلق سے نیچے (دل تک) نہیں اترتا، میں مضمون کے لحاظ سے ایک دوسری سے ملتی جلتی ایسی سورتیں جانتا ہوں جنہیں رسول اللہ ﷺ ملا کر پڑھتے تھے۔ پس ہم نے علقمہ سے کہا تو انہوں نے ان سے پوچھا، تو انہوں نے فرمایا: مفصل سورتوں میں سے بیس سورتیں ہیں جن میں سے نبی ﷺ ہر دو سورتوں کو ایک رکعت میں ملا کر پڑھتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح ابى داؤد: ١٢٦٢ "صفة الصلاة"، اخرجه ابو يعلى: ٥٢٢٢، ابن خزيمه: ٥٣٨

تخریج الحدیث: صحيح بخارى: ٧٧٥، ومسلم ص: ٥٦٣(٢٧٥)، سنن ابو داود: ١٣٩٦، سنن النسائى: ٢/١٧٤-١٧٥، ١٧٦، مسند احمد: ٣٦٠٧، صحيح ابن حبان: ١٨١٣

فوائد الحدیث: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ایک رکعت میں ایک سے زائد سورتیں بھی قرأت کی جاسکتی ہیں۔

33- بَابُ مَا ذُكِرَ فِي فَضْلِ الْمَشْيِ إِلَى الْمَسْجِدِ وَمَا يُكْتَبُ لَهُ مِنَ الأَجْرِ فِي خُطَاهُ

مسجد کی طرف چل کر جانے کی فضیلت اور اس کے قدموں کے بدلے میں جو اجر لکھا جاتا ہے

603: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنِ الأَعْمَشِ سَمِعَ ذَكْوَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "إِذَا تَوَضَّأَ الرَّجُلُ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ لَا يُخْرِجُهُ أَوْ قَالَ: لَا يَنْهَزُهُ إِلَّا إِيَّاهَا لَمْ يَخْطُ خُطْوَةً إِلَّا رَفَعَهُ اللهُ بِهَا دَرَجَةً أَوْ حَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةً".

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: "جب آدمی وضو کرے اور خوب اچھی طرح وضو کرے، پھر نماز (مسجد) کی طرف روانہ ہو، اور وہ صرف اسی خاطر روانہ ہو تو پھر وہ جو بھی قدم اٹھاتا ہے تو اس کے بدلے میں اللہ اس کا ایک درجہ بلند کر دیتا ہے یا اس کے بدلے میں اس کا ایک گناہ مٹا دیتا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن خزيمه: ١٤٩٠، ابو عوانه: ١/٣٨٨، والبيهقي: ٣/٦١

تخریج الحدیث: صحيح بخارى: ٤٧٧، و ٦٤٧، و ٢١١٩، صحيح مسلم، ص: ٤٥٩، ٢٧٢، سنن ابو داود: ٥٥٩، سنن ابن ماجه: ٢٨١ و ٧٧٤، سنن النسائى فى الكبرى كما فى تحفة الاشراف: ٩/٣٥٣، مسند احمد: ٧٤٣٠، صحيح ابن حبان: ٢٠٤٣

فوائد الحدیث: ١۔ اس حدیث میں ان لوگوں کے لیے فضیلت ہے جو گھر سے وضو کر کے صرف مسجد میں نماز ادا کرنے کی غرض سے نکلتے ہیں اس کے علاوہ ان کا کوئی دنیاوی مفاد نہیں ہوتا تو وہ اس اجر کے مستحق ہیں۔

٢۔ جن لوگوں کے گھر مسجد سے دور ہوں انہیں دوری کا بہانہ کر کے نماز باجماعت نہیں چھوڑنی چاہئے بلکہ جب وہ چل کر آئیں گے تو انہیں قریب والوں کی بہ نسبت زیادہ اجر و ثواب ملے گا کیوں کہ ان کے قدم مسجد کی طرف زیادہ اٹھیں گے۔

34- بَابُ مَا ذُكِرَ فِي الصَّلَاةِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ أَنَّهُ فِي الْبَيْتِ أَفْضَلُ

مغرب کے بعد نماز (سُنت) گھر میں پڑھنا افضل ہے

604: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي الْوَزِيرِ الْبَصْرِيُّ ثِقَةٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى عَنْ سَعْدِ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ فِي مَسْجِدِ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ الْمَغْرِبَ فَقَامَ نَاسٌ يَتَنَفَّلُونَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ "عَلَيْكُمْ بِهَذِهِ الصَّلَاةِ فِي الْبُيُوتِ".

سیّدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے بنو عبدالاشہل کی مسجد میں مغرب کی نماز ادا کی، تو لوگ (صحابہ کرام) اٹھ کر نفل (سُنت) پڑھنے لگے، تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم یہ (سُنت) نماز گھروں میں پڑھو''۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَالصَّحِيحُ مَا رُوِيَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: "كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ فِي بَيْتِهِ".

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے حوالے سے غریب ہے۔ اور ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔ اور صحیح وہ ہے جو ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی گئی ہے انہوں نے فرمایا کہ نبی ﷺ مغرب کے بعد دو رکعتیں اپنے گھر میں پڑھا کرتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رُوِيَ عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "صَلَّى الْمَغْرِبَ فَمَا زَالَ يُصَلِّي فِي الْمَسْجِدِ حَتَّى صَلَّى الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ. فَفِي هَذَا الْحَدِيثِ دِلَالَةٌ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ فِي الْمَسْجِدِ".

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے مغرب کی نماز پڑھی۔ تو آپ ﷺ مسجد میں (نفل) نماز پڑھتے رہے حتیٰ کہ عشاء کی نماز پڑھی، پس اس حدیث میں دلالت ہے کہ نبی ﷺ نے مغرب کے بعد دو رکعتیں مسجد میں پڑھیں۔

حکم الحدیث: (حسن) اخرجه ابن خزيمه: ١٢٠١، والطبراني في الكبير: ١٩/ حديث: ٢٣٠

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٣٠٠، سنن النسائی: ٣/١٩٨-١٩٩

فوائد الحدیث: ١۔ یہ واقعہ اگرچہ مغرب کی نماز کے وقت پیش آیا لیکن یہ مسئلہ تمام نمازوں کی سنن اور نوافل کے متعلق ہی ہے کہ فرائض تو مساجد میں ادا کیے جائیں اور نوافل مسجد میں ادا ہو سکتے ہیں اور گھر میں بھی۔ اور گھر میں پڑھنا زیادہ افضل ہے لیکن اس کا اہتمام کرنا چاہئے ایسا نہ ہو کہ مسجد میں بھی نہ پڑھیں اور گھر میں بھی چھوڑ دیں۔

٢۔ گھر میں نماز پڑھنے سے خیر و برکت کے علاوہ یہ بھی ایک فائدہ ہوگا کہ گھر والوں کو اور بچوں کو نماز پڑھنے کی ترغیب ہوگی نیز اگر گھر میں کسی کی نماز درست نہیں تو وہ انہیں دیکھ کر درست کر لے گا۔ کیونکہ مرد حضرات جب مسجد میں نماز پڑھتے ہیں تو ان کی غلطیاں کافی حد تک دور ہو چکی ہوتی ہیں بہ نسبت خواتین کے کہ ان کو نماز پڑھتے ہوئے نہ کسی نے دیکھنا ہے اور نہ ہی انکی اصلاح کرنی ہے۔

35- بَابُ مَا ذُكِرَ فِي الاِغْتِسَالِ عِنْدَمَا يُسْلِمُ الرَّجُلُ

اسلام قبول کرتے وقت غسل کرنا

605: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الأَغَرِّ بْنِ الصَّبَّاحِ عَنْ خَلِيفَةَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ عَاصِمٍ أَنَّهُ أَسْلَمَ فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ "أَنْ يَغْتَسِلَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ".

سیّدنا قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اسلام قبول کیا تو نبی ﷺ نے انہیں پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ غسل کرنے کا حکم فرمایا۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ: يَسْتَحِبُّونَ لِلرَّجُلِ إِذَا أَسْلَمَ أَنْ يَغْتَسِلَ وَيَغْسِلَ ثِيَابَهُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے، ہم اسے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ اہل علم کا اسی پر عمل ہے وہ آدمی کے لیے مستحب جانتے ہیں کہ جب وہ اسلام قبول کرے تو وہ غسل کرے اور اپنے کپڑے بھی دھوئے۔

حکم الحدیث: (صحيح) تخريج المشكوة: ٥٤٣، صحيح ابى داؤد: ٣٨١، اخرجه ابن خزيمه: ٢٥٤، البيهقي: ١/١٧١

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٥٥، سنن النسائي: ١/١٠٩، مسند احمد: ٢٠٦١١، صحيح ابن حبان: ١٢٣٠

فوائد الحدیث: ۱۔ جب کوئی عاقل، بالغ آدمی کفر کو چھوڑ کر اسلام قبول کرتا ہے تو اس کے لئے غسل کرنا فرض ہے۔

۲۔ پہلے غسل کرے، پھر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو یا پہلے کلمہ پڑھ کر اسلام قبول کرلے بعد میں غسل کرلے، دونوں طرح ہی درست ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھئے سنن نسائی کتاب الطہارہ)

36- بَابُ مَا ذُكِرَ مِنَ التَّسْمِيَةِ عِنْدَ دُخُولِ الْخَلَاءِ

بیت الخلاء داخل ہوتے وقت بسم اللہ پڑھنا

606: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ بَشِيرِ بْنِ سَلْمَانَ حَدَّثَنَا خَلَّادٌ الصَّفَّارُ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ النَّصْرِيِّ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: سَتْرُ مَا بَيْنَ أَعْيُنِ الْجِنِّ وَعَوْرَاتِ بَنِي آدَمَ إِذَا دَخَلَ أَحَدُهُمُ الْخَلَاءَ أَنْ يَقُولَ: بِسْمِ اللّٰهِ.

سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جنوں کی آنکھوں اور انسانوں کے ستر کے درمیان جو آڑ ہے وہ یہ ہے کہ جب ان میں سے کوئی بیت الخلاء میں داخل ہو تو وہ بسم اللہ پڑھے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے، ہم اسے

هَذَا الْوَجْهِ وَإِسْنَادُهُ لَيْسَ بِذَاكَ الْقَوِيِّ.
صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔ اور اس کی اسناد قوی نہیں۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَشْيَاءُ فِي هَذَا.
سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اس بارے میں نبی ﷺ سے کئی اشیاء روایت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) بعض کے نزدیک یہ ابی اسحاق مدلس کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٢٩٧، شرح السنة : ١٨٧

فوائد الحدیث: بیت الخلا جاتے ہوئے معروف دعا: اللهم انی اعوذبك من الخبث والخبائث۔ کہنے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا بھی جائز ہے۔

37- بَابُ مَا ذُكِرَ مِنْ سِيمَا هَذِهِ الأُمَّةِ مِنْ آثَارِ السُّجُودِ وَالطُّهُورِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

سجدوں اور وضو کے نشانات قیامت کے دن اس امت کی علامت ہوں گے

607: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ أَحْمَدُ بْنُ بَكَّارٍ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: قَالَ صَفْوَانُ بْنُ عَمْرٍو: أَخْبَرَنِي يَزِيدُ بْنُ خُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُسْرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "أُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ غُرٌّ مِنَ السُّجُودِ مُحَجَّلُونَ مِنَ الْوُضُوءِ".
سیّدنا عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے دن میری امت کے چہرے سجدوں کی وجہ سے اور ان کے اعضاء وضو کی وجہ سے چمکتے ہوں گے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.
امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُسْرٍ.
اس طریق سے عبداللہ بن بسر کی روایت سے

حکم الحدیث: (صحیح) الصحیحة: ٢٨٣٦، انظر تحفة الاشراف حدیث رقم: ٥٢٠٧

تخریج الحدیث: المعرفة والتاریخ ٢/٣٣٠، مسند البزار : ٣٥٠٠، معجم الاوسط للطبرانی: ٤، مسند الشامین: ٩٩٥، شعب الایمان للبیهقی: ٢٧٤٤، مسند احمد : ١٧٦٩٣

فوائد الحدیث: آخری امت کا یہ اعزاز ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے وضو والے اعضاء کو چمکا دیں گے اور یہ دوسرے لوگوں سے ممتاز نظر آئیں گے۔ اللهم اجعلنا منهم

38- بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ التَّيَمُّنِ فِي الطُّهُورِ

دائیں طرف سے وضو کرنا مستحب ہے

608: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ "كَانَ يُحِبُّ التَّيَمُّنَ فِي طُهُورِهِ إِذَا تَطَهَّرَ وَفِي تَرَجُّلِهِ إِذَا تَرَجَّلَ وَفِي انْتِعَالِهِ إِذَا انْتَعَلَ".
ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنے وضو کرنے میں جب آپ ﷺ وضو کرتے اور بالوں میں کنگھی کرنے میں جب آپ ﷺ کنگھی کرتے اور جوتے پہننے میں جب آپ ﷺ جوتے پہنتے دائیں طرف سے شروع کرنا

پسند تھا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَأَبُو الشَّعْثَاءِ اسْمُهُ سُلَيْمُ بْنُ أَسْوَدَ الْمُحَارِبِيُّ. ابو شعثاء کا نام سلیم بن اسود محاربی ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابو يعلى: ٤٨٥١، ابن خزيمه: ١٧٩، والبغوي: ١١٦

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ١٦٨، صحيح مسلم: ٢٦٨، سنن ابو داود: ٤١٤٠، سنن ابن ماجه: ٤٠١، سنن النسائي: ١/٧٨، و ٨/١٨٥، مسند احمد : ٢٤٦٢٧، صحيح ابن حبان: ١٠٩١

فوائد الحدیث: ہر اچھے کام کی ابتداء اپنی دائیں جانب سے کرنی چاہئے یہ رسول اللہ ﷺ کی سُنت مبارکہ بھی ہے۔ اور حصول خیر و برکت کا باعث بھی۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ تو حجامت بنواتے وقت بھی اپنے سر کی دائیں جانب سے بال کٹوانا شروع کرتے، بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ آپ ﷺ کی بائیں جانب تھی اور حجام کی دائیں جانب یہ تاویل محض تقلید کا شاخسانہ ہے۔

39- بَابُ قَدْرِ مَا يُجْزِئُ مِنَ الْمَاءِ فِي الْوُضُوءِ

وضو میں پانی کی کتنی مقدار کافی ہے

609: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شَرِيكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عِيسَى عَنِ ابْنِ جَبْرٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "يُجْزِئُ فِي الْوُضُوءِ رِطْلَانِ مِنْ مَاءٍ".

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "وضو میں دو رطل پانی کافی ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ شَرِيكٍ عَلَى هَذَا اللَّفْظِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ ہم ان الفاظ کے ساتھ اس حدیث کو صرف شریک کی روایت سے جانتے ہیں۔

وَرَوَى شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَبْرٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "كَانَ يَتَوَضَّأُ بِالْمَكُّوكِ وَيَغْتَسِلُ بِخَمْسَةِ مَكَاكِيَّ".

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ مکوک مقدار پانی سے وضو کرتے تھے اور پانچ مکوک کے ساتھ غسل کرتے تھے۔

وَرُوِيَ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عِيسَى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَبْرٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "كَانَ يَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ وَيَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ".

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ مُد پانی کے ساتھ وضو کرتے تھے اور صاع (چار مُد) کے ساتھ غسل فرماتے تھے۔

وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ شَرِيكٍ. یہ حدیث شریک کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) بعض کے نزدیک یہ شریک مدلس کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٩٥، مسند احمد : ١٢٨٤٣، شرح السنه : ٢٧٨

فوائد الحدیث: ١۔ رسول اللہ ﷺ نے ہر کام میں اعتدال و میانہ روی کو اپنایا ہے اور اسراف و فضول خرچی سے اجتناب کر کے اپنی امت کو بھی یہی تعلیم دی ہے۔

حتیٰ کہ وہ جائز اعمال جن کے کرنے پر ثواب بھی ملتا ہے ان میں بھی آپ ﷺ کا اسوہ حسنہ یہی ہے۔ ان اعمال میں سے ایک وضو بھی ہے کہ آپ ﷺ نے وضو کرتے ہوئے بھی پانی کا زیادہ استعمال نہیں کیا بلکہ بقدر ضرورت ہی صرف فرمایا ہے۔

۲۔ رسول اکرم ﷺ کے اس عمل مبارک سے ان لوگوں کو ضرور نصیحت حاصل کرنی چاہئے جو صرف اپنی شہرت و ریاکاری کی خاطر ناجائز اور حرام کاموں میں بھی فضول خرچی کی انتہا کر دیتے ہیں کہ ان کا یہ کردار کس قدر قابل مذمت اور لائق نفرین ہے۔

40- بَابُ مَا ذُكِرَ فِي نَضْحِ بَوْلِ الْغُلَامِ الرَّضِيعِ

شیر خوار بچے کے پیشاب پر پانی چھڑکنا

610: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي حَرْبِ بْنِ أَبِي الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "فِي بَوْلِ الْغُلَامِ الرَّضِيعِ يُنْضَحُ بَوْلُ الْغُلَامِ وَيُغْسَلُ بَوْلُ الْجَارِيَةِ". قَالَ قَتَادَةُ: وَهَذَا مَا لَمْ يَطْعَمَا فَإِذَا طَعِمَا غُسِلَا جَمِيعًا.

سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے شیر خوار بچے (لڑکے) کے پیشاب کے بارے میں روایت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "لڑکے کے پیشاب پر پانی کے چھینٹے مارے جائیں گے اور لڑکی کے پیشاب کو دھویا جائے گا۔"

قتادہ رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ (فرق) تب ہے جب وہ دونوں کھانا نہ کھاتے ہوں، جب وہ کھانا کھاتے ہوں تو پھر دونوں کا پیشاب دھویا جائے گا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

رَفَعَ هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ قَتَادَةَ وَأَوْقَفَهُ سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ وَلَمْ يَرْفَعْهُ.

ہشام دستوائی نے اس حدیث کو قتادہ سے مرفوع روایت کیا جبکہ سعید بن ابی عروبہ نے اسے قتادہ سے موقوف روایت کیا اور اسے مرفوع روایت نہیں کیا۔

حکم الحدیث: (صحیح) بعض کے نزدیک یہ قتادہ مدلس کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ۳۷۸، سنن ابن ماجه: ۵۲۵، مسند احمد : ۵۶۳، و ۷۵۷، صحیح ابن حبان: ۱۳۷۵

فوائد الحدیث: ۱۔ اگر شیر خوار بچہ جو کھانا نہیں کھاتا پیشاب کر دے تو اس جگہ پر صرف پانی چھڑک دینا یعنی چھینٹے مارنا ہی کافی ہے اور اگر بچی پیشاب کر دے تو پھر اس کپڑے یا جگہ وغیرہ کو دھونا ضروری ہے۔ یہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان مبارک ہے جبکہ آپ ﷺ کا عمل بھی یہی ہے۔ سیّدہ ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

انها اتت بابن لها صغير لم ياكل الطعام الى رسول الله ﷺ فا جلسه رسول الله ﷺ فى حجره فبال على ثوبه فدعا بماء فنضحه ولم يغسله۔ (سنن نسائی ۱/۳۵ کتاب الطہارۃ)

"وہ اپنے چھوٹے بچے کو جو ابھی کھانا نہیں کھاتا تھا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائیں تو آپ ﷺ نے اس بچے کو اپنی گود میں بیٹھا لیا تو اس نے آپ ﷺ کے کپڑوں پر پیشاب کر دیا تو آپ ﷺ نے پانی منگوایا اور اس کو اس کپڑے پر چھڑک دیا۔ اس کو دھویا نہیں"۔ یہ حدیث دلیل ہے کہ آپ ﷺ کا عمل یہی تھا کہ آپ ﷺ چھوٹے بچے کے پیشاب کر دینے کی صورت میں صرف پانی چھڑکنے پر ہی اکتفا کرتے تھے

اس کو دھوتے نہیں تھے۔

۲۔ جو لوگ چھوٹے بچے اور بچی کے پیشاب میں فرق نہیں کرتے بلکہ دونوں کے پیشاب کو دھونا ضروری سمجھتے ہیں انہیں رسول اکرم ﷺ کی مخالفت و نافرمانی سے باز آجانا چاہئے، کہ رب العزت نے اس پر سخت وعید فرمائی ہے۔

41- باب مَا ذُكِرَ فِي مَسْحِ النَّبِيِّ ﷺ بَعْدَ نُزُولِ الْمَائِدَةِ

سورۂ المائدہ کے نزول کے بعد نبی ﷺ کا (موزوں پر) مسح کرنا

611: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ زِيَادٍ عَنْ مُقَاتِلِ بْنِ حَيَّانَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ: رَأَيْتُ جَرِيرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ فِي ذَلِكَ فَقَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ "تَوَضَّأَ فَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ". فَقُلْتُ لَهُ أَقَبْلَ الْمَائِدَةِ أَمْ بَعْدَ الْمَائِدَةِ؟ قَالَ: مَا أَسْلَمْتُ إِلَّا بَعْدَ الْمَائِدَةِ.

شہر بن حوشب رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، میں نے جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا انہوں نے وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا، راوی نے بیان کیا، میں نے اس بارے میں ان سے بات کی تو انہوں نے کہا: میں نے نبی ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ نے وضو کیا تو موزوں پر مسح کیا۔ میں نے ان سے کہا: کیا سورۂ المائدہ کے نزول سے پہلے یا المائدہ کے نزول کے بعد؟ انہوں نے فرمایا: میں نے سورۂ المائدہ کے نزول کے بعد اسلام قبول کیا۔

حکم الحدیث: (صحیح) صحیح الارواء: ۱۳۷/۱

612: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا نُعَيْمُ بْنُ مَيْسَرَةَ النَّحْوِيُّ عَنْ خَالِدِ بْنِ زِيَادٍ نَحْوَهُ.

نعیم بن میسرہ نحوی نے خالد بن زیاد سے اسی مانند روایت کیا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِثْلَ هَذَا إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُقَاتِلِ بْنِ حَيَّانَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ اور ہم اسے صرف مقاتل بن حیان عن شہر بن حوشب کی سند سے اس کی مثل جانتے ہیں۔

فوائد الحدیث: ۱۔ سورۃ مائدہ میں اللہ تعالیٰ نے وضو کا حکم فرمایا تو اس میں ہاتھ، چہرہ اور پاؤں دھونے کا جبکہ سر کے مسح کرنے کا حکم ہے۔

۲۔ بعض لوگ لفظی موشگافیوں کا سہارا لے کر پاؤں پر بھی مسح کرتے ہیں اور انہیں دھوتے نہیں۔

۳۔ اور بعض لوگ اس آیت مبارکہ سے پاؤں پر موزے یا جرابیں پہننے کی صورت میں مسح کرنے سے انکار کرتے ہیں کہ آیت میں پاؤں دھونے کا حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے حضرات محدثین پر کہ انہوں نے ہر باطل گروہ یا شخص کی تردید کے لیے قرآن و حدیث سے جواہر و لعل ڈھونڈ کر امت کی رہنمائی فرمائی ہے۔ اس لیے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ ذخیرہ احادیث سے وہ حدیث بیان کرتے ہیں جس میں واضح طور پر یہ بیان ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے موزوں پر مسح سورہ مائدہ کی یہ آیت مبارکہ نازل ہونے کے بعد کیا ہے۔ لہٰذا یہ حکم کوئی منسوخ نہیں بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے باقی ہے۔

42- بَابُ مَا ذُكِرَ فِي الرُّخْصَةِ لِلْجُنُبِ فِي الأَكْلِ وَالنَّوْمِ إِذَا تَوَضَّأَ

جنبی وضو کر کے کھا سکتا ہے اور سو سکتا ہے

613: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ عَطَاءٍ الْخُرَاسَانِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ عَنْ عَمَّارٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "رَخَّصَ لِلْجُنُبِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ أَوْ يَشْرَبَ أَوْ يَنَامَ أَنْ يَتَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ".

سیّدنا عمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے جنبی کو رخصت / اجازت دی ہے کہ جب وہ کھانے یا پینے یا سونے کا ارادہ کرے تو وہ نماز کے وضو کی طرح وضو کر لے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) ضعيف ابى داؤد: ٢٨، سند میں یحییٰ اور عمار کے درمیان انقطاع ہے اور عطاء الخراسانی ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٢٥ و ٤١٧٦ و ٤٦٠١، مسند احمد: ١٨٨٨٦

فوائد الحدیث: جنبی آدمی کا مسجد میں داخل ہونا، قرآن مجید کی تلاوت اور نماز پڑھنا ممنوع ہے باقی دنیاوی معاملات کھانا پینا وغیرہ جائز ہے۔ اگرچہ بہتر اور افضل یہی ہے کہ یہ امور بھی وہ غسل کے بعد ہی ادا کرے لیکن اگر مجبوری ہو تو وضو کر کے یا کم از کم ہاتھ منہ دھو کر وہ کھا پی سکتا ہے یہی حکم سونے کے متعلق بھی ہے۔ لیکن یاد رکھیں کہ خواہ مخواہ زیادہ وقت حالت جنابت میں گزارنا اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محرومی کا باعث ہے۔

43- بَابُ مَا ذُكِرَ فِي فَضْلِ الصَّلَاةِ

نماز کی فضیلت

614: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ الْقَطَوَانِيُّ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا غَالِبٌ أَبُو بِشْرٍ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ عَائِذٍ الطَّائِيِّ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أُعِيذُكَ بِاللّٰهِ يَا كَعْبَ بْنَ عُجْرَةَ! مِنْ أُمَرَاءَ يَكُونُونَ مِنْ بَعْدِي فَمَنْ غَشِيَ أَبْوَابَهُمْ فَصَدَّقَهُمْ فِي كَذِبِهِمْ وَأَعَانَهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ فَلَيْسَ مِنِّي وَلَسْتُ مِنْهُ وَلَا يَرِدُ عَلَيَّ الْحَوْضَ وَمَنْ غَشِيَ أَبْوَابَهُمْ أَوْ لَمْ يَغْشَ فَلَمْ يُصَدِّقْهُمْ فِي كَذِبِهِمْ وَلَمْ يُعِنْهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ فَهُوَ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ وَسَيَرِدُ عَلَيَّ الْحَوْضَ.

سیّدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: "کعب بن عجرہ! میں تجھے ان امراء (حکمرانوں) سے اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں جو میرے بعد ہوں گے، پس جو ان کے دروازوں پر گیا اور ان کے جھوٹ میں ان کی تصدیق کی اور ان کے ظلم پر ان کی مدد کی تو وہ مجھ سے ہے نہ میں اس سے ہوں، اور وہ حوض کوثر پر میرے پاس نہیں آئے گا، اور جو کوئی ان کے دروازوں پر گیا یا نہ گیا اور ان کے جھوٹ میں ان کی تصدیق کی نہ ان کے ظلم پر ان کی مدد کی تو وہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں، اور وہ حوض کوثر پر میرے پاس آئے گا۔

يَا كَعْبَ بْنَ عُجْرَةَ! الصَّلَاةُ بُرْهَانٌ وَالصَّوْمُ جُنَّةٌ حَصِينَةٌ

کعب بن عجرہ! نماز برہان و دلیل ہے، روزہ محفوظ ڈھال ہے، اور

وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ.

صدقہ گناہوں کو اس طرح مٹا دیتا ہے۔ جس طرح پانی آگ کو ختم کر دیتا ہے۔

"يَا كَعْبَ بْنَ عُجْرَةَ! إِنَّهُ لَا يَرْبُو لَحْمٌ نَبَتَ مِنْ سُحْتٍ إِلَّا كَانَتِ النَّارُ أَوْلَى بِهِ".

کعب بن عجرہ! جو گوشت (جسم) حرام سے نشوونما پائے تو جہنم کی آگ اس کی زیادہ حق دار ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ مُوسَى.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث اس طریق سے حسن غریب ہے۔ اور اسے صرف عبید اللہ بن موسیٰ کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں۔

وَأَيُّوبُ بْنُ عَائِذٍ الطَّائِيُّ يُضَعَّفُ وَيُقَالُ كَانَ يَرَى رَأْيَ الْإِرْجَاءِ. وَسَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَلَمْ يَعْرِفْهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ مُوسَى وَاسْتَغْرَبَهُ جِدًّا.

ایوب بن عائذ الطائی کو ضعیف قرار دیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ وہ ارجاء کی رائے کے مطابق رائے دیتا تھا۔ میں نے اس حدیث کے بارے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا تو انہوں نے اسے صرف عبید اللہ بن موسیٰ کی روایت کے حوالے سے جانا اور انتہائی غریب جانا۔

حكم الحديث: (صحيح) التعليق الرغيب: ١٥/١٥٠، اخرجه الطبراني في الكبير: ١٩/٢١٢

تخريج الحديث: معجم الكبير: ١٩/٢١٢ و ٢٩٨ و ٣٠٩ و ٣٦١، معجم الاوسط: ٢٧٥١، شعب الايمان للبيهقي: ٥٧٦٢، سنن النسائي: ٧/١٦٠ ١٦١، مسند احمد : ١٨١٢٦، صحيح ابن حبان: ٢٧٩ و ٢٨٢ و ٢٨٣ و ٢٨٥۔

615: وَقَالَ مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ مُوسَى عَنْ غَالِبٍ بِهَذَا.

محمد (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا: ابن نمیر نے عبید اللہ بن موسیٰ عن غالب کی سند سے اسے بیان کیا ہے۔

فوائد الحديث: ١۔ اس حدیث میں ایسے حکمرانوں کی مذمت ہے جو اپنی رعایا سے جھوٹ بولتے ہیں، جھوٹے وعدے کرتے ہیں اور لوگوں پر ظلم و زیادتی کرتے ہیں۔

٢۔ رعایا کے عام افراد کو عموماً اور عُلما کرام کو خصوصاً یہ حکم ہے کہ انہیں کذاب و ظالم حکمرانوں کی چوکھٹ پر نہیں جانا چاہئے کہ ان کے جھوٹ کی تصدیق اور ظلم کی تائید کریں۔ آج دنیادار لوگوں کی طرح دینی طبقے میں بھی دوڑ لگی ہوئی ہے کہ وہ حکمرانوں سے اپنی وفاداری ثابت کر کے زیادہ سے زیادہ مراعات اوور مفادات حاصل کریں اس کے لیے بعض اوقات شریعت کے منصوص مسائل میں بھی صرف اپنے مفادات کے لیے قرآن و حدیث کی مخالفت کر گزرتے ہیں۔ اس طرز عمل سے اجتناب کرنا چاہیے۔

٣۔ رسول اللہ ﷺ نے ایسے لوگوں سے نفرت کا اظہار کیا ہے اور ان کے لیے حوض کوثر سے محرومی کی خبر دی ہے۔

٤۔ اگر حکمرانوں کی کسی مجلس، میٹنگ میں شامل ہونا ہی پڑے تو پھر عُلماء کرام کو صحیح راہنمائی کرنی چاہئے نا تو حاکم وقت کے جھوٹ کی تصدیق کرے اور نہ ہی ان کے ظلم و زیادتی کے اقدامات اور قوانین کی حمایت کرے تو پھر اس وعید سے بچا جا سکتا ہے۔

٥۔ نماز، برھان (دلیل) ہے کہ یہ بندہ مُسلمان ہے اسی لیے قیامت کے دن عبادات میں سب سے پہلا سوال نماز کے متعلق ہی ہو گا۔

٦۔ روزہ انسان کے لیے جہنم کی آگ سے ڈھال ہے اور صدقہ و خیرات کی برکت سے بھی اللہ تعالیٰ انسان کو دوزخ سے بچا لے گا۔ اس لیے

ہر مسلمان کو چاہیے کہ نماز کی پابندی کرے اور نوافل کا اہتمام کرے۔ نیز فرض روزوں کے علاوہ نفلی روزے بھی رکھنے چاہئیں اور صدقہ و خیرات بھی کرتے رہنا چاہئے۔

44- بَابُ مِنْهُ

سابقہ باب سے متعلق

616: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْكِنْدِيُّ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ أَخْبَرَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنِي سُلَيْمُ بْنُ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَقَالَ: اتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَصَلُّوا خَمْسَكُمْ وَصُومُوا شَهْرَكُمْ وَأَدُّوا زَكَاةَ أَمْوَالِكُمْ وَأَطِيعُوا ذَا أَمْرِكُمْ تَدْخُلُوا جَنَّةَ رَبِّكُمْ. قَالَ: فَقُلْتُ لِأَبِي أُمَامَةَ مُنْذُ كَمْ سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ هَذَا الْحَدِيثَ؟ قَالَ: سَمِعْتُهُ وَأَنَا ابْنُ ثَلَاثِينَ سَنَةً.

ابو امامہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حجۃ الوداع میں خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اپنے رب اللہ سے ڈرتے رہو، پانچوں نمازیں پڑھتے رہو، اپنے (رمضان کے) مہینے کے روزے رکھتے رہو، اپنے اموال کی (زکوٰۃ) دیتے رہو، اپنے حکمرانوں کی اطاعت کرتے رہو، تم اپنے رب کی جنّت میں داخل ہو جاؤ گے۔“ راوی نے بیان کیا، میں نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ نے رسول اللہ ﷺ سے کتنی مدت سے یہ حدیث سن رکھی ہے؟ انہوں نے فرمایا: میں تیس سال کا تھا جب میں نے اسے آپ ﷺ سے سنا تھا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الصحيحة: ٨٦٧، اخرجه الحاكم: ١/٩ ، ٣٨٩

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٩٥٥، مسند احمد : ٢٢١٦١، صحيح ابن حبان: ٤٥٦٣

فوائد الحدیث: ۱۔ انسان کو ہر وقت اللہ تعالیٰ کا ڈر اور خوف اپنے دل میں رکھنا چاہیے تبھی انسان گناہوں اور نافرمانی سے بچ سکتا ہے۔

۲۔ نماز، روزہ اور زکوٰۃ کی اہمیت کا اندازہ لگائیں کہ آپ ﷺ اپنی زندگی کے آخری ایام تک پابندی سے ان کی ادائیگی کا حکم صادر فرماتے رہے۔

۳۔ حکمرانوں کی اطاعت اس وقت تک فرض ہے جب تک ان کے احکام اور آڈر اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری میں ہوں جب حکمران قرآن و حدیث کی تعلیمات کے خلاف حکم صادر کریں تو پھر ان کی اطاعت جائز بھی نہیں۔

۴۔ اللہ تعالیٰ سے جنّت کے حصول کا صرف ایک ہی ذریعہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری کی جائے، جن کاموں کے کرنے کا حکم ہے ان کی پابندی کی جائے اور جن کاموں سے اللہ تعالیٰ اور اس سے رسول ﷺ نے منع فرمایا ہے اس سے رک جائے تو جنّت اس شخص کا مقدر ہے۔ اعدت للمتقین۔

5

اَبْوَابُ الزَّكٰوةِ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

زکوۃ کے متعلق احکام و مسائل

1- بَابُ مَا جَاءَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي مَنْعِ الزَّكَاةِ مِنَ التَّشْدِيدِ

زکوٰۃ ادا نہ کرنے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے وارد وعید

617: حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ التَّمِيمِيُّ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنِ الْمَعْرُورِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ جِئْتُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ جَالِسٌ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ. قَالَ: فَرَآنِي مُقْبِلاً فَقَالَ: هُمُ الأَخْسَرُونَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. قَالَ: فَقُلْتُ مَا لِي لَعَلَّهُ أُنْزِلَ فِيَّ شَيْءٌ. قَالَ قُلْتُ مَنْ هُمْ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي؟ فَقَالَ: رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ "هُمُ الأَكْثَرُونَ إِلَّا مَنْ قَالَ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا. فَحَثَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَعَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ". ثُمَّ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَمُوتُ رَجُلٌ فَيَدَعُ إِبِلاً أَوْ بَقَرًا لَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهَا إِلَّا جَاءَتْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْظَمَ مَا كَانَتْ وَأَسْمَنَهُ تَطَؤُهُ بِأَخْفَافِهَا وَتَنْطَحُهُ بِقُرُونِهَا كُلَّمَا نَفِدَتْ أُخْرَاهَا عَادَتْ عَلَيْهِ أُولَاهَا حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ".

سیّدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ ﷺ کعبہ کے سائے میں تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ نے مجھے آتے ہوئے دیکھ کر فرمایا: ''رب کعبہ کی قسم! وہ قیامت کے دن سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والے ہوں گے۔'' میں (ابو ذر رضی اللہ عنہ) نے کہا: کیا ہوا شاید کہ میرے بارے میں کوئی چیز نازل ہوئی ہے۔ میں نے عرض کیا، میرے والدین آپ پر قربان ہوں وہ کون لوگ ہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ زیادہ مال دار لوگ (خسارے والے) ہیں سوائے اس کے جس نے (اپنے مال کو) اس طرح اور اس طرح اور اس طرح کیا، آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں کا لپ بھر کر دائیں اور بائیں طرف کیا۔ پھر فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جو شخص اونٹ یا گائے چھوڑ کر فوت ہو جن کی وہ زکوۃ ادا نہ کرتا ہو تو وہ قیامت کے دن انتہائی بڑے اور موٹے ہو کر اس کے پاس آئیں گے، وہ اسے پاؤں سے روندیں گے، اور سینگوں سے ماریں گے۔ جب

آخری جانور گزر چکیں گے تو پہلے گزر جانے والے دوبارہ آجائیں گے۔ (یہ عذاب کا سلسلہ چلتا رہے گا) حتیٰ کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے گا۔"

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مِثْلُهُ. وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رضى الله عنه قَالَ: "لُعِنَ مَانِعُ الصَّدَقَةِ". وَعَنْ قَبِيصَةَ بْنِ هُلْبٍ عَنْ أَبِيهِ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ.

اس باب میں سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسی طرح اور سیّدنا علی بن ابی طالب سے (ان الفاظ کے ساتھ، انہوں نے "لُعِنَ مَانِعُ الصَّدَقَةِ" کہ زکوٰۃ روکنے والے پر لعنت کی گئی ہے) اور قبیصہ بن ہلب عن ابیہ، جابر بن عبداللہ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي ذَرٍّ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَاسْمُ أَبِي ذَرٍّ جُنْدُبُ بْنُ السَّكَنِ وَيُقَالُ ابْنُ جُنَادَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابوذر رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کا نام جندب بن السکن ہے اور جندب بن جنادہ بھی کہا جاتا ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ مُوسَى عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ حَكِيمِ بْنِ الدَّيْلَمِ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ مُزَاحِمٍ قَالَ: "الْأَكْثَرُونَ أَصْحَابُ عَشَرَةِ آلَافٍ". قَالَ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيرٍ مَرْوَزِيٌّ رَجُلٌ صَالِحٌ.

ضحاک بن مزاحم رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ حدیث میں مذکور لفظ ((الْأَكْثَرُونَ)) سے ایسے لوگ مراد ہیں جن کے پاس دس ہزار (درہم یا دینار وغیرہ) ہوں۔

حكم الحديث: (صحيح الاسناد) پہلی ذکر کردہ روایت التعليق الرغيب (١/٢٦٧) البتہ آخری الفاظ مقطوع: یعنی موقوف عن الضحاك۔ یہ ضحاک پر موقوف ہے۔ اخرجه الدارمي: ١٦٢٦، ابن خزيمه: ٢٢٥١، البيهقي: ٤/٩٧

تخريج الحديث: صحيح بخاری مقطعاً ١٤٦٠ و ٦٦٣٨، صحيح مسلم: ٩٩٠ سنن ابن ماجه : ١٧٨٥، سنن النسائي: ٥/١٠-١١، مسند احمد: ٢١٣٥١، صحيح ابن حبان: ٣٢٥٦

فوائد الحديث: ١۔ زکوٰۃ اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ہے جو ہر صاحب نصاب پر سال میں ایک مرتبہ فرض ہے جو شخص زکوٰۃ کا سرے سے انکار کر دیتا ہے وہ مسلمان نہیں کیونکہ وہ اسلام کے ایک رکن کا انکار کرتا ہے جیسا کہ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے منکرین زکوٰۃ کے خلاف جہاد کر کے اس بات کا اظہار فرمایا۔

اس لیے جو لوگ حیلے بہانے سے زکوٰۃ روک لیتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ اس قسم کی چالاکیوں سے زکوٰۃ کی فرضیت ختم ہو جائے گی اور ہم گنہگار بھی نہیں ہونگے تو وہ اپنے آپ کو سخت دھوکے میں ڈالتے ہیں۔

٢۔ زکوٰۃ کا لغوی معنی پاک ہونا یا پاک کرنا ہے چونکہ زکوٰۃ ادا کرنے سے آدمی کا مال پاک ہو جاتا ہے اور زکوٰۃ دینے والا خود گناہوں سے پاک ہوتا ہے اس لیے اسے زکوٰۃ کہتے ہیں۔

"زکوٰۃ" کا دوسرا معنی ہے "بڑھنا" زکوٰۃ ادا کرنے سے آدمی کی نیکیوں میں اضافہ ہوتا ہے اور اس کے درجات بڑھ جاتے ہیں نیز زکوٰۃ کی برکت سے اس کے مال میں بھی اللہ تعالیٰ خیر و برکت نازل فرماتے ہیں اس لیے اس عمل کا نام زکوٰۃ ہے۔

۳۔ اصطلاحی طور پر زکوٰۃ اپنے مال میں سے مقررہ حصہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اللہ تعالیٰ کے حکم اور رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کے مطابق خرچ کرنے کو کہتے ہیں۔ زکوٰۃ کی ادائیگی کی تین صورتیں ہیں۔

۱۔ جانوروں سے زکوٰۃ ادا کرنا۔

۲۔ سونے چاندی یا نقد رقوم سے زکوٰۃ دینا۔

۳۔ زمین سے اگنے والی اجناس یا باغات کے پھلوں کی زکوٰۃ۔ ان میں سے ہر ایک کا نصاب الگ الگ ہے جس کی تفصیل آئندہ متعلقہ حدیث کے تحت بیان ہوگی۔ ان شاء اللہ۔

۴۔ اس حدیث میں جو لوگ اپنے جانوروں کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے ان کے لیے حشر کے میدان میں جو سختی اور سزا ہے اس کا بیان ہے کہ اس شخص کو ایک چٹیل میدان میں لٹا کر اس کے جانوروں کو خوب موٹا تازہ کر کے لایا جائے گا جو کہ اسے اپنے پاؤں یا کھروں سے روندیں گے اور سینگوں سے ماریں گے۔ اور یہ سزا قیامت کے دن اس وقت تک ان کو دی جائے گی جب تک لوگوں کے درمیان ان کے اعمال کا فیصلہ نہیں کر دیا جاتا ہے۔ اور منکرین یا مانعین زکوٰۃ کی یہ سزا ختم نہیں ہوگی بلکہ اس کے بعد پھر جہنم کا جو عذاب ہے وہ شروع ہوگا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اعاذنا اللہ منہ

اس لیے اللہ تعالیٰ نے اگر ہمیں مال و دولت کی نعمت سے نوازا ہے تو ہمیں پورے اہتمام کے ساتھ اس کی زکوٰۃ کی ادائیگی کا بندوبست کرنا چاہیے۔

۵۔ قرآن مجید کی کوئی آیت یا رسول اکرم ﷺ کی حدیث سن کر یا پڑھ کر انسان کو فوراً اپنا جائزہ لینا چاہیے کہ اگر وہ نیکی اور فضیلت والا کام ہے تو کیا میرے اندر یہ خوبی موجود ہے؟ اگر ہے تو فبہا اور اگر نہیں تو اس پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کرے۔

اور اگر اس میں کوئی نہی یا عذاب و سزا اور وعید ہے تو پھر بھی غور کرنا چاہیے کہ اس برائی کا کہیں میں تو مرتکب نہیں ہو رہا کہ اس وعید اور سزا کا مصداق بن جاؤں اگر خدانخواستہ کوئی ایسی غلطی ہو تو فوراً اس کی تلافی کرے، اور اللہ تعالیٰ سے توبہ کرے اور آئندہ کبھی بھی اس کا ارتکاب نہ کرے۔

اس طرح فکر مند ہونا چاہیے جیسے سیّدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ پریشان ہو گئے تھے۔ آج ہمارے اکثر لوگوں کی حالت یہ ہے کہ ہم قرآن و حدیث کا وعظ سنتے یا پند و نصائح پڑھتے ہیں لیکن اس پر عمل کرنے میں بہت کمزور اور لاپرواہیں۔ الا ماشاء اللہ۔

2- بَابُ مَا جَاءَ إِذَا أَدَّيْتَ الزَّكَاةَ فَقَدْ قَضَيْتَ مَا عَلَيْكَ

جب زکوٰۃ کی ادائیگی کر دی تو فرض کی ادائیگی ہو گئی

618: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ الشَّيْبَانِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ دَرَّاجٍ عَنِ ابْنِ حُجَيْرَةَ هُوَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ حُجَيْرَةَ الْمِصْرِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "إِذَا أَدَّيْتَ زَكَاةَ مَالِكَ فَقَدْ قَضَيْتَ مَا عَلَيْكَ".

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جب تو نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دی تو تو نے اپنے اوپر عائد فرض کی ادائیگی کر دی۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.
وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ أَنَّهُ ذَكَرَ الزَّكَاةَ. فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللهِ! هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا؟ فَقَالَ: لَا إِلَّا أَنْ تَتَطَوَّعَ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔
نبی ﷺ سے کئی طرق سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے زکوٰۃ کا ذکر کیا تو ایک آدمی نے عرض کیا، اللہ کے رسول! کیا مجھ پر اس کے علاوہ بھی کوئی چیز فرض ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، مگر یہ کہ تو نفل کے طور پر (صدقہ) ادا کرے۔''

حکم الحدیث: (ضعیف) بعض نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔ اخرجه ابن خزيمه: ٢٤٧١، الحاكم: ١/ ٣٩٠
تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١٧٨٨، صحيح ابن حبان: ٣٢١٦
فوائد الحدیث: ا۔ جو شخص اپنے مال سے مقررہ حصہ زکوٰۃ ادا کر دیتا ہے تو اس نے اپنے مال کا حق ادا کر دیا لیکن نفلی طور پر بھی انسان کو خرچ کرتے رہنا چاہئے کہ اس طرح مال میں برکت ہوگی اللہ تعالیٰ سے درجات و فضیلت حاصل ہوگی اور آدمی بخل اور اس کے نقصانات سے بچ جائے گا۔

۲۔ زکوٰۃ کے علاوہ جو مالی حقوق ہیں وہ مال کا حق نہیں بلکہ دیگر حقوق کی مال سے ادائیگی ہے مثلاً بچوں کی پرورش، بیوی کے نان و نفقے کی ذمہ داری یا فطرانہ وغیرہ۔

619: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كُنَّا نَتَمَنَّى أَنْ يَأْتِيَ الْأَعْرَابِيُّ الْعَاقِلُ فَيَسْأَلَ النَّبِيَّ ﷺ وَنَحْنُ عِنْدَهُ فَبَيْنَا نَحْنُ عَلَى ذَلِكَ إِذْ أَتَاهُ أَعْرَابِيٌّ فَجَثَا بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! إِنَّ رَسُولَكَ أَتَانَا فَزَعَمَ لَنَا أَنَّكَ تَزْعُمُ أَنَّ اللهَ أَرْسَلَكَ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: نَعَمْ. قَالَ: فَبِالَّذِي رَفَعَ السَّمَاءَ وَبَسَطَ الْأَرْضَ وَنَصَبَ الْجِبَالَ آللهُ أَرْسَلَكَ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ نَعَمْ. قَالَ: فَإِنَّ رَسُولَكَ زَعَمَ لَنَا أَنَّكَ تَزْعُمُ أَنَّ عَلَيْنَا خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: نَعَمْ. قَالَ: فَبِالَّذِي أَرْسَلَكَ آللهُ أَمَرَكَ بِهَذَا؟ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: نَعَمْ. قَالَ: فَإِنَّ رَسُولَكَ زَعَمَ لَنَا أَنَّكَ تَزْعُمُ أَنَّ عَلَيْنَا صَوْمَ شَهْرٍ فِي السَّنَةِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: صَدَقَ. قَالَ: فَبِالَّذِي أَرْسَلَكَ آللهُ أَمَرَكَ بِهَذَا؟ قَالَ: النَّبِيُّ ﷺ: نَعَمْ. قَالَ: فَإِنَّ رَسُولَكَ زَعَمَ لَنَا أَنَّكَ تَزْعُمُ أَنَّ عَلَيْنَا فِي أَمْوَالِنَا

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ہم تمنّا کیا کرتے تھے کہ کوئی عقل مند اعرابی آئے اور وہ نبی ﷺ سے مسئلہ دریافت کرے جبکہ ہم آپ ﷺ کے پاس ہوں، پس ہم اسی اثنا میں تھے کہ ایک اعرابی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور نبی ﷺ کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھ گیا۔ اور عرض کیا، محمد (ﷺ)! آپ کا قاصد ہمارے پاس آیا اور اس نے کہا کہ آپ کہتے ہیں کہ اللہ نے آپ کو مبعوث فرمایا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہاں'' اس نے کہا: اس ذات کی قسم! جس نے آسمان کو بلند کیا، زمین کو بچھایا اور پہاڑ نصب کیے کیا اللہ نے آپ کو مبعوث فرمایا ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہاں'' اس نے عرض کیا آپ کے قاصد نے ہمیں بتایا کہ آپ فرماتے ہیں کہ رات اور دن میں پانچ نمازیں ہم پر فرض ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہاں'' اس نے عرض کیا، اس ذات کی قسم جس نے آپ کو مبعوث فرمایا! کیا اللہ نے آپ کو اس کا حکم فرمایا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں'' اس نے عرض کیا، آپ کے قاصد نے ہمیں بتایا کہ آپ فرماتے ہیں

الزَّكَاةَ. فَقَالَ: النَّبِيُّ ﷺ: صَدَقَ. قَالَ: فَبِالَّذِي أَرْسَلَكَ آللّٰهُ أَمَرَكَ بِهٰذَا؟ فَقَالَ: النَّبِيُّ ﷺ: نَعَمْ. قَالَ: فَإِنَّ رَسُولَكَ زَعَمَ لَنَا أَنَّكَ تَزْعُمُ أَنَّ عَلَيْنَا الْحَجَّ إِلَى الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلاً. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: نَعَمْ. قَالَ: فَبِالَّذِي أَرْسَلَكَ آللّٰهُ أَمَرَكَ بِهٰذَا؟ فَقَالَ: النَّبِيُّ ﷺ نَعَمْ. فَقَالَ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا أَدَعُ مِنْهُنَّ شَيْئًا وَلَا أُجَاوِزُهُنَّ. ثُمَّ وَثَبَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "إِنْ صَدَقَ الْأَعْرَابِيُّ دَخَلَ الْجَنَّةَ".

کہ سال میں ایک مہینے کے روزے ہم پر فرض ہیں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: "اس نے ٹھیک کہا ہے۔" اس نے عرض کیا، اس ذات کی قسم جس نے آپ کو مبعوث فرمایا! کیا اللہ نے آپ کو اس کا حکم فرمایا ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: "ہاں" اس نے عرض کیا، آپ کے قاصد نے ہمیں بتایا کہ آپ فرماتے ہیں کہ ہمارے اموال میں ہم پر زکوۃ فرض ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "اس نے سچ کہا ہے۔" اس نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو مبعوث فرمایا ہے! کیا اللہ نے آپ کو اس کا حکم فرمایا ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: "ہاں" اس نے کہا: آپ کے قاصد نے ہمیں بتایا ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ ہم میں سے صاحب استطاعت پر بیت اللہ کا حج کرنا فرض ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: "ہاں" اس نے عرض کیا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو مبعوث فرمایا: کیا اللہ نے آپ کو اس کا حکم فرمایا ہے؟ نبی ﷺ فرمایا: "ہاں" اس شخص نے عرض کیا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! میں ان میں سے کسی چیز کو ترک کروں گا نہ ان میں کچھ اضافہ کروں گا، پھر وہ شخص چل دیا، تو نبی ﷺ نے فرمایا: "اگر اعرابی (اپنے اس قول میں) سچا ہے تو وہ جنتی ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث اس طریق سے غریب ہے۔ اور یہ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی ﷺ سے اس طریق کے علاوہ بھی روایت کی گئی ہے۔

سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ يَقُولُ: قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: فِقْهُ هَذَا الْحَدِيثِ أَنَّ الْقِرَاءَةَ عَلَى الْعَالِمِ وَالْعَرْضَ عَلَيْهِ جَائِزٌ مِثْلُ السَّمَاعِ. وَاحْتَجَّ بِأَنَّ الْأَعْرَابِيَّ عَرَضَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَقَرَّ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے محمد بن اسماعیل (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ) کو فرماتے ہوئے سنا: بعض اہل علم نے کہا: اس حدیث کی فقہ یہ ہے کہ سماع کے مثل عالم کو پڑھ کر سنانا اور اس پر پیش کرنا جائز ہے۔ اور انہوں نے دلیل لی کہ اعرابی نے نبی ﷺ پر سوالات پیش کیے اور نبی ﷺ نے اس کا اقرار کیا۔

حکم الحدیث: (صحیح) تخریج ایمان ابن ابی شیبة: ٤/٥، اخرجه الدارمي: ٦٥٦، والمزي في تهذيب الكمال: ٤٨/٢١

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٦٣، صحیح مسلم: ١٠، ١٢ـ سنن ابو داود: ٤٨٦، سنن ابن ماجه: ١٤٠٢،

سنن النسائی: ٤/١٢١-١٢٢۔ مسند احمد: ١٢٤٥٧، صحیح ابن حبان: ١٥٥

فوائد الحدیث: ا۔ ہر مسئلے کی تحقیق کرنی چاہئے خواہ بیان کرنے والا کتنے ہی بڑے مقام و مرتبے اور علم و فضل والا ہو اس کی تقلید نہیں کرنی چاہئے اور تحقیق بھی قرآن و حدیث کی بنیاد پر جیسا کہ اس اعرابی نے ایک صحابی رسول ﷺ کے فرامین کی تصدیق امام الانبیاء سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ سے چاہی ہے۔

۲۔ کلمہ شہادت اور اقرار توحید و رسالت کے بعد یہ چار اعمال جو اس حدیث میں بیان ہوئے ہیں ا۔ نماز، ۲۔ رمضان المبارک کے روزے۔ ۳۔ زکوٰۃ، ۴۔ اور حج۔ اسلام کے بنیادی ارکان ہیں۔

لہٰذا ان میں سے جو عمل جس پر جب فرض ہو جائے تو اس کو ادا کرنا ضروری ہے۔

۳۔ جو مسئلہ قرآن و حدیث سے جس طرح ثابت ہو اس پر اسی طرح عمل کرنا ہی ضروری اور باعث نجات ہے۔ انسان اپنی رائے، قیاس اور مرضی سے اس میں کسی قسم کی کمی بیشی نہیں کر سکتا۔

3- بَابُ مَا جَاءَ فِي زَكَاةِ الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ

سونے اور چاندی کی زکوٰۃ

620: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: "قَدْ عَفَوْتُ عَنْ صَدَقَةِ الْخَيْلِ وَالرَّقِيقِ فَهَاتُوا صَدَقَةَ الرِّقَةِ مِنْ كُلِّ أَرْبَعِينَ دِرْهَمًا دِرْهَمًا وَلَيْسَ فِي تِسْعِينَ وَمِائَةٍ شَيْءٌ فَإِذَا بَلَغَتْ مِائَتَيْنِ فَفِيهَا خَمْسَةُ الدَّرَاهِمِ".

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں نے تمہیں گھوڑوں اور غلاموں کا صدقہ معاف کیا، پس تم چاندی میں سے ہر چالیس درہم میں سے ایک درہم ادا کرو، ایک سو نوے میں کچھ نہیں لیکن جب وہ دو سو ہو جائیں تو پھر ان میں پانچ درہم ہیں۔"

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ وَعَمْرِو بْنِ حَزْمٍ.

اس باب میں سیّدنا ابو بکر صدیق اور عمرو بن حزم رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ الْأَعْمَشُ وَأَبُو عَوَانَةَ وَغَيْرُهُمَا عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ عَنْ عَلِيٍّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس حدیث کو اعمش اور ابو عوانہ وغیرہ نے ابو اسحاق عن عاصم بن ضمرہ عن علی (رضی اللہ عنہ) کی سند سے روایت کیا ہے۔

وَرَوَى سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ عُيَيْنَةَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ. قَالَ: وَسَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ: كِلَاهُمَا عِنْدِي صَحِيحٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ "يُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ رُوِيَ عَنْهُمَا جَمِيعًا".

سفیان ثوری، ابن عیینہ اور کئی ایک نے اسے ابو اسحاق عن حارث عن علی کی سند سے روایت کیا ہے۔ میں نے اس حدیث کے بارے میں امام بخاری سے پوچھا تو انہوں نے کہا: ابو اسحاق کے حوالے میرے نزدیک دونوں حدیثیں صحیح ہیں۔ ممکن ہے کہ ان سے دونوں حدیثیں اکٹھی روایت کی گئی ہوں۔

حکم الحدیث: (صحیح) بعض نے اس کو ابی اسحاق کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف کہا ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ۱۵۷۲و۱۵۷٤، سنن ابن ماجه: ۱۷۹۰، سنن النسائی: ۳۷/٥، مسند احمد: ۷۱۱

فوائد الحدیث: ۱۔ سونے اور چاندی پر زکوٰۃ فرض ہے خواہ وہ تجارت کے لیے ہوں یا زیورات کی شکل میں زیب وزینت کے لیے۔
سونا ساڑھے سات تولے یا اس سے زیادہ ہو تو اس پر چالیسواں حصہ زکوٰۃ ہے چاندی باون تولے ہو تو اس میں سے زکوٰۃ ہے اس سے کم میں نہیں۔

۲۔ کرنسی نوٹوں کی شکل میں اختلاف ہے کہ سونے کو نصاب مقرر کیا جائیگا یا چاندی کو، تو اس ضمن میں راجح موقف یہی ہے کہ چاندی کو نصاب مقرر کیا جائے گا کہ جس شخص کے پاس باون تولے چاندی کی قیمت نقدی کی شکل میں موجود ہو اس پر زکوٰۃ فرض ہے۔

۳۔ گھوڑے اور غلام اگر گھریلو، ذاتی خدمت کے لیے ہوں تو زکوٰۃ نہیں اگر مال تجارت کے طور پر ہوں تو پھر ان سے بھی زکوٰۃ نکالی جائے گی۔

4- بَابُ مَا جَاءَ فِي زَكَاةِ الإِبِلِ وَالْغَنَمِ

اونٹوں اور بکریوں کی زکوٰۃ

621: حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ الْبَغْدَادِيُّ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِاللهِ الْهَرَوِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ كَامِلٍ الْمَرْوَزِيُّ الْمَعْنَى وَاحِدٌ قَالُوا: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ حُسَيْنٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَتَبَ كِتَابَ الصَّدَقَةِ فَلَمْ يُخْرِجْهُ إِلَى عُمَّالِهِ حَتَّى قُبِضَ فَقَرَنَهُ بِسَيْفِهِ فَلَمَّا قُبِضَ عَمِلَ بِهِ أَبُو بَكْرٍ حَتَّى قُبِضَ وَعُمَرُ حَتَّى قُبِضَ وَكَانَ فِيهِ فِي خَمْسٍ مِنَ الإِبِلِ شَاةٌ وَفِي عَشْرٍ شَاتَانِ وَفِي خَمْسَ عَشْرَةَ ثَلَاثُ شِيَاهٍ وَفِي عِشْرِينَ أَرْبَعُ شِيَاهٍ وَفِي خَمْسٍ وَعِشْرِينَ بِنْتُ مَخَاضٍ إِلَى خَمْسٍ وَثَلَاثِينَ. فَإِذَا زَادَتْ فَفِيهَا ابْنَةُ لَبُونٍ إِلَى خَمْسٍ وَأَرْبَعِينَ فَإِذَا زَادَتْ فَفِيهَا حِقَّةٌ إِلَى سِتِّينَ فَإِذَا زَادَتْ فَفِيهَا جَذَعَةٌ إِلَى خَمْسٍ وَسَبْعِينَ فَإِذَا زَادَتْ فَفِيهَا ابْنَتَا لَبُونٍ إِلَى تِسْعِينَ فَإِذَا زَادَتْ فَفِيهَا حِقَّتَانِ إِلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ فَإِذَا زَادَتْ عَلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ فَفِي كُلِّ خَمْسِينَ حِقَّةٌ وَفِي كُلِّ أَرْبَعِينَ ابْنَةُ لَبُونٍ.

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صدقہ / زکوٰۃ کے متعلق ایک تحریر لکھوائی تو آپ ﷺ نے اسے اپنے عُمّال کی طرف روانہ نہیں کیا تھا کہ آپ وفات پا گئے، آپ ﷺ نے اسے اپنی تلوار کے پاس اسے رکھ دیا تھا، جب آپ وفات پا گئے تو سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس پر عمل کیا حتیٰ کہ وہ وفات پا گئے، اور سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے (اس پر عمل کیا) حتیٰ کہ وہ وفات پا گئے، اس میں تحریر تھا: "پانچ اونٹوں پر ایک بکری (زکوٰۃ) ہے، دس پر دو بکریاں، پندرہ پر تین بکریاں، بیس پر چار بکریاں ہیں، پچیس[۲۵] سے پینتیس تک ایک سال کی ایک اونٹنی ہے، اور چھتیس[۳۶] سے پینتالیس[۴۵] تک دو سالہ اونٹنی ہے، جب اس (پینتالیس[۴۵]) سے اضافہ ہو جائے تو ساٹھ تک تین سالہ اونٹنی ہے، پس جب اس سے ایک کا اضافہ ہو جائے تو پچھتر[۷۶] تک چار سالہ اونٹنی ہے، پس جب اس سے ایک زائد ہو جائے تو نوے تک دو سالہ دو اونٹنیاں ہیں، پس جب اس میں ایک کا بھی اضافہ ہو جائے تو ایک سو بیس تک تین تین سال کی دو اونٹنیاں ہیں۔ اور اگر اس ایک سو بیس سے زیادہ

ہو جائیں تو پھر ہر پچاس میں تین سالہ اونٹنی اور ہر چالیس میں دو سالہ اونٹنی ہے۔

وَفِي الشَّاءِ فِي كُلِّ أَرْبَعِينَ شَاةٌ شَاةٌ إِلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ فَإِذَا زَادَتْ فَشَاتَانِ إِلَى مِائَتَيْنِ فَإِذَا زَادَتْ فَثَلَاثُ شِيَاهٍ إِلَى ثَلَاثِمِائَةِ شَاةٍ فَإِذَا زَادَتْ عَلَى ثَلَاثِمِائَةِ شَاةٍ فَفِي كُلِّ مِائَةِ شَاةٍ شَاةٌ ثُمَّ لَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ حَتَّى تَبْلُغَ أَرْبَعَمِائَةٍ وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ وَلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ مَخَافَةَ الصَّدَقَةِ وَمَا كَانَ مِنْ خَلِيطَيْنِ فَإِنَّهُمَا يَتَرَاجَعَانِ بِالسَّوِيَّةِ وَلَا يُؤْخَذُ فِي الصَّدَقَةِ هَرِمَةٌ وَلَا ذَاتُ عَيْبٍ.

اور بکریوں میں ہر چالیس میں ایک سو بیس تک ایک بکری ہے، پس جب اس (ایک سو بیس) میں اضافہ ہو جائے تو دو سو تک دو بکریاں ہیں، جب اضافہ ہو جائے تو تین سو تک تین بکریاں ہیں۔ جب تین سو سے زائد ہو جائیں تو پھر ہر سو بکری پر ایک بکری ہے۔ پھر ان میں کچھ بھی زکوٰۃ نہیں حتیٰ کہ وہ چار سو تک پہنچ جائیں، اور زکوۃ کے اندیشے کے پیش نظر الگ الگ (ریوڑوں) کو جمع کیا جائے نہ اکٹھے ریوڑوں کو الگ الگ کیا جائے۔" اور جو دو شراکت داروں کے درمیان ہو تو وہ دو شریک افراد برابری کی بنیاد پر ایک دوسرے سے حساب کر لیں، اور صدقہ میں کوئی بوڑھا جانور قبول کیا جائے گا نہ عیب والا۔"

وَقَالَ الزُّهْرِيُّ: إِذَا جَاءَ الْمُصَدِّقُ قَسَّمَ الشَّاءَ أَثْلَاثًا ثُلُثٌ خِيَارٌ وَثُلُثٌ أَوْسَاطٌ وَثُلُثٌ شِرَارٌ وَأَخَذَ الْمُصَدِّقُ مِنَ الْوَسَطِ. وَلَمْ يَذْكُرِ الزُّهْرِيُّ الْبَقَرَ.

زہری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جب صدقہ وصول کرنے والا آئے تو وہ بکریوں کو تین حصوں میں تقسیم کر لے، ایک تہائی بہترین، ایک تہائی درمیانے درجے کے جانور اور ایک تہائی نکمے / ہلکے درجے کے۔ اور صدقہ وصول کرنے والا درمیانے درجے کے جانوروں سے صدقہ / زکوۃ وصول کرے۔ زہری رحمۃ اللہ علیہ نے گائے کا ذکر نہیں کیا۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ وَبَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ. وَأَبِي ذَرٍّ وَأَنَسٍ.

اس باب میں سیّدنا حضرت ابو بکر صدیق، بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ، ابو ذر اور انس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ عَامَّةِ الْفُقَهَاءِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت حسن ہے۔ زیادہ تر فقہاء کا اسی پر عمل ہے۔

وَقَدْ رَوَى يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ هَذَا الْحَدِيثَ وَلَمْ يَرْفَعُوهُ وَإِنَّمَا رَفَعَهُ سُفْيَانُ بْنُ حُسَيْنٍ.

یونس بن یزید اور کئی ایک نے زہری عن سالم کی سند سے اس حیث کو روایت کیا، انہوں نے اسے مرفوع روایت نہیں کیا، صرف سفیان بن حسین نے مرفوع روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن ابي شيبة: ۱۲۱/۳، ابن عدي في الكامل: ۱۳٦/۳، والحاكم: ۳۹۲/۱

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ۱۵٦۸، سنن ابن ماجه: ۱۷۹۸ و ۱۸۰۵ و ۱۸۰۷، مسند احمد: ٤٦۳۲، و ٤٦۳٤

فوائد الحدیث: اس حدیث میں اونٹوں اور بکریوں کی زکوٰۃ کا حکم بیان ہوا ہے جس کی تفصیل حدیث میں واضح موجود ہے البتہ چند ایک

مسائل ذکر کئے جاتے ہیں:

۱۔ ''بنت مخاض'' جو اونٹنی ایک سال عمر پوری کر کے دوسرے سال میں داخل ہو چکی ہو۔

۲۔ دو ''بنت لبون'' جو اونٹنی اپنی عمر کے دو سال مکمل کر کے تیسرے سال میں داخل ہو چکی ہو

۳۔ ''حِقّہ'' جو تین سال مکمل کر کے چوتھے میں داخل ہو چکی ہو۔

۴۔ ''جَذعہ'' جو اونٹنی چار سال پورے کر کے پانچویں میں داخل ہو چکی ہو۔

۵۔ جب اونٹوں کی تعداد نوے سے ایک سو بیس تک ہو تو اس میں دو حقے (تین تین سال کی دو اونٹنیاں) زکوٰۃ ہو گی۔

۶۔ جب تعداد ایک سو بیس سے زائد ہو جائے گی تو پھر مکمل تعداد کو چالیس یا پچاس پر دونوں میں سے جس عدد پر بھی تقسیم ہو جائے تقسیم کر کے پھر پچاس پر ایک ''حِقہ'' (تین سالہ اونٹنی) اور ہر چالیس پر ایک ''بنت لبون'' (دو سالہ اونٹنی) کی زکوٰۃ نکالی جائے گی اور تبدیلی ہر دس کے اضافے کے بعد ہو گی۔

۷۔ ''بعض الناس'' جو کہتے ہیں کہ ایک سو بیس کے بعد پھر حساب نئے سرے سے آغاز کے اعتبار سے ہو گا تو ان کا موقف رسول اللہ ﷺ کی اس صحیح، صریح حدیث کے خلاف ہے۔ جو کہ درست نہیں۔

۸۔ اگر بکریاں ایک سے زائد (دو تین یا اس سے بھی زیادہ) افراد کی مشترکہ ہیں۔ اور زکوٰۃ کے نصاب کو پہنچ رہی ہیں تو مالکان زکوٰۃ سے بچنے کے لئے اپنا اپنا حصہ الگ الگ نہ کریں کہ اس طرح کسی کی بکریاں بھی نصاب کو نہیں پہنچیں گی لہٰذا ان پر زکوٰۃ واجب نہ ہو گی۔ اور زکوٰۃ وصول کرنے والے بھی الگ الگ مالکوں کی تھوڑی تھوڑی بکریوں کو جو نصاب کو نہیں پہنچ رہیں انہیں جمع کر کے زکوٰۃ کا نصاب پورا کر کے زکوٰۃ وصول نہ کریں۔ لیکن جمع کا مطلب ہے کہ ان کا ریوڑ، باڑا، چارہ اور نگران ایک ہی ہو، بکریاں اگرچہ مشترکہ ہوں یا الگ الگ معلوم جانور ہوں دونوں صورتوں میں ایک ہی حکم ہے۔

۹۔ ایک سے زائد شریک مالکان اپنے اپنے مال کے تناسب سے زکوٰۃ میں حصہ ادا کریں گے جس کی بکریاں زیادہ ہونگی وہ زکوٰۃ میں حصہ زیادہ دے گا جس کی کم ہونگی وہ اس اعتبار سے کم حصہ دے گا۔

۱۰۔ کمپنیوں کی زکوٰۃ بھی اسی اصول کے تحت مشترکہ مالیت سے وصول کی جائے گی پھر ہر شریک اپنے حصے کے مطابق زکوٰۃ ادا کرے گا۔ اگرچہ الگ الگ حصے زکوٰۃ کے نصاب کو نہ بھی پہنچ رہے ہوں۔

5- بَابُ مَا جَاءَ فِي زَكَاةِ الْبَقَرِ

گائیوں کی زکوۃ

622: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْمُحَارِبِيُّ وَأَبُو سَعِيدٍ الأَشَجُّ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ عَنْ خُصَيْفٍ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ فِي ثَلَاثِينَ مِنَ الْبَقَرِ تَبِيعٌ أَوْ تَبِيعَةٌ وَفِي أَرْبَعِينَ مُسِنَّةٌ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ.

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیس گائیوں میں سے ایک سال کا ایک بچھڑا یا بچھڑی ہے اور ہر چالیس میں سے دو دانت والی ایک (گائے یا بیل) ہے۔''

اس باب میں سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَكَذَا رَوَاهُ عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ عَنْ خُصَيْفٍ وَعَبْدُ السَّلَامِ ثِقَةٌ حَافِظٌ.
وَرَوَى شَرِيكٌ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ خُصَيْفٍ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ عَنْ أُمِّهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ. وَأَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: عبدالسلام بن حرب نے خصیف سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ اور عبدالسلام ثقہ حافظ ہیں۔ شریک نے اس حدیث کو خصیف عن ابی عبیدہ عن امہ عن عبداللہ کی سند سے روایت کیا۔ اور ابو عبیدہ بن عبداللہ نے عبداللہ سے نہیں سنا۔

حکم الحدیث: (صحیح) بعض کے نزدیک خصیف راوی کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١٨٠٤، مسند احمد: ٣٩٠٥

623: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ بَعَثَنِي النَّبِيُّ ﷺ إِلَى الْيَمَنِ فَأَمَرَنِي أَنْ آخُذَ مِنْ كُلِّ ثَلَاثِينَ بَقَرَةً تَبِيعًا أَوْ تَبِيعَةً وَمِنْ كُلِّ أَرْبَعِينَ مُسِنَّةً وَمِنْ كُلِّ حَالِمٍ دِينَارًا أَوْ عِدْلَهُ مَعَافِرَ.

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، نبی ﷺ نے مجھے یمن بھیجا تو مجھے حکم فرمایا کہ میں ہر تیس گائیوں میں سے ایک بچھڑا یا بچھڑی وصول کروں اور ہر چالیس میں سے دو دانت کا جانور وصول کروں۔ اور ہر بالغ سے ایک دینار یا اس کے مساوی کپڑے وصول کروں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.
وَرَوَى بَعْضُهُمْ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ مَسْرُوقٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ مُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ فَأَمَرَهُ أَنْ يَأْخُذَ. وَهَذَا أَصَحُّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا تو انہیں حکم فرمایا کہ وہ وصول کریں، اور یہ زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) بعض نے اس کو اعمش مدلس کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٥٧٧ و ١٥٧٨، سنن ابن ماجه: ١٨٠٣، سنن النسائی: ٥/٢٥-٢٦، مسند احمد: ٢٢٠١٣، صحيح ابن حبان: ٤٨٨٦

624: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ هَلْ تَذْكُرُ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ شَيْئًا قَالَ لَا.

شعبہ نے عمرو بن مرہ سے روایت کیا، انہوں نے کہا: میں نے ابو عبیدہ سے پوچھا: کیا تمہیں عبداللہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے کوئی چیز یاد پڑتی ہے؟ انہوں نے فرمایا: نہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) عبداللہ بن مسعود کے بیٹے ابی عبیدہ تک اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ١۔ "تبیع" گائے کا بچھڑا جو ایک سال مکمل کر کے دوسرے سال میں داخل ہو چکا ہو۔
٢۔ "تبیعۃ" گائے کی ایک سال کی بچھڑی جو دوسرے سال میں داخل ہو چکی ہو۔
٣۔ "مُسِنَّة" دو سالہ گائے جو تیسرے سال میں داخل ہو چکی ہو۔
"مُسِنَّة" اس جانور کو بولتے ہیں جو دودھ والے دو دانت سامنے سے گرا چکا ہو اور ان کی جگہ نئے دانت نکل آئیں اسے "دو دانتا" یا "دو ندا"

بھی کہتے ہیں۔ اس تعریف میں تمام جانور اونٹ، گائے، بھیڑ، بکری شامل ہیں۔ جو لوگ "مُسِنَّة" کا معنی ایک سال والا کرتے ہیں، یہ حدیث ان کے خلاف واضح دلیل ہے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ بکرا دوسرے سال میں، گائے تیسرے سال میں اور اونٹ چھٹے سال میں دو ندا ہوتا ہے۔ لہذا اس میں عمر کا تعین نہیں بلکہ جب اس کے سامنے سے دودھ کے دانت گر جائیں اور نئے نکل آئیں تو وہ مُسِنَّة کہلائے گا۔ تفصیل کے لیے راقم کی کتاب "جواہر ہدایت" ملاحظہ فرمائیں۔

۴۔ غیر مُسلم پر ٹیکس لگانا جائز ہے۔

۵۔ ٹیکس کی رقم کرنسی کی بجائے کسی جنس کی صورت میں بھی وصول کی جاسکتی ہے۔

6- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ أَخْذِ خِيَارِ الْمَالِ فِي الصَّدَقَةِ

صدقہ میں بہترین مال وصول کرنے کی ممانعت

625: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ إِسْحَاقَ الْمَكِّيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ صَيْفِيٍّ عَنْ أَبِي مَعْبَدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَعَثَ مُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ لَهُ إِنَّكَ تَأْتِي قَوْمًا أَهْلَ كِتَابٍ فَادْعُهُمْ إِلَى شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللهِ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً فِي أَمْوَالِهِمْ تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ وَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ فَإِيَّاكَ وَكَرَائِمَ أَمْوَالِهِمْ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّهَا لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللهِ حِجَابٌ.

وَفِي الْبَابِ عَنِ الصُّنَابِحِيِّ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو مَعْبَدٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ اسْمُهُ نَافِذٌ.

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا تو انہیں فرمایا: "تم اہل کتاب کے لوگوں کے ہاں جاؤ گے پس انہیں اس گواہی کی دعوت دینا کہ اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں، اگر وہ تمہاری یہ بات مان لیں تو انہیں بتانا کہ اللہ نے دن اور رات میں ان پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں، اگر وہ تمہاری یہ بات بھی مان لیں تو انہیں بتانا کہ اللہ نے ان کے اموال کا ان پر صدقہ فرض کیا ہے، وہ ان کے مال داروں سے لے کر ان کے فقراء کو دیا جائے گا، اگر وہ اس میں بھی تمہاری اطاعت کر لیں تو پھر ان کا بہترین مال لینے سے اجتناب کرنا، اور مظلوم کی بددعا سے بچنا کیونکہ اس (بددعا) کے اور اللہ کے درمیان کوئی حجاب نہیں۔"

اس باب میں صنابحی رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح ہے۔ ابو معبد جو ابن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام ہیں ان کا نام نافذ ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٣/١١٤، الدارمي: ١٦٢٢، وابن خزيمه: ٢٢٧٥

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٣٩٥، صحیح مسلم: ١٩،٣٠، سنن ابن ماجه: ١٧٨٣، سنن النسائی: ٢/٤-٥، مسند احمد: ٢٠٧١، صحیح ابن حبان: ١٥٦

فوائد الحدیث: ا۔ زکوٰۃ میں نہ تو مالک نکما اور ردی مال یا کمزور جانور وغیرہ دے اور نا ہی زکوٰۃ وصول کرنے والا ذمہ دار چھانٹی کر کے اچھا مال

زکوٰۃ کے لئے منتخب کرے۔ بلکہ فریقین کو درمیانے درجے کے مال کا انتخاب کرنا چاہئے البتہ مالک اگر اپنی رضامندی اور شوق سے خوش ہو کر اچھا مال دینا چاہے تو وہ وصول کیا جاسکتا ہے۔

۲۔ زکوٰۃ مُسلمانوں سے لی جائے گی اور مُسلمانوں میں ہی تقسیم کی جائے گی، کسی بھی غیر مُسلم کو زکوٰۃ نہیں دی جائیگی۔

۳۔ ہر کسی کو ہر ایک معاملے میں دوسرے پر ظلم وزیادتی کرنے سے بچنا چاہئے۔

7- بَابُ مَا جَاءَ فِي صَدَقَةِ الزَّرْعِ وَالتَّمْرِ وَالْحُبُوبِ

غلے، پھلوں اور اناج میں زکوٰۃ

626: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوَاقٍ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ".

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "پانچ سے کم اونٹوں میں زکوٰۃ نہیں، پانچ اوقیہ سے کم چاندی میں زکوٰۃ نہیں اور پانچ وسق سے کم کھجوروں میں زکوٰۃ نہیں۔"

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَجَابِرٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو.

اس باب میں سیّدنا ابو ہریرہ، ابن عمر، جابر اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه الحميدي: ٧٣٥، الدارمي: ١٦٤٠، ابن خزيمه: ٢٢٣٢، وابن الجارود: ٣٤٠

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ١٤٠٥، صحيح مسلم: ٩٧٩، سنن ابو داود: ١٥٥٨، سنن ابن ماجه: ١٧٩٣، سنن النسائی: ٥/١٧، مسند احمد: ١١٠٣٠، صحيح ابن حبان: ٣٢٦٨

627: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ وَشُعْبَةُ وَمَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ حَدِيثِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى.

سفیان، شعبہ اور مالک بن انس نے عمرو بن یحییٰ عن ابیہ عن ابی سعید خدری کی سند سے نبی ﷺ سے عبدالعزیز عن عمرو بن یحییٰ کی سند سے مروی حدیث کے مثل روایت کیا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي سَعِيدٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْهُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے، اور یہ ان سے کئی ایک طریق سے مروی ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنْ لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ. وَالْوَسْقُ سِتُّونَ صَاعًا وَخَمْسَةُ أَوْسُقٍ ثَلَاثُمِائَةِ صَاعٍ وَصَاعُ النَّبِيِّ ﷺ خَمْسَةُ أَرْطَالٍ وَثُلُثٌ وَصَاعُ أَهْلِ الْكُوفَةِ ثَمَانِيَةُ أَرْطَالٍ. وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوَاقٍ صَدَقَةٌ وَالأُوقِيَّةُ أَرْبَعُونَ دِرْهَمًا،

اہل علم کے ہاں اسی پر عمل ہے کہ پانچ وسق سے کم کھجور میں صدقہ نہیں۔ اور وسق ساٹھ صاع کے برابر ہے۔ اور پانچ وسق تین سو صاع کے برابر ہوئے۔ نبی ﷺ کا صاع پانچ رطل اور تہائی رطل کے برابر ہے، کوفہ والوں کا صاع آٹھ رطل کے برابر ہے۔ اور پانچ اوقیہ سے کم چاندی پر صدقہ نہیں، اوقیہ

وَخَمْسُ أَوَاقٍ مِائَتَا دِرْهَمٍ. وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ يَعْنِي: لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسٍ مِنَ الإِبِلِ صَدَقَةٌ فَإِذَا بَلَغَتْ خَمْسًا وَعِشْرِينَ مِنَ الإِبِلِ فَفِيهَا بِنْتُ مَخَاضٍ وَفِيمَا دُونَ خَمْسٍ وَعِشْرِينَ مِنَ الإِبِلِ فِي كُلِّ خَمْسٍ مِنَ الإِبِلِ شَاةٌ.

چالیس درہم کے برابر ہے، اور پانچ اوقیہ دو سو درہم کے برابر ہیں۔ اور پانچ سے کم اونٹوں پر صدقہ نہیں۔ جب وہ پچیس[۲۵] اونٹ ہو جائیں تو پھر ان میں ایک سال کی اونٹنی ہے، پچیس[۲۵] سے کم اونٹ ہوں تو پھر ہر پانچ اونٹ میں ایک بکری ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں گزشتہ حدیث۔

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٤٠٥، صحیح مسلم: ٩٧٩، سنن ابو داود: ١٥٥٨، سنن ابن ماجه: ١٧٩٣، سنن النسائی: ١٧/٥، مسند احمد: ١١٠٣٠، صحیح ابن حبان: ٣٢٦٨

فوائد الحدیث: ۱۔ زکوٰۃ میں تیسری اہم جنس ہے "زرعی پیداوار"

زمین سے پیدا ہونے والا غلہ سبزیاں و دیگر اجناس کماد، کپاس، مکئی وغیرہ اور باغات کا پھل اگر اس کی مقدار پانچ وسق یا اس سے زیادہ ہو تو پھر اس میں سے زکوٰۃ نکالی جائے گی جو "عُشر" (دسواں حصہ) یا "نصف عشر" (بیسواں حصہ) ہوگی۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ زرعی پیداوار کا کوئی نصاب مقرر نہیں بلکہ قلیل و کثیر مقدار پر عشر واجب ہے، ان کا موقف درست نہیں، صحیح حدیث کے خلاف ہے۔

۲۔ جو زمین بارش یا چشموں سے سیراب ہو یا پھر ترمی والی یعنی سیلابی ہو یعنی مفت کے پانی سے سیراب ہو، تو اس کی پیداوار سے دسواں حصہ (عُشر) دیا جائے گا۔ جیسا کہ صحیح بخاری کی روایت ہے۔ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ:

قال فیما سقت السماء والعیون او کان عثریا العشر۔

"آپ ﷺ نے فرمایا جس زمین کو آسمان اور چشمے سیراب کریں یا وہ نم دار ہو تو اس میں عُشر ہے۔"

(بخاری ۱/۲۰۱ کتاب الزکوٰۃ باب العشر۔۔۔ الخ)

۳۔ اگر پانی قیمتاً خرید کر (خواہ گورنمنٹ سے یا پرائیویٹ) یا ذاتی خرچ اور محنت سے ٹیوب ویل وغیرہ یا کنویں سے راہٹ کے ذریعے زمین کو سیراب کیا جائے تو اس میں نصف عُشر یعنی بیسواں حصہ ہے۔ جیسا کہ مذکورہ حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں۔

وما سقی بالنضح نصف العشر (بخاری ۱/۲۰۱)

۴۔ زمین کی اجناس میں سے جو بھی جنس گھریلو ضروریات کے لیے ہی ہو اس سے زائد نہ ہو تو اس میں زکوٰۃ نہیں۔ اگر تجارتی ہو تو پھر زکوٰۃ ہے۔

8- بَابُ مَا جَاءَ لَيْسَ فِي الْخَيْلِ وَالرَّقِيقِ صَدَقَةٌ

گھوڑوں اور غلاموں میں زکوٰۃ نہیں

628: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَمَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ وَشُعْبَةَ عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عِرَاكِ بْنِ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مسلمان پر اس کے گھوڑے اور غلام میں کوئی زکوٰۃ نہیں۔"

مَالِكٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ "لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِي فَرَسِهِ وَلَا فِي عَبْدِهِ صَدَقَةٌ".

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو.

اس باب میں سیّدنا علی اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّهُ لَيْسَ فِي الْخَيْلِ السَّائِمَةِ صَدَقَةٌ وَلَا فِي الرَّقِيقِ إِذَا كَانُوا لِلْخِدْمَةِ صَدَقَةٌ إِلَّا أَنْ يَكُونُوا لِلتِّجَارَةِ فَإِذَا كَانُوا لِلتِّجَارَةِ فَفِي أَثْمَانِهِمُ الزَّكَاةُ إِذَا حَالَ عَلَيْهَا الْحَوْلُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے، اہل علم کا اسی پر عمل ہے، کہ ایسے گھوڑوں میں صدقہ نہیں جنہیں دانہ وغیرہ گھر باندھ کر کھلایا جاتا ہے، اور جب غلام خدمت کے لیے ہوں تو ان میں بھی زکوٰۃ نہیں، البتہ یہ کہ وہ تجارت کے لیے ہوں تو پھر ان کی قیمت میں زکوٰۃ ہے جبکہ ان پر سال گزر جائے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الضعيفة: ٤٠٤١، اخرجه الدارمي: ١٦٣٩، الحميدي: ١٠٧٣، ابن خزيمه: ٢٢٨٥

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ١٤٦٣، صحيح مسلم: ٩٨٢، سنن ابو داود: ١٥٩٥، سنن ابن ماجه: ١٨١٢، سنن النسائی: ٥/٣٥، مسند احمد: ٧٢٩٥، صحيح ابن حبان: ٣٢٧١

فوائد الحدیث: گھوڑے اور غلام عمومی طور پر گھریلو خدمت کے لیے ہوتے ہیں اگر تو وہ ذاتی استعمال اور خدمت کے لیے ہوں تو پھر ان میں زکوٰۃ نہیں اور اگر تجارت کے طور پر ان سے کاروبار کیا جاتا ہے۔ تو پھر ان میں بھی زکوٰۃ ہے تجارتی مال ہونے کی وجہ سے۔

9- بَابُ مَا جَاءَ فِي زَكَاةِ الْعَسَلِ

شہد کی زکوٰۃ

629: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى النَّيْسَابُورِيُّ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي سَلَمَةَ التِّنِّيسِيُّ عَنْ صَدَقَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ مُوسَى بْنِ يَسَارٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: "فِي الْعَسَلِ فِي كُلِّ عَشَرَةِ أَزْقٍّ زِقٌّ".

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "شہد میں ہر دس مشکیزوں میں سے ایک مشکیزہ (زکوٰۃ) ہے۔"

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَيَّارَةَ الْمُتَعِيِّ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو.

اس باب میں سیّدنا ابوہریرہ، ابو سیّارہ متعی اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ فِي إِسْنَادِهِ مَقَالٌ وَلَا يَصِحُّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي هَذَا الْبَابِ كَبِيرُ شَيْءٍ وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ. وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: لَيْسَ فِي الْعَسَلِ شَيْءٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت پر جرح کی گئی ہے، اس باب میں نبی ﷺ سے کوئی بڑی روایت صحیح ثابت نہیں، البتہ اکثر اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔ امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ کا یہی موقف ہے، بعض اہل علم کا قول ہے کہ شہد

میں کوئی زکوٰۃ نہیں۔

وَصَدَقَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ لَيْسَ بِحَافِظٍ وَقَدْ خُولِفَ صَدَقَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ فِي رِوَايَةِ هَذَا الْحَدِيثِ عَنْ نَافِعٍ.

صدقہ بن عبداللہ حافظ نہیں نافع کی سند سے مروی اس حدیث میں صدقہ بن عبداللہ کی مخالفت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) ارواه الغليل: ٢٨٢/٣، اخرجه المزي في تهذيب الكمال: ١٣٩٣/٣

تخریج الحدیث: العلل الكبير: ٣١٢/١، معجم الاوسط للطبرانی : ٤٣٧٢، الكامل لابن عدی: ١٣٩٣/٤، سنن كبرىٰ للبيهقی: ١٢٦/٤، شرح السنة : ١٥٨١، العلل المتناهيه: ٨٢٠، تهذيب الكلام: ١٧٠/٢٩

فوائد الحدیث: شہد میں بھی "عُشر" (دسویں حصہ) کی صورت میں زکوٰۃ ہے جیسا کہ سنن نسائی کی مفصل روایت ہے کہ "سیّدنا ہلال رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنے شہد کی زکوٰۃ دسواں حصہ لائے اور آپ ﷺ کی خدمت میں عرض گزار ہوئے کہ میرے لئے "وادی سلبہ" مخصوص فرمادیں، تو آپ ﷺ نے "وادی سلبہ" ان کے لیے مخصوص کردی بعد میں سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمان جاری کیا کہ جس طرح یہ رسول اللہ ﷺ کو شہد کی زکوٰۃ ادا کرتے تھے اگر اسی طریقے سے ادا کرتے رہیں تو وہ علاقہ ان کے لیے خاص رہنے دیا جائے اور اگر یہ زکوٰۃ نہ دیں تو پھر ان کی خاص حیثیت ختم کردی جائے جس کا جی چاہے وہاں سے شہد اتار کر کھا سکتا ہے۔" (سنن نسائی ار ۲۸۳، کتاب الزکوٰۃ باب زکوٰۃ النحل) لہٰذا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شہد میں زکوٰۃ بھی ہے اور اس کا نصاب بھی ہے۔ اور وہ ہے دس مشکیزے۔

10- بَابُ مَا جَاءَ لَا زَكَاةَ عَلَى الْمَالِ الْمُسْتَفَادِ حَتَّى يَحُولَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ

جس شخص کو (سال کے دوران) مال ملے تو اس پر کوئی زکوٰۃ نہیں حتیٰ کہ اس پر سال گزر جائے

630: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ: سَأَلَنِي عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ صَدَقَةِ الْعَسَلِ. قَالَ: قُلْتُ: مَا عِنْدَنَا عَسَلٌ نَتَصَدَّقُ مِنْهُ وَلَكِنْ أَخْبَرَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ حَكِيمٍ أَنَّهُ قَالَ: "لَيْسَ فِي الْعَسَلِ صَدَقَةٌ". فَقَالَ عُمَرُ عَدْلٌ مَرْضِيٌّ. فَكَتَبَ إِلَى النَّاسِ أَنْ تُوضَعَ يَعْنِي عَنْهُمْ.

نافع رحمہ اللہ نے فرمایا: عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے مجھ سے شہد کی زکوٰۃ کے متعلق پوچھا، تو میں نے کہا: ہمارے پاس تو کوئی شہد نہیں کہ ہم اس میں سے صدقہ کریں۔ لیکن مغیرہ بن حکیم نے مجھے بتایا کہ انہوں نے کہا: شہد میں کوئی صدقہ نہیں۔ تو عمر رحمہ اللہ نے فرمایا: پسندیدہ عدل ہے، پس انہوں نے لوگوں کے نام خط لکھا کہ ان سے اس (شہد کی زکوٰۃ) کو ختم کر دیا جائے۔

حکم الحدیث: (صحيح الإسناد)

تخریج الحدیث: مصنف ابن ابی شيبة: ١٤٢/٣، مصنف عبدالرزاق: ٦٩٦٥ و ٦٩٦٦

فوائد الحدیث: نصاب سے کم مقدار شہد میں زکوٰۃ نہیں اور اگر نصاب کو پہنچ جائے تو اس میں زکوٰۃ ہے (تفصیل کے لیے دیکھئے فوائد حدیث نمبر ٦٢٩)۔

631: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ صَالِحٍ الطَّلْحِيُّ الْمَدَنِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ "مَنِ

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس شخص کو (سال کے دوران) مال ملے تو اس پر کوئی زکوٰۃ نہیں حتیٰ کہ اس پر اس کے مالک کے ہاں سال گزر

اسْتَفَادَ مَالاً فَلَا زَكَاةَ عَلَيْهِ حَتَّى يَحُولَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ عِنْدَ رَبِّهِ".

جائے۔"

وَفِي الْبَابِ عَنْ سَرَّاءَ بِنْتِ نَبْهَانَ الْغَنَوِيَّةِ.

اس باب میں سراء بنت نبہان غنویہ سے بھی روایت ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) بعض کے نزدیک یہ سخت ضعیف ہے۔ عبدالرحمن بن زید بن اسلم کو جمہور نے ضعیف کہا ہے۔

تخريج الحديث: سنن الدارقطني: ٢/ ٩٠، شرح السنة: ١٥٧٦

632: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: "قَالَ مَنِ اسْتَفَادَ مَالاً فَلَا زَكَاةَ فِيهِ حَتَّى يَحُولَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ عِنْدَ رَبِّهِ".

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، جس کو (سال کے دوران) مال ملے تو اس پر کوئی زکوٰۃ نہیں حتیٰ کہ اس پر اس کے مالک کے ہاں سال گزر جائے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَرَوَى أَيُّوبُ وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَوْقُوفًا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ایوب اور عبید اللہ بن عمر اور کئی ایک نے اسے نافع عن ابن عمر کی سند سے موقوف روایت کیا ہے۔

وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ ضَعِيفٌ فِي الْحَدِيثِ ضَعَّفَهُ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَعَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ وَغَيْرُهُمَا مِنْ أَهْلِ الْحَدِيثِ وَهُوَ كَثِيرُ الْغَلَطِ.

اور عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم حدیث میں ضعیف ہے، امام احمد بن حنبل اور علی بن مدینی رحمہما اللہ اور دیگر اہل الحدیث نے اسے ضعیف قرار دیا ہے، اور وہ کثیر الغلط ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ "أَنْ لَا زَكَاةَ فِي الْمَالِ الْمُسْتَفَادِ حَتَّى يَحُولَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ". وَبِهِ يَقُولُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ.

اور نبی ﷺ کے کئی ایک صحابہ سے روایت کیا گیا ہے کہ مال مستفاد میں کوئی زکوٰۃ نہیں حتیٰ کہ اس پر سال گزر جائے، امام مالک بن انس، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے۔

وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: إِذَا كَانَ عِنْدَهُ مَالٌ تَجِبُ فِيهِ الزَّكَاةُ فَفِيهِ الزَّكَاةُ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ سِوَى الْمَالِ الْمُسْتَفَادِ مَا تَجِبُ فِيهِ الزَّكَاةُ لَمْ يَجِبْ عَلَيْهِ فِي الْمَالِ الْمُسْتَفَادِ زَكَاةٌ حَتَّى يَحُولَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ فَإِنِ اسْتَفَادَ مَالاً قَبْلَ أَنْ يَحُولَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ فَإِنَّهُ يُزَكِّي الْمَالَ الْمُسْتَفَادَ مَعَ مَالِهِ الَّذِي وَجَبَتْ فِيهِ الزَّكَاةُ. وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَأَهْلُ الْكُوفَةِ.

بعض اہل علم نے کہا ہے: جب اس کے پاس مال ہو جس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہو تو اس میں زکوٰۃ ہے خواہ اس کے پاس مال مستفاد کے علاوہ مال نہ ہو۔ ایسا مال جس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہو۔ تو اس مال مستفاد پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی حتیٰ کہ اس پر سال گزر جائے، اگر اسے سال گزرنے سے پہلے مال مل جائے تو پھر وہ سال کے دوران ملنے والے مال کی اپنے اس مال کے ساتھ زکوٰۃ ادا کرے گا جس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔ یہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور کوفہ والوں کا موقف ہے۔

حكم الحديث: (صحيح الإسناد مَوْقُوفٌ، وَهُوَ فِي حُكْمِ الْمَوْفُوعِ) یہ موقوف مرفوع کے حکم میں ہے۔

تخریج الحدیث: موطا مالک: ۱/۲٤٦، مسند الشافعی: ۱/۲۲۵-۲۲٦، مصنف عبدالرزاق: ۷۰۳۰ و ۷۰۳۱، مصنف ابن ابی شیبة: ۳/۱۵۹، سنن الدارقطنی: ۲/۹۲، سنن کبریٰ للبیهقی: ٤/۱۰۳ و ۱۰٤

فوائد الحدیث: "مال مستفاد" وہ مال ہے جو آدمی کو دوران سال حاصل ہو مثلاً ایک شخص نے رمضان المبارک میں زکوٰۃ ادا کر دی اب آئندہ رمضان المبارک سے پہلے اسے مزید مال حاصل ہو گیا تو اسے "مال مستفاد" کہتے ہیں۔

11- بَابُ مَا جَاءَ لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ جِزْيَةٌ

مسلمانوں پر جزیہ نہیں

633: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَكْثَمَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ قَابُوسَ بْنِ أَبِي ظَبْيَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: "لَا تَصْلُحُ قِبْلَتَانِ فِي أَرْضٍ وَاحِدَةٍ وَلَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ جِزْيَةٌ".

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایک سرزمین (علاقے، ملک) میں دو قبلے درست نہیں اور نہ ہی مسلمانوں پر جزیہ واجب ہوتا ہے۔"

حکم الحدیث: (ضعیف) الارواء: ۱۲٤٤، الضعیفة: ٤۳۷۹ اس میں قابوس بن ابی ضبیان ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ۳۰۳۲ و ۳۰۵۳، مسند احمد: ۱۶۵٤، ۱۹٤۹۔ مصنف ابن ابی شیبة: ۳/۱۹۷، مسند البزار: ۱۲۵٤

634: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ قَابُوسَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

جریر نے قابوس کے حوالے سے اس اسناد سے اسی مانند روایت کیا ہے۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ وَجَدِّ حَرْبِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ الثَّقَفِيِّ.

اس باب میں سیّدنا سعید بن زید اور حرب بن عبداللہ کے دادا رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ قَدْ رُوِيَ عَنْ قَابُوسَ بْنِ أَبِي ظَبْيَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلاً.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت قابوس بن ابی ظبیان عن ابیہ کی سند سے نبی ﷺ سے مرسل روایت کی گئی ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ عَامَّةِ أَهْلِ الْعِلْمِ: أَنَّ النَّصْرَانِيَّ إِذَا أَسْلَمَ وُضِعَتْ عَنْهُ جِزْيَةُ رَقَبَتِهِ.

اکثر اہل علم کا اسی پر عمل ہے کہ جب نصرانی (عیسائی) شخص اسلام قبول کرے گا تو اس کی ذات کا جزیہ اس سے ختم کر دیا جائے گا۔

وَقَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ عُشُورٌ إِنَّمَا يَعْنِي بِهِ جِزْيَةَ الرَّقَبَةِ وَفِي الْحَدِيثِ مَا يُفَسِّرُ هَذَا حَيْثُ قَالَ إِنَّمَا الْعُشُورُ عَلَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى وَلَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ عُشُورٌ.

اور نبی ﷺ کا فرمان کہ "مسلمانوں پر جزیہ عشور نہیں" یعنی ذات کا جزیہ اور حدیث میں اس کی وضاحت موجود ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "عشور (جزیہ، ٹیکس) یہود و نصاریٰ پر ہے مسلمانوں پر نہیں۔"

حکم الحدیث: (ضعیف) الجامع الصغیر: ۲۰۵۰، مشکوٰة المصابیح: ٤۰۳۹

تخریج الحدیث: سنن ابو داود : ۳۰۳۲ و ۳۰۵۳، مسند احمد: ۱۹٤۹،۱٦٥٤، مصنف ابن ابی شیبة: ۱۹۷/۳، مسند البزار: ۱۲٥٤

فوائد الحدیث: ۱۔ اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو تمام ادیان پر غالب کرنے کا اعلان فرمایا لہٰذا جہاں کہیں بھی مُسلمانوں کی حکومت ہوگی وہاں اسلامی تعلیمات کے مطابق تمام معاملات حل کیے جائیں یعنی اسلامی نظام کا نفاذ ہوگا۔ یہ مُسلم حکمرانوں کے فرائض میں شامل ہے۔

لہٰذا اسلام کے مقابلے میں کسی بھی دوسرے مذہب کا پرچار یا اس کی شان و شوکت کے اظہار کے لیے کوئی اقدام نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ اسلامی حکومت میں غیر مُسلم، مسلمانوں کے تابع ہو کر رہیں گے اور کسی بھی لحاظ سے اسلام کی عظمت کو چیلنج نہیں کریں گے۔

۲۔ مُسلمانوں کے لیے تو نظام زکوٰۃ ہے جو ان سے دستور کے مطابق وصول کی جائے گی البتہ غیر مُسلم، جزیہ / ٹیکس دے کر اسلامی حکومت میں رہ سکتے ہیں اور مسلمان حکومت ان کے جان و مال کے تحفّظ کی ذمہ دار ہوگی۔ اس دوران اگر کوئی کافر مُسلمان ہو جائے تو اس سے جزیہ وصول نہیں کیا جائے گا بلکہ مُسلمان ہونے کی حَیثیّت سے وہ نظام زکوٰۃ کا پابند ہو جائے گا۔ اگر وہ صاحب نصاب ہے تو وہ زکوٰۃ ادا کرے گا اگر غریب اور فقیر ہے تو اسے مُسلمانوں والے ہی تمام حقوق حاصل ہوں گے۔

۳۔ یہ دونوں روایات اگرچہ سنداً ضعیف ہیں لیکن مسئلہ وہی ہے جو مذکورہ سطور میں بیان کر دیا گیا۔ واللہ اعلم و علمہ اتم

12- بَابُ مَا جَاءَ فِي زَكَاةِ الْحُلِيِّ

زیورات کی زکوٰۃ

635: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الْمُصْطَلِقِ عَنِ ابْنِ أَخِي زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِ اللهِ عَنْ زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَتْ خَطَبَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: "يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ! تَصَدَّقْنَ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ فَإِنَّكُنَّ أَكْثَرُ أَهْلِ جَهَنَّمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ".

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اہلیہ زینب رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا تو فرمایا: "خواتین کی جماعت! صدقہ کیا کرو خواہ اپنے زیورات سے، کیونکہ قیامت کے دن جہنمیوں میں سے زیادہ تر تم ہوگی۔"

حکم الحدیث: (صحیح بِمَا بَعْدَهُ) اخرجه الطبراني في الكبير: ۲٤/ حديث: ۷۲٦

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ۱۸۳٤، مسند احمد: ۲۷۰٤۸،۱٦۰۸۲، صحیح ابن حبان: ٤۲٤۸، صحیح بخاری: ۱٤٦٦، صحیح مسلم: ۱۰۰۰، سنن النسائی: ۹۲/٥-۹۳

636: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الأَعْمَشِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ ابْنِ أَخِي زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِ اللهِ عَنْ زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

ابو وائل، عمرو بن حارث عن زینب (جو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اہلیہ ہیں) کی سند سے نبی ﷺ سے اسی مانند روایت کرتے ہیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ وَهِمَ فِي حَدِيثِهِ فَقَالَ: عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنِ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث ابو معاویہ کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔ ابو معاویہ کو اپنی روایت میں وہم ہوا ہے، اس

ابْنِ أَخِي زَيْنَبَ. وَالصَّحِيحُ إِنَّمَا هُوَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ ابْنِ أَخِي زَيْنَبَ.

نے سند اس طرح بیان کی عن عمرو بن حارث عن ابن اخی زینب، جبکہ صحیح یہ ہے کہ عن عمرو بن حارث ابن اخی زینب۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: "أَنَّهُ رَأَى فِي الْحُلِيِّ زَكَاةً". وَفِي إِسْنَادِ هَذَا الْحَدِيثِ مَقَالٌ.

اور عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے زیورات میں زکوٰۃ کو واجب قرار دیا ہے۔ اس حدیث کی اسناد پر جرح کی گئی ہے۔

وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي ذَلِكَ فَرَأَى بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَالتَّابِعِينَ فِي الْحُلِيِّ زَكَاةً مَا كَانَ مِنْهُ ذَهَبٌ وَفِضَّةٌ.

اہل علم کا اس بارے میں اختلاف ہے، نبی ﷺ کے اصحاب اور تابعین میں سے بعض اہل علم کا موقف یہ ہے کہ جو زیورات سونے اور چاندی کے ہوں ان پر زکوٰۃ ہے۔

وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ. وَقَالَ بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: مِنْهُمُ ابْنُ عُمَرَ وَعَائِشَةُ وَجَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ وَأَنَسُ بْنُ مَالِكٍ لَيْسَ فِي الْحُلِيِّ زَكَاةٌ. وَهَكَذَا رُوِيَ عَنْ بَعْضِ فُقَهَاءِ التَّابِعِينَ وَبِهِ يَقُولُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ.

سفیان ثوری اور عبداللہ بن مبارک رحمہما اللہ یہ موقف رکھتے ہیں۔ جبکہ نبی ﷺ کے بعض اصحاب: سیّدنا ابن عمر، عائشہ، جابر بن عبداللہ اور انس بن مالک رضی اللہ عنہم کا موقف ہے کہ زیورات میں زکوٰۃ نہیں، اسی طرح بعض تابعین فقہاء سے روایت کیا گیا ہے: مالک بن انس، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ١٦٦١، ابن خزيمه: ٢٤٩٣

تخريج الحديث: سنن ابن ماجه: ١٨٣٤، مسند احمد: ١٦٠٨٢، ٢٧٠٤٨، صحيح ابن حبان: ٤٢٤٨، صحيح بخاري: ١٤٦٦، صحيح مسلم: ١٠٠٠، سنن النسائي: ٥/٩٣، ٩٢

فوائد الحديث: سونے چاندی کے زیورات جب نصاب (سونا ساڑھے سات تولے اور چاندی باون تولے،) کو پہنچ جائیں تو ان پر زکوٰۃ فرض ہے۔ جو حضرات اہل علم زیورات پر زکوٰۃ نہیں مانتے ان کا موقف درست نہیں۔

637: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ امْرَأَتَيْنِ أَتَتَا رَسُولَ اللهِ ﷺ وَفِي أَيْدِيهِمَا سُوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ: لَهُمَا أَتُؤَدِّيَانِ زَكَاتَهُ؟ قَالَتَا لَا.
قَالَ: فَقَالَ لَهُمَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَتُحِبَّانِ أَنْ يُسَوِّرَكُمَا اللهُ بِسُوَارَيْنِ مِنْ نَارٍ؟ قَالَتَا: لَا. قَالَ: فَأَدِّيَا زَكَاتَهُ.

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو عورتیں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ ان کے ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن تھے، آپ ﷺ نے ان دونوں سے فرمایا: "کیا تم دونوں اس کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟" انہوں نے عرض کیا نہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: "کیا تم پسند کرتی ہو کہ اللہ تمہیں آگ کے دو کنگن پہنا دے؟" انہوں نے عرض کیا، نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: "تو پھر اس کی زکوٰۃ ادا کرو۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ قَدْ رَوَاهُ الْمُثَنَّى بْنُ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث ہے اسے مثنیٰ ابن صباح

الصَّبَّاحِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ نَحْوَ هَذَا. وَالْمُثَنّٰى بْنُ الصَّبَّاحِ وَابْنُ لَهِيعَةَ يُضَعَّفَانِ فِي الْحَدِيثِ وَلَا يَصِحُّ فِي هَذَا الْبَابِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ شَيْءٌ.

نے عمرو بن شعیب سے اسی مانند روایت کیا ہے۔ مثنیٰ بن صباح اور ابن لہیعہ حدیث میں ضعیف قرار دیے جاتے ہیں اور اس باب میں نبی ﷺ سے کوئی روایت صحیح ثابت نہیں۔

حکم الحدیث: (حسن بِغَيْرِ هٰذَا اللَّفْظِ) الارواء: ۲۹۶/۳، المشكوٰة: ۱۸۰۹، صحيح ابى داؤد: ۱۳۹۷، ضعيف الترمذي: ۹۵

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ۱۵۶۳، سنن النسائی: ۳۷/۵، مسند احمد: ٦٦٦٧

فوائد الحدیث: یہ حدیث نص صریح ہے کہ زیورات پر بھی زکوٰۃ ہے۔ کہ اس میں آپ ﷺ کا حکم ہے۔ فادیا زکوتہ "تو پھر اس کی زکوٰۃ ادا کرو"۔

13- بَابُ مَا جَاءَ فِي زَكَاةِ الْخُضْرَوَاتِ

سبزیوں کی زکوٰۃ

638: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُمَارَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ مُعَاذٍ أَنَّهُ كَتَبَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَسْأَلُهُ عَنِ الْخُضْرَوَاتِ وَهِيَ الْبُقُولُ فَقَالَ: "لَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ".

سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے سبزیوں (کی زکوٰۃ) کے بارے میں پوچھنے کے لیے نبی ﷺ کے نام خط لکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "ان میں کوئی زکوٰۃ نہیں"۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: إِسْنَادُ هَذَا الْحَدِيثِ لَيْسَ بِصَحِيحٍ وَلَيْسَ يَصِحُّ فِي هَذَا الْبَابِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ شَيْءٌ وَإِنَّمَا يُرْوَى هَذَا عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلاً. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنْ لَيْسَ فِي الْخُضْرَوَاتِ صَدَقَةٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس حدیث کی اسناد صحیح نہیں۔ اور اس باب میں نبی ﷺ سے کچھ بھی صحیح ثابت نہیں۔ یہ موسیٰ بن طلحہ کے حوالے سے نبی ﷺ سے مرسل روایت کی گئی ہے۔ اور اہل علم کا اسی پر عمل ہے کہ سبزیوں میں کوئی زکوٰۃ نہیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَالْحَسَنُ هُوَ ابْنُ عُمَارَةَ وَهُوَ ضَعِيفٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ ضَعَّفَهُ شُعْبَةُ وَغَيْرُهُ وَتَرَكَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حسن، یہ ابن عمارہ ہے جو اہل حدیث کے نزدیک ضعیف ہے، شعبہ وغیرہ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے، اور عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے حدیث نہیں لی۔

حکم الحدیث: (صحيح) الارواء: ۲۷۹،۳۔ بعض کہتے ہیں یہ حسن بن عمارہ کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن دارقطني: ۹۷/۲، مصنف عبدالرزاق: ۷۱۸۷، مستدرک الحاکم: ۴۰۱/۱، سنن کبریٰ للبیقهی: ۱۲۹/٤

فوائد الحدیث: سبزیوں کی زکوٰۃ کے متعلق صحیح یہ ہے کہ اگر سبزیاں تجارتی مقاصد کے لیے کاشت کی جائیں تو پھر ان میں زکوٰۃ ہے جو کہ عُشر یا نصف عُشر کی صورت میں وصول کیا جائے گا اور اگر معمولی مقدار میں گھریلو ضروریات کے لئے ہی سبزیاں اگائی گئی ہیں تو پھر ان میں زکوٰۃ نہیں۔

14- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّدَقَةِ فِيمَا يُسْقَى بِالأَنْهَارِ وَغَيْرِهِ

نہری پانی وغیرہ سے سیراب ہونے والی کھیتی میں زکوٰۃ

639: حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى الأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْمَدَنِيُّ حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي ذُبَابٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ وَبُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: "فِيمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْعُيُونُ الْعُشْرُ وَفِيمَا سُقِيَ بِالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ".

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جن (کھیتوں) کو بارش اور چشمے سیراب کرتے ہوں تو ان میں دسواں حصہ ہے، اور جنہیں پانی کھینچ کر سیراب کیا جائے تو ان میں بیسواں حصہ ہے۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَابْنِ عُمَرَ وَجَابِرٍ.

اس باب میں انس بن مالک، ابن عمر اور جابر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الأَشَجِّ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ وَبُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلًا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث بکیر بن عبداللہ بن الاشج عن سلیمان بن یسار و بسر بن سعید عن النبی ﷺ کی سند سے مرسل روایت کی گئی ہے۔ اور گویا کہ یہ زیادہ صحیح ہے۔ اس باب میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کی نبی ﷺ سے روایت صحیح ثابت ہے، اور زیادہ تر فقہاء کا اسی پر عمل ہے۔

وَكَأَنَّ هَذَا أَصَحُّ. وَقَدْ صَحَّ حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي هَذَا الْبَابِ وَعَلَيْهِ الْعَمَلُ عِنْدَ عَامَّةِ الْفُقَهَاءِ.

حکم الحدیث: (صحيح بما بعده) اخرجه الطبراني في الاوسط: ٤٩٤٠

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١٨١٦، صحيح بخاری: ١٤٨٣، صحيح مسلم: ٩٨١، مسند احمد: ١٤٦٦٧

640: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ "أَنَّهُ سَنَّ فِيمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْعُيُونُ أَوْ كَانَ عَثَرِيًّا الْعُشْرُ وَفِيمَا سُقِيَ بِالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ".

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے بارش یا چشموں سے سیراب ہونے والے کھیتوں اور ایسے کھیتوں میں جنہیں پانی کی ضرورت نہیں دسواں حصہ اور جنہیں پانی کھینچ کر سیراب کیا جائے تو ان میں بیسواں حصہ مقرر فرمایا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الطبراني في الاوسط: ٣١٤، الدارقطني: ٢/١٣٠، البيهقي: ١/١٣٠

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ١٤٨٣، سنن ابو داود: ١٥٩٦، سنن ابن ماجه: ١٨١٧، سنن النسائی: ٥/٤١، صحيح ابن حبان: ٣٢٨٥

فوائد الحدیث: تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۶۲۶، ۶۲۷ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

15- بَابُ مَا جَاءَ فِي زَكَاةِ مَالِ الْيَتِيمِ

یتیم کے مال کی زکوٰۃ

641: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْمُثَنَّى بْنِ الصَّبَّاحِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ: "أَلَا مَنْ وَلِيَ يَتِيمًا لَهُ مَالٌ فَلْيَتَّجِرْ فِيهِ وَلَا يَتْرُكْهُ حَتَّى تَأْكُلَهُ الصَّدَقَةُ".

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا تو فرمایا: ''سنو جو کسی یتیم کی سرپرستی کرے اور اس کا مال ہو تو وہ اس میں تجارت کرے اور اسے ایسے ہی نہ چھوڑ رکھے کہ اسے صدقہ ہی کھا جائے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَإِنَّمَا رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَفِي إِسْنَادِهِ مَقَالٌ لِأَنَّ الْمُثَنَّى بْنَ الصَّبَّاحِ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث اس طریق سے روایت کی گئی ہے، اور اس کی اسناد میں جرح کی گئی ہے۔ کیونکہ مثنی بن صباح کو حدیث میں ضعیف قرار دیا گیا ہے۔

وَرَوَى بَعْضُهُمْ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ. فَذَكَرَ هَذَا الْحَدِيثَ.

اور بعض محدثین نے یہ حدیث عمرو بن شعیب سے بیان کی ہے کہ بے شک سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، تو اس حدیث کا ذکر کیا ہے۔

وَقَدِ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي هَذَا الْبَابِ فَرَأَى غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فِي مَالِ الْيَتِيمِ زَكَاةً. مِنْهُمْ عُمَرُ وَعَلِيٌّ وَعَائِشَةُ وَابْنُ عُمَرَ وَبِهِ يَقُولُ مَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ. وَقَالَتْ طَائِفَةٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ لَيْسَ فِي مَالِ الْيَتِيمِ زَكَاةٌ.

اس باب میں اہل علم کا اختلاف ہے، نبی ﷺ کے کئی ایک صحابی مال یتیم میں زکوٰۃ لینے کا موقف رکھتے ہیں، عمر، علی، عائشہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہم اس موقف کے قائل ہیں۔ امام مالک، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔
اہل علم کی ایک جماعت کا موقف ہے کہ یتیم کے مال میں زکوٰۃ نہیں۔

وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ.

سفیان ثوری اور عبداللہ بن مبارک رحمہما اللہ کا یہی موقف ہے۔

وَعَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ هُوَ ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَشُعَيْبٌ قَدْ سَمِعَ مِنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو. وَقَدْ تَكَلَّمَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ فِي حَدِيثِ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ وَقَالَ: هُوَ عِنْدَنَا وَاهٍ. وَمَنْ ضَعَّفَهُ فَإِنَّمَا ضَعَّفَهُ مِنْ قِبَلِ أَنَّهُ يُحَدِّثُ مِنْ صَحِيفَةِ جَدِّهِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَأَمَّا أَكْثَرُ أَهْلِ الْحَدِيثِ فَيَحْتَجُّونَ بِحَدِيثِ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ وَيُثْبِتُونَهُ مِنْهُمْ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ وَغَيْرُهُمَا.

عمرو بن شعیب، یہ محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عاص کے بیٹے ہیں۔ اور شعیب نے اپنے دادا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے سنا ہے۔ یحیی بن سعید نے عمرو بن شعیب کی روایت پر جرح کی ہے اور انہوں نے کہا: وہ ہمارے ہاں ضعیف / کمزور ہے۔ اور جس نے اسے ضعیف قرار دیا ہے اس نے اس وجہ سے اسے ضعیف قرار دیا ہے کہ وہ اپنے دادا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے صحیفے سے بیان کرتے ہیں۔ البتہ اکثر اہل حدیث عمرو بن شعیب کی

روایت سے استدلال کرتے ہیں اور اسے ثابت کرتے ہیں
امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ انہی میں سے ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) الارواء: ۷۸۸۔اس میں مثنیٰ بن الصباح ضعیف ہے۔ضعيف ترمذي: ۹۲

تخریج الحدیث: كتاب الاموال لابی عبيد: ۱۲۹۹، سنن الدارقطنی: ۲/۱۰۹-۱۱۰، سنن كبرىٰ للبيهقی: ٤/١٠٧، شرح السنة: ۱۵۸۹

فوائد الحدیث: ۱۔ یتیم اگر نابالغ ہو لیکن ہے مالدار تو اسکے ولی / سرپرست پر لازم ہے کہ اس کے مال کی زکوٰۃ ادا کرے۔

۲۔ یہ حدیث نص صریح ہے کہ یتیم کے مال سے زکوٰۃ ادا کی جائے گی لہذا جو لوگ کئی ایک تاویلات کے سہارے اس کا انکار کرتے ہیں ان کی رائے درست نہیں۔

۳۔ یتیم کے سرپرست کو چاہئے کہ یتیم کا مال کسی تجارت و کاروبار میں لگائے تاکہ اس میں منافع بھی شامل ہوتا رہے ورنہ ہر سال زکوٰۃ ادا کرنے سے تو چند سالوں میں وہ مال ختم ہو جائے گا۔

16- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْعَجْمَاءَ جُرْحُهَا جُبَارٌ وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ

جانور سے لگنے والے زخم پر کوئی دیت نہیں اور دفینوں میں پانچواں حصہ ہے

642: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: "الْعَجْمَاءُ جُرْحُهَا جُبَارٌ وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَالْبِئْرُ جُبَارٌ وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ".

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَعُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَعَمْرِو بْنِ عَوْفٍ الْمُزَنِيِّ وَجَابِرٍ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: "جانور سے لگنے والے زخم، کان میں دب جانے والے اور کنویں میں گر جانے والے کے لیے کوئی دیت نہیں اور دفینوں میں پانچواں حصہ ہے۔"

اس باب میں انس بن مالک، عبداللہ بن عمرو، عبادہ بن صامت، عمرو بن عوف مزنی اور جابر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الحميدي: ۱۰۷۹، الدارمي: ۱۶۷۵، ابن خزيمه: ۲۳۲۶

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ۱۴۹۹، صحيح مسلم: ۱۷۱۰، سنن ابو داود: ۳۰۸۵، و ٤٥٩٣، سنن ابن ماجه: ۲۵۰۹ و ۲۶۷۳، سنن النسائی: ٥/٤٥، مسند احمد: ۷۲۵٤، صحيح ابن حبان: ٦٠٠٥

فوائد الحدیث: ۱۔ کوئی حیوان / جانور اگر کسی شخص کو ٹکر یا دولتی مار کر زخمی کر دے یا کسی کی فصل وغیرہ اجاڑ دے تو اس کے مالک پر کسی قسم کا کوئی ہرجانہ وغیرہ نہیں بشرطیکہ اس میں مالک کی کوتاہی شامل نہ ہو۔اگر مالک کی کوتاہی ثابت ہو گئی کہ اس نے اسے اچھی طرح سے باندھا نہیں یا راستے میں آتے جاتے اس کی نگرانی صحیح طور پر نہیں کی تو پھر وہ ہر قسم کے نقصان کا ذمہ دار ہو گا، خواہ وہ کسی کا شخصی نقصان ہو یا کھیت میں فصل وغیرہ کا۔ کیونکہ جانور کو شعور و عقل نہیں ہے لہٰذا دوسرے آدمی کی ذمہ داری تھی کہ وہ جانور سے بچ کر رہتا یا اپنے کھیت وغیرہ کی حفاظت کا بندوبست کرتا کیونکہ یہ تو عقل و شعور والا تھا۔

۲۔ معدنیات کی "کان" میں کوئی شخص گر کر فوت یا زخمی ہو جائے، جبکہ مالک نے اس سے بچاؤ کا بندوبست کر رکھا تھا تو پھر مالک ذمہ دار نہیں

بلکہ یہ گرنے والا ذمہ دار ہوگا کہ یہ رکاوٹیں عبور نہ کرتا یا "کان کن" تھا تو مالک کی مہیا کردہ حفاظتی تدابیر اختیار کرتا۔

لیکن اگر مالک نے کوئی ایسا انتظام نہیں کیا تھا کہ جو "کان کنوں" کی حفاظت کے لیے ضروری تھا یا اجنبی لوگوں کے لیے کسی ایسے نشان یا علامت کا بندوبست نہیں کیا تھا کہ جس سے وہ سمجھ جائے کہ آگے خطرہ ہے تو پھر یہ مالک ذمہ دار ہوگا۔

۳۔ یہی حکم کنویں کا ہے کہ اگر کنویں کے مالک کی کوتاہی ہو کہ اس نے راستے میں کنواں کھدوادیا اور اس پر کوئی حفاظتی اقدامات نہیں کئے تو وہ ذمہ دار ہوگا۔ لیکن اگر مالک نے رکاوٹیں وغیرہ لگا کر نشان دہی کر دی تو پھر گرنے والا خود ذمہ دار ہوگا کہ یہ اس کی اپنی حماقت کا نتیجہ ہے اور وہاں اور کچھ نہیں تو مٹی کے بڑے بڑے ڈھیر ہی کنویں کی موجودگی کی دلیل تھے۔

۴۔ کسی شخص کو زمین سے پرانا "دفینہ" مل گیا کہ جس میں سونا چاندی یا اور کسی قسم کا مال تھا اور اس کے مالک کے متعلق کوئی علم وغیرہ بھی نہیں تو اس میں سے پانچواں حصہ بیت المال میں جمع کروا کر باقی وہ اپنے تصرف میں لے سکتا ہے۔

17- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخَرْصِ

غلے کی پیداوار کا اندازہ لگانا

643: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنِي خُبَيْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ مَسْعُودِ بْنِ نِيَارٍ يَقُولُ جَاءَ سَهْلُ بْنُ أَبِي حَثْمَةَ إِلَى مَجْلِسِنَا فَحَدَّثَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ "إِذَا خَرَصْتُمْ فَخُذُوا وَدَعُوا الثُّلُثَ فَإِنْ لَمْ تَدَعُوا الثُّلُثَ فَدَعُوا الرُّبُعَ".

سیّدنا سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: "جب تم پیداوار کا اندازہ کرو تو (عشر وغیرہ) لو، اور تہائی (پیداوار) کو چھوڑ دو اور اگر تہائی نہ چھوڑو تو پھر چوتھائی چھوڑ دو۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَعَتَّابِ بْنِ أَسِيدٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدہ عائشہ، عتاب بن اسید اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَالْعَمَلُ عَلَى حَدِيثِ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي الْخَرْصِ وَبِحَدِيثِ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ يَقُولُ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ. وَالْخَرْصُ إِذَا أَدْرَكَتِ الثِّمَارُ مِنَ الرُّطَبِ وَالْعِنَبِ مِمَّا فِيهِ الزَّكَاةُ بَعَثَ السُّلْطَانُ خَارِصًا يَخْرُصُ عَلَيْهِمْ. وَالْخَرْصُ أَنْ يَنْظُرَ مَنْ يُبْصِرُ ذٰلِكَ فَيَقُولُ: يَخْرُجُ مِنْ هٰذَا مِنَ الزَّبِيبِ كَذَا وَكَذَا وَمِنَ التَّمْرِ كَذَا وَكَذَا فَيُحْصَى عَلَيْهِمْ وَيَنْظُرُ مَبْلَغَ الْعُشْرِ مِنْ ذٰلِكَ فَيُثْبِتُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ يُخَلِّي بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الثِّمَارِ فَيَصْنَعُونَ مَا أَحَبُّوا فَإِذَا أَدْرَكَتِ الثِّمَارُ أُخِذَ مِنْهُمْ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اکثر اہل علم کا اندازہ کرنے کے بارے میں سہل ابن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ کی روایت پر عمل ہے۔ امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ بھی اس حدیث کی وجہ سے یہی فرماتے ہیں۔ اندازہ کرنا یہ ہے کہ جب پھل کھجور اور انگور وغیرہ جن میں زکوٰۃ واجب ہے پکنے کے قریب ہوں تو حاکم کسی اندازہ کرنے والے کو بھیجے اور وہ ان کا اندازہ لگائے، اور اندازہ یہ ہے کہ اس کی مہارت رکھنے والا شخص پھلوں کو دیکھ کر کہے: کہ یہ منقیٰ اتنا اور اتنا تیار ہوگا اور یہ کھجوریں اتنی اور اتنی ہوں گی، وہ ان کا شمار کرتا ہے، اور وہ اس پیداوار پر عشر کا اندازہ کر کے ان پر مقرر

الْعُشْرُ. هٰكَذَا فَسَّرَهُ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهٰذَا يَقُولُ مَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ.

کر دیتا ہے، اور انہیں پھلوں کے متعلق اختیار دے دیتا ہے کہ وہ جیسے چاہیں کریں۔ پس جب پھل پک کر تیار ہو جائیں تو ان سے عشر لے لیا جاتا ہے، بعض اہل علم نے اسے اسی طرح بیان کیا ہے۔ امام مالک، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) ضعیف ابی داؤد: ٢٨١، الضعیفة: ٢٥٥٦۔ اس میں عبدالرحمن مجہول ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٦٠٥، سنن النسائی: ٤٢/٥، مسند احمد: ١٥٧١٣، صحیح ابن حبان: ٣٢٨٠

644: حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرٍو مُسْلِمُ بْنُ عَمْرٍو الْحَذَّاءُ الْمَدَنِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نَافِعٍ الصَّائِغُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ صَالِحٍ التَّمَّارِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ عَتَّابِ بْنِ أَسِيدٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "كَانَ يَبْعَثُ عَلَى النَّاسِ مَنْ يَخْرُصُ عَلَيْهِمْ كُرُومَهُمْ وَثِمَارَهُمْ". وَبِهٰذَا الْإِسْنَادِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: فِي زَكَاةِ الْكُرُومِ إِنَّهَا تُخْرَصُ كَمَا يُخْرَصُ النَّخْلُ ثُمَّ تُؤَدَّى زَكَاتُهُ زَبِيبًا كَمَا تُؤَدَّى زَكَاةُ النَّخْلِ تَمْرًا.

سیّدنا عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کسی ایسے شخص کو لوگوں کے پاس بھیجتے تھے جو ان کے انگوروں اور پھلوں کا اندازہ کرتے تھے، اور اس اسناد سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے انگوروں کی زکوٰۃ کے بارے میں فرمایا: "ان کا اندازہ بھی اسی طرح لگایا جائے گا جس طرح کھجوروں کا اندازہ لگایا جاتا ہے، پھر ان (انگوروں) کی زکوٰۃ منقے کی صورت میں ادا کی جائے گی جس طرح کھجور کی زکوٰۃ خشک کھجور کی صورت میں ادا کی جاتی ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

وَقَدْ رَوَى ابْنُ جُرَيْجٍ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ. وَسَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هٰذَا الْحَدِيثِ، فَقَالَ: حَدِيثُ ابْنِ جُرَيْجٍ غَيْرُ مَحْفُوظٍ وَحَدِيثُ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ عَتَّابِ بْنِ أَسِيدٍ أَثْبَتُ وَأَصَحُّ.

ابن جریج نے اس حدیث کو ابن شہاب عن عروہ عن عائشہ کی سند سے روایت کیا ہے، اور میں نے محمد (امام بخاری) رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: ابن جریج کی حدیث محفوظ نہیں، اور سعید بن مسیب کی عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ سے مروی روایت زیادہ ثابت اور زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) الارواء: ٨٠٧، ضعیف ابی داؤد: ٢٨٠، سعید بن مسیب کی عتاب بن اسید سے ملاقات ثابت نہیں۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٦٠٤،٣٤١٥۔ سنن ابن ماجه: ١٨١٩، صحیح ابن حبان: ٣٢٧٨،

مسند احمد: ١٤١٦١

فوائد الحدیث: ١۔ "خرص" اندازہ و تخمینہ یہ ہے کہ پھل ابھی درختوں پر موجود ہے اور مکمل تیار نہیں ہوا تو کوئی تجربہ کار آدمی اس کو دیکھ کر اندازہ لگائے گا کہ یہ پک کر جب تیار ہو گا تو پھر اس کی مقدار کتنی ہو گی۔ پھر اتنی مقدار میں سے بھی ایک تہائی یا چوتھائی (کیونکہ بعض اوقات اندازہ لگانے والا بالکل کھینچ کر پورا پورا اندازہ لگاتا ہے اور بعض اوقات وہ سرسری انداز میں تخمینہ لگا دیتا ہے۔ لہٰذا حالات کے موافق فیصلہ کیا جا سکتا ہے کہ ایک تہائی چھوڑنا ہے یا چوتھائی) چھوڑ کر باقی میں سے عُشر یا نصف عُشر ادا کیا جائے گا۔

۲۔ تخمینے کے بعد بھی تہائی یا چوتھائی کی مقدار چھوڑ دینا اسلام کی کمال خوبی ہے کہ اس نے مالک کے مفادات کا تحفّظ کیا ہے کیونکہ ایک تو اندازہ، اندازہ ہی ہوتا ہے۔ اسے حتمی قرار نہیں دیا جاسکتا، دوسرا بعض اوقات پھل خراب ہو جاتا ہے یا جانور وغیرہ بھی کھا جاتے ہیں۔ اس لیے کچھ مقدار چھوڑ دی گئی تاکہ مالک کو نقصان نہ ہو۔ سبحان اللہ

18- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعَامِلِ عَلَى الصَّدَقَةِ بِالْحَقِّ

حق کے ساتھ صدقہ وصول کرنے والا

645: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ [ح] وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ: "يَقُولُ الْعَامِلُ عَلَى الصَّدَقَةِ بِالْحَقِّ كَالْغَازِي فِي سَبِيلِ اللهِ حَتَّى يَرْجِعَ إِلَى بَيْتِهِ".

سیّدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "حق کے ساتھ زکوٰۃ وصول کرنے والا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے حتیٰ کہ وہ اپنے گھر واپس آجائے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَيَزِيدُ بْنُ عِيَاضٍ ضَعِيفٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ. وَحَدِيثُ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ أَصَحُّ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ یزید بن عیاض اہل الحدیث کے نزدیک ضعیف ہے، اور محمد بن اسحاق کی روایت زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) اخرجه ابن خزيمه: ٢٢٣٤، الحاكم: ١/٤٠٦

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٩٣٦، سنن ابن ماجه: ١٨٠٩، مسند احمد: ١٧٢٨٥

فوائد الحدیث: جو کام بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اخلاص سے کیا جائے تو اللہ تعالیٰ اس میں اجر ضائع نہیں فرماتے خواہ وہ کام چھوٹا ہو یا بڑا۔ اسی طرح بیت المال کے لیے زکوٰۃ، عُشر وغیرہ جمع کرنا اتنا بڑا اجر و ثواب ہے کہ جیسے آدمی جہاد کے لئے نکلا ہوا ہو۔

19- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُعْتَدِي فِي الصَّدَقَةِ

زکوٰۃ کے معاملے میں زیادتی کرنے والا

646: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: "الْمُعْتَدِي فِي الصَّدَقَةِ كَمَانِعِهَا".

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَأُمِّ سَلَمَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "زکوٰۃ (وصول کرنے) کے معاملے میں زیادتی کرنے والا زکوٰۃ روک لینے والے کی طرح ہے۔"

اس باب میں سیّدنا ابن عمر، ام سلمہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کی روایت اس طریق سے غریب ہے۔

وَقَدْ تَكَلَّمَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ فِي سَعْدِ بْنِ سِنَانٍ. وَهَكَذَا يَقُولُ: اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ. وَيَقُولُ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ وَابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ سِنَانِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَنَسٍ. قَالَ: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ وَالصَّحِيحُ سِنَانُ بْنُ سَعْدٍ.

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے سعد بن سنان پر جرح کی ہے۔ اسی طرح بیان کرتے ہیں لیث بن سعد عن یزید بن ابی حبیب عن سعد بن سنان عن انس بن مالک۔ اور عمرو بن حارث اور ابن لہیعہ عن یزید بن ابی حبیب عن سنان بن سعد عن انس روایت کرتے ہیں۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے سنان بن سعد صحیح ہے (یعنی سعد بن سنان درست نہیں)

وَقَوْلُهُ الْمُعْتَدِي فِي الصَّدَقَةِ كَمَانِعِهَا يَقُولُ: عَلَى الْمُعْتَدِي مِنَ الْإِثْمِ كَمَا عَلَى الْمَانِعِ إِذَا مَنَعَ.

اور "زکوٰۃ میں زیادتی کرنے والا زکوٰۃ روک لینے والے کی طرح ہے۔" اس سے مراد گناہ گار ہونے کے حوالے سے ہے، کہ جس طرح زکوٰۃ روک لینے والا گناہ گار ہے اسی طرح زکوٰۃ وصول کرنے والا اگر زیادتی کرے تو وہ بھی گناہ گار ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) بعض کہتے ہیں اس کی سند سعد بن سنان کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ۱۵۸۵، سنن ابن ماجه: ۱۸۰۸

فوائد الحدیث: جس طرح زکوٰۃ وغیرہ وصول کر کے بیت المال کو مضبوط کرنا کہ اس سے اسلامی لشکروں اور ضرورت مند مسلمانوں کی ضروریات پوری ہوں بہت بڑے اجر کا باعث ہے۔ اسی طرح زکوٰۃ کی وصولی میں زیادتی کرنا، حق سے زیادہ وصول کرنا یا اچھا اور عمدہ مال زکوٰۃ کی مد میں لے لینا یا پھر اس کا خرچ صحیح نہ کرنا وغیرہ بھی بہت بڑے گناہ کا باعث ہے کہ اس کے اس طرز عمل میں لوگ یا تو زکوٰۃ دیں گے ہی نہیں یا پھر اس کی ادائیگی میں غیر مطمئن ہونے کی وجہ سے خیانت کریں گے لہٰذا اس کا ذمہ دار یہ زکوٰۃ کی وصولی میں زیادتی کرنے والا ہے۔ اور اس کا اتنا بڑا جرم ہے جتنا بڑا زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے کا جرم۔

20- بَابُ مَا جَاءَ فِي رِضَا الْمُصَدِّقِ

صدقہ وصول کرنے والے کی رضامندی

647: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ مُجَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَرِيرٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "إِذَا أَتَاكُمُ الْمُصَدِّقُ فَلَا يُفَارِقَنَّكُمْ إِلَّا عَنْ رِضًا".

سیّدنا جریر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، نبی ﷺ نے فرمایا: "جب صدقہ وصول کرنے والا تمہارے پاس آئے تو وہ تم سے اس حال میں جدا ہو کہ وہ خوش ہو۔"

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الحميدي: ۷۹۶، الدارمي: ۱۶۷۸، ابن خزيمه: ۲۳۴۱

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ۹۸۹ و ص: ۱۷۷، ۷۵۷، سنن ابو داود: ۱۵۸۹، سنن ابن ماجه: ۱۸۰۲، سنن النسائی: ۵/۳۱، مسند احمد: ۱۹۱۸۷

648: حَدَّثَنَا أَبُو عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ دَاوُدَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَرِيرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِهِ.

سفیان بن عیینہ نے داؤد عن الشعبی عن جریر کی سند سے نبی ﷺ سے اسی مانند روایت کیا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ دَاوُدَ عَنِ الشَّعْبِيِّ أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ مُجَالِدٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: داود کی شعبی سے روایت مجالد کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔

وَقَدْ ضَعَّفَ مُجَالِدًا بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ وَهُوَ كَثِيرُ الْغَلَطِ.

بعض اہل علم نے مجالد کو ضعیف قرار دیا ہے۔ اور وہ کثیر الغلط ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں گزشتہ حدیث۔

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٩٨٩ و ص:١٧٧،٧٥٧، سنن ابو داود: ١٥٨٩، سنن ابن ماجه: ١٨٠٢، سنن النسائي: ٥/٣١، مسند احمد: ١٩١٨٧

فوائد الحدیث: اسلام کی یہ خوبی ہے کہ یہ عدل وانصاف اور خیر خواہی کا دین ہے ایک طرف اگر صدقہ وصول کرنے والے کو زیادتی و ظلم کرنے سے روکا ہے تو دوسری طرف زکوٰۃ دینے والوں کو بھی ترغیب دلائی اور حکم دیا ہے کہ تم نے زکوٰۃ وصول کرنے والے کے ظلم یا عدل کا فیصلہ اپنی پسند یا ناپسند کی بنا پر نہیں کرنا بلکہ تمہاری ذمہ داری ہے کہ تم اسے خوش کرو اور وہ حساب کرنے کے بعد جتنی زکوٰۃ کا مطالبہ کرے وہ بخوشی ادا کرنی ہے۔

سیّدنا جریر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث سنی ہے اس کے بعد میرے پاس جو بھی زکوٰۃ وصول کرنے آیا ہے وہ راضی ہو کر ہی واپس ہو گیا ہے۔ (سنن نسائی ۱/۲۷۸ کتاب الزکوٰۃ)

21- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الصَّدَقَةَ تُؤْخَذُ مِنَ الأَغْنِيَاءِ فَتُرَدُّ فِي الْفُقَرَاءِ

صدقہ مال داروں سے لیا جائے گا اور ناداروں کو دے دیا جائے گا

649: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَعِيدٍ الْكِنْدِيُّ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ أَشْعَثَ عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: "قَدِمَ عَلَيْنَا مُصَدِّقُ النَّبِيِّ ﷺ فَأَخَذَ الصَّدَقَةَ مِنْ أَغْنِيَائِنَا فَجَعَلَهَا فِي فُقَرَائِنَا وَكُنْتُ غُلَامًا يَتِيمًا فَأَعْطَانِي مِنْهَا قَلُوصًا".

سیّدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، نبی ﷺ کی طرف سے صدقہ وصول کرنے والا شخص ہمارے پاس آیا تو اس نے ہمارے مال دار افراد سے صدقہ وصول کیا اور اسے ہمارے نادار افراد میں تقسیم کر دیا، اور میں یتیم لڑکا تھا تو اس نے اس میں سے ایک اونٹنی مجھے بھی دی۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

اس باب میں سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي جُحَيْفَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) اس میں اشعث ضعیف راوی ہے۔ ضعيف الترمذي: ٩٩

تخریج الحدیث: مصنف ابن ابی شیبة: ٣/٢٠٤-٢٠٥، صحيح ابن خزيمه: ٢٣٦٢، و ٢٣٧٩،

معجم الكبير للطبرانی: ٢٢/٢٧٥ و ٢٧٦ و ٢٧٧، سنن الدارقطنی: ١٣٦/٢

فوائد الحدیث: بہتر اور افضل یہی ہے کہ جس علاقے یا شہر کے لوگوں سے زکوٰۃ وصول کی جائے اسی شہر یا علاقے کے غرباء، مساکین اور ضرورت مندوں میں اسے تقسیم کیا جائے۔ لیکن اگر کسی دوسرے علاقے میں بھی بھیج دی جائے تو جائز ہے۔ جیسا کہ کئی ایک صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

22- بَابُ مَا جَاءَ مَنْ تَحِلُّ لَهُ الزَّكَاةُ

کسے زکوٰۃ لینا جائز ہے

650: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا شَرِيكٌ. وَقَالَ: عَلِيٌّ أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ وَالْمَعْنَى وَاحِدٌ عَنْ حَكِيمِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: "مَنْ سَأَلَ النَّاسَ وَلَهُ مَا يُغْنِيهِ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَسْأَلَتُهُ فِي وَجْهِهِ خُمُوشٌ أَوْ خُدُوشٌ أَوْ كُدُوحٌ. قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَمَا يُغْنِيهِ؟ قَالَ: خَمْسُونَ دِرْهَمًا أَوْ قِيمَتُهَا مِنَ الذَّهَبِ".

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے لوگوں سے مانگا جبکہ اس کے پاس اس قدر ہے جو اسے بے نیاز کر دے تو قیامت کے دن اس کا سوال اس کے چہرے میں خراشوں اور زخموں کی صورت میں ظاہر ہوگا!" عرض کیا گیا، اللہ کے رسول! کتنی مقدار اسے بے نیاز (کفایت) کر سکتی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "پچاس درہم یا اتنی قیمت کا سونا۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو.

اس باب سیّدنا میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَقَدْ تَكَلَّمَ شُعْبَةُ فِي حَكِيمِ بْنِ جُبَيْرٍ مِنْ أَجْلِ هَذَا الْحَدِيثِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت حسن ہے۔ شعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی وجہ سے حکیم بن جبیر پر جرح کی ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) صحیح ابی داؤد: ١٤٣٨، المشكوٰة: ١٨٤٧۔ بعض کہتے ہیں یہ حکیم بن جبیر کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٦٢٦، سنن ابن ماجه: ١٨٤٠، سنن النسائی: ٩٧/٥

651: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَكِيمِ بْنِ جُبَيْرٍ بِهٰذَا الْحَدِيثِ. فَقَالَ: لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ صَاحِبُ شُعْبَةَ لَوْ غَيْرُ حَكِيمٍ حَدَّثَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ. فَقَالَ لَهُ سُفْيَانُ وَمَا لِحَكِيمٍ لَا يُحَدِّثُ عَنْهُ شُعْبَةُ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ سُفْيَانُ سَمِعْتُ زُبَيْدًا يُحَدِّثُ بِهٰذَا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ. وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ أَصْحَابِنَا وَبِهِ يَقُولُ

یہ حدیث ہم کو محمود بن غیلان نے یحییٰ بن آدم سے انہوں نے سفیان عن حکیم بن جبیر بیان کی۔ تو ان سے شعبہ کے شاگرد عبداللہ بن عثمان نے کہا کہ اگر وہ یہ حدیث حکیم کے علاوہ کسی اور سے بیان کرتے تو سفیان نے جواب دیا کہ حکیم کو کیا ہے کیا شعبہ ان سے روایت نہیں کرتے تو وہ کہنے لگے: ہاں۔ تو سفیان نے بیان کیا کہ میں نے زبیر کو سنا وہ اس حدیث کو محمد بن عبدالرحمٰن بن یزید سے بیان کرتے ہیں۔

الثَّوْرِيُّ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ. قَالُوا إِذَا كَانَ عِنْدَ الرَّجُلِ خَمْسُونَ دِرْهَمًا لَمْ تَحِلَّ لَهُ الصَّدَقَةُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہمارے بعض اصحاب الحدیث کا اسی پر عمل ہے، امام ثوری، عبداللہ بن مبارک، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا بھی یہی موقف ہے، انہوں نے کہا: جب آدمی کے پاس پچاس درہم ہوں تو اس کے لیے زکوٰۃ لینا جائز نہیں۔

قَالَ: وَلَمْ يَذْهَبْ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِلَى حَدِيثِ حَكِيمِ بْنِ جُبَيْرٍ وَوَسَّعُوا فِي هَذَا وَقَالُوا إِذَا كَانَ عِنْدَهُ خَمْسُونَ دِرْهَمًا أَوْ أَكْثَرُ وَهُوَ مُحْتَاجٌ فَلَهُ أَنْ يَأْخُذَ مِنَ الزَّكَاةِ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَغَيْرِهِ مِنْ أَهْلِ الْفِقْهِ وَالْعِلْمِ.

بعض اہل علم نے حکیم بن جبیر کی روایت کو اختیار نہیں کیا اور انہوں نے اس سے گنجائش پیدا کی ہے اور انہوں نے کہا: جب اس کے پاس پچاس درہم یا اس سے زائد ہوں اور وہ محتاج ہو تو اسے زکوٰۃ لینا جائز ہے۔ اور یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اہل فقہ و علم کا موقف ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں گزشتہ حدیث۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٦٢٦، سنن ابن ماجه: ١٨٤٠، سنن النسائي: ٩٧/٥

فوائد الحدیث: (۱) قیامت کے روز کچھ لوگ اپنے بعض گناہوں کی وجہ سے خصوصی حالت و کیفیت میں آئیں گے جس سے معلوم ہو جائے گا کہ یہ شخص فلاں جرم کا مرتکب ہوا ہے اگرچہ اس کا حساب تو بعد میں ہو گا مثلاً:

۱- سود خور حشر کے میدان میں اس طرح آئے گا جیسا کہ پاگل ہوتے ہیں (البقرہ)

۲- ایک سے زائد بیویوں والا جو ان کے درمیان عدل نہیں کرتا ہو گا وہ اس حالت میں آئے گا کہ اس کی ایک جانب مفلوج ہو گی۔ (نسائی)

۳- اسی طرح جو شخص بغیر حق کے بھیک مانگنے والا ہو گا وہ قیامت کے دن اس حالت میں ہو گا کہ اس کا چہرہ زخمی ہو گا یا اس کے منہ پر گوشت نہیں ہو گا۔ اسے دیکھنے سے معلوم ہو جائے گا کہ یہ دنیا میں پیشہ ور بھکاری تھا حالانکہ یہ کما کر کھا سکتا تھا لیکن محنت مزدوری کرنے کی بجائے بھیک مانگا کرتا تھا۔

۴- جو شخص بھی محنت مزدوری کرتا ہے لیکن اس کی آمدن سے اس کے جائز اخراجات بھی پورے نہیں ہوتے تو ایسے شخص کے لئے سوال کرنا جائز ہو جاتا ہے بشرطیکہ وہ فضول خرچی اور نشہ وغیرہ کرنیوالا نہ ہو۔

23- بَابُ مَا جَاءَ مَنْ لَا تَحِلُّ لَهُ الصَّدَقَةُ

کسے زکوٰۃ لینا جائز نہیں

652: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ سَعِيدٍ [ح] وَحَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ رَيْحَانَ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِيٍّ وَلَا

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "مال دار شخص اور طاقت ور تندرست شخص کے لیے زکوٰۃ لینا جائز نہیں۔"

لِذِي مِرَّةٍ سَوِيٍّ".

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَحُبْشِيِّ بْنِ جُنَادَةَ وَقَبِيصَةَ بْنِ مُخَارِقٍ

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو حَدِيثٌ حَسَنٌ.

وَقَدْ رَوَى شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ هَذَا الْحَدِيثَ بِهَذَا الإِسْنَادِ وَلَمْ يَرْفَعْهُ.

وَقَدْ رُوِيَ فِي غَيْرِ هَذَا الْحَدِيثِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ "لَا تَحِلُّ الْمَسْأَلَةُ لِغَنِيٍّ وَلَا لِذِي مِرَّةٍ سَوِيٍّ".

اس باب میں سیّدنا ابوہریرہ، حبشی بن جنادہ اور قبیصہ بن مخارق رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی روایت حسن ہے۔

شعبہ نے اس حدیث کو اس اسناد سے سعد بن ابراہیم سے روایت کیا لیکن اسے مرفوع روایت نہیں کہا۔

نبی ﷺ سے اس کے علاوہ حدیث میں روایت کیا گیا ہے کہ "مال دار شخص کے لیے مانگنا جائز ہے نہ طاقت ور تندرست شخص کے لیے۔"

وَإِذَا كَانَ الرَّجُلُ قَوِيًّا مُحْتَاجًا وَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ شَيْءٌ فَتُصُدِّقَ عَلَيْهِ أَجْزَأَ عَنِ الْمُتَصَدِّقِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ وَوَجْهُ هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلَى الْمَسْأَلَةِ.

جب آدمی طاقت ور محتاج ہو اور اس کے پاس کوئی چیز نہ ہو اور اس پر صدقہ کیا جائے تو اہل علم کے ہاں صدقہ کرنے والے کی طرف وہ صدقہ کفایت کر جائے گا۔ بعض اہل علم کے ہاں اس حدیث کی وجہ سوال کرنے پر ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) المشكوٰة: ١٤٤٤، الارواء: ٨٧٧، اخرجه ابن شيبة: ٣/٦٧٠، الحاكم: ١/٤٠٧، والبيهقي: ٧/١٣

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٦٣٤، مسند احمد: ٦٥٣٠، مسند احمد: ٨٩٠٨، ١١٢٦٨، ١٦٥٩٤

653: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَعِيدٍ الْكِنْدِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُجَالِدٍ عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ عَنْ حُبْشِيِّ بْنِ جُنَادَةَ السَّلُولِيِّ قَالَ: "سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَهُوَ وَاقِفٌ بِعَرَفَةَ أَتَاهُ أَعْرَابِيٌّ فَأَخَذَ بِطَرَفِ رِدَائِهِ فَسَأَلَهُ إِيَّاهُ فَأَعْطَاهُ وَذَهَبَ فَعِنْدَ ذٰلِكَ حَرُمَتِ الْمَسْأَلَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: "إِنَّ الْمَسْأَلَةَ لَا تَحِلُّ لِغَنِيٍّ وَلَا لِذِي مِرَّةٍ سَوِيٍّ إِلَّا لِذِي فَقْرٍ مُدْقِعٍ أَوْ غُرْمٍ مُفْظِعٍ وَمَنْ سَأَلَ النَّاسَ لِيُثْرِيَ بِهِ مَالَهُ كَانَ خُمُوشًا فِي وَجْهِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَرَضْفًا يَأْكُلُهُ مِنْ جَهَنَّمَ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُقِلَّ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُكْثِرْ".

سیّدنا حبشی بن جنادہ سلولی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو حجۃ الوداع کے موقع پر فرماتے ہوئے سنا جبکہ آپ عرفات میں وقوف کیے ہوئے تھے۔ ایک اعرابی آپ ﷺ کے پاس آیا تو اس نے آپ ﷺ کی چادر کا کنارہ پکڑا اور آپ ﷺ سے اسی کو مانگ لیا تو آپ ﷺ نے وہی اسے عطا فرما دی اور وہ چلا گیا، اس موقع پر مانگنا حرام قرار دے دیا گیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مال دار شخص کے لیے سوال کرنا حلال ہے نہ طاقت ور تندرست شخص کے لیے، مگر انتہا درجے کے فقر یا انتہائی مقروض شخص کے لیے اور جس نے لوگوں سے مانگا تاکہ وہ اس کے ذریعے اپنا مال بڑھائے تو وہ قیامت کے دن اس کے چہرے پر خراشوں کی طرح ظاہر ہوگا اور جہنم کا گرم پتھر ہے جسے وہ کھاتا ہے، پس جو چاہے کم کر لے اور جو چاہے

زیادہ کرلے۔"

حکم الحدیث: (ضعیف) الارواء: ۳/۳۸۳۔اس میں مجالد راوی ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مصنف ابن ابی شیبة: ۳/۲۰۷ و ۲۰۹ و ۲۱۰، و ۱٤/۲۷٤، مسند احمد: ۱۷۵۰۸، الآحاد والمثاني: ۱۵۱۲ و ۱۵۱۳، صحیح ابن خزیمة: ۲٤٤٦، شرح معاني الآثار: ۲/۱۹، معجم الکبیر للطبراني: ۳۵۰٤-۳۵۰۸، شرح السنة: ۱٦۲۳

654: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحِيمِ بْنِ سُلَيْمَانَ نَحْوَهُ.

یحییٰ بن آدم نے عبدالرحیم بن سلیمان کے حوالے سے اسی مانند روایت کیا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث اس طریق سے غریب ہے۔

تخریج الحدیث: مصنف ابن ابی شیبة: ۳/۲۰۷ و ۲۰۹ و ۲۱۰، و ۱٤/۲۷٤، مسند احمد: ۱۷۵۰۸، الآحاد والمثاني: ۱۵۱۲ و ۱۵۱۳، صحیح ابن خزیمة: ۲٤٤٦، شرح معاني الآثار: ۲/۱۹، معجم الکبیر للطبراني: ۳۵۰٤-۳۵۰۸، شرح السنة: ۱٦۲۳

فوائد الحدیث: ۱۔ جو شخص صحیح الاعضاء یعنی صحیح سالم ہو اور طاقتور بھی اس کے لیے مانگنا جائز نہیں کیونکہ وہ محنت مزدوری کرکے کما سکتا ہے۔

۲۔ مالدار شخص کے لیے بھی سوال کرنا درست نہیں کیونکہ اسے ضرورت تو ہے نہیں وہ خواہ مخواہ مال جمع کرنے کے لیے لالچ کرتے ہوئے مانگتا ہے اور غرباء و مساکین کا حق بھی غصب کر جاتا ہے۔

۳۔ حکومت یا سرکاری و غیر سرکاری اداروں کی طرف سے غرباء و مساکین کے لیے جو صدقہ و خیرات تقسیم کیا جاتا ہے، تو بعض ذمہ داران ایسے فنڈز ہڑپ کر جاتے ہیں یا پھر سیاسی تعلق یا قرابت داری کی وجہ سے غیر مستحق لوگوں میں تقسیم کر دیتے ہیں ایسا مال لینے اور دینے والے دونوں فریقوں کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے اور احادیث میں مذکورہ وعید کو سامنے رکھتے ہوئے ایسی حرکتوں سے باز آنا چاہیے۔

24- بَابُ مَا جَاءَ مَنْ تَحِلُّ لَهُ الصَّدَقَةُ مِنَ الْغَارِمِينَ وَغَيْرِهِمْ

مقروض وغیرہ میں سے کس کے لیے صدقہ لینا جائز ہے

655: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الأَشَجِّ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: أُصِيبَ رَجُلٌ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي ثِمَارٍ ابْتَاعَهَا فَكَثُرَ دَيْنُهُ فَقَالَ: رَسُولُ اللهِ ﷺ "تَصَدَّقُوا عَلَيْهِ". فَتَصَدَّقَ النَّاسُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَبْلُغْ ذَلِكَ وَفَاءَ دَيْنِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ "لِغُرَمَائِهِ خُذُوا مَا وَجَدْتُمْ وَلَيْسَ لَكُمْ إِلَّا ذَلِكَ".

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک شخص نے پھل خریدے، اس تجارت میں اسے خسارہ ہوا تو اس کا قرض بہت زیادہ ہو گیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اس پر صدقہ کرو" لوگوں نے اس پر صدقہ کیا لیکن وہ اس کے قرض کی ادائیگی جتنا نہ ہوا، تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے قرض خواہوں سے فرمایا: "جو ملا ہے وہ لے لو، تمہارے لیے یہی کچھ ہے"۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَجُوَيْرِيَةَ وَأَنَسٍ.

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدہ عائشہ، جویریہ

اور انس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي سَعِيدٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو سعید رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٣١٨/٧، ابن الجارود: ١٠٢٧، والحاكم: ٤١/٢

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٥٥٦، سنن ابو داود: ٣٤٦٩، سنن ابن ماجه: ٢٣٥٦، سنن النسائی: ٢٦٥/٧ و ٣١٢، مسند احمد: ١١٣١٧، وشرح مشكل الآثار: ١٨٧٩، صحيح ابن حبان: ٥٠٣٣

فوائد الحدیث: ۱۔ اگر کوئی کاروبار، تجارت وغیرہ میں اس قدر خسارے کا شکار ہو جائے کہ وہ اپنے دوسرے ذرائع آمدن سے بھی وہ خسارہ یا گھاٹا پورا نہ کر سکتا ہو تو اس کے لیے صدقہ خیرات لینا اس حد تک جائز ہے کہ وہ قرض ادا کر لے اور اپنے پاؤں پر کھڑا ہو جائے کہ جس سے وہ گزارہ کر سکتا ہو۔ اس سے زیادہ اس کے لیے بھی مانگنا جائز نہیں۔

۲۔ اسی طرح اگر کسی نے ضمانت دی لیکن اصل شخص بھاگ گیا یا انکاری ہو گیا اور وہ ضمانت اور چٹی اسے پڑ گئی جبکہ یہ خود اپنے وسائل سے اس کی ادائیگی نہ کر سکتا ہو تو یہ بھی زکوٰۃ لے کر اس چٹی کو پورا کر سکتا ہے۔

۳۔ دیوالیہ ہونے یا چٹی پڑ جانے کی صورت میں قرض خواہوں کو بھی اس مقروض سے تعاون کرنا چاہئے کہ وہ اپنی استطاعت کے مطابق قرض میں کمی کر دیں۔

25- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الصَّدَقَةِ لِلنَّبِيِّ ﷺ وَأَهْلِ بَيْتِهِ وَمَوَالِيهِ

نبی ﷺ، آپ ﷺ کے اہل بیت اور آپ ﷺ کے آزاد کردہ غلاموں کے لیے صدقہ لینے کی ممانعت

656: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَيُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ الضُّبَعِيُّ السَّدُوسِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ حَكِيمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ "إِذَا أُتِيَ بِشَيْءٍ سَأَلَ أَصَدَقَةٌ هِيَ أَمْ هَدِيَّةٌ؟" فَإِنْ قَالُوا: صَدَقَةٌ لَمْ يَأْكُلْ وَإِنْ قَالُوا: هَدِيَّةٌ أَكَلَ".

بہز بن حکیم اپنے والد سے اور وہ اس کے دادا سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جب کوئی چیز پیش کی جاتی تھی تو آپ ﷺ پوچھتے تھے: "کیا وہ صدقہ ہے یا ہدیہ ہے؟" اگر وہ کہتے: صدقہ ہے، تو پھر آپ ﷺ نہ کھاتے، اور اگر وہ کہتے کہ ہدیہ ہے تو پھر آپ ﷺ تناول فرما لیتے تھے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ سَلْمَانَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَنَسٍ وَالْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ وَأَبِي عُمَيْرَةَ جَدِّ مُعَرِّفِ بْنِ وَاصِلٍ وَاسْمُهُ رُشَيْدُ بْنُ مَالِكٍ وَمَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَأَبِي رَافِعٍ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَلْقَمَةَ. وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ أَيْضًا عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي عَقِيلٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

اس باب میں سلمان، ابوہریرہ، انس، حسن بن علی، ابو عمیرہ جو کہ معرف بن واصل کے جد ہیں ان کا نام رشید بن مالک ہے، میمون بن مہران، ابن عباس، عبداللہ بن عمرو، ابورافع اور عبدالرحمٰن بن علقمہ سے بھی روایت ہے۔ یہ حدیث عبدالرحمٰن بن علقمہ عن عبدالرحمن بن ابی عقیل کی سند سے

نبی ﷺ سے روایت کی گئی ہے۔

وَجَدُّ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ اسْمُهُ مُعَاوِيَةُ بْنُ حَيْدَةَ الْقُشَيْرِيُّ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

بہز بن حکیم کے دادا کا نام معاویہ بن حیدہ قشیری رضی اللہ عنہ ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: بہز بن حکیم کی روایت حسن غریب ہے۔

حكم الحديث: (حسن صحيح) اخرجه الطحاوي في شرح المعاني: ٢/٩

تخريج الحديث: سنن النسائي: ٥/١٠٧، مسند احمد: ٢٠٠٥٥

فوائد الحديث: ۱۔ رسول اللہ ﷺ کی شان اور مقام و مرتبہ مخلوق میں سب سے بلند ہے اس لیے آپ ﷺ اپنی خوراک اور رہن سہن میں بھی اعلیٰ چیز کا انتخاب فرماتے۔ صدقہ وغیرہ چونکہ فقیر اور مسکین کو دیا جاتا ہے جسے معاشرے میں حقیر و کمتر سمجھا جاتا ہے اس لیے آپ ﷺ اپنے لیے صدقہ قبول نہ فرماتے بلکہ اسے حق داروں میں تقسیم کر دیتے۔

پھر صدقہ و زکوٰۃ کو لوگوں کے مال کی میل کچیل بھی کہا گیا ہے اس لیے بھی آپ ﷺ اسے اپنی ذات اور آل کے لیے استعمال نہ فرماتے۔ (سنن نسائی ۱/۲۹۹)

۲۔ صدقہ کا لفظ عام ہے جو فرض صدقات (زکوٰۃ، فطرانہ وغیرہ) پر بھی بولا جاتا ہے۔ اور عام خیرات وغیرہ پر بھی حتیٰ کہ خاوند اپنی بیوی کی ضروریات پر جو خرچ کرتا ہے اسے بھی صدقہ کہا گیا ہے۔ اس طرح مال خرچ کرنے کے علاوہ کسی سے جسمانی تعاون یا تعلیمی و تربیتی معاونت کو بھی "کل معروف صدقه" (کہ ہر نیکی صدقہ ہے) کے تحت صدقہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

اس مسئلہ کی تمام روایات جمع کرنے سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کی آل پر جو صدقہ حرام ہے وہ فرضی صدقات زکوٰۃ، فطرانہ وغیرہ ہیں آپ ﷺ کی ذات بخوشی بغیر کسی شرعی حق اور پابندی کے خرچ کرنے کو جسے ھدیہ اور تحفہ بھی کہا جاتا ہے آپ ﷺ اور آپ ﷺ کی آل کے لیے جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمه اتم

۳۔ ھدیہ، تحفہ اور گفٹ عمومی طور پر ادنیٰ اپنے سے اعلیٰ کو پیش کرتا ہے۔ جس میں تحفہ لینے والے کی عظمت و شان کا اظہار ہوتا ہے اس لیے آپ ﷺ "ھدیہ" قبول فرماتے اور اپنی ذات اور آل کیلئے استعمال بھی کرتے۔

۴۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے ورثاء علماء کرام کو بھی معاشرے میں اپنا رہن سہن باوقار بنانا چاہئے اور اپنے مقتدیوں یا شاگردوں کی جیبوں پر للچائی ہوئی نظر نہیں رکھنی چاہئے اور نا ہی ان سے معمولی معمولی چیزوں کی خواہش اور ڈیمانڈ کرنی چاہئے۔

۵۔ ہر مسئلے اور معاملے کی طرح کھانے پینے کی چیزوں کے متعلق بھی آدمی کو تحقیق کر لینی چاہیے تاکہ بعد ازاں دوسروں کو اعتراض کا موقعہ نہ ملے اور اس کے لیے پریشانی کا باعث نہ ہو۔

657: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنِ ابْنِ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي رَافِعٍ رضى الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "بَعَثَ رَجُلاً مِنْ بَنِي مَخْزُومٍ عَلَى الصَّدَقَةِ فَقَالَ: لِأَبِي رَافِعٍ اصْحَبْنِي كَيْمَا تُصِيبَ مِنْهَا. فَقَالَ: لَا. حَتَّى آتِيَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَأَسْأَلَهُ.

سیّدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنو مخزوم کے ایک شخص کو صدقہ وصول کرنے کے لیے بھیجا، تو اس نے ابو رافع رضی اللہ عنہ سے کہا: میرے ساتھ چلو، تاکہ تم بھی اس میں سے حاصل کرو، انہوں نے کہا: نہیں، حتیٰ کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ سے دریافت

فَانْطَلَقَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَسَأَلَهُ فَقَالَ: إِنَّ الصَّدَقَةَ لَا تَحِلُّ لَنَا وَإِنَّ مَوَالِيَ الْقَوْمِ مِنْ أَنْفُسِهِمْ.

کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "ہمارے لیے صدقہ لینا حلال نہیں، اور لوگوں کا آزاد کردہ شخص انہی میں سے ہوتا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو رَافِعٍ مَوْلَى النَّبِيِّ ﷺ اسْمُهُ أَسْلَمُ وَابْنُ أَبِي رَافِعٍ هُوَ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ أَبِي رَافِعٍ كَاتِبُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رضی اللہ عنہ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ نبی ﷺ کے آزاد کردہ غلام ابو رافع رضی اللہ عنہ کا نام اسلم ہے اور ابن ابی رافع (ابو رافع کے بیٹے) وہ عبید اللہ بن ابی رافع ہیں۔ وہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے کاتب / سیکرٹری ہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) المشكوٰة: ١٨٢٩، الارواء: ٣/٣٦٥، ٨٨٠، الصحيحة: ١٦١٢، اخرجه الحاكم: ١/٤٠٤، البغوي: ١٦٠٧

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٦٥٠ سنن النسائی: ٥/١٠٧، مسند احمد: ٢٣٨٧٢، وشرح مشكل الآثار: ٤٣٩٠، صحيح ابن حبان: ٣٢٩٣

فوائد الحدیث: ١۔ یہ بھی رسول اللہ ﷺ کی عظمت وشان کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے آزاد کردہ غلام ابو رافع کو زکوٰۃ جمع کرنے کی خدمت پر بھی مامور نہیں فرمایا کہ کسی کو شبہ تک بھی نہ ہو۔ حالانکہ زکوٰۃ جمع کرنے یا اس کی نگرانی وحفاظت کے لیے خدمات سرانجام دینے والے اس میں سے بطور اجرت ومزدوری لے سکتے ہیں اگرچہ وخود غنی اور مال دار ہی کیوں نہ ہوں، کیونکہ یہ اصل میں صدقہ نہیں بلکہ اس کی حَیثیّت تبدیل ہوگئی ہے۔

٢۔ آج ان عُلماء کرام کو ضرور بالضرور اس حدیث مبارک کو بار بار پڑھنا اور اس پر غور کرنا چاہئے جو تبلیغی جلسوں وغیرہ میں اپنی فیس وصول کرنے کے باوجود کہہ دیتے ہیں کہ ڈرائیور کی کچھ خدمت کردیں حالانکہ وہ ان کا اپنا بھائی یا بیٹا ہوتا ہے۔

26- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّدَقَةِ عَلَى ذِي الْقَرَابَةِ

قرابت داروں پر صدقہ کرنا

658: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ عَنِ الرَّبَابِ عَنْ عَمِّهَا سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "إِذَا أَفْطَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيُفْطِرْ عَلَى تَمْرٍ فَإِنَّهُ بَرَكَةٌ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ تَمْرًا فَالْمَاءُ فَإِنَّهُ طَهُورٌ". وَقَالَ: "الصَّدَقَةُ عَلَى الْمِسْكِينِ صَدَقَةٌ وَهِيَ عَلَى ذِي الرَّحِمِ ثِنْتَانِ صَدَقَةٌ وَصِلَةٌ".

سیّدنا سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی روزہ افطار کرے تو وہ کھجور سے افطار کرے کیونکہ وہ (باعث) برکت ہے، اگر کھجور نہ ملے تو پھر پانی سے کیونکہ وہ پاک کرنے والا ہے۔" اور فرمایا: "مسکین پر صدقہ کرنا ایک صدقہ ہے، جبکہ رشتے داروں پر وہ دو نیکیاں ہیں: ایک صدقہ اور ایک صلہ رحمی۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَجَابِرٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

اس باب میں زینب زوجہ ابن مسعود، جابر اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَالرَّبَابُ هِيَ أُمُّ الرَّائِحِ بِنْتُ صُلَيْعٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سلمان بن عامر کی روایت حسن ہے۔ رباب: وہ ام رائح بنت صلیع ہیں۔

وَهٰكَذَا رَوٰى سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيْرِيْنَ عَنِ الرَّبَابِ عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ هٰذَا الْحَدِيْثِ. وَرَوٰى شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيْرِيْنَ عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ.

سفیان ثوری نے اسی طرح عاصم بن حفصہ بنت سیرین عن الرباب عن سلیمان بن عامر کی سند سے نبی ﷺ سے اس حدیث کے مانند روایت کیا ہے۔ شعبہ نے عاصم عن حفصہ بنت سیرین عن سلمان بن عامر کی سند سے روایت کیا ہے۔

وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَنِ الرَّبَابِ. وَحَدِيْثُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ عُيَيْنَةَ أَصَحُّ. وَهٰكَذَا رَوَى ابْنُ عَوْنٍ وَهِشَامُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيْرِيْنَ عَنِ الرَّبَابِ عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ.

اور اس میں عن الرباب کا ذکر نہیں کیا۔ سفیان ثوری اور ابن عیینہ کی حدیث زیادہ صحیح ہے۔ ابن عون اور ہشام بن حسان نے حفصہ بنت سیرین عن الرباب عن سلمان بن عامر کی سند سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (ضَعيف والصحيح: مِنْ فِعْلِهِ ﷺ) اس کی سند رباب کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٣٥٥، سنن ابن ماجه: ١٦٩٩ و ١٨٤٤، سنن النسائي في الكبرى: ٢٣٦٣ و ٣٣٢٠، وفي المجتبى: ٩٢/٤

فوائد الحدیث: زکوٰۃ اس کے حق داروں کو ادا کرنی چاہیے اور اگر زکوٰۃ کے مستحق کوئی قریبی رشتہ دار ہوں تو قرابت کی وجہ سے ان کا اولیں حق ہے کہ زکوٰۃ انہیں دی جائے اس میں دوگنا اجر و ثواب ہے ایک زکوٰۃ ادا کرنے کا اور دوسرا صلہ رحمی کرنے کا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ ان رشتہ داروں کے نان و نفقہ کا یہ ذمہ دار نہ ہو۔ مثلاً ماں، باپ، بیوی، بچے چونکہ ان کی کفالت آدمی کے ذمہ ہے لہٰذا ان کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا۔

27- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ فِي الْمَالِ حَقًّا سِوَى الزَّكَاةِ

مال میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی حق ہے

659: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مَدُّوَيْهِ حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ شَرِيْكٍ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ قَالَتْ: سَأَلْتُ أَوْ سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الزَّكَاةِ فَقَالَ: "إِنَّ فِي الْمَالِ لَحَقًّا سِوَى الزَّكَاةِ". ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ الَّتِي فِي الْبَقَرَةِ ﴿لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ﴾ [البقرة: ١٧٧] الْآيَةَ.

سیّدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، میں نے نبی ﷺ سے زکوٰۃ کے متعلق سوال کیا یا نبی ﷺ سے زکوٰۃ کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "مال میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی حق ہے۔" پھر آپ نے سورۃ البقرہ کی یہ آیت تلاوت فرمائی: "نیکی یہ نہیں کہ تم اپنے چہرے مشرق کی طرف پھیر لو....." (پوری آیت تلاوت کی)

حکم الحدیث: (ضعيف) سند میں ابی حمزہ راوی ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن الدارمي: ١٦٣٧ والطبري في تفسير: ٩٦/٢، شرح معاني الآثار: ٢٧/٢، الكامل لابن عدي: ١٣٢٨/٣، سنن الدارقطني: ١٢٥/٢، سنن ابن ماجه: ١٧٨٩

660: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الطُّفَيْلِ عَنْ شَرِيْكٍ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "إِنَّ فِي الْمَالِ حَقًّا

سیّدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: "مال میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی حق ہے۔"

سِوَى الزَّكَاةِ".

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ إِسْنَادُهُ لَيْسَ بِذَاكَ. وَأَبُو حَمْزَةَ مَيْمُونٌ الأَعْوَرُ يُضَعَّفُ.

وَرَوَى بَيَانٌ وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ سَالِمٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ هَذَا الْحَدِيثَ قَوْلَهُ وَهَذَا أَصَحُّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت کی اسناد کچھ اتنی اچھی نہیں۔ ابو حمزہ میمون اعور کو ضعیف قرار دیا جاتا ہے۔ بیان اور اسماعیل بن سالم نے شعبی سے اس حدیث کو اس کا قول روایت کیا اور یہ زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف أيضاً) دیکھیں گزشتہ حدیث۔

تخریج الحدیث: سنن الدارمی: ١٦٣٧ والطبری فی تفسیر: ٩٦/٢، شرح معانی الآثار: ٢٧/٢، الکامل لابن عدی: ١٣٢٨/٣، سنن الدارقطنی: ١٢٥/٢، سنن ابن ماجه: ١٧٨٩

فوائد الحدیث: یہ دونوں روایات سنداً ضعیف ہیں جیسا کہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے خود صراحت فرمادی ہے۔ البتہ مسئلہ درست ہے جو کہ قرآن مجید کی آیات اور فرامین امام اعظم محمد رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے کہ آدمی کو فرض زکوٰۃ کے علاوہ بھی اپنے مال میں سے کچھ نہ کچھ خرچ کرتے رہنا چاہئے خصوصاً ان حضرات کو جن کا مال نصاب کو نہیں پہنچا اور وہ زکوٰۃ ادا نہیں کرتے انہیں تو ضرور انفاق فی سبیل اللہ کا اہتمام کرنا چاہئے۔

28- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الصَّدَقَةِ

صدقے کی فضیلت

661: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَا تَصَدَّقَ أَحَدٌ بِصَدَقَةٍ مِنْ طَيِّبٍ وَلَا يَقْبَلُ اللّٰهُ إِلَّا الطَّيِّبَ إِلَّا أَخَذَهَا الرَّحْمَنُ بِيَمِينِهِ وَإِنْ كَانَتْ تَمْرَةً تَرْبُو فِي كَفِّ الرَّحْمَنِ حَتَّى تَكُونَ أَعْظَمَ مِنَ الْجَبَلِ كَمَا يُرَبِّي أَحَدُكُمْ فَلُوَّهُ أَوْ فَصِيلَهُ.

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَعَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ وَأَنَسٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى وَحَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَبُرَيْدَةَ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو کوئی پاک چیز کا صدقہ کرتا ہے، اور اللہ صرف پاک چیز ہی قبول کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے دائیں ہاتھ میں لے لیتا ہے، خواہ ایک کھجور ہی ہو، وہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں بڑھتی جاتی ہے حتیٰ کہ پہاڑ سے بڑی ہو جاتی ہے۔ وہ اس چیز کو اس (صدقہ کرنے والے) کے لیے اس طرح پالتا ہے، جس طرح تم میں سے کوئی اپنے بچھیرے کو یا اونٹ یا گائے کے بچے کو پالتا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) ظلال الجنة: ٦٢٣، "التعليق الرغيب" الارواء: ٨٨٦، اخرجه الدارمي: ١٦٨٢

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٤١٠ و ٧٤٣٠، صحیح مسلم: ١٠١٤، سنن ابن ماجه: ١٨٤٢، سنن النسائی: ٥/٥٧، وفی الکبری: ٧٣٣٤ و ٧٧٥٩ ، مسند احمد : ٨٣٨١و ١٠٩٤٥، صحیح ابن حبان: ٢٧٠، و ٣٣١٦ و ٣٣١٩

فوائد الحدیث: ۱۔ صدقہ ہمیشہ حلال اور پاکیزہ مال سے کرنا چاہئے کیونکہ حرام مال سے کیا ہوا صدقہ اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتے۔ (سنن نسائی ۱/۲۸۶ کتاب الزکوٰۃ)

۲۔ جو شخص بھی حلال کمائی سے اللہ تعالیٰ کی رضاء و خوشنودی کے لیے اس کے بیان کردہ مصارف پر خرچ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے صدقے کی اس طرح قدر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے دائیں ہاتھ میں لے کر اس کو محبت و رحمت سے پالتے ہیں کہ انسان کا وہ صدقہ اگرچہ ایک کھجور ہی کیوں نہ ہو وہ احد پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے اور قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ اسے اجر و ثواب دیں گے تو ایک کھجور کی مقدار کے برابر نہیں بلکہ احد پہاڑ کے برابر ثواب عطا فرمائیں گے۔ سبحان اللہ۔

۳۔ اس حدیث مبارک سے اللہ تعالیٰ کی صفت "ہاتھ" بھی ثابت ہوئی۔

قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کی جتنی بھی صفات بیان ہوئی ہیں ان سب پر ایمان لانا ایک مومن آدمی کے لیے ضروری ہے۔ نہ تو ان صفات کو تشبیہ دی جائے گی اور نا ہی تمثیل بیان کی جائے گی اور نا ہی ان کی کسی قسم کی تاویل کرنا جائز ہے بلکہ بلا کیف ان پر ایمان لانا فرض ہے۔ جو لوگ ان صفات کا انکار کرتے ہیں یا ان کی کسی قسم کی تاویل کرتے یا تمثیل و تشبیہ دیتے ہیں یہ سب گمراہی کا شاخسانہ ہے۔ اعاذنا اللہ منہ

662: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: "إِنَّ اللَّهَ يَقْبَلُ الصَّدَقَةَ وَيَأْخُذُهَا بِيَمِينِهِ فَيُرَبِّيهَا لِأَحَدِكُمْ كَمَا يُرَبِّي أَحَدُكُمْ مُهْرَهُ حَتَّى إِنَّ اللُّقْمَةَ لَتَصِيرُ مِثْلَ أُحُدٍ. وَتَصْدِيقُ ذَلِكَ فِي كِتَابِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ﴾ [التوبه: ١٠٤] وَيَأْخُذُ الصَّدَقَاتِ وَ ﴿يَمْحَقُ اللَّهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ﴾. [البقرة: ٢٧٦]

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ صدقہ قبول فرماتا ہے، اور اسے اپنے دائیں ہاتھ میں لے کر اس کو تمہارے کسی ایک کے لیے پالتا ہے جس طرح تم میں سے کوئی اپنے گھوڑے کے بچے کو پالتا ہے، حتیٰ کہ ایک لقمہ بھی احد پہاڑ کے مثل ہو جاتا ہے۔" اس کی تصدیق اللہ عزوجل کی کتاب میں ہے: "وہ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے، اور صدقات قبول فرماتا ہے۔" نیز فرمایا: "اللہ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات بڑھاتا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوُ هَذَا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی نبی کریم ﷺ سے اسی طرح روایت کی گئی ہے۔

وَقَدْ قَالَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي هَذَا الْحَدِيثِ وَمَا يُشْبِهُ هَذَا مِنَ الرِّوَايَاتِ مِنَ الصِّفَاتِ وَنُزُولِ الرَّبِّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا قَالُوا: قَدْ تَثْبُتُ الرِّوَايَاتُ فِي هَذَا وَيُؤْمَنُ بِهَا وَلَا يُتَوَهَّمُ وَلَا يُقَالُ كَيْفَ هَكَذَا رُوِيَ عَنْ مَالِكٍ وَسُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ

کئی ایک اہل علم نے اس حدیث اور اس جیسی کئی روایات کے بارے میں جو اللہ تعالیٰ کی صفات اور رب تبارک و تعالیٰ کے ہر رات آسمان دنیا پر نزول فرمانے کے متعلق ہیں کہا ہے: اس بارے میں روایات ثابت ہیں، ان پر ایمان و یقین ہے، ان کے متعلق وہم کیا جا سکتا ہے نہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ کس طرح ہو

وَعَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ أَنَّهُمْ قَالُوا فِي هَذِهِ الأَحَادِيثِ أَمِرُّوهَا بِلَا كَيْفٍ. وَهَكَذَا قَوْلُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ.

سکتا ہے؟ اسی طرح مالک بن انس، سفیان بن عیینہ اور عبداللہ بن مبارک رحمہم اللہ سے روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے ان احادیث کے بارے میں کہا ہے: انہیں بیان کیفیت کے بغیر جاری رکھو، اہل سنہ والجماعہ کے اہل علم کا یہی قول وموقف ہے۔

وَأَمَّا الْجَهْمِيَّةُ فَأَنْكَرَتْ هَذِهِ الرِّوَايَاتِ وَقَالُوا: هَذَا تَشْبِيهٌ. وَقَدْ ذَكَرَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي غَيْرِ مَوْضِعٍ مِنْ كِتَابِهِ الْيَدَ وَالسَّمْعَ وَالْبَصَرَ فَتَأَوَّلَتِ الْجَهْمِيَّةُ هَذِهِ الآيَاتِ فَفَسَّرُوهَا عَلَى غَيْرِ مَا فَسَّرَ أَهْلُ الْعِلْمِ وَقَالُوا: إِنَّ اللهَ لَمْ يَخْلُقْ آدَمَ بِيَدِهِ. وَقَالُوا: إِنَّ مَعْنَى الْيَدِ هَا هُنَا الْقُوَّةُ.

البتہ جہمیہ نے ان روایات کا انکار کیا ہے اور انہوں نے کہا: یہ تشبیہ ہے، جبکہ اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن مجید میں کئی ایک مقامات پر ہاتھ اور سمع وبصر کا ذکر کیا ہے۔ تو جہمیوں نے ان آیات کی تاویل کی اور ان کی اس طرح تفسیر کی جو اہل علم کی تفسیر سے مختلف ہے، اور انہوں نے کہا: اللہ نے آدم علیہ السلام کو اپنے ہاتھ سے پیدا نہیں فرمایا: اور انہوں نے کہا: یہ (ہاتھ) کا معنی قوت ہے۔

وَقَالَ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: إِنَّمَا يَكُونُ التَّشْبِيهُ إِذَا قَالَ: يَدٌ كَيَدٍ أَوْ مِثْلُ يَدٍ أَوْ سَمْعٌ كَسَمْعٍ أَوْ مِثْلُ سَمْعٍ. فَإِذَا قَالَ: سَمْعٌ كَسَمْعٍ أَوْ مِثْلُ سَمْعٍ فَهَذَا التَّشْبِيهُ وَأَمَّا إِذَا قَالَ كَمَا قَالَ اللهُ تَعَالَى يَدٌ وَسَمْعٌ وَبَصَرٌ وَلَا يَقُولُ كَيْفَ وَلَا يَقُولُ مِثْلُ سَمْعٍ وَلَا كَسَمْعٍ فَهَذَا لَا يَكُونُ تَشْبِيهًا وَهُوَ كَمَا قَالَ اللهُ تَعَالَى: فِي كِتَابِهِ ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ [الشورى: ١١].

اسحاق بن ابراہیم نے کہا: تشبیہ تو تب ہوگی جب وہ کہے: ہاتھ ہاتھ کی طرح ہے یا ہاتھ کے مثل ہے، یا سننا سننے کی طرح ہے یا سننے کے مثل ہے، پس جب یہ کہا جائے کہ سننا سننے کی طرح یا سننے کے مثل ہے تو یہ تشبیہ ہے۔ اور رہا یہ کہ جب کہا جائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہاتھ اور سمع وبصر، اور وہ کس طرح کا لفظ نہ کہے اور وہ اس طرح بھی نہ کہے: سننے کے مثل اور سننے کی طرح، تو یہ تشبیہ نہ ہوگی، اور وہ اسی طرح ہے جس طرح اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ ”اس کے مثل کوئی چیز نہیں اور وہ سنتا دیکھتا ہے۔“

حکم الحدیث: (منكر بزيادة ((وتصديق ذلك))) اس کی تصدیق کے الفاظ صحیح نہیں۔ اس میں عباد بن منصور ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مصنف ابن ابی شیبہ : ٣/١١١-١١٢، صحیح ابن خزیمہ : ٢٤٢٧، تفسیر طبری: ٣/ ١٠٥، ١١/ ٢٠، شرح السنہ للبغوی : ١٦٣٠، مسند احمد: ١٠٠٨٨، ٧٦٣٤

فوائد الحدیث: تفصیل کے لیے فوائد حدیث نمبر ٦٦١ ملاحظہ فرمائیں۔

663: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ مُوسَى عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ أَيُّ الصَّوْمِ أَفْضَلُ بَعْدَ رَمَضَانَ؟

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، نبی ﷺ سے دریافت کیا گیا: رمضان کے بعد کون سا روزہ افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تعظیم رمضان کے لیے شعبان“ اس نے عرض کیا: کون

فَقَالَ: شَعْبَانُ لِتَعْظِيمِ رَمَضَانَ. قِيلَ: فَأَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: صَدَقَةٌ فِي رَمَضَانَ.

سا صدقہ افضل ہے؟ فرمایا: "رمضان میں صدقہ کرنا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. وَصَدَقَةُ بْنُ مُوسَى لَيْسَ عِنْدَهُمْ بِذَاكَ الْقَوِيِّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ صدقہ بن موسیٰ ان کے ہاں اتنا قوی نہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) الارواء: ٨٨٩۔ اس میں صدقہ بن موسیٰ ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: شرح السنة: ١٧٧٨، مصنف ابن ابی شیبة: ٣/١٠٣، مسندابو یعلی: ٣٤٣١، شرح معانی الآثار: ٢/٨٣، شعب الایمان للبیهقی: ٣٨١٩

فوائد الحدیث: ۱۔ یہ روایت سند کے لحاظ سے ضعیف ہے جیسا کہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا اور پھر اس کا مضمون صحیح مسلم کی حدیث کے برعکس ہے۔

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

افضل الصیام بعد رمضان شهر الله المحرم ... الحدیث (مسلم ۱/۳۶۸ کتاب الصیام)

"یعنی رمضان المبارک کے بعد افضل روزہ محرم الحرام کا ہے"

اس لئے ترجیح صحیح مسلم کی روایت کو ہی ہے۔

۲۔ رمضان المبارک میں ہر نیکی کا اجر و ثواب ستر (۷۰) گنا بڑھ جاتا ہے اس لیے باقی دنوں کی بہ نسبت رمضان المبارک میں صدقہ کرنا زیادہ افضل ہے۔

664: حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْعَمِّيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عِيسَى الْخَزَّازُ الْبَصْرِيُّ عَنْ يُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: "إِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ وَتَدْفَعُ مِيتَةَ السُّوءِ".

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "صدقہ رب کے غضب کو مٹا دیتا ہے اور بری موت کو ہٹا دیتا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس طریق سے حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح: الشَطْرُ الأَوَّلُ مِنْهُ) الارواء: ٨٨٥، الصحيحة: ١٩٠٨۔ اس کا پہلا ٹکڑا صحیح ہے۔ اس میں عبداللہ بن عیسیٰ ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: شرح السنة: ١٦٣٤، صحيح ابن حبان: ٣٣٠٩

فوائد الحدیث: ۱۔ یہ بات بھی صدقہ کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے کہ صدقہ کرنے سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے اور بندے پر اس کی ناراضگی اور غصہ ختم ہو جاتا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی پریشان کن حالات میں دعا و استغفار کے ساتھ ساتھ صدقہ و خیرات کا اہتمام کرتے اور دوسروں کو بھی ترغیب دلاتے۔ جیسا کہ چاند یا سورج گرہن کے موقعہ پر صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

۲۔ حدیث کے دوسرے حصے پر اگرچہ محدثین نے کلام کیا ہے لیکن اللہ تعالیٰ سے یہ امید رکھنی چاہئے کہ صدقے کی برکت سے اللہ تعالیٰ موت کے وقت بھی آسانیاں پیدا فرمائیں گے اور ایمان کی حالت میں موت نصیب ہوگی۔

۳۔ صدقہ وخیرات اور نوافل وغیرہ کے جو فضائل قرآن وحدیث میں بیان ہوئے ہیں ان کے مصداق صرف وہی لوگ ہیں جو ایمان کی حالت میں یہ اعمال بجالائیں گے۔ مشرک، بدعتی، کافر اور منافق اس فضیلت کو حاصل نہیں کر سکیں گے۔ لہذا ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے ایمان کو خالص اور مضبوط کریں۔ اس میں کسی قسم کے شرک کفر اور نفاق کی آمیزش نہ ہونے دیں اور پھر اعمال میں ہر قسم کی بدعات سے بچتے ہوئے رسول معظم ﷺ کی سنت کے مطابق ادا کریں تو ان شاء اللہ العزیز تمام فضیلتیں ہمیں حاصل ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ سعادت نصیب فرمائے۔ (آمین)

29- بَابُ مَا جَاءَ فِي حَقِّ السَّائِلِ

سوال کرنے (مانگنے والے) کا حق

665: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ بُجَيْدٍ عَنْ جَدَّتِهِ أُمِّ بُجَيْدٍ وَكَانَتْ مِمَّنْ بَايَعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ الْمِسْكِينَ لَيَقُومُ عَلَى بَابِي فَمَا أَجِدُ لَهُ شَيْئًا أُعْطِيهِ إِيَّاهُ. فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِنْ لَمْ تَجِدِي شَيْئًا تُعْطِينَهُ إِيَّاهُ إِلَّا ظِلْفًا مُحْرَقًا فَادْفَعِيهِ إِلَيْهِ فِي يَدِهِ.

سیّدہ ام بجید رضی اللہ عنہا "نبی ﷺ کی بیعت کرنے والوں میں سے تھیں، سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا، مسکین میرے دروازے پر کھڑا ہو جاتا ہے (اور سوال کرتا ہے)، اسے دینے کے لیے میرے پاس کوئی چیز نہیں ہوتی، تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: "اگر تمہارے پاس اسے دینے کے لیے جلے ہوئے کُھر (بکری کا پایا) کے علاوہ کوئی اور چیز نہ ہو تو تم اسے ہی اس کے ہاتھ میں دے دیا کرو۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي أُمَامَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا علی، حسین بن علی، ابوہریرہ اور ابوامامہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أُمِّ بُجَيْدٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ام بجید رضی اللہ عنہا کی روایت حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) التعليق الرغيب: ٢/٢٩، صحيح ابى داؤد: ١٤٦٧، اخرجه ابن ابي شيبة: ٣/١١١، الحاكم: ١/٤١٧

تخریج الحدیث: سنن ابوداود: ١٦٦٧ سنن النسائي: ٥/٨٦، مسند احمد: ٢٧١٤٨ و ٢٧١٤٩، صحيح ابن حبان: ٣٣٧٣

فوائد الحدیث: ۱۔ جو شخص بھی حاجت مند ہو اور سوال کرے تو اسے ضرور کچھ نہ کچھ دینا چاہئے۔ اگرچہ وہ چیز معمولی سی ہی کیوں نہ ہو۔

۲۔ اگر سوال کرنے والا نشئی یا پیشہ وار گداگر ہو تو اسے نہیں دینا چاہئے تاکہ آپ کے دیے ہوئے مال کو وہ ناجائز استعمال نہ کرے اور پھر اس سے بھیک مانگنے کی حوصلہ شکنی بھی ہوگی لیکن اچھے اور مناسب الفاظ سے اسے جواب دینا چاہئے۔

30- بَابُ مَا جَاءَ فِي إِعْطَاءِ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ

تالیف قلب کے لیے دینا

666: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ أَعْطَانِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ وَإِنَّهُ لَأَبْغَضُ الْخَلْقِ إِلَيَّ فَمَا زَالَ يُعْطِينِي حَتَّى إِنَّهُ لَأَحَبُّ الْخَلْقِ إِلَيَّ.

سیّدنا صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، غزوہ حنین کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے مجھے عطا فرمایا، اور آپ ﷺ میرے نزدیک سب سے ناپسندیدہ شخصیت تھے، پس آپ ﷺ مجھے عطا فرماتے رہے حتیٰ کہ آپ ﷺ میرے نزدیک محبوب ترین شخصیت ہیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ بِهَذَا أَوْ شِبْهِهِ فِي الْمُذَاكَرَةِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حسن بن علی نے مذاکرہ میں یہ یا اس سے ملتی جلتی حدیث مجھے بیان کی۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ صَفْوَانَ رَوَاهُ مَعْمَرٌ وَغَيْرُهُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ صَفْوَانَ بْنَ أُمَيَّةَ قَالَ: أَعْطَانِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ. وَكَأَنَّ هَذَا الْحَدِيثَ أَصَحُّ وَأَشْبَهُ إِنَّمَا هُوَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ صَفْوَانَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: صفوان کی حدیث کو معمر وغیرہ نے زہری عن سعید بن مسیب بیان کیا ہے جس میں الفاظ ہیں اَنَّ صَفْوَانَ قَالَ اعطانی رسول اللہ ﷺ گویا کہ یہ حدیث زیادہ صحیح اور مشابہ ہے۔ بے شک سعید بن مسیب نے اَنَّ صَفْوَانَ کہا ہے۔

وَقَدِ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي إِعْطَاءِ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ فَرَأَى أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنْ لَا يُعْطَوْا. وَقَالُوا: إِنَّمَا كَانُوا قَوْمًا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ كَانَ يَتَأَلَّفُهُمْ عَلَى الإِسْلَامِ حَتَّى أَسْلَمُوا. وَلَمْ يَرَوْا أَنْ يُعْطَوُا الْيَوْمَ مِنَ الزَّكَاةِ عَلَى مِثْلِ هَذَا الْمَعْنَى وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَأَهْلِ الْكُوفَةِ وَغَيْرِهِمْ وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ.

تالیف قلب کے لیے دینے کے بارے میں اہل علم کا اختلاف ہے، اکثر اہل علم کا خیال ہے کہ انہیں نہ دیا جائے، اور انہوں نے کہا: وہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں کچھ لوگ تھے، آپ ﷺ نے انہیں اسلام کے قریب لانے کے لیے عطا فرمایا حتیٰ کہ وہ مسلمان ہوگئے۔ اور ان کی رائے ہے کہ اس مقصد کے لیے آج کے دور میں زکوٰۃ میں سے انہیں نہ دیا جائے۔ یہ سفیان ثوری اور کوفہ والوں اور دیگر حضرات کا قول ہے، امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔

وَقَالَ بَعْضُهُمْ: مَنْ كَانَ الْيَوْمَ عَلَى مِثْلِ حَالِ هَؤُلَاءِ وَرَأَى الإِمَامُ أَنْ يَتَأَلَّفَهُمْ عَلَى الإِسْلَامِ فَأَعْطَاهُمْ جَازَ ذَلِكَ. وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ.

بعض کا موقف ہے کہ جن لوگوں کا ان جیسے لوگوں کا سا حال ہو اور امام / حکمران انہیں اسلام کے قریب کرنے کے لیے کچھ دینا چاہے تو وہ انہیں دے سکتا ہے اور یہ جائز ہے۔ یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الطبراني في الكبير: ٧٣٤٠، والبيهقي: ١٩/٧

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٣١٣، مسنداحمد : ١٥٣٠٤ و، صحيح ابن حبان: ٤٨٢٨

فوائد الحدیث: تالیف قلب کے لیے کسی کو زکوۃ کے مال سے ادا کرنا قرآن مجید اور احادیث رسول ﷺ سے ثابت ہے، جیسا کہ سورۃ التوبہ کی آیت نمبر ٦٠ میں واضح ہے۔ اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ کوئی شخص کافر ہے لیکن اسلام کے متعلق نرم گوشہ رکھتا ہے اور امید ہے کہ اگر اس سے حسن سلوک کیا جائے تو وہ مسلمان ہو سکتا ہے اور اس کے اسلام لانے کی وجہ سے اس کے قبیلے اور برادری کے لوگ بھی اسلام لے آئیں گے تو اس سے میل ملاقات بڑھانا، حسن سلوک سے پیش آنا اور زکوۃ کے مال میں سے دینا جائز ہے۔ یا پھر کوئی شخص، قوم یا برادری مسلمان ہو چکے ہیں لیکن طبیعت میں کچھ طمع بھی ہے تو ایسے لوگوں کو بھی زکوۃ میں سے عطیہ وغیرہ دینا درست ہے تاکہ اسلام ان کے دلوں میں راسخ ہو جائے اور کوئی دوسرا انہیں دنیاوی لالچ دیکر اسلام سے متنفر اور برگشتہ نہ کر دے۔ جیسا کہ اس وقت بھی کئی غیر مسلم این۔جی۔اوز اور قادیانی یہ حربے استعمال کرتے ہیں۔

اللهم حبب الينا الايمان وزينه فى قلوبنا و كره الينا الكفر والفسوق والعصيان۔ (آمین)

31- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُتَصَدِّقِ يَرِثُ صَدَقَتَهُ

صدقہ کرنے والا اپنے صدقے کا وارث بن سکتا ہے

667: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَطَاءٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ إِذْ أَتَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّي كُنْتُ تَصَدَّقْتُ عَلَى أُمِّي بِجَارِيَةٍ وَإِنَّهَا مَاتَتْ. قَالَ: وَجَبَ أَجْرُكِ وَرَدَّهَا عَلَيْكِ الْمِيرَاثُ. قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّهَا كَانَ عَلَيْهَا صَوْمُ شَهْرٍ أَفَأَصُومُ عَنْهَا، قَالَ: صُومِي عَنْهَا. قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّهَا لَمْ تَحُجَّ قَطُّ أَفَأَحُجُّ عَنْهَا قَالَ: "نَعَمْ حُجِّي عَنْهَا".

سیّدنا بریدہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نبی ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک عورت آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو اس نے عرض کیا، اللہ کے رسول! میں نے اپنی والدہ کو ایک لونڈی صدقہ کے طور پر دی، اور وہ (والدہ) وفات پا گئی ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: "تیرا اجر واجب ہو گیا، اور میراث نے اسے تیری طرف لوٹا دیا۔" اس نے عرض کیا، اللہ کے رسول! اس کے ذمے تو ایک ماہ کے روزے بھی تھے، کیا میں اس کی طرف سے روزے رکھوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اس کی طرف سے روزے رکھو" اس نے عرض کیا، اس نے تو کبھی حج بھی نہیں کیا تھا، کیا میں اس کی طرف سے حج کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں، اس کی طرف سے حج کرو"۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَلَا يُعْرَفُ هَذَا مِنْ حَدِيثِ بُرَيْدَةَ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَطَاءٍ ثِقَةٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ "أَنَّ الرَّجُلَ إِذَا تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ ثُمَّ

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور بریدہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صرف اسی طریق سے معروف ہے۔ عبداللہ بن عطاء اہل حدیث کے ہاں ثقہ ہے۔ اکثر اہل علم کا اسی پر عمل ہے کہ آدمی جب کوئی صدقہ کرے اور پھر وہ اس کا

وَرِثَهَا حَلَّتْ لَهُ".

وَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّمَا الصَّدَقَةُ شَيْءٌ جَعَلَهَا لِلّٰهِ فَإِذَا وَرِثَهَا فَيَجِبُ أَنْ يَصْرِفَهَا فِي مِثْلِهِ. وَرَوَى سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَزُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَطَاءٍ.

وارث بن جائے تو وہ اس کے لیے حلال ہے۔

ان میں سے بعض نے کہا: صدقہ ایک ایسی چیز ہے اس نے اسے اللہ کے لیے خاص کر دیا ہے، پس جب وہ اس کا وارث بنے تو واجب ہے کہ وہ اسے اسی مثل میں خرچ کرے۔ سفیان ثوری اور زہیر بن معاویہ نے اس حدیث کو عبداللہ بن عطاء سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) انظر تحفة الاشراف، حدیث رقم: ١٩٨٠

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ١١٤٩، سنن ابو داود: ١٦٥٦ و ٢٨٧٧ و ٣٣٠٩، سنن ابن ماجه: ١٧٥٩ و ٢٣٩٤، سنن النسائی فی الکبری: ٦٣١٤-٦٣١٧، مسند احمد: ٢٢٩٥٦

فوائد الحدیث: ١۔ اگر کوئی شخص کسی پر صدقہ کرتا ہے اور پھر وہی چیز اس کے پاس وراثت کے ذریعے واپس آجاتی ہے تو اس کے لیے جائز اور حلال ہے کہ وہ اس چیز کو اپنے تصرف میں لائے اور اپنی مرضی سے جیسے چاہے استعمال کرے۔ جیسا کہ حدیث الباب سے واضح ہے۔

٢۔ اگر میت کے ذمہ کفارے، نذر یا رمضان المبارک کے روزے ہوں تو ورثاء کی ذمہ داری ہے کہ وہ بھی رکھیں، رمضان المبارک کے روزوں کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص رمضان المبارک کے درمیان فوت ہوتا ہے اب جتنے دن رمضان المبارک کے اس نے زندہ گزارے ہیں لیکن بیماری کی وجہ سے وہ خود روزے نہیں رکھ سکا تو وہ روزے رکھے جائیں گے جس دن وہ فوت ہوا اس کے بعد جتنے دن رمضان کے تھے وہ چونکہ اس پر فرض ہی نہیں ہوئے اس لیے وہ نہیں رکھے جائیں گے۔

٣۔ فوت شدہ مرد یا عورت کی طرف سے حج بھی کیا جاسکتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ حج کرنے والے نے پہلے اپنا حج کیا ہو۔

٤۔ ولی، وارث کے لیے ضروری ہے کہ جہاں وہ اس کی وراثت کا وارث بنتا ہے۔ وہاں اس کے ذمہ فرائض و حقوق کی ادائیگی کی ذمہ داری بھی قبول کرے اور انہیں ادا بھی کرے، سوائے خالص بدنی عبادات نماز، تلاوت وغیرہ کے کہ ان میں نیابت نہیں ہو سکتی۔

32- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْعَوْدِ فِي الصَّدَقَةِ

صدقہ دے کر واپس لے لینے کی ممانعت

668: حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ حَمَلَ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ثُمَّ رَآهَا تُبَاعُ فَأَرَادَ أَنْ يَشْتَرِيَهَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "لَا تَعُدْ فِي صَدَقَتِكَ".

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اللہ کی راہ میں ایک گھوڑا دیا، پھر انہوں نے اسے بکتا ہوا دیکھا تو اسے خریدنا چاہا تو نبی ﷺ نے فرمایا: "اپنے صدقے کو واپس نہ لو۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اکثر اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الحميدي: ١٥، البزار: ٢٦٦، ابو يعلى: ١٦٦، والبيهقي: ٤/١٥١

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٤٨٩ و ٢٩٧٠، صحیح مسلم: ١٦٢٠ و ١٦٢١، سنن ابن ماجه: ٢٣٩٠ و ٢٣٩٢، سنن النسائی: ٥/١٠٨ و ١٠٩، مسند احمد: ١٦٦ و ٢٥٨۔ صحیح ابن حبان: ٥١٢٥

فوائد الحدیث: ا۔ کسی کو صدقہ دے کر واپس لینا جائز نہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے اس پر سخت نکیر فرمائی ہے بلکہ اسے کتے کے قے کر کے دوبارہ کھا جانے سے مثال دے کر اس کی قباحت کو بیان فرمایا ہے۔ (دیکھئے بخاری ۱/ ۳۵۲، کتاب الہبہ)

۲۔ اگر صدقہ کی ہوئی چیز بازار میں فروخت ہو رہی ہو تو صدقہ کرنے والے کو اسے خریدنے سے بھی اجتناب کرنا چاہئے کیونکہ اس میں احتمال ہے کہ فروخت کرنے والا اس کے احسان کے بدلے میں اسے رعایتی قیمت پر فروخت کر دے گا جس سے اس کا نقصان ہوگا۔ اور بعض لوگ اپنی لاعلمی کی وجہ سے اس کے متعلق صدقہ واپس لینے کی بدگمانی کا شکار بھی ہو سکتے ہیں۔

33- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّدَقَةِ عَنِ الْمَيِّتِ

میت کی طرف سے صدقہ

669: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلاً قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ أُمِّي تُوُفِّيَتْ أَفَيَنْفَعُهَا إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: فَإِنَّ لِي مَخْرَفًا فَأُشْهِدُكَ أَنِّي قَدْ تَصَدَّقْتُ بِهِ عَنْهَا.

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا، اللہ کے رسول! میری والدہ وفات پا گئی ہیں، اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا انہیں فائدہ ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں" اس نے عرض کیا: میرا ایک باغ ہے میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اسے ان (والدہ) کی طرف سے صدقہ کر دیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

وَبِهِ يَقُولُ أَهْلُ الْعِلْمِ. يَقُولُونَ لَيْسَ شَيْءٌ يَصِلُ إِلَى الْمَيِّتِ إِلَّا الصَّدَقَةُ وَالدُّعَاءُ.

اہل علم کا یہی موقف ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں: میت کو صدقہ اور دعا کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں پہنچتی۔

وَقَدْ رَوَى بَعْضُهُمْ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلاً. قَالَ: وَمَعْنَى قَوْلِهِ إِنَّ لِي مَخْرَفًا. يَعْنِي بُسْتَانًا.

ان میں سے بعض نے اس حدیث کو عمرو بن دینار عن عکرمہ کی سند سے نبی ﷺ سے مرسل روایت کیا ہے۔ اس کا یہ کہنا کہ میرے لیے ایک مَخْرَفٌ ہے اس کا معنی ہے بُسْتَانٌ (باغ)۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح ابى داؤد: ٦٥٦٦، اخرجه ابو يعلى: ٢٥١٥، ابن خزيمه: ٢٥٠١، والحاكم: ١/ ٤٢٠

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٧٥٦ و ٢٧٦٢ و ٢٧٧٠ سنن ابو داود: ٢٨٨٢، سنن النسائی: ٦/ ٢٥٢ و ٢٥٢-٢٥٣، مسند احمد: ٣٠٨٠ و ٣٥٠٤

فوائد الحدیث: ا۔ میت کے لیے ایصال ثواب کے متعلق دو گروہ مسئلے کی انتہاء پر ہیں بعض نے تو کہا کہ: وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ۙ (النجم) کے قرآنی اصول کے مطابق میت کے اپنے اعمال ہی ہیں کسی دوسرے کے عمل اور نیکی کا فائدہ اس کو نہیں پہنچتا۔ اور "بعض الناس" نے کہا: یجوز عندنا اهداء ثواب كل شئی۔ (معارف السنن ۵/ ۲۹۱) "کہ ہمارے نزدیک ہر چیز (عمل) کے ثواب کا ہدیہ

کرنا جائز ہے۔"

۲۔ لیکن اسلام کی تعلیمات اعتدال اور میانہ روی پر مبنی ہیں۔ مثلاً آپ ﷺ نے فرمایا کہ اذا مات الانسان انقطع عمله الا من ثلاثة الا من صدقة جارية او علم ينتفع به اوولد صالح يدعوا له (مسلم ۲/۴۱) "جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو اس کے اعمال کا سلسلہ بند ہو جاتا ہے، صرف تین اعمال ایسے ہیں جن کا اجر انسان کے لیے فوت ہونے کے بعد بھی جاری رہتا ہے۔ ا۔ صدقہ جاریہ۔ ۲۔ ایسا علم جس سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے یا پھر نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی ہے۔"

ا۔ صدقہ جاریہ:

یعنی انسان خود اپنے ہاتھ سے کوئی ایسا نیکی کا سلسلہ جاری کر گیا کہ جس سے اس کے مرنے کے بعد بھی لوگ فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ مثلاً مسجد بنوادی، مدرسہ تعمیر کروادیا، کہیں پانی کا انتظام کر دیا وغیرہ وغیرہ۔ تو جب تک لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے رہیں گے اس آدمی کو مرنے کے بعد بھی اس کا اجر و ثواب ملتا رہے گا۔

۲۔ علم نافع:

کوئی شخص کسی دوسرے کو قرآن و حدیث کی تعلیم دیتا ہے خواہ اسے ایک مسئلہ ہی بتا دیتا ہے۔ یا کسی کی تعلیم کے اخراجات برداشت کرتا ہے اور وہ قرآن و حدیث کی تعلیم حاصل کرتا ہے وغیرہ۔ تو جب تک وہ شخص اس مسئلہ پر عمل کرتا رہے گا یا اس تعلیم کو دوسروں تک پہنچائے گا تو لوگ اس پر عمل کریں گے تو اس پہلے آدمی کو اس کا ثواب ملتا رہے گا خواہ وہ سلسلہ کروڑوں، اربوں لوگوں تک پھیل جائے اور یہ سلسلہ صدیوں تک وسیع ہو جائے۔ حالانکہ یہ شخص فوت ہو چکا ہے۔

۳۔ نیک اولاد:

اسی طرح اگر کسی آدمی نے اپنی اولاد کی تربیت صحیح کر دی، ان کے عقائد و اعمال اور اخلاق و کردار کو شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کے سانچے میں ڈھال دیا تو وہ نیک اولاد جو بھی نیکی والا عمل کرے گی اس کو مرنے کے بعد بھی اس کا ثواب ملتا رہے گا اور پھر وہ نیک اولاد اپنے بچوں کی صالحیت کا اہتمام کرے گی تو یہ سلسلہ نسلوں کو محیط ہو سکتا ہے لیکن یہ پہلا شخص ان تمام کے نیک اعمال کے اجر میں برابر کا شریک ہے۔

۳۔ میت کی طرف سے اگر مالی صدقہ کیا جائے تو اس کا ثواب بھی فوت ہونے والے شخص کو پہنچتا ہے۔ جیسا کہ حدیث الباب سے ثابت ہے لیکن کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ تو اولاد کی طرف سے ہے تو اس کے لئے دوسری حدیث بھی دلیل ہے۔

ان رسول الله ﷺ اتى برجل من الانصار ليصلى عليه فقال النبى ﷺ صلوا على صاحبكم فان عليه دينا قال ابو قتادة هو على قال النبى ﷺ بالوفاء قال بالوفاء فصلى عليه (سنن نسائی ۱/۲۲۵، کتاب الجنائز)

۴۔ میت کے ذمہ اگر روزے ہوں تو وہ بھی ورثاء کے رکھنے کی وجہ سے میت کی طرف سے ادائیگی ہو جاتی ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھئے فوائد حدیث نمبر ۶۶۷)

۵۔ میت کی طرف سے حج بھی ادا کیا جا سکتا ہے۔ (حدیث ۶۶۷ ملاحظہ فرمائیں)

۶۔ بہر حال ہر وہ عبادت جو بدنی کے ساتھ ساتھ مالی بھی ہو تو اس کا ثواب میت کو پہنچتا ہے۔ صرف بدنی عبادت مثلاً نماز، قران مجید کی

تلاوت یا اذکار وغیرہ کسی میت کی طرف سے کیے جائیں یا ایسی عبادت کر کے اس کا ثواب کسی میت کے لیے ھدیہ کیا جائے، اس کا ثبوت قرآن و حدیث سے نہیں ملتا اس لیے یہ جائز نہیں ان سے اجتناب کرنا چاہئے۔ اور ایصال ثواب کے لیے جائز امور اپنانے چاہیں۔

۷۔ دعا۔ زندہ لوگ، فوت ہونے والوں کے لیے بخشش کی دعا کریں تو یہ درست اور جائز ہے بلکہ میت کے لیے بہترین تحفہ اور ہدیہ دعا ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ (الحشر ۱۰)

"اور وہ لوگ جو ان (انصار و مہاجرین کے بعد قیامت تک آنے والے مومن مسلمان مراد ہیں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اتباع کرنے والے ہیں)۔ کے بعد آئے وہ کہتے ہیں، اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی بخش دے جو ہم سے پہلے اسلام، ایمان لا چکے، اور ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے ہمارے دلوں میں کینہ و بغض پیدا نہ فرما، اے ہمارے رب بے شک تو نرمی کرنے والا، رحم کرنے والا ہے۔"

اسی طرح ایک طویل واقعہ میں ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فان جبریل اتانی۔۔۔۔۔ فامرنی ان اتی البقیع فاستغفر لھم (سنن نسائی ۱/ ۲۳۲ کتاب الجنائز باب الامر بالاستغفار للمومنین) "کہ جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور مجھے کہا کہ میں جنت البقیع میں جاؤں اور ان کے لیے بخشش طلب کروں۔" ان کے علاوہ بھی قرآن مجید کی کئی ایک آیات اور بہت سی احادیث مبارکہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ زندہ لوگ فوت شدگان کے لیے دعا کر سکتے ہیں۔ اس لیے ایصال ثواب کا جو صحیح طریقہ ہے ہمیں وہی اختیار کرنا چاہئے اپنی مرضی اور خواہشات سے کوئی طریقہ ایجاد کر کے دین میں بدعات کا مرتکب نہیں ہونا چاہئے۔

34- بَابُ مَا جَاءَ فِي نَفَقَةِ الْمَرْأَةِ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا

عورت کے اپنے شوہر کے گھر سے خرچ کرنا

670: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ حَدَّثَنَا شُرَحْبِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ الْخَوْلَانِيُّ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي خُطْبَتِهِ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ يَقُولُ "لَا تُنْفِقُ امْرَأَةٌ شَيْئًا مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا". قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ! وَلَا الطَّعَامُ قَالَ: "ذَاكَ أَفْضَلُ أَمْوَالِنَا".

سیّدنا ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حجۃ الوداع کے سال خطبے میں ارشاد فرماتے ہوئے سنا: "عورت اپنے شوہر کے گھر سے اپنے شوہر کی اجازت ہی سے کوئی چیز خرچ کر سکتی ہے۔" عرض کیا گیا: اللہ کے رسول! کھانا بھی نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ تو ہمارا بہترین مال ہے۔"

وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ وَأَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَعَائِشَةَ.

اس باب میں سیّدنا سعد بن ابی وقاص، اسماء بنت ابی بکر، ابوہریرہ، عبداللہ بن عمرو اور عائشہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي أُمَامَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) اخرجه ابن ابي شيبة: ٤/٤١٥، والطحاوي في شرح المعاني: ٣/١٠٤

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٥٦٥، سنن ابن ماجه: ٢٢٩٥، مسند احمد: ٦٦٨١، ٢٢٢٩٤

فوائد الحدیث: رسول اللہ ﷺ نے نیک اور صالحہ بیوی کی خوبیوں میں سے ایک خوبی یہ بھی بیان کی ہے کہ وہ اپنے خاوند کے مال، اولاد، گھر اور عزت و آبرو کی حفاظت کرنے والی ہوتی ہے۔ اس لیے گھر میں جو بھی مال خاوند کی ملکیت اور اس کی کمائی سے ہو اس میں سے خاتون خانہ اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر خرچ نہیں کر سکتی ہے اگر خرچ کرے گی تو یہ خاوند کے مال میں خیانت ہوگی۔

اگر اجازت سے خرچ کرے گی تو اجر کی مستحق ہوگی جیسا کہ آئندہ حدیث میں بیان ہوا۔

671: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: "إِذَا تَصَدَّقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا كَانَ لَهَا بِهِ أَجْرٌ وَلِلزَّوْجِ مِثْلُ ذٰلِكَ وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِكَ وَلَا يَنْقُصُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ مِنْ أَجْرِ صَاحِبِهِ شَيْئًا لَهُ بِمَا كَسَبَ وَلَهَا بِمَا أَنْفَقَتْ".

ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "جب عورت اپنے شوہر کے گھر سے خرچ کرتی ہے تو اس کا اسے بھی اجر ملتا ہے، شوہر کے لیے بھی اتنا ہی اجر ہے اور خازن (کیشیر وغیرہ) کے لیے بھی اتنا ہی اجر ہے۔ ان میں سے کوئی بھی اپنے ساتھی کے اجر سے کوئی کمی نہیں کر سکتا، اس (شوہر) کے لیے اس کی کمائی کا اجر ہے اور اس (عورت) کے لیے اس کے خرچ کرنے کا اجر ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) (متفق علیه)

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٤٣٧ و ١٤٣٩-١٤٤١، و ٢٠٦٥، صحیح مسلم: ١٠٢٤، سنن ابن ماجه: ٢٢٩٤، سنن النسائی: ٥/٦٥، وفی الکبری: ٩١٠٩، مسند احمد: ٢٤١٧١، صحیح ابن حبان: ٣٣٥٨

672: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا الْمُؤَمَّلُ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: "إِذَا أَعْطَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا بِطِيبِ نَفْسٍ غَيْرَ مُفْسِدَةٍ كَانَ لَهَا مِثْلُ أَجْرِهِ لَهَا مَا نَوَتْ حَسَنًا وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِكَ".

ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "جب عورت اپنے شوہر کے گھر سے خرچ کرتی ہے دل کی خوشی کے ساتھ خرابی کرنے والی نہ ہو (یعنی ناجائز خرچ نہ کرے) تو اس کے لیے اس خاوند کے اجر کی مثل ہوگا اس کے نیکی کی نیت کرنے کی وجہ سے اور خازن (کیشیئر) کے لیے بھی اس کے برابر اجر ہوگا۔

قَالَ أَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهٰذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ أَبِي وَائِلٍ وَعَمْرُو بْنُ مُرَّةَ لَا يَذْكُرُ فِي حَدِيثِهِ عَنْ مَسْرُوقٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور یہ عمرو بن مرہ عن ابی وائل کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔ اور عمرو بن مرہ نے اپنی روایت میں مسروق کا واسطہ ذکر نہیں کیا۔

حکم الحدیث: (صحیح بما قبله) اخرجه ابن ابي شيبة: ٦/٥٨٦، ابو يعلى: ٤٣٥٩، البيهقي: ٤/١٩٢

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٤٣٧ و ١٤٣٩-١٤٤١، و ٢٠٦٥، صحیح مسلم: ١٠٢٤، سنن ابن ماجه: ٢٢٩٤، سنن النسائی: ٥/٦٥، وفي الکبری: ٩١٠٩، مسند احمد: ٢٤١٧١، صحیح ابن حبان: ٣٣٥٨

فوائد الحدیث: ا۔ خاوند کی اجازت سے بیوی اور مالک کی اجازت سے منشی یا سیکرٹری جو کچھ بھی جائز طریقے سے اور جائز جگہ پر خرچ کریں گے تو اللہ تعالیٰ سب کو پورا پورا اجر و ثواب عطا فرمائیں گے۔

۲۔ بعض مرد خرچ کرتے ہیں تو ان کی بیویاں ناک منہ چڑھاتی ہیں۔ اسی طرح مالک جب اجازت ہی نہیں دیتا بلکہ آڈر کر دیتا ہے کہ اتنا مال فلاں مسجد، مدرسہ یا مستحق شخص کو دے دیا جائے تو سیکرٹری صاحب کئی قسم کے حیلوں بہانوں سے ٹال مٹول کرتے ہوئے تنگ کرتے ہیں۔ حالانکہ ملازمت کی مجبوری کی وجہ سے انہوں نے دینا ہی ہوتا ہے لیکن دل کی خوشی کے ساتھ ادائیگی نہیں کرتے ایسے لوگ اجر و ثواب سے محروم ہو جاتے ہیں کہ۔ انما الاعمال بالنیات۔ (متفق علیہ)

35- بَابُ مَا جَاءَ فِي صَدَقَةِ الْفِطْرِ

صدقہ فطر

673: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: كُنَّا نُخْرِجُ زَكَاةَ الْفِطْرِ إِذْ كَانَ فِينَا رَسُولُ اللهِ ﷺ صَاعًا مِنْ طَعَامٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ زَبِيبٍ أَوْ صَاعًا مِنْ أَقِطٍ فَلَمْ نَزَلْ نُخْرِجُهُ حَتَّى قَدِمَ مُعَاوِيَةُ الْمَدِينَةَ فَتَكَلَّمَ فَكَانَ فِيمَا كَلَّمَ بِهِ النَّاسَ إِنِّي لَأَرَى مُدَّيْنِ مِنْ سَمْرَاءِ الشَّامِ تَعْدِلُ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ. قَالَ فَأَخَذَ النَّاسُ بِذَلِكَ. قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: فَلَا أَزَالُ أُخْرِجُهُ كَمَا كُنْتُ أُخْرِجُهُ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ يَرَوْنَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ صَاعًا. وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ. وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ صَاعٌ إِلَّا مِنَ الْبُرِّ فَإِنَّهُ يُجْزِءُ نِصْفُ صَاعٍ. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَأَهْلِ الْكُوفَةِ يَرَوْنَ نِصْفَ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ.

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان موجود تھے۔ ہم ایک صاع غلہ یا ایک صاع جو یا ایک صاع کھجوریں یا ایک صاع منقیٰ یا ایک صاع پنیر فطرانہ ادا کیا کرتے تھے، ہم اسے ادا کرتے رہے حتیٰ کہ سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ مدینہ تشریف لائے تو انہوں نے لوگوں سے جو خطاب فرمایا، اس میں خطاب فرمایا کہ میں شام کی گندم کے دو مد ایک صاع کھجوروں کے برابر سمجھتا ہوں۔

راوی نے بیان کیا: لوگوں نے اس پر عمل کرنا شروع کر دیا۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں تو اسی طرح ادا کرتا رہوں گا جس طرح اسے (رسول اللہ ﷺ کے دور میں) ادا کیا کرتا تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

بعض اہل علم کا اس پر عمل ہے وہ ہر چیز سے ایک صاع فطرانہ ادا کرنے کا موقف رکھتے ہیں۔ یہ امام شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا موقف ہے۔ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے بعض اہل علم کا موقف ہے کہ گندم کے علاوہ ہر چیز سے ایک صاع فطرانہ ادا کیا جائے گا وہ (گندم) نصف صاع بھی کافی ہے۔ یہ سفیان ثوری، ابن مبارک رحمہما اللہ اور کوفہ والوں کا موقف ہے، وہ گندم سے نصف صاع فطرانہ ادا کرنے کے قائل ہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الدارمي: ١٦٧٠، ابن خزيمه: ٢٤٠٧، الدارقطني: ٢/١٤٦

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۱۵۰۵و ۱۵۰۸، صحیح مسلم: ۹۸۵، سنن ابو داود: ۱۶۱۶۔۱۶۱۸، سنن ابن ماجه: ۱۸۲۹، سنن النسائی: ۵/۵۱-۵۳، مسند احمد: ۱۱۱۸۲ و ۱۱۹۳۲، صحیح ابن حبان: ۳۳۰۵

فوائد الحدیث: ۱۔ صدقہ الفطر (فطرانہ) ہر مُسلمان، مرد، عورت، چھوٹے بڑے پر فرض ہے۔ جو عید الفطر کی نماز ادا کرنے سے پہلے پہلے دینا ضروری ہے۔

۲۔ فطرانہ غلے (خوراک) سے ایک صاع ادا کرنا چاہئے۔

۳۔ ''طعام'' کا لفظ دلیل ہے کہ جس علاقے میں جو بھی جنس اور غلہ بطور خوراک استعمال ہوتی ہے اس میں سے فطرانہ فی کس ایک صاع ہے۔ مدینہ منورہ میں اس وقت خوراک کھجور تھی لہٰذا اس کا ایک صاع فطرانہ ادا کیا جاتا تھا اور گندم مہنگی تھی تو سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اجتہاد کیا کہ اس کا اگر نصف صاع بھی ادا کر دیا جائے گا تو کھجوروں کے ایک صاع کے برابر ہو جائے گا۔ جبکہ ہمارے ہاں گندم بطور خوراک استعمال ہوتی ہے لہٰذا اس کا ایک صاع فطرانہ دیا جائے گا جن علاقوں میں چاول بطور خوراک استعمال ہوتے ہیں وہ اس میں سے ایک صاع دیں گے۔

الغرض: مسئلہ یہ ہے کہ خوراک اور غلے میں سے ایک صاع کی مقدار فطرانہ دیا جائے گا خواہ وہ خوراک جو، گندم، کھجور یا پنیر وغیرہ ہوں۔

۴۔ صاع حجازی دو سیر چار چھٹانگ کا ہوتا ہے جو آج ہمارے اوزان کے مطابق دو کلو ننانوے گرام پانچ سو بیس ملی گرام بنتا ہے۔ عمومی طور پر اڑھائی کلو ہی ادا کر دیا جاتا ہے کہ نصاب سے زیادہ مقدار میں بھی صدقہ کیا جا سکتا ہے۔

یاد رکھیے کہ شرعی اوزان میں حجازی پیمانوں کا ہی اعتبار ہو گا کوفی یا عراقی پیمانے شرعی احکام میں کوئی حَیثِیّت نہیں رکھتے۔

۵۔ فطرانہ، ایک صاع غلہ کی مارکیٹ ریٹ کے مطابق قیمت لگا کر نقدی بھی ادا کی جا سکتی ہے۔

674: حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا سَالِمُ بْنُ نُوحٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ. أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ مُنَادِيًا فِي فِجَاجِ مَكَّةَ أَلَا إِنَّ صَدَقَةَ الْفِطْرِ وَاجِبَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى حُرٍّ أَوْ عَبْدٍ صَغِيرٍ أَوْ كَبِيرٍ مُدَّانِ مِنْ قَمْحٍ أَوْ سِوَاهُ صَاعٌ مِنْ طَعَامٍ.

سیّدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے مکہ کی راہوں (بازاروں) میں ایک منادی کو بھیجا کہ (وہ اعلان کر دے) صدقہ فطر (فطرانہ) دو مد گندم یا اس کے علاوہ غلے میں سے ایک صاع ہر مُسلمان مرد، عورت اور آزاد و غلام اور چھوٹے بڑے پر واجب ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

وَرَوَى عُمَرُ بْنُ هَارُونَ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ وَقَالَ: عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ مِينَاءَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرَ بَعْضَ هَذَا الْحَدِيثِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: لَمْ يَعْرِفْ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ هَذَا الْحَدِيثَ.

عمر بن ہارون نے اس حدیث کو ابن جریج سے روایت کیا اور انہوں نے کہا: عن العباس بن بیناء عن النبی ﷺ پس انہوں نے اس حدیث کا بعض حصہ ذکر کیا، امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو نہیں پہچانا۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) اس میں انقطاع ہے ابن جریج نے عمرو بن شعیب سے نہیں سنا۔

تخریج الحدیث: سنن الدارقطنی: ۲/۱۴۱، ۱۴۲

فوائد الحدیث: ۱۔ یہ روایت سنداً ضعیف ہے اس لیے محتج نہیں۔
۲۔ تفصیل کے لئے حدیث نمبر ۶۷۳ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

675: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: "فَرَضَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ صَدَقَةَ الْفِطْرِ عَلَى الذَّكَرِ وَالأُنْثَى وَالْحُرِّ وَالْمَمْلُوكِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ".

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مرد، عورت اور آزاد، غلام پر (فی کس) ایک صاع کھجوریں یا ایک صاع جو صدقہ فطر مقرر فرمایا، راوی نے بیان کیا: لیکن لوگ نصف صاع (تقریباً سوا کلو) کی طرف آئے۔ (یہ موقف اختیار کر لیا)۔

قَالَ: فَعَدَلَ النَّاسُ إِلَى نِصْفِ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَجَدِّ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي ذُبَابٍ وَثَعْلَبَةَ بْنِ أَبِي صُعَيْرٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو.

اس باب میں ابو سعید، ابن عباس، حارث بن عبدالرحمٰن بن ابی ذباب کے دادا، ثعلبہ بن ابی صعیر اور عبداللہ بن عمرو سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ١٦٦٨، ابن خزيمه: ٢٣٩٢، والحاكم: ١/٤٠٩

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ١٥٠٣، صحيح مسلم: ٩٨٤، سنن ابو داود: ١٦١١-١٦١٤، سنن ابن ماجه: ١٨٢٥ و ١٨٢٦، سنن النسائی: ٥/٤٦-٤٩، مسند احمد: ٤٤٨٦، ابن حبان: ٣٣٠٠-٣٣٠٤، وشرح مشكل الآثار: ٣٤٢٣-٣٤٢٧

676: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ "فَرَضَ زَكَاةَ الْفِطْرِ مِنْ رَمَضَانَ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ عَلَى كُلِّ حُرٍّ أَوْ عَبْدٍ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى مِنَ الْمُسْلِمِينَ".

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں میں سے ہر آزاد، غلام، مرد، عورت پر (فی کس) ایک صاع کھجوریں یا ایک صاع جو رمضان کا صدقہ فطر مقرر فرمایا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح ہے۔

وَرَوَى مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ حَدِيثِ أَيُّوبَ وَزَادَ فِيهِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ. وَرَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ نَافِعٍ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ.

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اسے نافع عن ابن عمر کی سند سے نبی ﷺ سے ایوب کی روایت کے مانند روایت کیا۔ اور اس میں "من المسلمین" کا اضافہ کیا، جبکہ کئی ایک نے نافع سے روایت کیا، اور انہوں نے اس میں "من المسلمین" کا ذکر نہیں کیا۔

وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي هَذَا فَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِذَا كَانَ لِلرَّجُلِ عَبِيدٌ غَيْرُ مُسْلِمِينَ لَمْ يُؤَدِّ عَنْهُمْ صَدَقَةَ الْفِطْرِ. وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: يُؤَدِّي

اہل علم کا اس میں اختلاف ہے، ان میں سے بعض نے کہا: جب بندے کے غیر مسلم غلام ہوں تو وہ ان کی طرف سے فطرانہ ادا نہیں کرے گا، یہ مالک، شافعی اور احمد رحمہم اللہ کا

عَنْهُمْ وَإِنْ كَانُوا غَيْرَ مُسْلِمِينَ. وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَإِسْحَاقَ.

موقف ہے۔ اور بعض نے کہا ہے: وہ ان کی طرف سے بھی فطرانہ ادا کرے گا، خواہ وہ غیر مسلم ہوں۔ یہ ثوری، ابن مبارک اور اسحاق رحمہم اللہ کا موقف ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح)

تخریج الحدیث: مسند احمد : ٥٣٠٣ و ٥٣٣٩، صحیح ابن حبان: ٣٣٠٣ و ٣٣٠٤، وشرح المشکل: ٣٤٢٤ و ٣٤٢٧

فوائد الحدیث: ١۔ فطرانے کے لیے مُسلمان ہونا شرط ہے، غیر مُسلم پر فطرانہ فرض نہیں۔

٢۔ فطرانہ ہر مُسلمان پر فرض ہے خواہ امیر ہو یا غریب، حتیٰ کہ وہ چھوٹے بچے جو کسی دوسرے کی کفالت میں ہوتے ہیں ان کے والدین یا سرپرست ان کی طرف سے بھی فطرانہ ادا کرنے کے پابند ہیں۔

٣۔ جو لوگ فطرانے کے لیے "نصاب" مقرر کرتے ہیں ان کا موقف درست نہیں۔

٤۔ رسول اللہ ﷺ جو حکم ارشاد فرمائیں اس پر عمل کرنا مُسلمانوں پر فرض ہے جو لوگ کہتے اور سمجھتے ہیں کہ حدیث رسول ﷺ سے فرضیت ثابت نہیں ہوتی انہیں ان احادیث کو بار بار اور غور سے پڑھنا چاہئے۔

36- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَقْدِيمِهَا قَبْلَ الصَّلَاةِ

نماز عید سے پہلے فطرانہ ادا کرنا

677: حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ عَمْرِو بْنِ مُسْلِمٍ أَبُو عَمْرٍو الْحَذَّاءُ الْمَدَنِيُّ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ نَافِعٍ الصَّائِغُ عَنِ ابْنِ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ "كَانَ يَأْمُرُ بِإِخْرَاجِ الزَّكَاةِ قَبْلَ الْغُدُوِّ لِلصَّلَاةِ يَوْمَ الْفِطْرِ".

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عید الفطر کے دن نماز کے لیے روانہ ہونے سے پہلے فطرانہ ادا کرنے کا حکم فرمایا کرتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ. وَهُوَ الَّذِي يَسْتَحِبُّهُ أَهْلُ الْعِلْمِ أَنْ يُخْرِجَ الرَّجُلُ صَدَقَةَ الْفِطْرِ قَبْلَ الْغُدُوِّ إِلَى الصَّلَاةِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے، اہل علم اسی کو مستحب قرار دیتے ہیں کہ آدمی نماز عید کے لیے روانہ ہونے سے پہلے پہلے فطرانہ ادا کر دے۔

حکم الحدیث: (حسن صحیح) صحیح ابی داؤد: ١٤٢٨، الارواء: ٨٣٢، اخرجه ابن الجارود: ٣٥٩، وابن خزیمه: ٢٤٢٢

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٥٠٣ و ١٥٠٩، صحیح مسلم: ٩٨٦، سنن ابو داود: ١٦١٠سنن النسائی: ٤٨/٥ و ٥٤، مسند احمد : ٥٣٤٥، صحیح ابن حبان: ٣٢٩٩ و ٣٣٠٣

فوائد الحدیث: ١۔ صدقۃ الفطر (فطرانہ) عید الفطر کی نماز سے پہلے ادا کرنا ضروری ہے نماز کے بعد ادا کیا ہوا عام صدقہ ہے (صدقۃ الفطر نہیں)

٢۔ فطرانہ اگر دو چار دن پہلے بھی ادا کر دیا جائے تو جائز اور درست ہے۔ کیونکہ حدیث مبارکہ میں اس کے دو مقصد بیان کے گئے ہیں۔ طهرة للصيام وطعمة للمساكين (ابو داود) "کہ روزوں کی پاکیزگی ہے اور مساکین کے لیے کھانا ہے" اب مساکین اسی صورت میں عید کی خوشیوں میں شریک ہو سکتے ہیں جب انہیں عید سے کچھ دن پہلے یہ رقم مل جائے گی تاکہ وہ عید کے دن کے لیے کھانے پینے کا سامان وغیرہ

خرید سکیں۔ نیز بعض صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین بھی عید سے کچھ دن پہلے اپنا فطرانہ ادا کر دیا کرتے ہیں۔ (ابوداؤد)

37- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَعْجِيلِ الزَّكَاةِ

زکوٰۃ کو (وقت آنے سے پہلے ہی) جلد ادا کر دینا

678: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّا عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ عَنْ مُجَيَّةَ بْنِ عَدِيٍّ عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ الْعَبَّاسَ سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ تَعْجِيلِ صَدَقَتِهِ قَبْلَ أَنْ تَحِلَّ فَرَخَّصَ لَهُ فِي ذَلِكَ.

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ نے زکوٰۃ واجب ہونے سے پہلے جلدی کرتے ہوئے زکوٰۃ ادا کرنے کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا تو آپ ﷺ نے اس بارے میں انہیں اجازت دے دی۔

حكم الحديث: (حسن) اخرجه ابن خزيمه: ٢٣٣١، الدارقطني: ١٢٣/٢، والحاكم: ٣٢٢/٣

تخريج الحديث: ابو داؤد: ١٦٢٤، ابن ماجه: ١٧٩٠، البغوي: ١٥٧٧

679: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ دِينَارٍ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ جَحْلٍ عَنْ حُجْرٍ الْعَدَوِيِّ عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: لِعُمَرَ "إِنَّا قَدْ أَخَذْنَا زَكَاةَ الْعَبَّاسِ عَامَ الْأَوَّلِ لِلْعَامِ".

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ہم عباس رضی اللہ عنہ کی اس سال کی زکوٰۃ اس سے پہلے سال میں لے چکے ہیں۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: لَا أَعْرِفُ حَدِيثَ تَعْجِيلِ الزَّكَاةِ مِنْ حَدِيثِ إِسْرَائِيلَ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ دِينَارٍ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَحَدِيثُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ زَكَرِيَّا عَنِ الْحَجَّاجِ عِنْدِي أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ إِسْرَائِيلَ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ دِينَارٍ. وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلاً

اس باب میں سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں تعجیل زکوٰۃ کے بارے میں حدیث صرف اسرائیل عن حجاج بن دینار کی روایت کے حوالے سے ہی جانتا ہوں اور اسماعیل بن زکریا عن الحجاج کی روایت میرے نزدیک اسرائیل عن الحجاج کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔ اور یہ روایت حکم بن عتیبہ کے حوالے سے نبی ﷺ سے مرسل بیان کی گئی ہے۔

وَقَدِ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي تَعْجِيلِ الزَّكَاةِ قَبْلَ مَحِلِّهَا فَرَأَى طَائِفَةٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنْ لَا يُعَجِّلَهَا. وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ قَالَ: أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ لَا يُعَجِّلَهَا. وَقَالَ أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ: إِنْ عَجَّلَهَا قَبْلَ مَحِلِّهَا أَجْزَأَتْ عَنْهُ. وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ.

اہل علم کا زکوٰۃ کو اس کا وقت آنے سے پہلے ہی جلد وصول کرنے کے بارے میں اختلاف ہے۔ اہل علم کی ایک جماعت کا موقف ہے کہ وہ اسے وقت سے پہلے جلد ادا نہ کرے۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ یہ موقف رکھتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: مجھے زیادہ پسند ہے کہ وہ اسے وقت سے پہلے جلد ادا نہ کرے۔ اکثر اہل علم نے کہا ہے کہ اگر اس نے اس کا وقت آنے سے پہلے ہی

جلد ادا کر دی تو وہ اس کی طرف سے ادا ہو جائے گی۔ امام شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ یہی موقف رکھتے ہیں۔

حکم الحدیث: (حسن ایضا) دیکھیں گزشتہ حدیث۔

تخریج الحدیث: سنن الدارقطنی: ۱/۱۲٤

فوائد الحدیث: جب کسی شخص کے پاس مال نصاب زکوٰۃ کو پہنچ جائے اور اس پر سال بھی گزر جائے تو اس پر زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے۔ لیکن اگر کسی وجہ سے وہ زکوٰۃ سال پورا ہونے سے پہلے ادا کر دے یا اس میں کچھ حصہ خرچ کر دے اور پھر سال مکمل ہونے پر حساب کر کے اتنی رقم جو خرچ کر چکا ہے وہ زکوٰۃ کی رقم میں شامل کی جا سکتی ہے۔ جیسا کہ حدیث الباب سے ثابت ہے۔

38- بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الْمَسْأَلَةِ

سوال کرنے کی ممانعت

680: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ عَنْ بَيَانِ بْنِ بِشْرٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: "لَأَنْ يَغْدُوَ أَحَدُكُمْ فَيَحْتَطِبَ عَلَى ظَهْرِهِ فَيَتَصَدَّقَ مِنْهُ فَيَسْتَغْنِيَ بِهِ عَنِ النَّاسِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَسْأَلَ رَجُلاً أَعْطَاهُ أَوْ مَنَعَهُ ذَلِكَ فَإِنَّ الْيَدَ الْعُلْيَا أَفْضَلُ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ".

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "تم میں سے کسی کا صبح جا کر اپنی پیٹھ پر لکڑیوں کا گٹھا لے کر آنا (اور اسے فروخت کرنا) اور اس میں سے صدقہ کرنا جو اسے لوگوں سے مستغنی کر دے اس کے لیے کسی شخص سے سوال کرنے سے بہتر ہے۔ وہ اسے دے یا نہ دے بے شک اوپر والا ہاتھ نچلے ہاتھ سے بہتر ہے، اور اپنے زیر کفالت افراد سے صدقہ کی ابتدا کر۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ وَأَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَالزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ وَعَطِيَّةَ السَّعْدِيِّ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَمَسْعُودِ بْنِ عَمْرٍو وَابْنِ عَبَّاسٍ وَثَوْبَانَ وَزِيَادِ بْنِ الْحَارِثِ الصُّدَائِيِّ وَأَنَسٍ وَحُبْشِيِّ بْنِ جُنَادَةَ وَقَبِيصَةَ بْنِ مُخَارِقٍ وَسَمُرَةَ وَابْنِ عُمَرَ.

اس باب میں حکیم بن حزام، ابو سعید خدری، زبیر بن العوام، عطیہ سعدی، عبداللہ بن مسعود، مسعود بن عمرو، ابن عباس، ثوبان، زیاد بن حارث صدائی، انس، حبشی بن جنادہ، قبیصہ بن مخارق، سمرہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ يُسْتَغْرَبُ مِنْ حَدِيثِ بَيَانٍ عَنْ قَيْسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح غریب ہے۔ اس کو بیان بن قیس کی حدیث سے غریب جانا گیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) الارواء: ۸۳٤، اخرجه الحميدي: ۱۰۵٦، ابن خزيمه: ۱۰٤۰

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۱٤۷۰ صحیح مسلم: ۱۰٤۲، سنن النسائی: ۹۳/۵-۹٤و۹٦، مسند احمد: ۷۳۱۷ و ۱۰۱۵۱، صحیح ابن حبان: ۳۳۸۷

فوائد الحدیث: ا۔ بغیر کسی اشد مجبوری کے صرف اپنی دولت بڑھانے کے لیے مانگنا اور سوال کرنا شریعت نے سخت ناپسند کیا ہے

اور اس کے مقابلے میں محنت مزدوری کر کے صدقہ وخیرات کرنے کی ستائش فرمائی ہے۔ اس لیے ہمیں چاہئے کہ دوسروں کی جیب پر نظر رکھتے ہوئے ان کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے اجتناب کریں اور خود خرچ کرنے کی عادت ڈالیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق فرمائے۔

۲۔ اوپر والے ہاتھ سے مراد خرچ کرنے والا (دینے والا) اور نچلے ہاتھ سے مراد بھیک مانگنے اور سوال کرنے والا ہاتھ مراد ہے۔ اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں جیسا کہ بعض دھوکے باز تاویل کرتے ہوئے اپنے مریدوں، مقتدیوں یا شاگردوں کو یہ تعلیم دیتے ہیں کہ جب تم کوئی چیز ہدیہ وغیرہ پیش کرو تو اپنے ہاتھ پر رکھ کر بطور احترام پیش کرو اور پیر صاحب یا حضرت صاحب اوپر سے اس چیز، ہدیہ اور گفٹ کو اٹھالیں گے تو اس طرح ہاتھ بھی اوپر رہے گا اور جیب بھی بھاری ہو جائے گی۔ آم کے آم۔ گٹھلیوں کے دام۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

۳۔ خرچ کرتے ہوئے تو آدمی کو پہلے اپنے اہل وعیال اور زیر کفالت لوگوں کی ضروریات اور ان کے لازمی اخراجات کو پورا کرنا چاہئے پھر دوسرے لوگوں میں بانٹنا چاہئے۔ ایسا نہیں کہ گھر میں تو فاقہ کشی ہو رہی ہے لیکن باہر صدقہ کرنے کا شوق چڑھا ہے۔ اور نا ہی اداروں یا ملوں وغیرہ کے مالکوں اور سربراہوں کی طرح کرنا چاہئے کہ اپنے ملازمین کو تو ان کی محنت کا بھی پورا حق نہیں دیتے اور معمولی معمولی تنخواہوں پر ٹرخا دیتے ہیں لیکن کسی نہ کسی تہوار کی مناسبت سے دیگیں پکا کر تقسیم کر رہے ہوتے ہیں۔

681: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: "إِنَّ الْمَسْأَلَةَ كَدٌّ يَكُدُّ بِهَا الرَّجُلُ وَجْهَهُ إِلَّا أَنْ يَسْأَلَ الرَّجُلُ سُلْطَانًا أَوْ فِي أَمْرٍ لَا بُدَّ مِنْهُ".

سیّدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سوال کرنا ایک زخم ہے جس کے ذریعے آدمی اپنے چہرے کو زخمی کر لیتا ہے، اِلّا یہ کہ آدمی کسی بادشاہ سے مانگے یا پھر کسی انتہائی اہم معاملے میں مانگے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) التعليق الرغيب: ٢/٢، اخرجه ابن ابي شيبة: ٢٠٨/٣، والبيهقي: ١٩٧/٤

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٦٣٩، سنن النسائي: ١٠٠/٥، مسند احمد : ٢٠١٠٦، صحيح ابن حبان: ٣٣٨٦

فوائد الحدیث: ۱۔ بغیر مجبوری کے مانگنا درست اور جائز نہیں اور جو شخص ایسا کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن ایسی حالت میں اٹھائیں گے کہ اس کے چہرے پر گوشت نہیں ہوگا جس سے لوگوں کو معلوم ہو جائے گا کہ یہ پیشہ ور بھکاری ہے جو بلا حاجت لوگوں سے مال بٹورنے کے لیے مسکین وفقیر بن کر بھیک مانگتا تھا۔

۲۔ وقت کے حکمران یا اپنے ادارے کے سربراہ سے ضرورت کے وقت سوال کیا جا سکتا ہے کہ ملک یا ادارے کے بیت المال میں اس کا بھی حصہ ہے۔

۳۔ مجبوری کا مطلب ہے کہ فاقے شروع ہو گئے، کھانے پینے کو کچھ نہیں۔ یا کسی آفت سیلاب، زلزلہ وغیرہ کی وجہ سے اس کی سب جمع پونجی ختم ہو گئی یا پھر تاوان وغیرہ کی وجہ سے اپنی حیثیت سے بہت زیادہ مقروض ہو گیا تو ایسی مجبوری کی حالت میں صرف ضرورت کے مطابق سوال کرنا جائز ہے۔

6

أَبْوَابُ الصَّوْمِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

روزے کے احکام و مسائل

1- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ شَهْرِ رَمَضَانَ

ماہ رمضان کی فضیلت

682: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِذَا كَانَ أَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ صُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ وَمَرَدَةُ الْجِنِّ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ فَلَمْ يُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ وَفُتِّحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ فَلَمْ يُغْلَقْ مِنْهَا بَابٌ وَيُنَادِي مُنَادٍ يَا بَاغِيَ الْخَيْرِ أَقْبِلْ وَيَا بَاغِيَ الشَّرِّ أَقْصِرْ وَلِلّٰهِ عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ وَذٰلِكَ كُلَّ لَيْلَةٍ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب ماہ رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیطانوں اور سرکش جنوں کو جکڑ دیا جاتا ہے، جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں، ان میں سے کوئی ایک دروازہ بھی کھلا نہیں رہتا۔ اور جنّت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور ان میں سے کوئی ایک دروازہ بھی بند نہیں رہتا، اور منادی کرنے والا اعلان کرتا ہے۔ خیر و بھلائی کے طلب کرنے والے! آگے بڑھ، اور شر کے طلب گار رک جا، اور اللہ جہنم سے بعض لوگوں کو آزادی عطا فرماتا ہے، اور (رمضان کی) ہر رات اسی طرح ہوتا ہے۔“

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَسَلْمَانَ.

اس باب میں عبدالرحمٰن بن عوف، ابن مسعود اور سلمان رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) بعض کہتے ہیں اس کی سند اعمش مدلس کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔ مسلم کی حدیث اس سے کفایت کرتی ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١٦٤٢ صحيح ابن حبان: ٣٤٣٥، مسند احمد: ٧١٤٨، صحيح بخاری: ١٨٩٩، صحيح مسلم: ١٠٧٩، سنن النسائی: ٤/١٢٦-١٢٩

فوائد الحدیث: ۱۔ رمضان المبارک کے مہینے کی عظمت و شان ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ جنّت کے دروازے کھول دیتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کروا دیتے ہیں۔ نیز بڑے بڑے سرکش شیطانوں اور جنات کو جکڑ دیا جاتا ہے اور ایک مومن مسلمان کو پورا پورا موقعہ دیا

جاتا ہے کہ وہ اس مہینے میں اللہ تعالیٰ کو راضی کر کے اس کی جنّت کا وارث بن جائے اور جہنم سے بچ جائے۔

۲۔ پھر انسان کے نیکی والے جذبے کو مہمیز دینے کے لیے اللہ تعالیٰ ہر روز فرشتے سے اعلان بھی کرواتے ہیں کہ اس مہینے میں اللہ تعالیٰ بہت سے لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتے ہیں لہذا لوگو! زیادہ سے زیادہ کوشش کر کے اپنے لیے جہنم سے آزادی کا پروانہ حاصل کر لو۔

683: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ وَالْمُحَارِبِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: "مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَقَامَهُ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ".

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص ایمان رکھتے ہوئے اور ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے اور اس کا قیام کرے تو اس کے سابقہ گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔ اور جو شخص ایمان رکھتے ہوئے اور ثواب کی نیت سے شب قدر کا قیام کرے تو اس کے سابقہ گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔"

هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ الَّذِي رَوَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ رِوَايَةِ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ أَبِي بَكْرٍ. قَالَ: وَسَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ قَوْلَهُ "إِذَا كَانَ أَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ". فَذَكَرَ الْحَدِيثَ. قَالَ مُحَمَّدٌ: وَهَذَا أَصَحُّ عِنْدِي مِنْ حَدِيثِ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ.

یہ حدیث صحیح ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت جسے ابو بکر بن عیاش نے روایت کیا ہے، حدیث غریب ہے۔ ہم اسے ابو بکر بن عیاش عن الاعمش عن ابی صالح عن ابی ہریرہ کی سند سے صرف ابو بکر کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں۔ اور میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ ہم کو حسن بن ربیع حدثنا ابو الاحوص عن الاعمش کی سند سے مجاہد کے حوالے سے ان کا قول: "جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے" بیان کیا تو حدیث ذکر کی، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: یہ روایت میرے نزدیک ابو بکر بن عیاش کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الدارمی: ۱۷۸۳، ابن خزیمه: ۱۸۹۳، البیهقي: ٤/٣٠٤، والبغوي: ۱۷۰۷

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۱۹۰۱، ۳۸، ۳۷، ۳۵، صحیح مسلم: ۷۶۰، ۷۵۹، سنن ابوداؤد: ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، سنن ابن ماجه: ۱۶۴۱، ۱۳۲۶، سنن نسائی: ۳/۱: ۲-۲۰۲، و ٤/۱۵۵-۱۵۷، و ۸/۱۱۷-۱۱۸

فوائد الحدیث: ۱۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رمضان المبارک کے چوبیس گھنٹے اللہ تعالیٰ نے خیر و برکت والے بنائے ہیں۔ لیکن یہ اوقات اور ان میں کیے ہوئے اعمال اس شخص کو فائدہ دیں گے جس میں ایمان کی خوبیاں موجود ہوں گی۔

۲۔ ایمان سے مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک سمجھے کہ اس کی ذات اور صفات میں کوئی دوسرا شریک نہیں۔ انبیاء کرام علیہم السلام اور آسمانی کتابوں جنّت و دوزخ، ملائکہ اور ہر قسم کی تقدیر کی سچائی و صداقت پر یقین رکھے۔ اس کے عقیدے میں شرک، کفر، نفاق اور بدعات وغیرہ نہ ہو۔ ورنہ شرک و کفر کی حالت میں کی ہوئی کوئی بھی نیکی قبول نہیں ہوئی۔

۳۔ "احتساب" سے مراد ہے کہ عمل کرنے والے کی نیت خالص اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی ہو وہ رمضان المبارک میں دن کا روزہ اور رات کا قیام ایک عادت یا روٹین سمجھ کر نہ کرے اور نہ ہی اس میں کسی قسم کی شہرت، ریاکاری وغیرہ ہو بلکہ اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب کی نیت سے یہ دونوں عمل کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے گذشتہ سارے گناہ معاف فرمادیں گے۔

2- بَابُ مَا جَاءَ لَا تَقَدَّمُوا الشَّهْرَ بِصَوْمٍ

ماہ رمضان شروع ہونے سے ایک دن پہلے روزہ نہ رکھو

684: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "لَا تَقَدَّمُوا الشَّهْرَ بِيَوْمٍ وَلَا بِيَوْمَيْنِ إِلَّا أَنْ يُوَافِقَ ذَلِكَ صَوْمًا كَانَ يَصُومُهُ أَحَدُكُمْ صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَعُدُّوا ثَلَاثِينَ ثُمَّ أَفْطِرُوا".

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، نبی ﷺ نے فرمایا: "ماہ (رمضان شروع ہونے) سے ایک دو دن پہلے روزہ نہ رکھو۔ اِلّا یہ کہ وہ دن اس روزے کے دن آجائے کہ وہ اس دن کا روزہ رکھا کرتا تھا۔ اس (چاند) کو دیکھ کر روزے رکھنا شروع کرو اور اس کو دیکھ کر روزے رکھنا بند کر دو، اگر مطلع ابر آلود ہو تو پھر تیس کی گنتی پوری کر لو اور پھر روزے رکھنا بند کر دو۔"

رَوَى مَنْصُورُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِ هَذَا. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ.

منصور بن معتمر نے ربعی بن حراش کے واسطے سے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اسی طرح بیان کیا ہے۔ امام فرماتے ہیں: اس باب میں بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ كَرِهُوا أَنْ يَتَعَجَّلَ الرَّجُلُ بِصِيَامٍ قَبْلَ دُخُولِ شَهْرِ رَمَضَانَ لِمَعْنَى رَمَضَانَ وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يَصُومُ صَوْمًا فَوَافَقَ صِيَامُهُ ذَلِكَ فَلَا بَأْسَ بِهِ عِنْدَهُمْ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔ انہوں نے اس بات کو ناپسند کیا ہے کہ آدمی ماہ رمضان شروع ہونے سے پہلے استقبالِ رمضان کے لیے روزہ رکھے، اور اگر کوئی شخص روزے رکھتا ہو اور اس کا روزہ اس دن آجائے تو پھر (اس دن روزہ رکھ لینے میں) ان کے ہاں کوئی مضائقہ نہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الدارمي: ١٦٩٦، ابن الجارود: ٣٧٨، ابو يعلي: ٥٩٩٩

تخریج الحدیث: مسند احمد : ٩٦٥٤، والشطر الاول صحيح بخاری: ١٩١٤، صحيح مسلم: ١٠٨٢، سنن ابو داود: ٢٣٣٥، سنن ابن ماجه: ١٦٥٠، سنن النسائی: ١٤٩/٤ و ١٥٤۔ مسنداحمد : ٧٢٠٠، صحيح ابن حبان: ٣٥٨٦۔ والشطر الثانی: ١٩٠٩، صحيح مسلم: ١٠٨١، سنن ابن ماجه: ١٦٥٥، سنن النسائی: ١٣٣/٤-١٣٤، مسنداحمد : ٧٥١٦، صحيح ابن حبان: ٣٤٤٢ و ٣٥٩٢

685: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: "لَا تَقَدَّمُوا شَهْرَ رَمَضَانَ بِصِيَامٍ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ماہ رمضان (شروع ہونے سے) پہلے ایک دو دن روزہ نہ رکھو، سوائے اس شخص کے جو پہلے سے روزہ رکھتا چلا آرہا ہو تو وہ اس

قَبْلَهُ بِيَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ رَجُلٌ كَانَ يَصُومُ صَوْمًا فَلْيَصُمْهُ".

دن بھی روزہ رکھ لے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں گزشتہ حدیث۔

تخریج الحدیث: مسند احمد : ٩٦٥٤، والشطر الاول صحيح بخاری: ١٩١٤، صحيح مسلم: ١٠٨٢، سنن ابو داود: ٢٣٣٥، سنن ابن ماجه: ١٦٥٠، سنن النسائی: ١٤٩/٤ و ١٥٤، مسند احمد: ٧٢٠٠، صحيح ابن حبان: ٣٥٨٦، والشطر الثانی: ١٩٠٩، صحيح مسلم: ١٠٨١، سنن ابن ماجه: ١٦٥٥، سنن النسائی: ١٣٣/٤-١٣٤، مسنداحمد : ٧٥١٦، صحيح ابن حبان: ٣٤٤٢ و ٣٥٩٢

فوائد الحدیث: ا۔ رمضان المبارک کے استقبال کے طور پر اس سے ایک یا دو دن پہلے روزہ نہیں رکھنا چاہئے۔ جسے ہمارے ہاں عمومی طور پر سلامی کا روزہ کہا جاتا ہے۔

۲۔ اگر کوئی شخص سارا سال نفلی روزے رکھتا رہا ہے اور اتفاق سے اس کی ترتیب کے دوسرے دن رمضان المبارک شروع ہو رہا ہے تو اسے اجازت ہے۔ مثلاً ایک آدمی سوموار اور جمعرات کا روزہ رکھتا ہے اب رمضان المبارک منگل یا جمعہ کے دن شروع ہو رہا ہے تو اس کو اجازت ہے کہ یہ اس سے پہلے سوموار یا جمعرات کے دن کا روزہ رکھ سکتا ہے۔

اس طرح کوئی شخص صوم داؤدی کا اہتمام کرتا ہے کہ ایک دن روزہ رکھتا ہے اور ایک دن ناغہ کرتا ہے تو ایسا شخص بھی اپنی روٹین کے مطابق روزہ رکھ سکتا ہے اگرچہ اگلے دن رمضان المبارک ہی شروع کیوں نہ ہو رہا ہو۔ کیونکہ یہ اس کے عمومی روٹین اور ترتیب کے روزے شمار ہونگے رمضان المبارک کے استقبال کے نہیں۔

۳۔ رمضان المبارک کا چاند دیکھ کر روزے رکھنا شروع کرنا چاہئے اور شوال کا چاند دیکھ کر روزے رکھنا چھوڑنا چاہئے۔ اگر مطلع صاف ہو اور چاند نظر نہ آئے یا ابر آلود ہونے کی وجہ سے چاند نظر نہ آئے تو پھر شعبان یا رمضان المبارک کی تیس دن کی گنتی پوری کرنی چاہئے۔ کیونکہ نہ تو شک میں روزہ رکھا جاسکتا ہے اور نہ ہی استقبال کے طور پر۔

3- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ صَوْمِ يَوْمِ الشَّكِّ

شک کے دن روزہ رکھنے کی ممانعت

686: حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ الْأَشَجُّ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ الْمُلَائِيِّ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ فَأُتِيَ بِشَاةٍ مَصْلِيَّةٍ فَقَالَ: كُلُوا. فَتَنَحَّى بَعْضُ الْقَوْمِ فَقَالَ: إِنِّي صَائِمٌ. فَقَالَ عَمَّارٌ: "مَنْ صَامَ الْيَوْمَ الَّذِي يَشُكُّ فِيهِ النَّاسُ فَقَدْ عَصَى أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ".

صلہ بن زفر نے بیان کیا: ہم عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے پاس تھے کہ ان کی خدمت میں ایک بھنی ہوئی بکری پیش کی گئی تو انہوں نے فرمایا: کھاؤ کچھ لوگ ایک طرف ہو گئے، اس شخص نے کہا: میں روزہ دار ہوں، تو عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس نے شک کے دن کا روزہ رکھا تو اس نے ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَنَسٍ.

اس باب میں ابو ہریرہ اور انس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَمَّارٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: عمار رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ التَّابِعِينَ وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَمَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ كَرِهُوا أَنْ يَصُومَ الرَّجُلُ الْيَوْمَ الَّذِي يُشَكُّ فِيهِ وَرَأَى أَكْثَرُهُمْ إِنْ صَامَهُ فَكَانَ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ أَنْ يَقْضِيَ يَوْمًا مَكَانَهُ.

نبی ﷺ کے اصحاب اور ان کے بعد تابعین میں سے اکثر اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔ سفیان ثوری، مالک بن انس، عبداللہ بن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے، انہوں نے اس بات کو ناپسند کیا ہے کہ آدمی شک کے دن کا روزہ رکھے۔ اور ان میں سے اکثر کی یہ رائے ہے کہ اگر وہ شک کے دن کا روزہ رکھے اور وہ ماہ رمضان کا دن تھا تو وہ اس کی جگہ ایک دن کی قضا کر لے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ١٦٨٩۔ بعض کے نزدیک یہ ابی اسحاق کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٣٣٤، سنن ابن ماجه: ١٦٤٥، سنن النسائي: ٤/١٥٣، صحيح ابن حبان: ٣٥٨٥۔

فوائد الحدیث: ۱۔ چاند نظر نہ آئے کی صورت میں تیس شعبان کے متعلق شک پڑ گیا کہ ہو سکتا ہے یہ رمضان المبارک کی پہلی تاریخ ہو تو کوئی شخص بھی جو سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ پیروکار ہے وہ روزہ نہیں رکھ سکتا اور اگر اس نے روزہ رکھ لیا تو آپ ﷺ کی نافرمانی تصور ہو گا۔ اگر کسی شخص نے روزہ رکھا اور اتفاق سے وہ رمضان المبارک کا ہی پہلا دن ہو گیا تو تب بھی اس شخص کا فرض روزہ تصور نہیں ہو گا بلکہ اس کو قضاء کے طور پر بعد میں ایک روزہ رکھنا ہو گا۔ کیونکہ اس نے وہ روزہ یقینی طور پر رمضان المبارک کا نہیں رکھا تھا۔ بلکہ شک کی بنیاد پر تھا۔

۲۔ اس حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ شک کی عبادت قبول نہیں ہوتی اس لیے ان لوگوں کو غور کرنا چاہیے جو دیہات میں جمعہ کے بعد ظہر احتیاطی کی نیت سے چار رکعت نماز پڑھتے ہیں کہ کہیں ان کا جمعہ اور ظہر دونوں ہی نہ ہوں کیونکہ وہ دونوں نمازیں شک میں ادا کر رہے ہیں۔

4- بَابُ مَا جَاءَ فِي إِحْصَاءِ هِلَالِ شَعْبَانَ لِرَمَضَانَ

رمضان کے لیے شعبان کے چاند کا خیال رکھنا (گنتی کرتے رہنا)

687: حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ حَجَّاجٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: "أَحْصُوا هِلَالَ شَعْبَانَ لِرَمَضَانَ".

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "رمضان کی خاطر شعبان کے چاند کا خیال رکھو۔ (یعنی گنتی کرتے رہو۔)"

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ لَا نَعْرِفُهُ مِثْلَ هَذَا إِلَّا مِنْ حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ. وَالصَّحِيحُ مَا رُوِيَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "لَا تَقَدَّمُوا شَهْرَ رَمَضَانَ بِيَوْمٍ وَلَا يَوْمَيْنِ". وَهَكَذَا رُوِيَ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کو ہم اس کی مثل صرف ابو معاویہ کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں۔ صحیح وہ ہے جو محمد بن عمرو عن ابی سلمہ عن ابی ہریرہ کی سند سے نبی ﷺ سے مروی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: "ماہ

عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوُ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو اللَّيْثِيِّ.

رمضان سے ایک دو دن پہلے روزہ نہ رکھو۔" اسی طرح یحیی بن ابی کثیر عن ابی سلمہ عن ابی ہریرہ کی سند سے نبی ﷺ سے محمد بن عمرو لیثی کی حدیث کے مانند روایت کیا گیا ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) الصحيحة: ٥٦٥۔ بعض کے نزدیک اس میں ابو معاویہ مدلس ہے اور یہ ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن الدارقطني: ٢/١٦٢۔١٦٣

فوائد الحدیث: دین کے معاملات میں انسان کو سستی و کاہلی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہئے بلکہ پورے دھیان اور توجہ سے دینی احکام کی بجا آوری کرنی چاہئے کہ ہر کام اس کے اصلی وقت پر شریعت کے تقاضوں کے عین مطابق ادا کیا جائے وہ رمضان المبارک کے روزے ہوں یا نمازوں کے اوقات یا پھر دوسرے اعمال۔

5- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الصَّوْمَ لِرُؤْيَةِ الْهِلَالِ وَالإِفْطَارَ لَهُ

چاند دیکھ کر روزے رکھنا اور چاند دیکھ کر روزے رکھنا بند کر دینا

688: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: "لَا تَصُومُوا قَبْلَ رَمَضَانَ صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ فَإِنْ حَالَتْ دُونَهُ غَيَابَةٌ فَأَكْمِلُوا ثَلَاثِينَ يَوْمًا".

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "رمضان سے پہلے روزہ نہ رکھو، اس (رمضان کے چاند) کو دیکھ کر روزہ رکھو اور اس (شوال کے چاند) کو دیکھ کر روزہ رکھنا بند کر دو، اور اگر اس (چاند) کے درمیان بادل حائل ہو جائے تو تیس دن مکمل کر لو۔"

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي بَكْرَةَ وَابْنِ عُمَرَ.

اس باب میں سیّدنا ابوہریرہ، ابوبکرہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رُوِيَ عَنْهُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح ہے۔ اور ان سے کئی ایک طریق سے روایت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٣/٢٠، الدارمي: ١٦٩٠، الحاكم: ١/٤٢٤

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٣٢٧، سنن النسائي: ٤/١٣٥-١٣٦ و ١٥٣-١٥٤، مسند احمد: ١٩٣١ و ١٩٨٥، صحيح ابن حبان: ٣٥٩٠ و ٣٥٩٤، صحيح مسلم: ١٠٨٨۔

فوائد الحدیث: تفصیل کے لئے حدیث نمبر ٦٨٤، ٦٨٥ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

6- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الشَّهْرَ يَكُونُ تِسْعًا وَعِشْرِينَ

مہینہ انتیس کا بھی ہوتا ہے

689: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ أَخْبَرَنِي عِيسَى بْنُ دِينَارٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَمْرِو بْنِ

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میں نے نبی ﷺ کے ساتھ تیس روزوں کی نسبت انتیس دن کے روزے

الْحَارِثِ بْنِ أَبِي ضِرَارٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: "مَا صُمْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ تِسْعًا وَعِشْرِينَ أَكْثَرَ مِمَّا صُمْنَا ثَلَاثِينَ". قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَعَائِشَةَ وَسَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ عُمَرَ وَأَنَسٍ وَجَابِرٍ وَأُمِّ سَلَمَةَ وَأَبِي بَكْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "الشَّهْرُ يَكُونُ تِسْعًا وَعِشْرِينَ".

زیادہ بار رکھے ہیں۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں سیّدنا عمر، ابو ہریرہ، عائشہ، سعد بن ابی وقاص، ابن عباس، ابن عمر، انس، جابر، ام سلمہ اور ابو بکرہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''مہینہ انتیس کا بھی ہوتا ہے۔''

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح ابي داؤد: ٢٠١٦، بعض کے نزدیک اس کی سند میں دینار عیسیٰ کا والد مجہول ہے اور یہ ضعیف ہے۔
تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٣٢٢، مسند احمد: ٣٧٧٦

690: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّهُ قَالَ: "آلَى رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ نِسَائِهِ شَهْرًا فَأَقَامَ فِي مَشْرُبَةٍ تِسْعًا وَعِشْرِينَ يَوْمًا. قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّكَ آلَيْتَ شَهْرًا فَقَالَ: "الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ".
قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات سے ایک مہینے کا ایلاء فرمایا: آپ ﷺ نے ایک بالاخانے میں انتیس دن قیام فرمایا، صحابہ کرام نے عرض کیا، اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے تو ایک ماہ تک ایلاء فرمایا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔''
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٣/٨٥، ابو يعلي: ٣٧٢٨، البيهقي: ٧/٣٨١
تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٣٧٨ و ١٩١١، سنن النسائی: ٦/١٦٦-١٦٧، مسند احمد: ١٣٠٧١، ابن حبان: ٤٢٧٧
فوائد الحدیث: اسلامی مہینوں کی اصل گنتی تو تیس دن کی ہے اس سے زیادہ نہیں اگر اس سے پہلے انتیس دن کے بعد ہی چاند نظر آجائے تو اس مہینے کو انتیس کا شمار کر لیا جائے گا۔ لہٰذا مہینے کی تبدیلی کا دار و مدار چاند کے دیکھنے پر موقوف ہے۔ چاند نظر آجائے تو ۲۹ دن کے بعد مہینہ تبدیل ہو جائے گا۔ ورنہ اس کے تیس دن پورے کیے جائیں گے۔

7- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّوْمِ بِالشَّهَادَةِ

(چاند دیکھنے کی) گواہی پر روزہ رکھنا

691: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ أَبِي ثَوْرٍ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: "جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ الْهِلَالَ. قَالَ: أَتَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ؟ أَتَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: "يَا بِلَالُ! أَذِّنْ فِي النَّاسِ أَنْ يَصُومُوا غَدًا".

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، ایک اعرابی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے عرض کیا، میں نے (رمضان کا) چاند دیکھا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں؟ کیا تو گواہی دیتا ہے کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں؟'' اس نے عرض کیا، جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بلال! لوگوں میں اعلان کر دو کہ کل روزہ

رکھیں۔"

حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْجُعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ سِمَاكٍ نَحْوَهُ بِهَذَا الإِسْنَادِ.

ابو کریب نے حسین جعفی عن زائدۃ عن سماک کی سند کے ساتھ اسی طرح ہم کو بیان کیا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيهِ اخْتِلَافٌ. وَرَوَى سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَغَيْرُهُ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلاً وَأَكْثَرُ أَصْحَابِ سِمَاكٍ رَوَوْا عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلاً.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں اختلاف ہے۔ سفیان ثوری وغیرہ نے سماک بن حرب عن عکرمہ کی سند سے نبی ﷺ سے مرسل روایت کیا ہے، اور سماک کے اکثر اصحاب نے سماک عن عکرمہ کی سند سے نبی ﷺ سے مرسل روایت کیا ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوا: "تُقْبَلُ شَهَادَةُ رَجُلٍ وَاحِدٍ فِي الصِّيَامِ". وَبِهِ يَقُولُ ابْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَأَهْلُ الْكُوفَةِ. قَالَ إِسْحَاقُ لَا يُصَامُ إِلَّا بِشَهَادَةِ رَجُلَيْنِ. وَلَمْ يَخْتَلِفْ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الإِفْطَارِ "أَنَّهُ لَا يُقْبَلُ فِيهِ إِلَّا شَهَادَةُ رَجُلَيْنِ".

اکثر اہل علم کا اس حدیث پر عمل ہے، انہوں نے کہا: روزہ (رکھنے) کے بارے میں ایک آدمی کی گواہی قبول کی جائے گی۔ امام ابن المبارک، شافعی، احمد رحمہم اللہ اور کوفے والوں کا یہی موقف ہے۔ امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: دو آدمیوں کی گواہی سے روزہ رکھا جائے گا، اور اہل علم نے (روزے مکمل ہو جانے پر) روزہ رکھنا بند کر دینے کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں کیا کہ وہ (شوال کے چاند کی) دو آدمیوں کی گواہی سے ہو گا۔

حکم الحدیث: (ضعیف) یہ روایت سماک عن عکرمہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔ اخرجه ابن خزيمه: ١٩٢٣

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٣٤٠، سنن ابن ماجه: ١٦٥٢، سنن النسائي: ٤/١٣١-١٣٢و ١٣٢، صحيح ابن حبان: ٣٤٤٦م، مشكل الآثار: ٤٨٢-٤٨٤، شرح السنة: ١٧٢٤۔

فوائد الحدیث: ۱۔ اسلامی مہینے کی تبدیلی چاند کی رویت پر ہے لیکن اگر کسی مقام پر زیادہ لوگ چاند نہیں دیکھ سکے تو صرف ایک پکا سچا مسلمان جو قابل اعتماد اور ثقہ ہو تو اس کی شہادت پر بھی اعتبار کرتے ہوئے روزے رکھنا شروع کر دیئے جائیں گے۔ خواہ موسم صاف ہو یا ابر آلود۔ جیسا کہ حدیث الباب سے ثابت ہو رہا ہے۔

۲۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ مطلع صاف ہونے کی صورت میں ایک جم غفیر یعنی بہت سارے لوگوں کا ایک ساتھ چاند دیکھنا ضروری ہے ان کی بات درست نہیں کیونکہ حدیث مبارک کے خلاف ہے۔

8- بَابُ مَا جَاءَ شَهْرَا عِيدٍ لَا يَنْقُصَانِ

عید کے دونوں مہینے ناقص نہیں ہوتے

692: حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ

ابو بکرہ (نفیع بن حارث ثقفی) رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عید کے دو مہینے: رمضان اور ذوالحجہ ناقص نہیں

أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: "شَهْرَا عِيدٍ لَا يَنْقُصَانِ رَمَضَانُ وَذُو الْحِجَّةِ".

ہوتے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي بَكْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلاً.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن ہے۔ یہ حدیث عبدالرحمن بن ابی بکرہ کے حوالے سے نبی ﷺ سے مرسل بھی روایت کی گئی ہے۔

قَالَ أَحْمَدُ: مَعْنَى هَذَا الْحَدِيثِ شَهْرَا عِيدٍ لَا يَنْقُصَانِ. يَقُولُ: لَا يَنْقُصَانِ مَعًا فِي سَنَةٍ وَاحِدَةٍ شَهْرُ رَمَضَانَ وَذُو الْحِجَّةِ إِنْ نَقَصَ أَحَدُهُمَا تَمَّ الْآخَرُ.

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس حدیث: "عید کے دو مہینے ناقص نہیں ہوتے" کا معنی یہ ہے کہ وہ دونوں: ماہ رمضان اور ماہ ذوالحجہ ایک سال میں ایک ساتھ ناقص نہیں ہوتے، اگر ان دونوں میں سے ایک ناقص (انتیس دن کا) ہوگا تو دوسرا پورا (تیس دن کا) ہوگا۔

وَقَالَ إِسْحَاقُ: مَعْنَاهُ لَا يَنْقُصَانِ يَقُولُ: وَإِنْ كَانَ تِسْعًا وَعِشْرِينَ فَهُوَ تَمَامٌ غَيْرُ نُقْصَانٍ. وَعَلَى مَذْهَبِ إِسْحَاقَ يَكُونُ يَنْقُصُ الشَّهْرَانِ مَعًا فِي سَنَةٍ وَاحِدَةٍ.

اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا: وہ دونوں ناقص نہیں ہوتے: اس کا معنی یہ ہے کہ اگر وہ انتیس کا بھی ہو تو وہ (ثواب و فضیلت کے لحاظ سے) پورا ہے۔ امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے مطابق ایک سال میں دونوں مہینے ناقص (انتیس دن کے) ہو سکتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الطيالسي: ٣٢٥، الطحاوي في شرح المعاني: ٢/٥٨، والبغوي: ١٧١٧

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٩١٢، صحیح مسلم: ١٠٨٩، سنن ابو داود: ٢٣٢٣، سنن ابن ماجه: ١٦٥٩، مسند احمد: ٢٠٣٩٩، صحیح ابن حبان: ٣٢٥، وشرح مشكل الآثار: ٤٩٦ و ٤٩٧

فوائد الحدیث: اس حدیث کا مطلب و مفہوم یہ ہے کہ رمضان المبارک یا ذوالحجہ اگر گنتی میں انتیس دن کے بھی ہو تو اجر و ثواب کے لحاظ سے وہ پورا مہینہ شمار کیے جاتے ہیں جو اجر و ثواب تیس دنوں والے مہینے کا ہے۔ ایک دن کم ہونے کی وجہ سے ان کی فضیلت میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی۔

9- بَابُ مَا جَاءَ لِكُلِّ أَهْلِ بَلَدٍ رُؤْيَتُهُمْ

ہر شہر / ملک والوں کی اپنی رؤیت معتبر ہے

693: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حَرْمَلَةَ أَخْبَرَنِي كُرَيْبٌ أَنَّ أُمَّ الْفَضْلِ بِنْتَ الْحَارِثِ بَعَثَتْهُ إِلَى مُعَاوِيَةَ بِالشَّامِ. قَالَ: فَقَدِمْتُ الشَّامَ فَقَضَيْتُ حَاجَتَهَا وَاسْتُهِلَّ عَلَيَّ هِلَالُ رَمَضَانَ

کریب نے بیان کیا کہ ام فضل بنت حارث نے انہیں معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف ملک شام بھیجا۔ میں ملک شام پہنچا اور ان (ام فضل رضی اللہ عنہا) کا جو کام تھا وہ کیا، میں شام ہی میں تھا کہ رمضان کا چاند نظر آگیا، ہم نے جمعے کی رات چاند دیکھا، پھر میں مہینے کے

وَأَنَا بِالشَّامِ فَرَأَيْنَا الْهِلَالَ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ ثُمَّ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فِي آخِرِ الشَّهْرِ فَسَأَلَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ ثُمَّ ذَكَرَ الْهِلَالَ فَقَالَ مَتَى رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ؟ فَقُلْتُ: رَأَيْنَاهُ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ. فَقَالَ أَأَنْتَ رَأَيْتَهُ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ؟ فَقُلْتُ رَآهُ النَّاسُ وَصَامُوا وَصَامَ مُعَاوِيَةُ. قَالَ: لَكِنْ رَأَيْنَاهُ لَيْلَةَ السَّبْتِ فَلَا نَزَالُ نَصُومُ حَتَّى نُكْمِلَ ثَلَاثِينَ يَوْمًا أَوْ نَرَاهُ. فَقُلْتُ أَلَا تَكْتَفِي بِرُؤْيَةِ مُعَاوِيَةَ وَصِيَامِهِ قَالَ: لَا هَكَذَا أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ.

آخر پر مدینہ پہنچا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ سے پوچھا پھر چاند کا ذکر کیا، تو کہا: تم نے چاند کب دیکھا تھا؟ میں نے کہا: ہم نے اسے جمعہ کی رات دیکھا تھا، انہوں نے کہا: (کیا) تم نے اسے جمعہ کی رات دیکھا تھا؟ میں نے کہا: لوگوں نے اسے دیکھا تو انہوں نے روزہ رکھا اور معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی روزہ رکھا۔ انہوں نے کہا: ہم نے تو اسے ہفتے کی رات دیکھا تھا ہم تو روزہ رکھتے رہیں گے حتیٰ کہ ہم تیس دن مکمل کر لیں یا اس (چاند) کو دیکھ لیں، میں نے کہا: کیا معاویہ رضی اللہ عنہ کی رؤیت اور ان کا روزہ رکھنا کافی نہیں؟ انہوں نے فرمایا: نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اسی طرح حکم فرمایا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ لِكُلِّ أَهْلِ بَلَدٍ رُؤْيَتَهُمْ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح غریب ہے۔ اہل علم کا اسی پر عمل ہے کہ ہر شہر / ملک کے لیے ان کی اپنی رؤیت معتبر ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) صحيح ابي داؤد: ١٠٢١، اخرجه ابن خزيمه: ١٩١٦، الدارقطني: ٢/١٧١، والبيهقي: ٤/٢٥١

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٠٨٧، سنن ابو داود: ٢٣٣٢، سنن النسائي: ٤/١٣١، مسند احمد: ٢٧٨٩

فوائد الحدیث: ہر علاقے یا شہر کی رؤیت یعنی چاند دیکھنا صرف اسی علاقے یا شہر کے لیے ہی معتبر ہے، اس سے مراد وہ پورا علاقہ ہے جہاں مطالع کا فرق نہ ہو اگر کسی علاقے سے دوسرے علاقے کا طلوع قمر میں فرق ایک دن رات کا ہو جائے تو وہاں اپنے اپنے علاقے کی رؤیت ہی معتبر ہوگی۔ مثلاً ہمارے خطے پاکستان سے سعودی عرب کی رؤیت کبھی ایک دن کے فرق سے ہوتی ہے اور کبھی دو دن کے فرق سے۔ لہٰذا سعودی عرب کے علاقوں میں اعتبار ان کی رؤیت کا ہوگا۔ اور ہمارے ہاں ہماری رؤیت معتبر ہوگی۔

10- بَابُ مَا جَاءَ مَا يُسْتَحَبُّ عَلَيْهِ الإِفْطَارُ

کس چیز سے افطار کرنا مستحب ہے

694: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ عَلِيٍّ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: "مَنْ وَجَدَ تَمْرًا فَلْيُفْطِرْ عَلَيْهِ وَمَنْ لَا فَلْيُفْطِرْ عَلَى مَاءٍ فَإِنَّ الْمَاءَ طَهُورٌ".

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جسے کھجور مل جائے وہ اس سے روزہ افطار کر لے اور جسے نہ ملے تو وہ پانی سے افطار کر لے، کیونکہ پانی پاک کرنے والا ہے۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ.

اس باب میں سلمان بن عامر سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ لَا نَعْلَمُ أَحَدًا رَوَاهُ عَنْ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: انس رضی اللہ عنہ کی روایت جو ہے ہم نہیں

شُعْبَةَ مِثْلَ هَذَا غَيْرَ سَعِيدِ بْنِ عَامِرٍ وَهُوَ حَدِيثٌ غَيْرُ مَحْفُوظٍ وَلَا نَعْلَمُ لَهُ أَصْلاً مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ.

جانتے کہ اسے شعبہ سے سعید بن عامر کے علاوہ کسی اور نے اسی طرح روایت کیا ہو، اور وہ حدیث غیر محفوظ ہے۔ اور عبدالعزیز بن صہیب عن انس سے اس کی اصل معلوم نہیں۔

وَقَدْ رَوَى أَصْحَابُ شُعْبَةَ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَاصِمٍ الأَحْوَلِ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ عَنِ الرَّبَابِ عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ سَعِيدِ بْنِ عَامِرٍ. وَهَكَذَا رَوَوْا عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ عَنْ سَلْمَانَ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ شُعْبَةُ عَنِ الرَّبَابِ. وَالصَّحِيحُ مَا رَوَاهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ عُيَيْنَةَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ عَاصِمٍ الأَحْوَلِ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ عَنِ الرَّبَابِ عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ. وَابْنُ عَوْنٍ يَقُولُ عَنْ أُمِّ الرَّائِحِ بِنْتِ صُلَيْعٍ عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ. وَالرَّبَابُ هِيَ أُمُّ الرَّائِحِ.

امام شعبہ کے شاگردوں نے اس حدیث کو شعبہ عن عاصم الاحول عن حفصہ بنت سیرین عن الرباب عن سلمان بن عامر کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے اور وہ سعید بن عامر کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔ انہوں نے اسی طرح شعبہ عن عاصم عن حفصہ بنت سیرین عن سلمان کی سند سے روایت کیا۔ اور اس میں شعبہ عن الرباب کا ذکر نہیں کیا۔ جبکہ صحیح وہ ہے جسے سفیان ثوری، ابن عیینہ اور کئی ایک نے عاصم الاحول عن حفصہ بنت سیرین عن الرباب عن سلمان بن عامر کی سند سے روایت کیا ہے۔ ابن عون کہتے ہیں عن ام الرائح بنت صلیع عن سلمان بن عامر جبکہ رباب ہی ام الرائح ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس کی سند سعید بن عامر کی وجہ سے ضعیف ہے۔ اخرجه الطبراني في الصغير: ١٠٢٩

تخریج الحدیث: العلل الكبير للمصنف: ١/٣٣٥، سنن النسائي في الكبرى: ٣٣١٧، صحيح ابن خزيمة: ٢٠٦٦

695: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمٍ الأَحْوَلِ [ح] وَحَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ عَاصِمٍ الأَحْوَلِ. وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: قَالَ أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَاصِمٍ الأَحْوَلِ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ عَنِ الرَّبَابِ عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ الضَّبِّيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "إِذَا أَفْطَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيُفْطِرْ عَلَى تَمْرٍ". زَادَ ابْنُ عُيَيْنَةَ فَإِنَّهُ بَرَكَةٌ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيُفْطِرْ عَلَى مَاءٍ فَإِنَّهُ طَهُورٌ.

سیّدنا سلمان بن عامر ضبی رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا آپ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی روزہ افطار کرے تو وہ کھجور سے افطار کرے، ابن عیینہ نے یہ الفاظ زیادہ کیے کہ بے شک اس میں برکت ہے۔ اگر نہ ملے تو پانی سے افطار کر لے کیونکہ وہ پاک کرنے والا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف أیضاً) اس کی تحقیق و تخریج کے لیے حدیث ۶۸۵ ملاحظہ فرمائیں۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٣٥٥، سنن ابن ماجه: ١٦٩٩ و ١٨٤٤، سنن النسائي فى الكبرى: ٢٣٦٣ و ٣٣٢٠، وفى المجتبى: ٤/٩٢

696: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ نماز

جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: "كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُفْطِرُ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَى رُطَبَاتٍ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ رُطَبَاتٌ فَتُمَيْرَاتٍ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تُمَيْرَاتٌ حَسَا حَسَوَاتٍ مِنْ مَاءٍ".

پڑھنے سے پہلے تازہ کھجوروں سے روزہ افطار کیا کرتے تھے، اگر تازہ کھجوریں نہ ہوتیں تو پھر چند خشک کھجوروں کے ساتھ افطار کرتے اور اگر خشک کھجوریں بھی نہ ہوتیں تو چند گھونٹ پانی پی لیتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَرُوِيَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ "كَانَ يُفْطِرُ فِي الشِّتَاءِ عَلَى تَمَرَاتٍ وَفِي الصَّيْفِ عَلَى الْمَاءِ".

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: روایت کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سردیوں میں خشک کھجوروں سے افطار کرتے تھے اور گرمیوں میں پانی سے افطار فرماتے تھے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الارواء: ٩٢٢، صحيح ابى داؤد: ٢٠٤٠، اخرجه الحاكم: ١/٤٣٢

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٣٥٦، مسند احمد: ١٢٦٧٦، بيهقي: ٤/٢٣٩، الدارقطني: ٢/١٨٥

فوائد الحدیث: ١۔ کھجور سے روزہ افطار کرنا رسول اللہ ﷺ کی سُنت ہے۔ لہٰذا اگر کھجوریں میسر ہوں تو ان سے ہی افطاری کرنے کو ترجیح دینی چاہئے۔ بصورت دیگر پانی تو ہر جگہ میسر اور موجود ہوتا ہے اسی سے افطاری کر لیں۔

٢۔ یاد رہے کہ کھجور یا پانی سے افطاری کرنا مستحب عمل ہے ورنہ افطاری کے وقت روزے دار کوئی بھی چیز کھا یا پی لے تو اس کا روزہ افطار ہو جائے گا اور اس کا یہ عمل درست ہو گا۔

11- بَابُ مَا جَاءَ الصَّوْمُ يَوْمَ تَصُومُونَ وَالْفِطْرُ يَوْمَ تُفْطِرُونَ وَالأَضْحَى يَوْمَ تُضَحُّونَ

روزہ اس دن جس دن تم روزہ رکھو، عید الفطر اس دن جس دن تم روزہ رکھنا بند کر دو اور عید الاضحیٰ اس دن جس دن تم قربانیاں کرو

697: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مُحَمَّدٍ الأَخْنَسِيِّ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "الصَّوْمُ يَوْمَ تَصُومُونَ وَالْفِطْرُ يَوْمَ تُفْطِرُونَ وَالأَضْحَى يَوْمَ تُضَحُّونَ".

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "روزہ اس دن جس دن تم روزہ رکھو، عید الفطر اس دن جس دن تم (شوال کا چاند دیکھ کر) روزہ رکھنا بند کر دو۔ اور عید الاضحیٰ اس دن جس دن تم قربانیاں کرو۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَفَسَّرَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ هَذَا الْحَدِيثَ فَقَالَ: إِنَّمَا مَعْنَى هَذَا أَنَّ الصَّوْمَ وَالْفِطْرَ مَعَ الْجَمَاعَةِ وَعُظْمِ النَّاسِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب حسن ہے، بعض اہل علم نے اس حدیث کی تفسیر کرتے ہوئے کہا: اس کا معنی یہ ہے کہ روزہ رکھنا اور روزہ رکھنا بند کر دینا جماعت اور لوگوں کی اکثریت کے ساتھ ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارقطني: ٢/١٦٤

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٣٢٤، سنن ابن ماجه: ١٦٦٠، شرح السنة : ١٧٢٦

فوائد الحدیث: اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ رمضان المبارک، عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں اجتماعیت کا اعتبار ہوگا اور اسی کا اعتبار کرنا چاہئے کسی بھی ایک شخص کو اپنی انفرادیت کی بنیاد پر امت میں اختلاف کا باعث نہیں بننا چاہئے۔

کیونکہ اجتماعی طور پر چاند دیکھنے میں غلطی نہیں ہو سکتی یا اس کا احتمال بہت ہی کم ہوتا ہے اور اگر خدانخواستہ غلطی ہو بھی جائے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ درست تصور ہوگا اور اس کا اجر و ثواب قرآن و حدیث کے اصولوں کے مطابق ہی مرتب ہوگا۔

12- بَابُ مَا جَاءَ إِذَا أَقْبَلَ اللَّيْلُ وَأَدْبَرَ النَّهَارُ فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ

جب رات آجائے اور دن گزر جائے تو روزہ دار کے افطار کا وقت ہو گیا

698: حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: "إِذَا أَقْبَلَ اللَّيْلُ وَأَدْبَرَ النَّهَارُ وَغَابَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ أَفْطَرْتَ".

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب رات آجائے اور دن گزر جائے اور سورج غروب ہو جائے تو تمہارا افطار کا وقت ہو گیا۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى وَأَبِي سَعِيدٍ.

اس باب میں ابن ابی اوفی اور ابو سعید رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: عمر رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الارواء: ٩١٦، صحيح ابى داؤد: ٢٠٣٦، اخرجه البزار: ٢٥٩، ابو يعلي: ٦٤٠، ابن خزيمه: ٢٠٥٨

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ١٩٥٤، صحيح مسلم: ١١٠٠، سنن ابو داود: ٢٣٢٤و ٢٣٥١، سنن ابن ماجه: ١٦٦٠، سنن النسائی فی الکبری: ٣٣١٠، مسنداحمد : ١٩٢، صحيح ابن حبان: ٣٥١٣

فوائد الحدیث: ا۔ جب سورج غروب ہو جائے تو وہ "رات کے آنے" اور "دن کے جانے" کی دلیل ہے لہٰذا غروب شمس کے ساتھ ہی روزہ افطار کر لینا چاہئے۔

۲۔ سورج کے غروب ہونے کا یقین ہونا ضروری ہے جلد بازی میں اس سے پہلے ہی افطار نہیں کرنا چاہئے اور غروب آفتاب کا یقین ہونے کے بعد اس میں تاخیر کی بھی اجازت نہیں، جو لوگ جان بوجھ کر احتیاط کے طور پر اس میں تین، پانچ یا دس منٹ کی تاخیر کرتے ہیں وہ درست نہیں۔

13- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَعْجِيلِ الإِفْطَارِ

روزہ افطار کرنے میں جلدی کرنا

699: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ [ح] قَالَ: وَأَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ قِرَاءَةً عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ

سیّدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لوگ اس وقت تک بھلائی پر رہیں گے جب تک روزہ جلد افطار کرتے رہیں گے۔"

سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: "لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ".

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَعَائِشَةَ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهُوَ الَّذِي اخْتَارَهُ أَهْلُ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمُ اسْتَحَبُّوا تَعْجِيلَ الْفِطْرِ. وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ.

اس باب میں سیّدنا ابوہریرہ، ابن عباس، عائشہ اور انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ نبی ﷺ کے اصحاب اور ان کے علاوہ میں سے بھی اہل علم نے اسی کو اختیار کیا ہے اور انہوں نے روزہ جلد افطار کرنے کو مستحب قرار دیا ہے۔ امام شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الارواء: ٩١٧، اخرجه الدارمي: ١٧٠٦، ابو يعلي: ٧٥١١، ابن خزيمه: ٢٠٥٩

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ١٩٥٧، صحيح مسلم: ١٠٩٨، سنن ابن ماجه: ١٦٩٧، سنن النسائی في الكبرى: ٣٣١٢، مسند احمد: ٢٢٨٠٤، صحيح ابن حبان: ٣٥٠٢ و ٣٥٠٦

700: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ قُرَّةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: "أَحَبُّ عِبَادِي إِلَيَّ أَعْجَلُهُمْ فِطْرًا".

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ عزوجل نے فرمایا: میرے بندوں میں سے وہ شخص مجھے زیادہ محبوب ہے جو ان میں سے افطار کرنے میں زیادہ جلدی کرتا ہے۔"

حکم الحدیث: (ضعيف) المشكوٰة: ١٩٨٩، التعليق الرغيب: ٢/ ٩٠۔ بعض کہتے ہیں زہری مدلس کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٧٢٤١، صحيح ابن حبان: ٣٥٠٧ و ٣٥٠٨

701: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ وَأَبُو الْمُغِيرَةِ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

ابو عاصم اور ابو مغیرہ نے اوزاعی کے حوالے سے اسی اسناد سے اسی مانند روایت کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) دیکھیں گزشتہ حدیث۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٧٢٤١، صحيح ابن حبان: ٣٥٠٧ و ٣٥٠٨

702: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِي عَطِيَّةَ قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَمَسْرُوقٌ عَلَى عَائِشَةَ فَقُلْنَا يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ! رَجُلَانِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَحَدُهُمَا يُعَجِّلُ الْإِفْطَارَ وَيُعَجِّلُ الصَّلَاةَ وَالْآخَرُ يُؤَخِّرُ الْإِفْطَارَ وَيُؤَخِّرُ الصَّلَاةَ. قَالَتْ: أَيُّهُمَا

ابو عطیہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، میں اور مسروق سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے تو ہم نے عرض کیا، ام المومنین! محمد ﷺ کے اصحاب میں سے دو آدمی (حضرات) ہیں، ان میں سے ایک روزہ جلدی افطار کرتے ہیں اور نماز بھی جلدی (اول وقت میں) پڑھتے ہیں، جبکہ دوسرے روزہ دیر سے افطار کرتے ہیں اور دیر

يُعَجِّلُ الإِفْطَارَ وَيُعَجِّلُ الصَّلَاةَ؟ قُلْنَا: عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ. قَالَتْ: هٰكَذَا صَنَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ. وَالآخَرُ أَبُو مُوسَى.

سے نماز پڑھتے ہیں، انہوں نے فرمایا: ان دونوں میں سے کون روزہ جلدی افطار کرتا ہے اور نماز اول وقت پڑھتا ہے؟ ہم نے عرض کیا: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ۔ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح کیا ہے، جبکہ دوسرے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَأَبُو عَطِيَّةَ اسْمُهُ مَالِكُ بْنُ أَبِي عَامِرٍ الْهَمْدَانِيُّ وَيُقَالُ مَالِكُ بْنُ عَامِرٍ الْهَمْدَانِيُّ وَابْنُ عَامِرٍ أَصَحُّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور ابو عطیہ رحمۃ اللہ علیہ کا نام مالک بن ابی عامر ہمدانی ہے اور مالک بن عامر ہمدانی بھی کہا جاتا ہے اور ابن عامر زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح ابى داؤد: ٢٠٣٩

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٠٩٩، سنن ابو داود: ٢٣٥٤۔ سنن النسائي: ٤/١٤٤ و ١٤٥، مسند احمد : ٢٤٢١٢

فوائد الحدیث: ۱۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے جتنے بھی طریقے ہیں نماز، روزہ وغیرہ سب کا مقصود صرف اللہ تعالیٰ کے احکام کی پابندی اور سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی سُنت کی اتباع ہے اس لیے تمام اعمال صرف اسی وقت عبادت کا درجہ حاصل کریں گے جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت و فرمابرداری میں ہوں گے جب انہی اعمال میں اپنی خواہشات اور رائے و قیاس کی آمیزش ہو جائے گی تو پھر یہ حسنات کی بجائے بدعات کے زمرے میں شامل ہو جائیں گے اور ان میں جو خیر و برکات تھیں وہ ختم ہو جائیں گی روزے کا خاص وقت مقرر و معین کر دیا گیا ہے اگر کوئی شخص اس میں کمی بیشی کرے گا تو وہ اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ کی نافرمانی کا مرتکب ہو گا۔ لہٰذا سحری کرتے وقت آخری وقت میں سحری کرنی چاہئے اور جونہی سورج غروب ہو جائے تو فوراً روزہ افطار کر لینا چاہئے۔

امت کی فلاح اور خیر و برکت کا راز اسی میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ عمل بھی ہے اور غیر مسلموں یہود و نصاریٰ کی مشابہت سے بچنا بھی ہے۔

۲۔ جو لوگ جان بوجھ کر بطور مذہب کے سحری دس منٹ پہلے اور افطاری دس منٹ بعد کرتے ہیں انہیں اپنے طرز عمل پر نظر ثانی کرنی چاہئے کہ کہیں ان کا عمل یہود و نصاریٰ کی مشابہت میں تو نہیں۔ فافهم و تدبر

14- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَأْخِيرِ السُّحُورِ

سحری تاخیر سے کھانا

703: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: تَسَحَّرْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ قُمْنَا إِلَى الصَّلَاةِ. قَالَ: قُلْتُ كَمْ كَانَ قَدْرُ ذٰلِكَ؟ قَالَ: "قَدْرُ خَمْسِينَ آيَةً".

سیّدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سحری کھائی پھر ہم نماز کے لیے اٹھے۔ راوی نے بیان کیا، میں نے کہا: یہ اندازاً کتنا وقت تھا؟ انہوں نے فرمایا: پچاس آیات (کی تلاوت) کے برابر۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٣/١٠، الدارمي: ١٧٠٢، ابن خزيمه: ١٩٤١

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٥٧٥ و ٥٧٦، صحیح مسلم: ١٠٩٧، سنن ابن ماجه: ١٦٩٤، سنن النسائی: ١٤٣/٤، مسند احمد: ٢١٥٨٥، صحیح ابن حبان: ١٤٩٧

704: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامٍ بِنَحْوِهِ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: قَدْرُ قِرَاءَةِ خَمْسِينَ آيَةً.

وکیع نے ہشام کے حوالے سے اسی مانند روایت کیا ہے، البتہ یہ کہ انہوں نے یہ بیان کیا: پچاس آیات کی تلاوت کے برابر۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ حُذَيْفَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ اسْتَحَبُّوا تَأْخِيرَ السُّحُورِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ امام شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ نے سحری تاخیر سے کھانے کو مستحب قرار دیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں گزشتہ حدیث۔

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٥٧٥ و ٥٧٦، صحیح مسلم: ١٠٩٧، سنن ابن ماجه: ١٦٩٤، سنن النسائی: ١٤٣/٤، مسند احمد: ٢١٥٨٥، صحیح ابن حبان: ١٤٩٧

فوائد الحدیث: اس حدیث سے واضح ہے کہ سحری ہمیشہ رات کے آخری وقت میں کھانی چاہیے کہ اس کے بعد فجر طلوع ہو جائے۔

جو لوگ جان بوجھ کر دس منٹ پہلے وقت مقرر کر لیتے ہیں وہ بھی جائز نہیں اور جو لوگ لاپرواہی کی وجہ سے آدھی رات یا اس کے پس و پیش سحری کے نام سے کھانا کھا کر سو جاتے ہیں پھر فجر یا اس کے بھی بعد بیدار ہوتے ہیں تو ان کا یہ طرز عمل بھی پسندیدہ نہیں ہے۔

15- بَابُ مَا جَاءَ فِي بَيَانِ الْفَجْرِ

فجر کی وضاحت

705: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا مُلَازِمُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ النُّعْمَانِ عَنْ قَيْسِ بْنِ طَلْقٍ حَدَّثَنِي أَبِي طَلْقُ بْنُ عَلِيٍّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "كُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا يَهِيدَنَّكُمُ السَّاطِعُ الْمُصْعِدُ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَعْتَرِضَ لَكُمُ الْأَحْمَرُ".

سیّدنا طلق بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "(سحری) کھاتے پیتے رہو، اوپر چڑھنے بلند ہونے والی روشنی تمہیں (سحری کھانے سے) نہ ہٹائے، اور کھاتے پیتے رہو حتیٰ کہ سرخی چوڑائی کے رخ پھیل جائے۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ وَأَبِي ذَرٍّ وَسَمُرَةَ.

اس باب میں عدی بن حاتم، ابوذر اور سمرہ رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّهُ لَا يَحْرُمُ عَلَى الصَّائِمِ الْأَكْلُ وَالشُّرْبُ حَتَّى

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: طلق بن علی رضی اللہ عنہ کی روایت اس طریق سے حسن غریب ہے۔ اہل علم کا اسی پر عمل ہے یہ کہ روزہ دار پر کھانا پینا حرام نہیں ہوتا حتیٰ کہ چوڑائی کے رخ پر

يَكُونَ الْفَجْرُ الأَحْمَرُ الْمُعْتَرِضُ. وَبِهِ يَقُولُ عَامَّةُ أَهْلِ الْعِلْمِ.

پھیلنے والی سرخ فجر نمایاں ہو جائے زیادہ تر اہل علم کا یہی موقف ہے۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) صحيح ابى داؤد: ٢٠٣٣، اخرجه ابن خزيمه: ١٩٣٠، والدارقطني: ١٦٦/٢

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٣٤٨ مسند احمد: ١٦٢٩١

فوائد الحدیث: صبح کی دو قسمیں ہیں: (۱) صبح کاذب (۲) صبح صادق۔

رات کے پچھلے پہر افق پر ایک روشن لکیر نمودار ہوتی ہے جس کی روشنی اوپر اٹھتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ اسے صبح کاذب کہتے ہیں اس میں کھانا پینا جائز ہے۔

اس کے بعد ایک دوسری لکیر ظاہر ہوتی ہے جس کی روشنی دائیں بائیں پھیلتی محسوس ہوتی ہے یہ صبح صادق ہے اب روزے دار کے لئے کھانا پینا ممنوع ہو جاتا ہے۔ اسی کو ہی طلوع فجر کہتے ہیں اب فجر کا وقت شروع ہو گیا ہے۔

706: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ وَيُوسُفُ بْنُ عِيسَى قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ أَبِي هِلَالٍ عَنْ سَوَادَةَ بْنِ حَنْظَلَةَ هُوَ الْقُشَيْرِيُّ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: "لَا يَمْنَعَنَّكُمْ مِنْ سُحُورِكُمْ أَذَانُ بِلَالٍ وَلَا الْفَجْرُ الْمُسْتَطِيلُ وَلَكِنِ الْفَجْرُ الْمُسْتَطِيرُ فِي الْأُفُقِ".

سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بلال رضی اللہ عنہ کی اذان اور فجر مستطیل تم کو تمہاری سحری سے منع نہ کرے، لیکن افق پر پھیلنے والی فجر (ہو جانے پر سحری کھانا بند کر دو)۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح ابى داؤد: ٢٠٣١، اخرجه ابن ابي شية: ٨٩٧، الحاكم: ٤٢٥/١، البغوي: ٤٣٥

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٠٩٤، سنن ابو داود: ٢٣٤٦، سنن النسائي: ١٤٨/٤، مسند احمد: ٢٠٠٧٩ و ٢٠١٥٨

فوائد الحدیث: مدینہ منورہ کی مسجد نبوی میں صبح کے وقت دو اذانیں ہوتی تھیں۔ ایک تہجد کی جسے سحری کی اذان بھی کہا جاتا ہے اور دوسری فجر کی۔ رسول اللہ ﷺ کبھی سحری کی اذان کے لئے سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ اور فجر کی اذان کے لیے سیّدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو ذمہ داری سونپ دیتے اور کبھی اس کے برعکس تہجد کی اذان کے لیے سیّدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ اور فجر کی اذان کے لیے سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کی ڈیوٹی لگا دیتے۔ (تفصیل کے لیے "سنن نسائی" ملاحظہ فرمائیں) لیکن عموماً سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ تہجد کی اذان کہتے اور سیّدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ فجر کی کیونکہ یہ نابینا تھے تو دوسرے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آگاہ کر دیتے کہ فجر طلوع ہو گئی ہے تو پھر یہ اذان کہتے اس لیے رسول اللہ ﷺ نے افق پر دونوں علامتوں "صبح کاذب" اور "صبح صادق" کا ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کی اذان کا حوالہ بھی دیا ہے کہ وہ چونکہ صبح کاذب میں ہوتی ہے لہٰذا تم کھانا پینا نہ چھوڑو۔

16- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّشْدِيدِ فِي الْغِيبَةِ لِلصَّائِمِ

روزہ دار کے لیے غیبت کرنے کی سنگینی

707: حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جو شخص جھوٹی بات کرنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑے تو اللہ کو کوئی

أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ: "قَالَ مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلَ بِهِ فَلَيْسَ لِلَّهِ حَاجَةٌ بِأَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ".

ضرورت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ.

اس باب میں سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن خزيمه: ١٩٩٥، البيهقي: ٤/٢٧٠، والبغوي: ١٧٤٦

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٩٠٣ و ٦٠٥٧، سنن ابو داود: ٢٣٦٢، سنن ابن ماجه: ١٦٨٩، سنن النسائی فی الکبری: ٣٢٤٥۔ ٣٢٤٨، مسند احمد: ٩٨٣٩، صحيح ابن حبان: ٣٤٨٠

فوائد الحدیث: ۱۔ روزہ صرف سحری، افطاری کا نام نہیں بلکہ اس کے کچھ تقاضے ہیں کہ انسان ان تمام امور سے باز رہے جن سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ خواہ ان کا تعلق عقائد، اعمال، عبادات اور معاملات سے ہو یا اخلاقیات سے، جو شخص روزے کی حالت میں شرک کرتا ہے، بدعت کا مرتکب ہوتا ہے یا پھر جھوٹ بولتا، غیبت کرتا، دھوکہ و فراڈ کرتا ہے وغیرہ وغیرہ اس شخص کا روزہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول نہیں ہوتا۔

۲۔ "قول الزُور" کا معنی بہت وسیع ہے جو ہر قسم کی برائی کو شامل ہے۔

۳۔ غور کرنے کی بات ہے کہ روزے کی حالت میں وہ کام جو جائز تھے روزے دار کے لیے حرام ہو جاتے ہیں مثلاً کھانا پینا وغیرہ تو وہ کام کیسے جائز ہو سکتے ہیں جو فی نفسہ ہر حالت میں حرام ہیں۔

17- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ السُّحُورِ

سحری کھانے کی فضیلت

708: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ وَعَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السُّحُورِ بَرَكَةً".

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "سحری کھایا کرو کیونکہ سحری میں برکت ہے۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَالْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ وَعُتْبَةَ بْنِ عَبْدٍ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ.

اس باب میں سیّدنا ابوہریرہ، عبداللہ بن مسعود، جابر بن عبداللہ، ابن عباس، عمرو بن عاص، عرباض بن ساریہ، عتبہ بن عبد اور ابو درداء رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: انس رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه البغوي: ١٧٢٨، الطيالسي: ٢٠٠٦، ابو يعلي: ٢٨٤٨، البيهقي: ٤/٢٣٦

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٩٢٣، صحیح مسلم: ١٠٩٥، سنن ابن ماجه: ١٦٩٢، سنن النسائی: ٤/١٤١، مسند احمد: ١١٩٥٠، صحيح ابن حبان: ٣٤٦٦.

فوائد الحدیث: ۱۔ سحری کے کھانے میں اللہ تعالیٰ نے برکت رکھی ہے خواہ انسان تھوڑا ہی کیوں نہ کھائے۔ شام تک وہ اچھی حالت میں روزہ گزار لیتا ہے۔ اور اگر خدانخواستہ کسی دن سحری نہ کھا سکے تو سارا دن اسی سوچ کی وجہ سے ہی پریشان رہتا اور روزے کو شدت سے محسوس کرتا ہے کہ آج میں نے آٹھ پہر کا روزہ رکھا ہوا ہے۔

۲۔ سحری کے کھانے کی برکت سے کئی ایک دوسری نیکیوں کی توفیق بھی مل جاتی ہے۔ مثلاً سحری کے وقت اٹھے گا تو اللہ تعالیٰ کچھ نوافل پڑھنے کی توفیق دے دیں تو نفل ادا کرے گا، دعا کی قبولیت کا وقت ہے دعا مانگ لے گا۔ وغیرہ وغیرہ۔

709: وَرُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: "فَصْلُ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ أَهْلِ الْكِتَابِ أَكْلَةُ السَّحَرِ".

نبی ﷺ سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں کے درمیان سحری کھانے کا فرق ہے۔"

حَدَّثَنَا بِذَلِكَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ مُوسَى بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي قَيْسٍ مَوْلَى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِذَلِكَ.

سیّدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے اسی طرح روایت کیا۔

قَالَ وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَأَهْلُ مِصْرَ يَقُولُونَ مُوسَى بْنُ عَلِيٍّ وَأَهْلُ الْعِرَاقِ يَقُولُونَ: مُوسَى بْنُ عُلَيٍّ وَهُوَ مُوسَى بْنُ عَلِيِّ بْنِ رَبَاحٍ اللَّخْمِيُّ.

مصر والے کہتے ہیں: موسیٰ بن عَلی (عین کے فتحہ کے ساتھ)، اور عراق والے کہتے ہیں: موسیٰ بن عُلی (عین کے ضمہ کے ساتھ) اور یہ موسیٰ بن عَلی (عین کے فتحہ کے ساتھ) بن رباح لخمی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) حجاب المرأة المسلمة: ص ۸۸، صحيح ابی داؤد: ۲۰۲۹، اخرجه ابو يعلي: ۷۳۳۷، البغوي: ۱۷۲۹

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ۱۰۹۶، سنن ابو داود: ۲۳۴۳، سنن النسائی: ۱٤٦/٤، مسند احمد: ۱۷۷٦۲، صحيح ابن حبان: ۳٤۷۷

فوائد الحدیث: ۱۔ اسلام ایک مکمل و اکمل دین ہے جو اپنے اندر مکمل ضابطہ حیات رکھتا ہے اسے کسی دوسرے دین و مذہب سے کوئی عمل مستعار لینے کی ضرورت نہیں نیز اسلام اپنے ماننے والوں سے یہ تقاضا بھی کرتا ہے کہ اس کو چاہنے والے کسی دوسرے مذہب کے پیرو کار لوگوں کی مشابہت اختیار نہ کریں۔ یہی وجہ ہے رسول اکرم ﷺ نے عبادات و معاملات حتیٰ کہ رہن سہن اور حجامت و لباس میں بھی غیر مسلموں خصوصاً یہود و نصاریٰ کی مخالفت کا حکم دیا ہے۔ جسے تمام مُسلمانوں خصوصاً نوجوانوں کو ضرور اپنانا چاہئے۔

(تفصیل کے لیے راقم کی کتاب، "مسلک اعتدال، مسلک اہل حدیث" ملاحظہ فرمائیں)

۲۔ اہل کتاب یہود و نصاریٰ چونکہ سحری نہیں کرتے اس لیے بھی مُسلمانوں کو اس کا ضرور اہتمام کرنا چاہئے تاکہ اس کی خیر و برکات کے ساتھ ساتھ غیر مسلموں کے شعار کی مخالفت بھی ہو۔ وباللہ التوفیق

18- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ

سفر میں روزہ رکھنے کی ممانعت

710: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ إِلَى مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ فَصَامَ حَتَّى بَلَغَ كُرَاعَ الْغَمِيمِ وَصَامَ النَّاسُ مَعَهُ فَقِيلَ لَهُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ شَقَّ عَلَيْهِمُ الصِّيَامُ وَإِنَّ النَّاسَ يَنْظُرُونَ فِيمَا فَعَلْتَ. فَدَعَا بِقَدَحٍ مِنْ مَاءٍ بَعْدَ الْعَصْرِ فَشَرِبَ وَالنَّاسُ يَنْظُرُونَ إِلَيْهِ فَأَفْطَرَ بَعْضُهُمْ وَصَامَ بَعْضُهُمْ فَبَلَغَهُ أَنَّ نَاسًا صَامُوا فَقَالَ: "أُولَئِكَ الْعُصَاةُ".

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح (مکہ) کے سال مکہ روانہ ہوئے۔ آپ ﷺ نے روزہ رکھا حتیٰ کہ آپ کراع غمیم کے مقام پر پہنچے اور صحابہ کرام نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ روزہ رکھا ہوا تھا، آپ ﷺ سے عرض کیا گیا، لوگوں پر روزہ رکھنا دشوار گزرا ہے، لوگ دیکھ رہے ہیں کہ آپ ﷺ کیا کرتے ہیں، آپ ﷺ نے عصر کے بعد پانی کا پیالہ منگوایا اور نوش فرمایا جبکہ صحابہ کرام آپ ﷺ کی طرف دیکھ رہے تھے، ان میں سے بعض نے روزہ افطار کر لیا اور بعض نے روزہ رکھ لیا، آپ ﷺ کو خبر پہنچی کہ کچھ حضرات نے روزہ رکھا ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ (روزہ رکھنے والے) نافرمان ہیں۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ كَعْبِ بْنِ عَاصِمٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

اس باب میں کعب بن عاصم، ابن عباس اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ جَابِرٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جابر رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: "لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّيَامُ فِي السَّفَرِ".

نبی ﷺ سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں۔"

وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ فَرَأَى بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ أَنَّ الْفِطْرَ فِي السَّفَرِ أَفْضَلُ حَتَّى رَأَى بَعْضُهُمْ عَلَيْهِ الإِعَادَةَ إِذَا صَامَ فِي السَّفَرِ. وَاخْتَارَ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ الْفِطْرَ فِي السَّفَرِ.

سفر میں روزہ رکھنے کے بارے میں اہل علم کا اختلاف ہے، نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اور ان کے علاوہ دیگر اہل علم کا موقف ہے کہ سفر میں روزہ نہ رکھنا افضل ہے، حتیٰ کہ ان میں سے بعض کی رائے ہے کہ جب وہ سفر میں روزہ رکھ لے تو وہ دوبارہ روزہ رکھے، امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ نے سفر میں روزہ نہ رکھنے کو اختیار کیا ہے۔

وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ إِنْ وَجَدَ قُوَّةً فَصَامَ فَحَسَنٌ وَهُوَ أَفْضَلُ وَإِنْ أَفْطَرَ فَحَسَنٌ.

نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اور دیگر اہل علم حضرات کا یہ بھی موقف ہے کہ اگر وہ قوت پائے اور روزہ رکھے تو وہ بہتر ہے اور

وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ.

وَقَالَ الشَّافِعِيُّ: وَإِنَّمَا مَعْنَى قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّيَامُ فِي السَّفَرِ. وَقَوْلُهُ حِينَ بَلَغَهُ أَنَّ نَاسًا صَامُوا فَقَالَ: أُولَئِكَ الْعُصَاةُ. فَوَجْهُ هَذَا إِذَا لَمْ يَحْتَمِلْ قَلْبُهُ قَبُولَ رُخْصَةِ اللّٰهِ فَأَمَّا مَنْ رَأَى الْفِطْرَ مُبَاحًا وَصَامَ وَقَوِيَ عَلَى ذَلِكَ فَهُوَ أَعْجَبُ إِلَيَّ.

افضل ہے، اور اگر روزہ نہ رکھے تو بہتر ہے اور یہ سفیان ثوری، مالک بن انس اور عبداللہ بن مبارک رحمہم اللہ کا موقف ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نبی ﷺ کے فرمان: ''سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں۔'' اور آپ ﷺ کے اس فرمان: کہ جس وقت آپ کو خبر پہنچی کہ کچھ لوگوں نے روزہ رکھا ہے، ''وہ نافرمان ہیں'' اس کا معنی و مقصد یہ ہے کہ جب اس کا دل اللہ تعالیٰ کی رخصت کو قبول نہ کرے، رہا وہ شخص جو روزہ نہ رکھنے کو مباح سمجھے اور روزہ رکھنے کی طاقت ہونے پر روزہ رکھ لے تو یہ مجھے زیادہ پسند ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الارواء: ٤/٥٧، اخرجه الحميدي: ١٢٨٩، ابو يعلي: ١٨٨٠، وابن خزيمه: ٢٠١٩

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١١١٤، سنن النسائي: ٤/١٧٧، صحيح ابن حبان: ٢٧٠٦ و ٣٥٤٩، و ٣٥٥١

فوائد الحدیث: ۱۔ سفر میں روزہ چھوڑنا صرف رخصت ہے، لازم نہیں۔ اگر کوئی شخص سمجھتا ہے کہ مجھے روزہ رکھنے کی وجہ سے شدید جسمانی مشقت اور پریشانی نہیں ہوگی اور نہ ہی کسی دوسرے کے لیے بوجھ اور مشقت کا باعث ہوگا تو وہ سفر میں روزہ رکھ سکتا ہے۔ خود رسول اکرم ﷺ سے بھی اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بھی سفر میں روزہ رکھنا ثابت ہے۔

لیکن اگر روزے کی وجہ سے اسے خود مشقت و پریشانی ہو اور دوسروں کے لیے بھی بوجھ اور پریشانی کا باعث ہو تو پھر مسافر کو روزہ نہیں رکھنا چاہئے بلکہ اسلام کی دی ہوئی رخصت سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔

۲۔ حدیث میں جو آیا ہے ''سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں'' یہ اس شخص کے لیے ہے جو سفر میں روزہ چھوڑنے کی رخصت کو ناپسند کرتا ہے یا پھر باوجود شدید پریشانی اور تکلیف کے اس رخصت پر عمل نہیں کرتا بلکہ اپنی بڑھائی اور ریاکاری کے لیے روزہ رکھتا ہے کہ اپنی نیکی کا ڈھنڈورا پیٹے تو ایسی صورت میں روزہ رکھنا کوئی نیکی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی ہے۔

۳۔ سفر میں روزہ نہ رکھنے کی رخصت کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ آدمی رمضان المبارک کے تقدس کو پامال کرے جیسا کہ آج کل ہمارے ہاں سرعام یہ قباحت ہو رہی ہے۔ کہ لوگ سیگریٹ پی رہے ہیں، پان کھا رہے ہیں یا کھانے پینے میں بھی روزے اور رمضان کا مذاق اڑا رہے ہوتے ہیں، یہ قطعاً درست نہیں بلکہ تمام امور اور معاملات میں رمضان المبارک کے تقدس کا خیال رکھنا چاہئے۔

19- بَابُ مَا جَاءَ مِنَ الرُّخْصَةِ فِي الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ

سفر میں روزہ رکھنے کی رخصت

711: حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرٍو الْأَسْلَمِيَّ سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الصَّوْمِ

ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ نے سفر میں روزہ رکھنے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ دریافت کیا، جبکہ وہ لگاتار روزہ رکھا کرتے

فِي السَّفَرِ وَكَانَ يَسْرُدُ الصَّوْمَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: "إِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَإِنْ شِئْتَ فَأَفْطِرْ".

تھے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر تم چاہو تو روزہ رکھو اور اگر چاہو تو چھوڑ دو۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَأَبِي سَعِيدٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَأَبِي الدَّرْدَاءِ وَحَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو الأَسْلَمِيِّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا انس بن مالک، ابو سعید، عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عمرو، ابو درداء اور حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ أَنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرٍو سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کہ حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ دریافت کیا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الحميدي: ١٩٩، الدارمي: ١٧١٤، البيهقي: ٤/٢٤٣، والبغوي: ١٧٦٠

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٩٤٣، صحیح مسلم: ١١٢١، سنن ابو داود: ٢٤٠٢، سنن ابن ماجه: ١٦٦٢، سنن النسائی: ٤/١٨٧-١٨٨ و ٢٠٧، مسند احمد: ٢٤١٩٦، صحیح ابن حبان: ٣٥٦٠

712: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَزِيدَ أَبِي مَسْلَمَةَ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: "كُنَّا نُسَافِرُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي رَمَضَانَ فَمَا يَعِيبُ عَلَى الصَّائِمِ صَوْمَهُ وَلَا عَلَى الْمُفْطِرِ إِفْطَارَهُ".

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم ماہ رمضان میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر کیا کرتے تھے، پس وہ روزہ دار پر اس کے روزے کی وجہ سے اعتراض فرماتے نہ روزہ نہ رکھنے والے پر اس کے روزہ نہ رکھنے کی وجہ سے اعتراض فرماتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٣/١٧، ابن خزيمة: ٢٠٣٠، البيهقي: ٤/٢٤٤

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ١١١٦، سنن النسائی: ٤/١٨٨ و ١٨٩، مسند احمد: ١١٠٨٣، ١١٣٠٧، ١١٤٧١م صحیح ابن حبان: ٣٥٥٨ و ٣٥٦٢، صحیح مسلم: ١١٢٠، سنن ابو داود: ٢٤٠٦

713: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ [ح] قَالَ: وَحَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: كُنَّا نُسَافِرُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَمِنَّا الصَّائِمُ وَمِنَّا الْمُفْطِرُ فَلَا يَجِدُ الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ وَلَا الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ فَكَانُوا يَرَوْنَ أَنَّهُ مَنْ وَجَدَ قُوَّةً فَصَامَ فَحَسَنٌ وَمَنْ وَجَدَ ضَعْفًا فَأَفْطَرَ فَحَسَنٌ.

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر کیا کرتے تھے، پس ہم میں روزہ دار بھی ہوتے تھے اور روزہ چھوڑ دینے والے بھی ہوتے تھے، تو روزہ چھوڑ دینے والا روزہ رکھنے والے پر ناراض ہوتا نہ روزہ رکھنے والا روزہ چھوڑ دینے والے پر ناراض ہوتا۔ وہ سمجھتے تھے کہ جس نے قوت ہونے کی صورت میں روزہ رکھا ہے تو وہ بھی بہتر ہے، اور جس نے کمزوری کی وجہ سے روزہ چھوڑ دیا ہے تو یہ بھی بہتر ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح أيضا) دیکھیں گزشتہ حدیث۔

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١١١٦، سنن النسائي: ١٨٨/٤ و ١٨٩، مسند احمد: ١١٠٨٣، ١١٣٠٧، ١١٤٧١م صحيح ابن حبان: ٣٥٥٨ و ٣٥٦٢، صحيح مسلم: ١١٢٠، سنن ابو داود: ٢٤٠٦

فوائد الحدیث: ان تمام احادیث سے سفر میں روزہ رکھنے کی رخصت ثابت ہو رہی ہے۔ لہٰذا اگر کوئی شخص طاقت رکھتا ہے اور بعد میں اسے قضا دینا بھی مشکل ہو تو وہ سفر میں بھی روزہ رکھ سکتا ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھئے فوائد حدیث نمبر ۷۱۰)

20- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ لِلْمُحَارِبِ فِي الإِفْطَارِ

جنگ میں شریک شخص کے لیے روزہ چھوڑ دینے کی رخصت

714: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ مَعْمَرِ بْنِ أَبِي حُيَيَّةَ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ سَأَلَهُ عَنِ الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ فَحَدَّثَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي رَمَضَانَ غَزْوَتَيْنِ يَوْمَ بَدْرٍ وَالْفَتْحِ فَأَفْطَرْنَا فِيهِمَا.

معمر بن ابی حیبہ نے ابن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ انہوں نے ان سے سفر میں روزہ رکھنے کے بارے میں مسئلہ دریافت کیا تو انہوں نے بیان کیا کہ سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں دو غزوات غزوہ بدر اور فتح مکہ میں حصہ لیا اور ہم نے ان دونوں میں روزہ چھوڑ دیا تھا۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عُمَرَ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی روایت کو صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ أَمَرَ بِالْفِطْرِ فِي غَزْوَةٍ غَزَاهَا. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ نَحْوُ هَذَا أَنَّهُ رَخَّصَ فِي الإِفْطَارِ عِنْدَ لِقَاءِ الْعَدُوِّ وَبِهِ يَقُولُ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ.

سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی ﷺ سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے ایک غزوہ میں جس میں آپ ﷺ نے شرکت فرمائی روزہ چھوڑ دینے کا حکم فرمایا تھا، اور سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے اسی مانند روایت کیا گیا ہے، کہ انہوں نے دشمن سے مقابلہ ہونے کی صورت میں روزہ چھوڑ دینے کے بارے میں رخصت دی ہے۔ بعض اہل علم کا بھی یہی موقف ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) اس کی سند ابن لہیعہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔ ضعيف الترمذي: ١١٢

تخریج الحدیث: مسند البزار: ٢٩٦، شرح السنة: ١٧٦٨، مسند احمد: ١٤٠

فوائد الحدیث: یہ روایت اگرچہ سنداً ضعیف ہے لیکن دوسری احادیث اور قرآن مجید کی آیت مبارکہ کی رو سے مسئلہ درست ہے کہ سفر میں روزہ افطار کرنے کی اجازت ہے۔ جہاد میں بھی چونکہ دشمن سے مقابلہ ہوتا ہے جس میں طاقت و قوت کی ضرورت بھی ہوتی ہے اور

اس کا مظاہرہ بھی، لہٰذا میدان جہاد میں قتال کرنے والے مجاہدین کے لیے بھی روزہ چھوڑنے کی رخصت ہے۔

21- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي الإِفْطَارِ لِلْحُبْلَى وَالْمُرْضِعِ

حاملہ اور دودھ پلانے والی کو روزہ چھوڑ دینے کے بارے میں رخصت

715: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَيُوسُفُ بْنُ عِيسَى قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا أَبُو هِلَالٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَوَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَجُلٌ مِنْ بَنِي عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ قَالَ: أَغَارَتْ عَلَيْنَا خَيْلُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَوَجَدْتُهُ يَتَغَدَّى فَقَالَ ادْنُ فَكُلْ. فَقُلْتُ إِنِّي صَائِمٌ.

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ، بنو عبداللہ بن کعب قبیلے کے شخص نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ کے گھڑ سوار دستے نے ہم (ہمارے قبیلے) پر حملہ کیا، میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے آپ ﷺ کو کھانا تناول فرماتے ہوئے پایا، تو آپ نے فرمایا: ”قریب آجاؤ اور کھاؤ“ میں نے عرض کیا، میں روزہ دار ہوں۔

فَقَالَ: ادْنُ أُحَدِّثْكَ عَنِ الصَّوْمِ أَوِ الصِّيَامِ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ الصَّوْمَ وَشَطْرَ الصَّلَاةِ وَعَنِ الْحَامِلِ أَوِ الْمُرْضِعِ الصَّوْمَ أَوِ الصِّيَامَ. وَاللّٰهِ لَقَدْ قَالَهُمَا النَّبِيُّ ﷺ كِلْتَيْهِمَا أَوْ إِحْدَاهُمَا فَيَا لَهْفَ نَفْسِي أَنْ لَا أَكُونَ طَعِمْتُ مِنْ طَعَامِ النَّبِيِّ ﷺ.

آپ ﷺ نے فرمایا: ”قریب ہو جا، میں تمہیں روزے یا روزوں کے متعلق بتاؤں، اللہ تعالیٰ نے مسافر کو روزہ اور آدھی نماز معاف فرما دی ہے، اور حاملہ اور دودھ پلانے والی کو روزہ یا روزے معاف فرما دیے ہیں۔“ اللہ کی قسم! نبی ﷺ نے یہ دونوں لفظ فرمائے یا ان دونوں میں سے ایک فرمایا، مجھے اپنے آپ پر افسوس ہے کہ میں نبی ﷺ کے کھانے میں شریک نہ ہوا۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي أُمَيَّةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابوامیہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ الْكَعْبِيِّ حَدِيثٌ حَسَنٌ وَلَا نَعْرِفُ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ هَذَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ غَيْرَ هَذَا الْحَدِيثِ الْوَاحِدِ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ. وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: الْحَامِلُ وَالْمُرْضِعُ تُفْطِرَانِ وَتَقْضِيَانِ وَتُطْعِمَانِ. وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ وَمَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: تُفْطِرَانِ وَتُطْعِمَانِ وَلَا قَضَاءَ عَلَيْهِمَا وَإِنْ شَاءَتَا قَضَتَا وَلَا إِطْعَامَ عَلَيْهِمَا. وَبِهِ يَقُولُ إِسْحَاقُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: انس بن مالک کعبی رضی اللہ عنہ کی روایت حسن ہے، ہم ان انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی ﷺ سے صرف اسی ایک حدیث کو جانتے ہیں۔ بعض اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔ بعض اہل علم نے کہا ہے: حاملہ اور دودھ پلانے والی دونوں روزہ نہ رکھیں اور وہ (بعد میں) قضا بھی دیں اور فدیہ طعام بھی دیں۔ سفیان، مالک، شافعی اور احمد رحمہم اللہ کا یہ موقف ہے۔ بعض نے کہا: وہ روزہ نہ رکھیں، فدیہ طعام دیں اور ان کے ذمے قضا نہیں۔ اگر وہ چاہیں تو قضا دیں اور ان کے ذمے فدیہ طعام نہیں۔ اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کا یہ موقف ہے۔

حکم الحدیث: (حسن صحیح) اخرجه عبد بن حمید: ٤٣١، ابن خزیمه: ٢٠٤٤

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٤٠٨، سنن ابن ماجه: ١٦٦٧ و ٣٢٩٩، سنن النسائی: ٤/١٨٠ و ١٨١ و ١٩٠، مسند احمد: ١٩٠٤٧، وشرح مشكل الآثار: ٤٢٦٥

فوائد الحدیث: ا۔ اسلام "دین یُسر" ہے جس کی تعلیمات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے آسانیاں رکھی ہیں۔ رمضان المبارک کے روزہ کے متعلق بھی یہی حکم ہے کہ اگر کوئی بیمار ہے یا کسی کو کوئی سفر درپیش ہے جس میں روزہ رکھنا مشکل ہے تو وہ رمضان المبارک کے دنوں میں روزہ چھوڑ دے اور بعد میں صحت یا سفر سے واپسی پر اتنے روزے رکھ کر گنتی پوری کر لے۔

۲۔ اسی طرح حاملہ یا مرضعہ (بچے کو دودھ پلانے والی) کا بھی یہی حکم ہے کہ حمل یا رضاعت کی وجہ سے روزہ رکھنے میں دقت محسوس کرتی ہے تو وہ روزے چھوڑ دے بعد میں قضا دے لے۔

۳۔ اگر کسی حاملہ یا مُرضعہ کو قضا کی مہلت نہیں ملتی تو وہ فدیہ دے دے۔

22- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّوْمِ عَنِ الْمَيِّتِ

میت کی طرف سے روزہ رکھنا

716: حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الأَشَجُّ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الأَحْمَرُ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ وَمُسْلِمٍ الْبَطِينِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَعَطَاءٍ وَمُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: إِنَّ أُخْتِي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صَوْمُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ. قَالَ: أَرَأَيْتِ لَوْ كَانَ عَلَى أُخْتِكِ دَيْنٌ أَكُنْتِ تَقْضِينَهُ؟ قَالَتْ: نَعَمْ. قَالَ: "فَحَقُّ اللهِ أَحَقُّ".

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ایک عورت نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو عرض کیا: میری بہن وفات پا گئی ہے اور اس کے ذمے متواتر دو مہینوں کے روزے ہیں؟ (کیا میں اس کی طرف سے روزے رکھوں) آپ ﷺ نے فرمایا: "مجھے بتاؤ اگر تیری بہن کے ذمے قرض ہوتا تو کیا تو اسے ادا کرتی؟" اس نے عرض کیا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کا حق زیادہ حق رکھتا ہے (کہ اسے ادا کیا جائے)۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ بُرَيْدَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَعَائِشَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت بریدہ، ابن عمر اور عائشہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن خزیمه: ١٩٥٣، الدارقطني: ٢/١٩٥، والبيهقي: ٤/٢٥٥

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٩٥٣، صحیح مسلم: ١١٤٨، سنن ابو داود: ٣٣٠٨ و ٣٣١٠، سنن ابن ماجه: ١٧٥٨، سنن النسائی: ٢٠/٧، وفی الكبرى: ٢٩١٢ و ٢٩١٧، مسند احمد: ١٨٦١ و ١٩٧٠، صحیح ابن حبان: ٣٥٧٠

717: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الأَحْمَرُ عَنِ الأَعْمَشِ بِهَذَا الإِسْنَادِ نَحْوَهُ. قَالَ: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ: جَوَّدَ أَبُو خَالِدٍ الأَحْمَرُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ الأَعْمَشِ.

ابو کریب نے بیان کیا، ابو خالد احمر نے اعمش کے حوالے سے اس اسناد سے اسی مانند روایت کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو سنا

قَالَ مُحَمَّدٌ: وَقَدْ رَوَى غَيْرُ أَبِي خَالِدٍ عَنِ الأَعْمَشِ مِثْلَ رِوَايَةِ أَبِي خَالِدٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَرَوَى أَبُو مُعَاوِيَةَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ الْبَطِينِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ سَلَمَةَ بْنَ كُهَيْلٍ وَلَا عَنْ عَطَاءٍ وَلَا عَنْ مُجَاهِدٍ.

وہ ابو خالد احمر کی اس حدیث کو اعمش سے بیان کرنا عمدہ قرار دیتے تھے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابو خالد کے علاوہ بھی اعمش سے ابو خالد کی روایت کی مثل بیان کی ہے۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ابو معاویہ اور کئی ایک نے اس حدیث کو اعمش عن مسلم البطین عن سعید بن جبیر عن ابن عباس کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کیا اور انہوں نے اس میں سلمہ بن کہیل کا ذکر کیا نہ عن عطاء اور نہ ہی عن مجاہد کا ذکر کیا۔

وَاسْمُ أَبِي خَالِدٍ سُلَيْمَانُ بْنُ حَيَّانَ.

اور ابو خالد کا نام سلیمان بن حیان ہے۔

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۱۹۵۳، صحیح مسلم: ۱۱۴۸، سنن ابو داود: ۳۳۰۸ و ۳۳۱۰، سنن ابن ماجه: ۱۷۵۸، سنن النسائی: ۲۰/۷، وفی الکبری: ۲۹۱۲ و ۲۹۱۷، مسند احمد: ۱۸۶۱ و ۱۹۷۰، صحیح ابن حبان: ۳۵۷۰

فوائد الحدیث: میت کے ذمہ اگر روزے ہوں تو ورثاء کو چاہیے کہ اس کی طرف سے روزے رکھیں تاکہ اس کے ذمہ جو اللہ تعالیٰ کا حق تھا وہ ادا ہو جائے۔ جسے رسول اللہ ﷺ نے قرض کی مثال کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔

23- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْكَفَّارَةِ فِي الصَّوْمِ

روزے کا کفارہ

718: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْثَرُ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ أَشْعَثَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامُ شَهْرٍ فَلْيُطْعِمْ عَنْهُ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مِسْكِينًا".

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص فوت ہو جائے اور اس کے ذمے ایک ماہ کے روزے ہوں تو وہ (میت کا وارث) اس کی طرف سے ہر دن کے بدلے میں ایک مسکین کو کھانا کھلائے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ لَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَالصَّحِيحُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَوْقُوفٌ قَوْلُهُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کو صرف اسی طریق سے مرفوع جانتے ہیں۔ جبکہ صحیح یہ ہے کہ وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے موقوف ان کا قول ہے۔

وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي هَذَا الْبَابِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: يُصَامُ عَنِ الْمَيِّتِ. وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ قَالَا: إِذَا كَانَ عَلَى الْمَيِّتِ نَذْرُ صِيَامٍ يَصُومُ عَنْهُ وَإِذَا كَانَ عَلَيْهِ قَضَاءُ رَمَضَانَ أَطْعَمَ عَنْهُ.

اس باب میں اہل علم کا اختلاف ہے، ان میں سے بعض نے کہا ہے کہ میت کی طرف سے روزہ رکھا جائے گا، یہ امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ کا موقف ہے۔ ان دونوں نے فرمایا: جب میت کے ذمے نذر کے روزے ہوں تو وہ (وارث) اس کی طرف سے روزہ رکھے گا، اور جب اس کے ذمے رمضان کی قضا ہو تو پھر وہ اس کی طرف سے کھانا کھلائے گا۔

وَقَالَ مَالِكٌ وَسُفْيَانُ وَالشَّافِعِيُّ "لَا يَصُومُ أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ". قَالَ: وَأَشْعَثُ هُوَ ابْنُ سَوَّارٍ. وَمُحَمَّدٌ هُوَ عِنْدِي ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى.

امام مالک، سفیان اور شافعی رحمہم اللہ نے فرمایا: کوئی کسی کی طرف سے روزہ نہیں رکھے گا۔ اشعث، تو وہ ابن سوار ہیں، اور محمد سے محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ مراد ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) اس میں اشعث راوی ضعیف ہے۔ ضعيف الترمذي: ١١٣، وابن عدي في الكامل: ١/٣٦٥

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١٧٥٧، شرح السنة : ١٧٧٥

فوائد الحدیث: ا۔ یہ روایت مرفوعاً ثابت نہیں البتہ موقوف درست ہے۔ اور اس میں اسی بات کی طرف اشارہ ہے کہ بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تو میت کی طرف سے روزہ کی قضا کے قائل ہیں دیکھئے (مسلم ۱/ ۳۶۲ کتاب الصیام)

اور رسول اللہ ﷺ سے مرفوعاً بھی ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

من مات وعليه صيام صام عنه وليه (مسلم ۱/ ۱۳۶۲ ابوداؤد ۱/ ۳۳۳)

"جو شخص فوت ہو جائے اور اس کے ذمہ روزے ہوں تو اس کی طرف سے اس کا ولی روزے رکھے۔"

۲۔ بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا موقف ہے کہ اگر کسی شخص نے بیماری کی وجہ سے رمضان المبارک کے روزے نہیں رکھے اور وہ قضا دیے بغیر فوت ہو گیا ہے تو اس کی طرف سے روزوں کا فدیہ دے دیا جائے اور اگر اس کے ذمہ نذر کے روزے تھے تو پھر اس کا ولی روزے رکھ کر اس کی نذر کو پورا کرے گا۔ (ابوداؤد ۱/ ۳۳۳)

24- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّائِمِ يَذْرَعُهُ الْقَيْءُ

وہ روزہ دار جسے قے آجائے

719: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْمُحَارِبِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ "ثَلَاثٌ لَا يُفْطِرْنَ الصَّائِمَ الْحِجَامَةُ وَالْقَيْءُ وَالِاحْتِلَامُ".

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تین چیزوں: سینگی لگوانے، قے آجانے اور احتلام ہو جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ حَدِيثٌ غَيْرُ مَحْفُوظٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت غیر محفوظ ہے۔

وَقَدْ رَوَى عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ وَعَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ مُرْسَلًا. وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ. وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ. قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا دَاوُدَ السِّجْزِيَّ يَقُولُ سَأَلْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ فَقَالَ: أَخُوهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدِ

عبداللہ بن زید بن اسلم، عبدالعزیز بن محمد اور کئی ایک نے اس حدیث کو زید بن اسلم سے مرسل روایت کیا ہے۔ اور انہوں نے اس میں عن ابی سعید کا ذکر نہیں کیا۔ جبکہ عبدالرحمن بن زید کو حدیث میں ضعیف قرار دیا جاتا ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، میں نے ابو داؤد سجزی سے سنا وہ کہتے ہیں میں نے احمد بن حنبل سے عبدالرحمن بن زید بن اسلم

لَا بَأْسَ بِهِ. قَالَ: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَذْكُرُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمَدِينِيِّ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ ثِقَةٌ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ ضَعِيفٌ. قَالَ مُحَمَّدٌ وَلَا أَرْوِي عَنْهُ شَيْئًا.

کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ اس کا بھائی عبداللہ بن زید ہے اس سے روایت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ اور فرمایا کہ میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو سنا وہ علی بن مدینی سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے عبداللہ بن زید بن اسلم کو ثقہ جبکہ عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم کو ضعیف قرار دیا ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں اس سے کوئی چیز روایت نہیں کرتا۔

حکم الحدیث: (ضعيف) تخريج حقيقة الصيام: ٢١-٢٢، ضعيف ابى داؤد: ٤٠٩، عبدالرحمن بن زید بن اسلم ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن الدارقطني: ١٨٣/٢، سنن كبرىٰ للبيهقي: ٢٢٠/٤ و ٢٦٤

فوائد الحدیث: ۱۔ اگر کسی روزے دار کو بغیر عمد خود بخود قے آگئی تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا خواہ وہ تھوڑی ہو یا منہ بھر کر آئے۔

۲۔ اگر کسی نے جان بوجھ کر قے کی تو اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

۳۔ "بعض الناس" کہتے ہیں کہ اگر کسی روزے دار کو تھوڑی تھوڑی کر کے اتنی مقدار میں قے آگئی کہ اسے جمع کیا جائے تو اس سے اس کا منہ بھر جائے تو اس سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے لیکن یہ درست نہیں۔ کیونکہ اعتبار قصد یا بغیر قصد (ارادے) کا ہے، مقدار کا نہیں۔

25- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنِ اسْتَقَاءَ عَمْدًا

جو عمداً قے کرے

720: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "مَنْ ذَرَعَهُ الْقَيْءُ فَلَيْسَ عَلَيْهِ قَضَاءٌ وَمَنِ اسْتَقَاءَ عَمْدًا فَلْيَقْضِ".

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جس (روزہ دار) کو قے آجائے تو اس کے ذمے کوئی قضا نہیں اور جو عمداً قے کرے تو وہ قضا دے۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ وَثَوْبَانَ وَفَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابو درداء، ثوبان اور فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ هِشَامٍ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عِيسَى بْنِ يُونُسَ. وَقَالَ مُحَمَّدٌ لَا أَرَاهُ مَحْفُوظًا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن غریب ہے، ہم ہشام کی حدیث کو عن ابن سیرین عن ابی ہریرہ عن النبی ﷺ کی سند سے صرف عیسیٰ بن یونس کی روایت سے ہی جانتے ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ روایت محفوظ نہیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَا يَصِحُّ إِسْنَادُهُ. وَقَدْ رُوِيَ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے کئی ایک طریق سے نبی ﷺ سے روایت کی گئی ہے، اس

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ وَثَوْبَانَ وَفَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "قَاءَ فَأَفْطَرَ".

کی اسناد صحیح نہیں، ابو درداء، ثوبان اور فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہم کے حوالے سے روایت کیا گیا ہے کہ نبی ﷺ نے قے کی تو آپ ﷺ نے روزہ توڑ لیا۔

وَإِنَّمَا مَعْنَى هَذَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "كَانَ صَائِمًا مُتَطَوِّعًا فَقَاءَ فَضَعُفَ فَأَفْطَرَ لِذَلِكَ". هَكَذَا رُوِيَ فِي بَعْضِ الْحَدِيثِ مُفَسَّرًا.

اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ نبی ﷺ نے نفلی روزہ رکھا ہوا تھا اور آپ ﷺ نے قے کی تو کمزوری محسوس کی پس اس وجہ سے آپ نے روزہ توڑ دیا۔ اسی طرح بعض حدیث میں مفسر روایت کیا گیا ہے۔

وَالْعَمَلُ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلَى حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ "أَنَّ الصَّائِمَ إِذَا ذَرَعَهُ الْقَيْءُ فَلَا قَضَاءَ عَلَيْهِ وَإِذَا اسْتَقَاءَ عَمْدًا فَلْيَقْضِ". وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ.

اہل علم کا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی ﷺ سے مروی حدیث پر عمل ہے کہ روزہ دار کو جب قے آجائے تو اس پر کوئی قضا نہیں، اور جب وہ عمداً قے کرے تو وہ قضا کرے، امام شافعی، سفیان ثوری، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) بعض کے نزدیک اس کی سند ہشام بن حسان کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٣٨٠ ، سنن ابن ماجه: ١٦٧٦، سنن النسائی فی الکبری: ٣١٣٠، مسند احمد: ١٠٤٦٣، صحیح ابن حبان: ٣٥١٨

فوائد الحدیث: دیکھئے فوائد حدیث نمبر ۷۱۹۔

26- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّائِمِ يَأْكُلُ أَوْ يَشْرَبُ نَاسِيًا

وہ روزہ دار جو بھول کر کھا پی لے

721: حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الأَشَجُّ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الأَحْمَرُ عَنْ حَجَّاجِ بْنِ أَرْطَاةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ أَكَلَ أَوْ شَرِبَ نَاسِيًا فَلَا يُفْطِرْ فَإِنَّمَا هُوَ رِزْقٌ رَزَقَهُ اللّٰهُ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص (روزے کی حالت میں) بھول کر کچھ کھالے یا پی لے تو وہ روزہ نہ توڑے، وہ تو ایک روزی اور رزق ہے جو اللہ نے اسے عطا فرمایا ہے۔"

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الدارمي: ١٧٣٣، ابو يعلي: ٦٠٣٨، ابن خزيمه: ١٩٨٩

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٩٣٣ و ٦٦٦٩، صحیح مسلم: ١١٥٥، سنن ابو داود: ٢٣٩٨، سنن ابن ماجه: ١٦٧٣، سنن النسائی فی الکبری: ٣٢٧٦، مسنداحمد : ٩٤٨٩، صحیح ابن حبان: ٣٥١٩

722: حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الأَشَجُّ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ عَوْفٍ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ وَخِلَاسٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ أَوْ نَحْوَهُ.

ابو اسامہ نے عوف عن ابن سیرین اور خلاس کی سند سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی ﷺ سے اسی مثل روایت کیا ہے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَأُمِّ إِسْحَاقَ الْغَنَوِيَّةِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابو سعید اور ام اسحٰق غنویہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ اکثر اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔ سفیان ثوری، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے۔

وَقَالَ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ: "إِذَا أَكَلَ فِي رَمَضَانَ نَاسِيًا فَعَلَيْهِ الْقَضَاءُ". وَالْقَوْلُ الْأَوَّلُ أَصَحُّ.

مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جب وہ رمضان میں بھول کر کھا لے تو اس کے ذمے قضا ہے، جبکہ پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح)

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۱۹۳۳ و ٦٦٦٩، صحیح مسلم: ۱۱۵۵، سنن ابو داود: ۲۳۹۸، سنن ابن ماجه: ۱٦۷۳، سنن النسائی فی الکبری: ۳۲۷٦، مسند احمد: ۹٤۸۹، صحیح ابن حبان: ۳۵۱۹

فوائد الحدیث: بھول کر کھانے یا پینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اگر کھانے یا پینے کے دوران یاد آجائے تو فوراً کھانا پینا چھوڑ دینا چاہئے اور منہ میں جو لقمہ یا گھونٹ ہے اسے نگلنے کی بجائے باہر نکال دینا چاہیے۔

27- بَابُ مَا جَاءَ فِي الإِفْطَارِ مُتَعَمِّدًا

عمداً روزہ چھوڑ دینا

723: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ حَدَّثَنَا أَبُو الْمُطَوِّسِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ "مَنْ أَفْطَرَ يَوْمًا مِنْ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ رُخْصَةٍ وَلَا مَرَضٍ لَمْ يَقْضِ عَنْهُ صَوْمُ الدَّهْرِ كُلِّهِ وَإِنْ صَامَهُ".

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے کسی عذر اور مرض کے بغیر رمضان کا ایک بھی روزہ چھوڑ دیا تو اگر وہ سارے زمانے بھر کے روزے بھی رکھ لے تو وہ اس سے قضا نہیں ہوگا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ أَبُو الْمُطَوِّسِ اسْمُهُ يَزِيدُ بْنُ الْمُطَوِّسِ وَلَا أَعْرِفُ لَهُ غَيْرَ هَذَا الْحَدِيثِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کو صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔ اور میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا: ابو مطوس کا نام یزید بن مطوس ہے اور میں اس کی صرف یہی حدیث جانتا ہوں۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس میں ابو المطوس ضعیف اور اس کا والد مجہول ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ۲۳۹٦ و ۲۳۹۷، سنن ابن ماجه: ۱٦۷۲، سنن النسائی فی الکبری: ۳۲۸۱، مسند احمد: ۹۰۱٤، وشرح مشکل الآثار: ۱۵۲۱

فوائد الحدیث: بلا عذر شرعی رمضان المبارک کا روزہ نہیں چھوڑنا چاہئے کیونکہ اس کی تلافی ممکن نہیں۔

28- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَفَّارَةِ الْفِطْرِ فِي رَمَضَانَ

رمضان کا کوئی روزہ چھوڑنے کا کفارہ

724: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ وَأَبُو عَمَّارٍ وَالْمَعْنَى وَاحِدٌ وَاللَّفْظُ لَفْظُ أَبِي عَمَّارٍ قَالَا: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! هَلَكْتُ. قَالَ: وَمَا أَهْلَكَكَ. قَالَ وَقَعْتُ عَلَى امْرَأَتِي فِي رَمَضَانَ. قَالَ: هَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تُعْتِقَ رَقَبَةً؟ قَالَ: لَا. قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ؟ قَالَ: لَا. قَالَ: فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تُطْعِمَ سِتِّينَ مِسْكِينًا؟ قَالَ: لَا. قَالَ: اجْلِسْ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ایک آدمی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے عرض کیا، اللہ کے رسول! میں تباہ ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو کیسے تباہ ہو گیا؟'' اس نے عرض کیا: میں نے رمضان میں اپنی اہلیہ سے ہم بستری کر لی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم ایک غلام آزاد کر سکتے ہو؟'' اس نے عرض کیا: نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم متواتر دو ماہ روزے رکھ سکتے ہو؟'' اس نے عرض کیا: نہیں آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتے ہو؟'' اس نے عرض کیا: نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیٹھ جاؤ'' وہ بیٹھ گیا۔

فَجَلَسَ فَأُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِعَرَقٍ فِيهِ تَمْرٌ وَالْعَرَقُ الْمِكْتَلُ الضَّخْمُ قَالَ: تَصَدَّقْ بِهِ. فَقَالَ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا أَحَدٌ أَفْقَرَ مِنَّا. قَالَ: فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى بَدَتْ أَنْيَابُهُ. قَالَ: فَخُذْهُ فَأَطْعِمْهُ أَهْلَكَ.

نبی ﷺ کی خدمت میں ایک بڑا ٹوکرا لایا گیا اس میں کھجوریں تھیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے صدقہ کر دو'' اس نے عرض کیا: مدینے میں دونوں پتھریلے علاقوں کے درمیان ہم سے زیادہ کوئی بھی محتاج نہیں، پس نبی ﷺ ہنس دیے حتیٰ کہ آپ ﷺ کے سامنے کے چار دانتوں کے برابر والے دانت ظاہر ہو گئے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے لے جا اور اپنے گھر والوں کو کھلا۔''

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَعَائِشَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عمر، عائشہ اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي مَنْ أَفْطَرَ فِي رَمَضَانَ مُتَعَمِّدًا مِنْ جِمَاعٍ وَأَمَّا مَنْ أَفْطَرَ مُتَعَمِّدًا مِنْ أَكْلٍ أَوْ شُرْبٍ فَإِنَّ أَهْلَ الْعِلْمِ قَدِ اخْتَلَفُوا فِي ذٰلِكَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: عَلَيْهِ الْقَضَاءُ وَالْكَفَّارَةُ. وَشَبَّهُوا الْأَكْلَ وَالشُّرْبَ بِالْجِمَاعِ. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَإِسْحَاقَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ اہل علم کا اسی حدیث پر عمل ہے کہ جو شخص رمضان میں جماع کر کے عمداً روزہ توڑ لے تو اس پر حدیث میں مذکور کفارہ ہے۔ رہا وہ شخص جو عمداً کھا لے یا پی لے اور روزہ توڑ لے تو اس بارے میں اہل علم کا اختلاف ہے۔ ان میں سے بعض نے کہا: اس پر قضا اور کفارہ ہے، انہوں نے کھانے پینے کو جماع سے تشبیہ دی ہے۔ یہ سفیان ثوری، ابن مبارک اور اسحاق رحمہم اللہ کا

قول ہے۔

وَقَالَ بَعْضُهُمْ: عَلَيْهِ الْقَضَاءُ وَلَا كَفَّارَةَ عَلَيْهِ لِأَنَّهُ إِنَّمَا ذُكِرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ الْكَفَّارَةُ فِي الْجِمَاعِ وَلَمْ تُذْكَرْ عَنْهُ فِي الْأَكْلِ وَالشُّرْبِ. وَقَالُوا: لَا يُشْبِهُ الْأَكْلُ وَالشُّرْبُ الْجِمَاعَ.

اوران میں سے بعض نے کہا: اس پر قضا ہے کفارہ نہیں۔ کیونکہ نبی ﷺ سے جماع کے بارے میں کفارہ مذکور ہے، کھانے پینے کے بارے میں کفارہ مذکور نہیں۔ اور انہوں نے کہا: کھانا پینا جماع سے مشابہت نہیں رکھتا، یہ امام شافعی اور احمد رحمہما اللہ کا

وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ.

موقف ہے۔

وَقَالَ الشَّافِعِيُّ: وَقَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ "لِلرَّجُلِ الَّذِي أَفْطَرَ فَتَصَدَّقَ عَلَيْهِ خُذْهُ فَأَطْعِمْهُ أَهْلَكَ". يَحْتَمِلُ هَذَا مَعَانِيَ يَحْتَمِلُ أَنْ تَكُونَ الْكَفَّارَةُ عَلَى مَنْ قَدَرَ عَلَيْهَا وَهَذَا رَجُلٌ لَمْ يَقْدِرْ عَلَى الْكَفَّارَةِ فَلَمَّا أَعْطَاهُ النَّبِيُّ ﷺ شَيْئًا وَمَلَّكَهُ فَقَالَ الرَّجُلُ مَا أَحَدٌ أَفْقَرَ إِلَيْهِ مِنَّا. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ خُذْهُ فَأَطْعِمْهُ أَهْلَكَ. لِأَنَّ الْكَفَّارَةَ إِنَّمَا تَكُونُ بَعْدَ الْفَضْلِ عَنْ قُوتِهِ.

اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نبی ﷺ کا اس شخص سے، جس نے روزہ توڑ لیا تھا اور آپ ﷺ نے اس پر صدقہ کرتے ہوئے، فرمایا: "اسے لے جا اور اپنے گھر والوں کو کھلا۔" یہ معانی کا احتمال رکھتا ہے، کہ کفارہ اسی شخص پر ہے جو اس کی قدرت رکھتا ہو، اور یہ شخص جس نے کفارے کی قدرت نہ رکھی اور جب نبی ﷺ نے اسے کوئی چیز عطا فرمائی، اور اسے مالک بنایا تو اس آدمی نے عرض کیا: ہم سے زیادہ کوئی شخص اس کا ضرورت مند نہیں، تو نبی ﷺ نے فرمایا: "اسے لے جا اور اپنے گھر والوں کو کھلا۔" کیونکہ کفارہ تو کچھ بچ جانے کے بعد ہوتا ہے۔

وَاخْتَارَ الشَّافِعِيُّ لِمَنْ كَانَ عَلَى مِثْلِ هَذَا الْحَالِ أَنْ يَأْكُلَهُ وَتَكُونَ الْكَفَّارَةُ عَلَيْهِ دَيْنًا فَمَتَى مَا مَلَكَ يَوْمًا مَا كَفَّرَ.

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس شخص کے لیے جو کہ اس جیسا ہو یہ اختیار کیا ہے کہ وہ اسے کھالے، اور کفارہ اس کے ذمے واجب الادا قرض ہوگا اور جب وہ قدرت وملکیت رکھے گا ادا کر دے گا۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ١٧٢٣، ابن خزيمه: ١٩٤٣، والدارقطني: ٢/ ١٩٠

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٩٣٦، صحیح مسلم: ١١١١، سنن ابو داود: ٢٣٩٠، سنن ابن ماجه: ١٦٧١ و ١٦٧١/م، سنن النسائی فی الکبری: ٣١١٧، مسند احمد: ٧٢٩٠، صحیح ابن حبان: ٣٥٢٤

فوائد الحدیث: جو شخص جان بوجھ کر رمضان المبارک کا روزہ توڑ دے تو وہ رمضان کے بعد اس کی قضا بھی دے گا اور کفارہ بھی ادا کرے گا جو کہ اس ترتیب سے ہوگا:

۱۔ ایک غلام آزاد کرے۔ (اگر اس کی طاقت نہ ہو تو پھر)

۲۔ دو ماہ کے مسلسل روزے رکھے (اگر یہ بھی نہ کر سکتا ہو تو پھر)

۳۔ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

29- بَابُ مَا جَاءَ فِي السِّوَاكِ لِلصَّائِمِ

روزے دار کا مسواک کرنا

725: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ مَا لَا أُحْصِي يَتَسَوَّكُ وَهُوَ صَائِمٌ.

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ.

سیّدنا عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے ان گنت بار نبی ﷺ کو روزے کی حالت میں مسواک کرتے ہوئے دیکھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ لَا يَرَوْنَ بِالسِّوَاكِ لِلصَّائِمِ بَأْسًا إِلَّا أَنَّ بَعْضَ أَهْلِ الْعِلْمِ كَرِهُوا السِّوَاكَ لِلصَّائِمِ بِالْعُودِ الرَّطْبِ وَكَرِهُوا لَهُ السِّوَاكَ آخِرَ النَّهَارِ وَلَمْ يَرَ الشَّافِعِيُّ بِالسِّوَاكِ بَأْسًا أَوَّلَ النَّهَارِ وَلَا آخِرَهُ وَكَرِهَ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ السِّوَاكَ آخِرَ النَّهَارِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن ہے۔ اہل علم کا اسی پر عمل ہے، وہ روزے دار کے مسواک کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے، البتہ بعض اہل علم نے روزہ دار کے لیے تازہ لکڑی کی مسواک کرنے کو ناپسند کیا ہے، اور اس کے دن کے آخری حصے میں مسواک کرنے کو ناپسند کیا ہے، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ دن کے شروع اور اس کے آخری وقت میں مسواک کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ نے دن کے آخری وقت میں مسواک کرنے کو ناپسند کیا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) الارواء: ٦٨، ضعيف الترمذي: ١١٦۔ عاصم بن عبید اللہ ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٣٦٤، مسند احمد: ١٥٦٧٨، و ١٥٦٨٨

فوائد الحدیث: روزے دار آدمی روزے کی حالت میں مسواک کر سکتا ہے خواہ وہ مسواک کسی بھی قسم کی ہو۔ خشک یا تر۔ اور وقت کوئی سا بھی ہو، جائز ہے۔

30- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْكُحْلِ لِلصَّائِمِ

روزے دار کا سرمہ لگانا

726: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ وَاصِلٍ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَطِيَّةَ حَدَّثَنَا أَبُو عَاتِكَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ اشْتَكَتْ عَيْنِي

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے عرض کیا: میری آنکھ دکھتی ہے کیا میں سرمہ لگا لوں جبکہ میں روزے کی حالت میں ہوں؟

أَفَأَكْتَحِلُ وَأَنَا صَائِمٌ قَالَ: نَعَمْ.

آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں"۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي رَافِعٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ وَلَا يَصِحُّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي هَذَا الْبَابِ شَيْءٌ. وَأَبُو عَاتِكَةَ يُضَعَّفُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: انس رضی اللہ عنہ کی روایت اسناد کے لحاظ سے قوی نہیں، اور اس باب میں نبی ﷺ سے کوئی روایت صحیح ثابت نہیں۔ ابو عاتکہ کو ضعیف قرار دیا جاتا ہے۔

وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الْكُحْلِ لِلصَّائِمِ فَكَرِهَهُ بَعْضُهُمْ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ. وَرَخَّصَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي الْكُحْلِ لِلصَّائِمِ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ.

اہل علم نے روزے دار کے سرمہ لگانے کے بارے میں اختلاف کیا ہے، ان میں سے بعض نے اسے ناپسند کیا ہے، یہ سفیان، ابن مبارک، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا موقف ہے۔ جبکہ بعض اہل علم نے روزے کی حالت میں سرمہ لگانے کی اجازت دی ہے۔ اور یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) اس میں ابو عاتکہ ضعیف ہے۔ ضعيف الترمذي: ١١٧

فوائد الحدیث: روزے کی حالت میں سرمہ لگایا جاسکتا ہے۔ البتہ قطرے وغیرہ ڈالنے سے بچنا ہی بہتر ہے۔

31- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقُبْلَةِ لِلصَّائِمِ

روزے کی حالت میں بوسہ لینا

727: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ وَقُتَيْبَةُ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "كَانَ يُقَبِّلُ فِي شَهْرِ الصَّوْمِ".

ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ماہ رمضان میں (روزے کی حالت میں) بوسہ لے لیا کرتے تھے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَحَفْصَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ وَأُمِّ سَلَمَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَنَسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

اس باب میں عمر بن خطاب، حفصہ، ابو سعید، ام سلمہ، ابن عباس، انس اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت حسن صحیح ہے۔

وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ فِي الْقُبْلَةِ لِلصَّائِمِ فَرَخَّصَ بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْقُبْلَةِ لِلشَّيْخِ وَلَمْ يُرَخِّصُوا لِلشَّابِّ مَخَافَةَ أَنْ لَا يَسْلَمَ لَهُ صَوْمُهُ وَالْمُبَاشَرَةُ عِنْدَهُمْ أَشَدُّ.

نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اور ان کے علاوہ دیگر اہل علم میں روزے کی حالت میں بوسہ لینے میں اختلاف ہے۔ نبی ﷺ کے بعض اصحاب نے بوڑھے شخص کو بوسہ لینے کی رخصت دی ہے جبکہ نوجوان شخص کو، اس اندیشے کے پیش نظر کہ کہیں اس کا روزہ خراب نہ ہو جائے، اجازت نہیں دی،

وَقَدْ قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: الْقُبْلَةُ تَنْقُصُ الأَجْرَ وَلَا تُفْطِرُ الصَّائِمَ. وَرَأَوْا أَنَّ لِلصَّائِمِ إِذَا مَلَكَ نَفْسَهُ أَنْ يُقَبِّلَ وَإِذَا لَمْ يَأْمَنْ عَلَى نَفْسِهِ تَرَكَ الْقُبْلَةَ لِيَسْلَمَ لَهُ صَوْمُهُ. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَالشَّافِعِيِّ.

جبکہ ان کے نزدیک لپٹنا (بوسہ لینے سے) زیادہ سنگین ہے۔
اور بعض اہل علم نے کہا ہے: بوسہ لینے سے اجر میں کمی واقع ہو جاتی ہے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اور ان کی رائے ہے کہ روزہ دار جب اپنے نفس پر قابو رکھ سکتا ہو تو پھر وہ بوسہ لے لے بصورت دیگر بوسہ نہ لے تاکہ اس کا روزہ سلامت رہے۔ یہ سفیان ثوری اور شافعی رحمہما اللہ کا موقف ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الطحاوي في شرح المعاني: ٢/٩٣، الدارقطني: ٢/١٨٠، والبيهقي: ٤/٢٣٣
تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٩٢٧، صحیح مسلم: ١١٠٦، سنن ابو داود: ٢٣٨٣، سنن ابن ماجه: ١٦٨٣، سنن النسائی فی الکبری: ٣٠٥٠، و ٩١٣٠، مسند احمد: ٢٤١١٠ و ٢٤٩٨٩، صحیح ابن حبان: ٣٥٣٩

فوائد الحدیث: ١۔ روزے کی حالت میں جو شخص اپنے جذبات پر قابو رکھ سکتا ہے اس کے لیے اپنی بیوی کا بوسہ لینا جائز ہے۔ اور جو شخص اپنی خواہش پر قابو نہیں پا سکتا اسے پرہیز کرنا چاہئے تاکہ اس کا روزہ فاسد نہ ہو جائے۔
٢۔ بات بوس و کنار تک ہی رہنی چاہئے آگے بڑھے گا تو کچھ مزید آگے بڑھنے کا بھی خدشہ ہوگا۔
٣۔ رسول اللہ ﷺ نے بوڑھے آدمی کو روزے کی حالت میں بوس و کنار کی اجازت فرما دی اور جوان کو منع کر دیا تھا (ابوداؤد ١/٣٣١) تو اس میں بھی حکمت تھی کہ جوان آدمی سے روزہ توڑ دینے کا زیادہ احتمال تھا لہٰذا احتیاط کا پہلو ہی بہتر ہے جواز میں کوئی شبہ نہیں۔

32- بَابُ مَا جَاءَ فِي مُبَاشَرَةِ الصَّائِمِ

روزے کی حالت میں بیوی سے معانقہ کرنا

728: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي مَيْسَرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: "كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُبَاشِرُنِي وَهُوَ صَائِمٌ وَكَانَ أَمْلَكَكُمْ لِإِرْبِهِ".

ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ روزے کی حالت میں مجھ سے معانقہ کیا کرتے تھے اور آپ ﷺ کو اپنی خواہش پر تم سے زیادہ قابو حاصل تھا۔

حکم الحدیث: (صحیح) انظر تحفة الاشراف حدیث رقم: ١٧٤١٨
تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٩٢٧، صحیح مسلم: ١١٠٦، سنن ابو داود: ٢٣٨٢، سنن ابن ماجه: ١٦٨٤، سنن النسائی فی الکبری: ٣٠٨٥، مسند احمد: ٢٤١٣٠ و ٢٤٣١٤، صحیح ابن حبان: ٣٥٤٣

729: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ وَالأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: "كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُقَبِّلُ وَيُبَاشِرُ وَهُوَ صَائِمٌ وَكَانَ أَمْلَكَكُمْ لِإِرْبِهِ".
قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو مَيْسَرَةَ

ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ روزے کی حالت میں (اہلیہ سے) بوس و کنار اور معانقہ کر لیا کرتے تھے اور آپ ﷺ کو اپنی خواہش پر تم سے زیادہ قابو حاصل تھا۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابو میسرہ کا

اسْمُهُ عَمْرُو بْنُ شُرَحْبِيلَ. وَمَعْنَى لِإِرْبِهِ لِنَفْسِهِ.

نام عمرو بن شرحبیل ہے۔ اور لِإِرْبِهِ کا معنی ہے کہ لِنَفْسِهِ (اپنی ذات کی خواہش پر)

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه البغوي: ١٧٤٩، والدارمي: ٧٧٥

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٩٢٧، صحيح مسلم: ١١٠٦، سنن ابو داود: ٢٣٨٢، سنن ابن ماجه: ١٦٨٤، سنن النسائي في الكبرى: ٣٠٨٥، مسند احمد: ٢٤١٣٠ و ٢٤٣١٤، صحيح ابن حبان: ٣٥٤٣

فوائد الحدیث: ا۔ روزے دار اپنے جذبات پر کنٹرول رکھ سکے تو روزے کی حالت میں اپنی بیوی سے معانقہ وغیرہ کر سکتا ہے اور اگر روزہ ٹوٹنے کا خطرہ ہو تو اس سے بچنا چاہئے۔

۲۔ سنن ابی داؤد کی روایت میں وضاحت موجود ہے کہ آپ ﷺ نے بوڑھے شخص کو اس کی اجازت دی تھی اور جوان کو اس سے منع فرما دیا تھا۔ (دیکھئے ۱/۳۳۱ کتاب الصیام)

۳۔ حدیث الباب میں بھی وکان املککم لاربه کے الفاظ کا یہی تقاضا ہے۔

33- بَابُ مَا جَاءَ لَا صِيَامَ لِمَنْ لَمْ يَعْزِمْ مِنَ اللَّيْلِ

جو شخص رات ہی کو (فرض) روزے کی نیت نہ کرے تو اس کا کوئی روزہ نہیں

730: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَفْصَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "مَنْ لَمْ يُجْمِعِ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ فَلَا صِيَامَ لَهُ".

سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص فجر سے پہلے پہلے روزے کی نیت نہ کرے تو اس کا کوئی روزہ نہیں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ حَفْصَةَ حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی روایت صرف اسی طریق سے مرفوع معلوم ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَوْلُهُ وَهُوَ أَصَحُّ وَهَكَذَا أَيْضًا رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنِ الزُّهْرِيِّ مَوْقُوفًا وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا رَفَعَهُ إِلَّا يَحْيَى بْنَ أَيُّوبَ.

نافع عن ابن عمر کے حوالے سے ان کا قول روایت کیا گیا ہے اور وہی زیادہ صحیح ہے اور اسی طرح یہ حدیث زہری سے موقوف روایت کی گئی ہے اور یحییٰ بن ایوب کے علاوہ ہم کسی کو نہیں جانتے کہ اس نے اسے مرفوع روایت کیا ہو۔

وَإِنَّمَا مَعْنَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ لَا صِيَامَ لِمَنْ لَمْ يُجْمِعِ الصِّيَامَ قَبْلَ طُلُوعِ الْفَجْرِ فِي رَمَضَانَ أَوْ فِي قَضَاءِ رَمَضَانَ أَوْ فِي صِيَامِ نَذْرٍ إِذَا لَمْ يَنْوِهِ مِنَ اللَّيْلِ لَمْ يُجْزِهِ وَأَمَّا صِيَامُ التَّطَوُّعِ فَمُبَاحٌ لَهُ أَنْ يَنْوِيَهُ بَعْدَ مَا أَصْبَحَ

اہل علم کے ہاں اس کا معنی یہ ہے کہ جو شخص رمضان یا قضاء رمضان یا نذر کے روزے میں طلوع فجر سے پہلے نیت نہ کرے تو اس کا کوئی روزہ نہیں، جب وہ رات کے وقت اس کی نیت نہ کرے تو وہ اسے کفایت نہیں کرتا۔ البتہ نفل روزہ میں اس کے

وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.

لیے مباح ہے کہ وہ صبح ہو جانے کے بعد نیت کر سکتا ہے یہ شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا موقف ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) بعض کہتے ہیں اس کی سند ابن شہاب زہری کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٤٥٤ سنن ابن ماجه: ١٧٠٠، سنن النسائي: ٤/١٩٦-١٩٧، مسند احمد: ٢٦٤٥٧

فوائد الحدیث: ۱۔ رمضان المبارک کے فرض روزے کی نیت رات کو ہی کرنا لازم ہے۔ اسی طرح قضا، نذر اور کفارے کا روزہ بھی اس حکم میں شامل ہے۔

۲۔ رات سے مراد فجر کے طلوع ہونے سے پہلے کا وقت مراد ہے۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ سورج طلوع ہونے کے بعد بھی نیت کی جا سکتی ہے وہ صرف نفلی روزہ میں ہے فرض روزہ کے لئے نہیں۔

۳۔ نیت کا تعلق دل کے ارادے کا نام ہے زبان سے کسی بھی قسم کے الفاظ ادا کرنا رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں۔

۴۔ مروجہ نیت کے الفاظ: **وبصوم غد نویت من شهر رمضان** اختراعی اور من گھڑت ہیں ان کی کوئی اصل اور ثبوت نہیں۔ ان کے معانی پر بھی غور کیا جائے تو عقلاً بھی یہ الفاظ درست نہیں۔

اس کا ترجمہ ہے: "اور میں نے کل کے روزے کی نیت کی رمضان کے مہینے سے" اور یہ الفاظ کہے جا رہے ہیں۔ فجر طلوع ہونے کے بعد۔ اب اگر یہ کل کے روزے کی نیت ہے تو پھر آج کے روزے کی نیت کہاں گئی۔ اس لئے یہ الفاظ عقلاً نقلاً کسی لحاظ سے بھی درست نہیں بلکہ اب تو یہ بدعت کے زمرے میں آچکے ہیں۔

۵۔ نفلی روزے کی نیت سورج طلوع ہونے کے بعد کسی بھی وقت کی جا سکتی ہے۔ جیسا کہ آگے حدیث نمبر ۷۳۳ میں بیان ہوا ہے۔

34- بَابُ مَا جَاءَ فِي إِفْطَارِ الصَّائِمِ الْمُتَطَوِّعِ

نفلی روزہ توڑ دینا

731: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنِ ابْنِ أُمِّ هَانِئٍ عَنْ أُمِّ هَانِئٍ قَالَتْ كُنْتُ قَاعِدَةً عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَأُتِيَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَ مِنْهُ ثُمَّ نَاوَلَنِي فَشَرِبْتُ مِنْهُ فَقُلْتُ: إِنِّي أَذْنَبْتُ فَاسْتَغْفِرْ لِي. فَقَالَ وَمَا ذَاكِ؟ قَالَتْ: كُنْتُ صَائِمَةً فَأَفْطَرْتُ. فَقَالَ: أَمِنْ قَضَاءٍ كُنْتِ تَقْضِينَهُ. قَالَتْ: لَا. قَالَ: فَلَا يَضُرُّكِ.

سیّدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: میں نبی ﷺ کے پاس بیٹھی ہوئی تھی، آپ ﷺ کی خدمت میں مشروب پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے اس میں سے نوش فرمایا۔ پھر مجھے دے دیا تو میں نے اس میں سے پیا، میں نے کہا: مجھ سے ایک غلطی ہو گئی ہے آپ ﷺ میرے لیے استغفار فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ کیا غلطی ہے؟" انہوں نے کہا: میں روزے دار تھی تو میں نے روزہ توڑ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا وہ کوئی قضا کا روزہ تھا جو تو قضا کر رہی تھی؟" انہوں نے عرض کیا: نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: "پھر وہ (روزہ توڑنا) تمہارے لیے کوئی نقصان نہیں۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَعَائِشَةَ.

اس باب میں ابو سعید اور عائشہ رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) المشكوٰة: ٢٠٧٩، صحيح ابى داؤد: ٢١٢٠، بعض کے نزدیک ضعیف ہے۔ ابن ام ہانی مجہول ہے۔

تخریج الحدیث: سنن النسائی فی الکبری: ٣٣٠٢، مسند احمد: ٢٦٨٩٣

732: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ كُنْتُ أَسْمَعُ سِمَاكَ بْنَ حَرْبٍ يَقُولُ أَحَدُ ابْنَيْ أُمِّ هَانِئٍ حَدَّثَنِي فَلَقِيتُ أَنَا أَفْضَلَهُمَا وَكَانَ اسْمُهُ جَعْدَةَ وَكَانَتْ أُمُّ هَانِئٍ جَدَّتَهُ فَحَدَّثَنِي عَنْ جَدَّتِهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا فَدَعَا بِشَرَابٍ فَشَرِبَ ثُمَّ نَاوَلَهَا فَشَرِبَتْ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَمَا إِنِّي كُنْتُ صَائِمَةً. فَقَالَ: رَسُولُ اللهِ ﷺ الصَّائِمُ الْمُتَطَوِّعُ أَمِينُ نَفْسِهِ إِنْ شَاءَ صَامَ وَإِنْ شَاءَ أَفْطَرَ.

سیّدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ اس کے ہاں تشریف لائے تو آپ ﷺ نے مشروب منگوایا، آپ ﷺ نے نوش فرمایا، پھر وہ انہیں پکڑا دیا تو انہوں نے پیا، انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں تو روزے دار تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نفلی روزہ رکھنے والا اپنے نفس / جان کا امین ہوتا ہے وہ چاہے تو روزہ رکھے اور چاہے تو توڑ ڈالے۔''

قَالَ شُعْبَةُ: فَقُلْتُ لَهُ أَأَنْتَ سَمِعْتَ هَذَا مِنْ أُمِّ هَانِئٍ؟ قَالَ: لَا أَخْبَرَنِي أَبُو صَالِحٍ وَأَهْلُنَا عَنْ أُمِّ هَانِئٍ. وَرَوَى حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ فَقَالَ: عَنْ هَارُونَ ابْنِ بِنْتِ أُمِّ هَانِئٍ عَنْ أُمِّ هَانِئٍ. وَرِوَايَةُ شُعْبَةَ أَحْسَنُ.

شعبہ نے کہا: میں نے انہیں کیا کیا تم نے اسے ام ہانی رضی اللہ عنہا سے سنا ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ ابو صالح اور ہمارے اہل نے ام ہانی سے مجھے خبر دی ہے۔ حماد بن سلمہ نے اس حدیث کو سماک بن حرب سے روایت کیا تو انہوں نے کہا: عن ہارون بن بنت ام ہانی عن ام ہانی۔ شعبہ کی روایت احسن ہے۔

هَكَذَا حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ عَنْ أَبِي دَاوُدَ فَقَالَ: أَمِينُ نَفْسِهِ. وَحَدَّثَنَا غَيْرُ مَحْمُودٍ عَنْ أَبِي دَاوُدَ فَقَالَ: أَمِيرُ نَفْسِهِ أَوْ أَمِينُ نَفْسِهِ. عَلَى الشَّكِّ وَهَكَذَا رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ شُعْبَةَ أَمِينُ أَوْ أَمِيرُ نَفْسِهِ عَلَى الشَّكِّ.

محمود بن غیلان نے ابو داود کے حوالے سے روایت کیا تو کہا، ''اپنے نفس کا امین'' جبکہ محمود کے علاوہ دیگر حضرات نے ابو داؤد سے روایت کیا تو انہوں نے کہا: (امیر نفسه) یا (امین نفسه) شک کے ساتھ روایت کیا۔ اسی طرح کئی طریق سے شعبہ سے روایت کیا گیا ہے اس میں بھی اَمِیْنُ اَوْ اَمِیْرُ نَفْسِہٖ کے الفاظ ہیں شک کے ساتھ

قَالَ: وَحَدِيثُ أُمِّ هَانِئٍ فِي إِسْنَادِهِ مَقَالٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ام ہانی رضی اللہ عنہا کی روایت کی اسناد پر جرح کی گئی ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ أَنَّ الصَّائِمَ الْمُتَطَوِّعَ إِذَا أَفْطَرَ فَلَا قَضَاءَ عَلَيْهِ إِلَّا أَنْ يُحِبَّ أَنْ يَقْضِيَهُ. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ وَالشَّافِعِيِّ.

نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اور بعض دیگر اہل علم کا اس پر عمل ہے کہ نفلی روزہ رکھنے والا جب روزہ توڑ لے تو اس کے ذمے کوئی قضا نہیں۔ اِلّا یہ کہ وہ قضا کرنا پسند کرتا ہو، امام سفیان ثوری، احمد، اسحاق اور شافعی رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) بعض کے نزدیک یہ ابو صالح کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مستدرک الحاکم: ۱/۴۳۹

فوائد الحدیث: ۱۔ اگر کوئی شخص نفلی طور پر روزہ رکھ لے وہ قضاء، نذر اور کفارے کا نہ ہو تو دن کے کسی وقت میں وہ روزہ توڑ دے تو اس پر کفارہ بھی نہیں اور قضاء بھی نہیں، خواہ وہ کسی عذر کی وجہ سے چھوڑے یا بغیر عذر کے۔ لیکن روزہ رکھنے کے بعد حتی الوسع اسے پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اس رخصت کی بنا پر روزے کا مذاق نہیں بنا لینا چاہیے کہ معمولی معمولی باتوں یا چیزوں کی وجہ اسے توڑ دے کہ یہ نفلی روزہ ہے اس کو چھوڑنے کی اجازت ہے۔

35- بَابُ صِيَامِ الْمُتَطَوِّعِ بِغَيْرِ تَبْيِيتٍ

نفلی روزہ رات کو نیت کیے بغیر رکھنا جائز ہے

733: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيَى عَنْ عَمَّتِهِ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا فَقَالَ هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ؟ قَالَتْ قُلْتُ: لَا. قَالَ: "فَإِنِّي صَائِمٌ".

ام المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ایک دن میرے ہاں تشریف لائے تو فرمایا: "کیا تمہارے پاس (کھانے کی) کوئی چیز ہے؟" میں نے عرض کیا، نہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "میرا روزہ ہے۔"

حکم الحدیث: (حسن صحیح) الارواء: ۹۶۵، صحیح ابی داؤد: ۲۱۱۹، اخرجه الحمیدي: ۱۹۰، ابن خزیمه: ۲۱۴۱

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ۱۱۵۴، سنن ابو داود: ۲۴۵۵، سنن ابن ماجه: ۱۷۰۱، سنن النسائی: ۴/۱۹۳ و ۱۹۴، ۱۹۵، مسند احمد: ۲۴۲۲۰، صحیح ابن حبان: ۳۶۲۸

فوائد الحدیث: تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۷۳۰ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

734: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيَى عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَأْتِينِي فَيَقُولُ أَعِنْدَكِ غَدَاءٌ؟ فَأَقُولُ: لَا. فَيَقُولُ "إِنِّي صَائِمٌ". قَالَتْ: فَأَتَانِي يَوْمًا فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّهُ قَدْ أُهْدِيَتْ لَنَا هَدِيَّةٌ. قَالَ: وَمَا هِيَ. قَالَتْ قُلْتُ حَيْسٌ. قَالَ أَمَا إِنِّي قَدْ أَصْبَحْتُ صَائِمًا؟ قَالَتْ: ثُمَّ أَكَلَ.

ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نبی ﷺ میرے ہاں تشریف لاتے تو فرماتے: "کیا تمہارے پاس (صبح کا) کھانا ہے؟" میں عرض کرتی کہ نہیں، تو آپ ﷺ فرماتے: "میرا روزہ ہے" انہوں نے بیان کیا: آپ ﷺ ایک دن میرے ہاں تشریف لائے تو میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! ہمارے ہاں ہدیہ بھیجا گیا ہے، آپ نے فرمایا: "وہ کیا چیز ہے؟" میں نے عرض کیا: حیس (کھجور اور گھی وغیرہ سے بنایا گیا کھانا) ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "میں نے روزے کی حالت میں صبح کی تھی۔" پھر آپ ﷺ نے اس (حیس) کو تناول فرمایا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حکم الحدیث: (حسن صحیح) دیکھیں گزشتہ حدیث۔

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ١١٥٤، سنن ابو داود: ٢٤٥٥، سنن ابن ماجه: ١٧٠١، سنن النسائی: ٤/١٩٣، و ١٩٤،١٩٥۔ مسند احمد: ٢٤٢٢٠، صحیح ابن حبان: ٣٦٢٨

فوائد الحدیث: ا۔اس حدیث میں دونوں مسئلے بیان ہوئے۔

(ا) نفلی روزے کی نیت سورج طلوع ہونے کے بعد کسی بھی وقت کی جاسکتی ہے۔

(۲) نفلی روزہ رکھ کر بغیر عذر کے بھی چھوڑا جاسکتا ہے۔

36- بَابُ مَا جَاءَ فِي إِيجَابِ الْقَضَاءِ عَلَيْهِ

نفلی روزہ رکھ کر توڑ دینے والے پر قضا واجب ہے

735: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَنَا وَحَفْصَةُ صَائِمَتَيْنِ فَعُرِضَ لَنَا طَعَامٌ اشْتَهَيْنَاهُ فَأَكَلْنَا مِنْهُ فَجَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَبَدَرَتْنِي إِلَيْهِ حَفْصَةُ وَكَانَتِ ابْنَةَ أَبِيهَا فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّا كُنَّا صَائِمَتَيْنِ فَعُرِضَ لَنَا طَعَامٌ اشْتَهَيْنَاهُ فَأَكَلْنَا مِنْهُ. قَالَ: "اقْضِيَا يَوْمًا آخَرَ مَكَانَهُ".

ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں اور حفصہ (رضی اللہ عنہا) نے روزہ رکھا ہوا تھا، ہمیں کھانا پیش کیا گیا، ہمیں اس کی چاہت و خواہش ہوئی تو ہم نے اس میں سے کھا لیا۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو حفصہ (رضی اللہ عنہا) مجھ سے پہلے ہی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئیں، وہ اپنے باپ (عمر رضی اللہ عنہ) کی بیٹی تھیں (یعنی بے باک مزاج رکھتی تھیں)، انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہم دونوں نے روزہ رکھا ہوا تھا ہمیں کھانا پیش کیا گیا، ہمیں اس کی خواہش و چاہت ہوئی تو ہم نے اس میں سے کھا لیا، (اور روزہ توڑ لیا) آپ ﷺ نے فرمایا: "اس کی جگہ کسی دوسرے دن قضا کر لو۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَرَوَى صَالِحُ بْنُ أَبِي الأَخْضَرِ وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حَفْصَةَ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ مِثْلَ هَذَا. وَرَوَاهُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَمَعْمَرٌ وَعُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ وَزِيَادُ بْنُ سَعْدٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْحُفَّاظِ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَائِشَةَ مُرْسَلاً.

وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنْ عُرْوَةَ وَهَذَا أَصَحُّ لِأَنَّهُ رُوِيَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: سَأَلْتُ الزُّهْرِيَّ قُلْتُ لَهُ أَحَدَّثَكَ عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَ: لَمْ أَسْمَعْ مِنْ عُرْوَةَ فِي هَذَا شَيْئًا وَلَكِنِّي سَمِعْتُ فِي خِلَافَةِ سُلَيْمَانَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ مِنْ نَاسٍ عَنْ بَعْضِ مَنْ سَأَلَ عَائِشَةَ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ

امام ترمذی نے کہا: صالح بن ابی اخضر اور محمد بن ابی حفصہ نے اس حدیث کو زہری عن عروہ عن عائشہ کی سند سے اسی مثل روایت کیا ہے۔ مالک بن انس، معمر، عبید اللہ بن عمر، زیاد بن سعد اور کئی ایک حفاظ نے اسے زہری عن عائشہ کی سند سے مرسل روایت کیا ہے۔

انہوں نے اس میں عن عروہ کا ذکر نہیں کیا اور یہی زیادہ صحیح ہے کیونکہ وہ ابن جریج سے روایت کی گئی ہے۔ انہوں نے کہا: میں نے زہری سے پوچھا میں نے انہیں کہا عروہ نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے تجھے روایت کیا ہے؟ انہوں نے کہا: میں نے اس بارے میں عروہ سے کچھ بھی نہیں سنا لیکن میں نے

سلیمان بن عبد الملک کی خلافت میں لوگوں میں سے کسی سے سنا جس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس حدیث کے بارے میں سوال کیا۔

(۷۳۵). حَدَّثَنَا بِذَلِكَ عَلِيُّ بْنُ عِيسَى بْنِ يَزِيدَ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ.

ہم کو اس کے ساتھ علی بن عیسیٰ بن یزید بغدادی نے حدثنا روح بن عبادۃ عن ابن جریج کی سند سے بیان کیا تو حدیث روایت کی۔

وَقَدْ ذَهَبَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ إِلَى هَذَا الْحَدِيثِ فَرَأَوْا عَلَيْهِ الْقَضَاءَ إِذَا أَفْطَرَ وَهُوَ قَوْلُ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ.

نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اور دیگر اہل علم نے اس حدیث کے مطابق موقف اختیار کیا کہ جب وہ روزہ چھوڑ دے تو اس پر قضا واجب ہے۔ مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کا یہی موقف ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) ضعیف ابی داؤد: ٤٢٣، جعفر کی روایت زہری سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٤٥٧، سنن النسائی فی الکبری: ٣٢٩٠، مسند احمد: ٢٥٠٩٤، ابن حبان: ٣٥١٧

فوائد الحدیث: یہ روایت سنداً صحیح نہیں اس لیے حجت نہیں۔ مسئلہ وہی ہے جو صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ نفلی روزہ جان بوجھ کر توڑنے کا کفارہ اور قضاء نہیں۔ جیسا کہ تفصیل کے ساتھ حدیث نمبر ۷۳۱، ۷۳۲ میں بیان ہوا ہے۔

37- بَابُ مَا جَاءَ فِي وِصَالِ شَعْبَانَ بِرَمَضَانَ

(کثرت سے روزے رکھ کر) شعبان کو رمضان سے ملا دینا

736: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: "مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَصُومُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ إِلَّا شَعْبَانَ وَرَمَضَانَ".

سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے نبی ﷺ کو شعبان اور رمضان کے علاوہ کسی اور دو مہینوں کے (روزے رکھ کر) ملاتے ہوئے نہیں دیکھا۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ.

اس باب میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أُمِّ سَلَمَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت حسن ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ أَيْضًا عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي شَهْرٍ أَكْثَرَ صِيَامًا مِنْهُ فِي شَعْبَانَ كَانَ يَصُومُهُ إِلَّا قَلِيلاً بَلْ كَانَ يَصُومُهُ كُلَّهُ.

یہ حدیث ابو سلمہ کے حوالے سے عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو شعبان سے زیادہ کسی اور مہینے میں روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا، آپ ﷺ چند دنوں کے علاوہ اس کے باقی ایام میں روزہ رکھا کرتے تھے بلکہ آپ ﷺ تو وہ سارا مہینہ ہی روزہ رکھتے تھے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٢٢/٣، ابو يعلي: ٦٩٧٠، الطحاوي في شرح المعاني: ٨٢/٢

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٣٣٦، سنن ابن ماجه: ١٦٤٨، سنن النسائی: ٤/١٥٠ و ٢٠٠، مسند احمد: ٢٦٥١٧ و ٢٦٥٦٢

737: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِذَلِكَ.
قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رَوَى سَالِمٌ أَبُو النَّضْرِ وَغَيْرُ وَاحِدٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ نَحْوَ رِوَايَةِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو.

عبدہ نے محمد بن عمرو عن ابی سلمہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا کی سند سے نبی ﷺ سے اسے روایت کیا ہے۔
سالم، ابو نضر اور کئی ایک نے اس حدیث کو ابو سلمہ عن عائشہ کی سند سے محمد بن عمرو کی روایت کے مانند روایت کیا ہے۔

وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ أَنَّهُ قَالَ: فِي هَذَا الْحَدِيثِ هُوَ جَائِزٌ فِي كَلَامِ الْعَرَبِ إِذَا صَامَ أَكْثَرَ الشَّهْرِ أَنْ يُقَالَ صَامَ الشَّهْرَ كُلَّهُ وَيُقَالُ قَامَ فُلَانٌ لَيْلَهُ أَجْمَعَ. وَلَعَلَّهُ تَعَشَّى وَاشْتَغَلَ بِبَعْضِ أَمْرِهِ.
كَأَنَّ ابْنَ الْمُبَارَكِ قَدْ رَأَى كِلَا الْحَدِيثَيْنِ مُتَّفِقَيْنِ يَقُولُ إِنَّمَا مَعْنَى هَذَا الْحَدِيثِ أَنَّهُ كَانَ يَصُومُ أَكْثَرَ الشَّهْرِ.

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے اس حدیث (کی تفسیر) میں فرمایا کہ (ایسا کہنا) کلام عرب میں جائز ہے، جب وہ مہینے کے زیادہ تر ایام روزے رکھے تو یوں کہنا کہ اس نے پورا مہینہ روزے رکھے ہیں، (جائز ہے)۔ اور یوں کہا جائے کہ فلاں شخص نے پوری رات قیام کیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس نے اس پوری رات کے وقت میں رات کا کھانا بھی کھایا ہو اور اپنے کسی کام میں مشغول بھی رہا ہو، گویا کہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے دونوں حدیثوں کو ایک ہی سمجھا ہو۔ وہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ آپ ﷺ اس مہینے میں زیادہ ایام روزے رکھا کرتے تھے۔

حکم الحدیث: (حسن صحیح) اخرجه الحمیدي: ١٧٣، ابو یعلي: ٤٦٣٣، وابن خزیمه: ٢١٣٣
تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٩٦٩، صحیح مسلم: ١١٥٦، ١٧٥، و ١٧٦م سنن ابو داود: ٢٤٣٤، سنن ابن ماجه: ١٧١٠، سنن النسائی: ٤/١٥٠ و ١٥١ و ١٩٩ و ٢٠٠، مسند احمد: ٢٤١١٦، و ٢٤٥٤٢، صحیح ابن حبان: ٣٦٣٧
فوائد الحدیث: آپ ﷺ رمضان المبارک کے تو پورے مہینے کے روزے رکھتے تھے کہ فرض ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ شعبان المعظم کے بھی اکثر روزے رکھتے تھے۔

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ جس کثرت سے شعبان میں روزے رکھتے ہیں کسی اور مہینے میں اس کثرت سے روزے نہیں رکھتے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس مہینے میں عمومی طور پر لوگ غفلت کر جاتے ہیں حالانکہ یہ ایسا مہینہ ہے کہ:

ترفع فیه الاعمال الی رب العالمین فاحب ان یرفع عملی وانا صائم (سنن نسائی ۱/۲۶۳، کتاب الصیام) "اس میں اعمال اللہ رب العالمین کے حضور پیش کیے جاتے ہیں تو میں پسند کرتا ہوں میرے عمل اس حالت میں پیش کیے جائیں کہ میں روزے کی حالت میں ہوں۔"

38- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الصَّوْمِ فِي النِّصْفِ الثَّانِي مِنْ شَعْبَانَ لِحَالِ رَمَضَانَ

استقبال رمضان کی نیت سے شعبان کے آخری نصف میں روزہ رکھنے کی ممانعت

738: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: "إِذَا بَقِيَ نِصْفٌ مِنْ شَعْبَانَ فَلَا تَصُومُوا".

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب شعبان کا نصف باقی رہ جائے تو پھر روزہ نہ رکھا کرو"۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ عَلَى هَذَا اللَّفْظِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے، ہم ان الفاظ کے ساتھ اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔

وَمَعْنَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنْ يَكُونَ الرَّجُلُ مُفْطِرًا فَإِذَا بَقِيَ مِنْ شَعْبَانَ شَيْءٌ أَخَذَ فِي الصَّوْمِ لِحَالِ شَهْرِ رَمَضَانَ.

بعض اہل علم کے ہاں اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ آدمی کا روزہ رکھنے کا معمول نہ ہو لیکن جب شعبان کے کچھ دن باقی رہ جائیں تو وہ استقبال رمضان کے لیے روزہ رکھنا شروع کر دے۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مَا يُشْبِهُ قَوْلَهُمْ حَيْثُ قَالَ ﷺ: "لَا تَقَدَّمُوا شَهْرَ رَمَضَانَ بِصِيَامٍ إِلَّا أَنْ يُوَافِقَ ذَلِكَ صَوْمًا كَانَ يَصُومُهُ أَحَدُكُمْ". وَقَدْ دَلَّ فِي هَذَا الْحَدِيثِ أَنَّمَا الْكَرَاهِيَةُ عَلَى مَنْ يَتَعَمَّدُ الصِّيَامَ لِحَالِ رَمَضَانَ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی ﷺ سے ان کے قول سے ملتی جلتی حدیث روایت کی گئی ہے، جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "رمضان (شروع ہونے) سے (ایک دو دن) پہلے روزہ نہ رکھو، سوائے اس کے جو پہلے سے روزہ رکھتا چلا آرہا ہو اور اس دن روزہ آجائے (تو وہ روزہ رکھ لے)" اس حدیث میں اس بات پر دلالت ہے کہ ممانعت صرف اس پر ہے جو استقبال کے لیے عمداً روزہ رکھے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه عبدالرزاق: ٧٣٢٥، ابن ابي شيبة: ٣/٢١، والدارمي: ١٧٤٧

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٣٣٧، سنن ابن ماجه: ١٦٥١، سنن النسائي في الكبرى: ٢٩١١، مسنداحمد : ٩٧٠٧، صحيح ابن حبان: ٣٥٨٩

فوائد الحدیث: آپ ﷺ شعبان میں کثرت سے روزے رکھتے تھے اور یہ مہینے کے شروع درمیان اور آخر میں بھی رکھے جاسکتے ہیں۔ لیکن بعض لوگ رمضان المبارک کے استقبال کے طور پر روزے رکھ لیتے ہیں یہ ممانعت ان کے لیے ہے۔ ورنہ جو شخص روٹین کے روزے رکھ رہا ہو اسے اجازت ہے۔ (تفصیل کے لیے حدیث ۶۸۴، ۶۸۵ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔)

39- بَابُ مَا جَاءَ فِي لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ

نصف شعبان کی شب

739: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ أَرْطَاةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: "فَقَدْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةً فَخَرَجْتُ فَإِذَا هُوَ بِالْبَقِيعِ فَقَالَ: أَكُنْتِ تَخَافِينَ أَنْ يَحِيفَ اللّٰهُ عَلَيْكِ وَرَسُولُهُ. قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّي ظَنَنْتُ أَنَّكَ أَتَيْتَ بَعْضَ نِسَائِكَ.

فَقَالَ: إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَنْزِلُ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيَغْفِرُ لِأَكْثَرَ مِنْ عَدَدِ شَعْرِ غَنَمِ كَلْبٍ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ الْحَجَّاجِ. وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا يُضَعِّفُ هَذَا الْحَدِيثَ وَقَالَ يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عُرْوَةَ وَالْحَجَّاجُ بْنُ أَرْطَاةَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ.

ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے ایک رات رسول اللہ ﷺ کو (بستر پر) نہ پایا تو میں (آپ ﷺ کی تلاش میں) روانہ ہوئی تو میں نے آپ ﷺ کو بقیع میں دیکھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا تمہیں اندیشہ تھا کہ اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) تم پر ظلم و زیادتی (حق تلفی) کریں گے؟" میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! میں نے گمان کیا کہ آپ اپنی کسی زوجہ محترمہ کے ہاں گئے ہوں گے، آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ عزوجل نصف شعبان کی رات آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے، اور وہ بنو کلب کی بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ بندوں کو بخش دیتا ہے۔"

اس باب میں سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کو حجاج کی روایت کے حوالے سے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں، اور میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو اس حدیث کو ضعیف قرار دیتے ہوئے سنا ہے۔ اور انہوں نے فرمایا: یحیی بن ابی کثیر نے عروہ سے نہیں سنا اور حجاج بن ارطاۃ نے یحیی بن ابی کثیر سے نہیں سنا۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس میں حجاج بن ارطاۃ ضعیف ہے۔ اخرجه الطبراني في الاوسط: ١٩٩

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١٣٨٩، مسند احمد : ٢٦٠١٨۔ صحيح ابن حبان: ٥٦٦٥

فوائد الحدیث: یہ روایت سنداً صحیح نہیں جس کی وضاحت خود امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمادی ہے۔ اس لئے نصف شعبان کی رات کی الگ سے کوئی فضیلت نہیں بلکہ یہ عام راتوں جیسی ایک رات ہے۔ (تفصیل کے لیے راقم کی کتاب، جواہر ہدایت، ملاحظہ فرمائیں۔)

40- بَابُ مَا جَاءَ فِي صَوْمِ الْمُحَرَّمِ

محرم کا روزہ رکھنا

740: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ماہ

مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحِمْيَرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: "أَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ صِيَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ شَهْرُ اللهِ الْمُحَرَّمُ".

رمضان کے بعد افضل روزہ اللہ کے مہینے محرم کا روزہ ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ١٤٨٤، ابو يعلي: ٦٣٩٢، ابو عوانه: ٢/٢٩٠

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١١٦٣، سنن ابو داود: ٢٤٢٩، سنن ابن ماجه: ١٧٤٢، سنن النسائي: ٣/٢٠٦۔ ٢٠٧، مسند احمد: ٨٠٢٦، و ٨٥٣٤، صحيح ابن حبان: ٢٥٦٣ و ٣٦٣٦، وشرح مشكل الآثار: ١٢٥٥

741: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: سَأَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: أَيُّ شَهْرٍ تَأْمُرُنِي أَنْ أَصُومَ بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ؟ قَالَ: لَهُ مَا سَمِعْتُ أَحَدًا يَسْأَلُ عَنْ هَذَا إِلَّا رَجُلاً سَمِعْتُهُ يَسْأَلُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَأَنَا قَاعِدٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَيُّ شَهْرٍ تَأْمُرُنِي أَنْ أَصُومَ بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ؟ قَالَ: "إِنْ كُنْتَ صَائِمًا بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ فَصُمِ الْمُحَرَّمَ فَإِنَّهُ شَهْرُ اللهِ فِيهِ يَوْمٌ تَابَ اللهُ فِيهِ عَلَى قَوْمٍ وَيَتُوبُ فِيهِ عَلَى قَوْمٍ آخَرِينَ".

نعمان بن سعد نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، انہوں نے فرمایا: ایک آدمی نے ان سے پوچھا کہ آپ ماہ رمضان کے بعد کس مہینے میں روزہ رکھنے کا مجھے حکم فرماتے ہیں؟ انہوں نے اسے فرمایا: میں نے ایک آدمی کے علاوہ کسی کو اس کے متعلق پوچھتے ہوئے نہیں سُنا، میں نے اسے رسول اللہ ﷺ سے پوچھتے ہوئے سُنا جبکہ میں آپ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، اس نے عرض کیا، اللہ کے رسول! آپ ﷺ ماہ رمضان کے بعد کس مہینے میں روزہ رکھنے کا مجھے حکم فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر تم نے ماہ رمضان کے بعد (کسی مہینے میں) روزہ رکھنا ہے تو محرم کے مہینے میں روزہ رکھ، کیونکہ وہ اللہ کا مہینہ ہے، اللہ نے اس میں ایک قوم کی توبہ قبول فرمائی اور وہ اسی میں دوسرے لوگوں کی بھی توبہ قبول فرمائے گا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) التعليق الرغيب: ٢/٧٧۔ اس میں عبدالرحمن بن اسحاق ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مصنف ابن ابی شيبة: ٣/٤١، سنن الدارمی: ١٧٥٦، مسند البزار: ٦٩٩، مسند ابو يعلى: ٢٦٧، مسند احمد: ١٣٢٢

فوائد الحدیث: رمضان المبارک کے روزے فرض ہونے سے پہلے محرم الحرام کے عاشورا (دس محرم) کا روزہ رکھنا فرض تھا پھر جب رمضان المبارک کے روزے فرض کیے گئے تو عاشوراء محرم کے روزے کی فرضیت ختم کر دی گئی البتہ اس کی فضیلت کو برقرار رکھا گیا۔ جیسا کہ حدیث الباب میں مذکور ہے۔ نیز صحیح مسلم کی ایک روایت کے مطابق، رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

وصيام يوم عاشوراء احتسب على الله ان يكفر السنة التي قبله (صحیح مسلم ۱/۳۶۷ کتاب الصیام)

"اور دس محرم کا روزہ رکھنا، میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ وہ (اس کے بدلے میں) گذشتہ ایک سال کے گناہ معاف فرما دے گا"۔

41- بَابُ مَا جَاءَ فِي صَوْمِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ

جمعہ کے دن کا روزہ رکھنا

742: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ دِينَارٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى وَطَلْقُ بْنُ غَنَّامٍ عَنْ شَيْبَانَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ زِرٍّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: "كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَصُومُ مِنْ غُرَّةِ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَقَلَّمَا كَانَ يُفْطِرُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ".

سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ ہر مہینے کے پہلے تین دنوں میں روزہ رکھا کرتے تھے، اور آپ ﷺ جمعہ کے دن کم ہی روزہ چھوڑتے تھے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

اس باب میں ابن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَقَدِ اسْتَحَبَّ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ صِيَامَ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَإِنَّمَا يُكْرَهُ أَنْ يَصُومَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ لَا يَصُومُ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن غریب ہے۔ اہل علم میں سے کچھ حضرات نے جمعہ کے دن روزہ رکھنا مستحب قرار دیا ہے، جمعہ کے دن روزہ رکھنے کو صرف اس صورت میں ناپسند کیا گیا ہے کہ اس سے پہلے اور اس کے بعد روزہ نہ رکھا جائے۔

قَالَ: وَرَوَى شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمٍ هَذَا الْحَدِيثَ وَلَمْ يَرْفَعْهُ.

شعبہ نے اس حدیث کو عاصم سے روایت کیا لیکن انہوں نے اسے مرفوع روایت نہیں کیا۔

حکم الحدیث: (حسن) تخريج المشكوة: ٢٠٥٨، التعليق على ابن خزيمه: ٢٢٤٩، صحيح ابى داؤد: ٢١١٦

تخریج الحدیث: سنن النسائي: ٤/٢٠٤، صحيح ابن حبان: ٣٦٤٥، مسند احمد: ٣٨٦٠، سنن ابو داود: ٢٤٥٠، صحيح ابن حبان: ٣٦٤١، سنن ابن ماجه: ١٧٢٥، ابن ابي شيبة: ٣/٤٦، البيهقي: ٤/٢٩٤، البغوي: ١٨٠٣

فوائد الحدیث: صرف جمعہ کے دن روزہ رکھنے سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے جیسا کہ آئندہ حدیث نمبر ۷۴۳ میں واضح طور پر بیان ہوا ہے۔ رہی یہ بات کہ رسول اللہ ﷺ خود جمعہ کے دن کا روزہ رکھتے تو تو اس کا جواب یہ ہے کہ آپ ﷺ چونکہ اس سے پہلے جمعرات کا روزہ رکھتے تھے جیسا کہ دوسری احادیث سے ثابت ہے تو آپ ﷺ اس کے ساتھ جمعہ کے دن بھی روزہ رکھ لیتے تھے۔

42- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ صَوْمِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَحْدَهُ

صرف جمعے کے دن روزہ رکھنے کی ممانعت

743: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: "لَا يَصُومُ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلَّا أَنْ يَصُومَ قَبْلَهُ أَوْ يَصُومَ بَعْدَهُ".

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے کوئی جمعہ کے دن روزہ نہ رکھے سوائے اس کے کہ وہ اس سے پہلے یا اس کے بعد بھی روزہ رکھے۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَجَابِرٍ وَجُنَادَةَ الْأَزْدِيِّ وَجُوَيْرِيَةَ وَأَنَسٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا علی، جابر، جنادہ ازدی، جویریہ، انس اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ يَكْرَهُونَ لِلرَّجُلِ أَنْ يَخْتَصَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِصِيَامٍ لَا يَصُومُ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ. وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ.

اہل علم کا اسی پر عمل ہے کہ وہ اس بات کو ناپسند کرتے ہیں کہ آدمی روزہ رکھنے کے لیے جمعے کے دن کو مخصوص کرلے اور وہ اس سے پہلے روزہ رکھے نہ اس کے بعد امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ کا یہی موقف ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٣/٤٣، ابن خزيمه: ٢١٥٨، البيهقي: ٤/٣٠٢

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ١٩٨٥، صحيح مسلم: ١١٤٤، سنن ابو داود: ٣٤٢٠، سنن ابن ماجه: ١٧٢٣، سنن النسائی فی الکبری: ٢٧٥٥۔ ٢٧٥٧، مسند احمد: ١٠٤٢٤، صحيح ابن حبان: ٣٦١٤

فوائد الحدیث: ا۔ جمعہ کا دن باقی دنوں کی بہ نسبت زیادہ فضیلت والا ہے اس لیے احتمال تھا کہ بعض لوگ اس کی فضیلت کی وجہ سے صرف اس ایک دن کے روزے کا اہتمام کرنے لگ جائیں اور دوسرے دنوں کی بجائے جمعہ کے دن کے روزے کو افضل سمجھ کر اسے لازم نہ کرلیں جیسا کہ آج بھی بعض لوگ رمضان المبارک کے فرض روزے بھی نہیں رکھتے لیکن رمضان المبارک میں جمعہ کے دن روزہ رکھ لیتے ہیں کہ یہ جمعہ کے دن کا روزہ ہے۔ یا پھر گھروں میں چھوٹے بچوں کو جو روزہ رکھنا چاہتے ہوں انہیں کہا جاتا ہے کہ آپ جمعہ کو روزہ رکھ لینا۔ اور بعض لوگ جمعۃ الوداع۔ (رمضان المبارک کا آخری جمعہ کا دن) کو خاص اہتمام سے روزہ رکھتے ہیں۔ یہ بات لوگوں کے ذہن کی عکاسی کرتی ہے کہ وہ جمعہ کے دن کے روزے کو افضل جانتے اور گردانتے ہیں۔

اسی لیے رسول اکرم ﷺ نے صرف اس ایک دن کے روزے سے منع فرمادیا ہے۔

٢۔ اس سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ کسی کام سے اگرچہ وہ شرعی طور پر جائز ہو اور کتنی ہی فضیلت والا کیوں نہ ہو اگر اس کی وجہ سے بدعات کا دروازہ کھلتا ہو یا بدعات میں مبتلا ہونے کا خدشہ ہو تو اس سے اجتناب لازم ہے اِلّا یہ کہ وہ کام فرض اور ضروری ہو۔

43- بَابُ مَا جَاءَ فِي صَوْمِ يَوْمِ السَّبْتِ

ہفتہ کے دن روزہ رکھنا

744: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ حَبِيبٍ عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ عَنْ أُخْتِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "لَا تَصُومُوا يَوْمَ السَّبْتِ إِلَّا فِيمَا افْتَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَإِنْ

سیّدنا عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ نے اپنی بہن سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہفتہ کے دن کا روزہ نہ رکھو، سوائے اس روزے کے جو اللہ نے تم پر فرض کیا ہے، اگر تم میں سے کسی کو صرف انگور کی چھال یا کسی درخت کی شاخ ہی ملے تو اسی کو چوس

لَمْ يَجِدْ أَحَدُكُمْ إِلَّا لِحَاءَ عِنَبَةٍ أَوْ عُودَ شَجَرَةٍ فَلْيَمْضُغْهُ".
قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.
وَمَعْنَى كَرَاهَتِهِ فِي هَذَا أَنْ يَخُصَّ الرَّجُلُ يَوْمَ السَّبْتِ بِصِيَامٍ لِأَنَّ الْيَهُودَ تُعَظِّمُ يَوْمَ السَّبْتِ.

لے۔"
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔
اس میں ممانعت سے مراد یہ ہے کہ آدمی ہفتہ کے دن کو روزے کے لیے مختص کر لے، کیونکہ یہود ہفتہ کے دن کی تعظیم کرتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الدارمي: ١٧٥٦، ابن خزيمه: ٢١٦٣، الطبراني في الكبير: ٨١٨
تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٧٦٨٦، صحيح ابن حبان: ٣٦١٥، وسنن ابو داود: ٢٤٢١، سنن ابن ماجه: ١٧٢٦، سنن النسائی فی الکبری: ٢٧٦٠ و ٢٧٦٢، مسنداحمد : ٢٧٠٧٥
فوائد الحدیث: ۱۔ ہفتہ کا دن چونکہ یہودیوں کے ہاں عظمت والا اور قابل احترام دن ہے۔ اس لیے صرف اس ایک دن روزہ رکھنے سے بھی منع فرمادیا کہ یہودیوں سے مشابہت نہ ہو۔

۲۔ آج جو لوگ مذہبی ہم آہنگی اور رواداری کی آڑ میں عیسائیوں، یہودیوں، سکھوں اور ہندوؤں کے مذہبی تہواروں میں شامل ہوتے ہیں۔ کیک کاٹتے اور ان کے سے مذہبی سوانگ رچاتے ہیں انہیں اپنے طرز عمل پر غور کرنا چاہئے اور اپنی اصلاح کرنی چاہئے کہ صرف مشابہت سے بچنے کے لیے اگر اپنے گھر میں رہ کر ایک شرعی عمل روزہ رکھنا بھی ممنوع ہے تو غیر مسلموں کے مذہبی مراکز میں جا کر ان جیسا بھیس بدلنا کیونکہ جائز ہو سکتا ہے۔ فافهم و تدبر

44- بَابُ مَا جَاءَ فِي صَوْمِ يَوْمِ الِاثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ

سوموار اور جمعرات کے دن کا روزہ رکھنا

745: حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ الْفَلَّاسُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دَاوُدَ عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ رَبِيعَةَ الْجُرَشِيِّ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ "يَتَحَرَّى صَوْمَ الِاثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ".

ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نبی ﷺ سوموار اور جمعرات کے دن کا روزہ رکھنے کا اہتمام فرمایا کرتے تھے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ حَفْصَةَ وَأَبِي قَتَادَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ.

اس باب میں سیّدہ حفصہ، ابو قتادہ، ابوہریرہ اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت اس طریق سے غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الطبراني في الاوسط: ٣١٧٨، المصنف في الشمائل: ٣٠٤
تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١٧٣٩، سنن النسائی: ٢٠٢/٤ و ٢٠٣، مسنداحمد : ٢٤٥٠٨ و ٢٤٧٤٨، صحيح ابن حبان: ٣٦٤٣

746: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ

ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ایک

وَمُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: "كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَصُومُ مِنَ الشَّهْرِ السَّبْتَ وَالأَحَدَ وَالإِثْنَيْنِ وَمِنَ الشَّهْرِ الآخَرِ الثُّلَاثَاءَ وَالأَرْبِعَاءَ وَالْخَمِيسَ".

ماہ ہفتہ، اتوار اور سوموار کے دن کا روزہ رکھا کرتے تھے، جبکہ دوسرے ماہ منگل، بدھ اور جمعرات کے دن کا روزہ رکھا کرتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

وَرَوَى عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ سُفْيَانَ وَلَمْ يَرْفَعْهُ.

عبدالرحمٰن بن مہدی نے اس حدیث کو سفیان سے روایت کیا اور اسے مرفوع روایت نہیں کیا۔

حکم الحدیث: (ضعیف) خیثمہ راوی کی وجہ سے ضعیف ہے۔ اس کا عائشہ سے سماع ثابت نہیں۔ تخریج مشکاۃ: ۲۰۵۹

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ۲۱۲۸، الشمائل المحمدية للمصنف: ۲۹۹

747: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "تُعْرَضُ الأَعْمَالُ يَوْمَ الإِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ فَأُحِبُّ أَنْ يُعْرَضَ عَمَلِي وَأَنَا صَائِمٌ".

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سوموار اور جمعرات کو اعمال پیش کیے جاتے ہیں، پس میں پسند کرتا ہوں کہ میرا عمل پیش کیا جائے جبکہ میں نے روزہ رکھا ہوا ہو۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي هَذَا الْبَابِ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) تخريج المشكاة: ٢٠٥٦، التحقيقي الثاني، التعليق الرغيب: ٢/٨٤، الارواء: ٩٤٩

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٥٦٥ ، ٣٥، و ٣٦، سنن ابو داود: ٤٩١٦، سنن ابن ماجه: ١٧٤٠

فوائد الحدیث: ۱۔ رسول اکرم ﷺ سوموار اور جمعرات کے دن روزے کا اہتمام فرمایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ سے جب سوموار کے روزے کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

فیہ ولدت وفیہ انزل علی (مسلم ۱/۳۶۸، کتاب الصیام) "کہ اس دن میں پیدا ہوا تھا اور مجھ پر وحی نازل کی گئی"۔ (یعنی وحی کا نزول شروع ہوا)

۲۔ رسول اکرم ﷺ کا سوموار اور جمعرات کو روزے کا اہتمام کرنے کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ ان دنوں میں اعمال پیش کیے جاتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: "مجھے پسند ہے کہ میرے اعمال اس حالت میں پیش ہوں کہ میں روزے کی حالت میں ہوں"۔

45- بَابُ مَا جَاءَ فِي صَوْمِ يَوْمِ الأَرْبِعَاءِ وَالْخَمِيسِ

بدھ اور جمعرات کے دن کا روزہ رکھنا

748: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْحَرِيرِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ

عبیداللہ بن مسلم القرشی نے اپنے والد سے روایت کیا، انہوں

مَدُّوَيْهِ قَالَا: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ سَلْمَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ مُسْلِمٍ الْقُرَشِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَأَلْتُ أَوْ سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صِيَامِ الدَّهْرِ فَقَالَ: "إِنَّ لِأَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا صُمْ رَمَضَانَ وَالَّذِي يَلِيهِ وَكُلَّ أَرْبِعَاءٍ وَخَمِيسٍ فَإِذَا أَنْتَ قَدْ صُمْتَ الدَّهْرَ وَأَفْطَرْتَ".

نے کہا: میں نے پوچھا، یا پھر نبی ﷺ سے ہمیشہ روزہ رکھنے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "تیرے گھر والوں کا بھی تجھ پر حق ہے۔" پھر فرمایا: "رمضان کے روزے رکھ اور اس ماہ کے جو اس کے ساتھ ہے (شوال کے چھ روزے) اور ہر بدھ اور جمعرات کا روزہ رکھ، پس اس طرح تو نے ہمیشہ روزہ بھی رکھ لیا اور روزہ چھوڑ بھی دیا۔"

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ.

اس باب میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ مُسْلِمٍ الْقُرَشِيِّ حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مُسلم قرشی رضی اللہ عنہ کی روایت غریب ہے۔

وَرَوَى بَعْضُهُمْ عَنْ هَارُونَ بْنِ سَلْمَانَ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيهِ.

ان کے بعض نے ہارون بن سلمان عن مُسلم بن عبید اللہ عن ابیہ کی سند سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) ضعیف ابی داؤد: ٤٢٠۔ اس میں عبید اللہ بن مُسلم مجہول ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٤٣٢، سنن النسائی فی الکبری: ٢٧٧٩ و ٢٧٨٠

فوائد الحدیث: روایت سنداً ضعیف ہے ویسے تو بدھ اور جمعرات کا روزہ رکھا جا سکتا ہے لیکن خاص فضیلت کی وجہ سے ان دنوں کی تخصیص کرنا کہ بدھ اور جمعرات کا اکٹھے روزہ رکھنا افضل ہے ثابت نہیں ہے۔ صرف جمعرات کی تخصیص دوسری احادیث سے ثابت ہے۔

46- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ

عرفہ کے دن کا روزہ رکھنے کی فضیلت

749: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ غَيْلَانَ بْنِ جَرِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَعْبَدٍ الزِّمَّانِيِّ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ صِيَامُ يَوْمِ عَرَفَةَ إِنِّي أَحْتَسِبُ عَلَى اللّٰهِ "أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ وَالسَّنَةَ الَّتِي بَعْدَهُ".

سیّدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "عرفہ (۹ ذوالحجہ) کے دن کے روزے کی وجہ سے میں اللہ سے امید کرتا ہوں کہ وہ اس سے پہلے سال بھر کے اور اس کے بعد کے سال بھر کے گناہ معاف فرما دے گا۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي قَتَادَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن ہے۔

وَقَدِ اسْتَحَبَّ أَهْلُ الْعِلْمِ صِيَامَ يَوْمِ عَرَفَةَ إِلَّا بِعَرَفَةَ.

اہل علم نے عرفہ کے دن روزہ رکھنے کو مستحب قرار دیا ہے سوائے میدان عرفات میں۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن خزيمه: ٢٠٨٦، البيهقي: ٤/٢٨٦، والبغوي: ١٧٨٩

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ١١٦٢، سنن ابو داود: ٢٤٢٦، ٢٤٢٥، سنن ابن ماجه: ١٧٣٠، مسند احمد: ٢٢٥١٧ و ٢٢٦٢١، صحیح ابن حبان: ٤٦٤٢

فوائد الحدیث: ا۔ عرفہ (9 ذی الحجہ) کا روزہ بہت زیادہ فضیلت رکھتا ہے جو کہ حدیث الباب میں واضح ہے لیکن یہ فضیلت ان مسلمانوں کے لیے ہے جو غیر حاجی ہیں۔ اور حج کے ارکان کی ادائیگی کے لئے اس دن عرفات کے میدان میں نہیں گئے۔ جو لوگ حج کے لئے گئے ہوں اور 9 ذی الحجہ کو عرفات کے میدان میں جمع ہوں ان کے لیے اس دن اور کئی ایک کرنے کے کام ہیں انہیں ان کو پوری تندہی سے ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے ان کے لئے وقوف عرفہ، دعا وغیرہ افضل ترین عبادت ہے۔

۲۔ رسول اکرم ﷺ نے خود حج کے موقعہ پر عرفات کے میدان میں روزہ نہیں رکھا تھا۔

۳۔ جو لوگ اپنے اپنے علاقوں میں قیام پذیر ہیں وہ اسی اعتبار سے 9 ذوالحجہ کو روزہ رکھ کر یہ فضیلت حاصل کر سکتے ہیں وہ سعودی عرب میں 9 تاریخ کا لحاظ نہیں رکھیں گے اور نہ ہی حاجیوں کے میدان عرفات میں جمع ہونے والے دن کو ہی عرفہ کا دن قرار دیں گے۔ بلکہ اپنے علاقے کی رؤیت کے اعتبار سے 9 ذی الحجہ کا روزہ رکھیں گے۔

47- بَابُ مَا جَآءَ فِي كَرَاهِيَةِ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ بِعَرَفَةَ

میدان عرفات میں عرفہ کے دن روزہ رکھنے کی ممانعت

750: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "أَفْطَرَ بِعَرَفَةَ وَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ أُمُّ الْفَضْلِ بِلَبَنٍ فَشَرِبَ".

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے میدان عرفات میں روزہ نہ رکھا، اور سیّدہ ام فضل رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کی خدمت میں دودھ بھیجا تو آپ ﷺ نے نوش فرمایا۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَأُمِّ الْفَضْلِ.

اس باب میں سیّدنا ابوہریرہ، ابن عمر اور ام فضل رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ حَجَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمْ يَصُمْهُ يَعْنِي يَوْمَ عَرَفَةَ وَمَعَ أَبِي بَكْرٍ فَلَمْ يَصُمْهُ وَمَعَ عُمَرَ فَلَمْ يَصُمْهُ وَمَعَ عُثْمَانَ فَلَمْ يَصُمْهُ.

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کے ساتھ حج کیا تو آپ ﷺ نے اس دن روزہ نہ رکھا۔ یعنی عرفہ کے دن سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کیا تو انہوں نے بھی اس دن روزہ نہ رکھا، سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کیا تو انہوں نے بھی اس دن روزہ نہ رکھا۔ اور سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کیا تو انہوں نے بھی اس دن کا روزہ نہ رکھا۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ يَسْتَحِبُّونَ الإِفْطَارَ بِعَرَفَةَ لِيَتَقَوَّى بِهِ الرَّجُلُ عَلَى الدُّعَاءِ وَقَدْ صَامَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ يَوْمَ عَرَفَةَ بِعَرَفَةَ.

اکثر اہل علم کا اسی پر عمل ہے، وہ میدان عرفات میں روزہ نہ رکھنے کو پسندر مستحب قرار دیتے ہیں تاکہ آدمی اس کے ذریعے دعا کرنے کے لیے طاقت ور ہو جائے، بعض اہل علم نے عرفہ کے دن میدان عرفات میں روزہ رکھا ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) التعليق على ابن خزيمه: ٢١٠٢، صحيح ابى داؤد:٢١٠٩، اخرجه عبدالرزاق: ٧٨١٤، البيهقي: ٢٨٤/٤

تخريج الحديث: سنن النسائی الکبری: ٢٨١٥ و ٢٨١٦ ، مسنداحمد : ١٨٧٠ و ٣٣٩٨، صحیح بخاری: ١٦٥٨ و ٥٦١٨، صحیح مسلم: ١١٢٣، سنن ابو داود: ٢٤٤١، مسنداحمد : ٢٦٨٦٩، صحیح ابن حبان: ٣٦٠٥ و ٣٦٠٦

751: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سُئِلَ ابْنُ عُمَرَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ بِعَرَفَةَ فَقَالَ: حَجَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمْ يَصُمْهُ وَمَعَ أَبِي بَكْرٍ فَلَمْ يَصُمْهُ وَمَعَ عُمَرَ فَلَمْ يَصُمْهُ وَمَعَ عُثْمَانَ فَلَمْ يَصُمْهُ. وَأَنَا لَا أَصُومُهُ وَلَا آمُرُ بِهِ وَلَا أَنْهَى عَنْهُ.

ابن ابی نجیح نے اپنے والد سے روایت کیا، انہوں نے کہا: سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے عرفہ کے دن میدان عرفات میں روزہ رکھنے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کے ساتھ حج کیا تو آپ ﷺ نے اس دن کا روزہ نہ رکھا، سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کیا تو انہوں نے اس دن کا روزہ نہ رکھا، سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کیا تو انہوں نے اس دن کا روزہ نہ رکھا۔ اور سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کیا تو انہوں نے بھی اس دن کا روزہ نہ رکھا۔ رہا میں، تو میں اس کا روزہ رکھتا ہوں نہ اس کا حکم دیتا ہوں اور نہ ہی اس سے منع کرتا ہوں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَجُلٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ. وَأَبُو نَجِيحٍ اسْمُهُ يَسَارٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے اور بے شک یہ حدیث عن ابن نجیح عن ابیہ عن رجل عن ابن عمر کی سند سے بھی روایت کی گئی ہے۔ ابو نجیح کا نام یسار ہے۔

حكم الحديث: (صحيح الإسناد) اخرجه البغوي: ١٧٩٢، عبدالرزق: ٧٨٢٩، ابو يعلي: ٥٥٩٥

تخريج الحديث: مسند احمد: ٥٠٨٠، واخرجه النسائی فی الکبری: ٢٨٢٥و ٢٨٢٦، مسنداحمد : ٥٠٨٠، صحيح ابن حبان: ٣٦٠٤

فوائد الحدیث: ۱۔ یہ حدیث دلیل ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حج کے موقعہ پر عرفات کے میدان میں روزہ نہیں رکھا تھا۔ بلکہ ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے نهى عن صوم يوم عرفة بعرفة (ابوداؤد ۱/۳۳۸ کتاب الصوم) "عرفات کے میدان میں یوم عرفہ (۹ ذی الحجہ) کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا"

۲۔ خلفائے راشدین اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا طرز عمل بھی یہی تھا۔

48- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَثِّ عَلَى صَوْمِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ

عاشورا کے دن روزہ رکھنے کی ترغیب

752: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ غَيْلَانَ بْنِ جَرِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَعْبَدٍ الزِّمَّانِيِّ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "صِيَامُ يَوْمِ عَاشُورَاءَ إِنِّي أَحْتَسِبُ عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ".

سیّدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "عاشورے کے دن روزے سے، میں اللہ سے اس قدر ثواب کی امید رکھتا ہوں کہ وہ اس سے پہلے ایک سال کے گناہ معاف فرمادے گا۔"

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدِ بْنِ صَيْفِيٍّ وَسَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ وَهِنْدِ بْنِ أَسْمَاءَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَالرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَلَمَةَ الْخُزَاعِيِّ عَنْ عَمِّهِ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ ذَكَرُوا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ حَثَّ عَلَى صِيَامِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ.

اس باب میں سیّدنا علی، محمد بن صیفی، سلمہ بن اکوع، ہند بن اسماء، ابن عباس، رُبیع بنت معوذ بن عفراء، عبدالرحمن بن سلمہ خزاعی عن عمہ اور عبداللہ بن زبیر سے روایت کی گئی ہے۔ انہوں نے نبی ﷺ سے ذکر کیا کہ آپ ﷺ نے عاشورا کے دن روزہ رکھنے کی ترغیب دی۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: لَا نَعْلَمُ فِي شَيْءٍ مِنَ الرِّوَايَاتِ أَنَّهُ قَالَ: "صِيَامُ يَوْمِ عَاشُورَاءَ كَفَّارَةُ سَنَةٍ"، إِلَّا فِي حَدِيثِ أَبِي قَتَادَةَ. وَبِحَدِيثِ أَبِي قَتَادَةَ يَقُولُ: أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہمیں ایسی کوئی روایت معلوم نہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہو کہ عاشورا کے دن کا روزہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہے، سوائے ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے، اور امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ ہی کی روایت سے موقف اختیار کرتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں حدیث: ۷۴۹

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١١٦٢، سنن ابو داود: ٢٤٢٥، سنن ابن ماجه: ١٧٣٨، مسند احمد : ٢٢٥٣٧، صحيح ابن حبان: ٣٦٣٢

فوائد الحدیث: حدیث نمبر ۷۴۰، ۷۴۱ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

49- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي تَرْكِ صَوْمِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ

عاشورا کے دن روزہ نہ رکھنے کی رخصت

753: حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ عَاشُورَاءُ يَوْمًا تَصُومُهُ قُرَيْشٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ

ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جاہلیت کے دور میں قریش عاشورا کے دن کا روزہ رکھتے تھے، اور رسول اللہ ﷺ بھی اس دن کا روزہ رکھتے تھے، جب آپ ﷺ مدینہ تشریف

وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصُومُهُ فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ صَامَهُ وَأَمَرَ النَّاسَ بِصِيَامِهِ فَلَمَّا افْتُرِضَ رَمَضَانُ كَانَ رَمَضَانُ هُوَ الْفَرِيضَةَ وَتَرَكَ عَاشُورَاءَ فَمَنْ شَاءَ صَامَهُ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَهُ.

لائے تو آپ ﷺ نے اس دن کا روزہ رکھا اور لوگوں کو اس دن کا روزہ رکھنے کا حکم فرمایا، جب رمضان کا روزہ فرض کیا گیا تو پھر رمضان کا روزہ ہی فرض تھا اور عاشوراء کا روزہ ترک کر دیا گیا، پس جس نے چاہا اس دن کا روزہ رکھ لیا اور جس نے چاہا اس دن کا روزہ چھوڑ دیا۔

وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَقَيْسِ بْنِ سَعْدٍ وَجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَمُعَاوِيَةَ.

اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن مسعود، قیس بن سعد، جابر بن عبداللہ، سمرہ، ابن عمر اور معاویہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَالْعَمَلُ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلَى حَدِيثِ عَائِشَةَ وَهُوَ حَدِيثٌ صَحِيحٌ لَا يَرَوْنَ صِيَامَ يَوْمِ عَاشُورَاءَ وَاجِبًا إِلَّا مَنْ رَغِبَ فِي صِيَامِهِ لِمَا ذُكِرَ فِيهِ مِنَ الْفَضْلِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اہل علم کا سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت پر عمل ہے اور وہ حدیث صحیح ہے، وہ عاشوراء کے دن کے روزے کو واجب نہیں سمجھتے اِلّا یہ کہ جو شخص اس بارے میں مذکورہ فضیلت کی وجہ سے اس کی رغبت رکھے۔

حکم الحدیث: (صحیح) صحیح ابی داؤد: ۲۱۱۰، اخرجه الدارمي: ۱۷٦۷، ابن خزیمه: ۲۰۸۰

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۲۰۰۲، صحیح مسلم: ۱۱۲۵، سنن ابو داود: ۲٤٤۲، سنن النسائی فی الکبری: ۲۸۳۸، و ۲۸۳۹، سنن ابن ماجه: ۱۷۳۳، مسنداحمد: ۲٤۰۱۱، صحیح ابن حبان: ۳٦۲۱

فوائد الحدیث: دس محرم کے روزے کی فرضیت ختم ہو گئی لیکن اس کی فضیلت باقی ہے جو کہ حدیث نمبر ۷۵۲ میں بیان ہوئی ہے۔

50- بَابُ مَا جَاءَ عَاشُورَاءُ أَيُّ يَوْمٍ هُوَ

عاشوراء کا دن کون سا ہے؟

754: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ حَاجِبِ بْنِ عُمَرَ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ الْأَعْرَجِ قَالَ: انْتَهَيْتُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ رِدَاءَهُ فِي زَمْزَمَ فَقُلْتُ: أَخْبِرْنِي عَنْ يَوْمِ عَاشُورَاءَ أَيُّ يَوْمٍ هُوَ أَصُومُهُ؟ فَقَالَ: "إِذَا رَأَيْتَ هِلَالَ الْمُحَرَّمِ فَاعْدُدْ ثُمَّ أَصْبِحْ مِنَ التَّاسِعِ صَائِمًا". قَالَ: فَقُلْتُ أَهَكَذَا كَانَ يَصُومُهُ مُحَمَّدٌ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ.

حکم بن اعرج نے بیان کیا، میں سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ وہ زمزم (کے کنویں) کے پاس اپنی چادر کا تکیہ بنائے تشریف فرماتے، میں نے عرض کیا، مجھے عاشورا کے دن کے بارے میں بتائیں کہ وہ کون سا دن ہے کہ میں اس دن کا روزہ رکھوں؟ انہوں نے فرمایا: "جب تم محرم کا چاند دیکھ لو تو گنتی شروع کر دو اور نویں تاریخ کی صبح کو روزہ رکھ لو، میں نے کہا: کیا محمد ﷺ اسی طرح اس کا روزہ رکھا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں۔"

حکم الحدیث: (صحیح) صحیح ابی داؤد: ۲۱۱٤، اخرجه ابن ابي شيبة: ۳/۵۸، ابن خزیمه: ۲۰۹٦

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ۱۱۳۳ و ۱۳۲، سنن ابو داود: ۲٤٤٦، مسنداحمد: ۲۱۳۵، صحیح ابن حبان: ۳٦۳۳

755: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ يُونُسَ

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے

عَنِ الْحَسَنِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: "أَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِصَوْمِ عَاشُورَاءَ يَوْمَ الْعَاشِرِ".

(محرم کے) دسویں دن عاشورا کا روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح ہے۔

وَقَدِ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي يَوْمِ عَاشُورَاءَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ يَوْمُ التَّاسِعِ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: يَوْمُ الْعَاشِرِ. وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ: "صُومُوا التَّاسِعَ وَالْعَاشِرَ وَخَالِفُوا الْيَهُودَ". وَبِهَذَا الْحَدِيثِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ.

اہل علم کا عاشوراء کے دن کے بارے میں اختلاف ہے، ان میں سے بعض نے کہا: وہ چاند کی نویں تاریخ کو ہے، اور بعض نے کہا: دسویں تاریخ ہے، اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: نویں اور دسویں کا روزہ رکھو اور یہود کی مخالفت کرو۔ امام شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ اسی حدیث سے موقف اختیار کرتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) بعض کہتے ہیں یہ حسن بصری مدلس کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند البزار : ۱۰۵۱

فوائد الحدیث: ۱۔ دس محرم کا روزہ زمانہ جاہلیت کے لوگ بھی رکھتے تھے اور یہ سلسلہ زمانہ قدیم سے چلا آرہا تھا۔ (ابوداؤد ۱/۳۳۸) رسول اکرم ﷺ مکہ مکرمہ میں بھی یہ روزہ رکھتے تھے اور جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو تب بھی آپ ﷺ خود بھی روزہ رکھتے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیتے تا آنکہ رمضان المبارک کے روزے فرض کر دیے گئے۔

۲۔ آپ ﷺ مدنی زندگی کے آخری دور میں یہودیوں کی اسلام دشمنی کی بنا پر ان کے ہر کام کی مخالفت کرتے حتیٰ کہ سحری اور افطاری، لباس، کنگھی کرنے وغیرہ میں بھی آپ ﷺ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو یہودیوں کی موافقت اور مشابہت سے بچنے کی تعلیم دیتے۔

ان دونوں احادیث اور سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے فتویٰ کو ساتھ ملانے سے مسئلہ یوں ثابت ہوتا ہے کہ

۳۔ عاشورہ کا روزہ دس محرم کا ہی ہے ۹ محرم کو آپ ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے بیان کیا گیا ہے۔ کہ میں آئندہ سال نو محرم کا روزہ رکھوں گا تاکہ یہودیوں کی مخالفت ہو۔ اسی لیے سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ تم نو اور دس محرم کا روزہ رکھو۔ (تاکہ عاشورہ کا روزہ بھی ہو اور یہودیوں کی مخالفت بھی ہو جائے)

51- بَابُ مَا جَاءَ فِي صِيَامِ الْعَشْرِ

ذوالحجہ کے پہلے عشرے کے روزے

756: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ صَائِمًا فِي الْعَشْرِ قَطُّ.

ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو کبھی بھی ذوالحجہ کے پہلے عشرے (دس دنوں) میں روزہ رکھتے ہوئے نہیں دیکھا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَكَذَا رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کئی ایک نے اعمش عن ابراہیم

إِبْرَاهِيمَ عَنِ الأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ. وَرَوَى الثَّوْرِيُّ وَغَيْرُهُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يُرَ صَائِمًا فِي الْعَشْرِ.

عن الاسود عن عائشہ کی سند سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ جبکہ ثوری اور دیگر نے اس حدیث کو منصور عن ابراہیم کی سند سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ ذوالحجہ کے پہلے عشرے میں روزے کی حالت میں نہیں دیکھے گئے۔

وَرَوَى أَبُو الأَحْوَصِ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَائِشَةَ.

ابو الاحوص نے منصور عن ابراہیم عن عائشہ کی سند سے روایت کیا۔

وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنِ الأَسْوَدِ. وَقَدِ اخْتَلَفُوا عَلَى مَنْصُورٍ فِي هَذَا الْحَدِيثِ وَرِوَايَةُ الأَعْمَشِ أَصَحُّ وَأَوْصَلُ إِسْنَادًا. قَالَ: وَسَمِعْتُ أَبَا بَكْرٍ مُحَمَّدَ بْنَ أَبَانَ يَقُولُ: سَمِعْتُ وَكِيعًا يَقُولُ الأَعْمَشُ أَحْفَظُ لِإِسْنَادِ إِبْرَاهِيمَ مِنْ مَنْصُورٍ.

اور اس میں عن الاسود کا ذکر نہیں کیا اور انہوں نے اس حدیث میں منصور پر اختلاف کیا اور اعمش کی روایت زیادہ صحیح ہے اور سند کے لحاظ سے بھی اوصل ہے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں: میں نے ابو بکر محمد بن ابان کو سنا وہ فرماتے تھے میں نے وکیع کو سنا وہ بیان کرتے ہیں ابراہیم کی اسناد کے لحاظ سے منصور کی نسبت اعمش زیادہ حافظ ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن خزيمه: ٢١٠٣، والبغوي: ١٧٩٣

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١١٧٦، سنن ابو داود: ٢٤٣٩، سنن النسائي: ٢٨٧٢، مسند احمد : ٢٤١٤٧۔

فوائد الحدیث: اس حدیث میں ام المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی رؤیت کی نفی کی ہے ورنہ رسول اللہ ﷺ باقی دنوں میں روزہ رکھتے تھے تو اس عشرہ ذی الحجہ میں بھی روزوں کا خاص اہتمام فرماتے تھے۔ ام المومنین سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

اربع لم يكن يدعهن النبي ﷺ صيام عاشوراء والعشر وثلاثة ايام من كل شهر و ركعتين قبل الغداة (سنن نسائی ۱/۲۶۸ کتاب الصیام) "کہ چار چیزیں رسول اللہ ﷺ نہیں چھوڑتے تھے: (۱) دس محرم کا روزہ (۲) عشرہ ذی الحجہ کے روزے (۳) ہر مہینے تین روزے (۴) اور فجر کی سنتیں۔"

اس حدیث میں عشرہ ذی الحجہ بیان ہوا ہے لیکن روزے اس کے نو (۹) رکھے جاتے ہیں دس ذی الحجہ تو عید کا دن ہے جس کا روزہ رکھنے سے آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ دوسری حدیث میں اس کی وضاحت بھی موجود ہے۔

ان رسول الله ﷺ كان يصوم تسعة من ذي الحجة۔۔۔ الحديث (نسائی ایضاً، ابوداؤد ۱/۳۳۸ کتاب الصوم) "کہ رسول اللہ ﷺ ذی الحجہ کے نو روزے رکھتے تھے۔"

52- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعَمَلِ فِي أَيَّامِ الْعَشْرِ

ذوالحجہ کے پہلے دس دنوں میں کیا ہوا عمل

757: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ هُوَ الْبَطِينُ وَهُوَ ابْنُ عِمْرَانَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کوئی دن ایسے نہیں جن میں کیا ہوا عمل اللہ کو ان دس

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ "مَا مِنْ أَيَّامٍ الْعَمَلُ الصَّالِحُ فِيهِنَّ أَحَبُّ إِلَى اللهِ مِنْ هَذِهِ الأَيَّامِ الْعَشْرِ. فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ؟ فَقَالَ: رَسُولُ اللهِ ﷺ وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ إِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فَلَمْ يَرْجِعْ مِنْ ذَلِكَ بِشَيْءٍ".

دنوں میں کیے ہوئے کسی عمل سے زیادہ محبوب ہو۔" انہوں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! اللہ کی راہ میں جہاد بھی نہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کی راہ میں جہاد بھی نہیں، سوائے اس شخص کے جو اپنی جان اور اپنا مال لے کر نکلا اور پھر کچھ بھی لے کر واپس نہ آیا۔"

وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَجَابِرٍ.

اس باب میں سیّدنا ابن عمر، ابو ہریرہ، عبداللہ بن عمرو اور جابر رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ١٧٨٠، ابن ابي شيبة: ٣٤٨/٥، وابن خزيمه: ٢٨٦٥

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٩٦٩، سنن ابو داود: ٢٤٣٨، سنن ابن ماجه: ١٧٢٧، مسند احمد: ١٩٦٨، صحيح ابن حبان: ٣٢٤

فوائد الحدیث: ذوالحجہ کے پہلے دس دنوں کی فضیلت بہت زیادہ ہے ان میں کیے ہوئے اعمال بھی باقی دنوں کی بہ نسبت اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہیں۔ لہٰذا کوشش کرنی چاہئے کہ ان دس دنوں میں زیادہ سے زیادہ آدمی نیک اعمال کرے مثلاً تکبیرات کہنا، روزہ رکھنا، نوافل پڑھنا، قرآن مجید کی تلاوت کرنا، ذکر، اذکار کرنا، درود شریف پڑھنا اور صدقہ وخیرات کرنا وغیرہ۔

758: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا مَسْعُودُ بْنُ وَاصِلٍ عَنْ نَهَّاسِ بْنِ قَهْمٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "مَا مِنْ أَيَّامٍ أَحَبُّ إِلَى اللهِ أَنْ يُتَعَبَّدَ لَهُ فِيهَا مِنْ عَشْرِ ذِي الْحِجَّةِ يَعْدِلُ صِيَامُ كُلِّ يَوْمٍ مِنْهَا بِصِيَامِ سَنَةٍ وَقِيَامُ كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْهَا بِقِيَامِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ".

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کو ذوالحجہ کے دس دنوں میں کی ہوئی عبادت باقی تمام دنوں سے زیادہ محبوب ہے، اس کے ہر دن کے روزے کا ثواب سال کے روزوں کے برابر ہے، اور اس کی ہر رات کا قیام شب قدر کے قیام کے برابر ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مَسْعُودِ بْنِ وَاصِلٍ عَنِ النَّهَّاسِ. قَالَ: وَسَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَلَمْ يَعْرِفْهُ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ مِثْلَ هَذَا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے، ہم اسے مسعود بن واصل عن نہاس کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں، امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بھی اسے اس طریق کے علاوہ کسی اور طریق کے حوالے نہ پہچانا۔

وَقَالَ: قَدْ رُوِيَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلاً شَيْءٌ مِنْ هَذَا. وَقَدْ تَكَلَّمَ يَحْيَى بْنُ

اس حدیث کا کچھ حصہ قتادہ عن سعید بن مسیب کی سند سے نبی ﷺ سے مرسل روایت کیا گیا ہے۔ یحییٰ بن سعید نے نہاس

سَعِيدٍ فِي نَهَّاسِ بْنِ قَهْمٍ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ. بن قہم پر ان کے حافظے کی وجہ سے جرح کی ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) اس میں مسعود بن واصل ضعیف ہے۔ابن عدي في الكامل: ٢٥٢٢/٧

تخریج الحدیث: اخرجه المصنف فی العلل: ١٢٣، سنن ابن ماجه: ١٧٢٨، شرح السنة: ١١٢٦، تهذيب الكمال: ٢٧/٤٨٣

فوائد الحدیث: عشرہ ذی الحجہ میں روزے رکھنا عام دنوں کی بہ نسبت زیادہ محبوب عمل ہے۔ خود رسول اکرم ﷺ بھی یہ ۹ روزے رکھا کرتے تھے۔ لیکن ہر روزے کا ثواب ایک سال کے روزوں کے برابر اور ہر رات کا قیام، لیلۃ القدر کے قیام کے برابر ہو، یہ کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔ حدیث الباب بھی ضعیف ہے۔

53- بَابُ مَا جَاءَ فِي صِيَامِ سِتَّةِ أَيَّامٍ مِنْ شَوَّالٍ

شوال کے چھ دنوں کے روزے

759: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ أَتْبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ فَذَلِكَ صِيَامُ الدَّهْرِ".

سیّدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے رمضان کے روزے رکھے اور اس کے بعد شوال کے چھ روزے بھی رکھ لیے تو یہ زمانے بھر کے روزے ہیں۔"

وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَثَوْبَانَ.

اس باب مین سیّدنا جابر، ابوہریرہ اور ثوبان رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي أَيُّوبَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو ایوب رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

وَقَدِ اسْتَحَبَّ قَوْمٌ صِيَامَ سِتَّةِ أَيَّامٍ مِنْ شَوَّالٍ بِهَذَا الْحَدِيثِ. قَالَ: ابْنُ الْمُبَارَكِ هُوَ حَسَنٌ هُوَ مِثْلُ صِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ. قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ: وَيُرْوَى فِي بَعْضِ الْحَدِيثِ وَيُلْحَقُ هَذَا الصِّيَامُ بِرَمَضَانَ. وَاخْتَارَ ابْنُ الْمُبَارَكِ: أَنْ تَكُونَ سِتَّةُ أَيَّامٍ فِي أَوَّلِ الشَّهْرِ. وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ أَنَّهُ قَالَ: إِنْ صَامَ سِتَّةَ أَيَّامٍ مِنْ شَوَّالٍ مُتَفَرِّقًا فَهُوَ جَائِزٌ.

کچھ حضرات نے اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے شوال کے چھ روزوں کو مستحب قرار دیا ہے۔ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہر ماہ کے تین روزوں کی طرح یہ بھی نیکی ہے۔ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بعض حدیث میں روایت کیا جاتا ہے: ان روزوں کو رمضان کے ساتھ ملایا جائے گا، ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کو پسند کیا ہے کہ یہ چھ دن (کے روزے) مہینے کے شروع میں ہوں، اور ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: اگر شوال کے چھ متفرق دنوں میں روزے رکھ لیے جائیں تو بھی جائز ہے۔

قَالَ: وَقَدْ رَوَى عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ وَسَعْدِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ

عبدالعزیز بن محمد نے صفوان بن سلیم اور سعد بن سعید عن عمر بن ثابت عن ابی ایوب کی سند سے نبی ﷺ سے اسے

عَنِ النَّبِيِّ ﷺ هَذَا. وَرَوَى شُعْبَةُ عَنْ وَرْقَاءَ بْنِ عُمَرَ عَنْ سَعْدِ بْنِ سَعِيدٍ هَذَا الْحَدِيثَ. وَسَعْدُ بْنُ سَعِيدٍ هُوَ أَخُو يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الأَنْصَارِيِّ وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ أَهْلِ الْحَدِيثِ فِي سَعْدِ بْنِ سَعِيدٍ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ.

روایت کیا ہے۔ اور شعبہ نے ورقاء بن عمر عن سعد بن سعید کی سند سے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ سعد بن سعید، یحییٰ بن سعید کے بھائی ہیں، بعض محدثین نے سعد بن سعید پر ان کے حافظے کے حوالے سے جرح کی ہے۔

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الْجُعْفِيُّ عَنْ إِسْرَائِيلَ أَبِي مُوسَى عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ قَالَ: كَانَ إِذَا ذُكِرَ عِنْدَهُ صِيَامُ سِتَّةِ أَيَّامٍ مِنْ شَوَّالٍ فَيَقُولُ: وَاللَّهِ لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ بِصِيَامِ هَذَا الشَّهْرِ عَنِ السَّنَةِ كُلِّهَا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم کو ہناد نے اخبرنا الحسین بن علی الجعفی عن اسرائیل ابی موسیٰ کی سند سے بیان کیا کہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ جب ان کے پاس شوال کے چھ دنوں کے روزوں کا ذکر کیا جاتا تھا تو وہ فرماتے تھے: اللہ کی قسم! اللہ اس مہینے کے روزوں سے سال بھر کے لیے راضی ہو جاتا ہے۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) اخرجه الدارمي: ١٧٦١، البيهقي: ٤/٢٨٢، والبغوي: ١٧٨٠

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١١٦٤، سنن ابو داود: ٢٤٣٣، سنن ابن ماجه: ١٧١٦، سنن النسائي في الكبرى: ٢٨٦٢-٢٨٦٧، مسند احمد: ٢٣٥٣٣، صحيح ابن حبان: ٣٦٣٤

فوائد الحدیث: ا۔ رمضان المبارک کے روزے رکھنے کے بعد اگر شوال کے چھ روزے بھی رکھ لیے جائیں تو چھتیس[36] روزے بن جاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے اس اصول اور ضابطے کہ: من جاء بالحسنة فله عشر امثالها کے مطابق دس کے ساتھ ضرب دینے سے تین سو ساٹھ بن جاتے ہیں تو اس طرح اللہ تعالیٰ روزے دار کو یوں پورے سال کے روزوں کا ثواب عطا فرما دیتے ہیں۔

۲۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ جو شخص شوال کے روزے رکھنا چاہتا ہے اس کے لئے دو شوال کا روزہ رکھنا لازمی ہے باقی پانچ پورے مہینے میں جب چاہے مکمل کر لے، تو یہ بات درست نہیں بلکہ اس کے لئے جائز ہے کہ شوال کے مہینے میں جب چاہے وہ یہ چھ روزے رکھ کر گنتی پوری کر سکتا ہے خواہ اکٹھے رکھ لے یا علیحدہ علیحدہ۔ یرید الله بكم العسر ولا يريد بكم العسر۔

54- بَابُ مَا جَاءَ فِي صَوْمِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ

ہر مہینے تین روزے رکھنا

760: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ أَبِي الرَّبِيعِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: "عَهِدَ إِلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ ثَلَاثَةً أَنْ لَا أَنَامَ إِلَّا عَلَى وِتْرٍ وَصَوْمَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَأَنْ أُصَلِّيَ الضُّحَى".

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے تین چیزوں کا عہد لیا: کہ میں وتر پڑھ کر سوؤں، ہر ماہ تین روزے رکھوں اور نماز چاشت پڑھوں۔

حکم الحدیث: (صحيح) الارواء: ٩٤٦، صحيح ابى داؤد: ١٢٧٦، اخرجه عبدالرزق: ٤٨٥١، الدارمي: ١٤٦٢

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ١١٧٨ و ١٩٨١، صحيح مسلم: ٧٢٠، سنن ابو داود: ١٤٣٢، سنن النسائي: ٣/٢٢٩، مسند احمد: ٧٥١٢، صحيح ابن حبان: ٢٥٣٦

761: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنِ الأَعْمَشِ قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَامٍ يُحَدِّثُ عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ "يَا أَبَا! ذَرٍّ إِذَا صُمْتَ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَصُمْ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ".

سیّدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ابوذر! جب تو ہر ماہ تین روزے رکھے تو تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخوں کا روزہ رکھ۔"

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَقُرَّةَ بْنِ إِيَاسٍ الْمُزَنِيِّ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَأَبِي عَقْرَبٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَعَائِشَةَ وَقَتَادَةَ بْنِ مِلْحَانَ وَعُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ وَجَرِيرٍ.

اس باب میں ابو قتادہ، عبداللہ بن عمرو، قرہ بن ایاس مزنی، ابن مسعود، ابو عقرب، ابن عباس، عائشہ، قتادہ بن ملحان، عثمان بن ابی العاص اور جریر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي ذَرٍّ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابوذر رضی اللہ عنہ کی روایت حسن ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ فِي بَعْضِ الْحَدِيثِ أَنَّ مَنْ صَامَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ كَانَ كَمَنْ صَامَ الدَّهْرَ.

بعض حدیث میں روایت کیا گیا ہے کہ جس نے ہر ماہ تین روزے رکھے تو وہ ہمیشہ روزہ رکھنے والے کی طرح ہے۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) الارواء: ٩٤٧، المشكوٰة: ٢٠٧٥، التحقيق الثاني، اخرجه ابن خزيمه: ٢١٢٨

تخریج الحدیث: سنن نسائی: ٤/٢٢٢ و ٢٢٣، مسند احمد: ٢١٣٥٠

762: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ عَاصِمٍ الأَحْوَلِ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: "مَنْ صَامَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَذَلِكَ صِيَامُ الدَّهْرِ". فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ تَصْدِيقَ ذَلِكَ فِي كِتَابِهِ ﴿مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا﴾. (الانعام: ١٦٠) الْيَوْمُ بِعَشَرَةِ أَيَّامٍ.

سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے ہر ماہ تین روزے رکھے تو یہ ہمیشہ کے روزے ہیں۔" اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں اس کی تصدیق نازل فرمائی: "جو شخص نیکی لے کر حاضر ہوا تو اس کے لیے اس کا دس گنا (ثواب) ہے۔" ایک دن دس دن کے برابر ہے۔ (ایک دن کے روزے سے دس دن کا ثواب ملتا ہے)۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

وَقَدْ رَوَى شُعْبَةُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي شِمْرٍ وَأَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

شعبہ نے اس حدیث کو ابو شمر اور ابو تیاح عن ابی عثمان عن ابی ہریرہ کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الارواء: ٩٤٧۔ بعض نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔ اخرجه ابن عدي في الكامل: ٦/٢٤٣١

تخریج الحدیث: سنن نسائی: ٤/٢١٩، سنن ابن ماجه: ١٧٠٨، مسند احمد: ٢٠٣٠١

763: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَزِيدَ الرِّشْكِ قَالَ: سَمِعْتُ مُعَاذَةَ قَالَتْ

معاذہ رحمہا اللہ نے بیان کیا، میں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ ہر ماہ تین روزے رکھا کرتے تھے؟ انہوں

قُلْتُ: لِعَائِشَةَ أَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَصُومُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ. قُلْتُ: مِنْ أَيِّهِ كَانَ يَصُومُ؟ قَالَتْ: "كَانَ لَا يُبَالِي مِنْ أَيِّهِ صَامَ".

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. قَالَ وَيَزِيدُ الرِّشْكُ هُوَ يَزِيدُ الضُّبَعِيُّ وَهُوَ يَزِيدُ: بْنُ الْقَاسِمِ وَهُوَ الْقَسَّامُ وَالرِّشْكُ هُوَ الْقَسَّامُ بِلُغَةِ أَهْلِ الْبَصْرَةِ.

نے فرمایا: ہاں، میں نے کہا: آپ ﷺ کن دنوں میں روزہ رکھا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ اس چیز کی پروا نہیں کرتے تھے کہ آپ ﷺ نے کس دن روزہ رکھا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ انہوں نے فرمایا: یزید رشک یہ یزید ضبعی ہے اور وہی یزید بن القاسم ہے اور وہ قسام ہے، اہل بصرہ کی لغت میں رشک کا معنی قسام (بہت قسمیں اٹھانے والا) ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابو يعلي: ٤٥٨٠، ابن خزيمه: ٢١٣٠، البيهقي: ٤/٢٩٤

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١١٦٠ و ١٩٤، سنن ابو داود: ٢٤٥٣، سنن ابن ماجه: ١٧٠٩، مسند احمد: ٢٥١٢٧، صحيح ابن حبان: ٣٦٥٤ و ٣٦٥٧

فوائد الحدیث: ۱۔ ہر مہینے تین روزے رکھنا بھی ساری زندگی کے روزے شمار ہونگے کہ جب ایک روزے کا ثواب دس گنا ہوگا۔ تو تین دن کے روزے، پورے مہینے کے روزوں کے برابر ہو جائیں گے۔

۲۔ یہ روزے ایام بیض۔ تیرہ، چودہ اور پندرہ کو بھی رکھے جاسکتے ہیں کہ ان کی الگ سے بھی فضیلت بیان ہوئی ہے۔ نیز دو سوموار اور ایک جمعرات کو بھی رکھ لیے جائیں تو درست ہے۔ کبھی آپ ﷺ دو جمعرات اور ایک سوموار کا روزہ رکھتے تھے۔ اسی طرح کسی بھی دن مہینے کے شروع میں یا درمیان اور آخر میں رکھے جاسکتے ہیں۔ امام نسائی رحمہ اللہ نے سنن نسائی میں اس مسئلہ کو بڑی شرح وبسط سے بیان فرمایا ہے۔ اہل ذوق رجوع کر سکتے ہیں۔

۳۔ وتر، عشاء کی نماز کے ساتھ بھی ادا کیے جاسکتے ہیں خصوصاً طلبہ کو وتر رات کو ہی پڑھ لینے چاہئیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے تہجد کے وقت بیدار ہو جائیں تو جتنی اللہ تعالیٰ توفیق دے نوافل ادا کرلیں وتر دوبارہ نہ پڑھیں۔

55- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الصَّوْمِ

روزے کی فضیلت

764: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسَى الْقَزَّازُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ "إِنَّ رَبَّكُمْ يَقُولُ كُلُّ حَسَنَةٍ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ وَالصَّوْمُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ الصَّوْمُ جُنَّةٌ مِنَ النَّارِ وَلَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ وَإِنْ جَهِلَ عَلَى أَحَدِكُمْ جَاهِلٌ وَهُوَ صَائِمٌ فَلْيَقُلْ إِنِّي

764: سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تمہارا رب فرماتا ہے: ہر نیکی کا ثواب دس گنا سے سات سو گنا تک ہے، جبکہ روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ روزہ جہنم سے ڈھال ہے، اور روزہ دار کے منہ کی بو کستوری کی مہک سے بھی زیادہ عمدہ ہے، اور جب کوئی جاہل تم میں سے کسی سے بدتمیزی کرے جبکہ وہ روزہ دار ہو تو وہ یوں کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں۔"

صَائِمٌ".

وَفِي الْبَابِ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ وَ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ وَسَلَامَةَ بْنِ قَيْصَرٍ وَبَشِيرِ ابْنِ الْخَصَاصِيَةِ. وَاسْمُ بَشِيرٍ زَحْمُ بْنُ مَعْبَدٍ وَالْخَصَاصِيَةُ هِيَ أُمُّهُ.

اس باب میں معاذ بن جبل، سہل بن سعد، کعب بن عجرہ، سلامہ بن قیصر اور بشیر بن خصاص رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔ بشیر کا نام زحم بن معبد ہے جبکہ خصاصیہ ان کی والدہ ہیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت اس طریق سے حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) التعليق الرغيب: ٢/٥٧-٥٨، صحيح ابى داؤد: ٢٠٤٦، اخرجه البغوي: ١٧١١

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ١٨٩٤ و ٥٩٢٧، صحيح مسلم: ١١٥١، سنن النسائی فی الكبرى: ٣٢٥٧ و ٣٢٦١، ٣٢٦٢، مسنداحمد : ٩٣٦٣، صحيح ابن حبان: ٣٤١٦ و ٣٤٨٢

فوائد الحدیث: ا۔ اللہ تعالیٰ کا ضابطہ ہے کہ ہر نیکی کا اجر دس گنا ہے کسی آدمی کا اخلاص یا نیکی کرنے میں اس کی مشقت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ جتنا چاہیں اسے زیادہ اجر و ثواب سے نواز دیں یہ اجر سات سو گنا تک بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے روزہ رکھنا اتنا بڑا عظیم عمل ہے کہ اللہ کریم فرماتے ہیں کہ اے فرشتو اس کے نامہ اعمال میں صرف روزہ لکھ دو اسکا اجر میں خود دوں گا۔ یعنی باقی اجر و ثواب فرشتے لکھتے ہیں لیکن روزے کا اجر صرف اللہ تعالیٰ کو ہی معلوم ہے فرشتوں کو بھی معلوم نہیں۔

۲۔ روزے کو اللہ تعالیٰ، روزے دار کے لیے ڈھال بنا دیتے ہیں کہ دنیا میں انسان گناہ اور معصیت سے بچ جاتا ہے اور شیطان کے شر اور گمراہ کن حملوں سے محفوظ رہتا ہے اور آخرت میں اس روزے کی نیکی کے سبب جہنم کی آگ سے بچ جائے گا۔

۳۔ یہ بھی روزے کی فضیلت اور روزے دار کی عظمت ہے کہ اس کے منہ کی بُو جو روزے کی حالت میں بھوک، پیاس کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے وہ اللہ تعالیٰ کو کستوری کی بُو سے بھی زیادہ محبوب اور پسند ہے۔ سبحان اللہ

۴۔ اتنی بڑی عظمت و فضیلت والا عمل، روزہ، صرف سحری افطاری کا نام نہیں بلکہ اس کے کچھ تقاضے بھی ہیں کہ روزے دار ہر قسم کی جہالت شرک، بدعات، جھوٹ، فراڈ، مکر و فریب، دغابازی اور چغلی و غیبت جیسی برائیوں اور گناہوں سے بچے اور سمجھے کہ میں روزے دار ہوں میرے لیے ایسے افعال قبیحہ میں مبتلا ہونا درست نہیں۔

765: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَبَابًا يُدْعَى الرَّيَّانَ يُدْعَى لَهُ الصَّائِمُونَ فَمَنْ كَانَ مِنَ الصَّائِمِينَ دَخَلَهُ وَمَنْ دَخَلَهُ لَمْ يَظْمَأْ أَبَدًا".

سیّدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا آپ ﷺ نے فرمایا: "جنّت میں ایک دروازہ ہے جسے ریان کہا جاتا ہے، روزہ داروں کو اس کے لیے آواز دی جائے گی، پس جو روزہ داروں میں سے ہوا وہ اس میں داخل ہو جائے گا، اور جو اس میں داخل ہو گا اسے کبھی پیاس نہیں لگے گی۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٣/٥، ابو يعلي: ٧٥٢٩، ابن خزيمه: ١٩٠٢

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ١٨٩٦ و ٣٢٥٧، صحيح مسلم: ١١٥٢، سنن ابن ماجه: ١٦٤٠ ، سنن النسائی: ١٦٨/٤، مسند احمد: ٢٢٨١٨، صحيح ابن حبان: ٣٤٢٠ ، ٣٤٢١

فوائد الحدیث: روزے دار کے لیے یہ بھی ایک اعزاز ہے کہ جنّت میں داخلے کے وقت اس کے لئے ایک دروازہ مخصوص کر دیا گیا ہے۔ جسے "ریان" کہا جاتا ہے جس کا معنی ہے خوب "سیراب کرنے والا۔" باقی جنتیوں کی مہمان نوازی جنّت میں اپنی اپنی منازل پر پہنچ کر ہو گی لیکن روزہ دار کی مہمان نوازی دروازے پر ہو گی۔ (سنن نسائی ۱/۲۵۳) اسی لئے فرمایا: ومن دخله لم يظمأ ابدًا۔

روزے دار کو چونکہ زیادہ مشقت روزے کی حالت میں پیاس کی ہوتی ہے اس لیے اسے یہ سعادت بخشی گئی ہے۔ اللهم اجعلنا منهم

766: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: "لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ حِينَ يُفْطِرُ وَفَرْحَةٌ حِينَ يَلْقَى رَبَّهُ".

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں: ایک خوشی جس وقت وہ روزہ افطار کرتا ہے اور ایک خوشی جس وقت وہ اپنے رب سے ملاقات کرے گا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٣/٥، الدارمي: ١٧٧٨، ابن خزيمه: ١٨٩٠، البغوي: ١٧١٠

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ١٩٠٤ و ٧٤٩٢، صحيح مسلم: ١١٥١، ١٦٣، سنن ابن ماجه: ١٦٣٨، سنن النسائی: ٤/١٦٢- ١٦٣، مسند احمد: ٧١٧٤، و ٩٤٣٠، صحيح ابن حبان: ٣٤٢٤۔

فوائد الحدیث: ۱۔ اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ روزے دار کو جب اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر و ثواب اس کی توقع سے بھی زیادہ ملے گا تو اسے خوشی ہو گی۔

۲۔ افطاری کے وقت روزہ نہ رکھنے والا پریشان ہوتا ہے کہ روزے دار نے بھی تو سارا دن گزار لیا ہے لیکن میں محروم رہ گیا ہوں جبکہ روزے دار کو خوشی ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی بجا آوری میں میرا ایک دن پورا ہو گیا ہے۔ اور میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ایک فرض کو پورا کر چکا۔

56- بَابُ مَا جَاءَ فِي صَوْمِ الدَّهْرِ

ہمیشہ روزہ رکھنے کا بیان

767: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ غَيْلَانَ بْنِ جَرِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَعْبَدٍ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ كَيْفَ بِمَنْ صَامَ الدَّهْرَ؟ قَالَ: "لَا صَامَ وَلَا أَفْطَرَ. أَوْ لَمْ يَصُمْ وَلَمْ يُفْطِرْ".

سیّدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، عرض کیا گیا، اللہ کے رسول! جو شخص ہمیشہ روزہ رکھتا ہے اس کے متعلق کیا حکم ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اس نے روزہ رکھا نہ افطار کیا۔"

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَعَبْدِ اللهِ بْنِ الشِّخِّيرِ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَأَبِي مُوسَى.

اس باب میں عبداللہ بن عمرو، عبداللہ بن شخیر، عمران بن حصین اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي قَتَادَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن ہے۔

وَقَدْ كَرِهَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ صِيَامَ الدَّهْرِ وَأَجَازَهُ قَوْمٌ آخَرُونَ وَقَالُوا: "إِنَّمَا يَكُونُ صِيَامُ الدَّهْرِ إِذَا لَمْ يُفْطِرْ يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ الأَضْحَى وَأَيَّامِ التَّشْرِيقِ فَمَنْ أَفْطَرَ هَذِهِ الأَيَّامَ فَقَدْ خَرَجَ مِنْ حَدِّ الْكَرَاهِيَةِ وَلَا يَكُونُ قَدْ صَامَ الدَّهْرَ كُلَّهُ". هَكَذَا رُوِيَ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ. وَقَالَ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ نَحْوًا مِنْ هَذَا وَقَالَا: لَا يَجِبُ أَنْ يُفْطِرَ أَيَّامًا غَيْرَ هَذِهِ الْخَمْسَةِ الأَيَّامِ الَّتِي "نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْهَا يَوْمِ الْفِطْرِ وَيَوْمِ الأَضْحَى وَأَيَّامَ التَّشْرِيقِ".

اہل علم کے کچھ حضرات نے ہمیشہ روزہ رکھنے کو ناپسند کیا ہے۔ جبکہ دوسرے حضرات نے اس کی اجازت دی ہے، انہوں نے کہا ہے: ہمیشہ کا روزہ تو تب ہوگا کہ جب وہ عید الفطر، عید الاضحیٰ اور ایام تشریق میں بھی روزہ نہ چھوڑے، پس جو ان ایام میں روزہ نہ رکھے تو وہ حد کراہیت سے نکل گیا، اور وہ ایسے نہیں ہوگا کہ اس نے ہمیشہ روزہ رکھا ہے۔ اسی طرح مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا گیا ہے، اور یہی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے، اور امام احمد و اسحاق رحمہما اللہ نے اسی کے مانند بیان کیا ہے، اور ان دونوں حضرات نے فرمایا: ان پانچ ایام، جن میں روزہ رکھنے سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے: عید الفطر، عید الاضحیٰ کے دن اور ایام تشریق، کے علاوہ دیگر ایام میں روزہ افطار کرنا واجب نہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) الارواء: ۹۵۲ اس کے لیے دیکھیں حدیث: ۷۴۹

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ۱۱۶۲ و ۱۹۶و۱۹۷، سنن ابو داود: ۲۴۲۵، سنن النسائی: ۴/۲۰۷ و ۲۰۸۔ ۲۰۹، مسند احمد: ۲۲۵۳۷

فوائد الحدیث: کوئی بھی عمل صرف اس وقت نیکی بنتا ہے جب اللہ تعالیٰ کے حکم اور رسول اکرم ﷺ کی سُنت اور تعلیمات کے مطابق ہو، اگر ایسا نہیں تو پھر بڑے سے بڑا عظیم عمل بھی اجر و ثواب کا باعث نہیں بلکہ گناہ کا موجب ہوتا ہے۔

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تین شخص ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہن کی خدمت میں حاضر ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کی عبادت کے متعلق سوال کیا۔ جب انہیں آپ ﷺ کی عبادت (کی کیفیت) کے متعلق بتایا گیا تو انہوں نے اسے کم جانا تو وہ (آپس میں) کہنے لگے کہ ہمیں نبی کریم ﷺ سے کیا نسبت کہ آپ ﷺ تو بخشے ہوئے ہیں (جبکہ ہم سے گناہ بھی ہو جاتے ہیں، لہٰذا ہمیں زیادہ عبادت کرنی چاہئے) تو ان میں سے ایک نے کہا کہ میں تو (آج کے بعد) ساری رات نماز پڑھا کروں گا۔ دوسرے نے کہا کہ میں ہمیشہ روزے رکھا کروں گا کبھی ناغہ نہیں کروں گا۔ تیسرے نے کہا کہ میں عورتوں سے الگ رہوں گا۔ میں نے شادی نہیں کرنی (تاکہ دنیاداری کے معاملات میں الجھے بغیر ہر وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت میں ہی گزار دوں) تو نبی کریم ﷺ ان کے پاس تشریف لائے آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تم وہ لوگ ہو جنہوں نے یہ یہ بات کی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی قسم میں تم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا اور تم سب سے زیادہ متقی و پرہیز گار ہوں میں نماز پڑھتا ہوں، سو بھی جاتا ہوں، اور میں نے عورتوں سے شادیاں بھی کر رکھی ہیں (تم کیا سمجھتے ہو کہ تم مجھ سے زیادہ نمازیں پڑھ کر اور روزے رکھ کر مجھ سے زیادہ متقی پرہیز گار بن جاؤ گے۔ یاد رکھو) جس شخص نے بھی میری سُنت سے منہ پھیرا تو وہ مجھ سے نہیں (یعنی میرا امتی نہیں) (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ ۱/۲۷)

یہ حدیث بڑی واضح دلیل ہے کہ کوئی عمل بھی خواہ وہ نماز اور روزہ ہی کیوں نہ ہو اگر رسول اللہ ﷺ کی سُنت کے خلاف کیا جائے تو وہ گناہ اور وبال جان ہے۔

اسی لیے آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص بغیر ناغے اور وقفے کے ہمیشہ روزہ رکھتا ہے اس نے نہ روزہ رکھا اور نہ افطار کیا، یعنی اس کا روزہ اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول نہیں اور وہ ایسے ہی ہے کہ اس نے روزہ رکھا ہی نہیں۔

57- بَابُ مَا جَاءَ فِي سَرْدِ الصَّوْمِ

مسلسل (نفلی) روزے رکھنا

768: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ صِيَامِ النَّبِيِّ ﷺ؟ قَالَتْ: "كَانَ يَصُومُ حَتَّى نَقُولَ قَدْ صَامَ وَيُفْطِرُ حَتَّى نَقُولَ قَدْ أَفْطَرَ. قَالَتْ وَمَا صَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ شَهْرًا كَامِلاً إِلَّا رَمَضَانَ".

عبداللہ بن شقیق رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، میں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی ﷺ کے روزوں کے بارے میں پوچھا؟ انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ روزے رکھتے تھے حتیٰ کہ ہم کہتے: اب تو آپ ﷺ روزے ہی رکھتے جائیں گے، اور روزے رکھنا چھوڑتے حتیٰ کہ ہم کہتے: آپ ﷺ روزے نہیں رکھیں گے، اور رسول اللہ ﷺ نے رمضان کے علاوہ کسی اور سارے مہینے کے روزے نہیں رکھے۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ.

اس باب میں انس اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن خزيمه: ٢١٣٦، الطبراني في الاوسط: ٩٦٤

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٩٦٩، صحیح مسلم: ١١٥٦، سنن ابو داود: ٢٤٣٤، سنن ابن ماجه: ١٧١٠، سنن النسائی: ٤/١٥١ و ١٥٢، وفی الکبری: ٢٤٩٣ و ٢٦٦٠، مسند احمد: ٢٤١١٧ و ٢٥٩٠٧، صحیح ابن حبان: ٣٥٨٠۔

769: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ صَوْمِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "كَانَ يَصُومُ مِنَ الشَّهْرِ حَتَّى نَرَى أَنَّهُ لَا يُرِيدُ أَنْ يُفْطِرَ مِنْهُ وَيُفْطِرُ حَتَّى نَرَى أَنَّهُ لَا يُرِيدُ أَنْ يَصُومَ مِنْهُ شَيْئًا وَكُنْتَ لَا تَشَاءُ أَنْ تَرَاهُ مِنَ اللَّيْلِ مُصَلِّيًا إِلَّا رَأَيْتَهُ مُصَلِّيًا وَلَا نَائِمًا إِلَّا رَأَيْتَهُ نَائِمًا".

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے نبی ﷺ کے روزوں کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ مہینے میں روزے رکھتے رہتے حتیٰ کہ یوں محسوس ہوتا کہ آپ ﷺ اس مہینے کوئی روزہ نہیں چھوڑیں گے، اور پھر روزے رکھنا چھوڑ دیتے حتیٰ کہ یوں محسوس ہوتا کہ آپ ﷺ اس مہینے کوئی روزہ رکھنا نہیں چاہتے، اگر تم رات کے کسی حصے میں آپ ﷺ کو نماز تہجد پڑھتے ہوئے دیکھنا چاہتے تو آپ ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھ سکتے تھے، اور آپ ﷺ کو سوتے ہوئے دیکھنا چاہتے تو آپ ﷺ کو سوتے ہوئے دیکھ سکتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث:(صحيح) اخرجه ابو يعلي: ٣٨١٩، ابن خزيمه: ٢١٣٤، والبيهقي: ٣/١٧

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١١٤١ و ١٩٧٢، سنن النسائی: ٣/٢١٣-٢١٤، مسنداحمد : ١٢٠١٢، و ١٣٤٧٤، صحيح ابن حبان: ٢٦١٧۔

فوائد الحدیث: ا۔ نفلی روزے آپ ﷺ کسی خاص اور معین ضابطے سے نہیں رکھتے تھے بلکہ اس کے لیے مختلف صورتیں اپناتے تاکہ امت کے لوگوں کو سہولت رہے آپ ﷺ کبھی کبھار مسلسل کئی کئی دن تک روزہ رکھتے چلے جاتے کہ سمجھ لیا جاتا شاید آپ ﷺ اس مہینے میں کوئی ناغہ نہیں کریں گے۔ اور کبھی آپ ﷺ کئی کئی دن تک مسلسل روزہ نہ رکھتے کہ دیکھنے والے سمجھتے شاید آپ ﷺ اس مہینے میں کوئی نفلی روزہ نہیں رکھیں گے۔

۲۔ آپ ﷺ سوائے رمضان المبارک کے کسی بھی مہینے کے پورے روزے نہیں رکھتے تھے۔

۳۔ یہی صورت رات کی نفلی نماز کی ہوتی کہ آپ ﷺ مختلف اوقات میں اسے ادا فرماتے کہ دیکھنے والے سمجھتے شاید آپ رات سوتے ہی نہیں اور کبھی سوئے ہوئے دیکھتے تو گمان کرتے کہ شاید آج رات آپ نے نماز ہی نہیں پڑھی۔

770: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مِسْعَرٍ وَسُفْيَانَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ "أَفْضَلُ الصَّوْمِ صَوْمُ أَخِي دَاوُدَ كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا وَلَا يَفِرُّ إِذَا لَاقَى".

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "افضل روزہ میرے بھائی داود علیہ السلام والا روزہ ہے وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن چھوڑتے تھے، اور جب دشمن سے مڈبھیڑ ہوتی تو کبھی پیٹھ نہ پھیرتے تھے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَأَبُو الْعَبَّاسِ هُوَ الشَّاعِرُ الْمَكِّيُّ الْأَعْمَى وَاسْمُهُ السَّائِبُ بْنُ فَرُّوخَ.

ابوالعباس وہ نابینا مکی شاعر ہیں ان کا نام سائب بن فروخ ہے۔

قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: أَفْضَلُ الصِّيَامِ أَنْ تَصُومَ يَوْمًا وَتُفْطِرَ يَوْمًا.

بعض اہل علم نے کہا، بہترین روزہ یہ ہے کہ وہ ایک دن روزہ رکھے اور ایک دن چھوڑ دے۔

وَيُقَالُ هَذَا هُوَ أَشَدُّ الصِّيَامِ.

اور کہا جاتا ہے کہ وہ سب سے زیادہ سخت روزہ ہے۔

حکم الحدیث:(صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٣/٧٨، ابن خزيمه: ٢١٠٩، والحميدي: ٥٩٠

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٩٧٦، صحیح مسلم: ١١٥٩، سنن ابن ماجه: ١٧١٢، سنن النسائی: ٤/٢٠٩، ٢١٠، ٢١١، ٢١٣، مسند احمد: ٦٥٣٤، صحيح ابن حبان: ٣٥٢۔

فوائد الحدیث: کثرت سے نفلی روزے رکھنے والوں کے لیے یہ پسندیدہ صورت ہے کہ وہ ایک دن روزہ رکھیں اور ایک دن ناغہ کریں۔

58- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الصَّوْمِ يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ النَّحْرِ

عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن روزہ رکھنے کی ممانعت

771: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ

سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ابو عبید نے

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ: شَهِدْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فِي يَوْمِ النَّحْرِ بَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ "يَنْهَى عَنْ صَوْمِ هَذَيْنِ الْيَوْمَيْنِ أَمَّا يَوْمُ الْفِطْرِ فَفِطْرُكُمْ مِنْ صَوْمِكُمْ وَعِيدٌ لِلْمُسْلِمِينَ وَأَمَّا يَوْمُ الْأَضْحَى فَكُلُوا مِنْ لُحُومِ نُسُكِكُمْ".

بیان کیا، میں سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ عید الاضحیٰ میں حاضر تھا، انہوں نے خطبے سے پہلے نماز شروع کی، پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ان دو دنوں کا روزہ رکھنے سے منع فرماتے ہوئے سنا ہے، رہا عید الفطر کا دن تو وہ تمہارا روزوں سے فارغ ہونے کا دن ہے، رہا عید الاضحیٰ کا دن تو اپنی قربانیوں کا گوشت کھاؤ۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَأَبُو عُبَيْدٍ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اسْمُهُ سَعْدٌ وَيُقَالُ لَهُ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَزْهَرَ أَيْضًا وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَزْهَرَ هُوَ ابْنُ عَمِّ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ.

ابو عبید عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ان کا نام سعد ہے اور انہیں مولیٰ عبد الرحمٰن بن ازہر بھی کہا جاتا ہے۔ اور عبد الرحمٰن بن ازہر، عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے چچا زاد بھائی ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن الجارود: ٤٠١، ابو يعلي: ١٥٠، ابن خزيمه: ٢٩٥٩، والبيهقي: ٢٩٧/٤

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٩٩٠، و ٥٥٧١، صحیح مسلم: ١١٣٧، سنن ابو داود: ٢٤١٦، سنن ابن ماجه: ١٧٢٢، مسند احمد: ٦٣، صحیح ابن حبان: ٣٦٠٠

772: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: "نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صِيَامَيْنِ يَوْمِ الْأَضْحَى وَيَوْمِ الْفِطْرِ".

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے دو روزوں: عید الاضحیٰ کے دن کے روزے اور عید الفطر کے دن کے روزے، سے منع فرمایا ہے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَعَائِشَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَأَنَسٍ.

اس باب میں سیّدنا عمر، علی، عائشہ، ابو ہریرہ، عقبہ بن عامر اور انس رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي سَعِيدٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو سعید رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے، اور اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَعَمْرُو بْنُ يَحْيَى هُوَ ابْنُ عُمَارَةَ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ الْمَازِنِيُّ الْمَدَنِيُّ وَهُوَ ثِقَةٌ رَوَى عَنْهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَشُعْبَةُ وَمَالِكُ بْنُ أَنَسٍ.

امام ترمذی نے کہا: عمرو بن یحییٰ وہ عمارہ بن ابو الحسن المازنی المدنی کے بیٹے ہیں اور وہ ثقہ ہیں۔ سفیان ثوری، شعبہ اور مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہم نے ان سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الطيالسي: ٢٢٤٢، والبيهقي: ٢٩٧/٤

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٩٩١، صحیح مسلم: ٨٢٧، و ١٤١، ٢/٨٠٠، سنن ابو داود: ٢٤١٧، مسند احمد: ١١٩١٠

فوائد الحدیث: ۱۔ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن روزہ رکھنے سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ اس لیے اس دن روزہ نہیں رکھنا چاہئے۔ بلکہ رسول اللہ ﷺ کا تو عید الفطر کی نماز پڑھنے کے لیے جب آپ ﷺ تشریف لے جاتے تو کوئی میٹھی چیز کھجوریں وغیرہ کھا کر جاتے۔

۲۔ بعض لوگ عید الاضحیٰ کے موقعہ پر قربانی کے گوشت تک کچھ نہیں کھاتے پیتے اور سمجھتے ہیں کہ ہم نے روزہ رکھا ہوا ہے یہ بھی درست نہیں۔

اگرچہ آپ ﷺ کا طریقہ یہی تھا کہ آپ عید الاضحیٰ کی نماز کی ادائیگی کے بعد کوئی چیز کھاتے تھے لیکن اسے روزے کا نام نہیں دیا جاسکتا اور نہ ہی اس کھانے کو قربانی کے گوشت کے ساتھ خاص کیا جاسکتا ہے۔ (تفصیل کے لئے حدیث نمبر ۵۴۲ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔)

59- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الصَّوْمِ فِي أَيَّامِ التَّشْرِيقِ

ایام تشریق میں روزہ رکھنے کی ممانعت

773: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مُوسَى بْنِ عُلَيٍّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ "يَوْمُ عَرَفَةَ وَيَوْمُ النَّحْرِ وَأَيَّامُ التَّشْرِيقِ عِيدُنَا أَهْلَ الإِسْلَامِ. وَهِيَ أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ".

سیّدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عرفہ کا دن، قربانی کا دن اور ایام تشریق ہماری اہل اسلام کی عید کے ایام ہیں، اور وہ کھانے پینے کے ایام ہیں۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَسَعْدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَجَابِرٍ وَنُبَيْشَةَ وَبِشْرِ بْنِ سُحَيْمٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ حُذَافَةَ وَأَنَسٍ وَحَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو الأَسْلَمِيِّ وَكَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَعَائِشَةَ وَعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو.

اس باب میں سیّدنا علی، سعد، ابوہریرہ، جابر، نبیشہ، بشر بن سحیم، عبداللہ بن حذافہ، انس، حمزہ بن عمرو اسلمی، کعب بن مالک، عائشہ عمرو بن عاص اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ يَكْرَهُونَ الصِّيَامَ أَيَّامَ التَّشْرِيقِ إِلَّا أَنَّ قَوْمًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ رَخَّصُوا لِلْمُتَمَتِّعِ إِذَا لَمْ يَجِدْ هَدْيًا وَلَمْ يَصُمْ فِي الْعَشْرِ أَنْ يَصُومَ أَيَّامَ التَّشْرِيقِ. وَبِهِ يَقُولُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے، اہل علم کا اسی پر عمل ہے، وہ ایام تشریق میں روزہ رکھنے کو ناپسند کرتے ہیں، البتہ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اور ان کے علاوہ کچھ حضرات نے حج تمتع کرنے والے کو جو کہ قربانی کا جانور نہ پائے یہ رخصت دی ہے کہ وہ اگر دس دنوں میں روزہ نہ رکھے تو وہ ایام تشریق میں روزہ رکھ لے، امام مالک بن انس، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَأَهْلُ الْعِرَاقِ يَقُولُونَ مُوسَى بْنُ عَلِيِّ بْنِ رَبَاحٍ وَأَهْلُ مِصْرَ يَقُولُونَ مُوسَى بْنُ عُلَيٍّ. وَقَالَ: سَمِعْتُ قُتَيْبَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ اللَّيْثَ بْنَ سَعْدٍ يَقُولُ قَالَ: مُوسَى

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: عراق والے کہتے ہیں: موسیٰ بن علی (عین کے فتحہ کے ساتھ) بن رباح۔ جبکہ مصری کہتے ہیں: موسیٰ بن عُلی (عین کے ضمہ کے ساتھ)، قتیبہ بیان کرتے

بْنُ عَلِيٍّ لَا أَجْعَلُ أَحَدًا فِي حِلٍّ صَغَّرَ اسْمَ أَبِي.

ہیں میں نے لیث بن سعد کو بیان کرتے ہوئے سنا: موسیٰ بن علی (عین کے فتحہ کے ساتھ) نے کہا: اور فرمایا: میں کسی کو اجازت نہیں دیتا کہ وہ میرے والد کے نام کی تصغیر کرے۔

حکم الحدیث: (صحیح) صحیح ابی داؤد: ۲۰۹۰، الارواء: ۱۳۰/٤، اخرجه ابن خزیمه: ۲۱۰۰، والحاکم: ٤٣٤/١

تخریج الحدیث: سنن ابوداود: ۲٤۱۹، سنن النسائی فی الکبری: ۲۸۲۹ و ٤۱۸۱، مسند احمد: ۱۳۳۷۹، صحیح ابن حبان: ۳٦۰۳

فوائد الحدیث: ۱۔ ایام تشریق گیارہ، بارہ اور تیرہ ذوالحجہ کو روزہ رکھنا منع ہے کیونکہ یہ کھانے پینے اور عید کے دن ہیں۔ صرف حج تمتع کرنے والا کہ جس کے پاس قربانی نہیں اس کے لیے یہ مسئلہ ہے کہ وہ تین روزے حج کے دنوں میں رکھے اور باقی سات گھر واپس آکر، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۱۹٦ میں بیان فرمایا ہے۔ باقی لوگوں کے لیے ممانعت ہے۔

۲۔ عرفہ کے روزے کے متعلق حدیث نمبر ۷۴۹ کے فوائد میں تفصیل ملاحظہ فرمائیں اور قربانی کے دن کے روزہ کے بارے حدیث نمبر ۷۷۱، ۷۷۲ کے فوائد دیکھیں۔

60- بَابُ كَرَاهِيَةِ الْحِجَامَةِ لِلصَّائِمِ

روزے کی حالت میں سینگی / پچھنے لگوانے کی ممانعت

774: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ النَّيْسَابُورِيُّ وَمَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ وَيَحْيَى بْنُ مُوسَى قَالُوا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ قَارِظٍ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُومُ".

سیّدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے بیان کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: "سینگی لگانے اور لگوانے والے نے روزہ کھول دیا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَسَعْدٍ وَشَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ وَثَوْبَانَ وَأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ وَعَائِشَةَ وَمَعْقِلِ بْنِ سِنَانٍ وَيُقَالُ ابْنُ يَسَارٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي مُوسَى وَبِلَالٍ.

اس باب میں سیّدنا علی، سعد، شداد بن اوس، ثوبان، اسامہ بن زید، عائشہ، معقل بن سنان (یسار بھی کہا جاتا ہے)، ابوہریرہ، ابن عباس، ابوموسیٰ اور بلال رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَذُكِرَ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ أَنَّهُ قَالَ: أَصَحُّ شَيْءٍ فِي هَذَا الْبَابِ حَدِيثُ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ. وَذُكِرَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ قَالَ: أَصَحُّ شَيْءٍ فِي هَذَا الْبَابِ حَدِيثُ ثَوْبَانَ

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے، احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے حوالے سے ذکر کیا گیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: اس باب میں صحیح ترین روایت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔ علی بن عبداللہ کے حوالے سے

وَشَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ لِأَنَّ يَحْيَى بْنَ أَبِي كَثِيرٍ رَوَى عَنْ أَبِي قِلَابَةَ الْحَدِيثَيْنِ جَمِيعًا حَدِيثَ ثَوْبَانَ وَحَدِيثَ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ.

بیان ہے کہ اس باب میں صحیح ترین روایت ثوبان اور شداد بن اوس کی ہے۔ اس لیے کہ یحییٰ بن ابی کثیر نے ابو قلابہ سے دونوں حدیثیں اکٹھی بیان کی ہیں ثوبان کی حدیث اور شداد بن اوس کی حدیث۔

وَقَدْ كَرِهَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمُ الْحِجَامَةَ لِلصَّائِمِ حَتَّى أَنَّ بَعْضَ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ احْتَجَمَ بِاللَّيْلِ مِنْهُمْ: أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ وَابْنُ عُمَرَ وَبِهَذَا يَقُولُ: ابْنُ الْمُبَارَكِ.

نبی ﷺ کے اصحاب میں سے کچھ حضرات نے روزے کی حالت میں سینگی لگوانے کو ناپسند کیا ہے، حتیٰ کہ نبی ﷺ کے بعض اصحاب نے رات کے وقت سینگی لگوائی ہے، ابو موسیٰ اشعری اور ابن عمر رضی اللہ عنہما انہی حضرات میں سے ہیں، ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی موقف ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: سَمِعْتُ إِسْحَاقَ بْنَ مَنْصُورٍ يَقُولُ: قَالَ: عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ مَنِ احْتَجَمَ وَهُوَ صَائِمٌ فَعَلَيْهِ الْقَضَاءُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے اسحاق بن منصور کو بیان کرتے ہوئے سنا، عبدالرحمن بن مہدی نے کہا: جو روزے کی حالت میں سینگی لگوائے تو وہ اس روزے کی قضا دے۔

قَالَ إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ وَهَكَذَا قَالَ: أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ.

اسحاق بن منصور نے فرمایا: امام احمد بن حنبل اور اسحاق بن ابراہیم رحمہما اللہ نے بھی اسی طرح کہا ہے۔

وَقَالَ أَبُو عِيسَى: وَأَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ قَالَ: قَالَ الشَّافِعِيُّ: قَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ "احْتَجَمَ وَهُوَ صَائِمٌ" وَرُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: "أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُومُ". وَلَا أَعْلَمُ وَاحِدًا مِنْ هَذَيْنِ الْحَدِيثَيْنِ ثَابِتًا وَلَوْ تَوَقَّى رَجُلٌ الْحِجَامَةَ وَهُوَ صَائِمٌ كَانَ أَحَبَّ إِلَيَّ وَلَوِ احْتَجَمَ صَائِمٌ لَمْ أَرَ ذَلِكَ أَنْ يُفْطِرَهُ.

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ مجھے حسن بن محمد زعفرانی نے بیان کیا کہ امام شافعی کہتے ہیں کہ نبی ﷺ سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے روزے کی حالت میں سینگی لگوائی، اور نبی ﷺ سے روایت کیا گیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "سینگی لگانے والے اور سینگی لگوانے والے نے روزہ کھول لیا۔" میں ان دونوں حدیثوں میں سے کسی ایک کو ثابت نہیں جانتا۔ اگر آدمی روزے کی حالت میں سینگی لگوانے سے پرہیز کرے تو وہ میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ امر ہے، اور اگر وہ روزے کی حالت میں سینگی لگوائے تو میں نہیں سمجھتا کہ اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَكَذَا كَانَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ بِبَغْدَادَ وَأَمَّا بِمِصْرَ فَمَالَ إِلَى الرُّخْصَةِ وَلَمْ يَرَ بِالْحِجَامَةِ لِلصَّائِمِ بَأْسًا وَاحْتَجَّ بِأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ احْتَجَمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَهُوَ مُحْرِمٌ صَائِمٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بغداد میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی موقف تھا، لیکن مصر میں ان کا رجحان رخصت کی جانب ہو گیا تھا، اور انہوں نے روزے کی حالت میں سینگی لگوانے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھا، اور انہوں نے اس سے استدلال کیا کہ نبی ﷺ نے حجۃ الوداع میں احرام میں روزے کی حالت میں

سینگی لگوائی۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه عبدالرزق: ٧٥٢٣، ابن خزيمه: ١٩٦٤، والحاكم: ٤٢٨/١

تخریج الحدیث: مسنداحمد : ١٥٨٢٨، صحيح ابن حبان: ٣٥٣٥

فوائد الحدیث: ا۔ روزے دار کے لیے سینگی لگوانے کی ممانعت، کراھت پر محمول ہوگی کیونکہ آئندہ باب کی حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا خود سینگی لگوانا بیان ہوا ہے جو کہ اس کے جواز کی دلیل ہے۔

۲۔ تو مسئلہ یہی ہے کہ سینگی لگوانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا البتہ اگر کوئی شخص کمزور ہو تو اسے روزے کی حالت میں سینگی نہیں لگوانی چاہئے تاکہ مزید کمزوری نہ ہو۔ جیسا کہ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ: ما كنا ندع الحجامة للصائم الا كراهية الجهد (سنن ابي داؤد ا/٣٣٠ كتاب الصوم) "ہم روزے دار کو سینگی صرف مشقت کی وجہ سے نہیں لگوانے دیتے تھے۔"

61- بَابُ مَا جَاءَ مِنَ الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ

روزے کی حالت میں سینگی لگوانے کی اجازت

775: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: "احْتَجَمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ صَائِمٌ".

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حالت احرام میں روزے کی حالت میں سینگی لگوائی۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے۔

وَهَكَذَا رَوَى وُهَيْبٌ نَحْوَ رِوَايَةِ عَبْدِ الْوَارِثِ.

وہیب نے اسی طرح عبدالوارث کی روایت کے مانند روایت کیا۔

وَرَوَى إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ مُرْسَلاً وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

اسماعیل بن ابراہیم نے ایوب عن عکرمہ کی سند سے مرسل روایت کیا اور انہوں نے اس میں عن ابن عباس کا ذکر نہیں کیا۔

حکم الحدیث: (صحیح: بلفظ: ((.... واحْتَجَمَ وَهُوَ صَائِمٌ)) "حالت روزہ میں سینگی لگوائی" کے الفاظ کے ساتھ صحیح ہے۔

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٨٣٥ و ١٩٣٨، سنن ابو داود: ١٨٣٦ و ٢٣٧٣، سنن النسائی: ٣٢١٥، مسند احمد : ٢١٠٨، صحيح ابن حبان: ٣٥٣١

776: حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الأَنْصَارِيُّ عَنْ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "احْتَجَمَ وَهُوَ صَائِمٌ".

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے روزے کی حالت میں سینگی لگوائی۔

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث اس طریق سے حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الطحاوي في شرح المعاني: ٢/١٠١، والطبراني في الاوسط: ٢٤٥٥

تخریج الحدیث: سنن نسائی فی الکبری: ٣٢٣١، المسند: ٢٧٨٨

777: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "احْتَجَمَ فِيمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ وَهُوَ مُحْرِمٌ صَائِمٌ".

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے مکہ اور مدینہ کے درمیان حالت احرام میں روزہ رکھ کر سینگی لگوائی۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَجَابِرٍ وَأَنَسٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ إِلَى هَذَا الْحَدِيثِ وَلَمْ يَرَوْا بِالْحِجَامَةِ لِلصَّائِمِ بَأْسًا. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَالشَّافِعِيِّ.

اس باب میں ابو سعید، جابر اور انس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح ہے۔ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے بعض اہل علم نے اس حدیث کے مطابق اختیار کیا ہے کہ وہ روزے کی حالت میں سینگی لگوانے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے، سفیان ثوری، مالک بن انس اور شافعی رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے۔

حکم الحدیث: (مُنكَرٌ بِهَذَا اللَّفْظ) اس میں یزید بن ابی زیاد ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٣٧٣، سنن ابن ماجه: ١٦٨٢، و ٣٠٨١، سنن النسائی فی الکبری: ٣٢٢٦۔ ٣٢٢٨، مسند احمد: ١٨٤٩

فوائد الحدیث: ان تمام احادیث سے روزے کی حالت میں سینگی لگوانے کا جواز ثابت ہوتا ہے۔

62- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْوِصَالِ فِي الصِّيَامِ

روزے میں وصال (روزہ رکھ کر افطار کیے بغیر دوسرا روزہ رکھ لینے) کی ممانعت

778: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ وَخَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: "لَا تُوَاصِلُوا. قَالُوا: فَإِنَّكَ تُوَاصِلُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: إِنِّي لَسْتُ كَأَحَدِكُمْ إِنَّ رَبِّي يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِي".

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "روزے میں وصال نہ کرو" (روزے کو افطار کیے بغیر دوسرے روزے کے ساتھ نہ ملاؤ) انہوں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! آپ ﷺ تو وصال کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "میں تمہاری طرح نہیں ہوں، میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَعَائِشَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَجَابِرٍ وَأَبِي سَعِيدٍ وَبَشِيرٍ ابْنِ الْخَصَاصِيَةِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اس باب میں سیّدنا علی، عائشہ، ابوہریرہ، ابن عمر، جابر، ابو سعید اور بشیر بن خصاصیہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ كَرِهُوا الْوِصَالَ فِي الصِّيَامِ. وَرُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ كَانَ يُوَاصِلُ الأَيَّامَ وَلَا يُفْطِرُ.

ہے، اور بعض اہل علم کا اس پر عمل ہے، انہوں نے روزے میں وصال کو ناپسند کیا ہے، سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ کئی کئی ایام مسلسل روزہ رکھتے تھے اور افطار نہیں کرتے تھے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن خزيمه: ٢٠٦٩، ابو يعلي: ٢٨٧٤، ابن ابي شيبة: ٨٢/٣

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ١٩٦١ و ٧٢٤١، صحيح مسلم: ١١٠٤، مسند احمد : ١٢٢٤٨ و ١٢٧٤٠، صحيح ابن حبان: ٣٥٧٤ و ٣٥٧٩

فوائد الحدیث: ا۔ "وصال" کا مطلب ہے کہ مسلسل کئی دن تک بغیر سحری و افطاری کیے روزہ رکھنا۔ رسول اللہ ﷺ نے امت کو اس سے منع فرمایا ہے۔

۲۔ آپ ﷺ کی شان و عظمت تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق عنایت فرماتا تھا کہ آپ ﷺ "وصال" کر لیتے تھے اس لیے یہ آپ ﷺ کی خصوصیت تھی، امتیوں کو اس کی اجازت نہیں۔

63- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجُنُبِ يُدْرِكُهُ الْفَجْرُ وَهُوَ يُرِيدُ الصَّوْمَ

وہ جنبی جو روزہ رکھنا چاہتا ہے لیکن حالت جنابت میں صبح ہو جاتی ہے

779: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ قَالَ: أَخْبَرَتْنِي عَائِشَةُ وَأُمُّ سَلَمَةَ زَوْجَا النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "كَانَ يُدْرِكُهُ الْفَجْرُ وَهُوَ جُنُبٌ مِنْ أَهْلِهِ ثُمَّ يَغْتَسِلُ فَيَصُومُ".

نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ سیّدہ عائشہ اور سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کو فجر ہو جاتی جبکہ آپ ﷺ اپنے اہل (کے ساتھ تعلق زن و شو قائم کرنے کی وجہ) سے جنبی ہوتے تھے، پھر آپ ﷺ غسل کرتے اور روزہ رکھتے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ. وَقَدْ قَالَ قَوْمٌ: مِنَ التَّابِعِينَ إِذَا أَصْبَحَ جُنُبًا يَقْضِي ذَلِكَ الْيَوْمَ. وَالْقَوْلُ الأَوَّلُ أَصَحُّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدہ عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح ہے، نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اور دیگر اہل علم کا اسی پر عمل ہے، سفیان، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے، تابعین میں سے کچھ حضرات نے کہا ہے: جب وہ حالت جنابت میں صبح کرے تو وہ اس دن قضا کرے۔ پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٨١/٣، ابن خزيمه: ٢٠١١، البيهقي: ٢١٤/٤

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ١٩٢٦ و ١٩٣٠، صحيح مسلم: ١١٠٩، سنن ابو داود: ٢٣٨٨ و ٢٣٨٩، سنن النسائی الكبرى: ٢٩٣٣ و ٢٩٣٥، و ٢٩٥٥، مسند احمد : ١٨٠٤ و ٢٤٠٦٢ و ٢٥٦٧٣، صحيح ابن حبان: ٣٤٨٧

فوائد الحدیث: اگر کوئی شخص جنبی ہو اور سحری کے لیے وقت کم ہو تو وہ شخص وضو کر کے جنابت کی حالت میں سحری کھالے اور بعد میں

غسل کر کے نماز ادا کرے۔ کیونکہ جنبی آدمی کے لیے نماز پڑھنا ممنوع ہے۔ روزے یا سحری میں جنابت رکاوٹ نہیں۔

64- بَابُ مَا جَاءَ فِي إِجَابَةِ الصَّائِمِ الدَّعْوَةَ

روزہ دار دعوت قبول کرے

780: حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ مَرْوَانَ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَوَاءٍ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى طَعَامٍ فَلْيُجِبْ فَإِنْ كَانَ صَائِمًا فَلْيُصَلِّ. يَعْنِي الدُّعَاءَ".

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کسی کو کھانے کی دعوت دی جائے تو وہ قبول کرے۔ اور اگر وہ روزے کی حالت میں ہو تو پھر دعا کرے۔"

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابو يعلي: ٦٠٣٦، والطحاوي في شرح المشكل: ١٥٣٠

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٤٣١، سنن ابو داود: ٢٤٦٠، سنن النسائي في الكبرى: ٣٢٧٠ و ٦٦١١، مسند احمد : ١٠٣٤٩، صحيح ابن حبان: ٥٣٠٦

781: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ وَهُوَ صَائِمٌ فَلْيَقُلْ إِنِّي صَائِمٌ".

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کسی کو دعوت دی جائے اور اس نے روزہ رکھا ہوا ہو تو وہ کہہ دے: میں نے روزہ رکھا ہوا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَكِلَا الْحَدِيثَيْنِ فِي هَذَا الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: اس باب میں سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی دونوں حدیثیں حسن صحیح ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الحميدي: ١٠١٢، الدارمي:- ١٧٤٤، ابو يعلي: ٦٢٨٠، والبغوي: ١٨١٥

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١١٥٠، سننابو داود: ٢٤٦١، سنن ابن ماجه: ١٧٥٠، سنن النسائي في الكبرى: ٣٢٦٩، مسند احمد : ٧٣٠٤

فوائد الحدیث: جب کوئی مسلمان دعوت طعام دے تو اسے قبول کرنا چاہئے۔ اگر آدمی روزے دار ہے تو دعوت دینے والے کو آگاہ کرے اور اس کے حق میں دعا کر دے اگر روزہ نفلی ہو اور آدمی ضرورت سمجھے تو افطار بھی کر سکتا ہے۔

65- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ صَوْمِ الْمَرْأَةِ إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا

عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر (نفلی) روزہ نہ رکھے

782: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَنَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "لَا تَصُومُ الْمَرْأَةُ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ يَوْمًا مِنْ غَيْرِ شَهْرِ رَمَضَانَ إِلَّا بِإِذْنِهِ".

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: "عورت کا شوہر موجود ہو تو وہ رمضان کے علاوہ کسی دن کا نفلی روزہ اس کی اجازت کے بغیر نہ رکھے۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي سَعِيدٍ.
اس باب میں ابن عباس اور ابو سعید رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.
یہ حدیث ابو زناد عن موسیٰ بن ابی عثمان عن ابیہ عن ابی ہریرہ کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کی گئی ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه ابو يعلي: ٦٢٨٣، ابن خزيمه: ٢١٦٨، والبغوي: ١٦٩٥

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٥١٩٢ و ٥١٩٥، صحيح مسلم: ١٠٢٦، سنن ابو داود: ٢٤٥٨، سنن ابن ماجه: ١٧٦١، سنن النسائی فی الكبرى: ٢٩٢١ و ٣٢٨٨، مسند احمد: ٧٣٤٣، صحيح ابن حبان: ٣٥٧٢ و ٤١٧٠

فوائد الحديث: ۱۔ شادی شدہ عورت کا خاوند گھر میں موجود ہو تو نفلی روزے کے لیے اس سے اجازت لینا ضروری ہے تاکہ روزے میں خلل واقع نہ ہو۔ کیونکہ خاوند اپنی بیوی سے کسی بھی وقت کوئی بھی خدمت لے سکتا ہے۔

۲۔ اس حدیث سے خاوند کی بیوی پر فوقیت بھی ثابت ہوتی ہے اور بیوی کو خاوند کے حقوق کی ادائیگی کا پابند بھی کیا گیا ہے اگرچہ اسے کوئی نفلی نیکی کا کام چھوڑنا ہی پڑے۔

66- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَأْخِيرِ قَضَاءِ رَمَضَانَ

قضاء رمضان میں تاخیر

783: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ السُّدِّيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ الْبَهِيِّ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: "مَا كُنْتُ أَقْضِي مَا يَكُونُ عَلَيَّ مِنْ رَمَضَانَ إِلَّا فِي شَعْبَانَ حَتَّى تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ".
ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رمضان کے جو روزے میرے ذمے رہ جاتے تھے میں انہیں شعبان میں قضا کرتی تھی حتیٰ کہ اللہ کے رسول ﷺ وفات پا گئے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

قَالَ: وَقَدْ رَوَى يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيُّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ نَحْوَ هَذَا.
یحییٰ بن سعید الانصاری نے ابو سلمہ عن عائشہ کی سند سے اسی مانند روایت کیا ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) الارواء: ٩٤٤، الروض النضير: ٧٦٣، صحيح ابی داؤد: ٢٠٧٦ "تمام المنة"

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ١٩٥٠، صحيح مسلم: ١١٤٦ سنن ابو داود: ٢٣٩٩، سنن ابن ماجه: ١٦٦٩، سنن النسائی: ١٥٠/٤ و ١٩١، ابوداود الطيالسی: ١٥٠٩، مصنف ابن ابی شيبة: ٩٨/٣، مسند اسحاق بن راهويه: ١٦٠٦، صحيح ابن خزيمة: ٢٠٤٩ و ٢٠٥١، مسند احمد: ٢٤٩٢٨

فوائد الحديث: بلاوجہ روزوں کی قضا میں تاخیر نہیں کرنی چاہئے کیونکہ آدمی نہیں جانتا کہ زندگی کی مہلت کب ختم ہو جائے لیکن اگر آئندہ رمضان تک قضاء کو موخر کر لے تو جائز ہے۔ جیسا کہ حدیث الباب میں واضح ہے۔

67- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الصَّائِمِ إِذَا أُكِلَ عِنْدَهُ

جس روزہ دار کے پاس کھانا کھایا جائے اس کی فضیلت

784: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عَنْ حَبِيبِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ لَيْلَى عَنْ مَوْلَاتِهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "الصَّائِمُ إِذَا أُكِلَ عِنْدَهُ الْمَفَاطِيرُ صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ".

لیلیٰ نے اپنی آزاد کردہ لونڈی کے حوالے سے نبی ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: "جب روزے دار کے پاس ایسے افراد کھانا کھائیں جن کا روزہ نہ ہو، تو فرشتے اس پر رحمتیں نازل فرماتے ہیں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَرَوَى شُعْبَةُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ لَيْلَى عَنْ جَدَّتِهِ أُمِّ عُمَارَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: شعبہ نے اس حدیث کو حبیب بن زید عن لیلی عن جدتہ ام عمارہ کی سند سے نبی ﷺ سے اسی مانند روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) سلسلة الضعيفة: ١٣٣٢۔اس میں لیلیٰ مجہول ہے۔اخرجه الدارمي: ١٧٤٥

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١٧٤٨، سنن النسائي في الكبرى: ٣٢٦٧، ومرسلًا: ٣٢٦٨، مسنداحمد : ٢٧٠٥٩ و ٢٧٤٧٢، صحيح ابن حبان: ٣٤٣٠

785: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ مَوْلَاةً لَنَا يُقَالُ لَهَا لَيْلَى تُحَدِّثُ عَنْ جَدَّتِهِ أُمِّ عُمَارَةَ بِنْتِ كَعْبٍ الْأَنْصَارِيَّةِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "دَخَلَ عَلَيْهَا فَقَدَّمَتْ إِلَيْهِ طَعَامًا فَقَالَ: كُلِي. فَقَالَتْ: إِنِّي صَائِمَةٌ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: "إِنَّ الصَّائِمَ تُصَلِّي عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ إِذَا أُكِلَ عِنْدَهُ حَتَّى يَفْرُغُوا. وَرُبَّمَا قَالَ: حَتَّى يَشْبَعُوا".

سیّدہ ام عمارہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ان کے ہاں تشریف لائے تو انہوں نے آپ ﷺ کی خدمت میں کھانا پیش کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "کھا" انہوں نے عرض کیا: میرا تو روزہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "روزے دار کے پاس جب تک کھانا کھایا جائے تو فرشتے اس کے حق میں دعا کرتے رہتے ہیں حتی کہ وہ (کھانے سے) فارغ ہو جاتے ہیں۔" اور کبھی یہ الفاظ استعمال کیے "حتی کہ وہ شکم سیر ہو جائیں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَهُوَ أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ شَرِيكٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے، اور یہ شریک کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) اس میں بھی لیلیٰ مجہول ہے۔دیکھیں گزشتہ حدیث۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١٧٤٨، سنن النسائي في الكبرى: ٣٢٦٧، ومرسلًا: ٣٢٦٨، مسند احمد: ٢٧٠٥٩ و ٢٧٤٧٢، صحيح ابن حبان: ٣٤٣٠

786: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ مَوْلَاةٍ لَهُمْ يُقَالُ لَهَا لَيْلَى عَنْ جَدَّتِهِ أُمِّ عُمَارَةَ بِنْتِ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ حَتَّى يَفْرُغُوا أَوْ يَشْبَعُوا.

لیلیٰ نے ام عمارہ بنت کعب رضی اللہ عنہا کے حوالے سے نبی ﷺ سے اسی مانند روایت کیا ہے، لیکن اس میں یہ ذکر نہیں کیا: "حتی یفرغوا أو یشبعوا" "حتی کہ وہ کھانے سے فارغ ہو جائیں، یا: وہ شکم سیر ہو جائیں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَأُمُّ عُمَارَةَ هِيَ جَدَّةُ حَبِيبِ بْنِ زَيْدٍ الأَنْصَارِيِّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ام عمارہ، حبیب بن زید انصاری کی دادی / نانی ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف أيضا) دیکھیں گزشتہ حدیث۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١٧٤٨، سنن النسائی فی الکبری: ٣٢٦٧، ومرسلًا: ٣٢٦٨، مسند احمد : ٢٧٠٥٩ و ٢٧٤٧٢، صحيح ابن حبان: ٣٤٣٠

فوائد الحدیث: یہ روایات اگرچہ ضعیف ہیں لیکن اگر کہیں ایسی صورت پیدا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور لطف و کرم ہے کہ روزے دار کے صبر کے بدلے اسے فرشتوں کی دعائیں نصیب ہوتی ہیں۔

68- بَابُ مَا جَاءَ فِي قَضَاءِ الْحَائِضِ الصِّيَامَ دُونَ الصَّلَاةِ

حیض والی عورت روزے کی قضا دے گی نماز کی نہیں

787: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ عُبَيْدَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: "كُنَّا نَحِيضُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ ثُمَّ نَطْهُرُ فَيَأْمُرُنَا بِقَضَاءِ الصِّيَامِ وَلَا يَأْمُرُنَا بِقَضَاءِ الصَّلَاةِ".

ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، ہمیں رسول اللہ ﷺ کے ہاں (رہتے ہوئے) حیض آتا تھا، پھر ہم پاک ہو جاتی تھیں، تو آپ ﷺ ہمیں روزے کی قضا کا حکم دیتے تھے اور نماز کی قضا کا ہمیں حکم نہیں فرماتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ مُعَاذَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَيْضًا. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ لَا نَعْلَمُ بَيْنَهُمُ اخْتِلَافًا أَنَّ الْحَائِضَ تَقْضِي الصِّيَامَ وَلَا تَقْضِي الصَّلَاةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ اور معاذہ عن عائشہ کی سند سے بھی روایت کی گئی ہے۔ اہل علم کے ہاں اسی پر عمل ہے۔ اور اس مسئلے میں ان کے درمیان اختلاف کے متعلق ہمیں کچھ معلوم نہیں کہ حیض والی عورت روزے کی قضا دے گی اور نماز کی قضا نہیں دے گی۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَعُبَيْدَةُ هُوَ ابْنُ مُعَتِّبٍ الضَّبِّيُّ الْكُوفِيُّ يُكْنَى أَبَا عَبْدِ الْكَرِيمِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: عبیدہ وہ ابن معتب الضبی کوفی ہیں اور ان کی کنیت ابو عبد الکریم ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ٩٨٤، انظر تحفة الاشراف: ١٥٩٧٤

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١٦٧٠، صحيح مسلم: ٣٣٥، ٦٩، سنن ابو داود: ٢٦٣، مسند احمد : ٢٥٩٥١

فوائد الحدیث: حائضہ عورت، حیض سے پاک ہونے کے بعد صرف روزوں کی قضاء دے گی نماز کی نہیں۔

69- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ مُبَالَغَةِ الِاسْتِنْشَاقِ لِلصَّائِمِ

روزے کی حالت میں وضو کے دوران ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرنے کی ممانعت

788: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْحَكَمِ الْبَغْدَادِيُّ الْوَرَّاقُ وَأَبُو عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى

سیّدنا لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! مجھے وضو کے بارے میں بتائیں؟ تو آپ ﷺ نے

بْنُ سُلَيْمٍ حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَاصِمَ بْنَ لَقِيطِ بْنِ صَبْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَخْبِرْنِي عَنِ الْوُضُوءِ؟ قَالَ: "أَسْبِغِ الْوُضُوءَ وَخَلِّلْ بَيْنَ الأَصَابِعِ وَبَالِغْ فِي الاِسْتِنْشَاقِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ صَائِمًا".

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ كَرِهَ أَهْلُ الْعِلْمِ السَّعُوطَ لِلصَّائِمِ وَرَأَوْا أَنَّ ذَلِكَ يُفْطِرُهُ وَفِي الْحَدِيثِ مَا يُقَوِّي قَوْلَهُمْ.

فرمایا: "خوب اچھی طرح وضو کر، انگلیوں کے درمیان خلال کر، ناک میں پانی کھینچنے میں مبالغہ کر سوائے اس کے کہ تو نے روزہ رکھا ہوا ہو۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے، اہل علم نے ناک میں دوائی ڈالنے کو ناپسند کیا ہے اور ان کا خیال ہے کہ اس سے اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا۔ مذکورہ حدیث میں ایسا مواد ہے جو ان کے قول و موقف کو تقویت پہنچاتا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں حدیث ۳۸۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٤٢ و ١٤٣، و ٢٣٦٦، سنن ابن ماجه: ٤٠٧ و ٤٤٨، سنن النسائی: ١/٦٦، ٧٩، وفی الکبری: ٩٨/م، و ١١٧ و ٣٠٤٧، مسند احمد: ١٦٣٨٠، صحیح ابن حبان: ١٠٥٤ و ١٠٨٧

فوائد الحدیث: ۱۔ وضو کرتے ہوئے اچھی طرح وضو کرنا چاہئے اور آپ ﷺ نے ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ لیکن روزے کی حالت میں آپ ﷺ نے مبالغے سے منع فرمایا ہے۔

۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی چیز ناک کے ذریعے بھی پیٹ یا دماغ میں چلی گئی اور روزے دار نے یہ عمل جان بوجھ کر کیا تو اس کا روزہ فاسد ہو جائے گا۔ اس لیے آنکھ، ناک وغیرہ میں قطرے ڈالنے اور انجکشن وغیرہ لگوانے سے پرہیز کرنا چاہئے۔

۳۔ اس حدیث میں "بعض الناس" کے لیے بھی نصیحت ہے جو وضو کرتے ہوئے ناک میں پانی چڑھانے کو ضروری خیال نہیں کرتے۔

70- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ نَزَلَ بِقَوْمٍ فَلَا يَصُومُ إِلَّا بِإِذْنِهِمْ

جو شخص کسی کے ہاں مہمان ٹھہرے تو وہ ان کی اجازت کے بغیر (نفلی) روزہ نہ رکھے

789: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الْعَقَدِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ وَاقِدٍ الْكُوفِيُّ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: "مَنْ نَزَلَ عَلَى قَوْمٍ فَلَا يَصُومَنَّ تَطَوُّعًا إِلَّا بِإِذْنِهِمْ".

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ لَا نَعْرِفُ أَحَدًا مِنَ الثِّقَاتِ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ. وَقَدْ رَوَى مُوسَى بْنُ دَاوُدَ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الْمَدِينِيِّ عَنْ هِشَامِ بْنِ

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص کسی کے ہاں مہمان ٹھہرے تو وہ ان کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہ رکھے۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث منکر ہے، ہم ثقہ راویوں میں سے کسی کو نہیں جانتے کہ اس نے اس حدیث کو ہشام بن عروہ سے روایت کیا ہو۔ البتہ موسیٰ بن داود نے ابو بکر المدنی،

عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوًا مِنْ هَذَا.

عن ہشام عن عروہ عن ابیہ عن عائشہ کی سند سے نبی ﷺ سے اسی مانند روایت کیا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ ضَعِيفٌ أَيْضًا. وَأَبُو بَكْرٍ ضَعِيفٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ وَأَبُو بَكْرٍ الْمَدَنِيُّ الَّذِي رَوَى عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ اسْمُهُ الْفَضْلُ بْنُ مُبَشِّرٍ وَهُوَ أَوْثَقُ مِنْ هَذَا وَأَقْدَمُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث بھی ضعیف ہے۔ ابو بکر المدنی اہل حدیث کے ہاں ضعیف ہے۔ اور جس ابو بکر المدنی نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ اس کا نام فضل بن مبشر ہے۔ اور وہ اس سے زیادہ ثقہ ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف جداً) ضعيف ابن ماجه: ٣٩١، ضعيف الجامع: ٧٠٦، ٥٨٦٥۔ اس میں ایوب بن واقد متروک ہے۔

تخریج الحدیث: ابن عدی فی الکامل: ١/٣٤٨۔ سنن ابن ماجه: ١٧٦٣

فوائد الحدیث: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ اگر سہولت میسر ہو تو مہمان روزہ رکھ سکتا ہے وہ اپنی سحری یا افطاری کے اہتمام کے لیے میزبان کو مشقت میں نہ ڈالے۔

71- بَابُ مَا جَاءَ فِي الِاعْتِكَافِ

اعتکاف کا بیان

790: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتَّى قَبَضَهُ اللَّهُ".

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ رمضان کے آخری دس دنوں میں اعتکاف کیا کرتے تھے، حتیٰ کہ اللہ نے آپ ﷺ کی روح قبض فرمالی۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَأَبِي لَيْلَى وَأَبِي سَعِيدٍ وَأَنَسٍ وَابْنِ عُمَرَ.

اس باب میں ابی بن کعب، ابو لیلی، ابو سعید، انس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الارواء: ٩٦٦، صحيح ابى داؤد: ٢١٢٥، اخرجه ابن خزيمه: ٢٢٢٣، البغوي: ١٨٣١

تخریج الحدیث: سنن نسائی فی الکبری: ٧٩٩٢، ٣٣٤٣، ٣٣٣٨، ٣٣٣٧، ٣٣٣٦، ٣٣٣٥، مسند احمد: ٧٧٨٤، ٢٥٣٥٥، صحیح ابن حبان: ٣٦٦٥، صحیح بخاری: ٤٩٩٨، ٢٠٤٤، ٢٠٢٦۔ صحیح مسلم: ١١٧٢، سنن ابو داود: ٢٤٦٦، ٢٤٦٢، سنن ابن ماجه: ١٧٦٩

791: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ "إِذَا أَرَادَ أَنْ يَعْتَكِفَ صَلَّى الْفَجْرَ ثُمَّ دَخَلَ فِي مُعْتَكَفِهِ".

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب اعتکاف کرنے کا ارادہ فرماتے تو فجر کی نماز پڑھ کر اپنے اعتکاف کی جگہ میں تشریف لے جاتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ

امام ترمذی نے کہا: یہ حدیث یحییٰ بن سعید عن عمرہ کی سند

سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلاً. رَوَاهُ مَالِكٌ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ مُرْسَلاً. وَرَوَاهُ الأَوْزَاعِيُّ وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ.

سے نبی ﷺ سے مرسل روایت کی گئی ہے، مالک اور کئی ایک نے اسے یحییٰ بن سعید عن عمرہ کی سند سے مرسل روایت کیا ہے۔ اوزاعی، سفیان ثوری اور کئی ایک نے اسے یحییٰ بن سعید عن عمرہ عن عائشہ کی سند سے روایت کیا ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ يَقُولُونَ: إِذَا أَرَادَ الرَّجُلُ أَنْ يَعْتَكِفَ صَلَّى الْفَجْرَ ثُمَّ دَخَلَ فِي مُعْتَكَفِهِ. وَهُوَ قَوْلُ: أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ وَإِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِذَا أَرَادَ أَنْ يَعْتَكِفَ فَلْتَغِبْ لَهُ الشَّمْسُ مِنَ اللَّيْلَةِ الَّتِي يُرِيدُ أَنْ يَعْتَكِفَ فِيهَا مِنَ الْغَدِ وَقَدْ قَعَدَ فِي مُعْتَكَفِهِ. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ.

بعض اہل علم کا اس حدیث پر عمل ہے وہ کہتے ہیں: جب آدمی اعتکاف کرنے کا ارادہ کرے تو وہ فجر کی نماز پڑھے اور پھر اپنے اعتکاف کی جگہ میں داخل ہو جائے۔ یہ امام احمد بن حنبل اور اسحاق بن ابراہیم رحمہما اللہ کا قول ہے۔ اور بعض نے کہا ہے: جب وہ اعتکاف کرنے کا ارادہ کرے تو وہ جس دن (مثلاً جمعہ کے دن) اعتکاف کرنا چاہتا ہے تو اسے اس رات (جمعرات) کا سورج وہاں اعتکاف گاہ میں غروب ہونا چاہیے۔ یہ سفیان ثوری اور مالک بن انس رحمہما اللہ کا موقف ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه الحميدي: ١٩٥، ابن خزيمه: ٢٢١٦، ابو يعلي: ٤٥٠٦، والبغوي: ١٨٣٣

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٢٠٣٣ و ٢٠٤١، صحيح مسلم: ١١٧٣، سنن ابو داود: ٢٤٦٤، سنن ابن ماجه: ١٧٧١، سنن النسائی: ٢/٤٤-٤٥، وفي الكبرى: ٧٨٨، مسند احمد: ٢٤٥٤٤، صحيح ابن حبان: ٣٦٦٦

فوائد الحدیث: ۱۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے طریقوں اور صورتوں میں سے ایک طریقہ اعتکاف کرنا بھی ہے۔ اعتکاف کا لغوی طور پر مطلب ہے "رکنا، ٹھہرنا"۔

اصطلاحی طور پر "عبادت کرنے کے لیے مسجد میں ٹھہرنا اور کچھ وقت کے لیے رکنا" اس کی تین صورتیں ہیں:

۱- "فرض اعتکاف": یہ وہ اعتکاف ہے جو آدمی نذر مان لیتا ہے اور اپنے آپ پر واجب کر لیتا ہے اسے ادا کرنا ضروری ہے خواہ جتنے بھی وقت کے لیے ہو۔

۲- "مَسنُون اعتکاف": رمضان المبارک کے آخری عشرے میں مسجد میں مستقل طور پر ٹھہر کر عبادت کرنا۔

۳- "نفلی اعتکاف": یہ کسی بھی وقت اور کچھ مخصوص وقت کے لیے مسجد میں قیام کرنے کو کہتے ہیں۔

۲۔ حدیث میں مَسنُون اعتکاف کا بیان ہے اس لیے یہاں صرف اس کے چند ضروری اور اہم مسائل ذکر کیے جاتے ہیں۔

(۱) یہ اعتکاف صرف رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اور مسجد میں ہی ہو سکتا ہے اس کے علاوہ نہیں۔

(۲) یہ اعتکاف مرد اور عورت دونوں کر سکتے ہیں۔ عورتوں کے لیے گھر میں اعتکاف کرنا درست نہیں اگر مسجد میں پردے وغیرہ کا مکمل اور خاص اہتمام نہ ہو تو عورت اعتکاف نہ کرے بلکہ اپنے گھر میں کثرت سے نوافل، تلاوت اور اذکار کا اہتمام کر لے۔ اسے اعتکاف نہیں کہا جا سکتا۔

(۳) اعتکاف کرنے والا مرد ہو یا عورت، بیس رمضان المبارک کو غروب آفتاب سے پہلے مسجد میں جہاں اس نے اعتکاف کرنا ہے پہنچ جائے۔

(۴) اعتکاف کے لیے روزہ رکھنا شرط نہیں۔ اگر کوئی شخص شرعی عذر کی وجہ سے رخصت پر عمل کرتے ہوئے روزہ نہیں رکھتا لیکن اعتکاف کرتا ہے تو وہ اعتکاف کر سکتا ہے۔

(۵) اعتکاف کرنے والا، زیادہ سے زیادہ وقت عبادت میں گزارے۔ نوافل، تلاوت، اذکار وغیرہ کا اہتمام کرے، دنیاوی امور میں دلچسپی نہ لے اور نہ ہی اعتکاف کرنے والے آپس میں اور نہ ہی دوسروں کے ساتھ گپیں شپیں لگا کر وقت ضائع کریں۔

(۶) اعتکاف کرنے والوں کے لیے چہرے کو چھپا کر رکھنا ضروری نہیں البتہ عمومی پردہ لگا کر خیمہ وغیرہ بنالے تاکہ دوسرے لوگ، اسے دنیاوی باتوں میں مصروف نہ کر دیں۔

(۷) اعتکاف کرنے والا شخص نظافت یا ٹھنڈک کے حصول کے لیے بھی غسل کر سکتا ہے۔

(۸) اضطراری حالت میں مسجد سے باہر جا سکتا ہے لیکن غیر ضروری وقت مسجد سے باہر نہیں گزارے گا بلکہ جلدی واپس آئے گا۔

(۹) معتکف اگر امام یا خطیب ہو تو وہ امامت بھی کروا سکتا ہے۔ نماز کے بعد درس بھی دے سکتا ہے۔ اور جمعہ کا خطبہ بھی ارشاد فرما سکتا ہے۔ اگر مسجد میں کوئی تعلیمی یا تربیتی درس ہو تو اس میں لیکچر بھی دے سکتا ہے۔ بشرطیکہ وہ کلاس دینی تعلیم و تربیت کے لیے ہو۔

(۱۰) اعتکاف کرنے والا شادی شدہ ہے تو وہ اپنی بیوی سے اعتکاف کی حالت میں وظیفہ زوجیت والا تعلق بھی قائم نہیں کر سکتا۔

72- بَابُ مَا جَاءَ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ

شَبِ قدر کا بیان

792: حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: "كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُجَاوِرُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ وَيَقُولُ: تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ".

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کیا کرتے تھے، اور فرماتے تھے: "شب قدر کو رمضان کے آخری دس دنوں میں تلاش کرو۔"

وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَأُبَيٍّ وَجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَابْنِ عُمَرَ وَالْفَلَتَانِ بْنِ عَاصِمٍ وَأَنَسٍ وَأَبِي سَعِيدٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُنَيْسٍ وَأَبِي بَكْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَبِلَالٍ وَعُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ.

اس باب میں عمر، اُبیّ، جابر بن سمرہ، جابر بن عبداللہ، ابن عمر، فلتان بن عاصم، انس، ابو سعید، عبداللہ بن انیس، ابو بکرہ، ابن عباس، بلال اور عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَوْلُهَا يُجَاوِرُ يَعْنِي: يَعْتَكِفُ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت حسن صحیح ہے۔ اور یُجَاوِرُ کا معنی ہے یَعْتَکِفُ یعنی اعتکاف کرتے۔

وَأَكْثَرُ الرِّوَايَاتِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: "الْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ فِي كُلِّ وِتْرٍ". وَرُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ أَنَّهَا لَيْلَةُ إِحْدَى وَعِشْرِينَ وَلَيْلَةُ ثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ

نبی ﷺ سے جو اکثر روایات ہیں ان کے مطابق تو یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے آخری دنوں کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔" اور نبی ﷺ سے شب قدر کے بارے میں روایت کیا

وَخَمْسٍ وَعِشْرِينَ وَسَبْعٍ وَعِشْرِينَ وَتِسْعٍ وَعِشْرِينَ وَآخِرُ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ.

گیا ہے کہ وہ اکیسویں، تئیسویں[۲۳]، پچیسویں[۲۵]، ستائیسویں، انتیسویں اور رمضان کی آخری شب ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: قَالَ الشَّافِعِيُّ كَأَنَّ هَذَا عِنْدِي وَاللَّهُ أَعْلَمُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُجِيبُ عَلَى نَحْوِ مَا يُسْأَلُ عَنْهُ يُقَالُ لَهُ نَلْتَمِسُهَا فِي لَيْلَةِ كَذَا فَيَقُولُ: الْتَمِسُوهَا فِي لَيْلَةِ كَذَا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: گویا کہ یہ میرے ہاں ہے، (باقی واللہ اعلم) کہ نبی ﷺ سے جو سوال کیا جاتا تھا تو آپ ﷺ جواب دیتے تھے۔ آپ ﷺ سے عرض کیا جاتا تھا: ہم اسے فلاں رات میں تلاش کرتے ہیں۔ آپ ﷺ فرماتے: اسے فلاں رات میں تلاش کرو۔ شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس (شب قدر) کے بارے میں میرے نزدیک جو سب سے زیادہ قوی روایت ہے وہ اکیسویں شب کی ہے۔

قَالَ الشَّافِعِيُّ: وَأَقْوَى الرِّوَايَاتِ عِنْدِي فِيهَا لَيْلَةُ إِحْدَى وَعِشْرِينَ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ أَنَّهُ كَانَ يَحْلِفُ أَنَّهَا لَيْلَةُ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے کہ وہ حلف اٹھا کر فرماتے تھے کہ وہ ستائیسویں شب ہے۔

وَيَقُولُ: أَخْبَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ "بِعَلَامَتِهَا فَعَدَدْنَا وَحَفِظْنَا".

اور وہ فرماتے: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس کی علامتیں بیان کیں، ہم نے وہ شمار کیں اور انہیں یاد کیا۔

وَرُوِيَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ أَنَّهُ قَالَ: لَيْلَةُ الْقَدْرِ تَنْتَقِلُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ. حَدَّثَنَا بِذَلِكَ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ بِهَذَا.

اور ابو قلابہ سے روایت کیا گیا کہ انہوں نے فرمایا: شب قدر آخری عشرے میں منتقل ہوتی رہتی ہے۔ عبد بن حمید نے اس کے متعلق ہم سے بیان کیا، عبدالرزاق نے معمر بن ایوب عن ابی قلابہ کی سند سے ہمیں اس کی خبر دی۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٢/٥١١، ابن عدي في الكامل: ٤/١٥١٧، والبغوي: ١٨٢٢

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٢٠١٧ و ٢٠١٩،و ٢٠٢٠، صحيح مسلم: ١١٦٩ و ١١٧٢ و ٤،
مسند احمد: ٢٤٢٣٣

793: حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ زِرٍّ قَالَ: قُلْتُ لِأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ أَنَّى عَلِمْتَ أَبَا الْمُنْذِرِ أَنَّهَا لَيْلَةُ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ قَالَ: بَلَى! أَخْبَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ "أَنَّهَا لَيْلَةٌ صَبِيحَتُهَا تَطْلُعُ الشَّمْسُ لَيْسَ لَهَا شُعَاعٌ. فَعَدَدْنَا وَحَفِظْنَا وَاللَّهِ لَقَدْ عَلِمَ ابْنُ مَسْعُودٍ" أَنَّهَا فِي رَمَضَانَ وَأَنَّهَا لَيْلَةُ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ وَلَكِنْ كَرِهَ أَنْ يُخْبِرَكُمْ فَتَتَّكِلُوا.

زر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا: میں نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ نے ابو منذر کو کیسے بتایا کہ وہ (شب قدر) ستائیسویں شب ہے؟ انہوں نے فرمایا: کیوں نہیں، بلکہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بتایا کہ وہ ایک (ایسی) رات ہے کہ اس کی صبح کو سورج طلوع ہوگا تو اس کی کوئی شعاع نہیں ہوگی، پس ہم نے شمار کیا اور یاد رکھا، اللہ کی قسم! ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو معلوم تھا کہ وہ رمضان میں ہے اور وہ ستائیسویں شب ہے، لیکن انہوں نے ناپسند کیا کہ وہ تمہیں بتائیں پس (اس طرح) تم تکیہ کر لوگے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح ابى داؤد: ١٢٤٧، اخرجه ابن ابي شيبة: ٣/٧٦، وابن خزيمه: ٢١٨٧

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٧٦٢و ص٨٢٨، ٢٢٠، سنن ابو داود: ١٣٧٨، سنن النسائى فى الكبرى: ٣٤٠٦، مسنداحمد : ٢١١٩٠، صحيح ابن حبان: ٣٦٨٩

794: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا عُيَيْنَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: ذُكِرَتْ لَيْلَةُ الْقَدْرِ عِنْدَ أَبِي بَكْرَةَ فَقَالَ: "مَا أَنَا بِمُلْتَمِسِهَا لِشَيْءٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِلَّا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ فَإِنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ: الْتَمِسُوهَا فِي تِسْعٍ يَبْقَيْنَ أَوْ فِي سَبْعٍ يَبْقَيْنَ أَوْ فِي خَمْسٍ يَبْقَيْنَ أَوْ فِي ثَلَاثٍ أَوْ آخِرِ لَيْلَةٍ". قَالَ: وَكَانَ أَبُو بَكْرَةَ يُصَلِّي فِي الْعِشْرِينَ مِنْ رَمَضَانَ كَصَلَاتِهِ فِي سَائِرِ السَّنَةِ فَإِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ اجْتَهَدَ.

عیینہ بن عبدالرحمن نے بیان کیا، میرے والد نے مجھے بیان کیا کہ ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کے پاس شب قدر کا ذکر کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث سنی ہے، اس وجہ سے میں تو اسے آخری عشرے میں ہی تلاش کرتا ہوں، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: "اس (شب قدر) کو اکیس، تیئس[۲۳]، پچیس[۲۵] کی شب یا رمضان کی آخری تین راتوں میں تلاش کرو۔" راوی نے بیان کیا، ابو بکرہ رضی اللہ عنہ رمضان کے بیس دنوں میں پورے سال میں اپنی معمول کی نماز کی طرح نماز پڑھاتے تھے، پس جب آخری عشرہ شروع ہو جاتا تو آپ خوب محنت کرتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٣/٧٦، ابن خزيمه: ٢١٧٥، والحاكم: ١/٤٣٨

تخریج الحدیث: سنن نسائى فى الكبرى: ٣٤٠٣ و ٣٤٠٤، مسنداحمد : ٢٠٣٧٦، صحيح ابن حبان: ٣٦٨٦

فوائد الحدیث: ۱۔ لیلۃ القدر بڑی عظمت اور شان والی رات ہے جس کی عبادت کو اللہ تعالیٰ نے ہزار مہینے کی عبادت سے بہتر قرار دیا ہے۔ یہ سال میں ایک ہی رات ہے اور وہ بھی رمضان المبارک کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں

۲۔ یہ رات اکیسویں، تئیسویں[۲۳]، پچیسویں[۲۵]، ستائیسویں اور انتیسویں میں سے کوئی بھی ہو سکتی ہے۔ یہ ہر سال بدل کر بھی آسکتی ہے۔ اس کو پوشیدہ رکھنے میں اللہ تعالیٰ کی یہی حکمت ہے کہ لوگ صرف ایک رات پر تکیہ کر کے نہ بیٹھ جائیں بلکہ پورا عشرہ عبادت میں گزاریں تاکہ ان کے درجات بلند سے بلند تر ہوں۔

۳۔ لیلۃ القدر کے متعلق جو مختلف اقوال منقول ہیں وہ صرف تجربے کی بنیاد پر ہیں کہ ان بزرگوں نے جس رات میں لیلۃ القدر کی نشانیاں دیکھیں اس نے اسی رات کے متعلق بیان کر دیا۔ ورنہ ہر سال اور ہمیشہ اسی رات کا ہونا ضروری نہیں۔

۴۔ بعض لوگوں نے جو ستائیسویں رات کو خاص کر لیا ہے اور پھر جس انداز سے اس کو منایا جاتا ہے یہ قطعاً درست نہیں اور نہ ہی شریعت محمدیہ کی منشا کے مطابق، لہٰذا اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔

۵۔ رمضان المبارک کا سارا مہینہ ہی کثرت عبادت کے ساتھ گزارنا چاہئے آخری عشرے کی طاق راتوں میں اس کا خصوصی اہتمام کرنا چاہئے۔ لیکن اجتماعی مجالس، اور لہو و لعب، شور و شغب اور صرف کھانے پینے میں رات گزار دینا مناسب نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھنے کی توفیق فرمائے۔ (آمین)

73- بَابٌ مِنْهُ

سابقہ مسائل واحکام کے متعلق باب

795: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ هُبَيْرَةَ بْنِ يَرِيمَ عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "كَانَ يُوقِظُ أَهْلَهُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ".

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ آخری عشرے میں اپنے گھر والوں کو بیدار کرتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه عبدالرزق: ٧٧٠٣، ابو يعلىٰ: ٢٨٢، والطبراني في الاوسط: ٧٤٢١

تخریج الحدیث: مسند الطيالسي: ١١٨، مصنف عبدالرزاق: ٧٧٠٣، مسند عبد بن حميد: ٩٣، مسنداحمد : ٧٦٢

فوائد الحدیث: ذاتی طور پر انفرادی کوشش کے ساتھ ساتھ اپنے اہل وعیال کو بھی اس عبادت میں شامل کریں۔

796: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: "كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَجْتَهِدُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مَا لَا يَجْتَهِدُ فِي غَيْرِهَا".

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ آخری دس دنوں میں جتنی محنت کرتے تھے اتنی محنت اور دنوں میں نہیں کرتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن خزيمه: ٢٢١٥

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١١٧٤، ١١٧٥، سنن النسائی الكبرى: ١٣٣٤، ٣٣٩٠ و ٣٣٩١، سنن ابن ماجه: ١٧٦٧، ١٧٦٨، مسند احمد: ٢٤٥٢٨، صحيح بخاری: ٢٠٢٤، سنن ابو داود: ١٣٧٦، سنن النسائی: ٣/٢١٧-٢١٨

فوائد الحدیث: رمضان المبارک کے آخری عشرے میں آدمی کو عبادت کرنے میں زیادہ کوشش کرنی چاہئے اگرچہ وہ اعتکاف نہ بھی کر رہا ہو، کیونکہ یہ اعتکاف اور لیلۃ القدر کا عشرہ ہے۔ ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ لیلۃ القدر نصیب فرمادیں۔

74- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّوْمِ فِي الشِّتَاءِ

موسم سرما میں روزہ

797: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ نُمَيْرِ بْنِ عَرِيبٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "الْغَنِيمَةُ الْبَارِدَةُ الصَّوْمُ فِي الشِّتَاءِ".

عامر بن مسعود رحمۃ اللہ علیہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: "ٹھنڈی غنیمت سردیوں میں روزہ (رکھنا) ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ مُرْسَلٌ. عَامِرُ بْنُ مَسْعُودٍ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث مرسل ہے، عامر بن

لَمْ يُدْرِكِ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ وَالِدُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَامِرٍ الْقُرَشِيِّ الَّذِي رَوَى عَنْهُ شُعْبَةُ وَالثَّوْرِيُّ.

مسعود نے نبی ﷺ کا زمانہ نہیں پایا، اور وہ ابراہیم بن عامر قرشی کے والد ہیں جن سے شعبہ اور ثوری رحمہما اللہ نے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الصحيحة: ١٩٢٢، الروض النضير: ٦٩۔ بعض نے اسے ابی اسحاق کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف کہا ہے۔

تخریج الحدیث: مصنف ابن ابی شیبة: ٣/١٠٠، الآحاد والمثانی: ٢٨٧٥، صحيح ابن خزيمة: ٢١٤٥، المعرفة والتاريخ: ٣/١٢٧، سنن كبرىٰ للبيهقي: ٤/٢٩٦-٢٩٧، مسند احمد: ١٨٩٥٩

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ کی طرف سے مومنوں کے لیے رمضان المبارک کا مہینہ ایک بہت بڑا انعام ہے کہ ہر نیکی کا اجر ستر گنا بڑھ جاتا ہے اور اس میں روزہ رکھنا بہت بڑی فضیلت والا عمل ہے لیکن سردیوں میں یہ انعام دو چند ہو جاتا ہے کہ جب گرمی کے موسم کی بہ نسبت بھوک، پیاس کی شدت بھی کم ہوتی ہے اور وقت کے لحاظ سے بھی گرمیوں کی بہ نسبت دورانیہ کم ہو جاتا ہے۔ جبکہ اجر و ثواب وہی رہتا ہے۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے اسے ٹھنڈی یعنی فری غنیمت سے تعبیر فرمایا ہے۔

75- بَابُ مَا جَاءَ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ

اللہ تعالیٰ کے فرمان: (وعلى الذين يطيقونه) کا بیان

798: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْأَشَجِّ عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ ﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ﴾ كَانَ مَنْ أَرَادَ مِنَّا أَنْ يُفْطِرَ وَيَفْتَدِيَ حَتَّى نَزَلَتِ الْآيَةُ الَّتِي بَعْدَهَا فَنَسَخَتْهَا.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ. وَيَزِيدُ هُوَ ابْنُ أَبِي عُبَيْدٍ مَوْلَى سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ.

سیّدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، جب یہ آیت: ﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ﴾ (ان لوگوں پر، جو اس کی طاقت رکھتے ہوں وہ ایک مسکین کو بطور فدیہ کھانا کھلا دیں۔) نازل ہوئی تو ہم میں سے جو روزہ نہ رکھنا چاہتا تو وہ فدیہ دے دیتا تھا، حتیٰ کہ وہ آیت نازل ہوئی جو کہ اس کے بعد ہے تو اس نے اسے منسوخ کر دیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ اور یزید، یہ ابن ابی عبید، سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) الارواء: ٤/٢٢، اخرجه الدارمي: ١٧٤١، ابن خزيمه: ١٩٠٣، والحاكم: ١/٤٢٣

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٤٥٠٧، صحيح مسلم: ١١٤٥سنن ابو داود: ٢٣١٥، سنن النسائی: ٤/١٩٠، وفي الكبرى: ٢٦٢٥، صحيح ابن حبان: ٣٤٧٨ و ٣٦٢٤

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی کئی ایک آیات کے احکام کو اپنی حکمت و مصلحت کے پیش نظر منسوخ فرمایا۔ ان میں ایک آیت مبارکہ یہ بھی ہے کہ شروع اسلام میں حکم تھا کہ جو شخص روزہ رکھنے کی طاقت کے باوجود روزہ نہیں رکھتا بلکہ ایک مسکین کا فدیہ دے دیتا تو اس کی طرف سے فرض ادا ہو جاتا تھا لیکن بعد میں اللہ تعالیٰ نے سورہ بقرہ کی آیت نمبر ١٨٥ سے اس حکم کو منسوخ کر کے یہ رعایت ختم کر دی اب ہر صاحب استطاعت پر روزہ رکھنا لازم قرار دے دیا گیا صرف مسافر اور مریض کو استثناء حاصل ہے۔

76- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ أَكَلَ ثُمَّ خَرَجَ يُرِيدُ سَفَرًا

سفر پر روانہ ہونے سے پہلے کھانا کھانا

799: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ أَنَّهُ قَالَ: أَتَيْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ فِي رَمَضَانَ وَهُوَ يُرِيدُ سَفَرًا وَقَدْ رُحِلَتْ لَهُ رَاحِلَتُهُ وَلَبِسَ ثِيَابَ السَّفَرِ فَدَعَا بِطَعَامٍ فَأَكَلَ فَقُلْتُ لَهُ سُنَّةٌ قَالَ: سُنَّةٌ. ثُمَّ رَكِبَ.

محمد بن کعب سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: میں رمضان میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس آیا جبکہ وہ سفر پر روانہ ہونا چاہتے تھے، ان کی سواری تیار کی جا چکی تھی، انہوں نے سفری لباس پہنا، کھانا منگوایا اور تناول فرمایا، میں نے ان سے کہا: (کیا یہ) سُنت ہے؟ انہوں نے فرمایا: سنت ہے، پھر وہ (سواری پر) سوار ہوئے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه البيهقي: ٤/٢٤٧

800: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ قَالَ: أَتَيْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ فِي رَمَضَانَ فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

ایک دوسری سند سے محمد بن کعب سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں رمضان میں سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پس انہوں نے حدیث سابق کے مانند ذکر کیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ هُوَ ابْنُ أَبِي كَثِيرٍ هُوَ مَدِينِيٌّ ثِقَةٌ وَهُوَ أَخُو إِسْمَاعِيلَ بْنِ جَعْفَرٍ. وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ هُوَ ابْنُ نَجِيحٍ وَالِدُ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمَدِينِيِّ وَكَانَ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ يُضَعِّفُهُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے، محمد بن جعفر وہ ابن ابی کثیر مدینی ثقہ ہیں۔ اور یہ اسماعیل بن جعفر کے بھائی ہیں۔ اور عبداللہ بن جعفر، ابن نجیح، علی بن عبداللہ مدینی کے والد ہیں، یحییٰ بن معین انہیں ضعیف قرار دیتے ہیں۔

وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِلَى هَذَا الْحَدِيثِ وَقَالُوا: لِلْمُسَافِرِ أَنْ يُفْطِرَ فِي بَيْتِهِ قَبْلَ أَنْ يَخْرُجَ وَلَيْسَ لَهُ أَنْ يَقْصُرَ الصَّلَاةَ حَتَّى يَخْرُجَ مِنْ جِدَارِ الْمَدِينَةِ أَوِ الْقَرْيَةِ. وَهُوَ قَوْلُ: إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيِّ.

بعض اہل علم نے اس حدیث کے مطابق موقف اختیار کیا ہے اور انہوں نے کہا: مسافر کے لیے جائز ہے کہ وہ سفر پر روانہ ہونے سے پہلے اپنے گھر میں روزہ نہ رکھے (کہ وہ سفر شروع کرنے والا ہے) لیکن اس کے لیے (گھر میں سفر کے ارادے سے) نماز قصر کرنا جائز نہیں حتیٰ کہ وہ شہر یا بستی کی حدود سے باہر نکل جائے، یہ اسحاق بن ابراہیم حنظلی کا موقف ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) دیکھیں گزشتہ حدیث۔

تخریج الحدیث: سنن الدارقطني: ٢/١٨٧-١٨٨، سنن كبرىٰ للبيهقي: ٤/٢٤٦، ٢٤١، ٢٤٧۔ سنن ابو داود: ٢٤٢١، ٢٤١٣، صحيح ابن خزيمة: ٢٠٤١، ٢٠٤٠، معاني الآثار: ٢/٧٠، معجم الكبير للطبراني: ٤١٩٧، ٢١٦٩ و ٢١٧٠، مسند احمد: ٢٧٢٣٢، ٢٧٢٣١، سنن الدارمي: ١٧١٣

فوائد الحدیث: مسافر کے لیے سفر کی وجہ سے روزہ چھوڑنے کی رخصت ہے۔ اور اس کی تین صورتیں ہیں:

۱- آدمی نے روزہ رکھا لیکن بعد میں اسے سفر در پیش آیا تو وہ چاہے تو سفر شروع کرنے سے پہلے روزہ چھوڑ دے اور کھانا کھا کر سفر شروع کر لے۔

۲- روزہ رکھ لیا اور سفر بھی شروع کر دیا اب اسے اجازت ہے کہ راستے میں روزہ افطار کر سکتا ہے۔ دونوں صورتیں درست ہیں جو بھی طریقہ اپنالے گا جائز ہے۔

۳- اگر پہلے سے سفر کا پروگرام ہو تو روزہ نہ رکھے تو یہ بھی جائز ہے۔

77- بَابُ مَا جَاءَ فِي تُحْفَةِ الصَّائِمِ

روزہ دار کا تحفہ

801: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ طَرِيفٍ عَنْ عُمَيْرِ بْنِ مَأْمُونٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ: "تُحْفَةُ الصَّائِمِ الدُّهْنُ وَالْمِجْمَرُ".

سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تیل اور خوشبو روزہ دار کا تحفہ ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِذَاكَ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ سَعْدِ بْنِ طَرِيفٍ. وَسَعْدُ بْنُ طَرِيفٍ يُضَعَّفُ وَيُقَالُ: عُمَيْرُ بْنُ مَأْمُومٍ أَيْضًا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے، اس کی اسناد قوی نہیں، ہم اسے صرف سعد بن طریف کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔ اور سعد بن طریف کو ضعیف قرار دیا جاتا ہے اور عمیر بن مامون بھی کہا جاتا ہے۔

حکم الحدیث: (موضوع) الضعيفة: ١٦٦٠، ضعيف الجامع الصغير: ٢٤٠٢۔ اس میں سعد بن طریف متروک ہے۔

تخریج الحدیث: مسند ابو يعلى: ٦٧٦٣، معجم الكبيرللطبرانی: ٢٧٥١، وابن عدی: ١١٨٦/٣، شعب الايمان للبيهقی: ٣٩٥٧ و ٣٩٥٨ و ٣٩٦٠، تهذيب الكمال: ٣٨٧/٢٢

فوائد الحدیث: یہ روایت ضعیف بلکہ موضوع ہے کیونکہ اس کی سند میں ایک راوی "سعد بن طریف" احادیث گھڑ لیا کرتا تھا۔

78- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْفِطْرِ وَالأَضْحَى مَتَى يَكُونُ

عید الفطر اور عید الاضحیٰ کب ہو گی

802: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْيَمَانِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: "الْفِطْرُ يَوْمَ يُفْطِرُ النَّاسُ وَالأَضْحَى يَوْمَ يُضَحِّي النَّاسُ".

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عید الفطر اس دن ہے جس دن لوگ روزہ رکھنا بند کر دیں اور عید الاضحیٰ اس دن ہے جس دن لوگ قربانی کریں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: سَأَلْتُ مُحَمَّدًا، قُلْتُ لَهُ: مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَ مِنْ عَائِشَةَ قَالَ: نَعَمْ. يَقُولُ فِي حَدِيثِهِ سَمِعْتُ عَائِشَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا میں نے انہیں کہا: محمد بن منکدر نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں، وہ اپنی روایت میں کہتے ہیں، میں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث اس طریق سے حسن غریب صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح)

تخریج الحدیث: اخرجه المصنف فی العلل الكبير: ۳۷۲/۱، سنن الدارقطنی: ۲۲۵/۲، ۱۶۳، شرح السنة: ۱۷۲۵، مسند الشافعی: ۱۵۱/۱، وسنن ابو داود: ۲۳۲٤، سنن ابن ماجه: ۱٦٦۰، سنن كبرىٰ للبيهقی: ۲۵۱/٤

فوائد الحدیث: ۱۔ عید الفطر اس دن ہوگی جب لوگ اجتماعی طور پر شوال کا چاند دیکھ لیں گے یا دوسرے کی شہادت کو قبول کر لیں گے۔ کیونکہ اجتماعی طور پر اجتہادی غلطی نہیں ہو سکتی، اسی طرح عید الاضحیٰ بھی اسی دن ہوگی جب لوگ اجتماعی طور پر چاند کی تاریخی حَیثِیّت کو قبول کر کے دس ذی الحجہ کو قربانی کریں گے۔

۲۔ کسی بھی شخص کو چاند کے معاملے میں اپنی انفرادی رائے پر اصرار نہیں کرنا چاہئے بلکہ عوام الناس کے ساتھ ہی عیدین کا اہتمام کرنا چاہئے۔ (مزید دیکھئے فوائد، حدیث نمبر ۶۹۷)

79- بَابُ مَا جَاءَ فِي الاِعْتِكَافِ إِذَا خَرَجَ مِنْهُ

جب ایام اعتکاف گزر جائیں

803: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ قَالَ: أَنْبَأَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: "كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَعْتَكِفُ فِي الْعَشْرِ الأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ فَلَمْ يَعْتَكِفْ عَامًا فَلَمَّا كَانَ فِي الْعَامِ الْمُقْبِلِ اعْتَكَفَ عِشْرِينَ".

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، نبی ﷺ رمضان کے آخری دس دنوں میں اعتکاف کیا کرتے تھے، آپ ﷺ نے ایک سال اعتکاف نہ کیا، پس جب اگلا سال آیا تو آپ ﷺ نے بیس دن اعتکاف کیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ. وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الْمُعْتَكِفِ إِذَا قَطَعَ اعْتِكَافَهُ قَبْلَ أَنْ يُتِمَّهُ عَلَى مَا نَوَى فَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: إِذَا نَقَضَ اعْتِكَافَهُ وَجَبَ عَلَيْهِ الْقَضَاءُ. وَاحْتَجُّوا بِالْحَدِيثِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ مِنِ اعْتِكَافِهِ فَاعْتَكَفَ عَشْرًا مِنْ شَوَّالٍ. وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے غریب ہے، اہل علم کا اس اعتکاف کرنے والے کے بارے میں اختلاف ہے جب وہ اعتکاف پورا کرنے کی نیت سے اعتکاف شروع کرے لیکن وہ اس سے پہلے اسے قطع کر لے، بعض اہل علم نے کہا: جب وہ اپنا اعتکاف توڑ لے تو اس پر قضا واجب ہے، اور انہوں نے اس حدیث سے

استدلال کیا کہ نبی ﷺ اپنے اعتکاف سے نکل آئے تھے تو آپ ﷺ نے شوال کے دس دن اعتکاف کیا تھا، یہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ہے۔

وَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنْ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ نَذْرُ اعْتِكَافٍ أَوْ شَيْءٌ أَوْجَبَهُ عَلَى نَفْسِهِ وَكَانَ مُتَطَوِّعًا فَخَرَجَ فَلَيْسَ عَلَيْهِ أَنْ يَقْضِيَ إِلَّا أَنْ يُحِبَّ ذَلِكَ اخْتِيَارًا مِنْهُ وَلَا يَجِبُ ذَلِكَ عَلَيْهِ. وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ.

بعض کا قول ہے: اگر اس کے ذمے نذر کا اعتکاف نہ ہو یا ایسی کوئی چیز نہ ہو جسے اس نے اپنے اوپر واجب کر لیا ہو اور نفلی ہو اور وہ اعتکاف سے نکل آئے تو اس پر قضا کرنا واجب نہیں، اِلّا یہ کہ وہ اپنی ذاتی پسند کی وجہ سے ایسا کر لے تو ٹھیک ہے لیکن یہ اس پر واجب نہیں۔ یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ہے۔

قَالَ الشَّافِعِيُّ: فَكُلُّ عَمَلٍ لَكَ أَنْ لَا تَدْخُلَ فِيهِ فَإِذَا دَخَلْتَ فِيهِ فَخَرَجْتَ مِنْهُ فَلَيْسَ عَلَيْكَ أَنْ تَقْضِيَ إِلَّا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ. وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہر وہ عمل جو تجھ پر فرض نہیں اور تو نے اسے شروع کر لیا اور پھر اسے چھوڑ دیا تو تجھ پر اس کی قضا لازم نہیں سوائے حج اور عمرے کے۔

اس باب میں سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) صحیح ابی داؤد: ٢١٢٦

تخریج الحدیث: صحیح ابن خزیمة: ٢٢٢٦ و ٢٢٢٧، مستدرک الحاکم: ١/٤٣٩، سنن کبریٰ للبیهقی: ٤/٣١٤، شرح السنة: ١٨٣٤، مسند احمد: ١٢٠١٧، صحیح ابن حبان: ٣٦٦٢ و ٣٦٦٤

فوائد الحدیث: ١۔ "معتکف" (اعتکاف کرنے والا) بیس رمضان المبارک کو غروب آفتاب سے اعتکاف شروع کرے گا اور شوال کا چاند نظر آنے تک اگر انتیس رمضان کو نظر آ جائے تو انتیس کی مغرب تک ورنہ تیس رمضان المبارک کو غروب آفتاب تک مکمل کرے گا۔ اس سے پہلے اگر کسی نے اعتکاف توڑ دیا تو اس کی تین صورتیں ہیں:

١- اگر واجب اعتکاف تھا تو پھر اس کی قضا دے گا۔

٢- اگر نفل اعتکاف تھا تو اس کی قضا لازم نہیں۔

٣- اگر مسنون اعتکاف ہے پھر اسے اختیار ہے اگر چاہے تو قضا دے دے اگر نہ بھی دے گا تو جائز ہے البتہ قضا دینا بہتر اور اولیٰ ہے۔

٢۔ اگر آدمی نے اعتکاف شروع کیا ہے تو پھر اسے حتی الوسع پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے، ایسے ہی معمولی، معمولی بہانوں سے اعتکاف چھوڑ کر اسے مذاق نہیں بنانا چاہئے۔

80- بَابُ الْمُعْتَكِفُ يَخْرُجُ لِحَاجَتِهِ أَمْ لَا

کیا اعتکاف کرنے والا کسی ضرورت کے تحت اعتکاف گاہ سے نکل سکتا ہے یا نہیں

804: حَدَّثَنَا أَبُو مُصْعَبٍ الْمَدَنِيُّ قِرَاءَةً عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ وَعَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب اعتکاف کرتے تو آپ ﷺ اپنا سر مبارک میرے قریب کر دیتے تھے تو

قَالَتْ: "كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا اعْتَكَفَ أَدْنَى إِلَيَّ رَأْسَهُ فَأُرَجِّلُهُ وَكَانَ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ إِلَّا لِحَاجَةِ الْإِنْسَانِ".

میں کنگھی کر دیا کرتی تھی، اور آپ ﷺ صرف انسانی ضرورت کے تحت ہی گھر میں داخل ہوتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

هَكَذَا رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ وَعَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ. وَرَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ. وَالصَّحِيحُ عَنْ عُرْوَةَ وَعَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ.

اسی طرح کئی ایک نے اسے مالک عن ابن شہاب عن عروہ و عمرۃ عن عائشہ کی سند سے روایت کیا ہے۔ بعض نے اسے مالک عن ابن شہاب عن عروہ عن عمرۃ عن عائشہ کی سند سے روایت کیا ہے۔ جبکہ صحیح عن عروہ و عمرۃ عن عائشہ ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن خزيمه: ٢٢٣٠ و ٢٢٣١

تخریج الحدیث: موطامالک، رواية يحيى الليثى: ١/٣١٢، مسند احمد: ٢٤٠٤١، ٢٤٧٣١ صحيح مسلم: ٢٩٧، ٦، ٨، ٩، سنن ابو داود: ٢٤٦٩، ٢٤٦٧۔سنن النسائى: ١/١٤٨، سنن النسائى فى الكبرى: ٣٣٨١، ٣٣٧٤، ٣٣٨٤، صحيح ابن حبان: ١٣٥٩، ٣٦٧٢، صحيح بخارى: ٢٩٥ و ٢٩٦ و ٢٠٢٨ و ٢٠٣١ و ٢٠٤٦ و ٥٩٢٥، سنن ابن ماجه: ٦٣٣

805: حَدَّثَنَا بِذَلِكَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ وَعَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ.

قتیبہ نے لیث بن سعد عن ابن شہاب عن عروۃ و عمرۃ عن عائشہ کی سند سے ہمیں بیان کیا۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ: إِذَا اعْتَكَفَ الرَّجُلُ أَنْ لَا يَخْرُجَ مِنِ اعْتِكَافِهِ إِلَّا لِحَاجَةِ الْإِنْسَانِ وَاجْتَمَعُوا عَلَى هَذَا أَنَّهُ يَخْرُجُ لِقَضَاءِ حَاجَتِهِ لِلْغَائِطِ وَالْبَوْلِ.

اہل علم کا اسی پر عمل ہے، کہ جب آدمی اعتکاف کرے تو وہ اپنے اعتکاف سے کسی انسانی ضرورت کے بغیر نہ نکلے، اور ان کا اس پر اجماع ہے کہ وہ بول و براز کی حاجت کے لیے نکل سکتا ہے۔

ثُمَّ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي عِيَادَةِ الْمَرِيضِ وَشُهُودِ الْجُمُعَةِ وَالْجَنَازَةِ لِلْمُعْتَكِفِ فَرَأَى بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ أَنْ يَعُودَ الْمَرِيضَ وَيُشَيِّعَ الْجَنَازَةَ وَيَشْهَدَ الْجُمُعَةَ إِذَا اشْتَرَطَ ذَلِكَ. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ.

پھر اہل علم کا معتکف کے مریض کی عیادت، جنازے اور جمعہ میں شرکت کرنے کے بارے میں اختلاف ہے، نبی ﷺ کے اصحاب اور ان کے علاوہ دیگر اہل علم کا موقف ہے کہ وہ مریض کی عیادت اور جنازے و جمعے میں شرکت کر سکتا ہے جب وہ اس کی شرط کر لے، یہ سفیان ثوری اور ابن مبارک رحمہما اللہ کا موقف ہے۔

وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَيْسَ لَهُ أَنْ يَفْعَلَ شَيْئًا مِنْ هَذَا وَرَأَوْا لِلْمُعْتَكِفِ إِذَا كَانَ فِي مِصْرٍ يُجَمَّعُ فِيهِ أَنْ لَا يَعْتَكِفَ إِلَّا فِي مَسْجِدِ الْجَامِعِ لِأَنَّهُمْ كَرِهُوا الْخُرُوجَ لَهُ مِنْ مُعْتَكَفِهِ إِلَى الْجُمُعَةِ وَلَمْ يَرَوْا لَهُ أَنْ يَتْرُكَ الْجُمُعَةَ فَقَالُوا: لَا يَعْتَكِفُ إِلَّا فِي مَسْجِدِ الْجَامِعِ حَتَّى لَا يَحْتَاجَ إِلَى أَنْ يَخْرُجَ

اور بعض نے کہا: اسے ان مذکورہ کاموں میں سے کسی بھی کام کرنے کی اجازت نہیں، اور انہوں نے معتکف کے لیے یہ سمجھا ہے کہ جب وہ کسی شہر میں ہو اور وہاں جمعہ ہوتا ہو تو پھر وہ صرف جامع مسجد ہی میں اعتکاف کرے، کیونکہ انہوں نے اس کے لیے جمعہ کی خاطر اپنے اعتکاف کی جگہ سے باہر نکلنے کو نا

مِنْ مُعْتَكَفِهِ لِغَيْرِ قَضَاءِ حَاجَةِ الإِنْسَانِ لِأَنَّ خُرُوجَهُ لِغَيْرِ قَضَاءِ حَاجَةِ الإِنْسَانِ قَطْعٌ عِنْدَهُمْ لِلاِعْتِكَافِ. وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ.

پسند کیا ہے، اور اسے جمعہ ترک کرنے کی بھی اجازت نہیں دیتے، پس انہوں نے کہا: وہ صرف جامع مسجد ہی میں اعتکاف کرے گا حتیٰ کہ اسے انسانی قضائے حاجت کے علاوہ اپنے اعتکاف کی جگہ سے نکلنے کی ضرورت ہی نہ پڑے، کیونکہ اس کا انسانی قضائے حاجت کے علاوہ اعتکاف کی جگہ سے نکلنا ان کے ہاں اعتکاف کے لیے قطع کا درجہ رکھتا ہے، یہ امام مالک اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ہے۔

وَقَالَ أَحْمَدُ: لَا يَعُودُ الْمَرِيضَ وَلَا يَتْبَعُ الْجَنَازَةَ عَلَى حَدِيثِ عَائِشَةَ.

اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کے مطابق وہ مریض کی عیادت کرے گا نہ جنازے میں شرکت کرے گا۔

وَقَالَ إِسْحَاقُ: إِنِ اشْتَرَطَ ذَلِكَ فَلَهُ أَنْ يَتْبَعَ الْجَنَازَةَ وَيَعُودَ الْمَرِيضَ.

اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اگر وہ اس کی شرط کر لے تو وہ جنازے میں شرکت کر سکتا ہے اور مریض کی عیادت کر سکتا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں گزشتہ حدیث۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٤٥٢١، صحيح بخاری: ٢٠٢٩، صحيح مسلم: ٢٩٧،٧ سنن ابو داود: ٢٤٦٨، سنن النسائی فی الکبری: ٣٣٧٥، سنن ابن ماجه: ١٧٧٦

فوائد الحدیث: ١۔ اعتکاف کرنے والا ضروری حوائج اور بامر مجبوری مسجد سے نکل سکتا ہے۔ مثلاً قضائے حاجت وغیرہ کا مسجد میں انتظام نہیں۔ یا سحری کے وقت کھانا لانے والا کوئی نہیں تو گھر سے کھانا لا سکتا ہے اور وہاں بیٹھ کر کھا بھی سکتا ہے۔ لیکن غیر ضروری وقت مسجد سے باہر نہ گزارے۔

٢۔ اعتکاف کے لیے جامع مسجد کا انتخاب کرے اگر کوئی مجبوری ہو تو غیر جامع مسجد میں بھی اعتکاف ہو سکتا ہے اور جمعہ کے لیے کسی دوسری قریبی جامع مسجد میں جا سکتا ہے۔ اعتکاف کے متعلق مزید مسائل جاننے کے لیے حدیث نمبر ٧٩٠، ٧٩١ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

81- بَابُ مَا جَاءَ فِي قِيَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ

ماہ رمضان کا قیام

806: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفُضَيْلِ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْجُرَشِيِّ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: صُمْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ يُصَلِّ بِنَا حَتَّى بَقِيَ سَبْعٌ مِنَ الشَّهْرِ فَقَامَ بِنَا حَتَّى ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ ثُمَّ لَمْ يَقُمْ بِنَا فِي السَّادِسَةِ وَقَامَ بِنَا فِي الْخَامِسَةِ حَتَّى ذَهَبَ شَطْرُ اللَّيْلِ فَقُلْنَا لَهُ يَا

سیّدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روزے رکھے، آپ ﷺ نے ہم کو نماز نہ پڑھائی حتیٰ کہ سات دن باقی رہ گئے تو آپ ﷺ نے ہمیں نماز تراویح پڑھائی حتیٰ کہ تہائی رات گزر گئی، پھر چوبیس کی رات آئی تو آپ نے ہمیں نماز تراویح نہ پڑھائی، اور پھر پچیس[٢٥] کی رات ہمیں نماز تراویح پڑھائی حتیٰ کہ نصف رات گزر گئی، ہم نے عرض کیا اللہ

رَسُولَ اللّٰهِ! لَوْ نَفَّلْتَنَا بَقِيَّةَ لَيْلَتِنَا هَذِهِ فَقَالَ: إِنَّهُ مَنْ قَامَ مَعَ الإِمَامِ حَتَّى يَنْصَرِفَ كُتِبَ لَهُ قِيَامُ لَيْلَةٍ. ثُمَّ لَمْ يُصَلِّ بِنَا حَتَّى بَقِيَ ثَلَاثٌ مِنَ الشَّهْرِ وَصَلَّى بِنَا فِي الثَّالِثَةِ وَدَعَا أَهْلَهُ وَنِسَاءَهُ فَقَامَ بِنَا حَتَّى تَخَوَّفْنَا الْفَلَاحَ. قُلْتُ لَهُ وَمَا الْفَلَاحُ قَالَ: السُّحُورُ.

کے رسول! کاش آپ ﷺ ہمیں اس رات کا باقی حصہ بھی عطا فرماتے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص امام کے ساتھ اس کے فارغ ہونے تک قیام کرتا ہے (اس کا) وہ (قیام) پوری رات کے (قیام کے) برابر ہوتا ہے۔“ پھر آپ ﷺ نے ہمیں نماز تراویح نہ پڑھائی حتیٰ کہ اس مہینے کی تین راتیں باقی رہ گئیں، اور آپ ﷺ نے تیسری رات ہمیں نماز تراویح پڑھائی، آپ ﷺ نے اپنے گھر والوں اور اپنی خواتین کو (نماز کے لیے) بلا لیا، ہمیں نماز پڑھائی حتیٰ کہ ہمیں ”فلاح“ (چھوٹ جانے) کا اندیشہ ہوا، میں (راوی) نے ان سے کہا: ”فلاح“ سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے فرمایا: سحری کا کھانا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ فَرَأَى بَعْضُهُمْ أَنْ يُصَلِّيَ إِحْدَى وَأَرْبَعِينَ رَكْعَةً مَعَ الْوِتْرِ. وَهُوَ قَوْلُ أَهْلِ الْمَدِينَةِ وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَهُمْ بِالْمَدِينَةِ.

اہل علم کا قیام رمضان (تراویح) کے بارے میں اختلاف ہے۔ ان میں سے بعض کی رائے ہے کہ وہ وتر سمیت اکتالیس رکعتیں پڑھے گا، یہ مدینے والوں کا قول ہے، ان کے ہاں اس پر مدینہ میں عمل ہے۔

وَأَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلَى مَا رُوِيَ عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَغَيْرِهِمَا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ عِشْرِينَ رَكْعَةً. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ.

اکثر اہل علم کا اس پر عمل ہے جو نبی ﷺ کے اصحاب علی اور عمر رضی اللہ عنہما اور دیگر حضرات سے بیس رکعتیں مروی ہیں، یہ سفیان ثوری، ابن مبارک اور شافعی رحمہما اللہ کا موقف ہے۔

وَقَالَ الشَّافِعِيُّ: وَهَكَذَا أَدْرَكْتُ بِبَلَدِنَا بِمَكَّةَ يُصَلُّونَ عِشْرِينَ رَكْعَةً. وَقَالَ أَحْمَدُ: رُوِيَ فِي هَذَا أَلْوَانٌ. وَلَمْ يَقْضِ فِيهِ بِشَيْءٍ.

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے اپنے شہر مکہ میں ایسے ہی دیکھا ہے، وہ بیس رکعتیں پڑھتے ہیں، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس (مسئلے) کے بارے میں مختلف چیزیں روایت کی گئی ہیں، اور اس بارے میں کسی چیز سے فیصلہ نہیں کیا۔

وَقَالَ إِسْحَاقُ: بَلْ نَخْتَارُ إِحْدَى وَأَرْبَعِينَ رَكْعَةً عَلَى مَا رُوِيَ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ. وَاخْتَارَ ابْنُ الْمُبَارَكِ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ الصَّلَاةَ مَعَ الإِمَامِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ. وَاخْتَارَ الشَّافِعِيُّ: أَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ وَحْدَهُ إِذَا كَانَ قَارِئًا. وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَالنُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ.

اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بلکہ ہم ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی روایت کے مطابق اکتالیس رکعتوں کا موقف اختیار کریں گے، ابن مبارک، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ نے ماہ رمضان میں امام کے ساتھ نماز تراویح پڑھنے کو اختیار کیا ہے، جبکہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کو اختیار کیا ہے کہ جب آدمی خود قاری (حافظ) ہو تو وہ اکیلا نماز تراویح ادا کرے۔

اس باب میں سیّدہ عائشہ، نعمان بن بشیر اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الدارمي: ١٧٨٤، ابن الجارود: ٤٠٣، ابن خزيمه: ٢٢٠٦

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٣٧٥، سنن ابن ماجه: ١٣٢٧، سنن النسائي: ٣/٨٣-٨٤، و ٢٠٢-٢٠٣، مسند احمد: ٢١٤٤٧، صحيح ابن حبان: ٢٥٤٧

فوائد الحدیث: ۱۔ رمضان المبارک کا قیام، نماز تراویح، باجماعت ادا کرنے کا اہتمام کیا جاسکتا ہے۔

۲۔ آپ ﷺ نے تین دن جماعت کروائی پھر اس خدشے کے پیش نظر جماعت چھوڑ دی کہ کہیں فرض نہ ہو جائے بعد ازاں امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے باجماعت اہتمام کیا کیونکہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد فرض ہونے والا خدشہ ختم ہو گیا تھا۔ اس لیے جو لوگ صرف تین دن نماز تراویح ادا کرتے ہیں پھر چھوڑ دیتے ہیں ان کا موقف اور طرز عمل درست نہیں۔

ایسے لوگ جو باجماعت ادا نہیں کرتے انہیں اللہ تعالیٰ انفرادی ادا کرنے کی توفیق بھی نہیں دیتا، مسجد میں جماعت ہو رہی ہوتی ہے اور وہ اندر کمرے میں یا باہر صحن میں بیٹھ کر گپیں ہانک رہے ہوتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

۳۔ نماز تہجد اور تراویح ایک ہی نماز ہے۔ رمضان میں اسے تراویح اور غیر رمضان میں تہجد کہا جاتا ہے۔

۴۔ جو لوگ نماز تہجد اور تراویح کو الگ الگ مانتے ہیں اور پھر رسول اللہ ﷺ کے لیے تہجد کو فرض بیان کرتے ہیں ان کا موقف درست نہیں، ورنہ وہ بتائیں کہ جب آپ ﷺ نے تیسری رات نماز تراویح سحری کے وقت میں پڑھائی ہے اس دن کی تہجد کب ادا کی تھی۔

۵۔ نماز تراویح کی تعداد کے متعلق ام المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث حجّت قاطعہ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ما كان رسول الله ﷺ يزيد في رمضان ولا في غيره على احدى عشرة ركعة۔ (بخاری کتاب التہجد) "کہ آپ ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔"

۶۔ سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: صلى بنا رسول الله ﷺ في رمضان ثمان ركعات والوتر (صحیح ابن خزیمہ، صحیح ابن حبان)۔ "رسول اللہ ﷺ نے ہمیں رمضان المبارک میں آٹھ رکعت پڑھائیں اور وتر پڑھائے۔"

۷۔ ایک دن سیّدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ آج رات مجھے ایک واقعہ پیش آیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اُبی وہ کیا ہے۔ تو سیّدنا اُبی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ رات میرے گھر کی خواتین اکٹھی ہو گئیں اور انہوں نے مجھ سے مطالبہ کیا کہ میں ان کو نماز پڑھاؤں۔

فصليت بهن ثمان ركعات ثم اوتر (صحیح ابن حبان ۲/۲۹۰)

"تو میں نے انہیں آٹھ رکعت پڑھائیں پھر میں نے وتر ادا کیا۔"

۸۔ سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ کے دو معروف اور سینئر قاری حضرات سیّدنا ابی بن کعب اور سیّدنا تمیم داری رضی اللہ عنہما کو حکم فرمایا کہ:

ان يقوما للناس باحدى عشرة ركعة (موطا امام مالک)

"وہ دونوں لوگوں کو گیارہ رکعت (نماز تراویح) کے ساتھ قیام کروائیں۔"

قارئین ذی وقار: درج بالا احادیث مبارکہ سے یہ بات اظہر من الشمس ہوگئی۔ کہ خود رسول اللہ ﷺ بھی رمضان المبارک میں نماز عشاء اور فجر کے درمیان وتر سمیت گیارہ رکعت پڑھتے تھے۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو جو تین دن نماز تراویح کی جماعت کروائی وہ آٹھ رکعت اور وتر تھے نیز آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین گھر میں نماز تراویح کا اہتمام کریں یا مسجد نبوی میں باجماعت قیام ہو، گیارہ رکعت وتر سمیت پڑھتے پڑھاتے تھے۔ لہذا جو لوگ بیس رکعت تراویح کو مسنون عمل کہتے ہیں ان کا موقف درست نہیں۔ اور یہ بات خود اکابرین احناف نے بھی تسلیم کی ہے۔ اتمام محبّت کے لیے چند ایک شہادتیں ذکر کی جاتی ہیں۔

۱۔ ابن ھمام حنفی متوفی ۸۶۱۔ احناف کے امام ابن ھمام حنفی فرماتے ہیں:

فتحصل من هذا كله ان قيام رمضان سنة احدىٰ عشرة ركعة بالوتر فى جماعة (فتح القدیر شرح الہدایہ ۱/۴۰۷، باب النوافل) ”اس ساری بحث کا نتیجہ یہ ہے کہ قیام رمضان وتر سمیت گیارہ رکعت باجماعت سُنت ہے۔“

۲۔ ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۳۰۴ھ۔ ملا علی قاری حنفی بھی اس مسئلہ پر مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں بحث کر کے آخر میں نتیجہ بیان کرتے ہیں:

فتحصل من هذا كله ان قيام رمضان سنة احدى عشرة بالوتر فى جماعة فعله عليه الصلوٰة والسلام (مرقاۃ المفاتیح ۳/۳۸۲)

”اس ساری بحث سے یہ حاصل ہوا کہ قیام رمضان (نماز تراویح) وتر سمیت گیارہ رکعت ہے کہ خود رسول اللہ ﷺ نے یہ عمل کیا ہے۔

(۳) مولانا احسن نانوتوی دیوبندی۔ متوفی ۱۳۱۲ھ۔ فرماتے ہیں:

لان النبى ﷺ لم يصلها عشرين بل ثمانيا (حاشیہ کنز الدقائق ص ۳۶ حاشیہ نمبر ۴) ”کہ رسول اللہ ﷺ نے بیس (رکعتیں) نہیں پڑھیں بلکہ آٹھ (رکعت) پڑھی ہیں۔“

(۴) مولانا خلیل احمد سہارنپوری دیوبندی متوفی ۱۳۴۵ فرماتے ہیں:

البتہ بعض عُلماء نے جیسے ابن ھمام آٹھ کو سُنت اور زائد کو مستحب لکھا ہے سو یہ قول قابل طعن کے نہیں۔ (براھین قاطعہ ص ۸)

مزید فرماتے ہیں اور سُنت موکدہ ہونا تراویح کا آٹھ رکعت، تو بالاتفاق ہے اگر خلاف ہے تو بارہ میں ہے (براہین قاطعہ ص ۱۹۵)

(۵) علامہ انور شاہ کاشمیری: متوفی ۱۳۵۲ھ فرماتے ہیں:

ولا مناص من تسليم ان تراويحه عليه السلام كانت ثمانية ركعات ولم يثبت فى رواية من الروايات انه عليه السلام صلى التراويح و التهجد عليحدة فى رمضان... واما النبى ﷺ فصح عنه ثمان ركعات و اما عشرون ركعة فهو عنه عليه السلام بسند ضعيف وعلى ضعفه اتفاق (العرف الشذی حاشیہ جامع الترمذی)

”اور یہ تسلیم کیے بغیر چارہ نہیں کہ آپ علیہ السلام کی تراویح کی نماز آٹھ رکعات تھی اور کسی ایک بھی روایت میں یہ ثابت نہیں ہے کہ آپ علیہ السلام نے رمضان میں تراویح اور تہجد علیحدہ پڑھی ہو... اور نبی کریم ﷺ سے آٹھ رکعتیں صحیح ثابت ہیں اور بیس رکعتیں آپ علیہ السلام سے ضعیف سند کے ساتھ ہیں اور اس کے ضعف پر اتفاق ہے۔“

(۶) علامہ محمد یوسف بنوری حنفی دیوبندی متوفی ۱۳۹۷ھ فرماتے ہیں۔

فلا بد من تسليم انه ﷺ صلى التراويح ايضا ثمانى ركعات (معارف السنن ۵/۵۴۳)

”یہ تسلیم کرنا ضروری ہے کہ آپ ﷺ نے آٹھ رکعت تراویح بھی پڑھی ہے۔“

قارئین: احادیث رسول ﷺ اور عمل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بعد ضرورت تو نہ تھی لیکن حضرات احناف کے لیے ان کے گھر کی چند ایک معتبر شہادتیں بھی ذکر کر دی ہیں۔ تاکہ سند رہے۔ اس دعا کے ساتھ"

اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه۔ آمین یارب لعالمین

82- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا

روزہ دار کو افطار کرانے کی فضیلت

807: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: "مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ غَيْرَ أَنَّهُ لَا يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِ الصَّائِمِ شَيْئًا".

سیّدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے روزے دار کا روزہ افطار کرایا تو اسے اس (روزے دار) کے اجر کے برابر ثواب ملے گا اور روزہ دار کے اجر میں بھی کچھ کمی نہیں ہوگی۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الحميدي: ٨١٨، الدارمي: ١٧٠٩، االبن خزيمه: ٢٠٦٤

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١٧٤٦، سنن النسائي في الكبرى: ٣٣٣٠ و ٣٣٣١، مسند احمد : ١٧٠٣٣، صحيح ابن حبان: ٣٤٢٩

فوائد الحدیث: ا۔ روزے دار کا روزہ افطار کروانا بہت بڑے اجر و ثواب کا کام ہے۔ اس کے لئے پیٹ بھر کر کھلانا یا پلانا ضروری نہیں بلکہ ایک کھجور یا ایک گھونٹ پانی کے ساتھ بھی روزہ افطار کروایا جاسکتا ہے۔ اس لئے کوشش کرنی چاہئے کہ دوسروں کی افطاری کا بندوبست کریں۔

۲۔ بعض لوگ اپنی چیز سے ہی روزہ افطار کرتے ہیں دوسروں کی دعوت قبول نہیں کرتے، ان کا خیال ہے کہ اس طرح ثواب تو افطاری کروانے والا لے جائے گا۔ یاد رکھیں اسے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت اور فضل و کرم سے اجر دے گا۔ روزہ رکھنے والے کے ثواب میں کوئی کمی نہیں آئے گی، اس لیے اس سوچ کو ختم کرنا ہوگا۔

83- بَابُ التَّرْغِيبِ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ وَمَا جَاءَ فِيهِ مِنَ الْفَضْلِ

ماہ رمضان کے قیام کی ترغیب اور اس کی فضیلت

808: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُرَغِّبُ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَأْمُرَهُمْ بِعَزِيمَةٍ وَيَقُولُ "مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ".

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ قیام رمضان (تراویح) کے بارے میں انہیں ترغیب دیا کرتے تھے اور انہیں تاکیدی حکم نہیں فرماتے تھے، اور آپ ﷺ فرماتے تھے: "جس نے ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے رمضان کا قیام کیا تو اس کے وہ گناہ معاف کر دیے جائیں گے جو وہ پہلے کر چکا۔"

فَتُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَالأَمْرُ عَلَى ذَلِكَ ثُمَّ كَانَ الأَمْرُ كَذَلِكَ فِي خِلَافَةِ أَبِي بَكْرٍ وَصَدْرًا مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَلَى ذَلِكَ.

پس رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارک تک اسی پر عمل رہا، پھر سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت اور سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت کے شروع میں اسی پر عمل رہا۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ.

اس باب میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ أَيْضًا عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ.

یہ حدیث زہری عن عروہ عن عائشہ کی سند سے بھی روایت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) صحیح ابی داؤد: ١٢٤١، اخرجه ابن خزيمه: ٢٢٠٣، والبيهقي: ٤٩٢/٢

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣٧ و ٢٠٠٨ ، صحیح مسلم: ٧٥٩، و ٧٦٠، ١٧٥، سنن ابو داود: ١٣٧١، سنن النسائی: ٢٠١/٣ و ٢٠٢، و ١٢٩/٤ و ١٥٥ و ١٥٦، و ١١٧/٨، وفي الكبرى: ١٢٠٤ و ١٢٠٥ و ٣٤١٦ و ٣٤٢٣، مسند احمد: ٧٧٨٧، صحیح ابن حبان: ٢٥٤٦

فوائد الحدیث: ١۔ کسی بھی عمل کی قبولیت کے لیے "ایمان" سب سے پہلی شرط ہے اگر تو عمل کرنے والا مومن ہے تو اس کو اس عمل کا ثواب ملے گا اور اگر مومن نہیں یا اس کے ایمان میں شرک، کفر اور نفاق کی آمیزش ہے تو پھر اس کا عمل ہی قبول نہیں ہوگا تو اجر کہاں سے ملے گا۔ اس لیے ہر ہر عمل سے پہلے ہمیں اپنے ایمان کو مضبوط اور خالص کرنا چاہئے۔

٢۔ دوسری شرط ہے، "اخلاص نیت" کہ عمل صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور ثواب کی نیت سے کیا جائے، ظاہر ہے کہ ثواب کی امید اسی عمل پر کی جاسکتی ہے۔ جو سُنت رسول ﷺ کے مطابق ہو۔ اگر کوئی بھی عمل سُنت کے خلاف ہوگا تو اس کا اجر و ثواب نہیں۔ (تفصیل کے لیے حدیث نمبر ٧٦٧ کے فوائد دیکھیں)

٣۔ اس لیے ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے عقیدے کو خالص کرتے ہوئے سُنت کے مطابق قیام اللیل کا اہتمام کریں جو کہ وتر سمیت گیارہ رکعت ہیں۔ اور پھر ان کو بھی رسول اللہ ﷺ کے طریقے کے مطابق ادا کریں۔ اسی صورت میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

غفر له ما تقدم من ذنبه "اللہ تعالیٰ اس کے گزشتہ تمام گناہ معاف فرمادیں گے۔"

اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق فرمائے اور رمضان المبارک کا پورا پورا اجر و ثواب نصیب فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

7

اَبْوَابُ الْحَجِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

حج کے متعلق مسائل واحکام

1- بَابُ مَا جَاءَ فِي حُرْمَةِ مَكَّةَ

حرمتِ مکہ

809: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْعَدَوِيِّ أَنَّهُ قَالَ: لِعَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ وَهُوَ يَبْعَثُ الْبُعُوثَ إِلَى مَكَّةَ ائْذَنْ لِي أَيُّهَا الأَمِيرُ أُحَدِّثْكَ قَوْلاً قَامَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْغَدَ مِنْ يَوْمِ الْفَتْحِ سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي وَأَبْصَرَتْهُ عَيْنَايَ حِينَ تَكَلَّمَ بِهِ.

ابو شریح عدوی سے روایت ہے کہ انہوں نے عمرو بن سعید سے فرمایا، جبکہ وہ مکہ کی طرف لشکر روانہ کرتا تھا، جناب امیر! مجھے اجازت دیں کہ میں آپ کو ایک قول بیان کروں جسے رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کی صبح بیان فرمایا تھا۔ میں نے اپنے کانوں سے اسے سنا، میرے دل نے اسے یاد رکھا اور جس وقت آپ ﷺ نے اسے فرمایا تھا میری آنکھوں نے وہ منظر دیکھا تھا۔

أَنَّهُ حَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: إِنَّ مَكَّةَ حَرَّمَهَا اللّٰهُ وَلَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ وَلَا يَحِلُّ لِامْرِءٍ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ أَنْ يَسْفِكَ فِيهَا دَمًا أَوْ يَعْضِدَ بِهَا شَجَرَةً فَإِنْ أَحَدٌ تَرَخَّصَ بِقِتَالِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِيهَا فَقُولُوا: لَهُ إِنَّ اللّٰهَ أَذِنَ لِرَسُولِهِ ﷺ وَلَمْ يَأْذَنْ لَكَ وَإِنَّمَا أَذِنَ لِي فِيهِ سَاعَةً مِنَ النَّهَارِ وَقَدْ عَادَتْ حُرْمَتُهَا الْيَوْمَ كَحُرْمَتِهَا بِالأَمْسِ وَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ".

کہ آپ ﷺ نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی، پھر فرمایا: "مکہ جو ہے اسے اللہ نے حرمت والا قرار دیا ہے لوگوں نے اسے حرمت والا قرار نہیں دیا، اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنے والے کسی شخص کے لیے حلال نہیں کہ وہ اس میں خون ریزی کرے یا اس کا درخت کاٹے، اگر کوئی شخص اس (مکہ) میں رسول اللہ ﷺ کے قتال کرنے سے رخصت واجازت حاصل کرے تو اسے کہو: اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو اجازت دی تھی تجھے اجازت نہیں دی، اور مجھے بھی صرف دن کی ایک گھڑی کے

لیے اجازت ملی تھی، اور اس کی حرمت آج پھر لوٹ آئی جیسا کہ کل اس کی حرمت تھی، پس جو یہاں موجود ہے وہ اس فرمان کو ان تک پہنچادے جو یہاں نہیں ہیں۔"

فَقِيلَ: لِأَبِي شُرَيْحٍ مَا قَالَ لَكَ عَمْرُو بْنُ سَعِيدٍ قَالَ أَنَا أَعْلَمُ مِنْكَ بِذَلِكَ يَا أَبَا شُرَيْحٍ! إِنَّ الْحَرَمَ لَا يُعِيذُ عَاصِيًا وَلَا فَارًّا بِدَمٍ وَلَا فَارًّا بِخَرْبَةٍ.

ابو شریح رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ عمرو بن سعید نے آپ سے کیا کہا؟ اس نے کہا، ابو شریح! میں اس کے متعلق تم سے زیادہ جانتا ہوں، حرم کسی نافرمان کو پناہ دیتا ہے نہ قتل کر کے بھاگنے والے کو اور نہ ہی جرم / خرابی کر کے بھاگنے والے شخص کو۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَيُرْوَى وَلَا فَارًّا بِخِزْيَةٍ.

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں "وَلَا فَارًّا بِخِزْيَةٍ" کے الفاظ بھی روایت کئے گئے ہیں۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ.

اس باب میں سیّدنا ابو ہریرہ اور سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي شُرَيْحٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو شُرَيْحٍ الْخُزَاعِيُّ اسْمُهُ خُوَيْلِدُ بْنُ عَمْرٍو وَهُوَ الْعَدَوِيُّ وَهُوَ الْكَعْبِيُّ. وَمَعْنَى قَوْلِهِ وَلَا فَارًّا بِخَرْبَةٍ يَعْنِي: الْجِنَايَةَ يَقُولُ: مَنْ جَنَى جِنَايَةً أَوْ أَصَابَ دَمًا ثُمَّ لَجَأَ إِلَى الْحَرَمِ فَإِنَّهُ يُقَامُ عَلَيْهِ الْحَدُّ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: ابو شریح رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ ابو شریح رضی اللہ عنہ کا نام خویلد بن عمرو عدوی کعبی ہے۔ اور ان کے اس قول "وَلَا فَارًّا بِخَرْبَةٍ" کا معنی ہے کہ جو کوئی جرم اور گناہ کر کے حرم میں پناہ لے گا تو اس پر بھی حد قائم کی جائے گی۔ پس جو شخص کسی جرم کا ارتکاب کر کے یا قتل کر کے حرم میں آجائے تو اس پر حد قائم کی جائے گی۔

حکم الحدیث: (صحیح) انظر تحفة الاشراف حدیث رقم: ١٢٠٥٧

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٠٤ و ١٨٣٢ و ٤٢٩٥، و صحیح مسلم: ١٣٥٤، سنن النسائی: ٥/٢٠٥-٢٠٦، وفي الكبرى: ٥٨٤٦، مسند احمد : ١٦٣٧٣

فوائد الحدیث: ١۔ مکہ مکرمہ کو اللہ تعالیٰ نے حرمت والا قرار دیا ہے لہٰذا اس کے تقدس اور حرمت کی وجہ سے وہاں کی خودرو گھاس وغیرہ یا درخت نہیں کاٹنا، سوائے اذخر گھاس کے۔ اس میں کسی قسم کی لڑائی اور جھگڑا کرنا بھی جائز نہیں۔

٢۔ رسول اللہ ﷺ کے لیے فتح مکہ کے موقعہ پر خاص طور پر تھوڑے سے وقت کے لیے لڑائی کی اجازت دی گئی تھی اس وقت کے گزرنے کے بعد وہ اجازت ختم ہوگئی اور اس کی حرمت اپنی سابقہ حَیْثِیّت پر پھر بحال ہوگئی۔ اس لیے اس واقعہ کو آئندہ کسی موقعہ کے لیے کوئی دلیل نہیں بنایا جاسکتا۔

٣۔ اگر کوئی شخص قتل، چوری وغیرہ کوئی جرم کر کے حرم شریف میں آکر پناہ لے لے تو اس کی پناہ قبول نہیں کی جائے گی بلکہ اس پر اس جرم کی شرعی حد اور سزا نافذ کی جائے گی۔

٤۔ جو عزت، ادب واحترام مکہ مکرمہ کے لیے ہے وہ مخلوق میں سے کسی کے دربار، مزار یا قبر کی حدود کے لیے جائز نہیں بلکہ شرک ہے کیونکہ یہ عزت واحترام اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہے یہ کسی اور کے لئے درست نہیں۔

2- بَابُ مَا جَاءَ فِي ثَوَابِ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ

حج وعمرے کا ثواب

810: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: "تَابِعُوا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَإِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَالذُّنُوبَ كَمَا يَنْفِي الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ وَالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلَيْسَ لِلْحَجَّةِ الْمَبْرُورَةِ ثَوَابٌ إِلَّا الْجَنَّةُ".

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "حج اور عمرے مسلسل کرتے رہا کرو، کیونکہ وہ دونوں مفلسی اور گناہوں کو اس طرح ختم کر دیتے ہیں جس طرح بھٹی لوہے، سونے اور چاندی کے میل کچیل کو ختم کر دیتی ہے، اور حج مبرور (نیکیوں والے حج) کا ثواب و بدلہ بس جنّت ہی ہے۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَعَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُبْشِيٍّ وَأُمِّ سَلَمَةَ وَجَابِرٍ.

اس باب میں سیّدنا عمر، عامر بن ربیعہ، ابوہریرہ، عبداللہ بن حبشی، ام سلمہ اور جابر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے حسن صحیح غریب ہے۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) اخرجه ابو يعلي: ٤٩٧٦، العقيلي في الضعفاء: ٢/١٢٤، والبغوي: ١٨٤٣

تخریج الحدیث: سنن نسائی: ٥/١١٥-١١٦، وفی الکبری: ٣٦١٠، مسند احمد: ٣٦٦٩، صحیح ابن حبان: ٣٦٩٣

فوائد الحدیث: ١۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور فضل و کرم ہے کہ اللہ کریم کی اطاعت و فرمانبرداری میں کیا ہوا عمل جہاں اجر و ثواب اور درجات کی بلندی کا باعث ہوتا ہے اسی طرح گناہوں کے مٹانے کا سبب بھی ہے۔

انہی اعمال میں سے ایک عمل حج یا عمرہ کرنا ہے خواہ آدمی ایک ہی سفر میں اکٹھے ادا کرے یا الگ الگ سفر میں علیحدہ علیحدہ ادا کیے جائیں۔

٢۔ حج و عمرہ سے صغیرہ، کبیرہ ہر قسم کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ جس طرح آگ کی بٹھی، سونے، چاندی اور لوہے کے زنگ کو مکمل طور پر صاف کر دیتی ہے۔

٣۔ "حج مبرور" سے مراد ایسا حج ہے جو صحیح عقیدے کے ساتھ سُنّت کے مطابق کسی بھی قسم کی غلطی اور گناہ سے بچتے ہوئے ریاکاری، تکبّر و غرور کے بغیر اخلاص نیت سے کیا جائے۔

٤۔ دنیا میں حج اور عمرے کی برکت سے اللہ تعالیٰ غربت اور فقر ختم کر دیتے ہیں اور مال و دولت سے نواز دیتے ہیں۔ اگر کسی کو دنیاوی مال نہ بھی ملے تو توکل، پرہیزگاری اور اطمینان قلب کی وجہ سے آدمی اپنی غربت اور فقر سے پریشان نہیں ہوتا بلکہ اسے غِنیٰ کی دولت نصیب ہو جاتی ہے۔ یہ بھی فقر کے مٹنے کی ایک صورت ہے۔

811: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: "مَنْ حَجَّ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ غُفِرَ لَهُ مَا

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے حج کیا اور (اس دوران) بے ہودہ گوئی کی نہ کوئی گناہ کیا تو اس کے سابقہ گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔"

تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ".

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

وَأَبُو حَازِمٍ كُوفِيٌّ وَهُوَ الأَشْجَعِيُّ وَاسْمُهُ سَلْمَانُ مَوْلَى عَزَّةَ الأَشْجَعِيَّةِ.

ابو حازم کوفی اشجعی ہیں ان کا نام سلمان مولی عزۃ الاشجعیہ ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) حجة النبي: ٥، اخرجه الدارمي: ١٨٠٣، ابن خزيمه: ٢٥١٤، وابو يعلي: ١٩٨

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۱۵۲۱ و ۱۸۱۹ و ۱۸۲۰، صحیح مسلم: ۱۳۵۰، سنن ابن ماجه: ۲۸۸۹، سنن النسائی: ۱۱٤/٥، مسند احمد: ۷۳۸۱، صحیح ابن حبان: ۳٦۹٤۔

فوائد الحدیث: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دیگر اعمال کی طرح حج کا اجر و ثواب حاصل کرنے کے لیے بھی ضروری ہے کہ اس میں کسی قسم کے گناہ اور نافرمانی کا ارتکاب نہ ہو۔ بلکہ عقیدہ توحید کے ساتھ، سُنت کے مطابق اور خلوص نیت سے تمام ارکان ادا کیے جائیں تو پھر آدمی اجر و ثواب کا مستحق ٹھہرتا ہے۔

3- بَابُ مَا جَاءَ مِنَ التَّغْلِيظِ فِي تَرْكِ الْحَجِّ

ترک حج کی سنگینی

812: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْقُطَعِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ عَبْدِ اللهِ مَوْلَى رَبِيعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ مُسْلِمٍ الْبَاهِلِيِّ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: "مَنْ مَلَكَ زَادًا وَرَاحِلَةً تُبَلِّغُهُ إِلَى بَيْتِ اللهِ وَلَمْ يَحُجَّ فَلَا عَلَيْهِ أَنْ يَمُوتَ يَهُودِيًّا أَوْ نَصْرَانِيًّا وَذَلِكَ أَنَّ اللهَ يَقُولُ فِي كِتَابِهِ ﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا﴾".

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس شخص کے پاس سفر خرچ اور بیت اللہ تک پہنچا دینے والی سواری ہو اور وہ پھر بھی حج نہ کرے تو پھر اس پر کوئی فرق نہیں کہ وہ یہودی مرے یا عیسائی مرے۔ یہ اس لیے کہ اللہ اپنی کتاب میں فرماتا ہے: ﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا﴾ "اللہ کے لیے ان لوگوں پر حج فرض ہے جو بیت اللہ تک پہنچنے کی استطاعت رکھتے ہوں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَفِي إِسْنَادِهِ مَقَالٌ. وَهِلَالُ بْنُ عَبْدِ اللهِ مَجْهُولٌ وَالْحَارِثُ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے، ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں، اس کی سند پر جرح کی گئی ہے، ہلال بن عبداللہ مجہول ہے، اور حارث کو حدیث میں ضعیف قرار دیا گیا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) المشكوٰة: ٢٥٢١، التعليق الرغيب: ١٣٤/٢، ضعيف الجامع الصغير: ٥٨٦٩، ہلال راوی متروک ہے۔

تخریج الحدیث: مسند البزار: ٧٦١، والعقيلي في الضعفاء: ٣٤٨/٤، وابن عدي في الكامل: ٢٥٨٠/٧

فوائد الحدیث: ا۔ یہ روایت اگرچہ سنداً ضعیف ہے لیکن معناً درست ہے کیونکہ دوسری کئی ایک احادیث میں حج کی فرضیت کو بیان

کیا گیا ہے۔ اور قران مجید میں بھی سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۹۷ میں یہی مضمون بیان ہوا ہے

۲۔ استطاعت سے مراد ہے (۱) عاقل یا بالغ مسلمان ہو۔ (۲) بیت اللہ تک جانے، آنے کے اخراجات موجود ہوں۔ (۳) گھر والوں کی ضروریات زندگی موجود ہوں۔ (۴) آدمی خود تندرست، سفر کرنے کے قابل ہو۔ (۵) قانونی طور پر کوئی رکاوٹ نہ ہو، وغیرہ وغیرہ۔

۳۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں ابھی میں نے مکان نہیں بنایا۔ بچوں کی شادیاں کرنی ہیں لہٰذا میرے پاس استطاعت نہیں ہے تو ان کا یہ عذر کرنا درست نہیں، جس مکان میں رہ رہا ہے گزارہ کرنے کی کوشش کرے۔ بچوں کی شادی کا موقعہ آئے گا تو اللہ تعالیٰ اسباب پیدا فرمادیں گے۔ یہ خواہ مخواہ ایک فرض کی ادائیگی نہ کر کے گنہگار ہو رہا ہے۔ اگر تو فوری ضرورت ہے تو پھر شادیاں کر دے۔ لوگ کاروبار کو بڑھاتے رہتے ہیں لیکن حج کے لیے نہیں جاتے کہ ابھی کئی ایک ذمہ داریاں باقی ہیں یاد رکھیں جو شخص استطاعت کے باوجود یہ فرض ادا نہیں کرتا اس کے لیے قرآن وحدیث میں سخت وعید ہے۔

4- بَابُ مَا جَاءَ فِي إِيجَابِ الْحَجِّ بِالزَّادِ وَالرَّاحِلَةِ

سفر خرچ اور سواری ہونے کی صورت میں حج فرض ہو جاتا ہے

813: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَا يُوجِبُ الْحَجَّ؟ قَالَ: "الزَّادُ وَالرَّاحِلَةُ".

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے عرض کیا، اللہ کے رسول! کس چیز سے حج واجب ہو جاتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "سفر خرچ اور سواری سے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ الرَّجُلَ إِذَا مَلَكَ زَادًا وَرَاحِلَةً وَجَبَ عَلَيْهِ الْحَجُّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے، اہل علم کا اسی پر عمل ہے کہ جب آدمی سفر خرچ اور سواری کا مالک ہو تو اس پر حج واجب ہو جاتا ہے۔

وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ يَزِيدَ هُوَ الْخُوزِيُّ الْمَكِّيُّ وَقَدْ تَكَلَّمَ فِيهِ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ.

ابراہیم بن یزید، وہ خوزی مکی ہیں، بعض اہل علم نے اس پر اس کے حافظے کے حوالے سے جرح کی ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف جداً) ضعيف ابن ماجه: ٦٣١، الارواء: ٩٨٨۔ اس میں ابراہیم الخوزی متروک ہے۔

تخریج الحدیث: مصنف ابن ابی شیبة: ٤/٩٠، سنن ابن ماجه: ٢٨٩٦، سنن الدارقطني: ٢/٢١٧، سنن كبرىٰ للبيهقي: ٥/٥٨.

فوائد الحدیث: تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۸۱۲ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

5- بَابُ مَا جَاءَ كَمْ فُرِضَ الْحَجُّ

کتنے حج فرض ہیں

814: حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ وَرْدَانَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ الْأَعْلَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا﴾ "اللہ

سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب یہ آیت: ﴿وَلِلّٰهِ

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا﴾ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَفِي كُلِّ عَامٍ؟ فَسَكَتَ. فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَفِي كُلِّ عَامٍ؟ قَالَ: لَا "وَلَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ". فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾.

نے ان لوگوں پر جو اس کی طرف راہ پا سکتے ہوں اس گھر کا حج فرض کر دیا ہے۔" نازل ہوئی، تو صحابہ کرام نے عرض کیا، اللہ کے رسول! کیا ہر سال حج کرنا فرض ہے؟ آپ ﷺ خاموش رہے، انہوں نے پھر عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا ہر سال حج کرنا فرض ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "نہیں، اور اگر میں ہاں کہہ دیتا تو پھر (ہر سال حج کرنا) واجب ہو جاتا۔" تب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾ "اے ایمان والو ایسی باتیں مت پوچھو کہ اگر وہ تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں ناگوار گزریں۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

اس باب میں سیّدنا ابن عباس اور سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَلِيٍّ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَاسْمُ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ سَعِيدُ بْنُ أَبِي عِمْرَانَ وَهُوَ سَعِيدُ بْنُ فَيْرُوزَ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: علی رضی اللہ عنہ کی روایت اس طریق سے حسن غریب ہے۔ ابو البختری کا نام سعید بن ابی عمران ہے اور وہ سعید بن فیروز ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) ضعيف ابن ماجه: ٦٢٨، الارواء: ٩٨٠۔ ابی البختری کا علی سے سماع ثابت نہیں۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٢٨٨٤، مسند احمد: ٩٠٥

فوائد الحدیث: سند کے اعتبار سے روایت ضعیف ہے لیکن دوسرے دلائل کی بنا پر مسئلہ درست ہے کہ صاحب استطاعت پر زندگی میں ایک ہی مرتبہ حج کرنا فرض ہے۔ اِلّا یہ کہ کوئی شخص نذر مان لے تو وہ اس کی نذر کی وجہ سے فرض ہوگا۔ استطاعت کی وجہ سے نہیں۔

6- بَابُ مَا جَاءَ كَمْ حَجَّ النَّبِيُّ ﷺ

نبی ﷺ نے کتنے حج کیے

815: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "حَجَّ ثَلَاثَ حِجَجٍ حَجَّتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُهَاجِرَ وَحَجَّةً بَعْدَ مَا هَاجَرَ وَمَعَهَا عُمْرَةٌ فَسَاقَ ثَلَاثًا وَسِتِّينَ بَدَنَةً وَجَاءَ عَلِيٌّ مِنَ الْيَمَنِ بِبَقِيَّتِهَا فِيهَا جَمَلٌ لِأَبِي جَهْلٍ فِي أَنْفِهِ بُرَةٌ مِنْ فِضَّةٍ فَنَحَرَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ كُلِّ بَدَنَةٍ بِبَضْعَةٍ فَطُبِخَتْ

سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے تین حج کیے: دو حج ہجرت کرنے سے پہلے اور ایک حج ہجرت کے بعد اور اس کے ساتھ عمرہ بھی تھا، آپ ﷺ تریسٹھ ۶۳ اونٹ ساتھ لے کر آئے تھے جبکہ باقی سیّدنا علی رضی اللہ عنہ یمن سے لے کر آئے تھے، ان میں ابو جہل کا اونٹ بھی تھا اس کی ناک میں چاندی کا حلقہ تھا، پس نبی ﷺ نے انہیں (اپنے دست مبارک سے) نحر کیا، اور رسول اللہ ﷺ نے ہر اونٹ

وَشَرِبَ مِنْ مَرَقِهَا".

سے گوشت کا کچھ ٹکڑا لینے کا حکم فرمایا، پس اسے پکایا گیا اور آپ ﷺ نے اس کا شوربہ پیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ سُفْيَانَ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ زَيْدِ بْنِ حُبَابٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث سفیان کی روایت سے غریب ہے اور ہم اسے صرف زید بن حباب کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔

وَرَأَيْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ فِي كُتُبِهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي زِيَادٍ. قَالَ: وَسَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هَذَا فَلَمْ يَعْرِفْهُ مِنْ حَدِيثِ الثَّوْرِيِّ عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَرَأَيْتُهُ لَا يَعُدُّ هَذَا الْحَدِيثَ مَحْفُوظًا. وَقَالَ: إِنَّمَا يُرْوَى عَنِ الثَّوْرِيِّ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ مُجَاهِدٍ مُرْسَلًا.

میں نے عبداللہ بن عبدالرحمن کو دیکھا کہ وہ اس کو اپنی کتابوں میں عبداللہ بن ابی زیاد سے روایت کرتے ہیں۔ نیز فرمایا میں نے اس کے متعلق امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا تو انہوں نے اس کو ثوری عن جعفر عن ابیہ عن جابر عن النبی ﷺ کی سند سے نہیں جانا۔ اور میں نے ان کو دیکھا ہے کہ وہ اس حدیث کو محفوظ شمار نہیں کرتے تھے۔ اور فرمایا کہ بے شک یہ حدیث ثوری عن ابی اسحق عن مجاہد کی سند سے مرسل بیان کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) بعض نے اسے سفیان ثوری کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف کہا ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٣٠٧٦ و ٣١٥٨، صحيح ابن خزيمة: ٣٠٥٦، مستدرک الحاکم: ١/٤٨٠، والبيهقي في الدلائل: ٥/٤٥٤

فوائد الحدیث: یہ روایت ضعیف ہے آپ ﷺ نے جو ہجرت سے پہلے حج کیے ہیں ان کی تفصیل ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے البتہ ہجرت کے بعد جب حج شریعت محمدیہ میں فرض ہوا تو آپ ﷺ نے ۱۰ھ میں ایک ہی حج کیا جو صحیح احادیث سے ثابت ہے اور آئندہ حدیث میں بھی بیان ہو رہا ہے۔

815م: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ: قُلْتُ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ؟ كَمْ حَجَّ النَّبِيُّ ﷺ؟ قَالَ: حَجَّةً وَاحِدَةً وَاعْتَمَرَ أَرْبَعَ عُمَرٍ عُمْرَةً فِي ذِي الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةَ الْحُدَيْبِيَةِ وَعُمْرَةً مَعَ حَجَّتِهِ وَعُمْرَةَ الْجِعِرَّانَةِ إِذْ قَسَّمَ غَنِيمَةَ حُنَيْنٍ.

قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہا: نبی ﷺ نے کتنے حج کیے؟ انہوں نے فرمایا: ایک حج، اور آپ نے چار عمرے کیے: ایک عمرہ ذوالقعدہ میں، ایک عمرہ حدیبیہ، ایک عمرہ اپنے حج کے ساتھ، اور ایک عمرہ جعرانہ جب آپ نے حنین کا مال غنیمت تقسیم کیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَحَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ هُوَ أَبُو حَبِيبٍ الْبَصْرِيُّ هُوَ جَلِيلٌ ثِقَةٌ وَثَّقَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ.

حکم الحدیث: (صحیح)

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٧٧٨-١٧٨٠ و ٣٠٦٦ و ٤١٤٨، صحیح مسلم: ١٢٥٣، سنن ابو داود: ١٩٩٤، مسند احمد: ١٢٣٧٢، صحیح ابن حبان: ٣٧٦٤

فوائد الحدیث: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے ایک حج کیا ہے شریعت محمدیہ میں فرض ہونے کے بعد۔

7- بَابُ مَا جَاءَ كَمِ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ

نبی ﷺ نے کتنے عمرے کیے

816: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْعَطَّارُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "اعْتَمَرَ أَرْبَعَ عُمَرٍ عُمْرَةَ الْحُدَيْبِيَةِ وَعُمْرَةَ الثَّانِيَةِ مِنْ قَابِلٍ وَعُمْرَةَ الْقَضَاءِ فِي ذِي الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةً الثَّالِثَةِ مِنَ الْجِعِرَّانَةِ وَالرَّابِعَةِ الَّتِي مَعَ حَجَّتِهِ".

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چار عمرے کیے: عمرہ حدیبیہ، دوسرا عمرہ اگلے سال، عمرۃ القضاء (قضا) جو کہ ذوالقعدہ میں کیا، تیسرا عمرہ جعرانہ سے کیا اور چوتھا عمرہ اپنے حج کے ساتھ کیا۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَابْنِ عُمَرَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا انس، عبداللہ بن عمرو اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت حسن غریب ہے۔

وَرَوَى ابْنُ عُيَيْنَةَ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اعْتَمَرَ أَرْبَعَ عُمَرٍ. وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ. قَالَ: حَدَّثَنَا بِذَلِكَ سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُومِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

ابن عیینہ نے اس حدیث کو عمرو بن دینار عن عکرمہ کی سند سے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے چار عمرے کیے، اس میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کا حوالہ ذکر نہیں کیا۔
فرمایا کہ ہم کو یہ حدیث سعید بن عبدالرحمن المخزومی نے حدثنا سفیان بن عیینہ عن عمرو بن دینار عن عکرمۃ عن النبی ﷺ کی سند سے بیان کی تو اسی طرح (سابق حدیث کے مطابق) بیان کیا۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ١٨٦٥، الطبراني في الكبير: ١١٢٦٩، والبيهقي: ٥/١٢

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٩٩٣، سنن ابن ماجه: ٣٠٠٣، مسند احمد: ٣٢١١، صحيح ابن حبان: ٣٩٤٦

فوائد الحدیث: آپ ﷺ نے کل چار عمرے ادا فرمائے:

۱- ذوالقعدہ ۶ ہجری میں یہ عمرہ آپ ﷺ ادا نہیں کر سکے تھے بلکہ مشرکین مکہ کے روکنے پر ایک معاہدہ کے تحت حدیبیہ سے واپس آ گئے تھے لیکن اس کا ثواب ملا تھا اس لیے اسے شمار کیا جاتا ہے۔

۲- ذوالقعدہ ۷ ہجری میں جو عمرۃ القضا بھی کہلاتا ہے۔

۳- ذوالقعدہ ۸ ہجری میں فتح مکہ کے بعد جب آپ ﷺ غزوہ حنین کے مال غنیمت کو تقسیم کرنے کے بعد جعرانہ مقام سے رات کو عمرہ کے لیے گئے اور رات کو ہی واپس تشریف لے آئے۔

۴- ذوالحجہ ۱۰ ہجری میں جب آپ ﷺ حج کے لیے مکہ مکرمہ تشریف لائے تو حج کے ساتھ یہ عمرہ ادا فرمایا۔

8- بَابُ مَا جَاءَ مِنْ أَيِّ مَوْضِعٍ أَحْرَمَ النَّبِيُّ ﷺ

نبی ﷺ نے کس جگہ سے احرام باندھا

817: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: لَمَّا أَرَادَ النَّبِيُّ ﷺ "الْحَجَّ أَذَّنَ فِي النَّاسِ فَاجْتَمَعُوا فَلَمَّا أَتَى الْبَيْدَاءَ أَحْرَمَ".

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نبی ﷺ نے جب حج کا ارادہ فرمایا تو لوگوں میں اعلان کرا دیا پس وہ اکٹھے ہو گئے، جب آپ ﷺ بیداء کے مقام پر پہنچے تو (وہاں) آپ نے احرام باندھا۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَأَنَسٍ وَالْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عمر، انس اور مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ جَابِرٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جابر رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) حجة النبي: ٢/٤٥، اخرجه الدارمي: ١٨٥٦، ابن خزيمه: ٢٥٣٤، وابو يعلي: ٢٠٢٧

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٢١٨، ١٤٧، سنن ابو داود: ١٩٠٥، سنن ابن ماجه: ٣٠٧٤، سنن النسائي: ٥/١٥٥، مسند احمد: ١٤٤٤٠، صحيح ابن حبان: ٣٩٤٣

818: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: "الْبَيْدَاءُ الَّتِي يَكْذِبُونَ فِيهَا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَاللّٰهِ مَا أَهَلَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَّا مِنْ عِنْدِ الْمَسْجِدِ مِنْ عِنْدِ الشَّجَرَةِ".

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، بیداء وہ جگہ جس کے بارے میں لوگ رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھتے ہیں، اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے (ذوالحلیفہ کی) مسجد کے پاس درخت کے پاس سے (احرام باندھا اور) تلبیہ پکارا۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن خزيمه: ٢٦١١، الطبراني في الكبير: ١٣١٦٧، والبغوي: ١٨٦٩

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ١٥٤١، صحيح مسلم: ١١٨٦، و ١١٨٧، سنن ابو داود: ١٧٧١، سنن النسائي: ٥/١٦٢، مسند احمد: ٤٥٧٠، صحيح ابن حبان: ٣٧٦٢

فوائد الحدیث: ۱۔ رسول اللہ ﷺ نے ذوالحلیفہ کے مقام پر ظہر کی نماز پڑھی احرام باندھا اور تلبیہ پکارا۔ اس کے بعد آپ ﷺ سواری پر سوار ہوئے تلبیہ پکارتے رہے۔

۲۔ احادیث میں جو مختلف مقامات کا ذکر آیا ہے وہ سبھی ذوالحلیفہ اور اس کے مضافات میں ہیں اب جس شخص نے جہاں آپ ﷺ سے تلبیہ سنا اس نے وہی مقام بیان کر دیا۔ کیونکہ مجمع بہت زیادہ تھا کوئی لاؤڈ سپیکر تو تھا نہیں کہ ہر کسی تک آواز پہنچتی۔

۳۔ جب آپ ﷺ نے نماز پڑھی اور احرام باندھا اس وقت وہاں مسجد موجود نہیں تھی۔ بعد میں آپ ﷺ کی جائے نماز پر ہی مسجد تعمیر کی گئی۔

9- بَابُ مَا جَاءَ مَتَى أَحْرَمَ النَّبِيُّ ﷺ

نبی ﷺ نے کب احرام باندھا

819: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ عَنْ خُصَيْفٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "أَهَلَّ فِي دُبُرِ الصَّلَاةِ".

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے نماز کے بعد (احرام باندھا اور) تلبیہ پکارا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُ أَحَدًا رَوَاهُ غَيْرَ عَبْدِ السَّلَامِ بْنِ حَرْبٍ. وَهُوَ الَّذِي يَسْتَحِبُّهُ أَهْلُ الْعِلْمِ أَنْ يُحْرِمَ الرَّجُلُ فِي دُبُرِ الصَّلَاةِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے، صرف عبدالسّلام بن حرب ہی نے اسے روایت کیا ہے، اور اہل علم اسے ہی پسند کرتے ہیں کہ آدمی نماز کے بعد احرام باندھے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) ضعيف ابى داؤد: ٣١٢، اس میں خصیف راوی مختلط ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٥٧٩، سنن النسائي: ١٦٢/٥، وفي الكبرى: ٣٧٣٥سنن ابو داود: ١٧٧٠

فوائد الحدیث: ١۔ روایت سنداً ضعیف ہے مسئلہ درست ہے کہ آپ ﷺ نے نماز کے بعد احرام باندھا تھا۔

٢۔ اگر فرض نماز کا وقت ہو تو اس کے بعد احرام باندھا جاسکتا ہے الگ سے احرام کے لیے نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ اگر نماز کا وقت نہ ہو تو پھر احرام سے پہلے دو رکعت نماز نفل ادا کرنے چاہئیں۔

10- بَابُ مَا جَاءَ فِي إِفْرَادِ الْحَجِّ

حج مفرد ادا کرنا

820: حَدَّثَنَا أَبُو مُصْعَبٍ قِرَاءَةً عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ "أَفْرَدَ الْحَجَّ".

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حج مفرد ادا کیا۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَابْنِ عُمَرَ.

اس باب میں جابر اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت حسن صحیح ہے۔ بعض اہل علم کا اسی پر عمل ہے،

وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَفْرَدَ الْحَجَّ وَأَفْرَدَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ.

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا گیا ہے کہ نبی ﷺ نے حج مفرد ادا کیا، اور ابو بکر و عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم نے حج مفرد ادا کیا۔

حَدَّثَنَا بِذَلِكَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نَافِعٍ الصَّائِغُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ بِهَذَا.

ہم کو یہ حدیث اسی طرح قتیبہ نے حدثنا عبداللہ بن نافع الصائغ عن عبیداللہ بن عمر عن نافع عن ابن عمر کی سند سے بیان کی۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَالَ الثَّوْرِيُّ: إِنْ أَفْرَدْتَ الْحَجَّ فَحَسَنٌ وَإِنْ قَرَنْتَ فَحَسَنٌ وَإِنْ تَمَتَّعْتَ فَحَسَنٌ. وَقَالَ الشَّافِعِيُّ: مِثْلَهُ. وَقَالَ: أَحَبُّ إِلَيْنَا الإِفْرَادُ ثُمَّ التَّمَتُّعُ ثُمَّ الْقِرَانُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اگر تو نے حج مفرد کیا تو اچھا ہے حج قِران کیا تو اچھا ہے اور حج تمتع کیا تو اچھا ہے، اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی مثل فرمایا: حج مفرد ہمیں زیادہ پسند ہے۔ پھر حج تمتع اور پھر حج قِران۔

حکم الحدیث: (شاذ) اس کی سند صحیح اور متن شاذ ہے۔اخرجه ابو يعلي: ٤٣٦١، البيهقي: ٣/٥

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٢١١، ١٢٢، سنن ابو داود: ١٧٧٧، سنن ابن ماجه: ٢٩٦٤، سنن النسائي: ١٤٥/٥، مسند احمد : ٢٤٠٧٧

فوائد الحدیث: ا۔حج کی تین قسمیں ہیں:

(۱) حج افراد یا مفرد: یہ وہ حج ہے جس کے لئے میقات سے اکیلے حج کا احرام باندھا جائے اور ایک سفر میں صرف حج ہی کیا جائے اس کے ساتھ عمرہ ادا نہ کیا جائے۔اس کے لیے قربانی فرض نہیں۔

(۲) حج تمتع: جس میں میقات سے عمرے کا احرام باندھا جائے، بیت اللہ پہنچ کر عمرہ ادا کیا جائے پھر حج کے لیے آٹھ ذی الحجہ کو دوبارہ وہی مکہ سے ہی احرام باندھ لیا جائے اور حج ادا کیا جائے۔اس کے لیے قربانی فرض ہے۔

(۳) حج قِران: یہ حج اور عمرے کا اکٹھے احرام باندھا جاتا ہے پہلے عمرہ کیا جاتا ہے لیکن احرام نہیں کھولا جاتا حج کے ارکان سے فارغ ہو کر احرام کھولا جاتا ہے۔اس میں بھی قربانی فرض ہے۔

۲۔ رسول اللہ ﷺ نے حج قِران کیا ہے۔ام المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جو بیان فرمایا ہے کہ آپ ﷺ نے حج افراد کیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ: پہلے ایک سفر میں آدمی ایک ہی عمل کر سکتا تھا یا حج کرلے یا عمرہ۔دونوں عمل یعنی تمتع یا قِران نہیں کر سکتا تھا۔

رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع کے موقعہ پر جب مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے تو بعض لوگوں نے حج کا احرام باندھا اور بعض نے عمرے کا۔ کچھ لوگ بغیر احرام کے بھی اس سفر میں شریک تھے۔

آپ ﷺ نے بھی حج کا احرام باندھا۔راستے میں اللہ تعالیٰ نے عمرے کی اجازت دے دی تو آپ ﷺ نے حکم فرمایا جن لوگوں کے پاس قربانیاں نہیں ہیں وہ بیت اللہ پہنچ کر عمرہ ادا کریں اور احرام کھول دیں حج کے لئے دوبارہ احرام باندھیں۔جن لوگوں کے پاس قربانیاں ہیں وہ عمرہ ادا کرنے کے بعد احرام نہ کھولیں بلکہ حج سے فارغ ہو کر احرام کھولیں۔

لہذا لوگوں نے اسی طرح ہی کیا کسی نے "حج تمتع" کر لیا تو کسی نے "حج قِران" آپ ﷺ کے پاس چونکہ قربانی تھی اس لیے آپ ﷺ نے عمرے کے بعد احرام نہیں کھولا بلکہ "حج قِران" کیا۔ لیکن آپ ﷺ نے اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ اگر مجھے پہلے یہ مسئلہ معلوم ہو جاتا تو میں قربانی ساتھ نہ لاتا بلکہ حج تمتع کرتا۔

اس وجہ سے جس کسی نے بھی بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ نے حج افراد کیا ہے یا تو اس نے احرام کا اعتبار کیا ہے کہ جب آپ ﷺ نے احرام باندھا تھا تو حج مفرد کا باندھا تھا یا پھر اسے معلوم نہیں ہو سکا کہ آپ ﷺ نے عمرہ بھی ادا کیا ہے۔کیونکہ آپ ﷺ نے احرام نہیں کھولا تھا۔

۳۔ان تینوں صورتوں میں "حج تمتع" کرنا افضل ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی خواہش کا اظہار فرمایا تھا، اور آپ ﷺ افضل عمل کی ہی خواہش کر سکتے ہیں۔کیا اس لئے نہیں کہ آپ کی مجبوری تھی کہ قربانی آپ ﷺ کے پاس تھی۔

11- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجَمْعِ بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ

حج اور عمرے کو ملا کر ادا کرنا

821: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: "لَبَّيْكَ بِعُمْرَةٍ وَحَجَّةٍ".

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "عمرہ اور حج کے لیے حاضر ہوں۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عمر اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِلَى هَذَا. وَاخْتَارُوهُ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ وَغَيْرِهِمْ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: انس رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ بعض اہل علم کا یہی موقف ہے، کوفہ والوں اور دیگر نے اسی کو اختیار کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٩٩/٤، الدارمي: ١٩٣٠، ابن الجارود: ٤٣٠

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢١٥١، سنن ابو داود: ١٧٩٥، سنن النسائي: ١٠٥/٥، سنن ابن ماجه: ٢٩٦٩، مسند احمد: ١١٩٥٨

فوائد الحدیث: یہ حدیث واضح ہے کہ آپ ﷺ نے حج قران کیا تھا کیونکہ حج اور عمرے کا اکٹھا تلبیہ حج قران میں ہی پکارا جاتا ہے۔

12- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّمَتُّعِ

حج تمتع

822: حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ لَيْثٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ "تَمَتَّعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَأَوَّلُ مَنْ نَهَى عَنْهَا مُعَاوِيَةُ".

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے اور سیّدنا ابوبکر و عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم نے حج تمتع کیا، سب سے پہلے سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس سے منع فرمایا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت حسن ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) اس میں لیث راوی ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مصنف ابن ابی شيبة: ٩٧/١٤، سنن النسائي: ١٥٣/٥-١٥٤، شرح معاني الآثار: ١٤١/٢، معجم الكبير للطبراني: ١٠٩٦٥، مسند احمد: ٢٦٦٤

823: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ أَنَّهُ سَمِعَ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ وَالضَّحَّاكَ بْنَ قَيْسٍ وَهُمَا

محمد بن عبداللہ بن حارث بن نوفل سے روایت ہے کہ انہوں نے سعد بن ابی وقاص اور ضحاک بن قیس کو عمرہ کر کے حج تک احرام کھول دینے (حج تمتع کرنے) کا ذکر کرتے ہوئے

يَذْكُرَانِ التَّمَتُّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَقَالَ: الضَّحَّاكُ بْنُ قَيْسٍ لَا يَصْنَعُ ذَلِكَ إِلَّا مَنْ جَهِلَ أَمْرَ اللّٰهِ. فَقَالَ: سَعْدٌ بِئْسَ مَا قُلْتَ: يَا ابْنَ أَخِي! فَقَالَ: الضَّحَّاكُ بْنُ قَيْسٍ فَإِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَدْ نَهَى عَنْ ذَلِكَ. فَقَالَ سَعْدٌ قَدْ صَنَعَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَصَنَعْنَاهَا مَعَهُ.

سنا، تو ضحاک بن قیس نے کہا: یہ (حج تمتع) صرف وہی شخص کرے گا جسے اللہ عزوجل کے امر سے لاعلمی ہو، تو سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بھتیجے! تم نے بُری بات کی ہے، تو ضحاک نے کہا: عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس سے منع فرمایا ہے، تو سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اسے ادا کیا اور ہم نے اسے آپ ﷺ کے ساتھ ادا کیا۔

قَالَ: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

انہوں نے فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) اس میں محمد بن عبداللہ بن حارث مجہول ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٥٠٣، سنن النسائي: ١٥٢/٥، صحيح ابن حبان: ٣٩٣٩

فوائد الحدیث: تمتع کا لغوی معنی ہے "فائدہ اٹھانا"۔

حج قران کرنے والا چونکہ ایک سفر میں حج کے ساتھ عمرے کا فائدہ حاصل کرتا ہے اس لیے اس پر بھی تمتع کا لفظ بولا جاتا ہے۔ حدیث الباب میں لغوی معنی میں ہی استعمال ہوا ہے ورنہ یہ وضاحت گذشتہ احادیث میں بیان ہو چکی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حج قران کیا تھا۔

824: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلاً مِنْ أَهْلِ الشَّامِ وَهُوَ يَسْأَلُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ عَنِ التَّمَتُّعِ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ هِيَ حَلَالٌ. فَقَالَ الشَّامِيُّ: إِنَّ أَبَاكَ قَدْ نَهَى عَنْهَا. فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ أَبِي نَهَى عَنْهَا وَصَنَعَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَأَمْرُ أَبِي يُتَّبَعُ أَمْ أَمْرُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالَ الرَّجُلُ: بَلْ أَمْرَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ. فَقَالَ: "لَقَدْ صَنَعَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ".

سالم بن عبداللہ نے بیان کیا کہ انہوں نے شام کے رہنے والے ایک شخص کو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے حج تمتع (عمرہ کے بعد حج تک احرام کھول دینے) کے متعلق مسئلہ دریافت کرتے ہوئے سنا، تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ حلال ہے۔ تو اس شامی نے کہا: آپ کے والد نے تو اس سے منع کر رکھا ہے۔ تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: مجھے بتاؤ اگر میرے والد نے اس سے منع کیا ہو اور رسول اللہ ﷺ نے اسے ادا کیا ہو، تو کیا میرے والد کے امر کی اتباع کی جائے گی یا رسول اللہ ﷺ کے امر کی اتباع کی جائے گی؟ اس آدمی نے کہا: بلکہ رسول اللہ ﷺ کے امر (کی اتباع کی جائے گی) تو انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اسے ادا فرمایا ہے۔

قَالَ: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَعُثْمَانَ وَجَابِرٍ وَسَعْدٍ وَأَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ وَابْنِ عُمَرَ.

اس باب میں سیدنا علی، عثمان، جابر، سعد، اسماء بنت ابی بکر اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

وَقَدِ اخْتَارَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمِ "التَّمَتُّعَ بِالْعُمْرَةِ". وَالتَّمَتُّعُ أَنْ يَدْخُلَ الرَّجُلُ

نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اور ان کے علاوہ دیگر اہل علم حضرات نے حج تمتع کو اختیار کیا ہے۔ اور تمتع یہ ہے کہ آدمی حج

بِعُمْرَةٍ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ ثُمَّ يُقِيمَ حَتَّى يَحُجَّ فَهُوَ مُتَمَتِّعٌ وَعَلَيْهِ دَمٌ مَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ صَامَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةً إِذَا رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ وَيُسْتَحَبُّ لِلْمُتَمَتِّعِ إِذَا صَامَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ أَنْ يَصُومَ فِي الْعَشْرِ وَيَكُونَ آخِرُهَا يَوْمَ عَرَفَةَ فَإِنْ لَمْ يَصُمْ فِي الْعَشْرِ صَامَ أَيَّامَ التَّشْرِيقِ فِي قَوْلِ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْهُمُ ابْنُ عُمَرَ وَعَائِشَةُ وَبِهِ يَقُولُ: مَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا يَصُومُ أَيَّامَ التَّشْرِيقِ. وَهُوَ قَوْلُ أَهْلِ الْكُوفَةِ.

کے مہینوں میں عمرہ کرے، پھر وہاں قیام کرے حتیٰ کہ حج کرے، پس وہ حج تمتع کرنے والا، تو جو قربانی کر سکے قربانی کرے، اور اگر نہ کر سکے تو (دس روزے رکھے) تین روزے حج کے ایام میں اور سات جب وہ اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ جائے، اور تمتع کرنے والے کے لیے مستحب ہے کہ وہ پہلے دس دنوں میں روزے رکھے اور اس کا آخری روزہ نو ذوالحجہ کو ہو، اور اگر وہ ذوالحجہ کے پہلے دس دنوں میں روزے نہ رکھے تو نبی ﷺ کے بعض اصحاب جیسے ابن عمر اور عائشہ رضی اللہ عنہما کا موقف ہے کہ وہ ایام تشریق میں روزے رکھے، امام شافعی، احمد، مالک اور اسحاق رحمہم اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔ بعض کا موقف ہے کہ وہ ایام تشریق میں روزے نہیں رکھے گا، یہ کوفہ والوں کا قول ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَأَهْلُ الْحَدِيثِ يَخْتَارُونَ التَّمَتُّعَ بِالْعُمْرَةِ فِي الْحَجِّ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اہل الحدیث حج تمتع کرنے کا موقف رکھتے ہیں، اور یہی شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا موقف ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح الإسناد) اخرجه ابو يعلي: ٥٤٥١، والبيهقي: ٥/٢١

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٥٧٠٠، سنن نسائی فی الکبری: ٤٢٢٩۔ و صحیح بخاری: ١٧٧٤، سنن ابو داود: ١٩٨٦

فوائد الحدیث: ۱۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو حج تمتع کرنے کا حکم فرمایا۔ خود حج قران کیا لیکن تمتع کی خواہش ظاہر کی۔ اس لئے ان کے جواز پر تو دوسری کوئی رائے نہیں۔ افضلیت میں اختلاف ضرور ہے لیکن وہ بھی غیر ضروری۔

۲۔ مختلف روایات سے سیّدنا عمر بن خطاب، سیّدنا عثمان ذوالنورین اور سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے اپنے ادوار میں بعض انتظامی مصلحت کی وجہ سے حکم جاری فرمایا کہ ایک سفر میں صرف ایک ہی عمل کیا جائے، حج اور عمرہ دونوں اکٹھے ادا نہ کیے جائیں۔ لیکن صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ان کے اس حکم کو رسول اللہ ﷺ کی سُنت اور حدیث کی بنا پر رد کر دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے جس عمل کو جائز قرار دیا ہے کسی دوسرے کو حق نہیں کہ اس پر پابندی لگائے۔

سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے حکم کی علی الاعلان اعلانیہ مخالفت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے کی۔ (دیکھئے سنن نسائی ۲/۱۱ کتاب الحج)

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے حکم کی مخالفت ان کے بیٹے نے کر دی۔ بلکہ یہاں تک فرما دیا:

امر ابی یتبع ام امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "کہ اتباع میرے ابو کے حکم کی جائے گی یا اللہ کے رسول ﷺ کے حکم کی۔" بعض روایات میں یہ الفاظ ہیں کہ شریعت میرے ابو پر نہیں۔ محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی ہے۔

یہ تمام واقعات مقلدین حضرات کے لیے عبرت کا سامان لیے ہوئے ہیں کہ اگر رسول اللہ ﷺ کے مقابلے میں کسی صحابی رسول کا قول فتویٰ یا آڈر تسلیم نہیں کیا جا سکتا تو بعد میں آنے والے کسی امام یا مفتی کی تقلید کیسے جائز ہو سکتی ہے۔

۳۔ حج تمتع یا قران اس صورت میں بنتا ہے کہ جب عمرہ اشہر حج (حج کے مہینوں) شوال، ذی قعدہ اور ذوالحجہ کے پہلے آٹھ دنوں میں کیا جائے۔ اس سے پہلے کیا ہوا عمرہ حج کو قران یا تمتع نہیں بنائے گا۔

۴۔ حج تمتع کرنے والے کے لیے قربانی فرض ہے اگر کسی وجہ سے قربانی نہ کر سکتا ہو تو پھر دس روزے رکھے گا۔ تین حج کے دنوں، گیارہ، بارہ، تیرہ، ذوالحجہ کو اور سات گھر واپس آکر۔

۵۔ کوفہ والوں کا موقف قرآن مجید کے صریح حکم کے خلاف ہے۔

13- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّلْبِيَةِ

تلبیہ (لبیک) پکارنا

825: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ تَلْبِيَةَ النَّبِيِّ ﷺ كَانَتْ "لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ".

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نبی ﷺ کا تلبیہ یہ تھا "لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ" حاضر ہوں اے اللہ! میں حاضر ہوں، حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں، سب تعریفیں اور نعمتیں تیری ہی ہیں اور بادشاہی بھی، تیرا کوئی شریک نہیں۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَجَابِرٍ وَعَائِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

اس باب میں سیّدنا ابن مسعود، جابر، عائشہ، ابن عباس اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ. قَالَ الشَّافِعِيُّ: وَإِنْ زَادَ فِي التَّلْبِيَةِ شَيْئًا مِنْ تَعْظِيمِ اللَّهِ فَلَا بَأْسَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ وَأَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ يَقْتَصِرَ عَلَى تَلْبِيَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح ہے، نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اور دیگر اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔ سفیان ثوری، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا بھی یہی موقف ہے، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اگر کسی نے اللہ کی تعظیم کی خاطر تلبیہ میں کچھ الفاظ کا اضافہ کر لیا تو ان شاء اللہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں، لیکن اللہ کے رسول ﷺ کے تلبیہ پر اکتفا کرنا مجھے زیادہ پسند ہے۔

قَالَ الشَّافِعِيُّ: وَإِنَّمَا قُلْنَا لَا بَأْسَ بِزِيَادَةِ تَعْظِيمِ اللَّهِ فِيهَا لِمَا جَاءَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَهُوَ حَفِظَ التَّلْبِيَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ زَادَ ابْنُ عُمَرَ فِي تَلْبِيَتِهِ مِنْ قِبَلِهِ "لَبَّيْكَ وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ".

شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم نے جو یہ کہا ہے کہ اللہ کی تعظیم کی خاطر تلبیہ میں کچھ الفاظ کے اضافے میں کوئی مضائقہ نہیں تو وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے تلبیہ کو یاد کیا ہے، پھر ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے تلبیہ میں اپنی طرف سے بھی اضافہ کیا ہے: "لَبَّيْكَ

وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ" حاضر ہوں (دل میں) تیری ہی لگن ہے اور (تیرے ہی لیے) عمل۔

حکم الحدیث: (صحيح الإسناد) اخرجه ابن الجارود: ٤٣٣، ابن خزيمه: ٢٦٢١، الدارقطني: ٢/١٢٤

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٥٤٩ و ٥٩١٥، صحیح مسلم: ١١٨٤، سنن ابو داود: ١٨١٢، سنن ابن ماجه: ٢٩١٨، سنن النسائی: ٥/١٥٩ و ١٦٠، وفی الکبری: ٣٧٣٠، مسنداحمد : ٤٤٥٧، صحیح ابن حبان: ٣٧٩٩

826: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ أَهَلَّ فَانْطَلَقَ يُهِلُّ فَيَقُولُ: "لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ".

نافع رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ انہوں نے احرام باندھا اور ان الفاظ کے ساتھ تلبیہ پکارتے ہوئے چل پڑے: "لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ" "حاضر ہوں، اے اللہ! میں حاضر ہوں" تیرا کوئی شریک نہیں۔ میں حاضر ہوں، ساری تعریفیں اور نعمتیں تیری ہی ہیں اور بادشاہی بھی، تیرا کوئی شریک نہیں۔

قَالَ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَقُولُ هَذِهِ تَلْبِيَةُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ. وَكَانَ يَزِيدُ مِنْ عِنْدِهِ فِي أَثَرِ تَلْبِيَةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ "لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ لَبَّيْكَ وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ".

اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے: یہ رسول اللہ ﷺ کا تلبیہ ہے، اور وہ رسول اللہ ﷺ کے تلبیہ کے بعد ان الفاظ کا اضافہ کرتے تھے: "لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ لَبَّيْكَ وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ" "حاضر ہوں، حاضر ہوں، تیری اطاعت کی سعادت سے بہرہ ور ہوں، اور ہر قسم کی خیر تیرے ہاتھوں میں ہے، میں حاضر ہوں، (دل میں) تیری ہی لگن ہے، اور تیرے ہی لیے عمل ہے۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) گزشتہ حدیث ملاحظہ فرمائیں۔

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٥٤٩ و ٥٩١٥، صحیح مسلم: ١١٨٤، سنن ابو داود: ١٨١٢، سنن ابن ماجه: ٢٩١٨، سنن النسائی: ٥/١٥٩ و ١٦٠، وفی الکبری: ٣٧٣٠، مسنداحمد : ٤٤٥٧، صحیح ابن حبان: ٣٧٩٩

فوائد الحدیث: ١۔ حج یا عمرے کے لیے جانے والا شخص اپنا لباس اتار کر ان سلی دو چادریں باندھ کر فقیرانہ انداز میں اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی عاجزی و انکساری کا اظہار کرتا ہے تو ساتھ ہی اپنی زبان سے بھی اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور عظمت کا اقرار کرتے ہوئے اپنے آپ کو محتاج اور فقیر بنا کر اللہ کے سامنے پیش کرتا ہے۔

٢۔ تلبیے کے الفاظ عقیدہ توحید کے اقرار اور شرک کی نفی کرنے میں حرف آخر اور جامع کلمات ہیں۔ اس لیے انہیں بار بار اور بلند آواز سے دہرایا جاتا ہے۔

14- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ التَّلْبِيَةِ وَالنَّحْرِ

تلبیہ پکارنے اور قربانی کرنے کی فضیلت

827: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ [ح] وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَرْبُوعٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ أَيُّ الْحَجِّ أَفْضَلُ؟ قَالَ: "الْعَجُّ وَالثَّجُّ".

سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا: کون سا حج افضل ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "(تلبیہ پکارتے ہوئے) آواز بلند کرنا، اور (قربانی کرتے وقت) خون بہانا۔"

حکم الحدیث: (صحیح) بعض کہتے ہیں ضعیف ہے۔ محمد بن المنکدر کا عبدالرحمن سے سماع ثابت نہیں۔

تخریج الحدیث: سنن الدارمی: ١٧٩٧، سنن ابن ماجه: ٢٩٢٤، مسند ابی بکر الصدیق للمروزی: ٢٥، صحیح ابن خزیمة: ٢٦٣١، مسند ابو یعلی: ١١٧، مسند البزار: ٧١، مستدرک الحاکم: ١/٤٥١، سنن کبریٰ للبیهقی: ٥/٤٢

828: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: "مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُلَبِّي إِلَّا لَبَّى مَنْ عَنْ يَمِينِهِ أَوْ عَنْ شِمَالِهِ مِنْ حَجَرٍ أَوْ شَجَرٍ أَوْ مَدَرٍ حَتَّى تَنْقَطِعَ الْأَرْضُ مِنْ هَا هُنَا وَهَا هُنَا".

سیّدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو بھی مسلمان تلبیہ پکارنے والا تلبیہ پکارتا ہے تو اس کے دائیں بائیں زمین کی انتہا تک ہر پتھر، درخت اور اینٹ (ہر چیز) تلبیہ پکارتی ہے۔"

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْأَسْوَدِ أَبُو عَمْرٍو الْبَصْرِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبِيدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ حَدِيثِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَيَّاشٍ.

سہل بن سعد نے نبی ﷺ سے اسماعیل بن عیاش کی روایت کے مانند بیان کیا ہے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَجَابِرٍ.

اس باب میں ابن عمر اور جابر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي بَكْرٍ حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ أَبِي فُدَيْكٍ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو بکر رضی اللہ عنہ کی روایت غریب ہے۔ دیگر اساتذہ سے بھی امام صاحب اوپر والی روایت کے مانند ذکر کرتے ہیں۔

وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَرْبُوعٍ وَقَدْ رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَرْبُوعٍ عَنْ أَبِيهِ غَيْرَ هٰذَا الْحَدِيثِ.

امام ترمذی نے کہا: ابو بکر کی روایت غریب ہے ہم اسے ابن ابی فدیک عن ضحاک بن عثمان کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں۔ محمد بن منکدر نے عبدالرحمٰن بن یربوع سے نہیں سُنا۔ اور محمد بن منکدر نے سعید بن عبدالرحمٰن بن یربوع عن

ابیہ کی سند سے اس کے علاوہ حدیث روایت کی ہے۔

وَرَوَى أَبُو نُعَيْمٍ الطَّحَّانُ ضِرَارُ بْنُ صُرَدٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ ابْنِ أَبِي فُدَيْكٍ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَرْبُوعٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

ابو نعیم طحان ضرار بن صرد نے یہ حدیث ابن ابی فدیک عن الضحاک بن عثمان عن محمد بن المنکدر عن سعید بن عبدالرحمن بن یربوع عن ابیہ عن ابی بکر عن النبی ﷺ کی سند سے بیان کی ہے۔

وَأَخْطَأَ فِيهِ ضِرَارٌ. قَالَ أَبُو عِيسَى: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ الْحَسَنِ يَقُولُ: قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ مَنْ قَالَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَرْبُوعٍ عَنْ أَبِيهِ فَقَدْ أَخْطَأَ. قَالَ: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ وَذَكَرْتُ لَهُ حَدِيثَ ضِرَارِ بْنِ صُرَدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي فُدَيْكٍ فَقَالَ: هُوَ خَطَأٌ. فَقُلْتُ قَدْ رَوَاهُ غَيْرُهُ عَنِ ابْنِ أَبِي فُدَيْكٍ أَيْضًا مِثْلَ رِوَايَتِهِ. فَقَالَ: لَا شَيْءَ إِنَّمَا رَوَوْهُ عَنِ ابْنِ أَبِي فُدَيْكٍ وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ. وَرَأَيْتُهُ يُضَعِّفُ ضِرَارَ بْنَ صُرَدٍ. وَالْعَجُّ هُوَ رَفْعُ الصَّوْتِ بِالتَّلْبِيَةِ. وَالثَّجُّ هُوَ نَحْرُ الْبُدْنِ.

اور اس میں ضرار نے غلطی کی ہے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں میں نے احمد بن حسن کو سنا وہ فرماتے ہیں: امام احمد بن حنبل نے فرمایا جس نے بھی اس حدیث میں عن محمد بن المنکدر عن ابن عبدالرحمن بن یربوع عن ابیہ کہا تو اس نے خطاء کی۔ وہ فرماتے ہیں میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو سنا وہ فرماتے تھے اور میں نے ان کے لیے ضرار بن صرد کی حدیث عن ابن ابی فدیک کی سند سے بیان کی تو فرمایا یہ خطاء ہے۔ تو میں نے کہا کہ اس کو ضرار کے علاوہ بھی دوسرے لوگوں نے ابن ابی فدیک سے روایت کیا ہے اور انہوں نے اس میں عن سعید بن عبدالرحمن کا ذکر نہیں کیا تو میں نے دیکھا کہ وہ ضرار بن صُرد کو ضعیف قرار دیتے تھے۔ "اَلْعَجُّ" کا معنی ہے تلبیہ کے ساتھ آواز کو بلند کرنا اور وَالثَّجُّ کا معنی ہے قربان کرنا۔

حکم الحدیث: (صحيح الإسناد) (المشكاة: ٢٥٥٠) اخرجه ابو نعيم في الحلية: ٢٥١/٣

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٢٩٢١۔ صحيح ابن خزيمة: ٢٦٣٤، مستدرک الحاكم: ٤٥١/١، سنن كبرىٰ للبيهقي: ٤٣/٥، معجم الكبير للطبراني: ٥٧٤٠، معجم الاوسط: ٢٥٨

فوائد الحدیث: ۱۔ "تلبیہ" چونکہ حاجی کے لیے ایک شعار اور علامت ہے کہ یہ بندہ اپنے اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونے جا رہا ہے اس لیے اسے بلند آواز سے پکارنے کا حکم دیا گیا ہے اور پھر اس لیے بھی کہ جہاں تک اس کی آواز جاتی ہے تو اس کے دائیں بائیں زمین کی انتہا تک ہر چیز درخت، پتھر وغیرہ "تلبیہ" پکارتے ہیں۔

۲۔ جس حج میں جتنی زیادہ بلند آواز سے "تلبیہ" پکارا جائے اور جتنی زیادہ تعداد میں یا قیمتی قربانی کی جائے اسی قدر وہ حج افضل ہے۔

15- بَابُ مَا جَاءَ فِي رَفْعِ الصَّوْتِ بِالتَّلْبِيَةِ

بلند آواز سے تلبیہ پکارنا

829: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ سیّدنا سائب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ وَهُوَ ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ خَلاَّدِ بْنِ السَّائِبِ بْنِ خَلاَّدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ "أَتَانِي جِبْرِيلُ فَأَمَرَنِي أَنْ آمُرَ أَصْحَابِي أَنْ يَرْفَعُوا أَصْوَاتَهُمْ بِالإِهْلاَلِ وَالتَّلْبِيَةِ".

فرمایا: "جبریل علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے تو مجھے کہا کہ میں اپنے اصحاب کو حکم دوں کہ وہ بلند آواز سے تلبیہ پکاریں۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ.

اس باب میں زید بن خالد، ابوہریرہ، ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ خَلاَّدٍ عَنْ أَبِيهِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: خلاد عن ابیہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔

وَرَوَى بَعْضُهُمْ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ خَلاَّدِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَلَا يَصِحُّ وَالصَّحِيحُ هُوَ عَنْ خَلاَّدِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ أَبِيهِ. وَهُوَ خَلاَّدُ بْنُ السَّائِبِ بْنِ خَلاَّدِ بْنِ سُوَيْدٍ الأَنْصَارِيُّ.

بعض نے اس حدیث کو خلاد بن سائب عن زید بن خالد کی سند سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔ اور یہ صحیح نہیں۔ صحیح عن خلاد بن سائب عن ابیہ کی سند سے ہے۔ اور یہ خلاد بن سائب بن خلاد بن سوید انصاری ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ١٨١٦، ابن خزيمه: ٢٦٢٥، وابن الجارود: ٤٣٣

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٨١٤، سنن ابن ماجه: ٢٩٢٢، سنن النسائي: ١٦٢/٥، مسند احمد: ١٦٥٥٧/١ و ١٦٥٦٧، و صحيح ابن حبان: ٣٨٠٢

فوائد الحدیث: "تلبیہ" زیادہ سے زیادہ بلند آواز سے پکارنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کو بھیج کر خصوصی طور پر یہ حکم ارشاد فرمایا ہے۔ البتہ خواتین مناسب آواز میں کہ جتنی وہ خود کو سنا سکیں "تلبیہ" کہیں گی، آواز زیادہ بلند نہیں کریں گی۔

16- بَابُ مَا جَاءَ فِي الاِغْتِسَالِ عِنْدَ الإِحْرَامِ

احرام باندھتے وقت غسل کرنا

830: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَعْقُوبَ الْمَدَنِيُّ عَنِ ابْنِ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ تَجَرَّدَ لِإِهْلَالِهِ وَاغْتَسَلَ.

سیّدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھنے کے لیے (سلے ہوئے) کپڑے اتارے اور غسل فرمایا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

وَقَدِ اسْتَحَبَّ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ الاِغْتِسَالَ عِنْدَ الإِحْرَامِ وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ.

اہل علم میں سے کچھ حضرات کا موقف ہے کہ احرام کے وقت غسل کرنا مستحب ہے، اور یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) المشكوٰة: ٢٥٤٧

تخریج الحدیث: سنن الدارمی: ١٧٩٤، ابن خزيمة: ٢٥٩٥، معجم الكبير للطبرانی: ٤٨٦٢، سنن كبرى للبيهقی: ٣٢/٥

فوائد الحدیث: ا۔احرام باندھنے کے لیے غسل کرنا مستحب ہے اگر کسی وجہ سے کوئی شخص غسل نہیں کر سکا تو صرف وضو کر کے ہی احرام باندھ لے۔

۲۔احرام ان دو چادروں کا نام نہیں جو آدمی سلے ہوئے کپڑے اتار کر باندھتا ہے یہ تو احرام کی علامت ہیں اور احرام کا ایک جزء۔ بلکہ احرام ان پابندیوں کا نام ہے جو ایک "مُحرم" (احرام والے شخص) پر لاگو ہوتی ہیں۔ مثلاً

(۱) سلا ہوا کپڑا پہننا (شلوار قمیص وغیرہ) (۲) سر پر ٹوپی پہننا یا پگڑی باندھنا (۳) موزے یا جرابیں پہننا (۴) نکاح کرنا یا نکاح کروانا (۵) یا نکاح کا پیغام بھجوانا یعنی منگنی کرنا (۶) جماع کرنا (۷) خشکی کا شکار کرنا (۸) شکاری کی مدد کرنا (۹) شکار کیا ہوا جانور ذبح کرنا (۱۰) خوشبو لگانا۔ (۱۱) بال یا ناخن کاٹنا (۱۲) ہر قسم کے گناہوں سے بچنا (۱۳) لڑائی جھگڑا کرنا۔

البتہ خواتین اپنا سلا ہوا لباس ہی پہنیں گی ان کا احرام اسی میں ہوگا۔ باقی پابندیاں ان کے لیے بھی ہیں نیز وہ دستانے بھی نہیں پہنیں گی اور نقاب بھی نہیں کریں گی۔

۳۔احرام باندھنے کا مطلب ہے ان پابندیوں کو قبول کرنا اور اپنے آپ پر لاگو کر لینا۔ احرام کھولنے کا مطلب ہے ان پابندیوں سے آزاد ہو جانا۔

۵۔بعض لوگ اپنی نادانی اور لاعلمی کی وجہ سے سمجھتے ہیں کہ احرام کی چادریں نہیں کھولنی اگر خدانخواستہ کھل جائیں تو سمجھتے ہیں کہ میرا احرام کھل گیا ہے۔ نہیں ایسا ہرگز نہیں بلکہ احرام والی چادروں کو تبدیل بھی کیا جا سکتا ہے۔ اور دھو کر انہیں دوبارہ بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔

17- بَابُ مَا جَاءَ فِي مَوَاقِيتِ الإِحْرَامِ لأَهْلِ الآفَاقِ

آفاقی لوگوں کے لیے احرام باندھنے کے میقات

831: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلاً قَالَ مِنْ أَيْنَ نُهِلُّ يَا رَسُولَ اللهِ! فَقَالَ: يُهِلُّ أَهْلُ الْمَدِينَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَأَهْلُ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ وَأَهْلُ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ. قَالَ: وَيَقُولُونَ: وَأَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ.

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ.

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا، اللہ کے رسول! ہم کہاں سے احرام باندھیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "مدینے والے ذوالحلیفہ سے، شام والے جحفہ سے اور نجد والے قرن المنازل سے احرام باندھیں گے۔ اسی طرح یمن والے یلملم سے۔"

اس باب میں ابن عباس، جابر بن عبداللہ اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح ہے، اور اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ١٧٩٧، البيهقي: ٢٦/٥، والبغوي: ١٨٥٨

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۱۳۳ و ۱۵۲۵، صحیح مسلم: ۱۱۸۲، سنن النسائی فی الکبری: ۳۶۳۱، سنن ابو داود: ۱۷۳۷، سنن ابن ماجه: ۲۹۱٤، مسند احمد : ٤٤٥٥ و ٥٠٨٧، و صحیح ابن حبان: ۳۷٦۱

832: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَقَّتَ لِأَهْلِ الْمَشْرِقِ الْعَقِيقَ.
قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَمُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ هُوَ أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ.

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے مشرق والوں کے لیے عقیق کو میقات مقرر فرمایا۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے، اور محمد بن علی، یہ ابو جعفر محمد بن علی بن حسین ابن علی بن ابی طالب ہیں۔

حکم الحدیث: (منکر) الارواء: ۱۰۰۲، ضعیف ابی داؤد: ۳۰٦، المشکوٰۃ: ۲۵۳۰۔ اس میں یزید بن ابی زیاد ضعیف ہے۔
تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ۱۷٤۰، مسند احمد : ۳۲۰۵

فوائد الحدیث: ۱۔ "میقات" اس جگہ کو کہتے جسے حاجی صاحبان کے احرام باندھنے کے لیے مقرر کیا گیا ہے کہ اگر وہ حج یا عمرہ کے لیے آ رہے ہیں تو اس جگہ سے آگے بغیر احرام کے نہ آئیں اگر غلطی سے یا جان بوجھ کر آگئے ہیں تو واپس جا کر وہاں سے احرام باندھیں اور پھر آگے آئیں۔ اگر واپس جانا ممکن نہ ہو یا کوئی نہ جانا چاہے تو وہ ایک "دم" (قربانی) بطور فدیہ دے گا۔
یہ پانچ مقامات ہیں جو مکہ مکرمہ کے داخلی راستوں پر مقرر کیے گئے ہیں جو شخص جس راستے سے آئے گا اس کے لیے وہی میقات تصور کیا جائے گا اگرچہ وہ اس علاقے کا رہنے والا نہ ہو۔ وہ مقامات یہ ہیں:

۱- مدینہ منورہ سے آنے والوں کے لیے "ذوالحلیفہ"
۲- شام کی طرف سے آنے والوں کے لیے "جحفہ"
۳- نجد کی طرف سے آنے والوں کے لیے "قرن" یا "قرن المنازل"
۴- یمن کی طرف سے آنے والوں کے لئے "یلملم"
۵- اہل مشرق کے لیے "عقیق" کو میقات قرار دیا گیا (بعض کے نزدیک یہ ذوالحلیفہ کا ہی دوسرا نام ہے کہ اسے "وادی عقیق" بھی کہا جاتا ہے)

۲۔ جو لوگ میقات کے اندر رہتے ہیں وہ اپنی رہائش سے ہی احرام باندھ لیں گے انہیں باہر میقات پر جانے کی ضرورت نہیں۔

18- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَا لَا يَجُوزُ لِلْمُحْرِمِ لُبْسُهُ

احرام والے کے لیے کون سے کپڑے پہننا جائز نہیں

833: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ: قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَاذَا تَأْمُرُنَا أَنْ نَلْبَسَ مِنَ الثِّيَابِ فِي الْحَرَمِ، فَقَالَ: رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ "لَا تَلْبَسُوا الْقُمُصَ وَلَا السَّرَاوِيلَاتِ وَلَا

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: ایک آدمی کھڑا ہوا تو اس نے عرض کیا، اللہ کے رسول! حالت احرام میں آپ ہمیں کون سے کپڑے پہننے کا حکم فرماتے ہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم قمیض، شلوار، پاجامے، برنس

الْبَرَانِسَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا الْخِفَافَ إِلَّا أَنْ يَكُونَ أَحَدٌ لَيْسَتْ لَهُ نَعْلَانِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَلَا تَلْبَسُوا شَيْئًا مِنَ الثِّيَابِ مَسَّهُ الزَّعْفَرَانُ وَلَا الْوَرْسُ وَلَا تَنْتَقِبِ الْمَرْأَةُ الْحَرَامُ وَلَا تَلْبَسِ الْقُفَّازَيْنِ".

(برساتی کوٹ جیسی کوئی چیز جس میں سے سر بھی چھپ جائے) پگڑی اور موزے نہ پہنو، سوائے اس کے کہ کسی کے پاس جوتے نہ ہوں تو وہ موزے پہن لے، اور انہیں ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ لے، اور ایسا کوئی کپڑا نہ پہنو جسے زعفران یا ورس لگی ہو، احرام والی عورت نقاب کرے نہ دستانے پہنے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے، اور اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) الارواء، صحیح ابی داؤد: ١٨٢٤ "الحج الكبير"، اخرجه ابن ابي شيبة: ٤/١٠١، والدارمي: ١٨٠٥

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٣٤ و ١٨٣٨، صحیح مسلم: ١١٧٧، سنن ابو داود: ١٨٢٣، سنن ابن ماجه: ٢٩٢٩، سنن النسائی: ٥/١٣١، مسند احمد: ٤٤٨٢، و ٦٠٠٣، صحیح ابن حبان: ٣٧٨٤

فوائد الحدیث: ١۔ "مُحرم" آدمی کا احرام کی حالت میں ہر قسم کا سلا ہوا کپڑا جو بطور لباس یا زیب و زینت استعمال ہوتا ہے نہیں پہن سکتا۔ مثلاً شلوار، قمیض، پینٹ، کوٹ، واسکٹ وغیرہ۔

٢۔ احرام والا شخص کسی قسم کی خوشبو بھی استعمال نہیں کر سکتا۔

٣۔ عورتیں دستانے بھی نہیں پہنیں گی اور نقاب بھی نہیں اوڑھیں گی۔ البتہ جہاں تک ممکن ہو مردوں سے چہرے کا پردہ کریں گی جیسا کہ ام المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے، آپ فرماتی ہیں:

كانت الركبان يمرون بنا ونحن محرمات مع رسول الله ﷺ فاذا حاذوا بنا سدلت احدانا جلبا بها من راسها على وجهها فاذا جاوزونا كشفناه (ابوداؤد ١/٢٦١ كتاب المناسك)

"کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حالت احرام میں ہوتی تھیں اور قافلے ہمارے سامنے سے گزرتے تو ہم میں سے ہر ایک اپنی چادر کو اپنے چہرے پر لٹکا لیتی جب وہ گزر جاتے تو ہم چہرہ کھول لیتی تھیں۔"

٤۔ موزے اگر ٹخنوں سے اوپر ہوں تو کاٹنے کی ضرورت ہے اگر ٹخنوں سے نیچے ہوں تو کاٹے بغیر ہی پہنے جا سکتے ہیں۔ بعض کے نزدیک کاٹنے والا حکم منسوخ ہے۔

19- بَابُ مَا جَاءَ فِي لُبْسِ السَّرَاوِيلِ وَالْخُفَّيْنِ لِلْمُحْرِمِ إِذَا لَمْ يَجِدِ الإِزَارَ وَالنَّعْلَيْنِ

جب احرام والے کو تہبند اور جوتے دستیاب نہ ہوں تو وہ شلوار اور موزے پہن لے

834: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: "الْمُحْرِمُ إِذَا لَمْ يَجِدِ الإِزَارَ فَلْيَلْبَسِ

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: "جب احرام والے کو ازار (تہبند) دستیاب نہ ہو تو وہ شلوار پہن لے، اور جب جوتے دستیاب نہ ہوں تو موزے پہن لے۔"

السَّرَاوِيلَ وَإِذَا لَمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ".

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرٍو نَحْوَهُ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَجَابِرٍ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوا: إِذَا لَمْ يَجِدِ الْمُحْرِمُ الإِزَارَ لَبِسَ السَّرَاوِيلَ وَإِذَا لَمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ لَبِسَ الْخُفَّيْنِ. وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: عَلَى حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ "إِذَا لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ".

حماد بن زید نے عمرو سے اسی مانند روایت کیا ہے۔ اور اس باب میں سیّدنا ابن عمر اور جابر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے، بعض اہل علم کا اسی پر عمل ہے، انہوں نے کہا: جب احرام والے کو ازار دستیاب نہ ہو تو وہ شلوار پہن لے، اور جب جوتے دستیاب نہ ہوں تو موزے پہن لے، یہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ہے۔ اور ان میں سے بعض نے سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی نبی ﷺ سے مروی حدیث سے استدلال کرتے ہوئے کہا: جب اسے جوتے دستیاب نہ ہوں تو وہ موزے پہن لے اور انہیں ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ لے۔

وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَالشَّافِعِيِّ وَبِهِ يَقُولُ مَالِكٌ.

یہ سفیان ثوری، شافعی اور مالک رحمہم اللہ کا موقف ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) ابن ابي شيبة: ٤/١٠٠، ابن خزيمه: ٢٦٨١، وابو يعلي: ٢٣٩٥

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ١٨٤١، صحيح مسلم: ١١٧٨، سنن ابو داود: ١٨٢٩، سنن ابن ماجه: ٢٩٣١، سنن النسائی: ٥/١٣٢-١٣٣، مسند احمد: ١٨٤٨، صحيح ابن حبان: ٣٤٨٥

فوائد الحدیث: جب تہ بند کی چادر نہ ہو تو محرم آدمی شلوار پہن سکتا ہے۔ اور جوتا نہ ہو تو موزے پہن سکتا ہے کیونکہ یہ اضطراری حالت ہے۔

20- بَابُ مَا جَاءَ فِي الَّذِي يُحْرِمُ وَعَلَيْهِ قَمِيصٌ أَوْ جُبَّةٌ

وہ احرام والا شخص جس نے قمیض یا جبہ پہن رکھا ہو

835: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ: رَأَى النَّبِيُّ ﷺ أَعْرَابِيًّا قَدْ أَحْرَمَ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ فَأَمَرَهُ أَنْ يَنْزِعَهَا.

سیّدنا یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک اعرابی کو دیکھا کہ اس نے احرام باندھا ہوا ہے اور اس پر جبہ ہے تو آپ ﷺ نے اسے حکم فرمایا کہ اسے اتار دے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح ابی داود: ١٥٩٦، ١٥٩٩، اخرجه ابن خزيمه: ٢٦٧٢، البيهقي: ٥/٥٦

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٧٩٦٤، سنن ابو داود: ١٨٢٠

836: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ. وَهَذَا أَصَحُّ وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ.

سفیان نے عمرو بن دینار، عن عطاء عن صفوان بن یعلیٰ عن ابیہ کی سند سے نبی ﷺ سے اسی معنی میں روایت کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث زیادہ صحیح ہے اور اس

حدیث میں ایک واقعہ ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَكَذَا رَوَاهُ قَتَادَةُ وَالْحَجَّاجُ بْنُ أَرْطَاةَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ. وَالصَّحِيحُ مَا رَوَى عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ وَابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

اور قتادہ، حجاج بن ارطاۃ اور کئی ایک نے عطاء عن یعلی بن ابیہ کی سند سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ صحیح وہ ہے جسے عمرو بن دینار اور ابن جریج نے عطاء عن صفوان بن یعلی عن ابیہ عن النبی ﷺ کی سند سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن الجارود: ٤٤٧، ابن خزيمه: ٢٦٧٠، البيهقي: ٥/٥٦

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٥٣٦ و ١٧٨٩، صحیح مسلم: ١١٨٠، سنن ابو داود: ١٨١٩، و١٨٢٠، سنن النسائی: ٥/١٣٠ و ١٣٢، مسند احمد: ١٧٩٤٨، صحیح ابن حبان: ٣٧٧٨ و ٣٧٧٩

فوائد الحدیث: اگر کسی نے لاعلمی میں احرام کی حالت میں قمیض وغیرہ پہنا ہوا ہے تو علم ہونے پر اسے اتار دے، اس کو پھاڑنے کی ضرورت نہیں۔ اس کا احرام برقرار رہے گا۔

21- بَابُ مَا جَآءَ مَا يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ مِنَ الدَّوَابِّ

احرام والا کس جانور کو قتل کر سکتا ہے

837: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: "خَمْسٌ فَوَاسِقُ يُقْتَلْنَ فِي الْحَرَمِ الْفَأْرَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْغُرَابُ وَالْحُدَيَّا وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ".

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "پانچ جانور فاسق ہیں، انہیں حرم میں بھی قتل کر دیا جائے۔ چوہیا، بچھو، کوا، چیل اور کاٹنے والا کتا۔ (پاگل کتا)"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَابْنِ عُمَرَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ.

اس باب میں سیّدنا ابن مسعود، ابن عمر، ابوہریرہ، ابوسعید اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابو يعلى: ٤٥٠٣، الطبراني في الاوسط: ٧٠٦، البيهقي: ٥/٢٠٩

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٨٢٩ و ٣٣١٤، صحیح مسلم: ١١٩٨، سنن النسائی: ٥/١٨٨ و ٢٠٩، مسند احمد: ٢٤٠٥٢، صحیح ابن حبان: ٥٦٣٢

838: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي زِيَادٍ عَنِ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ السَّبُعَ الْعَادِيَ وَالْكَلْبَ الْعَقُورَ وَالْفَأْرَةَ وَالْعَقْرَبَ وَالْحِدَأَةَ وَالْغُرَابَ".

سیّدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "احرام والا شخص حملہ کرنے والے درندے، کاٹنے والے کتے، چوہیا، بچھو، چیل اور کوے کو قتل کر سکتا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ. قَالُوا: "الْمُحْرِمُ يَقْتُلُ السَّبُعَ الْعَادِيَ". وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَالشَّافِعِيِّ. وَقَالَ الشَّافِعِيُّ: كُلُّ سَبُعٍ عَدَا عَلَى النَّاسِ أَوْ عَلَى دَوَابِّهِمْ فَلِلْمُحْرِمِ قَتْلُهُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ اہل علم کا اسی پر عمل ہے، انہوں نے کہا: احرام والا شخص حملہ کرنے والے درندے کو قتل کر سکتا ہے، یہ سفیان ثوری اور امام شافعی رحمہما اللہ کا موقف ہے۔ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہر وہ درندہ جو لوگوں پر یا ان کے جانوروں (سواریوں وغیرہ) پر حملہ کرے تو احرام والا اسے قتل کر سکتا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) ضعيف ابن ماجه: ٦٦٠، اس میں یزید بن ابی زیاد ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٨٤٨، سنن ابن ماجه: ٣٠٨٩، مسند احمد: ١٠٩٩٠

فوائد الحدیث: احرام والا شخص نہ تو شکار کر سکتا ہے اور نا ہی کسی جانور کو قتل کر سکتا ہے۔ لیکن یہ موذی جانور جن سے انسان کی جان کو خطرہ ہوتا ہے انہیں احرام کی حالت اور حرم کی حدود میں قتل کر دیا جائے گا۔ وہ جانور مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ الفارۃ۔ "چوہیا" مذکر ہو یا مونث۔

۲۔ الغُراب۔ "کوا" بعض روایات میں "الابقع" کی قید ہے کہ چتکبرا (جس کا پیٹ اور پشت سفید ہو)

۳۔ "العقرب" بچھو

۴۔ "الحدیّا، الحدأۃ"۔ چیل

۵۔ "الكلب العقور" (باؤلا کتا)، اس سے مراد صرف کتا نہیں بلکہ ہر وہ درندہ مراد ہے جو چیر پھاڑ کرنے والا ہو جیسے شیر، چیتا، وغیرہ جیسا کہ دوسری حدیث میں "السبع العادی" (حملہ آور ہونے والے درندے) کے الفاظ بھی ہیں۔

یہاں "بعض الناس" نے فقاہت کا رنگ جمایا ہے کہ صرف باؤلا کتا ہی قتل کیا جائے گا۔ شیر، چیتا وغیرہ نہیں۔ حالانکہ یہ درندے تو کتے سے بھی زیادہ خطرناک ہیں۔ نیز سنن نسائی کی حدیث میں "الحیۃ" (سانپ) کا بھی ذکر ہے۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ ہر وہ جانور جو موذی ہو جس سے انسانی جان کو خطرہ ہو اسے قتل کیا جا سکتا ہے۔ جو لوگ ان کی تعداد صرف پانچ تک محدود رکھتے ہیں ان کا موقف درست نہیں۔

22- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحِجَامَةِ لِلْمُحْرِمِ

حالت احرام میں پچھنے لگوانا / سینگی لگوانا

839: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ طَاوُسٍ وَعَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ".

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے حالت احرام میں پچھنے لگوائے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَعَبْدِ اللهِ ابْنِ بُحَيْنَةَ وَجَابِرٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا انس، عبداللہ بن بحینہ اور جابر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَخَّصَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي الْحِجَامَةِ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح

لِلْمُحْرِمِ وَقَالُوا: لَا يَحْلِقُ شَعَرًا. وَقَالَ مَالِكٌ لَا يَحْتَجِمُ الْمُحْرِمُ إِلَّا مِنْ ضَرُورَةٍ. وَقَالَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَالشَّافِعِيُّ لَا بَأْسَ أَنْ يَحْتَجِمَ الْمُحْرِمُ وَلَا يَنْزِعُ شَعَرًا.

ہے۔ اہل علم میں سے کچھ حضرات نے احرام والے شخص کو سینگی لگوانے کی اجازت دی ہے اور انہوں نے کہا: وہ بال نہیں منڈوائے گا۔ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: احرام والا شخص صرف ضرورت ہی کے تحت سینگی لگوائے گا۔ اور امام شافعی و سفیان ثوری رحمہما اللہ نے فرمایا: احرام والا شخص اگر سینگی لگوالے اور بال نہ کھینچے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن الجارود: ٤٤٢، ابو يعلي: ٢٣٩٠، والبغوي: ١٩٨٤

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٨٣٥ و ٦٥٩٥، صحیح مسلم: ١٢٠٢، سنن ابو داود: ١٨٣٥، سنن النسائی: ١٩٣/٥، مسند احمد: ١٩٢٢، صحیح ابن حبان: ٣٩٥١

فوائد الحدیث: مُحرم، آدمی کے لیے بال منڈوانا منع ہے عام حالات میں ایسا نہیں کر سکتا لیکن اگر کسی مجبوری کی وجہ سے اسے سنگی یا پچھنے لگوانے پڑ گئے تو یہ جائز ہے کیونکہ خود رسول اللہ ﷺ نے ایسا کیا ہے۔

23- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ تَزْوِيجِ الْمُحْرِمِ

حالت احرام میں شادی کرنے کی ممانعت

840: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَرَادَ ابْنُ مَعْمَرٍ أَنْ يُنْكِحَ ابْنَهُ فَبَعَثَنِي إِلَى أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ وَهُوَ أَمِيرُ الْمَوْسِمِ بِمَكَّةَ فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ إِنَّ أَخَاكَ يُرِيدُ أَنْ يُنْكِحَ ابْنَهُ فَأَحَبَّ أَنْ يُشْهِدَكَ ذَلِكَ. قَالَ: لَا أُرَاهُ إِلَّا أَعْرَابِيًّا جَافِيًا إِنَّ الْمُحْرِمَ لَا يَنْكِحُ وَلَا يُنْكِحُ.
أَوْ كَمَا قَالَ ثُمَّ حَدَّثَ عَنْ عُثْمَانَ مِثْلَهُ يَرْفَعُهُ.

نبیہ بن وہب نے بیان کیا، ابن معمر نے ارادہ کیا کہ وہ اپنے بیٹے کی شادی کرا دے، انہوں نے مجھے ابان بن عثمان کے پاس بھیجا جبکہ وہ مکہ میں امیر حج تھے، میں ان کے پاس آیا تو میں نے کہا: آپ کے بھائی اپنے بیٹے کی شادی کرنا چاہتے ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ اس میں آپ کو گواہ بنائیں۔ انہوں نے کہا: میں تو اسے بے عقل گنوار سمجھتا ہوں، کیونکہ احرام والا شخص نکاح کر سکتا ہے نہ کرا سکتا ہے، یا پھر ویسے جیسے انہوں نے کہا، پھر انہوں نے اسے اسی مثل عثمان سے مرفوع روایت کیا۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي رَافِعٍ وَمَيْمُونَةَ.

اس باب میں سیّدنا ابو رافع اور میمونہ رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عُثْمَانَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْهُمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَابْنُ عُمَرَ وَهُوَ قَوْلُ بَعْضِ فُقَهَاءِ التَّابِعِينَ وَبِهِ يَقُولُ مَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے، نبی ﷺ کے بعض اصحاب کا اسی پر عمل ہے، عمر بن خطاب، علی بن ابی طالب اور ابن عمر رضی اللہ عنہم انہی میں سے ہیں، اور تابعین میں سے بعض فقہاء کا بھی یہی موقف

وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ لَا يَرَوْنَ أَنْ يَتَزَوَّجَ الْمُحْرِمُ. قَالُوا: فَإِنْ نَكَحَ فَنِكَاحُهُ بَاطِلٌ.

ہے۔امام مالک، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا بھی یہی موقف ہے: وہ احرام والے کے لیے جائز نہیں سمجھتے کہ وہ شادی کرے، اگر وہ (حالت احرام میں) نکاح کر لے تو اس کا نکاح باطل ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ١٨٣٠، البزار: ٣٦١، وابن الجارود: ٤٤٤

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٤٠٩، سنن ابو داود: ١٨٤١، سنن ابن ماجه: ١٩٦٦، سنن النسائی فی الکبری: ٣٨٢٧، مسنداحمد : ٤٠١ و ٤٩٢، صحيح ابن حبان: ٤٩٢

841: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ مَطَرٍ الْوَرَّاقِ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ: تَزَوَّجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ "مَيْمُونَةَ وَهُوَ حَلَالٌ وَبَنَى بِهَا وَهُوَ حَلَالٌ وَكُنْتُ أَنَا الرَّسُولَ فِيمَا بَيْنَهُمَا".

سیّدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے حالت احرام کے علاوہ (جبکہ آپ نے احرام نہیں باندھا ہوا تھا) سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی۔ اسی حالت میں ان سے خلوت اختیار فرمائی۔ اور میں ان دونوں کے درمیان پیغام رساں تھا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا أَسْنَدَهُ غَيْرَ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ مَطَرٍ الْوَرَّاقِ عَنْ رَبِيعَةَ. وَرَوَى مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ رَبِيعَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "تَزَوَّجَ مَيْمُونَةَ وَهُوَ حَلَالٌ". رَوَاهُ مَالِكٌ مُرْسَلاً. قَالَ: وَرَوَاهُ أَيْضًا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ رَبِيعَةَ مُرْسَلاً.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ اور اس حدیث کو صرف حماد بن زید نے مطر وراق عن ربیعہ کی سند سے مسند روایت کیا ہے۔ اور امام مالک رحمہ اللہ نے ربیعہ عن سلیمان بن یسار کی سند سے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے حالت احرام کے بغیر سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔ امام مالک رحمہ اللہ نے اسے مرسل روایت کیا ہے۔ اسی طرح سلیمان بن بلال نے بھی ربیعہ سے مرسل بیان کیا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَرُوِيَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ عَنْ مَيْمُونَةَ قَالَتْ "تَزَوَّجَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ وَهُوَ حَلَالٌ".

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یزید بن اصم کے حوالے سے سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا گیا ہے انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے شادی کی جبکہ آپ حالت احرام میں نہیں تھے۔

وَيَزِيدُ بْنُ الْأَصَمِّ هُوَ ابْنُ أُخْتِ مَيْمُونَةَ.

اور یزید بن اصم وہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی بہن کے بیٹے (بھانجے) ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) الارواء: ١٨٤٩، اس کا پہلا حصہ صحیح ہے دیکھیں حدیث: ۸۴۵۔ مطر الوراق کمزور حافظے کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٧١٩٧، سنن النسائی فی الکبری: ٥٤٠٢، صحيح ابن حبان: ٤١٣٥

فوائد الحدیث: احرام کی حالت میں نکاح کرنا اور کسی دوسرے کا نکاح کروانا یا منگنی کا پیغام بھیجنا جائز اور حلال نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے واضح طور پر حکماً منع فرمایا ہے۔ سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

قال رسول اللہ ﷺ لا ینکح المحرم ولا یخطب ولا ینکح (سنن نسائی ۲/ ۲۳ کتاب الحج، صحیح مسلم ۱/ ۴۵۳ کتاب النکاح)

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا محرم آدمی نہ تو اپنا نکاح کرے اور نہ ہی منگنی کا پیغام بھیجے اور نہ کسی دوسرے کا نکاح کروائے۔"

"بعض الناس" تاویل کرتے ہیں کہ نکاح سے مراد جماع ہے۔ نکاح کر سکتا ہے، جماع نہیں کر سکتا حالانکہ ان کی یہ تاویل باطل ہے کہ حدیث میں آگے الفاظ ہیں لا یخطب ولا ینکح "کہ وہ منگنی کا پیغام بھی نہ دے اور کسی دوسرے کا نکاح بھی نہ کروائے۔" اس لیے حضرات احناف کا موقف بھی غلط ہے اور تاویل بھی بلکہ عذر گناہ بدتر از گناہ کی عملی تصویر ہے۔

۲۔ سیّدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ کا یہ بیان بہت واضح ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح حلال ہونے کی حالت میں (یعنی احرام سے پہلے) کیا تھا اور "بنا" بھی حلال ہونے کی حالت میں (یعنی احرام کے بعد) کی تھی۔ اور سیّدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ اس شادی میں پیغام رساں تھے لہٰذا ان کی گواہی معتبر ہے۔

24- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ

اِس (حالت احرام) میں شادی کرنے کے بارے میں رخصت

842: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ حَبِيبٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "تَزَوَّجَ مَيْمُونَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ".

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَأَهْلُ الْكُوفَةِ.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے حالت احرام میں سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی۔

اس باب میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح ہے۔ بعض اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور کوفہ والوں کا بھی یہی موقف ہے۔

حکم الحدیث: (شاذ) ضعيف ابن ماجه: ٤٦٢، الارواء: ١٠٣٧، ضعيف الترمذي: ١٤٤

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٤٢٥٨، سنن ابو داود: ١٨٤٤، سنن النسائی: ٦/٨٧، مسند احمد: ٢٢٠٠، صحيح ابن حبان: ٤١٢٩

843: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَزَوَّجَ مَيْمُونَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے حالت احرام میں سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی۔

حکم الحدیث: (شاذ) دیکھیں گزشتہ حدیث۔

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٤٢٥٨، سنن ابو داود: ١٨٤٤، سنن النسائی: ٦/٨٧، مسند احمد: ٢٢٠٠، صحيح ابن حبان: ٤١٢٩

844: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْعَطَّارُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الشَّعْثَاءِ

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے حالت احرام میں سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی۔

يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "تَزَوَّجَ مَيْمُونَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ".

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو الشَّعْثَاءِ اسْمُهُ جَابِرُ بْنُ زَيْدٍ.

وَاخْتَلَفُوا فِي تَزْوِيجِ النَّبِيِّ ﷺ مَيْمُونَةَ لِأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَزَوَّجَهَا فِي طَرِيقِ مَكَّةَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: تَزَوَّجَهَا حَلَالاً وَظَهَرَ أَمْرُ تَزْوِيجِهَا وَهُوَ مُحْرِمٌ ثُمَّ بَنَى بِهَا وَهُوَ حَلَالٌ بِسَرِفَ فِي طَرِيقِ مَكَّةَ وَمَاتَتْ مَيْمُونَةُ بِسَرِفَ حَيْثُ بَنَى بِهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَدُفِنَتْ بِسَرِفَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابو شعثاء کا نام جابر بن زید ہے۔

نبی ﷺ کے سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے شادی کرنے کے بارے میں اختلاف ہے۔ کیونکہ نبی ﷺ نے ان سے مکہ کی راہ میں شادی کی تھی، ان میں سے بعض نے کہا ہے کہ آپ ﷺ نے جب ان سے شادی کی تھی تو آپ ﷺ حالت احرام میں نہیں تھے لیکن جب آپ ﷺ کی ان سے شادی کا معاملہ ظاہر ہوا تو آپ ﷺ حالت احرام میں تھے، پھر آپ ﷺ نے جب ان سے مکہ کی راہ میں سرف کے مقام پر خلوت اختیار کی تو آپ ﷺ احرام کی حالت میں نہیں تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے سرف کے مقام پر جہاں سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے خلوت اختیار کی وہیں ان کی وفات ہوئی اور انہیں سرف کے مقام پر ہی دفن کیا گیا۔

حکم الحدیث: (شاذ) ضعيف الترمذي: ١٤٦، اخرجه الدارمي: ١٨٢٩، ابو يعلي: ٢٣٩٣، البيهقي: ٢١٠/٧

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٥١١٤، صحيح مسلم: ١٤١٠، سنن ابن ماجه: ١٩٦٥و ٨٨/٦، مسنداحمد : ١٩١٩، صحيح ابن حبان: ٤١٣١

فوائد الحدیث: سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کی توضیح یہ ہے کہ نکاح تو حلال ہونے کی صورت میں ہی ہوا جیسا کہ تفصیل اگلی حدیث میں آرہی ہے لیکن لوگوں میں معروف، احرام باندھنے کے بعد ہوا، اس لیے سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے سمجھا کہ نکاح ہی احرام کی حالت میں ہوا ہے حالانکہ حقیقت حال اس طرح نہیں تھی۔

845: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ سَمِعْتُ أَبَا فَزَارَةَ يُحَدِّثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ الأَصَمِّ عَنْ مَيْمُونَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ "تَزَوَّجَهَا وَهُوَ حَلاَلٌ وَبَنَى بِهَا حَلاَلاً وَمَاتَتْ بِسَرِفَ وَدَفَنَّاهَا فِي الظُّلَّةِ الَّتِي بَنَى بِهَا فِيهَا".

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. وَرَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ الأَصَمِّ مُرْسَلاً أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ

سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب آپ سے شادی کی اور جب خلوت اختیار کی تو آپ ﷺ حالت احرام میں نہیں تھے، انہوں نے سرف کے مقام پر وفات پائی اور انہیں اسی سائے والی جگہ میں دفن کیا جہاں آپ ﷺ نے ان سے خلوت اختیار فرمائی تھی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ کئی ایک نے اس حدیث کو یزید بن اصم سے مرسل روایت کیا ہے کہ

ﷺ "تَزَوَّجَ مَيْمُونَةَ وَهُوَ حَلَالٌ".

نبی ﷺ نے سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے سرف کے مقام پر جب شادی کی تو آپ ﷺ حالت احرام میں نہیں تھے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابو يعلي: ٧١٠٥، الطحاوي في شرح المعاني: ٢/٢٧٠، والبيهقي: ٦٦/٥

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٦٨١٥، سنن ابو داود: ١٨٤٣، صحيح ابن خبان: ٤١٣٤ و ٤١٣٦ و ٤١٣٧، صحيح مسلم: ١٤١٠ و ١٤١١، سنن ابن ماجه: ١٩٦٤ و النسائی فی الکبری: ٣٢٣٣

فوائد الحدیث: (۱) حدیث نمبر ۸۴۰ میں سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے احرام کی حالت میں نکاح کرنے سے منع فرمایا۔

(۲) حدیث نمبر ۸۴۱ میں سیّدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ ﷺ اور ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے درمیان پیغام رساں تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ نکاح حلال ہونے کی صورت میں ہوا ہے۔

(۳) حدیث الباب میں ام المومنین سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے ان کا نکاح حلال ہونے کی حالت میں ہوا ہے۔

۳۔ ان تینوں شہادتوں کے بعد تو مسئلے میں کسی قسم کا ابہام باقی نہیں رہتا کیونکہ یہ تینوں ہی مقدس و محترم بیان اس نکاح کا بنیادی کردار ہیں۔ لہذا بات یہی صحیح اور قابل ترجیح ہے کہ چونکہ آپ ﷺ نے حالت حلال میں نکاح کیا اور پھر احرام باندھ لیا، لوگوں کو خبر اس وقت ہوئی جب رسول اللہ ﷺ حالت احرام میں تھے۔ تو انہوں نے اسی طرح ہی بیان کر دیا۔

25- بَابُ مَا جَاءَ فِي أَكْلِ الصَّيْدِ لِلْمُحْرِمِ

احرام کی حالت میں شکار کا گوشت کھانا

846: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو عَنِ الْمُطَّلِبِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "صَيْدُ الْبَرِّ لَكُمْ حَلَالٌ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ مَا لَمْ تَصِيدُوهُ أَوْ يُصَدْ لَكُمْ".

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ وَطَلْحَةَ.

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: "تمہارے لیے حالت احرام میں خشکی کا شکار (کیا ہوا گوشت کھانا) حلال ہے جبکہ تم نے اسے شکار کیا ہو نہ وہ تمہارے لیے شکار کیا گیا ہو۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابو قتادہ اور طلحہ رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ جَابِرٍ حَدِيثٌ مُفَسَّرٌ. وَالْمُطَّلِبُ لَا نَعْرِفُ لَهُ سَمَاعًا مِنْ جَابِرٍ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ لَا يَرَوْنَ بِأَكْلِ الصَّيْدِ لِلْمُحْرِمِ بَأْسًا إِذَا لَمْ يَصْطَدْهُ أَوْ لَمْ يُصْطَدْ مِنْ أَجْلِهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کی روایت مفسر ہے، اور مطلب (راوی) کا سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے سماع ہمیں معلوم نہیں۔ بعض اہل علم کا اس پر عمل ہے، وہ حالت احرام میں شکار کا گوشت کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے جبکہ اس نے اسے شکار کیا ہو نہ اس کی خاطر شکار کیا گیا ہو۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا أَحْسَنُ حَدِيثٍ رُوِيَ فِي هَذَا الْبَابِ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں جو روایت کیا گیا ہے

وَأَفْسَرُ وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.

اس میں سے یہ سب سے زیادہ بہتر اور مفصل روایت ہے۔ اور اسی پر عمل ہے۔ یہ امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ کا موقف ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) المشكوٰة: ٢٧٠٠، التحقيق الثانى۔ ضعيف الجامع الصغير: ٣٥٢٤، ضعيف ابى داؤد: ٤٠١، ١٨٥١

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٨٥١ سنن النسائي: ١٧٨/٥، مسند احمد: ١٤٨٩٤، صحيح ابن حبان: ٣٩٧١

847: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَنْ نَافِعٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّهُ كَانَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ حَتَّى إِذَا كَانَ بِبَعْضِ طَرِيقِ مَكَّةَ تَخَلَّفَ مَعَ أَصْحَابٍ لَهُ مُحْرِمِينَ وَهُوَ غَيْرُ مُحْرِمٍ فَرَأَى حِمَارًا وَحْشِيًّا فَاسْتَوَى عَلَى فَرَسِهِ فَسَأَلَ أَصْحَابَهُ أَنْ يُنَاوِلُوهُ سَوْطَهُ فَأَبَوْا فَسَأَلَهُمْ رُمْحَهُ فَأَبَوْا عَلَيْهِ فَأَخَذَهُ ثُمَّ شَدَّ عَلَى الْحِمَارِ فَقَتَلَهُ فَأَكَلَ مِنْهُ بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبَى بَعْضُهُمْ فَأَدْرَكُوا النَّبِيَّ ﷺ فَسَأَلُوهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ: إِنَّمَا هِيَ طُعْمَةٌ أَطْعَمَكُمُوهَا اللّٰهُ.

سیّدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی ﷺ کے ساتھ تھے، حتیٰ کہ جب وہ مکہ کی کسی راہ میں تھے وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ پیچھے رہ گئے جو حالت احرام میں تھے اور وہ خود احرام والے نہ تھے، انہوں نے ایک جنگلی گدھا دیکھا تو وہ اپنے گھوڑے پر اچھی طرح سوار ہو گئے اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ وہ اسے اس کا کوڑا پکڑائیں لیکن انہوں نے انکار کر دیا، انہوں نے ان سے اپنا نیزہ مانگا تو انہوں نے یہ بھی نہ دیا، پس انہوں نے اسے پکڑا اور اس (جنگلی) گدھے پر حملہ کیا اور اسے قتل کر دیا، نبی ﷺ کے بعض اصحاب نے اسے کھایا اور بعض نے انکار کر دیا، پس وہ نبی ﷺ سے ملے تو انہوں نے اس کے متعلق آپ ﷺ سے دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ تو ایک کھانا تھا جو اللہ نے تمہیں کھلا دیا۔“

حکم الحدیث: (صحيح) الارواء: ١٠٢٨، صحيح ابى داؤد: ١٦٢٣، اخرجه البيهقي: ١٨٧/٥، والبغوي: ١٩٨٨

تخریج الحدیث: صحيح بخارى: ١٨٢١، و ١٨٢٣ و ٢٩١٤، صحيح مسلم: ١١٩٩، سنن ابو داود: ١٨٥٢، سنن النسائي: ١٨٢/٥، مسنداحمد: ٢٢٥٦٧

848: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ فِي حِمَارِ الْوَحْشِ مِثْلَ حَدِيثِ أَبِي النَّضْرِ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "هَلْ مَعَكُمْ مِنْ لَحْمِهِ شَيْءٌ".

عطاء بن یسار نے ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے جنگلی گدھے کے بارے میں ابو نضر کی روایت کے مثل روایت کیا، البتہ زید بن اسلم رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تمہارے پاس اس کے گوشت میں سے کوئی چیز ہے؟“

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الطحاوي في شرح المعاني: ١٧٣/٢

تخریج الحدیث: صحيح بخارى: ٢٥٧٠ و١٨٢١، ٥٤٠٧و ٥٤٩١، صحيح مسلم: ١١٩٦ و ٥٨، مسنداحمد: ٢٢٥٦٨، سنن ابن ماجه: ٣٠٩٣، سنن النسائي: ١٨٥/٥ و ١٨٦ و ٢٠٥/٧

فوائد الحدیث: ا۔ ”مُحرم“ (احرام والا آدمی) خشکی کا شکار نہیں کر سکتا، اور نہ ہی کسی دوسرے کو شکار میں مدد دے سکتا ہے۔ بلکہ اشارہ بھی

نہیں کر سکتا۔ اگر کوئی دوسرا شکار کرے اور اس نے اس "مُحرم" کو کھلانے کی نیت سے شکار کیا ہو تو پھر یہ اسے کھا بھی نہیں سکتا۔

۲۔ اگر اس کی نیت سے شکار نہ کیا ہو بعد ازاں اسے ھدیہ کے طور پر دے دیا جائے یا اس کی میزبانی کرتے ہوئے اسے کھلا دیا جائے تو پھر اس کے لیے کھانا جائز ہے۔

26- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ لَحْمِ الصَّيْدِ لِلْمُحْرِمِ

حالت احرام میں شکار کا گوشت کھانے کی ممانعت

849: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ الصَّعْبَ بْنَ جَثَّامَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَرَّ بِهِ بِالْأَبْوَاءِ أَوْ بِوَدَّانَ فَأَهْدَى لَهُ حِمَارًا وَحْشِيًّا فَرَدَّهُ عَلَيْهِ فَلَمَّا رَأَى رَسُولُ اللهِ ﷺ مَا فِي وَجْهِهِ مِنَ الْكَرَاهِيَةِ قَالَ: إِنَّهُ لَيْسَ بِنَا رَدٌّ عَلَيْكَ وَلَكِنَّا حُرُمٌ.

سیّدنا صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ابواء یا ودان کے مقام پر میرے پاس سے گزرے تو میں نے جنگلی گدھے کا گوشت آپ ﷺ کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کیا تو آپ ﷺ نے وہ مجھے واپس دے دیا، جب رسول اللہ ﷺ نے میرے چہرے پر ناگواری کے اثرات دیکھے تو فرمایا: "ہم یہ تمہیں واپس نہ کرتے لیکن ہم حالت احرام میں ہیں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَقَدْ ذَهَبَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ إِلَى هَذَا الْحَدِيثِ وَكَرِهُوا أَكْلَ الصَّيْدِ لِلْمُحْرِمِ.

نبی ﷺ کے اصحاب میں سے بعض اہل علم اور بعض دیگر اہل علم نے اس حدیث کے مطابق موقف اپنایا ہے اور انہوں نے حالت احرام میں شکار کا گوشت کھانے کو ناپسند کیا ہے۔

وَقَالَ الشَّافِعِيُّ: إِنَّمَا وَجْهُ هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَنَا إِنَّمَا رَدَّهُ عَلَيْهِ لَمَّا ظَنَّ أَنَّهُ صِيدَ مِنْ أَجْلِهِ وَتَرَكَهُ عَلَى التَّنَزُّهِ.

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہمارے ہاں اس حدیث کی وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے وہ انہیں اس لیے واپس کر دیا کہ آپ ﷺ نے گمان کیا کہ وہ آپ ﷺ کی خاطر شکار کیا گیا ہے اور آپ ﷺ نے تنزیہی کے طور پر اسے ترک کر دیا۔

وَقَدْ رَوَى بَعْضُ أَصْحَابِ الزُّهْرِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ هَذَا الْحَدِيثَ وَقَالَ: أَهْدَى لَهُ لَحْمَ حِمَارٍ وَحْشٍ. وَهُوَ غَيْرُ مَحْفُوظٍ.

زہری کے بعض اصحاب نے زہری سے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور انہوں نے کہا: انہوں نے جنگلی گدھے کا گوشت بطور ہدیہ آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ اور یہ الفاظ محفوظ نہیں۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَزَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ.

اس باب میں سیّدنا علی اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الحميدي: ٧٨٣، ابن الجارود: ٤٣٦، وابن خزيمه: ٢٦٣٧

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۱۸۲۵ صحیح مسلم: ۱۱۹۳، سنن ابن ماجه: ۳۰۹۰، سنن النسائی: ۱۸۳/۵۵ و ۱۸٤، مسنداحمد : ۱٦٤۲۲، صحیح ابن حبان: ۱۳٦

فوائد الحدیث: ا۔ سیّدنا صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ نے یہ شکار آپ ﷺ کو کھلانے کی نیت سے کیا تھا اس لیے آپ ﷺ نے اسے واپس لوٹا دیا اور قبول نہ کیا۔

۲۔ جب سیّدنا صعب رضی اللہ عنہ کا ہدیہ واپس ہوا تو انہیں پریشانی ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے افسوس اور پریشانی کو دور کرنے کے لیے وضاحت فرمادی کہ ہم چونکہ مُحرم ہیں اس وجہ سے تیرا شکار کیا ہوا گوشت کا ھدیہ واپس لوٹایا گیا ہے۔

27- بَابُ مَا جَاءَ فِي صَيْدِ الْبَحْرِ لِلْمُحْرِمِ

حالت احرام میں بحری شکار کرنا

850: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي الْمُهَزِّمِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: "خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ فَاسْتَقْبَلَنَا رِجْلٌ مِنْ جَرَادٍ فَجَعَلْنَا نَضْرِبُهُ بِسِيَاطِنَا وَعِصِيِّنَا فَقَالَ: النَّبِيُّ ﷺ "كُلُوهُ فَإِنَّهُ مِنْ صَيْدِ الْبَحْرِ".

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ہم حج یا عمرہ کے سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے تو مکڑی کا ایک غول ہمارے سامنے آگیا، ہم اپنے کوڑوں اور لاٹھیوں کے ساتھ انہیں مارنے لگے تو نبی ﷺ نے فرمایا: "اسے کھالو، کیونکہ یہ بحری شکار ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ أَبِي الْمُهَزِّمِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. وَأَبُو الْمُهَزِّمِ اسْمُهُ يَزِيدُ بْنُ سُفْيَانَ وَقَدْ تَكَلَّمَ فِيهِ شُعْبَةُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس کو صرف ابو المہزم عن ابی ہریرہ کی روایت سے جانتے ہیں۔ ابو المہزم کا نام یزید بن سفیان ہے اور امام شعبہ نے اس پر جرح کی ہے۔

وَقَدْ رَخَّصَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ لِلْمُحْرِمِ أَنْ يَصِيدَ الْجَرَادَ وَيَأْكُلَهُ وَرَأَى بَعْضُهُمْ عَلَيْهِ صَدَقَةً إِذَا اصْطَادَهُ وَأَكَلَهُ.

بعض اہل علم نے حالت احرام میں مکڑی کا شکار کرنے اور اسے کھانے کی رخصت دی ہے۔ اور بعض نے کہا ہے: جب وہ اس کا شکار کرے یا اسے کھائے تو اس پر صدقہ واجب ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) ضعیف ابن ماجه: ٦۹۳، الارواء: ۱۰۳۱، ضعیف الجامع الصغیر: ٤۲۰۷

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ۱۸۵۳ و ۱۸۵٤، سنن ابن ماجه: ۳۲۲۲، والبیهقی: ۲۰۷/۵

فوائد الحدیث: سمندر یا دریا سے شکار کرنا مُحرم آدمی کے لیے جائز ہے۔ اس کی اجازت میں اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر رحمت و شفقت کا اظہار ہوتا ہے کہ حاجی یا عمرہ کرنے والا جب سمندر میں سفر کرتا ہے تو اسے کئی دن تک سفر میں رہنا پڑتا ہے نہ جانے اسے کیسے حالات پیش آجائیں اس لیے اسے اجازت دے دی۔ یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر

28- بَابُ مَا جَاءَ فِي الضَّبُعِ يُصِيبُهَا الْمُحْرِمُ

لگڑ بھگا جسے احرام والا مارے (کا حکم)

851: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنِ ابْنِ أَبِي عَمَّارٍ قَالَ: قُلْتُ لِجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الضَّبُعُ أَصَيْدٌ هِيَ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: قُلْتُ أَكُلُهَا قَالَ نَعَمْ. قَالَ: قُلْتُ أَقَالَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ نَعَمْ.

ابن ابی عمار نے بیان کیا، میں نے سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے لگڑ بھگا کے متعلق پوچھا: کیا وہ شکار ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں۔ میں نے کہا: میں اسے کھا سکتا ہوں؟ انہوں نے فرمایا: ہاں، میں نے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ: قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: وَرَوَى جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ هَذَا الْحَدِيثَ فَقَالَ عَنْ جَابِرٍ عَنْ عُمَرَ.

علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یحیی بن سعید نے فرمایا: جریر بن حازم نے اس حدیث کو روایت کیا تو انہوں نے جابر عن عمر کے حوالے سے ذکر کیا۔

وَحَدِيثُ ابْنِ جُرَيْجٍ أَصَحُّ. وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.

اور ابن جریج کی روایت زیادہ صحیح ہے اور یہ امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ کا قول ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ: فِي الْمُحْرِمِ إِذَا أَصَابَ ضَبُعًا أَنَّ عَلَيْهِ الْجَزَاءَ.

بعض اہل علم کے نزدیک اس حدیث پر محرم (احرام والے) کے بارے میں عمل ہے کہ جب وہ لگڑ بھگا کا شکار کرے تو اس پر جرمانہ ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن خزيمه: ٢٦٤٥، ابن ابي شيبة: ٢٩٧/٣، والحاكم: ٤٥٢/١

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٣٢٣٦، سنن النسائي: ١٩١/٥ و ٢٠٠/٧، مسند احمد: ١٤٤٢٥ و ١٤٤٤٩، صحيح ابن حبان: ٣٩٦٥، وشرح مشكل الآثار: ٣٤٦٦

فوائد الحدیث: ۱۔ لگڑ بھگا (بجو) یہ مردار خور نہیں اس لئے صید، (شکار) میں شامل ہے لہٰذا کوئی مُحرم (احرام والا) اگر اسے قتل کرے گا تو وہ فدیہ دے گا۔

۲۔ شکار کے فدیے میں یہ ضابطہ ہے کہ جو جانور شکار کیا جائے قد و قامت اور جسامت کے لحاظ سے اسی قسم کا جانور بطور فدیہ دیا جائے گا لگڑ بھگا چونکہ بھیڑ، بکری کے مشابہ ہے لہٰذا ان جانوروں سے فدیہ دینا ہوگا۔

۳۔ "اَصَيْدٌ هِيَ" کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر وہ جانور جو کھایا جاتا ہے یا کسی اور منفعت کے لیے شکار کیا جاتا ہے مُحرم آدمی کے لیے اسے شکار کرنے پر فدیہ واجب ہوگا۔

29- بَابُ مَا جَاءَ فِي الاِغْتِسَالِ لِدُخُولِ مَكَّةَ

مکہ میں داخل ہوتے وقت غسل کرنا

852: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ صَالِحٍ الطَّلْحِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: اغْتَسَلَ النَّبِيُّ ﷺ لِدُخُولِهِ مَكَّةَ بِفَخٍّ.

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، نبی ﷺ نے مکہ میں داخل ہونے کے لیے فخ کے مقام پر غسل فرمایا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَيْرُ مَحْفُوظٍ. وَالصَّحِيحُ مَا رَوَى نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ "أَنَّهُ كَانَ يَغْتَسِلُ لِدُخُولِ مَكَّةَ".

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث محفوظ نہیں، اور صحیح وہ ہے جسے نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے روایت کیا کہ آپ مکہ میں داخل ہونے کے لیے غسل کرتے تھے۔

وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ يُسْتَحَبُّ الاِغْتِسَالُ لِدُخُولِ مَكَّةَ. وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ ضَعِيفٌ فِي الْحَدِيثِ ضَعَّفَهُ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَعَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ وَغَيْرُهُمَا وَلَا نَعْرِفُ هَذَا الْحَدِيثَ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ حَدِيثِهِ.

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی موقف ہے کہ دخول مکہ کے وقت غسل کرنا مستحب سمجھا جاتا ہے۔ عبدالرحمن بن زید بن اسلم حدیث میں ضعیف ہے، امام احمد بن حنبل اور علی بن مدینی رحمہما اللہ اور دیگر نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ اور یہ صرف اسی کی روایت کے حوالے سے مرفوع ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد جدا) "فخ کے مقام پر غسل فرمایا" کے علاوہ صحیح ہے۔ صحيح ابی داؤد: ١٦٢٩

تخریج الحدیث: سنن اخرجه الدارقطني: ٢/٢٢١، تهذيب الكمال: ٣٠/٩٥۔ عبدالرحمن بن زید ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کیلئے غسل کرنا ضروری نہیں اگر کوئی شخص کرے تو یہ مستحب اور پسندیدہ ہے۔

30- بَابُ مَا جَاءَ فِي دُخُولِ النَّبِيِّ ﷺ مَكَّةَ مِنْ أَعْلَاهَا وَخُرُوجِهِ مِنْ أَسْفَلِهَا

نبی ﷺ کا مکہ میں اس کی بالائی طرف سے داخل ہونا اور اس کی نشیبی طرف سے وہاں سے نکلنا

853: حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى مَكَّةَ دَخَلَ مِنْ أَعْلَاهَا وَخَرَجَ مِنْ أَسْفَلِهَا.

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نبی ﷺ جب مکہ تشریف لائے تو آپ ﷺ اس کی بالائی جانب سے اس میں داخل ہوئے اور اس کی نشیبی جانب سے وہاں سے نکلے تھے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ.

اس باب میں سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح ابی داؤد: ١٦٣٣

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۱۵۷۸، صحیح مسلم: ۱۲۵۷، و ۱۲۵۸، سنن ابو داود: ۱۸۶۸، و ۱۸۶۹، مسنداحمد : ۲٤۱۲۱، صحیح ابن حبان: ۳۸۰۷

فوائد الحدیث: حج اور عمرے کے لیے جانے والا شخص اگر بطحاء کی جانب سے داخل ہو جو کہ مشرقی جانب واقع ہے اور نکلتے ہوئے سفلہ کا راستہ اختیار کرے جو کہ مغربی جانب ہے تو بہتر ہے، ورنہ ضروری نہیں صرف استحباب ہے۔

31- بَابُ مَا جَاءَ فِي دُخُولِ النَّبِيِّ ﷺ مَكَّةَ نَهَارًا

نبی ﷺ کا مکہ میں دن کے وقت داخل ہونا

854: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا الْعُمَرِيُّ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "دَخَلَ مَكَّةَ نَهَارًا".

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ مکہ میں دن کے وقت داخل ہوئے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) صحیح ابی داؤد: ۱۶۲۹۔ بعض کہتے ہیں اس میں العمری ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ۲۹٤۱، مسند احمد: ۵۲۳۰مسند احمد: ٤٦۲۸

فوائد الحدیث: ۱۔ رسول اللہ ﷺ عمومی طور پر مکہ مکرمہ میں دن کے وقت داخل ہوتے اور اس کی دو وجہ تھیں:

۱- آپ ﷺ مدینہ منورہ سے طویل سفر کر کے آتے لہٰذا مکہ کے قریب ٹھہرتے آرام کرتے، صبح غسل کر کے فریش ہوتے پھر مکہ میں تشریف لاتے تاکہ مناسک ہشاش بشاش ہو کر ادا کریں۔

۲- دوسری وجہ یہ تھی کہ آپ ﷺ پیشوا اور مقتدا تھے، امت کے لیے اسوہ حسنہ اور نمونہ تھے آپ ﷺ دخول مکہ کے لیے دن کے وقت کا انتخاب فرماتے تاکہ لوگ آپ ﷺ کے اعمال، مناسک کو ادا کرتے ہوئے دیکھیں اور وہ وہی طریقہ اختیار کریں۔ جو حضور کی ذات پاک نے کیا ہے۔

۲۔ آج بھی اگر اس قسم کی کوئی مصلحت ہو تو آدمی اس کا اہتمام کر سکتا ہے ورنہ چوبیس گھنٹوں میں جس وقت بھی مکہ مکرمہ میں داخل ہو، کوئی پابندی نہیں۔

32- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ رُؤْيَةِ الْبَيْتِ

بیت اللہ کو دیکھتے وقت ہاتھ بلند کرنے کی ممانعت

855: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي قَزَعَةَ الْبَاهِلِيِّ عَنِ الْمُهَاجِرِ الْمَكِّيِّ قَالَ: سُئِلَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَيَرْفَعُ الرَّجُلُ يَدَيْهِ إِذَا رَأَى الْبَيْتَ فَقَالَ: حَجَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ أَفَكُنَّا نَفْعَلُهُ.

مہاجر مکی نے بیان کیا: سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا: جب آدمی بیت اللہ کو دیکھے تو کیا وہ اپنے ہاتھ اٹھائے گا؟ انہوں نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کیا تو کیا ہم اس طرح کیا کرتے تھے؟

قَالَ أَبُو عِيسَى: رَفْعُ الْيَدَيْنِ عِنْدَ رُؤْيَةِ الْبَيْتِ إِنَّمَا

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بیت اللہ کی رویت کے وقت ہاتھ

نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي قَزَعَةَ. وَأَبُو قَزَعَةَ اسْمُهُ سُوَيْدُ بْنُ حُجَيْرٍ.

اٹھانا ہم اسے صرف شعبہ عن ابی قزعہ کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں۔ اور ابو قزعہ کا نام سوید بن حجیر ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) ضعيف ابي داؤد: ٣٢٦، المشكوٰة: ٢٥٧٤ التحقيق الثاني۔ مہاجر بن عکرمہ ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٨٧٠، سنن النسائي: ٢١٢/٥ ۔

فوائد الحدیث: ١۔ بیت اللہ کو دیکھ کر تعظیماً ہاتھ بلند کرنا۔ رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں اور نہ ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایسا کرتے تھے۔

٢۔ حدیث الباب میں افکنا نفعله میں استفہام، انکاری ہے یعنی کہ ہم ایسا نہیں کرتے تھے کیونکہ سنن نسائی میں واضح الفاظ میں موجود ہیں۔ حججنا مع رسول الله ﷺ فلم نكن نفعله (سنن نسائی ٢/٢٨، کتاب الحج)

"کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کیا تو ہم نے یہ عمل نہیں کیا تھا۔"

33- بَابُ مَا جَاءَ كَيْفَ الطَّوَافُ

کیفیت طواف

856: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ مَكَّةَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَاسْتَلَمَ الْحَجَرَ ثُمَّ مَضَى عَلَى يَمِينِهِ فَرَمَلَ ثَلَاثًا وَمَشَى أَرْبَعًا ثُمَّ أَتَى الْمَقَامَ فَقَالَ: ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَالْمَقَامُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْبَيْتِ ثُمَّ أَتَى الْحَجَرَ بَعْدَ الرَّكْعَتَيْنِ فَاسْتَلَمَهُ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّفَا أَظُنُّهُ قَالَ ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ﴾. (البقرہ: ١٥٨)

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، نبی ﷺ جب مکہ تشریف لائے تو مسجد حرام میں داخل ہوئے، حجر اسود کا استلام کیا، پھر اپنی دائیں جانب چلے تو تین چکروں میں رمل کیا (تیز تیز چلے)، اور چار چکروں میں عام رفتار سے چلے۔ پھر مقام ابراہیم پر تشریف لائے تو فرمایا: ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ "مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بناؤ۔" پس آپ نے دو رکعتیں پڑھیں، جبکہ مقام ابراہیم آپ ﷺ کے اور بیت اللہ کے درمیان تھا، پھر دو رکعتیں پڑھنے کے بعد حجر اسود کے پاس آئے اور اس کا استلام کیا، پھر صفا کی طرف تشریف لے گئے، میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ﴾ "صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ.

اس باب میں سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ جَابِرٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے اور اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) دیکھیں حدیث: ٨١٧

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٢١٨، سنن ابو داود: ٩٠٥ و ١٩٠٩ و ٣٩٦٩ ، سنن ابن ماجه: ١٠٠٨، و ٢٩٥١. و ٢٩٦٠، و ٣٠٧٤، سنن النسائي: ٢٢٨/٥-٢٢٩ و ٢٣٠ و ٢٣٦ و ٢٤٠-٢٤١، مسند احمد : ١٤٤٤٠، و ١٤٦٦٠، و ١٥٢٤٣ و صحيح ابن حبان: ٣٩٤٣ و ٣٩٤٤ و ٦٣٢٢

فوائد الحدیث: ا۔ طواف کا طریقہ معلوم کرنے سے پہلے چند اصلاحات کا جاننا ضروری ہے۔

☆"استلام" استلام کی تین صورتیں ہیں:

(ا) حجر اسود کو بوسہ دینا۔

(۲) اگر بھیڑ یا کسی بھی وجہ سے بوسہ دینا ممکن نہ ہو تو اپنا ہاتھ یا چھڑی حجر اسود کو لگا کر اس کا بوسہ دینا۔

(۳) اگر چھڑی لگانا بھی ممکن نہ ہو تو پھر دور سے صرف ہاتھ بلند کرنے کے اشارہ کرنا۔ اس صورت میں ہاتھ کو بوسہ نہیں دینا۔ یہ تینوں صورتیں "استلام" کہلاتی ہیں۔

۲۔ "رمل" طواف کے دوران کندھے اچکاتے ہوئے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھا کر تیز چلنا "رمل" کہلاتا ہے۔ اس کا دوسرا نام "خبب" بھی ہے۔ ہماری زبان میں دڑکی چال چلنا، بھی کہتے ہیں۔ اور پہلوانوں کی طرح ٹہل ٹہل کر چلنا بھی۔

۳۔ "اضطباع" طواف کے دوران دائیاں کندھا ننگا رکھنے کو "اضطباع" کہتے ہیں۔

۴۔ "سعی" صفا اور مروہ کے درمیان سات چکر لگانے کو "سعی" کہتے ہیں۔

طواف کا طریقہ

بیت اللہ میں پہنچ کر سب سے پہلے طواف کیا جاتا ہے۔ اگر نماز کا وقت ہو تو پہلے نماز ادا کرے پھر طواف کرے۔

طواف کا آغاز حجر اسود سے ہوگا وہ یوں کہ حجر اسود پر پہنچ کر پہلے اس کا "استلام" کرے (تین صورتیں جو اوپر ذکر کی گئی ہیں جس صورت میں بھی ممکن ہو) پھر دائیں جانب کو "رمل" کرتے ہوئے چلے اور حجر اسود تک پہنچے۔ یہ ایک چکر ہو گیا۔ اسی طرح سات چکر مکمل کرنے ہیں ہر چکر پر حجر اسود کو استلام کیا جائے گا لیکن "رمل" صرف پہلے تین چکروں میں کرنا ہے باقی چار چکر عام چال چلتے ہوئے پورے کرنے ہیں البتہ "اضطباع" پورے طواف یعنی سات چکروں میں ہی کرنا ہے۔ لیکن "رمل" اور "اضطباع" صرف فرض طواف (حج یا عمرے کا طواف جس کے بعد صفا مروہ کی سعی بھی ہوتی ہے) میں ہی کرنا ہے نفلی طواف میں نہیں۔ اس دوران، رکن یمانی (جو حجر اسود سے پہلا کونہ ہے) کو بوسہ نہیں دینا اگر ممکن ہو تو ہاتھ لگائیں اگر رش، بھیڑ وغیرہ کی وجہ سے ممکن نہ ہو تو ویسے ہی گزر جائیں اشارہ نہیں کرنا۔ سات چکر پورے ہونے پر طواف مکمل ہو گیا۔

اس کے بعد ممکن ہو تو مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز ادا کریں اگر کسی وجہ سے ممکن نہ ہو تو مسجد حرام میں جہاں کہیں بھی پڑھ لیں درست ہے لیکن یہ دو رکعتیں پڑھنی ضرور ہیں اس کی پہلی رکعت میں سورۃ الکافرون اور دوسری رکعت میں سورہ اخلاص پڑھنا رسول اللہ ﷺ کی سُنت مبارکہ ہے۔

اس کے بعد صفا پہاڑی پر تشریف لائیں اور مروہ پہاڑی کی طرف چلنا شروع کر دیں وادی (وہ ہموار زمین جو صفا اور مروہ کے درمیان میں ہے آج کل سعودی حکومت نے سبز رنگ کی لائٹیں لگا کر نشان دہی کر دی ہے) میں پہنچ کر تیز دوڑیں۔ جب وادی سے نکل جائیں تو پھر معمول کی جیسے چاہیں چال چلیں۔ مروہ پہاڑی پر پہنچ کر آپ کا ایک چکر پورا ہو گیا اسی طرح سات چکر پورے کریں۔ (سعی کا مکمل طریقہ آگے بالتفصیل بیان ہو گا ان شاء اللہ۔)

اگر تو عمرے یا حج تمتع کا احرام باندھا ہوا ہے تو اس کے بعد حجامت بنوالیں۔ اب آپ مکمل حلال ہو گئے ہیں احرام والی تمام پابندیاں ختم ہو گئیں۔ اور اگر حج قران کا احرام ہے تو پھر حجامت نہیں بنوائیں اور احرام والی تمام پابندیاں برقرار رکھیں۔

۲۔ طواف کے دوران کوئی خاص دعا ضروری نہیں آپ جس زبان میں بھی جونسی دعا چاہیں پڑھ اور مانگ سکتے ہیں۔ جن لوگوں نے ہر ہر چکر کی الگ الگ اور مخصوص دعائیں تیار کی ہوئی ہیں وہ دعا اگرچہ مسنون ہی کیوں نہ ہو۔ یہ طریقہ اور اس چکر میں خاص کرنا ثابت نہیں آپ تلاوت کریں، درود شریف پڑھیں، سب جائز ہے۔ صرف رکن یمانی سے حجر اسود تک کے درمیانی فاصلے میں رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ پڑھنا رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے اگر اس کا اہتمام کر لیا جائے تو بہتر ہے۔

۳۔ دوران طواف کوئی ضروری بات کرنا پڑے تو گفتگو کرنا جائز ہے لیکن کوشش کرنی چاہئے کہ یہ قیمتی وقت دنیاوی اور فضول باتوں میں ضائع نہ ہو بلکہ تلاوت اور اذکار وغیرہ کے ساتھ اسے مزید قیمتی بنانے کی کوشش کریں۔

اسی طرح اگر روزہ نہ ہو تو کچھ کھا پی بھی سکتا ہے۔

۴۔ طواف کے دوران اگر وقفہ آجائے مثلاً نماز کی جماعت کھڑی ہو گئی یا تھک کر آدمی ستانے کے لئے بیٹھ گیا تو کوئی حرج نہیں۔ جہاں اس نے طواف کو روکا تھا وہی سے شروع کر کے مکمل کرے، اگرچہ دوران چکر ہی کیوں نہ ہو۔

34- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّمَلِ مِنَ الْحَجَرِ إِلَى الْحَجَرِ

حجر (اسود) سے حجر (اسود) تک رمل کرنا

857: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "رَمَلَ مِنَ الْحَجَرِ إِلَى الْحَجَرِ ثَلَاثًا وَمَشَى أَرْبَعًا".

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے حجر (اسود) سے حجر (اسود) تک تین چکروں میں رمل کیا اور چار میں عام رفتار سے چلے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ جَابِرٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ اور اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔

قَالَ الشَّافِعِيُّ: إِذَا تَرَكَ الرَّمَلَ عَمْدًا فَقَدْ أَسَاءَ وَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ وَإِذَا لَمْ يَرْمُلْ فِي الْأَشْوَاطِ الثَّلَاثَةِ لَمْ يَرْمُلْ فِيمَا بَقِيَ. وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: لَيْسَ عَلَى أَهْلِ مَكَّةَ رَمَلٌ وَلَا عَلَى مَنْ أَحْرَمَ مِنْهَا.

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جب وہ عمداً رمل چھوڑ دے تو اس نے برا کیا اور اس کے ذمے کوئی چیز واجب الادا نہیں۔ اور جب وہ (پہلے) تینوں چکروں میں رمل نہ کرے تو پھر وہ باقی چکروں میں رمل نہ کرے۔ بعض اہل علم نے کہا ہے: مکہ والوں کے ذمے رمل کرنا ہے نہ اس پر جو وہاں سے احرام باندھے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اس کی تخریج کے لیے دیکھیں حدیث: ۸۱۷۔

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ۱۲۱۸، سنن ابو داود: ۹۰۵ و ۱۹۰۹ و ۳۹۶۹ ، سنن ابن ماجه: ۱۰۰۸، و ۲۹۵۱ و ۲۹۶۰، و ۳۰۷۴، سنن النسائی: ۲۲۸/۵-۲۲۹ و ۲۳۰ و ۲۳۶ و ۲۴۰-۲۴۱، مسند احمد : ۱۴۴۴۰، و ۱۴۶۶۰، و

١٥٢٤٣ و صحيح ابن حبان: ٣٩٤٣ و ٣٩٤٤ و ٦٣٢٢

فوائد الحدیث: ا۔ رسول اللہ ﷺ جب ۷ ہجری میں عمرۃ القضا کے لیے تشریف لائے تو مکہ والوں نے یہ طنز کیا کہ مسلمانوں کو یثرب (مدینہ منورہ) کے بخار نے کمزور کر دیا ہے (در حقیقت یہ ایک طرح کی ہمدردی جتانے کی کوشش بھی تھی کہ تم مکہ چھوڑ کر مدینہ چلے گئے ہو تو تمہیں وہاں کی آب و ہوا بھی موافق نہیں آئی اور پھر تمہیں اپنے آبائی علاقے کی یاد بھی ستاتی ہے وغیرہ)

اور پھر یہ طنز بالمشافہ کرنے اور مسلمانوں کے حالات کا نظارہ کرنے کے لیے بیت اللہ کے صحن اور قریبی پہاڑی پر موجود تھے۔

تو رسول اللہ ﷺ نے دشمن کو اپنی طاقت و قوت دکھانے کے لئے حجر اسود سے رکن یمانی تک "رمل" فرمایا، کیونکہ مشرکین مکہ تین اطراف میں موجود تھے۔ بعد ازاں حجۃ الوداع کے موقعہ پر آپ ﷺ نے حجر اسود تک مکمل چکر میں "رمل" فرمایا ہے لہٰذا اب پورے چکر میں رمل کرنا ہی مسنون ہے۔

۲۔ "رمل" صرف مرد کریں گے، عورتیں نہیں، نیز اگر بھیڑ وغیرہ کی وجہ سے یا کسی اور عذر، بیماری وغیرہ یا لاعلمی اور نسیان کی وجہ سے پہلے تین چکروں میں رمل نہ کر سکے تو باقی چکروں میں کرنے کی ضرورت نہیں اس کا طواف بحمد للہ مکمل ہوگا اس کا کوئی فدیہ وغیرہ بھی نہیں ہے۔

35- بَابُ مَا جَاءَ فِي اسْتِلَامِ الْحَجَرِ وَالرُّكْنِ الْيَمَانِي دُونَ مَا سِوَاهُمَا

حجر اسود اور رکن یمانی کے استلام کے علاوہ کسی اور کا استلام نہیں

858: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ وَمَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ خُثَيْمٍ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ: كُنْتُ مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَمُعَاوِيَةُ لَا يَمُرُّ بِرُكْنٍ إِلَّا اسْتَلَمَهُ فَقَالَ: لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَكُنْ يَسْتَلِمُ إِلَّا الْحَجَرَ الْأَسْوَدَ وَالرُّكْنَ الْيَمَانِيَ. فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: لَيْسَ شَيْءٌ مِنَ الْبَيْتِ مَهْجُورًا.

ابو طفیل نے بیان کیا، میں سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا، سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ جس بھی رکن کے پاس سے گزرتے تو اس کا استلام کرتے تھے، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے انہیں کہا: نبی ﷺ تو صرف حجر اسود اور رکن یمانی کا استلام کرتے تھے، تو سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بیت اللہ کی کوئی بھی چیز قابل ترک نہیں۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ.

اس باب میں سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ: أَنْ لَا يَسْتَلِمَ إِلَّا الْحَجَرَ الْأَسْوَدَ وَالرُّكْنَ الْيَمَانِيَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح ہے۔ اکثر اہل علم کا اسی پر عمل ہے کہ وہ صرف حجر اسود اور رکن یمانی کا استلام کرے۔

حکم الحدیث: (صحیح) "الحج الكبير" اخرجه عبدالرزاق: ٨٩٤٤، والطبراني في الكبير: ١٠٦٣١

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ١٢٦٩ ، مسند احمد : ١٨٧٧ و ٢٢١٠

فوائد الحدیث: ا۔ بیت اللہ کے چار کونے ہیں رکن اسود، رکن یمانی، رکن شامی اور رکن عراقی۔ حجر اسود والے کونے کو "رکن اسود" کہتے ہیں۔ ایک کونہ جو یمن کی جانب ہے اسے "رکن یمانی" کہتے ہیں (کبھی رکن اسود اور رکن یمانی دونوں کو ہی رکن یمانی بھی کہہ دیا جاتا ہے۔ ایک کونہ جو شام کی طرف ہے "رکن شامی" اور جو عراق کی جانب ہے وہ "رکن عراقی" کہلاتا ہے۔

جب مکہ والوں نے تعمیر نو کرتے ہوئے بیت اللہ کو تعمیر کیا تو رکن اسود اور رکن یمانی کو اس میں شامل کیا یعنی یہ ابراہیم علیہ السلام کی قائم کردہ بنیادوں پر ہی تعمیر کیا لیکن رکن شامی اور رکن عراقی کو اس میں شامل نہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے رکن اسود کا استلام کیا کہ اسے بوسہ بھی دیا کیونکہ اس کونے کو دو شرف حاصل ہیں ایک حجر اسود کی نسبت سے اور دوسرا قواعد ابراہیم علیہ السّلام ہونے کی وجہ سے۔ رکن یمانی کو ایک شرف حاصل ہے قواعد ابراہیمی ہونے کا۔ اس لیے آپ ﷺ نے اس کے استلام کو صرف ہاتھ لگانے تک محدود رکھا۔ جب کہ اس وقت بیت اللہ کے رکن شامی اور رکن عراقی قواعد ابراہیم علیہ السلام پر نہ تھے تو آپ ﷺ نے ان کا استلام نہیں فرمایا۔

۲۔ بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین چاروں کونوں کا استلام کرتے تھے جیسا کہ حدیث الباب سے ظاہر ہے تو سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے وضاحت فرمائی کہ صرف دو کونوں رکن اسود اور رکن یمانی کا استلام، رسول اللہ ﷺ کی سُنت ہے۔

36- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ طَافَ مُضْطَبِعًا

نبی ﷺ نے اضطباع (دائیں کندھے کو ننگا کرنے) کی حالت میں طواف کیا

859: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ عَنِ ابْنِ يَعْلَى عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "طَافَ بِالْبَيْتِ مُضْطَبِعًا وَعَلَيْهِ بُرْدٌ".

یعلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اضطباع کی حالت میں (یعنی چادر اس انداز سے اوڑھی کہ دائیں بازو کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈال لی) طواف کیا۔ اور آپ ﷺ نے اوپر چادر اوڑھی تھی۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثُ الثَّوْرِيِّ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ وَلَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِهِ وَهُوَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ ثوری کی ابن جریج سے روایت، ہم اسے صرف انہی کی روایت سے جانتے ہیں، اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَعَبْدُ الْحَمِيدِ هُوَ ابْنُ جُبَيْرِ بْنِ شَيْبَةَ. عَنِ ابْنِ يَعْلَى عَنْ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَى بْنُ أُمَيَّةَ.

عبدالحمید وہ ابن جبیر بن شیبہ ہیں۔ عن ابن یعلی عن ابیہ وہ یعلی بن امیہ ہیں۔

حکم الحدیث: (حسن) بعض کہتے ہیں ضعیف ہے۔ ابن جریج اور سفیان ثوری دونوں مدلس ہیں۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ۱۸۸۳، سنن ابن ماجه: ۲۹۵٤، مسند احمد : ۱۷۹۵۲

فوائد الحدیث: عمرے یا حج کا طواف ہو تو پہلے طواف میں "اضطباع" کرنا رسول اللہ ﷺ کی سُنت ہے۔ (تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۸۵۶ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔)

37- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَقْبِيلِ الْحَجَرِ

حجر اسود کو بوسہ دینا

860: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَابِسِ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ: رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ

عابس بن ربیعہ نے بیان کیا، میں نے سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو حجر اسود کو بوسہ دیتے دیکھا وہ فرماتے تھے: میں

الْخَطَّابِ "يُقَبِّلُ الْحَجَرَ وَيَقُولُ إِنِّي أُقَبِّلُكَ وَأَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ وَلَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يُقَبِّلُكَ لَمْ أُقَبِّلْكَ".

تجھے بوسہ دے رہا ہوں، اور میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے، اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ وَابْنِ عُمَرَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابو بکر اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ يَسْتَحِبُّونَ تَقْبِيلَ الْحَجَرِ فَإِنْ لَمْ يُمْكِنْهُ وَلَمْ يَصِلْ إِلَيْهِ اسْتَلَمَهُ بِيَدِهِ وَقَبَّلَ يَدَهُ وَإِنْ لَمْ يَصِلْ إِلَيْهِ اسْتَقْبَلَهُ إِذَا حَاذَى بِهِ وَكَبَّرَ. وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ.

اور اہل علم کا اسی پر عمل ہے، وہ حجر اسود کو بوسہ دینے کو مستحب سمجھتے ہیں، اگر وہاں (حجر اسود) تک پہنچنا اس کے لیے ممکن نہ ہو تو وہ اپنے ہاتھ کے ساتھ اس کا استلام کر لے اور اپنا ہاتھ چوم لے، اور اگر وہ اس تک نہ پہنچ سکے تو جب وہ اس کے مقابل آئے تو اس کی طرف رخ کر کے "اللہ اکبر" کہہ لے، یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ١٨٧٢، ابن خزيمه: ٢٧١٤، وابن الجارود: ٤٥٢

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٥٩٧، صحیح مسلم: ٢٥١، ١٢٧٠، سنن ابو داود: ١٨٧٣، سنن النسائی: ٥/٢٢٧، مسند احمد: ٩٩، صحیح ابن حبان: ٣٨٢١

فوائد الحدیث: ١۔ اگر ممکن ہو تو طواف کے دوران حجر اسود کو بوسہ دینا رسول اللہ ﷺ کی سُنت ہے اگر ممکن نہ ہو تو صرف ہاتھ لگانا یا اشارہ کر دینا ہی کافی ہے۔ (تفصیل کے لئے فوائد حدیث نمبر ٨٥٦ دیکھیں۔)

٢۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عقیدہ توحید کی پختگی کا پتہ چلتا ہے کہ نفع و نقصان کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے کوئی پتھر نہیں خواہ وہ جنّت سے ہی کیوں نہ آیا ہو اور بیت اللہ میں ہی کیوں نہ نصب ہو۔

٣۔ جو لوگ آج قبروں اور مزاروں پر جا کر غیر اللہ سے مدد مانگتے ہیں انہیں ضرور اس بات پر غور کر کے اپنے عقیدے کی اصلاح کرنی چاہئے۔ وباللہ التوفیق

861: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَرَبِيٍّ أَنَّ رَجُلاً سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ عَنِ اسْتِلَامِ الْحَجَرِ فَقَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ "يَسْتَلِمُهُ وَيُقَبِّلُهُ". فَقَالَ الرَّجُلُ: أَرَأَيْتَ إِنْ غُلِبْتُ عَلَيْهِ أَرَأَيْتَ إِنْ زُوحِمْتُ؟ فَقَالَ: ابْنُ عُمَرَ اجْعَلْ أَرَأَيْتَ بِالْيَمَنِ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَسْتَلِمُهُ وَيُقَبِّلُهُ.

زبیر بن عربی سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے حجر اسود کا استلام کرنے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو اس کا استلام کرتے ہوئے اور اسے بوسہ دیتے ہوئے دیکھا ہے، اس آدمی نے کہا: مجھے بتائیں اگر میں مغلوب ہو جاؤں؟ مجھے بتائیں اگر مجھے مزاحمت کا سامنا ہو؟ تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اسے اپنے یمن میں رکھو، میں نے

نبی ﷺ کو اس کا استلام کرتے ہوئے اور اسے بوسہ دیتے ہوئے دیکھا ہے۔

قَالَ: وَهَذَا هُوَ الزُّبَيْرُ بْنُ عَرَبِيٍّ رَوَى عَنْهُ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ وَالزُّبَيْرُ بْنُ عَرَبِيٍّ كُوفِيٌّ يُكْنَى أَبَا سَلَمَةَ سَمِعَ مِنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَغَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ رَوَى عَنْهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الأَئِمَّةِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ جو زبیر بن عربی ہے اس سے حماد بن زبیر نے روایت کیا ہے، اور جو زبیر بن عربی کوفی ہے اس کی کنیت ابو سلمہ ہے، اس نے سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور کئی ایک صحابہ کرام سے سنا ہے۔ سفیان ثوری اور دیگر ائمہ نے اسی سے روایت کیا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رُوِيَ عَنْهُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ.

اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح ہے۔ اور ان سے کئی ایک اسناد سے روایت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الطيالسي: ١٨٦٤، البيهقي: ٧٤/٥، والمزي في تهذيب الممال: ٣١٩/٩

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ١٦١١، سنن النسائی: ٢٣١/٥، مسنداحمد: ٦٣٩٦، ٤٤٦٣

فوائد الحدیث: ۱۔ حجر اسود کو بوسہ دینا رسول اکرم ﷺ کی سُنت ہے اس کے لیے اگر کچھ مشقت بھی برداشت کرنا پڑے تو باعث اجر و ثواب ہے لیکن اگر ممکن نہ ہو تو استلام کے دوسرے طریقے اختیار کر لے۔ (تفصیل کے لیے دیکھئے فوائد حدیث نمبر ۸۵۶)

۲۔ سنت پر عمل کرنے سے معمولی معمولی باتوں کو بہانہ بنا کر راہ فرار نہیں اختیار کرنی چاہئے بلکہ حتی الوسع ان پر عمل پیرا ہونا چاہئے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تمسك بالسنة پر کس قدر عامل تھے وہ سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے جواب سے ظاہر ہے۔ فافهم و تدبر

38- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّهُ يَبْدَأُ بِالصَّفَا قَبْلَ الْمَرْوَةِ

سعی صفا سے شروع کرنی چاہیے

862: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حِينَ قَدِمَ مَكَّةَ طَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا وَأَتَى الْمَقَامَ فَقَرَأَ ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ فَصَلَّى خَلْفَ الْمَقَامِ ثُمَّ أَتَى الْحَجَرَ فَاسْتَلَمَهُ ثُمَّ قَالَ: نَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللَّهُ بِهِ. فَبَدَأَ بِالصَّفَا وَقَرَأَ ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ﴾. (البقرہ: ١٥٨)

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جس وقت مکہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے بیت اللہ کے سات چکر لگائے اور مقام ابراہیم پر پہنچ کر یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ ”مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بناؤ۔“ آپ ﷺ نے مقام ابراہیم کے پیچھے (دو رکعت) نماز پڑھی، پھر حجر اسود کے پاس آئے تو اس کا استلام کیا، پھر فرمایا: ہم بھی اسی جگہ سے (سعی کا) آغاز کریں گے جہاں سے اللہ نے آغاز فرمایا، پس آپ ﷺ نے صفا سے (سعی کا) آغاز فرمایا، اور یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ﴾ ”صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّهُ يَبْدَأُ بِالصَّفَا قَبْلَ الْمَرْوَةِ فَإِنْ بَدَأَ بِالْمَرْوَةِ قَبْلَ الصَّفَا لَمْ يُجْزِهِ وَبَدَأَ بِالصَّفَا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اہل علم کا اسی پر عمل ہے، کہ وہ (سعی کرنے والا) مروہ سے پہلے صفا سے آغاز کرے گا، اگر اس نے صفا سے پہلے مروہ سے آغاز کیا تو وہ کفایت نہیں کرے گا اور وہ صفا سے آغاز کرے گا۔

وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِيمَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ وَلَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ حَتَّى رَجَعَ فَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِنْ لَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ حَتَّى خَرَجَ مِنْ مَكَّةَ فَإِنْ ذَكَرَ وَهُوَ قَرِيبٌ مِنْهَا رَجَعَ فَطَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَإِنْ لَمْ يَذْكُرْ حَتَّى أَتَى بِلَادَهُ أَجْزَأَهُ وَعَلَيْهِ دَمٌ. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ.

اہل علم کا اس شخص کے بارے میں اختلاف ہے کہ جس نے بیت اللہ کا طواف کیا لیکن صفا و مروہ کی سعی نہ کی حتیٰ کہ وہ اپنے وطن لوٹ آیا تو بعض اہل علم نے کہا ہے: کہ اگر اس نے صفا و مروہ کی سعی نہیں کی حتیٰ کہ مکہ سے روانہ ہو گیا اور پھر اگر اسے یاد آ گیا جبکہ وہ قریب ہی تھا تو وہ واپس آ کر صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے، اور اگر اسے اپنے ملک آ کر یاد آیا تو پھر اس کے لیے بیت اللہ کا طواف ہی کافی ہے اور اس پر دم (ایک جانور ذبح کرنا) لازم ہے۔ یہ سفیان ثوری کا موقف ہے۔

وَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنْ تَرَكَ الطَّوَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ حَتَّى رَجَعَ إِلَى بِلَادِهِ فَإِنَّهُ لَا يُجْزِيهِ. وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ. قَالَ: الطَّوَافُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَاجِبٌ لَا يَجُوزُ الْحَجُّ إِلَّا بِهِ.

اور ان میں سے بعض نے کہا ہے: اگر اس نے صفا و مروہ کی سعی چھوڑ دی اور اپنے ملک واپس آ گیا تو وہ اس کے لیے کفایت نہیں کرے گا (حج، عمرہ نہیں ہوگا)، یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ہے۔ انہوں نے کہا: صفا و مروہ کے درمیان سعی واجب ہے اور اس کے بغیر حج جائز نہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں حدیث ۸۱۷۔

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ۱۲۱۸، سنن ابو داود: ۹۰۵ و ۱۹۰۹ و ۳۹۶۹، سنن ابن ماجه: ۱۰۰۸، و ۲۹۵۱ و ۲۹۶۰، و ۳۰۷۴، سنن النسائی: ۲۲۸/۵-۲۲۹ و ۲۳۰ و ۲۳۶ و ۲۴۰-۲۴۱، مسند احمد: ۱۴۴۴۰، و ۱۴۶۶۰، و ۱۵۲۴۳ و صحیح ابن حبان: ۳۹۴۳ و ۳۹۴۴ و ۶۳۲۲

فوائد الحدیث: ۱۔ صفا، مروہ کی سعی حج اور عمرہ کے طواف میں فرض ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اسعوا فان الله كتب عليكم السعي (مسند احمد ۴۲۱/۶) "کہ سعی کرو اللہ تعالیٰ نے تم پر سعی فرض کر دی ہے۔" لہٰذا یہ حج کا رکن ہوا اس لئے فدیہ وغیرہ دے کر آدمی کو مطمئن نہیں ہو جانا چاہیے۔

۲۔ "سعی" صفا سے شروع کی جائے گی اور مروہ پر ساتواں چکر مکمل کیا جائے گا۔

۳۔ بیت اللہ کا طواف کرنے اور بعد ازاں دو رکعتیں طواف کی پڑھنے کے بعد صفا پہاڑی پر آئیں۔ راستے میں چلتے ہوئے پڑھیں۔ نبدأ بما بدأ الله به "ہم وہاں سے ابتدا کریں گے جہاں سے اللہ تعالیٰ نے (بیان کرنے میں) ابتدا کی۔" پھر یہ آیت مبارکہ کی تلاوت کرے:

اِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآىِٕرِ اللّٰهِ ۚ "بے شک صفا اور مروہ (پہاڑیاں) اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں"۔ صفا پہاڑی پر پہنچ کر جہاں

تک ممکن ہو اس پر اوپر چڑھے۔ "اللہ اکبر" "سبحان اللہ" "الحمد اللہ کہے پھر تین مرتبہ یہ دعا پڑھے۔

لا اله الا الله وحدهٗ لا شريك له، له الملك وله الحمد يحيي ويميت وهو على كل شئ قدير۔

"اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے بادشاہی ہے ساری تعریفیں بھی اسی کے لیے ہیں وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

اس کے بعد بیت اللہ کی طرف منہ کر کے خوب ہاتھ پھیلا کر جو چاہے اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگے۔ مزید جن الفاظ سے مناسب سمجھے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، بڑائی، کبریائی اور پاکیزگی کو بیان کرے۔ پھر عام چال چلتے ہوئے پہاڑی سے نیچے اتر کر مروہ پہاڑی کی طرف روانہ ہو جائے جن الفاظ سے بھی آسانی ہو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا جائے۔ وادی میں پہنچ کر دوڑے اور جب مروہ پہاڑی کی چڑھائی شروع ہو جائے تو پھر معمول کی چال چلنا شروع کر دے۔ مروہ پہاڑی پر بھی جہاں تک ممکن ہو اوپر چڑھے اور تمام وہ اعمال کرے جو صفا پہاڑی پر کئے تھے۔ اس کا ایک چکر مکمل ہوا۔ اب اسی طرح کا عمل کرتے ہوئے واپس صفا پہاڑی پر پہنچے تو اس کے دو چکر پورے ہو گئے اسی طرح سات چکر مکمل کرنے ہیں ہر چکر میں دعائیں اذکار وغیرہ اسی طریقے سے کرنے ہیں جیسے بیان ہوا اس کا آخری چکر مروہ پر مکمل ہو گا۔ (مزید تفصیل کے لئے حدیث نمبر ۸۵۶ کے فوائد دیکھیں)

۴۔ اگر کسی کو یہ دعائیں یاد نہ ہوں تو اپنی زبان میں بھی اذکار اور دعائیں کر سکتا ہے۔

39- بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّعْيِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ

صفا و مروہ کے درمیان سعی

863: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: إِنَّمَا سَعَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ لِيُرِيَ الْمُشْرِكِينَ قُوَّتَهُ.

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کے درمیان سعی تو صرف مشرکوں کو اپنی قوت دکھانے کے لیے کی تھی۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَجَابِرٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدہ عائشہ، ابن عمر اور جابر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهُوَ الَّذِي يَسْتَحِبُّهُ أَهْلُ الْعِلْمِ أَنْ يَسْعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ. فَإِنْ لَمْ يَسْعَ وَمَشَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ رَأَوْهُ جَائِزًا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح ہے۔ اہل علم اسی کو مستحب قرار دیتے ہیں کہ وہ صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے گا، اور اگر وہ دوڑے نہیں اور صفا و مروہ کے درمیان چل کر سات چکر مکمل کر لے تو وہ اسے بھی جائز سمجھتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابو يعلى: ٢٣٣٩، ابن خزيمه: ٢٧٧٧، والبيهقي: ٨٢/٥

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ١٦٠٢، و ١٦٤٩، صحيح مسلم: ١٢٦٦، سنن ابو داود: ١٨٨٦، سنن النسائی: ٢٣٠/٥ و ٢٤٢، مسند احمد: ١٩٢١ و ٢٣٠٥

864: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ كَثِيرِ بْنِ جُمْهَانَ قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يَمْشِي فِي السَّعْيِ فَقُلْتُ لَهُ أَتَمْشِي فِي السَّعْيِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ؟ قَالَ: لَئِنْ سَعَيْتُ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَسْعَى وَلَئِنْ مَشَيْتُ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَمْشِي وَأَنَا شَيْخٌ كَبِيرٌ.

کثیر بن جمہان نے بیان کیا، میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو چلتے ہوئے سعی کرتے ہوئے دیکھا، تو میں نے انہیں کہا: آپ صفا و مروہ کے درمیان چل کر سعی کر رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: اگر میں سعی کروں (دوڑوں) تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس مقام پر دوڑتے ہوئے دیکھا ہے، اور اگر میں چلوں تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو چلتے ہوئے بھی دیکھا ہے۔ اور میں بوڑھا آدمی ہوں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَرُوِيَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ نَحْوُهُ.

سعید بن جبیر عن ابن عمر سے اسی مانند روایت کیا گیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن خزيمه: ٢٧٧٠، والمزي في تهذيب الكمال: ٢٤/١٠٨

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٩٠٤، سنن ابن ماجه: ٢٩٨٨، سنن النسائي: ٥/٢٤١، مسند احمد: ٥١٤٣

فوائد الحدیث: ١۔ صفا، مروہ کے درمیان دوڑنا سُنت طریقہ ہے اسی وجہ سے اس عمل کا نام "سعی" رکھا گیا، اگرچہ اسے طواف بھی کہتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی شخص اپنے بڑھاپے، بیماری، رش یا کسی بھی عذر کی وجہ سے دوڑ نہ سکے تو اسے اپنے آپ پر وہ بے چارگی اور بے قراری کی حالت ضرور طاری کرنی چاہیے جس سے سیّدہ حاجرہ علیہا السّلام دوچار تھیں کیونکہ صفا مروہ کی سعی اسی بے قراری اور بے چارگی کے اظہار کے لیے ہے جو سیّدہ حاجرہ علیہا السّلام کو اپنے بیٹے کے لیے پانی تلاش کرتے ہوئے درپیش تھی۔

٢۔ "رمل" کی طرح صفا مروہ کے درمیان دوڑنا بھی صرف مردوں کے ساتھ خاص ہے۔ عورتوں کے لیے ضروری نہیں بس تھوڑا سا ممکن حد تک تیز چل لیں۔

40- بَابُ مَا جَاءَ فِي الطَّوَافِ رَاكِبًا

سواری پر سوار ہو کر طواف کرنا

865: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الصَّوَّافُ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ وَعَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: "طَافَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى رَاحِلَتِهِ فَإِذَا انْتَهَى إِلَى الرُّكْنِ أَشَارَ إِلَيْهِ".

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نبی ﷺ نے اپنی سواری پر طواف کیا، جب آپ ﷺ رکن (حجر اسود) کے پاس پہنچے تو اس کی طرف اشارہ کیا۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَأَبِي الطُّفَيْلِ وَأُمِّ سَلَمَةَ.

اس باب میں جابر، ابو طفیل اور ام سلمہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ كَرِهَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنْ يَطُوفَ الرَّجُلُ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح ہے۔ بعض اہل علم نے کسی عذر کے بغیر سواری پر بیت اللہ

بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ رَاكِبًا إِلَّا مِنْ عُذْرٍ. وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ. کا طواف کرنے اور صفا و مروہ کی سعی کرنے کو ناپسند کیا ہے۔ اور یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ١٨٥٢، ابن خزيمه: ٢٧٢٢، البيهقي: ٨٤/٥، والبغوي: ١٩٠٩

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ١٦٠٧ و ١٦١٢، سنن النسائی: ٢٣٣/٥، مسند احمد: ٢٣٧٨، صحيح ابن حبان: ٣٨٢٥

فوائد الحدیث: ۱۔ بیت اللہ کا طواف اور صفا مروہ کی سعی دونوں پیدل کرنا، بیت اللہ کے تقدس ادب واحترام اور حج وعمرے جیسی عبادت کی روح ہے اس لیے پیدل ہی یہ عمل مکمل کرنا چاہئے۔

۲۔ لیکن اگر کوئی مجبوری ہو، بیماری وغیرہ یا سبب ہو جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر تمام ارکان حج سواری پر ادا فرمائے تاکہ لوگ آپ ﷺ کو دیکھ کر ارکان ادا کریں،۔ حج کرنے کا طریقہ سیکھ لیں اور اگر کسی کو آپ ﷺ سے کوئی سوال وغیرہ کرنا ہو تو آپ کی تلاش میں آسانی رہے۔

تو ایسی صورت میں یہ دونوں عمل طواف اور سعی سواری پر بھی کیے جاسکتے ہے بالکل جائز اور صحیح وصریح احادیث سے ثابت ہیں۔

41- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الطَّوَافِ

طواف کی فضیلت

866: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَمَانٍ عَنْ شَرِيكٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ "مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ خَمْسِينَ مَرَّةً خَرَجَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ".

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے بیت اللہ کے پچاس طواف کیے وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جس طرح وہ اپنی پیدائش کے دن گناہوں سے پاک تھا۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَابْنِ عُمَرَ.

اس باب میں انس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ غَرِيبٌ. سَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ: إِنَّمَا يُرْوَى هَذَا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَوْلُهُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت غریب ہے۔ میں نے اس حدیث کے بارے میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا تو انہوں نے کہا: یہ تو صرف ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ان کا قول روایت کیا جاتا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) الضعيفة: ٥١٠٢، ضعيف الجامع الصغير: ٥٦٨٢۔ اس میں یحییٰ بن یمان ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: العلل المتناهية: ٥٧٣/٣-٥٧٤، والذهبي في السير: ٣٥٧/٨

867: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ

ایوب سختیانی نے بیان کیا، وہ عبداللہ بن سعید بن جبیر کو ان کے

أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ قَالَ: كَانُوا يَعُدُّونَ عَبْدَ اللهِ بْنَ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ أَفْضَلَ مِنْ أَبِيهِ. وَلِعَبْدِ اللهِ أَخٌ يُقَالُ لَهُ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَقَدْ رَوَى عَنْهُ أَيْضًا.

باپ سے بہتر شمار کرتے تھے، اور ان کا ایک بھائی تھا جس کا نام عبدالملک بن سعید بن جبیر تھا، انہوں نے ان سے بھی روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح)

فوائد الحدیث: ۱۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے جتنے بھی طریقے ہیں نماز، روزہ، زکوٰۃ، صدقہ وخیرات اذکار و تلاوت وغیرہ وہ روئے زمین کے کسی بھی خطے پر ہوا ہو سکتے ہیں سوائے بیت اللہ کے طواف کے۔ اسی لیے جو لوگ مکہ مکرمہ کے باہر سے حج یا عمرے کے لیے جاتے ہیں انہیں چاہئے کہ وہ دیگر عبادات کے ساتھ ساتھ نفلی طور پر بیت اللہ کے طواف کا اہتمام زیادہ کریں کیونکہ واپس آکر پھر یہ سعادت کسی اور جگہ تو حاصل نہیں ہو سکتی جبکہ دوسری عبادتیں انسان کر سکتا ہے اگرچہ اجر و ثواب میں حرم پاک میں کی ہوئی عبادت سے کم ہی کیوں نہ ہوں۔

۲۔ حدیث الباب اگرچہ سنداً ضعیف ہے لیکن دوسری روایات میں طواف کی فضیلت ثابت ہے۔ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

سمعت رسول اللہ ﷺ یقول من طاف بالبیت وصلی رکعتین کان کعتق رقبة (ابن ماجہ ص ۲۱۲ کتاب المناسک)

"میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے بیت اللہ کا طواف کیا اور دو رکعت نماز پڑھی تو اس کو ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا۔"

42- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَبَعْدَ الصُّبْحِ لِمَنْ يَطُوفُ

طواف کرنے والا عصر کے بعد اور فجر کے بعد (دو رکعت) نماز پڑھ سکتا ہے

868: حَدَّثَنَا أَبُو عَمَّارٍ وَعَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَابَاهُ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ! لَا تَمْنَعُوا أَحَدًا طَافَ بِهَذَا الْبَيْتِ وَصَلَّى أَيَّةَ سَاعَةٍ شَاءَ مِنْ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ".

سیّدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "بنو عبد مناف! رات یا دن کے کسی بھی وقت میں اس گھر کا طواف کرنے اور اس میں نماز پڑھنے سے کسی کو بھی منع نہ کرنا۔"

وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي ذَرٍّ.

اس باب میں ابن عباس اور ابوذر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

وَقَدْ رَوَاهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَابَاهُ أَيْضًا.

عبداللہ بن ابو نجیح نے اسے عبداللہ بن باباہ سے بھی روایت کیا ہے۔

وَقَدِ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَبَعْدَ الصُّبْحِ بِمَكَّةَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا بَأْسَ بِالصَّلَاةِ

اہل علم کا عصر کی نماز کے بعد اور فجر کی نماز کے بعد مکہ میں نماز پڑھنے کے بارے میں اختلاف ہے۔ ان میں سے بعض نے

وَالطَّوَافِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَبَعْدَ الصُّبْحِ. وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ وَاحْتَجُّوا بِحَدِيثِ النَّبِيِّ ﷺ هَذَا. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِذَا طَافَ بَعْدَ الْعَصْرِ لَمْ يُصَلِّ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَكَذَلِكَ إِنْ طَافَ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ لَمْ يُصَلِّ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ. وَاحْتَجُّوا بِحَدِيثِ عُمَرَ أَنَّهُ طَافَ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ فَلَمْ يُصَلِّ وَخَرَجَ مِنْ مَكَّةَ حَتَّى نَزَلَ بِذِي طُوًى فَصَلَّى بَعْدَ مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ.

کہا: عصر اور فجر کی نماز کے بعد نماز پڑھنے اور طواف کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں، یہ امام شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا موقف ہے۔ اور انہوں نے نبی ﷺ کی (اس مذکورہ بالا) حدیث سے استدلال کیا ہے۔ بعض کا موقف ہے کہ جب وہ عصر کے بعد طواف کرے تو وہ (دو رکعت) نماز نہ پڑھے حتیٰ کہ سورج غروب ہو جائے، اسی طرح اگر وہ فجر کی نماز کے بعد طواف کرے تو وہ (دو رکعت) نماز نہ پڑھے حتیٰ کہ سورج طلوع ہو جائے، اور ان حضرات نے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ انہوں نے فجر کی نماز کے بعد طواف کیا اور (دو رکعت) نماز نہ پڑھی۔ وہ مکہ سے روانہ ہوگئے حتیٰ کہ ذوطویٰ کے مقام پر پڑاؤ ڈالا اور سورج طلوع ہو جانے کے بعد (دو رکعت) نماز پڑھی۔ یہ سفیان ثوری اور مالک بن انس رحمہما اللہ کا موقف ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح الإسناد) اخرجه عبدالرزاق: ٩٠٠٤، ابو يعلي: ٧٣٩٦، ابن خزيمه: ١٢٨٠

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٨٩٤، سنن ابن ماجه: ١٢٥٤، سنن النسائي: ٢٨٤/١ و ٢٢٣/٥، مسند احمد: ١٦٧٣٦، صحيح ابن حبان: ١٥٥٢

فوائد الحدیث: ۱۔ بیت اللہ کا طواف چوبیس گھنٹے کیا جاسکتا ہے تو طواف کی دو رکعتیں بھی ہمہ وقت پڑھی جاسکتی ہیں۔ جیسا کہ حدیث الباب میں واضح ہے۔ "بعض الناس" کا اوقات مکروہہ میں طواف کی دو رکعتیں پڑھنے سے منع کرنا حدیث رسول ﷺ کے خلاف ہے۔

ایک مومن، مسلمان کے لیے اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت واتباع فرض ہے اس کا خلاف جائز بھی نہیں چہ جائیکہ آدمی غلط سلط اور بعید از قیاس تاویلوں سے حدیثِ رسول ﷺ کے رد کرنے کی سعی لاحاصل کرے۔

۲۔ رسول اللہ ﷺ کا بیت اللہ کے متولی اور منتظم اپنے ہی خاندان بنو عبد مناف کو حکماً ارشاد فرمانا کہ کسی بھی شخص کو چوبیس گھنٹوں میں کسی بھی وقت طواف اور نماز سے نہ روکا جائے، کسی بھی قسم کی تاویل باطل، کی گنجائش نہیں چھوڑتا۔ نیز آیۃ ساعۃ نے تو تمام چور دروازے بند کر کے ہر قسم کی تلبیسات کا قلع قمع کر دیا۔ لیکن برا ہو تقلید نامراد کا کہ صرف تقلید کی وجہ سے اسے "ساعات غیر مکروهه" کے ساتھ خاص کر دیا گیا ہے جبکہ اس کی کوئی دلیل تو کیا قرینہ بھی نہیں۔

۳۔ ویسے کوئی شخص یہ دو رکعتیں لیٹ کر کے پڑھتا ہے تو جائز ہے کہ شریعت اسے طواف کے بعد کسی محدود اور متعین وقت کا پابند نہیں کرتی۔ لیکن اوقات مکروہہ میں پڑھنے کو ناجائز یا ممنوع نہیں کہا جاسکتا۔

۴۔ حدیث رسول ﷺ کے مقابلے میں کسی بھی علم و فضل اور مقام و مرتبے کے حامل بڑی سے بڑی شخصیت کا قول و فعل حجت نہیں۔

43- بَابُ مَا جَاءَ مَا يُقْرَأُ فِي رَكْعَتَيِ الطَّوَافِ

طواف کی دو رکعتوں کی قراءت

869: أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ الْمَدَنِيُّ قِرَاءَةً عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عِمْرَانَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَرَأَ فِي رَكْعَتَيِ الطَّوَافِ بِسُورَتَيِ الإِخْلَاصِ ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ وَ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾.

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے طواف کی دو رکعتوں میں اخلاص کی دو سورتیں: سورۂ الکافرون ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ اور سورۂ الاخلاص ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ تلاوت فرمائیں۔

حکم الحدیث: (صحيح الإسناد)

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٢١٨، سنن ابو داود: ١٩٠٥ و ١٩٠٩، سنن ابن ماجه: ٣٠٧٤، سنن النسائي: ٢٣٦/٥، مسند احمد: ١٤٤٤٠، صحيح ابن حبان: ٣٩٤٤

870: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ كَانَ يَسْتَحِبُّ أَنْ يَقْرَأَ فِي رَكْعَتَيِ الطَّوَافِ بِـ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ وَ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾.

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کیا کہ وہ طواف کی دو رکعتوں میں سورۂ الکافرون اور سورۂ الاخلاص کی قراءت پسند کرتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عِمْرَانَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ عبدالعزیز بن عمران کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔

وَحَدِيثُ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ فِي هَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَعَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عِمْرَانَ ضَعِيفٌ فِي الْحَدِيثِ.

اس بارے میں جعفر بن محمد عن ابیہ کی روایت جعفر بن محمد عن ابیہ عن جابر کی سند سے نبی ﷺ سے مروی روایت سے زیادہ صحیح ہے جبکہ عبدالعزیز بن عمران حدیث میں ضعیف ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح الإسناد مقطوعاً)

فوائد الحدیث: ۱۔ طواف کی دو رکعتوں میں سورۃ الکافروں اور اخلاص کی قرأت رسول اللہ ﷺ کی سُنت ہے۔

۲۔ سورہ الکافرون کو اس کے مضمون عقیدہ توحید کے بیان اور کفار سے برأت کے اظہار کی وجہ سے سورۃ اخلاص بھی کہا جاتا ہے۔

44- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الطَّوَافِ عُرْيَانًا

برہنہ حالت میں طواف کرنے کی ممانعت

871: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أُثَيْعٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَلِيًّا بِأَيِّ شَيْءٍ بُعِثْتَ؟ قَالَ: بِأَرْبَعٍ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ

زید بن اثیع بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا، آپ کو (نبی ﷺ کی طرف سے) کس چیز کے ساتھ بھیجا گیا؟ انہوں نے فرمایا: چار چیزوں کے ساتھ صرف نفس مُسلم

مُسْلِمَةٌ وَلَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ وَلَا يَجْتَمِعُ الْمُسْلِمُونَ وَالْمُشْرِكُونَ بَعْدَ عَامِهِمْ هَذَا وَمَنْ كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّبِيِّ ﷺ عَهْدٌ فَعَهْدُهُ إِلَى مُدَّتِهِ وَمَنْ لَا مُدَّةَ لَهُ فَأَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ.

ہی جنّت میں جائے گا، برہنہ حالت میں بیت اللہ کا طواف نہ کرے، اس سال کے بعد مسلمان اور مشرک (حج میں) اکٹھے نہیں ہوں گے، اور جس کا نبی ﷺ کے ساتھ کوئی معاہدہ تھا تو وہ اس کی مدت تک ہے، اور جس کی کوئی مدت مقرر نہ ہو تو وہ چار ماہ ہے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

اس باب میں سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَلِيٍّ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی روایت حسن ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) الارواء: ١١٠١، اخرجه ابو يعلي: ٤٥٢، الحاكم: ١٧٨/٤، والبيهقي: ٢٠٦/٩

تخریج الحدیث: مسند احمد : ٥٩٤

872: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ وَنَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ نَحْوَهُ وَقَالَا: زَيْدُ بْنُ يُثَيْعٍ. وَهَذَا أَصَحُّ.

ابن ابی عمر اور نصر بن علی نے بیان کیا، سفیان بن عیینہ نے ابو اسحاق سے اسی مانند روایت کیا اور ان دونوں نے کہا: زید بن یثیع، اور یہی زیادہ صحیح ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَشُعْبَةُ وَهِمَ فِيهِ فَقَالَ زَيْدُ بْنُ أُثَيْلٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: شعبہ رحمۃ اللہ علیہ کو اس بارے میں وہم ہوا تو انہوں نے زید بن اثیل کہہ دیا۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں حدیث ماقبل۔

تخریج الحدیث: مسند احمد : ٥٩٤

فوائد الحدیث: ا۔ زمانہ جاہلیت میں بعض لوگ ننگے ہو کر بیت اللہ کا طواف کیا کرتے تھے۔ کچھ لوگ تو اس کو زیادہ اجر و ثواب کا باعث سمجھتے تھے اس لیے وہ ننگے ہو کر طواف کرنے کی نذر مان لیتے تھے اور ننگے طواف کرتے تھے۔ یا پھر بعض لوگ قریش کی رسم بد کا شکار تھے کہ قریش مکہ جو بیت اللہ کے مجاور بھی تھے انہوں نے باہر کے دوسرے علاقوں سے آنے والے لوگوں کے لیے یہ ضابطہ بنا رکھا تھا کہ وہ اپنے لباس میں طواف نہیں کر سکتے کیونکہ معلوم نہیں ان کا لباس حلال کمائی سے ہے یا نہیں لہٰذا وہ اپنے کپڑے اتاریں اور ہم سے کرائے پر کپڑے (احرام) لیں اور اس میں طواف کریں۔ بعد ازاں ہمارے کپڑے کرائے سمیت واپس کر دیں۔ یہ ڈھونگ انہوں نے صرف ان سے رقم اور پیسے بٹورنے کے لیے بنایا تھا جیسا کہ آج کل بھی درباروں کے مجاوروں اور ملنگوں نے کئی قسم کے طریقے ایجاد کیے ہوئے ہیں۔ حالانکہ کوئی نہیں سوچتا تھا کہ جس کمائی سے لباس خریدا ہے اور وہ حرام ہے تو کرایہ بھی تو اسی کمائی سے ہی دیں گے وہ حلال کیسے ہو گیا۔

بہر حال لوگوں نے کرائے پر احرام لینے کی بجائے اپنے کپڑے اتار کر ننگے ہی طواف کرنا شروع کر دیا جو بعد میں نیکی سمجھ کر رواج پا گیا۔

۲۔۹ ہجری میں جب سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ امیر حج بن کر مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کو روانہ ہوئے تو راستے میں ایک دن فجر کی نماز کے وقت جماعت کی تیاری ہو چکی تھی ابھی تکبیر تحریمہ نہیں کہی گئی تھی کہ رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کی آواز سنائی دی تو سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کی آواز ہے، ہو سکتا ہے کہ رسول کریم ﷺ کا حج کا ارادہ بن گیا ہو اگر تو آپ ﷺ تشریف لائے ہیں

تو پھر آپ ﷺ کی اقتدا میں نماز ادا کریں گے۔

چنانچہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا امیر (امام) بن کر آئے ہو یا مامور (ماتحت / مقتدی) مراد تھی کہ اگر امیر بن کر آئے ہو تو آئیں مصلی سنبھالیں اور نماز پڑھائیں۔ تو سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہیں امیر آپ ہی ہیں میں تو آپ کے ماتحت ہوں مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا ہے کہ سورۃ برات (توبہ) کی ابتدائی آیات میں جو احکام ہیں ان کا اعلان کر دیا جائے۔

تو سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے آپ خود ہی حج کے موقعہ پر اس بات کا اعلان کریں گے، چنانچہ حج کے دوران مختلف مواقع پر سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حج کے مسائل پر خطبہ ارشاد فرماتے اور بعد میں سیّدنا علی رضی اللہ عنہ ان چار احکام کا اعلان کرتے:

۱- جنّت میں صرف مُسلمان آدمی (مرد ہو یا عورت) جائے گا۔

۲- اب کوئی ننگا شخص بیت اللہ کا طواف نہ کرے۔

۳- آئندہ کوئی بھی مشرک بیت اللہ شریف کے حج کے لئے نہ آئے۔ کسی بھی مشرک کو حج کی اجازت نہ ہوگی۔

۴- جس شخص یا قبیلے کا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کوئی معاہدہ ہے وہ اس کی مدت تک ہے (یا تو اس کی نئے سرے سے نئی شرائط کے ساتھ تجدید ہوگی یا پھر معاہدہ ختم) اور جس کے ساتھ اب تک کوئی معاہدہ نہیں یا اس کی کوئی مدت مقرر نہیں تو اب اس کی مدت چار ماہ ہے۔ یعنی یا تو وہ دوبارہ معاہدہ کر لیں یا پھر چار ماہ کے بعد مُسلمان اس کے خلاف جہاد کرنے میں آزاد ہوں گے کسی معاہدے کے پابند نہیں ہونگے۔ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ اس کا بار بار اعلان فرماتے رہے حتیٰ کہ ان کی آواز بیٹھ گئی۔ (تفصیل کے لیے دیکھئے سنن نسائی)

۳۔ سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے اس مکالمہ پر ان لوگوں کو ضرور غور کرنا چاہیے جو کہتے ہیں کہ خلافت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کا حق تھا لیکن سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے معاذ اللہ غصب کر لی۔

سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ تو انہیں خود منصب امامت کی آفر کر رہے ہیں اور انہیں بھی جو کہتے ہیں کہ معاذ اللہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ خلافت کے خواہش مند تھے وغیرہ وغیرہ کہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ تو خود سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں "مامور" بن کر رہنے کا اظہار فرماتے ہیں اور اس کے مطابق عمل بھی کرتے ہیں۔

45- بَابُ مَا جَاءَ فِي دُخُولِ الْكَعْبَةِ

کعبہ شریف میں داخل ہونا

873: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ عِنْدِي وَهُوَ قَرِيرُ الْعَيْنِ طَيِّبُ النَّفْسِ فَرَجَعَ إِلَيَّ وَهُوَ حَزِينٌ فَقُلْتُ لَهُ فَقَالَ: إِنِّي دَخَلْتُ الْكَعْبَةَ وَوَدِدْتُ أَنِّي لَمْ أَكُنْ فَعَلْتُ "إِنِّي أَخَافُ أَنْ أَكُونَ أَتْعَبْتُ أُمَّتِي مِنْ بَعْدِي".

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نبی ﷺ میرے پاس سے باہر تشریف لے گئے تو آپ ﷺ مطمئن اور خوش تھے، جب آپ میرے پاس واپس تشریف لائے تو آپ ﷺ غمگین تھے، میں نے آپ ﷺ سے وجہ پوچھی، تو آپ ﷺ نے جواب دیا: "میں کعبے کے اندر گیا تھا، اب میرا دل چاہتا ہے کہ میں نے ایسے نہ کیا ہوتا، مجھے اندیشہ ہے کہ میں (اپنے اس عمل کی وجہ سے) اپنے بعد اپنی امت کو مشقت میں مبتلا نہ کر دوں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) ضعيف ابن ماجه ٦٥٦، ضعيف الجامع الصغير: ٢٠٨٥، ضعيف ابى داؤد: ٤٤٠، اسماعیل ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٠٢٩، سنن ابن ماجه: ٣٠٦٤، مسنداحمد : ٢٥٠٥٦، وشرح مشكل الآثار: ٥٧٩٠

فوائد الحدیث: رسول اللہ ﷺ کا بیت اللہ کے اندر داخل ہونا صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ لہٰذا بیت اللہ کے اندر داخل ہوا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کو موقعہ دے دیں تو یہ بڑی سعادت کی بات ہے۔

46- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ فِي الْكَعْبَةِ

کعبہ کے اندر نماز پڑھنا

874: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ بِلَالٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "صَلَّى فِي جَوْفِ الْكَعْبَةِ". قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَمْ يُصَلِّ وَلَكِنَّهُ كَبَّرَ.

سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے کعبہ کے اندر نماز پڑھی، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: آپ ﷺ نے نماز نہیں پڑھی، لیکن آپ ﷺ نے "اللہ اکبر" کہا تھا۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ وَالْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ وَعُثْمَانَ بْنِ طَلْحَةَ وَشَيْبَةَ بْنِ عُثْمَانَ.

اس باب میں اسامہ بن زید، فضل بن عباس، عثمان بن طلحہ اور شیبہ بن عثمان رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ بِلَالٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ لَا يَرَوْنَ بِالصَّلَاةِ فِي الْكَعْبَةِ بَأْسًا. وَقَالَ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ لَا بَأْسَ بِالصَّلَاةِ النَّافِلَةِ فِي الْكَعْبَةِ. وَكَرِهَ أَنْ تُصَلَّى الْمَكْتُوبَةُ فِي الْكَعْبَةِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بلال رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے، اکثر اہل علم کا اسی پر عمل ہے، وہ کعبہ کے اندر نماز پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے، امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کعبہ کے اندر نفل نماز پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں، البتہ انہوں نے کعبہ کے اندر فرض نماز پڑھنے کو مکروہ جانا ہے۔

وَقَالَ الشَّافِعِيُّ: لَا بَأْسَ أَنْ تُصَلَّى الْمَكْتُوبَةُ وَالتَّطَوُّعُ فِي الْكَعْبَةِ لِأَنَّ حُكْمَ النَّافِلَةِ وَالْمَكْتُوبَةِ فِي الطَّهَارَةِ وَالْقِبْلَةِ سَوَاءٌ.

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کعبہ کے اندر فرض اور نفلی نماز پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ کیونکہ طہارت (وضو وغیرہ) اور قبلے کے احکام میں نفلی اور فرض نماز کا ایک ہی حکم ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن خزيمه: ٣٠٠٨، الطحاوي في شرح المعاني: ١/ ٣٩٠

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٤٤٦٤، ٢٣٨٨٥ و ٢٣٨٩٩، صحيح بخارى: ٣٩٧، صحيح مسلم: ١٣٢٩

تخریج الحدیث: ١۔ رسول اللہ ﷺ سے خانہ کعبہ کے اندر نماز پڑھنا ثابت ہے جیسا کہ حدیث الباب میں سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کی شہادت کی صراحت ہے کیونکہ سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ بھی آپ ﷺ کے ساتھ بیت اللہ کے اندر موجود تھے۔ لہٰذا نفلی، فرضی ہر قسم کی نماز خانہ کعبہ کے اندر ادا کی جاسکتی ہے۔

٢۔ سیّدنا عبداللہ بن عباس اور سیّدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم کا بیان کرنا کہ نماز نہیں پڑھی تھی کی متعدد توضیحات شارحین حدیث نے بیان کی ہیں سب سے زیادہ مناسب یہ ہے کہ آپ ﷺ بیت اللہ کے اندر دو مرتبہ داخل ہوئے ہیں ایک دفعہ آپ ﷺ نے نماز پڑھی ہے جسے

سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا ہے اور ایک مرتبہ آپ نے صرف تکبیرات وغیرہ ہی کہی ہیں نماز نہیں پڑھی جسے سیّدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے۔ واللہ اعلم و علمہ اتم۔

47- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَسْرِ الْكَعْبَةِ

کعبہ کو توڑنے (تعمیر) کا بیان

875: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ أَنَّ ابْنَ الزُّبَيْرِ قَالَ لَهُ حَدِّثْنِي بِمَا كَانَتْ تُفْضِي إِلَيْكَ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ يَعْنِي: عَائِشَةَ فَقَالَ: حَدَّثَتْنِي أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَهَا لَوْلَا أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيثُو عَهْدٍ بِالْجَاهِلِيَّةِ لَهَدَمْتُ الْكَعْبَةَ وَجَعَلْتُ لَهَا بَابَيْنِ.

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: ”اگر تمہاری قوم نئی نئی مسلمان نہ ہوئی ہوتی تو میں کعبہ کو گرا دیتا اور اس کے دو دروازے بنا دیتا۔“

قَالَ: فَلَمَّا مَلَكَ ابْنُ الزُّبَيْرِ هَدَمَهَا وَجَعَلَ لَهَا بَابَيْنِ.

پس جب سیّدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ متولی بنے تو انہوں نے اسے گرا کر اس کے دو دروازے بنا دیئے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابو يعلي: ٤٦٢٦، الطحاوي في شرح المعاني: ٢/١٨٤

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٢٦، صحیح مسلم: ١٣٣٣، سنن النسائی: ٥/٢١٤-٢١٦، مسند احمد: ٢٤٢٩٧ و ٢٤٧٠٩، صحیح ابن حبان: ٣٨١٧

فوائد الحدیث: ۱۔ بیت اللہ کی تعمیر کئی ایک بار ہوئی کبھی عمارت کے انہدام کی وجہ سے اور کبھی اس کی عمارت کو سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر مکمل کرنے کے لیے۔ اس وقت جو عمارت موجود ہے جس میں رکن اسود اور رکن یمانی تو بنائے ابراہیمی پر ہی ہیں لیکن رکن عراقی اور رکن شامی کو نکال دیا گیا ہے اور کچھ جگہ کھلی چھوڑ کر خانہ کعبہ کی عمارت کو چھوٹا کر دیا گیا کیونکہ قریش مکہ نے جب اس کو تعمیر کیا تو انہوں نے فیصلہ کیا کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے گھر کی تعمیر پر صرف حلال کمائی خرچ کرنی ہے۔ حرام کمائی کا پیسہ نہیں لگانا لیکن ان کے پاس حلال کمائی سے جمع کیا ہوا فنڈ کم پڑ گیا تو انہوں نے حرام کمائی کی آمیزش کرنے کی بجائے اس کا کچھ حصہ چھوڑ دیا جس کو ”حجر“ یا ”حطیم“ کہتے ہیں یہ بھی بیت اللہ کا حصہ ہے جیسا کہ آگے حدیث نمبر ۸۷۴ میں بیان ہو رہا ہے۔

۲۔ رسول اللہ ﷺ نے خواہش کا اظہار فرمایا کہ بیت اللہ کی عمارت کو قواعد ابراہیم پر مکمل کر دیا جائے لیکن پھر حالات کے پیش نظر اختلاف و انتشار سے بچنے کے لیے یہ ارادہ ترک فرما دیا اور اسے عملی جامہ نہیں پہنایا۔

۳۔ حدیث الباب سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی بھی مسئلے میں دو جائز صورتوں میں سے جو زیادہ مفید یا مناسب ہو اسے اختیار کرنا جائز ہے۔ لیکن اس روایت کو بنیاد بنا کر مصلحت کی آڑ میں منصوص مسائل کو چھوڑنا یا غیر ثابت شدہ مسائل کو اپنانا قطعاً درست اور جائز نہیں۔

48- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ فِي الْحِجْرِ

حطیم میں نماز پڑھنا

876: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ أَبِي عَلْقَمَةَ عَنْ أُمِّهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: "كُنْتُ أُحِبُّ أَنْ أَدْخُلَ الْبَيْتَ فَأُصَلِّيَ فِيهِ فَأَخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِي فَأَدْخَلَنِي الْحِجْرَ فَقَالَ: صَلِّي فِي الْحِجْرِ إِنْ أَرَدْتِ دُخُولَ الْبَيْتِ فَإِنَّمَا هُوَ قِطْعَةٌ مِنَ الْبَيْتِ وَلَكِنَّ قَوْمَكِ اسْتَقْصَرُوهُ حِينَ بَنَوُا الْكَعْبَةَ فَأَخْرَجُوهُ مِنَ الْبَيْتِ".

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں چاہتی تھی کہ میں بیت اللہ میں داخل ہو کر وہاں نماز پڑھوں، تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے ہاتھ سے پکڑا اور مجھے حطیم میں داخل فرما دیا اور فرمایا: "اگر تم بیت اللہ کے اندر جانا چاہتی ہو تو حطیم میں نماز پڑھ لو، وہ بھی تو بیت اللہ کا ٹکڑا (حصہ) ہے، لیکن تمہاری قوم نے جس وقت کعبہ تعمیر کیا تھا تو انہوں نے اسے چھوڑ دیا اور اسے بیت اللہ سے باہر نکال دیا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَعَلْقَمَةُ بْنُ أَبِي عَلْقَمَةَ هُوَ عَلْقَمَةُ بْنُ بِلَالٍ.

اور علقمہ بن ابی علقمہ وہ علقمہ بن بلال ہیں۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) صحيح ابى داؤد: ١٧٦٩، الصحيحة: ٤٣، اخرجه ابن خزيمه: ٣٠١٨

تخریج الحدیث: صحيح بخارى: ١٥٨٦، صحيح مسلم: ١٣٣٣، سنن ابو داود: ٢٠٢٨، سنن النسائى: ٥/٢١٥ و ٢١٦ و ٢١٩، مسند احمد: ٢٤٦١٦، صحيح ابن حبان: ٣٨١٦

فوائد الحدیث: ۱۔ حطیم، بیت اللہ کا حصہ ہے اور اس میں نماز پڑھنا بالکل جائز اور درست ہے۔ کیونکہ بیت اللہ کے اندر نماز پڑھنا رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔ (دیکھئے فوائد حدیث نمبر ۸۷۴)

۲۔ بیت اللہ کا کچھ حصہ کھلا رہنا اگرچہ اس وقت اس کے اسباب کچھ بھی تھے جیسا کہ حدیث نمبر ۸۷۵ کے فوائد میں بیان ہوا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا غرباو مساکین پر احسان عظیم ہے کہ بیت اللہ کا دروازہ تو بادشاہوں اور حکمرانوں کے لیے کھولا جانا تھا اس میں غریب لوگ تو داخل نہیں ہو سکتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے "حطیم" کی شکل میں انہیں یہ نعمت عطا فرما دی کہ وہ جب چاہیں "حطیم" کے اندر نماز پڑھ لیں یہ بھی بیت اللہ کا حصہ ہے اور ان کے لیے اس کے دروازے چوبیس گھنٹے کھلے ہیں۔

49- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ وَالرُّكْنِ وَالْمَقَامِ

حجر اسود رکن یمانی اور مقام ابراہیم کی فضیلت

877: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: نَزَلَ الْحَجَرُ الْأَسْوَدُ مِنَ الْجَنَّةِ وَهُوَ أَشَدُّ

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "حجر اسود جنّت سے نازل ہوا جبکہ وہ دودھ سے زیادہ سفید تھا، پس انسانوں کی خطاؤں نے اسے کالا کر دیا۔"

بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ فَسَوَّدَتْهُ خَطَايَا بَنِي آدَمَ.

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عمرو اور سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) المشکوٰۃ: ۲۵۷۷، التعلیق الرغیب: ۱۲۳/۲، اخرجه ابن خزیمه: ۲۷۳۳

تخریج الحدیث: سنن نسائی: ۲۲۶/۵، مسنداحمد : ۱۳۹۴٤، ۲۷۹۵، ابن عدي في الكامل: ۶۷۹/۲

فوائد الحدیث: ۱۔ گناہ کرتے ہوئے انسان کو سوچنا چاہئے کہ اس کے گناہ کے کتنے مضر اثرات ہیں کہ ایک سفید پتھر دوسروں کے گناہوں کو جذب کرنے کی وجہ سے سیاہ ہو جاتا ہے۔ تو خود گناہ کرنے والوں کے دل کی کیا کیفیت ہوگی۔

۲۔ رسول اکرم ﷺ کا فرمان مبارک بھی ہے جب مومن آدمی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نکتہ (نشان) لگ جاتا ہے اگر تو وہ شخص توبہ کرلے تو وہ نشان صاف کر دیا جاتا ہے۔ ورنہ وہ شخص گناہ کرتا رہتا ہے اور سیاہ نشان لگتے رہتے ہیں حتیٰ کہ اس کا سارا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ۔

878: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ رَجَاءٍ أَبِي يَحْيَى قَالَ: سَمِعْتُ مُسَافِعًا الْحَاجِبَ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ "إِنَّ الرُّكْنَ وَالْمَقَامَ يَاقُوتَتَانِ مِنْ يَاقُوتِ الْجَنَّةِ طَمَسَ اللّٰهُ نُورَهُمَا وَلَوْ لَمْ يَطْمِسْ نُورَهُمَا لَأَضَاءَتَا مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ".

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "رکن یمانی اور مقام ابراہیم جنّت کے یاقوتوں میں سے دو یاقوت ہیں، اللہ نے ان کا نور مٹا دیا اور اگر وہ ان کا نور نہ مٹاتا تو وہ مشرق و مغرب کے درمیان موجود تمام چیزوں کو روشن کر دیتے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا يُرْوَى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو مَوْقُوفًا قَوْلُهُ. وَفِيهِ عَنْ أَنَسٍ أَيْضًا وَهُوَ حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے ان کا قول موقوفاً مروی ہے۔ اس بارے میں سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے بھی ایک روایت ہے اور وہ غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) المشکوٰۃ: ۲۵۷۹۔ بعض کہتے ہیں اس میں رجاء راوی ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسنداحمد : ۷۰۰۰ صحیح ابن حبان: ۳۷۱۰، مصنف عبدالرزاق: ۸۹۲۱، سنن کبریٰ للبیهقی: ۷۵/۵

فوائد الحدیث: "رکن" سے مراد، حجر اسود، اور مقام سے مراد وہ پتھر جس پر کھڑے ہو کر سیّدنا ابراہیم علیہ السلام بیت اللہ کی تعمیر کرتے تھے یہ مقام ابراہیم کہلاتا ہے۔ اس پر سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کے نشان ہیں۔ یہ دونوں پتھر جنّت سے آئے ہیں لیکن ان کی یہ خصوصیت ختم کر دی گئی تاکہ دنیا میں کسی بھی جنتی چیز کا مشاہدہ نہ کیا جا سکے۔

رسول اللہ ﷺ نے جنّت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ اس کی نعمتوں کو کسی آنکھ نے دیکھا نہیں اور کسی دل پر ان کی کیفیت کا خیال بھی نہیں گزرا۔

50- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخُرُوجِ إِلَى مِنًى وَالْمُقَامِ بِهَا

منیٰ میں جانا اور وہاں قیام کرنا

879: حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الأَشَجُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الأَجْلَحِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ "صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بِمِنًى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ وَالْفَجْرَ ثُمَّ غَدَا إِلَى عَرَفَاتٍ".

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے ہمیں منیٰ میں ظہر و عصر اور مغرب و عشاء اور فجر کی نمازیں پڑھائیں اور پھر آپ ﷺ عرفات کی طرف روانہ ہوئے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ قَدْ تَكَلَّمُوا فِيهِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ.

امام ترمذی نے کہا: اسماعیل بن مسلم پر اس کے حافظے کے حوالے سے جرح کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) حجة النبي: ٦٩/٥٥۔ بعض کہتے ہیں اس کی سند ضعیف ہے جیسا کہ مصنف نے کہا ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد : ٢٧٠٠، صحيح مسلم: ١٢١٨، سنن ابن ماجه: ٣٠٠٤

880: حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الأَشَجُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الأَجْلَحِ عَنِ الأَعْمَشِ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "صَلَّى بِمِنًى الظُّهْرَ وَالْفَجْرَ ثُمَّ غَدَا إِلَى عَرَفَاتٍ".

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے منیٰ میں ظہر اور فجر کی نمازیں پڑھیں اور پھر آپ ﷺ عرفات کی طرف روانہ ہوئے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ وَأَنَسٍ.

اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن زبیر اور انس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ قَالَ: يَحْيَى قَالَ: شُعْبَةُ لَمْ يَسْمَعِ الْحَكَمُ مِنْ مِقْسَمٍ إِلَّا خَمْسَةَ أَشْيَاءَ. وَعَدَّهَا وَلَيْسَ هَذَا الْحَدِيثُ فِيمَا عَدَّ شُعْبَةُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: مقسم کی روایت سیّدنا عبداللہ بن عباس سے۔ علی بن مدینی نے کہا: یحییٰ نے کہا: شعبہ نے حکم بن مقسم سے صرف پانچ چیزیں سنی ہیں، اور انہوں نے انہیں شمار کیا، اور شعبہ نے جو چیزیں شمار کیں ان میں یہ حدیث نہیں ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ١٨٧٨، ابو يعلي: ٢٤٢٦، ابن خزيمه: ٢٧٩٩، والحاكم: ١/٤٦١

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٩١١، مسند احمد : ٢٣٠٦ و ٢٧٠١

فوائد الحدیث: ١۔ مناسک حج کی ادائیگی آٹھ ذوالحجہ سے شروع ہوتی ہے۔ چنانچہ حاجی صاحبان آٹھ ذوالحجہ کو ظہر کی نماز "منیٰ" میں ادا کریں گے۔ پھر اسی دن کی عصر، مغرب، عشاء اور دوسرے دن 9 ذی الحجہ کی فجر کی نماز "منیٰ" میں ہی پڑھیں گے۔ سورج طلوع ہونے کے بعد عرفات کے لیے روانہ ہونگے۔

٢۔ حاجی صاحبان کے لیے "منیٰ" میں سوائے یہ پانچ نمازیں پڑھنے کے اور کوئی عمل نہیں اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑی نصیحت

ہے کہ دین و شریعت میں رائے، قیاس کی کوئی حیثیت نہیں بلکہ اصل تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا اتباع ہے۔ ورنہ یہاں صرف تین کلو میٹر کے فاصلے پر بیت اللہ ہے جس میں ایک نماز پڑھنے کا ثواب ایک لاکھ نماز کے برابر ہے یہ پانچوں نمازیں بیت اللہ میں ادا کر کے ڈائریکٹ بیت اللہ سے بھی عرفات کو روانہ ہوا جا سکتا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے حکم دے دیا کہ بیت اللہ کو چھوڑ کر جنگل میں جا کر قیام کرو اور وہاں نمازیں ادا کرو تا کہ تمہارا یہ عقیدہ راسخ ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرنا فرض ہے۔ رائے قیاس سے افضل و مستحب اختیار کرنا جائز نہیں۔

51- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ مِنًى مُنَاخُ مَنْ سَبَقَ

منیٰ اس شخص کے لیے اونٹ بٹھانے کی جگہ ہے جو پہلے پہنچ جائے

881: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسَى وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُهَاجِرٍ عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكَ عَنْ أُمِّهِ مُسَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ! "أَلَا نَبْنِي لَكَ بَيْتًا يُظِلُّكَ بِمِنًى؟ قَالَ: لَا مِنًى مُنَاخُ مَنْ سَبَقَ".

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، ہم نے عرض کیا، اللہ کے رسول! کیا ہم آپ ﷺ کے لیے منیٰ میں ایک گھر نہ بنا دیں جو آپ ﷺ کو سایہ فراہم کرے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "نہیں، منیٰ اس شخص کے لیے اونٹ بٹھانے (اور قیام کرنے کی) جگہ ہے جو پہلے (وہاں) پہنچ جائے۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس میں یوسف کی والدہ "مسیکہ" مجہول راویہ ہے۔ ضعیف ابن ماجہ: ٦٤٨

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٠١٩، سنن ابن ماجہ: ٣٠٠٦، و ٣٠٠٧، مسند احمد: ٢٥٥٤١

فوائد الحدیث: ١۔ "منیٰ" یا "عرفات" وغیرہ اجتماعی مقامات پر جہاں کہیں کسی کو جگہ ملے وہیں پر قیام کرنا چاہیے کسی دوسرے کے لیے جگہ کو پہلے سے مقرر نہیں کرنا چاہیے کہ وہاں کوئی دوسرا قیام نہیں کر سکتا۔

٢۔ آج کل سعودی حکومت نے حجاج کرام کی سہولت کے لیے مستقل خیمے نصب کیے ہوئے ہیں جن میں انہیں ٹھہرایا جاتا ہے، یہ خالص انتظامی معاملہ ہے اور شریعت کے عین مطابق ہے، اس نظام کی پابندی کرنی چاہیے اور اس سہولت سے فائدہ اُٹھانا چاہیے۔

52- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَقْصِيرِ الصَّلَاةِ بِمِنًى

منیٰ میں نماز قصر پڑھنا

882: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ قَالَ: "صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِمِنًى آمَنَ مَا كَانَ النَّاسُ وَأَكْثَرَهُ رَكْعَتَيْنِ".

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَابْنِ عُمَرَ وَأَنَسٍ.

حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے بہت سے صحابہ کرام کے ساتھ حالت امن میں نبی ﷺ کے ساتھ دو رکعت نماز (قصر) پڑھی۔

اس باب میں ابن مسعود، ابن عمر اور انس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّهُ قَالَ: "صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ وَمَعَ أَبِي بَكْرٍ وَمَعَ عُمَرَ وَمَعَ عُثْمَانَ رَكْعَتَيْنِ صَدْرًا مِنْ إِمَارَتِهِ".

سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ، سیّدنا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے شروع میں ان کے ساتھ منیٰ میں دو رکعتیں نماز پڑھی۔

وَقَدِ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي تَقْصِيرِ الصَّلَاةِ بِمِنًى لِأَهْلِ مَكَّةَ فَقَالَ: بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ لَيْسَ لِأَهْلِ مَكَّةَ أَنْ يَقْصُرُوا الصَّلَاةَ بِمِنًى إِلَّا مَنْ كَانَ بِمِنًى مُسَافِرًا. وَهُوَ قَوْلُ ابْنِ جُرَيْجٍ وَسُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَيَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقَطَّانِ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.

اہل علم کا مکہ والوں کے لیے منیٰ میں نماز قصر پڑھنے کے بارے میں اختلاف ہے، بعض اہل علم نے کہا: مکہ والوں کے لیے منیٰ میں نماز قصر کرنا جائز نہیں اِلّا یہ کہ جو شخص منیٰ میں مسافر ہو، یہ ابن جریج، سفیان ثوری، یحیی بن سعید القطان، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا موقف ہے۔

وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا بَأْسَ لِأَهْلِ مَكَّةَ أَنْ يَقْصُرُوا الصَّلَاةَ بِمِنًى. وَهُوَ قَوْلُ الْأَوْزَاعِيِّ وَمَالِكٍ وَسُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَهْدِيٍّ.

جبکہ ان میں سے بعض نے کہا: مکہ والوں کے لیے منیٰ میں نماز قصر کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں، یہ اوزاعی، مالک، سفیان بن عیینہ اور عبد الرحمن بن مہدی رحمہم اللہ کا موقف ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح ابى داؤد: ١٧١٤، اخرجه ابو يعلي: ١٤٧٤، ابن خزيمه: ١٧٠٢

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٠٨٣ و ١٦٥٦، صحیح مسلم: ٦٩٦، سنن ابو داود: ١٩٦٥، سنن النسائی: ١٩٩/٣ و ١١٩-١٢٠، مسند احمد : ١٨٧٢٧، صحیح ابن حبان: ٢٧٥٦ و ٢٧٥٧

فوائد الحدیث: "منیٰ" میں حاجی صاحبان نماز قصر (یعنی سفر کی نماز) ادا کریں گے خواہ وہ مکہ مکرمہ کے رہائشی ہوں یا باہر سے آئے ہوئے ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین و صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا یہی عمل اور طریقہ تھا۔

53- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُقُوفِ بِعَرَفَاتٍ وَالدُّعَاءِ فِيهَا

عرفات میں ٹھہرنا اور وہاں دعائیں کرنا

883: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَفْوَانَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ شَيْبَانَ قَالَ: أَتَانَا ابْنُ مِرْبَعٍ الْأَنْصَارِيُّ وَنَحْنُ وُقُوفٌ بِالْمَوْقِفِ مَكَانًا يُبَاعِدُهُ عَمْرٌو فَقَالَ: إِنِّي رَسُولُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِلَيْكُمْ يَقُولُ: كُونُوا عَلَى مَشَاعِرِكُمْ فَإِنَّكُمْ عَلَى إِرْثٍ مِنْ إِرْثِ إِبْرَاهِيمَ.

سیّدنا یزید بن شیبان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ابن مربع انصاری رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آئے جبکہ ہم ایک جگہ ٹھہرے ہوئے تھے۔ ایسی جگہ جسے عمرو رضی اللہ عنہ دور قرار دیتے تھے۔ تو انہوں نے کہا: میں تمہارے پاس اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام لے کر آیا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "اپنے اپنے مقام پر ٹھہرے رہو، تم ابراہیم علیہ السلام کی ایک وراثت کے حامل ہو۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَعَائِشَةَ وَجُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ وَالشَّرِيدِ بْنِ سُوَيْدٍ الثَّقَفِيِّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا علی، عائشہ، جبیر بن مطعم اور شرید بن سوید ثقفی رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ مِرْبَعٍ الأَنْصَارِيِّ حَدِيثٌ حَسَنٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ. وَابْنُ مِرْبَعٍ اسْمُهُ يَزِيدُ بْنُ مِرْبَعٍ الأَنْصَارِيُّ وَإِنَّمَا يُعْرَفُ لَهُ هَذَا الْحَدِيثُ الْوَاحِدُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن مربع کی روایت حسن صحیح ہے، ہم اسے صرف ابن عیینہ عن عمرو بن دینار کی روایت سے جانتے ہیں، ابن مربع کا نام یزید بن مربع انصاری رضی اللہ عنہ ہے، ان سے بس یہی ایک حدیث معروف ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه ابن خزيمه: ٢٨١٨، الطحاوي في شرح المشكل: ١٢٠٤، والحاكم: ٤٦٢/١

تخريج الحديث: سنن ابو داود: ١٩١٩، سنن ابن ماجه: ٣٠١١، سنن النسائي: ٣٥٥/٥، مسند احمد : ١٧٢٣٣، شرح مشكل الآثار: ١٢٠٤ و ١٢٠٥

فوائد الحديث: حجۃ الوداع کے موقعہ پر حاجیوں کا ایک جم غفیر تھا چنانچہ کچھ لوگ تو امام کے قریب والی جگہ میں ٹھہرے اور بعض لوگ دور کے مقام پر تھے لیکن تھے وہ بھی عرفات کے میدان میں ہی۔

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف پیغام بھیجا کہ تم اپنی اپنی جگہ پر ہی ٹھہرے رہو، دور ہونے کی وجہ سے تمہارے دلوں میں کسی قسم کا خیال نہیں آنا چاہیے بلکہ تم مطمئن رہو کہ تم سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے طریقے پر ہی ہو۔

884: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى الصَّنْعَانِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الطُّفَاوِيُّ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَتْ قُرَيْشٌ وَمَنْ كَانَ عَلَى دِينِهَا وَهُمُ الْحُمْسُ يَقِفُونَ بِالْمُزْدَلِفَةِ يَقُولُونَ نَحْنُ قَطِينُ اللهِ. وَكَانَ مَنْ سِوَاهُمْ يَقِفُونَ بِعَرَفَةَ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى ﴿ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ﴾.

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: قریش اور جو ان کے دین پر تھے اور وہ حمس ہیں، وہ مزدلفہ میں ٹھہرتے تھے اور کہتے تھے: ہم تو ساکنان حرم ہیں (ہمیں عرفات جانے کی ضرورت نہیں) جبکہ وہ لوگ جو کہ ان کے علاوہ تھے وہ عرفات میں ٹھہرتے تھے، تو اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی، "پھر وہاں سے واپس آؤ جہاں سے (دوسرے) لوگ واپس آئیں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. قَالَ: وَمَعْنَى هَذَا الْحَدِيثِ أَنَّ أَهْلَ مَكَّةَ كَانُوا لَا يَخْرُجُونَ مِنَ الْحَرَمِ وَعَرَفَةُ خَارِجٌ مِنَ الْحَرَمِ وَأَهْلُ مَكَّةَ كَانُوا يَقِفُونَ بِالْمُزْدَلِفَةِ وَيَقُولُونَ نَحْنُ قَطِينُ اللهِ يَعْنِي: سُكَّانَ اللهِ وَمَنْ سِوَى أَهْلِ مَكَّةَ كَانُوا يَقِفُونَ بِعَرَفَاتٍ. فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى ﴿ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ﴾. (البقرہ: ١٩٩) وَالْحُمْسُ هُمْ أَهْلُ الْحَرَمِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے، اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ مکہ والے حرم کی حدود سے باہر نہیں نکلتے تھے، جبکہ عرفات حرم کی حدود سے باہر ہے، مکہ والے مزدلفہ میں ٹھہرتے تھے اور وہ کہتے تھے: ہم ساکنان حرم ہیں، جبکہ مکہ والوں کے علاوہ جو لوگ تھے وہ عرفات میں ٹھہرتے تھے، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ﴾ "پھر وہاں سے واپس آؤ جہاں سے (دوسرے) لوگ واپس آئیں۔" اور حمس سے اہل حرم مراد ہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن خزيمه: ٣٠٥٨، البيهقي: ٥/١١٣، والبغوي: ١٩٢٥

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٦٦٥، و ٤٥٢٠، صحیح مسلم: ١٢١٩، سنن ابو داود: ١٩١٠، سنن ابن ماجه :٣٠١٨ سنن النسائی: ٥/٢٥٤-٢٥٥، صحیح ابن حبان: ٣٨٥٦

فوائد الحدیث: ا۔ قریش مکہ، حرم پاک کی حدود کے رہائشی تھے اس وجہ سے وہ اپنے آپ کو دوسرے لوگوں کی بہ نسبت زیادہ دین دار اور اللہ تعالیٰ کے قریبی شمار کرتے تھے نیز ان کے پیروکار بعض قبائل "کنانہ" اور "جدیل" وغیرہ بھی اسی زعم میں مبتلا تھے۔ اسی وجہ سے وہ اپنے آپ کو "حمس" (دین میں پختہ، بہادر، دلیر) کہلاتے تھے۔

۲۔ یہ لوگ اپنے شرف کی وجہ سے حدود حرم سے باہر عرفات میں جاکر وقوف نہیں کرتے تھے بلکہ مزدلفہ میں وقوف کرکے وہیں سے واپس آجاتے تھے جبکہ دوسرے لوگ عرفات میں جاکر وقوف کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ (البقرہ:١٩٩) "پھر تم وہاں سے واپس لوٹو جہاں سے لوگ واپس لوٹتے ہیں۔" ارشاد فرما کر قریش مکہ کے اس زعم باطل کا رد کر دیا۔

اور قیامت تک لوگوں کو مسئلہ سمجھا دیا کہ شریعت کے احکام کی پابندی سب پر لازم ہے کوئی بھی اپنے مقام و منصب اور شرف و فضل کی وجہ سے مستثنیٰ نہیں۔

۳۔ جو لوگ اپنے سرداروں، حکام اور بادشاہوں کے لیے حدود اللہ کے نفاذ سے استثناء قرار دیتے ہیں انہیں ضرور اس آیت مبارکہ پر غور کرنا چاہئے۔ وباللہ التوفیق

54- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ عَرَفَةَ كُلَّهَا مَوْقِفٌ

عرفات سب کا سب ٹھہرنے کی جگہ ہے

885: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَيَّاشٍ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: وَقَفَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِعَرَفَةَ فَقَالَ: هٰذِهِ عَرَفَةُ وَهٰذَا هُوَ الْمَوْقِفُ وَعَرَفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ. ثُمَّ أَفَاضَ حِينَ غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَأَرْدَفَ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ وَجَعَلَ يُشِيرُ بِيَدِهِ عَلَى هَيْئَتِهِ وَالنَّاسُ يَضْرِبُونَ يَمِينًا وَشِمَالاً يَلْتَفِتُ إِلَيْهِمْ وَيَقُولُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ عَلَيْكُمُ السَّكِينَةَ. ثُمَّ أَتَى جَمْعًا فَصَلَّى بِهِمُ الصَّلَاتَيْنِ جَمِيعًا فَلَمَّا أَصْبَحَ أَتَى قُزَحَ فَوَقَفَ عَلَيْهِ وَقَالَ: هٰذَا قُزَحُ وَهُوَ الْمَوْقِفُ وَجَمْعٌ كُلُّهَا مَوْقِفٌ. ثُمَّ أَفَاضَ حَتَّى انْتَهَى إِلَى وَادِي مُحَسِّرٍ فَقَرَعَ نَاقَتَهُ فَخَبَّتْ

سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ عرفات میں ٹھہرے، تو فرمایا: "یہ عرفات ہے اور وہ ٹھہرنے کی جگہ ہے، اور عرفات سب ٹھہرنے کی جگہ ہے۔" پھر جس وقت سورج غروب ہو گیا تو آپ ﷺ واپس آئے اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو سواری پر اپنے پیچھے بٹھایا، آپ ﷺ اپنے ہاتھ سے اشارہ کرنے لگے، اور لوگ دائیں بائیں چل رہے تھے آپ ﷺ ان کی طرف دیکھتے اور فرماتے: "لوگو! آہستہ چلو" پھر آپ ﷺ مزدلفہ تشریف لائے آپ ﷺ نے انہیں دو نمازیں جمع کرکے پڑھائیں، جب صبح ہوئی تو آپ ﷺ قزح آئے اور اس پر وقوف کیا، اور فرمایا: "یہ قزح ہے اور وہ ٹھہرنے کی جگہ ہے، اور مزدلفہ سب ٹھہرنے کی جگہ ہے۔" پھر آپ ﷺ لوٹے حتیٰ کہ وادی محسر تشریف لائے تو اپنی

حَتَّى جَاوَزَ الْوَادِيَ فَوَقَفَ وَأَرْدَفَ الْفَضْلَ ثُمَّ أَتَى الْجَمْرَةَ فَرَمَاهَا ثُمَّ أَتَى الْمَنْحَرَ فَقَالَ: هَذَا الْمَنْحَرُ وَمِنًى كُلُّهَا مَنْحَرٌ.

اونٹنی کو مارا، وہ تیز دوڑی حتیٰ کہ اس وادی سے گزر گئے، پس آپ ﷺ ٹھہرے اور فضل رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے سواری پر بٹھایا، پھر جمرہ کے پاس آئے اس کی رمی کی، پھر قربان گاہ آئے تو فرمایا: ''یہ قربان گاہ ہے اور منیٰ سب قربان گاہ ہے۔''

وَاسْتَفْتَتْهُ جَارِيَةٌ شَابَّةٌ مِنْ خَثْعَمٍ فَقَالَتْ: إِنَّ أَبِي شَيْخٌ كَبِيرٌ قَدْ أَدْرَكَتْهُ فَرِيضَةُ اللهِ فِي الْحَجِّ أَفَيُجْزِءُ أَنْ أَحُجَّ عَنْهُ؟ قَالَ: حُجِّي عَنْ أَبِيكِ. قَالَ وَلَوَى عُنُقَ الْفَضْلِ فَقَالَ: الْعَبَّاسُ يَا رَسُولَ اللهِ! لِمَ لَوَيْتَ عُنُقَ ابْنِ عَمِّكَ؟ قَالَ: رَأَيْتُ شَابًّا وَشَابَّةً فَلَمْ آمَنِ الشَّيْطَانَ عَلَيْهِمَا.

خثعم قبیلے کی ایک نوجوان لڑکی نے آپ ﷺ سے مسئلہ دریافت کیا، تو عرض کیا: میرے والد بوڑھے شخص ہیں اور ان پر اللہ کا فریضہ حج فرض ہو چکا ہے تو کیا یہ کفایت کرتا ہے کہ میں ان کی طرف سے حج کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے باپ کی طرف سے حج کر۔'' اور آپ ﷺ نے فضل رضی اللہ عنہ کی گردن پھیر دی، تو عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے اپنے چچازاد کی گردن کیوں پھیر دی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے نوجوان لڑکے اور نوجوان لڑکی کو دیکھا تو میں ان دونوں پر شیطان سے مامون نہ ہوا۔''

ثُمَّ أَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي أَفَضْتُ قَبْلَ أَنْ أَحْلِقَ.

پس ایک آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہو، تو اس نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں نے سر منڈوانے سے پہلے طواف افاضہ کر لیا۔

قَالَ: احْلِقْ أَوْ قَصِّرْ وَلَا حَرَجَ. قَالَ: وَجَاءَ آخَرُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي ذَبَحْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ. قَالَ: ارْمِ وَلَا حَرَجَ. قَالَ: ثُمَّ أَتَى الْبَيْتَ فَطَافَ بِهِ ثُمَّ أَتَى زَمْزَمَ فَقَالَ: يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَوْلَا أَنْ يَغْلِبَكُمُ النَّاسُ عَلَيْهِ لَنَزَعْتُ.

آپ نے فرمایا: ''سر کے بال مونڈوالے کوئی حرج نہیں۔ یا بال کتروالے کوئی حرج نہیں۔'' ایک دوسرا شخص آیا تو اس نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں نے رمی کرنے سے پہلے قربانی کر لی ہے، آپ نے فرمایا: ''(اب) رمی کر لے کوئی حرج نہیں۔'' پھر آپ بیت اللہ تشریف لائے تو طواف کیا، پھر زمزم کے پاس آئے تو فرمایا: ''بنو عبدالمطلب! اگر یہ نہ ہوتا کہ لوگ تم پر غالب آجائیں گے تو میں بھی زمزم کے ڈول نکالتا۔''

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَلِيٍّ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ عَلِيٍّ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَيَّاشٍ. وَقَدْ رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ

ابو عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: علی رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ ہم اس کو سیّدنا علی کی حدیث سے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ عبدالرحمن بن حارث بن عیاش کی روایت سے۔ اس

عَنِ الثَّوْرِيِّ مِثْلَ هَذَا.

حدیث کئی ایک نے ثوری سے اس کی مثل روایت کیا ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ رَأَوْا أَنْ يُجْمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بِعَرَفَةَ فِي وَقْتِ الظُّهْرِ. وَقَالَ: بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِذَا صَلَّى الرَّجُلُ فِي رَحْلِهِ وَلَمْ يَشْهَدِ الصَّلَاةَ مَعَ الإِمَامِ إِنْ شَاءَ جَمَعَ هُوَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ مِثْلَ مَا صَنَعَ الإِمَامُ. قَالَ: وَزَيْدُ بْنُ عَلِيٍّ هُوَ ابْنُ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ.

اہل علم کا اسی پر عمل ہے، ان کا موقف ہے کہ ظہر کے وقت میں عرفات کے میدان میں ظہر و عصر کو جمع کر لیا جائے۔ بعض اہل علم نے کہا ہے: جب آدمی اپنی قیام گاہ میں نماز پڑھے اور امام کے ساتھ نماز میں شریک نہ ہو تو پھر اگر وہ چاہے تو امام کے عمل کی طرح دو نمازیں جمع کر لے۔ اور زید بن علی سے مراد ابن حسین بن علی بن ابی طالب ہیں (علیہ السلام)۔

حکم الحدیث: (حسن) حجاب المرأة المسلمة: ٢٨۔ بعض کہتے ہیں اس میں عبدالرحمن بن الحارث ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٩٢٢ و ١٩٣٥، سنن ابن ماجه: ٣٠١٠، مسند احمد: ٥٦٢

فوائد الحدیث: ا۔ **وقوفِ عرفہ:** ۹ ذی الحجہ کو عرفات کے میدان میں "وقوف کرنا" (ٹھہرنا) حج کا رکن ہے اگر کوئی شخص اس کے وقت یا وقت رخصت میں یہ وقوف نہیں کر سکا تو اس کا حج نہیں ہوگا۔ اسے دوبارہ حج کرنا ہوگا۔ وقوف عرفہ کی تفصیل یوں ہے کہ:

حجاج کرام ۹ ذی الحجہ کو سورج نکلنے کے بعد منیٰ سے عرفات کے لیے روانہ ہوں اگر زوال سے پہلے وہاں پہنچ جائیں تو عرفات کے میدان میں داخل نہ ہوں بلکہ باہر ہی وادی نمرہ میں رک جائیں، جب سورج ڈھل جائے تو پھر میدان عرفات میں داخل ہوں اور عرفات سارے کا سارا "موقف" (ٹھہرنے کی جگہ) ہے جہاں بھی جگہ مل جائے وہی ٹھہر کر مناسک ادا کر لے۔ ظہر اور عصر کی نماز امام کے ساتھ باجماعت قصر اور جمع کر کے ادا کریں۔ اگر کسی وجہ سے اکیلے بھی نماز پڑھنا پڑھے تو پھر بھی قصر تقدیم کرے یعنی عصر کی نماز کو ظہر کے ساتھ اس کے وقت میں ہی ادا کرے۔

جو لوگ وہاں جا کر قصر اور جمع نہیں کرتے وہ درست نہیں ہیں بلکہ سُنت رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں۔ پھر بعض لوگ خود بھی امام کی جماعت میں شریک نہیں ہوتے بلکہ جان بوجھ کر اپنے اپنے خیموں یا ٹھہرنے کی جگہ پر اپنے الگ امام کا اہتمام کر کے نماز مکمل پڑھتے ہیں قصر نہیں کرتے اور جمع نہیں کرتے بلکہ ظہر کے وقت ظہر اور عصر کے وقت میں عصر کی نماز ادا کرتے ہیں۔ اور دوسروں کو بھی یہی تعلیم دیتے ہیں کہ تم نے وہاں جا کر امام حج کے ساتھ نماز نہیں پڑھنی بلکہ اپنی اپنی جگہ پر مکمل اور الگ الگ ادا کرنی ہے۔ یہ اس سے بھی بڑا جرم ہے کہ نا صرف خود نافرمانی کرتے ہیں بلکہ دوسری کو بھی اس کا درس دیتے ہیں۔

بہر حال سُنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق ظہر اور عصر کو جمع کر کے قصر ادا کرنے کے بعد غروب آفتاب تک وہاں "وقوف" کرنا ہے یعنی ٹھہرنا ہے۔ "وقوف" کے لیے کھڑا ہونا ضروری نہیں بلکہ آدمی بیٹھ سکتا ہے ضرورت محسوس کرے تو لیٹ بھی سکتا ہے لیکن اس سارے دورانیے میں کوئی ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کرنا چاہیے بلکہ، تکبیرات، تحمیدات، تہلیلات، تسبیحات اور دعا کے ساتھ اسے قیمتی بنا کر اس موقع سے فائدہ اٹھانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرنا چاہئے۔

دیگر اعمال کے ساتھ ساتھ زیادہ سے زیادہ دعا اور توبہ و استغفار کا اہتمام کریں۔ سورج غروب ہونے تک وہاں ٹھہرے پھر مغرب کی نماز پڑھے بغیر واپس روانہ ہو اور مزدلفہ میں پہنچ کر مغرب اور عشاء دونوں نمازیں جمع کر کے قصر ادا کرے پھر فجر تک وہاں آرام کرے یہ عمل "وقوف مزدلفہ" کہلاتا ہے۔ ۱۰ ذی الحجہ کی فجر کی نماز منہ اندھیرے جلدی ادا کر کے منیٰ کی طرف روانہ ہو جائیں۔

نوٹ: ''وقوف عرفہ'' کا اصل وقت زوال آفتاب سے غروب شمس تک ہے اگر کوئی شخص کسی شرعی عذر کی وجہ سے لیٹ ہو جائے تو اسے ساری رات عرفات میں آنے کی رخصت ہے کہ کسی بھی وقت عرفات سے چکر لگا کر مزدلفہ میں آکر فجر کی نماز ادا کرلے تو اس کا ''وقوف عرفات'' ہو گیا اس کا حج درست ہے اگر خدانخواستہ یہ بھی نہیں کر سکا تو پھر اس کا حج نہیں ہو گا۔

منیٰ میں دس ذی الحجہ (یوم النحر) کے اعمال

• ۱۰ ذی الحجہ کو حاجی صاحبان چار عمل بجالاتے ہیں۔

۱۔ سورج طلوع ہونے کے بعد، جمرہ عقبہ کو سات کنکریاں مارنا یہ سورج طلوع ہونے سے پہلے نہیں ماری جاسکتیں، اسے ''رمی'' کہتے ہیں اور یہ ''رمی'' سورج ڈھلنے زوال سے پہلے پہلے کرنی ہے۔

۲۔ قربانی کرنا۔

۳۔ حجامت بنوانا (سر منڈوانا یا بال کتروانا)

۴۔ بیت اللہ کا طواف کرنا، اسے طواف افاضہ یا طواف زیارت بھی کہتے ہیں یہ بھی حج کا رکن ہے اگر کسی شخص کا رہ گیا تو اس کا حج نہیں ہوا۔

البتہ اس کے وقت میں وسعت ہے کہ باقی مذکورہ تینوں کاموں سے فارغ ہو کر کسی بھی وقت حتیٰ کہ رات کو بھی بیت اللہ جا کر طواف کر سکتا ہے۔ اگر نہیں کریگا تو اگلے دن تک کرنے کی اجازت ہے۔ لیکن یاد رہے کہ قربانی کے بعد حجامت بنوانے کے بعد آدمی احرام والی تمام پابندیوں سے آزاد ہو جاتا ہے، سوائے بیوی سے تعلق زوجیت قائم کرنے کے، جب طواف افاضہ کرلے گا تو پھر یہ پابندی بھی ختم ہو جاتی ہے اور یہ مکمل طور پر حلال ہو جاتا ہے۔

نوٹ: مذکورہ چاروں کام اسی ترتیب سے ادا کرنے چاہیں اگر خدانخواستہ بھول کر، لاعلمی، غلطی کی وجہ سے تقدیم، تاخیر ہو جائے اور یہ ترتیب باقی نہ رہے تو امام الانبیاء سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لاحرج کوئی حرج نہیں یعنی ٹھیک ہو گیا اب سارا جہان کہتا رہے کہ حرج ہے تو اس کی کوئی حیثیت نہیں رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان عالی شان کے بعد۔

ایام تشریق کے اعمال

گیارہ، بارہ، تیرہ ذی الحجہ ''ایام تشریق'' کہلاتے ہیں یہ تین دن حاجی صاحبان منیٰ میں گزارتے ہیں وہاں اذکار، نوافل، تلاوت اور دعا جیسی عبادت کثرت سے کرنی چاہئے البتہ تینوں دن تینوں جمرات کو۔

زوال آفتاب کے بعد غروب شمس سے پہلے پہلے ''رمی'' کرنا (کنکریاں مارنا) ضروری ہیں۔ یاد رہے کہ پہلے دن ۱۰ ذی الحجہ یوم النحر کو صرف ایک جمرے کو کنکریاں مارنی ہیں اور وہ طلوع شمس کے بعد زوال سے پہلے پہلے۔ باقی تین دن ۱۱، ۱۲، ۱۳ ذی الحجہ کو تینوں جمرات کو کنکریاں مارنی ہیں اور وہ زوال کے بعد غروب سے پہلے پہلے۔

نوٹ: اگر کوئی حاجی صاحب ۱۲ ذی الحجہ کو تیرہ تاریخ کی بھی کنکریاں مار کر واپس آنا چاہے تو اسے اجازت ہے، بشرطیکہ ۱۲ ذی الحجہ کو غروب آفتاب سے پہلے پہلے منیٰ سے نکل آئے، اگر ۱۲ ذی الحجہ کو منیٰ میں ہی سورج غروب ہو گیا تو پھر یہ واپس نہیں آسکتا۔ بلکہ تیرہ ذی الحجہ کو کنکریاں مار کر واپس آئے گا۔

55- بَابُ مَا جَاءَ فِي الإِفَاضَةِ مِنْ عَرَفَاتٍ

عرفات سے لوٹنا

886: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَبِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ وَأَبُو نُعَيْمٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "أَوْضَعَ فِي وَادِي مُحَسِّرٍ". وَزَادَ فِيهِ بِشْرٌ وَأَفَاضَ مِنْ جَمْعٍ وَعَلَيْهِ السَّكِينَةُ وَأَمَرَهُمْ بِالسَّكِينَةِ.

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے وادی محسر میں سواری کو تیز کیا۔ بشر نے اس میں یہ اضافہ کیا کہ آپ ﷺ مزدلفہ سے واپس لوٹے تو آپ ﷺ پر اطمینان و سکون کی کیفیت تھی، اور آپ ﷺ نے ان (صحابہ کرام) کو بھی سکون کا حکم دیا۔

وَزَادَ فِيهِ أَبُو نُعَيْمٍ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَرْمُوا بِمِثْلِ حَصَى الْخَذْفِ وَقَالَ: لَعَلِّي لَا أَرَاكُمْ بَعْدَ عَامِي هَذَا.

اور ابو نعیم نے یہ اضافہ نقل کیا، آپ ﷺ نے انہیں ایسی چھوٹی کنکریوں کے ساتھ رمی کرنے کا حکم دیا جو انگلیوں میں پکڑ کر پھینکی جا سکیں۔ اور فرمایا: "مجھے معلوم نہیں شاید کہ میں اس سال کے بعد تمہیں دیکھ نہ سکوں۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ.

اس باب میں اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ جَابِرٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جابر رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح ابى داؤد: ١٦٩٩، ١٧١٩، اخرجه الدارمي: ١٩٠٥، ابن خزيمه: ٢٨٦٢، ابو يعلي: ٢١٠٨

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٢٩٩، ٣١٣، سنن ابو داود: ١٩٤٤، سنن ابن ماجه: ٣٠٢٣، سنن النسائي: ٢٥٨/٥ و ٢٦٧ و ٢٧٤، مسند احمد: ١٤٢١٨ و ١٤٥٥٣

فوائد الحدیث: عرفات سے واپس آتے ہوئے آرام، سکون اور وقار کے ساتھ چلتے ہوئے واپس آئیں جلد بازی کے لیے سواریاں تیز دوڑانے کی ضرورت نہیں۔ البتہ "وادی محسّر" سے گزرتے ہوئے تیزی کے ساتھ گزرنا چاہئے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں ابرھہ کا لشکر تباہ و برباد ہوا تھا اور ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا تھا، اس لیے کوئی بھی ایسی عذاب والی جگہ ہو تو آدمی کو وہاں سے تیزی سے نکل جانا چاہئے۔

56- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجَمْعِ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِالْمُزْدَلِفَةِ

مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھنا

887: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ "صَلَّى بِجَمْعٍ فَجَمَعَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ بِإِقَامَةٍ" وَقَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَعَلَ مِثْلَ هَذَا فِي هَذَا الْمَكَانِ.

عبداللہ بن مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مزدلفہ میں نماز پڑھی تو انہوں نے ایک اقامت سے دو نمازیں پڑھیں، اور فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے اس جگہ ایسے ہی کیا تھا۔

حکم الحدیث: (صحیح) صحیح ابی داؤد: ١٦٢٨، ١٦٩٠۔ بعض کہتے ہیں یہ ابو اسحاق کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ١٢٨٨ و ص ٩٣٧ ، ٢٨٦، سنن ابو داود: ١٩٢٦، و ١٩٢٩۔ ١٩٣٣، سنن ابن ماجه: ٣٠٢١، سنن النسائی: ١/٢٣٩-٢٤٠ و ٢٤٠ و ٢٩١ و ٢/١٦ و ٥/٢٦٠، مسند احمد : ٤٤٥٢، و ٤٦٧٦، صحیح ابن حبان: ٣٠٢١

888: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ.

سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی ﷺ سے اسی مثل روایت کیا۔

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: قَالَ يَحْيَى وَالصَّوَابُ حَدِيثُ سُفْيَانَ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَأَبِي أَيُّوبَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَجَابِرٍ وَأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ.

محمد بن بشار نے کہا: یحییٰ نے کہا درست سفیان کی روایت ہے اور اس باب میں علی، ابو ایوب، عبداللہ بن مسعود، جابر اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ فِي رِوَايَةِ سُفْيَانَ أَصَحُّ مِنْ رِوَايَةِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ وَحَدِيثُ سُفْيَانَ حَدِيثٌ صَحِيحٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سفیان کی روایت سے، اسماعیل بن ابی خالد کی روایت سے زیادہ صحیح ہے، اور سفیان کی روایت حسن صحیح ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَرَوَى إِسْرَائِيلُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ وَخَالِدٍ ابْنَيْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ. وَحَدِيثُ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ هُوَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ أَيْضًا رَوَاهُ سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ. وَأَمَّا أَبُو إِسْحَاقَ فَرَوَاهُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ وَخَالِدٍ ابْنَيْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اسرائیل نے اس حدیث کو ابو اسحاق عن عبداللہ و خالد جو کہ مالک کے دونوں بیٹے ہیں عن ابن عمر کی سند سے روایت کیا ہے۔ سعید بن جبیر کی ابن عمر سے روایت حسن صحیح ہے۔ سلمہ بن کہیل نے اسے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے۔ رہے ابو اسحاق تو انہوں نے اسے عبداللہ اور خالد جو کہ مالک کے بیٹے ہیں، عن ابن عمر کی سند سے روایت کیا ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ لِأَنَّهُ لَا تُصَلَّى صَلَاةٌ الْمَغْرِبِ دُونَ جَمْعٍ فَإِذَا أَتَى جَمْعًا وَهُوَ الْمُزْدَلِفَةُ جَمَعَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ بِإِقَامَةٍ وَاحِدَةٍ وَلَمْ يَتَطَوَّعْ فِيمَا بَيْنَهُمَا وَهُوَ الَّذِي اخْتَارَهُ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ وَذَهَبَ إِلَيْهِ. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ. قَالَ سُفْيَانُ: وَإِنْ شَاءَ صَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ تَعَشَّى وَوَضَعَ ثِيَابَهُ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الْعِشَاءَ.

اہل علم کا اسی پر عمل ہے کہ مغرب کی نماز مزدلفہ میں ہی پڑھی جائے گی، پس جب مزدلفہ آئے تو ایک اقامت کے ساتھ دو نمازوں کو جمع کیا اور ان دونوں کے درمیان کوئی نفل نماز نہیں پڑھی، بعض اہل علم نے اسی کو اختیار کیا ہے اور ان کا یہی موقف ہے، اور سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اگر وہ چاہے تو مغرب کی نماز پڑھے، پھر شام کا کھانا کھائے، (زائد) کپڑے اتار کر رکھے، پھر اقامت کہہ کر عشاء کی نماز پڑھے۔

وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: يَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ

بعض اہل علم نے کہا: مزدلفہ میں مغرب و عشاء کی نماز کو

بِالْمُزْدَلِفَةِ بِأَذَانٍ وَإِقَامَتَيْنِ يُؤَذِّنُ لِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ وَيُقِيمُ وَيُصَلِّي الْمَغْرِبَ ثُمَّ يُقِيمُ وَيُصَلِّي الْعِشَاءَ. وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ.

ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ جمع کرے گا، مغرب کی نماز کے لیے اذان دے گا اور اقامت کہہ کر مغرب کی نماز پڑھے گا، پھر اقامت کہے گا اور عشاء کی نماز پڑھے گا، اور یہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الطيالیس: ١٦٨٩، الدارمي: ١٥٢٦، وابو يعلي: ٥٧٧١

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٢٨٨ و ص ٩٣٧ ، ٢٨٦، سنن ابو داود: ١٩٢٦، و ١٩٢٩۔ ١٩٣٣، سنن ابن ماجه: ٣٠٢١، سنن النسائی: ١/٢٣٩-٢٤٠ و ٢٤٠ و ٢٩١ و ٢/١٦ و ٥/٢٦٠، مسنداحمد : ٤٤٥٢، و ٤٦٧٦، صحيح ابن حبان: ٣٠٢١

فوائد الحدیث: سفرحج میں نوذی الحجہ کو عرفات سے واپس آتے ہوئے مغرب اور عشاء کی نماز مزدلفہ میں قصر اور جمع کر کے پڑھیں گے۔ ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ۔ اگر ایک ہی اقامت کے ساتھ دو نمازیں ادا کر لی جائیں تو درست ہے کیونکہ جماعت کے لیے اقامت ضروری نہیں (تفصیل کتاب الصلوٰۃ میں گزر چکی ہے)۔

57- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ أَدْرَكَ الإِمَامَ بِجَمْعٍ فَقَدْ أَدْرَكَ الْحَجَّ

جس نے امام کو مزدلفہ میں پالیا تو اس نے حج کو پالیا

889: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَطَاءٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْمَرَ أَنَّ نَاسًا مِنْ أَهْلِ نَجْدٍ أَتَوْا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ بِعَرَفَةَ فَسَأَلُوهُ فَأَمَرَ مُنَادِيًا فَنَادَى الْحَجُّ عَرَفَةُ مَنْ جَاءَ لَيْلَةَ جَمْعٍ قَبْلَ طُلُوعِ الْفَجْرِ فَقَدْ أَدْرَكَ الْحَجَّ أَيَّامُ مِنًى ثَلَاثَةٌ ﴿فَمَنْ تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ وَمَنْ تَأَخَّرَ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ﴾.

عبدالرحمن بن یعمر سے روایت ہے کہ نجد کے کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ آپ ﷺ عرفات میں تھے، انہوں نے آپ ﷺ سے مسائل دریافت کیے، تو آپ ﷺ نے منادی کرنے والے کو بلایا تو اس نے اعلان کر دیا: حج (وقوف) عرفات ہی ہے، جو مزدلفہ کی رات طلوع فجر سے پہلے آجائے تو اس نے حج کو پالیا، منیٰ کے ایام تین ہیں پس جو دو دنوں میں جلدی کر لے تو اس پر کوئی گناہ نہیں، اور جو تاخیر کرے تو اس پر بھی کوئی گناہ نہیں۔

قَالَ مُحَمَّدٌ: وَزَادَ يَحْيَى وَأَرْدَفَ رَجُلًا فَنَادَى بِهِ.

محمد رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا: یحیی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ اضافہ نقل کیا کہ آپ ﷺ نے ایک آدمی کو اپنے پیچھے بٹھایا اور اس نے یہ اعلان کیا۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الحميدي: ٨٩٩، الدارمي: ١٨٩٤، ابن خزيمه: ٢٨٢٢، والحاكم: ١/٤٦٤

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٩٤٩، سنن ابن ماجه: ٣٠١٥، سنن النسائی: ٥/٢٦٤-٢٦٥، مسنداحمد : ١٨٧٧٣، صحيح ابن حبان: ٣٨٩٢

فوائد الحدیث: ا۔ جو شخص مزدلفہ میں فجر کی نماز ادا کرنے سے پہلے پہلے عرفات سے چکر لگا کر آگیا اس کا حج ہے اور جس سے وقوف عرفات

رہ گیا اس کا حج نہیں ہوا۔

۲۔ منیٰ میں یوم النحر کے بعد تین دن گیارہ، بارہ، تیرہ ذی الحجہ کو ٹھہرنا ہے جو شخص بارہ اور تیرہ کی کنکریاں اکٹھی مار کر جانا چاہے تو اسے رخصت ہے وہ بارہ ذی الحجہ کو فارغ ہو جائے (دونوں مسئلوں کی تفصیل کے لیے دیکھئے فوائد حدیث نمبر ۸۸۵)۔

890: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَطَاءٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ.

بکیر بن عطاء نے عبدالرحمن بن یعمر کے حوالے سے نبی ﷺ سے اس معنی میں اسی مانند روایت کیا ہے۔

وَقَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ: وَهٰذَا أَجْوَدُ حَدِيثٍ رَوَاهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ.

ابن ابی عمر نے کہا کہ سفیان بن عیینہ نے کہا کہ جس حدیث کو سفیان (ثوری) نے روایت کیا ہے وہ سب سے عمدہ حدیث ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَالْعَمَلُ عَلَى حَدِيثِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْمَرَ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ أَنَّهُ مَنْ لَمْ يَقِفْ بِعَرَفَاتٍ قَبْلَ طُلُوعِ الْفَجْرِ فَقَدْ فَاتَهُ الْحَجُّ وَلَا يُجْزِءُ عَنْهُ إِنْ جَاءَ بَعْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ وَيَجْعَلُهَا عُمْرَةً وَعَلَيْهِ الْحَجُّ مِنْ قَابِلٍ. وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِيِّ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اہل علم اور دیگر حضرات کا عبدالرحمن بن یعمر کی روایت پر عمل ہے کہ جس نے طلوع فجر سے پہلے عرفات میں وقوف نہ کیا تو اس کا حج فوت ہو گیا اور اگر وہ طلوع فجر کے بعد آیا تو وہ اس سے کفایت نہیں کرے گا، وہ اسے عمرہ قرار دے دے اور آئندہ سال حج کرے، یہ امام ثوری، شافعی احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا موقف ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رَوَى شُعْبَةُ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَطَاءٍ نَحْوَ حَدِيثِ الثَّوْرِيِّ. قَالَ: وَسَمِعْتُ الْجَارُودَ يَقُولُ سَمِعْتُ وَكِيعًا أَنَّهُ ذَكَرَ هٰذَا الْحَدِيثَ فَقَالَ: هٰذَا الْحَدِيثُ أُمُّ الْمَنَاسِكِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: شعبہ نے بکیر بن عطاء سے ثوری کی روایت کے مانند روایت کیا ہے۔ امام ترمذی کہتے ہیں کہ: میں نے جارود کو سنا وہ کہتے تھے میں نے وکیع کو سنا کہ انہوں نے اس حدیث کا ذکر کیا تو فرمایا کہ یہ حدیث ام المناسک ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں گزشتہ حدیث۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ۱۹۴۹، سنن ابن ماجه: ۳۰۱۵، سنن النسائي: ۲۶۴/۵-۲۶۵، مسند احمد: ۱۸۷۷۳، صحيح ابن حبان: ۳۸۹۲

891: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ وَإِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ وَزَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ مُضَرِّسِ بْنِ أَوْسِ بْنِ حَارِثَةَ بْنِ لَامٍ الطَّائِيِّ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بِالْمُزْدَلِفَةِ حِينَ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّي جِئْتُ مِنْ

عروہ بن مضرس بن اوس بن حارثہ بن لام الطائی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مزدلفہ میں اس وقت حاضر ہوا، جس وقت آپ ﷺ نماز کے لیے نکلتے تھے، میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! میں طے کے پہاڑوں سے آیا ہوں، میں نے اپنی سواری کو کمزور کر دیا اور اپنے آپ کو تھکا دیا،

جَبَلَ طَيِّءٍ أَكْلَلْتُ رَاحِلَتِي وَأَتْعَبْتُ نَفْسِي وَاللّٰهِ مَا تَرَكْتُ مِنْ حَبْلٍ إِلَّا وَقَفْتُ عَلَيْهِ فَهَلْ لِي مِنْ حَجٍّ؟ فَقَالَ: رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ "مَنْ شَهِدَ صَلَاتَنَا هَذِهِ وَوَقَفَ مَعَنَا حَتَّى نَدْفَعَ وَقَدْ وَقَفَ بِعَرَفَةَ قَبْلَ ذَلِكَ لَيْلاً أَوْ نَهَارًا فَقَدْ أَتَمَّ حَجَّهُ وَقَضَى تَفَثَهُ".

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

قَالَ قَوْلُهُ تَفَثَهُ.

يَعْنِي: نُسُكَهُ. قَوْلُهُ مَا تَرَكْتُ مِنْ حَبْلٍ إِلَّا وَقَفْتُ عَلَيْهِ. إِذَا كَانَ مِنْ رَمْلٍ يُقَالُ لَهُ حَبْلٌ وَإِذَا كَانَ مِنْ حِجَارَةٍ يُقَالُ: لَهُ جَبَلٌ.

اللہ کی قسم! میں نے کوئی ٹیلا نہیں چھوڑا جس پر ٹھہرا نہ ہوں، تو کیا میرا حج ہو گیا؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے ہمارے ساتھ یہ نماز (فجر) پڑھی اور ہمارے ساتھ ٹھہرا حتیٰ کہ وہ لوٹے اور وہ اس سے پہلے رات کو یا دن کو عرفات میں وقوف کر چکا ہے تو اس کا حج پورا ہو گیا اور اس نے اپنا میل کچیل دور کر لیا۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

آپ ﷺ کا یہ فرمانا کہ تَفَثَهُ اس کا معنی ہے حج کے مناسک / اعمال اور راوی کا یہ کہنا کہ میں نے کوئی "جبل" نہیں چھوڑا مگر اس جگہ پر ٹھہرا ہوں تو اس سے مراد اونچا ٹیلا ہے کیونکہ جب ریت کا ٹیلہ ہو تو اسے حبل کہتے ہیں اور جب کنکریوں اور پتھروں کا ہو تو اسے جبل کہتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الحميدي: ٩٠٠، ابن خزيمه: ٢٨٢٠، ابو يعلى: ٩٤٦، والحاكم: ٤٦٣/١

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٩٥٠، سنن ابن ماجه: ٣٠١٦، سنن النسائي: ٢٦٣/٥ و ٢٦٣-٢٦٤ و ٢٦٤، مسند احمد: ١٦٢٠٨، صحيح ابن حبان: ٣٨٥١

فوائد الحدیث: تفصیل کے لئے حدیث نمبر ۸۸۵ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

58- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَقْدِيمِ الضَّعَفَةِ مِنْ جَمْعٍ بِلَيْلٍ

کمزور افراد کو مزدلفہ سے رات ہی کے وقت پہلے منیٰ بھیج دینا

892: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: "بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي ثَقَلٍ مِنْ جَمْعٍ بِلَيْلٍ".

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَأُمِّ حَبِيبَةَ وَأَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ وَالْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي ثَقَلٍ حَدِيثٌ صَحِيحٌ رُوِيَ عَنْهُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ.

وَرَوَى شُعْبَةُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ مُشَاشٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "قَدَّمَ

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے مجھے رات ہی کے وقت اسباب / سامان کے ساتھ مزدلفہ سے بھیج دیا تھا۔

اس باب میں سیّدہ عائشہ، ام حبیبہ، اسماء بنت ابی بکر اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مذکورہ بالا روایت صحیح ہے، اور یہ ان سے کئی طرق سے روایت کی گئی ہے۔

شعبہ نے اس حدیث کو مشاش عن عطاء عن ابن عباس عن فضل بن عباس سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے اپنے اہل

ضَعَفَةَ أَهْلِهِ مِنْ جَمْعٍ بِلَيْلٍ". وَهَذَا حَدِيثٌ خَطَأٌ أَخْطَأَ فِيهِ مُشَاشٌ وَزَادَ فِيهِ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ. وَرَوَى ابْنُ جُرَيْجٍ وَغَيْرُهُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ. وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ. وَمُشَاشٌ بَصْرِيٌّ رَوَى عَنْهُ شُعْبَةُ.

خانہ کے ضعیف افراد کو رات کے وقت میں مزدلفہ سے روزانہ کر دیا تھا۔ یہ روایت خطا ہے۔ مشاش نے اس میں خطا کی ہے۔ انہوں نے اس میں عن فضل بن عباس کا اضافہ کیا ہے۔ مشاش بصری ہے۔ شعبہ نے ان سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه البيهقي: ٥/١٢٣، الطبراني في الكبير: ١٢٢٠، ابن الجارود: ٤٧٢

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٦٧٧، صحیح مسلم: ١٢٩٣،٣٠٠، مسنداحمد : ٢٢٠٤، صحیح ابن حبان: ٣٨٦٢

893: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْمَسْعُودِيِّ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "قَدَّمَ ضَعَفَةَ أَهْلِهِ وَقَالَ: لَا تَرْمُوا الْجَمْرَةَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ".

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اپنے گھر کے کمزور افراد (دوسرے لوگوں سے) پہلے (منیٰ کی طرف) بھیج دیے تھے۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا: "جمرہ کی رمی نہ کرنا حتیٰ کہ سورج طلوع ہو جائے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ لَمْ يَرَوْا بَأْسًا أَنْ يَتَقَدَّمَ الضَّعَفَةُ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ بِلَيْلٍ يَصِيرُونَ إِلَى مِنًى.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔ وہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے کہ کمزور افراد رات کے وقت مزدلفہ سے منیٰ کی طرف دوسرے لوگوں سے پہلے کوچ کر جائیں۔

وَقَالَ أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ: بِحَدِيثِ النَّبِيِّ ﷺ "أَنَّهُمْ لَا يَرْمُونَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ". وَرَخَّصَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي أَنْ يَرْمُوا بِلَيْلٍ. وَالْعَمَلُ عَلَى حَدِيثِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُمْ لَا يَرْمُونَ. وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِيِّ وَالشَّافِعِيِّ.

اکثر اہل علم نے نبی ﷺ کی حدیث کے مطابق یہ کہا ہے کہ وہ رمی نہیں کریں گے حتیٰ کہ سورج طلوع ہو جائے، جبکہ بعض اہل علم نے اس بارے میں رخصت دی ہے کہ وہ رات کے وقت رمی کر سکتے ہیں۔ اور نبی ﷺ کی حدیث: "کہ وہ رات کے وقت رمی نہیں کریں گے۔" پر عمل ہے۔ وہ امام ثوری اور امام شافعی رحمہما اللہ کا یہی موقف ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الطحاوي في شرح المعاني: ٢/٢١٧، الطبراني في الكبير: ١٢٠٧٣

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٩٤٠ و ١٩٤١، سنن ابن ماجه: ٣٠٢٥، سنن النسائی: ٥/٢٧٠-٢٧١ و ٢٧٢، مسنداحمد : ٢٠٨٢، صحیح ابن حبان: ٣٨٦٩

فوائد الحدیث: دس ذی الحجہ کو فجر کی نماز کے بعد طلوع شمس کے قریب مزدلفہ سے منیٰ کو روانہ ہونا ہے لیکن چھوٹے بچے، بیمار لوگ، بوڑھی یا معذور خواتین اگر فجر سے پہلے رات کو ہی منیٰ کے لیے روانہ ہو جائیں تو جائز ہے۔ لیکن "رمی" وہ بھی طلوع شمس کے بعد کریں گے۔ لیکن یاد رہے کہ مزدلفہ میں یہ تمام لوگ کچھ وقت وقوف کریں گے یعنی مغرب وعشاء کی نماز وہاں قصر اور جمع کر کے پڑھیں۔ (تفصیل کے لئے فوائد حدیث نمبر ٨٨٥ ملاحظہ فرمائیں)

59- بَابُ مَا جَاءَ فِي رَمْيِ يَوْمِ النَّحْرِ ضُحًى

قربانی کے دن چاشت کے وقت رمی کرنا

894: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ "يَرْمِي يَوْمَ النَّحْرِ ضُحًى وَأَمَّا بَعْدَ ذَلِكَ فَبَعْدَ زَوَالِ الشَّمْسِ".

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، نبی ﷺ قربانی کے دن چاشت کے وقت رمی کیا کرتے تھے جبکہ اس کے بعد سورج ڈھلنے کے بعد (رمی کرتے تھے)۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ: أَنَّهُ لَا يَرْمِي بَعْدَ يَوْمِ النَّحْرِ إِلَّا بَعْدَ الزَّوَالِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اکثر اہل علم کا اس پر عمل ہے کہ قربانی کے دن (دس ذوالحجہ) کے بعد باقی ایام میں سورج ڈھلنے کے بعد رمی کرے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ١٩٠٢، ابن خزيمه: ٢٨٧٦، والطبراني في الاوسط: ٦٤٣

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٢٩٩، ٣١٤، سنن ابو داود: ١٩٧١، سنن ابن ماجه: ٣٠٥٣، سنن النسائي: ٥/٢٧٠، مسند احمد: ١٤٣٥٤، صحيح ابن حبان: ٣٨٨٦

فوائد الحدیث: دس ذوالحجہ یوم النحر کو "رمی" سورج نکلنے کے بعد زوال تک کرنی ہے۔ اور باقی ایام تشریق میں زوال کے بعد غروب شمس تک۔ (تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۸۸۵ ملاحظہ فرمائیں)

60- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الإِفَاضَةَ مِنْ جَمْعٍ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ

مزدلفہ سے سورج طلوع ہونے سے پہلے روانہ ہونا

895: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الأَحْمَرُ عَنِ الأَعْمَشِ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "أَفَاضَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ".

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ (مزدلفہ سے) سورج طلوع ہونے سے پہلے لوٹے تھے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ: وَإِنَّمَا كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَنْتَظِرُونَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ ثُمَّ يُفِيضُونَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح ہے، دور جاہلیت میں لوگ انتظار کیا کرتے تھے حتیٰ کہ سورج طلوع ہو جائے، پھر وہ (منیٰ کی طرف) واپس ہوتے تھے۔

حکم الحدیث: (صحيح) بما بعده

تخریج الحدیث: مسند احمد : ٢٠٥١

896: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ:

عمرو بن میمون رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں، ہم مزدلفہ میں

أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ مَيْمُونٍ يُحَدِّثُ يَقُولُ: كُنَّا وُقُوفًا بِجَمْعٍ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: إِنَّ الْمُشْرِكِينَ كَانُوا لَا يُفِيضُونَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَكَانُوا يَقُولُونَ أَشْرِقْ ثَبِيرُ. وَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ خَالَفَهُمْ. فَأَفَاضَ عُمَرُ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ.

ٹھہرے ہوئے تھے تو سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مشرک (مزدلفہ سے) واپس نہیں ہوتے تھے حتیٰ کہ سورج طلوع ہو جائے اور وہ کہا کرتے تھے: ثبیر (پہاڑ) روشن ہو جا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے خلاف عمل کیا۔ پس عمر رضی اللہ عنہ طلوع آفتاب سے پہلے (وہاں سے) واپس چل دیے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخراجه الدارمي: ١٨٩٧، البزار: ٣٢٣، ابن خزيمه: ٢٨٥٩، البغوي: ١٩٤٠

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ١٦٨٤، سنن ابو داود: ١٩٣٨، سنن ابن ماجه: ٣٠٢٢، سنن النسائي: ٥/٢٦٥، مسند احمد: ٨٤، صحيح ابن حبان: ٣٨٦٠

فوائد الحدیث: ۱۔ مشرکین مکہ مزدلفہ سے منیٰ کو سورج طلوع ہونے کے بعد روانہ ہوتے تھے لیکن رسول اللہ ﷺ ان کی مخالفت کرتے ہوئے سورج طلوع ہونے سے پہلے ہی منیٰ کو روانہ ہو گئے۔

۲۔ ہمیں بھی چاہیے کہ اسلام کی عظمت اور مسلمانوں کے تشخص کے اظہار کے لیے ہر معاملے میں کفار کی مشابہت سے بچیں۔ عبادات، معاملات، رہن سہن، وضع قطع، لباس وغیرہ میں کفار کے طریقے کی مخالفت کریں، یہی ہمارے پیارے نبی سیّدنا محمد ﷺ کی تعلیم ہے۔

61- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْجِمَارَ الَّتِي يُرْمَى بِهَا مِثْلُ حَصَى الْخَذْفِ

جمروں کو چھوٹی کنکریاں مارنا

897: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: "رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَرْمِي الْجِمَارَ بِمِثْلِ حَصَى الْخَذْفِ".

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو جمروں کو چھوٹی کنکریاں (جو انگلیوں میں پکڑ کر پھینکی جائیں) مارتے ہوئے دیکھا۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْأَحْوَصِ عَنْ أُمِّهِ وَهِيَ أُمُّ جُنْدُبٍ الْأَزْدِيَّةُ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَالْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عُثْمَانَ التَّيْمِيِّ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مُعَاذٍ.

اس باب میں سلیمان بن عمرو بن احوص عن امہ اور وہ ام جندب ازدیہ ہیں اور ابن عباس، فضل بن عباس، عبدالرحمٰن بن عثمان تیمی اور عبدالرحمٰن بن معاذ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهُوَ الَّذِي اخْتَارَهُ أَهْلُ الْعِلْمِ أَنْ تَكُونَ الْجِمَارُ الَّتِي يُرْمَى بِهَا مِثْلَ حَصَى الْخَذْفِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اہل علم نے اسے پسند کیا ہے کہ جن کنکریوں کے ساتھ جمروں کی رمی کی جائے، وہ چھوٹی ہوں۔

حکم الحدیث: (صحيح)

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٢٩٩، ٣١٣، سنن ابو داود: ١٩٤٤، سنن ابن ماجه: ٣٠٢٣، سنن النسائي: ٥/٢٥٨ و ٢٦٧ و ٢٧٤، مسند احمد: ١٤٢١٨ و ١٤٥٥٣

فوائد الحدیث: جمرات کو کنکریاں چھوٹی چھوٹی مارنی چاہئیں، بڑے بڑے پتھر اور اینٹوں سے احتراز کرنا چاہئے۔

62- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّمْيِ بَعْدَ زَوَالِ الشَّمْسِ

سورج ڈھلنے کے بعد رمی کرنا

898: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ الْحَجَّاجِ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: "كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَرْمِي الْجِمَارَ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ".

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ سورج ڈھلنے کے بعد جمروں کی رمی کرتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح بحدیث جابر (۹۰۱)) بعض کہتے ہیں ضعیف ہے۔ حجاج مدلس ہے اور حکم کا مقسم سے سماع ثابت نہیں۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٣٠٥٤، مسند احمد : ٢٢٣١ و ٢٦٣٥

فوائد الحدیث: گیارہ، بارہ اور تیرہ کو کنکریاں زوال کے بعد ماری جائیں گی۔

63- بَابُ مَا جَاءَ فِي رَمْيِ الْجِمَارِ رَاكِبًا وَمَاشِيًا

سوار ہو کر جمرات کی رمی کرنا

899: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ أَخْبَرَنَا الْحَجَّاجُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "رَمَى الْجَمْرَةَ يَوْمَ النَّحْرِ رَاكِبًا".

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے قربانی کے دن سوار ہو کر جمرے کو کنکریاں ماریں۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَقُدَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَأُمِّ سُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرِو بْنِ الأَحْوَصِ.

اس باب میں جابر، قدامہ بن عبداللہ اور ام سلیمان بن عمرو بن احوص رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت حسن ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَاخْتَارَ بَعْضُهُمْ أَنْ يَمْشِيَ إِلَى الْجِمَارِ.

بعض اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔ جبکہ ان میں سے بعض نے اسے پسند کیا ہے کہ جمروں کی طرف پیدل چل کر جایا جائے۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ "كَانَ يَمْشِي إِلَى الْجِمَارِ". وَوَجْهُ هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَنَا أَنَّهُ رَكِبَ فِي بَعْضِ الأَيَّامِ لِيُقْتَدَى بِهِ فِي فِعْلِهِ وَكِلَا الْحَدِيثَيْنِ مُسْتَعْمَلٌ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ.

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی ﷺ سے روایت کیا گیا کہ آپ ﷺ جمرات کی طرف پیدل چل کر جاتے تھے۔ ہمارے ہاں اس حدیث کی یہ صورت ہے کہ آپ ﷺ نے کسی روز سواری کی ہوگی کہ آپ کے عمل میں آپ ﷺ کی اقتدا کی جائے۔ اہل علم کے ہاں دونوں حدیثوں پر عمل ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں گزشتہ حدیث۔اخرجه الطبراني في الكبير: ١٢١١٠

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٣٠٣٤، مسند احمد : ٢٠٥٦

فوائد الحدیث: ا۔اگر آدمی کسی سبب کی وجہ سے سواری پر مناسک حج ادا کر رہا ہے تو وہ "رمی" بھی سواری پر ہی کر سکتا ہے۔

۲۔اگر باقی مناسک پیدل ادا کیے ہیں لیکن کوئی مجبوری بن گئی تو پھر بھی "رمی" سواری سے ہی کر سکتا ہے۔اسی طرح دیگر ارکان و مناسک۔

900: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "كَانَ إِذَا رَمَى الْجِمَارَ مَشَى إِلَيْهَا ذَاهِبًا وَرَاجِعًا".

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَقَدْ رَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ وَلَمْ يَرْفَعْهُ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ: يَرْكَبُ يَوْمَ النَّحْرِ وَيَمْشِي فِي الْأَيَّامِ الَّتِي بَعْدَ يَوْمِ النَّحْرِ.

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب جمرات کی رمی کرتے تھے تو آپ ﷺ ان کی طرف پیدل جاتے تھے اور پیدل ہی واپس آتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

ان میں سے بعض نے اسے عبید اللہ سے روایت کیا ہے اور انہوں نے اس کو مرفوع روایت نہیں کیا، اکثر اہل علم کا اسی پر عمل ہے، اور ان میں سے بعض نے کہا: قربانی کے دن سوار ہو کر اور قربانی کے دن کے بعد باقی جو ایام ہیں ان میں پیدل چل کر جمرات کی طرف جائے گا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَكَأَنَّ مَنْ قَالَ هَذَا إِنَّمَا أَرَادَ اتِّبَاعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي فِعْلِهِ لِأَنَّهُ إِنَّمَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ رَكِبَ يَوْمَ النَّحْرِ حَيْثُ ذَهَبَ يَرْمِي الْجِمَارَ وَلَا يَرْمِي يَوْمَ النَّحْرِ إِلَّا جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: گویا کہ جس نے یہ کہا ہے اس نے اپنے فعل میں نبی ﷺ کی اتباع کا ارادہ کیا ہے، کیونکہ نبی ﷺ سے روایت کیا گیا ہے کہ قربانی کے دن جب آپ ﷺ جمرات کی رمی کے لیے گئے تو سوار ہو کر گئے۔اور آپ ﷺ قربانی کے دن صرف جمرہ عقبہ کی رمی کرتے تھے۔

حکم الحدیث: (صحیح) الصحیحة: ٢٠٧٢، صحیح ابی داؤد:١٧١٨، اخرجه البيهقي: ٥/١٣١

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٩٧٩، مسند احمد : ٥٩٤٤ و ٦٢٢٢

فوائد الحدیث: پیدل یا سواری پر جیسے آدمی کو سہولت ہو وہ مناسک حج ادا کر سکتا ہے۔"رمی جمرات" کا بھی یہی حکم ہے۔

64- بَابُ مَا جَاءَ كَيْفَ تُرْمَى الْجِمَارُ

جمرات کی رمی کس طرح کی جائے گی

901: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا الْمَسْعُودِيُّ عَنْ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ أَبِي صَخْرَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: لَمَّا أَتَى عَبْدُ اللهِ جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ

عبدالرحمن بن یزید نے بیان کیا، جب عبداللہ (بن مسعود رضی اللہ عنہ) جمرہ عقبہ پر تشریف لائے تو وادی کے نشیب میں گئے، کعبہ کی طرف رخ کیا، اور اپنے دائیں ابرو کی جانب سے جمرہ کی

اسْتَبْطَنَ الْوَادِيَ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَجَعَلَ يَرْمِي الْجَمْرَةَ عَلَى حَاجِبِهِ الأَيْمَنِ ثُمَّ رَمَى بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ ثُمَّ قَالَ: وَاللهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ مِنْ هَا هُنَا رَمَى الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ.

رمی کرنے لگے، پھر سات کنکریاں ماریں اور ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہتے تھے، پھر فرمایا: اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں! اس شخصیت (ﷺ) نے اسی جگہ سے رمی کی تھی جس پر سورۂ البقرہ نازل کی گئی۔

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْمَسْعُودِيِّ بِهَذَا الإِسْنَادِ نَحْوَهُ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ عُمَرَ وَجَابِرٍ.

ہم کو ہناد نے وکیع عن مسعودی سے اسی سند کے ساتھ اسی طرح روایت کی ہے۔ اور اس باب میں سیّدنا فضل بن عباس، ابن عباس، ابن عمر اور جابر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ يَخْتَارُونَ: أَنْ يَرْمِيَ الرَّجُلُ مِنْ بَطْنِ الْوَادِي بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ. وَقَدْ رَخَّصَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: إِنْ لَمْ يُمْكِنْهُ أَنْ يَرْمِيَ مِنْ بَطْنِ الْوَادِي رَمَى مِنْ حَيْثُ قَدَرَ عَلَيْهِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِي بَطْنِ الْوَادِي.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے اہل علم کا اسی پر عمل ہے وہ اسی کو پسند کرتے ہیں کہ آدمی وادی کے اندر سے سات کنکریاں مارے اور ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہے۔ بعض اہل علم نے اس بات کی رخصت دی ہے کہ اگر اس کے لیے وادی کے اندر جانا ممکن نہ ہو تو پھر جہاں سے ممکن ہو وہ رمی کر لے اگرچہ وہ وادی کے اندر نہ ہو۔

حکم الحدیث: (صحيح) إخرجه ابن خزيمه: ٢٨٧٩، ابو يعلي: ٤٩٧٢، البيهقي: ١٢٩/٥

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ١٧٤٧ و ١٧٥٠، صحيح مسلم: ١٢٩٦، سنن ابو داود: ١٩٧٤، سنن ابن ماجه: ٣٠٣٠، سنن النسائي: ٢٧٣/٥ و ٢٧٤، مسنداحمد : ٣٥٤٨ و ٣٨٧٤ و ٣٩٤٢

فوائد الحدیث: ۱۔ ہر جمرے کو سات سات کنکریاں ماری جائیں گی۔ ہر کنکری کے ساتھ بلند آواز میں "اللہ اکبر" کہیں۔ اکٹھی ساتوں ہی نہ پھینک دی جائیں۔

۲۔ کنکریاں مارتے وقت اس انداز سے جمرے کی طرف رخ کریں کہ بیت اللہ بائیں جانب اور منیٰ کا میدان دائیں جانب ہو۔ اگر اس کیفیت کا اہتمام نہ ہو سکے تو جائز ہے۔

902: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ وَعَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي زِيَادٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "إِنَّمَا جُعِلَ رَمْيُ الْجِمَارِ وَالسَّعْيُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ لِإِقَامَةِ ذِكْرِ اللهِ".

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ سے روایت کیا آپ ﷺ نے فرمایا: "جمرات کی رمی اور صفا و مروہ کے درمیان سعی اللہ کا ذکر قائم کرنے کے لیے مقرر کی گئی ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) المشكوة: ٢٦٢٤، ضعيف ابى داؤد: ٣٢٥۔ اس میں عبید اللہ بن ابی زیاد ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مصنف عبدالرزاق: ٨٩٦١، والفاكهي: ٣٣٢۔سنن ابو داود: ١٨٨٨، مسنداحمد : ٢٤٣٥١

فوائد الحدیث: جمرات کو "رمی" کرتے وقت اور صفا، مروہ کی "سعی" کے دوران زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کا اہتمام کرنا چاہیے۔

65- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ طَرْدِ النَّاسِ عِنْدَ رَمْيِ الْجِمَارِ

جمرات کی رمی کے وقت لوگوں کو ہٹانے کی ممانعت

903: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ أَيْمَنَ بْنِ نَابِلٍ عَنْ قُدَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ "يَرْمِي الْجِمَارَ عَلَى نَاقَةٍ لَيْسَ ضَرْبٌ وَلَا طَرْدٌ وَلَا إِلَيْكَ إِلَيْكَ".

سیّدنا قدامہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے نبی ﷺ کو اونٹنی پر جمرات کی رمی کرتے ہوئے دیکھا، کسی کو مارا جاتا تھا نہ ہٹایا جاتا تھا، اور نہ ہی ہٹو بچو (پرے ہو جاؤ، ہٹ جاؤ) کی آوازیں تھیں۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَنْظَلَةَ.

اس باب میں عبداللہ بن حنظلہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ قُدَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: قدامہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

وَإِنَّمَا يُعْرَفُ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَهُوَ حَدِيثُ أَيْمَنَ بْنِ نَابِلٍ وَهُوَ ثِقَةٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ.

یہ حدیث صرف اسی طریق سے معروف ہے اور یہ ایمن بن نابل کی حدیث ہے اور وہ محدثین کے ہاں ثقہ ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ١٩٠٧، المزي في تهذيب الكمال: ٢٣/٥٥٠

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٣٠٣٥، سنن النسائي: ٥/٢٧٠، مسند احمد: ١٥٤١٠ و ١٥٤١١

فوائد الحدیث: تمام مناسک حج میں حاجی کو اطمینان، وقار، اور سکون کا اہتمام کرنا چاہئے۔ خصوصاً کسی دوسرے کو تکلیف دے کر مناسک ادا کرنا کسی طور بھی مستحسن نہیں خصوصاً "رمی" کرتے وقت اس کا زیادہ لحاظ رکھنا چاہئے کہ وہاں باقی مواقع کی بہ نسبت رش زیادہ ہوتا ہے۔

66- بَابُ مَا جَاءَ فِي الاِشْتِرَاكِ فِي الْبَدَنَةِ وَالْبَقَرَةِ

قربانی کے اونٹ اور گائے میں اشتراک

904: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: "نَحَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ الْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ وَالْبَدَنَةَ عَنْ سَبْعَةٍ".

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ہم نے حدیبیہ کے سال رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سات آدمیوں کی طرف سے گائے اور سات آدمیوں کی طرف سے اونٹ کی قربانی کی تھی۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَعَائِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ.

اس باب میں ابن عمر، ابوہریرہ، عائشہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ جَابِرٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ يَرَوْنَ الْجَزُورَ عَنْ سَبْعَةٍ وَالْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جابر رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اہل علم اور دیگر اہل علم کا اسی پر عمل ہے، وہ اونٹ اور گائے سات آدمیوں کی طرف سے قربانی کرنے کا موقف رکھتے ہیں۔ یہ سفیان ثوری، شافعی اور احمد رحمہم

اللہ کا قول ہے۔

وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ "أَنَّ الْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ وَالْجَزُورَ عَنْ عَشَرَةٍ". وَهُوَ قَوْلُ إِسْحَاقَ وَاحْتَجَّ بِهَذَا الْحَدِيثِ. وَحَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ وَجْهٍ وَاحِدٍ.

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی ﷺ سے روایت کیا گیا: "گائے کی سات افراد کی طرف سے اور اونٹ کی دس افراد کی طرف سے قربانی کی جائے گی۔" اور یہ اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ اور انہوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے۔ اور ہم ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کو صرف ایک طریق سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الدارمي: ١٩٦١، ابن خزيمه: ٢٩٠٠، الحاكم: ٤/٢٣٠

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٣١٨، سنن ابو داود: ٢٨٠٧- ٢٨٠٩، سنن ابن ماجه: ٣١٣٢، سنن النسائي: ٧/٢٢٢، مسند احمد: ١٤١٢٧، ١٤١١٦- صحيح ابن حبان: ٤٠٠٤ و ٤٠٠٦

905: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ حُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ عِلْبَاءَ بْنِ أَحْمَرَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ. فَحَضَرَ الأَضْحَى فَاشْتَرَكْنَا فِي الْبَقَرَةِ سَبْعَةً وَفِي الْجَزُورِ عَشَرَةً.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: ہم ایک سفر میں نبی ﷺ کے ساتھ تھے تو عید الاضحیٰ آگئی تو ہم نے گائے میں سات افراد نے اور اونٹ میں دس افراد نے شراکت کی۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَهُوَ حَدِيثُ حُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے اور یہ حسین بن واقد کی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن خزيمه: ٢٩٠٨، الحاكم: ٤/٢٣٠، البيهقي: ٥/٢٣٥، والبغوي: ١١٣٢

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٣١٣١، سنن النسائي: ٧/٢٢٢، مسند احمد: ٢٤٨٤، صحيح ابن حبان: ٤٠٠٧

فوائد الحدیث: ١۔ قربانی کے لئے بڑا جانور اونٹ یا گائے ہو تو اس میں افراد کی شراکت جائز ہے۔ عمومی حالات میں اونٹ اور گائے میں سات سات آدمی شریک ہونگے۔

٢۔ اگر ضرورت ہو تو اونٹ میں دس بھی شریک ہو سکتے ہیں۔

٣۔ بعض حضرات "ہدی" اور "قربانی" کا فرق بھی کرتے ہیں۔ کہ اگر حج یا عمرہ کے ساتھ "قربانی" یا ویسے اجر ثواب کے لیے حرم مکی میں لے جا کر ذبح کیا جائے تو وہ "ہدی" کہلاتی ہے اس میں تو اونٹ میں بھی سات ہی شریک ہونگے۔ اگر عام قربانی ہے تو پھر اونٹ میں دس شریک ہو سکتے ہیں۔

67- بَابُ مَا جَاءَ فِي إِشْعَارِ الْبُدْنِ

اونٹوں کی کوہان پر زخم کر کے ہدی کا نشان لگانا

906: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتَوَائِيِّ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي حَسَّانَ الأَعْرَجِ عَنِ ابْنِ

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ذوالحلیفہ کے مقام پر جانور کے گلے میں دو جوتیاں ڈالیں اور ہدی کے

عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "قَلَّدَ نَعْلَيْنِ وَأَشْعَرَ الْهَدْيَ فِي الشِّقِّ الأَيْمَنِ بِذِي الْحُلَيْفَةِ وَأَمَاطَ عَنْهُ الدَّمَ".

جانور کی دائیں طرف اشعار کیا (زخم کر کے ہدی کا نشان لگایا) اور اس کا خون پونچھ دیا۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ.

اس باب میں مسور بن مخرمہ کی بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح ہے۔

وَأَبُو حَسَّانَ الأَعْرَجُ اسْمُهُ مُسْلِمٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ يَرَوْنَ الإِشْعَارَ. وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِيِّ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.

ابو حسان اعرج کا نام مسلم ہے۔ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔ وہ اشعار کرنے کا موقف رکھتے ہیں۔ اور ثوری، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا بھی یہی قول ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: سَمِعْتُ يُوسُفَ بْنَ عِيسَى يَقُولُ سَمِعْتُ وَكِيعًا يَقُولُ: حِينَ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ قَالَ: لَا تَنْظُرُوا إِلَى قَوْلِ أَهْلِ الرَّأْيِ فِي هَذَا فَإِنَّ الإِشْعَارَ سُنَّةٌ وَقَوْلَهُمْ بِدْعَةٌ.

وکیع رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو روایت کرتے ہوئے فرمایا: اس بارے میں اہل رائے کے قول کی طرف نہ دیکھو، کیونکہ اشعار سُنت ہے، جبکہ ان (اہل رائے) کا قول بدعت ہے۔

قَالَ: وَسَمِعْتُ أَبَا السَّائِبِ يَقُولُ كُنَّا عِنْدَ وَكِيعٍ فَقَالَ لِرَجُلٍ عِنْدَهُ مِمَّنْ يَنْظُرُ فِي الرَّأْيِ أَشْعَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَيَقُولُ أَبُو حَنِيفَةَ هُوَ مُثْلَةٌ. قَالَ الرَّجُلُ: فَإِنَّهُ قَدْ رُوِيَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ أَنَّهُ قَالَ: الإِشْعَارُ مُثْلَةٌ. قَالَ: فَرَأَيْتُ وَكِيعًا غَضِبَ غَضَبًا شَدِيدًا وَقَالَ: أَقُولُ لَكَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: وَتَقُولُ قَالَ إِبْرَاهِيمُ: مَا أَحَقَّكَ بِأَنْ تُحْبَسَ ثُمَّ لَا تَخْرُجَ حَتَّى تَنْزِعَ عَنْ قَوْلِكَ هَذَا.

ابو سائب بیان کرتے ہیں: ہم وکیع رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھے کہ انہوں نے اہل رائے کا نظریہ رکھنے والے ایک شخص سے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ نے اشعار کیا جبکہ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ وہ مُثلہ ہے۔ اس آدمی نے کہا: ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے کہا: اشعار کرنا مُثلہ ہے۔ راوی نے بیان کیا: میں نے وکیع رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ وہ سخت ناراض ہو گئے اور فرمایا: میں تمہیں بیان کرتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جبکہ تم کہتے ہو کہ ابراہیم (نخعی) نے کہا ہے؟ تو اس لائق ہے کہ تجھے قید کر دیا جائے اور پھر تو جب تک اپنے اس موقف سے باز نہ آئے تو قید ہی رہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ١٩١٨، ابن الجارود: ٤٢٤، وابن خزيمه: ٢٥٧٥

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٢٤٣، سنن ابو داود: ١٧٥٢ و ١٧٥٣، سنن ابن ماجه: ٣٠٩٧، سنن النسائي: ١٧٠/٥ و ١٧١ و ١٧٢ و ١٧٤، مسند احمد: ١٨٥٥، صحيح ابن حبان: ٤٠٠٠، بيهقي: ٢٣٢/٥

فوائد الحدیث: ا۔ "ہدی" کی علامت کے طور پر چھوٹے جانور بھیڑ، بکری کے گلے میں جوتوں کا ہار ڈال دیا جاتا ہے اور اونٹ کی کوہان کے داہنی جانب زخم کر کے اس خون کو ساتھ ہی مل دیا جاتا ہے تاکہ لوگوں کو پہچان رہے کہ یہ "ہدی" کا جانور ہے اس طرح وہ لوٹیں گے نہیں۔ اگر گم ہو جائے گا تو لوگ اسے مکہ پہنچا دیں گے اور اگر ہلاک ہونے لگے تو اسے نحر یا ذبح کر دیا جائے گا تاکہ لوگ اسے شکار کا جانور سمجھ کر چھوڑ نہ دیں

بلکہ قربانی کا جانور جان کر اس کا گوشت استعمال کر لیں۔

۲۔ جو لوگ "اشعار" کرنے کو "مُثلہ" قرار دیتے ہیں ان کے متعلق امام ترمذی رحمہ اللہ نے خود ہی وضاحت فرمادی ہے۔ فجزاہ اللہ عن سائر المومنین

68- بَابُ اِشْتِرَاءِ الْهَدْيِ

ہدی کا جانور خریدنا

907: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَأَبُو سَعِيدٍ الأَشَجُّ قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْيَمَانِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "اشْتَرَى هَدْيَهُ مِنْ قُدَيْدٍ".

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے اپنی ہدی (قربانی) کا جانور قدید کے مقام سے خریدا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ الثَّوْرِيِّ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ الْيَمَانِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے، ہم اسے ثوری کی روایت سے صرف یحییٰ بن یمان کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔

وَرُوِيَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ اشْتَرَى هَدْيَهُ مِنْ قُدَيْدٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا أَصَحُّ.

نافع رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے قدید کے مقام سے ہدی کا جانور خریدا۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) اس میں یحییٰ بن یمان بکثرت غلطیاں کرتا ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ۳۱۰۲، مسند احمد: ٤٥٩٥، انظر تحفة الاشراف حديث رقم: ٧٨٩٧

فوائد الحدیث: "ہدی" کا جانور گھر سے بھی ساتھ لے جایا جاسکتا ہے اور راستے سے بھی خرید سکتے ہیں۔

69- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَقْلِيدِ الْهَدْيِ لِلْمُقِيمِ

نشانی کے لیے قربانی کے جانوروں کو قلادے پہنانا

908: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: "فَتَلْتُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُولِ اللهِ ﷺ ثُمَّ لَمْ يُحْرِمْ وَلَمْ يَتْرُكْ شَيْئًا مِنَ الثِّيَابِ".

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کی قربانی کے جانوروں کے قلادے بٹے، پھر آپ ﷺ نے احرام باندھا نہ کپڑوں میں سے کوئی چیز ترک کی۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوا: إِذَا قَلَّدَ الرَّجُلُ الْهَدْيَ وَهُوَ يُرِيدُ الْحَجَّ لَمْ يَحْرُمْ عَلَيْهِ شَيْءٌ مِنَ الثِّيَابِ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ بعض اہل علم کا اس پر عمل ہے، انہوں نے کہا: جب آدمی قربانی کے جانور کو قلادہ پہنائے اور وہ حج کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو اس پر کوئی

وَالطِّيبِ حَتَّى يُحْرِمَ.
وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: إِذَا قَلَّدَ الرَّجُلُ هَدْيَهُ فَقَدْ وَجَبَ عَلَيْهِ مَا وَجَبَ عَلَى الْمُحْرِمِ.

کپڑا احرام ہوتا ہے نہ کوئی خوشبو حتیٰ کہ وہ احرام باندھ لے۔
جبکہ بعض اہل علم نے کہا: جب آدمی قربانی کے جانور کو قلادہ پہنائے تو اس پر وہی احکام واجب ہو جاتے ہیں جو احرام والے پر واجب ہوتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الحميدي: ٢٠٩، انظر تحفة الاشراف: ١٦٥٤٥

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٦٩٦، صحیح مسلم: ١٣٢١، سنن ابن ماجه: ٣٠٩٥، سنن النسائی: ١٧١/٥، ١٧٢ و ١٧٣، ١٧٣۔ ١٧٤، و ١٧٥، ١٧٦، مسند احمد: ٢٤٠٢٠، و ٢٤٥٥٧، صحیح ابن حبان: ٤٠٠٩ و ٤٠١١

فوائد الحدیث: ۱۔ آدمی خود حج یا عمرے کے لیے نہیں گیا تو وہ بھی اپنی "ہدی" حرم میں بھیج سکتا ہے۔

۲۔ صرف "ہدی" بھیجنے سے آدمی "مُحرم" نہیں ہو جاتا بلکہ حلال ہی رہتا ہے جب تک کہ وہ احرام نہ باندھے۔ لہٰذا اس پر احرام والی کوئی پابندی بھی لاگو نہیں ہوتی۔

70- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَقْلِيدِ الْغَنَمِ

بکریوں کے گلے میں قلادہ ڈالنا

909: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: "كُنْتُ أَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ كُلَّهَا غَنَمًا ثُمَّ لَا يُحْرِمُ".

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کی قربانی کے جانوروں کے قلادے بٹا کرتی تھی وہ سب بکریاں تھیں۔ پھر آپ ﷺ احرام نہیں باندھتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ يَرَوْنَ تَقْلِيدَ الْغَنَمِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے بعض اہل علم و دیگر کا اس پر عمل ہے وہ بکریوں کو قلادے پہنانے کا موقف رکھتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الحميدي: ٢١٨، ابن خزيمه: ٢٦٠٨، ابو يعلى: ٤٨٥٢، البيهقي: ٢٣٢/٥

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٦٩٦، صحیح مسلم: ١٣٢١، سنن ابن ماجه: ٣٠٩٥، سنن النسائی: ١٧١/٥، ١٧٢ و ١٧٣، ١٧٣۔ ١٧٤، و ١٧٥، ١٧٦، مسند احمد: ٢٤٠٢٠، و ٢٤٥٥٧، صحیح ابن حبان: ٤٠٠٩ و ٤٠١١

فوائد الحدیث: ۱۔ رسول اللہ ﷺ اپنی بکریاں جب "ہدی" بنا کر بھیجتے تھے تو ان کے گلے میں بھی جوتیوں کے ہار ڈالتے تھے۔

۲۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ یہ ہار ڈالنا صرف اونٹ یا گائے کے ساتھ خاص ہے تو ان کا موقف درست نہیں۔

71- بَابُ مَا جَاءَ إِذَا عَطِبَ الْهَدْيُ مَا يُصْنَعُ بِهِ

جب قربانی کا جانور تھک جائے (اور وہ حرم تک سفر نہ کر سکے) تو پھر اس کے ساتھ کیا کیا جائے

910: حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ

سیّدنا ناجیہ خزاعی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے عرض کیا، اللہ کے

بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ نَاجِيَةَ الْخُزَاعِيِّ صَاحِبِ بُدْنِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ! كَيْفَ أَصْنَعُ بِمَا عَطِبَ مِنَ الْبُدْنِ؟ قَالَ: «انْحَرْهَا ثُمَّ اغْمِسْ نَعْلَهَا فِي دَمِهَا ثُمَّ خَلِّ بَيْنَ النَّاسِ وَبَيْنَهَا فَيَأْكُلُوهَا».

رسول قربانی کے جانوروں میں سے جب کوئی تھک جائے تو میں اس کے ساتھ کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسے نحر کر دے، پھر اس کی جوتی اس کے خون میں ڈبو (کر اس کے پہلو پر مار) اور پھر اسے لوگوں کے لیے چھوڑ دے تاکہ وہ اسے کھا لیں۔“

وَفِي الْبَابِ عَنْ ذُؤَيْبٍ أَبِي قَبِيصَةَ الْخُزَاعِيِّ.

اس باب میں سیّدنا ذویب ابو قبیصہ خزاعی رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ نَاجِيَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوا: فِي هَدْيِ التَّطَوُّعِ إِذَا عَطِبَ لَا يَأْكُلُ هُوَ وَلَا أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ رُفْقَتِهِ وَيُخَلَّى بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّاسِ يَأْكُلُونَهُ وَقَدْ أَجْزَأَ عَنْهُ. وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ناجیہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔ انہوں نے نفلی قربانی کے جانور کے بارے میں جب کہ وہ تھک جائے کہا: وہ خود کھائے گا نہ اس کے ساتھیوں میں سے کوئی کھائے گا، اسے لوگوں کے کھانے کے لیے چھوڑ دیا جائے گا، اور وہ اس کی طرف سے کفایت کرے گی۔ یہ امام شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا قول ہے۔

وَقَالُوا: إِنْ أَكَلَ مِنْهُ شَيْئًا غَرِمَ بِقَدْرِ مَا أَكَلَ مِنْهُ. وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: إِذَا أَكَلَ مِنْ هَدْيِ التَّطَوُّعِ شَيْئًا فَقَدْ ضَمِنَ الَّذِي أَكَلَ.

اور انہوں نے کہا: اگر اس نے اس میں سے کچھ کھالیا تو اس نے جس قدر اس میں سے کھایا اسی قدر اس پر تاوان ہوگا۔ بعض اہل علم نے کہا: جب وہ نفلی قربانی کے جانور میں سے کچھ کھالے تو جس نے کھایا ہے وہی ضامن ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٣٣/٤، ابن خزيمه: ٢٥٧٧، والحاكم: ٤٤٧/١

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٧٦٢، سنن ابن ماجه: ٣١٠٦، سنن النسائی فی الکبری: ٤١٣٧، و ٦٦٣٩، مسند احمد: ١٨٩٤٣، صحيح ابن حبان: ٤٠٢٣

فوائد الحدیث: ١۔ اگر ”ہدی“ راستے میں بیمار یا لاچار ہو جائے اور اس کا مکہ مکرمہ پہنچنا مشکل ہو تو آدمی اسے ذبح کر دے اور اس کے کھروں پر خون لگا دے تاکہ لوگ (فقراء و مساکین) قربانی کا جانور سمجھ کر اس کا گوشت کھالیں۔

٢۔ اگر وہ ”ہدی“ نفلی ہو تو پھر وہ خود اور اس کے ساتھی بھی کھا سکتے ہیں اور اگر واجب، فرض، ہو تو پھر غرباء و مساکین کھائیں یہ خود اور اس کے ساتھی نہ کھائیں۔

72- بَابُ مَا جَاءَ فِي رُكُوبِ الْبَدَنَةِ

قربانی کے جانور پر سواری کرنا

911: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "رَأَى رَجُلاً يَسُوقُ بَدَنَةً فَقَالَ: لَهُ ارْكَبْهَا. فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّهَا بَدَنَةٌ. قَالَ: لَهُ [فِي الثَّالِثَةِ أَوْ فِي الرَّابِعَةِ] ارْكَبْهَا وَيْحَكَ. أَوْ وَيْلَكَ".

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک آدمی کو قربانی کا جانور ہانک کر لے جاتے ہوئے دیکھا تو اسے فرمایا: "اس پر سوار ہو جا۔" اس نے عرض کیا، اللہ کے رسول! یہ تو قربانی کا جانور ہے۔ تو آپ نے دوسری یا چوتھی بار اسے فرمایا: "تیرا بھلا ہو، اس پر سوار ہو جا۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَجَابِرٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا علی، ابوہریرہ اور جابر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَخَّصَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ فِي رُكُوبِ الْبَدَنَةِ إِذَا احْتَاجَ إِلَى ظَهْرِهَا. وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا يَرْكَبُ مَا لَمْ يُضْطَرَّ إِلَيْهَا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: انس رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے، نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اہل علم اور دیگر حضرات نے ضرورت کے تحت قربانی کے جانور پر سواری کرنے کی اجازت دی ہے۔ یہ امام شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا موقف ہے۔ بعض نے کہا: صرف مجبوری کی حالت میں اس پر سواری کر سکتا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الدارمي: ١٩١٩، ابن خزيمه: ٢٦٦٢، والبيهقي: ٢٣٦/٥

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٦٩٠، صحیح مسلم: ١٣٢٣، سنن ابن ماجه: ٣١٠٤، مسند احمد: ١١٩٥٩

فوائد الحدیث: اگر "حاجی" راستے میں تھک جائے یا لاچار ہو جائے تو وہ قربانی والے اونٹ پر سوار ہو سکتا ہے۔

73- بَابُ مَا جَاءَ بِأَيِّ جَانِبِ الرَّأْسِ يَبْدَأُ فِي الْحَلْقِ

سر کے بال منڈواتے وقت سر کی کس جانب سے آغاز کیا جائے

912: حَدَّثَنَا أَبُو عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: لَمَّا رَمَى النَّبِيُّ ﷺ الْجَمْرَةَ نَحَرَ نُسُكَهُ ثُمَّ نَاوَلَ الْحَالِقَ شِقَّهُ الأَيْمَنَ فَحَلَقَهُ فَأَعْطَاهُ أَبَا طَلْحَةَ ثُمَّ نَاوَلَهُ شِقَّهُ الأَيْسَرَ فَحَلَقَهُ فَقَالَ: اقْسِمْهُ بَيْنَ النَّاسِ.

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: جب رسول اللہ ﷺ نے جمرہ کی رمی کی اور قربانی کر لی تو اپنے سر کی دائیں جانب حجام کی طرف کی تو اس نے اسے مونڈ دیا، تو آپ ﷺ نے وہ بال مبارک ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کو دے دیے۔ پھر آپ ﷺ نے بائیں جانب اس کی طرف کی تو اس نے اسے مونڈ دیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "ان کو لوگوں کے درمیان تقسیم کر دو۔"

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ هِشَامٍ نَحْوَهُ.
ابن ابی عمر نے ہم کو سفیان بن عیینہ عن ہشام بن عمر کی سند سے اسی طرح بیان کیا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) الارواء: ١٠٨٥، صحیح ابی داؤد: ١٧٣٠، اخرجه ابن خزیمه: ٢٩٢٨، وابن الجارود: ٤٨٤

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٧١، صحیح مسلم: ١٣٠٥، سنن ابو داود: ١٩٨١، و ١٩٨٢، مسند احمد : ١٢٠٩٢، صحیح ابن حبان: ٣٨٧٩

فوائد الحدیث: ١۔ رسول اللہ ﷺ کو ہر اچھا کام دائیں جانب سے کرنا محبوب اور پسند تھا حتیٰ کہ آپ ﷺ نے حج کے موقع پر جب "حلق" کروایا تو اسے دائیں جانب سے شروع کیا لہذا یہی مسنون عمل ہے۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ بائیں جانب سے سر منڈوانا شروع کرنا چاہئے ان کا موقف درست نہیں۔

٢۔ آپ ﷺ کے سر کے بالوں کو بطور "تبرک" لوگوں میں تقسیم کیا گیا۔

74- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَلْقِ وَالتَّقْصِيرِ

سر کے بال منڈوانا اور کترانا

913: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: حَلَقَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَحَلَقَ طَائِفَةٌ مِنْ أَصْحَابِهِ وَقَصَّرَ بَعْضُهُمْ. قَالَ ابْنُ عُمَرَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "رَحِمَ اللّٰهُ الْمُحَلِّقِينَ. [مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ] ثُمَّ قَالَ: وَالْمُقَصِّرِينَ.
سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے سر کے بال منڈوائے اور آپ ﷺ کے اصحاب میں سے ایک جماعت نے سر کے بال منڈوائے، جبکہ ان میں سے بعض حضرات نے بال کترائے، ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ سر منڈوانے والوں پر رحم فرمائے" دو یا تین بار فرمایا، پھر فرمایا: "بال کترانے والوں پر بھی۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ أُمِّ الْحُصَيْنِ وَمَارِبَ وَأَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي مَرْيَمَ وَحُبْشِيِّ بْنِ جُنَادَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ.
اس باب میں ابن عباس، ابن ام الحصین، مارب، ابو سعید، ابو مریم، حبشی بن جنارہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ يَخْتَارُونَ لِلرَّجُلِ أَنْ يَحْلِقَ رَأْسَهُ وَإِنْ قَصَّرَ يَرَوْنَ أَنَّ ذَلِكَ يُجْزِءُ عَنْهُ. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے، اور اہل علم کا اسی پر عمل ہے، وہ آدمی کے لیے یہی پسند کرتے ہیں کہ وہ سر منڈوائے اور اگر وہ بال کترا لے تو یہ اس کی طرف سے کفایت کرے گا۔ یہ سفیان ثوری، شافعی اور احمد و اسحاق رحمہم اللہ کا موقف ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الدارمي: ١٩١٢، ابن الجارود: ٤٨٥، وابن خزیمه: ٢٩٢٩

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٧٢٧، صحیح مسلم: ١٣٠١، سنن ابو داود: ١٩٧٩، سنن ابن ماجه: ٣٠٤٤، مسند احمد : ٤٦٥٧ و ٤٨٩٨، صحیح ابن حبان: ٣٨٨٠

فوائد الحدیث: ا۔حج یا عمرے کے وقت سر منڈوانا یا صرف بال کتروانا دونوں طرح جائز ہے۔ لیکن حلق کروانا یعنی سر منڈوانا زیادہ افضل ہے۔

۲۔ بعض فیشن ایبل یا سرکاری قسم کے لوگ حج یا عمرہ کے بعد سر کے چیدہ چیدہ بالوں کو معمولی کٹوا لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ "قصر" ہو گیا ہے یہ درست نہیں۔ ایک تو بال اس طرح کاٹنے چاہیں کہ محسوس ہوں کہ بال کٹے ہوئے ہیں۔ دوسرا ایک جیسے سارے کاٹنے چاہئیں۔ جو لوگ اپنے "پف" خراب نہیں ہونے دیتے وہ درست نہیں اس لیے اس سے اجتناب کرنا چاہئے کہیں ایسا نہ ہو کہ حج یا عمرہ ہی نہ ہو۔

75- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْحَلْقِ لِلنِّسَاءِ

خواتین کے لیے سر منڈوانے کی ممانعت

914: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الْجُرَشِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ خِلَاسِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: "نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ تَحْلِقَ الْمَرْأَةُ رَأْسَهَا".

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ عورت اپنا سر منڈوائے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) المشكوٰة: ٢٦٥٣ (التحقيق الثاني) الضعيفة: ٦٧٨۔اس کی سند میں اضطراب ہے جیسا کہ مؤلف نے کہا ہے۔

تخریج الحدیث: سنن النسائي: ٨/١٣٠، وتمام في الفوائد: ١٠٥٩

915: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ خِلَاسٍ نَحْوَهُ، وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ عَلِيٍّ.

ابو داود نے ہمام کے حوالے سے خلاص سے اسی مانند روایت کیا ہے اور انہوں نے اس میں: عن علی رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَلِيٍّ فِيهِ اضْطِرَابٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: علی رضی اللہ عنہ کی روایت میں اضطراب ہے۔

وَرُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "نَهَى أَنْ تَحْلِقَ الْمَرْأَةُ رَأْسَهَا".

یہ حدیث حماد بن سلمہ عن قتادہ عن عائشہ کی سند سے روایت کی گئی ہے کہ نبی ﷺ نے منع فرمایا کہ عورت اپنا سر منڈوائے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ: لَا يَرَوْنَ عَلَى الْمَرْأَةِ حَلْقًا وَيَرَوْنَ أَنَّ عَلَيْهَا التَّقْصِيرَ.

اہل علم کا اس پر عمل ہے وہ سمجھتے ہیں کہ عورت پر سر منڈوانا واجب نہیں، اس پر بال کترانا واجب ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) دیکھیں گزشتہ حدیث۔أخرجه ابن عدي في الكامل: ١/٢٣٧١

تخریج الحدیث: سنن النسائي: ٨/١٣٠، وتمام في الفوائد: ١٠٥٩

فوائد الحدیث: ا۔حج یا عمرے کے موقعہ پر عورت کے لیے "حلق" سر منڈوانا تو جائز نہیں البتہ معمولی سے بال اگر آخر سے ایک پور کے برابر کاٹ لے تو گنجائش ہے یہ بھی نہ کاٹے تو درست ہے۔

76- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ حَلَقَ قَبْلَ أَنْ يَذْبَحَ أَوْ نَحَرَ قَبْلَ أَنْ يَرْمِيَ

جو شخص قربانی کرنے سے پہلے سر منڈوالے یا رمی کرنے سے پہلے قربانی کرلے

916: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُومِيُّ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَجُلاً سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ فَقَالَ اذْبَحْ وَلَا حَرَجَ. وَسَأَلَهُ آخَرُ فَقَالَ: نَحَرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ قَالَ: ارْمِ وَلَا حَرَجَ.

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ دریافت کرتے ہوئے عرض کیا: میں نے قربانی کرنے سے پہلے سر منڈوالیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”(اب) قربانی کر کوئی حرج نہیں۔“ ایک دوسرے صاحب نے آپ ﷺ سے مسئلہ پوچھا تو عرض کیا: میں نے رمی کرنے سے پہلے قربانی کر لی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”(اب) رمی کر لو کوئی حرج نہیں۔“

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَجَابِرٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ عُمَرَ وَأُسَامَةَ بْنِ شَرِيكٍ.

اس باب میں سیّدنا علی، جابر، ابن عباس، ابن عمر اور اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ. وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِذَا قَدَّمَ نُسُكًا قَبْلَ نُسُكٍ فَعَلَيْهِ دَمٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ اکثر اہل علم کا اس پر عمل ہے۔ اور یہ امام احمد واسحاق رحمہما اللہ کا موقف ہے۔ بعض اہل علم نے کہا ہے کہ جب وہ مناسک حج میں تقدیم و تاخیر کر لے گا تو اس پر دم (قربانی) واجب ہو جاتا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الدارمي: ١٩١٣، ابن الجارود: ٤٨٧، وابن خزيمه: ٢٩٤٩

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٨٣ و ١٢٤، صحیح مسلم: ١٣٦، سنن ابو داود: ٢٠١٤، سنن ابن ماجه: ٣٠٥١، مسند احمد: ٦٤٨٤ و ٦٤٨٩، صحیح ابن حبان: ٣٨٧٧

فوائد الحدیث: تفصیل کے لیے دیکھئے فوائد حدیث نمبر ٨٨٥۔

77- بَابُ مَا جَاءَ فِي الطِّيبِ عِنْدَ الإِحْلَالِ قَبْلَ الزِّيَارَةِ

طواف زیارت (طواف افاضہ) سے پہلے احرام کھولتے وقت خوشبو لگانا

917: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا مَنْصُورٌ يَعْنِي: ابْنَ زَاذَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: "طَيَّبْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَبْلَ أَنْ يُحْرِمَ وَيَوْمَ النَّحْرِ قَبْلَ أَنْ يَطُوفَ بِالْبَيْتِ

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو خوشبو لگائی اس سے پہلے کہ آپ ﷺ احرام باندھتے، جبکہ قربانی کے دن آپ ﷺ کو کستوری والی خوشبو لگائی اس سے پہلے کہ آپ ﷺ طواف (افاضہ / زیارت) کرتے۔

بِطِيبٍ فِيهِ مِسْكٌ".

وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

اس باب میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ: يَرَوْنَ أَنَّ الْمُحْرِمَ إِذَا رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ يَوْمَ النَّحْرِ وَذَبَحَ وَحَلَقَ أَوْ قَصَّرَ فَقَدْ حَلَّ لَهُ كُلُّ شَيْءٍ حَرُمَ عَلَيْهِ إِلَّا النِّسَاءَ. وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت حسن صحیح ہے۔ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اکثر اہل علم کا اور دیگر اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ جب احرام والا شخص قربانی کے دن جمرہ عقبہ کی رمی کر لے، قربانی کر لے اور سر منڈوالے یا بال کتروالے تو احرام کی وجہ سے جو چیزیں اس پر حرام ہوئی تھیں وہ سب اس پر حلال ہو جائیں گی سوائے بیوی کے یہ امام شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا قول ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّهُ قَالَ: حَلَّ لَهُ كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا النِّسَاءَ وَالطِّيبَ. وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِلَى هَذَا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ وَهُوَ قَوْلُ أَهْلِ الْكُوفَةِ.

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: اس (احرام والے) کے لیے بیوی اور خوشبو کے علاوہ ہر چیز حلال ہو جاتی ہے۔ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے بعض اہل علم اور دیگر اہل علم کا یہی موقف ہے اور یہ کوفہ والوں کا قول ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ١٨١٠، ابن خزيمه: ٢٥٨١، والبيهقي: ٢٤/٥

تخریج الحدیث: صحيح بخارى: ١٥٣٩، صحيح مسلم: ١١٨٩ و ٣١ و ٣٢ و ٣٣، ٣٨، سنن ابو داود: ١٧٤٥، سنن ابن ماجه: ٢٩٢٦، سنن النسائي: ١٣٧/٥ و ١٣٨، مسند احمد: ٢٤١٠٥، ٢٤١١١ و ٢٤١٠٧ و ٢٤٩٣٤، صحيح ابن حبان: ٣٧٦٦

فوائد الحدیث: ۱۰ ذی الحجہ کو قربانی کر کے حجامت بنوانے کے بعد "مُحرم" آدمی تمام پابندیوں سے آزاد ہو جاتا ہے۔ سوائے بیوی کے۔ جب طواف افاضہ کرے گا تو یہ پابندی بھی ختم ہو جائیگی۔ اس لیے طواف افاضہ سے پہلے خوشبو لگائی جا سکتی ہے۔ یہی حدیث مبارکہ سے ثابت ہے۔

78- بَابُ مَا جَاءَ مَتَى تُقْطَعُ التَّلْبِيَةُ فِي الْحَجِّ

حج میں تلبیہ پکارنا کب بند کرے

918: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: "أَرْدَفَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ جَمْعٍ إِلَى مِنًى فَلَمْ يَزَلْ يُلَبِّي حَتَّى رَمَى الْجَمْرَةَ".

سیّدنا فضل بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے مزدلفہ سے منیٰ تک مجھے اپنے پیچھے سواری پر بٹھایا اور آپ ﷺ تلبیہ پکارتے رہے حتیٰ کہ جمرہ عقبہ کی رمی کی۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ.

اس باب میں سیّدنا علی، ابن مسعود اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے

بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ الْفَضْلِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ أَنَّ الْحَاجَّ لَا يَقْطَعُ التَّلْبِيَةَ حَتَّى يَرْمِيَ الْجَمْرَةَ. وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: فضل رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اور دیگر اہل علم کا اس پر عمل ہے کہ حاجی جمرہ عقبہ کی رمی تک تلبیہ پکارتا رہے گا۔ اور یہی شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا قول ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن خزيمه: ٢٨٨١، ابو يعلى: ٦٧١٦، البيهقي: ٥/١٢، والبغوي: ١٩٥٠

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٥٤٣ و ١٥٤٤ و ١٦٨٥، صحیح مسلم: ١٢٨١ و ١٢٨٢، سنن ابو داود: ١٨١٥، سنن ابن ماجه: ٣٠٤٠، سنن النسائی: ٥/٢٦٨ و ٢٧٥و ٢٧٦

فوائد الحدیث: "حاجی" آدمی کے لیے جمرہ عقبہ کی "رمی" کرنے تک تلبیہ پکارنا مسنون ہے۔

79- بَابُ مَا جَاءَ مَتَى تُقْطَعُ التَّلْبِيَةُ فِي الْعُمْرَةِ

عمرہ میں تلبیہ پکارنا کب بند کرے

919: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ يَرْفَعُ الْحَدِيثَ أَنَّهُ كَانَ يُمْسِكُ عَنِ التَّلْبِيَةِ فِي الْعُمْرَةِ إِذَا اسْتَلَمَ الْحَجَرَ.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مرفوعاً بیان کیا کہ آپ ﷺ عمرہ میں جب حجر اسود کا استلام کرتے تھے تو تلبیہ پکارنا بند کر دیتے تھے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو.

اس باب میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوا: لَا يَقْطَعُ الْمُعْتَمِرُ التَّلْبِيَةَ حَتَّى يَسْتَلِمَ الْحَجَرَ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِذَا انْتَهَى إِلَى بُيُوتِ مَكَّةَ قَطَعَ التَّلْبِيَةَ. وَالْعَمَلُ عَلَى حَدِيثِ النَّبِيِّ ﷺ وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت صحیح ہے۔ اکثر اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔ انہوں نے کہا: عمرہ کرنے والا حجر اسود کا استلام کرنے تک تلبیہ پکارتا رہے گا۔ جبکہ ان میں سے بعض نے کہا: جب وہ مکہ مکرمہ کے گھروں تک پہنچے گا تو تلبیہ پکارنا بند کر دے گا۔ اور عمل نبی ﷺ کی حدیث پر ہے، امام سفیان، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) الارواء: ١٠٩٩، ضعیف ابی داؤد: ٣١٦، یہ موقوفاً صحیح ہے۔ ابن ابی لیلیٰ ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٨١٧، مسند احمد: ٦٦٨٥، سنن کبریٰ للبیهقی: ٥/١٠٤-١٠٥

فوائد الحدیث: عمرہ ادا کرنے والا شخص بیت اللہ پہنچنے تک تلبیہ پکارتا رہے۔

80- بَابُ مَا جَاءَ فِي طَوَافِ الزِّيَارَةِ بِاللَّيْلِ

رات کے وقت طواف زیارت کرنا

920: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ

سیّدنا ابن عباس اور عائشہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ نبی ﷺ

مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "أَخَّرَ طَوَافَ الزِّيَارَةِ إِلَى اللَّيْلِ".

نے طواف زیارت کو رات تک مؤخر کیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَخَّصَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي أَنْ يُؤَخَّرَ طَوَافُ الزِّيَارَةِ إِلَى اللَّيْلِ وَاسْتَحَبَّ بَعْضُهُمْ أَنْ يَزُورَ يَوْمَ النَّحْرِ وَوَسَّعَ بَعْضُهُمْ أَنْ يُؤَخَّرَ وَلَوْ إِلَى آخِرِ أَيَّامِ مِنًى.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ بعض اہل علم نے طواف زیارت رات تک مؤخر کرنے کی رخصت دی ہے جبکہ ان میں سے بعض نے اس بات کو مستحب قرار دیا ہے کہ وہ قربانی کے دن طواف زیارت کرے جبکہ ان میں سے بعض نے وسعت اور گنجائش رکھی ہے کہ خواہ وہ ایام منیٰ کے آخر تک مؤخر کرلے۔

حکم الحدیث: (شاذ) ضعيف الترمذی: ۱۵۹۔اس میں ابی الزبیر مدلس ہے اور سماع کی صراحت نہیں۔

تخریج الحدیث: وعلقه صحيح بخاری قبل الحديث رقم: ۱۷۳۲، سنن ابو داود: ۲۰۰۰، سنن ابن ماجه: ۳۰۵۹، مسند احمد: ۲۶۱۲، و ۲۵۷۹۹، شرح مشكل الآثار: ۳۵۲۵

فوائد الحدیث: تفصیل کے لئے دیکھئے فوائد حدیث نمبر ۸۸۵۔

81- بَابُ مَا جَاءَ فِي نُزُولِ الأَبْطَحِ

میدان ابطح میں ٹھہرنا

921: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ يَنْزِلُونَ الأَبْطَحَ.

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم، سیّدنا ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم میدان ابطح میں ٹھہرا کرتے تھے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَأَبِي رَافِعٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ.

اس باب میں سیّدہ عائشہ، ابو رافع اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ صَحِيحٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ. وَقَدِ اسْتَحَبَّ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ نُزُولَ الأَبْطَحِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَرَوْا ذَلِكَ وَاجِبًا إِلَّا مَنْ أَحَبَّ ذَلِكَ. قَالَ الشَّافِعِيُّ: وَنُزُولُ الأَبْطَحِ لَيْسَ مِنَ النُّسُكِ فِي شَيْءٍ إِنَّمَا هُوَ مَنْزِلٌ نَزَلَهُ النَّبِيُّ ﷺ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح غریب ہے۔ ہم اس کو صرف عبد الرزاق عن عبید اللہ بن عمر کی حدیث سے جانتے ہیں۔ بعض اہل علم نے میدان ابطح میں ٹھہرنے کو مستحب قرار دیا ہے اور وہ اسے واجب نہیں سمجھتے سوائے اس کے جو اسے پسند کرے۔
امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میدان ابطح میں ٹھہرنا اعمال حج میں سے نہیں بس وہ ایک ٹھہرنے کی جگہ ہے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہرتے تھے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن خزيمه: ۲۹۹۰، ۲۹۹۱

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ۱۳۱۰ و ۳۳۷، سنن ابن ماجه: ۳۰۶۹، مسنداحمد : ٥٦٢٤، صحیح ابن حبان: ۳۸۹۵، مسنداحمد : ٤٨٢٨

922: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَيْسَ التَّحْصِيبُ بِشَيْءٍ إِنَّمَا هُوَ مَنْزِلٌ نَزَلَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ. قَالَ أَبُو عِيسَى: التَّحْصِيبُ نُزُولُ الأَبْطَحِ.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تحصیب (ابطح میں ٹھہرنے) کی کوئی شرعی حیثیت نہیں، بس وہ تو ایک ٹھہرنے کی جگہ ہے جہاں رسول اللہ ﷺ نے قیام کیا تھا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الدارمي: ۱۸۷۷، ابو يعلى: ۲۳۹۷، وابن خزيمه: ۲۹۸۹

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۱۷٦٦، صحیح مسلم: ۱۳۱۲، سنن النسائی فی الکبری: ٤٢٠٨ و ٤٢٠٩، مسند احمد : ۱۹۲۵

فوائد الحدیث: مناسک حج سے فارغ ہو کر اپنے گھر واپس آنے سے پہلے "ابطح" یا "بطحا" کے مقام پر رات گزارنا کوئی حج کا حصہ نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے ٹھہرنے کا سبب یہ تھا کہ آپ ﷺ نے واپسی کے لیے سب کو وقت دیا ہوا تھا کہ یہاں فلاں تاریخ کو سب اکٹھے ہوں گے اور پھر مدینہ منورہ کے لیے واپس روانگی ہوگی۔ جیسا کہ اگلی حدیث کے الفاظ سے مترشح ہے۔

82- بَابُ مَنْ نَزَلَ الأَبْطَحَ

میدان ابطح میں ٹھہرنا

923: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا حَبِيبٌ الْمُعَلِّمُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنَّمَا نَزَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الأَبْطَحَ لِأَنَّهُ كَانَ أَسْمَحَ لِخُرُوجِهِ.

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ ابطح میں صرف اس لیے ٹھہرے تھے کہ وہاں سے روانگی میں آپ ﷺ کے لیے آسانی تھی۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ نَحْوَهُ.

ابن ابی عمر، سفیان عن ہشام بن عروہ کی سند سے بھی اسی مانند مروی ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) صحیح ابی داؤد: ۱۷۵۲، اخرجه ابن خزيمه: ۲۹۸۷ و ۲۹۸۸

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۱۷٦٥، صحیح مسلم: ۱۳۱۱، سنن ابو داود: ۲۰۰۸، سنن ابن ماجه: ۳۰٦۷

فوائد الحدیث: تفصیل کے لئے فوائد حدیث نمبر ۹۲۲، ۹۲۱۔

83- بَابُ مَا جَاءَ فِي حَجِّ الصَّبِيِّ

بچے کا حج

924: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَرِيفٍ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوقَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: رَفَعَتِ امْرَأَةٌ صَبِيًّا لَهَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: "يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَلِهَذَا حَجٌّ؟ قَالَ: نَعَمْ وَلَكِ أَجْرٌ".

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ایک خاتون نے اپنا بچہ بلند کر کے رسول اللہ ﷺ کو دکھاتے ہوئے عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا اس (بچے) کا بھی حج ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں، اور تمہارے لیے اجر و ثواب ہے۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

حَدِيثُ جَابِرٍ حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جابر رضی اللہ عنہ کی روایت غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه البيهقي: ٥/١٥٦، والمزي في تهذيب الكمال: ٢٣/٥٩٦

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٢٩١٠، مسند احمد: ١٨٩٨

925: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: حَجَّ بِي أَبِي مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَأَنَا ابْنُ سَبْعِ سِنِينَ.

سائب بن یزید نے بیان کیا حجۃ الوداع کے موقع پر میرے باپ نے میرے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی معیت میں حج کیا جبکہ میں اس وقت سات برس کا تھا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَقَدْ أَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ أَنَّ الصَّبِيَّ إِذَا حَجَّ قَبْلَ أَنْ يُدْرِكَ فَعَلَيْهِ الْحَجُّ إِذَا أَدْرَكَ لَا تُجْزِءُ عَنْهُ تِلْكَ الْحَجَّةُ عَنْ حَجَّةِ الْإِسْلَامِ وَكَذَلِكَ الْمَمْلُوكُ إِذَا حَجَّ فِي رِقِّهِ ثُمَّ أُعْتِقَ فَعَلَيْهِ الْحَجُّ إِذَا وَجَدَ إِلَى ذَلِكَ سَبِيلاً وَلَا يُجْزِءُ عَنْهُ مَا حَجَّ فِي حَالِ رِقِّهِ. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.

اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ جب بچہ بالغ ہونے سے پہلے حج کر لے تو پھر وہ بالغ ہو جائے تو پھر اس پر حج کرنا واجب ہے وہ بچپن والا حج اسے حج اسلام سے کفایت نہیں کرے گا۔ اسی طرح مملوک ہے کہ جب وہ غلامی میں حج کرے پھر آزاد ہو جائے تو اس پر دوبارہ حج کرنا فرض ہے جبکہ وہ استطاعت رکھتا ہو۔ اور حالت غلامی میں کیا ہوا حج اسے کفایت نہیں کرے گا۔ یہ امام سفیان ثوری، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا قول ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الطبراني في الكبير: ٦٦٧٨

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ١٨٥٨، مسند احمد: ١٥٧١٨، و. صحيح بخاری: ١٨٥٩

926: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا قَزَعَةُ بْنُ سُوَيْدٍ الْبَاهِلِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ

محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی ﷺ سے اسی مانند (یعنی محمد بن طریف کی روایت کے

ﷺ نَحْوَهُ. يَعْنِي حَدِيثَ مُحَمَّدِ بْنِ طَرِيفٍ.
قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رُوِيَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلاً.

مثل) روایت کیا ہے۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: محمد بن منکدر کے حوالے سے نبی ﷺ سے مرسل روایت کی گئی ہے۔

حكم الحديث: (صحيح)

تخريج الحديث: سنن ابن ماجه: ٢٩١٠، مسند احمد : ١٨٩٨

فوائد الحديث: بچے یا غلام پر حج فرض نہیں، اگر وہ کریں تو ان کا حج درست ہوگا لیکن بچے کے بالغ ہونے اور غلام کے آزاد ہونے کے بعد اگر وہ صاحب استطاعت ہوں تو ان پر فرض ہوگا اور وہ فریضے کی ادائیگی کے لئے دوبارہ حج کریں گے۔

84- بَابُ التَّلْبِيَةِ، عَنِ النِّسَاءِ والرَّمْيِ، عَنِ الصِّبْيَانِ

خواتین کی طرف سے تلبیہ پکارنا اور بچوں کی طرف سے رمی کرنا

927: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْوَاسِطِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ نُمَيْرٍ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ سَوَّارٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كُنَّا إِذَا حَجَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَكُنَّا نُلَبِّي عَنِ النِّسَاءِ وَنَرْمِي عَنِ الصِّبْيَانِ.
قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَقَدْ أَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ عَلَى أَنَّ الْمَرْأَةَ لَا يُلَبِّي عَنْهَا غَيْرُهَا بَلْ هِيَ تُلَبِّي عَنْ نَفْسِهَا وَيُكْرَهُ لَهَا رَفْعُ الصَّوْتِ بِالتَّلْبِيَةِ.

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: جب ہم نبی ﷺ کے ساتھ حج کیا کرتے تھے تو ہم خواتین کی طرف سے تلبیہ پکارتے تھے اور بچوں کی طرف سے رمی کرتے تھے۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے، ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں، اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ عورت کی طرف سے کوئی اور تلبیہ نہیں پکارے گا بلکہ وہ خود اپنی طرف سے تلبیہ پکارے گی اور اس کے لیے بلند آواز سے تلبیہ پکارنا مکروہ قرار دیا گیا ہے۔

حكم الحديث: (ضعيف) اس میں اشعث بن سوار ضعیف ہے۔ ضعيف ابن ماجه: ٦٥٢

تخريج الحديث: سنن ابن ماجه: ٣٠٣٨، مسند احمد : ١٤٣٧٠

فوائد الحديث: روایت سنداً ضعیف ہے لیکن مسئلہ درست ہے کہ اگر بچے بے شعور ہوں اور عورتیں بوڑھی یا لاچار ہوں تو ان کی طرف سے "رمی" کی جاسکتی ہے۔ لیکن تلبیہ پکارنے والی بات محل نظر ہے کہ یہ تو عمل عورتیں خود کر سکتی ہیں۔ آہستہ آواز سے ہی انہوں نے تلبیہ پکارنا ہوتا ہے۔

85- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَجِّ عَنِ الشَّيْخِ الْكَبِيرِ وَالْمَيِّتِ

بوڑھے شخص اور فوت شدہ شخص کی طرف سے حج کرنا

928: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي

سیّدنا فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ خثعم قبیلے کی ایک خاتون نے عرض کیا، اللہ کے رسول! حج جو اللہ کی طرف سے

سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ خَثْعَمٍ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ أَبِي أَدْرَكَتْهُ فَرِيضَةُ اللّٰهِ فِي الْحَجِّ وَهُوَ شَيْخٌ كَبِيرٌ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَسْتَوِيَ عَلَى ظَهْرِ الْبَعِيرِ. قَالَ: حُجِّي عَنْهُ.

فرض ہے وہ میرے والد پر فرض ہو چکا ہے جبکہ وہ بوڑھے شخص ہیں وہ اونٹ پر صحیح طرح بیٹھ نہیں سکتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کی طرف سے حج کرو۔''

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَبُرَيْدَةَ وَحُصَيْنِ بْنِ عَوْفٍ وَأَبِي رَزِينٍ الْعُقَيْلِيِّ وَسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ.

اس باب میں علی، بریدہ، حصین بن عوف، ابورزین عقیلی، سودہ بنت زمعہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَوْفٍ الْمُزَنِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَيْضًا عَنْ سِنَانِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْجُهَنِيِّ عَنْ عَمَّتِهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. قَالَ: وَسَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هَذِهِ الرِّوَايَاتِ فَقَالَ: أَصَحُّ شَيْءٍ فِي هَذَا الْبَابِ مَا رَوَى ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. قَالَ مُحَمَّدٌ: وَيَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ ابْنُ عَبَّاسٍ سَمِعَهُ مِنَ الْفَضْلِ وَغَيْرِهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ رَوَى هَذَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَرْسَلَهُ وَلَمْ يَذْكُرِ الَّذِي سَمِعَهُ مِنْهُ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ صَحَّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي هَذَا الْبَابِ غَيْرُ حَدِيثٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح ہے۔ ابن عباس عن حصین بن عوف المزنی کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کی گئی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما عن سنان بن عبداللہ جہنی عن عمتہ کی سند سے بھی نبی ﷺ سے روایت کیا گیا ہے۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی ﷺ سے روایت کیا گیا ہے۔ امام ترمذی نے کہا: میں نے امام بخاری سے ان روایات کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: اس باب میں جو روایات ہیں ان میں سب سے زیادہ صحیح وہ روایت ہے جسے ابن عباس نے فضل بن عباس کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔ امام بخاری نے کہا: اس بات کا احتمال ہے کہ ابن عباس نے اسے فضل بن عباس اور کسی اور کے حوالے سے بھی نبی ﷺ سے سنا ہو اور پھر انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کر دیا ہو۔ اور اس کو مرسل بنا دیا کہ جس سے انہوں نے سنا تھا اس کا ذکر نہیں کیا۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ وَبِهِ يَقُولُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ يَرَوْنَ أَنْ يُحَجَّ عَنِ الْمَيِّتِ. وَقَالَ مَالِكٌ: إِذَا أَوْصَى أَنْ يُحَجَّ عَنْهُ حُجَّ عَنْهُ. وَقَدْ رَخَّصَ بَعْضُهُمْ أَنْ يُحَجَّ عَنِ الْحَيِّ إِذَا كَانَ كَبِيرًا أَوْ بِحَالٍ لَا يَقْدِرُ أَنْ يَحُجَّ. وَهُوَ قَوْلُ ابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ.

اور اس باب میں نبی ﷺ سے کئی ایک احادیث صحیح ثابت ہیں، نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اور دیگر اہل علم حضرات کا اسی پر عمل ہے، امام ثوری، ابن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ یہی موقف رکھتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ وہ فوت شدہ شخص کی طرف سے حج کیا جائے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جب وہ (میت) وصیت کرے کہ اس کی طرف سے حج کرے تو وہ اس کی طرف سے حج کرے۔ ان میں سے بعض حضرات نے رخصت دی ہے کہ زندہ شخص کی طرف سے بھی حج کرے۔

جب کہ وہ بڑی عمر کا ہو یا اس حالت میں ہو کہ وہ حج کرنے کی طاقت و قدرت نہ رکھتا ہو۔ یہ ابن مبارک اور شافعی رحمہما اللہ کا موقف ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الدارمي: ١٨٣٨، ابن خزيمه: ٣٠٣٠، ابو يعلى: ٦٧١٧

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۱۸۵۳، صحیح مسلم: ۱۳۳۵، سنن ابن ماجه: ۲۹۰۹، سنن النسائی: ۱۱۹/۵-۱۲۰، و ۲۲۷/۸-۲۲۸، مسند احمد: ۱۸۱۸

فوائد الحدیث: اگر کوئی شخص جس پر حج فرض ہو چکا ہے لیکن وہ خود کسی بھی مجبوری (بیماری وغیرہ) کی وجہ سے حج نہیں کر سکتا تو اس کو چاہئے کہ وہ اپنی طرف سے کسی دوسرے کو حج کروائے یا کوئی دوسرا اپنی طرف سے اس کے لئے حج کر دے تو یہ جائز ہے اسے "حج بدل" کہتے ہیں لیکن اس کے لیے شرط یہ ہے کہ حج کرنے والے نے پہلے اپنا حج کیا ہوا ہو۔

86- بَابُ مِنْهُ مَا جَآءَ فِي الْحَجِّ عَنِ الْمَيِّتِ

فوت شدہ شخص کی طرف سے حج کرنا

929: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَطَاءٍ. قَالَ: وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَطَاءٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ وَلَمْ تَحُجَّ أَفَأَحُجُّ عَنْهَا؟ قَالَ: "نَعَمْ، حُجِّي عَنْهَا".

بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ، ایک عورت نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو اس نے عرض کیا: میری والدہ فوت ہو گئی ہیں اور انہوں نے حج نہیں کیا، کیا میں ان کی طرف سے حج کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں، اس کی طرف سے حج کرو۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) صحیح ابی داؤد: ۲۵۶۱

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ۱۱۴۹، سنن ابو داود: ۱۶۵۶ و ۲۸۷۷ و ۳۳۰۹، سنن ابن ماجه: ۱۷۵۹ و ۲۳۹۴، سنن النسائی فی الکبری: ۶۳۱۴-۶۳۱۷، مسند احمد: ۲۲۹۵۶

فوائد الحدیث: اگر کسی شخص پر حج فرض ہو گیا تھا لیکن وہ حج کا فریضہ ادا کرنے سے پہلے فوت ہو گیا ہو تو اس کے ورثاء کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس کی طرف سے حج کریں یا پھر کسی دوسرے کو اس کی طرف سے کروائیں، اس کے لیے بھی شرط ہے کہ حج کرنے والے نے پہلے اپنا حج کیا ہوا ہو۔

87- بَابٌ مِنْهُ

باب سابق سے متعلق

930: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَوْسٍ عَنْ أَبِي

سیّدنا ابورزین عقیلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے عرض کیا، اللہ کے

رَزِينٍ الْعُقَيْلِيِّ أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ أَبِي شَيْخٌ كَبِيرٌ لَا يَسْتَطِيعُ الْحَجَّ وَلَا الْعُمْرَةَ وَلَا الظَّعْنَ. قَالَ: حُجَّ عَنْ أَبِيكَ وَاعْتَمِرْ.

رسول! میرے والد بوڑھے شخص ہیں وہ حج اور عمرہ کی استطاعت رکھتے ہیں نہ سواری کی۔ (سواری پر بھی نہیں بیٹھ سکتے) آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے والد کی طرف سے حج کر اور عمرہ کر۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَإِنَّمَا ذُكِرَتِ الْعُمْرَةُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي هَذَا الْحَدِيثِ أَنْ يَعْتَمِرَ الرَّجُلُ عَنْ غَيْرِهِ. وَأَبُو رَزِينٍ الْعُقَيْلِيُّ اسْمُهُ لَقِيطُ بْنُ عَامِرٍ.

اس حدیث میں نبی ﷺ سے عمرہ کا ذکر کیا گیا ہے کہ آدمی کسی دوسرے شخص کی طرف سے عمرہ کرے، ابورزین عقیلی کا نام لقیط بن عامر ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه ابن الجارود: ٥٠٠، ابن خزيمه: ٣٠٤٠، الدارقطني: ٢/٢٨٣

تخريج الحديث: سنن ابو داود: ١٨١٠، سنن ابن ماجه: ٢٩٠٦، سنن النسائي: ٥/١١١ و ١١٧، مسند احمد: ١٦١٨٤، صحيح ابن حبان: ٣٩٩١

فوائد الحديث: حج کی طرح عمرے میں بھی دوسرے کی نیابت ہو سکتی ہے مزید تفصیل کے لیے دیکھئے فوائد حدیث نمبر ۹۲۸۔

88- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعُمْرَةِ أَوَاجِبَةٌ هِيَ أَمْ لَا

کیا عمرہ کرنا واجب ہے یا نہیں؟

931: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّنْعَانِيُّ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ عَنِ الْحَجَّاجِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ عَنِ الْعُمْرَةِ أَوَاجِبَةٌ هِيَ؟ قَالَ: لَا وَأَنْ تَعْتَمِرُوا هُوَ أَفْضَلُ.

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سے عمرے کے بارے میں پوچھا گیا کیا وہ واجب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، اور اگر تم عمرہ کرو تو وہ افضل ہے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهُوَ قَوْلُ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوا: الْعُمْرَةُ لَيْسَتْ بِوَاجِبَةٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ بعض اہل علم کا قول ہے کہ عمرہ واجب نہیں۔

وَكَانَ يُقَالُ هُمَا حَجَّانِ الْحَجُّ الْأَكْبَرُ يَوْمَ النَّحْرِ وَالْحَجُّ الْأَصْغَرُ الْعُمْرَةُ.

یہ کہا جاتا تھا کہ وہ دونوں حج ہیں: حج اکبر قربانی کا دن اور حج اصغر عمرہ۔

وَقَالَ الشَّافِعِيُّ: الْعُمْرَةُ سُنَّةٌ لَا نَعْلَمُ أَحَدًا رَخَّصَ فِي تَرْكِهَا وَلَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ ثَابِتٌ بِأَنَّهَا تَطَوُّعٌ وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِإِسْنَادٍ وَهُوَ ضَعِيفٌ لَا تَقُومُ بِمِثْلِهِ الْحُجَّةُ وَقَدْ بَلَغَنَا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ كَانَ يُوجِبُهَا. قَالَ أَبُو عِيسَى: كُلُّهُ كَلَامُ الشَّافِعِيِّ.

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: عمرہ سنت ہے، ہم کسی کے متعلق نہیں جانتے کہ اس نے اس کے ترک کرنے کے بارے میں رخصت دی ہو، اور اس بارے میں کوئی چیز ثابت نہیں کہ وہ نفل ہے، انہوں نے کہا: نبی ﷺ سے ایسی اسناد سے روایت کیا گیا ہے جو کہ ضعیف ہے اور وہ قابل استدلال نہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے ہمیں معلوم ہوا کہ وہ

اسے واجب قرار دیتے تھے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ سب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) اس میں حجاج بن ارطاۃ ضعیف و مدلس ہے۔ ضعيف الترمذي: ٦١٦

تخریج الحدیث: مسند احمد : ١٤٣٩٧، ابو يعلى: ١٩٣٨، ابن خزيمه: ٣٠٦٨، الحاكم: ٦٣٧/٣

فوائد الحدیث: یہ حدیث ضعیف ہے البتہ مسئلہ یہ ہے کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہے اسے ضرور عمرے کے لیے جانا چاہئے اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک بھی گذشتہ حدیث میں بیان ہوا ہے۔

89- بَابٌ مِنْهُ (دَخَلَتِ الْعُمْرَةُ فِي الْحَجِّ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)

عمرہ قیامت کے دن تک حج میں داخل ہو گیا

932: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "دَخَلَتِ الْعُمْرَةُ فِي الْحَجِّ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ".

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "عمرہ قیامت کے دن تک حج میں داخل ہو گیا ہے۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ.

اس باب میں سراقہ بن مالک بن جعشم اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت حسن ہے۔

وَمَعْنَى هَذَا الْحَدِيثِ أَنْ لَا بَأْسَ بِالْعُمْرَةِ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ. وَهَكَذَا قَالَ: الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ. وَمَعْنَى هَذَا الْحَدِيثِ أَنَّ أَهْلَ الْجَاهِلِيَّةِ كَانُوا لَا يَعْتَمِرُونَ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامُ رَخَّصَ النَّبِيُّ ﷺ فِي ذَلِكَ فَقَالَ: "دَخَلَتِ الْعُمْرَةُ فِي الْحَجِّ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ". يَعْنِي: لَا بَأْسَ بِالْعُمْرَةِ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ.

اس حدیث کا معنی ہے کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں، امام شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ نے اسی طرح کہا ہے، اس حدیث سے مراد یہ ہے۔ کہ دور جاہلیت والے حج کے مہینوں میں عمرہ نہیں کرتے تھے۔ جب اسلام آیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں رخصت دے دی۔ اور فرمایا: "عمرہ قیامت کے دن تک حج میں داخل ہو گیا ہے۔" یعنی حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

وَأَشْهُرُ الْحَجِّ: شَوَّالٌ وَذُو الْقَعْدَةِ وَعَشْرٌ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ لَا يَنْبَغِي لِلرَّجُلِ أَنْ يُهِلَّ بِالْحَجِّ إِلَّا فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ. وَأَشْهُرُ الْحُرُمِ: رَجَبٌ وَذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ. هَكَذَا قَالَ: غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ.

اور حج کے مہینے: شوال، ذوالقعدہ اور ذوالحجہ کے دس دن ہیں، آدمی کو چاہیے کہ وہ صرف حج کے مہینوں میں حج کا احرام باندھے۔ حرمت والے مہینے: رجب، ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے اور ان کے علاوہ دیگر اہل علم نے اسی طرح کہا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح ابى داؤد: ١٥٧١، اخرجه الطبراني في الكبير: ١١١١٧، وعبد بن حميد: ٦٤٤

تخریج الحدیث: مسند احمد : ٢١١٥، ٢٢٨٧ صحيح مسلم: ١٢٤١، وابو داود: ١٧٩٠، سنن النسائي: ١٨١/٥

فوائد الحدیث: پہلے لوگ حج کے سفر میں عمرہ نہیں کرتے تھے یعنی ایک سفر میں صرف ایک عمل ہوتا تھا یا حج کرلیں یا عمرہ۔
حجۃ الوداع کے موقعہ پر بھی آپ ﷺ کے صحابہ نے حج کا احرام باندھا۔ آپ ﷺ راستے میں تھے تو اللہ تعالیٰ نے حج کے ساتھ عمرہ ادا کرنے کی اجازت دے دی یعنی ایک ہی سفر میں دونوں عمل ہوسکتے ہیں۔ تو اس موقعہ پر آپ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کیا یہ حج کے ساتھ عمرہ ادا کرنے کی رخصت صرف ہمیں ہی ہے یا ہمیشہ کے لیے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ اجازت ہمیشہ کے لئے ہے۔
حدیث الباب کا بھی یہی مطلب ہے آج کے بعد حج کے مہینوں میں عمرہ ادا کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

90- بَابُ مَا ذُكِرَ فِي فَضْلِ الْعُمْرَةِ

عمرے کی فضیلت

933: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: "الْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ تُكَفِّرُ مَا بَيْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُورُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةُ".
قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایک عمرے کے بعد دوسرا عمرہ دونوں کی درمیانی مدت کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ اور حج مبرور (نیکیوں والے حج) کا بدلہ محض جنّت ہے۔"
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الدارمي: ١٨٠٢، ابن خزيمه: ٢٥١٣، ابو يعلى: ٦٦٦٠

تخریج الحدیث: صحيح بخارى: ١٧٧٣، صحيح مسلم: ١٣٤٩، سنن ابن ماجه: ٢٨٨٨، سنن النسائي: ١١٢/٥ و ١١٢-١١٣ و ١١٥، مسند احمد : ٧٣٥٤، صحيح ابن حبان: ٣٦٩٥ و ٣٦٩٦، البغوي: ١٨٤٣

فوائد الحدیث: ا۔ ایسا عمرہ جو انسان خالص عقیدہ توحید کے ساتھ سُنّت کے مطابق ادا کرتا ہے تو اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس کے گذشتہ تمام گناہ معاف فرمادیتے ہیں۔ اب انسان کو بھی چاہئے کہ عمرہ کے بعد پھر اپنے آپ میں تبدیلی لائے اور جو گناہ پہلے اس سے سرزد ہوجاتے تھے ان سے مکمل کنارہ کشی کرے۔ اور زیادہ سے زیادہ نیکیاں کمانے کی کوشش کرے۔
۲۔ اسی طرح وہ حج کہ جو خالص عقیدہ توحید کے ساتھ شہرت و ریاکاری اور دنیاوی منفعت کی نیت کے بغیر کیا جائے اس کے بدلے میں بھی اللہ تعالیٰ جنّت عطا فرمادیتے ہیں۔ اللھم اجعلنا منھم

91- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعُمْرَةِ مِنَ التَّنْعِيمِ

مقام تنعیم سے عمرہ

934: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَوْسٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ عَبْدَ

عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ وہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) کو تنعیم سے عمرہ کرائے۔

الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ أَنْ يُعْمِرَ عَائِشَةَ مِنَ التَّنْعِيمِ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ١٨٦٩، البيهقي: ٤/٢٥٧، والحميدي: ٥٦٣

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٧٨٤ و ٢٩٨٥، صحیح مسلم: ١٢١٢، سنن ابو داود: ١٩٩٥، سنن ابن ماجه: ٢٩٩٩، مسند احمد : ١٧٠٥

فوائد الحدیث: ١۔ ام المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حجۃ الوداع کے موقعہ پر حج تمتع کے ارادے سے آئیں لیکن راستے میں حائضہ ہو جانے کی وجہ سے وہ عمرہ ادا نہ کر سکیں، رسول اکرم ﷺ نے انہیں عمرہ چھوڑ دینے اور حج ہی ادا کرنے کا حکم فرمایا۔ جبکہ باقی ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہن نے حج تمتع کیا تو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ دوسری خواتین تو حج اور عمرہ دونوں کر کے واپس جا رہی ہیں جبکہ میں صرف حج ہی کر سکی ہوں تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے اس افسوس اور غم کو ختم کرنے اور ان کے اطمینان کے لیے انہیں "تنعیم" سے عمرہ ادا کرنے کا حکم فرمایا اور آپ کے بھائی سیّدنا عبد الرحمن رضی اللہ عنہ کو ساتھ بھیجا۔

آج بھی اگر کسی محترم خاتون کو ایسی صورت پیش آجائے تو وہ "تنعیم" جس کا دوسرا نام "مسجد عائشہ" بھی ہے سے احرام باندھ کر عمرہ ادا کر سکتی ہے۔ لیکن عمومی طور پر جو لوگ "تنعیم" سے احرام باندھ کر بار بار عمرے کر کے گنتی بڑھانے کی چکر میں ہیں یہ قطعی مناسب نہیں۔ بلکہ بعض لوگ تو عمرے جیسے عظیم عمل کو مذاق بنا کر رکھ دیتے ہیں۔

٢۔ آپ غور فرمائیں کہ رسول اللہ ﷺ خود تشریف فرما ہیں لیکن آپ ﷺ "تنعیم" سے احرام باندھ کر عمرہ ادا نہیں فرماتے، سیّدنا عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما اپنی بہن ام المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ تمام سفر میں رہے انہوں نے عمرہ ادا نہیں کیا۔ اور نہ ہی بعد میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ایسا کوئی عمل ملتا ہے۔ اس لیے جو لوگ مکہ کے باہر سے گئے ہوتے ہیں انہیں چاہئے کہ میقات والے احرام کے ساتھ کیے ہوئے عمرے پر اکتفا کریں اور باقی وقت زیادہ سے زیادہ طواف اور حرم میں دیگر عبادات میں صرف کریں۔

92- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعُمْرَةِ مِنَ الْجِعْرَانَةِ

جعرانہ سے عمرہ

935: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ مُزَاحِمِ بْنِ أَبِي مُزَاحِمٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ مُحَرِّشٍ الْكَعْبِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ "خَرَجَ مِنَ الْجِعْرَانَةِ لَيْلاً مُعْتَمِرًا فَدَخَلَ مَكَّةَ لَيْلاً فَقَضَى عُمْرَتَهُ ثُمَّ خَرَجَ مِنْ لَيْلَتِهِ فَأَصْبَحَ بِالْجِعْرَانَةِ كَبَائِتٍ فَلَمَّا زَالَتِ الشَّمْسُ مِنَ الْغَدِ خَرَجَ مِنْ بَطْنِ سَرِفَ حَتَّى جَاءَ مَعَ الطَّرِيقِ طَرِيقِ جَمْعٍ بِبَطْنِ سَرِفَ فَمِنْ أَجْلِ ذَلِكَ خَفِيَتْ عُمْرَتُهُ عَلَى النَّاسِ".

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَلَا نَعْرِفُ

سیّدنا محرش کعبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کے وقت جعرانہ سے عمرہ کے لیے روانہ ہوئے آپ ﷺ رات کے وقت مکہ میں داخل ہوئے تو عمرہ ادا کیا، پھر رات ہی کو روانہ ہوئے اور رات گزارنے والے شخص کی طرح صبح کے وقت جعرانہ پہنچ گئے، پس جب اگلے روز سورج ڈھل گیا تو آپ ﷺ وادی سرف سے نکلے حتیٰ کہ اس راستے پر پہنچے جہاں وادی سرف میں راستے جمع ہوتے ہیں اسی لیے آپ ﷺ کا یہ عمرہ لوگوں پر مخفی رہا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے، محرش

لِمُحَرِّشٍ الْكَعْبِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ غَيْرَ هَذَا الْحَدِيثِ. کعبی رضی اللہ عنہ کی نبی ﷺ سے صرف یہی حدیث معلوم ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح ابى داؤد: ١٧٤٢، اخرجه الحميدي: ٨٦٣، الدارمي: ١٨٦٨، والبيهقي: ٤/٣٥٧

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٩٩٦، سنن النسائي: ٥/١٩٩-٢٠٠، مسند احمد: ١٥٥١٢ و ١٥٥١٣

فوائد الحدیث: آپ ﷺ ذوالقعدہ آٹھ ہجری کو رات کے وقت "جعرانہ" سے نکلے اور طواف کر کے رات کو ہی واپس آ گئے اور صبح کی نماز آپ ﷺ نے "جعرانہ" میں پڑھائی پھر اگلے دن آپ ﷺ مدینہ منورہ کے لیے روانہ ہو گئے۔ تو اس طرح بعض لوگوں کو آپ ﷺ کے اس عمرے کی خبر نہ ہو سکی۔

93- بَابُ مَا جَاءَ فِي عُمْرَةِ رَجَبٍ

رجب میں عمرہ کرنا

936: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ: سُئِلَ ابْنُ عُمَرَ فِي أَيِّ شَهْرٍ اعْتَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالَ: فِي رَجَبٍ. قَالَ: فَقَالَتْ عَائِشَةُ: مَا اعْتَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَّا وَهُوَ مَعَهُ تَعْنِي: ابْنَ عُمَرَ وَمَا اعْتَمَرَ فِي شَهْرِ رَجَبٍ قَطُّ.

عروہ رحمہ اللہ نے بیان کیا: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کس مہینے میں عمرہ کیا؟ تو انہوں نے فرمایا: رجب میں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے جو بھی عمرہ کیا تو وہ، یعنی ابن عمر رضی اللہ عنہما، آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ اور آپ ﷺ نے رجب میں کبھی کوئی عمرہ نہیں کیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔

سَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ.

میں نے امام بخاری رحمہ اللہ سے سنا: حبیب بن ابی ثابت نے عروہ بن زبیر سے نہیں سنا۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه البيهقي: ٥/١١، انظر تحفة الاشراف: ٧٣٢١

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٢٩٩٨، ورواه صحيح بخارى: ١٧٧٦، صحيح مسلم: ١٢٥٥و ٢١٩،
مسند احمد: ٥٤١٦

937: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اعْتَمَرَ أَرْبَعًا إِحْدَاهُنَّ فِي رَجَبٍ.

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے چار عمرے کیے ان میں سے ایک رجب میں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: یہ حدیث غریب حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن خزيمه: ٣٠٧٠، الطحاوي في شرح المعاني: ٢/١٥٠، البيهقي: ٥/١٠
تخریج الحدیث: صحيح بخارى: ١٧٧٥، صحيح مسلم: ١٢٥٥، ٢٢٠، سنن النسائى فى الكبرى: ٤٢١٧، ٤٢٢٢،
مسند احمد: ٦١٢٦، و ٦٢٤٢ و ٦٤٣٠، صحيح ابن حبان: ٣٩٤٥

فوائد الحدیث: رسول اللہ ﷺ نے چار عمرے کیے جن میں تین ذوالقعدہ میں اور ایک ذوالحجہ میں، تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۸۱۶ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔ اس لیے رجب میں آپ ﷺ نے کوئی عمرہ نہیں کیا جیسا کہ ام المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے صراحت فرمائی۔

94- بَابُ مَا جَاءَ فِي عُمْرَةِ ذِي الْقَعْدَةِ

ذوالقعدہ میں عمرہ

938: حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ هُوَ السَّلُولِيُّ الْكُوفِيُّ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "اعْتَمَرَ فِي ذِي الْقَعْدَةِ".

سیّدنا براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ذوالقعدہ میں عمرہ کیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

اور اس باب میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابو يعلى: ١٦٦٠، انظر تحفة الاشراف رقم حديث: ١٨٠٣

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ١٧٨١، مسند احمد : ١٨٦٣٥، صحيح ابن حبان: ٤٨٧٣

فوائد الحدیث: تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۸۱۶ کے فوائد دیکھیں۔

95- بَابُ مَا جَاءَ فِي عُمْرَةِ رَمَضَانَ

رمضان میں عمرہ

939: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ أُمِّ مَعْقِلٍ عَنْ أُمِّ مَعْقِلٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "عُمْرَةٌ فِي رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً".

سیّدہ ام معقل رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: "رمضان میں ایک عمرہ ایک حج کے برابر ہے۔"

وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَجَابِرٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَنَسٍ وَوَهْبِ بْنِ خَنْبَشٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَيُقَالُ هَرَمُ بْنُ خَنْبَشٍ. قَالَ: بَيَانٌ وَجَابِرٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ وَهْبِ بْنِ خَنْبَشٍ. وَقَالَ دَاوُدُ الْأَوْدِيُّ: عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ هَرَمِ بْنِ خَنْبَشٍ. وَوَهْبٌ أَصَحُّ.

اس باب میں ابن عباس، جابر، ابوہریرہ، انس اور وہب بن خنبش رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔ امام ترمذی نے کہا: ہرم بن خنبش بھی کہا جاتا ہے۔ بیان اور جابر نے شعبی عن وہب بن خنبش سے روایت کیا ہے اور داؤد اودی نے شعبی سے ہرم بن خنبش بیان کیا ہے جبکہ وہب زیادہ صحیح ہے۔

وَحَدِيثُ أُمِّ مَعْقِلٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

ام معقل رضی اللہ عنہا کی روایت اس طریق سے حسن غریب ہے۔

وَقَالَ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ قَدْ ثَبَتَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ عُمْرَةً فِي

امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ نے فرمایا: نبی ﷺ سے ثابت ہے

رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً.

کہ ”رمضان میں ایک عمرہ ایک حج کے برابر ہے۔“

قَالَ إِسْحَاقُ: مَعْنَى هَذَا الْحَدِيثِ مِثْلُ مَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ مَنْ قَرَأَ ﴿قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ﴾ فَقَدْ قَرَأَ ثُلُثَ الْقُرْآنِ.

امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس حدیث کا معنی بھی اسی حدیث کے مثل ہے جو نبی ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے سورۂ الاخلاص پڑھی تو اس نے ایک تہائی قرآن پڑھا۔“

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الطبراني في الكبير: ٣٦٥/٢٥، ٣٧٢، ٣٧٣

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٩٨٨، مسند احمد: ٦، ٢٧١.

فوائد الحدیث: رمضان المبارک میں جس طرح دیگر اعمال صالحہ نماز، تلاوت، اذکار، صدقہ خیرات وغیرہ کا اجر باقی دنوں کی بہ نسبت ستر گنا بڑھ جاتا ہے۔ اسی طرح رمضان المبارک میں کیا ہوا عمرہ بھی اجر و ثواب میں حج کے برابر ہوتا ہے، لیکن اس سے فریضہ حج ادا نہیں ہوتا۔

96- بَابُ مَا جَاءَ فِي الَّذِي يُهِلُّ بِالْحَجِّ فَيُكْسَرُ أَوْ يَعْرُجُ

جو شخص حج کا احرام باندھے اور اس کا کوئی عضو ٹوٹ جائے یا وہ لنگڑا ہو جائے

940: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ الصَّوَّافُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي الْحَجَّاجُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ "مَنْ كُسِرَ أَوْ عَرِجَ فَقَدْ حَلَّ وَعَلَيْهِ حَجَّةٌ أُخْرَى". فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِأَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَا صَدَقَ.

حجاج بن عمرو نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”(حج کا احرام باندھنے کے بعد) جس شخص کا کوئی عضو ٹوٹ جائے یا وہ لنگڑا ہو جائے تو اس کا احرام کھل گیا اور اس پر دوسرا حج کرنا واجب ہے۔“ پس میں نے اس کا ابو ہریرہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ذکر کیا تو ان دونوں نے فرمایا: اس نے سچ کہا ہے۔

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيُّ عَنِ الْحَجَّاجِ مِثْلَهُ. قَالَ: وَسَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُهُ.

اسحاق بن منصور نے بیان کیا: انہوں نے کہا: محمد بن عبداللہ انصاری نے حجاج سے اسی مثل روایت کیا۔ اور انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. هَكَذَا رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الْحَجَّاجِ الصَّوَّافِ نَحْوَ هَذَا الْحَدِيثِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ اسے کئی ایک نے حجاج الصواف سے اس حدیث کے مانند روایت کیا ہے۔

وَرَوَى مَعْمَرٌ وَمُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَّامٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ رَافِعٍ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ هَذَا الْحَدِيثَ.

معمر اور معاویہ بن سلام نے اس حدیث کو یحییٰ بن ابی کثیر عن عکرمہ عن عبداللہ بن رافع عن حجاج بن عمرو کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کیا۔

وَحَجَّاجٌ الصَّوَّافُ لَمْ يَذْكُرْ فِي حَدِيثِهِ عَبْدَ اللهِ بْنَ رَافِعٍ. وَحَجَّاجٌ ثِقَةٌ حَافِظٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ. وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا

حجاج صواف نے اپنی حدیث میں عبداللہ بن رافع کا ذکر نہیں

يَقُولُ: رِوَايَةُ مَعْمَرٍ وَمُعَاوِيَةَ بْنِ سَلاَّمٍ أَصَحُّ.

کیا۔ حجاج محدثین کے نزدیک ثقہ حافظ ہیں۔ اور میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو بیان کرتے ہوئے سنا۔ وہ فرماتے تھے کہ معمر اور معاویہ بن سلام کی روایت زیادہ صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَافِعٍ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ١٠٩٠١، الدارقطني: ٢/٢٧٧، الحاكم: ١/٤٨٣، والبيهقي: ٥/٢٢٠

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٨٦٢ و ١٨٦٣۔ سنن ابن ماجه: ٣٠٧٧ و ٣٠٧٨، سنن النسائي: ٥/١٩٨-١٩٩، مسند احمد: ١٥٧٣١، مشكل الآثار: ٦١٥-٦١٧

فوائد الحدیث: اگر کوئی شخص حج یا عمرے کے لیے نکلا لیکن راستے میں رکاوٹ آگئی، کسی دشمن کی وجہ سے یا بیماری کے سبب یا ٹانگ وغیرہ ٹوٹ گئی کہ جس کی وجہ سے وہ سفر جاری نہیں رکھ سکتا تو اگر اس کے پاس قربانی ہے اور وہ قربانی مکہ پہنچ سکتی ہے تو وہاں بھیج دے بصورت دیگر وہی ذبح کر دے اور احرام کھول دے۔

حج اور عمرہ اگر فرض تھا تو آئندہ استطاعت ہونے کی صورت میں ادا کرے صلح حدیبیہ کا واقعہ اس کی واضح دلیل ہے۔ جو لوگ سمجھتے ہیں کہ قربانی مکہ بھیج کر اس کے ذبح ہونے کا انتظار کرے پھر حلال ہو تو یہ محض تکلّف ہے۔

97- بَابُ مَا جَاءَ فِي الاِشْتِرَاطِ فِي الْحَجِّ

حج میں شرط قائم کرنا

941: حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ عَوَّامٍ عَنْ هِلاَلِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ ضُبَاعَةَ بِنْتَ الزُّبَيْرِ أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّي أُرِيدُ الْحَجَّ أَفَأَشْتَرِطُ قَالَ نَعَمْ. قَالَتْ: كَيْفَ أَقُولُ؟ قَالَ: قُولِي "لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ مَحِلِّي مِنَ الأَرْضِ حَيْثُ تَحْبِسُنِي".

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ضباعہ بنت زبیر رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو عرض کیا، اللہ کے رسول! میں حج کرنا چاہتی ہوں، کیا میں شرط قائم کر لوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں"۔ انہوں نے عرض کیا: میں کس طرح کہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "کہو: میں حاضر ہوں، اے اللہ! میں حاضر ہوں، میں وہیں احرام کھول دوں گی جہاں تو مجھے روک لے گا۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَأَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ وَعَائِشَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا جابر، اسماء بنت ابی بکر اور عائشہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ: يَرَوْنَ الاِشْتِرَاطَ فِي الْحَجِّ وَيَقُولُونَ: إِنِ اشْتَرَطَ فَعَرَضَ لَهُ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح ہے۔ بعض اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔ وہ حج میں شرط قائم کر لینے کا موقف رکھتے ہیں اور وہ کہتے ہیں: اگر وہ شرط قائم کر لے

مَرَضٌ أَوْ عُذْرٌ فَلَهُ أَنْ يَحِلَّ وَيَخْرُجَ مِنْ إِحْرَامِهِ. وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.

اور اسے کوئی مرض لاحق ہو جائے یا کوئی عذر پیش ہو جائے تو وہ احرام کھول دے اور احرام (کی پابندیوں) سے نکل آئے۔ یہ امام شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا موقف ہے۔

وَلَمْ يَرَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ الإِشْتِرَاطَ فِي الْحَجِّ وَقَالُوا: إِنِ اشْتَرَطَ فَلَيْسَ لَهُ أَنْ يَخْرُجَ مِنْ إِحْرَامِهِ. وَيَرَوْنَهُ كَمَنْ لَمْ يَشْتَرِطْ.

جبکہ بعض اہل علم حج میں شرط قائم کرنے کا موقف نہیں رکھتے اور وہ کہتے ہیں: اگر وہ شرط قائم کر لے تو اسے احرام سے نکلنے کا کوئی حق حاصل نہیں اور وہ اسے اسی شخص کی طرح سمجھتے ہیں جس نے شرط قائم نہ کی ہو۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الدارمي: ١٨١٨، ابن الجارود: ٤١٩، ابو يعلى: ٢٤٨٠، الدارقطني: ٢١٩/٢

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٢٠٨، سنن ابو داود: ١٧٧٦، سنن ابن ماجه: ٢٩٣٨، سنن النسائي: ١٦٧/٥-١٦٨، مسند احمد: ٣٠٥٣، و ٣١١٧ و ٣٣٠٢، صحيح ابن حبان: ٣٧٧٥

فوائد الحدیث: ١۔ اگر کسی شخص کو خطرہ ہو کہ حج اور عمرے کے سفر میں کوئی ایسی رکاوٹ پیش آجائے گی کہ میں مکے پہنچ کر "مناسک" ادا نہیں کر سکوں گا تو پھر احرام باندھتے وقت اگر شرط لگا لے تو جائز ہے جیسا کہ حدیث الباب میں صراحت ہے۔ جو لوگ شرط کا انکار کرتے ہیں یا اس کے لیے تاویل وغیرہ کرتے ہیں صریح حدیث کے مقابلے میں ان کی آراء کی کوئی حیثیت نہیں۔

٢۔ اگر بغیر شرط کے احرام باندھا پھر رکاوٹ آگئی تو کیا کرنا چاہئے اس کے لیے حدیث نمبر ٩٤٠ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

98- بَابٌ مِنْهُ

سابقہ مسائل سے متعلق

942: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنِي مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ كَانَ يُنْكِرُ الإِشْتِرَاطَ فِي الْحَجِّ وَيَقُولُ أَلَيْسَ حَسْبُكُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ ﷺ؟

سالم رحمہ اللہ نے اپنے والد سے روایت کیا کہ وہ حج میں شرط قائم کرنے پر اعتراض کرتے تھے، اور وہ کہتے تھے: کیا تمہارے لیے تمہارے نبی ﷺ کی سنت کافی نہیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الدارقطني: ٢٣٤/٢، البيهقي: ٢٢٣/٥

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ١٨١٠، سنن النسائي: ١٦٩/٥، مسند احمد: ٤٨٨١، شرح المشكل: ٥٩١٥ و ٥٩١٦

فوائد الحدیث: ١۔ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا خیال تھا کہ جب رسول اللہ ﷺ کا حدیبیہ کے موقعہ پر عمل موجود ہے جو ہمارے لیے سنت اور حجت ہے تو پھر شرط لگانے کی ضرورت نہیں۔

٢۔ لیکن شرط لگانا حدیث سے ثابت ہے، معلوم ہوتا ہے کہ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو سیّدہ ضباعہ بنت زبیر والی روایت معلوم نہ ہو سکی۔ واللہ اعلم

99- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَرْأَةِ تَحِيضُ بَعْدَ الإِفَاضَةِ

جس عورت کو طواف افاضہ کے بعد حیض آجائے

943: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ ذَكَرْتُ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ "أَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ حَاضَتْ فِي أَيَّامِ مِنًى. فَقَالَ أَحَابِسَتُنَا هِيَ. قَالُوا: إِنَّهَا قَدْ أَفَاضَتْ. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: فَلَا إِذًا".

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا گیا کہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کو ایام حج میں حیض آگیا ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا وہ ہمیں (روانگی سے) روک دے گی؟" انہوں نے عرض کیا: کہ اس نے طواف افاضہ کر لیا تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تب کوئی (رکاوٹ) نہیں۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ.

اس باب میں ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کی بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ: "أَنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا طَافَتْ طَوَافَ الزِّيَارَةِ ثُمَّ حَاضَتْ فَإِنَّهَا تَنْفِرُ وَلَيْسَ عَلَيْهَا شَيْءٌ". وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِيِّ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت حسن صحیح ہے۔ اہل علم کا اس پر عمل ہے کہ عورت جب طواف افاضہ کرلے اور پھر اسے حیض آجائے تو وہ روانہ ہو سکتی ہے اس کے ذمے کچھ بھی نہیں۔ یہ ثوری، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا قول ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه مالك: ١٤٣٤، الحميدي: ٢٠٢، البيهقي: ٥/١٦٢، والبغوي: ١٩٧٤

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۳۲۸، صحیح مسلم: ۱۲۱۱، سنن ابو داود: ۲۰۰۳، سنن ابن ماجه: ۳۰۷۲ و ۳۰۷۳، مسند احمد: ۲۴۱۱۳، صحیح ابن حبان: ۳۹۰۲

944: حَدَّثَنَا أَبُو عَمَّارٍ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: "مَنْ حَجَّ الْبَيْتَ فَلْيَكُنْ آخِرُ عَهْدِهِ بِالْبَيْتِ إِلَّا الْحُيَّضَ وَرَخَّصَ لَهُنَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ".

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جو شخص بیت اللہ کا حج کرے تو وہ (روانگی سے پہلے) آخری وقت بیت اللہ کے پاس (طواف میں) گزارے سوائے حیض والی عورتوں کے، رسول اللہ ﷺ نے انہیں رخصت دی ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح ہے۔ اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) الاواء: ٤/٢٨٩، اخرجه الطبراني في الكبير: ١٣٣٩٣، والحاكم: ١/٤٦٩

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ۳۰۷۱، سنن النسائی فی الکبری: ٤١٩٦، صحیح ابن حبان: ۳۸۹۹

فوائد الحدیث: ۱۔ حجاج کرام، مرد ہوں یا عورت مناسک حج سے فارغ ہو کر جب اپنے شہر کو لوٹتے ہیں تو مکہ مکرمہ میں ان کا آخری عمل بیت اللہ کا طواف ہے یہ "طواف وداع" کہلاتا ہے۔

اگر کسی عورت کو "طواف وداع" سے پہلے حیض آجائے اور وہ طواف افاضہ یا زیارت کر چکی ہے تو وہ "طواف وداع" کیے بغیر واپس جا سکتی ہے۔

۲۔ اگر کسی عورت نے طواف افاضہ نہیں کیا تو وہ انتظار کرے جب حیض سے پاک ہو تو طواف افاضہ کر کے واپس ہو۔

۳۔ اگر اس کا انتظار کرنا بھی ممکن نہ ہو جیسا کہ آجکل دوسرے ممالک سے آنے والے حجاج کے لیے ویزے اور ٹکٹ وغیرہ کی تاریخ کی پابندی ہے تو ایسی صورت میں وہ حیض کی حالت میں ہی طواف افاضہ کرے تاکہ اس کے ارکان حج مکمل ہو سکیں اور یہ اضطراری حالت ہے کیونکہ حیض کے ایام اس کے اختیار میں نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ (البقرہ:۱۷۳)

100- بَابُ مَا جَاءَ مَا تَقْضِي الْحَائِضُ مِنَ الْمَنَاسِكِ

حیض والی عورت کون سے مناسک حج ادا کرے

945: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عَنْ جَابِرٍ وَهُوَ ابْنُ يَزِيدَ الْجُعْفِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: حِضْتُ فَأَمَرَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ أَقْضِيَ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا إِلَّا الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ.

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: مجھے حیض آگیا تو نبی ﷺ نے مجھے حکم فرمایا کہ میں بیت اللہ کے طواف کے علاوہ تمام مناسک ادا کروں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: الْعَمَلُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ: أَنَّ الْحَائِضَ تَقْضِي الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا مَا خَلَا الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ. وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ عَائِشَةَ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ أَيْضًا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اہل علم کا اس حدیث پر عمل ہے کہ حیض والی عورت بیت اللہ کے طواف کے علاوہ باقی سارے مناسک ادا کرے گی۔ یہ حدیث سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس طریق کے علاوہ بھی روایت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اس کی سند جابر الجعفی کی وجہ سے ضعیف ہے لیکن یہ حدیث صحیح ہے۔

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۲۹٤، صحیح مسلم: ۱۲۱۱، ۱۱۹، و ۱۲۰، و ۱۲۱،سنن ابو داود: ۱۷۸۲، سنن ابن ماجه: ۲۹٦۳، سنن النسائی: ۱/۱۵۳-۱۵٤ و ۵/۱۵٦، مسند احمد: ۲٤۱۰۹ و ۲۵۰۵۵، صحیح ابن حبان: ۳۸۳٤

945م: حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ شُجَاعٍ الْجَزَرِيُّ عَنْ خُصَيْفٍ عَنْ عِكْرِمَةَ وَمُجَاهِدٍ وَعَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَفَعَ الْحَدِيثَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ "أَنَّ النُّفَسَاءَ وَالْحَائِضَ تَغْتَسِلُ وَتُحْرِمُ وَتَقْضِي الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفَ بِالْبَيْتِ حَتَّى تَطْهُرَ".

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے مرفوع روایت کیا، کہ نفاس و حیض والی خاتون غسل کر کے احرام باندھ لے اور وہ تمام مناسک ادا کرے سوائے اس کے کہ وہ بیت اللہ کا طواف نہ کرے حتیٰ کہ وہ (حیض و نفاس سے) پاک ہو جائے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس طریق سے حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) صحیح ابی داؤد: ۱۵۳۱، ۱۸۱۸۔ بعض کہتے ہیں اس میں خصیف راوی ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ۱۷٤٤، مسند احمد : ۳٤۳۵

فوائد الحدیث: ۱۔ حیض یا نفاس والی عورت غسل کر کے احرام باندھ لے مکہ پہنچ کر طواف قدوم نہ کرے بلکہ منیٰ، عرفات، اور مزدلفہ اور پھر منیٰ میں یوم النحر اور ایام تشریق کے مناسک حج ادا کرے۔

جب حیض یا نفاس سے پاک ہو جائے تو طواف افاضہ کر کے مناسک حج مکمل کرے۔

۲۔ اب چونکہ صفا، مروہ مسجد حرام کے اندر آگئی ہیں اس لیے اب ان کی ''سعی'' بھی نہیں کر سکتی صفا، مروہ کی سعی بھی طواف افاضہ کے ساتھ کرے گی۔

101- بَابُ مَا جَاءَ مَنْ حَجَّ أَوِ اعْتَمَرَ فَلْيَكُنْ آخِرُ عَهْدِهِ بِالْبَيْتِ

جو شخص حج یا عمرہ کرے تو وہ (روانگی سے پہلے) اپنا آخری وقت بیت اللہ کے پاس (طواف میں) گزارے

946: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ أَرْطَاةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْبَيْلَمَانِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَوْسٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: مَنْ حَجَّ هٰذَا الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلْيَكُنْ آخِرُ عَهْدِهِ بِالْبَيْتِ. فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: خَرَرْتَ مِنْ يَدَيْكَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَلَمْ تُخْبِرْنَا بِهِ.

حارث بن عبداللہ بن اوس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جو شخص بیت اللہ کا حج کرے یا عمرہ کرے تو (روانگی سے پہلے) اس کا آخری وقت بیت اللہ کے پاس (طواف میں) گزرے۔''

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: تُو اپنے ہاتھوں سے گر پڑے (تم نے برا کیا) تم نے اسے رسول اللہ ﷺ سے سنا اور اس کے متعلق ہمیں بتایا ہی نہیں؟

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

اس باب میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَوْسٍ حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حارث بن عبداللہ بن اوس رضی اللہ عنہ کی روایت غریب ہے۔

وَهٰكَذَا رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ أَرْطَاةَ مِثْلَ هٰذَا وَقَدْ خُولِفَ الْحَجَّاجُ فِي بَعْضِ هٰذَا الْإِسْنَادِ.

اسی طرح کئی ایک نے حجاج بن ارطاۃ سے اس کے مثل روایت کیا جبکہ بعض اسناد میں حجاج کی مخالف کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (منکر بِهٰذَا اللَّفْظِ. صَحَّ بِمَعْنَاهُ دُوْنَ قَوْلِهِ: ((أَوِ اعْتَمَرَ))) صحیح ابی داؤد: ۱۷٤۹، الضعیفة: ٤۵۸۵۔ ''اَوِ اعْتَمَرَ'' کے الفاظ کے علاوہ معنوی طور پر حدیث صحیح ہے۔ اس میں حجاج بن ارطاۃ ضعیف ہے۔ ابوداؤد: ۲۰۰۴، اس سے کفایت کرتی ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد : ۱۵٤٤۱ و ۱۵٤٤۰، ۱۵٤٤۲ سنن ابو داود: ۲۰۰٤

فوائد الحدیث: حج اور عمرہ کرنے کے لیے مکہ جانے والا، مکے سے واپس اپنے شہر جانے کے لیے مکہ مکرمہ سے نکلتے ہوئے آخری عمل بیت اللہ کا طواف کرے گا، یہ ''طواف وداع'' ہے۔

102- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْقَارِنَ يَطُوفُ طَوَافًا وَاحِدًا

حج قران کرنے والا ایک طواف کرے گا

947: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْحَجَّاجِ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ "قَرَنَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَطَافَ لَهُمَا طَوَافًا وَاحِدًا".

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ جَابِرٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ قَالُوا: الْقَارِنُ يَطُوفُ طَوَافًا وَاحِدًا. وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ. وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ يَطُوفُ طَوَافَيْنِ وَيَسْعَى سَعْيَيْنِ. وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِيِّ وَأَهْلِ الْكُوفَةِ.

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حج اور عمرہ کو ملا لیا (یعنی حج قران کیا) تو آپ ﷺ نے ان دونوں کے لیے ایک طواف کیا۔

اس باب میں ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کی روایت حسن ہے۔ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اہل علم اور دیگر حضرات کا اس پر عمل ہے انہوں نے کہا: حج قران کرنے والا ایک ہی طواف کرے گا۔ یہ امام شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا قول ہے۔ جبکہ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے بعض حضرات نے فرمایا: وہ دو طواف (قدوم اور افاضہ) کرے گا اور دو سعی کرے گا۔ یہ امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور اہل کوفہ کا قول ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابو يعلى: ٢٠١٢، الدارقطني: ٢/٢٦١، والبيهقي: ٥/١٠٦

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٢١٥، سنن ابو داود: ١٨٩٥، سنن ابن ماجه: ٢٩٧٣، سنن النسائي: ٥/٢٢٦ و ٢٤٤، مسند احمد: ١٤٤١٤، صحيح ابن حبان: ٣٨١٩ و ٣٩١٤

948: حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ أَسْلَمَ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ "مَنْ أَحْرَمَ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ أَجْزَأَهُ طَوَافٌ وَاحِدٌ وَسَعْيٌ وَاحِدٌ عَنْهُمَا حَتَّى يَحِلَّ مِنْهُمَا جَمِيعًا".

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ. تَفَرَّدَ بِهِ الدَّرَاوَرْدِيُّ عَلَى ذَلِكَ اللَّفْظِ. وَقَدْ رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَلَمْ يَرْفَعُوهُ. وَهُوَ أَصَحُّ.

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص حج اور عمرہ کا احرام باندھے تو اس کے لیے ان دونوں سے ایک طواف اور ایک سعی کافی ہے حتیٰ کہ وہ ان دونوں سے اکھٹے احرام کھول دے۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ ان الفاظ پر دراوردی کا تفرد ہے۔ کئی ایک نے اسے عبید اللہ بن عمر سے روایت کیا اور انہوں نے اسے مرفوع روایت نہیں کہا۔ اور یہ زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الدارمي: ١٨٥١، ابن الجارود: ٤٦٠، ابن خزيمه: ٢٧٤٥، والبيهقي: ٥/١٠٧

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٢٩٧٥، مسند احمد: ٥٣٥٠، صحيح ابن حبان: ٣٩١٥ و ٣٩١٦

فوائد الحدیث: ۱۔حج قران کرنے والے کے لیے دو طواف اور ایک سعی ہے خواہ وہ سعی طواف قدوم کے ساتھ کرے یا طواف زیارت کے ساتھ۔

۲۔حدیث الباب میں طواف واحد سے مراد صفا مروہ کی سعی ہے۔

۳۔حج تمتع کرنے والے کے لیے دو طواف ایک عمرے کا اور ایک حج کا اور دو ہی سعی لازمی ہیں۔یعنی وہ طواف قدوم (جو عمرے کے لیے ہے) اس کے ساتھ بھی سعی کرے گا اور طواف زیارت (جو حج کا طواف ہے) اس کے ساتھ بھی سعی کرے گا۔

103- بَابُ مَا جَاءَ أَنْ يَمْكُثَ الْمُهَاجِرُ بِمَكَّةَ بَعْدَ الصَّدَرِ ثَلَاثًا

مہاجر منیٰ سے لوٹنے کے بعد مکہ میں تین دن قیام کرے

949: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حُمَيْدٍ سَمِعَ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَضْرَمِيِّ يَعْنِي: مَرْفُوعًا قَالَ: يَمْكُثُ الْمُهَاجِرُ بَعْدَ قَضَاءِ نُسُكِهِ بِمَكَّةَ ثَلَاثًا.

علاء بن حضرمی مرفوعاً بیان کرتے ہیں: مہاجر شخص مناسک حج ادا کرنے کے بعد مکہ میں تین دن قیام کرے گا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ بِهَذَا الإِسْنَادِ مَرْفُوعًا.

اور یہ کئی طرق سے ان اسناد سے مرفوع روایت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ١٥١٩، الطبراني في الكبير: ١٨/١٦٩، والبيهقي: ٣/١٤٧

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۳۹۳۳، صحیح مسلم: ۱۳۵۲، سنن ابو داود: ۲۰۲۲، سنن ابن ماجه: ۱۰۷۳، سنن النسائی: ۳/۱۲۱-۱۲۲ و ۱۲۲، مسند احمد: ۱۸۹۸۵، صحیح ابن حبان: ۳۹۰۶

فوائد الحدیث: یعنی جو لوگ مکے سے ہجرت کر چکے ہیں اب صرف مناسک حج ادا کرنے کے لیے مکہ آئے ہیں وہ دوبارہ مکہ میں مستقل اقامت اختیار نہیں کر سکتے البتہ مناسک حج کی ادائیگی کے بعد انہیں تین دن تک مکہ مکرمہ میں ٹھہرنے کی اجازت ہے۔

104- بَابُ مَا جَاءَ مَا يَقُولُ عِنْدَ الْقُفُولِ مِنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ

حج اور عمرہ سے لوٹتے وقت کی دعا

950: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ "إِذَا قَفَلَ مِنْ غَزْوَةٍ أَوْ حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ فَعَلَا فَدْفَدًا مِنَ الأَرْضِ أَوْ شَرَفًا كَبَّرَ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ آئِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ سَائِحُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ صَدَقَ اللهُ وَعْدَهُ

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: نبی ﷺ جب کسی غزوہ سے یا حج یا عمرہ سے لوٹتے تھے تو آپ ﷺ کسی بلند زمین پر یا کسی اونچی جگہ پر چڑھتے تھے تو آپ ﷺ تین بار اللہ اکبر کہتے تھے، پھر یہ دعا پڑھتے تھے: "لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ آئِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ سَائِحُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ صَدَقَ اللهُ وَعْدَهُ

وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ".

وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ" "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے بادشاہت ہے اور اسی کے لیے ہر قسم کی تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ہم لوٹنے والے ہیں۔ رجوع کرنے والے ہیں، اپنے رب کی عبادت کرنے والے اور حمد بیان کرنے والے ہیں، اللہ نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا، اپنے بندے کی مدد فرمائی اور اس اکیلے نے تمام لشکروں (اتحادیوں) کو شکست دی۔"

وَفِي الْبَابِ عَنِ الْبَرَاءِ وَأَنَسٍ وَجَابِرٍ.

اس باب میں براء، انس اور جابر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) صحیح ابی داؤد: ٢٤٧٥، اخرجه ابن أبي شيبة: ٥١٩/١٢، والبيهقي: ٢٠٩/٥

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٧٩٧، صحیح مسلم: ١٣٤٤، سنن ابو داود: ٢٧٧٠، عمل اليوم والليلة للنسائي: ٥٣٩ و ٥٤٠، مسند احمد: ٤٤٩٦، صحیح ابن حبان: ٢٧٠٧

فوائد الحدیث: رسول اللہ ﷺ سے مختلف مواقع پر مختلف دعائیں منقول ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا، تسبیح و تکبیر اور آپ ﷺ کی بندگی کا اظہار ہے۔ اسی طرح جب آپ ﷺ کسی بھی سفر سے واپس تشریف لاتے تو یہ دعا پڑھتے (جو کہ متن میں منقول ہے) اور عمرہ بھی ایک سفر ہے اس لیے آپ ﷺ عمرہ کے سفر کی واپسی پر بھی یہی دعا پڑھتے تھے۔

105- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُحْرِمِ يَمُوتُ فِي إِحْرَامِهِ

جو احرام والا شخص اپنے احرام میں فوت ہو جائے

951: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ فَرَأَى رَجُلاً قَدْ سَقَطَ عَنْ بَعِيرِهِ فَوُقِصَ فَمَاتَ وَهُوَ مُحْرِمٌ. فَقَالَ: رَسُولُ اللهِ ﷺ "اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْهِ وَلَا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُهِلُّ أَوْ يُلَبِّي".

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہم ایک سفر میں نبی ﷺ کے ساتھ تھے تو آپ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ اپنے اونٹ سے گر پڑا تو اس کی گردن ٹوٹ گئی اور وہ حالت احرام ہی میں فوت ہو گیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اسے پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ غسل دو، اس کے دو کپڑوں میں اسے کفن دو اور اس کے سر کو نہ ڈھانپو، کیونکہ وہ قیامت کے دن تلبیہ پکارتا ہی اٹھایا جائے گا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَهُوَ قَوْلُ

بعض اہل علم کا اس پر عمل ہے، اور یہ سفیان ثوری، شافعی،

سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ. وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: إِذَا مَاتَ الْمُحْرِمُ انْقَطَعَ إِحْرَامُهُ وَيُصْنَعُ بِهِ كَمَا يُصْنَعُ بِغَيْرِ الْمُحْرِمِ.

احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا موقف ہے۔ بعض اہل علم نے کہا: جب احرام والا فوت ہو جائے تو اس کا احرام منقطع ہو جاتا ہے اور اس کے ساتھ اسی طرح (تجہیز و تکفین کا عمل) کیا جائے گا جس طرح اس شخص کے ساتھ کیا جائے گا جو احرام والا نہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابو يعلى: ٢٣٣٧، ابن الجارود: ٥٠٦، والبيهقي: ٣٠٩/٣

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٢٦٥، صحیح مسلم: ١٢٠٦، سنن ابو داود: ٣٢٣٨-٣٢٤١، سنن ابن ماجه: ٣٠٨٤، سنن النسائی: ٣٩/٤ و ١٤٤/٥-١٤٥ و ١٩٥ و ١٩٦ و ١٩٧، مسند احمد: ١٨٥، صحیح ابن حبان: ٣٩٥٨

فوائد الحدیث: ١۔ مُحرِم (احرام والا) آدمی اگر احرام کی حالت میں فوت ہو جائے تو مرنے کے بعد بھی اس کا احرام باقی رہتا ہے لہذا اسے انہی احرام والی دو چادروں میں کفن دیا جائے گا نہ تو اس کا سر ڈھانپا جائے گا اور نہ ہی اسے خوشبو لگائی جائے گی۔

٢۔ سبحان اللہ یہ کیسا خوش نصیب ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور جا رہا ہوگا اور کہہ رہا ہوگا۔ لبیك اللهم لبیك لاشریك لك لبیك۔

لیکن یاد رکھئے یہ سعادت صرف اسے حاصل ہوگی جو عقیدہ توحید کا حامل ہوگا اگر کفر و شرک والا عقیدہ رکھ کر یہ کلمات رسماً ادا کرنے والا ہو تو پھر اسے یہ سعادت حاصل نہیں ہوگی۔ کیونکہ مشرک کے جب سارے اعمال ضائع ہیں تو اس کا احرام اور تلبیہ والا عمل بھی باطل ہو جائے گا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

106- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُحْرِمِ يَشْتَكِي عَيْنَهُ فَيَضْمِدُهَا بِالصَّبِرِ

احرام والے کی آنکھ دکھتی ہو تو وہ ایلوے کا لیپ کر لے

952: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ مَعْمَرٍ اشْتَكَى عَيْنَيْهِ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَسَأَلَ أَبَانَ بْنَ عُثْمَانَ فَقَالَ: اضْمِدْهُمَا بِالصَّبِرِ فَإِنِّي سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ يَذْكُرُهَا عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَقُولُ: "اضْمِدْهُمَا بِالصَّبِرِ".

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ لَا يَرَوْنَ بَأْسًا أَنْ يَتَدَاوَى الْمُحْرِمُ بِدَوَاءٍ مَا لَمْ يَكُنْ فِيهِ طِيبٌ.

نبیہ بن وہب سے روایت ہے کہ عمر بن عبید اللہ بن معمر کی آنکھیں دکھ گئیں جبکہ وہ احرام کی حالت میں تھے تو انہوں نے ابان بن عثمان سے مسئلہ دریافت کیا تو انہوں نے کہا: انہیں ایلوے کا لیپ کر دو، کیونکہ میں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو اسے رسول اللہ ﷺ سے ذکر کرتے ہوئے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے: "ان دونوں کو ایلوے کا لیپ کر دو۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اہل علم کا اس پر عمل ہے وہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے کہ احرام والا کسی ایسی دوائی کے ذریعے علاج کرے جس میں خوشبو نہ ہو۔

حکم الحدیث: (صحیح) صحیح ابی داؤد: ١٦١٢، اخرجه البزار: ٣٦٩؛ ابن خزيمه: ٢٦٥٤، والبيهقي: ٦٢/٥

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٢٠٤، سنن ابو داود: ١٨٣٨ و ١٨٣٩، سنن النسائي: ٥/١٤٣، مسند احمد : ٤٢٢ و ٤٣٩، صحيح ابن حبان: ٣٩٥٤

فوائد الحدیث: ''مُحرم'' آدمی کی اگر آنکھیں دکھ آئیں تو کسی ایسی دوائی کا استعمال کر سکتا ہے جس میں خوشبو نہ ہو اگر خوشبو دار دوائی استعمال کر لی تو پھر فدیہ دے گا۔ یاد رہے کہ یہ دوائی بیماری کی وجہ سے ہو زیب و زینت کے لیے نہیں۔

107- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُحْرِمِ يَحْلِقُ رَأْسَهُ فِي إِحْرَامِهِ مَا عَلَيْهِ

اگر احرام والا حالت احرام میں سر منڈوالے تو اس پر کیا واجب ہوتا ہے؟

953: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ وَابْنِ أَبِي نَجِيحٍ وَحُمَيْدٍ الْأَعْرَجِ وَعَبْدِ الْكَرِيمِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ بِهِ وَهُوَ بِالْحُدَيْبِيَةِ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ مَكَّةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَهُوَ يُوقِدُ تَحْتَ قِدْرٍ وَالْقَمْلُ يَتَهَافَتُ عَلَى وَجْهِهِ فَقَالَ أَتُؤْذِيكَ هَوَامُّكَ هَذِهِ؟ فَقَالَ: نَعَمْ. فَقَالَ: "احْلِقْ وَأَطْعِمْ فَرَقًا بَيْنَ سِتَّةِ مَسَاكِينَ. وَالْفَرَقُ ثَلَاثَةُ آصُعٍ أَوْ صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوِ انْسُكْ نَسِيكَةً". قَالَ ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ: "أَوِ اذْبَحْ شَاةً".

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ أَنَّ الْمُحْرِمَ إِذَا حَلَقَ رَأْسَهُ أَوْ لَبِسَ مِنَ الثِّيَابِ مَا لَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَلْبَسَ فِي إِحْرَامِهِ أَوْ تَطَيَّبَ فَعَلَيْهِ الْكَفَّارَةُ بِمِثْلِ مَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

سیّدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ان کے پاس سے گزرے جبکہ وہ مکہ میں داخل ہونے سے پہلے حدیبیہ کے مقام پر حالت احرام میں تھے، اور وہ ہنڈیا کے نیچے آگ جلا رہے تھے اور جوئیں ان کے چہرے پر گر رہی تھیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تمہاری یہ جوئیں تمہیں تکلیف پہنچاتی ہیں؟'' انہوں نے عرض کیا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''سر مونڈ لے اور ایک فرق سے (تین صاع، تقریباً سات کلو) چھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے، یا تین دن روزہ رکھ یا ایک قربانی کر۔ ابن ابی نجیح نے کہا کہ یا ایک بکری ذبح کر۔''

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے، اور نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اہل علم اور دیگر اہل علم کا اسی پر عمل ہے کہ احرام والا جب سر منڈوالے یا ایسا لباس پہن لے جو اسے احرام میں نہیں پہننا چاہیے یا خوشبو لگا لے تو اس پر اس کی مثل کفارہ ہے جو نبی ﷺ سے مروی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن خزيمه: ٢٦٧٦، الدارقطني: ٢/٢٩٨، والبيهقي: ٥/٥٥

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ١٨١٤، صحيح مسلم: ١٢٠١، سنن ابو داود: ١٨٥٦- ١٨٦١، سنن النسائي: ٥/١٩٤-١٩٥، مسند احمد : ١٨١٠١، صحيح ابن حبان: ٣٩٧٨

فوائد الحدیث: ''مُحرم'' آدمی کو اگر مجبوری یا بیماری کی وجہ سے سر منڈوانا پڑ جائے تو جائز ہے لیکن وہ ایک بکری یا تین روزے یا چھ مسکینوں کا کھانا فدیہ دے گا۔ ان تینوں میں سے جون سا بھی عمل کر لے کفایت کر جائے گا۔

108- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ لِلرِّعَاءِ أَنْ يَرْمُوا يَوْمًا وَيَدَعُوا يَوْمًا

چرواہوں کے لیے رخصت ہے کہ وہ ایک دن رمی کریں اور ایک دن رمی نہ کریں

954: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي الْبَدَّاحِ بْنِ عَدِيٍّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "أَرْخَصَ لِلرِّعَاءِ أَنْ يَرْمُوا يَوْمًا وَيَدَعُوا يَوْمًا".

سیّدنا عدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے چرواہوں کے لیے رخصت دی ہے کہ وہ ایک دن رمی کریں اور ایک دن رمی نہ کریں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَكَذَا رَوَى ابْنُ عُيَيْنَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسی طرح روایت کیا ہے۔

وَرَوَى مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي الْبَدَّاحِ بْنِ عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ عَنْ أَبِيهِ. وَرِوَايَةُ مَالِكٍ أَصَحُّ.

مالک بن انس نے عبداللہ بن ابی بکر عن ابیہ عن ابی البداح بن عاصم بن عدی عن ابیہ کی سند سے روایت کیا ہے۔ امام مالک کی روایت زیادہ صحیح ہے۔

وَقَدْ رَخَّصَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ: لِلرِّعَاءِ أَنْ يَرْمُوا يَوْمًا وَيَدَعُوا يَوْمًا وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ.

اہل علم میں سے کچھ حضرات نے چرواہوں کے لیے رخصت دی ہے کہ وہ ایک دن رمی کریں (کنکریاں ماریں) اور ایک دن نہ کریں اور یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابو يعلى: ٦٨٣٦، الحاكم: ١/٤٧٨، والبغوي: ١٩٧٠

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٩٧٥ و ١٩٧٦، سنن ابن ماجه: ٣٠٣٦، و ٣٠٣٧، سنن النسائي: ٥/٢٧٣، مسند احمد: ٢٣٧٧٤-٢٣٧٧٧، صحيح ابن حبان: ٣٨٨٨

955: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي الْبَدَّاحِ بْنِ عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: "رَخَّصَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِرِعَاءِ الإِبِلِ فِي الْبَيْتُوتَةِ أَنْ يَرْمُوا يَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ يَجْمَعُوا رَمْيَ يَوْمَيْنِ بَعْدَ يَوْمِ النَّحْرِ فَيَرْمُونَهُ فِي أَحَدِهِمَا".

سیّدنا عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے اونٹوں کے چرواہوں کو رات گزارنے کے بارے میں رعایت دی کہ وہ قربانی کے دن رمی کریں، پھر قربانی کے دن کے بعد دو دن کی رمی اکٹھی کسی ایک دن کر لیں۔

قَالَ مَالِكٌ: ظَنَنْتُ أَنَّهُ قَالَ فِي الأَوَّلِ مِنْهُمَا ثُمَّ يَرْمُونَ يَوْمَ النَّفْرِ.

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ راوی نے یہ کہا تھا کہ وہ دونوں (گیارہ، بارہ ذوالحجہ) میں سے پہلے دن رمی کر لیں، پھر واپسی کے دن (تیرہ ذوالحجہ کو) رمی کر لیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَهُوَ أَصَحُّ مِنْ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ.

اور یہ ابن عیینہ کی حدیث عن عبداللہ بن ابی بکر سے زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں گزشتہ حدیث۔ اخرجه المزي في تهذيب الكمال: ١٣/٥٠٨

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٩٧٥ و ١٩٧٦، سنن ابن ماجه: ٣٠٣٦، و ٣٠٣٧، سنن النسائی: ٥/٢٧٣، مسند احمد: ٢٣٧٧٤-٢٣٧٧٧، صحيح ابن حبان: ٣٨٨٨

فوائد الحدیث: حجاج کرام کے لیے یوم النحر کے بعد ایام تشریق کی راتیں منیٰ میں گزارنا لازم ہیں، اگر کوئی مجبوری ہو کہ جس کے بغیر چارہ نہ ہو تو پھر حاجی۔ یوم النحر کی رمی کر کے چلا جائے اور گیارہ بارہ دو دن کی رمی اکٹھی کر لے خواہ گیارہ کو یا بارہ کو یعنی جمع تقدیم کرے یا جمع تاخیر دونوں طرح جائز ہے۔ اور پھر تیرہ تاریخ کی رمی الگ سے کر لے۔ یا پھر گیارہ کی رمی کر کے چلا جائے تو بارہ اور تیرہ دو دن کی رمی ایک دن میں کر لے۔

109- بَابُ إِهْلَالِ الرَّجُلِ كَإِهْلَالِ النَّبِيِّ ﷺ

نبی ﷺ کے تلبیہ کی طرح تلبیہ کہنا

956: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنِ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا سَلِيمُ بْنُ حَيَّانَ قَالَ: سَمِعْتُ مَرْوَانَ الأَصْفَرَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ عَلِيًّا قَدِمَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْيَمَنِ فَقَالَ: بِمَ أَهْلَلْتَ؟ قَالَ: أَهْلَلْتُ بِمَا أَهَلَّ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ. قَالَ: لَوْلَا أَنَّ مَعِي هَدْيًا لَأَحْلَلْتُ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ یمن سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم نے کیا تلبیہ کہا تھا؟“ انہوں نے عرض کیا، میں نے اسی کا تلبیہ کہا ہے جس کا رسول اللہ ﷺ نے کہا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر میرے ساتھ ہدی کا جانور نہ ہوتا تو میں (عمرہ کرنے کے بعد) احرام کھول دیتا۔“ امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث اس طریق سے حسن صحیح غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) الارواء، الحج الکبیر: ١٠٠٦، اخرجه المزي في تهذيب الكمال: ٢٧/٤٥٦، والبيهقي: ٥/١٥

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٥٥٨، ومسلم: ١٢٥٠، مسند احمد: ١٢٩٢٧، وصحیح ابن حبان: ٣٧٧٦

فوائد الحدیث: کسی بھی دوسرے آدمی کے احرام کی نیت کر کے مبہم احرام باندھنا جائز ہے۔ جیسا کہ حدیث الباب سے واضح ہے۔

110- بَابُ مَا جَاءَ فِي يَوْمِ الْحَجِّ الأَكْبَرِ

حج اکبر کا دن

957: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنِ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ يَوْمِ الْحَجِّ الأَكْبَرِ؟ فَقَالَ: يَوْمُ النَّحْرِ.

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے رسول اللہ ﷺ سے حج اکبر کے دن کے متعلق دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ قربانی کا دن ہے۔“

حکم الحدیث: (صحیح) الارواء، صحیح ابی داؤد: ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، اخرجه ابن جرير في تفسيره: ۱۰/۶۹-۷۰۔ بعض کہتے ہیں اس میں حارث اعور ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ۱۹۴۵

958: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: "يَوْمُ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ يَوْمُ النَّحْرِ".

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حج اکبر کا دن قربانی کا دن ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَلَمْ يَرْفَعْهُ وَهَذَا أَصَحُّ مِنَ الْحَدِيثِ الْأَوَّلِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: انہوں نے اسے مرفوع روایت نہیں کیا، اور یہ پہلی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔

وَرِوَايَةُ ابْنِ عُيَيْنَةَ مَوْقُوفًا أَصَحُّ مِنْ رِوَايَةِ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ مَرْفُوعًا. هَكَذَا رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْحُفَّاظِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ مَوْقُوفًا. وَقَدْ رَوَى شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ مَوْقُوفًا.

ابن عیینہ کی موقوف روایت محمد بن اسحاق کی مرفوع روایت سے زیادہ صحیح ہے۔ اسی طرح کئی ایک حفاظ نے ابو اسحاق عن حارث عن علی کی سند سے موقوف روایت کیا ہے۔ شعبہ نے ابو اسحاق سے روایت کیا انہوں نے عن عبداللہ بن مرہ عن حارث عن علی موقوف روایت کیا۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں گزشتہ حدیث۔ بعض کہتے ہیں یہ موقوف ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: اخرجه الطبرانی: ۱۰/۷۲

فوائد الحدیث: ۱۔ حج کو عمرے کے مقابلے میں حج اکبر کہا جاتا ہے اور عمرے کو حج اصغر۔

۲۔ حدیث الباب میں جو یوم النحر کو حج اکبر کہا گیا ہے یہ اس مناسبت ہے کہ حج کے ارکان میں سے سب سے زیادہ ارکان یوم النحر کو ادا کیے جاتے ہیں مثلاً رمی جمرہ عقبہ، قربانی، حجامت اور طواف زیارت کرنا۔ اتنے زیادہ کام حج کے دنوں میں سے کسی اور دن نہیں کیے جاتے۔

۳۔ عوام الناس میں جو معروف ہے کہ جس حج کا یوم عرفہ، جمعہ کا دن ہو وہ حج اکبر ہے تو قرآن وحدیث میں اس کی کوئی دلیل نہیں، محض عوامی خیال ہے۔

111- بَابُ مَا جَاءَ فِي اسْتِلَامِ الرُّكْنَيْنِ

دو رکنوں کا استلام

959: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنِ ابْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يُزَاحِمُ عَلَى الرُّكْنَيْنِ زِحَامًا مَا رَأَيْتُ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ يَفْعَلُهُ. فَقُلْتُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ! إِنَّكَ تُزَاحِمُ عَلَى الرُّكْنَيْنِ زِحَامًا مَا رَأَيْتُ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ يُزَاحِمُ عَلَيْهِ. فَقَالَ: إِنْ أَفْعَلْ فَإِنِّي سَمِعْتُ

عبید بن عمیر سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما دونوں رکنوں (حجر اسود اور رکن یمانی) پر اس طرح ٹھہرتے تھے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی کو اس طرح ٹھہرے ہوئے نہیں دیکھا، تو میں نے کہا: ابو عبدالرحمٰن! آپ جس طرح دو رکنوں پر ٹھہرتے ہیں میں نے کسی صحابی کو ٹھہرتے ہوئے نہیں دیکھا تو انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے

رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: "إِنَّ مَسْحَهُمَا كَفَّارَةٌ لِلْخَطَايَا. وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ مَنْ طَافَ بِهَذَا الْبَيْتِ أُسْبُوعًا فَأَحْصَاهُ كَانَ كَعِتْقِ رَقَبَةٍ. وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: لَا يَضَعُ قَدَمًا وَلَا يَرْفَعُ أُخْرَى إِلَّا حَطَّ اللهُ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةً وَكَتَبَ لَهُ بِهَا حَسَنَةً".

سنا: "ان دونوں پر ہاتھ پھیرنا گناہوں کا کفارہ ہے۔" اور میں نے آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "جس نے اس گھر کا سات بار طواف کیا اور اسے شمار کیا تو وہ غلام آزاد کرنے کی طرح ہے۔" اور میں نے آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "جو شخص (طواف کے دوران) ایک قدم رکھتا اور دوسرا اٹھاتا ہے تو اللہ اس کے بدلے میں اس کا گناہ مٹا دیتا ہے اور اس کے لیے ایک نیکی لکھ دیتا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَرَوَى حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنِ ابْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ نَحْوَهُ. وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ أَبِيهِ.

امام ترمذی نے کہا: حماد بن زید عن عطاء بن سائب عن ابن عبید بن عمیر نے ابن عمر سے اسی مانند روایت کیا ہے۔ اور انہوں نے اس میں عن ابیہ کا ذکر نہیں کیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) المشكوة: ٢٥٨٠، التعليق الرغيب: ٢/١٢٠، اخرجه ابن خزيمه: ٢٧٢٩، ابو يعلى: ٥٦٨٧

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٤٤٦٢، صحيح ابن حبان: ٣٦٩٧، و ٣٦٩٨، الحاكم: ١/٤٨٩، البيهقي: ٥/١١٠

فوائد الحدیث: ۱۔ حجر اسود اور رکن یمانی کا استلام بہت بڑا اجر و ثواب ہے کہ انسان کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔ استلام کی تفصیل کے لیے دیکھیے فوائد حدیث نمبر ۸۵۶۔

۲۔ استلام کے لیے کسی دوسرے کو تکلیف پہنچائے بغیر انسان بھرپور کوشش کر سکتا ہے جیسا کہ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کیا کرتے تھے۔

112- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْكَلَامِ فِي الطَّوَافِ

طواف کے دوران بات چیت کرنا

960: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "الطَّوَافُ حَوْلَ الْبَيْتِ مِثْلُ الصَّلَاةِ إِلَّا أَنَّكُمْ تَتَكَلَّمُونَ فِيهِ فَمَنْ تَكَلَّمَ فِيهِ فَلَا يَتَكَلَّمَنَّ إِلَّا بِخَيْرٍ".

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "بیت اللہ کے گرد طواف کرنا نماز کے مثل ہے اِلّا یہ کہ تم اس میں بات چیت کر لیتے ہو، پس جو اس میں کلام کرے تو وہ خیر کی بات کرے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ وَغَيْرِهِ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَوْقُوفًا. وَلَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث ابن طاؤس وغیرہ سے عن طاؤس عن ابن عباس کی سند سے موقوف روایت کی گئی ہے۔ ہم اسے صرف عطاء بن سائب کی روایت کے حوالے سے ہی مرفوع جانتے ہیں۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ يَسْتَحِبُّونَ أَنْ لَا

اکثر اہل علم کا اسی پر عمل ہے وہ اس بات کو مستحب سمجھتے ہیں

يَتَكَلَّمَ الرَّجُلُ فِي الطَّوَافِ إِلَّا لِحَاجَةٍ أَوْ بِذِكْرِ اللهِ تَعَالَى أَوْ مِنَ الْعِلْمِ.

کہ آدمی طواف کے دوران کسی ضرورت یا اللہ تعالیٰ کے ذکر یا علمی بات کے علاوہ کوئی اور بات نہ کرے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الارواء: ١٢١، المشكوٰة: ٢٥٧٦، التعليق الرغيب: ٢/١٢١، التعليق على ابن خزيمة: ٢٧٣٩

تخریج الحدیث: التلخيص: ١/١٣٠، شرح مشكل الآثار: ٥٩٧٣،٥٩٧٢، صحيح ابن حبان: ٣٨٣٦

فوائد الحدیث: ۱۔ طواف میں نماز کی طرح طہارت و پاکیزگی اور خشوع و خضوع کا اہتمام کرنا چاہئے

۲۔ کسی اچھی بات کے کرنے کی ضرورت پیش آجائے تو دوران طواف کر سکتا ہے۔ فضول، لغو گفتگو سے پرہیز کرنا چاہیے۔

طواف کے تفصیلی احکام کے لیے حدیث نمبر ۸۵۶ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں

113- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ

حجر اسود کا بیان

961: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ جَرِيرٍ عَنِ ابْنِ خُثَيْمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ "فِي الْحَجَرِ وَاللهِ لَيَبْعَثَنَّهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَهُ عَيْنَانِ يُبْصِرُ بِهِمَا وَلِسَانٌ يَنْطِقُ بِهِ يَشْهَدُ عَلَى مَنِ اسْتَلَمَهُ بِحَقٍّ".

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے حجر اسود کے بارے میں فرمایا: "اللہ کی قسم! اللہ قیامت کے دن اسے اٹھائے گا تو اس کی دو آنکھیں ہوں گی جن سے وہ دیکھے گا، ایک زبان ہوگی جس سے وہ بولے گا، اور جس نے اسے حق کے ساتھ بوسہ دیا ہوگا اس کے حق میں گواہی دے گا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) المشكوٰة: ٢٥٧٨، التعليق الرغيب: ٢/١٢٢، التعليق على ابن خزيمة: ٢٧٣٥، اخرجه الدارمي: ١٨٤٦

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٢٩٤٤، مسند احمد: ٢٢١٥، صحيح ابن حبان: ٣٧١١، ابو يعلى: ٢٧١٩

فوائد الحدیث: حجر اسود، اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے شعور، آنکھیں اور زبان دے گا، یہ ہر اس شخص کے حق میں گواہی دے گا جس نے اجر و ثواب کی نیت سے، پورے ادب و احترام کے ساتھ اسے "استلام" کیا ہوگا۔

114- بَابُ [اِدِّهَانُ الْمُحْرِمِ بِالزَّيْتِ]

احرام والے کا تیل لگانا

962: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ فَرْقَدٍ السَّبَخِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "كَانَ يَدَّهِنُ بِالزَّيْتِ وَهُوَ مُحْرِمٌ غَيْرَ الْمُقَتَّتِ".

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ حالت احرام میں (اپنے سر میں) ایسا تیل لگاتے تھے جس میں خوشبو نہیں ہوتی تھی۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: الْمُقَتَّتُ الْمُطَيَّبُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اَلْمُقَتَّتُ کا معنی ہے اَلْمُطَيَّبُ (خوشبودار)

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.
لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ فَرْقَدٍ السَّبَخِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ. وَقَدْ تَكَلَّمَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ فِي فَرْقَدٍ السَّبَخِيِّ وَرَوَى عَنْهُ النَّاسُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے صرف فرقد سبخی عن سعید بن جبیر کی سند کے حوالے ہی سے جانتے ہیں۔ یحییٰ بن سعید نے فرقد سبخی پر کلام کیا ہے۔ بہت سے لوگوں نے ان سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) اس میں فرقد السبخی ضعیف ہے۔ البتہ یہ موقوف صحیح ہے۔ دیکھیں بخاری۔

تخریج الحدیث: موقوفا صحيح بخاری: ١٥٣٧، مرفوعاسنن ابن ماجه: ٣٠٨٣، مسند احمد : ٤٧٨٣

فوائد الحدیث: ا۔ یہ روایت مرفوعاً تو ضعیف ہے۔ البتہ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تک موقوف ثابت ہے لیکن وہ بھی احرام سے پہلے تیل لگالیا کرتے تھے احرام کی حالت میں تیل نہیں لگاتے تھے۔ (دیکھئے صحیح بخاری باب الطیب عند الاحرام)

۲۔ احرام کی حالت میں تیل وغیرہ کے استعمال سے بھی پرہیز کرنا چاہئے کیونکہ احرام کی حالت میں صرف خوشبو منع نہیں، زیب و زینت بھی منع ہے۔

115- بَابُ [مَا جَآءَ فِي حَمْلِ مَاءِ زَمْزَمَ]

آب زمزم (اپنے ساتھ وطن) اٹھالانا

963: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَزِيدَ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رضی الله عنها أَنَّهَا كَانَتْ تَحْمِلُ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ وَتُخْبِرُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَحْمِلُهُ.

عروہ رحمۃ اللہ علیہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ وہ آب زمزم ساتھ اٹھالاتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ اسے اپنے ساتھ (مدینہ منورہ) اٹھالاتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) الصحيحة: ٨٨٣، انظر تهذيب الكمال: ٣٦٣/٨، تحفة الاشراف: ١٦٩٠٥.

تخریج الحدیث: تاريخ الكبير للبخاری: ١٨٩/٣، مسند ابو يعلى: ٤٦٨٣، مستدرک الحاكم: ٤٨٥/١، سنن كبرىٰ للبيهقي: ٢٠٢/٥

فوائد الحدیث: زمزم کا پانی مکہ مکرمہ سے باہر اپنے علاقے میں اپنے ساتھ لے جایا جاسکتا ہے۔ بلکہ یہ رسول اللہ ﷺ کی سنت بھی ہے۔

116- بَابُ [أَيْنَ يُصَلَّى الظُّهْرَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ]

ترویہ (آٹھ ذوالحجہ) کے دن ظہر کی نماز کہاں پڑھی جائے

964: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْوَزِيرِ الْوَاسِطِيُّ الْمَعْنَى وَاحِدٌ قَالَا: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُوسُفَ الأَزْرَقُ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَنَسٍ

عبدالعزیز بن رفیع نے بیان کیا، میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہا: مجھے کوئی ایسی چیز بتائیں جسے آپ نے رسول اللہ ﷺ سے یاد کیا ہو کہ آپ ﷺ نے آٹھ ذوالحجہ کے دن ظہر کی نماز کہاں

بْنِ مَالِكٍ حَدِّثْنِي بِشَيْءٍ عَقَلْتَهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَيْنَ صَلَّى الظُّهْرَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ قَالَ: بِمِنًى. قَالَ قُلْتُ فَأَيْنَ صَلَّى الْعَصْرَ يَوْمَ النَّفْرِ؟ قَالَ: بِالأَبْطَحِ. ثُمَّ قَالَ: افْعَلْ كَمَا يَفْعَلُ أُمَرَاؤُكَ.

ادا کی تھی؟ انہوں نے فرمایا: منیٰ میں، میں نے کہا: آپ ﷺ نے روانگی کے دن عصر کی نماز کہاں پڑھی تھی؟ انہوں نے فرمایا: ابطح میں؟ پھر فرمایا: اسی طرح کرو جس طرح تمہارے امراء کرتے ہیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ يُسْتَغْرَبُ مِنْ حَدِيثِ إِسْحَاقَ بْنِ يُوسُفَ الأَزْرَقِ عَنِ الثَّوْرِيِّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اسحاق بن یوسف ازرق عن ثوری کی سند کے حوالے سے غریب تصور کی جاتی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح ابي داؤد: ١٦٧٠، اخرجه الدارمي: ١٨٧٩، ابن خزيمه: ٩٥٨، وابن الجارود: ٤٩٤

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٦٥٣، صحیح مسلم: ١٣٠٩، سنن ابو داود: ١٩١٢، سنن النسائی: ٢٤٩/٥-٢٥٠، مسند احمد: ١١٩٧٥، صحیح ابن حبان: ٣٨٤٦، ابو یعلی: ٤٠٥٣، البیهقي: ١١٢/٥، البغوي: ١٩٢٣

فوائد الحدیث: ١۔ یوم الترویہ۔ آٹھ ذوالحجہ کو کہتے ہیں۔

٢۔ یوم النفر۔ تیرہ ذی الحجہ کو۔ کیونکہ اس دن حاجیوں کی منیٰ سے واپسی ہوتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے آٹھ ذوالحجہ کی ظہر کی نماز منیٰ میں پڑھی ہے کہ اس دن سے حج کے مناسک شروع ہوتے ہیں۔

اور تیرہ ذوالحجہ کو منیٰ سے واپسی پر وادی ابطح میں آپ ﷺ ٹھہرے اور عصر کی نماز ادا کی۔ لیکن یہ وادی ابطح میں منیٰ سے واپسی پر ٹھرنا ضروری نہیں اگر کوئی وہاں نہیں رکتا تو کوئی حرج نہیں۔

تفصیل کے لیے حدیث ۹۲۱، ۹۲۲ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

تنویر الأحوذی

اردو شرح

جامع ترمذی شریف

مکتبہ محمدیہ النور سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

Mob.: 0300 - 4826023, 0334 - 4842982

E:mail: maktabahmuhammadia@gmail.com

Designed By: عبدالواسع 0307-4122161

اسٹاکسٹ

مکتبہ اہلِ حدیث

امین پور بازار فیصل آباد

041-2624007

0333-6574758